ماشاء الله لا قوة الا بالله

درین ایام سعید بفضل کردگار مجید نسخه روشیعه مضامین مفید المسمی

من تصانیف عالم بالله داعی الی الله مجمع الفضائل منبع الفواضل

بحسن اهتمام حافظ محمد عبد القدوس مالک صحیفه قدسی بسنه ۱۳۰۶ھ

مطبع قدوسی واقع دهلی درست طبع شد

فہرست کتاب ہدایات الرشید الی افحام العنید

صفحہ	مضمون
۲	ف — بروے مذہب شیعہ مخالفونکی بزرگونکو برا کہنا حرام ہے
۵	ف — بطلان عصمت ائمہ
۶	ف — ذکر مناظرہ لودیانہ
۸	ف — التماس ضروری بطور مقدمہ
۱۳	ف — تردید تمہید
۲۱	بحث — تقلید
۲۷	ف — شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ مین اپنا نام کیون نہین لکھا
۳۰	ف — تردید اصل کتاب
۳۱	بحث — ائمہ کی تقدیم اصحابہ پر
۳۴	ف — زبان کو دل کے ساتھ موافق کرنا خلاف تشیع ہے
۳۵	ف — حسب ارشاد امام معصوم اپنے ماننے والون کو دین مین کلام کرنا منع ہے
۳۶	ف — اکابر شیعہ نے مذہب کے چھپانے مین ائمہ کی اطاعت کی
۳۸	ف — ظہور بدعات کے وقت سکوت کرنے والا ملعون ہے
۴۶	ف — اعتراف فضیلت مخصوصہ خلفا مستلزم اعتقاد افضلیت و نقص کو نہین ہے
۴۹	ف — امام المتکلمین شیعہ ایک مغل کے جواب سے معذور ہو سکتے تھے
۵۳	ف — شیعہ کو مخالفین سے جھگڑنا نہین چاہیئے کیونکہ انکو حجت تلقین نہین آتی ہے
۵۴	حسن و قبح
۵۵	ف — بنابر اصول شیعہ کے خدا پر عقول حاکم ہین
۶۱	ف — مذہب شیعہ مین دوسرونکو اپنی مذہب مین بلانا حرام ہے
۶۴	بحث — مذہب شیعہ مین مباحثہ مذہبی حرام ہے
۸۰	ف — دین و ایمان کے ماخذ شیعہ و اہل سنت کے یہان کون ہین
۸۲	ف — محققین شیعہ کے نزدیک جناب امیر علیہ السلام سوا رسول کے تمام انبیاء سے افضل ہین
	ف — اصول شیعہ کے موافق جناب امیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی افضل ہین
۸۴	ف — شیعون کے راوی ائمہ کیسے فاسق او نیز مجسمہ ہین
۸۷	ف — شیعہ کے نزدیک مخالف مذہب ائمہ کی روایت بھی مقبول ہے
۹۳	ف — تحقیق در بیان حدیث سفینہ و ثقلین و حدیث نجوم
۹۹	ف — اجماع دلیل قطعی ہے
۱۰۱	ف — حضرات شیعہ کا عجیب و غریب اجماع
۱۰۲	ف — محدثین شیعہ کے نزدیک اصول و فروع خبر واحد سے ثابت ہو سکتے ہین
۱۰۶	ف — انبیاء کے کفر کا ثبوت روایات شیعہ کے موافق
۱۱۱	ف — اہل بیت کی جناب مین حضرات شیعہ کی گستاخیان
۱۱۳	ف — شیعہ کے نزدیک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اہلبیت سے خارج ہین
۱۱۶	ف — صحابہ مقبولین شیعہ کے حالات
۱۲۳	ف — صحابہ مقبولین شیعہ بارہ ہزار تھے

صفحہ		عنوان
۱۲۶	بحث	فضائل صحابہ
۱۲۷	ف	آیات دالہ بر فضائل صحابہ
۱۳۱	ف	اس الزام کا جواب کہ صحابہ نماز جمعہ میں حضرت کو چھوڑ کر چلے گئے
۱۴۶	ف	مثالب صحابہ میں عبارت تحفہ کی توجیہ
۱۴۹	ف	جواب مطاعن صحابہ
۱۵۱	ف	اس طعن کا جواب کہ صحابہ تجہیز و تکفین حضرت کی طرف متوجہ نہ ہوئے
۱۵۲	ف	احراق بیت کی دھمکی کا جواب
۱۵۵	ف	حضرت عباس اور ابو سفیان نے چاہا تھا کہ حضرت امیر سے بیعت کریں آپ نے قبول نہ کیا
۱۵۸	ف	درباب خطبہ للہ بلاد فلان علامہ کنتوری کی تکذیب
۱۶۱	بحث	اس حدیث کی جو شیعہ نقص خلافت پر دال ہے
۱۶۳	ف	آیات میں روات شیعہ تراش خراش کرتے ہیں
۱۶۵	ف	حسب روایات شیعہ جناب امیر خلفاء کے ساتھ ہمیشہ شیر و شکر اور شریک مشورہ رہے
۱۶۷	ف	جواب اس کا کہ صحابہ کا حضرت فاطمہ کے گھر میں اجتماع ہونا شیعہ بے دینی کہتے ہیں
۱۷۶	ف	صحت آیات اہل سنت حسب تصریح عبد الرزاق لاہیجی
۱۷۷	ف	حسب تصریح علماء شیعہ حضرت پیغمبر نے شیخین کو ابراہیم و نوح علیہم السلام سے تشبیہ دی۔
۱۸۰	ف	حضرات شیعہ اصول و فروع میں ثقلین کے مخالف ہیں
۱۸۳	ف	اثبات صحابہ کے لئے مقدمہ خلافت محک امتحان نہیں ہو سکتا
۱۸۶	بحث	حدیث ستحرصون علی الامارۃ وستکون ندامۃ الخ
۱۹۳	ف	شرائط امامت شیعہ کے ہاں حسب توقع مصلحت وضع ہوتی ہیں
۱۹۸	ف	حضرات شیعہ نے امر کیا کہ انبیاء کی عصمت میں قدح کیا ہے نہ اہل سنت نے۔
۲۰۰	ف	شیعہ میں اختلاف ائمہ کا بیج ڈالا ہوا ہے
۲۰۳	ف	اہل سنت نے جو طریق انعقاد خلافت کے لکھے ہیں ان پر الزام مصادرہ علی المطلوب باطل ہے۔
۲۰۶	ف	بعض اصول شیعہ دلائل عقلی و نقلی سے ثابت نہیں
۲۰۸	ف	اجمالی طور پر روایات شیعہ سے شرائط ثلاثہ کا ابطال
۲۱۳	ف	ائمہ مصیبت کے وقت تو صبر کرتے ہیں لیکن حلول مصیبت سے پہلے جزع فزع فرماتے ہیں
۲۱۵	ف	نقض خلافت کے شوریٰ اور تدبیریں کرنے کے الزام کا جواب
۲۱۸	بحث	جواب طعن کہ امیر نے شیخین کو ذکر زمانہ خلافت میں فرمایا وانزل عن منبری
۲۲۳	بحث	تعریفات شرائط ثلثہ میں جرح قدح
۲۲۷	بحث	عصمت
۲۲۸	ف	اثبات شرط عصمت ائمہ کی پہلی دلیل کا ابطال
۲۳۳	ف	اثبات شرط عصمت ائمہ کی دوسری دلیل ماخوذہ تفسیر کبیر کا ابطال
۲۳۵	ف	اثبات شرط عصمت ائمہ کی تیسری دلیل ماخوذہ تفسیر کبیر کا ابطال
۲۳۷	ف	اثبات شرط عصمت ائمہ کی چوتھی دلیل ماخوذہ تفسیر کبیر کا ابطال
۲۴۰	بحث	دلائل عصمت ائمہ از تحفہ
۲۴۹	ف	اثبات شرط عصمت ائمہ کی پہلی دلیل ماخوذہ تحفہ کا ابطال
۲۵۶	ف	اثبات شرط عصمت ائمہ کی دوسری دلیل ماخوذہ تحفہ کا ابطال
۲۵۸	ف	اثبات شرط عصمت ائمہ کی تیسری دلیل ماخوذہ تحفہ کا ابطال
۲۵۹	ف	اثبات شرط عصمت ائمہ کی چوتھی دلیل ماخوذہ تحفہ کا ابطال
۲۶۳	ف	اثبات شرط عصمت ائمہ کی پانچویں دلیل ماخوذہ تحفہ کا ابطال
۲۶۷	بحث	نص

صفحہ	مضمون
۲۶۸	ف - اثبات اشتراط نص کے پہلی دلیل کا ابطال
۲۷۰	ف - اثبات اشتراط نص کی دوسری دلیل کا ابطال
۲۷۳	ف - اثبات اشتراط نص کی تیسری دلیل کا ابطال
۲۷۵	ف - اثبات اشتراط نص کے چوتھی دلیل کا ابطال
۲۸۲	ف - اثبات اشتراط نص کی پانچوین دلیل کا ابطال
۲۸۷	ف - اثبات اشتراط نص کے چھٹی دلیل کا ابطال
۲۹۱	ف - اثبات اشتراط نص کے ساتوین دلیل کا ابطال
۲۹۴	ف - اثبات اشتراط نص کے اٹھوین دلیل کا ابطال
۲۹۶	ف - اثبات اشتراط نص کے نوین دلیل کا ابطال
۳۰۱	ف - افضلیت
"	ف - اشتراط افضلیت کی پہلی دلیل کا ابطال
۳۰۹	ف - اشتراط افضلیت کی دوسری دلیل کا ابطال
۳۱۱	ف - زیاد کا مختصر تاریخی حال
۳۱۳	ف - اشتراط افضلیت کی تیسری دلیل کا ابطال
۳۱۵	ف - اشتراط افضلیت کی چوتھی دلیل کا ابطال
۳۱۹	ف - اشتراط افضلیت کی پانچوین دلیل کا ابطال
۳۲۱	نفیس - خواجہ محمد پارسا کی فصل الخطاب مین انساب سمعانی [illegible] ابوجعفر قمی شیعی کو ساتھ امام بخاری کی استشہاد کی باب مین -
۳۲۸	ف - اشتراط افضلیت کے چھٹی دلیل کا ابطال
۳۴۹	ف - اشتراط افضلیت کے ساتوین دلیل کا ابطال
۳۵۰	ف - اشتراط افضلیت کے اٹھوین دلیل کا ابطال
۳۵۳	ف - اشتراط افضلیت کے نوین دلیل کا ابطال
۳۵۶	ف - اشتراط افضلیت کے دسوین دلیل کا ابطال
۳۵۷	ف - اشتراط افضلیت کے گیارہوین دلیل کا ابطال
۳۵۹	ف - اشتراط افضلیت کے بارہوین دلیل کا ابطال
۳۶۳	ف - اشتراط افضلیت کے تیرہوین دلیل کا ابطال
۳۶۶	ف - اشتراط افضلیت کے چودہوین دلیل کا ابطال
۳۷۱	ف - امامت کی بابت ائمہ سے خلاف نص کا ثبوت
۳۷۳	ف - حسب روایات شیعہ معاذ اللہ خدا تعالی کو بدا واقع ہوتا ہے
۳۷۵	ف - امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلع خلافت فرمایا
۳۷۹	ف - باہم ائمہ مین ایک دوسرے کی تخطیہ کا ثبوت
۳۸۵	نفیس - خطبہ نہج البلاغۃ [illegible] ابوبکر [illegible] کی دلیل تحقیقی ہوگیا جس سے تکذیب شیعہ [illegible] ابطال مذہب شیعہ ہے
۳۹۰	ف - جناب امیر کے خطبہ مین حضرت عمر رضی کی تعریف
۴۰۵	ف - جناب امیر نے حسب روایات صحیحہ بیعت مین کچھ شش و پنج اور تاخیر نہین فرمائی
۴۱۰	ف - عجیب [illegible] علی کا ثبوت [illegible] الزام [illegible]
۴۱۳	ف - امامت کے باب مین عجیب و غریب مسئلہ اہل شیعہ کا جناب امیر کی طرف نسبت کرنا
۴۱۸	ف - ابھی تجویز جناب امیر کو خلیفہ کیون تسلیم کرتے تھے [illegible] نزدیک [illegible]
۴۲۱	ف - ابھی تجویز جناب امیر [illegible] اہل سنت [illegible] تو یہ جناب امیر کیلئے کچھ جواب نہین ہو سکتا -
۴۲۵	ف - عجیب [illegible] یعنی امر من [illegible] خلیفہ تسلیم فرما کر مذہب شیعہ کو باطل کر دیا
۴۳۴	ف - [illegible] کیونکہ [illegible] معرفت حجت کی شرط تھی یا نہین -
۴۴۳	ف - حسب اعتراف مجیب جناب امیر کا کلام مین خلفاء ثلثہ کی موافق ہونا -

۴۳۸	بہتان لا علاقہ اہل سنت کہ شیعوں نے حضرت علی کے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی امیر المومنین نے نمط فرمایا ہے۔
۴۳۹	حضرت ارشاد جناب امیر علیہ السلام کسی ذی مرتبہ سے بھی عصمت کی طرف منسوب ہوا کرتے ہیں مذہب شیعہ باطل کرتی ہے۔
۴۴۱	ارشاد جناب امیر لا بد للناس من امیر برّ او فاجر ابطال عصمت کی تقریر ہے
۴۵۲	امامت کا جو حسب اعتراف شیعہ بمنزلہ نبوت ضروری ہے
۴۵۹	اثبات خلافت خلفا رضی اللہ عنہم
۴۶۰	جناب امیر و خلفاء رضی اللہ عنہم کے باہم اتحاد و محبت کا ثبوت
۴۶۷	دلیل اول اثبات خلافت خلفاء ثلاثہ کی عقلی
۴۸۴	خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم کے اثبات کی دوسری دلیل آیت شوریٰ سے
۴۹۸	ارشاد جناب امیر بعد شہادت عمر اور ہونا فتح خلفاء کا زمانہ خلافت میں
۵۰۲	خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم کی حقیقت کی تیسری دلیل نہج البلاغہ سے
۵۰۳	اثبات حقیقت خلافت خلفاء کی چوتھی دلیل نہج البلاغہ سے
۵۱۴	ثبوت حقیقت خلافت خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی پانچویں دلیل
۵۲۵	ثبوت حقیقت خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم کی چھٹی دلیل
۵۴۱	ثبوت حقیقت خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم کی ساتویں دلیل
۵۴۴	ثبوت حقیقت خلافت خلفاء ثلاثہ کی آٹھویں دلیل
۵۴۸	ثبوت حقیقت خلافت خلفاء ثلاثہ کی نویں دلیل
۵۵۰	ثبوت حقیقت خلافت خلفاء ثلاثہ کی دسویں دلیل
۵۵۸	ثبوت حقیقت خلافت خلفاء ثلاثہ کی گیارہویں دلیل
۵۶۲	اہل سنت و شیعہ میں خلافت کی اصل ہونے کی نسبت یہ اختلاف کی تحقیق
۵۶۸	خلافت کے اصول اعتقاد ہونے کی دلیل کا ابطال
۵۷۰	فروعی اختلافات میں بھی تشدد ہو گیا ہے
۵۷۲	حدیث من لم یعرف امام زمانہ سے خلافت کے اعتقاد ہونے پر استدلال کا ابطال
۵۷۴	جناب امیر بھی بعض مسائل نہ جانتے تھے
۵۷۹	ثبوت اسکا کہ مسئلہ امامت کتب فقہیہ میں ذکر کرنے سے اعتقادی نہیں ہوا اور بیان فرق مسائل فروعیہ و اعتقادیہ
۵۸۰	مسئلہ امامت کے فروعی ہونے کی دلیل
۵۸۹	حدیث الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ کی تحقیق اور اس پر اعتراض کا جواب
۵۹۲	تکذیب اسکی کہ حنفیہ مطالبین میں امیر معاویہ کو خلیفہ راشد لکھا ہے
۵۹۸	روایات بشارت دوازدہ امام
۶۰۲	روایات متضمن بشارت دوازدہ امام مذہب شیعہ کو مضر رسان ہیں
۶۰۹	قصہ احراق بیت کا جواب
۶۱۴	تحریف قرآن
۶۱۶	تحریف قرآن کی دلیل شیعہ کی کتابوں سے
۶۲۰	تفصیل علمائے امامیہ میں تحریف کا واقع ہونا اور دو مستقل سورتوں کا ذکر
۶۲۶	مشائخ شیعہ کا اعتقاد در باب تحریف قرآن
۶۴۱	صدوق اور مرتضیٰ وغیرہ کا تحریف سے انکار قواعد شیعہ کی رو سے غلط ہے
۶۴۷	طوسی اور طبرسی کا قرآن میں زیادتی کے بطلان کو مجمع علیہ کہنا غلط ہے
۶۴۸	متاخرین علماء شیعہ کے تحقیقات سے تحریف کا ثبوت
۶۵۱	کلینی اور تمام محدثین شیعہ کے نزدیک قرآن ناقص و متغیر ہونے کا ثبوت
۶۵۴	میں نہ ہب امامیہ اور منصب کی تحقیق
۶۶۰	روایات اہل سنت پر ثبوت تحریف قرآن کے اعتراض کا جواب

مضمون	صفحہ
نکاح ام کلثوم	۶۷۳
اگر اہل سنت کی کتابوں سے فاروق کا نکاح بنت زہرا سے ثابت نہو تو اونکی دعوی کو کچھ مضر نہیں۔	۶۷۴
اہل سنت کی کتابوں سے فاروق کے ساتھ ام کلثوم بنت زہرا کے نکاح کا ثبوت	″
اہل تشیع کی کتابوں سے فاروق کے ساتھ بنت زہرا کے نکاح کا ثبوت	۶۸۳
شیعہ کے اس دعوی کا ابطال کہ فاروق کا نکاح ام کلثوم بنت صدیق سے ہوا نہ بنت زہرا سے	۶۸۶
ہمت السعدا کی روایت کی تغلیط	۶۸۹
مطالبہ تصحیح حوالہ اور مجیب کی دیانت داری	۶۹۲
جناب امیر کے تقیہ کرنے اور مجبور و مکرہ ہونے کا روایات متعددہ سے بطلان	۶۹۵
روایت قتل ابوبکر اشجع بجائے فدک	۶۹۷
حدیث بساط	۷۰۴
روایت متضمن تہدید جناب امیر بخلیفہ ثانی رض	۷۱۲
روایت متضمن خوف خلیفہ ثانی از جناب امیر رض	″
روایت متضمن خوف خلیفہ ثانی از جناب امیر رض	۷۱۳
روایت میزاب عباس رض	۷۱۵
حسب مذہب شیعہ نکاح مومنہ کا مجوسی کے ساتھ ناجائز ہے	۷۲۳
فریقین کے نزدیک ابتداء اسلام میں مومنہ کا نکاح کافر کے ساتھ جائز تھا اور یہی منسوخ ہوا تو ام کلثوم کے نکاح کا قیاس اس پر نہیں ہو سکتا	۷۲۵
فائدہ جلیلہ در باب نسخ نکاح با مشرک	۷۲۸
مجیب کے تہذیب اور سلف صالح پر کا ذکر اجمالی	۷۳۲
مجیب لبیب نے حضرت عباس کے نسبت قدح کو تسلیم کر لیا	۷۳۷
حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دونوں کی نسبت شیعہ کی بخش بیانی اور مجیب کی تاویل علیل و اونکی تہذیب	۷۳۸
شیعہ کے نزدیک ولد الزنا ہونے کا قاعدہ کلیہ	۷۴۴
حسب روایات شیعہ آیت من کان فی ہذہ اعمی الخ عباس کے حق میں نازل ہوئی بطور تمسخر نہیں	۷۴۷
صد قصہ احراق بیت فاطمہ رض کا جواب	۷۵۱
قصہ ایقاع فعل اور صرف تہدید و تخویف میں باعتبار ظاہر کچھ فرق نہیں	۷۵۸
احراق بیت کے لئے مثل ہیزم وغیرہ جمع کرنا غلط ہے اور ثبوت قصہ ایقاع فعل نہیں	۷۶۱
ہدایۃ الشیعہ پر مجیب کے اعتراض کا جواب	۷۶۷
آیت غار کے جواب میں قاضی نور اللہ شوستری کی غلطی اور غلطی کی تائید سے تردید	۷۷۵
خطبہ للہ بلاد فلان میں حضرت علامہ دہلوی قدس سرہ کے تحقیق اور علامہ لکھنوی کا انکار اور اوسکا ابطال	۷۸۹
میر مہدی علی خان کے آیات بینات نسبت کم علمی و بدتہذیبی کا جواب	۷۹۶
خطبہ للہ بلاد فلان حسب تحقیق ابن میثم ابوبکر رض یا عمر رض کی حق میں ہے اور شرح کی عبارت اور اونکی تحقیق	۸۰۲
ابن میثم نے شرح نہج البلاغہ کے خطبہ میں خدا سے عہد باندھا ہے کہ حق کی طرفداری اور خواہش کیطرف میل نہ کرونگا۔	۸۲۴
مجیب کے اس اعتراض کا جواب کہ علماء اہل سنت للہ بلاد فلان کو غلطی اسی قسم سمجھتے ہیں	۸۴۱
صاحب طعن الرماح کا کتاب منہاج السالکین کے نام کے غلط ہونے کو صاحب تحفہ رحمہ اللہ کی طرف نسبت کرنا غلط ہے۔	۸۵۷

۲۵۸	مقدمہ فدک میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے رضا کا ثبوت۔	۲۶۴	حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کا ابوبکر کے ساتھ اخیر عمر تک کلام نہ کرنا روایت شیعہ سے بھی باطل ہے
۲۶۵	معاملہ فدک میں درباب رضاء فاطمہ رضی اللہ عنہا بخاری کی حدیث کی توجیہ	۲۶۶	حضرت نجیب کا بحوالہ معالم التنزیل یہ فرمانا کہ ایک نبی نے دین کے کفار کی عبادت میں شریک ہونا اختیار کیا تھا محض کذب وافترا ہے۔

التماس ضروری

کافہ اہل سنت وجماعت علمایان پیشوائی دین اسلام وامراء وروساء پشت پناہ اہل اسلام وتاجران ذوی الاقتدار وجملہ خواص وعوام کی خدمت میں التماس ہے کہ تخریب معاندین سے دین کی اعانت اور شکوک وشبہات مخالفین سے اوسکی حمایت وصیانت ہر فرد بشر پر واجب ہے خداوند تعالیٰ شانہ فرماتا ہے واعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ اور منجملہ مخالفین کے فی زماننا شیعہ امامیہ اثنا عشریہ ہیں جنکا برخلاف ائمہ کرام شب وروز بزرگان دین صحابہ کرام وازواج امہات المومنین کو سب وشتم وطعن کرنا وظیفہ ہوگیا ہے اگرچہ بعض علماء کرام نے ہمہ تشیع کے رد وابطال میں جد وجہد کو نہایت قصوی کو پہنچا دیا ہے اور کوئی مرحلہ باقی نہیں چھوڑا جنکو طے نفرمایا ہو تاہم میدان مناظرہ وسیع ہے کہ اوسکی جزئیات کا حصر واحاطہ دشوار ہے اور اکثر علماء اہل سنت رحمۃ اللہ علیہم نے قدیما وحدیثا اسطرف توجہ نہیں فرمائی اور باعث عدم توجہی چند موانع ہیں منجملہ اونکے جو مانع غالبا سب سے اول پیش آتا ہے وہ یہی ہے کہ کتب مذہبی دستیاب نہیں ہوتے اور جب تک کتب دستیاب نہوں تو اونکو الزام نہیں دیا جاسکتا اور ظاہر ہے کہ فراہمی کتب بدون وافر سرمایہ کے دشوار ہے اور بدون توجہ امراء ذوی ثروت ممکن نہیں جب فقیر نے اس وادی میں قدم رکھا اور پہلی منزل میں یہ مانع پیش آیا تو باوجود تلاش وتفتیش کے اہل سنت کے یہاں کہیں ایسا ذخیرہ کتب شیعہ معلوم نہو جس جگہ سے اونکی کتابیں ملکر اونکو قائل کیا جاوے آخر بعد تلاش وتجسس بعض کتب قیمتا اور بعض عاریۃ فراہم کیں لیکن یہ خیال دل نشین ہوا کہ اگر ایسا ذخیرہ فراہم کیا جاوے جو کتب مذہبی شیعہ کو حاوی ہو تو بلاشبہ داخل رباط الخیل ہے چنانچہ اس خیال کی جملہ احباب نے تائید کی اور ذخیرہ کتب مذہبی ومناظرہ جملہ مخالفین عموما اور کتب مذہبی ومناظرہ شیعہ امامیہ خصوصا کے ذخیرہ کی فراہمی کو بالاتفاق ضروری ہونا تسلیم کیا اور یہ تجویز قرار پائی کہ رسالہ ہدایات الرشید کی طبع میں جو ارباب کرم نے محض خدا کے واسطے امداد فرمائی ہے اس روپیہ کو بھی خدا کے ہی کام میں خرچ کیا جاوے اور اس کتاب کو بلا نفع فروخت کر کے جسقدر روپیہ فراہم ہو اوس سے ذخیرہ کتاب مناظرہ شیعہ خریدا جاوے اور یہ کہ کافہ اہل سنت کو اس طرف متوجہ کیا جاوے کہ وہ اعانت دین کے لئے کمر ہمت باندھکر حسب توفیق کتابوں سے زر نقد سے زبان سے قلم سے قدم سے امداد فرماویں اور نیز یہ رائے قرار پائی کہ یہ ذخیرہ کتب کتب خانہ مدرسہ عربی دیوبند میں جو اس وقت میں علوم دینی وتعلیم کے اعتبار سے منبع الانہار ہے اور شہرت کی رو سے آفتاب نصف النہار یہ ذخیرہ زیر اہتمام مہتمم مدرسہ موصوف رکھا جاویگا اور جسقدر کافی ذخیرہ فراہم ہو جاویگا تو بعد یہ سالانہ کیفیت مدرسہ اور عام اخبارات کو شایع کردیا جاویگا کہ اسجگہ فلاں فلاں حضرات کی عنایت وامداد سے اسقدر ذخیرہ کتب فراہم ہوگیا ہے اہل اسلام میں سے جسکو ضرورت ہو اور کتابوں کا دیکھنا چاہے وہ مدرسہ موصوف میں دیکھ لے چنانچہ فقیر ہی اپنی کتب اس قسم کی بعد فراغ انشاء اللہ تعالیٰ مدرسہ موصوف میں رکھیگا۔ اب التماس یہ ہے کہ جمیع اہل اسلام اس امر خیر میں شریک ہوکر دین کی اعانت وامداد فرماویں سو حضرات اہل علم کتابوں سے امداد فرما سکتے ہیں مثل علماء اور مالکان مطابع اور تاجران سب کی وہ کتابوں سے امداد فرماویں اور جو ارباب کرم زر نقد سے اعانت فرما سکتے ہیں مثل رؤساء وامراء وغیرہ کے وہ زر نقد سے اعانت فرماویں۔ اور جن حضرات کے پاس کوئی اس قسم کی کتاب ہو اور وہ دینا پسند نفرماویں تو ہمکو صرف نقل کرنے کیواسطے چند روز کے لئے ہی عنایت فرماویں۔ اور جو کچھ عنایت فرماویں یا بخدمت جناب مہتمم مدرسہ عربیہ دیوبند ضلع سہارنپور بھیجیں۔ یا بحضور خدام حضرت مولانا مولوی الشاہ مولانا رشید احمد صاحب ادام اللہ اظلال برکاتہم بمقام قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور بھیجیں۔ یا مولف رسالہ بندہ خلیل احمد عفی عنہ مدرس عربی مدرسہ ریاست بہاولپور حماہا اللہ عن الفتن والشرور کے پاس ارسال فرماویں وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

ملتمس خلیل احمد عفا اللہ عنہ

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدك حمدا كثيرا طيبا مباركا يا من هو متصف بالمجد والعلو وصفات الكمال ومنزه عن شوب
النقائص والقبائح والزوال تنزهت ذاته وتقدست اسمائه وصفاته - لا اله الا هو الكبير المتعال
الذي انزل علينا احسن الحديث كتابا متشابها مثاني تقشعر منه الجلود - منه آيات محكمات
هن ام الكتاب - يهدي بها الى دار الخلود قرآنا لا يأتيه الباطل من بين يديه ولا من
خلفه تنزيل من حكيم حميد فرقانا بين الحق والباطل ونورا وهدى للناس فالذين كفروا بآيات الله
لهم عذاب شديد - فاكمل لنا الدين القويم - واتم نعمه الظاهرة والباطنة علينا وعلى عباده المؤمنين
نصلي ونسلم عدد خلقه وزنة عرشه ومداد كلماته دائما متواليا على رسوله وخير خلقه سيدنا ومولانا محمد سيد
المرسلين خاتم النبيين قائد الغر المحجلين رسول الثقلين امام القبلتين - الذي عصمنا عن السبل المتفرقة العوجاء
وشرع لنا الشريعة الغراء - وتركنا على الملة الحنيفية السمحة السهلة البيضاء - التي ليلها ونهارها سواء - وعلى آله وصحبه
العروة الوثقى للمتمسكين ونجوم الهدى للمستهدين خصوصا منهم من قوموا الاود واوفوا العهد وكان مكانهم في
الاسلام لعظيم مصائبهم في الاسلام بجرح شديد شهادة خاتم الخلفاء الراشدين بل كانوا مثل نوح وابراهيم
من بين النبيين على لسان سيد المرسلين وعلى من تبعهم باحسان الى يوم الدين - **اما بعد**

بندہ حافظ ابو ابراہیم خلیل احمد بن شاہ مجید علی بن شاہ احمد علی بن شاہ قطب علی رحمۃ اللہ علیہم ساکن قصبہ
انبہٹہ ضلع سہارنپور جسکو فخر تلمذ دو واسطون کے ساتھ حضرت خاتم المحدثین استاذ البریہ مؤلف
تحفہ اثنا عشریہ سے حاصل ہے ارباب دین و دیانت و فہم و فراست و عقل و کیاست کی خدمات بابرکات
مین عرض کرتا ہے۔ کہ جو فیما بین اس عاجز کے اور سید فرزند حسین صاحب شیعی اثنا عشری کی مسائل مختلف
فیہا مین تحریری گفتگو ہو رہی ہے۔ اوسکا اصلی قصہ یہہ ہے۔ کہ میرے عنایت فرما میر حجی عنایت احمد
صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اور مولوی ابو الطیب غفر اللہ لہ نے ایک سوال متعلق مسئلہ خلافت محررہ سید
فرزند حسین صاحب جو حسب عادت حضرات شیعہ متضمن کلمات طنز و تعریض آمیز و طعن خیز نسبت صحابہ کرام
رضوان اللہ علیہم و دیگر اکابر اہلسنت رحمۃ اللہ علیہم تھا۔ بغرض تحریر جواب میرے پاس بھیجا قطع
نظر اخلاق و تہذیب کے اوسکے دیکھنے سے معلوم ہوا۔ کہ میر صاحب کو اپنی مذہبی محرمات کی بھی خبر
نہیں ہے جبکہ محدثین و مفسرین شیعہ نے ائمہ رضوان اللہ علیہم سے بروایات صحیحہ نقل فرمایا ہے کہ اعدا کی
مثالب بیان کرنا اور انکی نسبت طعن و تعریض کرنا اور سب و شتم کرنا حرام ہے اور اسکا مرتکب ائمہ رضی اللہ عنہم کی زبان مبارک سے
ملعون ہے محمد بن مرتضی اپنی تفسیر صافی مین زیر آیت ولا تسبوا الذین الخ نقل کرتے ہین وفی الکافی عنہ
(ای عن الصادق)۔ فی حدیث وایاکم وسب اعداء اللہ حیث یسمعونکم فیسبوا
اللہ عدوا بغیر علم وفی الاعتقادات عنہ[ع] انہ قیل انا نری فی المسجد رجلا
یعلن بسب اعدائکم ویسبہم فقال مالہ لعنہ اللہ یعرض بنا قال اللہ تعالیٰ ولا
تسبوا الذین یدعون الآیۃ علاوہ ازین قبل خروج امام حجاب تقیہ کو رفع کرنا اور مذہب شیعہ کو برملا کہنا دائرہ اسلام
سے خارج ہونا ہے چنانچہ اعتقادات صدوق سے یہہ امر مثل روز روشن ثابت ہے اور روایات مباحث ائمہ مین
بضمن محل مناسب مذکور ہونگی یہہ امر یقینی ہے کہ یہہ جھگڑا اور نزاع جو اسلام کے دو عظیم فرقون مین صدہا

[illegible] حرام ہے

[۱] کافی مین امام صادق رضہ سے ایک حدیث مین مروی ہے اپنے آپکو بچاؤ اللہ کے دشمنون کو برا کہنے سے کیونکہ وہ تم سے سنکر
اللہ کو برا کہین گے۔ اپنی جہل و عداوت کی سبب۔ اور اعتقادات مین امام صادق رضہ سے مروی ہے۔ انکی خدمت مین عرض کیا گیا کہ ہم دیکھتے
ہین مسجد مین ایک مرد کو تمہاری دشمنونکو علی الاعلان سب و شتم کرتا ہے فرمایا اوسکو کیا ہوا خدا اوسپر لعنت کرے ہمپر تعریض کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولا تسبوا الذین یدعون

سال سے چلا آتا ہے جسنی باہم دونو فرقون مین ایسا تفرقہ ڈالدیا جیسا کفر و اسلام مین واقع ہے بلکہ اوس سے
بھی کچھہ بڑہکر اوسکا اسطرح طے ہونا ممکن نہین اور میدان مناظرہ تحریری نہایت وسیع ہے ہر ایک
فریق دوسری کے جواب مین کچھہ نہ کچھہ لکھہ سکتا ہے۔ دنیا کی حالاتین غور کرنے سے معلوم
ہوسکتا ہے کہ اگر بمقابلہ ادیان باطلہ کچھہ لکھی تو وہ بھی جواب دینے سے دریغ نہین کرینگے۔ پھر کوئی
مسئلہ مختلف فیہا ایسا باقی نہین رہا۔ کہ علماء فریقین نے کما حقہ اوسکی بحث و تفتیش اور بخوبی
اوسکی چہان بین نہ کی ہو اور جد و جہد کو اوسکی تحقیقات مین غایۃ قصوی کو نہ پونہچایا ہو یہہ ہی وجہہ ہے
کہ علماء اہلسنت نے یہہ عقبات و مراحل طے کرکے استراحت فرمائی ہے اور بدون ضرورت
اسطرف توجہہ نہین فرماتی اور شیعہ کی کتابین دیکہنا او[illegible] لکہنا اور جدال و مناظرہ متروک کردیا
چنانچہ دوسری اہل مذاہب باطلہ کے ساتہہ بھی یہہ ہی کیفیت ہے اور تمام اہل مذاہب بحمد اللہ تعالی اہلسنت
کا لوہا مان گئی ہین جو فرقہ اہلسنت کی مقابل ہوا اوسنی مونہہ کی کہائی چنانچہ اہلسنت کے
ان مباحثونکی قصی جو حال مین ہی واقع ہوئی ہین جیسا کہ آگرہ کی مباحثہ پادری فنڈر وغیرہ کے ساتہہ
اور چاندپور ضلع شاہجہانپور کا معرکۃ الآرا مباحثہ ہنود و عیسائیون کے ساتہہ مثل آفتاب رابعۃ النہار
روشن ہین۔ جسکو مخالفین خود اپنی زبان سے تسلیم کرچکے ہین شعر تروی مناقبہم لہم اعداءہم
والفضل ما شہدت بہ الاعداء۔ اسلئی نہایت اختصار کے ساتہہ اس عاجز نے اوسکا جواب لکہا اور
ایجاز کی ساتہہ بجواب مطاعن مذہب اہل تشیع کی شنائع اور علماء شیعہ کی غلطیان بطور نمونہ عرض
کین اور مقصود اس سے یہہ تہا۔ کہ میر صاحب متنبہ ہوجائین اور سمجہہ لین کہ اس چہیڑ چہاڑ سے کچہہ
فایدہ نہین بحول اللہ تعالے نہ اہلسنت کچہہ اپنی مذہب مین بودی اور کم زور ہین۔ نہ مذہب تشیع
کی قبائح و شنائع مخفی و مستور ہین کس برتی پر اہل حق سے چہیڑ چہاڑ شروع کرتے ہین۔ اور مصداق
اس قول کے ہوتے ہین شعر ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد۔ ساعد سیمین خود را رنجہ کرد بحمد اللہ
تعالے تیرہ ۱۳ سو برس سے اہل سنت اور اونکا مذہب حسب وعدہ خداوندی تعالی بمضمون آیت کریمہ

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

لہ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ عموماً تمام ادیان و مذاہب پر اور خصوصاً مذہب تشیع پر جو ابتداء حدوث سے
ستر تقیہ مین مستور و مستتر رہکے غالب چلا آیا ہے اور انشاء اللہ تعالے حسب وعدہ تا قیام قیامت
غالب رہیگا۔ پہر کسکا حوصلہ ہی جو اوسنی انکہہ ملاوی۔ لیکن میر صاحب کو بدین وجہ کہ اونکو
اپنی مذہب سے وقفیت نہین ہی صرف مناظرہ کی ہی کتابین دیکہی ہین اور نیز خیال ہی کہ اہلسنت
کتب شیعہ کی دیکہنی کو خود ہی حرام سمجہتی ہین اور اوسی متنفر ہین اور عام طور پر کتابین بہی
دستیاب نہین ہوسکتی جو ہر کسیکو الزام کا موقع میسر ہو اور ہم اہل سنت کے مذہب سے واقف ہین
پس اہلسنت بمقابلہ ہماری کیا جواب دیسکتی ہین۔ تنبہ ہوا۔ اور برخلاف بعض آئمہ رضا کے
جنکی تفصیل عنقریب ابحاث آئندہ مین مذکور ہوگی آمادہ جدال و مناظرہ ہوئے اور اصل وجہہ اسکی
یہہ ہوئی کہ میر صاحب کو دو قسم کی لوگونسی گفتگو اور چہیڑ چہاڑ کا اتفاق ہوا اگر علماسی سلسلہ
چہیڑ تو اونہون نے تو فضول و لغو سمجہکر التفات نہین فرمایا اور عوام بیچاری جو اپنے مذہب سے ہی
چندان واقف نہین ہوتے دوسرونکا جواب کیا دیسکتی تہی اسلئی آپکا دماغ عرش برین پر جا پہونچا
اور ہمچو ما دیگری نیست کا تخیل سر مین سمایا اور اوس مختصر تحریر کے جواب مین جو تقریباً بقدر تین چار
ورق کے ہوگی ایک طومار طویل الذیل لکہکر بواسطہ عزیزان موصوفین بماہ ربیع الثانی ۱۳۰۲ھ
میری پاس بہیجا۔ اگر اوس تحریر کو معمولی طور پر لکہا جاوی تو تقریباً دس یا بارہ جز ہون گویا بزعم
خود خصم کو لاجواب کردیا اور میدان مناظرہ جیت لیا مجہکو وہ تحریر سفر کے رواروی مین
جبکہ مین وطن مالوفہ کیطرف عازم تہا اسٹیشن لدہیانہ پر ملی تہی اسلئی ہنگام قیام وطن مین بہی
اوسکو دیکہہ بہی نہین سکا اور جب مع الخیر بہاولپور اپنے وطن اقامت کیطرف مراجعت کی تو وقت
اوسکو تامل کی نظر سے دیکہا باللہ العظیم مین باوجود اپنی ہیچمدانی کی اوس تحریر کو ہرگز اس لائق
نہین سمجہتا کہ علماء اوسکی طرف التفات فرمائین چہ جائیکہ اوسکو قابل جواب سمجہا جائے اور دل
نہ چاہتا تہا کہ اوسکے جواب پر قلم اوٹہایا جاوی چنانچہ اسی امر کی تصدیق یہی ہوا چاہتی ہی لیکن

لہ وہ ذات وہی ہی جسنی بہیجا اپنی رسول کو ہدایت اور دین حق کیساتہ تاکہ غالب کری اوسکو تمام ادیان پر اگرچہ برا لگے کافرون کو ۱۲۔

پہر میری بہی تحریر تتمہ جواب الجواب بہی ہے جو کہ ... فرمایا کہ اگر ... کا جواب لکہا جائیگا

تو وہ پہر مدتہا سب ... نہ دیکہی ... ہو گی اور ... ہے ... تمام تحقیقات ... ان شبہات کا ضرر

تو تہا ہی ... آپکی نصرت و تائید ... کان ... نہ ... تہا ہی ... جوابات شمس العلماء

بدر الکاملین الفقیہ الکامل المحدث البارع المفسر الرشید ... رشید ہی ... وسندی ... سیدی ... یوم

... ہوئی ... مولانا الحافظ الحاج جناب مولوی رشید احمد صاحب دام اللہ ظلال برکاتہم علے

... رشید ... بہی ... بنظر بعض مصالح وقت جواب الجواب تامہی کی بنسبت ارشاد فرمایا کہ ... عنقا ...

... فرمایا بندہ نے بتعمیل ارشاد حضرت مخدوم دامت برکاتہم جواب الجواب لکہنی ... تہیہ کیا

... کیکن اوراد کو مطالعہ کر کے کچہہ کچہہ لکہنا شروع کیا۔ لیکن بعض موانع کی وجہ

... التزام مشیہ نہوا جب بطرح اس رسالہ کی چند اجزاء لکہہ چکا تو بذریعہ ... جنات

... صاحب ... معلوم ہوا کہ ... عام جلسہ لدہیانہ مین جعفر خانصاحب شیعہ کے ...

منعقد ہوا اور ... مین فریقین مولوی مشتاق احمد صاحب سلمہ انبہٹوی وغیرہ اہلسنت ... میر

صاحب وغیرہ اہل تشیع کے علے الاعلان زبانی مباحثہ ہوا جسمین حسب وعدہ صادقہ خداوندی

اہل حق غالب آیا۔ اور فرقہ اہل تشیع میر فرزند حسین صاحب وغیرہ علی رؤس الاشہاد ساکت و مفحم ہوئی

میر صاحب وغیرہ کیطرف سے سوال ثبوت حقیت خلافت افضل الصدیقین تہا جسکو مولوی مشتاق احمد صاحب سلمہ

نے آیت ورست سے مثل آفتاب نورانی کر کی دکہلادیا اور مولوی مشتاق احمد صاحب وغیرہ کیطرف سے سوال

اثبات عصمت ائمہ کا تہا جو حضرت میر صاحب سے بن نہ آیا۔ وکیف کہ الحق یعلو ولا یعلی[1]

ارشاد ہی اور وعدہ صحیح بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق[2]

حضرات شیعہ کا عصمت کی بنسبت دعوی محض خیالی پلاؤ ہے جسکی نہ کتاب اللہ تعالی مساعد ہے

نہ سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واقوال ائمہ کرام مثبت و موید۔ سبحان اللہ حضرات شیعہ کے

---

[1] سچی بات اونچی رہتی ہے نیچے نہیں ہوتے۔ [2] بلکہ پہینکتے مین ہم حق کو اوپر باطل کے پس توڑتا ہے سر اوسکا پس ناگہان وہ فنا ہو جاتا ہے۔ ۱۲

محدثین و مفسرین خود بہی ائمہ کی نسبت ایسی روایت کرتے ہین کہ آیت + اِنَّ الَّذِیْنَ
یَکْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی
الْکِتٰبِ انہی کی شان مین نازل ہوئی ہی اور نیز اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ
سے بہی ائمہ ہی مراد ہین چنانچہ علامہ مجلسی نے بحار الانوار کی باب کتمان علم مین ان روایات کے
تخریج کی ہی جس سے معاذ اللہ اونکا کاتمین حق اور اونکی دشمنونکا ملعون ہونا ظاہر و باہر ہوتا ہے اور خود
بہی اونکی عصمت کی بہی مدعی ہین پس خیال کرنے کی جگہہ ہی کہ معصومیت اور ملعونیت یعنی چہ
الغرض بعد اس سماجت کی مینی خیال کیا کہ مکرمی میر حجی عنایت احمد صاحب سلمہ کا جو مدعا تحریر جواب سے تہا
وہ با حسن وجوہ حاصل ہوگیا۔ اب کچہہ حاجت نہین رہی۔ کہ میر صاحب کی جواب بجواب لکہنی مین تضیع
اوقات کیجاوے۔ چنانچہ حضرت مخدوم دام برکاتہم کیخدمت مین یہین خیال ایک عرضداشت
لکہی جسکا خلاصہ مدعا یہہ تہا۔ کہ اس رسالہ کی تحریر سے جو مقصود تہا وہ زبانی مناظرہ سے حاصل ہوگیا
پہر علاوہ حرج اوقات اور اخلال و اہمال مشاغل دینیہ کی اس تحریر مین کلمات متضمن سوء ادب
بجناب بزرگان دین بمجبوری قلم سے نکلتی ہین۔ اگرچہ اونکا صادر ہونا محض الزاماً یا نقلاً شیعہ
کی روایات مذہب سے ہی اور عتقاد دلی سے نہین بلکہ دلی لوگونکو نہایت مکروہ اور برا جانتا ہون اگر اجازت
ہو تو اس تحریر کو موقوف ملتوی کردون بجواب اسکی حضرت مخدوم دامت برکاتہم نے ارقام فرمایا
جسکا حاصل یہہ ہے کہ جو کام للّٰہی طور پر شروع کردیا گیا ہی اسکا اتمام کو پہونچانا ہی مناسب ہی

ا؎ تحقیق جو لوگ کہ چہپاتے ہین جو کچہہ کہ اوتارا ہمنی دلیلون سے اور ہدایت سے پیچہی اسکی کہ بیان کیا ہمنی اسکو واسطی لوگون کے بیچ کتاب کے یہہ لوگ
لعنت کرتا ہی اونکو اللہ اور لعنت کرتے ہین اونکو لعنت کرنیوالے۔ وعن حمران عن ابی جعفر علیہ السلام فی قول اللہ
ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والہدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب یعنی بذلک نحن واللہ المستعان۔ عن ابن ابی عمیر عن ذکرہ عن
ابی عبد اللہ علیہ السلام ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والہدی فی علی علیہ السلام ۱۲۔ عن عبد اللہ بن بکیر عمن حدثہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام
فی قولہ واولئک یلعنہم اللہ ویلعنہم اللاعنون قال نحن ہم ۔
تنبیہ اسکی پوری تحقیق اور علامہ مجلسی نے جو کچہہ اسکی تاویل فرمائی ہی اسکا جواب بحاشیہ آئندہ مین مفصل مذکور ہی ۱۲ عفی عنہ منہ

ناتمام چھوڑنا مناسب نہین اور جس کام کی ابتدا نیک نیتی کی ساتھہ بغرض حمایت اسلام کی گئی ہی
اوسکا انجام بخیر ہے اس تحریر کو پورا کردینا ہی مناسب ہی حضرت مخدوم دامت ظلال
برکاتہم کے اس ارشاد سی جب معلوم ہوا کہ امر تحریر بطور عزیمت ہی نہ بطور رخصت اور تحریر
جواب سی کوئی چارہ نہین اوسوقت سی کمر ہمت چست باندہکر باالتزام خارج از اوقات مدرسہ
لکھنا شروع کیا۔ ہرچند کہ اس ہیچمدان ضعیف و ناتوان کی قدرت و استطاعت سی اس تحریر کا
لکہا جانا باوجود تہجوم مشاغل کثیرہ کی دشوار بلکہ خارج تہا۔ لیکن محض حق تعالی شانہ کے
فضل و کرم نے دستگیری فرمائے۔ جو کچھہ امداد و اعانت خداوند تعالی شانہ کیطرف سی اس جواب
کی لکھنی مین اس عاجز و ناتوان کے شامل حال ہوئی۔ اوسکے بیان سی قلم و زبان قاصر و کوتاہ
ہین۔ کتب شیعہ کا دستیاب ہونا اس عاجز کی استطاعت سی خارج تہا۔ مگر محض بفضل خداوند
تعالے کتب بقدر ضرورت میسر و فراہم ہوگئین۔ روایات محتاج الیہا جنکا کتب مبسوطہ مین سی
برآمد ہونا غایت تفحص اور نہایت تلاش و تجسس پر منحصر تہا وہ بلا کلفت تلاش و مشقت تتبع ملگئین
یہہ محض او وہیری ہی امداد ہے۔ مضامین متعلقہ اوسی طرف سی ذہن مین وارد ہوے۔ یہہ ہی وجہہ ہی کہ
اس تحریر مین کسی شخص سی استعانت کی ضرورت واقع نہین ہوئی۔ اور وقت التزام سے تقریبا
سات ماہ مین بفضلہ تعالے اختتام کو پہونچ گئی اللّٰہم لا احصی ثناء علیک[1] انت
کما اثنیت علی نفسک اور یہہ سب حضرت مخدوم دامت برکاتہم کی برکات دعوات اور توجہات کا طفیل
ہی ورنہ سے کہا مین اور کہان یہہ نکہت گل ۔ نسیم صبح تیری مہربانی ۔ حق جل و علا شانہ حضرت
مخدوم کے علم مین اور عمل مین دین مین اور دنیا مین برکت عطا فرمادی۔ اور مراتب قرب میں ترقی عطا
رکھی اور عالم کو اونکی انوار فیضان سی منور رکھی اور اس عاجز کو اور تمام دوستونکو اونکی جماعت مین محشور
فرمادی۔ اللہم آمین۔ ویرحم اللّٰہ عبدا قال آمینا۔ ولما یسر اللّٰہ تعالے علی اتمامہ
ووفقت عن الاختتام خیانۃ جعلتہ بضاعۃ مزجاۃ و ہدیۃ محقرۃ مہداۃ لحضرت مولائی و مرشدی دام ظلہ

---

[1] الہی مین تیری ثنا کا احصا نہین کرسکتا ہون کیونکہ تو ویسا ہی ہی جیسا کہ تونے اپنے تعریف آپ کی ہے۔

یومی و عندی اسنع بلنه علیه لطفه الخفی و الجلی و توسلت به الی خدمته لیکون وسیلة لنجاتی و کفیلة لرفع درجاتی - فالمرجو من الطف ... الکریمة ان یا خذ بید هذا المذنب الجانی یوم تزل فیه الاقدام ولا یغیبانی یوم الفزع الاکبر یوم تزیغ فیه القلوب و تذوب الاجسام و لما کان تالیف علی وفق امره در صحیفه علی حسب ارشاده سمیته مورخا بهدایات الرشید الی افحام العنید - ناظرین اہل انصاف و تمکین کی خدمت مین التماس ہے کہ ہنگام ملاحظہ تحریر ہذا بطور مقدمہ چند امور ملحوظ خاطر رکہین —

التماس ضروری بطور مقدمہ

اول ناظرین رسالہ اس رسالہ مین اگر کوئی کلمہ ناشائستہ و نامناسب نسبت جناب خداوند علام یا نسبت شان انبیا و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام یا نسبت حضرات ائمہ و دیگر اہل بیت کرام یا صحابہ عظام وغیرہ بزرگان کے ملاحظہ فرماوین - تو اوسکو اس عاجز کے عقیدہ پر محمول نفرماوین - اور یہ نسمجہین کہ بندہ نے یہہ کلمہ اپنے اعتقاد سے لکہا ہے حاشا و کلا ہرگز ہرگز یہہ عقیدہ نہین کہ انمین سے کسیکی شان مین خلاف تعظیم و ادب کوئی کلمہ جائز و مباح سمجہا جاوے بلکہ قطعی کفر اور حرام اعتقاد کرتا ہون - فرق اسلامیہ مین سے کوئی فرقہ ایسا نہین کہ جسکو جناب خداوندی و انبیا و رسل کے وجوب تعظیم مین کلام ہو - سوائے بعض فرق شیعہ کے یا بعض مرویات امامیہ اثنا عشریہ کے - لیکن صحابہ و اہلبیت کے تعظیم و توقیر مین شیعہ و خوارج خذلہم اللہ کو غایت درجہ شغف ہے کہ شیعہ صحابہ کرام کی اہانت کو واجب اور تفسیق و تکفیر کو فرض اعتقاد کرتے ہین اور خوارج خذلہم اللہ اہلبیت کرام کے تذلیل کو واجب اور تضلیل کو فرض اعتقاد کرتے ہین لیکن ہم معشر اہل سنت و الجماعۃ عموما اپنے اعتقاد مین نبی ﷺ کے اہل بیت نبوت کی محبت اور تعظیم کو ایسا ہی واجب اور جزو اسلام اعتقاد کرتے ہین جیسا کہ صحابہ کی محبت اور تعظیم کو واجب اعتقاد کرتے ہین - اور انکی جناب مین گستاخی کو ایسا ہی حرام اور ناجائز سمجہتے ہین جیسا کہ صحابہ کرام کی جناب مین گستاخی کو - غرض شیعہ و خوارج کو اس باب مین اپنی اعتقاد کی میزان کے دونو پلہ مین برابر وزن کرتے ہین - لیکن چونکہ اس رسالہ مین شیعہ کو انکی روایات سے الزام دینا مقصود ہے - اسلئے بموافق مثل مشہور نقل کفر کفر نباشد اس قسم کا

جو کلمۂ تسلیم سے لکھا گیا ہے وہ مذہب شیعہ کی مطابق ہے کہ وہی مضمون اونکی روایات سے بدلالت مطابقی یا التزامی ثابت ہوتا ہے مثلاً حضرت ابوالانبیا آدم علے نبینا و علیہ الصلاۃ والسلام کا نعوذ باللہ کفر مین ابلیس لعین کے برابر بلکہ دو چند اور سہ چند ہونا۔ حضرات شیعہ کی روایات سے لکھا گیا ہے علاوہ اسکی اور انبیاء کی نسبت خدائی تعالیٰ کی نافرمانی کرنا۔ ائمہ کا قرآن مجید کی توہین و تذلیل کرنا اور اوسمین وقوع تحریف و تبدیل ائمہ کا فرمانا جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جناب امیر رضی اللہ عنہ کو دشنام دہی اور سب و شتم کرنا۔ اور اونکا فساق و فجار کے مجمع مین تشریف لیجانا۔ جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کا عام مسلمانون کے حقوق مین ناجائز تصرف و خیانت کرنا۔ جناب ام کلثوم رضی اللہ عنہا صاحبزادی جناب امیر و فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہما کی دشمنونکی دامن پاک کو فحش کی نجاست سے ملوث کرنا وغیرہا اس قسم کی سب کفریات اور خرافات حضرات شیعہ کی مذہبی روایات سے باوجود کراہت و استنکار طبع بطور الزام لکھی گئی ہین۔ ناظرین رسالہ اس جنس کے کفریات اس رسالہ مین دیکھکر حیران نہوون۔ اور بندہ کو معاف و معذور فرمائین مین بہزار زبان اور صمیم فواد و جنان سے ان کفریات سے تبری و تحاشی کرتا ہون۔

دوم۔ میر زند حسین صاحب نے اپنی پہلی تحریر مین تحریر فرمایا تہا کہ ہماری مقابلہ مین جو عبائر تحریر فرماوین بچشم خود دیدہ لکہیں۔ تحفہ وغیرہ کی بہروسے پر نرہین۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت میر صاحب نے تو ضرور ہی اسکا التزام فرما رکہا ہے کہ جو عبارت کتب خصم سے نقل کرتے ہین وہ چشم دید ہوتی ہے۔ چنانچہ بندہ نے حکم کی تعمیل کی اور اوسکے جواب مین جو روایت لکہی وہ چشم دید لکہی۔ اور نیز دائرہ نقل روایات کو وسیع کر دیا اور عرض کیا کہ جب روایات صحیح الماخذ اور غیر صحیح الماخذ ہر ایک فریق نے دوسری فریق سے نقل کی ہین تو اس صورت مین اسقدر کافی ہے کہ جس کتاب سے اوس روایت کو نقل کیا۔ جاوی یا اوسکا حوالہ دیا جاوی اصل ماخذ منہ سے نقل کرنا کچہہ ضرور نہین۔ ہان اگر خصم کسی روایت کی نسبت صحت نقل کا انکار کرے اور لکھی کہ

یہہ روایت کذب و دروغ ناقل ہے - تو اوسوقت اوس روایت کی صحت نقل کا ثابت کرنا کتب معتبرہ مذہب خصم سے لازم ہوگا - باوجود اوس دعوی کے جو میر صاحب نے فرمایا اور باوجود اوس توسع کے جو بندہ نے عرض کی میر صاحب نے نقل روایات مین قطع نظر التزام حوالہ کتب خصوصاً معتبرات کے صحت نقل کو بھی ملحوظ خاطر نہین کیا - بلکہ بمقتضاء تدین دعائی روایت کے الفاظ مین بموافق مطلب مسخ و تحریف فرمائی - مقدمہ نکاح حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا مین ایک روایت فتح الباری سے لکھی ہے - جسکی خاتمہ کی الفاظ یہہ ہین لم یکن یقبل منہ ذلک العذر حتی الجاہ ختم روایت پر کوئی حوالہ نہین دیا جس سے خیال کیا جاسکتا ہے کہ شاید آپنے فتح الباری سے ہی بلا واسطہ نقل کی ہوگی - حالانکہ فتح الباری مین اس روایت کا کہین نام و نشان نہین ملا - اگر آپنے فتح الباری سے نقل کی ہے تو فرمائین کہ فتح الباری مین یہہ روایت کس باب مین کس صفحہ پر مذکور ہے - اور نیز تفسیر معالم التنزیل سے لکھا ہے کہ انبیا مین سے ایک نبی نے بت خانہ مین جانا اور کفار کی عبادت مین شریک ہونا دین حق کی ترویج کی لئے اختیار فرمایا یہہ بھی محض دروغ ہے - تفسیر معالم التنزیل سے بحوالہ نزہہ ایک روایت نقل کے جس سے آپکو اہل حق کے مذہب پر کلام مجید مین تحریف کا واقع ہونا ثابت کرنا منظور ہے اوسکی آخر کا یہہ جملہ لکھا ہے - وقال عثمان رضی اللہ عنہ فی المصحف لحنا وسیقیمہ العرب بالسنتہا اور ترجمہ اسکا اسطرح کیا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قرآن مین لحن اور سقیمہ العرب ہے یہہ لفظ یعنی وسقیمہ العرب بالسنتہا محض حضرت میر صاحب یا اونکی بزرگ کشمیری صاحب صاحب نزہہ کا مسخ اور تحریف کیا ہوا ہے حاشا کہ کسی روایت مین یہہ لفظ ہو بلکہ فی الاصل یہہ لفظ اسطرح مروی ہے وستقیمہ العرب بالسنتہا - ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - لیکن ہمنے جسقدر اس رسالہ مین روایات لکھی ہین حسب قرارداد اکثر اہل تشیع کی کتب معتبرہ سے تلاش کرکے چشم دید لکھی ہین

لہ اوسکا یہہ عذر قبول نہین کیا یہانتک کہ اوسکو مجبور کردیا - ۱۲ -

اور جس جگہہ کوئی روایت باواسطہ نقل کی ہی وہان حوالہ بہی دیدیا ہی جس مضمون مین متعدد روایات نقل کی ہین۔ اوسجگہ اگر کچہہ روایات بالواسطہ نقل کی ہین۔ تو دو ایک وہ نہین چشم دید ہی لکھی ہین۔ پہر باوجود اسکے اگر کسی جگہہ خلاف معاہدہ ناظرین کوئی ایسا امر ملاحظہ فرماوین جو سہوا واقع ہوا ہو تو بندہ کو معذور سمجہین کہ جناب میر صاحب پہلی اس معاہدہ کو توڑ چکے ہین۔ والبادی اظلم۔

سوم۔ حضرت میر صاحب نے اپنی تحریر کی مواضع مختلفہ مین اپنی اخلاق و تہذیب و شایستگی پر افتخار و ناز فرمایا ہے باانہمہ ادعای تہذیب حضرت نے اسی تحریر مین بمقتضای اپنے ادعای اخلاق و تہذیب کے تعریضات و مطاعن سی کہین دریغ نہین فرمایا بلکہ کوئی دقیقہ بدتہذیبی کا اوٹہا نہین رکہا کیونکہ فحش اور گالیون تک نہین چوکے باوجود اسکی بندہ نے ایسی کلمات کی جواب ترکی بہ ترکی سے دانستہ اغماض و اعراض اختیار کیا ہی اور التزام کیا ہی کہ انشاء اللہ تعالے کوئی کلمہ خلاف تہذیب بطور طعن و تشنیع کے دانستہ نہین لکھیگا۔ اور اگر اتفاقاً کوئی کلمہ نادانستہ سبقت قلم سی نکل گیا ہو جسکی نسبت بندہ نے یہہ خیال نکیا ہو کہ گران بار خاطر سامی ہوگا تو بندہ اوسکی نسبت نہایت عاجزی کے ساتہہ معافی کا خواہان ہی۔ کہ میرا مقصود کسیکا دل دکہانا نہین ہی بلکہ خود میر صاحب نے آخر تحریر مین گویا میری طرف سی فرمادیا ہی کہ مباحثہ مذہبی مین احقاق حق و ابطال باطل کے لئے ایسی الفاظ بولے اور لکہی جاتی ہین۔ جو ناگوار طبع مخاطب ہون پہر اگر سہوا ایسا کوئی کلمہ نادانستہ میری زبان و قلم سے نکل گیا ہو تو وہ بہی واجب العفو ہی۔

چہارم۔ تحریر جواب الجواب کی بارہ مین حضرت میر صاحب کی یہہ فرمایش تہی کہ جواب الجواب بحذف و اسقاط عبارات اصل جواب قولہ قولہ کے طور سے ملتقطانہ نہ لکہا جاوے بلکہ پوری پوری عبارتین جواب کے لیکر تردید کیجاوے چنانچہ حسب فرمایش میر صاحب بندہ نے پوری پوری عبارتین اور جملے لیکر تردید کی ہے کہین کوئے عبارت نہین چہوڑی

جسکا جواب نہ لکہا ہو۔ اور جواب الجواب مین جسکو لیکر تردید نہ کی ہو مگر جو عبارت میر صاحب نے
شروع تحریر مین بطور تمہید کے لکھی ہی اوسکی تمام عبارت نقل کر کے تردید کرنا تطویل لاطائل
اور فضول و لاحاصل سمجہا اسلئی اوسمین سے تہوڑی تہوڑی عبارت نقل کر کے تردید کی ہی
اور بعض ترجمہ روایات ہی جو میر صاحب نے تحریر مین درج کیا تہا۔ مین نے بخوف اضخام جواب الجواب
مین اوسکو اخذ نہین کیا صرف اصل عبارت کی نقل پر اکتفا کیا ہے۔
پنجم۔ چونکہ بعض مضامین میر صاحب کی تحریر مین مکرر سہ کرر واقع ہوئی ہین اور اونکی جواب
مین جب ہر جگہ کی عبارت نقل کی ہی تو جہہ نکتہ لکہا ہی اگرچہ ہر موقع مین حتی الوسع طرز
جدید اور جدا مضامین کو ملحوظ خاطر رکہا ہی مگر تاہم بعض مضامین مکرر واقع ہوئی ہونگے
پس ناظرین دقیقہ شناس دلتنگ نہون اور مجکو معاف فرمائین۔
ششم۔ میر صاحب نے بندہ کی عبارت کو اپنی جواب مین مختلف عنوان سے لیکر جواب تحریر
فرمایا ہی کہین بندہ کی عبارت کو بعنوان لفظ قال تعبیر کیا ہی اور اکثر جگہ لفظ قولہ
کی ساتہہ عبارت کو اخذ کیا ہی یہہ ہی وجہ ہی کہ جس جگہ بندہ کی تحریر مین ہی لفظ قولہ
لکہا ہوا تہا اوسجگہ میر صاحب نے اپنی تحریر مین قولہ قولہ مکرر لکہا ہی جو ذوق سلیم کی نزدیک
مستکرہ و مستقبح ہی۔ اسلئی بندہ نے باندیشہ خلط و التباس عبارت نقل عبارت
مین یہہ قاعدہ مقرر کیا ہی کہ جس جگہ میر صاحب نے بندہ کی کلام کو لفظ قال یا قولہ سے
شروع کیا ہی بندہ نے اوسکے نقل مین اوسکی عنوان پر لفظ قال الفاضل المجیب
بخط نستعلیق بقلم جلی لکہا ہی اور اوسکے بعد اپنے عبارت سابقہ اور میر صاحب کی جواب کا
جسقدر بقدر ضرورت نقل کر کے اوسکی تردید کو بلفظ یقول العبد الفقیر الی مولاہ
سے شروع کیا ہی جو بخط نستعلیق جلی ہی اور اس درمیان مین جو لفظ قال یا قولہ یا اقول
میر صاحب کی تحریر کا ہی اوسکو بخط نستعلیق باریک لکہا ہی پہر اس جواب کے جسقدر جملے
باقیماندہ ہین اونکو لفظ قولہ خط نسخ جلی سے اور اونکی تردید لفظ اقول نسخ جلی سے

شروع کی گئی ہی یہانتک کہ میر صاحب کا دوسرا قول شروع ہوا اور میر صاحب کی تمہید
کی تردید مین چونکہ اندیشہ خلط والتباس نہ تہا اور تحریر بہی بنظر اختصار چند اقوال المتقطہ
پہ کی گئی تہی اسلئی نقل عبارت میر صاحب معنون بلفظ قولہ نسخ جلی کی گئی اور اوسکی
تردید بطرح بلفظ اقول شروع کی گئی ناظرین بنگام ملاحظہ ملحوظ خاطر رکہین۔
ہفتم۔ میر صاحب نے اپنی تحریر کو دو ورق جواب تحریر مولوی پیر محمد خانصاحب سلمہ
اور جواب تحریر کسی دوسرے شخص کے ساتہہ جسکو شاید وہ اس عاجز کی تحریر سمجہی ہونگی
ذیل و مذنب فرمایا شاید اس سے یہہ غرض ہو کہ اسکا جواب بہی بندہ ہی لکہی لیکن چونکہ
اونکے اکثر مضامین کی تردید اس رسالہ مین گذر چکی تہی اور تحریر بہی طویل ہوگئی تہی
اسلئے بندہ نے بنظر اختصار اوسکے بعض اقوال پر گفتگو کی اور باقی کو ماسبق پر حوالہ کر دیا۔
وانا اشرع فی المرام مستعینا بالملک العلام وہو حسبی ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الا باللہ
العلی العظیم ٥

تردید تمہید

قولہ جواب سے پہلے مباحثہ کا اصلی حال لکہا جاتا ہے۔ الخ اقول یہہ قصہ تو
خدا جانے کہان تک صحیح ہی۔ لیکن علماء اور دعاۃ شیعہ کا عام قاعدہ ہی کہ جہانتک
دسترس اور موقع پاتے ہین۔ ضعفاء اہلسنت سے اختلاط کرکے مذہبی چہیڑ چہاڑ کرتے
ہین۔ اور چکنی چپڑی باتین بنا کر اپنی مذہب کیطرف رغبت دلاتے ہین اور دعوت
کرتے ہین۔ قطع نظر اس سے کہ یہہ وتیرہ حضرات شیعہ کا اونکی مذہبی روایات
منقولہ بحار الانوار وغیرہ کے رو سے جائز ہے یا ناجائز انشاء اللہ تعالی کسی جگہ
خلف نہین کریگا۔ چنانچہ اسی قضیہ کلیہ کے مطابق ہماری میر صاحب نے بہی مکرمی حجی
غنیمت احمد صاحب قدوسی گنگوہی کے ساتہہ یہہ ہی چال چلی۔ لیکن چونکہ میر
جی صاحب موصوف کو مذہبی تحقیقات مین حضرت مخدوم العالم مولانا و مرشدنا نانوتوی

رشید احمد صاحب گنگوہی دم بدم کا تہم اور اونکے تلامذہ و خدام کی ایک مضبوط پشت پناہ
حاصل تھی سلئی پیرجی صاحب نے میر صاحب سے مقابلہ کیا اور اونکو جواب دیئی اور اونکے
چالونکو اور پیچونکو کاٹا پس میر صاحب کا یہہ فرمانا کہ پیرجی صاحب خود اس امر کی بادی ہوے
ظاہر اغلط اور کذب معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلے اس سے لکھا ہے کہ اونکو مباحثہ مذہبی کا
شوق ہوا جس سے ظاہر ہے کہ پیرجی صاحب کو پہلے سے شوق مباحثہ نہ تھا اور اب
میر صاحب کے فیض صحبت سے پیدا ہوا ہے پہر معلوم نہین یہہ شوق کیونکر پیدا ہوا اور
کس امر سے ناشی ہوا ظاہر اتحریر ایسکے کہ میر صاحب کی چہیڑ چہاڑ سے پیرجی صاحب کو
یہہ شوق مناظرہ پیدا ہوا اور کوئی قریب احتمال نہین ہی کیونکہ اول عموماً اہلسنت کو
مناظرہ کیطرف توجہ نہین ہوتی ہے علے الخصوص پیرجی صاحب تو علوم موجہ عقلیہ
ونقلیہ سے ہی کچھہ ایسی واقف نہین ہین جو اونکو خود بخود بیٹھے بٹہائی شوق مناظرہ
پیدا ہوا اور خود اس امر کی بادی ہون - جب آپ باوجود مخالفت مذہب کے اونکا اتحاد قلبی
اپنی ساتہہ خیال کرتے ہین تو ممکن نہین کہ آپنے حسب عادت دینی ہمی چہیڑ چہاڑ نہ کی ہو
اور اونکو اپنے مذہب کیطرف دعوت نہ فرمائی ہو پہر اس بنیاد پر اگر پیرجی صاحب نے آیت
استخلاف لکھکر آپ سے جواب چاہا ہو تو وہ بادی مناظرہ نہین ہو سکتے اور انپر لفظ بادی
کا اطلاق غلط اور خلاف واقع ہے - باقی رہا یہہ جو آپ فرماتی ہین کہ آخر مین جو بہری
تحریر گئی تو تمام علمائے دیانہ نے اوسکے جواب سے پہلو تہی کی - اور عقب گذاری کے لئی
حیلے وبہانے پیدا کئے ہرچند آپنے اونکی حیلے قطع کئی - لیکن بزعم آپکے کسی مین
جرات نہوئی کہ آپکا جواب لکھتا یا آپکی مناظرہ کا قصد کرتا - یہہ محض آپکی لن ترانیان مین
جو آپکی مجامع قلب ودماغ مین سمائی ہوئی ہین - ورنہ فی الحقیقت ہر شخص آپکی تحریر
کو دیکھکر معلوم کرسکتا ہی کہ آپکی زبانی دعوؤنکو نفس الامر اور واقع کی مطابقت سے کچھہ
آشنائی نہین اور یہہ عادی بالکل خلاف واقع ہین چنانچہ اس تحریر کے دیکھنی سے

جسکے رد وقدح کے بندہ درپے ہے اور میر صاحب کا مایہ ناز و افتخار ہی میری اس گذارش
کی بخوبی تصویب و تصدیق ہو سکتی ہے مگر ہان یہہ مسلم کہ علماء لدہیانہ نے اغماض اعراض
جواب سے فرمایا ہوگا اور جواب نہ دیا ہوگا لیکن ونکے اعراض کا محمل یہہ نہین ہے کہ جو میر صاحب
نے گمان فرمایا بلکہ انہون نے اسوجہ سے جواب نہ دیا ہوگا کہ اپکو قابل خطاب اور اپکی تحریر کو قابل جواب
نہ سمجھا ہوگا - ورنہ خود ہی اول آپ فرماتے ہین کہ علماء فریقین نے کوئی دقیقہ تحقیقات
مسائل مین باقی نہین رکہا اور آپ ہی کا مقولہ ہے کہ باب تاویل ایسا واسع ہے جو
ہر جگہہ جاری ہو سکتا ہی - پہر کیا کوئے عاقل باور کر سکتا ہی کہ علماء لدہیانہ کوئی
مضمون جواب اپنی علماء سے ہی نقل نہین کر سکتے تھے یا کوئی تاویل ہی پیدا
نہین کر سکتی تھے حاشا وکلا پہر بعد اس دعا کی یہہ کسر نفسی ور تواضع فرمانا
کہ پیرجی صاحب کی طرف سے درباب تحریر سوال اصرار اور اپکی طرف سے مدافعت اور عذر و
انکار ہوا طرفہ تماشا ہے - اول تو پیرجی صاحب کو جب بجواب آخری تحریر سامی علماء
لدہیانہ کی سکوت سے غیرت وشرم آئی تہی تو جدید سوال کے مطالبہ کی کیا ضرورت تہی
اور مدافعت کی اپکی جانب سے کیا حاجت وہی آخری تحریر سامی جسکے جواب سے برعم جناب
علماء لدہیانہ عاجز ہو چکی تہے دوسری علماء کے پاس بہیجنے کے لئے اور انسے جواب لینے کے
واسطے کافی تہے اور آپکو بہی گنجایش تہی کہ فرماتے جس تحریر سے علماء لدہیانہ ساکت
ہو چکی ہین اوسیکا جواب دوسری علما سے لینا چاہئی مگر یہہ کہ شاید آپکو خیال ہوگا کہ
دوسری علما ہی ایسی عذر وحیلہ مثل علماء لدہیانہ نکرین - اور بدین وجہ جواب دہی ہی
عقب گذاری نکرین کہ اس مباحثہ کی ابتدا ہی صحیح نہین سلئی آپ تحریر سوال پر آمادہ
ہوئی لیکن یہہ تو اپکا عین مدعا تہا - اور ظاہر ہی کہ پہلی تحریر مین بہی مسئلہ امامت ہی
مین ہین اور یہہ سوال جدید بہی امامت ہی مین لکہا گیا ہے علاوہ ازین پیر صاحب
کی نزدیک علماء اہل سنت عموماً شیعہ کی کتابین دیکہنی اونسے ملنا مسائل متنازعہ فیہا

مین خصوص مشاجرات صحابہ مین گفتگو کرنے گناہ اور مذہب کے مخل جانتی ہین اور علماء لدہیانہ تو انکی زور تحریر کے سامنے ساکت ہو ہی چکی پہر عذر قلت استعداد و ہیچمدانی و عدیم الفرصتی و ضعف دماغ وغیرہا سکے کیا معنی یہہ حالت تو اسکو مقتضی ہے کہ انکی وہی لن ترانیان بجا ہون جنہون نے آپکے تخیلات کی یہہ نوبت پوہنچائی تعجب ہی کہ علماء لدہیانہ کے مقابلہ مین تو یہہ زور شور کہ انکو تو مباحثہ کی دعوت فرمائین اور عام اجازت دین کہ جا ہوا زسر نو گفتگو شروع کردیا طرز مباحثہ حسب مرضی خود بدل دو اوس وقت نہ قلت استعداد و ہیچمدانی کچہہ مانع ہو اور نہ عدیم الفرصتی اور دوام مرض روکی۔ اور جب پیرجی صاحب سوال لکہوائین تو یہہ سب عذر موجود ہوجائین پس ان حالات اور قرائن مین غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہہ اظہار حال مباحثہ واقع سے کسقدر بمراحل بعید ہی **قولہ** غرض یہہ نہی کہ کوئی صاحب اسکا جواب انصاف سے تحریر فرماوین اور محض تحقیق حق منظور ہو **اقول** جناب پیر صاحب اگر آپکو اس تحریر سے واقعی تحقیق حق منظور ہو تو سبحان اللہ کیا کہنا۔ لیکن تحقیق حق کی تو یہہ صورت ہوسکتی ہے کہ اول آپ اپنی معتقدات سے خالی الذہن اور تعصب و عناد سے فارغ البال ہو کر مسائل مختلف فیہا کے دلائل متعارضہ مین حقانیت و انصاف کی نظر سے غور فرمائین اور آپکا خصم بہی یہہ ہی طریقہ ملحوظ رکہی۔ اور یہہ ہی تحقیق حق کے کوئی صورت ہوسکتی ہے کہ آپنے فرمادیا کہ ہماری معتقدات صحیح اور دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہین ہمنے انکی صحت و ثبوت مین حق الیقین کا مرتبہ حاصل کرلیا ہے خواہ وہ آپکے معتقدات عند الخصم صحیح ہون یا غلط اور واقع کے مطابق ہون یا غیر مطابق۔ لیکن خصم اپنے معتقدات کو جو بزعم سامی غلط اور مخالف دلائل عقلیہ و نقلیہ کے مین تحقیق کرے اور محض تحقیق کو منظور رہے۔ اور ظاہر ہی کہ اسکے جواب مین آپکا خصم آپکو بہی

یہہ ہی کہیگا اور صریح اپکا جدل مکابرہ ہی نہ تحقیق حق کیونکہ جب ہر فریق اپنے اپنے معتقدات کو حق اعتقاد کیے بیٹہا ہے اور دوسری فریق کے معتقدات کو باطل تو ہرگز اپنے معتقدات کی قبایح اور دوسرے فریق کے معتقدات کی محاسن ذہن مین نہین آئینگی اور فریق اپنے معتقدات کی جنکو وہ حق اعتقاد کیے بیٹھا ہے نفرت اور جانبداری کریگا۔ اور کبھی تحقیق حق نہوگی بہر کیف لفظ تحقیق حق مین اگر لفظ حق سے مراد حق واقعی اور نفس الامری ہی تو چشم ما روشن ہم ہر طرح تحریر سے تقریر سے حاضر ہین ہمکو کسیطرح دریغ نہین اور اگر حق مزعومی مراد ہے تو وہ سراسر بیفایدہ کیونکہ خصم کے نزدیک وہ محض ناحق اور باطل ہے۔ اگر آپکو تحقیق حق مد نظر تہی تو اول آپنے اپنی معتقدات کی نسبت حق الیقین کا خلاف واقع دعوی نفرمایا ہوتا اور جب آپ ابتک نسبت اسکی مدعی ہین کہ آپکو اونکی ثبوت مین حق الیقین کا مرتبہ حاصل ہوگیا ہی تو بتائو تحقیق حق و انصاف تو خود بدولت ہی نے منہدم فرماد یا اب اپنی خصم سے انصاف و تحقیق حق کا طالب ہونا عبث اور خیال محال ہی۔ اگرچہ اہل خرد کی نزدیک اپکے اس جلیل القدر دعوے کی تکذیب تردید آپکی اسی تحریر سے آشکارا طور پر ہوتی ہی تاہم ہم اب بہی تحقیق حق کے لئے بسر و چشم حاضر ہین اور ملتمس ہین کہ اگرچہ آپنے ہماری پہلی تحریر کو بنظر انصاف ملاحظہ نہین فرمایا اچھا اب معروض کو ہی بنظر انصاف و تحقیق ملاحظہ فرماوین۔ قولہ دو ماہ کے بعد میرے شفیق نے مجکو جواب لاکر دیا کسی گمنام شخص نے لکہا ہی جواب تو کیا ہی حضرت مجیب نے اپنی جودت طبع دکہانے کو میری سوال کو مجہہ ہی پر منقلب کیا ہی گو بظاہر یہہ علم مناظرہ کی بات کہنڈی ہین مگر اصل مین یہہ بہی ایک قسم کا گریز ہے اور واقعہ مین اسکا جواب ہی کیا تہا حضرت نے غور کیا کہ اصل سوال کا جواب تو کچہہ ہو نہین سکتا اور بدون لکھی کچہہ چارہ نہین ہلئی یہہ طرز اختیار فرمائی۔ اقول جناب کا سوال اواخر شعبان ۱۳۰۲ھ مین میرے

پاس میری عزیزون نے ارسال فرمایا تہا رمضان شریف مین بسبب شدت گرما وکسل ماندگی صیام و مدارست قران شریف کی تحریر جواب سے مقصر رہا جسکے نسبت معافی چاہتا ہون بعد ختتام ماہ صیام بندہ نے حکم کی تعمیل کی۔ اور شروع شوال مین جواب لکھکر لدہیانہ اونکی خدمت مین روانہ کردیا۔ گمنامی کی شکایت فضول ہے آپکو اپنی جواب سے مطلب ہے مجیب کی گمنامی اور نام آوری سے کیا مطلب۔ کیا آپنے یہہ نہ سنا ہوگا انظر الی ما قال علاوہ ازین آپکی مجیب تو آپکی شفیق پیرجی صاحب تہی خواہ وہ آپکو اپنا جواب طبع زاد دیوین یا کسی سے پوچہکر جواب دیوین اور ظاہر ہے کہ پیرجی صاحب علما و اہل سنت مین سے جس سے دریافت کرکے یا لکہوا کر جواب دینگی وہ اوسکو جانتی ہونگے اور اس امر کی کچہہ ضرورت نہین کہ آپ بہی واقف ہون ہان اگر آپ ایسی علامۃ الدہر ہوتے کہ آپکی نظیر دشوار ہوتے اور اوسوقت آپ فرماتے کہ ہم اوسوقت جواب قبول کرینگے جبکہ فلان عالم اہل سنت مین سے ہماری مقابل ہو اور ہماری سوال کا جواب لکہی۔ تو کچہہ چندان مضائقہ نہ تہا لیکن جبکہ آپ خود اپنی اعتراف سے محض فارسی خوان ہین اور مناظرہ ہی کی چند کتابین آپکا مبلغ علم ہے تو ایسی حالت مین آپکا گمنام کے جواب سے کراہت و استنکاف فرمانا اور نام آور کے جواب کا طالب ہونا بروی عقل سراسر نازیبا ہے اور یہہ بندہ عاجز بیشک گمنام ہے اگر جواب مین اپنا نام لکہہ بہی دیتا تو بہی اپنی گمنامی کے وجہ سے وہ تحریر گمنام ہی کے تحریر ہوتی اور نام لکہنا اور نہ لکہنا برابر ہوتا۔ باقی رہا بندہ کی تحریر کی نسبت جو کچہہ تحریر فرمایا اوسکی جواب مین مختصر کیفیت آپکی سوال کے اور اپنے جواب کے اہل انصاف کے سامنے پیش کیے دیتا ہون اور انصاف کا طالب ہوتا ہون۔ سوال سامی بحیثیت مقصود دو امرونکو متضمن تہا۔ اول جنابنے بڑے جوش و خروش سے دعوی حقیت اپنی اصول ثلثہ کا فرمایا تہا اور لکہا تہا کہ یہہ اصول عقلاً و نقلاً ثابت ہین اور کوئی دلیل عقلی یا نقلی مثبت حقیت اصول مذکورہ

آپ نے بیان نہین فرمائی تہی پہر باوجود اُسکے یہہ بہی تحریر فرمایا تہا کہ اگر کوئی صاحب ہماری شرایط کو رد کرین تو محض لانسلم کہکر نہ ٹال دین اور یہہ حضرت کے مناظرہ دانی تہے کہ دعوی بلا دلیل لکہین اور خصم سے اوسکی تردید مین دلائل کے طالب ہون جب آپ مدعی حقیت اصول ثلثہ تہے تو آپ پر واجب تہا کہ اول اونکو دلائل عقلیہ نقلیہ سے ثابت فرماتے اور بعد اوسکے خصم کو مُفتی کہ محض لانسلم کہکر نہ ٹال دین پہر اونکی جواب مین آپکا خصم آپکے دلائل پر حسب قواعد مناظرہ نقض یا معارضہ پیش کرتا بلکہ جب آپکا خصم مانع ہے تو وہ بعض مقدمات کی نسبت حسب قاعدہ لانسلم ہی کہہ سکتا تہا۔ پس آپکو اپنے رتبہ کی اور اپنی مجیب کے منصب کی خبر نہین لیکن باینہمہ آپنی دعوے خود ہی بلا دلیل ذکر کیا اور خلاف منصب بے محل واویلا شروع کردیا۔ یہہ حضرت کے انصاف اور مناظرہ دانی کا مقتضا تہا۔ اسلئی ہمکو اسکی کچہہ شکایت نہین۔ امر دوم آپنے علماء اہل سنت سے درخواست کی ہی کہ وہ اپنی اصول موضوعہ کو دلائل عقلیہ سے اور دلائل نقلیہ سے ثابت کرین علاوہ اسکی اسکے ذیل مین آپنے کچہہ مطاعن خلفاء رضی اللہ عنہم وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ذکر کیے اور باقیماندہ کا غیظ صاحب تحفہ ومنتہی الکلام وہدیہ وہدایہ کی تغلیط مین۔ اما اولا چونکہ آپ محض سائل ہی نہ تہے بلکہ اولا مدعی اور ثانیا سائل تہی تو حسب قاعدہ آپ پر واجب تہا کہ اپنی دعوی کو دلائل سے ثابت کرتے بعد اوسکی اہل سنت سے اونکے اصول پر دلائل مثبتہ کی طالب ہونیکا آپکو منصب حاصل ہوتا برخلاف اسکی آپنے اپنی دعوی کو اپنے زعم مین بدیہی الثبوت تصور فرماکر اور مسلمات خصم سمجہکر بلا دلیل ذکر فرمایا اور خصم سے اوسکی اصول پر دلائل کے خواہان ہوئی تو ظاہر ہے کہ آپکا خصم آپکی ایسے کب سنیگا اور آپ سے ضرور دلائل مثبتہ اصول ثلثہ کی نسبت گلوگیر ہوگا یہہ تو تحریر سامی کی کیفیت تہی اب بندہ کی جواب کی

کیفیت اہل انصاف سنیں کہ بندہ نے اوّل آپ سے آپکی اوس دعوی کا جو تمہ دعِ تحریر مین بلا دلیل فرمایا تہا اثبات چاہا اور ثبوت اصول ثلثہ کی دلائل طلب کیی اور اسی پر اکتفا نہین کیا بلکہ بعد اوسکی محض تبرعًا بپاس خاطر سامی آپکے روایات مسلمہ سے آپکی اصول مذہب کو باطل کیا جو اہل سنت کی بزعم جناب اصول موضوعہ کی ثبوت کے لیئے ایک بہت بڑی قوی دلیل تہی بعد اوسکے اصول اہل سنت کا ذکر کیا اور باتباعِ سامی تفصیل دلائل سے اغماض کیا لیکن بطور تنبیہ و ایقاظ اونکی ثبوت کا حوالہ مجملاً اقوال و افعال حضرات ائمہ کرام رضی اللہ عنہم پر کرکے تفصیل اقوال و افعال کو وقت تفصیل دلائل مثبتہ اصول ثلثہ سامی پر منحصر رکہا کہ تفصیلی ذکرِ اقوال و افعال کا موقع اوسی وقت ہوگا جبکہ جناب اپنی اصول مسلّمہ کو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت فرمائینگی اور ظاہر ہی کہ ایک دلیل مثبت اصول اہل حق حضرت کے اصول کے بطلان سے پیدا ہو ہی چکی تہی پہر مختصراً آپکی مطاعن کا جواب دیکر الزامًا چند مفاسد مذہب سامی لکہی پہر صاحب تحفہ و منتہی الکلام کی تغلیط کا ابطال لکہکر آپکو آپکی علماء کی اغلاط پر متنبہ کیا۔ اب ہم کچھہ نہین عرض کرتے آپ ہی بزعم خود منصف ہین اب آپ جو چاہین فرمائین چاہی اسکو اپنی دلمین واقعی جواب تصور فرمائین اور چاہی مناظرہ کے ہتکھنڈی بتائین اور چاہی گریز فرمائین تو ... مگر تعجب ہی کہ حضرت نے اپنا نام نامی کیون نہ تحریر فرمایا۔ تقیہ تو شاید انکی نزدیک علامت نفاق ہو یہہ ہی شان پروردگار و حجت کردگار ہے کہ باوجودیکہ یہہ حضرات تقیہ کو حرام اور منافقون کا نشان فرماتے ہین پہر ایسی خفیف امور مین تقیہ کرتے ہین۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب صاحب تحفہ جو اس فن مین اپنے اہل مذہب مین وحید عصر تہے اور متاخرین جمہور اہلسنت اس مناظرہ مین انکی مقلد ہین باایں ہمہ تحفہ مین اپنا نام لکہتی ہین وہ بہی توریہ جو از قسم تقیہ ہی فرماتے ہین چنانچہ ازالۃ الخفا خاتمۃ الطبع مین مولوی محمد احسن

صاحب صدیقی فرماتے ہین کتاب ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفاء تصنیف عالم ربانی جنید زمانے
محمد اسمعیل بخاری ثانی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی است و آنچہ
بعض کسانرا از عبارت تحفہ اثنا عشریہ الخ اقول ہماری حضرت مجیب نے اس جگہہ
تقیہ کا ذکر فرمایا اور ہمکو عدم تحریر نام کی نسبت الزام دیا کہ باوجودیکہ یہہ حضرات تقیہ کو
حرام اور منافقونکا نشان کہتی ہین پہر خود ہی اوسکی مرتکب ہوتے ہین کہ اپنی تحریرون
مین تقیہ کرتے ہین اور نام نہین لکھتی یا لکھتی ہین تو توریۃ لکھتی ہین جو از جنس تقیہ ہی
حضرت مجیب کے اس تمام تفصیل و تطویل سے اہل علم و فہم سمجھہ گئی ہونگے کہ
حضرت کو نہ حقیقت تقیہ سی واقفیت ہی نہ محل نزاع کی خبر ہے نہ اہل سنت کا مذہب
معلوم ہے نہ اپنا مذہب جانتی ہین اسلیے ضرور ہوا کہ ہم مختصراً اسجگہ تقیہ کا ذکر کرین
اور حضرت مجیب کے کمال علمی و مناظرہ دانی اور انصاف کو آشکارا کرین اول تو یہہ ہی
سراسر غلط ہی جو اہل سنت کی طرف نسبت کرتے ہین کہ وہ مطلقاً تقیہ کو حرام و منافقونکا
نشان کہتے ہین اور یہہ اہلسنت پر محض افترا و بہتان ہی پہر عدم تحریر نام اور توریہ کو تقیہ
محرمہ مین داخل کرنا دوسرا طرفہ ماجرا ہی میر صاحب مدعی ہین کہ اونکو عنفوان سن تمیز
سی مناظرہ کا شوق رہا اور کتب مناظرہ کی مطالعہ مین انہماک رہا ہی تبلائین تو سہی کہین
اونہون نے دیکہا ہی کہ اہلسنت نے مطلقاً تقیہ کو حرام اور منافقون کا نشان لکہا ہی
یا کہین یہہ لکہا ہی کہ توریہ از قسم تقیہ ہی یا نام نہ لکہنا یا غیر مشہور نام لکہنا از جنس تقیہ ہی
اور اسکا ثبوت اونکو کسی روایت معتبرہ اہلسنت سی ملا ہی - افسوس کہ میر صاحب
اتنا بڑا دعوے فرمائین اور اسکا ثبوت نہ دین - بڑا افسوس یہہ ہی کہ میر صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ
کو بہی کہولکر نہ دیکہہ لیا اوسمین کیسی تفصیل کے ساتہہ اس مسئلہ کو لکہا ہے - مین یقین کرتا ہون
کہ اگر حضرت مجیب تحفہ کا ملاحظہ فرما لیتی تو یہہ تحریر اس طرح چشم انصاف بند کرکے
تحریر نہ فرماتے - جناب میر صاحب - جس تقیہ کو علماء اہلسنت حرام اور منافقون کا

نشان فرماتے ہین وہ تقیہ وہ ہی کہ علماء شیعہ جسکی اپنی رسائل مین یہہ تعریف فرماتے ہین
وهی موافقة اهل الخلاف فیما یدینون به یعنی اہل خلاف کے موافقت
انکی دینی امور مین حسب مثل مشہور۔ گنگا گئی گنگا داس جمنا گئی جمنا داس ذرا سی
خیالی نفع کی امید پر کہ ذرا تعظیم و تکریم ہوگی یا تہوڑی سی وہمی ضرر کے اندیشہ سے اگر خوارج
و نواصب کے محافل مین جا پہنسی تو معاذ اللہ بلحاظ خوشنودی قوم سراپا لوم اہلبیت رضوان اللہ
علیہم کے جناب مین بے محابا گستاخیان کرنے لگے اور اگر مجالس اہل سنت مین شریک
ہوئی تو بزعومی اعدار اہلبیت کے فضائل و مناقب بیان فرمانے لگے اور تقیہ حرام
وہ ہی کہ جو شیعہ ائمہ کرام علیہم السلام (حاشاہم) کی جناب پاک کیطرف منسوب کرتے
ہین۔ چنانچہ کہتے ہین کہ جناب امیر المومنین علی رضی اللہ تعالے عنہ باوجودیکہ
اونکو کچہہ خوف نہ تہا خلفاء رضوان اللہ علیہم سے بعیت کر کے تمام عمر اونکا ہی
کلمہ پڑہتی رہے بلکہ اونکی انتقال کے بعد ہی بیان فضائل و محامد کا ورد رہا ہمیشہ
باہم شیر و شکر رہے جمعہ جماعات و اعیاد اونہین کے پیچہے ادا کرتے رہے۔ اکثر
مسائل خلفاء کی رعایت سی اونکی موافق خلاف حق لوگونکو بتلا کر گمراہ کرتے رہے
غصب خلافت وارتداد امت پر اسی تقیہ کے بدولت چون و چرا نہ کی قرآن کی تحریف
پر صبر و سکوت فرمایا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ اصلی قرآن منزل من السماء صفحہ کائنات
سی گم ہوگیا۔ غصب فدک پر نہ بولے معاذ اللہ تذلیل اہلبیت ہوئی اور حضرت سیدہ
مظلومہ رضی اللہ عنہا پر حسب تصریح علماء قوم کیا کیا جور و جفائین گذرین اور خبر نہوئی
علی ہذا القیاس جسکی تفصیل سے اہل ایمان کے بدن پر بال کہڑے ہوتے ہین۔
بعد اوسکے خلیفہ ثانی جناب امام حسن رضی اللہ عنہ نے اسی تقیہ مشومہ کی بدولت خلعت
خلافت نبوت جو نیابت رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور تمام مسلمانون کے حقوق
کی جوابدہی اور ذمہ داری اوسکی ساتہہ منوط ہی اپنی اوپر سے اوتار کر بزعم شیعہ ایک

کافر کو پہنا دیا اور اوسکی حوالہ کر کے آپ ایک طرف ہو بیٹھی اور لوگونکو گمراہی مین چھوڑ دیا
علاوہ انکی آٹھہ ائمہ کرام رضا نے تو خلافت کا نام تک بہی کبہی نہ لیا اور آخر مین خاتم
سلسلۂ امامت حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ انے تو آرام گاہ سُرَّ مَنْ رَاٰے
مین غیبت کبری اختیار فرمائی کہ صدہا برس گذر گئی اور شیعیان پاک منتظران قدوم کے
جانین لبون پر آگئین لیکن حضرت اپنی جمال جہان آرا کو مشتاقان زیارت پر
جلوہ گر نہین فرماتے ۔ پہلے کچہہ دنون سلسلہ سفارت وخط وکتابت رقعات جاری تہا
اب وہ بہی منقطع ہو گیا کیا حضرت کو یہہ خبر نہو گی کہ اس زمانہ مین علاوہ اسکی کہ خوارج
ونواصب کا وہ زور شور نہین رہا کسی جگہہ جان کا خوف اونکو نہین ہے کیا مہدی
سودانی کا حال معلوم ہو کر بہی آپکو اسمین کچہہ شک وتردد ہی رہا ہو گا ہمنی فرض کیا
کہ یہہ خوف کیجگہ ہو بہی سہی اور کوفۃ الہند لکہنو وغیرہ کا اخلاص وایمان قابل اعتماد نہو
لیکن اوکہین نہین تو بلاد المومنین ایران ہی مین ظہور فرما کر اظہار دعوت حق فرمانی جہان لاکہون
مخلصین آپکی فدائی ہین اور جانبازی کے لئی تیار ومستعد بیٹھی ہین مگر یہہ کہ یہہ مذہبی
اسرار مین سے ہے جسکی دریافت حقیقت سی عقول مومنین کوتاہ وقاصر ہین سبحانک
ہذا بہتان عظیم اور بحول اللہ وقوتہ اس تقیہ کذائیہ کا ابطال آیات قرانی واحادیث نبوی
اور قصص انبیاء سابقین اور اقوال وافعال جناب ائمہ کرام رضوان اللہ علیہم سے
مثل آفتاب رابعۃ النہار ثابت ہی آیات قرانی سے ایک آیت مع اوس تفسیر کے جو مفسر
صافی نے اپنی تفسیر مین لکہا ہی ملتقطاً نقل کرتا ہون ناظرین اہل انصاف ملاحظہ فرمائین ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْۤ اَنْفُسِھِمْ فی حال ظلمھم انفسھم بترک
الھجرۃ وموافقۃ الکفرۃ قَالُوْا ای الملٰئکۃ توبیخا لھم فِیْمَ کُنْتُمْ من امر دینکم

ف ۔ جو لوگ ترک ہجرت اور موافقت کفار کی سبب اپنی جانون پر ظلم کرتے ہین فرشتی اونکی
جان نکالتی وقت ازروی توبیخ انسی پوچہتے ہین کیون ! امور دین مین تمہارا کیا حال تہا ؟

قالوا کنا مستضعفین فی الارض یستضعفنا اهل الشرك بالله فی ارضنا
وبلادنا بکثرۃ عددهم وقوتهم ویمنعونا من الایمان بالله واتباع رسوله
اعتذروا بما وبخوا به بضعفهم وعجزهم عن الهجرۃ اوعن اظهار الدین
واعلاء کلمته قالوا ای الملائکة تکذیبا لهم الم تکن ارض الله واسعة فتهاجروا
فیها فتخرجوا من ارضکم ودورکم وتفارقوا من یمنعکم من الایمان الی
قطر اخر کما فعل المهاجرون الی المدینة والحبشة فاولئك ماوٰهم جهنم
وساءت مصیرا وفی الاٰیة دلالة علٰی وجوب الهجرۃ من موضع لایمکن
الرجل فیه من اقامة دینه وعن النبی صلی الله علیه وسلم من فر بدینه من
ارض الی ارض وان کان شبرا من الارض استوجب الجنة وکان رفیق
ابراهیم و محمد انتهی ملتقطا - اہل انصاف اس آیت شریف کو اور اسکی تفسیر کو
مع آیات ثلث لمحقه کے ملاحظہ فرمائیں اور حقیقت تقیہ پر وقوف و اطلاع حاصل کریں
اگرچہ اسجگہ بہت بحث کی گنجایش ہے اور اس تفسیر سے بہت عقدہ حل ہوسکتے ہیں لیکن بخوف
تطویل اسی قدر قلیل پہ اکتفا کر کے اور مضامین مستنبط کو اذہان صافیہ ناظرین پر حوالہ کرکے

لے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم اوس وقت مقہور و مغلوب تھے - یعنی ہماری ملک و دیار میں مشرک لوگ تھے انہوں نے اپنی قوت اور کثرت
تعداد کے سبب ہمکو دبا لیا تہا اور خدا تعالےٰ پر ایمان لانے اور رسول کی پیروی کرنے سے ہمکو روکتے تہے پہر اس نکوہش و سرزنش کے جواب میں یہہ
عذر لاینگے کہ چونکہ ہم مغلوب و زیردست تہے اسلئے ہجرت یا اظہار دین اور اعلا کلمہ الحق نکر سکے - تب فرشتے انکو جھٹلانے کے لئے کہتے ہیں
کیا خدا تعالیٰ کا ملک اتنا فراخ نہ تہا کہ تم وہانسے ہجرت کر جاتے اور اپنے وطن و گہروں سے چل نکلتے اور جو لوگ تمکو ایمان لانے سے روکتے تہے
اونسے قطع تعلق کر کے کسی اور طرف کا رستہ لیتے جیسا کہ مہاجر لوگ مدینہ منورہ اور ملک حبش کیطرف نکل گئے - پس ایسے لوگوں کا ٹہکانا دوزخ ہے
اور یہہ بہت بری بازگشت ہے - پس یہہ آیت صاف دلالت کرتی ہے کہ جب کوئی شخص کسی جگہہ اپنے دین کو قائم نرکہہ سکے تو اوسکی لئے اوس مقام کا
چہوڑ دینا واجب ہے + ےہ اور آنحضرتؐ سے روایت ہے کہ جو شخص اپنے دین کو (بسلامت) لیکر ایک جگہہ سے دوسری جگہہ بہاگ جاوے اگرچہ مسافت ایک ہی
بالشت کی کیوں نہو - اوس پر جنت واجب ہوجاتی ہے اور ابراہیمؑ و محمدؐ کا رفیق بن جاتا ہے - ۱۲ -

آگے چلتا ہون احادیث نبوی سینی علامہ باقر مجلسی جلد اول بحار مین نقل کرتے ہین
ابن یزید عن محمد بن جمہور القمی رفعہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ[۱]
علیہ وسلم اذا ظہرت البدع فی امتی فلیظہر العالم علمہ فان لم
یفعل فعلیہ لعنۃ اللہ — ابی عن عبد اللہ بن المغیرۃ و محمد بن سنان[۲]
عن طلحۃ بن زید عن ابی عبد اللہ عن آبائہ علیہم السلام قال قال علیہ
السلام ان العالم الکاتم علمہ یبعث انتن اہل القیمۃ ریحا تلعنہ کل
دابۃ حتی دواب الارض الصغار — یہہ روایات صریح مبطل تقیہ ہین اور علماء شیعہ جو
کچہہ ان روایات مین تاویل فرما کر مسخ و تحریف کرتے ہین اور کہتے ہین کہ مراد ماسوای موقع
تقیہ کے ہے وہ بروی عقل و انصاف ہرگز قابل قبول نہین اقوال و افعال ائمہ کی تفصیلی نقل
موجب تطویل ہی سلئی اوسمین سی قدر قلیل کے بیان پر اکتفا کرتا ہون بہت سی اقوال مبطل تقیہ
نہج البلاغۃ وغیرہ کتب مین مذکور ہین اونمین سے جناب امیر رضی اللہ عنہ کا ایک قول جو
نہج البلاغۃ مین شریف رضی نے نقل کیا ہی لکہتا ہون[۳] و من کلام لہ علیہ السلام
لما عزموا علی بیعۃ عثمان لقد علمتم انی احق بہا من غیری و اللہ لاسلمن
ما سلمت امور المسلمین ولم یکن فیہا جور الا علی خاصۃ — اس قول سی صاف
ثابت ہی کہ جناب نے تسلیم و انقیاد خلیفہ کا اوسیوقت تک قبول کر رکہا ہی جب تک
کہ مسلمانون کے امور سلامت ہین اور سوائی ذات خاص جناب کے کسی پر ظلم و جور

---

[۱] حضرت رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جب میری امت مین بدعتین ظاہر ہونے لگین عالم کو چاہیی کہ اپنا علم ظاہر کری پہر اگر ایسا نکری تو اوسپر اللہ کی لعنت ہو ۱۲۔ [۲] فرمایا علیہ السلام نے اپنی علم کو چہپانے والا اوٹہایا جائیگا اہل قیامت مین سب سے زیادہ بدبو والا سب جانور اوسپر لعنت کرنے مین یہانتک کہ زمین کے چہوٹے چہوٹے کیڑے ۱۲۔ [۳] جب لوگون نے عثمان رضی کی بیعت کا قصد کیا تو اوسوقت جو کچہہ جناب امیر نے فرمایا اوسمین سے یہہ کلام ہی۔ تم جان چکے ہو کہ مین اپنی غیر کی بنسبت احق بخلافت ہون خدا کی قسم مین تسلیم کرونگا دوسری کی خلافت کو جبتک کہ مسلمانونکی امور مین خلل نپڑیگا اور نہ ہوگا اوسمین ظلم کسی پر سوا میری

نہوا اور جب یہہ ہوگا یعنی مسلمانون کے حقوق ضائع ہونگی اور اونپر جور ہوگا تو پہر یہہ تسلیم
و انقیاد نرہیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ خلفاء رضی اللہ عنہم کے ساتہہ ہمیشہ شیر و شکر رہی
کبہی مخالفت نہین فرمائی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کے ساتہہ ذرا نرمی اور مدارات
نفرمائی اول ہر طرح فہمایش فرمائی یہان تک کہ آخر کار قتل و قتال سے بہی دریغ نہین
فرمایا اگرچہ کامیاب نہوئی اور فتنہ فرو نہوا غرضکہ یہہ قول اور یہہ فعل حضرت رضی اللہ عنہ کا
مزاحم مبطل تقیہ ہی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اگرچہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
سی مناقشہ نہ فرمایا لیکن یزید پلید جو آپ سی صرف بیعت کاہی خواستگار تہا آپنے
ہرگز اوسکی بیعت کرنا قبول نفرمایا اور اپنے قلت اور اوسکی فوج کی کثرت سے ذرا ہراس
نکیا اور اپنے آپ کو اور جوانان اہل بیت کو طعمہ تیغ بے دریغ کر کے شربت شہادت نوش
فرمایا اور شیعہ کی ایک فرض مذہبی کو جو تقیہ ہی بیخ و بنیاد سے اوکہاڑ دیا۔ یہہ مقام استطرادی
ہی اور طول کا بہی اندیشہ ہی اسلئی ہم بسط و تفصیل سے عرض نہین کر سکتے غرض یہہ تقیہ ہی
جو مختلف فیہا مین الفریقین ہی اور جسکو اہلسنت حرام اور منافقون کا نشان کہتے ہین نہ توریہ
و معاریض کجا توریہ اور کجا تقیہ ع کجا ریسمان و کجا آسمان۔ اہل سنت کے یہان اکثر
غزوات مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے توریہ منقول ہی اور توریہ مین امر ذومعنیین و
ذوجہتین بغرض ایہام مقصود اور ایہام خلاف مقصود کے استعمال کیا جاتا ہی اور ذم
نہ لکہنا تو توریہ ہی نہین ہے چہ جائیکہ تقیہ محرمہ ہو پس حضرت مجیب جیسی مدعی انصاف
سی نہایت استعجاب ہی کہ ایک دفتر بالمعنی لکہہ ڈالا اور یہہ خیال نفرمایا کہ مین کیا کہہ رہا ہون
اور یہہ نہ سوچا کہ مین انصاف کا دعوی بہی اسی تحریر مین کر چکا ہون اگر کوئی اونکو تو تنکو
جمع کریگا تو کیا کہیگا۔ پہر اب ہم ان تحقیقات پر اپنی مجیب لبیب سی کیا انصاف کی
امید رکہین۔ اگرچہ توریہ مین بحیثیت جواز ضرورت و عدم ضرورت دونو مساوی
ہین چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مزاح اسپر شاہد ہین مہندا تحفہ کی دیباچہ

مین جو حضرت شاہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز نے توریہ اپنا غیر مشہور نام تحریر فرمایا
علاوہ اور مصالح کے ایک یہہ بڑی ضرورت اس طرف داعی تہی کہ اوس زمانہ مین شیعہ
کا نہایت زور تہا اکثر بڑی بڑی فوجی منصب دار رئیس متعصب شیعہ تہے چنانچہ تقریبًا اوسی
زمانہ مین حضرت مرزا مظہر جان جانان رحمۃ اللہ علیہ بدون اسکی کہ کوئی گناہ مستوجب قتل
اون سے سرزد ہو بیگناہ اونکی دست تعدی سے طعمہ نہنگ اجل ہوکر شربت شہادت نوش
فرما چکے تہے اور اوسکا کچہہ تدارک و انتقام نہوا تہا تو ایسی طوفان بے تمیزی کے وقت مین
اگر یہہ کتاب حضرت شاہ صاحب کے نام سے شائع ہوتی تو وقوع فتنہ قتل وقتال
لایقین تہا اور اس فتنہ کی آتش کا شرارہ صدہا خانمان کو خاک سیاہ کرتا - اور بعض اوباش
اوسی زمانہ مین بارادہ فاسد حضرت شاہ صاحب کی مجلس مین بہی آئے لیکن حق تعالی
نے اپنے فضل سے محفوظ رکہا اور انکی شر کو دفع کیا یہہ قصہ کچہہ بہت پرانا نہین ہے
اگر آپ تحقیق فرمائنگے تو معلوم ہو جائیگا یون ہی بے تحقیق اعتراض کرنا آپکی
اور عالی انصاف پر زیبا نہین ہے اور انگریزی عملداری اور انتظام کو بلحاظ اس زمانہ
کی اوس وقت کو انتظامی امور مین خیال کرنا سراسر خلاف عقل ہے کیونکہ وہ زمانہ
ابتداء عملداری اور تسلط کا تہا اوسوقت جسقدر مدارات و مراعات و اغماض ہوتی تہی
اسوقت اوسکا نام و نشان بہی نہین بلکہ جو کیفیت قبل از غدر تہی وہ بہی اسوقت نہین
ہر شخص جانتا ہے کہ انگریزی تسلط تدریجی ہوتا ہی آج کچہہ ہے کل کچہہ پس جن دو
زمانو مین تقریبًا سو برس کا فصل واقع ہو گیا ہو اونمین سے ایک کو دوسری پر قیاس
کر کے ایک حکم کرنا کس قدر بعید از عقل و انصاف ہے اور بندہ نے جو اپنا نام نہین لکہا
اوسکی وجہ یہہ ہوئی کہ تحریر سامی میری پاس بالواسطہ آئی تہی مجکو معلوم نہ تہا کہ میرجی
صاحب نے پیرایہ مناظرہ کا کیونکر رکہا ہی اپنی ہی طرف سی اپنے علماء سے لیکر
جواب دیتی ہین یا وہ بہی جواب بعینہ پیش کر دیتے ہین اور نہ بندہ کو اس شرط کی

اطلاع دی گئی تہی کہ اگر تحریر مین کسیکا نام نہوگا تو آپ اوس تحریر کو قبول نفرمائینگی اور جہہ
نام آوری ہی مقصود نہ تہی تو مین نے خیال کیا کہ جواب عاری از نام پیرجی صاحب سلمہ
کی خدمتمین بہیجدون پہر آگی اونکو اختیار ہی یہہ جواب پیش کرین یا نکرین اور اگر
پیش کرین تو خود جسطرح مناسب سمجہین پیش کردین گے تو فی الحقیقت مجیب
سائل پیرجی صاحب سلمہ اور مولوی ابو الطیب غفرلہ سے تہے اور اونکو اس امر کی
اطلاع تہی کہ یہہ تحریر اس عاجز کی ہی تو اس صورت مین نام نہ لکھنا نہ توریہ ہے نہ تقیہ
اصل وجہ جو کچہہ تہی عرض کردی اگر آپکو اسمین شک ہو تو پیرجی صاحب سے
دریافت فرمالین - اب آپ اسکو چاہین توریہ فرمائین یا تقیہ بنائین آپکی انصاف اعلی
کی سب شایان شان ہی قولہ اگرچہ شفیق کا وعدہ یہہ تہا کہ مجیب کا ضرور نام ہوگا
بلکہ اسی شرط پر مجہسی نام لکھوایا تہا اور یہہ اقرار تہا کہ اگر مجیب اپنا نام نہ لکھین تو جواب
نہ لکہنا مگر اب وہ بہی حیران ہین اور کہتی ہین کہ خیر گو یہہ وعدہ وفا نہوا مگر تو میری خاطر
سی جواب لکھہ الخ اقول پہلے گذارش ہوچکا ہی کہ آپکی شفیق نے یا کسی نے مجکو آپکے
اس شرط کی اطلاع نہین فرمائی ورنہ نام لکھنے مین کچہہ تامل اور کچہہ دریغ نہ تہا پہر یہہ جو
میر صاحب فرماتے ہین کہ میرے شفیق بہی چاہو جہہ حیرت مین گرفتار ہوگئی اور عدم
وفاء وعدہ کو تسلیم کرکے جواب الجواب کے ملتمس ہونے لگے سراسر لغو ہی اول
اپنی شفیق سے دریافت فرمایا ہوتا کہ آپنے شرط مقرر کی مولف جواب کو اطلاع دی ہی
یا نہین جب اسکی جواب مین وہ یہہ فرماتے کہ مینی اس شرط کی اوسکو اطلاع دی ہے
تو آپنے دریافت فرمایا ہوتا کہ اوسنی نام لکھنی سے انکار کیا ہی کیونکہ احتمال ہی کہ
نام لکھنا بوقت نقل سہوا رہ گیا ہو اور اگر وہ یہہ فرماتے کہ اس شرط کی اوسکو
اطلاع نہین دی گئی تو آپنے فرمایا ہوتا کہ اس تحریر کو واپس بہیجدینا چاہیئے تاکہ وہ یا نام
لکھی یا انکار کرے اور اگر یہہ بہی ممکن نہ تہا تو بذریعہ ایک کارڈ کے آپکے شفیق

دریافت فرما سکتی تہے کہ نام کیون نہین لکہا اور عجب نہین کہ مین اونکو خاتمہ تحریر
اپنا نام لکھنے کے اجازت لکہہ بہیجتا یہہ موقع ہرگز نہ آپکے انکار کا تہا نہ اونکی مبتلا حیرت ہونیکا
اور اصرار کا۔ لیکن ہان انصاف ادعائی کا مقتضا یہہ ہی کہ بدون تحقیق بلا تفتیش اسپر
تقیہ کا حکم لگا دیا اور اس اذعان و یقین کے ساتہہ گویا مخبر صادق نے خبر دی یا وحی
نازل ہوئی قولہ اگرچہ حضرت مجیب کمال علم و فضل کے مدعی ہین حتی کہ امتحان لینیکو
مستعد ہین اقول مین ہیچمدان ہیچکارہ ہرگز مدعی اپنے علم و فضل کا نہین ہون بلکہ
تمام خاندان مین اس مرض نفسانی کا نام و نشان نہین۔ لیکن ہان گاہی بنظر حمایت
اسلام مخالفین کے زعم شکنی کے لئے مدعی بہے ہوجاتا ہون اور یہان یہہ ایسا ہی محمود
ہی جیسا کہ جہاد اعدا کے وقت پسندیدہ خداوند تعالے ہی۔ اور واضح رہے کہ
امتحان لینے کے قصد سے جو ادعا کمال علم و فضل استنباط فرمایا ہے محض خوش
فہمی سے ناشی ہے کیونکہ جس امتحان کے لئے عرض کیا گیا تہا اوسکے واسطے کمال علم
و فضل کی ضرورت نہین اسلئے کہ یہہ دریافت کرنا کہ فلان کتاب کا کون مصنف ہی اور
فلان مصنف کی تصنیفات کیا ہین اسکے لیے کمال علم و فضل کی ضرورت نہین ہے پس دلیل
دعوی کو مثبت نہوئی لیکن ادعای کمال علم و فضل سامی قابل تماشا ہی جو بخیال فرماتے
ہین کہ ایک عالم ہماری مقابلہ مین مہر سکوت برلب ہی سو بفضلہ تعالے اس دعوی
کی اصلیت عنقریب منکشف ہوا چاہتی ہے قولہ اور بظاہر بڑی کروفر سے میدان
مناظرہ مین قدم رکہا ہے اقول یہہ کچہہ طعن و تشنیع و شکوہ و شکایت کی بات
نہین ہی حمایت دین اسلام بڑی کروفر اور مستعدی سے کرنا خاص اہل اسلام کا ہی
حصہ ہی آخر بزعم خود اپنے جواب مین تو آپنے بہی بڑا کروفر دکہلایا ہے قولہ مگر
ضعف تحریر ہمین سے ثابت ہی کہ اصل سوال کے جواب مین کچہہ بہی تحریر نفرمایا اور بجز طعن
و تشنیع اور تہدید زبانی کے کسی بات کا تعرض نکیا اقول یہہ حضرت کی فہم کی خوبی ہی

جو آپ فرماتے ہین کہ اصل سوال کے جواب مین کچھہ بھی تحریر نفرمایا اور بجز طعن و تشنیع و تہدید زبانی کے کسی بات کا تعرض نکیا ورنہ اگر ذرا غور سے ملاحظہ فرماتے تو اوسمین اپنا جواب پاتے چنانچہ اجمالی طور پر اوس تحریر کی کیفیت اہل انصاف کی سامنی پیش کرچکا ہون بنظر انصاف ملاحظہ فرمائین اور جناب کو تو اختیار ہی چاہی مناظرہ کی ہٹ کہنڈی تبائین یا گریز فرمائین یا تہدید زبانی اور طعن و تشنیع تصور کرین مثل مشہور زبان کے آگی نہ کوا نہ کہاتے قولہ حضرت نے خیال فرمایا کہ سوائی تحفہ اور کچھہ سامان نہین ایسی چال چلنی چاہی کہ وہ ہی امور جنکا تحفہ مین ذکر ہے اور ادنمین ہی انکی زعم مین کچھہ بحث ہوسکتی ہی اس سلسلہ مین چہڑنے چاہی ایسلئی میری وہی قول لئی کہ جنکی بحث تحفہ مین موجود ہے یعنی اول شرائط ثلثہ امامت کی دلائل طلب فرمائی اقول یہہ ہی حضرت کا تخیل محض ہے یا بذریعہ استخارہ طاق جفت کے معلوم فرمایا ہوگا کہ مین نے خیال کیا کہ میری پاس سوائی تحفہ کچھہ سامان نہین حالانکہ خود ہی ازالہ الغین اور آیات بینات کی میری پاس ہونیکا اعتراف فرماتے ہین اور اس امر کا شیعہ کو بھی اعتراف ہی کہ ازالہ الغین تحفہ سے ماخوذ نہین اچہا بپاس خاطر سامی مسلم کہ میری پاس سوائی تحفہ کوئی سامان نہین اسلئی وہی اقوال لئی جنکی بحث تحفہ مین موجود ہے اور تحریر بہی ضعیف ہے اور آپکی پاس ہواد تالیف ہر قسم کا موجود و معادنین مستعد ملکہ بدرجہ قصوی لیکن اگر یہہ آپکا زعم صحیح ہو تو آپکو مبارک ہو جلد ہی فیصلہ ہوجائیگا آپکو کچھہ دقت اوٹہانی نہ پڑیگی پس وہی ابحاث لکہدیجی کہ جنکے بحث تحفہ مین موجود نہین اور میدان مناظرہ جیت لیجیی - اور کوئی قول اپنے سوال مین ایسا بتلائی تو سہی جسکی بحث تحفہ مین نہین ہے قولہ ہم حضرت کی حکم کی تعمیل کرتے ہین اقول آداب عرض ہی قولہ اور حسب وعدہ جواب کے منتظر ہین اقول لیجے حاضر -

تردید اصل جواب

قال الفاضل المجیب قال المجیب اللبیب بسم اللہ الرحمن الرحیم وصلی علے رسولہ الکریم
وعلی آلہ واصحابہ اجمعین – اقول – اس خطبہ مین یہہ کلام ہے حسب مذاق اہل سنت وجماعت
خصوصاً حضرت مجیب اصحابہ کو آلہ پر مقدم کرنا مناسب تھا نہ بالعکس کیونکہ
بعد جناب رسول خدا صلعم کے کل خلایق پر من حیث الثواب بالرتبہ تفضیل شیخین
کو ہی ہے جیسا کہ شرح عقائد نسفی مین جو اہلسنت کی معتبر کتاب ہی موجود ہے افضل البشر
بعد نبینا ابوبکر الصدیق ثم الفاروق رض – انتہی اور حضرت مجیب کی خصوصیت کی جہہ یہی
کہ وہ خود ہی پرچہ مین تحریر فرماتی ہین – علے الخصوص خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کو
اہلسنت نام امت سی باعتبار مرتبہ اعلی وافضل اور ایمان مین اثبت واکمل اعتقاد کرتے مین
الخ حالانکہ اسی عقائد نسفی بلکہ اور کتاب عقائد مین خلفاء اربعہ کی تفضیل ترتیب خلافت
مذکور ہے مگر حضرت مجیب نے خلفاء اربعہ بہی نہ لکہا اسلئے مناسب تہا کہ اصحابہ کو آلہ پر مقدم
فرماتے تاکہ زبان ساتہہ قلب وجنان کے موافق ومطابق ہوتے نہ یہہ کہ دل مین
کچہہ اور زبان پر کچہہ – یقول العبد الفقیر الے مولاہ ہماری میر صاحب نے خطبہ
ہی سی جو یہہ بے سوچی سمجہی کلام وتردید شروع کی شاید اس سے یہہ مطلب ہوگا
کہ جہاں مین باعث فخر ونیکنامی ہو – کہ میر صاحب نے بسم اللہ سے لیکر آخر تک کی تردید
کر دی لیکن اہل علم وفہم کے نزدیک تو ایسی اعتراضات سے بجز اظہار اپنی ناواقفی
اور کم علمی کے اور کچہہ حاصل نہین – اگرچہ ہم مناقشہ لفظی کو پسند نہین کرتے کیونکہ
تطویل لاطائل ہو کر بیان مقصود مین مخل ہوتا ہی چنانچہ ہمنی اپنے پہلی تحریر مین بہی
اسکو ترک کر دیا تہا لیکن بپاس خاطر حضرت مخاطب بحث لفظی کیجاتی ہے کہ ازالہ شبہہ کا
رفع واجبات سی ہے – پس واضح ہو کہ ہماری مجیب نے شروع اعتراض مین
تقدم لفظ آل کی نسبت لفظ اصحاب پر مناسب ہونے کا حکم کیا ہی جو ادلہ کہ مقتضی
ہی اور علت تقدم جو ذکر کی ہے وہ مقتضی وجوب کو ہی فرماتے ہین تاکہ زبان ساتہہ قلب

وجدان کے موافق ہو جاوے زبان کا قلب کے ساتھہ مطابق ہونا ضروریات دین سی ہی اور
عدم توافق نفاق ہی - بہر تقدیر اولاً امیر صاحب کو ثابت فرمانا چاہیی کہ عطف بالواو ترتیب
رتبی کو مستلزم ہی ہم اسکو ہی تسلیم نہین کرتے بلکہ ہم کہتی ہین کہ واو محض جمعیت فی الحکم کو
مفید ہی چنانچہ واقفان فن عربیہ جانتی ہین کہ کلام فصحا مین کبھی تنزل اعالی سے اسافل
کیطرف ہوتا ہی اور گاہی ترقی اسافل سی اعالی کیجانب کیجاتی ہی - قران شریف کی
مواضع متعددہ مین حق تعالی نے انبیا ورسل کا ذکر فرمایا ہے جو آپکی اس دعوی کو مبطل ہے
آیہ وتلک حجتنا آتیناہا آخر چند آیات تک پڑہ جایئے اور اگر یاد نہو تو کسی حافظ
سی پڑہوا لیجیے یا قرآن مین دیکھہ کر پڑہ لیجیے اگر یہہ بہی نہو سکے تو پہلے سیپارہ
مین من کان عدوا للہ وملئکتہ ورسلہ الخ پڑہ لیجیے ثانیاً ہم کہتی ہین کہ لفظ آل
اصحاب کو بہی شامل ہے اور اوسکے مغائر ومقابل نہین اور کچھہ ضرورت نہین تہی
کہ لفظ اصحابہ ذکر کیا جاتا لیکن چونکہ اکثر حضرات مصنفین شیعہ نے یہہ طرز اختیار فرمایا
کہ اصحاب کا ذکر خطبو مین نہین فرماتے اور شاید اونکا یہہ معمول اس وجہ سے ہو کہ اونکی
روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب مین سے کوئی شخص معصیتہ تو درکنار سوای
حضرت مقداد کی حصہ ارتداد سی بہی نہین بچا چنانچہ اس جگہہ ایک ہی روایت پر
اکتفا کرتا ہون جناب قاضی صاحب شوستری مجالس المومنین مین بذیل ذکر مقداد
فرماتے ہین وشیخ ابو عمرو کشی کہ از علماء امامیہ ست درکتاب اسماء الرجال باسناد خود
از حضرت امام محمد باقر روایت نمودہ ارتد الناس الا ثلثة نفر سلمان وابوذر
والمقداد فقلت فعمار قال کان حاص حیصة ثم رجع قال ان اردت الذی لم
یشلک ولم یدخله شیء فالمقداد - علی الخصوص حضرت مخاطب کی مذاق پر کہ

ع سب لوگ مرتد ہو گئی مگر تین شخص سلمان ابوذر مقداد مین نے پوچھا اور عمار فرمایا کہ وہ کچھہ پہر گیا تہا لیکن پہر لوٹ آیا فرمایا
اگر ایسا شخص چاہیی جسکو کچھہ شک نہوا ہو اور جسکی کچہہ دل مین نہ داخل ہوا ہو تو مقداد ہے - ۱۲ -

اونہون نے تصریح فرمائی کہ عصیت کرام ہونے سی بالکل خارج کردیتی ہے چنانچہ فرماتے
ہین کل صحابہ کا کرام ہونا کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ صلعم اور خود اقوال
وافعال صحابہ بلکہ خود صاحب تحفہ کی تحقیق سے ثابت نہین ہوتا سورہ جمعہ کے
آخر کو ملاحظہ فرمائی ۔ واذا راوا تجارۃ اولہوا انفضوا الیہا الخ ۔ تو اس سے صاف
ثابت ہوا کہ عصیت کثرت کی بالکل خلاف ہی تو صحابہ کرام معاذ اللہ کرام نہوئی اور
جبکہ صحابہ کرام کا وجود ہی متحقق نہوا تو شاید اسلیئے مصنفین شیعہ نے لفظ اصحابہ
کو ترک فرمایا اور اہلسنت نے خیال کیا کہ اگر لفظ اصحابہ کو ترک کرتی ہین تو واہمہ خلاف
مقصود پیدا ہوتا ہے اور ایک امر شنیع مین تشبہ شیعہ لازم آتا ہے تو بغرض دفع
توہم خلاف مقصود اور حذراً عن التشبہ بطور تخصیص بعد تعمیم کی لفظ اصحابہ کو ذکر کیا ثالثاً
فرضنا لفظ آل و اصحاب مین تقابل ہے اور لفظ آل اصحاب کو شامل نہین تاہم یہہ اعتراض
باطل ہی کیونکہ اگر خلفا کو فضلیت حاصل ہی تو وہ فضل کلی ہی اور فضل کلی اعتبار
تقدم افضل جزئی کو مانع نہین تو اس موقع پر تقدم لفظ آل کا باعتبار فضل جزئی یعنی
جزئیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوا ۔ رابعاً یہہ اعتراض بلا تدبر کیا گیا ہی
اور آپ دلیل مدعا کی مثبت نہین اسلیئے کہ دعوی یہہ کیا گیا ہے کہ لفظ اصحاب
کو آل پر مقدم کرنا چاہیی اور اوسکی دلیل یہہ ارشاد ہوئی کیونکہ بعد جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے کل خلایق پر من حیث الثواب والرتبہ تفضیل شیخین کو ہی
اور ظاہر ہی کہ تفضیل شیخین مستلزم تفضیل جمیع اصحاب رضی اللہ عنہم نہین پس اگر لفظ
اصحابہ کا آل پر تقدم کیا جاوی تو موافق زعم سامی موہم ہوتا ہی کہ جمیع صحابہ اہل بیت
سی افضل ہین اور حاشا کہ اہل سنت ایسا اعتقاد رکھتی ہون ۔ لیکن مین نہایت متعجب
بلکہ ہمہ تن حیرت ہون کہ جناب والا نے باین ہمہ ادعائی انصاف و دانش
جب اس خطبہ پر جو بظاہر نہ الحمد للہ مسلک سامی کے موافق تہا کہ اسمین لفظ

تقدم آل کا اصحاب پر واقع ہے جو مقتضی تقدم رتبی کو ہی اور نیز اصحاب کا ہی ذکر کیا گیا ہی
غایتہ ما فی الباب آپ اصحاب سے وہی اصحاب سمجھین گے جنکو برخلاف نصوص روایات صحیحہ
اہنی کی آپنے کرام اعتقاد فرمار کہا ہی اس جوش و خروش سے معترض ہین تو اپنے جمہور
علما مصنفین پر جو قدیما و حدیثا لفظ آل ہی پر اکتفا فرماتی ہین اور گویا اصحاب کے ذکر کے
خطبونمین صلواة و سلام کے لئی قسم کہا رکہی ہی کیا کچہہ اعتراض نہین کیا ہوگا اکثر حضرات
شیعہ تو صرف آل کا ہی ذکر فرماتے ہین اور بعض حضرت جیسی ہماری محبوب مخاطب شاید
اس خیال ہی کہ مبادا کوئی کسی قسم کی گرفت کرے ذکر آل و اصحاب ہر دو ترک فرما دیتی ہین
اور بعض متقیین اگر کہین اہلسنت مین جا پہنسی اور وہان تصنیف کا اتفاق ہوا یا لباس تسنن
مین کوئی کتاب تالیف کی تو لابد اصحاب کا ہی ذکر فرما دیتی ہین۔ پس ہماری حضرت مجیب
فرمائین تو سہی کیا کسی روایت مین اصحاب کرام پر تبعا صلواة و سلام بہیجنی کے حرمت وارد ہوے
ہی یا کسینی ائمہ رضا مین ہی خطبات وغیرہ مین اصحاب پر صلوة و سلام کی ممانعت فرمائی
ہی جسکی وجہ سے حضرات نے یہہ عہد موثق باندہا ہی۔ ہمنی تو صحیفہ کاملہ کے روایت مین
یون پڑہا ہے۔ اَللّٰهُمَّ وَاَصْحَابُ مُحَمَّدٍ خَاصَّةً الَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الصَّحَابَةَ[1] اور تخصیص بعد
تعمیم بہی ملاحظہ فرما لیجے گا۔ اگر یہہ فرمائین کہ اصحاب کرام معصوم نہین ہم عرض کرین گے
کہ آل بہی تمام معصوم نہین بلکہ صرف آپکی نزدیک ائمہ علیہم السلام ہی معصوم ہین۔ پس بجز
اس امر کے اور کیا سمجہا جا سکتا ہی کہ اصحاب کے ساتہہ بغض و عداوت کی یہان تک نوبت
پہنچی کہ صرف بوجہ اشتراک لفظے کی جو کہ لفظ اصحاب مین ہی اور بوجہ استکراہ لفظ اصحاب کے
اپنی معتقد علیہ اصحاب کو بہی جنکو برخلاف روایات کرام اعتقاد فرمار کہا ہی صلوة و سلام
سے محروم کر دیا۔ باقی رہا یہہ ارشاد تا کہ زبان ساتہہ قلب و جنان کے موافق و مطابق
ہو جائے نہ یہہ کہ دلمین کچہہ اور زبان پر کچہہ یا تو اپنی مذہب کی ناواقفیت سے ناشی ہی

[1] الہی رحمت بہیج اصحاب محمد پر خاصکر جنہون نے اچہی مصاحبت کی۔ ۱۲

ف زبانکو دل کے ساتہہ موافق کرنا خلاف تقیہ ہے

یا انصاف کا مقتضا ہی - ذرا حضرت کلینی کی روایت کو تو ملاحظہ فرمائیے وہ حضرت امام
ابو عبد اللہ جعفر صادق رضؓ سے روایت کرتے ہین انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ
ومن اذاعہ اذلہ اللہ — عن الارغام — پس جب دین اسلام کی یہہ حالت ہی
تو زبان کا قلب وجنان سے موافق ہونا مخالف شرع اور محرم قرار پایا اور زبان کا دل سے
مخالف ہونا اصول دین سے ٹھہرا مگر یہہ کہ حضرت نے اس مین بہی تقیہ فرمایا ہو لیکن غالباً
حضرت بحکم کتاب مختوم بخواتیم الذہب مامور باظہار حق تہی اور حضرت کو تقیہ جائز نہ تہا - اور
لیجیے آپ کے شیخ صدوق اپنے اعتقادیہ مین فرماتے ہین - ومن ترکہا (ای التقیہ) [۵۲]
قبل خروجنا فقد خرج عن دین اللہ ودین الائمۃ وخالف اللہ ورسولہ
والائمۃ — عن کاشف اللثام - اس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ تا وقتیکہ ائمہ رضہ خروج
وظہور نفرماوین کسی شخص کو اظہار اپنے معتقدات کا اور توافق قلب وزبان ہرگز جائز نہین
بلکہ یہہ خدا تعالے اور ائمہ رضہ کے دین سے خروج ہے کیونکہ وقت ظہور امام علیہ السلام تک زمانہ
ہدنہ درمیان ہین اور اگر ایسا ہوتا تو حضرت ہی کیون چہپی بیٹہی رہتے اور کیون ظہور نفرماتے
پہر معلوم نہین کہ ہماری حضرت مخاطب نے خصوصاً اور تمام متکلمین شیعہ نے عموماً برخلاف
فرمودہ ائمہ کے اپنی معتقدات کو کیون ظاہر فرمایا کیا وہ اس وعید سے مستثنی ہین اور اگر یہہ خیال ہو
کہ یہہ حکم کم علم اور ناواقفون کے لیے ہی اور جو صنعت جدال ومناظرہ سے واقف اور اوسکی
مشاق ہون تو وہ اس وعید سے خارج ہین تو ذرا حدیث شیخ ابن بابویہ کو جو کتاب
التوحید ونفی التشبیہ والجبر مین روایت کی ہی ملاحظہ فرمائیے [۵۳] حدثنا محمد بن عیسی
قال قرات کتاب علی بن بلال علی ابی علیہ السلام انہ روی عن آبائک علیہم السلام

[۵۱] تم ایسے دین پر ہو جو شخص اسکو چہپاویگا اللہ تعالے اسکو عزت دیگا اور جو شخص اسکو پہیلاویگا اللہ تعالی اوسکو ذلیل کریگا ۱۲ -

[۵۲] جس شخص نے ہمارے ظہور سے پہلے تقیہ چہوڑ دیا وہ شخص بیشک اللہ کے دین سے اور ائمہ کے دین سے نکل گیا اور اللہ و رسول و ائمہ کا مخالف ہوا ۱۲

[۵۳] محمد بن عیسی کہتا ہی کہ مینے علی بن بلال کا خط امام علیہ السلام کی خدمت مین پڑہا اسمین یہہ لکہا ہوا تہا کہ آپکے آبا علیہم السلام سے روایت ہی ۱۲

انھم نھوا عن الکلام فی الدین فتاول ھولاء المتکلمون بانہ انما نھی من لا یحسن ان یتکلم فیہ فاما من یحسن ان یتکلم فیہ فلم ینھہ فھل ذلک کما تاولوا اولا فکتب علیہ السلام المحسن وغیر المحسن لا یتکلم فیہ فان اثمہ اکبر من نفعہ۔ عن کاشف الغمۃ اور ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کلام مجید مین شراب و قمار کی نسبت ارشاد فرماتا ہے يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا تو حضرت امام نے بھی اپنی ارشاد مین درباب ممانعت کلام و گفتگو اس آیت کی طرف اشارہ فرما کر کلام فی الدین کو بمنزلہ شراب و قمار کی و فعون اور زنا و تفعون کے لیئی برابر حرام قرار دیا۔ اگر اس بارہ مین چشم دید روایات مطلوب ہون تو دیکھی علامہ مجلسی بحار الانوار کے جلد اول باب کتمان العلم مین جو بہتسی روایات لکھی ہین اونمین سے چند روایات تنشیطاً للناظرین عرض کرتا ہون۔ عن عبد اللہ بن یحییٰ عن حریز بن عبد اللہ السجستانی عن معلی بن خنیس قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام یا معلی اکتم امرنا ولا تذعہ فانہ من کتم امرنا ولم یذعہ اعزہ اللہ فی الدنیا وجعلہ نورا بین عینیہ فی الاخرۃ

۱؎ کہ اونھون نے دین مین کلام و گفتگو کی ممانعت فرمایا ہے سو ہمین بعض لوگون نے جو کلام و گفتگو کرتے ہین یہہ تاویل کی ہے کہ یہہ ممانعت ان لوگون کی واسطی ہے جو اچھی طرح مناظرہ نہین کرسکتے اور جو لوگ کہ مناظرہ کی مشاق ہین اور اچھی طرح گفتگو کرسکتے ہین اونکی لیئی ممانعت نہین ہے سو کیا یون ہی ہے جس طرح اونھون نے تاویل کی ہے حضرت علیہ السلام نے اوسکی جواب مین لکھا خوب کلام کرنے والا اور خوب کلام نکرنے والا کوئی دین مین کلام نکری کیونکہ اوسکی نفع سی اوسکا گناہ بڑا ہے ۱۲۔ ۲؎ پوچھتی ہین تجھسے شراب اور جوئی کو تو کہہ اون مین بڑا گناہ ہی اور لوگون کے فائدے ہین اور اونکا گناہ اون کے فائدہ سے زیادہ ہے۔ ۳؎ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہی۔ کہ فرمایا آپنے اے معلی ہمارے معاملہ کو پوشیدہ رکھہ اور اوسکو آشکارا مت کر پس جو شخص ہمارے امر کو چھپائے اور اوسکو پھیلائے نہین خدا تعالیٰ اوسکو دنیا مین عزت دیگا۔ اور اس کتمان امر کو نور بنا کر قیامت کے روز اوس کی پیشانی مین رکھے گا ۱۲۔

[یہ حدیث بہ تغیر عبارت مذہب کے چھپانے مین اصول کافی مین بھی ہے ۱۲]

یقودہ[1] الی الجنة یا معلی من اذاع حدیثنا وامرنا ولم یکتمہ اذلہ اللہ فی الدنیا ونزع
النور بین عینیہ فی الآخرة وجعلہ ظلمة یقودہ الی النار یا معلی ان التقیة دینی ودین
آبائی ولا دین لمن لا تقیة لہ یا معلی ان اللہ یحب ان یعبد فی السر کما یحب ان یعبد
فی العلانیة یا معلی ان المذیع لامرنا کالجاحد بہ یہ بعینہ وہی معلی بن خنیس راوی حدیث باوجود امام کی اس
ممانعت کے اظہار سے باز نہ آیا اور امام کی مخالفت کی یہانتک کہ مقتول ہوا قال ابو عبد اللہ علیہ السلام اقرأ موالینا
السلام واعلمہم ان یجعلوا حدیثنا فی حصون حصینة وصدور فقیہة واحلام رزینة
والذی فلق الحبة وبرأ النسمة ما الشاتم لنا عرضا والناصب لنا حربا اشد مؤنة
من المذیع علینا حدیثنا عند من لا یحتملہ ــــ عن ابی عبد اللہ ع قال ما قتلنا من
اذاع حدیثنا خطاء ولکن قتلنا قتل عمد عن ابی بصیر قال قلت لابی عبد اللہ ع
ما لنا لن تخبرنا بما یکون کما کان علی یخبر اصحابہ فقال بلی واللہ ولکن ہات حدیثا
واحدا حدثتکہ فکتمتہ فقال ابو بصیر فواللہ ما وجدت حدیثا واحدا اکتمتہ
غرض ان روایات سے اظہار معتقدات زمانہ تقیہ تک صاف حرام معلوم ہوتا ہے پھر باوجود اسکی

---

[1] وہ نور اسکو جنت میں کھینچ لیجائیگا۔ اے معلی جو شخص ہماری حدیث اور ہمارا امر ظاہر کریگا اور اسکو مخفی نہ رکھیگا خدا تعالی اسکو دنیا میں خوار کریگا اور
قیامت کو اسکی پیشانی سے نور کو سلب کریگا اور اسی افشائے امر کو ظلمت بنا دیگا جو اسکو دوزخ میں کھینچ لیجائیگی اے معلی تقیہ میرا اور میرے باپ دادا کا
دین ہے اور جسمیں تقیہ نہیں اسکا دین نہیں ہے اے معلی خدا تعالی کو یہ بات پسند ہے کہ پوشیدہ عبادت کیجاوے جیسا کہ یہ پسند ہے کہ آشکارا عبادت کیجاوے اے معلی ہمارے امر کا فاش کرنیوالا ایسا ہی ہے
جیسا کہ اسکا انکار کرنیوالا ابو عبد اللہ حضرت جعفر صادق نے کہا کہ ہمارے دوستوں سے سلام کہو اور یہ جتا دو کہ وہ ہماری حدیث کو مستحکم قلعوں میں اور سمجھدار سینوں میں اور باوقار
عقلوں میں جگہ دیں قسم ہے اوس ذات کی جسنے دانہ کو پھاڑ کر شگوفہ نکالا اور خلقت کو پیدا کیا ہے کہ ہماری عزتیں برباد کرنیوالا اور ہمارے ساتھ لڑائی برپا کرنیمیں کوئی شخص اس
آدمی سے زیادہ ہمکو تکلیف دینے والا نہیں ہے جو ہماری حدیث کو ایسے شخص پر ظاہر کرے جو اسکا متحمل نہیں ہو سکتا ابو عبد اللہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جس شخص نے
ہماری حدیث کو ظاہر کیا اوسنے ہمکو چوک کر قتل نہیں کیا بلکہ اوسنے دیدہ دانستہ مار ڈالا ابو بصیر سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ کی خدمت میں عرض کیا
کہ کیا وجہ ہے کہ آپ ہمکو کیفیت حال کی خبر مطلع نہیں کرتے جیسے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے دوستوں کو خبر دیا کرتے تھے قسم ہے کہا کہ فرمایا کیوں نہیں
مگر لاؤ ایک ہی حدیث بیان کر دی ہو میں نے تجھسے کبھی ہو اور تو نے اوسکو پوشیدہ رکھا ہو ابو بصیر کہتا ہے کہ قسم اللہ کی مجھکو کوئی ایسی حدیث نہیں ملی جسکو میں نے چھپایا ہو

حضرات شیعہ کے اکابر کا جو بزعم انکی خلص اصحاب ائمہ تھی یہہ حال ہی کہ امام کی نافرمانی کرین امام پر لعنت کری پہر بہی اظہار سے باز نہ آوین اور اِن ہی پر کیا منحصر ہی صحابہ مقبولین نے بہی تو امام بلافصل کے ارشاد مین اطاعت نہین فرمائی تہی تو یہہ کچہہ نئی بات نہین مگر تعجب تو یہہ ہی کہ باوجود اُن روایات کی یہہ حضرات یہہ روایتین بہی فرماتے ہین عن محمد بن جمهور القمی قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اذا ظهرت البدع فی امتی فلیظهر العالم علمه فان لم یفعل فعلیه لعنة الله۔ پہر آپ فرماتی کہ روایات مذہب کی سوسی زبان کا قلب وجنان کے ساتہہ موافق ہونا اصل اصول دین ہی یا مخالف ہونا اور زبان کو دل کے ساتہہ موافق کرنے سی دین اسلام سی خارج ہوتا ہی یا مخالف کرنے سی فاعتبروا یا اولی الابصار قال الفاضل المجیب ثم قال۔ امابعد اندنون ایک سوال محررہ مولوی فرزند حسین صاحب اثنا عشری متعلق بحث امامت میری نظر سے گذرا اگرچہ پہلے اس مسئلہ مین اور اسکی متعلقات مین طرفین سے دفاتر سیاہ ہوچکی ہین اور ہنوز فیصلہ نہین ہوا اور نہ جبتک قائد توفیق راہ ہدایت کیطرف کشان کشان لاوی اور عنایت خداوند تعالی شانہ دستگیری فرمائی تب تک فیصلہ ممکن ہی۔ اقول۔ مجہہ جیسی ہیچمدان کی نسبت لفظ مولوی تحریر فرمانا محض تواضع وعنایت سامی ہی ممنون ہون واقع مین مین بیچارہ فارسی خوان ہون ہرگز مولویت کی لیاقت نہین رکہتا ہان یہہ ضرور ہی کہ ابتداء سن تمیز سی مناظرہ مذہبی کا شوق رہا ہی کسیقدر طرفین کی کتابین دیکہی اور باتین سنی ہین لفظ مولوی اپنی نام کے ساتہہ لکہا جانا ایک قسم کی ہنسی واستہزا سمجہتا ہون ایسی آئندہ معافی کا خواہان ہون یقول العبد الفقیر الی مولاہ اگر آپ اپنی اس بیانمین سچی ہین اور آپ محض فارسی خوان ہین اور عبارات عربیہ کو نہ سمجہہ سکتی ہین نہ ترجمہ کرسکتی ہین تو ضرور ہی کہ آپ اپنی تحریرات کی مواقع اعتراض وجواب مین جو عبارتین اپنی یا خصم کی کتب عربیہ سی نقل کرتے ہین جنکا سمجہنا بجز استعداد علوم عربیہ کی نہین ہوسکتا اون عبارات کی نقل اور اون سی استدلال کرنے مین اپنی مذہبی بہائیون سے مدد لیتی ہونگی اور آپکی علماء کی

موید بدعات و ترک سنت کرنے والا ملعون ہی

اعانت وامداد ہمین آپکی شامل حال ہوگی چنانچہ اس قسم کی تحریرات حضرت شیعہ کی اعانت [illegible]
کمیٹی ہوا کرتے ہین۔ تو ایسی صورت مین میری مخاطب ومیری محبت [illegible]
قوت اور تائید برادران ایمانی اور صمد قادر وحانی کی ہونگی جو شامل حال [illegible]
عنوان ہی مین آپکو تعبیر کرون آپ اوس قوت کی ساتھہ ملکر [illegible]
آپکی ایسی اطلاق کیا تو خلاف واقع او بیجا نہین کیا کیونکہ [illegible]
بلکہ آپ مع تقویت وتائید کے ہین اور اوسکی انضمام کے [illegible]
پر لفظ مولوی حمل کیا گیا ہی۔ اور اگرچہ یہہ تقویت وتائید [illegible]
بمنزلہ لوازم غیر منفک عن الذات ہی اسلیئی اسکو وصف ذاتی [illegible]
اور عنایت پر محمول فرمانا محض تواضع وعنایت ہی [illegible] ہون۔ [illegible]
توفیق ایزدی درکار ہی مگر جس فرقہ سے یہہ توفیق یہانتک سلب ہوگئی ہو کہ تحقیق حالی کی کتابونکا
دیکھنا اونسی ملنا امور متنازعہ فیہا مین گفتگو کرنا خصوصا مشاجرات صحابہ مین گناہ سمجھتی ہو
اور ان باتونکو اپنی مذہب کا مخل جانتی ہون عالم اسباب مین اوس فرقہ کی ہدایت کی کیا امید ہی
اقول اس تقریر سی معلوم ہوا کہ آپکو توفیق کے معنی سے بھی ناآشنائی ہے۔ جناب من توفیق کے
معنی توجیہ الاسباب نحو مطلوب الخیر ہین اور ظاہر ہی کہ یہمین مطلوب خیریت کی قید
مقید ہی جو یہان مفقود ہی مطلوب شر کی توجیہ اسباب کو کوئی ناواقف ہی توفیق کہیگا
اور اگر خیر زعمی مراد ہوا اور مطلقا ہر ایک فریق کی کتابین دیکھنا اونسی ملنا امور متنازعہ فیہا
مین گفتگو کرنی اور اوسکو ثواب سمجھنا توفیق ہو تو پھر خوارج کو بھی جو کہ اپنی کتابونمین اہلبیت
نبوت کو سب وشتم کرتے ہین اور سواد الوجہ فی الدارین کماتے ہین۔ جیسا کہ حضرات شیعہ
نی بھی بہ نسبت کبار صحابہ کی یہہ ہی وتیرہ اختیار کر رکھا ہی مژدہ ہو کہ حضرات شیعہ کو
کہہ سکتی ہین کہ جس فرقہ سے یہہ توفیق یہان تک سلب ہوگئی ہو الخ تو اس صورت مین
آپکی ہی اقرار سے ایسی اور تمام شیعہ سے توفیق سلب ہوئی اور کوئی مستند ین خیال نہین

کر سکتا کہ خوارج کی کتابونکا دیکھنا جنمین معاذ اللہ اہلبیت اطہار کے دشمنون کی توہین وتذلیل ہو
مستحب وموجب ثواب ہے اگر ہماری مجیب بروی اپنی مذہب کے وقعی ایسا ہی اعتقاد رکہتی ہون
تو ہمین بھی مطلع فرمائین۔ علے ہذا القیاس یہود ونصاری ومجوس وبُت پرست وغیرہ سبکا
بمقابلہ حضرات شیعہ کے اپنی اون کتابونکی نسبت جنمین حق تعالی شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی نسبت کلمات سقط وناسزا لکھی ہین یہہ ہی ترانہ ہوگا پہر جو کچہہ اسکا جواب حضرات شیعہ خوارج
وغیرہ کو دیوینگی ہماری طرف سی ہی قبول فرمائین اور اصل یہہ ہی کہ جس فریق کے نزدیک فریق
ثانی کے پیشواؤنکو برا کہنا جزو مذہب ہو اور اوسکو عبادت اعتقاد کرتے ہون بلکہ اپنی پیشواؤنکو برا کہنی سی پاک نہو
اور اونکی کتابین اس قسم کی مضامین سی مملو ہون اور اونکی زبانین ایسی کلمات کی خوگرفتہ ہون تو بیشک فریق
ثانی ایسی لوگونکی ملنی اور اونکی کتابونکے دیکھنی سی کارہ ہوگا اور حرام سمجھیگا کیونکہ منجر بحرام ہی علاوہ
ازین قاعدہ ہی کہ جب حق منقح ومحقق ہوجاتا ہی تو مخالفین کی کتابین دیکھنی وتسلی ملنا اور امور متنازعہ فیہا
مین گفتگو کرنے بے سود تضییع اوقات بلکہ کسیقدر خطرناک ہوتا ہے کیونکہ ہر ایک امر کی تحسان
کی ادراک سی عقول قاصر ہین چنانچہ حق تعالی شانہ نے وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا
فرماکر اسپر متنبہ فرمایا اور جابجا کلام مجید مین مخالفین کے ساتھہ اختلاط اور اونکی دوستی اور
موالات کی ممانعت فرمائی۔ اور جب اہلسنت اپنی مذہب کو منقح ومحقق کرچکے اور موافق
کتاب وسنت پاچکی تو اونکو کچہہ ضرورت باقی نہین رہی کہ بنظر تحقیق حق شیعہ وخوارج سے
ملین اور اونکی کتابین دیکھین اور اپنی بزرگونکا سب وشتام سنین اور دیکھین۔ ہان گاہی بنظر
حمایت اسلام وتبکیتاً للالدّ الخصام بغرض الزام کتب مخالفین دیکھتی ہین اور امور متنازعہ فیہا
مین گفتگو کرتے ہین اور اوسکو کوئی حرام نہین کہتا البتہ اسمین اگر کچہہ فرمائین تو اہل ورع
وتقوی فرمائین سو وہ خارج از قانون مبحث ہی۔ لیکن طلب توفیق اوس فرقہ سے دیکھنا
چاہیی کہ کہانتک اور کس درجہ تک ہی کہ جو تمام عمر کتب اہل حق دیکھتی ہین کتاب اللہ پڑہتی ہین
اور ہدایت اونکی نصیب نہین ہوتی اور صراط مستقیم سے منحرف ہین خدا تعالے شانہ کے لیئے

جسم وصورت ثابت کرتے ہین کہو کلا اور نہوس تبلاتی ہین کتاب اللہ کو محرف کہتی ہین انبیاء
کی حق مین ناسزا کہتی ہین ائمہ کو انبیاء سے افضل کہتی ہین - الی غیر ذلک من المزعومات - اب
اس سے اندازہ کر لینا چاہی کہ سلب توفیق زیادہ کس پر ہے اور معاند حق کون ہی قولہ
شاید یہہ سبب ہی کہ حضرت نے فائدہ توفیق کے ساتہہ لفظ کشان کشان جو مستلزم جبر ہی
زیادہ کیا ہی - اقول اگر یہہ ہی فہم شریف کا حال ہی تو بطرح کلام اللہ کی بہت سے
آیتین موہم جبر ہین جو ہدایت وضلالت کے بارہ مین وارد ہوئی ہین وہان بھی آپ شاید
جبر ہی سمجہتی ہونگی - خداوند تعالے پر لطف واجب کرکے اوسکو اپنی عقول سی مجبور کرنا مستلزم
جبر ہی کہ نہین - ان سب کے علاوہ حدیث الطینہ کو بھی ملاحظہ فرمایئے اوسمین صریح ہی
کہ حسنات مخالفین کے شیعیان پاک کے بمقتضای طین حوالہ ہونگی اور سیئات شیعان پاک کی مخالفین کے
سر ڈالی جائنگی یہہ سراسر جبر اور خلاف لطف مزعوم ہی - اچہا یہہ بہی سہی ہم ایک روایت
مجالس المومنین سے پیشکش کرتے ہین جسکو قاضی نور اللہ صاحب شوشتری نے امام
جعفر رضی اللہ عنہ سے امام غزالی کی بیان مین نقل کیا ہی اوسکو ملاحظہ فرمائین اور انصاف
سی فرمائین کہ مستلزم جبر ہی یا نہین الفاظ روایت یہہ ہین العلم النافع لیس بکسب
ولاجد بل ہو نور یقذفہ اللہ فی قلوب اولیائہ اذا اراد بہم خیرا - پہر اگر اسمین کوئی
تاویل کرکے اسکو جبر سی خارج کرین تو بندہ کی طرف سی بہی وہی قبول کرین قال الفاضل
المجیب - قولہ - لیکن جناب سائل نے اپنی اسلاف سی بڑہکر قدم رکہا ہی اور اپنی
سابقین سے سبقت کا قصد کیا ہی اقول - تعجب ہی کہ شروع کلام مین یہہ درازنفسی
ایسی الفاظ اور انکی جواب ترکی بہ ترکی لکھنی کو ہم تہذیب کے خلاف سمجہتی ہین اور بجز سکوت
کچہہ جواب نہین دیتی یقول العبد الفقیر الی مولاہ - تعجب ہی کہ آپکو یہہ الفاظ اتنے بُری لگی
اور آپنی انکو اسقدر مکروہ اور مستقبح و خلاف تہذیب سمجہا اور انکی لکہنی کو درازنفسی سی تعبیر
فرمایا - باوجودیکہ آپ کی سعی و کوشش اپنی مذہب کے اذاعت و ترویج مین اپنے بہت

متقدمین سے بڑھکر ہے تو اگر اس وجہ سے آپکو فخر سابقین کہدیا گیا یا قصد تقدم و سبقت علی المتقدمین
آپکی طرف نسبت کیا گیا تو کیا گناہ ہوا۔ حضرات شیعہ تو اس سے بڑھکر الفاظ اپنی علما کی
شان مین لکھتے ہین اور مین یقین کرتا ہون کہ ہرگز آپ اونکو درازنفسی اور بدتہذیبی کے ساتھہ
تعبیر نہین فرماوینگے حالانکہ ایسے کلمات مستلزم توہین انبیا و ائمہ رضا ہین اور اگر اونمین
تاویل کرکے ظاہر سے نہ پھیرا جاوے اور مجازی معنی نہ لیے جاوین تو انشاء اللہ آپ ہی
اونپر کفر کا فتوی دیوین۔ فہرست علماء مصنفین شیعہ مین جو اسوقت میری سامنے
موجود ہے لکھا ہے ومنهم الشيخ امام الشيعة معين الدين مسعود بن علی
البيهقی صاحب كتاب سلوة الشيعه وفيه الادلة على تحقيق ايمان ابی طالب
اب آپ غور فرمائیے کہ اس شخص کو امام کی لفظ سے تعبیر کیا ہے اور آپ جانتے ہین کہ
غیر امام کو امام کہنا شیعہ کی نزدیک ایسا ہی برا ہے جیسا غیر خدا کو خدا کہنا اور غیر رسول ص کو
رسول کہنا تو معلوم نہین اس قسم کی کلمات کو جو عموماً علما کی نسبت کتب شیعہ مین
بلاتکلف پائی جاتے ہین ہماری حضرت مخاطب کسقدر منکر اور مستقبح سمجھتے ہونگی اور اونکی
قائلین کو کس درجہ درازنفسی اور بدتہذیبی سے مطعون فرماتے ہونگی۔ حالانکہ جو کچھہ
مینے عرض کیا ہے وہ ان کلمات کا عشر عشیر بھی نہین۔ باقی رہا یہہ جو آپ فرماتے
ہین کہ ایسے الفاظ اور اونکی ترکی بترکی جواب کو خلاف تہذیب سمجھتے ہین اور بجز سکوت
کچھہ جواب نہین دیتے۔ بمعاینہ آپکی اس تحریر کی حیرت و تعجب انگیز ہے۔ کیونکہ
آپنے اسی تحریر مین باوجود ادعاء تہذیب کی کوئے دقیقہ دقائق خلاف تہذیبی کا
اوٹھا نہین رکھا فحش گالیون تک دریغ نہین فرمایا۔ چنانچہ آئندہ جسجگہ ایسے کلمات
آپ لکھینگے اوسجگہ اشارہ کیا جائیگا پھر معلوم نہین آپنے تہذیب کس چیز کا نام
لیا ہے۔ مگر شاید آپکی نزدیک گالیان خلاف تہذیب نہون اور یہہ کلمات خلاف تہذیب ہون

ا؎ منجملہ علماء مصنفین شیعہ کی شیخ امام الشیعہ معین الدین مسعود بن علی بیہقی مصنف کتاب سلوۃ الشیعہ جسمین دلائل اثبات ایمان ابو طالب کے ہین۔ ۱۲

پهر با این همه اگر ان کلمات کو آپ اسوجه سی که خاص میری قلم سے نکلی هین مکروه او خلاف
تهذیب خیال فرماتے هین تو لیجیے مین معافی مانگتا هون اور ممنون هون که اسکی جواب
مین آپنے سکوت فرمایا کیونکه اس فن مین مجهسی آپکے ساتهه برابری نهو سکیگی **قال**
الفاضل المجیب۔ قوله۔ وه یهه هی که اپنی مسلمه شرایط امامت کو تحریر فرماکر اونکی
نسبت دعوی فرمایا هی که یهه شرایط دلائل عقلیه و نقلیه سی ثابت هین اسکی بعد لکها هی که جو
صاحب جواب تحریر فرماوین اونکو چاهیی که اگر هماری شرایط کو رد فرماوین تو محض لانسلم
کهکر نه ٹال دین بلکه بدلائل عقلیه و نقلیه رد فرماوین۔ اقول۔ اسلاف سی بڑهکر قدم
آگی رکهنی اور سابقین سے سبقت کا قصد کرنیکا جو یهه سبب تحریر فرمایا هی سمجهه مین
نهین آتا کیا حضرت مجیب ان شرایط ثلثه کو میرا هی ایجاد سمجهتی هین اگر انکا یهه خیال
هی تو تحفه کی باب هفتم کو ملاحظه فرماوین که صاحب تحفه تحریر فرماتے هین که یهه شرایط
امامیه نے اسلیئے امامت مین لگائی هین که خلافت خلفاء ثلثه کو عین دعوی مین
برهم کرین۔ کل علماء شیعه کثرهم الله فی البریه یهی شرایط لکهتی آتے هین۔
یا اسلیئے که سبهی اونکو مدلل بدلائل عقلیه و نقلیه لکها هی۔ یهه بهی [illegible] امامت مین
مشرح و مفصل موجود هے۔ یا یهه که دلائل نهین لکهے سو اب تحریر یهه هی که اپنی دعوی
گو که سر دست اسکی دلائل نه لکهین مدلل بدلائل لکهتے هین۔ چنانچه حضرت مجیب نے
بهی صحابه کرام رض و خلفاء ثلثه کی تمام امت سی افضلیت کے دعوے مین تحریر فرمایا
که کتاب الله فضائل صحابه سے بهری هی اور اقوال عترت بشیار انکی مدایح مین وارد هین حالانکه
ایک آیت قرآنی اور ایک قول عترت بهی نقل نهین فرمایا مین حیران هون که حضرت مجیب نے
جو سبب میرے سبقت وغیره کا لکها هی میری سمجهه مین نهین آتا **یقول العبد**
الفقیر الی مولاه مین آپکی ادعائی انصاف اور مهارت فن مناظره پر که تهذیب
سن تمیز سے اسی مین منهمک رهی نهایت متاسف هون که خصم کا کلام بجمیع

محتملات نہین سمجھہ سکتی یا یہہ کہ سمجھتی ہین لیکن صرف بغرض ایراد و اعتراض کلام کی اوس
محتمل سے اغماض فرماتی ہین جسپر بنا مراد قائم ہی - پس اگر اسیکا نام انصاف اور مناظرہ
دانی ہی تو دیکھیے نا انصافی کیسی کچھہ ہوگی - مین پوچھتا ہون کہ اسلاف سے بڑہکر قدم
رکھنے اور سابقین سے سبقت کا قصد کر سکے جو جنابنے کلام مین سے تین احتمال
پیدا فرمائی ہین کیا بجز اون احتمال سہ گانہ کے اور کوئی احتمال اوس کلام مین پیدا نہین
ہوسکتا - کیا کوئی دلیل حصر عقلی یا استقرائی جنابنے اوس پر قائم فرمائی ہے ظاہر
تو یہہ آپکا محض زبانی دعوی ہی - فی الحقیقت دیکھیے تو یہہ تینون احتمال غلط ہین اور مدار
تقدم و سبقت اس پر ہی کہ جنابنے اول تحریر فرمایا کہ یہہ مدعا بدلائل عقلیہ و نقلیہ
ثابت ہے اور بعد اوسکی لکہا کہ جو صاحب جواب تحریر فرماوین تو محض لانسلم کہکر
نہ ٹال دین - اس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ بزعم جناب یہہ شرائط اس درجہ ثابت و
متحقق ہین کہ ان پر کوئی اعتراض وارد نہین ہوسکتا اور خصم کو بجز لانسلم کے اور کچھہ بن نہین
آتا گویا اہلسنت آجتک بجواب شرائط لانسلم کرتے چلے آئی ہین حالانکہ اسقدر وسیع
مسئلہ مین کہ جس مین مجال کلام کو بہت وسعت اور گنجایش ہی بلکہ اگر انصاف دیکھیے تو علماء
شیعہ اس مسئلہ مین محض محتملات بعید از لفظ اور دور از عقل سے ہمیشہ استدلال کرتے ہین
اور بمجرد دعوی کفر و ارتداد کبار صحابہ مہاجرین و انصار و ازواج مطہرات رسول کردگار امہات
المؤمنین کے اور کوئی مساغ نہین پاتے - تو ایسی مسئلہ کی نسبت اتنا بڑا کلمہ کہنا بہت
بڑی تقدم و عزم سبقت کو مقتضی ہے - جو بہت سے اکابر شیعہ سے صادر نہین ہوا -
پس حضرت مجیب کا یہہ فرمانا کہ مین حیران ہون کہ حضرت مجیبنے جو سبب میری سبقت وغیرہ
کا لکہا ہی میری سمجھہ مین نہین آتا البتہ قابل افسوس ہی اور یہہ جو ارشاد ہے کہ داب
تحریر یہہ ہی کہ اپنے دعوی کو گو درست اوسکی دلائل نہ لکہین - لیکن مدلل بدلائل لکہتے
ہین الخ - یہہ اور بہی طرفہ تماشا ہی کیون حضرت یہہ کہان کا داب تحریر ہے کہ خاصم

دعوی پیش کرین اور اوسکی دلائل ذکر نہ فرمائین کوئی شخص مناظرہ مین بمقابلہ خصم دعوی کو
ذکر کرکے دلائل کو برات عاشقان برشاخ آہو نہین بتا سکتا۔ حالانکہ وہ یہہ بہی جانتا ہو کہ خصم
اس دعوی کو تسلیم نہین کرتا۔ کیونکہ خود جناب کے نزدیک بہی مسلم ہی کہ دعوی بلا دلیل نامسموع
ہی تو معلوم نہین کہ یہہ داب تحریر کس قاعدہ پر مبنی ہی رہا یہہ جو بطور تشبیہ بیان فرماتے مین "
چنانچہ حضرت مجیب نے خلفا ثلثہ کی افضلیت کی دعوی مین" الخ۔ اور بندہ کو بہی اپنی خطا
مین شریک کرتے ہین یہہ اوس سے بہی زیادہ عجیب و غریب ہی بلکہ حضرت کے مناظرہ
دانی کی نہایت قوی دلیل ہے اس سی اہل فہم صاف سمجھہ سکتی ہین کہ آپکو مدعی اور حاکی
دعوی مین امتیاز و تفرقہ نہین ہے۔ اگرچہ مین کیا بلکہ ہر ایک شخص اہلسنت مین سی افضلیت
خلفا رضی اللہ عنہم کا معتقد اور مدعی ہے لیکن اس عبارت مین جسکو جنابنے نقل فرمایا ہی
میری طرف دعوی کو نسبت کرنا سراسر غلط ہی کیونکہ سیاق کلام بصراحت دال ہی کہ یہہ عبارت حکایت
دعوی ہی بلکہ معتقد اہلسنت کو مبنی ہی نہ یہہ کہ متکلم کے مدعی ہونے کو مثبت ہی پس حاکی دعوی کو
مدعی کہنا آپ ہی جیسی مناظرہ دان کا کام ہی تو اسلئی بندہ کو عدم سوق دلائل منظور نہین
حضرت نے بہی اگرچہ ابتدا مین اختلاف نقل کیا ہی جس سی شاید آپکو بہی یہہ شبہ پیدا ہو
کہ ہم بہی مدعی نہین اور حاکی دعوی ہین اور بندہ نے جو آپکو مدعی قرار دیا ہی اسکو غلط اور
خلاف مناظرہ سمجہین لیکن اسقدر اور بہی خیال فرمائین کہ آپنے آخر تحریر مین یہہ فقرہ
تحریر فرمایا ہی (جو صاحب جواب تحریر فرماوین وہ ہماری شرائط کو بدلائل رد فرماوین الخ)
جس سی صاف ثابت ہی کہ آپکی غرض محض نقل و حکایت مذہب نہ تہی بلکہ آپکو دعوے مقصود
تہا اسلیئی آپکو مدعی قرار دیا گیا جسکو جنابنے بلا رد و انکار تسلیم کرلیا۔ پس اگر آپ تامل فرمائینگے
تو سمجہہ جاینگی کہ مین اس خطا مین آپکا شریک نہین ہوسکتا۔ قولہ علاوہ یہہ شرائط ایسی
متحقق و ثابت ہین کہ حضرت مجیب نے باوجود سخت انکار زبانی کے دو شرطین تو تسلیم فرمالین
افضلیت خلفا ثلثہ کا تصریحا اقرار ہی اور بعض کی بابت تحریر فرماتے ہین کہ (یہہ دعوے

کہ اہل سنت اس باب مین نص کے قائل نہین علے الاطلاق صحیح نہین) اس سے بڑہکر ہماری شرائط
کی مدلل ہونیکا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے - اقول - کہان ہین اہل علم وفہم وانصاف جو ہمارے
فاضل مجیب کے انصاف ومناظرہ دانی کو ملاحظہ فرماوین اور حضرت کی شرائط ثلثہ کا ایسا کامل
ثبوت جس سے زیادہ کوئی ثبوت نہین ہو سکتا بنظر تامل دیکہین اور اس مدلل ثبوت کی کیفیت
سنین - اگر حضرات کی پاس اس سے بڑہکر شرائط ثلثہ کے اثبات کے لئے اور کوئی حجت نہین
تو اس سے یقین کر لینا چاہیے کہ حضرات کی پاس شرائط ثلثہ کا کچہہ ثبوت نہین ہے جناب
میر صاحب مین نے اگر خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کی افضلیت کا تصریحاً اعتراف کیا تو
اس سے بموجب کس قاعدہ مناظرہ کی خلافت کی لئے اشتراط افضلیت لازم آیا
اور اگر مینے یہہ لکہا کہ یہہ دعوی کہ اہل سنت اس باب مین نص کے قائل نہین علے الاطلاق صحیح
نہین تو یہہ کیونکر مستلزم اشتراط نص کو ہوا خدا کے لئے ذرا تو سوچیے اور کچہہ تو انصاف فرمایئے
کیا وجود شی اور اشتراط شی متحد ہین حاشا کہ باہم اتحاد ہو کیونکہ بدیہی ہے کہ اشتراط شی
جو بعض اعتبارات سے موقوف علیہ ہوتا ہے نفس وجود شی سے ایک وصف زائد ہے اور اسپر
متفرع ہے جیسا کہ اور اوصاف بہی متفرع علی الوجود ہین اور وجود خواہ عین ذات قرار دیا جاوے
یا زائد علی الذات سمجہا جاوے ہر طرح مغائر اشتراط ہے اسلیئے کہ اتحاد ذات مع الوصف
محال ہے اور اتحاد وصفین متغائرین بہی ممتنع - یا یہہ کہ وجود شی مستلزم اشتراط کو ہے
اور یہہ بہی بداہتہً غلط ہے کیونکہ علاقۂ لزوم باہمی منتفی ہے ورنہ لازم آوی کہ تمام
صفات موجودہ فے فرد واحد کا اشتراط مسلم ہو حالانکہ یہہ صراحتہً باطل ہے اسلئے کہ
مستلزم بطلان عقد امامہ بلکہ انبیاء کو ہے بلوقی اوقات مختلفہ کیونکہ ظاہر ہے کہ تمام صفات
موجودہ فی شخص قطعاً و یقیناً دوسری شخص مین نہین موجود ہونگی ورنہ لازم آوی کہ اشکاص
متحد ہو جائین - پس جبکہ اتحاد اور استلزام دونو باطل ہوگئی تو اشتراط کہان رہا
پس آپ دیدہ بصیرت وانصاف کہولکر ملاحظہ فرمائین اور تامل کرین کہ یہہ جو تحریر فرمایا کہ

اعتراف تفضیل بوجہ مصلحت خلفاء ثلثہ مستلزم افضلیت مطلقہ نہین

کہ اس سے بڑھکر ہماری شرائط کے مدلل ہونے کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہی اس سے صاف ثابت
ہوتا ہی کہ آپکو اعتراف ہی کہ آپکی پاس شرائط ثلثہ کے ثبوت کی لئی کوئی دلیل نہین ہی پس
جبکہ آپکو شرائط کے بلادلیل ہونے کا اعتراف ہی - تو ہمکو اونکی تردید کی کیا ضرورت ہی - اور آپکا
اونکی تردید مین دلائل کا مطالبہ سراسر بیجا - **قال الفاضل المجیب** قولہ پیشتر علماء
شیعہ کا یہہ وتیرہ رہا ہی کہ ہمیشہ اعتراض کیا کیئی - اقول - تین چار سطر پہلے حضرت
تحریر فرما چکی ہین کہ اس مسئلہ - اور اسکی متعلقات مین طرفین سے دفتر سیاہ ہو چکی ہین
اگر علماء شیعہ ہمیشہ اعتراض کیا کیی تو یہہ دفاتر کس نے سیاہ کیے - کیا محض اہل سنت ہی دفاتر
سیاہ کیا کیی اگر یہہ ہی تو پہر طرفین کی قید زائد محض ہے اور یہہ بھی سمجھہ مین نہین آتا کہ تا وقتیکہ ایک
فریق کچھہ نہ لکھی اوسکا مخالف فریق خود بخود دفاتر سیاہ کیا کری اہی سی کلام مین یہہ تناقض ہے جب اصلی بحث
شروع ہوگی تو دیکھی کیا ہوگا **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** اسجگہ ہماری حضرت میر صاحب نے ہماری کلام
مین وقوع تناقض کا دعوی فرمایا - اہل دانش و انصاف اس کے ملاحظہ کی بھی تکلیف فرمائین اور ہماری
حضرت المجیب کو اونکی اعتراض کے داد دین اور واہ واہ آفرین احسنت کا شور عرش برین تک
پونہچائین - میر صاحب - مین تو آپکی مناظرہ دانی کا قائل ہوگیا جو حضرت فرمائین وہ بجا اور درست ہے
جناب میر صاحب کو عبارت فہمی کا نہایت ہی ملکہ ہی - بندہ کی عبارت یہہ ہی "پیشتر علما
شیعہ کا یہہ وتیرہ رہا ہے کہ ہمیشہ اعتراض کیا کیی اور جب کبھی خدانخواستہ جواب دہی کا
موقع آپڑا تو شتر گربہ لانے لگے اور ایسی تقریرین فرمانے لگی جو مضحکہ اطفال ہون" - اس اردو
عبارت مین ہماری فاضل مجیب نے غالباً لفظ اعتراض کو جو بمعنی باب افتعال سے لکھا تھا
اعراض باب افعال سے سمجھا اور وقوع تناقض کے ہماری کلام مین مدعی ہوئی یعنی مانا کہ ہماری تحریر
مین شاید نقطات تا افتعال کے سہواً رہ گئی ہونگی - لیکن سیاق عبارت کیا چلا کر نہین
کہہ رہا ہی کہ اسجگہ اعراض کے کچھہ معنی نہین ہے - اور یہان لفظ اعتراض ہی مناسب ہے
کیونکہ دو امر متقابل ذکر کیئے گئے ہین اول اعتراض دوسرا موقع جواب

دہی ظاہر ہی کہ اعتراض وجواب باہم متقابل ہین اور لفظ موقع جواب خود مقتضی سبقت
اعتراض کو ہی۔ تواس سے صاف سمجہہ مین آسکتا ہی کہ پہلی جو لکہا گیا تہا وہ لفظ اعتراض باب
افتعال سے تہا نہ اعراض باب افعال سے تعجب ہی کہ آدمی بے سوچے سمجہے اتنا بڑا اعتراض
کردے اور سیاق وسباق عبارت مین تامل نہ فرمادے جب اردو عبارت سمجہنے
مین یہہ حال ہے تو اور عبارات کیا خاک سمجہہ سکتی ہین۔ پہر اس فہم پر فرماتے
ہین کہ ہمنی مذہب کی حقیقت مین حق الیقین کا مرتبہ حاصل کرلیا ہے۔ مگر شاید آپ یہہ
عذر فرمائین کہ مین ایک ایک جملہ لیکر تردید کرتا تہا اور جب مضمون جملہ سابقہ کا تمام ہوکر
حافظہ سے نکل گیا اوسوقت دوسری جملہ کی نوبت آئی۔ لیکن جبکہ ابہی سے انصاف
وتحقیق حق اور مناظرہ دانی کا یہہ حال ہے تو جب اصلی
بحث شروع ہوگی تو اوسوقت دیکہئی کیا ہوگا۔ قولہ۔ تعجب ہے
کہ اعتراض کی نسبت ہماری طرف کیجاتی ہے۔ حالانکہ
معاملہ برعکس ہے اس باب مین سکوت اہل سنت کا مذہب ہی نہ ہمارا۔ اقول۔ یہہ دعوی غلط ہی
مینے ہرگز آپ کی علما کی طرف اعراض وسکوت کی نسبت نہین کی۔ آپ بندہ کی عبارت
نظر تامل سے مکرر ملاحظہ فرمائین۔ گستاخی معاف مینی اوس تحریر مین آپکی علماء کی نسبت یہہ
عرض کیا ہی کہ حضرات موقع جواب دہی مین تقریرات لغو اور لاطائل فرماتے مین جسکا
منشا نفسانیت وابطال حق ہے یا قلت استعداد اور قصور ملکہ اور اوسکو اعراض کے ساتہہ
تعبیر فرمانا صحیح نہین ہے۔ کہان اعراض کہان تقریرات سقیمہ۔ ہان آپنے اعراض اور
سکوت کو اہل سنت کی طرف نسبت کیا یہہ صحیح ہی بیشک علما اہل سنت اعراض وسکوت
ایسی مواقع مین اختیار فرماتے ہین جبکہ دیکہہ لیتی ہین کہ خصم پر حجت تمام ہوگئی اور حق
منکشف ہوگیا اور خصم حق سے دست بردار ہوکر بر سر جدال ومکابرہ آگیا یا یہہ کہ
کہ ابتدا مین عنوان مباحثہ سے معلوم کرلیا کہ خصم مخاطب صحیح اور قابل خطاب ہی نہین

توایسی مواقع مین علماء اہل سنت بمقتضاء ع اینست جوابش کہ جوابش ندہی اوربحکم
واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ ۔ اعراض وسکوت فرماتے ہین اور یہہ اعراض وسکوت
محمود وپسندیدہ ہی اور ہر چیز اپنے موقع پر پسندیدہ ہوتی ہے ۔ بیت ۔ دو چیز
تیرہ عقلست دم فروبستن ✦ بوقت گفتن وگفتن بوقت خاموشی ✦ اور حاشا
کہ سکوت واعراض علماء شیعہ کی نسبت خیال کرتا ہون ۔ بہلا شیعہ جنکی صرف
زبانی دعوی اطاعت ائمہ رضا کی ہین ۔ ائمہ کی کیونکر اطاعت فرماتے اور ائمہ نے
جسکو حرام اور موجب لعنت فرمایا ہے اوس سے کیونکر احتراز کرتے ۔ لیکن اس تقریر سے
پایا جاتا ہی کہ مطلقاً آپکے نزدیک اعراض وسکوت علامت عجز وتسلیم ہی کہ اوس سے
تبری وتحاشی فرماتے ہین تو علاوہ اسکی کہ وجوب سکوت وحرمت کلام وگفتگو
آپکی روایات سے واضح ہوچکی ہی حضرات ائمہ رضہ مین سی جنہون نے بمقابلہ اعداء
سکوت فرمایا یا علماء امامیہ مین سے جنہون نے مخالفین کے جواب نہین دیی توحسب
قاعدہ مسلمہ جناب مستلزم عجز وتسلیم حضرات ہی علاوہ ازین بیچاری متاخرین متکلمین
شیعہ توکس شمار مین ہین آپ کی وہ امام المتکلمین جو بزعم آپکی علماء متقدمین کی
کلام مین اسقدر ید طولی رکہتی تہے جو تمام اہل مذاہب پر غالب آئی اور خلق اللہ مین سے
کسیکو تاب وطاقت نہ تہی کہ اونسی کلام کرسکی اور اون پر از راہ حجت غالب ہوسکی
وہ آپکی فخر الاولین والآخرین بشہادت امام معصوم کلام مین ایسی عاجز تہی کہ اونکو ایک
طفل مکتب ساکت وملزم کرسکتا تہا ۔ پس آپ کا اور آپکی دوسرے مذہبی بہائیون کا
کلام پر فخر کرنا اور اپنی آپکو یہہ سمجہنا کہ ہمکو کوئی فرد بشر جواب ہی نہین دیسکتا
سراسر بیجا اور خرافات اور تکذیب امام ہی ۔ لیجیی روایت سینئی آپکی علامہ باقر
مجلسی جلد اول بحار مین نقل فرماتے ہین ۔ قال السید ابن طاوس فی کشف المحجہ

سلہ سید ابن طاوس نے کشف المحجہ مین عبد اللہ بن سنان سی روایت کی ہے ۱۲۔

عن عبد اللہ بن سنان قال اردت الدخول علی ابی عبد اللہ ع فقال لی مومن الطاق استاذن لی علی ابی عبد اللہ ع فقلت لہ نعم فدخلت علیہ فاعلمتہ مکانہ فقال لا تاذن لہ علی فقلت جعلت فداک انقطاعہ الیکم وولاءہ لکم وجدالہ فیکم ولا یقدر احد من خلق اللہ ان یخصمہ فقال بل یخصمہ صبی من صبیان الکتاب فقلت جعلت فداک ہو اجدل من ذلک وقد خاصم جمیع اہل الادیان فخصمہم فکیف یخصمہ غلام من الغلمان وصبی من الصبیان فقال یقول لہ الصبی اخبرنی عن امامک امرک ان تخاصم فلا یقدر ان یکذب علی فیقول لا فیقول لہ فانت تخاصم الناس من غیر ان یامرک امامک فانت عاص لہ فیخصمہ یا ابن سنان لا تاذن لہ فان الکلام والخصومات تفسد النیۃ وتمحق الدین ۔ پس جب آپکی مومن الطاق کا بشہادت امام یہہ حال ہے تو دوسرون کا حالکو اوسی پر قیاس کرکے اپنی دعوی کی تصدیق یا تکذیب بمقتضاء اپنی دین و دیانت و انصاف کے فرمالین ہماری عرض کرنیکی کچھہ حاجت نہین رہے قولہ میں اپنا تجربہ عرض کرتا ہون کہ اسوقت تک دو قسم کے اہل سنت سے گفتگو کا اتفاق ہوا ایک وہ کہ جن سے رابطہ تعارف و آشنائی ہے اگر ایسی حضرات سے کبھی گفتگو ہوئی تو سوائی منسی

ف ۵ کہ مینے ابو عبد اللہ کی خدمتمین حاضر ہونیکا ارادہ کیا ۔ تو مومن الطاق نے مجھسی کہا کہ ابو عبد اللہ سے میری واسطی بھی اجازت (حضور خدمت کی) لے لیجو ۔ مینے اوس سے کہا بہت اچھا ۔ پس جب مین خدمت مبارک مین حاضر ہوا تو مینے آپکی خدمتمین عرض کیا کہ مومن الطاق بہی باہر موجود ہین خطا اوسکو مجھہ کہہ آنی کی اجازت مت دو مینے عرض کیا میری جان آپ پر فدا ہو وہ تو سب کو چہوڑ چھاڑ کے آپ ہی کا ہو رہا کہ اور اوسکا تولا آپ ہی کے ساتھہ ہی اور اوسکا لڑنا جھگڑنا آپ ہی کی خاطر ہی اور بندگان خدا مین سے کسی کے مجال نہین ہی جو اس سے لڑ سکی فرمایا جلی ن ؟ اوس پر تو ایک طفل مکتب بھی غالب آسکتا ہی مینے عرض کیا میری جان آپ پر فدا ہو وہ تو اس سے بڑہکر جدلی ہی کیونکہ اوسنی تمام مذہب والون سے مخاصمہ کیا اور وہ اونپر غالب رہا ہی سو ایک لڑکا اوس پر کیونکر غالب آسکتا ہی پس فرمایا کہ اگر اوس سے ایک لڑکا پوچھی کیا امام نے تجھکو لڑنے جھگڑنے کا حکم دیا ہے تو وہ ہرگز مجھہ پر جھوٹ نہین باندھ سکیگا اور اوسکو انکا ہی کرنا پڑیگا تب وہ لڑکا کہیگا پھر تو تو اپنی امام کے حکم بغیر لڑتا پھرتا ہی پس تو نافرمان ہوا وہ لڑکا اوس پر غالب ہوگا اے ابن سنان اوسکو مجھہ تک آنیکی اجازت مت دو کیونکہ جھگڑے نیت بگاڑتے ہی اور دین کو ملیا میٹ کرتے ہین ۔ ۱۲ ۔

ونداق کے جواب نہین دیا اور یہہ ہی فرمایا کہ ہامین دوستی ہی اور دوستی مین مذہبی گفتگو نچاہیی ہاںکہ یہہ گفتگو کسیطرح مخل دوستی نہین ہی اگر انصاف مدنظر ہو۔ اقول فے الواقع عوام کو یہہ ہی چاہیی اسلیئے کہ جب اونکو نہ اپنی مذہبیات پر عبور نہ دوسرونکی مذہب کے اطلاع نہ مناظرہ جانین نہ مباحثہ کے ڈھنگ سے واقف نہ اپنا جواب دیکہین نہ دوسرونکی جواب کی صحت وغلطی پر متنبہ ہوسکین تو وہ کیا مباحثہ کرین گے اور کیا انصاف کرسکینگے پس ایسی لوگونکو یہہ ہی چاہیی کہ مذہبی گفتگو سے پہلوتہی کرین بلکہ اونکو قطع تعلق دوستی کرنا چاہیی۔ آپ ہی فرماہین اگر ایسی صورت عوام اہل تشیع کو پیش آوی تو علماء شیعہ اوسکی نسبت کیا حکم فرمائین گے۔ ظاہر ہی کہ یا ترک تعلق کا حکم فرمائین گے یا تقیہ کا حکم لگائینگی۔ اور سنیی کہ بندہ نے جو کچہہ جواب تمہید مین عرض کیا تہا کہ حضرات شیعہ کے عادت ہی کہ ضعفاء اہل سنت سے اختلاط کرکے مذہبی چہیڑ چہاڑ کیا کرتے ہین اور میرجی صاحب اس امر کے بادی ہین الحمد للہ مین اوس معروض کے تصدیق خود حضرت مجیب کے اعتراف سے ہوگئی آپ فرماتے ہین کہ "اکثر ایسے حضرات سے گفتگو ہوئی جن سے رابطہ آشنائی تہا تو اونہون نے ہنسی ومذاق کے سوا جواب ندیا بلکہ گفتگو کو روکا اور عذر کیا کہ دوستی مین مذہبی گفتگو نچاہیی"۔ قولہ دوسری حضرات جنسی یہہ رابطہ نتہا اگر اونسی کبہی اتفاق ہوا تو یا مطلق سکوت اختیار فرمائی یا درشتی جواب دیا۔ اقول۔ بیشک سکوت اختیار فرمایا ہوگا مین پیشتر گذارش کرچکا ہون کہ بعض مواقع مین علماء اہل سنت اعراض وسکوت اختیار فرماتی ہین لیکن اسکو علامت عجز اور دلیل تسلیم سمجہنا غلط ہی اور جن حضرات نے درشتی جواب دیا وہ بپاداش آپکی درشتی اور تعریضات کی ہوگا۔ قولہ میر مہدی صاحب مؤلف آیات بینات کہ جنکی کلام کو ہماری حضرت مجیب بڑے فخر و مباہات سے اس جواب مین نقل فرماتے ہین جس زمانہ مین مرزاپور مین تحصیلدار تہی اور بندہ ریوارٹی تہا اور یہہ رسالہ آیات بینات میری نظر سے گذرا انہا اونکی خدمت مین ایک نیاز نامہ لکہکر بعض مسائل مین گفتگو چاہی تہی مگر میر صاحب سے صورت بنے

مطلق جواب ندیا اور اعراض ہی فرمایا - اوّل مین عرض کرچکا ہون میر مہدی علیصاحب نے
بیشک آپکو جواب نہ دیا ہوگا - لیکن اوسکی وجہ یہہ ہی کہ آپکو مخاطب صحیح تصور نہین کیا
اور قابل خطاب نہین سمجہا - نہ یہہ کہ عجز کی وجہ سے سکوت اختیار کیا یہہ محض جناب کا
خیال ہی خیال ہی قولہ خود اسی شہر مین مجھہ سے تین حضرات تحریری
گفتگو کرچکی ہین اور آخر کو اعراض ہی کرتے بن آئی اقول ایسی ہی حضرات کی
بی اعتنائی اور کم التفاتی نے آپکے عجب کو اس درجہ پہنچا دیا - اگر یہہ حضرات توجہ فرماتے
تو آپ کی ان دعووں کی کیونکر یہانتک نوبت پونہچتی - پس آپ کی جواب سی اعراض یا تو
بوجہ قلت اعتنا و مبالات کی ہی یا اس وجہ سی ہی کہ آپنے حسب عادت مطاعن و تعریضات
تحریر فرمائی ہونگی اور ظاہر ہی کہ اونکی جواب مین ایسی ہی کلمات الزامًا لکھی جاتے تو تعجب نہین
کہ بوجہ استکراہ ایسی کلمات کی اگرچہ الزامًا ہی سہی جواب سی اعراض فرمایا ہوگا - پس یہہ
جو آپ فرماتے ہین کہ آخر کو اعراض ہی کرتے بن آئی جس سی مفہوم ہوتا ہی کہ بوجہ عجز جواب
نہ دی سکی سراسر غلط ہی کیونکہ ظاہر ہی میدان تحریر ایسا وسیع ہی کہ اسمین کوئی شخص عاجز نہین
ہوسکتا کہ ضعیف قوی کچہہ نہ لکھہ سکی اور بندہ تو کسی کی تحریر کی نسبت ایسا خیال نہین کرتا
کہ کوئی مخالف اوسکا معارضہ حقًا یا باطلًا نہ کرسکی یہہ آپ ہی کا عقیدہ ہی کہ علماء شیعہ کی کتب
اس درجہ معجز ہین کہ اونکا معارضہ خارج از امکان ہی حالانکہ بشہادت امام معصوم امام المتکلمین شیعہ
حضرت مومن الطاق ایک طفل مکتب سی مناظرہ نہین کرسکتی تہی اور وہ اونکو ساکت کرسکتا تہا
اور اگر بپاس خاطر سامی ہمکو تسلیم کرلین کہ یہہ سکوت عجز کی وجہ سی تہا - تو یہہ بہی انصاف اور حقانیت
کی بہت بڑی دلیل ہے - بخلاف حضرات شیعہ کے کہ اونکا مایہ افتخار یہہ ہی کہ مخالفین کی
تحریر کا برائی نام جواب لکہا جاوی حق و ناحق سے کچہہ بحث نہین ہوتی اور یہہ بہی خاص
اہل سنت کی تحریرات کی ساتہہ معاملہ ہی - صدہا تحریرین نصاری و ہنود و آریون وغیرہ کی
شائع ہوتی ہین خبر بہی نہین ہوتی - اور ظاہر ہی کہ سلسلہ آخر کہین نہ کہین منقطع ہوگا

پہر یہہ خیال کرنا کہ سکوت عجز کی وجہ سی ہی محض واہیات ہی آخر علمار شیعہ نے بہی تو اہل سنت
کی بہت کتابون کے جواب نہین لکہی پہر کیا میر صاحب اپنی علما کا عجز بہی تسلیم فرمائینگی
یا این ہمہ اگر ہماری فاضل مخاطب کے نزدیک اہل سنت کا سکوت اسی وجہ سی ہی کہ آپکی
استدلالات کا جواب نہین دی سکی تو واضح رہی کہ اس صورت مین فاضل مخاطب نے
خود رسول صلعم اور ائمہ رض کی تکذیب کی کیونکہ ائمہ نے جدال و مناظرہ سے اس وجہ سی ممانعت
فرمائی کہ مخالفین تا انقضار مدت صحبت تلقین کئی جاتے ہین پس اگر حسب اعتقاد فاضل
مخاطب مخالفین آپ سی اور آپکی علمار سے ساکت ہوتی رہے ہین اور اونکو جواب نہین
بن آیا تو معلوم ہوا کہ اونکو صحبت تلقین نہین ہوئی اور ائمہ رض نے جو کچہہ تلقین صحبت کی بابت
فرمایا ہی معاذ اللہ دروغ ہی روایت کی الفاظ سنیی آپکی علامہ مجلسی جلد اول بحار مین
نقل کرتے ہین۔ عن ابی عبد اللہ ع قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ
ایاکم وجدال کل مفتون فان کل مفتون یلقن حجتہ الی انقضاء مدتہ فاذا
انقضت مدتہ احرقتہ فتنتہ بالنار۔ انتہی۔ اس سی صاف ثابت ہوا کہ اعراض وسکوت
عجز کی وجہ سی نہین ہو سکتا۔ اور اگر یہہ بہی تو بندہ بہی عرض کر سکتا ہی کہ اس شہر مین بندہ
کی بہی ایک حضرت سید صاحب سی جو اس نواح کے مجتہد سمجہی جاتی ہین تحریری
گفتگو ہوئی۔ اور تیسری یا چوتہی تحریر مین اونہون نے اعراض وسکوت فرمایا
تو حسب قاعدہ حضرت مجیب مین بہی کہہ سکتا ہون کہ آخر کو اونکو اعراض ہی کرتے بن آئی
قولہ اب حضرت مجیب کی نوبت آئی ہی۔ اقول دیکہہ لیجیگا۔ بیت قیس
فرہاد سے کہدو کہ وہ اس جنگل سے ✱ بستر اباندہ کے چلدین میری باری آئی قال
الفاضل المجیب اقول۔ اور جب کبہی خدا نخواستہ جواب دہی کا موقع آئیگا

ف شیعہ کو مخالفین سے جھگڑنا نہین چاہئی کیونکہ انکو صحبت تلقین ہوتی ہی

سلہ امام ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا بچاؤ اپنی آپکو ہر ایک مفتون کی جھگڑی سے کیونکہ ہر ایک مفتون تعلیم کیے
اپنی مدت تمامی تک حجت تلقین کیا جاتا ہی اور جب اوسکی مدت تمام ہو جائیگی تو اوسکا فتنہ اوسکو آگ مین جلا دیگا۔ ۱۲

نوشتہ گریہ لانی لگی اور ایسی تقریرین فرمانے لگی جو مضحکہ اطفال ہون - اقول - اسکو جواب مین
بجز خاموشی کیا عرض کرین - سخت افسوس اور تعجب ہی کہ ابتدا ہی مین یہہ تند الفاظ اور
سخت کلامی شروع ہوئی ہی خدا اخیر کری دیکھی آئندہ کہانتک نوبت پہونچتی ہے
ہنوز دہلی دور است - مگر گستاخی معاف - اسقدر عرض کیی بدون رہا نہین جاتا کہ آپنے
محض یہہ ہی ایک اصطلاح سنی ہی ایک اور شتر غمزہ بہی مشہور ہی اگر آپ جنگ جمل کے
واقعات کو بنظر غور و تامل و انصاف ملاحظہ فرماوین تو وہان آپکو بہت سی شتر غمزے معلوم
ہون - **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** سچ یہ ہماری حضرت میر صاحب نے
باوجود التزام تہذیب و اختیار سکوت کے جو کچھہ مجموعہ تشنیعات و تعریضات لطیفہ نے لطیف
کی پیرایہ مین ادا کرکے اپنی بزرگون کے ارواح کو ثواب پونہچایا ہی کسی منصف پر مخفی نہین ہرچند
خواہش نفس مقتضی ہی کہ ہم بہی اسکی جواب مین کوئی نمکین لطیفہ عرض کرین - لیکن چونکہ ہم التزام کرچکی
ہین کہ کوئی کلمہ خلاف تہذیب دانستہ نہین لکھینگے اسلئی اسکی جواب مین سکوت کرتے
ہین - قولہ - مضحکہ اطفال جو لکھا ہی واقع مین پیر و برنا و طفل و جوان و بالغ و نابالغ مین محققین کے
نزدیک صرف عقل کا ہی فرق ہی - گلستان مین یہہ فقرہ لکھا ہی - بزرگی بعقل ست نہ بسال
پس جو فرقہ اصول دین مین عقل سے دست بردار ہو حتی کہ حسن و قبح عقلی کا قائل نہو وہ عقلا کی
نزدیک مثل اطفال ہے اور ظاہر ہی کہ اگر وہ عقلا کی باتین نہ سمجھی اور ہنسی تو معذور ہی -
بیت نگوید از سر بازیچہ حرفے + کزان پندی نگیرد صاحب ہوش + اسکا دوسرا شعر گلستان مین
خود ملاحظہ فرمائیگا - اقول - اس قول مین بہی حضرت مجیب نے ہمکو بطور تمسخر کیا کچھہ نہین فرمایا
چنانچہ اہل خرد سمجھتی ہین مگر ہم حسب التزام خود اوس سے اغماض کرتے ہین - ہان
حسن قبح کی بحث جو حضرت مجیب نے فرمائی اور اوسکی نسبت ہم پر طعن کیا کہ ہم حسن و قبح عقلی کے
قائل نہین ہین تو اسلئی بمنزلہ اطفال ہوئی - اوسکی جواب کیطرف متوجہ ہوتے ہین اور واضح
کرتے ہین کہ کونسا فرقہ عقل و شرع سے دست بردار ہی - لیکن اوّل ہم اپنی

فاضل مجیب ہی سے اونکو اونکی انصاف ومناظرہ دانی کی قسم دیکر پوچھتے ہین خدا کیلیے
ذرا انصاف سے فرمائین کہ بزعم جناب جو فرقہ اصول دین مین عقل سے یہانتک دست بردار ہو
کہ حسن و قبح عقلی کا قائل نہو۔ تو وہ آپ جیسے عقلا کے نزدیک مثل اطفال ہی تو اب
فرمایئے کہ جو فرقہ اصول دین مین شرع اور شارع سے یہانتک دست کش ہو کہ حسن و
قبح شرعی کا بہی قائل نہو بلکہ خداوند تعالی اور عباد پر اپنی عقول کو حاکم قرار دے تو وہ فرقہ
شارع کی نزدیک کس اسم سے موسوم اور کس لقب سے ملقب ہوگا بدون عصبیت و حمیت
و بلا لحاظ خویش و بیگانہ جواب عنایت ہو۔ اس سوال مین دو امر ذرا حیرت انگیز معلوم ہوتے ہین
عقول کا خدا پر حاکم ہونا اور عقول کا عباد پر حاکم ہونا مبادا کوئی ناواقف اونکو اس عاجز کا افترا و تصور
کرے اسلئے مجملاً اونکا ثبوت ضرور ہی۔ امر اول عقول کا خدا پر حاکم ہونا۔ سو اسکا ثبوت یہہ ہی
کہ ابن مطہر حلی باب حادی عشر مین فرماتے ہین۔ الخامسُ فی انہ تعالی یجب علیہ اللطف
السادس فی انہ تعالی یجب علیہ فعل عوض الالام الصادرۃ عنہ الی ان قال
ویجب زیادتہ علی الالم۔ اس سے بصراحت ثابت ہوتا ہی کہ خدا تعالے پر بحکم عقل لطف اور
آلام کا عوض واجب ہی اور جب لطف و عوض بحکم عقل اوس پر واجب ہوا تو ترک لطف و
عوض بحکم عقل اوس پر حرام ہوگا اور ظاہر ہی کہ وجوب و حرمت کا حکم حسن و قبح کا حکم ہی تو اس صورت مین
معاذ اللہ خداوند تعالے بحکم وجوب حرمت و حسن و قبح اوس فرقہ کی عقل کا محکوم ہی
جو وجوب لطف و عوض کا خدا تعالے پر قائل ہے۔ بلکہ کفار کی عقل کا بہی محکوم ہوا۔
سبحانک اللھم ما قدروک حق قدرک۔ امر ثانی عقل کا عباد پر حاکم ہونا یہہ سراسر بدیہی ہے
کیونکہ جب حسن و قبح عقلی ہین تو حضرات کے نزدیک عقل ہے محسن اور مقبح ہی اور وہ ہی
موجب اور محرم اور مبیح ہوئی نہ ذات پاک خداوند تعالے شانہ تو جب عقل ہی موجب ہوئی

---

۱ پانچوان اس بیان مین کہ خدا تعالے پر لطف واجب ہی ۲ چھٹا اس بیان مین کہ جو دکہہ خدا تعالی کیطرف سے بندہ کو پہنچین خدا تعالے پر واجب ہی کہ انکی عوض مین (بندہ کے ساتہہ) کوئی کام کرے ۔۱۲۔

اور وہ ہی محرم اور مبیح ہوئی تو عباد مکلفین پر وہی حاکم ہوئی نہ شارع۔ سبحان اللہ الیسی مہتب
قربان جسمین خدا تعالے لئے شانہ کا یہہ رتبہ کہ عقل کا محکوم ہو اور عقل کا یہہ مرتبہ کہ خدا تعالے اور
تمام عباد مکلفین اوسکی زیر حکم۔ اگرچہ اس موقع پر بہت مضامین باقی ہین اور بحث کی بڑی
گنجایش ہی لیکن خوف تطویل اور عجلت وقت ہمکو رخصت نہین دیتی علاوہ ازین حضرت
مجیب کی کلام سے مفہوم ہوتا ہی کہ قائلین حسن و قبح شرعی علی العموم حسن و قبح عقلی سے
دست بردار مین۔ اور یہہ محض غلط اور افترا ہی منشا اسکا یہی ہی کہ نہ اہل سنت کی کتابین کہین
نہ اپنی ہی کتابونکو ملاحظہ فرمایا بے دیکھی بہالے اعتراض فرما دیا۔ یا یہہ کہ باوجود واقفیت
کی انصاف اور عائبی نے رخصت نہ دی ہوگی کہ حق لکھتی اور محض بغرض عموم و شمول اعتراض
بلا لحاظ پس و پیش عموم کے پیرایہ مین طعن کو آدا فرمایا۔ ایسی باتون پر اگرچہ ناواقف نازو
افتخار کرین۔ لیکن واقف تو ضرور زیر لب تبسم فرمائینگی۔ لیجی ہم اسکا غلط ہونا آپکی ہی معتبر کتاب سے
لکھتی ہین النافع یوم المحشر فی شرح الباب الحادی عشر مین صفحہ ۲۲ پر لکھا ہے۔

اعلم ان الفعل ضروری التصور وھو اما ان یکون لہ وصف زائد علی حدوثہ
اولا الثانی کحرکۃ الساھی والاول اما ان ینفر العقل من ذلک الزائد اولا والاول
ھو القبیح والثانی وھو الذی لا ینفر العقل منہ اما یتساوی فعلہ وترکہ وھو المباح او لا
یتساوی فان ترجح ترکہ فھو اما مع المنع من النقیض فھو الحرام والا فھو المکروہ
وان ترجح فعلہ فاما مع المنع من ترکہ فھو الواجب او مع جواز ترکہ فھو المندوب۔

سلہ واضح رہی کہ فعل ضروری التصور ہی پس یا تو اوسکی فعل کے واسطی ایک ایسا وصف ہوتا ہی جو اوسکی حدوث پر زائد ہو۔ یا نہین۔ دوسری صورت کی
مثال ایسی ہی کہ جیسی غافل شخص کی حرکت۔ اور صورت اول مین یا تو یہہ ہوگا کہ عقل اوس زائد سی نفرت کری یا نکری۔ اول قبیح ہی اور
دوم وہ ہی کہ عقل اوس سی متنفر نہو۔ سو یا تو اوسکا کرنا اور نہ کرنا مساوی ہوگا اور اوسکو مباح کہتی ہین اور یا مساوی
نہوگا۔ پس اگر اوسکا ترک راجح ہو تو اوسکے نقیض ممنوع ہوگی پس وہ حرام ہی اور جو نہین تو وہ مکروہ ہی اور اگر اوسکا فعل راجح ہی پس یا تو
اوسکا ترک ممنوع ہوگا پس وہ واجب۔ یا اوسکا ترک جائز ہی پس وہ مستحب ہی۔ ۱۲۔

اذا تقرر هذا فاعلم ان الحسن والقبح يقالان على ثلثة معان الاول كون الشئ صفة كمال كقولنا العلم حسن او صفة نقص كقولنا الجهل قبيح ـ الثانی کون الشئ ملائما للطبع کالمستلذات او منافیا له کالالام ـ الثالث کون الحسن ما يستحق على فعله المدح عاجلاً والثواب اجلاً والقبيح ما يستحق على فعله الذم عاجلاً والعقاب اجلاً ولا خلاف فی کونهما عقليين بالاعتبار الاولين واما بالاعتبار الثالث فاختلف المتكلمون فيه فقالت الاشاعرة ليس فی العقل ما يدل على الحسن والقبح بهذا المعنى بل الشرع فما حسنه فهو الحسن وما قبحه فهو القبيح وقالت المعتزلة والامامية فی العقل ما يدل على ذلك فالحسن حسن فی نفسه والقبيح قبيح فی نفسه سواء حكم الشارع بذلك او لا انتهى بقدر الحاجة ـ اس کلام سے جیسا یہہ ثابت ہوتا ہے کہ جو فرقہ حسن و قبح شرعی کا قائل ہے اوسکی طرف یہہ نسبت کرنے کہ وہ علی العموم حسن و قبح عقلی کا قائل نہیں غلط اور افترا ہے اسیطرح اس کلام سے یہہ بہی ثابت ہوا کہ جو فرقہ حسن و قبح کے عقلی ہونے کا قائل ہے وہ علی العموم باعتبار تینون معانی کے حسن و قبح کی عقلی ہونے کا معتقد ہے گویا شرع سے ایسی دست برداری ہے کہ کسی اعتبار سے حسن و قبح مین شریعت کے حکم کو دخل نہین ہے تو اس سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ قائلین حسن و قبح شرعی بعض اعتبارات و معانی کی روسے حسن و قبح عقلی ہونے کے بہی قائل ہین اور جامع بین العقل والشرع ہین

[1] پس جب یہہ قرار پالیا تو جاننا چاہئے کہ حسن اور قبح کا حمل تین معنون پر ہوتا ہے اول ہونا ایک شی کا صفت کمال جیسا کہ علم حسن ہے یا صفت نقص جیسا کہ جہل قبیح ہے دوم ہونا کسی شی کا موافق طبیعت کے جیسا کہ مستلذات یا مخالف طبیعت کے جیسا کہ آلام سوم حسن وہ ہے جسکی کرنے پر مدح عاجل ہوا اور ثواب آجل ـ اور قبیح وہ ہے جسکی کرنے پر مذمت دنیا مین ہو اور عذاب آخرت مین ان پہلی دونون صورتون کے عقلی ہونے مین اختلاف نہین ہے ـ اور سوم کی نسبت متکلمین کو خلاف ہے چنانچہ اشاعرہ کہتے ہین عقل کے نزدیک ایسی کوئی چیز نہین ہے جو اسطرح حسن قبح پر دلالت کرسکے بلکہ شرع جس چیز کو حسن کہے وہ حسن ہے اور جسکو قبیح کہدے وہ قبیح ہے اور معتزلہ اور امامیہ کا قول ہے کہ عقل مین ایسی شی ہے جو اسپر دلالت کرتی ہے پس حسن وہ حسن فی نفسہ ہے اور جو قبیح ہے وہ قبیح فی نفسہ ہے خواہ اوسپر شارع اسطرح حکم دیا ہو یا نہ دیا ہو

اور قائلین بحسن وقبیح عقلی کے اعتبار سے حسن وقبیح شرعی کے قائل نہیں ہین اور حسب قاعدہ مسلمہ خود شرع سے گویا بالکل دست بردار ہین بلکہ شرع سے دست برداری کو اپنا مایہ افتخار و فخر سمجھتے ہیں پھر با این ہمہ طرفہ تماشا یہہ ہی کہ باوجود اس شرع سے دست برداری کے پھر مجبور ہو کر عقل سے بیزار اور دست بردار ہوتے ہین اور شرع کیطرف رجوع کرتے ہین اور نہ ادہر کے ہوتی ہین نہ ادہر کے ہوتے ہین شیخ علم الہدی امامیہ نے جو مسئلہ تفضیل انبیا علی الملائکہ مین لکھا ہی اوسکی عبارت ملاحظہ فرمائین۔ مسئلہ[1]- فی تفضیل الانبیاء علی الملٰئکۃ علیہم السلام من املاء علم الہدی - اعلم انہ لا طریق من جہۃ العلم والعقل علی القطع بفضل مکلف علی اخر لان الفضل المراعی فی ہذا الباب ہو زیادۃ استحقاق الثواب ولا سبیل الی معرفۃ مقادیر الثواب من ظواہر فعل الطاعات وان الطاعتین قد یتساویان فی ظاہر الامر وان زاد ثواب واحد علی الاخر زیادۃ عظیمۃ واذا لم یکن للعقل فی ذلک مجال فالمرجع فیہ الی السمع فان دل سمع مقطوع بہ من ذلک علی شئ عول علیہ والا لکان الواجب التوقف والشک - اسمین علم الہدی نے صاف طور پر فرما دیا کہ عقلاً طاعات کے ظواہر سے فضیلت کسی مکلف کے دوسری مکلف پر دریافت نہین ہو سکتی تو لا محالہ سوائی حکم شرع اوسکی دریافت کی کوئی سبیل نہین حالانکہ یہہ حکم آپ کے عقل کے خلاف ہوگا

[1] مسئلہ فضیلت انبیاء کی ملائک پر حسب تحریر علم الہدی کے - جاننا چاہیئے کہ علم و عقل کے رو سے ایک مکلف کی فضیلت دوسرے مکلف پر قطعی طور پر دریافت کرنے کا کوئی طریق نہین ہی کیونکہ جو فضیلت اس موقع پر مراد ہے وہ استحقاق ثواب کا زیادہ ہوتا ہی اور طاعات ظاہری پر قیاس کر کے ثواب کی مقدار شناخت کرنیکی کوئی سبیل نہین ہے - اور بعض اوقات دو طاعتین باعتبار ظاہر کے مساوی ہوتی ہین اگرچہ ایک کا ثواب دوسری کے ثواب سے کہین بڑہ کر ہو اور جب اس معاملہ مین عقل کو دخل نہین تو استماع (شرع) کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہی پس اگر سماع سے یہہ معاملہ قطعی طور پر اسطرح معلوم ہو جاے تو اوسپر اعتماد کیا جائیگا - ورنہ توقف اور شک واجب ہوگا ۱۲ -

لیجئی شرع سی دامن دست برداری تہی عقل سی بیان بیزاری ہے تو ایسی فرقہ کو
جو عقل و شرع دونو سی دست بردار ہو آپ ہی فرمائین کہ کیا فرمائین گے ہم تو کچہہ عرض نہین کر سکتی
اور اسی کچہہ انحصار نہین اس قسم کے بہت سی افادات ہین **قال الفاضل المجیب**
قولہ - مناظرہ فریقین کے کتابین موجود ہین جسکا دل چاہی دیدہ بصیرت کہولکر نظر
انصاف دیکہہ لیوی - **اقول** - واقع مین آپنی دیدہ بصیرت کہولکر نظر انصاف دیکہنا
تو درکنار نظر سرسری ہی ملاحظہ نہین فرمایا ورنہ ہرگز ایسا نفرماتی - **یقول العبد الفقیر**
الی مولاہ شرط شفی اگر نظر سرسری کیطرف راجع ہے تو مسلم لیکن آپکو مفید نہین
کیونکہ بسا اوقات آدمی نظر سرسری مین حق کو باطل اور باطل کو حق سمجہہ لیتا ہی اور اگر
نظر تامل اور نظر سرسری دونو کی طرف راجع ہے تو غلط ہی اور کذب - کاش جیسی عدم
رویت خیالی کے نفی کو علت نفرمانے کی قرار دہی ہے - اگر رویت کو علت گذارش تصور فرماتی
تو کسقدر موزون اور قرین انصاف تہا - بندہ نے علاوہ اور کتابون کے تشیید المطاعن کو بطور
عاریت چند روزہ دستیاب ہوی تہی نظر تامل دیکہا اور نیز ایک جلد عبقات مین سے مطالعہ
کیا پس اونکی کیفیت کیا عرض کرون اگر کچہہ کہون تو ڈرتا ہون کہ مبادا آپ اپنی مصنفین و مصنفات
کی اہانت و تحقیر استنباط فرمائین اور بندہ کو بدتہذیبی کے ساتہہ مطعون کرین بہتر یہہ ہی
کہ چپ رہون اور آپ میری اس سکوت سی یہہ سمجہکر دل خوش کر لیجیگا کہ ہماری کتابین
مسکت ہین - لیکن ہان بقول شخصی لیلی را بچشم مجنون باید دید - اونکو آپکی آنکہون سے
نہین دیکہا ورنہ جملہ موکدہ بلفظ ہرگز ضرور صادق آتا - **شعر**[١] وعین الرضا
من کل عیب کلیلۃ + ولکن عین السخط تبدی المساویا + **قولہ** تعجب ہی
کہ برسون سی تحفہ کی جواب چہپکر شائع ہو گئی - منتہی الکلام کا جواب اوسکی مصنف
کی ہی زمانہ حیات مین شائع ہوا کسی اہلسنت کے عالم بلکہ خود صاحب منتہی الکلام کی یہہ جرات

[١] اور رضامندی کی آنکہہ ہر عیب (دیکہنی سی) ضعیف ہی - لیکن عداوت کی آنکہہ برائیان ظاہر کرتی ہے ١٢-

وہمت نہوئی کہ جواب لکھتا تحفہ کی اجوبہ اور استقصاء الافحام کا جواب تو ایک طرف تمدت سے
آیات بینات کا جواب شائع ہو چکا ہے اور اوسکا مولف زندہ وسالم ہے اونکی یا انکی
کسی ہم مذہب کی بہی طاقت نہین کہ جواب کی جرات کرے باینہمہ پہر ایسا لکھنا یہ حضرت
مجیب کا ہی کام ہے اقول یہہ محض حضرت کی وہی لن ترانیان ہین جنکی نسبت
پیشتر گذارش کر چکا ہون ورنہ حضرت کی سلاف کو تو کبہی یہہ جرات وہمت نہوی کہ بمقابلہ
اہل سنت کے اتنا بڑا کلمہ اپنی منہ سے نکالین اونکا تو یہہ حال تہا کہ ذرا ذرا سی حدیث کے
جواب مین اونکی دل ادرجگر کانپتی تہے مبتلای حیرت وتشویش ہوتے تہے کف
افسوس ملتے تہے پتہر وسنی اپنا سر پہوڑنے کو تیار ہوتے تہی منشی سبحان علی خان صاحب کا
خط بنام مولوی نورالدین صاحب جو رسالہ المکاتیب مین درج ہے اور اوسکا خلاصہ
وانتخاب آیات بینات مین بہی نقل کیا ہی اوسکی عبارت ملتقطاً عرض کرتا ہون لحاظ فرمایئے
اور سوچیے کہ ایسی اکابر متکلمین شیعہ کی دلی حالت بمقابلہ اہل سنت جو باہم مخفی طور پر
ظاہر کیجاتے تہی ایسی تہے اور بندہ خیال کرتا ہی کہ آپ بمقابلہ ان حضرات کی اپنی آنکہو
کچہہ بہی نہ سمجہتی ہونگی تو اس پر قیاس کر لینا چاہیے کہ آپکی دلی حالت بروی عقل وانصاف
اہل سنت کے مقابلہ مین کیسی کچہہ ہوگی منشی سبحان علی خان اپنی اوس خط مین جو بنام مولوی
نورالدین صاحب کے لکہا ہی لکہتی ہین چنانچہ الم بی پایان از بودن سند حدیث اصحابی
کالنجوم در طرق شیعہ از تحریر خدام دریافتہ برداشتہ ام برای خدا زود رقمی گردد کہ چگونہ
وچسان سند پیدا کردہ وہر گاہ سند چنین احادیث در طرق شیعہ یافتہ باز مسر را
بکدام سنگ توان زد۔ بجواب اسکی جو کچہہ مولوی نورالدین صاحب نے تحریر فرمایا قابل
ملاحظہ ہی وہ تحریر فرماتے ہین۔ حیرانی وتشویش سامی از بہم رسیدن سند حدیث
نجوم کہ ناصب را اتفاق افتادہ بجائی خود است۔ پہر اسکی کچہہ بعد تحریر فرماتے ہین
وبندہ را حیرتی کہ در خصوص این امر ست نہ از آن جہت کہ امر با قیندا و فلان وفلان لازم می آید

بلکہ حیرت ازان ہست کہ بعد از احالہ است بدو چیز عظیم القدر یعنی قرآن و عترت ارشاد
این حسنی کہ اصحاب من مثل ابوذر و سلمان و حذیفہ و مقداد و ابن مسعود نجوم ہدایت اند بہر
اقتدا کنید راہ دین و نجات خواہید یافت و مہتدی خواہید شد چہ محل و وقعت باشد و مزید
حیرت آنکہ بعضی از علما می گویند کہ مراد اہل بیت اندرین معنی بہ بعضی از اخبار و آثار
کہ خلاف انرا شیخ ابن بابویہ غالبًا در ہدایہ نقل کردہ تشبث دارند درین صورت قطع نظر ازین
تخالف مذکور حدیث اول ہم معارض میشود والا باید کہ بزرگان قائل شوند باینکہ معاذ اللہ حال
اہلبیت ہم مانند اصحاب بود کہ جمعی براہ احداث و ردت رفتند و بعضی بر حال خویش
راسخ ماندند و لم ینقل بہ احد۔ الے قولہ۔ لہذا حیرت بندہ درین باب نسبت بحیرت جناب
مضاعف خواہد بود و سخت حیرتہا دارم کہ کفہای دست را بہم می سایم از تعاد قلب و جگر خدام رجاجی
خود ہست بمقتضای بشریت نمیتوان گفت بلکہ عین ورد دینی ست۔ انتہی۔ پس اس سے
آپکی فہم اور انصاف کا حال بخوبی واضح ہی اور نیز جب آپ محض فارسی خوان ہین تو آپکو
علمی ابحاث علما سے کیا تعلق اور آپکا قول ہسباب مین بروی اعتراف سامی عند العقلا
کیا وقعت رکھہ سکتا ہی غایۃ ما فی الباب جو کچھہ اس باب مین آپ فرماتے مین محض
سنی سنائی باتین ہونگی تو وہ بمقابلہ معاینہ کے کیونکر قابل قبول ہوسکتی ہین۔ پس اصل
یہہ ہی کہ وہ جواب ہی اس لائق نہین کہ علما اونکے جواب کیطرف التفات فرمائین
قولہ اگر حضرت اہل سنت ان کتابونکا ملاحظہ فرماتے تو یہہ کب ممکن تہا کہ وہی باتین
جو تحفہ مین مذکور مین اور انکی جواب نہایت متانت سے مسکت خصم تحریر ہو چکے مین
بدون انکی رد کیئے چہوٹے چہوٹے دو دو یا تین تین جزو یا کم و بیش کے رسالے تحفہ مین سے خلاصہ
کرکے شایع کرتے جیسا کہ ہدیۃ الشیعہ و ہدایۃ الشیعہ والے وغیرہ حضرات نے کیا ہی اقول
یہہ تو پہلے گذارش ہوچکا کہ جوابات تحفہ کا متانت سے مسکت خصم ہونا محض خیال سامی ہے
واقع مین نہ اون مین متانت ہی نہ اونسی اسکات خصم حاصل ہے بلکہ نفس الامر

متصف بصحت بہی نہین۔ اب اسکو آپ ملاحظ فرمالیجئے کہ بندہ نے بہی توبجواب سوال آپکے آپکی گمان کے موافق تحفہ سے ہی خلاصہ کر کے کچہہ لکہا تہا پہر اوسکی تردید مین جناب نے جو کہی نقل کیا ہوگا جو تحفہ کے جوابات مین اون مضامین کے جواب مین درج ہے پس خدا کے لئے ذرا تو عقل و انصاف سے دیکہئے کیا اسیکا نام متانت اور اسکات خصم ہی۔ مثلاً الزام تحریف کے جواب مین آپ ہی تحفہ کے جوابولکنی نقل کرتے ہین کہ اہل سنت کی روایات سے ہی تحریف قرآن ثابت ہی اور روایات اس قسم کی لکہتی ہین کہ ان المصحف کان فی المصحف بحنا حنیفیة المسلمة لا الیهودیة لا النصرانیة ... اعرب بالستہا علی ہذا القیاس تمام مضامین کا یہہ ہی حال ہے جناب اسکا نام جواب آپ متین و مسکت خصم نہین بلکہ اسکو موت کی پنجہ سے جان چہوڑانا کہتی ہین۔ باقی رہا یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ چہوٹے چہوٹے رسالی لکہتی ہین۔ اور جوابات تحفہ کی تردید نہین لکہتی۔ پس اسکا جواب پہلی معروض ہوچکا ہی کہ علماء اہل سنت امر مفروغ عنہ کی طرف بلا ضرورت واعیہ متوجہ نہین ہوتے اور بوقت ضرورت بقدر ضرورت اوسکی طرف توجہ فرماتے ہین۔ جب کبہی علماء شیعہ وہی اپنے پرانی اعتراضات جو قدیما اونکی اسلاف نقل کرتے چلی آتے ہین علمائے اہل سنت کی پاس بہیجتی ہین یا ضعفاء اہل سنت کی سامنی فخراً یا اغواءً پیش کرتے ہین اور وہ اون اعتراضات کے جواب کے لئی اپنی علما کیطرف رجوع کرتے ہین تو اوسوقت علماء اہل سنت بقدر تردید و ابطال اعتراضات الزاما و تحقیقا تحریر فرماتے ہین جو کحل البصر انصاف پسندان روزگار ہوتا ہی۔ ہان اگر جوابات تحفہ کا مسکت خصم ہونا اس اعتبار سی آپ فرمائین کہ وہ جوابات خود آپ ہی اپنی جواب مین کہ اونہین مضامین تعصب آمیز حق سی عاری اور انصاف سی خالی اور تقریرات باطلہ و عبارات لاطائلہ مذکور ہین اور اس وجہ سی مخالفین کی مسکت ہین اور ضرورت جواب نہین تو مسلم لیکن آپکو کچہہ مفید نہین اور اگر اس اعتبار سی مسکت خصم ہین کہ اونہین ایسی مضامین عالیہ حقہ صحیحہ مندرج ہین کہ اونہین نہ جائی انگشت نہادن باقی رہی ہے اور گفت و شنید

اور تحفہ کی کسی استدلال کو ہر ایک مجیب نے سالم باقی نہین چھوڑا تو غلط ہی کیونکہ اول جواب تحفہ کا
جو بنام نزھہ لکھا گیا ہی جب وہی نہایت متین اور مسکت خصم اور غایت درجہ شداد و شاد و حسنوا
و استیفا کو متضمن ہے چنانچہ ہماری حضرت مجیب بہی فخراً اوسمین سے نقل کرتے مین
جسکی کیفیت اپنی موقع پر واضح کیجائیگی پہر اسکی بعد اس تطویل کی کیا حاجت تہی جو
متاخرین شیعہ نے بعض بعض ابواب کے بزعم خود جواب تحریر فرماکر شائع فرمائی اس سے
معلوم ہوتا ہی کہ نزھہ اپنی مطلب مین کافی نہین تہا پہر صاحب عبقات نے تو اور بہی رہی سہی
اجوبہ سابقہ کی وقعت کہودی اور واضح کردیا کہ تحفہ کے مصائب سے شیعیان پاک کو قیامت
تک بہی رستگاری ممکن نہین اور ہر ایک لاحق اپنے سابق کی کوتاہی و عجز واضح کرتا ہی
پس آپکا اون جوابوں پہر ناز فرمانا سراسر خلاف انصاف ہی اور اس سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہی
کہ تحفہ کس رتبہ کی کتاب ہی اور اوسکی مضامین کسقدر متین اور مسکت خصم ہین۔ قولہ اگر
حضرت مجیب کو دعوی اور حوصلہ ہی تو بسم اللہ کسی جواب کا جواب تحریر فرماوین آیات بینات
کی جواب کا ہی جواب لکہین تحفۃ الاشعریہ جواب ہدیہ شیعہ جہکر شائع ہوا ہی اوسکی جواب
الجواب کیطرف متوجہ ہون اور نہین تو ایک چہوٹا سا رسالہ برق لامع منظوم ہی اوسکا ہی جواب
لکہین مگر جب مناظرہ کی کتابین ہی نہ دیکہین تو اور کیا کرین۔ اقول جناب میر صاحب گستاخی
معاف چونکہ ابتدا اس تمیز سے کتب مناظرہ ہی آپنے دیکہی ہین اپنی تخیلات کا طبع طلازمانی
استیلا ہی اسکا علاج کتب مذہبی دیکہکر معجون انصاف و جوارش تحقیق حق سے فرمائی
مبنئ اس تخیل کا محض کبر و اعجاب نفس ہے مستحیل الجواب تو آپکی اسلاف مثل شیخ مفید شیخ
صدوق وغیرہ کے رسائل و کتب بہی نہین ہین بلکہ مستحیل الجواب تو کیا عسیر الجواب بہی
نہین ان بزرگون کے بعض رسائل و کتب موجود ہین جنکی بحول اللہ تعالے آسانی
تردید ہوسکتی ہی۔ مگر اصل یہہ ہی کہ علماء اہل سنت نے حضرات کو اور حضرات کی
کتب کو اور حضرات کے مذہب کو اور اسیطرح خوارج کو کبہی کسی شمار مین نہین سمجہا

اور ہمیشہ بے حقیقت اور لاشی محض سمجھتے رہی یہہ ہی وجہ ہی کہ کتب مذہب فقہ اصول وغیرہ مین
جب خلافیات مسائل ذکر کیجاتے ہین آپ صاحبونکا کوئی نام تک بھی نہین لیتا
الا ندرۃً وشذوذًا - اور آپکی بھی ہمارا مقابلہ اور ہمارا جواب دینا سرمایہ ناز و فخر رہی چنانچہ
آپکی تمام کتب مذہبی اس دعوی کے شاہد ہین چنانچہ ہماری اقوال کا ذکر آپکی علماء شذوذًا
وندرۃً ترک کرتی ہین ظاہر ہی کہ مقصود بالبحث والاعتنا وہی مذہب سمجھا جاتا ہی جسکی دل مین
کچھہ وقعت ہو جب ہم آپ کو اور آپکی مذہب کو کچھہ سمجھتی ہی نہین تو اوسکی ابطال مین اسطرح
کیون منہمک ہونگی جس سے اوسکی طرف اعتنا اور اہتمام ثابت ہو ہان بوقت ضرورت
یا جس موقع مین عوام کی گمراہی کا خوف ہو وہان البتہ کچھہ لکھہ دینگی ہمارا مذہب بحمد اللہ تعالی
اصولا وفروعًا غبار نقص عیب سی پاک وصاف ہی اور مخالفین کی ہدایت کی توقع منقطع ہی
اس فعل عبث کی طرف کیون متوجہ ہون علاوہ ازین آجکل ہندوستان مین بہت مذاہب
اسلام کے مخالف مثل نصاری وہنود وآریہ وبرہمو وغیرہ رائج ہین اور روزانہ اونکی تحریرین
چھپتی اور شائع ہوتی ہین جو اصول اسلام کے مخالف اور اوسپر حملہ آور ہوتی ہین اور اہل اسلام
مین سی کوئی اونکی جواب کیطرف قلم ہی نہین اوٹھاتا تو کیا کسی عاقل کے نزدیک
یہہ دلیل عجز و بیچارگی ہو سکتی ہی جنجہت ہی سے پوچھتا ہون کہ جسقدر تحریرین ہنود ونصاری
کی مثلاً مخالف اسلام شائع ہو چکی ہین کیا علماء شیعہ نے اون سب کا جواب لکھا ہی
تو کیا اسکو دلیل عجز و بیچارگی تصور فرماینگی حاشا وکلا پس عدم تحریر جواب کو
دلیل عجز و بیچارگی سمجھنا خطا ہی - قطع نظر اس سے جن رسائل کے جواب کی نسبت دعوت
فرماتے ہین اور جنکو اعجاز کے مرتبہ مین مستحیل الجواب تصور فرماتے ہین اگر اس اعجاز کی
یہہ وجہ ہی کہ ہم سے اونکی فحش اور بیہودہ اور گالیون کا جواب نہین ممکن ہی تو مسلم اس اعتبار سی
بیشک مسکت خصم ہین اور اگر باعتبار علمی مضامین کے اور دلائل مثبتہ اصول مذہب
کی پختگی کے اعتبار سی فرماتے ہین تو آپ اون دلائل کا انتخاب فرما کر بہیجیی پھر دیکھیی

کہ مستعمل الجواب اور مسکت خصم مین یا نہین - رہا بندہ کی نسبت کتب مناظرہ کی ناواقفیت
کا الزام کسیقدر صحیح ہی کہ مجکو تو ابتداء سن رشد سے اسکا شوق نہین ہوا اور نہ کبھی اسمین انہماک
رہا البتہ آپ صاحبون کی چھیڑ چھاڑ کے بدولت نئے اس مسئلہ اسطرف توجہ ہوئی حضرات
کی اصول مذہب کی واقفیت حاصل کی - اور کتب مناظرہ کسیقدر دیکھین - چنانچہ اسکی کیفیت
مطاوی ابحاث مین منکشف ہو جائیگی - لیکن مین حیران ہون کہ ہماری حضرت مجیب کو
کتب مناظرہ سے کیا فائدہ حاصل ہوا باعتبار نفع دین کے تو سابقاً معلوم ہو ہی چکا
جو ائمہ کرام رضی اللہ عنہم نے متکلمین شیعہ کے مناقب بیان فرمائی اور اونکو
بشارتین دین سو دینی فائدہ تو یون برباد ہوا البتہ اگر کچھہ دنیاوی نفع ہو تو مضائقہ
نہین لیکن وہ اہل دیانت کی نزدیک بعوض نفع دینی قابل اعتبار نہین پھر معلوم
نہین اسپر اتنا ناز و افتخار کیون ہی - **قال الفاضل المجیب** قولہ - تو جناب سائل کے
اہل سنت کو طرز جدید اختیار کرنے سے دو احتمال ہوتے ہین ایک تو یہہ کہ واقعی تحقیق حق
مد نظر ہے اگر یہہ ہی تو چشم ما روشن دل ما شاد دوسری یہہ کہ عوام اہل سنت کے لیے محض تزویر
و تسویل ہی بہرکیف جو کچھہ ہی وہ ابہی کہلا جاتا ہے **بیت** بوقت صبح شود ہمچو
روز معلومت + کہ باکہ باختہ عشق در شب دیجور + **اقول** - حضرت یہہ طرز جدید نہین
وہی قدیم طرز ہی کہ جسکا جواب آپکی علماء بزعم خود دیتے آئے اور ہرگز عہدہ برا نہین
ہو سکی - چنانچہ انشاء اللہ اگر آپ اس میدان مین ثابت قدم رہینگی تو آپ پر بھی بخوبی
روشن ہو جائیگا - **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** اہل سنت کا عہدہ برا
نہونا تحریرات منشی سبحان علیخان صاحب و مولوی نور الدین صاحب سی بخوبی واضح
ہی اور نیز آپکی یہہ تحریر ہی گویا خلاصہ مضامین سلف کا ہی اسکی جواب سی بھی انشاء اللہ تعالی
بخوبی واضح ہو جائیگا کہ فریقین مین کونسا فریق دوسری کے جواب سی فی نفس الامر
عہدہ برا نہین ہو سکتا اور کسیقدر اس تحریر کے ابحاث سابقہ سی واضح ہو ہی چکا ہی

بھی معادم نہین کہ ہی فضل وکمال کے بہروسی پر یہہ دہمکیان ہین کہ اگر آپ اس میدان
مناظرہ مین ثابت قدم رہی تو آپ پر بہی بخوبی روشن ہوجائیگا یا کوئی دم واپسین
کسی خاص وقت کے لیے محفوظ رکہہ چہوڑا ہے۔ اہل انصاف ذرا غور فرمائین یہہ تو
ظاہر ہی کہ مسئلہ امامت مع اپنی شرائط و توابع و لواحق کے شیعہ کے نزدیک اصل
اصول ہی مثل توحید و نبوت کے واجب الایمان ہی اور اہل سنت اوسکو اصلی اعتقادی
نہین کہتی ہے علیٰ ہذا القیاس اوسکی شرائط وغیرہ مین گفتگو ہی کہ شیعہ انکو واجب الایمان
اعتقاد کرتے ہین اور اہل سنت کے نزدیک اونکا کچہہ ثبوت نہین۔ توحید اور نبوت
باہم متفق علیہ معاد اخروی جسکو قیامت کبری سے تعبیر کرتے ہین وہ بہی متفق علیہ
امہ رہا اونکی عود حقیقی بازعومی شیعہ کا دار دنیا مین پہر رجوع فرمانا جسکو رجعت اور قیامت
صغری کے ساتہہ تعبیر کیا جاتا ہی مختلف فیہ ہی کہ شیعہ کے نزدیک واجب الاعتقاد ہی اور
اہل سنت کی نزدیک نہین۔ پس اس صورت مین اہل سنت کا جو اعتراض ہی وہ اصول
مذہب تشیع پر ہی اور اوسکا بیخ کن ہے کیونکہ اہل سنت اون اصول مین سی جنکی طرف علماء
شیعہ مدعی ہین جس پر اعتراض کرینگے وہ اعتراض اصول مذہب شیعہ کو صدمہ رسان ہوگا
اور اہل تشیع اہل سنت کے کسی اصل مذہب پر اعتراض نہین کرسکتی کیونکہ توحید و نبوت
و معاد متفق علیہ اور امامت خود فروع مین معدود ہی تو علماء شیعہ اہل سنت کے
اصول مذہب سی کسی اصل کو اپنی اعتراض سے صدمہ نہین پہونچا سکتی۔ ان غایتہ
سی غایتہ باعتبار اصول مذہب یہہ اعتراض کرسکتی ہین کہ اہل سنت بعض اصول
اعتقادیات کی منکر ہین جنپر مدار ایمان ہے اور ظاہر ہی کہ اس صورت مین ان امر کے
اثبات کا عہدہ بہی حضرات شیعہ ہی پر ہوگا کہ ان امور کا اصلی اعتقادی ہونا
ایسی دلائل قطعیہ سے ثابت کرین جو اثبات مسائل اصلیہ اعتقادیہ کے لیے کافی
ہون اور جسقدر دشواری مدعی اور مثبت کو ہوتی ہے نافی کو نہین ہوتے

پہر اسکی معارضہ مین اہلسنت کہتی ہین کہ آپ نے اون امور کو جنکا دلائل قطعیہ سے
اصلی عتقادی ہونا پایہ ثبوت کو نہین پونہچا اصلی و عتقادی عتقاد کر رکہا ہی اور جیسا
اعتقادی کا انکار مذموم ہی غیر اعتقادی کو واجب الاعتقاد اعتقاد کرنا ہی مذموم ہوگا
تو اس تمام گذارش سے جو اجمالاً عرض کے ہی اہل فہم و انصاف سمجہہ سکتی ہین کہ ہم مین سے
کونسا فریق عہدہ برا نہین ہوسکتا اور کس فریق کو دوسرے کے مقابلہ مین دشواری
پیش آرہی ہے قولہ یہہ ہرد و احتمال بجای خود نہین خدا نخواستہ مجکو اپنی عقیدہ
مین کسیطرح کا شک و ریب نہین مین نے اپنے علم و عقل کے موافق اپنی مذہب کے
حقیت مین حق الیقین کا مرتبہ حاصل کر لیا ہی اور یہہ محض دعوی لسانی ہی نہین
بلکہ بفضلہ تعالی ثابت بہی کر سکتا ہون باینہمہ بفرض محال مثل شریک باری اگر آپکی حقیت
حق ثابت ہو تو اوسکی تسلیم کرلنے مین کچہہ عذر نہین - اقول سبحان اللہ یہان تو
ہماری حضرت مجیب مجتہد کیا بلکہ امام بن بیٹہے یا یہہ شورا شوری یا وہ بے نمکی - یا تو
یہہ ارشاد تہا کہ مین محض فارسی خوان ہون اور لفظ مولوی کی اطلاق کو بہی سخریہ و استہزا
سمجہتا ہون - یا یہہ کہ اپنی مذہب کی حقیت مین حق الیقین کا مرتبہ یہانتک حاصل
کر لیا ہی کہ اوسکا حق الیقین ہونا اپنی خصم پر بہی محقق و ثابت کر سکتی ہین - پہر اس فضل
و کمال پر اگر عوام و خواص شیعہ آپکی قدم لین اور آپ پر فدا ہون تو انکا فخر ہے - اور
امام الشیعین اور فخر الاولین و الآخرین کے لقب سے ملقب کرین تو اونکو زیبا ہی - اب اس سے
خیال فرمالیجئی کہ بندہ نے جو سابقاً عرض کیا تہا کہ سابقین سے سبقت کا قصد کیا
جسپر آپ جہلا اوٹہی وہ کچہہ بیجا نہ تہا مگر مین حیران ہون کہ حصول مرتبہ حق الیقین کے ساتہہ
جو یہہ آپنے قید لگا ئی ہی (اپنی علم و عقل کے موافق) اس قید کے کیا معنی مین کیا
مرتبہ حق الیقین مین بہی باعتبار علم اور عقل اشخاص کے تشکیک ہوتے ہے اس سے
اہل خرد بخوبی سمجہہ سکتی ہین کہ آپ محض تخیلات و وہمیات کو مرتبہ حق الیقین مین

سمجھتی ہین یا آپ جانتی ہی نہین کہ حق الیقین کسکو کہتی ہین اور ظاہر ہی کہ حصول مرتبہ حق الیقین بطریق کشف
یا الہام یا تحدث یا استخارہ طاق وجفت کی تو نہوگا۔ کیونکہ نہ یہہ طریق یقین ہین اور نہ اپنی خصم پر مدعا کا
اثبات ممکن اور نیز نہ آپکو اِن کی کسی مخبر صادق نے خبر دی نہ آپ پر وحی نازل ہوی اور علاوہ انکی اور
کوی طریق علم ویقین کا ایسا حاصل نہین ہوا جو مثمر یقین کو ہو بجز اسکی کہ یہہ مرتبہ حق الیقین کا جو آپنی
اصولاً وفروعاً حاصل کیا ہی بعد استیفا ادلہ تفصیلیہ کے اونہین نظر واستدلال سے اور بعد جستجو اور ما یتوقف علیہ
الادلہ اور اونسی کما حقہ ماہر ہوکر حاصل کیا ہوگا کیونکہ تقلیداً اس مرتبہ کا حصول ممتنع ہی
اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ یہہ علوم آلیہ کے جاننی پر موقوف ہی اور نیز اسپر موقوف ہی
کہ کتاب اللہ کو بسلاسل سند متواترہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیا ہو
اور نیز احادیث کو باسانید صحیحہ یاد کیا ہو حالات رجال سے آگہی ہو اور مطالب اصولیہ کتاب
سنت کی او امر ونواہی عام وخاص ومؤول ومشترک وحقیقت ومجاز وناسخ ومنسوخ وغیرہ
کا واقف ہو وصحاح صحیحہ جامعہ اوسکی پاس موجود ہون اور اون کے ہر ایک موقع کا واقف ہو اور موارد
اجماع بہی محفوظ ہون جب یہہ امور حاصل ہونگی تو بطریق نظر واستدلال الیقین باطن
مسائل کا حاصل ہوگا۔ لیکن آپ فرماتے ہین کہ محض فارسی خوان ہون نہ کتاب اللہ
کی سمجھہ ہی جسپر دارومدار اصول عقائد کا ہی بلکہ کتاب اللہ منقول متواتر تحریف سی
محفوظ شیعہ کے پاس موجود ہی نہین ہے اور جو موجود ہی وہ نہ متواتر شیعیان ہی
ہی اور نہ حسب اعتقاد محدثین ومفسرین شیعہ تحریف سی خالی بلکہ بتواتر محرف ہونا اوسکا روایات
سی محقق ہے اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ کتاب اللہ موجود متواتر غیر محرف ہی تو اون
اکابر بزرگان دین کی نسبت کیا فتوی دین گے جنہون نے بڑی شد ومد سی اسکو
محرف ثابت کیا ہی چنانچہ بحث تحریف مین مفصل اسکا ذکر آیگا اور یہہ آپ جانتی ہین
کہ تکذیب کتاب اللہ اور انکار متواتر کیسا ہی - اور نہ حدیث سی آشنائی ہی اور ان کے
سمجھنی مین دوسرونکی محتاج ہین کہ وہ ترجمہ عبارت کرین اور آپ سمجھین خواہ غلط

ترجمہ کرین یا صحیح علاوہ ازین علوم آلیہ کی بہی تقریبًا ایسی ہی حالت ہوگی صرف ونحو سے
بیخبری معانی وبیان وغیرہ سے ناواقفیت تو اس صورت مین تو آپکو صحت مذہب
مین مرتبہ علم الیقین کا بہی حاصل نہین ہوسکتا ہی چہ جائیکہ مرتبہ حق الیقین کا جو
بالاترین مراتب یقین ہی حاصل ہو۔ بہرکیف اگر دعوی محض فارسی خوانی کذب دروغ ہو
اور یہہ سب مبادی مذکورہ آپکو مستحضر ہون تو غایتہ سے غایتہ آپکو صحت مسائل مین علم الیقین کا
مرتبہ حاصل ہوگا جو مرتبہ مجتہد ہی لیکن آپ مدعی حصول مرتبہ حق الیقین مین جو اعلے ترین
مراتب سے ہی اور محسوسات وبدیہیات اولیہ سے بہی زیادہ اطمینان بخش ہے اور
انبیاء وصدیقین کے مراتب سے ہے تو اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ شاید دعوی
بنوت یا امامت مکنون خاطر ہوگا مگر جیسا اجتماع محض فارسی خوانی کا اور اس مرتبہ کی
حصول کا محال تہا اس سے زیادہ اجتماع کذب وحصول مرتبہ حق الیقین ممتنع ہی
پس مین متحیر ہون + حضرت یا زمین پر تہی یا آسمان پر جا بیٹہی شاید فارسی خوانی
اس غرض سے ظاہر کی ہوگی کہ اگر مناظرہ مین الزام کہا جائین تو کچہہ بہت ندامت وبدنامی
نہو۔ زیادہ سے زیادہ یہہ ہی مشہور ہوکہ ایک فارسی خوان تہا کیا ہوا جو الزام کہا گیا
غرض اگر اس تحریر کو لحاظ کیا جاتا ہے تو محض فارسی خوانی کی ہی تصدیق ہوتی ہی
بلکہ اس تحریر کی آپکی طرف منسوب ہونی مین ہی شک ہوتا ہی اور بہی کچہہ نہین تو
دوسرونکی امداد ضرور ہوگی اور اگر ادعائی حق الیقین کو دیکہا جاوی تو قطع نظر اس سے
کہ اس دعوی کو یہہ آپکی تحریر زبان حال سے مکذب ہی محض فارسی خوانی
غلط ہوئے جاتی ہے۔ ہم جہانتک اس تحریر مین بغور وتامل نظر کرتے ہین کہین اس
عظیم القدر دعوی کا ثبوت نہین دیکہتی بلکہ ہر بحث سے اسکی نقیض کا ثبوت پیدا ہوتا ہی چنانچہ
بعض مضامین سے جو ابحاث سابقہ کی ضمن مین مذکور ہوئی ثابت ہوتا ہی اور ابحاث آیندہ سے
بخوبی ثابت ہوگا۔ ہر دو احتمالات کی تردید وتغلیط سے یہہ ثابت ہوا کہ آپکو تحقیق حق ہرگز

مدنظر نہین ہی کیونکہ احتمال اول تحقیق حق ہی وبس علاوہ ازین آخری فقرہ متضمن تعلیق
بالمحال ہر عموم باین ہمہ بغرض محال سے آخر تک اس مدعا کو آشکارا طور پر ثابت کر رہا ہی پہر معلوم
نہین کہ انصاف وتحقیق حق کا حکم بمصداق قولہ تعالی اتامرون الناس بالبر دوسرے کی ہی لیئی ہے
باین ہمہ عبارت آئندہ مین احتمال ثانی کو تسلیم کر لیا اور فرمایا بلکہ اصلی غرض فرقہ اہل سنت
کی ہدایت عموماً اور اپنی شفیق کی خصوصاً الخ اور بندہ کے غرض تزویر وتسویل سے
یہہ ہی تہی پس انکار احتمالین اس مناظرہ والے پر تعجب انگیز ہی قولہ اور تزویر وتسویل سے
مجکو کیا حاصل۔ مولوی مین ہین نہین مسجد کا واعظ مین نہین مذہبی خدمت سی معاش مین
حاصل نہین کرتا مرجع خلائق مین نہین کہ خواہ مخواہ دوکان جمانی کے لیئے ایسی باتین
کردن پہر لوگون کو فریب مین پہنسانے سی مجہکو کیا ظاہری فائدہ ہوگا اقول معلوم
نہین حضرت نے ان اشارات وکنایات کا مورد اپنی ذہن عالی مین کسکو قرار دیا ہی اور
یہہ تعریضات کسکی طرف راجع ہین۔ اگرچہ بادی النظر مین معلوم ہوتا ہی کہ حضرت نے
اپنی علما واکابر ومقتدایان مذہب مجتہدین عظام کو تو کاہیکو مراد رکہا ہوگا بندہ عاجز یا
اوسکی دوسری ہم مذہب مراد ہونگی لیکن بغرض تسلیم اگر ان تعریضات کا اطلاق ہمپر من وجہ بہی
ہو سکیگا تو حضرات مجتہدین شیعہ جنمین یہہ سب اوصاف مع شئی زائد پائی جاتی ہین
ان تعریضات کی ساتہہ اولی واحق ہونگی بیت شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی
گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد + قطع نظر اسکی ہماری حضرت مجیب بہی تو بزعم خود
درجہ اجتہاد حاصل کر چکی ہین تو در مرجع خلائق بنی۔ اور دوکان جمانی کے لیے کیا سر پر
سینگ نکلتی ہین مذہبی خدمات سی معاش یون ہی پیدا کیجاتی ہی۔ قبلہ وکعبہ بننی
کی دیر تہی کہ سب کچہہ موجود۔ مخالفین سے مناظرہ کر کے شہرت پیدا کی موافقین کو
فتوی دیی کنایۃً دعای اجتہاد فرمایا پہر مجتہد بن بیٹھی پہر کیا تہا چراغ روشن
مراد حاصل۔ ابہی حضرت آج ہی کیا تہا اس کشت کا ثمرہ آئندہ دیکہیگا۔ خدا نخواستہ

اہل سنت تو فریب مین آنے سے رہے ہان اپنے ہم مذہبون سے توقع مفاد رکہنی چاہیے
اہل سنت کو تو اگر براہ تقیہ سنی بنکر فریب دیتے تو شاید کوئی شقی اولی شامت کا مارا گمراہ
ہوجاتا چنانچہ حضرت کی بعض بزرگون نے ایسا کیا ہے۔ رشید الدین محمد بن علی بن
شہر آشوب سروی اپنے کتاب معالم العلماء مین جو اسوقت میری سامنے موجود ہے
فرماتے ہین۔ ابو الحسن محمد بن ابراھیم بن یوسف الکاتب وکان علی الظاہر[1]
یفتی علی مذہب الشافعی تقیۃ من کتبہ کشف القناع العدۃ الاستعداد
اور اس امر کو آپ خوب سمجھتے ہین کہ یہ بزرگ شافعیہ کا بہیس کیون بدلتے تہے۔ قولہ بلکہ اصلی
غرض فرقہ اہل سنت کی ہدایت عموماً اور اپنے شفیق کی جو اس مباحثہ مین واسطہ ہین اور محض انکی
خاطر سے یہ بحث شروع ہوئی ہے اونکی ہدایت خصوصاً اقول کاش آپ جانتے کہ آپ اپنی
اس غرض مین مخالف امام اور مرتکب حرام و عاصی و گنہگار ہوے اپنی مذہب کے بین اس سے
یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اپنی مذہب کی کچہہ خبر نہین ہے لیجیے ہم ہی بتلاتے ہین کیا
احسان مانیگے علامہ مجلسی بحار مین نقل کرتے ہین اوسمین سے چند روایات نقل کرتا ہون
اونکو ملاحظہ فرمایئے۔ عن ابی النضر عن یحیی الحلبی عن ایوب بن الحر قال سمعت
ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول ان رجلا اتی ابی فقال انی رجل خصم اخاصم من احب
ان یدخل فی ہذا الامر فقال لہ ابی لا تخاصم احدا فان اللہ اذا اراد بعبد خیرا
نکت فی قلبہ حتی انہ لیبصر بہ الرجل منکم یشتہی لقائہ۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام

[1] ابو الحسن محمد بن ابراہیم بن یوسف کاتب ظاہر مین تقیہ کی صورت پر شافعی مذہب کے موافق فتوی دیا کرتا تہا اوسکی تصانیف سے کشف القناع۔ عدہ۔ استعداد ہین ۱۲

مینے امام ابو عبد اللہ سے سنا وہ فرماتے تہے ایک شخص میری والد کے پاس آیا اور کہا کہ مین بحث کرنیوالا ہون جسکو مین
پسند کرتا ہون کہ تشیع مین داخل ہوجاے اوس سے بحث کرتا ہون میری والد نے اوسکو فرمایا تو کسی سے نہ جہگڑ
کیونکہ جب اللہ تعالی کسی بندہ کے ساتہہ بہلائی چاہتا ہے تو اوسکے دل مین نقطہ کر دیتا ہے یہانتک کہ وہ اوسکی سبب تم مین سے جسکو دیکہتا ہے
اوسکی ملاقات کی خواہش کرتا ہے۔ ۱۲

قال لاتخاصموا الناس فان الناس لو استطاعوا ان یحبونا لاحبونا ان اللہ اخذ میثاق شیعتنا یوم اخذ میثاق النبیین فلا یزید فیھم احد ابدا ولا ینقص منھم احد ابدا — ابی عن صفوان وفضالۃ عن داود بن فرقد قال[۵۲] کان ابی یقول مالکم وللناس انہ لایدخل فی ھذا الامر الا من کتب اللہ لہ الخ روایات سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اس غرض سی جہگڑنا کہ لوگ اپنی مذہب سے پہر کر شیعہ بن جائین منع اور ناجائز ہی پس اس سے آپ خیال فرمالیجئی کہ آپنے جو اپنی غرض اس مباحثہ سی ٹہرائی ہی وہ کسقدر بیجا ہی اور چونکہ علت ہی عموم کو مقتضی ہے اور نیز سابقًا بروایات معتبرہ ثابت ہوچکا ہی کہ ظہور امام آخر الزمان تک زمانہ تقیہ مستمر ہی تو یہہ نہی ائمہ گذشتہ کی زمانہ امامت پر ہی منحصر نہین ہوسکتی۔ علاوہ ازین اگر مباحثہ وگفتگو سے آپکی غرض اصلی یہہ ہی تہی تو اول غلطی یہہ کہائی کہ آپنے اپنی آپ کو محض فارسی خوان ظاہر کیا کیونکہ ہر شخص سمجہہ سکتا ہی کہ جسکو علوم کتاب وسنت کی خبر نہین محض فارسی خوان ہی وہ کیونکر مطالب عالیہ کتاب وسنت کیطرف دوسرونکو ہدایت کرسکتا ہی بلکہ وہ مصداق اس مصرعہ کا ہی ع او خویشتن گم ست کرا رہبری کند + معہذا اگر لفظ ہدایت سی ہدایت مزعومہ مراد ہی تو حسب قول ع برعکس نہند نام زنگی کافور + تسمیۃ الشی باسم ضدہ اور اگر ہدایت واقعی اور نفس الامری مراد ہی تو یہہ حضرت کا کام نہین۔ حق تعالے شانہ نے اپنی فضل وکرم سے اہل سنت کو متمسک بالثقلین اور متبع صحابہ کرام نجوم ہدایت فرماکر حقیقی ونفس الامری ہدایت پر ایسا مضبوط ومستحکم فرما رکہا ہے

---

[۵۱] امام ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی فرمایا لوگونسی بحث ومباحثہ نکرو کیونکہ اگر ہمکو لوگ دوست رکہنی کی طاقت رکہتی تو بیشک دوست رکہتی اللہ تعالی نے جسدن انبیا سے عہد لیا تہا ہماری شیعونسی بہی عہد لیا تہا اب اونمین نہ کوئی زیادہ ہوسکتا ہی اور نہ کوئی کم ہوسکتا ہی ۱۲ [۵۲] میرا باپ کہتا تہا تمہین لوگون کو اپنی دین کیطرف بلانی کیا تعلق کیونکہ اس دین مین کوئی شخص سوا اوسکی جسکو خدا نے لکہہ دیا ہی داخل نہین ہوسکتا ۱۲

کہ تشکیک مشکک سے تذبذب محال ہے۔ الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی
لولا ان ہدانا اللہ ولہ الحمد فے الاولے والآخرہ قولہ شعر جو حضرت نے لکھا ہی شیخ خفی
طبع پر دال ہے اسکا جواب کیا لکھین مگر بات یہہ ہی کہ ہماری مجیب عالم وفاضل مین
اور اہل علم کی نظر آن پر ہوتی ہے دور اندیشی فرماکر اپنے نفس نفیس ہی ہی مخاطب ہین
اقول سبحان اللہ ابہی تو مین آپکی نزدیک گمنام تہا ابہی عالم وفاضل ہوگیا۔ خیر یہہ کیفیت
اگر نظر انصاف واقعی سے اس تحریر کو ملاحظہ فرمایگا تو واضح ہوجائیگا کہ اس شعر مین
آپکا مخاطب آپ سے مخاطب ہی یا اپنے نفس سے ورنہ انصاف پسندان روزگار سے
دریافت فرمالیجیگا۔ اس سی زیادہ اور کیا عرض کرین قولہ چشم ما روشن دل ما شاد
تحریر فرمانا درست معلوم نہین ہوتا کیونکہ اگر اس مباحثہ سے آپکا دل شاد وچشم روشن
ہوتی تو شروع ہی مین یہہ سخت کلامی نفرماتے بلکہ نہایت نرمی وملایمت واخلاق سے
پیش آتے اقول کسیقدر سخت کلامی اگر کی گئی ہے تو صرف حضرت کی تعریضات
مقابلہ مین کی گئی ہی وبس۔ اگر آپ اسکی بنیاد نہ باندہتی تو بندہ سے بہی کوئی
کلمہ ثقیل نہ سنتی۔ معہذا مخالفین کے مقابلہ مین ہر جگہ نرمی وملایمت واخلاق اپنی
چشم روشن ودل شاد ہونے کو مستلزم نہین ہے بلکہ بعض مواقع مین غلظت وشدت
محمود ہوتی ہے تو یہہ تفریع غلط ہی۔ ہان اگر بجای اسکی یہہ فرماتے کہ ہمکو تحقیق حق
مد نظر نہین ہی (چنانچہ ابہی صاف انکار کرچکے تہے) تو چشم ما روشن دل ما شاد فرمانا درست
معلوم نہین ہوتا تو بجا تہا کیونکہ چشم کا روشن اور دل کا شاد ہونا تو تحقیق حق پر مترتب تہا
اور جب وہی جاتا رہا تو یہہ بہی درست نہوا۔ لیکن مشکل یہہ ہی کہ اگر تحقیق حق سے انکار
کرین تو کیونکر کرین کہ صریح خلاف انصاف ہی۔ اور اگر اقرار کرین تو کسطرح کرین کہ مستلزم
تشکیک فی المذہب کو ہی۔ خیر حسب موقع اقرار یا انکار جو مناسب ہوتا ہی وہ کرتے ہین
قال الفاضل المجیب قولہ ایسی مناسب خیال کیا کہ چندی اپنے وقت

گرانمایہ کو اسمین صرف کرون کہ احدی الحسنیین سے خالی نہوگا - اقول - مباحثہ مذہبی کیا
ایسا خفیف کام ہی کہ اوسمین وقت صرف کرنیکو وقت گرانمایہ کہا جاوے اگر غور فرمائیے
تو یہہ اعلے درجہ کی عبادت ہی **یقول العبد الفقیر اے مولاہ** اس سے
صاف مثل روز روشن ظاہر ہو رہا ہے کہ حضرت میر صاحب اپنی مذہبیات کے کوچہ سے
بالکل نابلد ہین جہانتک روایات شیعہ مین غور کیا جاتا ہے اوس سے ثابت ہوتا ہی
کہ جدال و مباحثہ کرنا حرام اور خلاف اللہ و رسول صلعم و ائمہ ؑ کے ہی بلکہ مباحثہ کرنا دین سے
نکلنا اور رسول صلعم کی زبانی ابشہادت ائمہ ؑ ملعون ہوتا ہے چنانچہ کچھہ روایات معتبرہ
سابقاً مذکور ہو چکی ہین اور کسیقدر اب معروض ہونگی تو معلوم نہین ہماری مجیب لبیب
مباحثہ کو کس بنیاد پر اعلی درجہ کی عبادت قرار دیتے ہین اور کیون ہمپر معترض ہین - مگر
ہان اگر ملعون ہونا اور خدا و رسول صلعم و ائمہ ؑ کے خلاف کام کرنا اور دین سے خارج ہونا ہی
حضرت مجیب کی نزدیک اعلی درجہ کی عبادت ہو تو مضائقہ نہین تو اس صورت مین
خوارج نہروان و نواصب شام کو بہی مژدہ فتح سنا دین روایات سنیے آپ کے علامہ
مجلسی بحار مین تخریج فرماتے ہین اوسمین سے ملتقطاً چند روایات نقل کرتا ہون

شیعون مین مباحثہ مذہبی حرام ہے

باسنادہ التمیمی عن الرضا عن ابائہ عن علی[1] علیہم السلام قال لعن اللہ
الذین یجادلون فی دینہ اولئک ملعونون علی لسان نبیہ صلی اللہ
علیہ وسلم - اس حدیث سے مناظرہ کرنے والونکا ملعون ہونا بعبارت النص ثابت ہے
عن ابی[2] عبد اللہ جعفر بن محمد الصادق واللہ قال لاصحابہ اسمعوا منی کلاما ھو
خیر لکم من الدھم الموقفۃ لا یمارین احدکم سفیہا ولا حلیما فانہ من ماری

[1] حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہی فرمایا اونپر خدا لعنت کری جو خدا کے دین مین جھگڑا کرتے ہین یہہ لوگ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کی زبانی ملعون ہین - [2] امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے یارون سے فرمایا کہ میری بات سنو جو تمہاری لیے
(نشان پڑ) کہڑی ہوئی گہوڑون سے بہتر ہی تم مین سے کوئی نہ کسی سفیہ سے جہگڑے اور نہ کسی حلیم سے - ۱۲ -

حلیماً[1] اقصاه ومن ماری سفیهاً ارداه اس حدیث سے علی العموم مباحثہ کی ممانعت ثابت ہوئی کیونکہ لا یمارین فعل منفی ہے اوسکا فاعل و مفعول دونو نکرہ واقع ہوئی ہین اور قاعدہ ہے کہ نکرہ سیاق نفی مین عموم و شمول کا فائدہ دیا کرتا ہے تو کسی شخص کو کسیکی ساتھہ مباحثہ کرنا جائز نہوا ۔ عن ابی[2] عبد اللہ ع قال یہلک اصحاب الکلام و ینجو المسلمین ان المسلمین هم النجباء ۔ سمعت[3] ابا عبد اللہ یقول لا تخاصموا الناس لدینکم فان المخاصمة ممرضة للقلب ۔ سمعت[4] ابا جعفر ع یقول انما شیعتنا الخرس ۔ قال[5] امیر المؤمنین ع ایاکم والجدال فانها یورث الشك فی دین الله سمعت[6] ابی عبد الله ع یقول متکلموا هذه العصابة من شرار من هم منهم اس باب مین جسقدر روایات وارد ہوئی ہین اگر اونکا استیفا کیا جاوے اور بسط کے ساتھہ اون پر بحث کیجاوے تو ایک کتاب جداگانہ تیار ہو اسلیئے ہم صرف ایک قول فیصل پر اکتفا کرتے ہین جو امام جعفر صادق ع سے علامہ مجلسی نے نقل کیا ہے اور چونکہ عبارت بہت طویل ہے اسلیئے ملتقطاً نقل کرتے ہین عن ابی[7] محمد العسکری ع قال ذکر عند الصادق ع الجدال فی الدین و ان رسول الله ص والائمة المعصومون قد نهوا عنه فقال الصادق ع لم ینه عنه مطلقاً لکنه نهی عن الجدال بغیر التی هی احسن اما تسمعون الله یقول ولا تجادلوا اهل الکتاب

---

[1] کیونکہ جو حلیم سے مباحثہ کریگا وہ اوسکو حق سے دور کریگا اور جو کسی سفیہ سے جھگڑیگا وہ اوسکو ہلاک کر دیگا ۔ ۱۲

[2] امام ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کلام گفتگو کرنے والے ہلاک ہونگے اور مسلمان نجات پاجاینگے بے شک مسلمان ہی نجات یافتہ ہین ۱۲

[3] مینے امام ابی عبد اللہ سے سنا فرماتے تھے اپنے دین کے معاملہ مین لوگونسے نہ جھگڑو کیونکہ جھگڑا دل کو بیمار کرنیوالا ہے

[4] مینے امام ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے فرماتے تھے ہماری شیعہ صرف گونگے ہین ۱۲

[5] امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنے آپکو جھگڑے سے بچاؤ کیونکہ وہ اللہ دین مین شک پیدا کرتا ہے ۔

[6] مینے امام ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے اس گروہ مین متکلمین سب سے بدتر ہین

[7] امام عسکری فرماتے ہین کہ امام جعفر صادق رض کے مجلس مین دین مین بحث و مباحثہ کرنے کا ذکر ہوا اور یہہ کہ رسول اللہ ص نے اور ائمہ معصومین نے اسکی ممانعت فرمائی ہے فرمایا کہ اسکی مطلقاً ممانعت نہین فرمائی لیکن اون مباحثہ کی ممانعت کی ہے جو بغیر عمدہ طریقہ کی ہو کیا تم نہین سنتے خدا تعالے فرماتا ہے اہل کتاب سے بجز عمدہ طریقہ کے

الا بالتی ھی احسن وقوله تعالی ادع الی سبیل ربك الخ فالجدال بالتی ھی احسن قد قرنه
العلماء بالدین والجدال بغیر التی ھی احسن محرم وحرمه الله تعالی علی شیعتنا قیل یا ابن
رسول الله فما الجدال بالتی ھی احسن والتی لیس باحسن قال اما الجدال بغیر التی ھی احسن
ان تجادل مبطلاً فیورد علیك باطلا فلا ترده بحجة قد نصبها الله ولکن تجحد قوله او تجحد
حقا یرید ذلك المبطل ان یعین به باطله فتجحد ذلك مخافة ان یکون له علیك فیه حجة
لانك لا تدری کیف المخلص منه فذلك حرام علی شیعتنا ان یصیروا فتنة علی ضعفاء
اخوانهم وعلی المبطلین اما المبطلون فیجعلون ضعف الضعیف منکم اذا تعاطی
مجادلته وضعف فی یده حجة له علی باطله واما الضعفاء منکم فتغتم قلوبهم لما یرون
من ضعف المحق فی ید المبطل واما الجدال التی ھی احسن فهو ما امر الله تعالی به نبیه ان یجادل
به من جحد البعث بعد الموت واحیائه فقال حاکیاً عنه وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ
مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ فقال الله فی الرد علیه قُلْ یا محمد يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ الی آخر قال فهذا الجدال
بالتی ھی احسن لان فیها قطع عذر الکافرین وازالة شبهتهم واما الجدال بغیر التی ھی احسن

اور نہ جھگڑو اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے دانائی اور اچھی نصیحت کے ساتھ اپنے پروردگار کے رستہ کیطرف دعوت کر الخ پس علما نے اس مباحثہ کو جو عمدہ طریق سے
دین کے ساتھ ملحق کیا ہے اور وہ جدال و مناظرہ جو عمدہ طریق سے نہ ہو حرام ہے اور اسکو اللہ نے ہمارے شیعوں پر حرام فرمایا ہے کسی نے پوچھا اے رسول اللہ کے فرزند کونسا مباحثہ عمدہ طریقہ والا
اور کونسا مباحثہ عمدہ طریقہ کا نہیں ہے فرمایا بغیر عمدہ طریقہ کے مباحثہ تو یہ ہے کہ تو کسی اہل باطل سے مناظرہ کرے اور وہ تجھپر باطل پیش کرے اور تو اس حجت کے ساتھ
جو خدا تعالی نے قائم کی ہے اسکو رد نکر سکے لیکن تو اسکے قول کا انکار کرے یا اس حق کا جسکے سبب وہ مبطل اپنے باطل کی اعانت و تقویت چاہتا ہے منکر
ہو جائے اس خوف سے کہ مبادا تجپر اسکی حجت قائم ہو جائے اور حق کا بھی انکار کر دیوے کیونکہ اس سے خلاصی کی راہ تو نہیں جانتا ہے تو یہ ہمارے شیعوں کے
لیے حرام ہے کہ اپنے ضعیف بھائیوں اور اہل باطل کے حق میں فتنہ ہوں کیونکہ جب اہل باطل سے مناظرہ کرنے والا اور اسکے مناظرہ کے نتیجہ میں تمہیں شکست ہوگی تو وہ تمہارا اس
اپنے باطل کی حقیقت پر حجت قرار دینگے اور ضعفا شیعہ جب مبطل کے نتیجہ میں اہل حق کو خستہ حالت میں دیکھینگے تو انکا دل اداس ہوگا اور عمدہ طریقہ
کا مباحثہ وہ ہے جسکا خدا نے اپنے نبی کو حکم فرمایا کہ منکرین حشر سے مناظرہ کریں وہ کہتے تھے کہ ہڈیوں کو کون جلائیگا فرمایا اے محمد تو کہہ انکو وہ
جلائیگا جسنے پہلی دفعہ پیدا کیا تھا تو یہ جدال و مناظرہ عمدہ طریقہ کا ہے کیونکہ اس میں کافروں کی عذر کا قطع اور انکی شبہ کا رفع ہے اور مباحثہ بغیر عمدہ طریقہ کے یہ ہے

بان تجد حقا لا یمکنک ان تفرق بینہ وبین الباطل جزما تجادل وانما تدفعہ عن ایمانک بان تجد الحق فھذا ھو الحرام لانک مثلہ تجحد ھو حقا وتجحدت انت حقا اخر ۔ انتہی قطع نظر تعارض اون روایات سے جو اس بارہ مین وارد ہوئی ہین اس قول فیصل سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ مباحثہ کرنا سوای انبیاء اور ائمہ کے دوسری شخص کا کام نہین ہی بلکہ دوسرونکو ناجائز وحرام ہی کیونکہ سوائی انبیا وائمہ کے کوئی شخص حجت منصوب من اللہ کو نہین ہوسکتا اور نہ ضعفاء اخوان یا مبطلین کے حق مین فہمیدہ ہو۔ نتیجہ یہ کہ ایسے علی الخصوص ایسا شخص جسکو اپنی مذہبیات کی بہی پوری واقفیت نہو اور محض فارسی خوان ہی ہو تو اوسکی حق مین مناظرہ کرنا بموجب اس قول فیصل کے بیشک حرام ہوگا ۔ اب دل چاہتا ہی کہ اس باب مین علامہ مجلسی کی تحقیق نقل کرون ۔ اہل انصاف اوسکو بہی ملاحظہ فرمائین اور ہماری مجیب کی واقفیت مذہب کی داد دین ۔ وعلیہ یظہر من الاخبار ان المذموم منہ ھو ما کان الغرض فیہ الغلبۃ واظہار الکمال والفخر او التعصب وترویج الباطل واما ما کان لاظہار الحق ورفع الباطل ودفع الشبھۃ عن الدین وارشاد المضلین فھو من اعظم ارکان الدین لکن التمیز بینہما فی غایۃ الصعوبۃ والاشکال وکثیرا ما یشتبہ احدھما بالاخر فی بادی النظر والنفس فیہ تسویلات خفیۃ لا یمکن التخلص منہا الا بفضلہ تعالی ۔ علامہ کی اس تحقیق سے بہی ہم بحث اغماض کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اس سے بہی مجیب جیسی متکلمین کے لئے مناظرہ کا

۱؎ کہ تو ایسی حق کا انکار کری کہ تجکو اوسمین اور خصم کے باطل مین فرق تمیز نہو اور اوسکی باطل کو حق انکار کر کی دفع کری تو یہہ مباحثہ حرام ہی کیونکہ اس صورت مین تو بہی مثل اہل باطل کے ہی کہ اوسنی ایک حق کا انکار کیا اور تو نے دوسری حق کا انکار کیا ۱۲ ۔ ۲؎ احادیث سے ظاہر ہوتا ہی کہ برا مباحثہ وہی ہی جسمین غلبہ وکمال کا اظہار اور فخر اور ناحق کی جانبداری اور باطل کی ترویج مقصود ہو اور جس مباحثہ مین حق کا اظہار اور باطل کا رفع اور دین سے شبہ کا ازالہ اور گمراہونکی رہنمائی ہو تو وہ دین کے اعظم ارکان مین سے ہی لیکن ان دونوں مین تمیز اور تفرقہ نہایت سخت دشوار اور مشکل ہی بسا اوقات بادی النظر مین ایک دوسرے کی ساتہ مشتبہ ہو جاتا ہی اور اوسمین نفس اوسکی ایسی چہپی ہوئی فریب مین کہ سوای اللہ تعالی کے فضل کے اونسی خلاصی ممکن نہین ۱۲ ۔

عبادت نہونا بلکہ حرام اور مستوجب لعن ہونا ثابت ہوتا ہی پہر اب ہماری محجیب لِلّٰہ ذرا انصاف
سے فرمائین کیا اعلیٰ درجہ کی عبادت ایسی ہے امور ہوتے ہین - علاوہ ازین اگرچہ مباحثہ
مذہبی خفیف کام نہو تاہم اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ کوئی مذہبی کام اس سے بڑہکر نہو
بلکہ بہت سے مذہبی امور اس سے بدرجہا بہتر و برتر ہونگی علی الخصوص ایسی حالت مین
جبکہ چندان ضروری یا مفید نہو اور مخالفین کے راہ یابی کی توقع نہو تو ایسی وقت مین
جو شخص دوسری امور مذہبیہ عالیہ مین مشغول ہوگا وہ بیشک مباحثہ مین اپنے وقت کے
صرف کرنے کو وقت گرانمایہ کہیگا قش اقول اس اخیر فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکو
تحقیق حق و ابطال باطل منظور نہین بلکہ اپنے رہائی یا مخالف کے مغلوبیت اصلی غرض ہے
اور انشاء اللہ تعالے انہین سے کوئی غرض بہی حاصل شدنی نہین ہے اقول جب
آپکی نزدیک تحقیق حق مستلزم شک فے المذہب کو ہی تو واقعی محجکو تحقیق حق منظور نہین
کیونکہ بفضل اللہ تعالے و رحمتہ محجکو اپنی مذہب کی صحت و حقیقت مین کسی نوع کا شک
و ریب نہین ہان ابطال باطل و مغلوبیت مخالف ہی مقصود ہی جو انشاء اللہ تعالے علی الرغم
ہمکو حاصل ہے شعر ستعلو لیلیٰ ای دین تداینت + وای غریم فی التقاضی غریمہا
قال الفاضل المجیب - قولہ - پس واضح ہو کہ اگرچہ فیمابین اہل سنت و جماعت
و شیعہ اثنا عشریہ کے بہت سی مسائل اصول و فروع مین مخالفت ہی لیکن مبنی معظم اختلاف
یہہ ہی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین علی الخصوص خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم
کو اہل سنت تمام امت سے باعتبار رتبہ اعلیٰ و افضل اور ایمان مین اثبت و اکمل اعتقاد
کرتے ہین - اقول - اصل اختلافی مسئلہ اور مبنی معظم اختلاف کا ماخذ مسائل دین و ایمان ہی
بعد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے امامیہ کل اصول و فروع کو اہل بیت طاہرین
سے کہ بموجب حدیث متفق علیہ مثل اھل بیتی کسفینۃ نوح الخ سفینہ نجات ہین
اور بموافق حدیث متفق علیہ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی الخ کا حکم ہرگز

حکم خدا سے جدا نہین ہو سکتا اور صحابہ بہی انکی ہی تمسک کے مامور تہی ماخوذ کرتے ہین
اور اہل سنت صحابہ اور تابعین و تبع تابعین کو ماخذ اپنی دین اور ایمان کا ٹہراتے ہین اگرچہ
بعض انہین سے ناصبین عداوت اہل بیت طاہرین اور قاتلین ذریۃ سید المرسلین اور مارقین
اور قاسطین و ناکثین سے ہون۔ جیسا کہ ملاحظہ رواۃ صحاح اور غیر صحاح اہل سنت سے ظاہر ہی
پس حضرت مجیب نے جو مبنی اختلاف کا معاملہ صحابہ ٹہرایا ہے بجای خود معلوم نہین ہوتا
کیونکہ اگر بفرض محال مثل شریک باری سب صحابہ عدول ہی ٹہر جائین اور بر خلاف احادیث
کثیرہ مثل حدیث حوض وغیرہ و سیکڑون دلائل عقلیہ و نقلیہ کے جسمین کتب ضخیمہ تصنیف ہو چکی ہین
کل صحابہ کا ناجی ہونا ہی ثابت ہو جائے تو اس سے ماخذ مسائل اصولیہ و فروعیہ ہونا اونکا ثابت
ہوگا اسلیئے کہ عدم عصمت انکی اتفاقی بین الامت ہی اور شیعون کے نزدیک بلکہ ہر عقلمند کے
نزدیک بجز اہلبیت معصومین صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کوئی ماخذ اصول و فروع نہین ہو سکتا
پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ مبنی معظم اختلاف کا یہہ ہی مسئلہ ہو بلکہ مسئلہ امامت ہی اس اختلاف
کثیر کا مبنی ہی جیسا کہ بندہ پہلے عرض کر چکا ہی **یقول العبد الفقیر اے مولاؔ**
دانشمندان روزگار و منصفان قریٰ و امصار کو صلائی عام ہے کہ ذرا اس بحث کو بنظر
غور و تامل ملاحظہ فرما کر ہماری مجیب کے انصاف و تحقیق حق و مناظرہ و اجتہاد مطلق کی داد دین میر صاحب کے
نزدیک مسئلہ امامت کے معظم خلافیات ہونے پر بندہ نے عرض کیا تہا کہ اسم الخلافیات اور
مبنی معظم اختلافات کا معاملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عموماً اور خلفاء ثلثہ رضوان اللہ علیہم خصوصا ہی
کہ اہل سنت انکو تمام امت مین افضل اعتقاد کرتے ہین اور شیعہ بدتر از کفار و منافقین سمجہتی ہین
اور اختلاف مسئلہ امامت بہی اسی اصل سے ناشی ہے۔ بجواب اسکی مسئلہ امامت کی مبنی
معظم خلافیات ہونے کی تائید مین ہماری حضرت فاضل مجیب نے باین خلاصہ ارشاد فرمایا
کہ اصل خلافی مسئلہ اور مبنی معظم اختلاف کا ماخذ مسائل دین و ایمان ہی بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
امامیہ کل اصول و فروع کو بموجب ارشاد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اہل بیت طاہرین سے

لیتی ہین اور اہل سنت صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کو ماخذ اپنے دین وایمان کا ٹہراتی ہین
اگرچہ بعض اونمین سے ناصبین عداوت اہلبیت طاہرین اور قاتلین ذریتہ سید المرسلین
اور مارقین اور قاسطین اور ناکثین سے ہون - پس حضرت مجیب نے جو مبنی اختلاف کا معاملہ
صحابہ ٹہرایا ہی بجای خود معلوم نہین ہوتا - کیونکہ اگر بفرض محال سب صحابہ عدول ٹہرجاوین
تواس سے بوجہ اسکی کہ اونکی عدم عصمت اتفاقی ہی ماخذ مسائل اصولیہ وفروعیہ ہونا اونکا ثابت
نہوگا - پس کیونکر ہوسکتا ہی کہ مبنی معظم اختلافات کا معاملہ صحابہ ہو بلکہ مسئلہ امامت ہے
اس اختلاف کثیر کا مبنی ہی - ای حضرات خدا کے لئیے ذرا حضرت مجیب کی اس جواب کو
ملاحظہ فرمائین کہ اس سے بندہ کے معروض کی تسلیم وتائید ہوتی ہے یا تغلیط وتردید
اب سنئی کہ فاضل مجیب فرماتے ہین کہ ماخذ مسائل دین اہل شیعہ کے نزدیک ذریتہ طاہرین
ہین اور اہل سنت کے نزدیک صحابہ رضہ وغیرہ ہین تو اگر اس تقابل سے حضرت مجیب کی
یہہ غرض ہے کہ اہل سنت ذریتہ طاہرین کو ماخذ دین نہین اعتقاد کرتے تو بداہتہً
غلط اور محض افترا ہی کیونکہ قضیہ کلیہ الصحابۃ کلہم عدول جزئیات ذریتہ طاہرہ کو بھی شامل ہی
اور اہل سنت کی کتب صحاح وغیرہ روایات اہلبیت رضہ سے مملو ومشحون ہین اور
اونکی فضائل ومحامد سے مشرف ومزین ہین اور مجتہدین اہل سنت کا علم غالباً ماخوذ اہل بیت
ہی سے ہی - اہل سنت کے بزرگان طریقت خوشہ چین ریاض اہلبیت کے ہین
ان دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم وصف مقتدائیت اور ماخذیت مین اہل سنت کے
نزدیک بحکم حدیث متفق علیہ اصحابی کالنجوم الخ شریک اہل بیت ہین اور اگر اس تقابل سے
حضرت مجیب کی غرض انتفاء ماخذیت اہلبیت عند اہل السنۃ نہین ہے تو حبذا الوفاق
اس صورت مین ماحصل یہہ ہوا کہ اہلبیت باتفاق فریقین ماخذ دین ہین اور صحابہ رضہ
علی الاختلاف - اہلسنت اونکو بھی ایسی کہ وہ مصداق کنتم خیر امۃ ہین - ماخذ دین قرار
دیتی ہین - اور شیعہ اونکو ماخذ مسائل دین نہین ٹہراتے اور شر امت اعتقاد کرتے ہین

بیان ماخذ دین اہلسنت و شیعہ در اصول و فروع دین

اوراسکی وجہ کلام سے صاف ظاہر ہی کہ بعض اونمین سے بزعم شیعہ ناصبین عداوت اوقاتلین اورمارقین اورقاسطین اورناکثین ہین اوربفرض محال مثل شریک باری اگر کل صحابہ عدول ٹہر جائین توعدم عصمت اتفاقیہ مانع ماخذیت ہی۔ تواس سے کالشمس فی رابعۃ النہار ثابت ہوا کہ دارمدار اختلاف ماخذیت کا خیریت اور شریت صحابہ رض پر ہی۔ اورجب ماخذیت صحابہ کی خصلت کی علت خیریت اورشریت اورافضلیت اورنقصیت صحابہ رض ہوئی تو فرمائیے اسوقت اصل مبنی اختلافات معاملہ صحابہ کا جو بندہ نے عرض کیا تہا ہوا یا نہوا اوراس جواب سے بندہ کی گذارش کی تائید وتقویت ہوئی کہ نہوئی۔ مسلمنا مبنی معظم خلافیات کا ماخذیت صحابہ رض واہلبیت رض ہی سہی لیکن اس سے مسئلہ امامت کا مبنی ہونا کسیطرح ثابت نہین ہوتا اس سے صرف اسیقدر ثابت ہوتا ہے کہ مبنی معظم خلافیات کا ماخذیت ہی اورمسئلہ امامت بہی اسی اصل سے ناشی ہے تو آخری تفریع جو بطور نتیجہ مقدمات ودلائل سابقہ کے ذکر کی ہے۔ پس کیونکر ہوسکتا ہے کہ مبنی معظم اختلاف کا یہہ مسئلہ ہو بلکہ مسئلہ امامت ہی اس اختلاف کثیرہ کا مبنی ہے غلط اورغیر مرتبط اوردعوی بے دلیل رہی۔ خوش گفت ع۔ مین الزام اوسکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا۔ چونکہ اس جگہ ہماری حضرت مجیب نے ماخذیت واہلبیت رض وصحابہ رض کا ذکر فرمایا اوربہت غلطیان کہائین اورحق سے بمراحل دور ہوگئی اہلیئے کسیقدر اسکا بیان بہی واجب ہوا۔ پس واضح ہو کہ فی الاصل ماخذ دین وایمان ذات بابرکات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جسقدر دین ہے وہ ماخوذ مشکوٰۃ نبوت سے ہی وبس اورواسطہ تبلیغ دین مین اللہ تعالے کے والامت رسول ہی ہوتا ہی اورعلاوہ رسول کے جسقدر احاد امت ہین وہ سب محتاج تبلیغ رسول ہین اورمکلفین ومبلغین اورنفی الحقیقت متبع اورآخذین دین ہین۔ نہ متبوع اصلی کیونکہ اگر انکو ماخذ اصلی دین کا قرار دیا جاویگا تو انکا خلیفہ ہونا باطل ہوگا اورنبی ہونا لازم آویگا اوریہہ باتفاق فریقین باطل ہے۔ حسب مذہب اہلسنت تو اسکا بطلان بدیہی ہے۔ اورشیعہ اگرچہ ائمہ کو انبیا علیہم السلام کے

خواص ولوازم مین شریک کرتے ہین جو انکی نبوت کو مستلزم ہی بلکہ انبیاء سے رتبہ مین بڑہاتے ہین - چنانچہ حضرت علی رض کو تمام انبیاء سے سوای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف عقل ونقل افضل اعتقاد کرتی ہین شیخ مفید اپنے رسالہ تفضیل امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ مین فرماتے ہین - اختلف الشیعة فی هذه المسئلة فقالت الجارودیة انه کان علیه السلام افضل من کافة الصحابة فاما غیرهم فلا نقطع علی فضله علی کافتهم وبدّعوا من سوی بینه وبین من سلف او فضله او شك فی ذلك وقطعوا علی فضل الانبیاء علیهم السلام کلهم علیه واختلف اهل الامامة فی هذا الباب فقال کثیر من متعلمیهم ان الانبیاء علیهم السلام افضل منه علی القطع والثبات وقال جمهور اهل الآثار منهم والنقل والفقه بالروایات وطبقة من المتکلمین منهم واصحاب الحجاج انه علیه السلام افضل من کافة البشر سوی رسول الله محمد بن عبد الله صلوات الله علیه فانه افضل منه ووقف منهم نفر قلیل فی هذا الباب فقالوا لسنا نعلم اکان افضل من سلف من الانبیاء او کان مساویا لهم او دونهم فیما یستحق به الثواب. فاما رسول الله صلی الله علیه وآله محمد بن عبد الله فکان افضل منه علی غیر ارتیاب وقال فریق منهم آخرون امیر المؤمنین صلوات الله علیه افضل البشر سوی اولی العزم من الرسل فانهم افضل منه عند الله - اور اسی بارہ مین کہ

مسئلہ تفضیل مین شیعہ باہم مختلف ہین جارودیہ کہتی ہین کہ حضرت علی رض تمام صحابہ رض سے تو بیشک افضل ہین - لیکن سوائے صحابہ رض کی سب سے افضل ہونے کا ہم یقین نہین کرسکتی اور انکو مبتدع کہتے ہین جنہون نے گذشتہ لوگونکی حضرت امیر کو برابر کہا یا حضرت کو بڑا یا ان مین تردد ہی لیکن جارودیہ حضرت امیر سے تمام انبیاء کو یقیناً افضل کہتی ہین اور امامیہ ہی اس باب مین مختلف ہوئی بہت سے سیکھنے والے انکی کہتی ہین کہ انبیاء ع حضرت سے قطعاً ویقیناً افضل ہین اور جمہور اہل اخبار وحدیث اور فقہا اور متکلمین اور اہل صحبت کہتی ہین کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آدمیون سے افضل ہین لیکن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر سے افضل ہین اور تہوڑی سے لوگون نے اس باب مین توقف کیا ہی اور کہا ہی کہ ہم نہین جانتے کہ حضرت امیر رض انبیاء ع گذشتہ سے باعتبار زیادتی استحقاق ثواب کے افضل ہین یا برابر یا کم لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر سے بے شک وشبہ افضل ہین اور امامیہ مین سے ایک فریق کہتا ہی کہ حضرت امیر افضل البشر ہین سوائے رسل اولو العزم کے کہ وہ خدا کے نزدیک حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے فضیلت مین

آگے پڑہکر یہہ روایت لکھی ہے وقوله علیہ السلام وقد سئل عن امیر المؤمنین ما کان منزلتہ من النبی علیہ وآلہ السلام قال لم یکن بینہ وبینہ فضل سوی الرسالۃ التی اوردھا - وجاء مثل ذلك بعینہ عن ابیہ عن جعفر وابی الحسن وابی محمد العسکری علیہ السلام - اس سے صاف ظاہر ہے کہ بجز وصف رسالت کے جناب امیرؓ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کوئی وصف زائد نہین جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضلیت پر استدلال کیا جاوے اور اس سے ہر شخص سمجہہ سکتا ہی کہ دوسری مدارج صفات جنپر فضل کلی کا دارمدار ہے مثلاً کثرت ثواب وقرب من اللہ تعالے وغیرہ مین جناب امیر اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہین تو کم بہی نہین اور آیت مباہلہ وانفسنا وانفسکم حسب ادعا شیعہ خود مستلزم مساوات ہی اور وصف رسالت خود مستلزم افضلیت کو نہین کیونکہ یہہ امر بدیہی ہے - کہ فضیلت نبوۃ رسالت رسل وانبیا سابقین کے لئے بہی حاصل تہی لیکن باوجود اسکے جناب امیرؓ اونسی باعتبار دوسری صفات کے افضل ہین تو معلوم ہوا کہ رسالت مستلزم فضلیت کو نہین - بلکہ مرتبہ امامت مرتبہ رسالت اور خلت اور کلیمیت و روحانیت سی افضل ہے اور اگر ہم اس سی بہی ترقی کرین اور اصول وروایات شیعہ پر جناب امیر کی افضلیت کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہی مدعی ہون تو بجا ہو کیونکہ علاوہ اون فضائل کے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین پائی جاتے ہین جنہین جناب امیر کو شرکت اور مساوات ہی بہت سے فضائل جناب امیر مین ایسی موجود ہین جنسی رسول صلی اللہ علیہ وسلم محروم ہین - جو شجاعت اور سخاوت اور فصاحت وبلاغت جناب امیر کو حاصل ہے وہ کسی فرد بشر کو حاصل نہین ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جا بجا کلام مجید مین عتاب ہوا جناب امیر کی نسبت بجز محامد کے اور کچہہ وارد نہین ہوا اور ظاہر ہے کہ غیر معاتب معاتب سی افضل ہے - ان سب سے

اصول شیعہ کی رو سے جناب امیرؓ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہی افضل ٹہیرتے ہین

ے امام رضی اللہ عنہ سے کسینے پوچہا کہ جناب امیرؓ کا مرتبہ بہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر تہا فرمایا بجز رسالت کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تہی اور کچہہ زیادتے نہ تہی - ۱۲ -

بڑہکر یہہ ہی کہ اگر حسب روایات شیعہ جناب امیر کی افضلیت کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
نعوذ باللہ قائلین تو ممکن ہی ۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ[1]
حق تعالے شانہ ارشاد فرماتا ہی جس سے صاف واضح ہی کہ نور ظلمت سے افضل ہی اور شیعہ کی روایات
سے ثابت ہے کہ معاذ اللہ رسول اللہ ظلمت مین اور جناب امیر نور ہین ۔ علامہ مجلسی بحار مین ابو نصر
ابن قابوس سے اور وہ امام صادق رضہ سے روایت کرتا ہی قال السواد الذی فی القمر محمد[2]
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تفسیر صافی مین بذیل تفسیر آیت فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ
وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ لکہا ہی والعیاشی عن الباقرع[3]
النور علی وفی الکافی عن الصادق ع النور فی هذا الموضع علی والائمہ[4] علاوہ ازین اور بہت سے
ایسی فضائل ہین جو جناب امیر کے ساتہہ ہی مخصوص ہین اور ذات بابرکات جناب سرور
کائنات کے اون سے خالی ہی جنکی تفصیل مین مستقل جداگانہ رسالہ تالیف ہو تو اس سے
معلوم ہوا کہ بروایات شیعہ جناب امیر کافہ بشر سے بلا استثنا افضل ہین چنانچہ یہہ
مدعا حدیث متواتر المعنی سے جسکو شیخ فقیہ ابو محمد جعفر بن احمد بن علی القمی نزیل ری نے اپنی رسالہ
نوادر الاثر لعلی خیر البشر مین جو اسوقت میری روبرو کہلا ہوا رکہا ہی روایت کیا ہی لفظ بلفظ درج ذیل
اسطرح پر حدثنا ابو محمد هرون بن موسے التلعکبری قال حدثنی احمد بن محمد بن سعید قال حدثنی محمد بن
عبید عتبة الکندی قال حدثنی عبد الرحمن بن یزید عن ابیه عن الاعمش عن
عاصم بن عمر عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ[5] علی خیر البشر
من شك فیه فقد کفر ۔ لیکن باوجود ان سب امور کے خلیفہ و نائب نبی ہی کہتے ہین
نبی و رسول نہین کہتے قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین مین بذیل ذکر محمد بن علی

[1] تو کہہ دے کیا نابینا اور بینا برابر ہین یا تیرگی اور نور برابر ہین ۔ [2] امام صادق ع نے فرمایا کہ چاند مین کی سیاہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین ۔ [3] امام باقر سے مروی ہی کہ نور حضرت علی رض ہین ۔ [4] کافی مین امام صادق رض سے مروی ہے کہ اسجگہ نور سے مراد حضرت علی رض اور ائمہ ہین ۔ [5] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی خیر البشر ہی جو اسمین شک کری وہ کافر ہی ۔ -

بن الحسین بن موسےٰ بن بابویہ القمی لکھتی ہین - زیراکہ امام قائم مقام نبی ست در جمیع امور گردو اسم نبوت ونزول وحی - توجب ائمہ خلیفہ اور قائم مقام ہوئی علی الخصوص ایسی نبی کی قائم مقامی جو دین کو جمیع جہات سے مکمل فرما گیا اور کسی قسم کی کمی و کوتاہی باقی نہین چھوڑی تو ایسی نبی کا نائب و خلیفہ محض ناقل و حاکی ہے و بس - تو وہ اصلی و حقیقی ماخذ دین ہرگز نہین ہو سکتا ہی - لیکن با اینہمہ چونکہ قرن اول امت محمدیہ علیہ الصلوات والتسلیمات کی قلوب انوار و برکات آفتاب عالمتاب نبوت سے منور ہوگئی اور فیض صحبت سر حلقہ انبیا سرتاج اصفیا سے جو بس زنگ آلود رذائل کی لیئے کبریت احمر اور اکسیر اور سموم معاصی کے لیئے تریاق اکبر ہے مجلی و مصلی ہوی اور اونکی قلوب میتن شعلہ انوار نبوت نے یہانتک پرتو ڈالا کہ اونکو اوس صحبت سے وہ کیفیات حاصل ہوئین جو آہن کو آگ سے بلکہ سنگ پارس سے حاصل ہوتی ہین - اور مدارج ابتلامین محک امتحان پر کامل العیار نکل چکے تو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اونکو نجوم ہدایت فرما کر امت کو اونکے اقتدا کی طرف رغبت دلائی اور اونکو ماخذ قرار دیا لیکن نہ ماخذ اولی و اصلی بلکہ ثانوی و فرعی - اسکی بعد ظاہر ہی کہ دین خداوند جل شانہٗ جسکا ماخذ مبلغ اصلی رسول ہی قرن ثانی سے آخر تک اوسکا بلاواسطہ پہنچنا محال ہی تو اسلیئی ضرور ہوا کہ ہر قرن لاحق اپنے قرن سابق سے دین اخذ کری اس صورت مین ہر قرن سابق اپنے قرن لاحق کے حق مین ماخذ دین ہوگا بلکہ ہر ایک استاد اپنی شاگرد کے لیئے ماخذ ہوا - غرضکہ اولاً و بالذات ماخذ دین ذات بابرکات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ثانیاً و بالتبع اصحاب کرام ہین جنمین اہلبیت بھی شامل ہین اور ثالثاً و بالعرض ہر قرن سابق اپنے قرن لاحق کے لیئے ماخذ دین ہی جنمین محدثین و اخیار مین مجتہدین و متکلمین و مفسرین و اصحاب رسالت و ارباب رتعات و رروات آثار داخل ہین پس اگر حضرت مجیب کی غرض لفظ ماخذ سے ماخذ اولی و اصلی ہی تو بالکل لغو اور غلط ہی کہ شیعہ اہلبیت کو ماخذ قرار دیتی ہین اور اہل سنت صحابہ کو بلکہ فریقین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی ماخذ حقیقی و اصلی قرار دیتے ہین - اور اگر ماخذ سے ماخذ بطریق عموم مراد ہی تو اور بھی زیادہ غلط اور

اپنی کتب سے چشم پوشی ہی بلکہ خود اسی قول کے مخالف ہی کیونکہ اس قول کے آخر عبارت سے ظاہر ہی کہ مدار ماخذیت کا عصمت پر ہی اور جسمین عصمت نہ پائی جاویگی وہ ماخذ دین ہونی کی صلاحیت و قابلیت نہین رکھیگا۔ لیکن یہہ امر مثل بدیہی اولی کے واضح ہی کہ عصمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو ماخذ اول ہین۔ صحیح و مسلم ہی و بس۔ اسلیئے کہ بعد تکمیل دین کے کسی شخص کے عصمت کی ضرورت باقی نہین رہی اور نہ کسی فرد کی عصمت پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی معتد بہ قائم ہی۔ اور اگر کسیکی لیئے عصمت کی ضرورت ہی تو پہر ضروری ہی کہ تمام ماخذ دین نیچے کے رتبہ تک ہی معصوم ہون اور سوائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی معصوم نہین ہے اور ہم دیکھتی ہین کہ علما شیعہ جو مسائل شرعیہ اہل بیت رضہ سے نقل کرتے ہین اکثر اون مسائل مین اہلبیت رضہ ماخذ صلی اللہ علیہ وسلم سے محض ناقل و حاکی ہین نہ خود ماخذ اصلی اور اگر بفرض محال اہلبیت رضہ کی عصمت تسلیم کرلین تو اونسی نیچے کے درجہ والون کی نسبت کلام ہی اور وہ بالاتفاق معصوم نہین ہین حالانکہ وہ ماخذ دین ہین۔ پس یہہ دعوی کہ شیعہ بلکہ ہر عاقل کے نزدیک سوائی معصوم کی اور کوئی ماخذ نہین ہوسکتا غلط ہوا اور اسکی تغلیط خود معالم الاصول سے وغیرہ کتب اصول سے ہوتی ہی کیونکہ جو اجماعات بعد غیبوبت کبری امام آخر الزمان کے منعقد ہوئی ہین معلوم نہین اونکو کونسی معصوم سے اخذ کیا ہی۔ غرض جب رواۃ و مجتہدین وغیرہ بہی ماخذ دین ٹہری کہ جنکی عدم عصمت ہی مسلمہ نہین بلکہ اونمین سے بعض کا فسق و کفر بہی تسلیم و ثابت کیا گیا ہی تو اب فرمائیگا کہ حضرت مجیب کا یہہ قول کسقدر غلط اور خلاف واقع ہوگا اول ہم رواۃ کا ماخذ دین ہونا ثابت کرتے ہین بعد اوسکی اونکی کفر و فسق سے بحث کرینگی۔ علامہ مجلسی نے بحار مین نقل کیا ہے۔

ا؎ الکلینی عن اسحاق بن یعقوب قال سالت محمد بن عثمان العمری رحمہ اللہ ان یوصل لی کتابا سالت فیہ عن مسائل اشکلت علی فورد التوقیع بخط مولانا صاحب الزمان علیہ السلام

یعنی دونون راوی ائمہ کی طرف سے [illegible] ہین

ا؎ کلینی محمد بن یعقوب سے روایت کرتا ہی اوسنی کہا مینی محمد بن عثمان عمری سے سوال کیا کہ امام آخر الزمان کے نزدیک ایک خط پہنچا دین جسمین میرا نیاز نامہ تہا جسمین مینی کچہہ مسائل مشکلہ پوچہی تہی پہنچا دی (چنانچہ اوسکی جواب مین) مولانا صاحب الزمان کا دست خطی فرمان نازل ہوا۔

واما الحوادث الواقعة فارجعوا فیها الی رواة حدیثنا فانهم حجتی علیکم وانا حجة الله — الخبر۔ اس حدیث سے صاف ثابت ہے کہ رواة حدیث شیعہ کی اوپر ائمہ کیطرف سے حجت ہین اور امام غیبوبت امام مین وہی ماخذ دین ہین۔ اب دوسری دعوی کا جو کفر و فسق رواة ہے ثبوت لیجئی اگرچہ حضرات شیعہ کی سہام لعن سے انبیا تک نہ بچی تو بیچارے رواة کس شمار مین ہین لیکن چونکہ یہہ موقع بیان محامد و مناقب رواة کا ہی اسلیئی یہان صرف رواة کی بیان احوال پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ انبیاء کی محامد عنقریب بذیل ذکر اصحاب بزبان حضرات شیعہ بیان ہونگی اولاً مین اس دعوی کی اثبات کی لیئی معالم الاصول کی عبارت صفحہ ۱۱۵ سے نقل کرتا ہون جو خبر واحد کی معمول بہ ہونے کی شرائط مین لکھی ہے — الثالث[1] الایمان واشتراطه هو المشهور بین الاصحاب وحجتهم قوله تعالی اِنْ جَاءَکُمْ فَاسِقٌ وحکی المحقق عن الشیخ انه اجاز العمل بخبر الفطحیة ومن ضارعهم بشرط ان لا یکون متهماً بالکذب محتجا بان الطائفة عملت بخبر عبد الله ابن بکیر والسماعة وعلی بن ابی حمزة وعثمان بن عیسی وبما رواه بنو فضال والطاطریون واجاب المحقق رح بانا لا نعلم الی الآن ان الطائفة عملت باخبار هولاء والعلامة مع تصریحه بالاشتراط فی التهذیب اکثر فی الخلاصة من ترجیح قبول روایات فاسدی المذهب اس سے صاف واضح ہے کہ حضرات شیعہ کے رواة کفار و بد مذہب ہی ہین سبحان الله کیا اہلبیت کے ساتھ تمسک اور ولا یہی ہے کہ کفار اور بد مذہبونکی روایات قبول کرین اور اونکو ترجیح دین۔ بیشک کفار سے

---

[1] (اسمین لکھا تھا) کہ حوادث واقعہ مین ہماری حدیث کی رواة کیطرف رجوع کرو کیونکہ وہ تم پر میری حجت ہین اور مین خدا کی حجت ہون ۱۲ تیسری شرط ایمان ہے اور ایمان کا شرط ہونا اصحاب مین مشہور ہے بدلیل قوله تعالے ان جاءکم فاسق الخ اور محقق نے شیخ سے نقل کیا ہے کہ شیخ نے فطحیہ اور ان جیسی (بد مذہبونکی) خبر پر بشرطیکہ جھوٹ کے ساتھ متہم نہون عمل کرنا اس دلیل سے جائز رکھا ہے کہ طائفہ (امامیہ) نے عبد الله بن بکیر اور سماعہ اور علی بن ابی حمزہ اور عثمان بن عیسی کی خبرون پر اور ان خبرون پر جنکو بنو فضال اور طاطریون نے روایت کیا ہے عمل جائز رکھا ہے محقق نے اسکا جواب دیا کہ اب تک ہم نہین جانتے کہ طائفہ نے ان لوگونکی خبرون پر عمل کیا ہو اور علامہ طوسی نے باوجودیکہ ایمان کے شرط ہونے کی تہذیب مین تصریح کی ہے تاہم خلاصہ مین بد مذہبونکی روایات قبول کرنے کو بہت ترجیح دی ہے ۱۲

دین اخذ کرکے سفینہ نجات مین حضرات شیعہ ہی سوار ہولی ہین۔ حضرت من ع کین کہ
تو میروی بہ ترکستان ہست۔ سید دلدار علی نے اساس الاصول مین نقلاً لکھا ہی۔ واما الفرق[۱]
الذین اشاروا الیہم من الواقفیۃ والفطحیۃ وغیر ذلک فعن ذلک جوابان احدہما ان مایروی
ہولاء یجوز العمل بہ اذا کانوا ثقات فی النقل وان کانوا مخطئین فی الاعتقاد اذا
علم من اعتقادہم تمسکہم بالدین وتحرجہم من الکذب ووضع الاحادیث وہذہ کانت
طریقۃ جماعۃ عاصروا الائمۃ نحو عبد اللہ بن بکیر وسماعۃ بن مہران ونحو بنی فضال من
المتاخرین عنہم وبنی سماعۃ ومن شاکلہم فاذا علمنا ان ہولاء الذین اشرنا الیہم
وان کانوا مخطئین فی الاعتقاد من القول بالوقف وغیر ذلک کانوا ثقات فی النقل
فما یکون طریقۃ ہولاء جاز العمل بہ۔ اب کسیقدر تفصیل اس اجمال کی سنیی اور اپنے
حضرت محقق کے تحقیق کے داد دیجئے اور دیکھیے کہ جو خاص تلامیذ ائمہ ؑ ہین اور تشیع کے ماخذ دین
ہین اونکے کیسی کیسی عجیب وغریب حالات ہین۔ آپ کے ثقۃ الاسلام کلینی روایت
کرتے ہین۔ عن ابن الحراز[۲] وابن الحسین ان منتہی یقول انہ تعالی اجوف الی السرۃ والباقی
صمد کما یقولہ الجوالیقی وصاحب الطاق۔ اور نیز کلینی نے روایت کی ہی۔ عن[۳] الحسن بن
عبد الرحمن الحمانی قال قلت لابی الحسن الکاظم ان ہشام بن الحکم یزعم ان اللہ تعالی جسم قال قاتلہ اللہ

---

[۱] لیکن فرق (باطلہ) واقفیہ اور فطحیہ سے جنکی طرف اشارہ کیا اوسکی دو جواب ہین اول یہہ کہ انکی روایات پر عمل کرنا جائز ہی بشرطیکہ نقل مین معتبر ثقہ ہون اگرچہ اعتقاد کے روسے خطا پر ہون لیکن انکی اعتقاد کے رو سے دین پر چلنا اور جہوٹ اور احادیث کی گہڑت سے پرہیز کرنا معلوم ہوتا ہو اور ان لوگون مین سے جو ائمہ ؑ کے ہم عصر تہے ایک جماعت کا یہی طریقہ تہا چنانچہ عبد اللہ بن بکیر اور سماعہ بن مہران اور بنی فضال مین سے متاخرین اور بنی سماعہ اور جو انکی مشابہ ہین اور جب ہمنی جانا کہ یہہ لوگ جنکی طرف ہمنی اشارہ کیا ہی اگرچہ اعتقاد مین بسبب وقف وغیرہ کی قائل ہونے کے خطا پر تہی لیکن نقل مین ثقہ تہی تو جو انکا مسلک ہو اوسپر عمل کرنا جائز ہی۔

[۲] ہیثمی کہتا ہی کہ (معاذ اللہ) خدا تعالی ناف تک کہوکہلا ہی اور باقی ٹہوس ہے جیسا جوالیقی وصاحب الطاق کہتے ہین ۱۲۔ [۳] عبد الرحمن حمانی کہتا ہی کہ مینی امام کاظم ؑ کی خدمت مین عرض کیا ہشام بن الحکم کہتا ہی کہ خدا تعالی (معاذ اللہ) جسم ہی فرمایا خدا اوسکو ہلاک کرے ۱۲۔

اور نیز کلینی کے کتاب التوحید کو دیکھہ لیجئے ۔عن محمد بن الفرخ الرخجی قال کتبت الی ابی الحسن[۱]

اسئله عما قال هشام بن الحکم فی الجسم وهشام بن سالم فی الصورة فکتب دع عنك حیرة

الحیران واستعذ بالله من الشیطان لیس القول ما قال الهشامان رجال کشی مین زرارہ کا حال

ملاحظہ فرمایئے حدثنا محمد بن احمد عن محمد بن عیسی عن علی بن الحکم عن بعض رجاله عن ابی

عبد الله علیه السلام قال دخلت علیه فقال متی عهدك بزرارة قال قلت ما رأیته منذ ایام فقال

لا تبال وان مرض فلا تعده وان مات فلا تشهد جنازته قال قلت زرارة متعجبا مما قال قال

نعم زرارة شر من الیهود والنصاری ومن قال ان مع الله ثالث ثلاثة اور یہہ زرارہ وہی ہی جو حضرت

امام پر لعنت کیا کرتا تہا مختار ابو عمرو کشی مین اسکو بہی ملاحظہ فرمالیجئے[۳] حدثنا محمد بن

مسعود قال حدثنا جبرئیل بن احمد الفاریابی قال حدثنا العبیدی محمد بن عیسی عن یونس عن

عبد الرحمن بن مسکان قال سمعت زرارة یقول رحم الله ابا جعفر واما جعفر فان فی قلبی علیه

لعنة قال قلت وما حمل زرارة علی هذا قال ان ابا عبد الله اخرج مخازیه ابو الجارود ملقب بہ

سرحوب ہی جو بعض دریائی شیاطین کا نام ہے فاضل استرابادی نے نقل کی ہے

قال ابو عبد الله علیه السلام کثیر النواء وسالم بن ابی حفصة وابو الجارود کذابون مکذبون

کفار علیهم لعنة الله ابو عمرو کشی کے کتاب کو ملاحظہ فرمایئے اوسمین لکہا ہی[۴] حدثنی محمد بن عیسی

عن یونس عن حماد قال جلس ابو بصیر علی باب ابی عبد الله علیه السلام لیطلب الاذن

---

۱ محمد بن الفرخ الرخجی کہتا ہی مینی امام کو لکہہ بہیجا اون مسئلون سی جو ہشام بن الحکم کہتا تہا کہ جسم خدا کا جسم ہے اور ہشام بن سالم خدا کی صورت ثابت کرتا ہی حضرت نے اوسکو جواب مین لکہا

کہ حیران کی حیرت کو ترک کرو اور شیطان (کے فریب) سی خدا سے پناہ مانگ بیشک مین کا قول معتبر نہیں ۱۲ ۲ امام ابو عبد اللہ رضہ سی مروی ہی کہ راوی کہتا ہی مین حضرت

امام کی خدمت مین حاضر ہوا فرمایا زرارہ سی کب ملا تہا مینے عرض کیا کہ بیچ اوسکو کئی روز سی نہین دیکہا فرمایا کچھہ پرواہ نکرو اور اگر وہ بیمار ہو جاے تو اوسکو

مت پوچہو اور اگر وہ مر جاے تو اوسکی جنازہ پر مت جاو مینے تعجب سی پوچہا کیا زرارہ (کی نسبت ایسا فرماتے ہین) فرمایا ہان یہود ونصاری اور قائلین تثلیث

سی بہی بدتر ہی ۱۲ ۳ عبد الرحمن بن مسکان کہتا ہی مینی زرارہ سی سنا کہتا تہا خدا ابو جعفر پر رحمت کری لیکن جعفر پر میرے دل مین لعنت ہے مینی کہا زرارہ کو کس چیز نے اسپر برانگیختہ کیا

کہا کہ امام ابو عبد اللہ جعفر صادق رضہ نے اوسکی برائیان ظاہر کین ۱۲ ۴ حماد کہتا ہی کہ ابو بصیر امام ابو عبد اللہ کی دروازہ پر بیٹہا تہا تاکہ حضور خدمت کی پروانگی ملی ۱۲

قلم يؤذن فقال لو كان معنا طبق لاذن فجاء كلب فشغر في وجه ابي بصير قال اف
اف ما هذا قال جليسه هذا كلب شغر في وجهك كلها عز الارغام تعجب یہہ ہی کہ یہہ ہی
حضرات نجباء الله و امناء الله تهے اور یہہ بزرگواران ائمہ کے خواص مخلصین تهی علامہ مجلسی نے
روضة المتقين مين ائمه سے نقل کیا ہی بشر المخبتين بالجنة يزيد بن معوية العجلي وابو بصير
ليث بن البختري ومحمد بن مسلم وزرارة اربعة نجباء الله وامناء الله على حلاله و
حرامه لولا هؤلاء لانقطعت آثار النبوة اساس الاصول مين لکها ہی وقد ذكرهم الشيخ الثقة
الجليل الصدوق ابو عمرو الكشي في كتابه فقال اجتمعت العصابة على تصديق هؤلاء الاولين
من اصحاب ابي جعفر رض واصحاب ابي عبد الله رض وانقادوا لهم بالفقه فقالوا افقه الاولين ستة
زرارة ومعروف بن خربوذ وبريد وابو بصير الاسدي – الى ان قال – وقال بعضهم مكان
ابي بصير الاسدي ابو بصير المرادي – عن محمد بن عبد الله المسمعي عن علي بن اسباط
عن محمد بن سنان عن داود بن سرحان قال سمعت ابا عبد الله يقول اني لاحدث الرجل
بحديث وانهاه عن القياس فيخرج من عندي فيتأول حديثي على غير تأويله اني امرت
قوما ان يتكلموا ونهيت قوما فكل يتأول لنفسه يريد المعصية لله ولرسوله فلو سمعوا واطاعوا

ع۱ اوسکو پروانگی نہوئی کہنی لگا کہ اگر ہمارے ساتہہ طبق ہوتا تو پہر پروانگی ہو جاتی پس ایک کتا آیا اور ابو بصیر کے منہہ پر موت گیا ابو بصیر کہنے لگا ہون ہون یہہ
کیا ہی اونکی ہمنشین نے کہا کہ کتے نے تیری منہہ مین موت دیا ہی ۱۰ ع۲ دوستونکو جو یزید بن معویہ اور ابو بصیر لیث بن البختری اور محمد بن مسلم اور زرارہ ہین جنت کا مژدہ سنا دو چار بندے
الله کی برگزیدہ اور حلال و حرام پر امانت دار اونکی ہین اگر یہہ نہوتی تو نبوت کے آثار منقطع ہو جاتے ع۳ شیخ ثقہ بزرگ ابو عمرو کشی نے اپنی کتاب مین انکا ذکر کیا ہی اور کہا
کہ اصحاب ابو جعفر اور اصحاب ابو عبد الله مین سے ان پہلوں کی تصدیق پر جماعت متفق ہوئی اونکی فقیہ ہونے کو تسلیم کر لیا اور کہا کہ چہہ شخص پہلوں مین سب سے زیادہ فقیہ ہین
زرارہ اور معروف بن خربوذ و ابو بصیر اسدی اور بعضوں نے بجای ابو بصیر اسدی کے ابو بصیر مرادی کہا ہی ع۴ داود بن سرحان سے مروی ہی کہ امام
ابو عبد الله فرماتے تہی کہ فلان شخص کو مین حدیث سناتا ہون اور قیاس سے اوسکو روک دیتا ہون پہر میری پاس سے نکلتا ہی اور میری حدیث مین
تاویل کرتا ہی جو اوسکی تاویل نہین ہی مین نے ایک گروہ کو کلام و گفتگو کی اجازت دی اور ایک گروہ کو اوس سے روک دیا پہر ہر ایک فریق نے اپنی خواہش نفس کے
موافق تاویل کی اور خدا و رسول کی نافرمانی کا ارادہ کیا اگر یہہ لوگ (میری بات) سنکر اطاعت کرتے ۔

لا اودعتهم[^1] ما اودع ابی اصحابہ ان اصحاب ابی کانوا زیناً احیاءً وامواتاً اعنی زرارة ومحمد بن مسلم ومنهم لیث المرادی وبرید العجلی هولاء قوامون بالقسط هولاء قوالون بالصدق وهولاء السابقون السابقون اولئك المقربون - علاوہ ازین طرفہ تماشا یہہ ہی کہ ابتدائے ایام غیبت امام مین سلسلہ سفارت وخط وکتابت جاری رہا ہی جو حضرات امامیہ کا ماخذ دین ہی اوہی شیعیان پاک نے عریضہ لکھکر امام کیخدمت مین بہیجدیا اودہر سے کسی سفیر کے وسیلہ سے جواب آگیا اور سب سے زیادہ عجیب وغریب یہہ ہی کہ حضرات طریقہ رقعات کو بہ نسبت سلسلہ سند روایت کے زیادہ قابل اعتبار سمجھتی ہین بنا اساس الاصول مین نقل کیا ہی

الخامس[^2] منها ان الشیخ الصدوق قال فی الفقیہ بعد نقل توقیع هذا التوقیع عندی بخط ابی محمد الحسن بن علی وفی کتاب محمد بن یعقوب الکلینی روایة خلاف ذلك التوقیع عن الصادق ع ثم قال لست افتی بهذا الحدیث مشیراً الی ماروا ه محمد بن یعقوب الکلینی عن الصادق ع بل افتی بما عندی بخط الحسن بن علی - تو اس صورت مین ماخذ اصلی اپنے دین کا اہلبیت کو قرار دینا سراسر غفلت اور مسامحت ہی ہان شاید کوئی شخص ان حضرات کی توبہ وانابت کے اور پاک ہونیکی نسبت مختصراً گذارش ہی کہ اسکا فیصلہ پہلے ہی آپکی قاضی نور اللہ شوستری صاحب مجالس المومنین مین اور علامہ مجلسی بحار مین علل شیخ الشائخ سے فرما چکی ہین - قاضی صاحب بنو حنیفہ کے ذکر مین لکھتی ہین - مخفی نماند کہ وجوب حسن ظن بخدای تعالے وانبیا واوصیاء معصومین معقول ومسموع است اما بغیر ایشان کہ جایز الخطا باشند ممنوع است علامہ مجلسی روایت کرتے ہین

[^1]: ا تو جو کچہہ میرے باپ نے اپنے یارونکو سونپا ہی مین ہی انکو سونپتا میری باپ کے یار زندہ اور مرنیکی بعد بہت اچہی تہے یعنی زرارہ اور محمد بن مسلم اور لیث مرادی اور برید عجلی یہہ لوگ انصاف برپا رکھنی والی نہایت سچ بولنی والے - ۱۲

[^2]: ۲ پانچوین یہہ کہ شیخ صدوق نے فقیہ مین بعد نقل ایک فرمان کے کہا کہ یہہ فرمان میرے پاس امام ابو محمد کا دستخطی موجود ہی اور کلینی نے امام صادق سے اس فرمان کے خلاف روایت کی ہے پہر کہتا ہے - کہ مین کلینی کے اس حدیث پر فتوی نہین دیتا بلکہ امام کا دستخطی فرمان جو میرے پاس موجود ہے اوس پر فتوے دیتا ہون - ۱۲ -

عن ابن عامر عن معلی بن محمد عن محمد بن جمہور القمی باسنادہ رفعہ قال قال رسول[۱]
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی اللہ لصاحب بدعۃ بالتوبۃ قیل یا رسول اللہ وکیف ذلک
قال انہ اشرب قلبہ حبہا - اور ان روایات سے یہہ بھی ثابت ہی کہ یہہ حالات ان حضرات کے وقت
مصاحبت ائمہ کے تھے اور انکی آمد و رفت محض بغرض طمع نفسانی و ہوا پرستی و تخریب دین متین تھی
تو ایسی شخصون کے لیے توبہ و انابت کا قائل ہونا اور انکی نسبت حسن ظن کرنا کیا ضروری ہی تو پہر
ایسی لوگونکو ماخذ دین قرار دینا اور پہر اہلبیت کی طرف دین کو منسوب کرنا حضرات شیعہ کے
ہی جرات ہی اور زیادہ تتبع سے تو یہانتک نوبت پہنچتی ہے کہ بشہادت امام معصوم خوارج
و نواصب کی روایات کا بھی رد کرنا جائز نہین مولانا مولوی حیدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
بحار الانوار باقر مجلسی سے نقل فرماتے ہین امام صادق ع نے فرمایا - [۲]لا تکذبوا
بحدیث اتاکم بہ مرجی ولا قدری ولا خارجی نسبہ الینا فانکم لا تدرون
لعلہ شئ من الحق فتکذبوا علی اللہ عزوجل فوق عرشہ - اس سے صاف ثابت ہی
کہ نواصب شام و خوارج نہروان جو ائمہ سے روایات کرین انکا بھی رد کرنا جائز نہین ہے
تو جب روات ہی ماخذ دین ہوئی تو اس صورت مین صرف اہلبیت کو ماخذ دین کہنا اور
یہہ کہنا کہ عاقل کے نزدیک بجز معصوم کے دوسرا کوئی شخص ماخذ دین نہین ہو سکتا -
سراسر واہیات اور خرافات ہی - پہر اب ہمکو اپنی فاضل مخاطب کے دیانت و انصاف پر
کمال افسوس ہی کہ اس قول مین اپنا ماخذ دین تو صرف عترت طاہرہ کو تبلایا اور فرمایا کہ "بعد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ائمہ کل اصول و فروع اہلبیت طاہرین ہی بموجب حدیث

---

[۱] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے نے بدعتی کی توبہ سے انکار فرمایا کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکی کیا
وجہ ہے فرمایا کہ اسکی دلمین اسکی محبت رچ گئی ہی - ۱۲ [۲] کوئی مرجی یا قدری یا خارجی تمہاری پاس
کوئی حدیث لاوی اور ہماری طرف نسبت کری تو تم اسکو مت جہٹلاؤ کیونکہ تم نہین جانتی شاید وہ حق ہے
اور تم خدا کی تکذیب کرو اسکی عرش پر - ۱۲

سفینہ و حدیث ثقلین لیتے ہین اور اہل سنت کا ماخذ دین صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کو
فرمایا اور فرمایا کہ اہل سنت صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کو ماخذ اپنے دین و ایمان کا ٹھہراتے ہین
اگرچہ اونمین سے ناصبین عداوت اور قاتلین ذریت اور مارقین اور قاسطین و ناکثین بھی ہون
کیون حضرت کیا اسیکا نام انصاف ہی کیا اسیکو دیانت کہتے ہین - اگر ماخذ سے عام ماخذ
مراد ہی تو پہر اپنے لیئے عترت طاہرہ پر ہی کیون اکتفا فرمایا اور اگر ماخذ سے خاص ماخذ
مراد ہی تو پہر اہل سنت کے لیئے تابعین اور تبع تابعین کو کیون زیادہ فرمایا وہ بھی تو صحابہ
کی برابر کسیکو نہین سمجھتے مگر شاید ماخذ سے عام ماخذ مراد ہوا اور تمام شیعہ داخل عترت ہون
لیکن اس صورت مین وہ عصمت جو آپ نے ماخذ ہونے کے لیئے شرط ٹھہرائی تھی وہ
مفقود ہی بہر کیف یہہ انصاف ملحوظ خاطر رکہنا چاہیئے - باقی رہا یہہ جو ہمارے فاضل
مجیب نے احادیث سفینہ اور حدیث ثقلین کا ذکر فرمایا ہی اوسکی متعلق مختصر گذارش ہی
کہ حسب اعتراف آپکی مذہبی بہائی مولوی نورالدین کے حدیث نجوم معارض حدیث ثقلین ہے
اور جب حدیث ثقلین کے معارض ہوئی تو حدیث سفینہ کے بہی معارض ہوگی لاتحادہما فی المدعا
اور یہہ بہی مولوی نورالدین کی کلام سے ظاہر ہی کہ معارضہ حدیث ثقلین و حدیث نجوم مین درباب
ایک جزکے ہی جو عترت ہی اور جزو ثانی یعنی کتاب اللہ کی بابت کچھہ تعارض نہین ہی - اور جب
ہم تعارض کی وجوہ مین غور کرتے ہین تو ہمین کچھہ معارضہ معلوم نہین ہوتا کیونکہ جب الفاظ
احادیث کو دیکھا جاتا ہی تو حدیث ثقلین مین لفظ تمسک واقع ہے اور حدیث نجوم مین لفظ
اقتدا ہی اور کتب لغات سے واضح ہی کہ تمسک کے معنی حقیقی اتباع اور پیروی کے نہین اور نہ
رکوب سفینہ جو حدیث سفینہ مین واقع ہے اوسکی معنی حقیقی اقتدا کے ہین اور ظاہر ہی کہ لفظ
اقتدا کے حقیقی معنی پیروی کے ہین منتہی الارب مین لکہا ہی اساک چنگ در زدن یقال
امسک بالشی او اتمسک بہ - پہر لکھتا ہی - تمسک چنگ در زدن و باز ایستادن از چیزے - اور
لکہا ہی اقتدا ز پے بردن کسی - جب یہہ امر ثابت ہو چکا کہ تمسک کے معنی اتباع کے نہین

[illegible] حدیث ثقلین [illegible]

بلکہ پکڑنے اور چنگل مارنے کے ہین۔ اور اقتدار کے معنی اتباع کے ہین۔ تو اب ہمنی قرآن مین تامل کیا
تو قرائن سے ہی معلوم ہوا کہ حدیث ثقلین مین لفظ تمسک کے معنی اتباع کے بحق عترت نہین
ہوسکتی بلکہ معنی ولا و محبت کے ہین چنانچہ حسب تحقیق علماء شیعہ الا المودۃ فی القربی کا مدلول ہے
کیونکہ اولا تمسک کے معنی اتباع معنی مجازی ہین اور ظاہر ہی کہ صیرورت الی المجاز بلا قرینہ صارفہ جائز
نہین۔ اگرچہ معنی محبت کے بہی اس اعتبار سے مجاز ہین لیکن چونکہ اوسکا کوئی معارض نہین اور قرینہ
صحت معصوم مویدہی ایلئی وہ صحیح ہوئی۔ ثانیاً حدیث ثقلین اور حدیث سفینہ مین لفظ عترت
اور اہلبیت واقع ہوا ہی۔ اور عترت کے معنی حضرات شیعہ کچہہ ہی کیون نہ اختیار کرین باعتبار
اتباع کے صحیح نہین ہوسکتی کیونکہ ماخذ دین ہونے کے لئے عصمت شرط ہی۔ اور عترت
علی الاطلاق غیر معصوم ہے تو حسب مذاق شیعہ امامیہ عموماً اور حضرت مجیب خصوصاً محال ہی کہ خدا تعالی
غیر معصوم کے اتباع کی طرف دعوت فرمائی۔ اور اگر عترت و اہلبیت سے مراد صرف جناب امیر و
حسنین و فاطمہ رضی اللہ عنہم ہین تو باقی ائمہ تسعہ خارج ہوگئی اور اگر مراد صرف دوازدہ امام ہون
تو قطع نظر اس سے کہ اس تحقیق پر کوئی قرینہ قائم نہین حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خارج
ہوجاینگی۔ غرض کہ اگر زید شہید و اسمعیل و حسن مثنی وغیرہ اولاد ائمہ عترت مین داخل ہین تو ان
احادیث سے اتباع ثابت کرنا خلاف عقل اور خلاف مذہب ہی اور اگر یہ عترت سے خارج ہین تو
پہر ائمہ کے داخل ہونے کی کوئی صورت نہین ہی۔ ثالثاً یہ امر بدیہی ہے کہ جزئیت یا قرابت
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتباع مین کچہہ دخل نہین ہی بلکہ صریح دار مدار اتباع اس پر ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ کی فیض صحبت اور علوم سے استفادہ حاصل کیا ہو۔ کیونکہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ سے اسوقت تک جسقدر عترت گذرتی چلی آئی ہی صدہا اونمین سے
ایسی ہین جنکو حضرات شیعہ کافر و فاسق سمجہتی ہین اور ظاہر ہی کہ تمسک کی علت اسجگہہ
جزئیت اور عترت ہونا واقع ہے اور جب علت ہی مقتضی وجوب اتباع بلکہ جواز اتباع کو
نہوئی تو پہر تمسک کو اتباع پر محمول کرنا بعید از عقل ہے رابعاً تمسک کتاب اللہ اور عترت مین

اور اونکی نسبت احد ہما اعظم من الآخر ارشاد ہی اور حضرت مجیب ہی فرماتے ہین کہ عترت کا حکم خدا کے
حکم سی جدا نہین توجس نے کتاب اللہ کا اتباع کیا اوسکو عترت کا اتباع حاصل ہوگیا تو اس صورت مین
تمسک کے معنی اتباع لینا عترت کی لیے محض تاکید ہی اور ظاہر ہی کہ مناط عدم ضلالت جیسا
اتباع ہی ویسا ہی محبت اور ولا ہی تو تمسک کو محبت اور ولا پر حمل کرنا تاسیس ہوگا اور تاسیس پر حمل کرنا
باعتبار تاکید کی انسب واولے ہی - خامسًا - عترت مین سے واجب الاتباع صرف امام
زمان ہوتا ہی اور باقی سب تابع ہوتی ہین اگر تمسک سی مراد یہان اتباع ہوتا تو صرف امام کے
تمسک واتباع کو ذکر کیا جاتا نہ تمام عترت کو تمام عترت کی اتباع کی طرف دعوت کرنا گویا
سب کو امام بنانا ہی - تو اس وجہ سے تمسک کے معنی اسجگہ اتباع جائز نہین - ہان ولا ومحبت
باعتبار قرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کے لیے حاصل ہے تو اس سے صاف
سمجھہ سکتی ہین کہ اسجگہ تمسک بمعنی ولا ومحبت ہی - سادسًا - اگر تمسک اور رکوب سفینہ بمعنی
اتباع ہو تو پھر فرق شیعہ زیدیہ و اسماعیلیہ و فطحیہ و ناوسیہ وکیسانیہ وغیرہ جو بزعم خود متمسک
بہ ثقلین ہین اور اثنا عشریہ کے اصول کے موافق کافر ہین وہ بہی ناجی اور اہل حق ہون وہو
خلاف اصول الشیعہ - باقی رہا کتاب کے نسبت سو اوسکی نسبت لفظ تمسک کے معنی بجز اتباع
ممکن نہین وہان معنی اتباع ہی ماخوذ ہونگی - لیکن حدیث نجوم مین کہ حضرت صلعم نے ارشاد فرمایا
اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم صریح اقتدا باصحاب کو ہی اور ہر ایک کے اقتدا کو اہتدا فرمایا
اسکی معنی مین راہ تاویل ہی مسدود ہی - تو اسطرح کا تعارض حدیث نجوم مین اور حدیث سفینہ
وثقلین مین نہین ہے کیونکہ حدیث نجوم عمومًا اصحاب کے اقتدا پر دلالت کرتی ہے اور حدیث
سفینہ وثقلین عمومًا عترت کے وجوب محبت اور ولا پر دلالت کرتے ہی مولوی نور الدین حسین صاحب
کی خوش فہمی ہی کہ دونو حدیثو مین تعارض سمجھکر غلطان وپیچان ہوئی - اور ائمہ مین سے جو
زمرہ اصحاب مین معدود ہین انکی اتباع پر حدیث نجوم دلالت کرتے ہے اور باقی
ائمہ رضہ کا اتباع دوسرے دلائل سے ثابت ہی - تو اس حدیث سے کل اصحاب کرام کا

بفضلہ تعالے عدل اورناجی ہوناہی نہین ثابت ہوا - بلکہ اونکا مقتدا اور ہادی ہونابھی
ثابت ہوگیا - پس اس تمام گذارش سے ثابت ہواکہ حضرات شیعہ کے ماخذ دین وایمان
لاعنین ذریت طاہرین اور ملعونین اور منکرین امامت اور کافرین اور مارقین مین نہ اہلبیت
طاہرین - اور اہل سنت کے ماخذ دین وایمان اصحاب کرام نجوم الہدی علے لسان سید الوری
اور عترت طاہرین ہین - والحمد للہ علی ذلک - قولہ معترضاً اگر یہی اختلاف کثیر کا
یہہ ہی مسئلہ ہوتا تو صاحب تحفہ جنہون نے ایک کتاب ضخیم اس باب مین لکھی - اور اگرچہ اسکی
لکھنی مین اونکو چندان دقت نہین ہوئی صرف صواعق کا ترجمہ ہی کرنا پڑا ہے کوئی
باب خاص اس مسئلہ مین لکھتی حالانکہ کوئی باب تفضیل صحابہ مین نہین لکھا - اقول
اگر ہماری محبیب لبیب کو اس باب مین حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سند منظور ہی
تو لیجئے منتہی الکلام مین خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک
سوال نقل کیا ہی جو درباب صحت مذہب شیعہ یا اہل سنت حضرت شاہ صاحب سے کیا گیا ہی
اور جو کچھہ اوسکا جواب شاہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے وہ بھی نقل ہے اوسمین سے ملتقطاً
عرض کرتا ہون اوس سے آپ دیکھہ لیجئے کہ شاہ صاحب کے نزدیک مبنی اختلاف
مذہبین کا کیا ہی - ای برادر اول بنای ہر مذہبی دریافت کن وکتابہای ہر فریق رایکسو گذار
و در طاق نہ و چون بر بنای ہر یکی واقف شوی آن بنا را برآیات قرآنی مطابق کن و بنای
ہر کدام مذہب کہ محکم و راسخ بینی آنرا مذہب حق دانستہ کتابہاے آنہا بخوان و بعمل آر
و بنای ہر مذہبی کہ باطل یابی کتابہائی آنرا وساوس شیطانی دانستہ در آب انداز و گرد آن نگرد
و آنہا را پارہ پارہ کن و یقین دان کہ آن مذہب اہلبیت رض نیست بلکہ مذہب شیطان است
پس بدانکہ بنا مذہب اہلسنت بر ایمان و تقوی و صلاح و راستی ابوبکر رض و عمر رض و عثمان رض و علی رض
وغیر ایشان از مہاجرین و انصار و دیگر اصحاب سید المرسلین ہست صلی اللہ علیہ وسلم
کہ ہزارہا کس بودند و ہمراہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در راہ خدا جہاد و نماز کردند و تا مدت

حیات شریف ہمیشہ در نصرت وحمایت او بودند وبعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در خلافت خود عدل و انصاف وراستی گزیدند وخدمت اہلبیت ومحبت انہا بجا آوردند وامیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ ہمیشہ با انہا نشست وبرخاست نمودہ وہمراہ انہا با کفار جہاد کردہ ودر پس انہا نماز خواندہ وہمیشہ با انہا صحبت داشتہ وبعد وفات انہا در حق انہا دعای خیر نمودہ وبسیار مدح ومناقب انہا بیان نمودہ وبنا مذہب شیعہ بر کفر ونفاق خلفاء ثلثہ وغیرہم ہزاران صحابہ سید ابرار است کہ اینہا میگویند کہ ہمہ انہا ایمان بہ نفاق آوردہ بودند وہجرت ہم برای ریاست وطمع دنیا کردہ بودند وہمہ جہاد وعبادت انہا برای ریا بود نہ برای خدا وبعد وفات آنحضرت صلعم بہ اہلبیت او ایذا رسانیدند ومرتضی علے را یاری نکردند وحق او را بزور گرفتند ومتابعت ونماز علی رضہ ہمراہ انہا بنا بر خوف وتقیہ بود حتی کہ علی رضہ دختر طاہر خود را در نکاح عمر رضہ برای تقیہ داد ونام پسران خود ابوبکر رضہ وعثمان رضہ وعمر رضہ برای تقیہ نہاد - الی آخر ما قال بلفظہ الشریف - اور تحفہ مین بابِ فضائل صحابہ رضہ کے نسبت انکار باین معنی درست سہی کہ اس عنوان سے کوئی باب منعقد نہین کیا - لیکن اسکو عدم اثبات فضائل صحابہ پر دلیل لانا انصاف سے بمراحل بعید ہی کیونکہ باب امامت کا دارومدار بالکل تفضیلت صحابہ پر ہی - باب مطاعن سے اگر اثبات فضائل صحابہ مراد نہین تو اور کیا ہی باب تولا وتبرا کا مبنی بجز فضائل صحابہ کے اور کچہ نہین - معہذا حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بطور تکملہ تحفہ کے ایک باب تفضیل جداگانہ تالیف فرمایا اور وہ کسی وجہ سے تحفہ کے ساتہہ لاحق نہین ہوا مین نے خود اوسکا مطالعہ کیا ہی اور اب بہی بعض احباب کے پاس موجود ہے - باقی رہا یہہ ارشاد کہ صرف صواقع کا ترجمہ ہی کرنا پڑا ہی حضرت مجیب کے کمال انصاف اور نہایت واقفیت کی دلیل ہی مین یقیناً کہہ سکتا ہون کہ اگر آپ صواقع کو دیکہتے تو ہرگز یہہ کلمہ منہہ سے نہ نکالتے آپ بی تحقیق جہوٹی خبرین سنی سنائی بمقابلہ خصم لکہکر ناحق خفیف ہوتے ہین ہی حضرت تحفہ اور صواقع دونو بندہ کے پاس موجود ہین اگر آپکا دل چاہی تو اپنی

اس قول کی صدق وکذب کو دیکھیہ لیجیئے ہمنے مانا کہ صواقع سے ہی آپ نے ہین لیا ہی لیکن یہہ کہنا کہ صرف
صواقع کا ترجمہ ہی کرنا پڑا ہی بالکل غلط ہی اور اگر بالفرض صواقع کا ہی ترجمہ ہو تو اسمین کیا عیب ہے
اور کونسا طعن ہی۔ اولاً اونہون نے تحفہ اپنی نام کیطرف منسوب نہین فرمایا ہی۔ ثانیاً جو
کچھہ لیا ہی اپنے ہم مذہب سے ہی اخذ کیا ہی کسی یہودی یا نصرانی یا شیعہ یا خارجی سے تو نہین لیا جو
شاید محل طعن ہوتا۔ قولہ خلفاء ثلثہ کے افضلیت کا جواب اعتقاد رکھتی مین تحفہ کے
باب ہفتم مین ہی بحث مین وہ فرماتے ہین ور افضلیت ہم گنجایش بحث بسیارست وہ تو اس باب مین
مشکک اور متردد ہین اور اکابر اہل سنت سے ہین۔ اقول افسوس کہ اس عبارت کی سمجھنی مین ہی
آپنے خطا کی۔ مشکک اور متردد ہونے پر کونسا لفظ دلالت کرتا ہی کیا بحث کی گنجایش ہونا شک وتردد کو
مستلزم ہی حاشا وکلا۔ صدہا مسائل فقہیہ واصولیہ وکلامیہ حضرات شیعہ کے یہان ایسی ہین جنمین
گنجایش بحث بہت ہی بلکہ باہم اختلاف وجدال ہے کیا حضرات اون سب مین مشکک ومتردد ہین
جناب امیر کی فضلیت انبیاء سے کسقدر محل بحث وگفتگو ہی خود مسئلہ امامت اور اوسکی اصول دین ہونے
مین بہت کچھہ قیل وقال ہے مسئلہ رجعت جسکو قیامت صغری کہتی ہین اور مسئلہ غیبت امام الزمان
جو امہات مسائل سے ہین اور جنمین حضرات متفرد ہین باوجودیکہ امہات مسائل سے ہین۔ انمین گنجایش
بحث جسقدر ہی عقلا پر مخفی نہین۔ جب کوئی دلیل عقلی ونقلی ہم نہ پونہچی تو یہانتک مجبور ہوئی کہ مسئلہ
غیبت مین یہہ کہدیا کہ وانما ہو لحکم استاثرہا اللہ تعالی[لہ] باوجودیکہ یہہ معتقدات کسی
دلیل عقلی یا نقلی سے ثابت نہین اور حضرات محض تقلید سلف انکی معتقد ہین کیا آپ انکی نسبت
یہہ کہہ سکتی ہین کہ حضرات شیعہ اپنی ان عقائد مین مشکک ومتردد ہین۔ پس گنجایش بحث کا ہونا
کسیطرح مستلزم شک وتردد کو نہین ہی۔ یہہ صرف حضرت کی خوش فہمی ہے وبس۔ علاوہ
ازین اگر کوئی شخص آپکی تمام معتقدات والہیات ونبوات وغیرہ کا انکار کرکے آپسے ثبوت طلب کری

لہ امام کے اختفا کی وجہہ بسبب پوشیدہ حکمتون کے ہی جسکو خدا تعالے نے اپنے ہی علم مین رکھا ہے دوسرونکو
اوسپر مطلع نہین فرمایا۔ ۱۲

تو مشکل پڑ جاتی اور طول طویل بحث کے نوبت آتی حالانکہ یہہ نہین کہا جائیگا کہ آپ اپنی معتقدات
مشکک و متردد مین قو ✻ بہر حال - اب ہم یہہ دیکھتے ہین کہ یہہ اعتقاد اہل سنت کا
مدلل بدلائل عقلیہ و نقلیہ مستدۂ خود یقینی ہے یا محض تقلید سلف اور ظنی ہے - اس باب مین
کوئی دلیل عقلی و نقلی قائم نہین چنانچہ بنظر اختصار ایک دو قول ان حضرات کے نقل ہوتے مین
مواقف قاضی عضد الدین کے صفحہ ۶۱۶ مین یہہ عبارت لکھی ہے واعلم ان مسئلہ
الافضلیۃ لا مطمع فیہا فی الجزم والیقین ولیست مسئلۃ تتعلق بہا عمل فیکتفی فیہا بالظن
والنصوص المذکورۃ من الطرفین بعد تعارضہا لا یفید القطع علی ما لا یخفی علی منصف لکنا
وجدنا السلف قالوا بان الافضل ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی وحسن ظننا بہم یقضی
بانہم لو لم یعرفوا ذلک لما اطبقوا علیہ فوجب علینا اتباعہم فی ذلک - خلاصہ اسکا یہہ ہی
کہ مسئلہ تفضیل قطعی و یقینی نہین ہی بلکہ ظنی ہے اور سلف کو پایا ہمنی کہ کہتے ہین افضل ابو بکر
بعد عمر و بعدہ عثمان و بعدہ علی ہین - نقلا عن مجمع البحرین - شرح عقاید نسفی مین بعد تفضیل
علی ترتیب خلافت لکہا ہی علی ہذا وجدنا السلف والظاہر انہ لو لم یکن لہم دلیل علی ذلک لما حکموا بذلک
اور علماء کی اقوال بہی اسی قسم کی ہین - اقول - چونکہ اس جگہہ ہماری محب لبیب کو فہم
مطلب عبارت مواقف مین خطا ہوئی ہلینی اولاً ضرور ہی کہ مطلب عبارت بیان کیا جاوے
اور بعد اوسکی جواب کے تقریر کیجاوے پس واضح ہو کہ مواقف نے شروع اس بحث مین
دلائل فضلیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ذکر کین اور بعد اوسکی حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
کی افضلیت کے وہ دلائل ذکر کین جو علماء شیعہ اونکی فضلیت کے اثبات مین تقریر کرتے ہین - بعد اوسکی اجمالاً
اونکا جواب دیکر یہہ عبارت مذکورہ لکھی جسکا حاصل یہہ ہی کہ مسئلہ فضلیت (حسب مذاق متکلمین)
جزمی اور یقینی نہین کیونکہ کلامی طرز پر یقین کے اثبات کے لئیے یا تو کوئی دلیل عقلی
جو مقدمات حقہ یقینیہ سے مرکب ہو مثبت افضلیت ہو اور ظاہر ہے کہ فضلیت
جسکا مدار کثرت ثواب اور علو مرتبہ عند اللہ اور اقربیت الی اللہ پر ہے امر معقول نہین چنانچہ

اجماع دلیل قطعی ہے

سابقاً بشہادت علم الہدی امامیہ بیان ہوچکا ہے - یا نص قرآنی ہو جو بعبارت النص
اوسکو مثبت ہو وہ بھی نہین ہے یا کوئی حدیث متواتر مفید یقین ہو وہ بھی مفقود -
احادیث احاد جو اس باب مین وارد ہوئی ہین معارضہ سے قطع نظر وہ مفید یقین نہین
تو اہل کلام کے طرز پر اس مسئلہ کا ثبوت یقینی نہوا - لیکن ہماری مجیب اس سے یہہ سمجھے گئے
کہ یہہ مسئلہ کیطرح یقینی نہین حالانکہ یہہ غلط ہے کیونکہ اسکی آگے ہی صاحب مواقف نے
بطور استدراک دفع توہم کے یہہ فرمایا - لیکن ہمنے سلف کو پایا کہ وہ افضلیت بہ ترتیب
خلافت کہتی تہی اور حسن ظن حاکم ہے اگر اونکی پاس کوئی دلیل نہوتی تو اسپر متفق نہوتے
اور اجماع نہ کرتے تو ہمپر اونکی پیروی واجب ہولی - یہہ عبارت صراحۃً اس امر پر دال ہے
کہ مسئلہ افضلیت صاحب مواقف کے نزدیک اجماعی ہے اور اوسکی نزدیک اجماع اسپر واقع ہے
کہ فضلیت بہ ترتیب خلافت ہے اور اگر باہم ختنین کے تفضیل پر اجماع نہو تو شیخین کی فضلیت
تو قطعاً اجماعی ہے - اور اجماع اگرچہ کلامی طور پر یقینی حجت نہو سہی تاہم باتفاق شیعہ
واہل سنت اصولیین اور فقہا وغیرہ کی نزدیک حجت ہے جمال الدین ابے منصور حسن بن زین الدین
بن علی بن احمد شہید ثانی شیعی معالم الاصول مین بعد امکان اور وقوع اور حجیت اجماع
کی تحریر فرماتے ہین ونحن[له] لما ثبت عندنا بالادلۃ العقلیۃ والنقلیۃ کما حقق
مستقصی فی کتب اصحابنا الکلامیۃ ان زمان التکلیف لا یخلو عن امام معصوم
حافظ للشرع یجب الرجوع الی قولہ فیہ فمتی اجتمعت الامۃ علی قول کان داخلا
فی جملتہا لانہ سیدہا والخطاء مامون علیہ فیکون ذلک الاجماع حجۃ - اس سے
صاف واضح ہے کہ شیعہ کے نزدیک اجماع حجت ہے - اور امام معصوم کے شمول کے

له اور جب ہمارے نزدیک دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہو چکا چنانچہ ہماری اصحاب کے کتب کلامیہ مین مفصل مذکور ہے کہ امام معصوم نگہبان شرع
جسکی قول کیطرف رجوع ہوسکی زمانہ تکلیف کا خالی نہین ہوتا پس جب کسی قول پر امت مجتمع ہو جائیگی امام کا قول بھی
اوسمین شامل ہوگا کیونکہ امت کا سردار وہی ہے اور خطا کا اوسپر خوف نہین تو یہہ اجماع حجت ہوگا - ۱۲

حضرات شیعہ کا عجیب غریب اجماع

نسبت جو کچھہ فرمایا ہے یہہ محض ایک لغویات ہی امام کا شمول اوسمین خود قطعی نہین کیونکہ اوسکی قطعیت پرکوئی دلیل قائم نہین ہے - اجماع کے ساتھہ قول امام کے انضمام پراگر کوئی دلیل خارجی مثل وجود امام بعینہٖ یا وجدان قول بعینہٖ اور تواتر نقل کے دال ہو تو اجماع کا نام لینا ہی لغو اور بیفائدہ ہے کیونکہ اسوقت معتبر اور حجت قول امام ہی نہ اجماع اور اگر یہہ ہی اجماع قول امام پر دال ہے تو مغلطہ اور محتمل پر بنار اجماع ہے اور محض توہمات پر مذہب کی بنا قائم کی ہے - اور ظاہر حسب مذہب شیعہ شق ثانی ہی کیونکہ صاحب معالم آگی بڑہکر لکھتے مین ولایخفی ان فائدۃ الاجماع تعدم عندنا اذا علم الامام بعینہ نعم یتصور وجوھاحیث لایعلم بعینہ ولکن یعلم کونہ فی جملۃ المجتمعین ولابد فی ذلک من وجود من لایعلم اصلہ ونسبہ فی جملتھم اذمع علم اصل الکل ونسبھم یقطع بخروجہ عنہم - اب آپ بغور ملاحظہ فرمادین کہ یہہ اجماع جسمین وجود امام اور اوسکی قول کے دخول کے بنا رمحض تخیلات وتوہمات پر باندہ رکھی ہے حجت ہی - ظاہر ہے کہ ایام غیبت کبری مین نہ امام کے وجود پر کوئی دلیل قطعی یا ظنی قائم ہے اور نہ اوسکی قول کے دخول پر کوئی حجت ہی تو ایسا عجیب وغریب اجماع حضرات شیعہ کے ہے نزدیک حجت ہوسکتا ہی اگرچہ اسجگہ بحث کی بہت گنجایش ہے لیکن بخوف تطویل اس سے اغماض کرتا ہون اسمین ہمکو کیا بحث آپ جانے اور آپکی شہید ثانی اور آپکا اجماع صرف مقصود یہہ ہے کہ اجماع اہل تشیع کے نزدیک حجت ہی اور وہ کیسا ہی کچھہ سہی حضرت شہید ثانی کی کلام سے حجت ہونا اوسکا ثابت ہوگیا - اہل سنت کے نزدیک سن لیجئی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ قرۃ العینین کے شروع مین تحریر فرماتے مین -

ؔ۱ اور پوشیدہ نہین کہ جب بعینہٖ امام کا وجود معلوم ہو تو اجماع کا فائدہ نرہیگا ہان اوسکا وجود اوس جگہ متصور ہی جسجگہ امام بعینہٖ معلوم نہو لیکن منجملہ اہل اجماع کے اوسکا ہونا معلوم ہو اور اسکی لئی ایسی لوگونکا ہونا ضرور ہی جنکی اصل ونسب کی اطلاع نہو ہلیئی کہ اگر سبکے اصل ونسب کی اطلاع ہوگی تو امام کا اوس اجماع سے خارج ہونا یقیناً معلوم ہوگا - ۱۲ -

باید دانست کہ مذہب حق کہ اشاعرہ شکر اللہ مساعیہم بمتابعت صحابہ و تابعین بآن رفتہ اند
تفضیل حضرت ابو بکر صدیق رضہ و عمر فاروق رضہ ست بر غیر ایشان از صحابہ چہ علی مرتضی و چہ حسنین
رضی اللہ عنہم اجمعین و از عجائب امور آنست کہ این مسئلہ در زمان سلف از اجلی بدیہیات بود
کہ ہیچ عاقلی دران شک نمی کرد الا قومی از مبتدعان کہ تتبع آثار صحابہ و تابعین شیمہ ایشان نباشد — دوسرے
جگہ اسی کتاب مین تحریر فرماتے ہین — سادسا اجماع کہ اصل ثالث قرار دادہ اند از اصول اربعہ
باوجودیکہ اجماع منعقد نمی شود الا بعد قیام دلیلی از کتاب و سنت و قیاس برائی دو فائدہ است
یکی آنکہ بسبب اجماع مسئلہ قطعی میشود و اگر اجماع نمی بود بسیار است کہ قطع نباشد مثلا صورتی کہ مستند
اجماع آنجا خبر واحد یا قیاس باشد دیگر آنکہ غالبا چون مجتہدین بر مسئلہ اجماع کردند ماخذ را فراموش
میسازند و داعیہ نقل ماخذ فاتر میگردد بجہت کفایت اجماع ازان لہذا در اکثر مسائل اجماعیہ ماخذ آنہا
چنانکہ می باید می شاید منقول نیست — پس جبکہ یہہ مسئلہ اجماعی اور مجمع علیہ سلف کا ہی بلکہ زمانہ سلف مین اجلے
بدیہیات سے ہی تو یہہ کہنا کہ مطلق اسپر کوئی دلیل قائم نہین اور بجمیع وجوہ ظنی ہے غلط ہوا معہذا
مسلمنا کہ یہہ مسئلہ ظنی ہی اور کوئی دلیل عقلی و نقلی یقینی اسکی اثبات پر قائم نہین تاہم ہماری مجیب کو باعتبار اپنی
مذہب کی اعتراض کی گنجایش نہین کیونکہ حضرت مجیب کے مذہب مین اصول و فروع دین اخبار آحاد ظنیات
سے ثابت ہو سکتی ہین — یعنی وہی معالم الاصول متداول دیکہہ لیجئی — خبر واحد جو قرائن مفیدہ للعلم سے خالی ہوا اوسکی بحث
مین بعد بیان اختلاف کے تیسری دلیل دلائل حجیت خبر واحد مین لکہتی ہین — قال العلامۃ[1] فی النہایہ
اما الامامیۃ فالاخباریون منہم لم یعولوا فی اصول الدین و فروعہ الا علی اخبار الآحاد
المرویۃ عن الائمۃ والاصولیون منہم کابی جعفر الطوسی وغیرہ وافقوا علی قبول خبر الواحد
ولم ینکرہ سوی المرتضی و اتباعہ لشبہۃ قد حصلت لہم اور اس سے کچہہ آگی چلکر لکہتی ہین

محدثین شیعہ کے نزدیک اصول و فروع خبر واحد سے ثابت ہوتی ہین

[1] علامہ نے نہایہ مین کہا ہی امامیہ کے محدثین نے اصول اور فروع دین مین اخبار احاد پر ہے اعتماد کیا ہے جو ائمہ سے مروی ہین
اور اصولیین نے مثل ابی جعفر طوسی وغیرہ کی خبر واحد کی قبول کرنے مین انکی موافقت کی ہی اور سوا سید مرتضی اور اوسکی
اتباع کے کسی نے اسکا انکار نہین کیا کیونکہ اوسکو ایک شبہ پڑ گیا تہا — ۱۲ —

وموافقونا من اہل الخلاف احتجوا بمثل ہذہ الطریقۃ ایضاً فقالوا ان الصحابۃ
والتابعین اجمعوا علی ذلک بدلیل ما نقل عنہم من الاستدلال بخبر الواحد وعملہم بہ
فی الوقائع المختلفۃ التی لا تکاد تحصی وقد تکرر ذلک مرۃ بعد اخری وشاع وذاع بینہم و
لم ینکر علیہم احد والا لنقل وذلک یوجب العلم العادی باتفاقہم کالقول الصریح۔ تو اس بیان سے
ثابت ہوا کہ افضلیت پر اگر دلائل ظنیہ اخبار احادہی قائم ہون۔ تاہم ہماری مجیب کو
گنجایش اعتراض نہین حالانکہ اوسپر دلیل قطعی مسلمہ فریقین قائم ہے اور یہہ حال جو اوپر مذکور
ہوا اوس خبر واحد کا ہی جو خالی عن القرائن ہو۔ چنانچہ شروع بحث معالم مین لکھا ہی
اور اگر خبر واحد کے ساتہہ قرائن مفید یقین ملحق و منضم ہون وہ خود قطعی حجت ہی چنانچہ
یہہ ہی اوسی معالم الاصول سے مفہوم ہوتا ہے اور اگر اس مسئلہ فضلیت مین قطع نظر
اجماع سے کیجاوے تو قرائن خارجیہ بھی مثل اجتہاد فی العبادۃ اور جہاد فی اللہ
اور کشت اعداء اللہ کفار و مرتدین اور فتح بلدان اور اشاعۃ اسلام اور عدل و داد و بیعت اہلبیت
اور اونکا خلفا کی حمایت و نصرت و مدح کرنا وغیرہا۔ جنکی شرح کتاب قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین مین
بہ شرح و بسط مذکور ہی اسکی ثبوت پر قائم ہین تو اگر اخبار احاد فی حد ذاتہ ظنی ہون کچہہ مضائقہ نہین کیونکہ
اونکی ظنیت قطعیت بعد انضمام قرائن کو معارض نہین۔ تو اوسکو محض ظنی خیال کرنا اور بلا دلیل عقلی
ونقلی سمجہنا اگر نادانستہ ہی تو صرف خطا ہی اور اگر دیدہ و دانستہ ہے تو انصاف و تحقیق حق کا
خون کرنا ہے۔ قولہ غور کا مقام ہی کہ اس تفضیل پر جسکی حضرات اہلسنت قائل ہین اور
اوسکو عقائد مین داخل کر رکہا ہی خود اونکی ہی علماء کے اقوال سے کوئی دلیل قائم نہین بلکہ یہہ

ف یعنی ہماری موافقون نے اہل خلاف سی اس جیسی طریقہ سے حجت پکڑی ہی پس کہا کہ صحابہ و تابعین نے اس امر پر اجماع کیا اس دلیل سی کہ
وقائع مختلفہ کثیرہ مین خبر واحد پر عمل اور اوس سے استدلال منقول ہی اور یہہ امر مرۃ بعد اخری واقع ہوا ہی اور وہ بین شائع
و ذائع ہی اور کسینی اوسپر انکار نہین کیا ورنہ منقول ہوتا تو یہہ مثل قول صریح کے اونکے اتفاق پر علم
عادی کا موجب ہی۔ ۱۲

لکہتی ہین کہ علی ہذا وجدنا السلف اس قول مین اور انا وجدنا آبائنا مین کیا فرق ہے حالانکہ اسی شرح عقائد نسفی کے شروع مین لکہا ہی ومعرفۃ العقائد عن ادلتہا التفصیلۃ بالکلام الخ پہر تفضیل خلفا کا عقائد مین داخل کرنا اور بدون اقامت دلیل اوسکا قائل ہونا اور علی ہذا وجدنا السلف کہنا کیونکر جائز ہوگا - اقول - گذارش سابقہ سے واضح ہی کہ یہہ اعتراض بلا غور وتدبر بمقام کیا گیا ہی اگرچہ مقام غور کا تہا لیکن حضرت نے غور نہین فرمایا ورنہ بمقتضای انصاف یہہ اعتراض نفرماتے کیونکہ اوسی گذارش سے ثابت ہوچکا ہی کہ اہلسنت کا یہہ اعتقاد بلا دلیل قطعی نہین - لیکن حضرت مجیب اپنا فکر فرماوین اونکی علامہ و دیگر صالحین نے مبنی اصول وفروع کا ظنیات پر رکہہ دیا اور بیچاری سید علم الہدی کے دعوی تواتر کو آپکی شہید ثانی نے غلطی اور شبہہ پر محمول فرمایا پس اسکی جواب کا فکر کیجیئی قطع نظر اس سے اگر آپکو اپنی اصول کی ثبوت قطعی کا دعوی ہی تو مسئلہ رجعت کو جو اصول معتقدات سے ہے چنانچہ شیخ محمد بن الحسن الحر العاملی نے بدایۃ الہدایہ مین لکہا ہی یجب علی المکلف الاقرار بوجود اللہ سبحانہ ووحدانیتہ وعدلہ وعلمہ وقدرتہ وتنزیہہ عن النقص وسائر صفاتہ الواردۃ فی الکتب والسنۃ والاعتراف بالمعاد الجسمانی وھو القیمۃ الکبری وبالرجعۃ وھی القیمۃ الصغری محشی لکہتا ہی ورجعت از ضروریات مذہب شیعہ است - کسی دلیل عقلی یا نقلی قطعی سے ثابت فرما دیجیئی اور اگر قطعی نہوسکی تو ظنی ہی سے ثابت کیجیئی ہان ناانصافی کے راہ سے کہی جائین کہ ہماری تمام اصول و فروع دلائل قطعیہ سے ثابت ہین جیسا سید مرتضی کا خیال ہے اسکا کوئی علاج نہین باقی رہا آپکی سوال فرق انا وجدنا اور علی ہذا وجدنا السلف کا جواب ہم بوجہ اپنی التزام تہذیب کی کچہہ نہین عرض کرسکتی مگر اتنا کہتے ہین کہ فعلی ہذا کت آبائی اور انا وجدنا

ا یعنی مکلف پر خداوند تعالے شانہ کے وجود اور واحدنیت اور عدل اور علم اور قدرت اور منزہیہ کا اور تمام صفات کا جو کتاب و سنت مین وارد ہوئیں اقرار واجب ہی اور معاد جسمانی جو قیامت کبری ہے اور رجعت ائمہ جو قیامت صغری ہے اونکا ہی اعتراف واجب ہے - ۱۲ -

آبا ؤنا مین جسقدر فرق ہی اوسکی نسبت علی ہذا وجدنا السلف مین اورانا وجدنا اباءنا مین زیادہ فرق ہی اقول ۔ معہذا ان کل کتابونمین تفضیل خلفاء اربعہ کی حسب ترتیب خلافت درج ہے مگر ہماری حضرت مجیب نے صرف خلفاء ثلثہ پر ہی اکتفا فرمایا اور بباعث نہایت محبت وغایت تمسک باہل بیت اپنے خلیفہ رابع کا ذکر تک نہ کیا اقول ۔ یہہ امر بدیہی ہی کہ عدم ذکر شے اوسکی نقص اوربرائی کو مستلزم نہین تو معاذ اللہ حضرت امیرالمومنین امام الاشجعین کا عدم ذکر اسوجہ سے نہین کہ انکی خدمت مین ہم لا دو تمسک مین کوتاہی ہو حضرت کے ساتھہ سوء اعتقادی کو مین ایسی ہی بے دینی اعتقاد کرتاہون جیساکہ حضرات ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھہ سوء اعتقادی کو بے دینی سمجھتاہون لیکن چونکہ مناظرہ مین متفق علیہ کے ذکر کی کچھہ ضرورت نہین ہوتے مختلف فیہ کا ذکر البتہ ضروری ہی اسلیئے خلفاء ثلثہ رض کے ذکر پر اکتفا کیا گیا اور یہہ تو حضرت مجیب بہی جانتی ہونگے لیکن آخر کیا کرین آپکی داعیہ انصاف اورتحقیق حق نے نہ چہوڑا کہ آپ یہہ اعتراض نفرماوین قال الفاضل المجیب ۔ قولہ صحابہ کرام الخ اگر لفظ کرام صفت احترازیہ ہی اورمقصود اس سے غیر صحابہ کرام سے احتراز ہے توحاشا وکلا کہ شیعہ صحابہ کرام کو برا سمجہتی ہون بلکہ اپنی نزدیک جن لوگونکو غیر کرام جانتی ہین اور انکا ایسا ہونا کتب فریقین سے ثابت کرتے ہین انکو ہی برا جانتی ہین یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی اے اہل دانش وانصاف واے متجنبان اعتساف ذرا ہماری حضرت مجیب کے انصاف وتحقیق حق کو ملاحظہ فرمانا اوردیکہنا کس شد ومد سے فرماتی ہین کہ حاشا وکلا کہ شیعہ صحابہ کرام کو برا سمجہتی ہون ۔ اس جملہ کو نہایت مضبوطی کے ساتھہ تہامنا ۔ بندہ عرض کرتاہے کہ حضرات شیعہ کے یہہ محض زبانی دعوے ہین ورنہ حضرات نے اپنی کتابون مین تو انبیاء نیکا اصحاب تک سہام تکفیر وتفسیق سے نچہوڑا تو یہہ دعوے محض مخالف اپنے کتب معتبرہ کی ہے ۔ لیکن نقل روایات سے پہلے یہہ گذارش ہے کہ بطور مقدمہ یہہ قاعدہ کلیہ اپنے ذہن مین محفوظ رکہیئی کہ حضرت مجیب کے نزدیک معصیت مکرمت کی بالکل خلاف ہی

اور جسمین معصیت پائی جائیگی کرامت مرتفع ہوجائیگی چنانچہ آیندہ عبارت مین بزعم خود اس قاعدہ کو
ثابت کرکے بناء اعتراضات اسی پر رکہی ہے تو جب یہہ مقدمہ محفوظ ہوچکا تو اب روایات سنیئے
انبیاء کو کفر تک نہین چھوڑا حضرت شیخ صدوق طائفہ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسی بن بابویہ القمی
خصال مین روایت فرماتے ہین - عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اصول الکفر ثلثۃ
الحرص والاستکبار والحسد فاما الحرص فادم حین نہی عن الشجرۃ حملہ الحرص علی ان
اکل منہا واما الاستکبار فابلیس حین امر بالسجود فابی واما الحسد فابنا ادم حین قتل احدہما صاحبہ ١
یعنی حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام مین حسب روایت آپکی صدوق کے اوس فعل کا
ارتکاب جو اصل کفر ہے پایا گیا اور کفر مین ابلیس کے برابر ہوگئی کہ اوسمین ہے ایک اصل کفر کی پائی
جاتی ہے اور معاذ اللہ توبہ توبہ آپ مین بہی ایک اصل پائی جاتی ہے اب دیکہیئے کہ یا تو
یہہ عقیدہ کہ ائمہ تک صغائر و کبائر سے سہواً و عمداً معصوم تہے یا یہہ کہ نعوذ باللہ ابلیس کے
برابر ہوگئی اب حضرت مجیب یا تو نقل روایت کی تکذیب فرماوینگے اور یہہ تو ممکن نہین کتاب بندہ کے
پاس بعونہ تعالے موجود ہے جسمین یہہ روایت سراپا غوایت مذکور ہے یا اس روایت کی تکذیب فرمائینگے
اور یہہ بہی ممکن نہین کیونکہ حضرت صدوق کی روایت ہے اگر اسکی تکذیب کیجیاویگی تو اونکا وصف
صدوق نرہیگا بلکہ کذوب صادق آئیگا علاوہ اسکی اور کسی احتمال و تاویل کی گنجایش نہین ہے
حضرات ایسی کفریات روایت فرماوین اور پہر کوئی صدوق کے لقب سے ملقب ہون اور کوئی علم الہدی
خطاب اپنے اہل ملت سے پاوین - اور لیجئے یہی مبدا سلسلہ نبوت ابو الانبیاء والمرسلین
ہین جنکی نسبت حضرت صدوق نے عیون اخبار الرضا مین ایک طویل روایت بیان فرمائی ہے

انبیاء سے کفر کا ثبوت مذہب شیعہ کے موافق

ا یعنی اصول کفر تین ہین حرص اور تکبر اور حسد لیکن حرص پس آدم جبکہ منع کیا گیا درخت سے تو
حرص نے اوسکو اوسپر برانگیختہ کیا - کہ اوسمین سے کہا لیا - اور تکبر پس ابلیس جبکہ حکم کیا گیا سجدہ کا
پس اوس نے انکار کیا - اور حسد پس آدم کا بیٹا - جبکہ اوس نے اپنے بہائی کو حسد سے
قتل کر ڈالا - ١٢ منہ

اور تفسیر صافی مین ہی ولا تقربا ہٰذہ الشجرۃ کی تفسیر مین مذکور ہی ۔ حدثنا عبد الواحد بن محمد بن عبدوس النیشاپوری العطار قال حدثنا علی بن محمد بن قتیبۃ عن حمدان بن سلیمان عن عبد السلام بن صالح الہروی قال قلت للرضاؑ یا ابن رسول اللہ اخبرنی عن الشجرۃ التی اکل منہا آدم وحواء ما کانت فقد اختلف الناس فیہا فمنہم من یروی انہا الحنطۃ ومنہم من یروی انہا العنب ومنہم من یروی انہا شجرۃ الحسد فقال کل ذلک حق قلت فما معنی ہذہ الوجوہ علی اختلافہا فقال یا ابا الصلت ان شجرۃ الجنۃ تحمل انواعا فکانت شجرۃ الحنطۃ وفیہا عنب ولیست کشجرۃ الدنیا وان آدم علیہ السلام لما اکرمہ اللہ تعالیٰ ذکرہ باسجادہ ملائکتہ لہ وبادخالہ الجنۃ قال فی نفسہ ہل خلق اللہ بشرا افضل منی فعلم اللہ عز وجل ما وقع فی نفسہ فناداہ ارفع راسک یا آدم فانظر الی ساق عرشی فرفع آدم راسہ الی ساق العرش فوجد علیہ مکتوبا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی بن ابی طالب امیر المومنین وزوجتہ فاطمۃ سیدۃ نساء العالمین والحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ فقال آدمؑ یا رب من ہؤلاء فقال عز وجل ہؤلاء من ذریتک وہم خیر منک ومن جمیع خلقی ولولاہم ما خلقتک وما خلقت الجنۃ والنار ولا السماء والارض وایاک ان تنظر

؎ یعنی عبد السلام بن صالح ہروی کہتا ہی کہ مینے امام رضاؑ سے پوچھا ای فرزند رسول اللہ صلعم وہ درخت کہ جس سے آدم وحوا نے کہایا تہا کون تہا لوگون نے اوسمین اختلاف کر رکہا ہی بعضی کہتے ہین کہ وہ گندم کا درخت تہا اور بعضی روایت کرتی ہین کہ وہ انگور کا درخت تہا اور بعضی نقل کرتے ہین کہ وہ حسد کا درخت تہا آپنے فرمایا ای ابا الصلت جنت کا درخت چند قسم پر ہوتا ہی یہہ درخت اصل مین گندم کا تہا اور اوسمین خوشہ انگور کے بہی اور جب خدا تعالے نے آدم علیہ السلام کو فرشتون سے سجدہ کرا کر اور جنت مین داخل کر کے بزرگی عطا فرمائی تو اپنے دلمین کہا کہ کیا کوئی بشر مجہسے افضل ہے ۔ خداوند تعالے نے خطرۂ قلبی معلوم فرما کر فرمایا ای آدم سر اوٹہا کر ساق عرش پر دیکہہ آدم نے دیکہا تو اوسپر لکہا ہوا تہا (لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علی بن ابی طالب امیر المومنین وزوجتہ فاطمۃ سیدۃ نساء العالمین والحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ) تو کہا ای پروردگار یہہ کون ہین فرمایا یہہ تیری اولاد مین ہین اور تجہسے اور تمام مخلوق سے بہتر ہین اگر یہہ نہوتے تو نہ تجہکو پیدا کرتا اور نہ جنت ونار کو اور نہ آسمان اور زمین کو اور خبردار انکو ۔

الیهم بعین الحسد فاخرجك من جواری فنظر الیهم بعین الحسد وتمنی منزلتهم فتسلط الله علیه الشیطان حتی اکل من الشجرۃ التی نهی عنها وتسلط علی حوا منظر الی فاطمہ بعین الحسد حتی اکلت من الشجرۃ کما اکل آدم فاخرجهما الله تعالی من جنتہ واھبطهما عن جوارہ الی الارض - یہہ روایت بہت وجوہ سے قابل غور ہی لیکن یہان صرف اسیقدر ثابت کرنا ہے کہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے حق مین بہت بڑی معصیت حضرات نے ثابت فرمائی کہ باوجودیکہ حق تعالے شانہ نے نہایت تاکید کے ساتہہ حسد کی ممانعت فرمائی پہر باوجود اسکی حضرت آدم نے نہ مانا اور حسد کر بیٹہے جسکی سزا پائی اور فی الواقع اونے درجہ کا حسد کبیرہ ہوگا چہ جائیکہ افضل الاولین والآخرین کے مراتب کا حسد کیا جاوے معاذ اللہ کسقدر حضرت آدم کے عرق حسد جوش مین آئی کہ خدا تعالے کی بہی ایک نہ سنی اور پہلے گذارش ہوچکا ہی کہ اصول کفر کے حضرات نے تین قرار دیی ہین - حرص اور حسد اور استکبار تو پہلے حرص حضرت آدم کے حق مین بعبارت النص بروایت صدوق ثابت ہوکر مساوات ابلیس ثابت ہوچکی معاذ اللہ تواب اس روایت مین دوسری اصل کفر کی یعنے جو حسد ہی بلکہ اعلی درجہ کا حسد حضرت ع کے واسطے ثابت کیا گیا تواب معاذ اللہ توبہ توبہ شیعہ کے نزدیک حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام کا مرتبہ باوجود نبوت کے کفر مین ابلیس لعین سے دوچند ہوا بلکہ اگر غور کیا جاوے تو ایسی روایت سے آپکا استکبار بہی مفہوم ہوتا ہی آپکا یہہ خیال کہ مجہسے کوئی افضل نہین ظاہرا ناشی عرق استکبار سے ہے تو گویا مبداء سلسلہ انبیاء ابو الابا رسل خلیفۃ اللہ فی الارض بہ نسبت ابلیس کے کفر مین سہ گونہ زیادہ ہوئی کیونکہ ہر سہ مراتب اصول کفر کے

لہ حسد کی نگاہ سے نہ دیکہنا نہین تواپنی قرب سے تجکو نکالدونگا تو آدم نے اونکو حسد کی نگاہ سے دیکہا اور اونکی مرتبہ کے آرزو کی پس خدا تعالے نے اوسپر شیطان مسلط کردیا یہان تک کہ اوس درخت سے کہایا جسکی ممانعت تہی اور حوا نے فاطمہ کیطرف حسد کی نظر سے دیکہا تو اوسپر بہی شیطان مسلط ہوا اور اونہی بہی اوسی درخت سے کہایا پس خدا وند کریم نے اونکو اپنی جنت سے نکالدیا اور اپنے قرب سے جدا کرکے زمین پر اوتار دیا - ۱۲ -

معاذ اللہ آپ میں پائی گئی باقی رہا یہہ آپ بتقلید فاضل جائسی وغیرہ حسد کی تاویل غبطہ کے ساتھ فرماوین اور کلام کی اطراف و جوانب و قرائن کو ملحوظ خاطر رکہین کیونکہ غبطہ اور حسد باہم متضاد مین بطور حقیقت اطلاق احدہما علی الآخر صحیح نہین غبطہ محض آرزو کرنا اوس جیسی نعمت کا ہی جو دوسرے کو حاصل ہے بدون قصد زوال کے اور حسد اوس نعمت کی تمنا کرنا جو دوسری کو حاصل ہو اوس سے زائل ہوکر اور غبطہ شرعاً جائز بلکہ محمود ہی اور حسد ناجائز اور مذموم تو اس حدیث کو ہجگہ غبطہ پر حمل کرنا محال ہی اور اگر بفرض محال حسد کی معنے غبطہ کے ہون تاہم جبکہ خداوند تعالے نے سخت تاکید سے ممانعت فرمائی اور ان الفاظ سے فرمایا وایاک ان تنظر الیھم بعین الحسد تو اوسکی محرم اور مثل حسد ہونے مین کیا کلام باقی رہا تو اس صورت مین اوسکا ارتکاب مثل ارتکاب حسد کی ہوا اور ارتکاب حرام لازم آیا۔ مگر تعجب تو یہہ ہی کہ حق تعالے شانہ نے حضرت آدم کو صرف تمنی منزلت ائمہ پر اس قدر مغضوب و مطرود فرمایا حالانکہ اوس وقت اوس تمنا سے اگر وہ بالفرض حاصل ہو جاتے تو کسیکا کچہہ نقصان نہ تہا۔ لیکن دنیا مین جبکہ تمام عالم کے حقوق امامت کے ساتہہ متعلق تہے امامت غصب ہوگئی اور ائمہ ذلیل و خوار ہوئی اور خدا تعالے کو ذرا ہی غصہ نہ آیا اس لطف کی قربان اور اس عدل پر فدا بے شک یہہ بے تکی باتین حضرات شیعہ کی خدا کی ہی شایان شان ہین مگر یہہ کہ جیسا امام نے تقیہ فرمایا شاید خدا تعالے نے ہی ڈرکر تقیہ فرمایا ہو۔ اور روایت لیجئے۔ روی محمد بن الحسن الصفار عن ابی جعفر قال اللہ تعالی لآدم وذریتہ اخرجھا من صلبہ الست بربکم وھذا محمد رسول اللہ وعلی امیر المومنین واوصیائہ من بعدہ ولاۃ امری وان المھدی انتقم بہ من اعدائی واعبد بہ طوعا وکرھا قالوا اقررنا وشھدنا وآدم لم یقر ولم یکن لہ عزم علی الاقرار۔ عن التحفہ

---

[1] حاصل یہہ ہے کہ خداوند تعالے نے روز میثاق جب سب سے اقرار وحدانیت و نبوت و وصایت لیا تو سب نے اقرار کیا لیکن حضرت آدم نے نہ اقرار کیا اور نہ ارادہ اقرار کا کیا۔ ۱۲

علاوہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام حضرت یونس علے نبینا وعلیہ السلام کے شان مین جو روایات
مروی ہین سنیے کلینی روایت کرتا ہے ۔ عن ابن ابی یعفور قال سمعت ابا عبد اللہ و
ھو رافع یدہ الی السماء رب لا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین ابدا ولا اقل من ذلک فما کان
باسرع من ان تحدر الدمع من جوانب لحیتہ ثم اقبل علی فقال یا ابن ابی یعفور ان یونس
ابن متی وکلہ اللہ الی نفسہ اقل من طرفۃ عین فاحدث ذلک قلت فبلغ بہ کفرا اصلحک اللہ
فقال لا ولکن الموت علی تلک الحال کان ھلاکا ۔ عن التحفہ اور ظاہر ہی کہ یہہ حالت حسین
موت ہلاکت کے ساتھہ تعبیر کیجاوی یہہ وہی حالت ہی جو معصیت کے ارتکاب کی حالت ہو
اور سنیے ملا باقر مجلسی سے مولانا مولوی حیدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے روایت
نقل فرمائی ہے ابو حمزہ ثمالی روایت کردہ کہ روزی عبد اللہ پسر عمر بخدمت امام
زین العابدین آمد گفت کہ توئی کہ میگوئی یونس را از برای این بشکم ماہی انداختند کہ ولایت جدم
امیر المومنین را بر او عرض کردند و او توقف کرد آنحضرت گفت بلی من گفتہ ام مادرت بعزائی تو
نشیند عبد اللہ گفت اگر راست میگوئی علامتی بر راست گفتاری خود بکن بنما پس حضرت
فرمود تا عصابہ بر دیدہ من و او بستند و بعد از ساعتی فرمود کہ چشمہا سے خود را بکشائید چون
دیدہ ہای خود را کشودیم خود را در کنار دریائی کہ موجہائش بلند شدہ بود دیدیم پس عبد اللہ پسر عمر
گفت کہ ای سید من خون من در گردن تست حضرت فرمود کہ اضطراب مکن کہ الحال آنچہ
گوئی خود بتو مینمائم پس فرمود کہ ای ماہی ناگاہ ماہی سر از دریا بیرون آورد مانند کوہ عظیم میگفت
لبیک ای ولی خدا حضرت فرمود تو کیستی گفت من ماہی یونسم ای سید من فرمود
کہ ما را خبر دہ کہ قصہ یونس چگونہ بود ماہی گفت کہ ای سید حق تعالی ہیچ پیغمبری مبعوث

ف حاصل یہہ کہ ابن ابی یعفور کہتا ہی کہ امام عبد اللہ دعا کر رہی تھی کہ الہی ایک پلک جہپکنے بہر نفس کیطرف ایک لحظہ کم بہی سونپنا اور فرمایا
کہ یونس کو خدا تعالی نے اوسکی نفس کیطرف پلک جہپک سے کم سپرد کیا تہا تو اوس نے یہہ احداث کیا مین نے پوچھا کیا اس سبب سے کفر کو
پہونچ گیا تہا فرمایا نہین لیکن ایسی حالت کو پہونچ گیا تہا کہ اوس حالت مین مرنا ہلاکی سے تہی ۔ ۱۲ منہ

نکردہ از آدم تا جد تو محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مگر آنکہ ولایت شما اہل بیت را بر وے عرض
کردند پس ہر کہ قبول کرد سالم ماند و ہر کہ ابا کرد مبتلا گردید تا آنکہ حق تعالے یونس را بہ پیغمبری مبعوث
گردانید پس حق تعالے وحی کرد باو کہ اے یونس قبول کن ولایت امیر المومنین علی و ائمہ راشدین
از صلب او با سخنان دیگر باو وحی نمود یونس گفت چگونہ اختیار کنم ولایت کسی را کہ او را
ندیدہ ام و نمی شناسم و رفت بکنار دریا پس خدا بمن وحی فرمود کہ یونس را فرو بر و استخوان
او راست مکن پس چہل روز در شکم من ماند و او را میگردانیدم در دریا ہا و در تاریکیہا ندا میکرد
لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ قبول کردم ولایت امیر المومنین و ائمہ راشدین را
از فرزندان او پس چون ایمان آورد بولایت شما امر کرد پروردگار من کہ او را انداختم بر ساحل دریا
پس حضرت امام زین العابدین فرمود کہ اے ماہی برگرد بسوی آشیان خود و آب از موج
قرار گرفتہ۔ انتہی۔ حاصل یہ کہ حضرت یونس علیہ السلام کو جب حکم خداوندی پہونچا کہ ولایت ائمہ پر
ایمان لاؤ تو انہون نے خداتعالے کے حکم کو نہ مانا اور ولایت ائمہ کی ایمان سے صریح انکار کر دیا
پس اسکی سزا مین جکھا جو کچھ کہ چکھا۔ اسیطرح حضرت آدم ع سے لیکر حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تک جسقدر انبیا مبعوث ہوئی ولایت ائمہ رض انپر پیش کیے گئی اگر قبول کیا تو
بلیات سے محفوظ رہے ورنہ عقوبت مین مبتلا ہوئی چنانچہ حضرت آدمؑ کا جنت سے نکلنا اور حضرت
ابراہیم ع کا آگ مین ڈالاجانا حضرت یوسف ع کا چاہ کنعان مین مقید ہونا حضرت ایوبؑ کا
مصیبت مین مبتلا ہونا وغیرہ اسی قبیل سے ہے چنانچہ مناقب مرتضوی سے خلاصہ اسکا
مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔ تو اس سے پایا گیا کہ انبیاء نے اعتقاد
امامت ائمہ ہی جو جز ایمان ہی انکار کیا۔ سبحان اللہ ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی
جب انبیا ہی حکم نہ مانین اور رد وحی کرین اور ہیچ۔ ونکا تو کیا ذکر ہے۔ مجملاً حالات
انبیاء کے تو سن چکے اب ذرا ائمہ کے حالات بھی سن لیجئے جو حضرات مدعیان محبت و ولا
روایت فرماتے ہین۔ حضرت علی امیر المومنین و امام المتقین قائد الغر المحجلین جنکی افضلیت

افضلیت جناب عمر و حضرت عثمان

تمام انبیا و رسل پر سوای حضرت صلعم سے اونکی شان مین حضرت فاطمہ رضہ بضعۃ الرسول جسکی شان مین من غضبہا فقد اغضبنی تسلیم کرتے ہین اونکی زبان سے یہہ کلمات نقل کرتے ہین جو مولوی حیدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف مین ملا باقر مجلسی سے نقل کیے ہین - مانند جنین پردہ نشین رحم شدۂ مثل خائنان درخانہ گریختہ خود را ذلیل کردی گرگان میدرند دمی بر بند تو از جای خود حرکت نمی کنی محل اعتماد من نہ بود و یاور من سست شد شکایت من بسوی پدر من و مخاصمہ من بسوی پروردگار من الخ اس اجمال کے اسیقدر تفصیل عبارت تذکرۃ الائمہ سے واضح ہوتی ہے - وہی ہذہ و ہمچنین حق و انستند انچہ شیخین نسبت باہل بیت رسالت واقع ساختند و نسبت زنا - استغفر اللہ بحضرت فاطمہ رضہ دادن و دشنام دادن باو و غصب فدک و خلافت نمودن و کشتن و زدن بطن اطہر او و سقط شدن محسن شش ماہہ و آتش بخانہ پیغمبر انداختن الی آخرہ یہہ باتین کہ جنکی شکایت حضرت فاطمہ رضہ نے فرمائی پس اگر حضرت امیر مع اپنی اس سکوت مین ناحق پر تہے اور محض بوجہ جبن و نامردی کے حاشا جنابہ عن ذالک یہہ سبب کچہہ دیکہتے تہے اور نہ بولتے تہے تو قطع نظر اسکے کہ یہہ اعلی درجہ کے معصیت تہے یہ امر قادح استحقاق خلافت ہی الجبان لا یستحق الامامۃ قضیہ مسلمہ ہی اور اگر آپ حق پر تہے اور بوجہ وصیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ ساکت و صامت رہی تو اولاً کیا یہہ وصیت ابوبکر اشجع کے قتل کیوقت فراموش ہو گئی تہے اور میزاب حضرت عباس کی ہنگامہ مین تصنیف نہین ہوئی تہی - اور ثانیاً کیا حضرت فاطمہ رضہ مطیع حکم حضرت امیر نہ تہین اور کیا حضرت امیر کی نسبت ایسی کلمات مستہجن جو ارذل مین بہی معیوب ہین اونکو ناجائز نہ تہے - اور کیا اونکو حضرت کا یہہ ارشاد جو بحار الانوار مین خاتم المتکلمین نے نقل کیا ہی لا تعصے علیاً فانہ ان غضب غضبت بغضبہ یاد نہ تہا بہرکیف اگر آپ کا سکوت حق تہا تو معاذ اللہ حضرت فاطمہ رضہ ایسے کلمات مستہجن حضرت

ائمہ کے شان میں کہکر معصیت سے نہین بچ سکتی۔ علاوہ اسکی علماء شیعہ کو تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اہلبیت سے ہونے مین کلام و تردد ہی چنانچہ صاحب ارغام نے شافی شرح کافی سے نقل کیا ہے ان[۱] اھل بیت کل نبی اوصائہ و علی ھذا یمکن دخول فاطمۃ فی اھل بیتہ باعتبار انھا وسیلۃ ومنا اھل البیت (الی ان قال) ویمکن ان لا تکون داخلۃ فی اھل البیت۔ اور نیز دیگر علماء شیعہ کی کلام سے بھی اسکی تائید و تقویت ہوتی ہے چنانچہ شیخ مقداد نے کنز العرفان فے فقہ القران مین لکھا ہی اور اجماع شیعہ کا بیان کیا ہی کہ آل صرف ائمہ معصوم ہی ہین اور کوئی نہین اوسکی عبارت یہ ہی کہ[۲] الذین یجب علیہم الصلوۃ فی الصلوۃ ویستحب فی غیرھا الائمۃ المعصومون لاطباق الاصحاب انھم ھم الال۔ ولان الامر بذلک مشعر بغایۃ التعظیم المطلق الذی لا یستوجبہ الا المعصوم واما فاطمۃ علیہا السلام فتدخل ایضًا لانھا بضعۃ منہ انتہی بلفظہ۔ اسجگہ شیخ مقداد نے دو دلیلین بیان کی پہلی دلیل بصراحت تمام لفظ آل کے ائمہ کے ساتھ خاص ہونے پر اور حضرت فاطمہؓ کی آل سے خارج ہونے پر دلالت کرتی ہے اور یہ بھی ظاہر کرتی ہے کہ آل کا ائمہ کی ساتھ خاص ہونا مجمع علیہ حضرات شیعہ کا ہی دوسری دلیل جناب فاطمہ رضہ کی معصوم نہ ہونے پر دال ہے کیونکہ مدار استحقاق غایت تعظیم کے لیے معصوم ہونا قرار دیا ہے اور پھر اس سے حضرت فاطمہ رضہ کی خارج ہونے کا شیخ کو واہمہ پیدا ہوا تو بطور رفع توہم اور استدراک کے حضرت سلام اللہ علیہا کے استحقاق غایت تعظیم کو بسبب جزئیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت فرمایا۔ علاوہ ازین علماء

---

[۱] تحقیق ہر نبی کے اہلبیت اوسکی اوصیا ہوتی ہین تو اس اعتبار سے حضرت فاطمہ کا اہلبیت مین داخل ہونا ممکن ہی کیونکہ آپ اہلبیت کے حمایتہ کا واسطہ ہین (یہانتک کہ کہا) اور ممکن ہی کہ اہلبیت مین داخل نہون۔ ۱۲۔ [۲] جن لوگون پر نماز مین درود پڑھنا واجب ہی اور نماز کے سوا مستحب ہے ائمہ معصومین ہین کیونکہ اصحاب شیعہ کا اسپر اتفاق ہے کہ آل صرف معصومین ہی ہین اور دوسری وجہ یہہ ہی کہ درود کا حکم ہونا نہایت تعظیم کو مشعر ہی جسکا سوائی ائمہ معصومین کے اور کوئی مستحق نہین مگر حضرت فاطمہ رضہ وجوب صلوٰۃ مین داخل ہین کیونکہ حضرت ؐ کا جزو ہین ۱۲۔

مجلسی نے بہی حق الیقین مین صفحہ ۱۵۴ پر عصمت کو ملزوم امامت تسلیم کر لیا ہی اور لکہا ہی کہ وایضاً صاحب مجمع معروف بلاءست
وافادہ عموم مینماید پس دلالت بر عصمت آنحضرت میکند وعصمت ملزوم امامت است تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ حضرت
فاطمہ رضہ معصوم نہین ہین کیونکہ آپ قطعاً امام نہین تو معصوم بہی نہین۔ پس ان دونو
دلیلون سے صاف واضح ہوا کہ حضرت علیہا السلام نہ آل مین داخل ہین اور نہ معصوم
ہین۔ حالانکہ آیت تطہیر سے بضمیمہ حدیث کی حضرت فاطمہ رضہ کا اہلبیت مین داخل ہونا
اوسیقدر ثابت ہی جسقدر ائمہ کا داخل ہونا ثابت ہی بلکہ اوس سے بہی زیادہ۔ کیونکہ سوائی جناب
امیر رضہ اور جناب حسنین رضہ کے باقی ائمہ رضہ قطعاً باعتبار نص اوسمین داخل نہین ہین اور جناب فاطمہ رضہ
باعتبار نص قطعاً ویقیناً اوسمین داخل ہین۔ تعجب ہے کہ جو یقیناً داخل نہون بلکہ قطعاً تطہیر سے
خارج ہون وہ تو اہلبیت اور معصوم ہو جائین اور جو قطعاً تطہیر مین داخل ہو اوسکو
تطہیر سے بلکہ آل ہونے سے ہی خارج کر دین سبحان اللہ یہہ حضرات شیعہ کا ہی ولا
و تمسک ہی بیشک یہہ دین حضرات نے ائمہ رضہ سے ہی اخذ کیا ہوگا کہ حضرت فاطمہ رضہ تو اہلبیت و عصمت سے خارج
ہون اور دیگر اہلبیت مین داخل رہین۔ تو خیر جب اونکو اہلبیت سے ہی نکال چکی اور عصمت خاصہ ائمہ کا ہی فرما چکی
تو اب معصیت کو بہ نسبت حضرت علی رضہ کے حضرت فاطمہ کی طرف منسوب کرنا آپکو سہل ہوگا
حضرت امام حسین رضہ شہید کربلا کی جناب پاک کی نسبت روایت کرتے ہین کہ معاذ اللہ
آپنے عسل بیت المال بلا اجازت وقبل قسمت مشکسے نکالکر تصرف کیا جو کبیرہ گناہ ہی اصل روایت
امام اعظم شیعہ نے بیان کی ہی لیکن ترجمہ فارسی اوسکا ازالۃ الغین مین فاضل جالسی کی کتاب
فوائد الاصفیہ ومواعظ حسنہ سے نقل کیا گیا ہے سلئی وہ لکہتا ہون۔ روزے مہمانے
پیش حضرت امام حسین رضہ نازل گردید پس امام حسین درہمی قرض گرفتہ نانے خرید ونان خورش
نداشت کہ نان را با آن حاضر سازد ودران روز ہا چند مشکہائے عسل از طرف یمن بخدمت
حضرت امیر رضہ رسیدہ بود پس امام حسین بقنبر خادم فرمودند کہ دہن مشکی را از مشکہائے

بکشاید چون کشود حضرت بقدر یک رطل ازان مشک عسل گرفتند بمهمان خورانیدند پس چون
امیر علیه السلام خواست که مشکها را میانه مستحقین آن قسمت نماید از قنبر پرسید که کسی این
این مشکها کشوده قنبر عرض کرد که بلی یا امیر المومنین و سرگذشت را نقل نمود چون حضرت امیر
حرف او را شنیدند در غضب شده فرمودند علی بحسین حسین را حاضر سازند چون حضرت
امام حسین حاضر شد حضرت امیر دره برداشت امام حسین گفت بحق عمی جعفر یعنی بحق و حرمت
عم من از تقصیر من درگذر ضابطه حضرت امیر المومنین بود که هرگاه کسی بحق جعفر میگفت پس
غضب آنحضرت تسکین مییافت پس حضرت امیر فرمود ما حملك اذ اخذت منه قبل القسمة
چه چیز باعث شد ترا که قبل از قسمت آن بآن متصرف شدی امام حسین رض عرض نمود که حق ما
در وست چون قسمت میشد بقدر یک رطل از حصه خود داخل میکردم حضرت امیر فرمود که پدر تو
فدای تو باد که ترا نمیرسد که تو ازان منتفع شوی پیش از آنکه مسلمانان منتفع شوند آگاه
باش که اگر نمی بود که دیده بودم که دندانهای ترا پیغمبر خدا صلی الله علیه و آله وسلم می بوسید البته
من ترا درین وقت میزدم بعد ازان حضرت امیر خود درهمی که در کنار ردای خود بسته بود بقنبر
دادند و فرمود که قسم اول عسل از بازار خریده بیار چون آورد عقیل قسم خورده میگویند که گویا من
می بینم که از هر دو دست مبارک دهن مشک را حضرت امیر گرفته اند و قنبر عسل را دران داخل میکند
بعد ازان حضرت امیر علیه السلام دهن مشک را می بست و میگریست و میفرمود - اللهم اغفر
للحسین فانه لم یعلم خداوندا از تقصیر حسین رض درگذر که او نادانسته این کار کرده انتهی بلفظه
بموجب مضمون اس روایت کے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے
بیت المال کی شہد میں سے بلا اجازت امام و قبل القسمت کہ جسمیں دوسرے مسلمانوں کے
حقوق بھی تھے لیکر تصرف کیا - مین پوچھتا ہوں کہ یہہ خیانت کچھہ آپکی نزدیک معصیت
نہین یا مسلمانوں کے مال مین بلا قسمت و اجازت تصرف کرنا امام کے پیچھے چلے جانے
سے جائز ہے - حضرت امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ کا حال تو طشت از بام ہے

کہ حضرت نے خلافت نبوت جو نیابت رسول ہے۔ معاذ اللہ ایک کافر کو سونپ دی حالانکہ
آپکی ساتھہ باعتبار ظاہر بھی فوج کثیر تھے اور فی الحقیقت آپکو کچھہ اسکی حاجت نہ تھی۔ کیونکہ
آپکو اپنی موت کا تو حال معلوم ہوگا تو پھر آپکو خوف کس بات کا تھا تو یہہ معصیت اور ظلم و کفر اعانت
نہین تو کیا ہی جسکی بابت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا جسکو علما شیعہ نقل کرتے ہین
لو جز انفی لکان احب الی مما فعلہ اخی الحسن یعنی اگر میرے ناک کٹ جاتی تو اوس سے بہتر
تہا جو میرے بہائی حسن رض نے کیا کہ معاویہ کو خلافت سپرد کردی۔ جز انفی کے اب معنی جانتے
ہونگی۔ خواہ حقیقی لیجئے یا مجازی بہر کیف یہہ خلع خلافت و صلح معاویہ ایسی حرکت تہی
جسکو امام معصوم اپنی ناک کٹنی سے بدتر ارشاد فرماتا ہے۔ تو اگر امام حسین رض کا قول حق ہی
تو فعل امام حسن رضی اللہ عنہ کا کبیرہ اور معصیت ہی اور اگر خلاف ہی تو کذب امام معصوم کی کلام
مین لازم آتا ہی اور کذب معصیت کبیرہ ہی اور مکرمہ کی خلاف تو پھر معلوم نہین کہ اصحاب نے
کیا ایسی خطا کی جس سے ادنی ادنی معصیت سی کرام ہونے سے خارج ہوئی اور انبیاء
اور ائمہ رض باوجودیکہ اونکی کفر و معاصی نقل کی جاتے ہین پہر اونکو کرام کہی جاتے ہین انبیاء
وائمہ رض کا حال تو مجملاً سن لیا اب اصحاب مقبولین کی کیفیات و حالات بہی ذرا ملاحظہ ہون تاکہ
اوس دعوی کی تصدیق جو ہمارے مجیب نے فرمایا ہی بخوبی ہوجاوے کہ حاشا و کلا کہ شیعہ
صحابہ کرام کو برا کہتی ہون منجملہ صحابہ کرام مقبولین شیعہ کے عبد اللہ بن عباس رض ہین
اونکی نسبت قاضی نور اللہ شوستری مجالس المؤمنین مین تحریر فرماتے ہین علامہ حلی در خلاصۃ
الاقوال فی معرفۃ الرجال آوردہ کہ عبد اللہ بن عباس محب خاص حضرت امیر و تلمیذ او بود و حال
در بزرگی و اخلاص او با آنحضرت اشہر از آنست کہ مخفی ماند و شیخ ابو عمرو کشی در کتاب خود
بعضی از روایات آوردہ کہ متضمن قدح ست در ابن عباس و حال آنکہ شان ابن عباس رض
اجل و اعلی از آنست وما آن روایات را در کتاب کبیر رجال آوردیم و جواب از آنہا گفتیم این ست تمام
کلام علامہ حلی دریں مقام و حاصل جمیع قوادحی کہ از روایات کشی مفہوم میشود راجع بعضی

صحابہ مقبولین شیعہ کے حالات

اعمال ابن عباس ست و مولف این کتاب را با ایمان و اعتقاد ست اما اجوبہ کہ علامہ حلی
در کتاب کبیر خود ذکر کردہ بنظر قاصرین [illegible] شکستہ نرسیدہ مجملاً حال حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا
تو معلوم ہو چکا اب اون اعمال کے تفصیل سنیے - یہہ ہی حضرت ابن عباس جنکو آپ
اور آپکے بزرگوار اصحاب کرام مین شمار کرتے ہین جبکہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے انکو
بصرہ پر حاکم مقرر کیا فرصت و موقع پاکر بیت المال وہان کا لوٹ کر اور خیانت کر کے اپنی گہر
آ بیٹھے حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے جو درد انگیز خط انکی نام اس معاملہ مین لکھا ہی دیکھنے کے
قابل ہی نہج البلاغت سے بعینہ نقل کرتا ہون - ومن کتاب لہ علیہ السلام الی بعض عمالہ

اما بعد فانی کنت اشرکتك فی امانتی وجعلتك شعاری وبطانتی ولم یکن فی اهلی رجل اوثق
منك فی نفسی لمواساتی وموازرتی واداء الامانة الی فلما رأیت الزمان علی ابن عمك قد كلب والعدو
قد حرب وامانة الناس قد خزیت وهذه الامة قد فتكت وشغرت قلبت لابن عمك ظهر
المجن ففارقته مع المفارقین وخذلته مع الخاذلین وخنته مع الخائنین فلا ابن عمك
آسیت ولا الامانة ادیت وكانك لم تكن الله ترید بجهادك وكانك لم تكن علی بینة من ربك
وكانك انما كنت تكید هذه الامة عن دنیاهم وتنوی غرتهم عن فیئهم فلما امكنتك الشدة
فی خیانة الامة اسرعت الكرة وعاجلت الوثبة واختطفت ما قدرت علیه من اموالهم

ف اما بعد - مین نے شریک کیا تہا تجہکو اپنی امانت مین اور بنایا تہا تجکو اپنا جانی اور پہچانے - میرے
جہین میری غمخواری اور معاونت اور ادار امانت کے لیے میری اہل مین تجہسے زیادہ معتمد کوئی نہ تہا - پس جب تونے
دیکہا کہ چچا کے بیٹے پر زمانہ دشوار و سخت ہے اور دشمن غضبناک ہی اور لوگونکی امانت ذلیل ہوگئی اور یہہ امت قتل ہوئی
اور منتشر و پریشان ہوگئی - ڈال کی پیٹہ اپنی چچا کے بیٹے کے لئے تو نے اولٹی کر دی - اور جدا ہوگیا
اوس سے جدا ہونے والون کے ساتہہ - اور ذلیل چہوڑ دیا اوسکو چہوڑنے والونکے ساتہہ اور تونے بہی خیانت کی
خیانت کرنیوالون کے ساتہہ - نہ تو نے اپنے چچا کے بیٹی کی غمخواری کی - اور نہ امانت ادا کی - گویا تو اپنے
جہاد مین خدا کی رضامندی کا ارادہ نہ رکہتا تہا - اور گویا تو اپنی پروردگار پر بہروسا نہ رکہتا تہا - اور گویا تو فریب کرتا تہا
اس امت سے اونکی دنیا کے لیئے - اور دل مین سوچ رہا تہا اونکی غفلت کو مال غنیمت سے پس
جب تجہکو امت کی خیانت مین حملہ کی قدرت ہوئی - سرعت سے حملہ کیا اور
جلدی سے کود پڑا - ۱۲ -

المصونة لاراملهم وايتامهم وعاجلت اختطاف الذيب الازل دامية المعزى الكسيرة فحملته
الى الحجاز رحيب الصدر بحمله غير متاثم من اخذه كانك لا ابا لغيرك حدرت الى اهلك تراثك
من ابيك وامك فسبحان الله اماتومن بالمعاد او ما تخاف نقاش الحساب ايها المعدود عندنا
من ذوى الالباب كيف تسيغ شرابا وطعاما وانت تعلم انك تاكل حراما وتشرب حراما و
وتبتاع الاماء وتنكح النساء من مال اليتامى والمساكين والمجاهدين الذين افاء الله عليهم
هذه الاموال واحرز بهم البلاد فاتق الله واردد الى هولاء القوم اموالهم فانك ان لم تفعل
ثم امكنني الله لاعذرن الى الله فيك ولاضربنك بسيفي الذى ما ضربت به احدا الا دخل النار
ووالله لو ان الحسن والحسين فعلا مثل الذى فعلت ما كانت لهما عندى هوادة ولا ظفرا
منى بارادة حتى آخذ الحق منهما وازيح الباطل عن مظلمتهما فاقسم بالله رب العلمين مايسرني
انما اخذت به من اموالهم حلال لى ان اتركه ميراثا لمن بعدى فضح رويدا فكانك قد بلغت المدى
ودفنت تحت الثرى وعرضت عليك اعمالك بالمحل الذى ينادى الظالم فيه بالحسرة ويتمنى
المضيع الرجعة ولات حين مناص والسلام - ابن میثم بحرانی شارح نہج البلاغت انتہی مختصر

ف اور جو کچھ یتیمون اور بیوون کے مال محفوظ سے ہاتھ آیا لی اوڑا۔ اور اوس پر ایسے پہیڑیے سے بہی جلدی کی
جو لنگڑی بکریون کو لے بہاگے۔ پس لادکر لیگیا اوس مال کو حجاز کیطرف ہشاش بشاش۔ تو اوسکو ردتا تہا اور نہین
گنہ سمجہتا تہا اوسکی لینی گویا تو اپنے باپ یا مان کی میراث اپنی اہل مین لاتا ہے۔ سبحان اللہ۔ کیا
تجہکو قیامت کا یقین نہین ہے کیا تو پورا حساب لینے سے نہین ڈرتا۔ اے شخص جو
ہمارے نزدیک عقلمندون مین شمار ہے تو کیونکر پیتی دیگا۔ کہاتا پیتا حالانکہ تو جانتا ہے کہ مین
حرام کہا رہا ہون اور حرام پی رہا ہون۔ اور کیونکر لونڈیون کو خریدتا ہے۔ اور عورتون سے نکاح کرتا ہی
یتیمون اور مسکینون اور مجاہدون کے مال پر جو اللہ تعالے نے اونکو غنیمت مین دیا ہے۔ پس خدا سے
ڈر اور لوگون کے مال واپس کردے۔ اگر تو نے ایسا نکیا پہر مجکو خدا نے تجہپر قدرت دی تو سزا دینے مین خدا کے
نزدیک معذور ہونگا۔ اور تجہکو ایسی تلوار سے قتل کرونگا جس سے نہین قتل کرتا مین کسیکو مگر دوزخ
مین داخل ہوتا ہے۔ قسم خدا کے اگر حسن اور حسین کرتے جیسا تو نے کیا
تو نہ ہوتے اون سے مصالحت اور نہ مطلب یاب ہوتے مجہسے اپنے ارادہ مین
یہان تک کہ مین اون سے حق لیتا اور ظلم اونکا دور کرتا ہون۔ قسم خدا وند رب
العالمین کی قسم کہا کر کہتا ہون۔ مجہکو خوش نہین آتا جو کچھہ لیا ہے اونکی مالو نسے
حلال ہیہ کہ چہوڑون مین اوسکو میراث اپنے بعد۔ پس تہوڑا صبر کر تو اپنے اجل کو
پہونچ چکا ہے۔ اور مٹی کے نیچے دفن کیا جائیگا۔ اور تجہپر تیرے
اعمال پیش کئے جائنگے۔ ایسے مقام مین کہ ظالم اوس مین حسرت کی فریاد
کریگا۔ اور حقوق ضائع کرنیوالا واپس لوٹنے کے آرزو کریگا۔ اور کہ نہ چہٹکارے کا
وقت ہے۔ ۱۲

شرح مین جو اسوقت میرے سامنے موجود ہی بعد نقل ایک دوسری خط کے کہتا ہے
اقول المروی ان الکتاب الاول الی عبد اللہ بن عباس کما ھو فی بعض النسخ حین کان
والیا لہ علی البصرۃ ۔ قطع نظر اس سے کہ حضرت رضی نے اپنی ناموس مذہب کے حفاظت کے
یہ الی بعض عمالہ تحریر فرمایا اور صاف نام نہین لیا یہہ خط کسقدر ابن عباسؓ کے اعمال شنیعہ
اور احوال فظیعہ حرص دنیاوی اور طمع مال اور مخالفت امام برحق وغیرہا ظاہر کرتا ہے معلوم
نہین باوجود اسکی حضرت مجیب اوراونکی علمائے بیہر کیون کرام مین شمار کر رہا ہے حالانکہ
بشہادت شہید ثالث گذارش ہوچکا ہے کہ غیر معصوم کے اصلاح کے لئیے تاویل کی
کچھہ ضرورت نہین ۔ اور یہہ ہی ابن عباس ہین جنکا اجل اور اعلی ہونا شہید ثالث بیان فرماتے
ہین حضرت کلینی امام سید الساجدین زین العابدین سے روایت فرماتے ہین کہ آیت
ومن کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی یعنی جو دنیا مین راہ حق سے نابینا ہی وہ آخرت
مین بھی راہ جنت سے اندھا ہوگا ۔ اور اوس سے بھی زیادہ گمراہ ان ہی حضرت ابن عباس
اور اونکی والد ماجد حضرت عباس کے حق مین نازل ہوئی انتہی الکلام اور یہہ ہی ابن عباسؓ ہین
کہ حضرت مفسر صافی اپنی تفسیر مین ان کی حق مین روایت فرماتے ہین ۔ وعن الباقر قال
قال امیر المومنین بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی المسجد والناس مجتمعون
بصوت عال الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالھم فقال قال لہ ابن عباس یا ابا الحسن
لم قلت ما قلت قال قرات شیئا من القران قال لقد قلتہ لامر قال نعم ان اللہ یقول فی کتابہ ما اتٰکم
الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا فتشھد علی رسول اللہ انہ استخلف ابابکر قال ما سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوصی الا الیک قال فھلا بایعتنی قال اجتمع الناس علی ابی بکر

ف ابوجعفر سے روایت ہی کہ امیر المومنین نے بعد وفات حضرت صلعم کے مسجد مین جبکہ لوگ مجتمع تھے چلا کر یہہ کہا ۔
(جنہون نے کفر کیا اور منہہ پھیرا اللہ کے رستہ سے ضایع کردیئے اونکی کام) ابن عباس نے کہا یا ابا الحسن یہہ کیون
پڑہا ۔ آپ نے فرمایا قران کے آیت پڑہی ہے ابن عباس نے کہا کہ بیشک کسی وجہ سے پڑہا ہے فرمایا ہان
اللہ تعالے نے اپنی کتاب مین فرمایا ہے (جو تمہاری پاس رسول صلعم لادی اوسکو لو ۔ اور جس سے منع کری
اوس سے باز رہو) کہا تو گواہی دیتا ہی کہ حضرت صلعم نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا عرض کیا مینی حضرت سے نہین سنا مگر آپکی وصیت کو فرمایا
تو پھر مجھسے کیون بیعت نکی عرض کیا سب لوگ ابوبکر پر مجتمع ہوگئی ۔ ۱۲ ۔

فکنت منهم فقال امیر المؤمنین کما اجتمع اهل العجل علی العجل ههنا فتنتم ومثلکم کمثل الذی استوقد نارا فلما اضاءت ما حوله ذهب الله بنورهم وترکهم فی ظلمت لا یبصرون ۰ صم بکم عمی فهم لا یرجعون ۔ اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ معاذ اللہ ابن عباسؓ گوسالہ پرستوں مین تہے یہی ابن عباس ہین کہ روایت حلت متعہ کی بارہ مین حضرت امیر نے انکی نسبت فرمایا انک رجل تائہ ۔ منجملہ صحابہ کرام کی حضرت عباس اور حضرت عقیل مین قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس مین لکہا ہے در کتاب کامل بہائی از امام محمد باقر روایت نمودہ کہ حضرت امیر درایامیکہ خلافت در دست غاصبان بود دائما گفتہ ۔ واللہ لو کان حمزۃ وجعفر حیین ما طمع فیہا ابو بکر ولکن ابتلیت بجلیفین جافیین عقیل والعباس ۔ نقلا عن مجالس اور انہی ہر دو بزرگوار کی نسبت روایت سابقہ کے ہم معنی روایت ہے جسکا ترجمہ ملا باقر مجلسی نے حیات القلوب مین لکہا ہے ۔ کہ سدیر از حضرت امام محمد باقر العلوم پرسید کہ کجا بود عزت وکثرت وشوکت بنی ہاشم کہ حضرت امیر المومنین بعد از حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم از ابو بکر وعمر وسائر منافقان مغلوب گردید حضرت فرمود کہ از بنی ہاشم کہ ماندہ بود جعفر وحمزہ کہ در غایت ایمان ویقین واز سابقین اولین بودند بعالم بقا رحلت کردہ بودند ودو مرد ضعیف الیقین ذلیل تازہ مسلمان شدہ بودند عباس وعقیل ایشانرا در جنگ بدر اسیر کردند وآزاد کردند ایمان چنین قوتی نمیدارد بخدا سوگند اگر حمزہ وجعفر حاضر می بودند دران فتنہ ابو بکر وعمر یارای آن نداشتند کہ حق امیر المومنین راغصب کنند واگر سعی میکردند البتہ ایشانرا می کشتند ۔ نقلا عن منتہی الکلام ۔ اور یہی حضرت عباس ہین کہ انہون نے بعد وفات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہا تہا کہ حضرت امیر کے ہاتہہ پر بیعت کرین

لے مین بہی اونہی مین تہا ۔ حضرت نے فرمایا جیسا گوسالہ پرست گوسالہ پر مجتمع ہوگئی اسجگہ سے تم بہی متفق ہوئی (ہماری کہاوت اوس شخص جیسی کہ آگ جلائی پس جب گرداگرد روشن ہوگیا ۔ تو اللہ نے انکا نور کہودیا) ۱۲ ۔ ۲؎ خدا کی قسم اگر حمزہ وجعفر زندہ ہوتے تو ابو بکر وعمر امامت کی طمع نکرتے لیکن مین دو دلیلون مین جو عقیل وعباس ہین مبتلا ہون ۔ ۱۲

لیکن حضرت رضؓ ہی نے تعلل و تردد فرمایا اور حضرت نے بیعت قبول نہ کی اور کیونکہ قبول فرماتے آپکو معلوم تہا کہ حق ابوبکرؓ کا ہے۔ نہج البلاغت مین وہ خطبہ مذکور ہے جسمین حضرت عباس کی درخواست بیعت کا ذکر ہے۔ اور قاضی صاحب شوستری نے مجالس مین بضمن ذکر عباس لکہا ہے تا آنکہ بعد از فوت حضرت پیغمبر صلعم بحضرت امیر گفت امدد یدک ابایعک حتی لایختلف فیک اثنان باوجود حضرت عباس کے اس فدائیت کو پہر بہی سہام ملامت سے نہ بچی بلکہ جناب امیر نے انکی اس درخواست پر اعتماد نفرمایا اور اسکو نفاق پر محمول کرکے قبول نہ کیا۔ اور حضرت عقیل رضی اللہ عنہ نے امیر معویہ رضؓ کی رفاقت اور حضرت امیرؓ کی ترک رفاقت بلکہ مخالفت طشت از بام ہے۔ پس جبکہ اونے معصیت کرام ہونے سے نکالدیئے ہیں تو یہہ حضرات باوجود ایسے ذمائم موضوعہ کی کیونکر کرام رہے۔ چونکہ بحث طویل ہوگئی ایسلیئے مختصراً چند اصحاب کے حالات ذوالفقار سی ذکر کرکے ختم کرتا ہون۔ منجملہ انکی سہاتہ بن زید ہے کہ وہ حسب تصریح کتاب نہج الحق مدعی اپنی امامت کا ہوا تہا اور تفسیر اہلبیت سے واضح ہے کہ حروف ثقات مین رفاقت حضرت علی کی ترک کی منجملہ انکی خزیمہ بن ثابت ذو الشہادتین ہے مجالس المومنین اور کامل بہائی سے واضح ہے کہ یہہ حضرت اول اون مین کی ہین جنہون نے سعد بن عبادہ کی خلافت پر اوسکو دغلا تہا منجملہ انکی عامر بن واثلہ ہین جو امامت محمد بن حنفیہ کے قائل ہوئی اور امام سید الساجدین کی امامت سے انکار کیا منجملہ اونکی ابوذر ہین کہ جامعین بیاض ابراہیمی انکی نفی اسلام پر دلیل لائے ہین اور بقول ابوجعفر بن احمد بن علی قمی صاحب صفات الشیعہ اخوت پیغمبر سے خارج ہین منجملہ انکی براء بن عازب ہین کہ اونہونے گواہی کا اخفا کیا حضرت امیرؓ نے انکو بدعا فرمائی کہ نابینا ہوگئی کما فی الکشی و خلاصۃ الاقوال اور امام حسینؑ کے ساتہہ کربلا جانے سے تخلف کیا کما فی مجمع البحرین و بیاض الفخری منجملہ اونکی ابن مسعود ہین کہ باقر مجلسی نے حیات القلوب مین در ورود مطاعن و ذمائم ابن مسعود کا احادیث ائمہ سی اعتراف کیا ہے۔

ے یعنی اپنا ہاتہہ پہیلاو مین آپ سے بیعت کرلون تا کہ پہر آپکے بارہ مین دو شخص بہی اختلاف نکرین ۱۲۔

منجملہ اونکی حذیفہ ہین کہ بقول صاحب تلخیص الرجال کے حذیفہ اور ابن مسعود مع الین خلفا سے شمار ہین اور کشی و صاحب خلاصۃ الاقوال نے منجملہ ہالکین کے شمار کیا ہی اور عمار کو خلفا نے حاکم کوفہ کا مقرر کیا۔ اور سلمان کو حضرت عمر نے مدائن کا حاکم بنایا۔ اور ابوذر و سلمان و مقداد کو بڑی بڑی لڑائیون پر بھیجا کما نص علیہ فی الشافی و بحار حالانکہ کلینی مین نص امام باقر کے موجود ہی جسکا حاصل یہ ہی کہ ای ابو بصیر کوئی شیعہ دینار بنی امیہ سے نہین پاتا مگر اونکا پادہی دین اوسکا شل اوسکی اور امام کاظم سے مروی ہے کہ جو مین پہاڑ پر سے گر کر پارہ پارہ ہون۔ اس سی بہتر ہے کہ کسی سلطان کیطرفسی عامل ہون پس بموجب ان روایات کے ابوذر سلمان مقداد بہی زمرہ خلفا سے ہو کر معصیت سی نہ بچی کلہ مین ذو الفقار اور بقول حضرت مجیب کے کرام ہونی خارج ہوئی علاوہ ازین اگر بالاجمال دیکہا جاوی تو کوئی صحابی خالی از معصیت نہین لیکن چند روایتین مختصراً ذکر کرتا ہون۔ مقداد کی ذکر مین قاضی صاحب مجالس مین فرماتے ہین و شیخ ابو عمرو کشی کہ از علماء امامیہ ست در کتاب اسماء الرجال باسناد خود از حضرت امام محمد باقر روایت نمودہ ارتد الناس[1] الا ثلثۃ نفر سلمان و ابو ذر والمقداد فقلت فعمار قال کان حاص حیصۃ ثم رجع قال ان اردت الذی لم یشک ولم یدخلہ شی فالمقداد صدوق طائفہ شیخ ابن بابویہ قمی در علل الشرائع باسناد خود از حضرت ابو عبد اللہ روایت میکند قال[2] علیہ السلام لما کان یوم احد انہزم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی لم یبق معہ الا علی بن ابیطالب و ابو دجانہ سماک بن خرشۃ — عن کاشف الغمہ اور تفسیر صافی مین بہی لکہا ہی ولم یبق مع رسول اللہ الا ابو دجانہ سماک بن خرشۃ و علی نسخہ سلیم بن قیس مین سلمان سی مروی ہی جسکا ترجمہ باقر مجلسی نے حق الیقین مین کیا ہے

---

[1] سوا تین شخصون کے سب مرتد ہو گئی۔ سلمان۔ ابوذر۔ مقداد۔ مین نے پوچہا اور عمار فرمایا کچہہ پہر گیا تہا پہر لوٹ آیا۔ فرمایا اگر ایسا شخص چاہی جسکو شک نہوا ہو اور اسکے دلمین کچہہ (تردد) نہ آیا ہو وہ مقداد ہی

[2] امام ابو عبد اللہ نے فرمایا جب احد کی لڑائی ہوئی تو سب اصحاب نے شکست کہائی اور بہاگ گئی اور حضرت کے ہمراہ سوائے علی۔ اور ابو دجانہ کے کوئی باقی نہ رہا۔ ۱۲

١ قال فلما كان الليل حمل علي فاطمة على حمار واخذ بيدي الحسن والحسين عليهما السلام فلم يدع
احدا من اهل بدر من المهاجرين ولا من الانصار الا اتاه في منزله وذكره حقه ودعاه الى نصرته
فما استجاب له الا اربعة واربعون رجلا فامرهم ان يصبحوا محلقين رؤسهم معهم سلاحهم على ان
يبايعوه على الموت فاصبحوا لم يوافه منهم الا الاربعة فقلت لسلمان من الاربعة قال انا وابوذر
والمقداد والزبير بن العوام - عن منتهى الكلام - مصنف کتاب اختصاص شیخ عمرو بن ثابت سے روایت کرتے ہیں

٢ قال سمعت ابا عبدالله ع يقول ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم لما قبض ارتد الناس على اعقابهم كفارا الا ثلثة
سلمان والمقداد وابوذر الغفاري وانه لما قبض رسول الله ص جاء اربعون رجلا الى علي بن ابيطالب
فقالوا لا والله لا نعطي احدا طاعة بعدك ابدا قال ولم قالوا اسمعنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
فيك يوم غدير قال وتفعلون قالوا نعم قال فاتوني غدا محلقين فما اتاه الا هؤلاء الثلثة قال وجاء
عمار بن ياسر بعد الظهر فضرب بيده على صدره وقال له مالك ان تستيقظ من نومة الغفلة ارجعوا
فلا حاجة لي فيكم انتم لم تطيعوني في حلق الراس فكيف تطيعوني في قتال جبال الحديد ارجعوا فلا
حاجة فيكم اور اسی کتاب میں دوسری جگہ روایت ہے عن ابن عیسی رفعہ عن ابی
٣ عبدالله ع قال سلمان كان منه الى ارتفاع النهار فعاقبه الله ان وجى عنقه حتى صيرت

---

١ جب رات ہوئی تو علی نے فاطمہ کو گدہی پر سوار کیا۔ اور حسن حسین کا ہاتھ پکڑا۔ اور مہاجرین و انصار اہل بدر میں سے کسیکو نچھوڑا مگر اوسکے گہر گئے اور اپنا حق یاد دلایا اور اپنی نصرت کیطرف دعوت کی۔ بس بجز چوالیس آدمیوں کے اور کسینے آپ کی اعانت قبول نہ کی۔ آپ نے اونکو حکم کیا کہ صبح کے وقت سر منڈا کر مسلح ہوکر موت پر بیعت کے لیے حاضر ہوں۔ جب صبح ہوئی تو سوائے چار شخصوں کے اون میں سے اور کوئی نہ پہنچا۔ میں نے سلمان سے پوچھا چاروں کون کون تھے۔ کہا۔ میں اور ابوذر اور مقداد اور زبیر بن العوام۔ ٢ امام ابو عبداللہ سے سنا فرماتے تھے جب رسول صلعم نے وفات پائی سوائے سلمان۔ ابوذر۔ مقداد کے سب لوگ مرتد ہوگئے اور جب حضرت کی وفات ہوئی تو جناب امیر کے پاس چالیس آدمی آئے۔ اور کہا خدا کی قسم ہم آپکے سوا کسیکی اطاعت کی بیعت نہ کرینگے۔ آپ نے فرمایا کیوں کہا کہ ہمنے حضرت سے سنا۔ کہ وہ غدیر کے دن آپ کے باب میں فرماتے تھے فرمایا مارنے مرنے پر راضی ہو کہا ہاں فرمایا تو صبح کو سر منڈا کر میرے پاس آؤ۔ سوا اون تین آدمیوں کے اور کوئی اونکے پاس نہ آیا۔ امام ابو عبداللہ فرماتے ہیں کہ عمار بعد ظہر کے آیا آپ نے اوسکی سینہ پر ہاتھ مارا اور کہا ابھی غفلت کی نیند سے نہیں جاگیگا۔ جاؤ مجکو تمہاری کچھ ضرورت نہیں جب سر منڈانے میں تمنے میری اطاعت نہ کی تو لوہے کے پہاڑوں کے ساتھ لڑائی میں کیونکر اطاعت کروگے تمہاری مجکو کچھ حاجت نہیں ۱۲۔ ٣ امام ابو عبداللہ سے مروی ہے اونہوں نے فرمایا کہ سلمان سے تاخیر دن چڑہی تک ہوئی خدا نے اوسکو یہ سزا دی کہ اوسکی گردن کو پامال کیا یہانتک ۱۲۔

مثل السلعة حمراء وابوذر بهنه الی وقت الظهر فما قبر الله الی ان سلط علیه عثمان حتی حمله علی قتب [1]
واکل اللحم الیته وطرده عن جوار رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فاما الذی لم یتغیر منذ قبض رسول الله
صلی الله علیه وآله حتی فارق الدنیا طرفة عین فالمقداد
ابن الاسود لم یزل قائماً قابضاً علی قائم السیف عیناه فی عینی امیرالمومنین ینظر متی یامره فیمضی انتہی الخ
حاصل روایات یہہ ہے۔ کہ صحابہ کرام مین سے کوئی معصیت سے نہین بچا بلکہ ارتداد
سے نہین بچا حضرت مقداد اگرچہ داخل مرتدین نہین لیکن فرار جنگ احد سے جو کبیرہ ہی
اور جسکی حق مین وارد ہی فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللهِ وَمَاْوٰهُ جَهَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا
آپکی طرف منسوب ہوگا۔ ور کرام ہونے سے بروایات شیعہ خارج ہونگی۔ پس اب دیکھنا
چاہیی کہ ہماری حضرت محبیب کا فرمانا کہ حاشا وکلا کہ شیعہ صحابہ کرام کو برا جانتی ہون فرماؤ تو
سہی وہ صحابہ جنکی کرام ہونے کے ہماری محبیب قائل ہین وہ کون ہین کہ جن سے کوئی
معصیت سرزد نہین ہوئی وہ یہہ ہے بزرگوار ہین جنکی اوصاف کتب شیعہ سے مذکور ہوئی
یا کوئی فرضی ہین اگرچہ خصال ابوجعفر محمد بن بابویہ سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ جنکی صفت
حسب مذاق محبیب لبیب کرام ہوسکتی ہے بارہ ہزار ہین حدثنا احمد بن جعفر الهمدانی رض
قال حدثنا ابراهیم بن هاشم عن ابیه عن ابن ابی عمیرة عن هشام بن سالم عن ابی عبدالله [2]
علیه السلام قال کان اصحاب رسول الله صلی الله علیه وآله اثنا عشر الفاً ثمانیة آلاف من غیر المدینة
والفان من المدینة والفان من الطلقا لم یرفیهم قدری ولا مرجی ولا حروری ولا معتزلی
ولا صاحب رای کانوا یبکون اللیل والنهار ویقولون اقبض ارواحنا قبل ان ناکل الخبز الخمیر انتہی بلفظہ

---

[1] کہ شل سرخ دمل یار سولی کے ہوگئی اور ابوذر سے تاخیر ظہر تک ہوئی خدا تعالی نے اوسکو یہہ سزا دی کہ عثمان کو اوسپر مسلط کیا اوسنے اوسکو ایسی پالان پر سوار کیا جس سے اوسکا سرین زخمی ہوگیا اور رسول اللہ صلعم کی پڑوس سے اوسکو نکال دیا۔ لیکن وہ شخص جو بعد وفات رسول اللہ صلعم سے مرنی تک مطلق نہین بدلا۔ مقداد بن الاسود ہے ہمیشہ تلوار کا قبضہ پکڑے امیرالمومنین کی آنکھوں مین آنکھین ڈالی مستعدی کے ساتھہ منتظر رہا کہ حضرت کب حکم فرماتے ہین۔ ۱۲۔

[2] امام ابوعبداللہ سے مروی ہی کہ اصحاب رسول اللہ کے بارہ ہزار تھی آٹھہ ہزار مدینہ سے باہر کے اور دو ہزار مدینہ والے اور دو ہزار طلقا ان مین سے کوئی قدری تھا نہ کوئی مرجی تھا نہ کوئی خارجی تھا نہ کوئی معتزلی تھا۔ نہ کوئی دین مین رائے کو دخل دینی والا تھا اور کہا کرتے تھی کہ خداوندا خمیری روٹی کھانے سے پہلے ہماری جان نکال لے۔ ۱۲۔

یہہ تعداد کہ جنمین مدینہ اور غیر مدینہ سے دس ہزار اور طلقا دو ہزار تھی اسمین معلوم نہین
وہ حضرات جنکی مناقب وفضائل کتب شیعہ سے بیان ہوچکی ہین داخل ہین یا خارج
اور یہہ حضرات باوجود ان محامد کے مرتدین مین معدود ہین یا نہین باہمی تناقض
وتہافت روایات کچہہ اسی موقع پر منحصر نہین ہے۔ ماہذہ باول قارورۃ کسرت فی الاسلام
صدہا روایات مین یہہ ہی کیفیت تعارض وتناقض کے ہی بجز تقیہ کوئی مفر نہین
وہو کما تری دلیل العجز۔ پس جبکہ تمام صحابہ معاذ اللہ بروایات معتبرہ قوم عاصی
اور فاسق بلکہ مرتد ہوئی تو صفت احترازیہ ہو ہی نہین سکتی کیونکہ اوسوقت صفت
احترازیہ ہوسکتی ہی کہ جب بعض کرام اور بعض غیر کرام ہون اور جب اہل سنت کے نزدیک
سب کرام ہین تو حسب مذہب اہل سنت صفت احترازیہ نہین ہوسکتی اور شیعہ کے
نزدیک سب غیر کرام ہین تو اونکی نزدیک ہی صفت احترازیہ نہین ہوسکتی تو اس سی ثابت ہوا
کہ اہلسنت سبکو بہتر وبرتر سمجہتی ہین اور بہلا کہتی ہین اور شیعہ سبکو برا سمجہتی ہین اور
بد کہتی ہین پس حضرت مجیب کا حصر کے ساتہہ فرمانا کہ اونکو ہی برا جانتی ہین جس سی پایا جاتا ہی
کہ بعض مراد ہین غلط ہوا باقی رہا کتب فریقین سے ثابت کرنا سو یہہ ایک خیال
باطل ہی کیونکہ اہلسنت کے نزدیک دو قاعدہ کلیہ مسلم ہین اول یہہ کہ بعد انبیاء کی
کوئی معصوم نہین دوم یہہ کہ وصف صحابیت کی ساتہہ جنمین ایمان ہی ماخوذ ہی
کوئی معصیت مضرت نہین پونہچاتی اور کرام ہونے سے نہین خارج کرتے جیسا کہ
شیعہ متعہ نکاح مین فرماتے ہین کہ ایکدفعہ متعہ کرنیسے درجہ حسینؓ کا پاوی اور دو دفعہ
کرنیسے درجہ حسنؓ کا اور تین دفعہ مین علیؓ کا اور چار دفعہ متعہ مین خود حضرت افضل النبیین
والمرسلین کا درجہ اوڑا دے یا حب اہلبیت کے باب مین فرماتے کہ باوجود کفر کے
بہی ذریعہ نجات وفلاح ہے تو جب وصف صحابہ کے ساتہہ کوئی معصیت دون الکفر
مضر نہین تو اہلسنت کی کتابون سے غیر کرام ثابت ہونا محال ہوا غایت ما فی

الباب کوئی روایت دال بر معصیت ہوگے سو وہ کرام ہونے سے خارج نہین کرتے
تو یہہ بہی غلط ہوا کہ کتب فریقین سے ثابت کرتے ہین ہان آپکی کتابون سے بیشک
صحابہ کا غیر کرام ہونا ہی نہین ثابت ہوتا بلکہ ائمہ اور انبیاء کا بہی غیر کرام ہونا ثابت
ہوتا ہے لیکن اسجگہ ہماری مجیب وہی اپنا قدیمی جواب دلسکتی ہین۔ کہ یہہ امر
لازم مذہب ہی مذہب نہین قولہ۔ اور اگر لفظ کرام صفت کاشفہ ہے اور یہہ مطلب ہے کہ
جو صحابہ کرام ہین تو البتہ یہہ محل نزاع ہے اقول حضرت مجیب کی مناظرہ دانی
اور اجتہاد اسجگہ قابل دیکہنی کے ہے کیون حضرت صفت کاشفہ کسکو کہتے ہین کیا
بسم اللہ الرحمن الرحیم مین بہی صفت کاشفہ ہے موصوف مین کونسا ابہام تہا جسکے کشف کی
ضرورت ہے اور اگر بالفرض ابہام ہو بہی تو وہ باعتبار متعلق کے ہے یہہ صفت کرام اوس ابہام کو
رفع نہین کرسکتی بلکہ ایسی وہم کے رفع کے لیے متعلق کیطرف اضافت کرنا چاہی مثلاً کہین کہ صحابہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم۔ لیجئے ہم آپکو بتائے دیتے ہین ایسی صفات کو صفات مادحہ کہتے ہین صفات
کاشفہ نہین کہتے یاد رکہیکا اور جب یہہ صفت مادحہ ہوئی تو بس محل نزاع بنیاد بنیکم یہہ ہی ہی
قولہ۔ کل صحابہ کا کرام ہونا کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ اور خود اقوال و افعال صحابہ بلکہ
خود صاحب تحفہ کی تحقیق سے جنکو آپ خاتم المحدثین فرماتے ہین ثابت نہین ہوتا بلکہ خلاف اسکی ثابت
ہوتا ہی۔ اقول بفضل اللہ تعالی کل اصحاب کا کرام ہونا علاوہ کتاب اللہ کے خود آپکی روایات
و قواعد سے بہی ثابت ہوتا ہے یعنی مختصر گذارش ہے آیات (۱) حق تعالی ارشاد فرماتا ہی
كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ صاحب علم الاصول کہتا ہے وما وضع لخطاب المشافهة نحو یا ایہا الذین امنوا
ویا ایہا الناس لا یعم بصیغته من تاخر عن زمن الخطاب وانما یثبت لهم بدلیل اخر

۱؎ ہوتم بہتر امت جو نکالے گئے ہو واسطے لوگون کے حکم کرتے ہو ساتہہ اچہی طرح کی اور منع کرتے ہو
برائے سے اور ایمان لاتے ہو ساتہہ اللہ کے ۔۱۲۔ ۲؎ جو لفظ خطاب مشافہہ کے لیے
موضوع ہے مثل یا ایہا الناس اور یا ایہا الذین آمنوا کے زمانہ خطاب سے پچہلی لوگونکو اپنی صیغہ کے اعتبار سے شامل نہین ہوتا
اونکے لیے حکم صرف دوسری دلیل سے ثابت ہوتا ہے ۔۱۲۔

وھو قول اصحابنا واکثر اھل الخلاف۔ تو اس قاعدہ کی روسی یہہ خطاب صحابہ مہاجرین او
اور انصار کے شان مین وارد ہی اور وہی خیر امت ہین اور مفسرین شیعہ نے بہی اس آیت
کی تفسیر مین اصحاب ہی کو مراد رکہا ہے صاحب مجمع البیان لکہتا ہے واختلف فی
المعنی بالخطاب فقیل ھم المہاجرون خاصۃ وقیل ھو خطاب للصحابۃ ولکنہ
یعم سائر الامۃ ۲ لَیْسُوا سَوَاءً مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ یَّتْلُوْنَ اٰیٰتِ
اللّٰهِ اٰنَاءَ الَّیْلِ وَهُمْ یَسْجُدُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ
یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ وَمَا یَفْعَلُوْا
مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ یُّكْفَرُوْهُ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ بِالْمُتَّقِیْنَ - اس آیت شریفہ مین حق تعالی نے
اون اہل کتاب کے مدح فرمائی جو اپنی دین کو چہوڑ کر اسلام مین داخل ہو گئی تہی اور اصحاب کے زمرہ
مین شامل ہوئی تفسیر صافی مین اسکی تفسیر مین لکہا ہی لیسوا یعنی اھل الکتب سواء فی ذمہم
من اھل الکتب امۃ قائمۃ علی الحق وھم الذین اسلموا منھم ۳ وَاِذْ غَدَوْتَ
مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِیْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ
اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِیُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ - اس آیت شریفہ مین حق تعالی نے
انصار کے دو قبیلون بنی سلمہ اور بنی حارثہ کے لیے کیسا کچہہ تمغہ خوشنودی عطا فرمایا اور اس سے
اونکی کسقدر فضیلت ثابت ہوئی مجمع البیان طبرسی مین ہے ھما بنو سلمۃ وبنو حارثۃ

ف۱ ہمارے صحاب اور اکثر اہل خلاف کا یہہ ہی قول ہے۔ ف۲ اختلاف ہوا ہی کہ خطاب سی کون مخاطب مراد ہی بعضون نے کہا کہ صرف مہاجرین مراد ہین اور بعضی کہتی ہین کہ خطاب جمیع صحابہ کو ہی۔ لیکن تمام امت کو شامل ہے۔ ف۳ نہیں وہ برابر صاحب کتاب سے ایک جماعت ہی قائم پڑہتی ہین آیتین خدا کے اوقات رات مین اور وہ سجدہ کرتے ہین۔ ایمان لاتے ہین ساتہہ اللہ کے اور دن پچہلے کے اور حکم کرتے ہین ساتہہ بہلائی کے اور منع کرتے ہین برائی سی اور جلدی کرتے ہین بیچ بہلائیون کے اور یہہ لوگ صالحون سے ہین اور جو کچہہ کرین وہ بہلائی سے پس ہرگز نکیی دیکہی ناقدری اوسکی اور اللہ جاننی والا ہی پرہیزگارونکو۔ ۱۲ ف۴ اور جب صبحکو نکلا تو لوگون اپنی سے جگہہ دیتا تہا مسلمانون کو بیٹہنی کے واسطی لڑائی کے اور اللہ سننی والا جاننی والا ہی جب قصد کیا تہا دو فرقے نے تم مین سے یہہ کہ نامردی کرین اور اللہ دوستدار تہا اونکا اوپر اللہ کے پس چاہیئی کہ توکل کرین ایمان والے۔ ۱۲۔ ف۵ وہ دونو گروہ بنو سلمہ اور بنو حارثہ انصار کے دو قبیلی ہین اور کہتی ہین کہ بنو سلمہ قبیلہ خزرج سے تہا۔ اور بنو حارثہ قبیلہ اوس سے اور یہہ لشکر کے دو بازو تہے۔ ۱۲۔

حیان من الانصار وقیل هما بنو سلمة من الخزرج وبنو حارثة من الاوس وکانا جناحی
العسکر اسجگہ حضرت مفسر صافی وقمی کی دیانت ودین قابل تماشا ہی وہ طائفتان منکم کی تفسیر
مین فرماتے ہین کہ اس سے مراد عبد اللہ بن ابی بیس منافقین اور اوسکی اصحاب ہین۔ اول تو
اس سے لفظ طائفتان جو تثنیہ واقع ہی صریح انکار کرتا ہی۔ بعد اوسکی لفظ منکم اوسکی مخالف
ہی پہر با اینہمہ حق تعالی فرماتا ہی اللہ اونکا ولی ہے تو اگر منافقین کے ساتہہ خدا تعالے
کی موالات تسلیم کیجائیگی تو بہت سی دلائل قطعیہ شیعہ کا استیصال ہو جائیگا۔ (۴)
إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ
عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ (۵) الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِن بَعْدِ
مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ
إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ
(۶) فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى بَعْضُكُم
مِّن بَعْضٍ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا
لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ
وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ اس آیت شریفہ مین حق تعالی نے مہاجرین کے لئے تکفیر سیئات ور
ادخال جنات اور ثواب عظیم کا وعدہ فرمایا جسکا خلف محال ہی۔ اور تکفیر سیئات سے
اسطرف اشارہ ہی کہ اونسی وقوع سیئہ کچہہ ممتنع نہین ہے اور نہ قادح انکی فضلیت کو ہی (۷)

---

[۱] تحقیق جو لوگ پیٹہہ موڑ گئی تم مین سے اوس دن کہ مین دو جماعتین سوا اسکی نہین کہ ڈگا یا اونکو شیطان نے بعض
اوس چیز سے کہ کمایا تہا اونہون نے اور تحقیق معاف کیا اللہ نے اونسی تحقیق اللہ بخشنے والا تحمل والا ہی ۔۱۲ [۲]
جن لوگون نے قبول کیا واسطی اللہ کے اور رسول کے پیچہی اسکی کہ پہونچی اونکو زخم واسطے اون لوگون کے کہ نیکی کرتے
ہین اونہین سے اور پرہیزگاری کرتے ہین ثواب بڑا۔ وہ لوگ کہ کہا اونکو لوگون نے تحقیق آدمی تحقیق جمع ہوی
ہین واسطی تمہاری پس ڈرو تم پس زیادہ کیا اونکو ایمان اور کہا اونہون نے کفایت ہی ہمکو اللہ اور
اچہا کارساز ہی۔ [۳] پس قبول کیا واسطے اون کے رب اونکی نے یہہ کہ مین نہین ضائع
کرونگا عمل کسی عمل کرنیوالیکا تم مین سے مرد سے یا عورت سے بعض تمہاری بعض سے ہین
پس جن لوگون نے وطن چہوڑا اور نکالے گئی گہرون اپنی سے اور ایذا دیی گئی بیچ راہ میری کے اور لڑے اور مارے گئے
البتہ دور کرونگا مین اونسی برائیان اونکی اور البتہ داخل کرونگا مین اونکو بہشتون مین چلتی ہین نیچی اونکے سی نہرین ثواب
نزدیک خدا کے سی اور اللہ نزدیک اوسکی ہے اچہا ثواب ۔۱۲

والذين آمنوا وهاجروا وجاهدوا في سبيل الله والذين آووا ونصروا أولئك هم
المؤمنون حقا لهم مغفرة ورزق كريم حق تعالے شانہ نے اس آیت شریفہ مین مہاجرین
وانصار کے لیئے فضیلت فی الایمان کی شہادت دی - اور ضمیر فصل کے توسط سے جو حصر کو مفید ہے اونکی
کمال ایمان کو محقق فرمایا اور اونکے لیئے مغفرت اور ثواب رفیع کا وعدہ فرمایا لیکن افسوس کہ حضرات شیعہ نے
اونکے حق مین مغفرت عظیمہ کو لعنت فاحشہ سے اور ایمان کامل کو کفر شدید سے اور ثواب کریم کو عذاب عظیم سے
بدل دیا - سبحانک ہذا بہتان عظیم - (۸) والسابقون الأولون من المهاجرين والأنصار
والذين اتبعوهم بإحسان رضي الله عنهم ورضوا عنه وأعد لهم جنات تجري تحتها
الأنهار خالدين فيها أبدا ذلك الفوز العظيم اس آیت شریفہ مین حق تعالے نے مہاجرین وانصار
کی جو کچھہ مدح فرمائی محتاج شرح نہین حضرات شیعہ اسکی تاویل بلکہ تحریف مین بجز اسکی اور کچھہ نہین کر سکتے
کہ اسکو ابوذرؓ مقدادؓ وغیرہ کے ساتھہ مخصوص فرمائین اور پہلی اونکی حالات معلوم ہو چکی مین علاوہ
ازین جمع معرف بلام الفاظ عموم سے ہین بالاتفاق - (۹) إن الله اشترى من المؤمنين
أنفسهم وأموالهم بأن لهم الجنة يقاتلون في سبيل الله فيقتلون ويقتلون وعدا عليه
حقا في التوراة والإنجيل والقرآن ومن أوفى بعهده من الله فاستبشروا ببيعكم الذي
بايعتم به وذلك هو الفوز العظيم التائبون العابدون الحامدون السائحون
الراكعون الساجدون الآمرون بالمعروف والناهون عن المنكر والحافظون
لحدود الله وبشر المؤمنين (۱۰) لقد تاب الله على النبي والمهاجرين والأنصار

ف۱ اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور وطن چھوڑا اور جہاد کیا بیچ راہ اللہ کے اور جن لوگون نے جاگہہ دی اور مدد کی یہہ لوگ وہی ہیں
ایمان لانیوالے سچے اونکے واسطے بخشش ہے اور رزق ہے باکرامت -۱۲ ف۲ اور آگے بڑہ جانیوالے پہلے ہجرت کرنیوالون سے اور مدد
دینی والون سے اور وہ لوگ کہ پیروی کرتے ہین انکے ساتھہ نیکی کے راضی ہوا اللہ اونسے اور راضی ہوے وہ اوس سے
اور طیار کئے واسطے اونکی بہشتین چلتے ہین نیچے اونکے نہرین ہمیشہ رہنی والے بیچ اوسکی ہمیشہ یہہ ہے مراد پانا بڑا ف۳
تحقیق اللہ مول لیتا ہے مسلمانون سے جانین اور مال اونکی سبب اسکے کہ واسطے اونکی بہشت ہے کہ لڑتے ہین
بیچ راہ اللہ کے پس مارین گے اور مارین جاوینگے وعدہ ہے اوپر اوسکی سچا بیچ توریت کے
انجیل کے اور قرآن مجید کے اور کون شخص پورا کرنیوالا ہے عہد اپنی کو اللہ سے پس خوشوقت ہوؤ سودی اپنی کے سے جو
سوداگری کی تمنی ساتھہ اوسکی اور یہہ وہی ہے مراد پانا بڑا - توبہ کرنیوالی ہین عبادت کرنیوالی ہین تعریف کہنیوالی ہین سیر کرنیوالی ہین سجدہ
کرنیوالی ہین حکم کرنیوالی ہین ساتھہ بھلائی کے اور منع کرنیوالی ہین نامعقول سے اور نگاہ رکھنیوالی ہین حدون اللہ کی کو اور بشارت
دی ایمان والون کو -۱۲ ف۴ البتہ پھر آیا اللہ اوپر نبی کے اور وطن چھوڑنیوالون کے اور مدد دینے والون کے -۱۲

الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِن بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ
عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ
بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَن لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ
لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ (۱۱) الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ
اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ يُبَشِّرُهُمْ
رَبُّهُم بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا إِنَّ اللَّهَ
عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ (۱۲) لَٰكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ
وَأَنفُسِهِمْ وَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (۱۳) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ
مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى
الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ
مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ
وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ (۱۴) أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ
عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ

سلہ جنہوں نے پیروی کی اوسکی بیچ وقت تنگی کے پیچھے اسکے نزدیک تھا کہ کج ہو جاویں دل ایک جماعت کے اونمیں سے پہر آیا اوپر اونکے
تحقیق وہ ساتھ اونکے شفقت کرنیوالا مہربان ہی اور اوپر تین شخصوں کے جو کہ پیچھے چھوڑے گئے تھے یہانتک کہ جب تنگ ہوگئی
اوپر اونکے زمین ساتھ اوسکی کشادہ تھی اور تنگ ہوگئی اوپر اونکی جان اونکی اور جانا اونہوں نے کہ نہیں پناہ اللہ سے مگر طرف اوسکی
پہر پہر آیا اوپر اونکی توکہ پہر آویں وہ تحقیق اللہ وہی پہر آنیوالا مہربان ہی ۱۲ سلہ جو لوگ کہ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا بیچ
راہ اللہ کے ساتھ مالوں اپنی کے اور جانوں اپنی کے بڑی ہیں درجہ میں نزدیک اللہ کے اور یہہ لوگ وہی ہیں مراد پانیوالی بشارت دیتا ہے
اونکو رب اونکا ساتھ مہربانی کے اپنی طرف سے اور رضامندی کے اور بہشتوں کے واسطے اونکے بیچ اونکے نعمت ہی پایدار ہمیشہ رہینگے بیچ اوسکی ہمیشہ تحقیق
اللہ نزدیک اوسکے ہی ثواب بڑا۔ سلہ لیکن رسول اور جو لوگ کہ ایمان لائے ساتھ اوسکی جہاد کیا اونہوں نے ساتھ مالوں اپنی کے اور جانوں
اپنی کے اور یہہ لوگ واسطے اونکے بھلائی ہی اور یہہ لوگ وہی ہیں فلاح پانیوالے تیار رکہیں اللہ نے واسطے اونکے بہشتیں چلتی ہیں نیچے
اونکی نہریں ہمیشہ رہنیوالی بیچ اوسکے یہہ ہی مراد پانا بڑا۔ سلہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو جو کوئی پہر جاویگا تم میں سے دین اپنے سے
پس البتہ لاویگا اللہ ایک قوم کو کہ پیار کرتا ہے وہ اونکو اور پیار کرتے ہیں وہ اوسکو نرمی کرنیوالی ہیں اوپر مسلمانوں کے سختی کرنے
والی ہیں اوپر کافروں کی جہاد کرینگے بیچ راہ اللہ کے اور نہ ڈرینگے ملامت کرنے ملامت کرنیوالی کے یہہ بڑائی اللہ کی ہے دیتا ہے
اوسکو جسکو چاہی اور اللہ کشایش والا ہی جاننی والا سوای اسکی نہیں کہ دوست تمہارا اللہ ہی اور رسول اوسکا اور وہ لوگ
کہ ایمان لائے وہ لوگ کہ قایم رکھتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوۃ اور وہ رکوع کرنے والے ہیں ۱۲ سلہ اذن دیا گیا واسطے اون
لوگوں کی کہ لڑائی کی جاتی ہی اونسی بسبب اسکی کہ وہ ظلم کیے گئے ہیں اور تحقیق اللہ اوپر مدد اونکی البتہ قادر ہی وہ لوگ کہ نکالی گئی
گہروں اپنے سے ناحق مگر یہہ کہ کہا اونہوں نے پروردگار ہمارا اللہ ہے ۱۲

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَہُمْ بِبَعْضٍ لَّہُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ

یُذْکَرُ فِیْہَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا ؕ وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۴۰﴾ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰہُمْ

فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَہَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ ؕ وَلِلّٰہِ

عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ ﴿۱۵﴾ ع وَجَاہِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِہَادِہٖ ؕ ہُوَ اجْتَبٰىکُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ

فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرٰہِیْمَ ؕ ہُوَ سَمّٰىکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ ۬ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِیْ ہٰذَا لِیَکُوْنَ

الرَّسُوْلُ شَہِیْدًا عَلَیْکُمْ وَتَکُوْنُوْا شُہَدَآءَ عَلَی النَّاسِ ۚۖ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ

وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ ؕ ہُوَ مَوْلٰىکُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ﴿۱۶﴾ ع ہُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ

السَّکِیْنَۃَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْۤا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِہِمْ ؕ وَلِلّٰہِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ۙ لِّیُدْخِلَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ خٰلِدِیْنَ

فِیْہَا وَیُکَفِّرَ عَنْہُمْ سَیِّاٰتِہِمْ ؕ وَکَانَ ذٰلِکَ عِنْدَ اللّٰہِ فَوْزًا عَظِیْمًا ﴿۱۷﴾ ع قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ

الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ تُقَاتِلُوْنَہُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِیْعُوْا

یُؤْتِکُمُ اللّٰہُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا کَمَا تَوَلَّیْتُمْ مِّنْ قَبْلُ یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۱۶﴾ لَیْسَ عَلَی

الْاَعْمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْمَرِیْضِ حَرَجٌ ؕ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یُدْخِلْہُ

جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ ۚ وَمَنْ یَّتَوَلَّ یُعَذِّبْہُ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۱۸﴾ ع لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ

ف۱ اور اگر نہوتا دور کرنا اللہ کا لوگون کو بعضی اونکو بعضی سے البتہ ڈھائی جاتے خلوتخانہ درویشونکی اور عبادتخانہ نصاریٰ
کی اور عبادتخانہ یہود کے اور مسجدین کہ نام لیا جاتا ہے بیچ اونکی نام اللہ کا بہت اور البتہ مدد دیویگا اللہ اوسکو کہ مدد دیتا ہے
اوسکو تحقیق اللہ البتہ زور آور ہے غالب ہے وہ لوگ کہ اگر قدرت دیوین ہم اونکو بیچ زمین کے قایم رکھین نماز کو اور دیوین
زکوٰۃ کو اور حکم کرین ساتھ بھلائی کے اور منع کرین نامعقول سے اور واسطے اللہ کی انجام سب کامون کے ۱۲ ف۲ اور محنت کرو بیچ راہ
اللہ کے حق محنت اوسکے اوسینے برگزیدہ کیا تمکو اور نہین کی اوپر تمہارے بیچ دین کے کچھہ تنگی دین باپ تمہارے ابراہیم کا
اوسنے نام رکھا ہے تمہارا مسلمان پہلے سے اور بیچ اس کتاب کے بھی نام رکھا گیا مسلمان تو کہ ہو پیغمبر گواہ اوپر تمہارے اور ہو تم گواہ اوپر
لوگون کے پس قایم رکھو نماز کو اور دو زکوٰۃ کو اور محکم پکڑو ساتھ اللہ کے وہی ہے دوست تمہارا پس بہت اچھا دوست ہے
اور اچھا مددگار ۔ ف۳ وہی ہے جسنے اوتاری تسکین بیچ دلون ایمان والونکے تو کہ بڑہ جاوین ایمان مین ساتھ ایمان
اپنی کے اور واسطے اللہ کے ہین لشکر آسمانونکے اور زمین کے اور ہے اللہ جاننے والا حکمت والا ۔ تو کہ داخل کرے ایمان والونکو
اور ایمان والیون کو بہشتون بیچ چلتی ہین نیچے اونکی سے نہرین ہمیشہ رہنے والے بیچ اونکی اور دور کرے اونسی برائیان اونکی
اور ہے یہہ نزدیک اللہ کے مراد پانا بڑا ۔ ف۴ کہہ واسطے پیچھے چھوڑے گیون کے گنوارون سے شتاب بلائے جاوگے طرف
ایک قوم سخت لڑائی والے کی ۔ لڑوگے تم اونسے یا مسلمان ہو جاوینگے پس اگر مانوگے تم دیویگا تمکو اللہ تعالیٰ ثواب اچھا
اور اگر پہر جاوگے تم جیسا پہر گئی تھے پہلے سے عذاب کریگا تمکو عذاب درد دینے والا نہین اوپر اندہی کے تنگی اور نہ اوپر لنگڑے کے
تنگی اور نہین اوپر بیمار کے تنگی اور جو کوئی فرمانبرداری کرے اللہ کی اور رسول اوسکی کے داخل کریگا اوسکو بہشتون بیچ
چلتی ہین نیچے اونکی سے نہرین اور جو کوئی پہر جاویگا عذاب کریگا اوسکو عذاب درد دینے والا ۱۲ ف۵ البتہ تحقیق راضی ہوا اللہ

عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ
وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (١٩)
إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ
رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا وَكَانَ اللَّهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (٢٠) مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ
بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ
أَثَرِ السُّجُودِ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ
فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا (٢١) لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ
مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا
وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (٢٢) لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ
أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ

---

١٩ مسلمانون سی جس وقت بیعت کہ کرتے تھی تجھسی نیچے درخت کیکر کے پس جانا جو کچھ بیچ دلون اونکی تہا پس اوتاری
تسکین اوپر اونکی اور ثواب دیا اونکو فتح نزدیک اور لوٹین بہت کہ لیوین گے اوسکو اور ہی اللہ غالب حکمت والا ۔
٢٠ جس وقت کیا اون لوگون نے کہ کافر ہوئی بیچ دلون اپنے کے کد کد جاہلیت کے پس اتاری اللہ نے تسکین
اوپر رسول اپنے کے اور اوپر ایمان والون کے اور لازم کردی اونکو بات پرہیزگاری کی اور تہی وہ بہت حقدار
ساتھ اوسکی اور لائق اوسکی اور ہی اللہ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا ۔ ٢١ محمد رسول اللہ کا ہے اور جو لوگ
کہ ساتھ اوسکی ہین سخت ہین اوپر کفار کے رحم دل ہین درمیان اپنے دیکھتا ہی تو اونکو رکوع کرنیوالی سجدہ کرنیوالے
چاہتی ہین فضل خدا کا اور رضامندی اوسکی نشانی اونکی بیچ موہون اونکی کے اثر سجدہ کیسی یہہ ہی
صفت اونکی بیچ توریت کی اور صفت اونکی بیچ انجیل کے جیسی کہیتی نکالی سوئی اپنی پس قوی کریے اوسکو
پس موٹی ہو جاوی پس کھڑی ہو جاوی اوپر جڑ اپنی کے خوش لگتی ہی کہیتی کرنیوالون کو تو کہ غصہ مین
لاوی اللہ بسبب اون مسلمانون کے کافرونکو وعدہ کیا ہی اللہ نے اون لوگونکو کہ ایمان لائی اور کام کیئی اچھی اونمین سے
بخشش اور ثواب بڑا ۔ ٢٢ نہین برابر تم میں سے وہ شخص کہ جسنی خرچ کیا تھا پہلی فتح مکہ سے اور لڑائی کی تہی یہہ لوگ
بڑی ہین درجہ مین ان لوگون سی کہ خرچ کیا اونہون نے پیچھی اس سے اور لڑائی کے اور ہر ایک کو وعدہ دیا اللہ نے اچھا
اور اللہ ساتھ اوس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار ہے ۔ نہ پاویگا تو کسی قوم کو کہ ایمان لاتے ہون ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے
دوستی کرین اوس شخص کہ مقابلہ کرتا ہی اللہ کا اور رسول اوسکے کا اور اگرچہ ہوین باپ اونکی یا بیٹے اونکی یا بہائی اونکی یا کنبا اونکا یہہ لوگ لکھا ہے بیچ دلون اونکی کے ایمان اور قوت

تَجْرِی مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ
اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۲۳) لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ
وَاَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّیَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ
(۲۴) وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ
فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ
یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ - علی ہذا القیاس اور بہت آیات مین جو عموما
خصوصا صحابہ کرام کی مدح مین وارد ہوئی ہین اورجن سے صحابہ کبار مہاجرین و انصار کی فضائل ومناقب ثابت
ہوتی ہین منصف لبیب کے واسطے تو ایک آیت ہی کافی ہے - اور نا انصاف کے سامنے تمام قرآن بہی مفید نہین
اسلیے ہمنے اسجگہ چند آیات کی مختصر بیان پر اکتفا کرکے بعض آیات کو بخوف تطویل بلا تقریر استدلال ذکر
کردیا مختصرا اپنی اون روایات کو سن لیجیے جن سے صحابہ کا کرام ہونا کالشمس فی رابعۃ النہار ثابت ہوتا ہے
(۱) سید دلدار علی لکہنوی نے اساس الاصول مین صفحہ ۸۷ پر اور بحار مجلسی کی جلد اول مین
صفحہ ۱۴۷ پر لکہی ہے ہم الفاظ اساس کے لکہتی ہین - منہا ما اورده الصدوق
فی کتاب معانی الاخبار عن ابن الولید عن الصفار عن الخشاب عن ابن کلوب
عن اسحاق بن عمار عن الصادق عن ابائه و محمد بن الحسن الصفار فی بصائر الدرجات
والشیخ الطبرسی فی کتاب الاحتجاج عن الصادق از رسول اللّٰه قال ما وجدتم فی کتاب اللّٰه عز و جل

سلہ دی ہے اونکو سب تہہ دح کے اپنے طرف سے اور داخل کریگا اونکو بہشتون مین جلتی ہین نیچے ونکی نہرین ہمیش رہنی والے
بیچ اوسکی راضی ہوا اللہ اون سے اور راضی ہوئی وہ اوس سے یہہ لوگ مین گروہ خدا کے خبردار ہو تحقیق گروہ اللہ کے وہ ہین
فلاح پانیوالے - ۱۲ سلہ یہہ مال واسطے فقیرون وطن چہوڑنیوالون کے جو نکالے گئے گہرون اپنی سے اور مالون اپنی سے
چاہتی ہین فضل خدا کے سے اور رضا مندی اور مدد دیتی ہین خدا کو اور رسول اوسکی کو یہہ لوگ وہ ہین سچے ۱۲
سلہ اور واسطے اون لوگون کے کہ جگہہ پکڑ رہی ہے گہر ہجرت کے مین یعنے مدینہ مین اور ایمان مین پہلے اونسے
دوست رکہتی ہین اونکو جو وطن چہوڑ کر آئی ہین طرف اونکی اور نہین پاتے بیچ دلون اپنے کے خلش اوس
چیز سے کہ دی جاوین مہاجرین اور اختیار کرتے ہین اوپر جانون اپنے کے اور اگرچہ ہو اونکو تنگی اور
جو کوئی بچ جاوے بخیلی جان اپنی کی سے - پس یہہ لوگ وہ ہین - فلاح پانے والے
۱۲ - سلہ امام جعفر صادق رض سے مروی ہے فرمایا جو کچہہ کتاب اللہ مین پاؤ - ۱۲ -

فالعمل به لازم ولا عذر لکم فی ترکه وما لم یکن فی کتاب الله عزّ وجلّ وکان فی سنّة منی فلا عذر لکم
فی ترک سنتی وما لم یکن فی سنتی فما قال اصحابی فقولوا به مثل اصحابی فیکم کمثل النجوم
بایها اخذ اهتدی وبای اقاویل الصحابة اخذتم اهتدیتم واختلاف اصحابی لکم
رحمة - قیل یا رسول الله من اصحابک قال اهل بیتی - یہ سوال وجواب جو خاتمہ روایت میں وارد ہے
یہ سراسر حضرت صدوق کی گھڑت ہے کیونکہ لفظ اصحاب کوئی پہیلی یا چیستان نہیں تھا جسکو حل کی
ضرورت تھی یہ بیان خلاف خود اسکو مبطل ہے علاوہ جامع الاستفسار کی روایت ابن منصوبہ کو صریح باطل
کر رہی ہے - (۲) حدثنا الحاکم ابو علی الحسن بن احمد البیہقی قال حدثنا محمد بن یحیی
الصولی قال حدثنا محمد بن موسی بن نصر الرازی قال حدثنی ابی قال سئل الرضا علیه السلام
عن قول النبی اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم وعن قوله دعوا لی اصحابی فقال
هذا صحیح - عن ایات بینات - از جامع الاخبار (۳) انا کالشمس وعلی کالقمر واصحابی
کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم - عن ایات بینات (۴) اللهم واصحاب محمد
خاصة الذین احسنوا الصحابة والذین ابلوا البلاء الحسن فی نصره - صحیفہ کاملہ
(۵) امام حسن عسکری کی تفسیر میں ہے - ان رجلا ممن یبغض آل محمد واصحابه او
واحدا منهم یعذبه الله عذابا لو قسم علی مثل ما خلق الله لاهلکهم اجمعین عن ایات بینات
(۶) امام کی تفسیر میں ہے - فقال یا موسی اما علمت ان فضل صحابة محمد علی صحابة
جمیع المرسلین کفضل آل محمد علی آل جمیع النبیین - عن ایات بینات (۷) جامع الاخبار میں

ف۱ امام جعفر صادق سے مروی ہے فرمایا جو کچھ تم کتاب اللہ میں پاؤ اسپر عمل کرنا لازم ہے اور اسکے چھوڑنے میں تمکو کوئی عذر نہیں اور جو کتاب اللہ میں نہو اور میری سنت میں ہو تو میری سنت کی ترک میں بھی تمکو کوئی عذر نہیں اور جو میری سنت میں نہو تو جو میرے اصحاب کہیں اوسکو تسلیم کرو میرے اصحاب کی مثل ستارونکی ہے جسکو اختیار کرو گے ہدایت پاؤ گے اور صحابہ کے جس قول کو لو گے ہدایت پاؤ گے اور میرے اصحاب کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ آپکے اصحاب کون ہیں فرمایا میرے اہلبیت ۱۲ ف۲ کسی نے امام رضا رضی اللہ عنہ سے حضرت کے قول کا حال پوچھا - اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم دعوا لی اصحابی - آپ نے فرمایا یہ قول صحیح ہے ۱۲
ف۳ میں مثل آفتاب کی ہوں اور علی مثل چاند کی ہے اور میرے اصحاب مثل ستارونکی ہیں ان میں سے جسکی پیروی کرو گے راہ ہدایت پاؤ گے ۱۲
ف۴ الٰہی اور رحمت بھیج اصحاب محمد پر خاص کر ان پر جنہوں نے اچھی مصاحبت کی اور اسکی معاونت میں اچھی آزمایش میں مبتلا ہوئے ۱۲ ف۵ تحقیق جو شخص کہ آل محمد سے یا اصحاب محمد سے یا ان میں سے کسی ہی سے بغض رکھتا ہے خدا اوسکو ایسا عذاب دیگا اگر اوسکو تمام مخلوق میں بانٹ دی تو وہ سب کو ہلاک کر دے ۱۲ ف۶ فرمایا کیا تو نہیں جانتا کہ محمد کے اصحاب کی بزرگی اور فضیلت تمام رسولوں کی اصحاب پر ایسی ہی ہے جیسے آل محمد کی فضیلت تمام نبیوں کی آل پر ہے ۱۲

قال النبی من سبنی فاقتلوہ ومن سب اصحابی فاجلدوہ (۸) جلد اول بحار مجلسی صفحہ ۵۴۸
پر مذکور ہے علی عن ابیه عن ابن ابی نجران عن ابن حمید عن ابن حازم قال قلت لابی عبد الله
علیه السلام ما بالی اسئلك عن المسئلة فتجیبنی بالجواب ثم یجیئك غیری فتجیبه
بجواب آخر فقال انا نجیب الناس علی الزیادة والنقصان قال قلت فاخبرنی عن اصحاب رسول الله
صلی الله علیه وآله صدقوا علی محمد ام کذبوا قال بل صدقوا قلت فما بالهم اختلفوا فقال
اما تعلم ان الرجل کان یاتی رسول الله صلی الله علیه وآله فیسأله عن المسئلة فیجیبه فیها
بالجواب ثم یجیبه بعد ذلك بما ینسخ ذلك الجواب فنسخت الاحادیث بعضها بعضًا امام
کے اس ارشاد سے صاف ثابت ہے کہ صحابہ روایات حدیث میں سچے اور عدول اور ثقہ ہیں
(۹) وقال علیه السلام فی مدح الانصار والله ربوا الاسلام کما یربی الفلو مع غنائهم
بایدیهم السباط والسنتهم السلاط والفلو المهر والسباط السماح ویقال للماهر فی الطعن
انه سبط الیدین ای انه لقیف فیه والسلاط الحداد والفصیح - شرح نهج البلاغة
ابن میثم - (۱۰) منها فی خطاب اصحابه وقد بلغتم من کرامة الله لکم منزلة تکرم
بها اماؤکم وتوصل بها جیرانکم ویعظمکم من لا فضل لکم علیه ولا ید لکم عنده ویهابکم
من لا یخاف لکم سطوة ولا لکم علیه امرة وقد ترون عهود الله منقوضة فلا تغضبون

له نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجکو برا کہے اوسکو قتل کرو اور جو میرے اصحاب کو برا کہے اور سب کرے اوسکی کوڑے مارو۔ ۱۲ له ابن حازم سے مروی ہے
کہتا ہے مینے امام ابو عبد اللہ کی خدمت مین عرض کیا میرا کیا حال ہے مین آپسے کوئی مسئلہ پوچھتا ہون آپ مجکو کچھ جواب دیتے ہین پھر وہی مسئلہ دوسرا شخص آکر
پوچھتا ہے آپ اوسکو کچھ اور جواب دیتے ہین فرمایا ہم لوگون کو کم و بیش جواب دیتے ہین۔ کہتا ہے مینے عرض کیا ہے تو مجکو بتلایئے کہ اصحاب
رسول اللہ نے (احادیث رسول اللہ مین) سچ بولا ہے یا جھوٹ بولا ہے آپنے فرمایا نہین بلکہ سچ بولا ہے مینے پوچھا تو پھر انہی اختلاف کی کیا وجہ ہے
فرمایا تو نہین جانتا کہ حضرت کی خدمت مین ایک شخص حاضر ہوکر کوئی مسئلہ پوچھتا تھا اور آپ اوسکو جواب دیتے تھے پھر بعد اوسکی اوسکا ناسخ جواب مین فرما
دیتے تھے تو بعض احادیث بعض کے ناسخ ہین ۱۲ له جناب امیر نے انصار کی مدح مین فرمایا خدا کی قسم انہون نے باوجود اپنی تکلیف
و حاجت کی اسلام کو پرورش کیا جیسا بچھیرے کو پرورش کرتے ہین۔ اونکی ہاتھون مین سخاوت ہے اور زبانون مین
طلاقت وفصاحت۔ ۱۲ له اپنے اصحاب کو خطاب کرکے فرمایا۔ تم اللہ کی بزرگی سے جو تمکو حاصل
ہوئی۔ ایسی مرتبہ پر پہنچ گئی ہو جس سے تمہاری چھوکریون کی تکریم ہوتی ہے اور تمہاری پڑوسیون کے ساتھ پیوند
جوڑتی ہین اور وہ لوگ جن پر تمکو کچھہ فوقیت نہین ہے اور تمہارا کچھہ احسان نہین ہے تمہاری تعظیم کرتے ہین۔ اور جو لوگ نہ تمہاری
غلبہ سے ڈرتی ہین اور نہ تمہاری اونپر حکومت ہے وہ تمہاری ہیبت مانتی ہین دیکھہ رہی ہو کہ خدا تعالے کے عہود
توڑے جاتے ہین اور تمکو کچھہ غصہ نہین آتا۔ ۱۲

وانتم لنقض ذمم آبائكم تانفون وكانت امور الله عليكم ترد وعنكم تصدر واليكم ترجع فمكنتم الظلمة من منزلتكم والقيتم اليهم ازمتكم واسلمتم امور الله في ايديهم يعملون بالشبهات ويسيرون في الشهوات وايم الله لو فرقوكم تحت كل كوكب لجمعكم الله لشر يوم لهم اقول كرامة الله لهم بالاسلام وقوله وكانت امور الله الى قوله ترجع اى انكم كنتم اهل الاسلام والحل والعقد فيه لانهم المهاجرون والانصار والظلمة البغاة وامور الله التي اسلمت في ايديهم احوال العباد والبلاد - شرح نهج البلاغة ابن ميثم

(١١) ومن كلام له عليه السلام للخوارج[٥٢] فان ابيتم الا ان تزعموا انى اخطأت وضللت فلم تضللون عامة امة محمد صلى الله عليه وآله بضلالي الخ - نهج البلاغة

(١٢) ومن كتاب له عليه السلام الى معوية[٥٣] انه بايعني القوم الذين بايعوا ابابكر وعمر وعثمان على ما بايعوهم عليه فلم يكن للشاهد ان يختار ولا للغائب ان يرد وانما الشورى للمهاجرين والانصار فان اجتمعوا على رجل وسموه اماما كان ذلك لله رضى فان خرج من امرهم خارج بطعن او بدعة ردوه الى ما خرج منه فان ابى قاتلوه على اتباعه غير سبيل المومنين وولاه الله ما تولى ويصليه جهنم وساءت مصيرا - نهج البلاغة

سلھ حالانکہ تم اپنے لوگوں کی بھی عہد توڑنے سے ناک چڑھاتے ہو۔ اور اللہ کے کام تمہارے ہی اوپر وارد ہوتے تھے اور تم ہی سے لوٹتے تھے اور تمہاری طرف ہی واپس ہوتے تھے۔ پس تم نے ظالموں کو اپنے مرتبہ میں متمکن کر دیا اور اپنی مہاریں انکے حوالہ کر دیں اور اللہ کے کام انکے ہاتھوں میں سونپ دیے کہ شبہات کے ساتھ عمل کرتے ہو اور اپنی نفسانی خواہشوں میں چلتے ہو خدا کی قسم اگر وہ تمکو ہر ستارہ کے نیچے متفرق کر دیں گے تو خدا تمکو انکی کسی برے دن کے لیے جمع کریگا۔ شارح کہتا ہے کہ اللہ کی کرامت انکی لیے اسلام ہے۔ اور قول کانت امور سے لیکر ترجع تک سے یہ مراد ہے کہ تم اہل اسلام ہو اور اسلام میں اہل حل و عقد ہو یعنی مہمات اسلام کا کھولنا باندھنا تمہاری ہی رائے پر منحصر ہے کیونکہ تم مہاجرین و انصار ہو اور ظالموں سے مراد باغی ہیں اور اللہ کے امور جو انکے ہاتھوں میں سپرد ہیں آدمیوں کے اور شہروں کے احوال ہیں۔ ۱۲ ۵۲ آپکا کلام جو بمقابلہ خوارج فرمائی۔ اگر تم میری خطا قائل ہو اور مجھکو گمراہی کی طرف نسبت کرنے سے باز نہ آؤ اور میری گمراہی کے سبب سے تمام امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں گمراہ بتاتے ہو۔ حاصل یہ کہ اگر میں گمراہ ہوں تو لازم آتا ہے کہ اہل حل و عقد امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنہوں نے مجھکو خلیفہ بنایا ہے سب گمراہ ہوں کہ گمراہ کو خلیفہ بنانے کے سبب سے گمراہ ہوں اور ان سب کی گمراہی محال ہے تو میں بھی گمراہ نہیں ہو سکتا۔ ۱۲ ۵۳ امیر معویہ کو آپنے فرمان لکھا کہ میری بیعت انہی لوگوں نے کی ہے جنہوں نے ابوبکر و عمر و عثمان کے ہاتھوں پر بیعت کی تھی جس امر پر انکی بیعت کی تھی اسی امر پر مجھ سے بیعت کی ہے۔ اس صورت میں نہ حاضر کو کچھ اختیار باقی ہے اور نہ غائب کو رد کی گنجائش ہے۔ شوری صرف مہاجرین و انصار کا ہی ہے۔ اگر وہ کسی شخص پر مجتمع ہو جاویں اور اسکو امام ٹھہرا دیں تو خدا کی رضامندی بھی اسی میں ہے پھر اگر کوئی نکلنے والا طعن کرکے یا بدعت نکالکر انکے کام میں سے نکلے تو اسکو وہیں لوٹا دیجئے جہاں سے نکلا ہے اور اگر انکار کرے تو اس سے مومنین کے رستہ کے سوا پیروی کرنے پر لڑو۔ چھوڑ دینگے ہم اسکو جدھر وہ متوجہ ہوا ہے اور خدا اسکو جہنم میں داخل کریگا اور وہ بری جگہ ہے۔ ۱۲ -

(۱۳) ماکنت الا رجلا من المهاجرین اوردت کما اوردوا واصدرت کما اصدروا
وماکان الله لیجمعهم علی الضلالة ویضربهم بعمی ۹۲ شرح نہج البلاغہ (۱۴) ان هذا
الامر لم یکن نصره ولا خذلانه بکثرة ولا بقلة وهو دین الله الذی اظهره وجنده الذی
اعزه وامده حتی بلغ ما بلغ وطلع من حیث طلع ونحن علی موعود من الله ۹۳ (۱۵) ومن کلام له
علیه السلام فی معنی الانصار قالوا لما انتهت الی امیر المؤمنین ع انباء السقیفة بعد وفات
رسول الله ص قال ما قالت الانصار قالوا قالت منا امیر ومنکم امیر قال علیه السلام فهلا احتججتم
بان رسول الله ص وصی ان یحسن الی محسنهم ویتجاوز عن مسیئهم ـ نہج البلاغہ (۱۶) ومن
کلام له علیه السلام وقد شاوره عمر ابن الخطاب فی الخروج الی غزو الروم وقد توکل الله لاهل هذا الدین
باعزاز الحوزة وستر العورة والذی نصرهم وهم قلیل لا ینتصرون ومنعهم وهم قلیل لا یمتنعون
حی لا یموت انک متی تسر الی هذا العدو بنفسک فتلقهم فتنکب لا تکن للمسلمین کانفة
دون اقصی بلادهم ولیس بعدک مرجع یرجعون الیه فابعث الیهم رجلا مجربا واحفز معه
اهل البلاء والنصیحة فان اظهره الله فذاک ما تحب وان تکن الاخری کنت ردءا للناس ومثابة
للمسلمین ـ علی هذا القیاس اگر تتبع تام کیا جاوے تو بہت روایات فضائل صحابہ اور انکے ایمان کے مثبت برآمد ہونگی
لیکن اگر کوئی نظر انصاف سے دیکھے تو ایک ہی کافی ہے اب اجمالا ہی کہ اسیطرح مختصر بطور تکملہ چند روایات

---

۹۱ میں صرف ایک شخص مہاجرین میں سے ہوں جسطرح وہ وارد ہوئے میں بھی وارد ہوا اور جسطرح وہ لوٹے میں بھی لوٹا اور ہرگز خدا انکو گمراہی پر
اکٹھا نہ کریگا اور انکو حق سے اندھے ہونے میں مبتلا نہ کریگا ۱۲ ۹۲ اس دین کی نصرت اور اسکی ذلت کچھ قلت و کثرت تعداد
پر نہیں ہے (کیونکہ) وہ خدا کا دین ہے جسکو غالب کیا اور اللہ کا لشکر ہے جسکو عزت دی اور جسکی تائید کی یہانتک کہ جس مرتبہ پر
پہونچنا تھا پہنچ گیا اور جسجگہ سے نکلنا تھا نکلا اور ہم اللہ کے وعدہ پر ہیں ۱۲ ۹۳ انصار کے باب میں آپنے یہہ کلام فرمائی ـ بعد
وفات حضرت ص کی جب اصحاب سقیفہ جناب امیر رض کی پاس پہنچے تو آپنے پوچھا کہ انصار نے کیا کہا وہ بولے کہ انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر
تم میں سے ہو تو جناب امیر نے فرمایا تم نے یہہ دلیل کیوں نہ پیش کی کہ حضرت رسول ص نے وصیت فرمائی ہے کہ انصار کے نیکوکاروں کے ساتھ سلوک
کیا جاوے اور گنہگاروں سے درگذر کیجاوے ۱۲ ۹۴ آپ کی تقریر جبکہ حضرت عمر رض نے غزوہ روم میں خود جانے کا قصد کیا ـ اللہ اس دین
والوں کی عزت اور پردہ پوشی کا ضامن ہے ـ جس نے انکی قلت کے وقت مدد کی تھی جبکہ یہہ مدد نہیں کی جاتے تھی اور ان کو
(دشمنوں کو) روکا تھا ـ جبکہ یہہ قلیل تھے اور باز رہنے کے قابل نہ تھی وہ حی لا یموت ہے ـ جب تو خود اس دشمن
کیطرف کوچ کریگا اور کچھ صدمہ پہنچا یا جاتا تو مسلمانوں کو انکی اقصی بلاد تک کوئی پناہ کی جگہہ نہ ہوگی ـ اور نہ تیری بعد
کوئی لوٹنے کی جگہہ ہے جسکی طرف لوٹینگے ـ تو ان دشمنوں کی طرف کسی تجربہ کار آدمی کو بھیج اور آزمودہ کار اور خیر خواہوں کو اسکی ساتھہ کر
اگر خدا تعالے نے غلبہ دیا تو یہہ تو تو چاہتا ہے ہوا اور اگر امر دیگر پیش آیا ـ تو تو لوگوں کے پشت پناہ اور مسلمانوں کے
واسطے ملجا وماوا ہے ـ ۱۲ ـ

خاص فضائل شیخین رضی اللہ عنہما کی بہی بیان کیجاتی ہیں اگرچہ روایات سابقہ کے ضمن میں انکی فضائل بہی
بالدلالتہ والالتزام ثابت ہوچکی ہیں (۱۷) علامہ متبحر کمال الدین ابن میثم بحرانی نے نہج البلاغۃ کی
شرح کبیر میں ذیل شرح خط فاروقہ مناقب نبینا جناب کے خط کا ایک حصہ نقل کیا ہے جسکو آپکی شریف رضی نے
بمقتضائے دین و دیانت حذف فرمایا اوسکو ہم اصل شرح سے نقل کرتے ہیں ۔ [۱] وذکرت ان اللہ اجتبی لہ
من المسلمین اعوانا ایدہم بہ فکانوا فی منازلہم عندہ علی قدر فضائلہم فی الاسلام
وکان افضلہم فی الاسلام کما زعمت وانصحہم للہ ولرسولہ الخلیفۃ الصدیق وخلیفۃ الخلیفۃ
الفاروق ولعمری ان مکانہما فی الاسلام لعظیم وان المصاب بہما فی الاسلام لجرح شدید
یرحمہما اللہ وجزاہما باحسن ما عملا (۱۸) عن ابی عبد اللہ [۲] فی حقہما ہما امامان عادلان
قاسطان کانا علی الحق وماتا علیہ فعلیہما رحمۃ اللہ یوم القیمۃ ۔ کاشف و ابیات (۱۹)
از کتاب معانی الاخبار ۔ [۳] عن الحسن بن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ابابکر منی بمنزلۃ السمع و
ان عمر منی بمنزلۃ البصر وان عثمان منی بمنزلۃ الفواد ۔ ابیات (۲۰) از کشف الغمہ ۔ [۴] انہ سئل
الامام عن حلیۃ السیف ہل یجوز فقال نعم قد حلی ابوبکر الصدیق سیفہ بالفضۃ فقال الراوی
اتقول ہکذا فوثب الامام عن مکانہ فقال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق فمن لم یقل لہ الصدیق
فلا صدق اللہ قولہ فی الدنیا والاخرۃ ۔ ابیات وغیرہ (۲۱) اساس الاصول کے صفحہ ۱۳ پر سید دلدار علی
نے نقل کیا ہے [۵] العاشر منہا ہو ایضا فی الاحتجاج ان المامون بعد ما زوج ابنتہ ام الفضل

---

[۱] اور تونے ذکر کیا کہ اللہ تعالے نے پیغمبر کے لیئے مسلمانوں میں سے مددگار چنے ہیں جو پیغمبر کی تائید کی اور وہ پیغمبر کے نزدیک اپنی اسلامی مرتبون اور فضیلتون کے اندازہ کی موافق اپنے اپنے مرتبون میں تہی اور سب سے افضل اسلام میں جیسا کہ تو نے گمان کیا اور اللہ اور رسول کا خیر خواہ خلیفہ صدیق تہا اور دوسرا خلیفہ فاروق تہا ۔ اور میری جان کی قسم بیشک انکا مرتبہ اسلام میں بہت بڑا ہے اور انکی مصائب اسلام میں سخت زخم ہیں اللہ تعالے ان دونوں پر رحمت کرے اور انکو نیک کاموں کا انکو اجر دیوے ۔ ۱۲ [۲] امام ابو عبد اللہ سے حضرت ابوبکر و عمر کی حق میں مروی ہے کہ دونوں امام عادل انصاف کرنیوالے حق پر رہے اور حق پر وفات پائی تو قیامت کے دن ان دونوں پر اللہ کی رحمت ہو ۱۲ [۳] امام حسن سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر میری لیئے بمنزلہ کان کے ہے اور عمر بمنزلہ آنکہہ کے ہے اور عثمان بمنزلہ دل کے ہے ۔ ۱۲ [۴] کسی شخص نے امام سے تلوار کے زیور کو پوچھا کہ جائز ہے آپنے فرمایا ہاں جائز ہے (کیونکہ) ابوبکر صدیق نے اپنی تلوار کو چاندی کا زیور پہنایا راوی نے عرض کیا کیا آپ بہی ایسا فرماتے ہیں (ابوبکر کو صدیق کہتے ہیں) یہہ سنکر امام اپنی جگہ سے اوچہل پڑے اور فرمایا ہاں صدیق ہاں صدیق ہاں صدیق اور جو شخص انکو صدیق نہ کہے خدا تعالے اوسکی بات کو دنیا و آخرت میں سچی نہ کیجو ۔ ۱۲ [۵] احتجاج طبرسی میں ہے ۔ کہ مامون رشید بعد اسکی کہ اپنی بیٹی ام الفضل کا نکاح ۔ ۱۱ ۔ ۲ ۔
۱۴ ـ ۰۰۰ ۰۰۰

اباجعفر کان فی مجلس وعنده ابوجعفر ویحیی بن اکثم وجماعة کثیرة فقال له یحیی بن اکثم ما تقول یا ابن رسول الله
فی الخبر الذی روی انه نزل جبرئیل علی رسول الله صلعم وقال یا محمد ان الله عزوجل یقرئک السلام ویقول لک
سل ابابکر هل هو راض عنی فانی عنه راض فقال ابوجعفر علیه السلام لست بمنکر فضل ابی بکر ولکن یجب علی صاحب الخبر
ان یاخذ مثال الخبر الذی قال رسول الله صلعم فی حجة الوداع قد کثرت علی الکذابة وستکثر فمن کذب علی متعمدا
فلیتبوء مقعده من النار فاذا اتاکم الحدیث فاعرضوه علی کتاب الله وسنتی فما وافق کتاب الله وسنتی
فخذوا به وما خالف کتاب الله وسنتی فلا تاخذوا به ولیس یوافق هذا الخبر کتاب الله قال الله تعالی ولقد
خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ فالله سبحانه خفی علیه رضا
ابی بکر من سخطه حتی سال عن مکنون سره هذا مستحیل فی العقول۔ انتہی۔ اس روایت سے صاف ثابت ہے
کہ امام معصوم نے فرمایا کہ مین ابوبکر رض کی فضیلت کا منکر نہین ہون لیکن صرف روایت کی صحت مین عقل
اور رای سے کلام کیا حالانکہ محض واہیات و خرافات حضرات شیعہ امام معصوم کی طرف نسبت کرتے ہین کیونکہ
سوال کرنا ہرگز عدم علم کو مقتضی نہین قرآن مین مذکور ہے خداتعالے نے حضرت موسے سے سوال کیا
وما تلک بیمینک یا موسی[2] اگر سوال عدم علم کو مقتضی ہے تو کیا خداتعالے نہین جانتا تھا کہ موسے کے
ہاتھ مین کیا ہے۔ اور اگر سوال ہو سوائے تحصیل علم کے جو پیشتر سے حاصل نہین تھا کوئی دوسری
غرض بھی ممکن ہے تو پھر اس روایت مین کونسا استحالہ قائم ہے کہ اسمین سوال بجز عدم علم کے اور کسی
محل پر محمول نہ کیا گیا۔ بلکہ اگر حضرات قرآن مین تتبع فرمائین تو معلوم کرین کہ بعض افعال خداتعالے

ف ۱ امام ابوجعفر کے ساتھ کوئی ایک مجلس مین تھا اور امام ابوجعفر اور یحیی بن اکثم اور ایک بڑی جماعت اوسکے پاس بیٹھی ہوئی تھی یحیی بن اکثم نے امام سے پوچھا اے رسول اللہ کے فرزند آپ اس حدیث کے بارہ مین کیا فرماتے ہین جو روی ہے کہ جبرئیل رسول اللہ کی خدمت مین آئے اور عرض کیا یا محمد اللہ تعالی آپکو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے ابوبکر سے پوچھو کیا وہ مجھسے راضی ہے مین تو اوس سے راضی ہون۔ امام ابوجعفر نے فرمایا کہ مین ابوبکر کی بزرگی اور فضیلت کا منکر نہین ہون۔ لیکن حدیث والے پر لازم ہے کہ اوس حدیث کی مثال کو تسلیم کرے جو حضرت نے حجة الوداع مین فرمائی ہے کہ مجھپر جھوٹ کی بندش بہت ہوگئی ہے اور بہت ہوگی جو شخص عمدا مجھپر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ ٹھہرالے جب تمہارے پاس کوئی حدیث آوے تو اوسکو کتاب اللہ پر اور میری سنت پر پیش کرو جو کتاب و سنت کے موافق ہو اوسکو قبول کرو جو کتاب و سنت کے مخالف ہو اوسکو نہ قبول کرو اور یہہ خبر کتاب اللہ کے موافق نہین ہے کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے ہمنے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہین اوسکے دل کے وسوسہ کو اور ہم اوسکی شہ رگ سے بھی اوسکے نزدیک ہین تو کیا ابوبکر کی رضامندی اور نارضامندی خدا پر پوشیدہ تھی جو پوشیدہ بھید کو اوس سے پوچھا۔ یہہ امر عقول کے نزدیک محال ہے۔ ۱۲

ف ۲ اور کیا ہے تیرے ہاتھ مین اے موسے۔ ۱۲

نہ اسلیئی حادث کیئی تاکہ اونسی بعض امور معلوم فرماوی حق تعالی ارشاد فرماتا ہے ١ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا
بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ ٭ پھر فرماتا ہے ٢ أَمْ حَسِبْتُمْ أَن
تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ٠ اور نیز ارشاد فرماتا ہی ٣
أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِن دُونِ اللّٰهِ وَلَا رَسُولِهِ
وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً ٤ ان آیات کو ملاحظہ فرمایی اور سوچی کیا خدا تعالی کو پہلی یہہ باتین معلوم
نہ تہین کیا یہہ آیتین اور یہہ سابقہ آیت وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ ٤
کی مخالف نہین ہی پس ما تو ان آیات مین علم کے حاصل کرنے سی اور سوال کرنے سی کچھہ اور غرض ہو گی
اگر کچھہ اور مرادہی تو یہہ حدیث کو امام کا باطل فرمانا غلط ہوا یا ان آیات کو بہی غلط اور محرف فرمایی خدا
کی لیئی ذرا تو انصاف کی آنکھین کہولکر دیکھیی کیا حدیث کی مخالفت کتاب اللہ کے ساتھہ یون ہی ثابت
کیجاتی ہی کیا حدیث کی تضعیف اسیطرح ہوتی ہی کیا کسی امر کو پوچھنا بجز علم کے حاصل کرنے کے
اور کسی غرض سے نہین ہوتا افسوس کہ ایسی خرافات خود گہڑتے ہین اور جناب ائمہ ؑ کیطرف نسبت کرتے ہین
سبحانک ہذا بہتان عظیم تو اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ یہہ حدیث بالکل مطابق کتاب اللہ ہی جسمین مو
بہی تفاوت نہین ـ (۲۲) ۵ در فلان نقد قوم الاود وداوی العمد الخ ۶ قال الشارح المراد
منه ابوبکر او عمر (۲۳) از کشف الغمہ ۶ ان جعفر الصادق قال ولدنی ابوبکر الصدیق
مرتین ـ ذوالفقار ولیات ـ منصف بسبب اگر ان آیات واقوال ائمہ کو دیکھی تو ممکن نہین کہ صحابہ کرام کی
بزرگی کا اعتراف نکری پس جبکہ آیات کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ اور اقوال ائمہ سی اصحاب کا
کرام ہونا ثابت و متحقق ہو گیا تو اگر بفرض محال اقوال و افعال صحابہ یا صاحب تحفہ کی تحقیق سی نہ ثابت ہو

[illegible]

١ اور یہہ دن باری باری سے پہیرتے ہم اونکو درمیان لوگون کے اور تو کہ ظاہر کرے اللہ اون
لوگون کو کہ ایمان لائے ہین اور تو کہ پکڑے تم مین سے گواہ ـ ٢ کیا گمان کیا تمنے یہہ کہ داخل ہو بہشت
مین اور ابہی نہ ظاہر کیا اللہ نے اون لوگون کو کہ جہاد کرتے ہین تم مین سے اور ابہی نہ ظاہر کیا صبر
کرنے والون کو ـ ٣ کیا گمان کرتے ہو تم یہہ کہ چہوڑی جاؤ اور حال آنکہ ابہی نہ ظاہر کیا اللہ نے اون لوگونکو جو جہاد کرتے ہین تم مین سی اور نہین
پکڑتے سوا اللہ کی اور نہ رسول اسکی کی اور نہ ایمان والون کے دوست ـ ٤ اور البتہ تحقیق پیدا کیا ہمنی آدمی کو اور جانتے ہین ہم جو کچھہ خطرہ کرتا ہی
ساتھہ اوسکی دل اوسکا ـ ٥ حاشیہ سی معلوم کرنا چاہیی ـ ٦ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ ابوبکر صدیق نے مجکو دو دفعہ جنا ـ امام جعفر
صادق ابوبکر صدیق کیطرف دو سلسلون سی منسوب ہین جس پر امام نے فخر فرمایا اور اونکو صدیق کہا ـ ١٢

تو کچھ حرج نہین اور فی الحقیقت یہہ محض آپکا خیال او زعم ہی ہی ورنہ محال ہی کہ اہلسنت کی تحقیق خلاف کتاب ثابت ہوجائے **قولہ** چنانچہ اس باب مین مختصر گذارش ہی کتاب اللہ مین اگرچہ بہت سی آیات اسپر دال ہین مگر صرف ایک ہی آیت لکہتا ہون سورۂ جمعہ کے آخر کو ملاحظ فرمائیے ٥١ واذا راوا تجارۃ اولھواً انفضوا الیھا وترکوک قائما ۔ صحیح بخاری مین کتاب الجمعہ باب اذا نفر الناس عن الامام مین جابر بن عبد اللہ کہتے ہین ٥٢ بینما نحن نصلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ اقبلت عیر تحمل طعاماً فالتفتوا الیھا حتی ما بقی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا اثنا عشر رجلا فنزلت ھذہ الآیۃ واذا راوا تجارۃ اولھواً الخ اب انصاف فرمائیے کہ نماز واجب سے جسکو احادیث مین معراج مومن ارشاد فرمایا ہے اور رب الارباب کا مناجات کا مقام ہے اور وہ بہی رسول اللہ کی پشت اطہر کے پیچہے سے انفضاض کرنا اور آنحضرت کو کہڑا چھوڑنا اور لہو و تجارت مین مشغول ہونا یہہ بہی کرامت کی نشانی ہے کوئی شخص اگر نماز جماعت کو ایک ادنے امام کے پیچہے سے قطع کر کے چلا جائے تو آپ اوسکی حق مین کیا حکم فرماوین ایک ادنے مومن نماز مستحب کو قطع کر کے خرید و فروخت مین مشغول نہین ہوسکتا اور اگر ایسا کرے تو لوم و ملامت سے نہ بچے ۔ **اقول** اگرچہ اس شبہ کا جواب اقوال سابقہ سے واضح ہے لیکن ہم اسجگہ بہی بلحاظ دیگر باضافہ بعض فوائد اسکی رد کیطرف متوجہ ہوتے ہین مبنی اس اعتراض کا وہ بہی ایک اپنا خیالی قاعدہ ہے جو خلاف اپنی روایات مذہب کے حضرت مجیب نے تسلیم کر رکہا ہے وہ یہہ کہ معصیت مکرمت کو رفع کر دیتے ہی اور ہم کہتے ہین کہ جب خداوند تعالی نے انکی کفارۂ سیئات اور دخول جنات کا وعدہ فرمایا ہے تو کوئی سیئہ و معصیت دون الکفر نہین ہے اور مکرمت صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تریاق سموم معاصی ہے پس یہہ اعتراض اپنی کمال مناظرہ دانی سے خلاف اصول اہلسنت اپنی قاعدہ مسلمہ کی بنا پر کیا ہے پس اس مناظرہ دانی کو آفرین ہے کہ آپ ہی ایک قاعدہ تراش لیا اور خیالی طور پر اوسکو مسلمۂ خصم سمجھ کر اوسی بنا پر اعتراض کر دیا چہ جائیکہ

---

٥١ اور جب تجارت یا کھیل دیکھتے ہین تو تجکو کہڑا چھوڑ کر اوسکی طرف چلے جاتے ہین ٥٢ ہم حضرت کے ساتھہ نماز پڑھ رہے تھے ۔ یہہ قافلہ غلہ لیکر آیا سب اوسطرف متوجہ ہوگئے ۔ اور بارہ آدمیون کے سوا حضرت کے ساتھہ کوئی باقی نہ رہا تو یہہ آیت نازل ہوئی ۔ واذا راوا تجارۃ الخ ۔ ۱۲ ۔

وہ قاعدہ مسلمہ باعتبار اپنی مذہب کے بھی غلط ہوچنانچہ پہلے بیان ہوچکا۔ پس انصاف کا خاتمہ ہوچکا۔ اب مین ارباب انصاف کیخدمت مین حضرت مجیب کے دعوی اجتہاد و تحقیق حق کا دوسرا ثبوت پیش کرتا ہون بغور ملاحظ فرماوین۔ ہماری مجیب لبیب نے حدیث بخاری کو اور قصہ انفضاض کو نماز جمعہ پر محمول فرمایا ہی اور فرمایا کہ نماز قطع کر کے صحابہ چلگئی جو باتفاق اہلسنت و شیعہ غلط اور خلاف واقع ہے نماز قطع کر کے ہرگز صحابہ نہین گئی تمام مفسرین و محدثین کا اتفاق ہی کہ یہ واقعہ خطبہ کیحالت مین پیش آیا چنانچہ مسلم کی روایت مین صریح مذکور ہی تو ایسی نحن نصلے کی معنی نحن ننتظر الصلوۃ کی ہین یہہ ہی روایت جابر بن عبداللہ کی جو بخاری کے کتاب التفسیر مین وارد ہی اوسمین یہہ لفظ نہین ہی اوسکی الفاظ اس طرح ہین۔

عن[۱] جابر بن عبداللہ قال اقبلت عیر یوم الجمعۃ ونحن مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فثار الناس الا اثنا عشر رجلا فانزل اللہ واذا رأوا تجارۃ الخ۔ تو اس سی پایا گیا کہ یہہ قصہ حالت صلوۃ کا نہین لیکن بمقتضاء کمال بعض صحابہ کی حضرت نے بطور اجتہاد اسکو حالت صلوۃ پر محمول فرمالیا۔ اگر اہلسنت کی کتابونکو نہین دیکھا تو اپنی کتابون کو تو ضرور دیکھ کر حق الیقین کا مرتبہ حاصل کرلیا ہی تو اب بغور سنیی آپکے رسالہ امام صدوق سی جو میری سامنی موجود ہی کہ سند بیان[۲] ہو فمن ذلک ان النبی صلے اللہ علیہ وآلہ کان یخطب علی المنبر فی یوم الجمعۃ اذ جاءت عیر لقریش قد اقبلت من الشام ومعہا من یضرب بالدف ویصفر ویستعمل ما قد حظرہ الاسلام فترکوا النبی صلے اللہ علیہ وآلہ علی المنبر وانفضوا منہ الی اللہو واللعب رغبۃ فیہ وزہدًا فی سماع موعظۃ النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وما یتلو علیہم من القرآن فانزل اللہ عز وجل فیہم واذا رأوا التجارۃ الخ۔ آپکی حضرت صدوق صاحب کی شہادت سی بھی ثابت ہوا کہ یہہ قصہ نماز مین واقع نہین ہوا پس اب بھی متحقق ہوا کہ آپکا اجتہاد غلط ہی اور یہی تفسیر مجمع البیان جو اسوقت میری سامنی رکھی اوسمین بھی یہہ روایت موجود ہی۔ وروی عن ابی عبداللہؑ انہ قال

[۱] جابر بن عبداللہ سی مروی ہی کہتا ہے جمعہ کی دن ایک قافلہ آیا اور ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ تھے پس سوا بارہ آدمیوں کی سب لوگ اوسکی طرف دوڑ گئے تو آیت واذا رأوا تجارۃ الخ نازل ہوئی۔ [۲] منجملہ اوسکی یہہ ہی کہ جمعہ کے دن حضرت منبر پر خطبہ پڑھ رہی تھی قریش کا ایک قافلہ شام سی آیا اوسکی ساتھہ مین کچھہ لوگ دف بجاتے تھی کچھہ رفیلتی تھی اور مناہی شرعیہ استعمال کرتے تھی تو حضرت کو منبر پر چھوڑ کر وعظ و نصیحت سی منھہ موڑ کر لہو و لعب کی طرف چلی گئے۔ اوسپر خدا تعالے نے یہہ آیت نازل فرمائی - ۱۲ [۳] امام ابی عبداللہ سے مروی ہے اونہون نے فرمایا - ۱۲ -

انفضوا الیها وترکوک قائما تخطب علی المنبر۔ علاوہ ازین دوسری قاعدہ کی روسی بھی یہہ خلاف
قاعدہ مناظرہ اعتراض کیا ہی اور محض قواعد شیعہ پر اس اعتراض کی بنا ہی شرح اس اجمال کی یہہ ہی
کہ حسن وقبح اشیا عند الشیعہ عقلی ہی اور عند الاشاعرہ شرعی - تو نماز مین سی یا خطبہ مین سے
چلا جانا عقلا عند الشیعہ قبیح ہی خواہ نہی شرعی وارد ہو یا نہو اور اشاعرہ کی نزدیک جب تک نہی وارد نہو
اوسپر اطلاق قبیح کا نہین ہو سکتا اور اوسوقت تک اس فعل کے نہی وارد ہونا ثابت نہین تو انہی
صحابہ نے کوئی امر قبیح اور منہی عنہ نہین کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کی حالت مین جو
حالت تعلیم ہی ممانعت نہین فرمائی تو اس سے اس فعل کے غیر منہی عنہ ہونے کی زیادہ تقویت ہو گئی ورنہ
ممکن تھا کہ جب لوگون نے اوٹھنے کا قصد کیا تھا یا اوٹھی تھی آپ ممانعت فرما دیتی تو اسکو
اس زمانہ کی اونی مومن پر قیاس کرنا غلط ہے اور مع الفارق کیونکہ اسوقت بسبب ورود نہی کے
قبیح ہو چکا ہی اور اوس وقت مین بوجہ عدم ورود نہی کے قبیح نہ تھا ومن ادعی فعلیہ البیان ہٰذا
اگر بفرض التسلیم نہی بھی وارد ہو چکی تھی اور شرعًا یہہ فعل قبیح ہی تھا اسکی عموم مین وہ صحابہ بھی تو
داخل ہین جنکو محب لبیب نے برخلاف شہادت قوم کرام سمجھہ رکھا ہی علی الخصوص عموم روایت صدوق
نے تو کسیکو بھی باقی نہین چھوڑا پس اس اعتراض کا جو جواب اپنی صحابہ کرام کیطرف سی عطا فرماوین گے
وہی تمام صحابہ کیطرف سی قبول فرماوین اور حسب روایت اہلسنت بارہ شخص مستثنی ہین جو
عشرہ مبشرہ اور بلال اور ابن مسعود ہین لیکن شیعہ کی روایت سی کوئی بھی مستثنی نہین ائمہ
سی لیکر صحابہ تک سب ہی داخل ہین پس فرماہی وہ کرام کون ہین جو باقی رہی اور جنکو آپ
کرام سمجھتے ہین اور لوم اور ملامت سی بچی ہوئی ہین اچھی میر صاحب بفضل اللہ تعالے اہلسنت
کی لوم و ملامت سی تو تمام بزرگان دین بچی ہوئی ہین لیکن حضرات شیعہ کے لوم و ملامت سی
بچنا محال ہے کہ اوس سے انبیا اور ائمہ اور صحابہ مین سی کوئی نہ بچا - ہان یہہ بات باقی رہگئی
کہ آپنے نماز کو معراج المومنین اور محل مناجات پروردگار فرمایا اور اوس سے چلی جانے کو

سلہ اونکی طرف چلے گئے اور تجکو منبر پر کھڑے ہوئی اور خطبہ پڑھتی ہوئی چھوڑ گئے ۱۲۔

مستحق لوم و ملامت قرار دیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ شاید آپنے استبصار کی حدیث کو ملاحظہ نہین کیا۔
الحسین بن سعید عن فضالۃ عن معاویۃ بن عمار قال سألت اباعبداللہ علیہ السلام عن
الرجل یعبث بذکرہ فی الصلوۃ المکتوبۃ فقال لا بأس عنہ۔ مین پوچھتا ہون کہ یہی نماز
معراج المومن ہے جسمین ذکر سے کھیلین اور یہی کا نام محل مناجات ہے اور اسکی قطع کرنے سے لوم ملامت
سے نہین بچتا۔ سبحان اللہ اگر وہ نماز یہہ ہی ہو تو ایسی نماز کو سلام ہے ہماری مقابلہ مین تو
وہ محل مناجات اور معراج ہو اور قطع نظر اسکی وہ ایسا فعل ہو جاوے کہ اوسمین ذکر سے کھیلنا بھی ہو بلا
قولہ اما احادیث پس بخاری کی کتاب حوض اور کتاب فتن اور کتاب احکام ملاحظہ
فرماوے بہت سی احادیث میرے قول کے مصداق پائیگا بخوف طوالت عرض نہین کرتا **اقول** سمجھہ
تو حضرت صحیب نے کمال ہی تبحر ظاہر فرمایا کہ کتاب بکتاب گنتی چلے جاتے ہین۔ لیکن چونکہ
اجمالی طور پر بیان کیا ہے اسلیئے جواب بہ پیرایہ اجمال گذارش ہوتا ہے کہ عنوان اعتراض سے
معلوم ہوتا ہے کہ آپکو صحابیت کے معنی سے اغماض ہے شاید لغوی معنی پر اعتراض کا دار و مدار
رکھا ہے اور وہ اصنع ہو جبکہ اہلسنت کے نزدیک صحابیت کے لیئے خاتمہ تک بقاء ایمان شرط ہے
تو ممکن نہین کہ بخاری کی کتب مذکورہ کے احادیث معنیہ آپکی قول کے مصداق ہون اور بفرض محال اگر
تسلیم کر لیا جاوے تو جو جواب آپنے اپنی مقبولین کی طرف سے تجویز کر رکھا ہے وہی جواب سب کیطرف سے قبول
فرما دین۔ **قولہ** اما اقوال صحابہ بخاری کے کتاب الاحکام دیکھیے اوسمین اجماع کی کیفیت
معلوم ہوگی اور ایک مسئلہ متعلقہ کتاب اللہ بھی دیکھیے گا۔ **اقول** مین بخاری اور اوسکی
کتاب الاحکام دیکھہ چکا۔ اجماع کی کیفیت معلوم ہے مسائل متعلقہ کتاب اللہ بحولہ و قوتہ معلوم
کر چکا ہون لیکن ان باتون سے مدعا سامی حاصل شدنی نہین ہے اور موقع استدلال و احتجاج مین یہہ
گول مول تقریرین قابل بحث و التفات نہین ہان اس قدر کہنا ضرور ہے کہ کتاب اللہ فضائل و مناقب
صحابہ سے پر اقوال ائمہ اور اونکی مناقب سے بھی شمار ہین چنانچہ ایک شمہ اونکا اقوال سابقہ مین

لہ۔ مین نے امام ابو عبد اللہ سے پوچھا کوئی شخص نماز مین اپنے ذکر سے کھیلتا ہے کہا کچھہ خوف
مضایقہ نہین ۱۲—

ظاہر کرچکا ہون جو اونے تتبع سے حاصل ہوا تہا **قولہ** اور حضرت خلیفہ ثانی نے جو سعد بن عبادہ رئیس انصار کے حق مین فرمایا ہی۔ فعلت قتل اللہ سعد بن عبادہ بھی ملاحظۂ اقدس مین گذریگا اور قتل اللہ کے معنی آپ جانتی ہی ہونگی **اقول** یہہ کلمہ بندہ نے دیکہا اور قتل اللہ کے معنی بہی معلوم ہین لیکن جناب کا اس سے کیونکر مدعا ثابت ہوا حضرت کی نزدیک تو جبکہ سعد بن عبادہ اپنی امامت کا مدعی ہوا اور امام برحق کے امامت کا منکر ہوا تو کافر ہوچکا معاذ اللہ پہر جسقدر تحقیر کیجائے اور جسقدر اہانت کیجائے بجائی خود ہی کیونکہ بوجہ کفر کے کوئی احترام باقی نہین رہا اور اہلسنت دون الکفر کسی معصیت کو بلحاظ مکرمت صحابیت باعث انحطاط نہین سمجھتی تو ایسی اقوال کو انکی مقابلہ مین پیش کرنا محض ایک خیال خام ہی یعہذا اس جملہ سی یا مراد اخبار ہی یا انشا اگر اخبار مراد ہی تو کچہہ قابل گرفت نہین کیونکہ اخبار صحیح کمطابق نفس الامر ہی باین معنی کہ خداوند تعالے نے اوسکو ہلاک کر دیا کہ ادعا کا مدعا جو خلافت تہی حاصل نہوا۔ اور اگر انشا ہی تو چونکہ سعد بن عبادہ سے اوسوقت نصرت حق ترک ہوئی اور ایسی خطا سرزد ہوئی تہی جس سی کہ اسلام مین وقوع فتنہ کا اندیشہ تہا اسلیئے خلیفہ ثانی نے اونکو بد دعا دی پس نہ کچہہ الزام خلیفہ دوم کی طرف ہی نہ سعد بن عبادہ کیطرف صرف باعث اسکا عناد وبغض صحابہ ہی کہ جس سے محاسن بھی قبایح نظر آتی ہین **شعر** وعین الرضا من کل عیب کلیلۃ + ولکن عین السخط تبدی المساویا

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جو کلمات حضرت امیر کی حق مین فرمائی اور عطا دی اسیجا شسابقہ مین گذر ہوئی اونکا اور ان کلمات کا اپنی عقل وانصاف کے میزان مین موازنہ کرلیجیئی اور پہر اعتراض کیجیئی **قولہ** آپ تحفہ کے باب مطاعن کو ملاحظہ فرمائیی او مطاعن عمر مین ہی طعن دوم نکالیی مین مفید مطلب فقرات لکہتا ہون آپ اصل کتاب کو دیکہکے مطابق کر لیجیئی۔ آپکی خاتم المحدثین فرماتے ہین واگر مراد ایشان از قصد تخویف وتہدید زبانی ست وگفتن اینکہ من خانہ سوخت پس وجہش آنست کہ این تخویف وتہدید کسانی را بود کہ خانہ حضرت زہرا را ملجا وپناہ ہر صاحب خیانت دانستہ وحکم حرم مکہ معظمہ دادہ در آنجا جمع میشدند وفتنہ وفساد منظور میداشتند ودر بہم زدن خلافت خلیفہ اول بہ کنگاشہا ومشورہا فساد انگیز قصد میکردند وحضرت زہرا از ین نشست وبرخاست آنہا مکدر وناخوش بود لیکن بسبب کمال حسن خلق آنہا بے پردہ نمی فرمود

کرد خانہ من نیامدہ باشید عمر بن الخطاب چو دید کہ حال برین منوال است الجماعت را تہدید نمود کہ من خانہ را بر شما خواہم سوخت تخصیص سوختن درین تہدید مبنی بر استنباط دقیق است از حدیث پیغمبر کہ آنحضرت نیز در حق کسانیکہ در جماعت حاضر نمیشدند و با امام اقتدا نمیکردند ہمین قسم ارشاد فرمودہ بود کہ این جماعت اگر از ترک جماعت باز نخواہند آمد من خانہا را بر ایشان خواہم سوخت و چون ابوبکر نیز امام منصوب کردہ پیغمبر بود در نماز و آنہا ترک اقتدا از آن امام حق بخاطر خود می اندیشیدند و موافقت جماعت مسلمین درین باب نمیکردند مستحق ہمان تہدید پیغمبر شدند پس این قول عمر مشابہ است بفعل پیغمبر کہ چون روز فتح مکہ بحضور او عرض نمودند کہ ابن خطل کہ یکی از اشقیای کفار بود و بارہا بہ ہجو پیغمبر در اشعار خود زدی خود را پناہ کردہ پناہ بخانہ خدا یعنے کعبہ معظمہ بردہ و در پردہای آنخانہ تجلی آشیانہ خود را پنہان ساختہ در باب او چہ حکم است فرمود کہ او را ہمانجا بکشید و پاس نکنید ہرگاہ این قسم مردودان جناب الٰہی را در خانہ خدا پناہ نباشد در خانہ حضرت زہرا چرا پناہ باید داد حضرت زہرا چرا از سزا دادن اشرار فساد پیشہ مکدر گردد کہ تخلقوا باخلاق اللہ شیوہ آن پاک طینت بود انتہی بقدر الحاجۃ - اگرچہ اس عبارت کے ہر ہر لفظ پر بحث ہو سکتی اور تشیید المطاعن میں ہر قول بحجج ساطعہ رد کیا گیا ہے مگر اس مقام میں حضرت مجیب کی خدمت میں صرف اسقدر عرض ہے کہ اگر کل صحابہ کرام تھے اور کتاب اللہ انکی فضائل سے بہری اور اقوال عترت انکی مدائح مین بیشمار وارد ہین جیساکہ قول آتیہ مین آپ فرمائینگی تو یہہ لوگ صاحب خیانت اور اشرار فساد پیشہ و این قسم مردودان جناب الٰہی جو خانہ حضرت زہرا مین جمع ہوتے تھے کون تھے صحابہ ہی مین سے تھے یا یہود و نصارا و مشرک وغیرہ تھے - **اقول** اسجگہ بہی مجیب لبیب نے حسب عادت قدیمہ وہی اعتراض بابت مثالب صحابہ رضی اللہ عنہم ذکر فرمایا جسکا جواب ابحاث سابقہ مین مکرر دیا جاچکا ہے لیکن چونکہ بہ نسبت اجمال تہمیت کے تفصیل و تصدیت کا جدا رنگ ہے اور جائے از زیادتی فواید نہین اسلیے اسجگہ بہی جواب کیطرف متوجہ ہوتے ہین لیکن بطور مقدمہ چند امور ملحوظ خاطر سامی رکہیں (۱) سوائے انبیا علیہم السلام کے کوئی شخص معصوم نہین - (۲) کوئی معصیت دون الکفر فضل صحبت کو رفع نہین کرتے - (۳) ہنگام

مصلحت کلی مثلاً جبکہ امور مہمہ مین اختلال کا اندیشہ ہو تو اس فضل کا لحاظ نہین کیا جاتا (۴)
ابوبکر صدیق خلیفہ راشد رضہ اور امام برحق تہے (۵) مشابہت ایک شی کے دوسری شی
کی ساتھہ کسی خاص فعل مین اسکو مقتضی نہین کہ مشبہ اور مشبہ بہ جمیع امور مین مشارک اور مساوی ہوجاوین اگرچہ
یہہ مقدمات سابقہ بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت و متحقق ہین لیکن اسجگہ بحسب لحاظ اہلسنت ذکر کیئی گئی ہین پس
واضح ہو کہ اولاً جبکہ آپ مدعی ثبوت طعن کے ہین تو حسب قاعدہ مناظرہ آپکو لازم ہے کہ آپ یہہ
ثابت فرماوین کہ یہہ لوگ صرف صحابہ ہی تہے سوائے صحابہ کے اور کوئی شخص اس فتنہ مین نہ تہا جب تک آپ
یہہ ثابت نکرینگی آپکا دعوی ثابت نہوگا کیونکہ مانع کو یہ پہونچتا ہی کہ وہ اس انحصار کو تسلیم نکرے اور کہے کہ لا نسلم
کہ یہہ کل صحابہ ہی تہے بلکہ ممکن ہی کہ بعض منافقین اکابر عبداللہ بن سبا فتنہ انگیز بہی انمین شامل ہون کہ جنکو شب و روز
اسلام کی درہمی و برہمی کا خیال ہرگز خاطر رہتا تہا - اور جب اونکا شمول محتمل ہوا تو
ہم کہین گے کہ یہہ طعن صرف اونہین منافقین کیطرف متوجہ ہی جو باعث اشتعال فساد تہے
اگرچہ روایت ازالۃ الخفا سے وجود حضرت امیر رضہ وجمعی از بنی ہاشم معلوم ہوتا ہے لیکن یہہ عبارت
نفی غیر پر قطعاً دلالت نہین کرتی - اور چونکہ یہہ بزرگ بسبب اسکے کہ ان سے مشورت خلافت
صدیقی نہین کیا گیا تہا اور ناخوشی اکی مستولی تہی نہ یہہ کہ اتفاق مین شامل تہے منافقین نے
موقع وقت پاکر اوسکو زیادہ مشتعل کیا تو چونکہ اصل بنا راس اجتماع کی وہ ہی ناخوشی اصحاب تہی
اور منافقین باہم مشک دوانی کر کے صرف باعث زیادتی اشتعال ہوئی اور اس قسم کا اجتماع
ایسی بزرگونسی زیادہ تعجب انگیز تہا - تو ایسی روایت مین صرف ان ہی حضرات کے نام پر اکتفا
کی گئی اور منافقین کا ذکر نہین کیا گیا کہ اونکا شریک ہونا ایسی امور مین بدیہی ہی کہ قدیم سے آنام
و اہل اسلام کے ساتھہ اونکا یہہ ہی وتیرہ رہا کیا ہے - ثانیاً اگر سیاق عبارت مین توجہ سے بنظر
تامل دیکہا جاوے تو معلوم ہوتا ہی کہ لفظ صاحب خیانت اور کلمہ مردودان جناب الہی ہرگز بحق
صحابہ رضہ راجع نہین ہی کیونکہ اس عبارت مین (پس وجہش آنست کہ این تخویف و تہدید ساختہ
را بود کہ خانہ زہرا رضو المجاہ و پناہ مر صاحب خیانت دانستہ) لفظ دانستہ صیغہ ماضی ہے

اور اسکی ضمیر راجع بسوی کسان ہی تو اگر صاحب خیانت سے مراد صحابہ رض ہون تو لازم آتا ہی کہ وہ
خود ہی اپنے آپکو صاحب خیانت جاننے والے ہون اور یہہ بھی البطلان ہی بلکہ حاصل معنی یہہ ہے
کہ اون صحابہ نے جو مجتمع ہوتی تہے حضرت زہرا رض کے خانہ برکات آشیانہ کی نسبت یہہ خیال کیا
کہ جو شخص خیانت کرکے اسمین مستجیر ہو تو یہہ بوجہ عظمت و احترام و جوار حضرت سیدۃ نساء اہل الجنۃ
کی ملجا و مامن ہوگا اور ہمنے تو بزعم خود کوئی خیانت نہین کی ہی - اور اسیطرح کلمہ مردودان جناب
آلہی صحابہ پر ہرگز نہین اطلاق کیا گیا بلکہ ابن خطل اور اوسکی اون ہمجنسون پر اطلاق کیا گیا ہی جنکو خانہ خدا
حرم محترم کعبہ مین پناہ نہین الی جملہ در خانہ خدا پناہ نباشد جو متصل مذکور ہی وہ اسکی دلیل اور آپ قرینہ ہی
تو تقدیر عبارت اسطرح ہے دہر گاہ این قسم مردودان جناب آلہی را کہ از ہجو پیغمبر روئی خود سیاہ
کردہ وجان چنین کردہ در خانہ خدا پناہ نباشد آنہا نرا کہ از اطاعت امام حق انحراف ورزیدند
و شور تہاہی ہیچ فتنہ و فساد میکردند بخانہ زہرا چرا پناہ باید داد - تو اس سے واضح ہی کہ اطلاق لفظ مردودان
جناب آلہی کا صرف ابن خطل اور اوس قسم کے لوگون پر ہی کیونکہ جب دو صنفین جدا جدا ہین اور حکم بہی
ہر ایک کا علیحدہ ہی کہ ایک صنف کی لئی عدم ملجائیت کعبہ کے ہے اور دوسری کے لئی عدم
ملجائیت خانہ زہرا کی ہے تو کیا ضرورت ہی کہ ایک کو دوسری پر محمول کرکے وہ کلمات جو ایک
کی حق مین اطلاق کے گئے اوسمین دوسری کو بہی شامل کیا جاوے کیونکہ تشابہ فی الجملہ جمیع امور
مین مشابہت کو مقتضی نہین - غرضکہ جب اہلسنت کی نزدیک صحابہ معصوم نہین اور صدور معصیت
جائز ہے تو اس معصیت کے نسبت طعن بطور استبعاد کرنا یا کسی امر اہم کے انتظام و اصلاح کے لئی
کوئی امر کیا گیا ہو اوسکی نسبت تشنیع کرنا محض عدم تدبر اصول کی وجہ سے ہی کیا معلوم نہین
کہ حضرت امیر رض کے زمانہ کے واقعات تو بدرجہا اس سے بڑہکر ہین باوجود اسکی اہلسنت نہ انکو
مطعون کرتے ہین نہ اونکو ملامت کرتے ہین بلکہ کہتی ہین کہ حضرت امیر رض نے جو کچھہ اپنے زمانہ
خلافت مین انتظاماً کیا حق کیا مخالفین خطا پر تہی لیکن معذور حق تعالے اونکی خطائین
حسب وعدہ بخشیگا - علی الخصوص ایسی امور مین کہ جسکی نظیر اور مقیس علیہ موجود ہو اور شارع

کی طرف سے اونمین اوسے قسم کی تہدید کی گئی ہو طعن کرنا بالکل خلاف عقل ونقل ہے معہذا
با اینہمہ حضرات شیعہ بھی تو جن صحابہ کو کرام اعتقاد کرتے ہین اونکو مرتدین اور خائنین اور بامثال
ذالک عبارات سے تعبیر فرماتے ہین بلکہ بعض ائمہ معصوم تک بھی خیانت کا الزام لگاتے ہین
پھر جو کچھہ اوسکا جواب تجویز کر رکھا ہے وہی ہماری طرف سے سمجھہ لین۔ **قولہ** تعجب
وحیرت کا مقام ہے کہ اگر بیچاری شیعہ بعض اشخاص کے شان مین جنہون نے موقع وفرصت پاکر
وتدابیر ملکی کرکے حکومت وریاست حاصل کرلے اور تجہیز وتکفین وتدفین رسول کیطرف بھی متوجہ
نہوئی اور بعد مین اہلبیت کو بجائے تسلی وتشفی اور تعزیت گھر جلانے کی دھمکی دی اور طرح طرح کے
ظلم وستم کیے اور کل جور وجفا کے جو بعد مین عترت اطہار پر واقع ہوئی بانی ہوئی کچھہ بے ادبی
کرین تو رافضی وکافر وبیدین ہون اور اگر خود اہلبیت ہی ان خلفاء متغلبہ کی مخالفت کرین
تو معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد ان کلمات کے جو آپکی خاتم المحدثین تحریر فرماتے ہین مستحق ہون
کیا انصاف ودینداری ہے ہماری مقابلہ مین صحابہ افضل امت ہون اور اگر اس خلافت
کو برہم کرنے کی تدبیرین کرین جسپر بجز اجماع صحابہ بزعم اہل سنت کوئی دلیل عقلی نقلی وعرفی
نہین اور اسی اجماع کا ہی بڑا ناز ہے تو مردودان جناب الٰہی وشعار کفار ومنافقین ناکثین
جماعت کے مشابہ ہون۔ **اقول** اس عبارت مین بلا آخر قول تک حضرت مجیب نے
جھلا کر جو کچھہ زبان درازی کی ہے اور انصاف کی آنکھونکو بغض وحسد کے میل سے کور کرکے
جو کچھہ ناشائستہ گفتگو فرمائی ہے ہم اوسکی ترکی بترکی جواب مین حسب الزام اپنے زبان آلودہ
کرنا نہین چاہتے بلکہ اوسکی جواب سے اعراض واغماض کرکے اصلی جواب کیطرف عنان
توجہ پھیرتے ہین۔ تعجب حیرت کا مقام ہے کہ مجیب لبیب با اینہمہ ادعائی انصاف ودانش
اون بیچاری شیعہ کے رافضی اور کافر وبیدین ہونے مین متردد ہون جنہون نے انبیاء
علیہم السلام کو کافر ابلیس سے بدرجہا بدتر کہا ائمہ کو خائن اور تارک واجب بنایا اصحاب
مقبولین کو مرتد اور مغضوب من اللہ اور جہنمی قرار دیا۔ اہلبیت وعترت طاہرہ کی دوستی کے

پردہ مین انکی اہانت و تذلیل کے وہ وہ مضمون تراشی کہ ابلیس و دجال کو بوجہ خجالت و شرمندگی مین غوطہ
زن کر دیا۔ اور ذات پاک خداوندی پر تو وہ وہ بندشین باندہین کہ ایک مٹی کا پتلا بنا کر بٹھلا دیا۔
جو حضرات کی عقل چاہی وہی کام لی تو اگر اسی کا نام ولاء اہلبیت ہے تو یہہ ولاء شیعیان پاک ہی کو مبارک
رہی کیا انصاف و دینداری ہے کہ ہماری مقابلہ مین تو انبیاء و ائمہ معصومین اور ہم ہیں ہون اور صحابہ
کرام کہلاوین اور جب اپنی اعتراض فاسدہ متعلق ہون یا بدون لحاظ تقابل انکی شیون بیان ہون
تو معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد جیسا آپکی صدوق وغیرہ فرماتے ہین انبیاء کا فرد حاسد ہون ائمہ خائن
اور تارک واجب اور معین علی الظلم و ضلال ہون اور صحابہ کرام مرتدین مغضوب علیہم ٹہرین اور
باوجود ان باتونکی اہلسنت پر زبان درازیان۔ روایات ان مضامین کے گذشتہ ابحاث کی
مطاوی مین سابقہ مذکور ہو چکی ہین اور کچہہ آیندہ ابحاث مین اپنی اپنی موقع پر بیان ہونگی۔ بعد
اسکی اس قول مین چند وجہ سے کلام ہے۔ (۱) معلوم نہین تخصیص بالمخصص اور ترجیح
بلا مرجح کی کیا وجہ ہے بعض اشخاص کو ہی کیون ذکر فرمایا جب حسب تصریح شہید ثالث سوائے
حضرت مقداد سب کے سب مرتد ہو چکی تہے اور رہی یہی مقداد بہی مولین اور منقصین کے عموم
مین شامل ہو گئی تو بتا ہی کون باقی رہا جو ہماری شیعہ کے سہام لعن و ملامت سے بچا ہو
پہر یہہ تبعیض کہانسی لیتی ہین اور اس کاغذ کی کشتی کو کہانتک بہاینگی۔ (۲) موقع و فرصت
پا کر اور تدابیر ملکی کر کے اونہون نے حکومت و ریاست حاصل نہین کی بلکہ یہہ محض وعدہ صادقہ
خداوندی ہے جو اپنی وقت پر ظاہر ہوا۔ خداوند تعالے نے صحابہ کے واسطے استخلاف حقہ
اور تمکین دین مرضیہ کا وعدہ اپنی اوس کلام مجید مین جسکی شان برخلاف مزعوم امامیہ لَا یَاْتِیْهِ
الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ فرمایا اور فرمایا وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
فِی الْاَرْضِ الخ تو یہہ وہی موعود خداوندی ہے جو بلا تدبیر و مکر و مشورہ کے محض بمشیت الہی
ارادہ حقانی پردہ غیب سی منصہ ظہور پر جلوہ گر ہوا جسکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فلتہ سے تعبیر کرتے
ہین اور بسبب بیعت و دانکی اہل نحلت بسا اوقات معرض اعتراض مین بے سمجہی پیش کیا کرتے ہین

چونکہ یہ وعدہ لامحالہ واقع ہونیوالا تہا اور اسکا مصداق بجز اسکی اور کوئی نہین تہا تو کمند طمع طامعین اوسکی چوکہ اسی کوتاہ اور حسد حاسدین کا اوس سے قاصر ہی حضرت صدوق نے اس آیت شریفہ کی تاویل مین اپنی رسالہ امامت مین جو اسوقت میری سامنی موجود ہی جسقدر پیچ و تاب کہائی ہین۔ اہل انصاف کے ملاحظہ کے قابل ہین (۳) تجہیز و تکفین رسول صلعم کا الزام اور اشتراک ہی کیونکہ یوم انتقال سے حضرت صلعم تیسری روز دفن ہوئی پس اگر صحابہ تدابیر ملکی کے فکر مین مشغول تھی تو اہلبیت کس کام مین مشغول تہے جو نعش کو تین روز تک دفن نہین کیا اگر یہہ کہین کہ غم مین مبتلا تہی جسکی غلبہ مین کچہہ نکر سکی تو یہہ بالکل غلط اور ایک فریب بات ہی بقول حضرات شیعہ کے اہلبیب مین کسے تو حضرت کے غم مین کوئی بھی بیہوش نہین تہا کسیکو اپنی غصب خلافت کا غم تہا کوئی اپنی میراث و فدک کے اندوہ مین معاذاللہ مجامع مہاجرین و انصار مین در بدر پہرتی تہے اور اوسکی ہمہ تن مصطفی کے غم کا خیال تہا نہ مرتضی کے ابرد کا پاس تہا تو جب اہلبیت کا بہی یہی حال تہا تو جو الزام آپ صحابہ کو دیتی ہین وہ بہی اہلبیت کیطرف راجع ہوتا ہے۔ ثانیاً مسئلہ خلافت بہ نسبت دفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہم اور ضروری اور خطرناک تہا کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر بگڑتے اور متعفن ہونے سے پاک و منزہ تہا تو اسلیی دفن کی عجلت کے ضرورت نہین ہے اور امر خلافت مین اگر اختلال واقع ہوتا اور جسطرح انصار کا منشا تہا اوسیطرح خلافت متفرق ہوتے تو اندیشہ بربادی اسلام تہا اسلیی اوسکو مقدم کیا گیا (ثالثاً) ایک کام کیطرف سب کا مجتمع ہونا ضروری نہین جب اہلبیت اسکی متولی اور متکفل تہے تو اورون کی حاضری و شرکت چندان ضروری نہین تہی اسلیی وہ دوسری ضروری کامونمین مشغول ہو گیے۔ (رابعاً) حضرت امیر رضی کی کلام سے جسکو آپکی صدوق نے خصال مین روایت کیا ہے جو اسوقت میرے روبرو حاضر ہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صلعم کے غسل و تکفین مین صحابہ کو خود حضرت امیر نے ہی دانستہ شریک نہین کیا تہا اور یہہ حضرت امیر کا صحابہ کو شریک نکرنا بوجہ کمال محبت کے تہا نہ یہہ کہ صحابہ ہی تدابیر ملکی مین مشغول رہکر شرکت و حاضری سے باز رہی تہے۔ حدثنا ابی محمد بن

ما اسی طرح الزام اصحاب ... تجہیز و تکفین حضرت ...

الحسن بن احمد ابن ابو لیدبن محمد بن یحیی العطار رضی اللہ عنہم قالوا حدثنا سعد بن عبد اللہ عن محمد بن الحسن بن الخطاب عن الحسن بن علی بن فضال عن علی بن عقبہ عن الحارث بن المغیرة عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم الی امیر المومنین علیہ السلام حین دفن فاطمة علیہا السلام فی حدیث طویل قال لھما فیہ اما ما ذکرتما انی لم اشھدکما فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ فانہ قال لا یری عورتی غیرک الا ذھب بصرہ فلم اکن لاوذیکما بہ لذلک

یہہ حدیث نص صریح ہے اس امر مین کہ صحابہ نے شرکت تجہیز وتکفین سے تقاعد نہین کیا بلکہ حضرت امیر نے ہی بنظر خیرخواہی اونکو شریک نہین کیا ورنہ شکایت کا کیا موقع تہا اور حضرت امیر کی آل جواب محبت آمیز کے کیا معنی تہے اگر اونکی طرف سے کوتاہی ہوتی تو حضرت امیر یہہ فرماتے کہ تم خود ہی اپنی تدابیر ملکی مین مشغول رہکر حاضری وشرکت سے باز رہی مینے تمکو شرکت سے کب منع کیا تہا جو آج شکایت لیکر آئے علاوہ اسکے اس حدیث سے چند فواید حاصل ہوئی اول یہہ کہ یہہ لوگ خود حضرت کی تجہیز وتکفین مین شریک ہونے سے باز نہین رہے۔ دوم یہہ کہ حضرت امیر نے بنظر خیرخواہی شریک نہین کیا۔ سوم یہہ کہ حضرت کو ان حضرات کے ساتہہ ایسا تعلق محبت تہا کہ انکی تکالیف گران بار خاطر عاطر حضرت امیر تہی۔ چہارم یہہ کہ یہہ حضرات کافر وفاسق ونواصب وناکث نہین تہی ورنہ ممکن نہین تہا کہ حضرت امیر کو باوجود ان اوصاف کے کہ جنکی نسبت واغلظ علیہم ارشاد ہی ایسا محبت کا تعلق ہوتا۔ (۴) اہلبیت کو بجائی تعزیت کے گہر جلانے کے دہمکی مین لیجیے اول حضرات شیعہ نے کونسی فرد پر افراد اہل بیت سے حضرت کا غم باقی چہوڑا ہی اوس جسکا ایسا باپ انتقال کر جاوی یا جسکا ایسا مربی وفات پا جاوی اونکو چند خرما کے درختون اور تہوڑسی دنیاوی ریاست کے چہن جانے کا وہ قلق ہو کہ اپنی باپ یا مربی کے غم واندوہ

اہلبیت کو دہمکی کا جواب

ل امام ابو عبد اللہ سے مروی ہے فرمایا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم جب حضرت فاطمہ کو دفن کیا جناب امیر کے پاس آئی۔ اسکا قصہ طویل ہے اوسمین یہہ بہی مذکور ہے کہ جناب امیر نے اونسے کہا کہ یہہ جو تمنے (شکایةً) کہا کہ مینے تمکو حضرت کے تجہیز وتکفین مین حاضر وشریک نکیا اسکی وجہہ یہہ ہے کہ حضرت نے فرمایا تہا کہ ستر کو سوائی تیری جو دیکھیگا اوسکی بینائی جاتی رہیگی بس مین نہین چاہتا تہا کہ تمکو یہہ ایذا پہنچاؤن ۔ ۱۲ ۔

کو یکلخت طاق نسیان مین رکہکر اون درختون کے پیچہی مع کفار و منافقین مین در بدر پہرین بہلا کوئی عاقل کہیگا کہ انکو اپنی باپ کا یا اپنے مربی کا غم ہے معاذ اللہ من ذلک مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے نسخہ سلیم بن قیس ہلالی سے بروایت سلمان نقل کی۔ فلما کان اللیل حمل فاطمۃ علی حمار واخذ بید الحسن والحسین علیہما السلام فلم یدع احدا من اہل بدر من المہاجرین والانصار الا اتاہ فی منزلہ وذکر حقہ ودعاہ الی نصرتہ فما استجاب لہ الا اربعۃ واربعون رجلا فامرہم ان یصبحوا محلقین رؤسہم معہم سلاحہم علی ان یبایعوا علی الموت فاصبحوا ولم یواف منہم الا الاربعۃ فقلت لسلمان من الاربعۃ قال انا وابوذر والمقداد والزبیر بن العوام

دوسری روایت بیضاوی ابن میثم شارح نہج البلاغۃ اپنی مختصر شرح مین جو اسوقت میری سامنے موجود ہے اس کتاب کے شرح مین جسکا شروع یہہ ہے ومن کتاب لہ الی عثمان بن حنیف وہو عاملہ علی البصرۃ وقد بلغہ انہ دعی الی ولیمۃ قوم الخ لکہا ہے وفدک قریۃ کانت لرسول اللہ خاصۃ صالح اہلہا علی النصف بعد فتح خیبر واجماع الشیعۃ علی انہ اعطاہا فاطمۃ علیہا السلام فی حیاتہ فلما ولی ابوبکر الخلافۃ عزم علی اخذہا منہا فارسلت الیہ تطلب میراثہا من رسول اللہ وتقول اعطانی فدکا فی حیاتہ واستشہدت علی ذلک علیا وام ایمن فشہدا لہا بہا فاجابہا عن المیراث بخبر رواہ نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ فہو صدقۃ وعن دعوی فدک انہا لم تکن للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وانما کانت مالا للمسلمین فی یدہ یحمل بہ الرجال وینفقہ فی سبیل اللہ وانا الیہ کما کان یلیہ فلما بلغہا ذلک لاثت خمارہا واقبلت فی لمۃ من حفدتہا ونساء قومہا تطأ فی ذیولہا حتی دخلت علیہ وہو فی حشد من المہاجرین والانصار الی اخرما قال

۲ فدک خاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گانو تہا بعد فتح خیبر کے نصف محاصل پر گانو والونسے مصالحت کر لی تہی۔ اور شیعہ کا اسپر اجماع ہے کہ وہ گانو حضرت نے اپنی زندگی مین حضرت فاطمہ کو دیدیا تہا۔ جب ابوبکر خلیفہ ہوئی اور فاطمہ سے اوسکی لینی کا ارادہ کیا تو فاطمہ نے میراث کی مطالبہ کا ابوبکر کو پیغام بہیجا اور کہا کہ مجکو فدک اپنی حیات مین حضرت نے عطا فرمایا تہا اور حضرت علی اور ام ایمن سے اسپر گواہی چاہی اونہون نے اونکی شہادت دی۔ ابوبکر نے میراث کا تو جواب اس حدیث سے دیا کہ ہم انبیا کے گروہ مین ہماری وراثت نہیں ہوتی جو کچہہ ہم چہوڑین وہ صدقہ ہے اور دعوی فدک کا یہہ جواب دیا کہ وہ حضرت کا نہ تہا بلکہ مسلمانونکا مال آپکے تصرف مین تہا جسمین لوگونکو سواریان دیتے اور خدا کے راہ مین خرچ کرتے تہے اور مین بہی اسیطرح تصرف کرونگا جسطرح حضرت کیا کرتے تہے جب یہہ خبر فاطمہ کو پہنچی تو اپنے اوڑہنی اوڑہی اور اپنے ہم جولیون اور اپنی قوم کے عورتونکے ساتہہ اپنی دامنونمین چلتی ہوئی آئین۔ اور ابوبکر کے پاس اوس مجمع مین داخل ہوئین جسمین اکثر مہاجرین اور انصار حاضر تہے ۱۲ —
۱۲

ہماری محبیب منصف مزاج نے روایت ازالۃ الخفا کو جسمین اجتماع حضرت علی و زبیر وغیرہ کا بیت فاطمہ رضہ
مین ذکر تہا بیدینی فرمایا تہا تو یہہ روایات کہ جنمین معاذ اللہ توبہ توبہ محض دنیا طلبی کی غرض سے
حضرت معصومہ کا مجامع فساق و فجار و کفار و شرار مین پہرنا مذکور ہی کس درجہ کی بیدینی بلکہ
کونسا درجہ جو بیدینی سے بالاتر ہی قرار دینگی۔ غرضکہ جب اہل بیت طاہرین سے کسیکو حضرت
کی انتقال کا غم تہا ہی نہین تو تعزیت اور تشفی کسکی کرتے (ثانیاً) ہیشتر گذارش ہو چکا کہ اہل بیت کو
گہر جلانے کی دہمکی ہرگز نہین دی بلکہ جو لوگ خلافت حقہ کی برہم کرنی کی مشورہ کرتے تہی اونپر گہر جلانے
کی دہمکی دی تہی جو عین اتباع پیغمبر تہا پس اگر ہمت اور حوصلہ ہو تو بسم اللہ شرعاً اسکی برائی ثابت
کیجیئی اگر یہہ ایک برائی ثابت ہوگئی تو انشاء اللہ تعالے حضرت امیر کی نسبت دس گونہ زیادہ
ثابت ہوگی (۵) طرح طرح کے ظلم و ستم اور اقسام اقسام کی جور و جفا اور انواع انواع کے آلام
و مصائب جنکا اہلبیت اطہار پر واقع ہونا صحابہ کے دست تعدی سے بیان کیا جاتا ہے
اور جنکی مجملاً تفصیل یہہ ہی۔ کہ حضرت امیر کے ساتہہ غدر کیا اور برانے کینون سے اپنی سینونکو
بہرا اور خلافت کو غصب کیا اور فدک کو چہینا اور معافی کے سند کو پہاڑ ڈالا اور معاذ اللہ
حضرت امیر کے گلی مین رسی ڈالکر جبراً بیعت اونسی لی اور انکی قتل کے درپے ہوئی اور حضرت
سیدہ کی گہر کو جلایا اور معاذ اللہ حضرت سیدہ معصومہ کے پہلو مبارک پر لگد کا صدمہ پونہچایا۔ اور حمل
شش ماہہ حضرت محسن کا اپنی ضرب کے صدمہ سے گرایا نہ حضرت سیدہ معصومہ کی دشمنونکو منبر پر
علی الاعلان تہمت فاحشہ کے ساتہہ متہم کیا اہلبیت کے ارکیونکو عصب و عدوان کی طور
پر لیگئی قرآن تحریف کیا پیغمبر کے دین کو بدل ڈالا۔ چنانچہ کلینی اور قمی اور طوسی نے اپنی تالیفات
مین اور مجلسی نے بحار اور حق الیقین اور جلاء العیون مین ان کے تفصیل لکھی ہے اور مولانا حیدر علے
بعد نقل فرماتے ہین و این ہمہ کہ گفتم بے شائبہ اغراق حرفے ازان کتابہا و لفظی از ان خطبہا
و سنگی از بیستون و قطرہ از جیحون و خوشہ از خرمن و گلی از گلشن است۔ اور یہہ محض افترا
و بہتان اور تراش خراش حضرات اکابر امامیہ کی ہے۔ حاشا کہ اہلسنت کی یہان ابتکا نام

ونشان ہی ہو پس اہلسنت کو ایسی موضوعات و مفتریات سے الزام دینا اپنی علم و عقل و انصاف کو
رسوا کرنا ہی۔ اور بانی ہوتی ہے اگر سبب قریب مراد ہی تو انکی بانی حسب اصول شیعہ
حضرت امیر اور حضرت حسنین اور تمام بنی ہاشم اور صحابہ مقبولین امامیہ ہین کہ انکی خاموشی اور مداہنت
اور جبن اور مسامحت نے تو یہہ نوبت پونہچائی کاش ان فسادات کو عباس کے پرنالہ کی برابر
وقعت کے نظر سے دیکہتی یا ابوبکر اشجع کے ہم جنب سمجہتی افسوس کہ قوم عاد کو تو بضرورت جا کر تیغ بے دریغ
کرین اور میان اسلام خراب ہو اور اہلبیت ذلیل و خوار ہو اور حضرت فاطمہؓ چلائین اور ام کلثوم بلبلائین اور کان
پر جون تک نہ چلی معاذ اللہ اگر سبب بعید مراد ہی تو پہر خود ذات پاک خداوند تعالے شانہ جو تمام علۃ العلل
اور سبب الاسباب ہی اوسکو بہی بیچاری خلفا نے کیا قصور کیا کہ وہ بیچ مین سے پکڑی گئی (٦)
خلافت صدیقی بحول اللہ تعالی حسب وعدہ خداوندی جسکی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے قائم
ہوئی اور مہاجرین و انصار نے اوسکو بسر و چشم قبول کیا اہل بیت نے اوسپر اقدام نہین کیا اور کیونکر
کرتے وہ جانتی تہی کہ یہہ حق صدیقی ہی پہر کیونکر اوسپر اقدام کرتے نہج البلاغۃ مین خطبہ مذکور ہی
کہ حضرت عباس نے اور ابوسفیان نے چاہا تہا کہ حضرت امیر کے ہاتہہ پر بیعت کرلین آپنے منظور نفرمایا
تو یہہ انکار یا بوجہ خوف ہی اور یہہ محال ہے یا بوجہ اسکی کہ اپنا حق نہین سمجہتے تہی وہو عین المدعا۔ ثبت
اپنا حق الصدیق۔ تو یہہ کہنا کہ بجز اجماع کے کوئی دلیل عقلی و نقلی موجود نہین غلط محض ہی خطبہ
نہج البلاغۃ سے بعینہ نقل کرتا ہون۔ **ومن کلام لہ علیہ السلام** لما قبض رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وخاطبہ العباس رحمہ اللہ وابوسفیان بن حرب فی ان یبایعا لہ بالخلافۃ ایہا الناس شقوا
امواج الفتن بسفن النجاۃ وعرجوا عن طریق المنافرۃ وضعوا تیجان المفاخرۃ افلح من نہض بجناح
او استسلم فاراح ماء آجن ولقمۃ یغص بہا آکلہا ومجتنی الثمرۃ لغیر وقت ایناعہا کالزارع بغیر
ارضہ فان اقل یقولوا حرص علی الملک وان اسکت یقولوا جزع من الموت ہیہات بعد
اللتیا والتی کیف اجزع من الموت واللہ لابن ابی طالب آنس بالموت من الطفل بثدی امہ
بل اندمجت علی مکنون علم لو بحت بہ لاضطربتم اضطراب الارشیۃ فی الطوی البعیدۃ۔ انتہی

حضرت عباس اور ابوسفیان نے جناب امیر سے بیعت کرنی چاہی تو آپ نے انکار فرمایا

اب مین اس خطبہ کا ترجمہ بطور شرح کے لکھتا ہون خیال اوسکا چاہئے کہ گوش ہوش سے طرف متوجہ فرمائی (ہنگام وفات رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جبکہ حضرت عباس رض اور ابوسفیان رض نے آپ سے آپکی خلافت پر بیعت کی درخواست کی) اور یہہ عباس کے درخواست
اوسوقت تہی جبکہ حضرت تجہیز و غسل جسد مطہر مین مشغول تہی چنانچہ علامہ کنتوری نے سیف ناصری مین فاضل مانی اور جلال الدین
اور صاحب فتح الباری سے نقل کیا ہی حضرت علی علیہ السلام بعضی بنی ہاشم تجہیز و غسل جسد مطہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مشغول بودند پس عباس از علی گفت کہ دست خود را دراز کن تا با تو بیعت کنم تا مردمان خواہند گفت کہ عم رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پسر عم رسول خدا را بیعت کرد پس خلاف نخواہند کرد بر تو دو کس حضرت علی علیہ السلام در جواب گفت آیا
طمع خواہد کرد الی عمر درین امر طمع کنندہ نعیر من عباس گفت قریب است کہ خواہی دانست پس دیر نگذشت کہ خبرہا
آمدند کہ انصار سعد بن عبادہ را نشانیدہ اند کہ با او بیعت کنند عمر آمدہ بہ ابوبکر بیعت کرد و سبقت برد بر انصار با بن
بیعت ابن ابی الحدید میگوید پس علی نادم شد بر اینکہ بیعت عباس را نگرفت انتہی نقلاعن نالہ یعین (تو ارشاد
فرمایا ای لوگو فتنونکی موجونکو نجات کی کشتیونسی پہاڑ دو اور اپسمین نفرت ڈالنیکے رستی سے بچو اور باہمی فخر کرنے
کی تاجونکو اوتار رکہو) یعنی خلافت کا لینا جو ناحق طور پر ہوگا فتنون اور آپس کی نفرت کا باعث ہوگا اس سے بچو
کیونکہ جب یہہ دوسری شخص کا حق ہی تو ضرور فتنہ فساد قائم ہونگی تو نجات اسی مین ہے کہ باہمی نفاق نہ ہو اور خلافت کی
بیعت اسوقت میرے ہاتہہ پر نہ کیجیا وی (جو شخص قوت و بازو کی ساتہہ اوٹہا اوسنی فلاح پائی
یا مطیع ہوگیا تو اوسنی اپنی آپکو راحت مین رکہا) یعنے دو شخص ہین ایک وہ کہ اوسکو ظاہری قوت
اعوان و انصار کے اور باطنی قوت حقانیت کی حاصل ہے اور وہ اپنی قوت سے اوٹہا اوسنی فلاح پائی دنیا
و آخرت مین وہ کون ہی وہ ابوبکر ہی اور ایک وہی کہ جسکا حق اطاعت تہا وہ مطیع ہوگیا اوسنی اپنی آپکو تکلیف
سی راحت دی یہہ اپنی نفس کیطرف کنایہ کیا (اس خلافت کی مثال گدلا پانی کی ہی اور اس لقمہ کی ہے جو کہانیوالی کے
گلی مین پہنسی) یعنی جو شخص ناحق اسکا طالب ہو تو ایسی ہی ہے اسکو منظور نہین کرتا (پہل کا چننی والا خامی کے
وقت مین ایسا ہی جیسا غیر زمین کے بونیوالا) یہہ اسکی طرف اشارہ ہی کہ آپکو معلوم تہا کہ ابہی تک میری خلافت کا
وقت نہین تو پہونچنا تو سعی بے سود ہی (اگر مین بولون تو کہین گے کہ بادشاہت کی حرص کی اور اگر سکوت
کرون تو کہین گے کہ موت سے ڈر گیا) حالانکہ نہ بادشاہت کی حرص ہے نہ موت کا ڈر ہی بلکہ اصل یہہ ہی۔

کراہی وقت نہین آیا (بعید ہی) یعنی تمہارا مطلوب مجہسی بعید ہی یا ملک و بادشاہت کا حرص کرنا
اور موت سے ڈرنا بعید ہی (ان سب کے بعد کیونکر موت سے مین بے صبری کرون قسم خدا کی ابن ابی طالب اوس
بچی کے بنسبت جو اپنی مان کے پستان کی رغبت کرتا ہی موت کے ساتھہ زیادہ مانوس ہی بلکہ مین ایسی
پوشیدہ علم کا واقف ہون اگر اوسکو ظاہر کرون تو تم بیقرار ہو جاؤ اور لرزنی لگو جیسی رسیان گہری کنوون
مین) یعنی احوال قیامت جو کچھہ مجہپر منکشف ہین اور محشر کے سختیان جو مجکو معلوم ہین اور گنہگارون اور لوگونکی
حقوق مین دست اندازی کرنے والونکی بدحالیان جو مین جانتا ہون اگر مین ظاہر و منکشف کردون تو تم
مضطرب ہو جاؤ۔ حضرت کی کلام کو دیکہئے اور اپنے دعوی سے مطابق فرمایئے۔ قول ۱۸ مولوی حیدر علی
جنکو آپ قلید میر مہدی خاتم المتکلمین لکھتی ہین ازالۃ الغین مین کنتوری علیہ الرحمۃ کی نسبت ذکر خطبہ للہ بلاد
فلان مین محض اس گمان سے کہ اونکی زعم مین علامہ علیہ الرحمۃ نے شرح ابن میثم نہین دیکہی جس بحث کو اپنی
بڑی ناز و فخار سے ہدیۂ جو واقع مین تہدیہ ہی لکھا ہے کیا کیا زبان درازیان فرماوین منصب تالیف
و تصنیف سے اونکو اوٹہا مین تعجب ہی کہ صاحب تحفہ کتاب ازالۃ الخفا کو جسکا حوالہ خود باب ہفتم مین دیتی
ہین اور گو اوسکی مصنف کی ہوت کا تو رتبہ اظہار نہین فرماتی مگر آیۃ من آیات اللہ و معجزۂ رسول اللہ اونکی شان
مین لکھتی ہین خود اس کتاب کو ملاحظہ نفرماوین تا کہ معلوم ہو کہ خانۂ حضرت زہرا مین کون بزرگوار جمع ہوتی تہی
جنکی شان مین گستاخانہ ایسی کلمات کفر لکہی ہین اور پہر خاتم المحدثین کا خطاب پاتی ہین۔ سبحان اللہ ع
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ اقول ۲ اس قول مین مجیب لبیب نے دو امر تحریر فرمائی
جنکا جواب لکہنا اور اہل انصاف کی روبرو پیش کرنا ضروری معلوم ہوا اول علامہ کنتوری کے شرح
ابن میثم نہ دیکہنی کی نسبت مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراض کے تحقیر و تکذیب دوسری
صاحب تحفہ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت ازالۃ الخفا نہ دیکہنی کا ادعا۔ پس واضح ہو کہ حضرت مجیب
امر اول کے نسبت صاف طور پر نہ اقرار کرتے ہین نہ انکار لیکن قرائن فحوای کلام سے صاف انکار
مفہوم ہوتا ہے کیونکہ لکہتی ہین (محض اس گمان سے کہ انکی زعم مین شرح ابن میثم نہین دیکہی ہو اس
قول مین شرح ابن میثم کا نہ دیکہنا مجیب کے نزدیک بزعم و گمان حضرت خاتم المتکلمین گویا خلاف واقع ہی

لیکن مین پوچھتا ہون اپنی انصاف کو نصب العین کرکے فرمایئی کہ فی الحقیقت نفس الامر مین علامہ مذکور نے شرح ابن میثم کا مطالعہ فرمایا یا نہین اگر مطالعہ نہین فرمایا تو اس جوش و خروش کے ساتھہ این شد و مد انکار توجیہات کی جو صاحب تحفہ نے کی ہین کیا معنی چونکہ مجیب لبیب خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ کے جواب کو زبان درازی سی تعبیر فرمایا اسلیئی مناسب معلوم ہوا کہ ملخصاً عبارت تحفہ کے اور اوسپر جو کچھہ علامہ کنتوری نے بے وجہ زبان درازی و یاوہ گوئی فرمائی ہی لکھی جاوی تاکہ اہل انصاف پر وضح ہو جاوی اور معلوم کرین کہ خاتم المتکلمین نے جو کچھہ تحریر فرمایا ہی وہ محض بجواب حضرت علامہ کی زبان درازی کی بحکم لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ تحریر فرمایا ہی۔ خاتم المحدثین علامہ دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز نے تحفہ مین بعد نقل خطبہ لله بلاد فلان لقد قوم الاود وداوی العمد الخ کی جو عبارت تحریر فرمائی ہی اوسمین لکھتی ہین۔ ولہذا شارحین نہج البلاغت از امامیہ در تعیین لفظ فلان خلاف کردہ اند بعضی گفتہ اند کہ مراد ابوبکر است وبعضی گفتہ اند عمر الخ علامہ مذکور فرماتے ہین۔ اِنَّ هٰذَا لَاِفْكٌ مُّبِيْنٌ ازین ناصبی باید پرسید کہ کدام شارح امامیہ گفتہ کہ مراد ابوبکر یا عمر است قال خاتم المحدثین درین عبارت سراسر بشارت ابوبکر رابدہ وصف عالی موصوف ساختہ قال العلامہ ثبت الدار ثم انقش اول اینمعنی را اثبات باید رسانید کہ مراد از لفظ فلان درین کلام ابوبکر است بعد ازان باین اوصاف اثبات فضل ابی بکر باید نمود قال خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ عمدہ این توجیہات نزد ایشان آنست الخ قال العلامہ این ادعا کذب محض است احتیاج این توجیہات شیعہ را وقتی می افتاد کہ در کتب شیعہ بجائی لفظ فلان لفظ ابوبکر موجود می بود چون لفظ ابوبکر موجود نیست ایشانرا احتیاج بہیچ از توجیہات نیست پس آنچہ ناصبی بعد تقریر این توجیہات از ہذیانات خود سر کردہ از جہت ابتنای آن بر فاسد از قبیل بناء فاسد علی الفاسد باشد قال خاتم المحدثین وبعضی از امامیہ الخ قال العلامہ ہیچک از امامیہ این توجیہ نکردہ مگر ابن ابی الحدید اور بعد اسکی لکھتا ہے واین ناصبی نیز این کلام ابن ابی الحدید را در حاشیہ ہمین قول نقل کردہ وچون این ناصبی خود در باب اول تصریح کردہ کہ فرقہ زیدیہ در مسئلہ امامت با اہل سنت موافق است باز مقالہ زیدیہ را با امامیہ نسبت دادن کذب صریح است انتہی ای اہل انصاف علامہ کنتوری کی عبارت کو ملاحظہ کرکے لللہ تو یہہ فرمایئی

در باب خطبہ بلاد فلان علامہ کنتوری کی تکذیب

کہ علامہ کنتوری کے زبان درازی کس بناء پر ہی اور اگر بجواب اسکی کسی خوشہ چین خرمن یامن حضرت خاتم المحدثین نے کچھ سخت لکھدیا تو کیا بیجا کیا بعد اسکی یہہ فرمایٔی کہ اس عبارت سے علامہ کا شرح نہج البلاغۃ کو دیکھنا مفہوم ہوتا ہی یا نہ دیکھنا کیا اس عبارت سے صراحۃً یہہ سمجھہ مین نہین آتا کہ علامہ نے شرح ابن میثم کو خواب مین بھی نہین دیکھا - ورنہ ان جملون کے (ہیچکس از امامیہ این توجیہ نکردہ - ان ہذا الا افک مبین - این ادعا کذب محض است) تحریر کی ہرگز ہمت وجرأت نہوتی پھر معلوم نہین ہماری محبب لبیب کس انصاف کی اقتضاء سے شرح ابن میثم کے نہ دیکھنی کو محض مزعوم المتکلمین قرار دیتی ہین - اور اگر فی الواقع علامہ مذکور نے شرح ابن میثم کا مطالعہ کیا ہی اور اوسمین واقعی لکھا ہی کہ مراد لفظ فلان سے ابوبکر ہے یا عمر اور لکھا ہے کہ ابوبکر کے دس اوصاف کی ساتھہ مدح فرمایٔی تو پھر آپ ہی علامہ کے حیا وانصاف کی شہادت دیجئے اور انصاف سے فرمایٔی کہ کیا علامہ کی مشت خاک سے ماہتاب چہاردہمی پر غبار پہونچ سکتا ہے حاشا وکلا ہماری رائی مین مولانا خاتم المتکلمین کا بہت بڑا احسان ہی جو آپکی علامہ کی دوش وگردن پر رکہا - کہ انکو کتاب ابن میثم کے نہ دیکہنی کے عذر وحیلہ کا موقع دیدیا اور اگر علامہ کے وفور علم وفضل اور کمال وانہماک مناظرہ کے اعتبار سے وہ یہہ فرماتے کہ علامہ نے بیشک کتاب دیکھی ہوگی - لیکن جب دار وگیر خصم سے مفر نہین ملا تو دیدہ ودانستہ انکار کرتا ہے یہہ ممکن نہین کہ ایسی متداول کتاب نہ دیکھی ہو اور خیانت وغیرہ کا الزام دیتی تو علامہ کنتوری عالم برزخ مین بھی تہراتی اور محبب لبیب زیادہ تاب پیچ کہاتے پس محبب لبیب کو اس الزام پر خوش ہونا چاہیٔی نہ کہ ناخوش ہون - امر دوم - جو ادعا کہ نسبت نہ دیکھنی صاحب تحفہ علیہ الرحمۃ کے ازالۃ الخفا کو فرمایا ہے امر اول سے بھی زیادہ عجیب ہی ای حضرت فرمایٔی تو سہی اس امر پر کونسی دلیل قائم ہے کہ صاحب تحفہ نے ازالۃ الخفا کو نہین دیکھا کیا حضرت نے اپنی زعم ہی کو کافی دلیل تصور فرمالیا ہے - جو اس الزام سے آپ ہمکو دہمکاتی ہین مگر پھر آپ بھی کیا کرین معذور ہین جواب لکھنا ضرور ہوا تو ایسی ہی باتون سے اپنا دل نہ بہلائین تو اور کیا کرین ذرا علامہ کی تکذیب وانکار کو خاتم المحدثین کی تحریر سے ملا کر انصاف سے دیکھی

اور پہر بہی اگر سمجہہ مین نہ آوی تو بندہ کی گذارش کو جو جوابا عرض کیے ہے اسکی ساتہہ منضم کرکے ملاحظہ
فرمائیے پہر آپ مانین یا نہ مانین لیکن آپ پر منکشف ہو جائیگا کہ خاتم المحدثین کا قول بالکل صاف اور عبارت
ہی ازالۃ الخفا کی بہی مخالف نہین اور علامہ نے شرح دیکہی یا نہین بہر تقدیر علامہ نے اپنی اس
انکار مین کہ لفظ فلان سے کسی شارح نے ابوبکر یا عمر مراد نہین لیا بڑی غلطی کہائی پس اب دیکہیے
ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - باقی آپکے ناشائستہ کلمات کا ہم کیا جواب لکہین

قولہ توضیحاً للمرام ازالۃ الخفا کی عبارت نقل ہوتی ہے تاکہ آپ کو بہی معلوم ہو جائے کہ جنکی
شان مین آپکے خاتم المحدثین یہہ کلمات تحریر فرماتے ہین وہ کون حضرات تہی ازالۃ الخفا کی مقصد دوم
مآثر جمیلہ صدیق اکبر واقعہ صفحہ ۲۹ مطبوعہ مطبع صدیقی مقام بریلی مین تحریر فرماتے ہین
درہمین ایام مشکلے دیگر کہ فوق جمیع مشکلات توان شمرد پیش آمد و آن این بود کہ زبیر جمعی از بنی
ہاشم درخانہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی جمع شدہ درباب نقض خلافت مشورہ ہا بکار میبردند حضرت شیخین این
آنرا بہ تدبیر نیکو بالسیتی برہم زدند و تدارک ملالی کہ بر مزاج حضرت مرتضی عارض شدہ بود بحسن ملاطفت فرمودند و این
قصہ بیک چیز را حفظ کرد و چیزی ترک نمود دریجا چند روایت نویسیم تا قصیہ منقح گردد - عن زید بن
اسلم عن ابیہ انہ حین بویع لابی بکر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علی والزبیر یدخلان علی
فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیشاورونہا ویرتجعون فی امرہم فلما بلغ ذلک عمر بن الخطاب خرج حتی
دخل علی فاطمۃ فقال یا بنت رسول اللہ واللہ ما من الخلق احب الینا من ابیک وما من احد احب الینا بعد ابیک
منک وایم اللہ ما ذاک بمانعی ان اجتمع ہولاء النفر عندک ان امرہم ان یحرق علیہم البیت قال فلما
خرج عمر جاؤہا فقالت تعلمون ان عمر قد جائنی وقد حلف باللہ لئن عدتم لیحرقن علیکم البیت
وایم اللہ لیمضین لما حلف علیہ فانصرفوا راشدین فروا رأیکم ولا ترجعوا الی فانصرفوا عنہا فلم
یرجعوا الیہا حتی بایعوا لابی بکر اخرجہ ابن ابی شیبۃ اور اگر اس روایت کی صحت مین کچہہ
کلام ہو تو اسی کتاب کے مقصد ثانی کی چہٹی فصل تثقیف عمر واقعہ صفحہ ۱۷۹ ملاحظہ
فرمائیے کہ اس روایت کو باسناد صحیح علی شرط الشیخین یعنی بخاری و مسلم سے لکہتے ہین

اقول یہہ روایت نہ آپکو کچہہ مفید ہی اور نہ آپکی خصم کو مضر ہی کیونکہ جس بنیاد پر جناب نے اس روایتکو
نقل کیا ہی فی الحقیقت وہ بنا ہی فاسد ہی - یہہ امر تو ظاہر ہے کہ یہہ دلسوزی حضرت زبیر رض کی واسطی
تو نہیں ہے کیونکہ اونکو تو کافر جانتی ہین تو صرف حضرت علی رض کیوجہ سے کہ اونکو بدون کسی دلیل
عقلی نقلی عرفی کے معصوم اعتقاد کر رکہا ہے یہہ شور و شغب ہی اگر اہلسنت بہی معتقد عصمت حضرت
۸۷ امیر رض و صحابہ ہوتے تو البتہ یہہ الزام کسیقدر قابل التفات ہوتا لیکن جب اہلسنت ان حضرات کو معصوم
نہیں اعتقاد کرتے تو نہ اونپر یہہ الزام وارد ہوتا ہے نہ اسکی طرف التفات کی ضرورت ہان اونکو فضل
امت اور کرام مین جانتی ہین اور دعوات صالحہ سے یاد کرتے مین اور انکی حق مین کہتی ہین رَبَّنَا
اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا
إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ[1] اور کوئی معصیت انکی مرتبہ عالیہ کو کم نہیں کرتی حسب وعدہ خداوندی تعالے
اونکے مساعی جمیلہ فی الدین ہمیشہ مشکور اور انکی زلات و معاصی مغفور ہین باانہمہ کاروبار انتظامیہ
اور امور مہمہ کے اختلال کے وقت نہ حضرت صلی اللہ علیہ نے اسکی مراعات فرمائی اور فرمایا لو ان فاطمۃ
بنت محمد (اعاذہا اللہ من ذلک) سرقت لقطعت یدہا[2] —— زانی کو رجم کرایا قاذف کو حد لگوائی
شارب خمر کو پٹوایا - تو جب ہونے اونے شخصی حقوق مین یہہ نوبت پہونچے تو جن امور مین نوعی حقوق تمام
مسلمانونکی اور خداوند تعالے کے متعلق ہونگی اونمین کیونکر رعایت کیجا سکتی ہے - اور باوجود اسکی حضرت نے
ایسی لوگون کی نسبت جو کچہہ ارشاد فرمایا آپ جانتی ہی ہونگی - حاطب بن ابی بلتعہ کا قصہ اور حضرت کا
ارشاد آپکو معلوم ہی ہوگا تو خلفا رضی اللہ عنہم نے بہی سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
ہی سے یہہ طریقہ اخذ کیا اور اسپر عمل کیا تو اگر اسپر طعن کیا جاویگا تو سیرت نبوی پر طعن عاید ہوگا
بلکہ خود حضرت امیر کے طریقہ پر طعن و الزام منصرف ہوگا کہ اونکا فعل بدرجہا اس سے زیادہ ہی کہ حضرت نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محبوبہ ام المومنین کا بہی جو بالاتفاق وفات شریف تک زوجیت مین رہین

---

[1] ای رب ہماری بخش ہمکو اور ہمارے بہائیون ہماری کو جو آگے لائے ہمسے ایمان اور مت کر ہیچ اونون ہمارے کے بیر واسطی اون لوگون کے کہ ایمان لائے ای رب ہماری تحقیق تو شفقت کرنیوالا مہربان ہے - ۱۲ - [2] اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا محمد کی بیٹی (اللہ اوسکو پناہ مین رکہی) چوری کریگی تو مین اوسکا ہاتہہ کاٹونگا - ۱۲ -

اور نص قرآنی الم المومنین میں ہی پاس ادب نفرمایا اور قتیل و قتال سے بہی دریغ نکیا علاوہ ازین نقض بیعت صدیقی
کی مشورہ کی بابت خواہ اوسکو آپ حق سمجہین یا ناحق حضرت امیرؓ کی نسبت آپکی اصول کے مطابق الزام لو تر معصیت
ثابت ہوتی ہے وہ یہہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر کو غصب حقوق و خلافت کی خبر دی
تہی اور صبر و سکوت کی وصیت فرمائی تہی اور فرمایا تہا خبردار کچہہ ہی کیون نکرین خلافت چہینین گہر
جلا دیوین معاذ اللہ بنات طیبات غصب کرین دشنام مارنا چون و چرا نکرنا پہر باینہمہ تاکیدات بلیغہ و تشدیدات
شدیدہ آپ نقض خلافت کی مشورہ کرنے لگے اور خلاف وصیت و حکم پیغمبر کے عمل کرنے لگے علاوہ
اسکی کہ معاذ اللہ معصیت اور مخالفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں مبتلا ہوئی آپکی اصول پر اس مخالفت پیغمبر
کی مکافات مین خلفا نے جو کچہہ عترت کے ساتہہ کیا بجا کیا ۔ معہذا روایات شیعہ کے دیکہنے سے معلوم
ہوتا ہے خطا و نادانستگی کے حرکات انبیاء سے بہی سرزد ہوئی اور سبب لعن و طعن نہین قرار دیئے گئے
حضرت موسیٰؑ کا قصہ حضرت ہارونؑ کے ساتہہ پوشیدہ نہوگا کہ حضرت موسیٰؑ نے ہارون سے اَلَّا تَتَّبِعَنِ
اَفَعَصَیْتَ اَمْرِیْ[1] فرمایا اور داڑہی پکڑ کر کہینچی تو اب خیال فرمالیجیے گا کہ موسیٰؑ کون تہے اور ہارونؑ کون تہے
علی بن ابراہیم استاد کلینی نے تفسیر اہل بیت مین لکہا ہے جبکہ حضرت موسیٰؑ کی استاد حضرت خضرؑ
نے طفل کو مار ڈالا تو موسیٰؑ نے اونکو زمین پر دے مارا اور کوئی دقیقہ انکی بے حرمتی مین باقی نچہوڑا الفاظ
روایت یہہ ہین ۔ اذا جنحت السفینۃ فی البحر قام الخضر فنظر الی جوانب السفینۃ فکسرها و
حشاه بالخرق والطین فغضب موسیٰ غضبا شدیدا وقال للخضر اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ
جِئْتَ شَیْئًا اِمْرًا فقال له الخضر اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا قال موسیٰ لَا تُؤَاخِذْنِیْ
بِمَا نَسِیْتُ وَلَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا فخرج من السفینۃ فنظر الخضر الی غلام یلعب بین الصبیان
حسن الوجه کانه قطعة قمر فی دنیہ درتان فتامله الخضر ثم اخذه فقتله فوثب موسیٰ علی الخضر

[1] تو میری پیچہے آیا کیا تو نے رد کیا میرا حکم ۱۲ ۔ [2] جب کشتی دریا مین داخل ہوئی خضر اوٹہے کشتی کی کنارونکو دیکہنے لگے پہر اوسکو توڑا اور اوسکی سوراخ
مٹی سے اسکو بند کیا تو موسیٰ نہایت غصہ ہوئی اور خضر سے کہا کہ تو نے اسکو پہاڑ ڈالا ایسی کہ ڈبا دی اوسکی لوگونکو تو نے کی ایک چیز انوکہی خضر نے کہا مینے نہ کہا تہا کہ تو میری ساتہہ
صبر نکر سکیگا موسیٰ نے کہا نہ مواخذہ کر مجہسے میری بہول پر اور نہ ڈال مجہپر میری کام مین مشکل پہر کشتی سے نکلی اور خضر نے ایک حسین چاند کا ٹکڑا لڑکا دیکہا جو لڑکون مین کہیل رہا تہا
اور کانون میں دو موتی تہے خضر نے اوسکو تامل سے دیکہا پہر پکڑ کر مار ڈالا پس موسیٰ خضر پر حملہ کیا ۔ ۱۲ ۔

وجلد بہ الارض فقال اقتلت نفسا زکیۃ بغیر نفس لقد جئت شیئا نکرا - ظاہر ہی کہ جو کچہہ
حضرت موسیٰ سے ظہور پذیر ہوا خطاء نا دانستگی کے طور پر واقع ہوا کہ جوش حقانیت مین اونکو تاب
نرہی اور کر بیٹھی جو کچہہ کہ کیا اسیطرح ان حضرات سی بہی ابتدا ء انعقاد خلافت صدیقی مین خطاء کوئی
امر بالفرض واقع ہوا ہو تو ہر گز سبب طعن و لعن نہین ہو سکتا - **قولہ** اس مقام مین بہت کچہہ
بحث ہو سکتی ہے مگر چونکہ ہماری غرض یہان اسیقدر ہی کہ جو حضرات خانہ جناب زہرا مین جمع ہوئی
تہی وہ کون تہی اسیلئی زیادہ نہین لکہتی **اقول** اس تہوڑی بحث کا نتیجہ و ثمرہ تو آپ پاچکی اگر
بہت کچہہ بحث ہوتی تو آپ ہی کے اجتہاد و انصاف پر بہت کچہہ دہبہ آتا - اور اس روایت کی ذکر
سی اگر اتنی ہی غرض تہی کہ جو حضرات خانہ جناب زہرا مین جمع ہوئی تہی وہ کون تہی تو اسکا گنی
انکی رتبہ ہی کہ جو حضرات دشمن نہین تہی اور اگر مقصود یہہ ہی کہ یہہ بزرگوار بوجہ ارتکاب اس فعل کے
درجہ مکرمت اور بزرگی سے ساقط ہوگئی اور مستوجب لعن طعن کے ہوئی تو ثابت کیجئی اور ثابت
کر کے اپنی مدعا و مقبولین کو بچائی - **قولہ** مگر اسقدر عرض کرنے سے باز نہین رہ سکتی
کہ اسجگہہ جو چالاکی وہوشیاری حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے کی ہے وہ قابل دید ہی فارسی عبارت
مین زبیر و جمعی از بنی ہاشم لکہا ہی جناب امیر کا نام نہین لکہا تا کہ فارسی خوان یہہ نجانئے کہ جناب
امیر بہی مخالف تہی - **اقول** حضرت شاہ ولی اللہ نور اللہ مضجعہ کے تو چالاکی ہی یا نہین
لیکن محب لبیب کی دانشمندی و انصاف قابل دید ہے کوئی عاقل جبکہ وہ یہہ جان سکتا ہو کہ یہہ اجتماع و شوری
جناب علی و حضرت زہرا کی خانہ مین ہوتا تہا کیا اسمین تردد کریگا کہ حضرت امیر اسمین شریک تہی یا
نہین تہی - بہلا یہہ ممکن ہی کہ ایک شخص کے گہر مین اتنی بڑے عظیم الشان امر مین مشورہ ہوتا ہو
اور وہ اوس سے الگ ہو علی الخصوص جبکہ اسکی ساتہہ مین یہہ بہی ضمیمہ کیا جاوی کہ حضرت
زہرا جیسی زوجہ مکرمہ مطیعہ کی ساتہہ مشورہ ہوتا ہو تو ہر گز عقل کو اسکی تسلیم کرنے مین تامل نہوگا
اور عقل اسکو بداہۃً قبول کریگی کہ حضرت کو اسمین شمولیت ہی تو فارسی عبارت مین اسکا عدم ذکر

لہ اور زمین پر دے پٹکا اور کہا تو نے مار ڈالی ایک ستہری جان بن بدلے کسی جان کے تو نے کی ایک چیز نا معقول - ۱۲ -

بوجہ ہدایت کی ہی نہ چالاکی و ہوشیاری کیوجہ سے علاوہ اسکی اگر یہہ امر بدیہی نہو تاہم فقرہ (وتملاکو ملالی کہ بر مزاج حضرت مرتضی عارض شدہ بود مجلس بلاطفت فرمودند) اظہار اس مطلب مین ایسا صاف ہی کہ ہر شخص سمجھہ سکتا ہے کہ حضرت امیر اوسوقت ناخوش تھی - معہذا المجیب اللبیب یہہ جو فرماتے ہین (تاکہ فارسی خوان یہہ نجانے -) اسمین فارسی خوان سے کیا مراد ہی - اگر فارسی خوان سُنی مراد ہی تو بالفرض اگر سنی فارسی خوان اسکو جانیگا تو کیا حرج ہے وہ کب اعتقاد رکہتا ہے کہ حضرت امیر معصوم ہین اہلسنت جیسی زبیر کی معتقد فضائل ہین ویسا ہے حضرت امیر کی ہین جب زبیر کا ذکر اونکو مضر نہین تو حضرت امیر کا ذکر کیون مضر ہوگا جیسا اونکی فعل کو خطا پر محمول کرتے ہین ویسا ہی حضرت امیر کے فعل کو محمول بر خطا کریگا - اور اگر شیعہ مراد ہی تو اولاً یہہ کتاب شیعہ کی واسطی لکہی نہین گئی کیونکہ دلائل الزامیہ مسلمات خصم کی اسمین استدلال نہین کیا گیا - اور ثانیاً شیعہ تو پہلی ہی سے اعتقاد رکہتی ہین کہ حضرت علی اول بیعت صدیق کی مخالف رہی پس اگر وہ اس عبارت سی حضرت امیر کی ہی شرکت جانیگا تو کیا حرج ہوگا - پس یہہ مجیب لبیب کی نظر تعصب وعناد ہی جسنی دانشمندی و انصاف کو خاک مین ملا رکہا ہے ہان چالاکی و ہوشیاری اکابر علما شیعہ کی قابل دید ہی کہ وہ اپنی مذہب کے حفظ ناموس کے لیئی روایات مین تراش خراش کر ڈالتی ہین - ملا باقر بحار الانوار مین آپکی امام المحدثین کلینی کی روایت نقل فرماتے ہین اور راوی کی نسبت فرماتی ہین کہ اسمین صدوق صاحب نے تغیر تبدل کیا ہی[1] - ھذا الخبر ماخوذ من الکافی وفیہ تغییر عجیب تورث سوء الظن بصدوق وھو انما فعل ذلک لیوافق مذھب اھل العدل اور نیز علامہ رضی کے چالاکیان ہی جو نقل خطبات جناب امیر مین اونہون نے فرمائی ہین جنکا شراح کو بہی اعتراف ہی قابل تماشا ہی دکہا بہا فجزاه قدوه - پس یہہ چالاکیان و ہوشیاریان حضرت کی اکابر ہو کرتے چلے آئی ہین بفضل اللہ تعالے مذہب اہلسنت

[1] یہہ خبر کافی سے ماخوذ ہی اور اسمین عجیب تغیر ہے جس سے صدوق کی نسبت سوء ظن ہوتا ہی اونسی یہہ تغیر اسلیئی کیا کہ اہل عدل کے موافق ہو جائے ۱۲ -

تراش و خراش سے پاک و منزہ ہی اور یہہ حال تو اوس شخص کا ہی جو ملقب بلقب صدوق ہی تو جو حضرات صدوق نہین ہین اونکا کیا حال ہوگا۔ **قولہ** لطف یہہ ہی کہ شاہ صاحب گہر جلانے کی تہدید کو حسن ملاطفت تحریر فرماتے ہین اور کچہہ نہین شرماتے شاید حضرات اہلسنت کی اصطلاح مین ایسی ہی بات کو حسن ملاطفت کہتی ہین تشدد تو خدا جانے کیا ہوگا۔ **اقول** اس شرم و حیا پر آفرین ہے کہ عبارت کا مطلب خلاف سیاق خود ہی اپنی طرف سے تراش لیا اور اعتراض کر دیا ہی اوسپر جوش حیا مین طعن و تشنیع مزید بران سوخیر ہم طعن و تشنیع سے قطع نظر کرکے محب لبیب کی خدمتمین گذارش کرتے ہین کہ شاہ صاحب نے گہر جلانے کو حسن ملاطفت کہان تحریر فرمایا۔ عبارت شاہ صاحب کی یہہ ہی۔ (حضرت شیخین آنرا بتدبیر نیکو بایستی برہم زدند و تدارک ملالی کہ بمزاج حضرت مرتضیٰ عارض شدہ بود بحسن ملاطفت فرمودند) اسمین دو جملہ مذکور مین جو لاحق سابق پر حرف واو کی ساتہہ معطوف ہی اور کیا آپ باینہمہ ادعای اجتہاد اتنا بہی نہین جانتی کہ فی الاصل عطف بالواو مغایرت معطوف و معطوف علیہ کو مقتضی ہی تفسیر کا ارتکاب اوسجگہ ہوتا ہی جسجگہ محل مغایرت کو محتمل نہو۔ استعمالات اسکی شاہد ہین ورنہ لازم آوی کہ تاکید تاسیس سی بہتر ہو۔ حاصل مدعا عبارت کا جو صاف اور واضح طور پر الفاظ سے سمجہہ مین آتا ہی یہہ ہی کہ شیخین رض نے اوس فتنہ کو جو ان حضرات رض کی مشورہ سے اوٹہنی والا تہا اس تدبیر اور تہدید سے فرو کیا اور حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے ملال کا (جو مشورہ بیعت صدیقی مین نہ شامل ہونے یا اس تہدید کیوجہ سے ناشی تہا) حسن ملاطفت سے تدارک کر دیا اور دلیل اس رفع ملال کی یہہ ہی کہ آپ ہمیشہ مشورہ مین شریک رہی اور نیک صلاح بتاتی رہی۔ نہج البلاغۃ کو ملاحظہ فرمائیی۔ میری اس قول کی تصدیق پائیگا اور ایک روایت استبصار کی بہی یاد آئی جو باب الحد فی اللواطۃ مین مذکور ہی سو لکہی دیتا ہون

ابو علی الاشعری عن الحسن بن علی الکوفی عن العباس بن عامر عن سیف بن عمیرۃ عن عبد الرحمن العرزمی[1] قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول وجد رجل مع رجل فی عمارۃ فہرب احدہما

[illegible]

[1] عبد الرحمن عرزمی کہتا ہی کہ مینے امام ابو عبد اللہ سے سنا فرماتے تہے کہ ایک مرد کو کسی مرد کے ساتہہ (بد فعلی کرتے ہوئی) پایا ۔۱۲

واٰخذ الاخر فجیٔ به الی عمر فقال للناس ما ترون قال فقال هذا اصنع کذا او قال هذا اصنع کذا قال فقال ما تقول یا ابا الحسن قال اضرب عنقه قال فضرب عنقه قال ثم اراد ان یحمله فقال مه انه قد بقی من حدوده شئ قال ای شئ قد بقی قال ادع بحطب قال فدعا عمر بحطب فامر به امیر المؤمنین فاحرقه به۔

اور اگر اس سے تسکین خاطر سامی نہو تو لیجیے اس سے بہی زیادہ صریح پیشکش کرتا ہون حضرت مولانا خاتم المتکلمین رح نے ازالۃ الغین مین آپکی فاضل اخباری کے جواب ایضاح مین سے عبارت نقل کی ہی وہ عبارت ملتقطاً بندہ عرض کرتا ہی واگر بانصاف تامل فرمایند واضح است کہ بنا بر علی مزعوم امامیہ از خلفاء ثلثہ راشدین گو نسبت بامیر المومنین و فاطمہ سلام اللہ علیہا نقض عہد و نکث بیعت غدیر و غصب فدک و دیگر چند اعمال دال بر عناد سرزدہ اما با اینہمہ باز در ظاہر طریقہ معاشرت اینہا با اہل بیت ہمین اعزاز و اکرام باتفاق فریقین بود و اجرای شعائر اسلام را بجز افعال معدود کہ در کتب کلامیہ و سیر موجود منشاء طعن و قدح در شان شان ست بالمرہ نزد امامیہ نیز از میان بر نداشتہ بودند بلکہ شرع متین را نصب العین خاطر خود ہا میداشتند الخ - اب آپ بغور اپنی فاضل اخباری کی شہادت کو ملاحظہ فرمایئے کہ شیخین کے حسن ملاطفت کی کسطرح شہادت دیتا ہی اور پہر بہی اگر شک رہی تو اپنی فاضل کے روح پر فتوح سے دریافت کیجیے کہ حضرت جب ان بزرگوارون نے نقض عہد کیا اور نکث بیعت کے اور فدک کو چہینا اور بنات طیبات کو غصب کیا جب یہہ سب کچہہ کیا تو تذلیل واہانت مین کونسا دقیقہ باقی رہگیا پہر آپ جو یہہ فرماتے ہین کہ اعزاز و اکرام باتفاق فریقین بود اگر یہہ ہی اعزاز و اکرام ہے تو خدا جانے تذلیل واہانت کیا ہوگی آپ بہی بات فرماتے ہین اور کچہہ نہین شرماتے پہر جو کچہہ آپکو آپکی فاضل کے روح سے جواب ملی وہی ہمارا جواب سمجہہ لیجیے -

قولہ اب ذرا غور فرمایئے کہ جن حضرات کو آپکی خاتم المحدثین صاحب خیانت و اشرار فساد پیشہ و مردودان جناب الٰہی لکھتے ہین وہ انکی والد ماجد کی شہادت سے یہہ حضرات تہی

اقول اسکا جواب سابق مین عرض کیا جاچکا ہے حاجت اعادہ نہین اور ہمکو حیا مانع ہے کہ ہم باربار اون اوصاف و کلمات کو نقل کرین جو شیعہ انبیاء سے لیکر صحابہ تک کے

شانہین فرماتے ہین **قولہ** جناب سیدہ کی نسبت یہہ کہنا کہ اونکی پاس ایسی اشخاص آتی تہی
بی ادبی ہی نہین بلکہ بیدینی ہے آج کوئی ادنے مولوی کے بیٹے کی نسبت اوسکی شاگرد نہین سے
یہہ کلمہ کہہ سکتا ہے - یہہ حضرات اہلسنت کی ہی کمال شادت ہی کہ اہلبیت جناب سالتمآب
کی شانہین یہہ کلمات کہتے ہین اور پہر جرات مین داخل اور مدعی ولا و تمسک اہلبیت ہین **اقول**
ای اہل انصاف ذرا ان فضائل و کمالات کیا جاگتی ہو یا سو گئی قطع نظر مجیب لبیب کے تہذیب اونکی
اجتہاد اور انصاف و علم و فضل اور دانشمندی و عقل و جرات و ہمت اور حیا و شرم کو ملاحظ فرما
اور تحسین و آفرین پڑہو کہ ہمارے حضرت مجیب کو اگر کتاب اللہ کی خبر نہین تو چندان مضائقہ نہین
کہ معذور ہین لیکن اپنی مذہب کے روایات پر بہی تو مطلق نظر نہین شاباش ع این کار
از تو آید و مردان چنین کنند - اب لیجیے اول کتاب اللہ کی شہادت سنیے - حق تعالی شانہ سورۂ
نور مین ارشاد فرماتا ہی - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا
عَلَى أَهْلِهَا[1] یہہ آیت شریفہ صراحتہ مومنین کو اجازت دیتی ہی اور حکم کرتی ہے کہ دوسرونکی گہرونمین باجازت
و استیناس داخل ہونیکا مضائقہ نہین ہے اور یہہ بزرگوار قطع نظر اسکی کہ اکابر صحابہ مین سے ہی تہی
حضرت زبیر و حضرت امیر کے ساتہہ قرابات ہی رکہتی ہین تو انکی لئیے بالاولے اجازت دخول ہوگی
ظاہر ہی کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آپکی پہوپہی زاد بہائی تہی اور جب حضرت امیر ہی شریک مشورہ تہی تو ممکن نہین
کہ یہہ دخول حضرت کی بلا اجازت ہو اگر مجیب لبیب مدعی ہین تو ممانعت ثابت فرماوین - اگر اس
سے تشفی نہو تو اور سنیے حق تعالے شانہ مومنین کو اپنی نبی کے گہر مین باذن داخل ہونے کی اجازت
فرماتا ہے اور فرماتا ہی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ[2]
اور جبکہ خود نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے گہر مین داخل ہونے کی اجازت ہی تو اہل بیت نبی
کی گہر مین داخل ہونے سے کون مانع ہے تو جب یہہ حضرات داخلین اکابر صحابہ اور اعاظم

[1] ای ایمان والو مت جاؤ گہرون مین اپنے گہرون کے سوا جب تک نہ بول چال کرلو اور سلام دی لو ان گہرون والون پر - ۱۲ [2] ای ایمان والو نبی کے گہرون مین مت جاؤ - مگر جو تمکو اجازت ہو - ۱۲

مسلمین سے ہین اور جو علاوہ انکی دوسری لوگ تہی تو وہ ان ہی کی معیت اور تبعیت مین تہی
اور باجازت و مشورہ حضرت امیر داخل ہوئی تو کوئی قباحت شرعی و عقلی لازم نہ آئی اور بحمد اللہ
تعالے نہ کچہہ اہل سنت کی رشادت اور ولا و تمسک مین فرق و قصور آیا - لیکن اب حضرات
شیعہ کی روایات معتبرہ کی شہادات پیش کر کے اہل انصاف سے ملتمس ہون کہ مجیب
لبیب و اکابر شیعہ کے رشادت اور ولا و تمسک کا مشاہدہ فرماوین - اور دیکہین کہ ہمارے
مجیب لبیب کا پایہ انصاف و تدین کس درجہ پر پونہچا ہوا ہے بحار مجلسی کی روایت جو طعن
الرماح مین مذکور ہے اوسکا ترجمہ مولانا حیدر علی نور اللہ ضریحہ نے ازالۃ الغین بحث [illegible] مین
نقل کیا ہے سنیے حضرت صادق علیہ السلام فرمود کہ ابوبکر و عمر از امیر المومنین سوال کردند
کہ شفاعت نماید و ایشانرا ہمراہ خود نزد فاطمہ زہرا ببرد ہرگاہ داخل شدند گفتند کہ ای دختر
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم چہ حال داری فرمودند بحمد اللہ بخیریتم - الخ - یہہ روایت
نص صریح ہے اس امر مین کہ شیخین رض حضرت زہرا رض کی پاس گہر مین داخل ہوئی دوسری روایت
اگرچہ طول طویل ہے لیکن ملتقطاً فقرات موافق مطلب عرض کرتا ہون - پس آنحضرت بیمار شد
و جناب ولایت مآب در اوقات نمازہای پنجگانہ بمسجد میرفت و ابوبکر و عمر پرسش حال اسیدہ می نمودند
تا اینکہ بیماری آنحضرت سنگین شد آن ہردو کس گفتند ای علی در میان ما و فاطمہ رنجشی کہ واقع
شدہ بود تو بہتر میدانی پس اگر مناسب دانی اجازت فرما تا عذری از تقصیر گناہ خود بیان نمائیم
فرمود شما درین باب اختیار دارید پس آن ہردو بدر دروازہ حجرہ مطہرہ حاضر شدند و آنجناب
اندرون دولت سرا رونق افزا گشت و فرمود کہ شیخین حاضر اند و میخواہند کہ سلام نمایند
برشما پس مرضی شما چیست آنحضرت فرمود خانہ خانہ شما است و من زوجہ مطیعہ شما ام پس
ہرچہ مرضی شریف باشد بجا آرید فرمود چادر بسر گیر پس مقنعہ مطہرہ را بسر کشید و روی خود را
جانب دیوار گردانید پس ہر دو آمدند و گفتند کہ راضی شو از ما خدا راضی شود از تو - الخ -
یہہ روایت بہی مثل روایت سابقہ کے آشکارا طور پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت شیخین حضرت زہرا رض کی

۱۱

پاس گھر مین داخل ہوئی اور علل شیخ الشائخ کی روایت کا خلاصہ جو ازالۃ الغین مین مذکور ہی یہہ ہی
بلکہ اوسمین سی یہہ ہی اول حضرت سیدہ نے قسم کہائی کہ مین نہ اجازت دونگی اور نہ شیخین سے کلام
کرونگی بعد اوسکی بسفارش حضرت امیر اجازت دی اور شیخین اندر داخل ہوئی تو اب مجیب لبیب کی خدمتمین
التماس ہی کہ اگر زبیر وغیرہ کا حضرت زہرا کے گہر مین آنا باوجودیکہ وہ اہلسنت کی نزدیک اعاظم اہل اسلام
او عشرہ مبشرہ مین سی بین ادبی نہین بلکہ بیدینی ہی قرار پائی تو اب بلحاظ ان روایات کی حضرت
شیخین کے حضرت سیدہ کی پاس گہر مین داخل ہونی کی نسبت باوجودیکہ حضرات شیعہ شیخین کے جناب
مین کونسی بی ادبی او گستاخی ہی جو نہین کرتے حضرت مجیب منصف راویان ان روایات کی حق مین کونسا
بیدینی کا مرتبہ ثابت فرمائینگے اور کس درجہ بیدین انکو ٹہرادینگے - اور کچہہ ان روایات پر منحصر نہین حضرات شیعہ
معاذ اللہ حضرت سیدہ کو مجمع فساق و اہل نفاق و شقاق مین جانتے بلکہ اونمین سی ہر ایک کی در بدر پھرنے کی
روایت کرتے ہین الفاظ روایت عنقریب ذکر کر آیا ہون دو چار ورق اولٹ کر دیکہہ لیجئی اور کچہہ کہ انصاف
سی فرمائیی کہ یہہ روایت جو ازالۃ الخفا سے نقل فرمائی ہی بیدینی ہی یا یہہ روایات جو حضرات شیعہ نے
روایت فرمائی ہین اگر آپنے اس روایت کو بنظر انصاف بیدینی فرمایا ہی تو انشاء اللہ تعالے ان روایات کو
جو آپکی اکابر علما نے نقل فرمائی ہین بعد ملاحظہ بشرط انصاف عدم عصمت وحمیت انبیاء اور دجالیت کی ساتھہ
تعبیر فرمائینگے ہم تو کچہہ عرض نہین کرسکتے آپ اپنی انصاف سی جو چاہین فرمائین اور اگر روایات گذشتہ کا
دیکہنا گران بار خاطر گرامی ہو تو بحمد اللہ تعالے میری تتبع قاصر مین اور بہی روایات ہین بخوف طوالت
صرف استبصار سے جو اسوقت میری سامنی موجود ہی ایک روایت نقل کرتا ہون - باب یصلی علی الجنازۃ
معہا امرأۃ مین روایت ہی علی بن الحسین عن عبد الرحمن بن ابی نجران و سندی بن محمد و محمد
ابن الولید جمیعا عن عاصم بن حمید عن یزید بن خلیفۃ قال کنت عند ابی عبد اللہ علیہ السلام فسألہ
رجل من القمیین فقال یا ابا عبد اللہ تصلے النساء علی الجنازۃ قال فقال ابو عبد اللہ ان رسول اللہ

۵۱ - یزید بن خلیفہ کہتا ہے کہ مین امام ابو عبد اللہ کے پاس تہا کہ اہل قم مین کے ایک شخص نے آپ سے سوال کیا
ای ابو عبد اللہ کیا عورتین بہی جنازہ کی نماز پڑہین امام ابو عبد اللہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم نے -۱۲-

كان فيما هدر دم المغيرة بن ابي العاص وحدث حديثا طويلا وان زينب بنت النبي صلى الله
عليه وآله توفيت وان فاطمة خرجت في نسائها فصلت على اختها یہہ روایت حضرت سیدہ کی گہر سے
نکلنے پر دلالت کرتی ہی اور واضح ہو کہ یہہ نکلنا دوسری روایات استبصار سے ہی ناجائز قرار پاتا ہی - عنہ
عن العباس بن عامر عن ابي المغرا عن سماعة عن ابي بصير عن ابي عبد الله ع قال ليس ينبغي للمراة
الشابة ان تخرج الى الجنازة تصلي عليها الا ان تكون امراة قد دخلت في السن - علي بن فضال عن
محمد بن علي عن محمد بن يحيى عن غياث بن ابراهيم عن ابي عبد الله ع قال الصلوة على جنازة بها
امراة - علاوہ ازین وہ روایت جو حضرت کلینی نے حضرت صفیۃ المعصوم ام کلثوم کی نسبت فرمائی ہے
کمال دینداری پر مبنی ہی وہ نہایت حیا او دینداری سے اول فرج غصبت منا الخ کہ سے انکی نسبت روایت
فرماتے ہین فی الواقع اہل سنت سے یہہ ہرگز ممکن نہین کہ ادنی مولوی سنی کی دختر کی نسبت ایسی فحش
اور بازاری باتین کہین چہ جائیکہ سیدہ مطہرہ کے جناب مین حاشا وکلا یہہ حضرات شیعہ ہی کی کمال شہادت
اور نہایت ولا و تمسک و محبت اہل بیت طاہرین ہی کہ اونکی آڑ مین جو چاہتی ہین فرماتے ہین - خدا سے
ڈرتی ہین نہ رسول سے شرم کرتے ہین خدا کی لیئے ذرا انصاف کی آنکہین کہولکر فرمائین کہ کوئی ادنے مجتہد یا
مولوی شیعہ کے بیٹی کی نسبت کوئی سنی یا اونکی شاگرد ولسے یا اونکی دوستون سے ہو ایسی کلمات جو آج
آپکی بزرگ اہلبیت کی دشمنون کی جناب مین کہتے ہین کہہ سکتا ہی لا واللہ ثم لا واللہ حضرت سیدہ کا ایسے مجمع
مین تشریف لیجانا روایت کرنے کو شہادت اور ولا و تمسک سے تعبیر کرون یا انکی دربدر پہرنے کو شہادت
اور ولا و تمسک کہون یا آپکے پاس ایسے لوگونکی آنے کو یا حضرات شیعہ کے اس فحش بیانی کو عترت طاہرہ
کی نسبت شہادت اور ولا و تمسک قرار دون ایک ہو تو عرض کرون ع دل ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا
انا للہ وانا الیہ راجعون - مگر غالبا یہہ دلسوزی محض بغض اہلسنت اس بنا پر ہی کہ حضرت سیدہ سلام اللہ
علیہا اہلبیت مین معدود و محسوب ہون اور حضرت کا داخل اہلبیت ہونا غالبا اسی روز سیاہ کی لیئے تسلیم

سلہ محمد انکی جنکا خون مباح کر دیا تہا مغیرہ بن ابی العاص تہا اور طویل قصہ بیان فرمایا اور کہا کہ زینب حضرت صلعم کی صاحبزادی
نے وفات پائی اور حضرت فاطمہ عورتون کی ساتھ نکلین اور اپنی بہن کے جنازہ کی نماز پڑہی ہے ۱۲ - سلہ امام ابو عبد اللہ سے مروی ہے کہ جوان
عورت کو مناسب نہین کہ نماز جنازہ کو نکلی مگر یہہ کہ سن رسیدہ عورت ہو ۱۲ - سلہ امام ابو عبد اللہ سے مروی ہے کہ جنازہ کی نماز جب عورت ہو تو اس پر نماز پڑہی نہین ۱۲

کیا گیا ہی ورنہ اگر حسب فرمودہ صاحب شافی شارح کافی کلینی و صاحب کنز العرفان دیکہا جاوی جسکی عبارت ہم
اوپر نقل کر آئی ہین تو اس تطویل کی کچہہ حاجت نہین اور ان توجیہات کی کچہہ ضرورت نہین کیونکہ جب حضرت سیدہ کا
اہلبیت مین معدود ہونا محتمل ہی بلکہ اگر اہل بیت مین معدود ہین تو مجازاً اور فی الحقیقت اہلبیت مین شامل
نہین تو بس قصہ ہی طی ہو چکا آپ کس موتہہ سی بے ادبی اور بے دینی کا اعتراض فرماینگی کیونکہ یہہ سب قصہ
تو اسلیئی بنا رکہا تہا کہ آپ اہلبیت مین شمار کیجاتے تہین سو آپکی صاحب شافی اور صاحب کنز العرفان نے ایک
کرشمہ مین ہمارا عقدہ ہی حل کر دیا واقع مین یہہ کتابین اسم با مسمی نکلین **قولہ** اس عبارت دلالۃ تحفہ
سی وہ راستی و صدق نقل روایت جو صاحب تحفہ نے فرمائی ہی کہ حضرت زہرا ہم ازین نشست بر جنا
امیر کدر و ناخوش بود الخ خوب صاف واضح ہی جناب امیر کی نشست و برخاست سے جناب زہرا معاذ اللہ خفہ
کدر و ناخوش ہو ہی ہونگی۔ **اقول** صاحب تحفہ قدس سرہ کی صدق و راستی نقل روایت مثل روز روشن
ظاہر ہو رہا ہی لیکن اسکا کیا علاج کہ آپنے شاید قسم کہا رکہی ہے کہ عبارت کی صحیح مطلب کو ہرگز فہم تک رسائی
نہ دینگی۔ پہر اسپر کیا کچہہ حق الیقین کا ادعا اور انصاف کا کیسا کچہہ زعم ہے لیکن آپ بہی مجبور ہین
آپ کیا کرین جیسا کچہہ صاحب تشیید وغیرہ نے غلط صحیح فرما دیا آپنے اعتقاد کر لیا اور اگر ایسا نکرین
تو کیا کرین حضرت میر صاحب گستاخی معاف کیجیو اونکی نشست و برخاست اہنا کیجا نشست و برخاست
جناب امیر اگر زیادہ نہین تو صرف اتنا ہی کسی طالب علم سے دریافت کر لیجئے سمجہہ لیجئی کہ مجموع
من حیث المجموع کا حکم افراد من حیث الافراد کی حکم سے مباین اور مغائر ہوا کرتا ہے اسکی صدہا مثالین
عالم مین موجود ہین اگر ایک پتہر کو ہزار آدمی اوٹہا سکتے ہین تو ہر ایک ہرگز نہین اوٹہا سکتا
اور اگر ایک رسی بہت سی بالون سے بنی ہوئی ہے ہاتہی کو باندہ سکتی ہی تو ایک بال سے
ہاتہی نہین بندہ سکتا علاوہ ازین جو حکم کسی قید خاص کے ساتہہ مقید ہو اوسکو محض اپنی
غلط خیال سے مطلق سمجہہ کر معترضانہ مخالف کی مقابل ہونا کسقدر خلاف عقل اور نا انصافی ہی
یہہ حضرات یہہ خیال نہین فرماتے کہ وہ قید جسکی ساتہہ یہہ حکم مقید ہو رہا ہی۔ وہ علت اوس
حکم ہے گویا فی الحقیقت حکم اوس حیثیت پر جو بمنزلہ وصف ہی دائر اور وارد ہو رہا ہی لیکن

چونکہ عموماً حیثیات و اوصاف توابع ہوتی ہین اور بدون وجود موصوفات کی وجود خارجی سی معرا ہوتے
ہین سلبی موصوفات کا ذکر ضروری ہوتا ہی لیکن اوس سے یہہ سمجہنا کہ ذوات موصوفات کے
مطلقاً محکوم علیہا ہی طلبہ ایسا غوجی خوانان سے بہی بعید ہی پس اس اعتراض سی حضرت مجیب لبیب اور اونکی
اون بزرگوارونکی جنہون نے تحفہ پر اس قسم کے اعتراضات کیی ہین کمال عقل و فہم اور انصاف و تحقیق حق
واضح ہوتے ہی معہذا حضرت مجیب کا ناخوشی و تکدر حضرت زہرا سی جناب امیر کے ساتہہ اسقدر
استنکاف محض اپنی اکابر کے تصریحات کے ناواقفیت یا تجاہل کے وجہ سی ہے ورنہ حسب تصریح علماء
اساطین قوم حضرت معصومہ کا جناب امیر کو (دروغ برگردن راوی) جنین پردہ نشین تلطخ بنجاسات
سے تشبیہ دینا اور خائنین در خانہ گریختہ کے مثل فرمانا کونسی خوشدلی پر اور صفائی طبع پر مبنی ہی اور خاطر
اس معاملہ مین قرائن صاف طور پر دال ہین کہ جناب سیدہ اس نشست و برخاست سی مکدر و ناخوش
تہین - قرینہ اول یہہ ہی کہ بعد تہدید حضرت عمرؓ کے حضرت سیدہ نے مہاجرین و انصار مین سے
کسیکی دروازہ پر جاکر شکایت نہین فرمائی کہ لوگو عمر میرا گہر جلانا چاہتا ہے تعجب ہی کہ چند درخت
خرما کی بہی تو (معاذ اللہ دروغ برگردن راوی) یون مجمع مہاجرین و انصار مین فریاد و فغان
فرماوین اور اتنے بڑی امر کو سنکر اسطرح خاموش ہوکر بیٹہہ رہین دوسرے عمرؓ سے سنکر آپ نے اونکو
بطور اتمام حجت کی بہی کچہہ جواب نہ دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکا یہہ ہی منشا تہا تیسرے یہہ
کہ حضرت امیر وغیرہ کو یہہ ہی صلاح دی کہ جاؤ اپنی رائی آپ سوچو اور میری پاس نہ آؤ صریح معلوم
ہوتا ہے کہ آپکا یہہ ہی مدعا تہا جو عمر رضی اللہ عنہ کی دہمکی کے پردہ مین ظاہر فرمایا اور بوجہ کمال اخلاق
کی آپ اوسکو بے پردہ نہین فرماتے تہین - پس حضرت مجیب خوب غور و تامل کے ساتہہ بنظر انصاف
ملاحظہ فرماوین اگرچہ انصاف کی امید تو نہین **قولہ** اس تناقض سے جو صاحب تحفہ کی عبارت
مین واقعہ ہی بخوف طوالت اغماض کرکے حضرت مجیب کے اقوال آتیہ کا جواب لکہتی ہین **اقول**
یہانتک مجیب لبیب نے جسقدر اعتراضات فرمائے اور اغماض نہین کیا اونمین حضرت کا مرتبہ علم
و انصاف و تحقیق حق واضح ہوچکا اگر یہان ہی کچہہ فرماتی تو بجز اسکی اور کیا تہا کہ ایک

وہ بہ غلطی کا اور رنگ جاتا لیکن معلوم ہوتا ہی کہ اپنی لمیں کچھہ سمجھکر ہی چپکی ہو رہی ہیں ہم اتنی ہی انصاف کی شکر گذار ہین گو تناقض کا ہونا اور بوجہ طوالت اغماض کرنا ہہ ہدیہ بیان فرماتے ہین **قال الفاضل المجیب** (قولہ) چنانچہ کتاب اللہ فضائل صحابہ سی پر اور اقوال عترت بیشمار انکی مدائح مین وارد ہین۔ (اقول) کیون حضرت شروع مین خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کو الخ لکھنا اور بعد مین فقط لفظ صحابہ لکھکر کتاب اللہ سی انکی فضائل کا مدعی ہونا ہمکو کیا کہتی مین ہم تو بپاس ادب کچھہ نہین کہہ سکتی مگر آپ منصف ہین آپ ہی ارشاد فرمائین۔ **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** سبحان اللہ ہماری مجیب لبیب عبارت کو دیکھتی ہین نہ مطلب سمجھتی ہین اور اعتراض فرما دیتی ہین۔ ای حضرت بندہ کی عبارت کو تو دیکھی کہ کیا عرض کیا گیا ہی پہر اعتراض فرمائی اب مین اپنی عبارت نقل کرتا ہون اہل انصاف ملاحظہ فرمائین اور دیکھین کہ اوسپر اعتراض ہماری مجیب کا بجا ہی یا بیجا (لیکن منجملہ معظم اختلاف کا یہہ ہی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین علی الخصوص خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کو اہلسنت تمام امت سی باعتبار مرتبہ اعلی و افضل اور ایمان مین اثبت و اکمل اعتقاد کرتے ہین چنانچہ کتاب اللہ فضائل صحابہ سی پر ہی اور اقوال عترت بیشمار انکی مدائح مین وارد ہین) یہہ عبارت ہی جسپر مجیب لبیب معترض ہین اور ناز کرکے فرماتے ہین کہ ہم بپاس ادب کچھہ نہین کہہ سکتی۔ حضرت مجیب کا یہہ فرمانا کہ شروع مین خلفاء ثلثہ رض کو لکھنا اگر اس سے مراد یہہ ہی کہ صرف خلفاء ثلثہ رض کو لکھا اور عموماً صحابہ کا ذکر نہین کیا تو محض غلط ہی شروع مین عموماً صحابہ کی فضلیت کو ذکر کیا گیا ہی اور بعد اسکی ثانیاً بطور تخصیص بعد تعمیم خلفاء ثلثہ کو بوجہ غایت اہتمام کے ذکر کیا گیا ہے اور اگر حصر مراد نہین ہی تو صحیح ہی لیکن مفید نہین بلکہ اعتراض مہمل ہے اور اگر لفظ کرام سے آپ تردد و مشکک ہین تو کیا آپ باینہمہ مناظرہ دانی اتنا بھی نہین جانتی کہ اہلسنت کا مذہب جمیع صحابہ کے نسبت کیا ہی علاوہ اسکی اگر بالفرض شروع مین صحابہ کرام کا ذکر نہوتا اور صرف خلفاء ثلثہ رض کا ہی ذکر ہوتا اور بعد اسکے لفظ صحابہ لکھکر کتاب اللہ سے انکی فضائل کا دعوی کیا جاتا تاہم کچھہ حرج نہین تہا ورنہ حسب معمول اہلسنت کوئی اعتراض تہا کیونکہ جو فضائل بحیثیت صحابیت اور ہجرت اور

انصاریت وغیرہ کے بیان کی گئی خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم اوسمین فرد کامل ہین تو اونکی فضائل اوسمین
بالاولی ثابت ہونگی مثلاً جناب امیر کا ذکر کرکے اگر فضائل اہل بیت کا دعویٰ کیا جاوی توکیا
یہہ خیال ہو سکتا ہی کہ حضرت امیر کے فضیلت اس سے ثابت نہوگی حاشا وکلا بلکہ بالاولی آپکے
فضائل ثابت ہونگی۔ ہم سے آپ کیا دریافت فرماتے ہین کسی اہل انصاف سے پوچھہ لیجیی
آپ کو بتا دیگا کہ آپ کا اعتراض محض بے سمجھی اور ناانصافی کی وجہ سے ہے **قولہ** پہلی عرض
ہوچکا ہی کہ صحابہ کرام کے فضیلت سے انکار نہین مطلق صحابہ کی فضیلت مین گفتگو ہی جیسا کہ
قرآن شریف سے فضائل ثابت ہین ایسی ہی دمائم ورزائل بھی ثابت ہین چنانچہ بطور نمونہ ایک آیت
لکھی گئی۔ **اقول** وہین یہہ بھی عرض کیا جاچکا ہی کہ حسب نصوص اکابر قوم صحابہ کرام کا
وجود عنقا صفت محض فرضی اور ادعائی ہے پس آپکا یہہ فرمانا صرف بوجہ اغماض تصریحات اپنی
علماء کے ہی اور اگر آپ مدعی ہین تو بسم اللہ ہمین میدان ہمین چوگان ہین گو۔ تشریف لائیے اور اپنی
اصول پر جن صحابہ کو کرام سمجھتی ہین کتاب اللہ سے اونکا کرام ہونا ثابت فرمائیی۔ جبکہ صحابہ کی قرآن
شریف سے فضائل بھی ثابت ہین اور رزائل بھی ثابت ہین توکیا خداوند تعالے کو معاذاللہ سہو واقع
ہوا تھا یا بداء واقع ہوا جو اس اختلاف فاحش کا سبب ہوا یا یہہ کہ فضائل عثمان جامع القران نے
اضافہ کردیئی اور اگر یہہ عرض ہی کہ بعض کے فضائل اور بعض آخر کی ذمائم ورزائل مذکور ہین تو برائی خدا
ذرا تعیین تو کیجیی اور اپنی مقبولین سے کو غیر مقبولین سے تمیز تو دیجیی حق یہہ ہی کہ قرآن شریف
مین حق تعالی شانہ نے عموماً صحابہ کرام کے مدایح دنیوی وآخروی بیان فرمائی اور نہ خداوند
تعالی پر ہولا نہ اوسکو بداء واقع ہوا اور نہ کسینی قرآن مین کمی بیشی کی اور خداوند تعالی نے اونکی معاصی کے
منفرت کا وعدہ فرمایا جو اونکی گناہ ہین وہ معفو اور جسقدر معاصی ہین وہ مغفور ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰہِ
يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ اور جو آیت بطور نمونہ لکہی تہی اوسکی نسبت بہی ظاہر کردیا
گیا کہ جس دعویٰ کے ثبوت مین یہہ نمونہ پیش کیا تھا نے بحقیقت اوسکی یہی نمونہ نہین بلکہ حضرت کی علم
وفہم اور انصاف وتحقیق حق کا ایک عمدہ نمونہ ہی **قولہ** ہان خلفائے ثلثہ کی شان مین

قولہ جیساکہ آپ خصوصیت کے ساتھہ انکی افضلیت کے مدعی ومعتقد ہین ایک ہی آیت لکھیی
اسمین بھی مجیب لبیب ہی کو انشاء اللہ تعالے زیادہ دقت پیش آئیگی۔ حضرت بھی تو خصوصیت
کی ساتھہ جناب امیر کی افضلیت کی مدعی ومعتقد ہین بلکہ رسل اولوالعزم سے بھی افضل سمجھتے ہین
چنانچہ سابقًا ثابت کرچکا ہون تو آپ اسکی ثبوت کے لیی ایک ہی آیت تحریر فرما دیجیی
اور اگر آپ ہم سے اول اسکی طالب ہین تو لیجیی ہم ہی گذارش کرتے ہین لیکن یاد رہی کہ اسیطرح
اپنی دعوی کا بھی ثبوت موافق اپنے اصول کے دینا ہوگا۔ اب سنیی کہ سورۂ نور مین خداوند تعالی شانہٗ
فرماتا ہی۔ ف۱ ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعة ان یوتوا اولی القربی والمساکین والمهاجرین
فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم ؕ باتفاق اہلسنت
وشیعہ یہہ آیت شریفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے شان مین نازل ہوئی کہ آپنے قصہ افک مین مسطح
بن اثاثہ پر بوجہ اسکی کہ اوس سے بھی اسمین کچھہ شرکت وگفتگو پائی گئی تہی انفاق ترک فرما دیا تہا
یہہ آیت نصًا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضیلت کو ثابت کرتی ہی۔ دوسرے سورۂ واللیل مین حق تعالی
نی ارشاد فرمایا۔ ف۲ وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى یہہ آیت بھی حضرت ابوبکرؓ کے شان مین
نازل ہوئی تفسیر مجمع البیان مین جو اسوقت میری سامنی موجود ہی لکھا ہی۔ ف۳ وعن ابن الزبیر
قال ان الایة نزلت فی ابی بکر لانه اشتری المماليك الذين اسلموا مثل بلال وعامر بن فهيرة وغيرهما
فاعتقهم والاولى ان يكون الايات محمولة على عمومها فی كل من يعطى حق الله من ماله
وكل من يمنع حقه سبحانه اور دوسری جگہ ارشاد ہے ف۴ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم تو جب ابوبکر اتقی ہوئی تو عند اللہ
اکرم وافضل بھی ہوئی اور نیز ف۵ وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ تفسیر مجمع البیان مین ہے
ف۶ قیل الذی جاء بالصدق رسول اللہ وصدق به ابوبکر۔ ظاہر ہی کہ اسجگہ حضرت ابوبکرؓ کے

ف۱ اور قسم نہ کہاوین بزرگی والی تم مین اور کشایش والی اسپر کہ دیوین ناطہ والونکو اور محتاجون کو اور وطن چھوڑنے والونکو اللہ کی راہ مین
اور چاہیی معاف کرین اور درگذر کرین کیا تم نہین چاہتی کہ اللہ تمکو معاف کری اور اللہ بخشنی والا ہی مہربان ۱۲ ف۲ اور بچا دینگی اوس سے بڑے
پرہیزگار کو جو دیتا ہی اپنا مال دل پاک کرنے کو ۱۲ ف۳ ابن الزبیر سے مروی ہی کہ یہہ آیت ابوبکر کے شان مین نازل ہوئی کیونکہ انہون نے وہ
غلام جو مسلمان ہوگئی تھی مثل بلال اور عامر بن فہیرہ کی خرید کر آزاد کر دئی تھی اور اولی یہہ ہی کہ آیات اپنی عموم پر ہر ایک اوس شخص کی حق مین
جو خدا کی راہ مین اپنا مال خرچ کرتا ہی اور جو خدا کے حق کو ادا نہین کرتا محمول ہے ۱۲ ف۴ بیشک خدا کی نزدیک زیادہ عزت والا وہی ہی جو تم مین
زیادہ پرہیزگار ہی ف۵ جو سچ لایا اور جسنی اوسکی تصدیق کی وہی پرہیزگار ہین ۱۲ ف۶ کہتی ہین جو سچ لیکر آیا رسول ہین اور جسنے تصدیق کی ابوبکر ہین ۱۲

تخصیص کے بجز اسکی اور کوئی وجہ نہین کہ آپ اس باب مین فرد کامل تھے اسے سبب سے آپکا لقب صدیق قرار پایا جسکو حضرات ائمہ نے بھی بیان فرمایا - علاوہ اسکی آیت اشداء علی الکفار - خاص خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کی صفت ہے اور اسکا مصداق جنگ بدر کی قصہ مین درباب اسیران بدر حضرات شیعہ نے بھی تسلیم فرما لیا ہی علاوہ ان سب کے آیت استخلاف واضح طور پر خلفا رضی اللہ عنہم کے فضیلت کو ثابت کر رہی ہی علاوہ انکے اور بہت سے آیتین پیشتر گذارش کر چکا ہون بر لئے خدا انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرماوین قرآن کے تحریف کے درپے نہون آئندہ آنکو اختیار ہی

قولہ اقوال عترت جو بیشمار تحریر فرماتے ہین معلوم نہین کہ اس سے آپکی کیا مراد ہے اگر مقبولہ خود مراد ہے تو وہ خصم پر حجت نہین - **اقول** اگر اقوال عترت مقبولہ خود مراد ہون تاہم مطلقاً یہہ فرمانا کہ خصم پر حجت نہین آپکو اپنے بزرگون کے اقوال کی ناواقفیت کی دلیل ہے بیشک عدم حجت اسوقت ہی جبکہ غیر مسلمہ خصم ہون اور جبکہ خصم انکو تسلیم کرتے ہون تو اگرچہ مقبولہ خود ہون خصم پر حجت ہونگی اب سنیی علامہ عبد الرزاق لاہجی اپنے گوہر مراد مین صحت روایات اہل سنت کی تصریح فرمائی ہے وہ تحریر فرماتے ہین کہ اہل انصاف در فرقہ سنیان محدثین ایشانند کہ ہرچہ از پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ بایشان رسید بے کم وکاست روایت می نمایند انتہی ملخصاً - عن الازعام - پس جبکہ خصم نے صحت روایات خصم تسلیم کر لیا تو کیا وجہ کہ اوسپر حجت نہون - **قولہ** اور اگر متفق علیہ مراد ہین تو سب سے پہلے ہین انکے بعد آپکی علمائ ہماری کتابون سے بزعم خود کل تو قول نقل کیئے ہین جیساکہ آیات بینات والے اپنی رسالہ مین لکھتے مین ہر ایک کا جواب اپنی محل پر دیا گیا ہی پس آپکا انکو اقوال بیشمار لکہنا مبالغہ شاعرانہ ہی - **اقول** حضرت میر صاحب آپ آنکھین کہولکر دیکھیے کہ بحول اللہ تعالے علمائ اہل سنت نے کیا کچھہ کیا باوجود دیکہ آپکی علمائ نے اپنی تمام عمر اخفار محامد وفضائل صحابہ اور بث مثالب ومطاعن مین صرف کر دی تو ایسی حالت مین ایسے ایک قول کا ملنا جو صحابہ کے فضائل پر دلالت کرے عجائبات قدرت الٰہی سے ہے بیگا خوارج کی کتابون مین فضائل ومحامد حضرت امیر رضہ کا پایا جانا نہایت مستبعد اور کرامت جناب امیر سے ہے چہ جائیکہ حسب اعتراف سامی نو

صحت روایات اہل سنت بتصریح علامہ عبد الرزاق لاہجی

قول ہاتھ آجاوین ائمہ کا ایک حکم بھی واجب التسلیم ہے اور جب نو مرتبہ ایک حکم فرماوین تو افسوس کہ علمائے شیعہ اوسمین اونکی تکذیب فرماوین اور اون اقوال کی تحریف کرین باانہمہ یہہ تعداد حسب اعتراف مجیب لبیب ہے ورنہ فی الحقیقت اقوال بیشمار شیعہ کی کتب سے نکل سکتی ہین چنانچہ اس عاجز نے ابحاث سابقہ مین ایک موقع پر (۲۴) اقوال نقل کیے جو صحابہ کی فضائل پر عموماً یا خصوصاً دلالت کرتے ہین حالانکہ کتب موجودہ کا بھی پوری طرح سے بوجہ قلت فراغ تتبع نہین ہوسکا اگر سامان کتب کافی موجود ہوا اور فراغت ہوا اور حسب طریقہ علمائے شیعہ انجمن کے طور پر اس کام کو اہلسنت بھی کرین۔ تو اوسوقت حضرت مجیب کو معلوم ہو۔ اسوقت ایک حدیث طویل کافی کے ذہن مین ہے لیکن خوف تطویل اجازت نہین دیتی لیکن مختصراً حوالہ دیتا ہون کہ فروع کافی کے باب من یجب علیہ الجہاد ومن لایجب مین علی بن ابراہیم عن ابیہ عن بکیر بن صالح عن القاسم بن یزید عن ابی عمرو الزبیری عن ابی عبداللہ قال قلت لہ اخبرنی عن الدعاء الی اللہ والجہاد فی سبیلہ ہو لقوم لایحل الا لہم الخ روایت ہے اوسکو ملاحظہ فرمایئے اور غور کیجیے کہ کسطرح خلفائے ثلثہ رضہ کے استحقاق امامت کو ثابت کرتی ہے اور مہاجرین کی رفاقت کو حضرت صلعم کے ساتھہ واضح کرتے ہے اور یہہ کہ ان حضرات نے باجازت خداوند تعالے کسریٰ قیصر پر جہاد کیا اور کفار پر شدید اور مسلمانون پر رحیم تھے اور یہانتک خلوص دل سے عبادت خداوند تعالے کی کہ حق تعالے نے ان کی تعریف توریت و انجیل مین بھی نازل فرمائی۔ غرض اس حدیث سے صلاح حال و مآل خلفاء رضی اللہ عنہم ثابت ہوئی چنانچہ مفصل یہہ روایت عنقریب ثبوت خلافت مین ہم بیان کرین گے اور علی ہذا القیاس روایت غوالی اللآلی ابن جمہور و دیگر مفسرین امامیہ کے اسیران بدر کے معاملہ مین جب حضرت صلعم نے مشورہ فرمایا تو ابوبکر صدیق رضہ نے اخذ فدیہ کا مشورہ دیا اور عمر فاروق رضہ نے قتل کے رائے دی تو آپنے فرمایا مثلک یا ابابکر مثل ابراہیم اذ قال فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی [2]

[1] یہہ تمام روایت اور اسکا ترجمہ بحث اثبات خلافت مین مذکور ہے۔ [2] ای ابوبکر تیری کہاوت ابراہیم کے ہے کہ اونہی کہا جسنے میری پیروی کی وہ میرے گروہ سے ہے اور جسنے میری نافرمانی کے تو تو بخشش والا مہربان ہے اور ای عمر تیری مثل نوح کی ہے جبکہ اونہی کہا ای پروردگار نہ چھوڑ زمین پر کوئی کافر بسنے والا۔ ۱۲

فانک غفور رحیم و مثلک یا عمر مثل نوح اذ قال رب لا تذر علی الارض من

الکافرین دیارا۔ اسجگہ عبارت فخر رازی امامیہ کی منتہی الکلام سے نقل کرتا ہون۔ روایت است کہ در روز بدر ہفتاد تن اسیر گرفتہ بودند از آن جملہ عباس و عقیل بودند حضرت رسالت صلی اللہ علیہ در باب ایشان با صحابہ مشورہ فرمود ابوبکر گفت کہ اکابر و اصاغر این قوم اقارب و عشائر تو اند اگر ہر یک بقدر طاقت و استطاعت فدای بدہند باشد کہ روزی بدولت ہدایت برسند و حالا عدد مسلمانان زیادہ شود عمر گفت یا رسول اللہ ایشان تکذیب کردند ترا و بیرون کردند ایشان ائمہ کفر اند ہمہ را بفرما تا گردن زنند و ہمگی از ایشان فدا را عقیل بعلی سپارد و عباس را بحمزہ و فلان را بمن تا گردن زنیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ حق سبحانہ و تعالی دلہای مردم را گاہ است کہ نرم میسازد بمرتبہ کہ نرم تر از شیر است و دیگر دلہا میباشد کہ سخت تر از سنگ مثل تو ای ابابکر ہمان مثل ابراہیم علیہ السلام است کہ گفت فمن تبعنی فانہ منی و من عصانی فانک غفور رحیم و مثل تو ای عمر ہمچو مثل نوح است وقتیکہ گفت رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا و این دو حالت کہ نرمی و سختی است کہ از انبیاء صادر میشود بحسب مقام مقتضا و وقت خوب است چہ بعضی از کفار ہستند کہ بسیار شدید اند در کفر و ایمان از ایشان متوقع نیست و نہ از اعقاب ایشان اینجا استیصال مناسب است و دل سختی و اگر بخلاف است نرمی و خوشخوئی بعد ازین حضرت فرمود اصحاب را اگر خواہید بکشید و اگر خواہید دیت بستانید ایشان دیت را اختیار کردند۔ پس جناب مجیب کا لفظ مشہار کو مبالغہ شاعرانہ سمجھنا محض بوجہ ناواقفیت اپنی کتب کے ہی و بس **قولہ** بعضے خلفاء ثلثہ کے شانمین ان قومین سے بھی بعض ہین۔ ۲ **اقول** حضرت مجیب نے اون اقوال کو جو عموماً مناقب صحابہ کرام مین وارد ہوئی ہین بوجہ کمال دین و دیانت و علم و فراست خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کی شانمین نہین سمجھتے کہ لفظ بعض اطلاق فرماتے ہین حالانکہ یہہ غلط ہے کیونکہ جو قول عموماً صحابہ کے منقبت پر دلالت کریگا خلفاء ثلثہ رضوان اللہ علیہم بالاولی اوسمین شامل اور اوسکی مصداق ہونگے۔ **قال الفاضل المجیب**۔ قولہ۔ اور شیعہ اونکو خلاف ثقلین بدتر از کفار و منافقین جانتے ہین (نعوذ باللہ من ذالک) اقول۔ اونکی اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اللہ

[illegible]

قول شیعہ صحابہ کرام کو ایسا جانتے ہین۔ یہہ محض افترا ہے حاشا وکلا کہ شیعہ کا یہہ اعتقاد ہو

العبد الفقیر الی مولاہ جناب مجیب اس جرأت کو آفرین اور اس ہمت پر شاباش

نہ اپنی کتابین دیکہین نہ اپنے علماء کی شہادتین سنین بیچارے صحابہ کس گنتی مین ہین آپکے بزرگوارون نے

تو انبیاء و ائمہ کو بہی کفر و خیانت سے نہ چہوڑا اور صحابہ مین سے تو فسق و کفر و نفاق و ارتداد سے شاید

ہی کوئی بچا ہو تو شاید کرام کی تسلیم علی سبیل الفرض ہوگی پس اسکو اہلسنت کا افترا کہنا طرفہ

تماشا ہے۔ یہہ وصف تو گستاخی معاف جناب کی ہے اکابر مین پایا جاتا ہے کہ ائمہ پر افترا کرتے

تہے بہتان باندہتے تہے جہوٹی روایتین بنا کر انکی طرف سے شائع کرتے تہے اور حضرت ثقلی کتابون

مین یہہ بہی موجود ہے۔ الشیعۃ کانوا یکذبون علی الائمۃ وھم قد نالوا منھم علی ما ذکرہ

الکلینی فی الکافی عن ذو الفقار بالاینہمہ اگر شیعہ کا یہہ اعتقاد نہین ہے اور صحابہ کرام کو کرام جانتے ہین اور

اور اپنے بزرگوارون کے جنہون نے کرام ہونے سے صحابہ کو خارج کیا ہے تکذیب کرتے ہین تو مرحبا بالوفاق

وحبذا الاتفاق۔ **قولہ** ہان جنکا نفاق انکے نزدیک ثابت ہے اور روایات اہل سنت ہے اسکی مساعدت

کرتے ہین انکو ہی ایسا سمجہتے ہین کہ کل کو ایسی گول مول بات لکہنی اور سبکو خلط ملط کرنا انصاف سے بعید ہے

اقول وہ منافقین کہ جنکا نفاق کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے ثابت ہے اہلسنت کے نزدیک

ہرگز اعداد صحابہ مین معدود نہین اہلسنت کے نزدیک صحابیت کے واسطے ایمان خاتمہ تک ہونا شرط ہے حاشا وکلا

کہ اہلسنت کی روایتین نفاق صحابہ کی مساعدت کرتی ہون لیکن ہان حضرات شیعہ کے روایات صحابہ

کرام کے ارتداد و نفاق کو صاف صاف بیان کرتے ہین پس حقیقت مین خلط ملط آپکے بزرگان دین نے

اپنی روایات مین فرما رکہا ہے نہ ہمنے۔ **قولہ** یہہ کب ممکن ہے کہ شیعہ خلاف ثقلین کچہہ کہین حضرات

اہلسنت سے اسی امر مین تو مخالفت و جہگڑا ہے **اقول** حضرت میر صاحب یہہ محض آپکا

اور آپکے بزرگون کا زبانی دعوی ہے تشیع کو اور اتباع ثقلین کو کیا علاقہ شیعیت تو اتباع

ہشام بن الحکم اور ہشام بن سالم اور میثمی اور زرارہ اور سالم بن ابی حفصہ اور ابو الجارود اور ابو بصیر

لہ شیعہ ائمہ پر جہوٹی باتین تہوپتے تہے۔ اور امام شیعون سے اذیت پاتے تہے۔

وغیرہ کے دین کا اتباع ہی آپ جدلیات کو چھوڑیئی اور اپنی کتابون سے اس امر کی تحقیق فرمایئی اگر انصاف سے دیکھیئیگا تو معلوم کیجئیگا کہ یہہ طریقہ ان ہی حضرات کا اور ان کے بزرگون کا ایجاد و اختراع ہی کہ ہمیشہ تراش کر اور اوسے بنا بنا کر ائمہ رضی اللہ عنہم کی طرف نسبت کرتے تھے اور ائمہ انکی تکذیب فرماتے تھے کسی پر لعنت فرماتے تھے کسیکو شر من الیہود والنصاری فرماتے تھے پس جو طریقہ ایسی بزرگوارون کے توسط سے لیا جائیگا وہ ہرگز ثقلین کے مطابق نہین ہوگا تعجب یہہ ہی کہ شیعہ نے ان حضرات کی درایات و روایات کو مطاعن صحابہ و مقدمہ امامت مین تو پیشوا قرار دے رکھا ہی کیا وجہ ہی کہ الٰہیات مین انکی روایات و درایات کو قبول نکیا چونکہ ان حضرات کا کسیقدر حال معہ روایات سابق مین بھی بیان کرچکا ہون اسلیئی اس موقع پر اسی قدر قلیل پر اکتفا کرکر حضرات شیعہ نے جو خلاف ثقلین اپنی اصول و فروع مین کیا ہی اوسکو نقل کرتا ہون۔ (۱) وجوب معرفت خداتعالی عقلاً ہی حالانکہ یہہ ثقلین کے مخالف ہی کتاب اللہ۔ ان الحکم الا للہ ع الا لہ الحکم۔ یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید عترت روی الکلینی عن ابی عبد اللہ ع انہ قال لیس للہ علی خلقہ ان یعرفوہ وللخلق علی اللہ ان یعرفھم (۲) اکابر شیعہ مثل زرارہ بن اعین اور بکیر بن اعین اور سلیمان بن جعفری اور محمد بن مسلم کا عقیدہ ہی کہ خداتعالے ازل مین نہ عالم تہا نہ سمیع نہ بصیر اور یہہ صریح مخالف ثقلین ہے (۳) اتباع صاحب الطاق اور بعض اثناعشریہ کہتے ہین کہ خداتعالی بعض اشیا کو قبل وجود نہین جانتا چنانچہ شیخ مقداد صاحب کنز العرفان اسکا قائل ہی کہ جزئیات سے قبل وجود خداتعالی جاہل ہے اور یہہ بالکل خلاف ثقلین ہے (۴) ابو جعفر طوسی اور شریف مرتضی کہتے ہین کہ خداتعالے عین معدوم شدہ پر قادر نہین یہہ کسطرح موافق ثقلین ہے (۵) شیعہ اعتقاد کرتے ہین کہ کلام اللہ مین صحابہ نے تحریف کی اور یہہ عقیدہ بالکل مخالف کتاب اللہ اور عترت کے ہی (۶) کہتے ہین کہ معاذ اللہ خداتعالے کو بداء واقع ہوتا ہی اور یہہ صریح مخالف ثقلین ہی (۷) اعتقاد رکھتے ہین کہ خداتعالے غیر شیعہ کے ضلالت اور گمراہی پر راضی ہی اور یہہ مخالف ثقلین ہی (۸) اعتقاد رکھتے ہین کہ

عقائد شیعہ جو اصول و فروع مین ثقلین کے مخالف ہین

ع نہین ہی حکم کرنا مگر واسطی اللہ تعالی کے۔ خبردار اسیکی ہی حکم ہی۔ جو چاہتا ہی کرتا ہی سا اور جو قصد کرتا ہی حکم کرتا ہی۔ ۱۲ ؎ امام ابو عبد اللہ سے مروی ہی وہ فرماتے ہین کہ خدا کی ہی خلق پر لازم نہین ہی کہ وہ اوسکو پہچانے اور مخلوق کے لیے خدا پر واجب ہی کہ وہ انکو پہچنوائی۔ ۱۲

خدا تعالے محکوم عقل کا ہی اور بحکم عقل بہت سی چیزین خدا تعالی پر واجب ہین (۹) اعتقاد رکھتی ہین کہ نہین بلکہ تمام طیور و بہائم و حیوانات اپنی اپنی افعال کے خالق ہین اور خدا تعالے کو انکی افعال مین کچہہ دخل نہین اور یہہ عقیدہ مخالف ثقلین کے ہی (۱۰) اعتقاد رکھتی ہین کہ ائمہ تمام انبیا اور رسل سے عند اللہ افضل ہین مگر رسول اللہ صلی اللہ سے اور یہہ عقیدہ ثقلین کے مخالف ہی۔ (۱۱) اعتقاد رکھتی ہین کہ انبیا اور ملائکہ کی پیدائیش طفیل حضرت علی کے ہی اگر حق تعالے حضرت علی کو پیدا نکرتا تو انبیا اور ملائکہ اور جنت کو پیدا نکرتا اور یہہ مخالف عقل و نقل ہے (۱۲) اعتقاد رکھتی ہین کہ خدا تعالے نے انبیا سے اور ملائکہ سے ائمہ کی ولایت اور انکی اطاعت کا میثاق لیا۔ (۱۳) اعتقاد رکھتی ہین کہ انبیا ائمہ کے انوار سے اقتباس کرتے تہی (۱۴) اعتقاد رکھتی ہین کہ قیامت مین تمام انبیا حضرت علی کے محتاج ہونگی۔ (۱۵) اکابر امامیہ انبیا سے صدور کفر و ثبوت کبیرہ روایت کرتے ہین۔ (۱۶) کہتے ہین کہ جبکہ خداوند تعالے نے انبیا سے میثاق لیا تو حضرت آدمؑ نے انکار کردیا (۱۷) کہتی ہین کہ بعض رسل نے رسالت سے عذر کیا اور استعفا دیا۔ (۱۸) کہتی ہین کہ بعض مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف کی وجہ سے وحی کو رد کیا اور تبلیغ احکام سے تقاعد کیا (۱۹) اعتقاد رکھتی ہین کہ ائمہ اور انکی اعدا قبل قیامت زندہ کیی جائینگی جسکو رجعت سے تعبیر کرتے ہین۔ (۲۰) اعتقاد رکھتی ہین کہ امامیہ مین سے کسیکو معصیت صغیرہ و کبیرہ پر عذاب نہوگا (۲۱) مذی اور ودی اور آب استنجا کو پاک قرار دیتی ہین (۲۲) شراب کو ابن عقیل وغیرہ نے طہارت کا حکم دیا ہی (۲۳) کہتی ہین کہ اگر حسین عورت کو حالت نماز مین بغل مین لیوی یہانتک کہ نفس شہوت انتشار رہو اور سر ذکر کو محاذی سوراخ عورت کے کری اور مذی بہی بہکر گھٹنون تک پونہچی تاہم نماز جائیز ہے (۲۴) بعضی فرماتے ہین کہ نماز مین اکل و شرب مفسد نہین (۲۵) کہتی ہین کہ بعض سورتین پڑہنی سی نماز فاسد ہوجاتی ہی۔ (۲۶) پانی مین غوطہ لگانی کو مفسد صوم فرماتے ہین (۲۷) کہتی ہین کہ اغلام سے روزہ فاسد نہین ہوتا۔ (۲۸) لونڈیون کے فروج کو عاریۃ دینا جائیز فرماتے ہین (۲۹) عورت منکوحہ اور مملوکہ اور مانگی ہوئی اور وقف

کی ہوئی اور امانت رکھی ہوئی اور متمتعہ کے ساتھہ لواطت کو جائز فرماتی ہین (۲۲) متعہ دوریہ کو جائز
قرار دیتی ہین اور اوسکی صورت یہہ ہی بہت سی مرد ایک عورت کے ساتھہ متعہ کرین اور دور و نوبت
مقرر کرلین کہ ہر ایک شخص اپنی نوبت مین جماع کری علی ہذالقیاس بہت سی ابواب فقہ کے مسائل
کثیرہ ہین مشتی نمونہ از خروار و قطرہ نمونہ از بحار بہایت تلخیص و اختصار کے ساتھہ صواقع و تحفہ وغیرہ سے
نقل کرہی جناب مجیب غور فرماوین اور سوچین کہ ثقلین کا اتباع اسیکا نام ہے باقی رہا نفس
کلام اللہ کے ساتھہ جو سلوک کیا جاتا ہی وہ آئندہ کتاب اللہ کی بحث مین ذکر کیا جائیگا۔ جناب
مجیب اگر زیادہ تفصیل چاہینگی تو ہم تفصیل کے واسطی بھی حاضر ہین بعد اسکی اب یہہ امر واضح ہو گیا
کہ جو جملہ مجیب لبیب نے تحریر فرمایا (اہلسنت سی اسی امر مین تو مخالفت و جھگڑہ ہے) نہایت صحیح ہی
قال الفاضل المجیب - قولہ - بلکہ حضرات شیعہ کی جہانتک دسترس ہی ابطال
فضائل اور اظہار مطاعن مین بجد و جہد ساعی ہین - اقول - بے شک جنکی فضائل کتاب اللہ
و اقوال عترت سی ہرگز ثابت نہین اور اہلسنت خواہ مخواہ فضائل اونکی ذمہ لگاتی ہین اور وہ مطاعن
جو بشت از بام افتادہ ہین کہ چھپائے سی نہین چھپ سکتی چھپانا چاہتی ہین اون فضائل کے باطل اور رد
مطاعن کے اظہار مین کوشش کرتے ہین تاکہ امر حق ظاہر ہو - یقول العبد الفقیر الی مولاہ
بحول اللہ و قوتہ گذشتہ ابحاث مین مناقب و محامد صحابہ کرام کا اثبات کتاب اللہ سے بھی اور اقوال
ائمہ سی بھی مختصراً کیا گیا اب ہم دیکھتی ہین کہ مجیب لبیب تسلیم فرماتے ہین یا برخلاف تحریر خود فضائل
ثابتہ کو باطل فرماتے ہین بڑے مطاعن جناب مجیب نے دو ذکر فرمائی تھے انفضاض عن صلوۃ
الجمعہ اور تخلف عن بیعۃ الصدیق سو بحمد اللہ اونکا بھی قلع و استیصال واجبی کیا جا چکا ہی
پس حضرات شیعہ جو خلاف شہادات کتاب اللہ و ارشادات ائمہ فضائل صحابہ کی مہتاب کو مشتہای
خاک سی چھپانا چاہتی ہین اور اونکی انوار اپنی موہنون سے بجھانا چاہتی ہین اور زبردستی اپنی تراشی
ہوئی ذمائم کے نجاسات سی اونکی دامنہای مطہرہ کو ملوث کرنا چاہتی ہین اور جن صحابہ کو کرزعم کر
رکھاہی اونکو بھی تو سہام ملامت سی خالی نہین چھوڑتے ہین - باین ہمہ صدوق الشیعین

باوجود ارتداد صحابہ کے خصال مین یہہ بھی فرماتے ہین کہ بارہ ہزار صحابہ ایسی تھی جو کوئی انمین سے
جبری اور قدری اور حروری نہ تہا رات دن خدا کی خوف سے رویا کرتے تھی دو ہزار انصار تھی
اور آٹھہ ہزار مہاجر تھی اور دو ہزار وہ تھی جو ہنگام فتح مکہ اسلام لائی تھی۔ پس کیا ان بارہ ہزار کے
فضائل خواہ مخواہ اہلسنت ہی انکی ذمہ لگاتے ہین اور انکی مطاعن جو طشت از بام ہین اہلسنت
ہی چھپاتے ہین۔ یا یہہ انکی فضائل کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہین
معاذ اللہ اگر بفرض محال یہی ہی امر حق قرار پاوی جسکی درپے حضرات شیعہ ہین تو نہ خدا کی خدائی باقی
رہتی ہی نہ رسل کے رسالت نہ انبیاء کی نبوت نہ ائمہ کی امامت نہ اہلبیت کی حرمت نہ صحابہ کی صحابیت
پہر اسپر امر حق کے اظہار کے سعی کا دعوی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ربنا افتح بیننا و بین
قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ قال الفاضل المجیب۔ قولہ۔ چونکہ مقدمہ
اختلاف خلافت بھی اسی اصل سے ناشی ہے اور حضرات شیعہ کو اتنی بڑی فضیلت باعتبار
اپنی اصول مذہب کے کب گوارا تھی اگرچہ ثقلین اسکی ثبوت کرتے رہ ہین اپنی خلافت کی
اصول مشروط ایسی وضع فرمائی کہ جنکی مراعات سے مدعا حاصل ہوا اور ابطال استحقاق خلافت اپنی زعم مین
ہوجاوی (اقول) یہہ اصل ہی دراصل بجائی خود نہین جیسا کہ پہلی گذارش ہوا کہ کل صحابہ اچھی نہ تھی جیسی کہ خاتم المحدثین
بعض کے شان مین صاحب خیانت و شرار فساد پیشہ و مردود ان جناب آلہی تحریر فرماتے ہین یقول العبد الفقیر
الی مولاہ اس اصل کا دراصل بجائی خود ہونا سابقا اپنی موقع پر مشروحا بیان کیا جاچکا ہی حاجت اعادہ نہین ہے مگر اگر
کسیجا بعنوانی مجیب لبیب اسکا اعادہ فرمائی تو تعقب کیا جائیگا اور خاتم المحدثین کے کلمات کی نسبت بھی مفصلا مذکور ہوچکا ہی لیکن یہانپر
بھی اسقدر عرض ہے کہ خاتم المحدثین نے صحابہ کے حق مین یہہ لفظ نہین لکھی خصوصا لفظ مردودان جناب آلہی ہرگز صحابہ کی حق مین نہین لکھا یہہ محض آپکا
یا مجیبین تحفہ کا افترا ہی اور بالفرض اگر صحابہ کے حق مین لکھا ہی تو بطور الزام نقل مذہب شیعہ کی لکھا ہی وبس اور جناب مجیب نے
جو یہہ جملہ تحریر فرمایا۔ (کل صحابہ اچھی نہ تھی) اگر مراد اس سے سلب کلی ہے تو البتہ کہا جاسکتا ہی
کہ یہہ ایک جملہ ہی جو انصاف و راستی و صدق سے باعتبار اپنی روایات و اصول مذہب کے سرزد ہوا ہی اور اگر کل
مجموعی کی طرف نفی راجع ہی تو خلاف نصوص و روایات ہی۔ چنانچہ بارہا اس غلطی پر متنبہ کیا جاچکا ہی

اور نیز اچہا نہونا مرتبہ تشکیک مین ہے اگر اس سے یہہ مرادہی کہ معصوم نہ تہی اور شیعہ جیسا ائمہ کو نہایت
سے بہی برتر اور بہتر فرماتے ہین ایسی نہ تہی تو صحیح و مسلّم نہ معصوم تہی اور نہ انبیاء سے بہتر بلکہ مساوی
بہی نہ تہی اور اگر اچہی نہونے سے یہہ مراد ہے کہ مرتد اور غاصب حق خلافت و فدک اور مغیر دین
اور محرف کلام رب العالمین تہی تو غلط اور کذب و افترا اور وساوس و تخیلات حضرات شیعہ سی ناشی ہے

قولہ ہاں یہہ فرماتی کہ مقدمہ خلافت ہی وہ مقدمہ ہی کہ جس سی صحابہ کی فضائل و رذائل پرکہی جاتین

ہین **اقول** - یہہ حصر بالکل غلط اور باطل ہی فضائل و رذائل صحابہ وغیر صحابہ کے پرکہی جانے کے
صدہا عقبات اور ہزارہا مراحل زمانہ حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین قطع ہوچکی اور
انواع انواع کے تکلیفات مین آزمائشین ہوچکی اور طرح طرح کے صدمات مین امتحان ہوچکا
اول جب سی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور دعوت شروع فرمائی اور کفار آمادہ فساد
و ایذا رسانی ہوئی جن لوگون نے اسوقت حضرت کی تصدیق فرمائی اور حضرت پر ایمان لائی اور کفار کی ایذائین
سہی اور کبہی اپنی مال و جان و آبرو کا پاس نہین کیا علی الاعلان بے خوف و خطر آوازہ دعوت اسلام کو بلند
رکہا چنانچہ بہت سی اکابر قریش اونکی دعوت کی وجہ سے مشرف بایمان ہوئی اور بہت سی غلامون کو
جو ایمان لائی تہی اور کفار کے پنجہ تکلیف مین گرفتار تہی اپنی خالص مال سے خرید کر آزاد کیا اور کفار
کی تکلیف دہی سے اونکو رہائی دلوائی - اور سفر حضر مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار اور رفیق
غمگسار رہی دین اسلام کی محبت مین ازواج و اولاد اور خویش و اقارب سی پیوند توڑا اور مال و منال کو چہوڑا
اپنی وطن سے موہنہ موڑا راہ غربت اختیار کی مصیبت کو سر پر لیا - صعوبتین جہیلین اذیتین سہی
تکلیفین اوٹہائین کفار و دار الکفار سی قطع تعلق کرکے حضرت کے قدمون مین پڑ رہنی کو دارین کی
سعادت سمجہا - اور جنہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپکی رفقا و اہل وطن کو اپنی گہرون مین جگہ
دی جان و مال سے خدمت کرکے دارین کی سرخروئی حاصل کی دین اسلام کے اشاعت مین سعی
ہوئی غزوات و سرایا مین اعلاء کلمۃ اللہ کے لیئے اپنی جانونکو معرض ہلاکت سی نہین بچایا اپنی
جانونکو حضرت کے نفس نفیس کے آڑ بنائی رکہا - دین اسلام کو عالم مین پہیلایا کفر و اہل کفر کو مخذول

کہ اگر کہا جاوے ان دونون مقدمون سے خلافت انہین کی

ذلکو نسار کیا۔ آزمائشون کے بھٹی مین انکی میل کچیل دور ہوئی اور ہوہان فیض صحبت پیغمبر نے انکو مصفا و مجلا کیا۔ انوار آفتاب رحمت خداوندی جل شانہ سے انکی قلوب منور ہوئی اور اشعہ ماہتاب فیض و برکات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے انکی دل روشن ہوئی عالم خلق وامر کو قطع کیا ملکوت کے سیر کیے حقیقۃ الحقائق کو بچشم قلب مشاہدہ کیا۔ جب انکی جان نثاریان اور خدمات نمایان برگزیدہ جناب محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور پسندیدہ حضرت کبریائی جل وعلا شانہ ہوئین۔ تو خداوند علام الغیوب کی بارگاہ عالی تعالی سے انکی صلہ مین رضا و خوشنودی کے تمغی عطا ہوئی اپنی رسول کے زبانے دخول جنت کا وعدہ فرمایا انکی خطایا و زلات کی مغفرت اور معاصی وسیات کی کفارہ کا مژدہ سنایا گیا تو گویا آزمایش ختم ہو چکی اور انکی محامد و فضائل جہری ہو چکی تو پھر معتقدہ مخالفت پر آزمایش کا حصر کرنا اور کہنا کہ معتقدہ خلافت ہی سے فضائل و رذائل پرکہی جاتے ہین سراسر غلط اور بدیہی البطلان ہی معیار آزمایش اور محک امتحان وہ مراحل تھی جو حضرت کے زمانہ مین طی ہوئی منافق و مخلص ممتاز ہو گئے حق تعالے نے فرمادیا۔ ما کان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب الخ۔ ام حسبتم ان تترکوا الخ۔ اور ایسی بزرگان دین اور اکابر اہل یقین کے عیوب کا تجسس کرنا اپنی عمر عزیز کو رائگان برباد و تلف کرنا ہی ؎ کسی و صحن کا جی قلیہ جوید؂ اضاع العمر فی طلب المحال؂ معہذا اگر یہ ہی عقیدہ ہی جس سے فضائل و رذائل پرکہی جاتے ہین تو بفرض محال علی سبیل التسلیم ہم کہتی ہین کہ حسب تصریحات علماء شیعہ فضائل و رذائل پرکھی گئی بعض نے جنکو وصیت تجہیز و تکفین تہے حضرت کے جنازہ اطہر کو تین روز تک بلا دفن رکھا حضرت کے وصال کا کسیکو نہ غم ہوا نہ بیہوشی ہوئی اپنی دنیاوی سلطنت اور چند درخت خرما کی پڑ گئی جسکی بھی نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصیت کا پاس کیا کہ آپنے صبر و سکوت کی وصیت فرمائی تہی نہ دودمان نبوی کے آبرو کا پاس کیا کہ در بدر پہرنے لگی

ؐ ۔ اللہ وہ نہین کہ چہوڑ دیگا مسلمانون کو جسطرح پر تم ہو۔ جب تک جدا نکرے ناپاک کو پاک سے اور اللہ یون نہین کہ تمکو خبر دے غیب کی۔ ۱۲

منافقین کے ہم پیالہ وہم نوالہ رہی اپنی دین کو اونکی خواہشون کے مطیع رکہا کسی شہر کو
دار الاسلام نہ بنایا۔ معاذ اللہ اللھم انی اتوب وابرا الیک مما افتروا سولا۔ اور بعض نے حضرت کے
دین کو اختلاف عظیم سے بچا کر سنبہالا۔ اور عالم مین شائع کیا ہزارہا ملک فتح کیئے ہزارہا کو
سلک اسلام مین منسلک کیا حضرت کی وصال کے صدمہ مین یہانتک بیہوش ہوئے کہ آپکے
انتقال کا انکار کر دیا۔ پس اگر اسی مقدمہ کو معیار امتحان قرار دیا جاوی تو ہم کہتے ہین کہ آپ
ہی نے یہہ فضائل و رذائل کے امتیاز فرمائی ہی پہر جسپر چاہی فضائل منطبق کیجیے اور جسپر چاہی
رذائل **قولہ** حب ریاست و حکومت و طمع نفسانی و حرص دنیا فانی اسقدر غالب ہوئی
کہ باوجود تہدید و ترہیب و تخویف حضرت نبوی ستحرصون علی الامارة وستکون ندامة یوم القیمة
کما فی صحیح البخاری آپسمین مخالفت و تشاجر کر کے نعش اطہر جناب رسول خدا کو بے غسل و کفن
و دفن چہوڑ کے خلیفہ بن گئی اور اہل بیت کی جنکی تمسک کا حکم تہا بات ہی نپوچھی بات پوچھنے کے کیا
معنی بجائی تسلی و تشفی کے گہر جلانے کی دہمکی دی نظر انصاف سے بخاری کو ملاحظہ فرمائیے کتب
تاریخ و سیر کو دیکھیے تو آپکو معلوم ہو کہ وقت انعقاد بعیت کیا کیفیت تہی۔ **اقول** ۲
یہان تو مجیب لبیب جوش بغض و عناد مین اگر جامہ سے باہر ہوگئی توسن زبان بے لگام ہوگیا۔
انصاف و تحقیق حق کو بالای طاق رکہکر جو مونہہ مین آیا فرمانا شروع کر دیا۔ خیر ہم آپکی کلمات
تشنیع کے جواب مین کچہہ نہین لکہتے لیکن آپنی بخاری کے حدیث سے استدلال کرکے صحابہ کی
حرص و طمع کو بزعم خود ثابت کیا ہی اسکا جواب و تحقیق ضرور ہوئی پس واضح ہو کہ مجیب لبیب جب
اپنی استدلال مین اس حدیث کو پیش فرمائین تو اول اونکو ثابت کرنا چاہیے کہ ستحرصون مین خطاب
سبکو ہی ظاہر ہے کہ تمام صحابہ تو قطعاً مراد نہین ہوسکتی کہ بالاتفاق حرص علی الامارت تمام افراد
صحابہ سے واقع نہین ہوئی تو لامحالہ بعض صحابہ مراد ہونگی اور اوسکے مصداق وہ بعض ہین جو بلا
استحقاق امارت کی طالب ہوئی چنانچہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ چنانچہ منا امیر و منکم
امیر مین لفظ امیر اسپر قرینہ اور دال ہے اور حضرت امیر معویہ رضی اللہ عنہ کہ وہ ہی طالب امارت ہوئی

۲ حدیث ستحرصون علی الامارة وستکون ندامة الخ

اور خلفا ثلثہ رضی اللہ عنہم ہرگز طالب امارت نہین ہوئی اور نہ اوسپر حرص کی آپ کتب سیر و تاریخ ملاحظہ کیجئے حضرت صدیق اکبر نے اپنی خطبہ مین جو بمقابلہ انصار پڑہا فرمایا کہ عمر یا ابوعبیدہ کی ہاتہہ بیعت کرلو۔ اور اوسوقت حضرت فاروق نے اپنی اوپر سے دفع کیا اور صدیق رض کے ہاتہہ پر بیعت کرلی اگر حرص دنیاوی اور طمع نفسانی ہوتے تو ہرشخص اپنے نفس کو امارت کے لیے مقدم کرتا اور کچہہ بہی نہوتا تو اسقدر ضرور ہے کہ حضرت ابوبکر رض کے قول پر فاروق رض جہگڑ ضرور ہوجاتے تو اس سے بروئی عقل و انصاف معلوم ہوتا ہی کہ ان حضرات کو ہرگز طمع نفسانی اور حرص دنیاوی نہین تہی بلکہ امارت کیطرف استشراف بہی نہین تہا لیکن ہان تصفح تصریحات علماء شیعہ سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ بروئی روایات قوم جناب امیر اس دنیاوی امارت پر حریص اور طامع ہی نسخہ سلیم بن قیس ہلالی کی روایت مینہی سی نقل کرتا ہون۔ فلما کان اللیل حمل علی فاطمۃ علی حمار واخذ بید ابنیہ الحسن والحسین فلم یدع احدا من اہل بدر من المہاجرین ولا من الانصار الا اتاہ فی منزلہ وذکر حقہ ودعا الی نصرتہ الخ یہہ روایت کسطرح صراحتہ معاذ اللہ حضرت کے حرص اور طمع پر دلالت کرتی ہی اور اگر اس سی تسکین نہو تو نہج البلاغۃ کو کہولیئے اور زیادہ تتبع اور تلاش کی ضرورت نہین صرف خطبہ شقشقیہ کے شروع مین دیکہیے اوسمین ابتدا ہی مین یہہ الفاظ ہین۔ واللہ لقد تقمصہا فلان[1] وانہ لیعلم ان محلی منہا محل القطب من الرحی۔ ان الفاظ سی کسقدر حسرت ٹپکتی ہی جسکا مدار صرف حرص و طمع پر ہی ابن میثم شارح نہج اپنی شرح مین جو اسوقت میری سامنی کہلی پر رکہی ہوئی ہی اس خطبہ کے شرح مین لکہتا ہی۔ واذا ثبت[2] انہ نافس فی ہذا الامر کان الظن غالبا بوجود الشکایۃ منہ وان لم یسمع ذلک فضلا عن ان الشکایۃ بلغت مبلغ التواتر المعنوی لکثرتہا وشہرتہا الخ۔ اور یہہ ہی شارح اسی خطبہ کی شرح مین کسیقدر آگی بڑہکر لکہتا ہی

---

[1] خدا کی قسم فلان شخص نے (بزور) قمیص خلافت پہن لیا۔ حالانکہ وہ جانتا ہے کہ خلافت مین میرا مرتبہ ایسا ہی جیسا کیلی کا چکی مین۔ ۱۲ [2] اور جب ثابت ہوا کہ جناب امیر نے خلافت کیطرف رغبت فرمائی تو غالب ظن یہی ہے کہ آپسے شکایت بابت اسکے بہی ہوگی اگرچہ مسموع نہو۔ مزید برآن یہہ شکایت بسبب شہرت اور کثرت کے تواتر معنوی کی درجہ کو پہونچ گئی ہے۔ ۱۲

والشوری[۱] مصدرہ کالنجوی وخلاصۃ خبرہم انہ لما طعن عمر دخلت علیہ وجوہ الصحابۃ وسالوہ
ان یستخلف رجلا یرضاہ فقال لا احب ان اتحملہا حیا ومیتا فقالوا الا تشیر علینا فقال ان احببتم
فقالوا نعم فقال الصالحون لہذا الامر ستۃ وہم سعید بن زید وانا مخرجہ منہم لانہ من اہل بیتی
وسعد بن ابی وقاص وعبد الرحمن بن عوف وطلحۃ والزبیر وعثمان وعلی فاما سعد فیمنعنی منہ
عنفہ ومن عبد الرحمن فانہ قارون ہذہ الامۃ ومن طلحۃ فتکبرہ ومن الزبیر فشحہ ومن عثمان حبہ
لقومہ ومن علی حرصہ علی ہذا الامر الخ اور علاوہ اسکے نہج البلاغۃ کی بہت سی مواضع سے جناب امیر
کی حرص وطمع امارت پر صاف صاف ثابت ہوتی ہے اور اس خطبہ کی شرح مین جسکا عنوان یہہ ہے
ومن کلام لہ فی بیعۃ عثمان علامہ کمال الدین ابن میثم لکہتا ہی وفیہ[۲] اشارۃ الی غرضہ من المنافسۃ فی ہذا
الامر وہو صلاح حال المسلمین واستقامۃ امورہم وسلامتہم من الفتن اس سے آگی پہر علامہ کہتا ہی
فان قلت[۳] السوال من وجہین الاول ما وجہ منافستہ فی ہذا الامر مع انہ منصب یتعلق بامور الدنیا
وصلاحہا مع ما اشتہر منہ من الزہد فیہا والاعراض عنہا وذمہا ورفضہا - اس تصریح سے کچہہ صرف جناب
امیر کے حرص ورغبت بطرف امارت ہی ظاہر نہیں ہوتی اس سے یہہ بہی ثابت ہی کہ حرص بر امارت
مسلمانونکی صلاح حال اور دفع فتن کے غرض سے اعظم ارکان دین سی ہے اور اگر آپکی نزدیک حرص
امارت مطلق حرام ہی تو معاذ اللہ جناب امیر مرتکب ہوئی اور اگر صلاح کے غرض سی جائز ہی تو اگر
فرض کرین کہ جناب خلفاء نے حرص کے تہی کچہہ محل طعن نہین کیونکہ انکی حرص علی الامارت بغرض
اصلاح حال امت تہی چنانچہ انکی ایام امارت مین جو اصلاح امور امت ہوئی وہ شیعہ کو بہی تسلیم ہی

[۱] شوری مصدر ہی جیسا نجوی - اور خلاصہ قصہ یہہ ہی جب حضرت عمر رض مجروح ہوئی تو سب صحابہ انکے پاس گئی اور انسی سوال کیا کہ جسکو پسند فرماوین خلیفہ مقرر فرماوین حضرت عمر نے جواب دیا کہ مین پسند نہین کرتا کہ بار خلافت کا حیات اور موت مین اپنی اوپر اوٹہاؤن پہر صحابہ نے پوچہا کہ بطور مشورہ ہی فرما دیجیئے حضرت عمر رض نے جواب دیا کہ ہان اگر تم چاہو انہون نے کہا اچہا - پس فرمایا اس کام کے لائق شش آدمی ہین - سعید بن زید اسکو تو مین ان مین سے نکالنا چاہتا ہون کیونکہ وہ میری اہل بیت سے ہے - اور سعد بن ابی وقاص اور عبد الرحمن بن عوف اور طلحہ اور زبیر اور عثمان اور علی - لیکن مجہکو سعد سے تو اسکی درشت خوئی روکتی ہی اور عبد الرحمن سے یہہ کہ وہ اس امت کا قارون ہی اور طلحہ سی اسکا تکبر اور زبیر سے اسکا بخل اور عثمان سی حب قوم اور علی سی حرص علی الامارت ۔ [۲] یعنی عبارت اشارہ ہی کہ جناب امیر کی غرض خلافت مین جو منافست کرتے ہین مسلمانونکی حال کی اصلاح اور انکی امور کی استقامت اور فتنون سے انکی سلامتی تہی ۔ [۳] اگر اعتراض دو وجہ سی ہی اول تو یہہ کہ باوجودیکہ امر خلافت دنیاوی منصب ہے جو امور دنیا اور انکی صلاح سے متعلق ہی تو پہر آپکو حرص اور رغبت کی کیا وجہ ہی حالانکہ آپکی دنیا اور بے رغبتی وذم اسکا اعراض ورفض اسکا

اور وہ استقامت ہرگز جناب امیرؑ کے ایام خلافت مین نصیب نہوئی اس کے ثبوت مین بھی ہم علامۂ متبحر ابن میثم کی ہی تحقیق پیش کرتے ہین ۔ وقد کان لھم ممن سلف من الخلفاء استقامۃ اطراف کان لا تبلغ عندہ کمال استقامتہا لو ولی ھو۔ دفع فتن خود بدیہی ہے کہ ایام خلافت جناب امیر فتنون مین ہی گذری اور امر خلافت آخر تک منتظم نہوا غرضکہ حرص علے الامارت جو بظاہر مجیب کے نزدیک مطلق حرام ہی جناب امیر سے پائی گئی ۔ اگر یہہ بھی کافی نہو تو خصال صدوق جو اس وقت میری سامنی کہلی ہوئی رکھی ہے اوسمین ایک روایت طویل الذیل نقل ہے جسمین بیان آزمایش وامتحان جناب امیر کا ہی ایک یہودی کے جواب مین کہ اوسنی سوال کیا تہا کہ اوصیا کے لیئے سات مواضع امتحان کے حیات نبی مین ہوتی ہین اور سات مواضع بعد وفات کی ہوتی ہین تو اس روایت مین اکثر مواضع سے آپکی حسرت امارت پر اور طمع و حرص ظاہر ہوتے ہی پس اگر ستحرصون علی الامارۃ مین خطاب اصحاب کو ہی تو جناب امیر باعتبار روایات آپکی اولی و اقدم اسکی مصداق ہین کیونکہ انصار تو اپنی دعوی سے باز بھی آگئی لیکن (دروغ برگردن راوی) جناب کے آخر تک یہہ ہی حسرت و تمنا رہی پس آپکو اس دلدادہ اہلبیت و محبت عترت کی آپکی مذہبی بہائی قربان ہوجائین کہ ستکون ندامۃ یوم القیامۃ کا اوّل مصداق جناب امیر ہی کو قرار دیا ۔ اور واضح رہی کہ حضرت امیر مامور بالسکوت اور محکوم علیہ بالصبر تہی کہ زمانۂ خلفا مین چون و چرا نفرما دین کیونکہ خدا تعالے و رسول خدا ہر قسم کی تدابیر کرکے معاذ اللہ عاجز ہوچکی تہی ہر چند چاہا کہ حضرت امیر بعد حضرت رسالتمآب کے جانشین ہون اور اسطرح غاصبین کی دستبرد سے یہہ حق محفوظ رہی آخر کچھہ پیش نہ چلی اور لاچار ہوکر صبر و سکوت کا حکم کرنا پڑا لیکن وہ صبر و سکوت ان سے نہو سکا اونہون نے اگر اسطرف مخالفت کی تہی تو ادہر انہون نے اسطرف حکم کو نمانا ۔ باقر مجلسی نے حیات القلوب مین خاتم المتکلمین نے منتہی الکلام مین وصیت نامہ کی روایت طویل نقل کی ہے اوسمین سے ملخصاً نقل کرتا ہون و ازجملہ اموریکہ بران حضرت شرط گرفت بامر جبرئیل از جانب خداوند عالمیان آن بود کہ گفت یا علی وفا کنی آنچہ درین نامہ ہست از دوستی کسیکہ با خدا و رسول دوستی

ا۔ گذشتہ خلفا کی استقامت ایسا تہا اگرچہ آپکے نزدیک کمال استقامت جو آپکی خلافت میں حاصل ہوتا نہ پہنچا ہوا تہا ۔۱۲

کنند و از دشمنی کسی کہ با خدا و رسول دشمنی کند و بیزاری نمودن از ایشان و بر ان کہ صبر کنی بر فرو خوردن خشم ایشان و بر رفتن حق و غصب کردن خمس تو و ضائع کردن حرمت تو حضرت امیر گفت بلی یا رسول اللہ صلعم اور اس سے بہی سیری نہو تو اپنی ابن میثم کی شہادت سنیئے شرح نہج البلاغۃ مین تحریر فرماتا ہی وانہ کان معہودا علیہ ان لاینازع فی امر الخلافۃ[1] الخ اور یہہ امر بدیہی ہی کہ یہہ کشش و کوشش تمہید مقدمات نزاع کے ہین حسب تصریحات قوم اگر حضرت کو اوسوقت اعوان بہم پہونچتی تو آپ قتل و قتال سے دریغ نفرماتے پس ابن ولادہ تمسک پر آفرین کہ علاوہ حرص و طمع کے آپکو عاصی در مخالف امر الٰہی اور وصیت رسالت پناہی ٹہرایا۔ غرض خلاصہ یہہ ہی کہ حسب تصریحات شیعہ آپنے حرص و طمع فرمائی اور یہہ حرص و طمع آپکی شرعا جائز نہ تہی۔ اس سے صاف طور پر فعلیت خلافت ہی منتفی نہین ہوئی بلکہ استحقاق و لیاقت خلافت ہی منتفی ہوگئی با اینہمہ اگر آپ استحقاق کا ذکر چہیڑین گے تو آپ کو اول ثبوت پیش کرنا ہوگا اور بعد اوسکی ہم معارضہ دوسری استحقاق او فعلیت سے کرین گے پس اگر آپ بروی استحقاق حدیث منحصرون مین سے بعض کو مستثنی فرمائین تو چشم ما روشن و دل ما شاد ہم ہی بشرطیکہ علی سبیل الفرض حرص و طمع خلفا کو تسلیم کرلین یہہ ہی عرض کرینگی باقی جسقدر اس عبارت مین عتبہ اضافات و مطاعن ہین اونکا جواب پیشتر گذارش ہوچکا ہی حاجت تکرار نہین قولہ معاذ اللہ کہ جس امر کی ثبوت کی تقلین شاہد ہون وہ شیعونکو گوارا ہو شیعونکا مذہب ہی تمسک بثقلین ہے اور اسی امر مین ہمارا آپکا نزاع ہی۔ یہہ محض آپکا خیال ہی **اقول** اگرچہ اس معاملہ مین قریب ہم بحث کر چکی ہین جس سے ذعائتمسک کے پوری کیفیت واضح ہوتی ہے لیکن یہان ہی اتنی گذارش ضرور ہی کہ جناب میر صاحب یہہ محض آپکا خیال ہی خیال ہے جسکا دار و مدار اسیقدر اس امر پر ہی ہی کہ آپ اپنی روات کی نسبت جو آپکی علما کی تصریح کی موافق مطرود و مردود بارگاہ جناب ائمہ تہی حسن ظن بوجہ سادہ لوحی کے رکہتی ہین اگر آپ نفسانیت کو چہوڑ دین اور جدلیات کو ترک کرکے بانصاف اپنی ہی کتابونکا ملاحظہ فرماوین تو آپ پر یہہ عقدہ بخوبی حل ہوسکتا ہی واللہ یہدی من یشاء

[1] اور حضرت امیر سے یہہ عہد لیا گیا تہا کہ امر خلافت مین جہگڑا نہ کرین۔ ۱۲

الی صراط مستقیم معہذا اگر ایسا ہی تمسک ہی تو پہر اون ارشادات ائمہ مین جو فضائل صحابہ و خلفا
مین وارد ہین کیون تاویلات بعیدہ اور توجیہات رکیکہ کرکے اونکو مسخ کرتے ہین اونکو اپنی ظاہر
پر رکہکر سیدہی طرح تسلیم کر لیجیئی کہ واقع اور نفس الامری طور پر ہی تمسک پایا جاوی اور جب تک
یہہ نہین تب تک ثقلین کا تو تمسک نہین ہان اپنی اہوا کا تمسک ہی اللہم احفظنا عن ومنا منہ ۔

قولہ اصول و شروط خلافت وقعی ایسی ہی ہونے چاہئین چنانچہ دو شرطون کو تو آپ ہی
تسلیم کرتے ہین اور چونکہ خلفاء ثلثہ مین عصمت کا تحقق ہونا محال ہی اسلیئی اس شرط سی درگذرتے
ہین - **اقول** یہہ وہ مسئلہ ہی جو پیشتر بارہا مذکور ہو چکا ہی اور اسکا جواب بہی مذکور ہوا کہ یہہ
آپکی غلطی اور ناواقفیت ہی کہ آپ تسلیم وقوع کو تسلیم اشتراط خیال کرتے ہین و شتان بینہما ایسی
توہمات اور خیالات مین تو مبتلا ہین اکثر دلائل ایسی ہی مزعومات پر مبتنی ہین عصمت خلفاء کا
محال ہونا بیان کرنا اوسوقت اپنی موقع پر ہی کہ جب کوئی شخص مدعی عصمت ہو اور جب کوئی مدعی
عصمت نہین تو محض بیفایدہ ہی پس برمحل یہہ ہے کہ ہم کہتی ہین ائمہ مین عصمت کا تحقق ہونا
محال ہی اور بجز اوہام وخیالات کے کوئی دلیل عقلی و نقلی حضرات ائمہ کی عصمت پر قائم نہین ہی ۔

قولہ جبکہ ہم نص کے قائل ہین تو وضع اصول کی نسبت ہماری طرف کیونکر صحیح ہو سکتی ہی - **اقول**
سبحان اللہ حضرت کا یہہ افادہ کمال ہی دانشمندی او علم - اور ناواقفیت اور فہم پر مبنی ہی - ای
حضرت آپ یہہ کیا فرمانے لگے اگر اس سے یہہ مراد ہی کہ ہم اثبات اصول مین نص کے قائل ہین - تو
وضع اصول کی نسبت ہماری طرف غیر صحیح ہے تو مسلم لیکن خلاف واقع کیونکہ نص کا قائل ہونا
اشتراط امامت وخلافت مین مدنظر ہی نہ اثبات اصول مین اور اثبات اصول و شرائط کے لیئی حضرت
کے پاس کوئی نص قطعی موجود نہین بسم اللہ اگر ہو تو لائیی اور اگر مقصود یہہ ہی کہ ہم جب خلافت
و امامت ائمہ مین نص کے قائل ہین تو نسبت وضع اصول باطل ہی تو یہہ بالکل واہی ہی اور ایسی
پوچ دلیل ہی کہ ادنے طالب علم بہی پیش نکری کیونکہ آپکا خصم یہہ کہتا ہے کہ یہہ آپکا نص کا
قائل ہونا یہہ ہی اونہین اصول موضوعہ مین سے ہی جنکی نسبت آپکی طرف کیجاتی ہی وضع

اصول کے نسبت کی امتناع کو نص امامت کے اصول مین ہونے سے کیا تعلق بلکہ اگر آپ تامل فرماوینگی
تو اس سے وضع اصول کی نسبت تائید ثابت ہوگی کیونکہ جب بلا نص بعض کے اصول مین ہونی
کی قائل ہوئی تو خود یہہ ہی اصل موضوع پائی گئی اور اس انتساب کی تائید و تقویت ہوگئی۔ پہر اس
علم و استعداد پر ہماری محبیب کے کیا کچھہ دعوی اور فرماتے ہین کہ ہماری مقابلہ مین وہ بہی ساکت
اور وہ بہی متحیر۔ **قوله** ہان یہہ ضرور ہی کہ یہہ وہ اصول و شرائط ہین کہ غیر مستحق کے خلافت
ضرور باطل اور مستحق کے بدستور ثابت و قائم رہتی ہی گو عوام الناس خلیفہ نہ مانین اور ظاہری ریاست
حاصل نہو۔ **اقول** یہہ وہ اصول و شرائط ہین کہ اگر انکو تسلیم کیا جاوی تو مستحق و غیر مستحق کے
خلافت کی جڑ کاٹتی ہین بشرطیکہ واقعی اور نفس الامری طور پر موافق کتاب سنت وجدان شرائط کا
احاد انسانیہ مین تفحص اور تجسس کیا جاوی کیونکہ تمام افراد مین سوائی انبیا علیہم السلام کے کوئی
معصوم نہین اور اگر اس سے قطع نظر کیجاوی تو یہہ وہ شرائط ہین کہ مستحق و غیر مستحق کے خلافت
کو ثابت و متحقق کرتے ہین علی الخصوص جبکہ انکی ساتھہ مین اوس طریقہ کا ہی انضمام کیا جاوے
کہ جس طریقہ سے علما شیعہ وجدان شرائط ائمہ مین بیان فرماتے ہین کیونکہ ہر ایک شخص کے
واسطی دعوی وجدان شرائط گہڑا جا سکتا ہی اور اوسکی اقوال مخالفہ کی توجیہہ کیجا سکتی ہی مثلاً زیدیہ
کہتی ہین کہ حضرت زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم امام برحق ہین اگر وہ یہہ کہین کہ انمین تمام
شرائط عصمت و نص و افضلیت پائی جاتے ہین اور اقوال مخالفہ کی تاویل کرین تو فرمائیے کہ آپ
کیونکر حضرت زید رضی اللہ عنہ کی خلافت کو ان شرائط سے باطل فرمائیگا علی ہذا اسمعیل کہ انکی حق
مین تو شیعہ اولاً نص کے ہی قائل ہیں تو اثنا عشریہ انکی امامت کو کیونکر باطل کرینگی۔ **قال الفاضل المجیب**
قوله۔ جب دیکہا کہ شروط ثلثہ سے تطویل کلام مخل مقصود ہی اور تقریب امر حاصل نہین اسلیئی
بعض حضرات نے ہاشمیہ کو بڑہایا اور جب دیکہا۔ کہ پہر بہی عباسیہ کی خلش دور نہین
ہوتی تو علویہ کو وضع فرمایا تاکہ مطلب بسہولت نکل آوی۔ (اقول) آپ غور فرماوین کہ آپکا
یہہ لکہنا کیونکر صحیح ہو اگر تطویل کلام مخل مقصود ہو تو ہاشمیہ و علویہ کا بڑہانا اور زیادہ تر تطویل

ہوگی پہر مخل کو بڑہانی کی کیا حاجت ہی یقول العبد الفقیر الی مولاہ اس قول کے
جواب مین ہمارے مجیب لبیب نے آخر تک جسقدر تحریر فرمایا ہی اوسمین حضرت کا اندازہ علم و اجتہاد و غور
فہم و ادراک قابل معاینہ ہی اور دیکہنا چاہیے کہ مینے کیا عرض کیا تہا حضرت اوسکے جواب مین کیا
فرما رہے ہین۔ اے حضرت آپ تطویل کلام سے کیا سمجہے کیا اس سے آپ یہہ سمجہے کہ بیان شرایط مین
عبارت کی تطویل ہوگی یا آپنے یہہ خیال کیا کہ اثبات شرایط مین بمقابلہ خصم تطویل کلام ہوگی
اول بہی باطل ہی جملہ الہی بعض حضرات نے الخ اسکو باطل کرتا ہی ثانی بہی باطل ہے کیونکہ
ثبوت قیاسی تو نہین بلکہ ثبوت کا دارمدار کسی اصل شرعی پر ہی جو اسکات خصم کے لیئے
کافی ہوگی تو اسمین بہی تطویل کلام نہوئے بلکہ اسکا مطلب یہہ ہی کہ شرایط ثلثہ مین باعتبار امکان
وقوع کی تعمیم ہے جو مخل مقصود ہے تو اسلیئے زیادہ قیود لگاکر اوسمین تقلیل اشتراک کی فرمائی
اور بعض افراد کے ساتہہ مین مخصوص کیا تاکہ امکان وقوع اشتراک کی تعمیم کی گفتگو
کوتاہ ہوویں ہاشمیہ و علویہ کو بڑہانا گفتگو کو کوتاہ کرنا ہے نہ طویل کیونکہ ظاہر ہی کہ جسقدر قیود مخصصہ
بڑہائی جاینگی اوسیقدر تخصیص ہوتی جائیگی۔ معہذا معنی ثانی کے بہی توجیہہ ممکن ہی پس آپکا یہہ فرمانا
کہ ہاشمیہ و علویہ کے بڑہانی سی زیادہ تر تطویل ہوگی نہایت تعجب انگیز ہے اور مخل سمجہنا اور بہی زیادہ عجیب ہے
اب ایسکی کسیقدر مفصل گذارش کرتا ہون بغور و تامل متوجہ ہوکر سنیے اول شرایط ثلثہ وضع ہوئی
اور جب بعض دوراندیشون نے اسکی تعمیم کو مخل مقصود پایا۔ اور دیکہا کہ ہر شخص مدعی خلافت اور جدان
شرایط کا مدعی ہوسکتا ہی تو اسلیئے ہاشمیت کو بڑہایا پہر بہی کسیقدر تعمیم باقی رہی۔ کہ تمام بنی ہاشم
عباسیہ وغیرہ مدعی ہوسکتے تہے تو علویہ کو بڑہایا لیکن یہہ تخصیص بہی حسب مدعا کافی نہوئی اور اسمین
حنیفیہ کا جدا خرخشہ لگا ہوا تہا اور حسنیہ کا علیحدہ کہٹراگ تہا اور روز کی تخصیصات اور آئے
دن کے تقلیلات سی بناوٹ کا زیادہ اشتباہ پیدا ہوتا تہا۔ تو اسلیئے اثنا عشریہ دانشمندون نے
ایسی قید لگائی کہ تمام جہگڑا ہی فیصلہ کر دیا اور کہدیا کہ یہہ حصر شخصی ہے کہ بجز خاص بارہ
شخصون کے کوئی امام نہین اور جو انکی سوا دعوی کرے وہ ایسا اور ایسا چنانچہ ہمارے مجیب نے

ہی اپنی اسی قول مین اس حصر کی تسلیم کو ظاہر فرمایا ہی - کاش اگر اول ہی سی اس تعمیم کا نام ہی
نہ لیتی اور اس حصر کو نبہاتی تو آج یہہ دقت کیون پیش آتی - لیکن کیا کرین جب قرون اولی مین
اسکا پتا و نشان ہی نہین تہا اولی سی کیونکر کرسکتی تہے اگر حضرت مجیب کو دعوی ہو تو ہماری مجیب
اپنی دوازدہ امام کی امامت دلیل قطعی سے ثابت کر دکہلائین - تو اس سے صاف معلوم ہوا
کہ یہہ محض بنائی ہوئی باتین ہین - معہذا اگر شرائط ہی ہین او نے تامل سے خیال کیا جاوی
تو واضح ہوتا ہی کہ ان شرائط کی وضع ہی ٹہیک نہین کیونکہ اوسمین لوازم کو بھی شرائط قرار دیا ہے
فی الحقیقت بعد نص کے کسی شرط کی حاجت نہین جب شارع کسی امر کی بسنبت تنصیص فرماوی
تو اوسمین کوئی حالت منتظرہ باقی نہین رہتی غایۃ ما فی الباب عصمت و فضلیت لازم ہونگی تو
انکو شرائط مین داخل کرنا بالکل لغو اور فضول ہی اور غلط جب نص پائی جاینگی تو اوسکی لوازمات عصمت
و فضلیت بھی پائی جاینگی لان الشی اذا ثبت ثبت بلوازمہ - **قولہ** واقعہ مین شرائط ثلثہ ایسی جامع
و مانع ہین کہ انسے بخوبی مقصد حاصل و تقریب مرام تام ہے **اقول** یہہ دعوی غلط ہی کیونکہ جب تک
انکی ساتھ مین قید حصر نہ لگائی جاینگی تب تک ہرگز مانع نہین ہونگی اور جب محتاج انضمام قید آخر ہوئی
تو یہہ فرمانا کہ انسی تقریب مرام تام ہی غلط ہی اگر یہہ دعوی صحیح ہوتا تو شیعہ مین باہم اختلاف نہوتا
آپ شیعہ کی اختلاف نصوص کے اعتقادات کو ملاحظہ فرمائیی تاکہ اسکی کیفیت آپ پہ واضح ہوجائی
قولہ اگر ہاشمیہ و علویہ داخل شروط امامت ہین تو انہین شرائط ثلثہ مین داخل ہین کیونکہ شرائط
ثلثہ مین ہی نص بہی ہی اور نص انہین حضرات کے شان مین ہے نہ غیر کے جیسا کہ آپ بفحوای حدیث
الائمۃ من قریش امامت و خلافت قریش کا ہی حق سمجھتی ہین نہ غیر کا - پس آپکا یہہ فرمانا
کہ بعد مین ہاشمیہ علویہ کو بڑہا یا بجائی خود نہین **اقول** جسقدر افراد خاصہ ہوتی ہین
وہ سب اپنی عام کے نیچی داخل ہوا کرتے ہین قاعدہ مسلمہ ہی اسکا کون منکر ہی لیکن کلام اسمین
ہی کہ عام مین انواع خاصہ کے تقیید محض بوجہ تقلیل اشتراک بنائی گئی پس اسکا کیا جواب حضرت
کی کلام مین پیدا ہوتا ہی اور بجواب اوسکی یہہ کہنا کہ خاص ہے اوس عام مین داخل ہی مصداق

اس جملہ کا ہی کہ سوال از آسمان و جواب از ریسمان علاوہ اسکی یہہ داخل ہونا بانضمام تیسری تقیید کی ہے جو کہ خصم اوسکو بھی موضوع قرار دیتا ہے معہذا اگر داخل ہونا ہی باعث ترک ذکر اشتراط ہی تو بوجہ تلازم نص کے ساتھ عصمت و افضلیت کا ذکر بھی بیفائدہ ہے پہر آپکی تفریع اور فرمانا کہ اضافہ ہاشمیہ و علویہ بجای خود نہین محض آپکی ذہنی مقدمہ پر متفرع ہوگی اس عبارت موجودہ مین ہرگز بجای خود نہین۔ **قولہ** اور چونکہ امامیہ کی نزدیک امامت و خلافت راشدہ شرائط ثلثہ سے ہی متحقق ہوتے ہی نہ مطلق قہر و غلبہ و تسلط و حکومت و ریاست ظاہری سے اور جو شخص بدون تحقق شرائط ثلثہ متصدی امر خلافت ہوا ور گو اوسکو حکومت و ریاست ظاہر حاصل ہو وہ خلیفہ مستحق و راشد نہین ہے۔ پہر عباسیہ کے خلش دور کرنیکی ہمکو کیا ضرورت تہی وہ تو شرائط ثلثہ سے ہی دور ہو چکی تہی جو اور خلفاء غیر مستحقین کا حال ہے وہی ان عباسیہ وغیرہ کا۔ **اقول** اختلاف فیما بینہم نص کے بابت تو واقع مین ہی موجود ہی باقی رہی عصمت و افضلیت وہ ہر دو ایسی چیز نہین جو بداہۃً معلوم ہو سکی تو لامحالہ کسی ایسی بدیہی امر کی طرف ضرورت داعی ہوئی جسمین مجال گفتگو نرہی اس سبب سے خلفاء غیر مستحقین کے خلش دور کرنے کی ضرورت پڑی ہاشمیہ۔ علویہ۔ فاطمیہ وغیرہ ایسی بدیہی چیزین ہین جسمین مجال کلام نہین تو حسب مناسبت مصلحت وقت انکو اضافہ کرتے گئی۔ تو یہہ فرمانا کہ ہمکو کیا ضرورت تہی یہہ محض اسوجہ سی ہی کہ زمانہ سابق کو جبکہ باہم شیعہ مین تکاذب و تجاحد و تخالف تہا زمانہ حال پر قیاس فرمالیا ہی۔ اور مطلق قہر و تسلط سے تحقق خلافت راشدہ کی تعریض اگر راجع بسوی اہلسنت ہی تو اول اسکو دلائل سے ثابت کرنا چاہیی پہر بعد اسکی طعن و تعریض فرماوین۔ **قولہ** اور یہہ بات اہل حق ہی نہین کہتی بلکہ اہل سنت بھی جن اشخاص مین انکی مذہب کے شرائط پائی نہین جاتے وہ بہی اونکو خلیفہ مستحق نہین کہتی گو ظاہری حکومت اونکو حاصل ہو۔ چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی شروع تاریخ الخلفاء مین فرماتے ہین ولم اورد احدا ممن ادعی الخلافۃ خروجا ولم یتم لہ الامر ککثیر من العلویین وقلیل من العباسیین ولم اورد احدا من الخلفاء العبیدیین لان امامتہم غیر صحیحۃ لامور

منہا انہم غیر قرشیین وانما سمتہم بالعالمین جہلة العوام ولا نجد ہم مجوسی انتہی بقدر الحاجة

اقول پھر اس سے کیا حاصل۔ اسکا انکار کسنے کیا تہا آپ پہلی اعتراض کو ہی نہین سمجہی اول اوسکو بغور سمجہیئے اوسوقت جواب دیجیے۔ **قولہ** اور چونکہ یہہ شرائط ثلثہ کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ و روایات ائمہ کرام و اقوال صحابہ فخام سے ثابت ہین اور واقعہ مین جامع و مانع ہین اسلیئے ہمکو اور شرائط کی وضع کرنے کی کیا حاجت ہی **اقول** شرائط ثلثہ کی ثبوت کی نسبت کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ و روایات ائمہ کرام و اقوال صحابہ فخام کا اوسوقت دعوی فرماتے ہین مگر معلوم نہین کہ اپنی اس رسالہ مین ان شرائط کی ثبوت کی وقت وہ آیات و احادیث و روایات و اقوال کیا غار سر من رائی سی برآمد نہین ہوئی تہی یا فراموش ہوگیئی تہی نیز اس باب مین جو ہمارے مجیب لبیب کا دیانیہ مناظرہ مولوی مشتاق احمد صاحب سلمہ مدرس ہائی اسکول لدہیانہ سے عصمت کے اشتراط مین ہوا اور مجیب لبیب ساکت ہوئی اور ثابت نکر سکی اور زک کہائی کیا اوسوقت تک یہہ آیات و احادیث و روایات و اقوال تصنیف و تالیف نہین ہوئی تہی لیکن یہہ تحریر تو مناظرہ سے پہلے ہی کہ ہے معلوم نہین وہ کس دن کے واسطی رکھی گئی ہین۔ اور شرائط کی نسبت جامعیة و مانعیة کا دعوی ہی بالکل غلط ہی نہ جامع ہین نہ مانع۔ جامع تو اسلیئے نہین کہ اول جناب امیر رضی اللہ عنہ اگر مامور بصبر اور وصی بالسکوت تہی تو اونہون نے اوس حکم اور وصیت کی برخلاف کیا جو سراسر معصیت ہی اور خلاف عصمت اسکی نسبت کچہہ روایات مذکور ہو چکی ہین اور اگر زیادہ دل چاہی تو قصہ منبر ابن عباس رض اور قتل ابوبکر شیعہ کو ملاحظہ فرمائیے اور اگر مامور بصبر و سکوت نہین تہی تو پہر اہل بیت کی تذلیل قرآن کی تحریف دین کی تخریب کسنی کرائی معاذ اللہ حسب اصول شیعہ یہہ سب حضرت کے ذمہ علاوہ اسکی طفل پر حد جاری کرنا وغیرہ احکام صریح مخالف عصمت ہین۔ تو اس شرط نے پہلے ہی تو حضرت امام الائمہ سید النبین والمرسلین بلا خلافت خاتم النبیین کو ہی خارج کر دیا۔ بعد اونکی امام ثانی شیعہ کا اونہون نے بے وجہ خلافت جو نیابت رسول ہی خود بخود ایک غیر مستحق بلکہ بقول شیعہ کافر کے حوالہ کر دی اور اسلام و اہل اسلام کو معرض تلف مین ڈال دیا یہہ ہی اعظم معاصی مین سے ہی تو اس

شرط سے آپکو بہی خارج کیا - انکی بعد امام ثالث شیعہ نے حسب تصریح قوم بیت المال کے مال میں بے اجازت امام کے تصرف کیا جو حرام تہا اور بپاداش اسکی امام نے اونکی زدوکوب کا قصد کیا اور نیز تقیہ جو واجب تہا ترک کرکے جوانان اہل بیت کو تہ تیغ بیدریغ ظالمان کرایا اور نساء و ذراری اہلبیت کو ذلیل و خوار کرایا تو آپکی اس شرط نے انکو بہی خارج کیا پہر اب شرائط جامع کیونکر رہی - اور اگر ان حضرت کی اقوال کو دیکہا جاوی تو خلاف شرائط ثابت ہوتا ہی - نہج البلاغۃ مین حضرت عثمان کے پیام کے جواب مین ارشاد ہی - واللہ لقد دفعت عنہ حتی خشیت ان اکون آثما اس سے صاف ثابت ہی کہ آپکو اپنی اس فعل مین معصیت اور اثم کا خوف ہی اور آپکا یہہ ارشاد لا تکفوا عن مقالۃ بحق او مشورۃ بعدل فانی لست بفوق ان اخطی یاد آتا ہی شاید نہج البلاغۃ مین ہی یہہ بہی نقیض عصمت کو ثابت کرتا ہی پس ہر سہ شرائط حضرت شکل کشا ہی کے قول سے باطل ہوئی والحمد للہ علی ذلک اور عدم ثبت عنقریب اقوال گذشتہ مین مذکور ہوچکی ہی باینہمہ اگر حضرت مجیب کو دعوی تہا تو دو چار ہی آیات و روایات و اقوال و احادیث بیان فرمائی ہوتی - **قولہ** مگر ان حضرات اہلسنت چونکہ ایسی خلفا کی خلافت کی قائل ہین جو بدون دلیل عقلی و نقلی محض موقع و فرصت پاکر خلیفہ بن بیٹہے البتہ اونکو ایسی اصول وضع کرنیکی اشد ضرورت تہی چنانچہ اوہنون نے ایسا کیا **اقول** اہلسنت ہرگز ایسی خلفا کی خلافت کی قائل نہین ہین جو موقع و فرصت پاکر خلیفہ بن بیٹہے اور جنکی خلافت دلیل عقلی و نقلی سے ثابت نہین ہی بلکہ ایسی خلفا کی خلافت کے قائل ہین جنکی خلافت ثبوت کتاب اللہ سے مثل روز روشن واضح ہے اور ائمہ کو بہی لوگوں کی اقتدار کا حکم تہا اور ہرگز اجازت نہ تہی کہ انکی مقابلہ مین دم مارین - یا چون و چرا کرین - تمام عمر ائمہ کا اونکی مطیع رہنا ہی اونکی حقیت خلافت کی لیے شاہد عدل کافی ہی پس ایسی خلافتہا ئے حقہ جن اصول و شرائط پر واقع ہوئی اور کتاب و سنت ہی انکو موید تہی وہی اصول و شرائط خلافت کی لیے اہلسنت نے قرار دی اور بحمد اللہ وضع اہلسنت کے ماخذ صحیح سے قرار پائی بخلاف اصول مخترعہ اہل تشیع ہی اونکی تکذیب جابجا خود کلام ائمہ سے ہی **قولہ** اور جب بنظر غور دیکہا گیا تو مین یہہ امامیہ کے شرائط ثلثہ نہایت ہی درست ہین تو باوجودیکہ بمقابلہ مین ان شرائط کو خلاف عقل و نقل کہتے رہی - مگر پہر بہی ان مین سے

دو شرطین تسلیم کرہی ہین **اقول** شرائط ثلثہ کی درستی کی نسبت اہلسنت کا ذکر تو رہنی دیجیئی اگر کبھی خود
بہی انکی دلائل کیطرف متوجہ ہوتے ہونگی تو آپکا دل ہی جانتا ہوگا کہ دلائل سے ثابت ہین یا نہین اور دو شرطونکا
تسلیم کرنا وہ غلطی ہے جو آپکی زبان پر جاری ہی اور چند بار اسپر ہم متنبہ کرچکی ہین **قولہ** اور چونکہ
عصمت کسیطرح خلفاء ثلثہ مین ثابت نہ کرسکتی تہی اسلیئی اسکی ماننی سے مجبور ہی **اقول** بحمد اللہ تعالی
اہلسنت کا مقتدا و پیشوا مسائل دینیہ مین کتاب اللہ وسنت ہی وہ خلاف اوسکی کوئی امر کسی مین
ثابت نہین کرتے اور جو جسقدر ثابت ہوگیا اوسمین چون وچرا نہین کرتے بخلاف مقتدایان شیعہ کے
کہ اونہون نے اپنا مقتدا اپنی اہواء کو قرار دی رکہا ہی خلاف کتاب سنت جسکی لیئی جو دل چاہتا ہی ثابت
کردیتی ہین اور جس سے جو دل چاہتا ہی حسب موقع سلب کردیتی ہین نہ کتاب سنت کو دیکہتی ہین
نہ ائمہ کی سنتی ہین منجملہ اونکی یہہ مسئلہ عصمت ہی کہ زبردستی ائمہ کے سر منڈہتی ہین حالانکہ نہ کتاب اللہ
اسکی مساعدت کرتی ہی نہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوسکتا ہی پس اہلسنت کو اس مسئلہ کے
ماننی سے مجبوری اسوجہ سے ہی کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ثابت نہین نہ وہ کہ جو ہماری مجیب نے
گمان کیا چنانچہ دوسری دونون شرطونکا بہی اسوجہ سے انکار کیا گیا ہی **قولہ** مگر خلفاء ثلثہ کے لیئی بناء
کی عصمت مین قدح کرنے لگی **اقول** اس جملہ کا مطلب تو آپ یا آپکی مذہبی بہائی سمجہینگی
خلفاء کے لیئی انبیاء کی عصمت مین قدح کرنے سے کیا مراد ہی اگر یہہ مطلب ہی کہ چونکہ خلفاء کو معصوم
نہین اعتقاد کرتے اور انبیاء کو اگر معصوم اعتقاد کرینگے تو خلفاء سے افضلیت انبیاء پر لازم آئیگی
اسلیئی انبیاء کی عصمت مین قدح کرکے اونکو بہی معصوم ہونے سے خارج کرتے ہین تا کہ افضلیت لازم
نہ آوی تو یہہ تو بالکل غلط اور واہیات ہی بلکہ مذہب اہلسنت کی خلاف ہی صریح مذہب اہلسنت یہہ ہی
کہ انبیاء معصوم ہین اور سوا انبیاء کی کوئی شخص خلفا مین سے ہو یا ائمہ مین سے ہرگز معصوم نہین
اور اگر کچہہ اور مراد ہی جو خلاف سیاق عبارت اپنی ذہن مین اعتبار کرکر کہا ہی تو صاف طور پر بیان
کرنا چاہیئی لیکن بات اصل یہہ ہی کہ حضرات شیعہ کی عادت ہی کہ اگر کسیکو بڑہاتی ہین تو یہانتک
بڑہاتی ہین کہ اوسکو حد اعتدال سے خارج کردیتے ہین اور گراتے ہین تو یہانتک گراتی ہین کہ حد

اعتدال سے نکال دیتے ہین مثلاً اسی مسئلہ عصمت انبیا مین یہانتک بڑہے کہ صغائر و کبائر سے سہواً وعمداً قبل النبوت اور بعد النبوت معصوم قرار دیا یا گرایا تو یہانتک گرایا کہ انبیا کی نسبت کفر اور حسد وغیرہ سے بھی دریغ نکیا ائمہ کی نسبت یا تو یہانتک مبالغہ کیا کہ نبیین و مرسلین سے بہی اونکا درجہ اونچا کر دیا یا گرایا تو یہہ نوبت پونہچائی وہ امور اونکی طرف منسوب کیے کہ کفار و فجار کو بھی اونکی نسبت سے ننگ و عار ہو فروع مین اسکی ایسی مثال ہے کہ مثلاً صوم کی یہانتک احتیاط کہ پانی مین غوطہ لگانے سے بھی ٹوٹ جاتی یا بد احتیاطی کے تو یہانتک کہ اغلام سے بھی نہ ٹوٹے یہی مذہب کیا ہی مرزا رفیع السودا کی ہجو یا مدح ہے کہ کبھی عرش برین پہ بٹھلا دیا اور کبھی تحت الثرا مین گرا دیا یا میر و بیر انیس کے مرثیون کے بند بند مین ہین کہ ہر ہر شعر مین بے شمار مبالغہ کی بہت جناب امیر رضی اللہ عنہ نے ایسی لوگونکی واسطے فرمایا ہی جو نہج البلاغہ مین کئی جگہ شریف رضی نے نقل کیا ہے[۱] سیہلک فی صنفان محب مفرط یذہب بہ الحب الی غیر الحق ومبغض مفرط یذہب بہ البغض الی غیر الحق وخیر الناس فی حالا النمط الاوسط فالزموہ والزموا السواد الاعظم فان ید اللہ علی الجماعۃ انتہی بقدر الحاجۃ اور نہج البلاغۃ مین دوسری جگہ فرمایا[۲] یہلک فی رجلان محب مطرو باہت مفتر حسب ارشاد جناب امیر رضہ تمام فرق شیعہ و خوارج و نواصب اس وعید مین داخل ہوئی کسقدر اطرائے فی المدح اور افراط فی المحبت ہے کہ حضرت کا مرتبہ انبیا سے بھی بڑہا دیا بحمد اللہ تعالی اہلسنت بیان ہی ثابت الاعتقاد اور راسخ القدم رہی انبیا کو انبیا کی درجہ مین رکہا اور خلفا کو اونکی درجہ مین رکہا نہ اونکی درجہ مین اعتدال سے کمی بیشی کی نہ اونکی درجہ کو اعتدال سے گہٹایا بڑہایا۔ اور اگر روایات شیعہ کا تتبع کیا جاوی تو صراحۃً ثابت ہوتا ہی کہ حضرات شیعہ نے ائمہ کی وجہ سے عصمت انبیا مین جرح قدح کیا ہی۔ حضرت آدم علیہ السلام کی انکار امامت کے روایات وحسد کا قصہ اور شجر کا ذکر اوپر مذکور ہو چکا ہی۔ علاوہ ازین روایات قوم سے ثابت ہوتا ہی کہ انبیا علیہم السلام جسقدر مصائب و آلام مین مبتلا ہوئی سب بوجہ انکار امامت ائمہ مبتلا ہوئی

[۱] قریب ہے کہ میری باب مین دو گروہ ہلاک ہونگی ایک تو افراط کی ساتھہ مجکو دوست رکھنے والی کہ میری محبت اونکو ناحق کیطرف لیجائیگی دوسرے نہایت دشمنی رکھنے والے جنکو دشمنی بغض کیطرف لیجائیگی۔ اور میری باب مین بہتر حال والی سب سے بہتر ہین پس ضرور ہوا اسکو اور بڑی جماعت کو اختیار کرو کیونکہ جماعت پر اللہ کا ہاتھہ ہی ۱۲ [۲] ہلاک ہونگی میری باب مین دو شخص افراط کے ساتھہ دوست رکھنے والا اور مفتری بہتان باندھنے والا ۱۲

اور یہہ اونکو سزا اسی انکار کی دیگئی اس سے اہل انصاف و عقلا صاف سمجھہ سکتی ہین کہ حضرات شیعہ نے ہی ائمہ کی نیز انبیاء کی عصمت مین جرح و قدح کی ہی نہ اہل سنت نے **قولہ** غرضکہ امامت وخلافت کے بارہ مین ان حضرات کے اقوال نہایت ہی مضطرب ہین اگر حضرت مجیب یہہ سلسلہ جاری رکہین گے تو انشاء اللہ تعالے بحث امامت مین انکا ذکر بخوبی آئیگا۔ **اقول** معلوم نہین ہماری مجیب نے یہہ نتیجہ کس جملہ کا ماسبق سے پیدا کیا ہی اور پہلے کونسا اختلاف و اضطراب اہلسنت کا مسئلہ امامت مین ذکر کیا ہی جسکی طرف یہہ غرض ایما کرتے ہی۔ اگر بالفرض اہلسنت کو مسئلہ امامت مین باہم اختلاف ہو تو یہہ اختلاف بحمد اللہ تعالی کچھہ قادح نہین کیونکہ اہلسنت کی نزدیک مسئلہ امامت فروع مین سے ہی اور بالاتفاق اختلاف فی الفروع ممنوع نہین ہی حالانکہ اہلسنت مین اس کے بابت کوئی معتدبہ اختلاف نہین ہی لیکن اگر اختلافات فرق شیعہ کو عموماً اور اختلافات فرقہ امامیہ کو خصوصاً دیکہا جاوی اور آپسمین باہم جو کچھہ منافت و تناقض و تکاذب و تجاحد ہی اوسکو غور کیا جاوی تو بے اختیار آیت وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ۔ زبان سے نکلتی ہی اور آیت اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ۔ اوسپر صادق آتی ہی خوف تطویل ہی اور یہہ مقام بھی تفصیل و استطرادی ہی ورنہ اس بحث کو ہم بسط کے ساتھہ قید تحریر مین لاتے لیکن جسکو اس اختلاف کی دیکہنے کا شوق ہو وہ مبسوطات مثل صواقع و تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ کو دیکہی۔ لیکن اس جگہ مجیب لبیب میری اس گذارش پر ناخوش نہون کیونکہ یہہ اختلاف فی الحقیقت آپکا یا آپکی اکابر علما کا قصور نہین ہی بلکہ حسب تصریحات قوم یہہ کشتی تو خضر ہی کی ڈبوائی ہوئی ہی یہہ اختلاف تو بقول حضرات شیعہ ائمہ کا ڈالا ہوا اور ان ہی کا تعلیم کیا ہوا ہی کلینی مین باب اختلاف الحدیث مین منصور بن ابی حازم سے روایت ہی[۵] قلت لابی عبد اللہ اسئلک عن المسئلۃ فتجیبنی فیہا بالجواب ثم یجیئک غیری فتجیبہ بجواب اٰخر فقال انا نجیب الناس علی الزیادۃ والنقصان اور بحار الانوار مین ہی عن محمد بن بشیر و عزیز عن ابی عبد اللہ[۱۰] قال قلت لہ انہ لیس شیٔ اشد علی من اختلاف

---

[۵] منصور بن ابی حازم کہتا ہی کہ مینی امام ابو عبد اللہ سے پوچہا کہ مین آپسے ایک مسئلہ پوچہتا ہون آپ اوسمین کچھہ جواب دیتے ہین پہر دوسرا شخص آپکے پاس آتا ہی اوسکو آپ دوسرا جواب فرماتے ہین۔ فرمایا لوگونکو ہم کم و بیش جواب دیتی ہین

[۱۰] راوی کہتا ہی کہ مینی امام ابو عبد اللہ رض سے کہا کہ مجہپر کوئی چیز ہماری اصحاب کی اختلاف سے زیادہ سخت نہین ۱۲

اصحابنا[۱] قال ذلک من قبلی ان رجلا من ہی عن زرارۃ عن ابی جعفر قال سألتہ عن مسئلۃ فاجابنی قال ثم جاء

رجل فسألہ عنہا فاجابہ بخلاف ما اجابنی ثم جاء رجل فسألہ عنہا فاجابہ بخلاف ما اجابنی واجاب صاحبی فلما خرج

الرجلان قلت یا ابن رسول اللہ رجلان من اہل العراق من شیعتک قدما یسألان فاجبت کل واحد منہما بغیر

ما اجبت بالآخر فقال یا زرارۃ ان ہذا خیر لنا وابقی لنا ولکم ولو اجتمعتم علی امر واحد لقصدکم الناس ولکان

اقل لبقائنا وبقائکم فقلت لابی عبد اللہ - الی ان قال فاجابنی بمثل جواب ابیہ[۲] وسمی عن ہی عن ابی عبد اللہ

قال انی لاتکلم علی سبعین وجہا فی کلہا المخرج - نقلا عن الشامی - تو ان روایات سے صاف ثابت ہوتا ہے

کہ یہ اختلاف فی الدین حضرات ائمہ کا ہی تلقین کیا ہوا ہے اور وہ صریح ہے کہ اسکی تاویل مین خلاف ائمہ

رحمۃ کو پیش نکیجیگا کیونکہ حسب تصریح صدوق جو علل الشرائع مین کیے ہی اس حدیث مین اختلاف سے مراد

اختلاف فی البلدان ہے نہ اختلاف فی الدین - پس اپنی اختلافات و اضطرابات سے اغماض کرکے اہل حق

کیطرف اضطراب و اختلاف منسوب کرنا طرفہ تماشا ہے - **قال الفاضل المجیب** - قولہ - پس

جناب مخاطب کا یہ قول (ماخذ ان اصول موضوعہ کا محض خلافت خلفاء ثلثہ کا وقوع ہے) بجائے

خود نہین - اقول - معلوم نہین کہ جناب مجیب نے اپنی کس قول و مقدمہ پر یہ تفریع فرمائی ہے

اگر اصول خلافت مسلمہ خود کو اول مدلل تحریر فرماتے اور پھر خلفاء ثلثہ کی خلافت پر انکو ثابت

کرتے بعد مین ایسا لکھتے تو مضائقہ نتہا - اب جناب کا یہ قول بجائے خود معلوم نہین ہوتا - یقول

العبد الفقیر الی مولاہ الغنی حضرت مجیب نے یہ عجب قسم سے اعتراض فرمایا ہے

شروع سے کچھ مفہوم ہوتا ہے اور آخر سے کچھ اور سمجھ مین آتا ہے اول تحریر فرماتے ہین معلوم نہین کہ یہ تفریع کس قول و مقدمہ

پر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تفریع اس وجہ سے غلط ہے کہ ماسبق مین اسکا مفرع علیہ کوئی قول و مقدمہ نہین ہے

اور آخر مین لکھتے ہین کہ اگر اپنے اصول کو مدلل لکھکر خلفاء پر ثابت کرتے اور پھر تفریع کرتے تو صحیح تہا

[۱] فرمایا یہ میری طرف سے ہی ہے [۲] زرارہ کہتا ہے کہ مینے امام ابو جعفر سے ایک مسئلہ پوچھا آپنے مجکو جواب دیا پھر دوسرے شخص نے اکر پوچھا
اسکو میرے جواب کے مخالف جواب دیا پھر تیسرے شخص نے پوچھا اسکو ہم دونو کے جواب کے مخالف جواب دیا جب وہ دونو چلے گیے میں نے عرض کیا
اے رسول اللہ کے فرزند عراق کے دو شخص آپکے شیعہ مین سے پوچھنے کے لیئے حاضر ہوئے آپنے ہر ایک کو دوسرے کے مخالف جواب دیا فرمایا اے زرارہ ہماری یہی بہتر
اور ہمارے تمہارے یہی بقا کا سبب ہے اور اگر تم ایک امر پر اتفاق کروگے تو تمہارا قصد کرینگے اور ہماری تمہاری بقا قلیل ہوگی [۳] امام ابو عبد اللہ سے مروی ہے فرمایا

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ تفریع علیہ اس میں موجود ہے لیکن چونکہ نقل نہیں کیا ایسی تفریع تمام ہے قطع نظر اس سے جبکہ صاحب منشا نے لوگوں پیدا کرکے اعتراض کو ختم
منقلب کیا گو ہو اور بطلان اعتراض کی تفریع کر گئی تو کون کہہ سکتا ہے کہ یہہ تفریع صحیح نہیں ہے یہہ معنی ناکردنی ہیں یہی تفریع ہو سکتی تھی لیکن اس سے یہہ لازم نہیں آتا
کہ بعد دلیل تفریع صحیح نہ ہو تفریع فی الحقیقت ذکر الیسی کہتا ہے جو اپنی ماسبق کی فرع ہو اور بطلان اعتراض قطعاً اوسکی نقل کی فرع ہے تو اوسکو تفریع کی صورت پر
ذکر کرنا ہی صحیح ہوا آپ کہ غور فرمایئے اور عبارت کو سمجھئے **قولہ** مہند امینی جو یہہ لکھا تھا تو کتاب کا جواب بھی دیا تھا افسوس کہ جناب نے کتاب ملاحظہ نہیں فرمائی
ورنہ ایسا ہرگز تحریر نہ فرماتے خیر اب میں ازالۃ الخفا کی عبارت لکھکر اپنا مطلب ثابت کرتا ہوں۔ اگر محل گفتگو ہو تو بسم اللہ حضرت قرا وین ازالۃ الخفا کی مقصد اول کی
فصل اول قسم دوم صفحہ نمبر ۵ مطبوعہ مطبع مذکور میں یہہ عبارت درج ہے مسئلہ در طرق انعقاد خلافت انعقاد خلافت بچہار طریق واقع شود طریق اول بیعت اہل
حل و عقد از علما و قضاة و امرا و وجوہ ناس کہ حضور ایشان میسر شود و اتفاق اہل حل و عقد جمیع بلاد اسلام شرط نیست زیرا کہ آن ممتنع
است و بیعت یک دو کس فائدہ ندارد زیرا کہ حضرت عمر در خطبہ آخر خود فرمودہ اند فمن بایع رجلا علی غیر مشورة من المسلمین فلا یبایع ہو ولا الذی
بایعہ تغرة ان یقتلا و انعقاد خلافت حضرت صدیق بطریق بیعت بودہ است۔ طریق دوم استخلاف خلیفہ است مستجمع شروط را
یعنی خلیفہ عادل بمقتضای نصح مسلمین شخصی را از میان مستجمعین شروط خلافت اختیار کند و جمع نماید در دماغ و نص کند باستخلاف وی
و وصیت نماید باتباع وی پس این شخص میان سائر مستجمعین خصوصیتی پیدا کند و قوم را لازم است کہ ہمان شخص را خلیفہ سازند
انعقاد خلافت حضرت فاروق ہمین طریق بود۔ طریق سوم شوری است و آن آنست کہ خلیفہ شائع گرداند خلافت را
در میان جمعی از مستجمعین شروط و گوید از میان این جماعت ہر کرا اختیار کنند خلیفہ او باشد پس بعد موت خلیفہ
تشاور کنند و یکی را تعیین سازند و اگر برای اختیار شخصی را یا جمعی را تعیین کنند اختیار ہمان شخص یا ہمان جمیع معتبر
باشد و انعقاد خلافت ذی النورین ہمین طریق بود کہ حضرت فاروق خلافت را در میان شش کس شائع ساختند و آخرہا
عبد الرحمن بن عوف برای تعیین خلیفہ مقرر شد و وی حضرت ذی النورین را اختیار نمود۔ طریق چہارم استیلاست چون خلیفہ بمیرد
و شخصی متصدی خلافت گردد بغیر بیعت و استخلاف و ہمہ را بر خود جمع سازد بتالیف قلوب یا بقہر بغضب قبائل خلیفہ شود و لازم
گردد بر مردمان اتباع فرمان او در آنچہ موافق شرع باشد و این دو نوع است یکی آنکہ مستولی مستجمع شروط باشد و صرف منازعین
کند بصلح و تدبیر از غیر ارتکاب محرمی و این قسم جائز است و رخصت۔ و انعقاد خلافت معاویہ ابن ابی سفیان بعد حضرت
مرتضی و بعد صلح امام حسن ہمین نوع بود انتہی بقدر الحاجة۔ غور فرمایئے کہ یہہ جو چار طریقے انعقاد خلافت کے لکھے ہیں
کسی طریق کو بھی دلیل عقلی یا نقلی سے ثابت کیا ہے حالانکہ یہہ کتاب خاص اسی باب میں بڑی زور شور سے

تحریر ہوئی ہی ہر طریقہ کی ثبوت مین ہر خلیفہ کی خلافت ہی بطور شہادت لکھی ہی پس میرا یہہ لکھنا کہ ناخذان اصول موضوعہ کا
ہی خلافت خلفا کا وقوع ہی اگر انصاف فرمائی تو نہایت ہی درست ہی اور جناب کا یہہ لکھنا کہ بجائی خود نہین واقع مین بجائی خود نہین

اقول عنوان تقریر سی ثابت ہوتا ہی کہ یہہ اعتراض ہماری محب لبیب کا مایہ افتخار ہی و سرمایہ ناز پیشتر اسکی جواب مین جو کچہہ
الزاماً و اجمالاً گذارش کیا گیا تہا افسوس کہ ہماری محب لبیب نے اپنی طبیعت آشفتگی مین اسکو تامل کی نظر سی ملاحظہ نہین فرمایا لہذا ضرور ہوا
کہ بسیقدر تفصیل کے ساتہہ لکہا جاے تاکہ محب لبیب کو معلوم ہوجائی کہ یہہ اعتراض محل گفتگو ہی نہین بلکہ محض غلط ہی اور
منشا اوسکا یہہ ہی کہ ازالۃ الخفا کی مطلب کو نہین سمجہی پس واضح ہو کہ حاصل اعتراض دو امر ہین اول یہہ کہ اہلسنت نے چند اصول وضع
کیی ہین جن سی اونکی نزدیک خلافت متحقق ہوتی ہی اور چونکہ یہہ اصول موضوعہ کتاب و سنت سی ثابت نہین تو باطل ہوئی اور خلافت
جسکا ثبوت ان اصول پر موقوف تہا وہ بہی باطل ہوئی دوسرا امر یہہ ہی کہ جن طریقون سی خلافت خلفاء ثلثہ واقع ہوئی ہی اون ہی
طریقونکو اصول قرار دیا ہی اور یہہ ایک قسم کا مصادرہ علی المطلوب ہی لیکن جہانتک غور کیا جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ لزوم مصادرہ
علی المطلوب بالکل غلط اور باطل ہی کیونکہ مصادرہ علی المطلوب اسکو کہتی ہین کہ مدعا کو عین دلیل یا جزو دلیل قرار دیا جاوے اور یہان کوئی بہی نہین ہی صادق آتا
پس یہہ حضرت محب کے کمال مناظرہ دانی ہی کہ نہ تو مناظرہ کی اصطلاحات کی ہی خبر ہی نہ یہہ معلوم ہی کہ یہہ جو تحریر فرماتی ہین کہ ابتدا اس تحریر سی مناظرہ
مذہبی کا شوق ہوا ہی محض تمہید ہی یا بقیت قلم ہی شاید حضرت کو اور نہ مصادرہ علی المطلوب یا ہم شبیہہ ہوگئی ہونگی اور دوسری کو مصادرہ علی
المطلوب سمجہہ گئی ہونگی کہ خطا اس بحث مین وسکا شبہہ پڑتا ہی جسکی تقریر جواب کیطرف ہم تیرجا متوجہ ہوتی ہین اوسکی تقریر یہہ ہی کہ اہلسنت نے چند
اصول وضع کیی ہین جنپر خلافت کا تحقق موقوف ہی اور خلافت کی حقیت کا اون اصولنسی ثابت کرنے مین اور بہاور ہی اصول کی حقیت کو خلافت پر
موقوف کر رکہا ہی کہ ماخذ اون اصول کا خلافت خلفا قرار دی گئی ہی تو اہلسنت کی اصول پر دور لازم آتا ہی آپکی جواب کیطرف توجہ فرمائیی مزول کی بعد سنت
گذارش ہی واضح ہو کہ خلافت خلفا کی بارہ مین اہلسنت کی دو فریق مین بعض کی رای یہہ ہی کہ یہہ خلافت منصوصہ ہی چنانچہ صاحب ازالۃ الخفا اسی
مسلک کی پیرو ہی اور بعض فرماتی ہین کہ منصوص نہین ہی بلکہ بیعت اہل حل و عقد و اجماع سی ثابت ہی لیکن جہانتک اس جگہ فریق اول کی مسلک پر
گفتگو واقع ہوئی ہی کیونکہ محب لبیب نے عبارت ازالۃ الخفا کو اپنا مستدل قرار دیا ہی تو اول اوسی مسلک کی بنا پر جواب کی تقریر کیجاتی ہی
کہ مسلک فریق اول پر خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم نص شرعی سی ثابت ہی اور نصوص جلیہ و خفیہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و اقوال اہلبیت و صحابہ رضی اللہ عنہم تفصیل تمام ما لا مزید علیہ ازالۃ الخفا مین مذکور ہین اور انہی نصوص سی کسیقدر ماسبق مین ذکر ہو چکی ہین تو جب خلافت
نص سی ثابت ہی تو ناصحابہ رضی اللہ عنہ حق ہوگی اور جن اوصاف و شرائط سی وہ خلافت واقع ہوگی وہ اوضاع اور اصول بہی

اہل سنت نے جو طریقہ انعقاد خلافت کی لکہی ہین انمین لزوم مصادرہ علی المطلوب باطل ہی

حق ہونگی تو اس اعتبار سے جب خلافت خلفاء منصوص ہوئی اور حق ہوئی تو وہ اوضاع و اصول کہ جن پر یہ خلافت حقہ مبتنی تھی وہ بھی حق ہوئی۔ تو پھر یہ کہنا کہ جن پر خلافت کا تحقق موقوف ہے اگر اس سے مراد قطع نظر حقیت عند اللہ سے تحقق خارجی محض ہے تو لازم باطل ہے اور نہ آپکو کچھ مفید اور نہ ہمکو کچھ مضر ہے کیونکہ جب وار مدار حقیت خلافت کا نص پر ٹہرا تو اگر بالفرض یہہ اصول کتاب و سنت سے ثابت نہون تو بھی خلافت خلفاء کی حقیت مین کچھ نقصان نہین بلکہ برعکس اسکی بوجہ حقیت خلافت کی یہہ اصول بھی حق ہو جائینگی اور اگر مراد یہہ ہے کہ وہ اصول جن پر خلافت کی حقیت کا تحقق موقوف ہے) تو بدیہی البطلان ہے کیونکہ جب خلافت منصوصہ ہو کر حقیق ہو چکی تو اوسکی حقیت کسی اصل پر موقوف نہوگی اور اوسکی حقیت کے واسطے کوئی حالت منتظرہ باقی نہوگی اگرچہ اس تقریر سے لزوم دور کا بطلان بھی واضح ہے لیکن مناسب ہے کہ بغرض رفع خلجان حضرت مجیب خاص پیرایہ مین اوسکو ادا کیا جاوے۔ پس سنیئے اس قیاس مین اگر توقف سے مراد توقف حقیت ہے تو صغری کاذب ہے اور قیاس غیر منتج اور اگر مراد توقف وقوع خارجی خلافت ہے تو کبری کاذب اور قیاس عقیم پس لزوم توقف الشئی علی نفسہ باطل۔ دوسری یہہ کہ اس قیاس مین جہۃ توقف متحد نہین کیونکہ صغری مین بطور نفس وقوع کی ہے اور کبری مین بطور حقیت کے تو حد اوسط مکرر نہوا تو نتیجہ کاذب ہوگا۔ غرض ہر کیف ازالۃ الخفاء دیکھ کر یہہ سمجھنا کہ خلافت راشدہ ان اصول پر موقوف ہے بالکل غلط ہے اگرچہ بعد اسکی کچھ ضرورت باقی نہین رہی کہ دوسری مسلک پر جواب کی تقریر کیجاوے کیونکہ مبنی اعتراض کا مسلک اول پر ہی تھا لیکن تبرعاً ہم دوسری مسلک پر بھی مختصراً جواب کی تقریر کرتے ہین تا کہ ہماری مجیب کے دل مین کوئی ہوس و انتظار باقی نرہجاوے اس مسلک پر ہم کہتے ہین کہ وہ اصول جن پر خلافت کا تحقق موقوف ہے خلافت پر موقوف نہین بلکہ اول اون اصول کا کتاب و سنت سے ثابت ہے اور باقی اوسپر متفرع تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ اول بیعت صدیقی بیعت حل و عقد و اجماع صحابہ سے منعقد ہوئی ہے اور حجیت بیعت اہل حل و عقد آیت کنتم خیر امۃ سے ثابت ہے اور نیز اسکی صحت و حقیت کلام جناب امیر المومنین جو چند جگہ نہج البلاغۃ مین مذکور ہے اور خود شارح نہج البلاغۃ سے مفہوم ہوتی ہے (۱) انما الشوری للمہاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل و سموہ اماما کان للہ رضی اوسپر جو کچھ مجیب کا اعتراض ہے اور اوسکو دلیل الزامی قرار دی ہے

اسکا جواب ہم اوسی موقع پر بیان کرین گے۔ مگر مختصرا یہان اسقدر جاننا چاہیی کہ خود اس عبارت کا سیاق
اور دوسری عبارات کا جو اس بارہ مین وارد ہوئی ہین اسکا مکذب ہی۔ (۲) لانہا بیعۃ واحدۃ لا یثنی
فیہا النظر ولا یستانف فیہا الخیار الخارج منہا طاعن والمروی فیہا مداھن (۳) وکانت
امور اللہ علیکم ترد وعنکم تصدر والیکم ترجع قولہ وکانت امور اللہ الی قولہ ترجع ای انکم
کنتم اہل الاسلام والحل والعقد فیہ لانہم المہاجرون والانصار
شرح نہج البلاغۃ (۴) ولعمری لئن کانت الامامۃ لا تنعقد حتی یحضرھا
عامۃ الناس ما الی ذلک سبیل ولکن اھلہا یحکمون علی من غاب عنہا ثم لیس للشاھد ان یرجع وللغائب
ان یختار الا وانی اقاتل رجلین رجلا ادعی ما لیس لہ وآخر منع الذی علیہ ترجمہ این عبارت بزبان زوری امامیہ کہ ملا فتح اللہ
حسن نام دست نلیست وقسم بزندگانی من اگر امامت منعقد نشود تا آنکہ حاضر شوند جمیع مردمان نمی باشد
بانعقاد امامت راہی در ہیچ زمانی واین جواب انجناب معاویہ ست واہل شام اجماع را بر بیعت آن امام علیہ السلام
مبنا برانکہ اجماع محتاج است در انعقاد جمیع اہل اسلام و آنحضرت اشارت فرمود باین کلام باین وجہ کہ اجماع
براین وجہ امکان ندارد واگر ممکن باشد عاقل اورا در غایت دشواری میشمارد بلکہ معتبر در انعقاد اجماع
اتفاق اہل حل وعقد است از امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ بر امری از امور چنانچہ اشارہ فرمود باین کہ لیکن
اہل امامت حکم میکنند بر کسیکہ غائب است ازان پس ازان نیست مر حاضر را حقی را ہیچو طلحہ و زبیر کہ
رجوع نماید ونہ غائب را ہیچو معاویہ کہ اورا برائی خویش اختیار سازد۔ الخ۔ نقلاً عن ازالۃ الغین۔ اور جب
اہل وعقد صحیح ہوئی تو بیعت صدیقی حق ہوئی اور چونکہ خلافت ثلاثہ ہی باقیہ اسی پر متفرع اور مبنی ہین
ہی معہ اصول خود صحیح اور حق ہوئی اور اگر مجیب بسبب بعض صحابہ کی عذر کا خیال کرین تو اول تو اسکا
جواب خود ارشادات جناب امیر مین موجود ہی معہذا یہہ ثابت فرما دین کہ یہہ تاخیر بوجہ قدح استحقاق خلفاء
تھا جب تک یہہ ثابت نہوگا اوسوقت تک اعتراض لغو اور فضول ہوگا۔ تو اس مسلک پر برعکس دعوی
خلافت کی لیی اصول کا ماخذ ہونا مثل روز روشن ظاہر و باہر ہی اور لزوم مصادرہ علی المطلوب حباب نقش
برآب بلکہ لمعان سراب ہی۔ ہماری مجیب کی تقریر اعتراض کے بعینہٖ مثال ہی جیسا طفل کہا ہی چلیت

نہ سیکہا ہوا وہ ٹہنکر چلنے کا قصد کرتا ہی اور گرجاتا ہی ہر جگہ پانون لڑکہڑاتا ہی کسی جگہہ بہی تقریر اعتراض یا جواب کچہ
ٹہیک نہین ہہر اسپر دعوی کیا کچہہ پس مسلک ثانی پر ماخذ اصول کا خلافت کو قرار دینا اور اصول کو
موضوعہ کہنا بالکل غلط ہی اور مسلک اوّل پر خلافت کو ماخذ اصول کا قرار دینا تو صحیح ہی چنانچہ
پہلی تحریر مین بہی اسکی طرف ایما کیا گیا تہا لیکن اوسکی نسبت یہہ کہنا کہ بطور خود چند اصول
وضع کیے ہین یہہ بالکل باطل ہے کیونکہ جو امر کسی دلیل شرعی سے ماخوذ ہو اگر اوسپر موضوع ہونے کا
اطلاق کیا جاوے تو تمام دین موضوع ٹہر جاویگا۔ علی الخصوص اہل تشیع کا تو دین اصول فروع جو اکثر حرف
ائمہ ہی سے ماخوذ ہی قطعاً موضوع ہوگا غرضکہ مطلقاً خلافت کا ماخذ ہونا محل اعتراض نہین ہی۔ اگر اوّل
منصوصیت خلافت باطل کرتے اور بعد اوسکی یہہ لکہتے تو مضائقہ نتہا۔ اور یہہ قول اب قطعاً بیجا ہی خود ہمین
پس میری گذارش کے تردید اسی بنا پر ہی کہ نہ ازالۃ الخفا کے مطلب کو سمجہا اور نہ بندہ کی گذارش کو بنظر تامل اور
انصاف کی ملاحظہ فرمایا سو خیر اسکا کچہہ علاج نہین۔ **قال الفاضل المجیب** ۔ قولہ ۔ کیونکہ فی الحقیقت
یہہ کام حضرات شیعہ کا تہا کہ مبنی انکی اصول موضوعہ کا محض ابطال خلافت خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم
ہی جس قسم کی الزام اہلسنت کیطرف نسبت فرماتی ہین۔ اقول ۔ شیعہ اپنی اصول کو دلائل عقلیہ
اور اون دلائل نقلیہ سے جو موید عقل ہون ثابت کرتے ہین اور جسطرح امامت کو بہی اصول سے جانتی ہین
اس اصل کو بہی مثل اور اصول کی ایسے دلائل سے ثابت کرتے ہین۔ **یقول العبد الفقیر الی مولاہ**
ہماری حضرت مجیب نے جن دلائل کو عقلیہ تصور فرما رکہا ہی وہ فی الحقیقت صور خیالیہ و وہمیہ ہین
علاوہ ازین جسقدر مخالف فرقے ہین سب اپنی اپنی اصول کی نسبت اسیطرح شد و مد سے صحت
وحقیت کے قائل ہین۔ اگر یہہ دعوی بلا دلیل معتبر ہی تو سب فرق کے حقیت کی قائل ہو جئی۔ ورنہ
اپنی اصول کے لیے دلائل حقہ کی فکر کیجیے۔ ہم جہانتک غور و تامل سے بنظر انصاف دیکہتی ہین تو حضرات کے
اصول مخصوصہ مین کہین اس دعوی کی تصدیق نہین پاتے۔ ائمہ کا انبیا سے افضل ہونا آپ ہی فرمائیے
کہ بدیہیات اولیہ مین سے ہی۔ ائمہ اور اونکی اعدا کی رجعت ۔ امام آخر الزمان کی غیبوبت ۔ وجوب
علی اللہ تعالے ۔ حسن و قبح عقلی ۔ مساوات اول الائمہ کی خاتم الانبیاء کے ساتہہ جیسا صاحب نافع

یعنی صور ذہنیہ جنکو ثبوت عقلی و نقلی کچھ ثابت نہین ۔

اپنی شرح مین تصریح کی - ائمہ کے عصمت اونکا علم کان و ما یکون و اختیار موت و حیات وغیرہ بہت سائل ہی
ہین کہ اونمین صرف جدلیات و اقناعیات پر ہی قانع ہین اگر انصاف سے ملاحظہ فرماوین تو حقیقت حال
منکشف ہوجاوے - لیکن جب عقل و انصاف کو کام مین نہ لاوین تو اختیار ہے جو دل چاہے فرماوین زبان و
قلم کو کون روک سکتا ہے - **قولہ** اور ہر امر کی ثبوت کی لیئے مقدمات و شرائط کا ہونا ضروری ہے **اقول**
اگر مقدمات و شرائط واقعی اور نفس الامری مراد ہین تو مسلم لیکن حضرت مجیب کو مفید نہین کیونکہ شرائط مقبولہ
کی لیی نفس الامری ہونا غیر مسلم ہے اور اگر عام مراد ہے تو خود غلط ہے **قولہ** پس جب بنظر تحقیق ہم نے بغور
غور کیا تو عقل سلیم و کتاب خداوند علیم و احادیث رسول کریم و روایات ائمہ کرام و اقوال صحابہ عظام سے
بخوبی ثابت ہوا کہ عصمت و فضیلت و منصوصیت خلافت و امامت کے لوازم سے ہین اسلیے ان شرطون کو ضروری
سمجھا - **اقول** عقل سلیم تو وہی ہے جو حضرت مجیب کو خصوصاً اور تمام فرقہ شیعہ کو عموماً قسام ازل سے
مرحمت ہوئی اور کتاب علیم وہ ہوگی جو جناب امیر نے ایام تخلف بیعت گہر کے اندر تخلیہ مین جمع فرمائی
اور ائمہ مین سے ہر ایک کی پاس یکی بعد دیگری صندوق تقیہ مین بند چلی آئی اور احادیث رسول کریم
و روایات ائمہ کرام وہی ہین جو حضرات زرارہ اور مومن الطاق وغیرہ مقتدایان قوم جنکا مجملاً حال
مذکور ہوچکا ہے ان ہی صدیقین کے واسطے سے حضرات شیعہ مین شائع اور مشتہر ہوئی - اور اقوال صحابہ
اونہین صحابہ کی ہونگی جنکی مفصل حالات متقدمین و متاخرین طاب ثراہم انکشاف بیان فرماتے چلے آئی
اور کسیقدر رسالہ مین گذارش بہی ہوچکا - پہر ایسی عقل اور ایسی کتاب اور ایسی احادیث و
روایات اور ایسی اقوال پر ناز و افتخار فرمانا ہماری حضرت مجیب جیسی منصف و ذیشان کا ہی کام ہے
ہم تو جہانتک غور کرتے ہین تو اوسکو خلاف عقل اور خلاف کتاب اللہ اور خلاف احادیث رسول اللہ
اور خلاف ائمہ و صحابہ پاتے ہین - اور اسیلیے شرائط ثلثہ کو ضروری نہین سمجھتے قال تعالی وانا او
ایاکم لعلی ھدی او فی ضلال مبین ۔ **قولہ** اور چونکہ یہہ شرائط ثلثہ خلفاء ثلثہ مین بالمرہ مفقود ہین
اور اہل سنت بلکہ خود خلفاء بہی اسکی مقر ہین اسلیے اونکی خلافت کو امامت و خلافت راشدہ جو مراد
نیابت رسول سے ہے نہین جانتی - **اقول** یہہ شرائط ثلثہ مسلمہ حضرات ائمہ مین بہی بالمرہ

مفقود ہین چنانچہ باعتراف ائمہ ثابت ہے تو انکی امامت وخلافت راشدہ کو بھی نمایئے چونکہ مقام بسط نہین
اسلیئے چند روایات پر اکتفا کرتا ہون بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیے صحیفہ کاملہ مین تو آپ بطور ورد ہر شب پڑھتے
رہتے ہونگے مگر کبھی تدبر معانی بھی تو فرمایئے - قد ملك الشيطان عنانی فی سوء الظن وضعف اليقين[۱]
والى اشكو سوء مجاورته لی وطاعة نفسی له - ايضاً انا الذی افنت الذنوب عمره[۲] - نہج البلاغة
مین سید رضی نے جناب امیر سے نقل روایتے ہین - لا تكفوا عن مقالة بحق او مشورة بعدل فانی لست بفوق[۳]
ان اخطی ولا آمن من ذلك فی فعلی الخ ايضاً ومن كلام له عليه السلام[۴] لما اراده الناس على
البيعة بعد قتل عثمان دعونی والتمسوا غيری فانا مستقبلون امرا له وجوه والوان لا تقوم له القلوب
ولا تثبت عليه العقول وان الآفاق قد اغامت والمحجة قد تنكرت واعلموا انی ان اجبتكم ركبت بكم ما
اعلم ولم اصغ الى قول القائل وعتب العاتب وان تركتمونی فانا كاحدكم ولعلی اسمعكم واطوعكم لمن
وليتموه وانا لكم وزيرا خير لكم منی اميرا اور ذوالفقارین محمد بن اسماعیل طبرسی سے منقول ہے روی محمد بن ابی عمیر
عن ابراهيم بن عبد الحميد[۵] عن علی بن عبد الله الحسين بن زين العابدين انه قال رجل انكم اهل البيت
مغفور لكم قال فغضب وقال نحن احری ان يجری فينا ما اجری فی ازواج النبی انا نرجو المحسنا ضعفين
من الاجر ولمسيئنا ضعفين من العذاب ثم قرأ يا نساء النبی من يأت منكن بفاحشة الخ اگر آپ انصاف
سے ملاحظہ فرمائنگے تو ان روایات سے واضح ہو جائیگا کہ یہہ شرائط فی الواقع شرائط نہین اور ائمہ ان کی اپنی اندر فقدان کے
معترف تھے اب بمعارضہ اسکی انبیاء کو ذکر فرمایئے پہلے دلائل شرعیہ سے ثابت کیجیے بعد اسکی اقوال و
افعال کے تاویلات و توجیہات کے درپے ہو جیئے ورنہ ہرگز نسبت وسط وجدان شرائط کا قائل ہو کر اسکی اقوال و

۱؎ تحقیق شیطان بدگمانی اور ضعف یقین مین میری باگ کا مالک ہو گیا ہے اور مین اسکی بری ہمسائگی اور اپنی نفس کے اسکا مطیع ہونیکا شکوہ کرتا ہون ۱۲ ۲؎ مین وہ شخص ہون جسکی تمام عمر گناہون نے فنا کردی ۱۲ ۳؎ — حق بات اور راست مشورہ سے تم باز نہ رہو کیونکہ مین خطا سے برتر نہین ہون اور نہ مین اپنی فعل مین خطا سے امون ہون ۱۲ ۴؎ آپ کی کلام جبکہ بعد قتل عثمان کے لوگون نے آپ سے بیعت کا ارادہ کیا مجکو چھوڑ دو اور میری سوا کسی دوسرے کو تلاش کر دیکیونکہ ہم ایسی امر کیطرف متوجہ ہوئے ہین جسکی لیئے مختلف طریقے اور رنگا رنگ ہین کہ جن کو دل اسکی لیئے ٹھیرتے ہین اور نہ عقلین اسپر ثابت قدم رہتی ہین اور دنیا تاریک ہو گیی اور صاف رستہ ناآشنا ہو گیا اور جانو اگر مین تمہاری درخواست قبول کرونگا تو تمکو اپنی علم کے موافق لیچلونگا اور کسی قائل کے قول اور عاتب کے عتاب کیطرف کان نہ رکھونگا اور اگر تم مجکو چھوڑ دوگے تو مین تم مین کا ایک جیسا ہون اور شاید مین زیادہ مطیع ہون جسکو تم امیر بناؤ اور مین اسی کہ تمہارا امیر ہون یہہ بہتر ہے کہ تمہارا وزیر ہون ۱۲ ۵؎ امام زین العابدین سے مروی ہے کہ ان سے کسی شخص نے کہا کہ تم تو ای اہل بیت بخشی ہوئی ہو تو آپ ناخوش ہوئی اور فرمایا کہ ہم زیادہ مستحق ہین کہ جو حکم ازواج نبی مین جاری ہوا ہم مین بھی جاری ہو ہم اپنی نیکوکارون کے لیے دوچند اجر کے اور اپنی گنہگارون کے لیے دوچند عذاب کے امید رکھتی ہین

افعال کے تاویلات مین معارضہ پیش کیا جا سکتا ہی لیکن کوئی عاقل اسکو ثبوت نہین قرار دیگا۔ اور شرائط کا
اثبات قیاس علی الانبیاء سے کرنا قطع نظر اس سے کہ یہ قیاس ہی قیاس مع الفارق ہی **قولہ** پس شیعونکو
اصلی غرض اپنی اصول کو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کرنا و احقاق حق و ابطال باطل ہی **اقول** ولن
یصلح العطار ما افسد الدہر۔ جب وہ اصول خلاف عقل و نقل ہین تو حضرات شیعہ کی سعی و کوشش سے
اثبات منجملہ محالات ہی اور اس جد و جہد کا نتیجہ بجز ابطال حق اور اثبات باطل اور کچھہ نہین اور نہ یہہ غرض
حاصل ہوئی ہی **قولہ** اور یہہ ظاہر ہی کہ اس صورت مین غیر مستحقین کے خلافت ثابت نہ ہوگی۔ **اقول** بلکہ یہہ
ظاہر ہی کہ مستحقین کی بہی خلافت اس صورت مین ثابت نہ ہوگی کیونکہ ائمہ کی بہی خلافت باطل ہو جاویگی **قولہ** نہ یہہ
کہ محض ابطال خلافت خلفاء ثلثہ کی غرض سے بدون قیام دلیل و حجت ان شرائط کو خلافت و امامت میں
معتبر جانتی ہون جیسا کہ حضرت مجیب اور اہلسنت کا وہم و خیال ہی حاشا و کلا **اقول** اہلسنت کا یہہ
ہی خیال نہین کہ آپ بدون قیام دلیل و حجت ان شرائط کو خلافت و امامت مین معتبر جانتی ہین بلکہ اہلسنت
بدلائل قاطعہ و شہادات ائمہ یہہ ثابت کرتے ہین کہ باوجود قیام دلائل عدم اشتراط کے ان شرائط کو حضرات
شیعہ نے خلافت مین معتبر مان رکہا ہی پس جب یہہ حال ہی تو ان اصول موضوعہ کے وضع محض بغرض ابطال خلافت
خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم ہی و بس۔ **قولہ** ہان چونکہ بدون قیام دلیل حضرات اہلسنت ان خلفاء کی خلافت
کی قائل ہین سلیئی انکو ضرر ایسی اصول کے جنکی سوا وقوع خلافت کوئی دلیل نہین سخت حاجت تہی لہذا حضرات نے
ایسی اصول وضع فرمائی۔ **اقول** خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم کے حقیت مثل روز روشن ظاہر
دہا ہر ہی آفتاب نص قرآنی اور احادیث نبوی صلعم اور اقوال و افعال ائمہ نے اوسکی چہرۂ ثبوت سے حجاب خفا
یک لخت دور کردیا۔ آیات و احادیث کسیقدر مذکور ہوچکی ہین اسوقت نہج البلاغۃ کی خطبہ کا ایک جملہ
یاد آیا جو ثبوت مدعا مین بشرطیکہ انصاف سے دیکہا جاوی نص ہی واذا المیثاق فی عنقی لغیری
قطع نظر اس سے کہ اس جملہ کی الفاظ سے کیا مضمون پیدا ہوتا ہی جو کچھہ اس جملہ سے معنی مدعا سمجہا ہی مین اوسمین
متفرد نہین ہون بلکہ اسمین حضرت ابن میثم بحرانی ہی میرے بحمد اللہ تعالی ہم زبان ہین اور انہین
ہی اپنی مختصر شرح مین جو اسوقت میری پاس موجود ہی مجبور ہو کر صاف کہنا پڑا کہ بیعت ابی بکر کا میثاق ہی

جو جناب امیر کے گردن مبارک مین تھا الحضرت آپ ابن میثم کی شرح لیکر میری اس گذارش کو مطابق کر لیجیے اور
دیکھیے کہ جناب امیر کسطرح حقیت خلافت کو تسلیم فرماتے ہین اور شاید اگر آپ تمام خطبہ کے شرح ملاحظہ فرمائینگے تو یہہ بھی
معلوم ہوگا کہ جناب رضی نے اوسمین کیا قطع و برید فرمائی ہے پس بفضلہ تعالے اہلسنت بدون قیام دلیل ہرگز
خلافت کی قائل نہین ہوئے اور یہہ ہی وجہ ہے کہ اونکو اصول گھڑنے کی ضرورت نہوئی تو حضرت مجیب کا یہہ ارشاد
(جنکے سوا وقوع خلافت کوئی دلیل نہین) بالکل غلط اور خلاف واقع ہے منشا اسکا یہہ ہے کہ کتب فریقین سے
بیخبر ہین اور جو کچھہ دیکھا ہے اوسکا مطلب نہین سمجھے۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم **قال الفاضل
المجیب**۔ **قولہ**۔ ورنہ جبکہ ثبوت خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم کتاب اللہ و شہادات ائمہ رضی اللہ
عنہم سے واقع ہے تو اہلسنت کو وضع اصول کی کچھہ ضرورت نہین۔ **اقول**۔ اگر حضرت مجیب کا یہہ قول
درست ہو تو شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفا مین چار طریق انعقاد بیعت کے کیون تحریر فرمائے ہر ایک کے
ثبوت کیلیے شرائط و مقدمات وغیرہ کا ہونا ضرور ہے **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی**
ازالۃ الخفا کی عبارت کو بتامل پھر ملاحظہ فرمائیے اور اوسکی مطلب کو سمجھیے با ایں ہمہ دانی آپنے اوسکا
مطلب نہین سمجھا طریق رابع کی شق ثانی کو اگر آپ بتامل ملاحظہ فرمائینگے تو یہہ عقدہ حل ہو جائیگا **قولہ**
تعجب ہے کہ حضرت کتابونکو ملاحظہ نہین فرماتے جو دل مین آتا ہے لکھہ جاتے ہین ورنہ ہر کتاب مین طرق
و شرائط وغیرہ تحریر ہین۔ **اقول** اگر کتابون کے ایسی ہی ملاحظہ کیطرف دعوت کیجاتی ہے جیسا کہ جناب نے ملاحظہ کتب
فرمایا ہے تو ایسا ملاحظہ بیفائدہ ہی نہین بلکہ مضر ہے چنانچہ جناب پر واضح ہو گیا اور اگر بنظر انصاف و تحقیق
بملحوظ خاطر ہے تو بندہ بھی جناب کیخدمت مین اسی امر کا ملتمس ہے کہ أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ ١٠
پر عمل فرمائیے اور بندہ کی نسبت تو انشاء اللہ تعالے بشرط نظر انصاف واضح ہو جائیگا کہ کتابونکا ملاحظہ کیا ہے
یا نہین کیا باقی رہا طرق و شرائط کی نسبت کب انکار ہے آپ گذارش کو بغور ملاحظہ فرمائیے **قولہ** معہذا اور
خلفا کی خلافت کا ثبوت خلیفہ اول کی خلافت کے ثبوت پر موقوف ہے اگر حضرت خلیفہ اول کی خلافت
صحیح ثابت ہو جاوے تو پھر جای گفتگو نہین۔ **اقول** حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ
کی خلافت کی صحت و حقیت مین بحول اللہ تعالی کچھہ تردد و گفتگو نہین ہے کیونکہ جسکی حقیت کتاب اللہ

شاہد ہوا جناب امیرؑ اوسکی حقیت تسلیم فرماوین اور اوسکی میثاق کو اپنی گردن مین لازم تصور
فرماوین۔ اوسکی صحت مین بروی دین وایمان کیا گفتگو باقی رہی۔ اور جب اوسکی صحت وحقیت مین
شک وشبہ نہین رہا تو خلافت ثلاثہ بھی صحیح ہوئی **قولہ** مگر جب اس خلافت کی انعقاد کا
حال دیکھا جاتا ہی تو صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یہہ ایسی حالت اضطراب واضطرار مین واقع ہوئی ہی کہ کسی
شہادت کی بہی نوبت نہین پہونچی۔ **اقول** جب اس خلافت کا حال دیکھا جاتا ہی
تو صاف ظاہر ہوتا ہی کہ اس سے اعلاء کلمۃ اللہ حاصل ہوا دین مرضی خداوند تعالیٰ کی تمکین ہوئی
اسلام ومسلمین کو غلبہ وشوکت ہوئی کفار ومرتدین مقتول ومخذول ہوئی اور وہ وعدہ خداوند تعالیٰ جو خلافت
حقہ کی نسبت تہا بروی کار آیا پہلی ہر عاقل کے نزدیک ایسی خلافت کی لیئی اوسکا حالت اضطرار
مین واقع ہونا اور کسی شہادت کا واقع نہونا کچہہ مضر نہین کیونکہ خداوند تعالی علیم وقدیر اوسکا ذمہ دار
ہوچکا تہا تو جو خلافت موعود من اللہ تعالیٰ تہی وہی واقع ہوئی اور اس خلافت سی انکار نص
قرآنی سے انکار ہی اور اوس سے ناخوشی لیغیظ بہم الکفار کا مصداق ہی علاوہ ازین شہادت کی
ضرورت اوسوقت ہی کہ جب کوئی منکر ہوا ور جبکہ وہان کوئی منکر ہی نہین تہا تو شہادت کی پیش کرنے ١١
کی کیا ضرورت مگر تعجب تو یہہ ہی کہ جناب امیرؑ نے بہی تو بوقت شوری کوئی شہادت پیش نہ فرمائی اور نہ
امیر معویہ کی ہی مقابلہ مین کوئی حجت بجز بیعت اہل حل وعقد کے پیش فرمائی تو اگر شہادت پیش نکرنا
دلیل عدم حقیت خلافت کی ہی تو آپکی اس قاعدہ سے جناب امیرؑ کی خلافت کی عدم حقیت ثابت ہوتی ہی
قولہ اوس طوفان بے تمیزی مین کہ جناب سرور کائنات کے انتقال فرمانی ہی سقیفہ بنی ساعدہ
مین جو ایسی ہی کا ہونیکی لیئی تہا ایک شور وغل منا امیر ومنکم امیر ونحن الامراء وانتم الوزراء کا بلند ہوا
اور ہر گروہ نفسی نفسی کہنی لگا بہلا ایسی ثبوت وشہادت کا کیا موقع ہو سکتا ہی نہ کوئی آیت قرآنی اپنی
مطلب کے موید بیان کرتا تہا نہ دلیل عقلی وعرفی لاتا تہا نہ اس بات مین کسی نی عترت سی کچہہ پوچہا۔
بدون قول فیصل بخوف اسکی کہ مبادا انصار سی یا کسی اور قبیلہ سی کوئی خلیفہ ہو جائی اور ریاست وحکومت
ہاتہہ سے نکل جاوی حضرت ثانی نے اول کو خلیفہ بنا دیا چنانچہ روایت بخاری اسپر شاہد ہی۔

اقول مجیب لبیب کے کلمات ناسزا اور طعن کا تو ہم کیا جواب لکھین - ہان اسقدر گذارش ضروری ہے
ذرا عقل کو شوائب نفسانی سے خالی فرما کر سوچین کہ جب شور و غل منا امیر و منکم امیر اور نحن الامراء و انتم الوزراء
کا بلند تھا اور ہر گروہ نفسی نفسی کہتا تھا تو ایسی نفسا نفسی مین باوجودیکہ کوئی آیت یا کوئی دلیل پیش
نہین ہوئی ایک گروہ نے دوسرے گروہ کے دعوی کو کیون قبول کر لیا اور بلا دلیل کیونکر اطاعت
منظور کر لی صرف ایک شخص نے بیعت وہ بھی اپنی گروہ مین سے مخالفین کی بیعت اور اطاعت کر لی
کیونکر بحث سے گھبرا گئے حالانکہ بقول آپکے خود اسی گروہ کے اکابر و اعیان اوس جلسہ مین موجود نہ تھے اور اون سے
مشورہ نہین لیا گیا تھا اور وہ اسکے مخالف تھے تو ایسی حالت مین عقل سلیم کیونکر تسلیم کر سکتی ہے کہ انصار
جو اپنی امامت پر مصر تھے بلا حجت و دلیل صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیعت کیوجہ سے بیعت کر لیتے اگر ایسا
ہوتا تو انصار مین سے ایک شخص اور بہت سے سعد بن عبادہ رض کے ہاتھ پر مثلاً بیعت کر لیتا کیون انکی بیعت کو
اپنی لیے حجت قرار دیتے ورنہ کم از کم یہہ ہوتا کہ تا حاضر ہونے باقیماندگان وجوہ مہاجرین کے اپنی بیعت کو
موقوف رکھتے تو اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ انصار نے جب تک اونپر حجت تام نہولی
اور حق منکشف نہین ہوا ہرگز بیعت نہین کی تو حضرت مجیب کا یہہ فرمانا کہ زمانے نے اول کو خلیفہ بنا دیا
بالکل غلط ہے کیونکہ یہہ خلافت بیعت وجوہ مہاجرین اور اعیان انصار سے منعقد ہوئی ہے ہان اول اس خلافت
راشدہ کے انعقاد کی شرکت کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے موفق ہوئی بس روایت بخاری کا اسجگہ
ذکر کرنا بے سود بلکہ بے موقع ہے مجتہد صاحب ہم جناب امیر رضی اللہ عنہ کی استدلال کو دیکھتے ہین جبکہ آپکو اس
بیعت کی خبر پہنچی اور آپنے ارشاد فرمایا تو وہ بھی کچھہ اس سے زیادہ نہین ہے یاد آتا ہے کہ نہج البلاغہ
مین منقول ہے کہ آپنے فرمایا جو مطاوی ابحاث مین مذکور ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ درخت کو لیا اور پہل کو
چھوڑ دیا - **قولہ** ائمہ کی شہادات کا جو ذکر فرمایا ہے مقام حیرت ہے اسوقت امام بالفعل جناب
امیر تھے انکی کسینے بات بھی نہ پوچھی وہ تجہیز و تکفین آنحضرت مین مشغول اور رنج و الم مین مبتلا تھے کہ ادہر
خلیفہ بن بیٹھے - **اقول** بیشک مجیب لبیب کے لیے یہہ مقام حیرت ہے کیونکہ جب حضرت امیر کو
امام بالفعل تسلیم کر لیا تو دوسرونکی امامت کے لیے شہادت کا صادر ہونا مقام حیرت ہی ہوگا - لیکن

فی الواقع یہہ مقام کچہہ مقام حیرت نہین کیونکہ یہہ جملہ (اسوقت امام بالفعل جناب امیرؑ ہی تہی) غلط ہے
اور خلاف کتاب اللہ تسلیم کر رکہا ہے جسکی وجہہ سے اس حیرت اور بردومات مین گرفتار ہین۔ صحابہ
رضی اللہ عنہم کے ساتہہ دلی عداوت اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم کے ساتہہ زبانی محبت نے اکثر
جگہہ اصول و فروع مذہب شیعہ مین اسطرح کے الجہاوی اور پیچیدگیان ڈال رکہین ہین کہ نہ آجتک
وہ کسی سے سلجہی اور نہ قیامت تک سلجہین ولن یصلح العطار ما افسد الدھر۔ انہین شہادات
کے بارہ مین علامہ ابن میثم نے اپنی شرح کبیر نہج البلاغۃ مین تحت شرح خطبہ للہ بلاد فلان مین جو
تعارض و تناقض بیان کرکے جواب تحریر فرمایا ہے قابل ملاحظہ اولوالابصار و منصفان روزگار ہے ذرا
مجیب صاحب بہی ملاحظہ فرمالین۔ اور اگر یہہ حیرت متعلق نفس وقوع شہادات کی ہے تو اسکا جواب بجز
اسکے کچہہ نہین کہ اپنی کتب معتبرہ دیکہکر اپنی طمانیت فرمالیوین۔ باقی رہا یہہ کہ انکی کسینی بات نہ پوچہی
سو جو امر بابت استخلاف صحابہ موعود تہا وہ لامحالہ واقع ہونیوالا تہا کچہہ ضرور نہین تہا کہ ہر ایک سے
پوچہا جاتا اور مشورہ کیا جاتا علاوہ ازین وہ وقت ایسا تنگ تہا کہ اگر اس امر مین تاخیر واقع ہوتی تو ظاہرا
وقوع فتنہ کا اندیشہ تہا۔ اور نیز جب اکثر اکابر مہاجرین مع انصار موجود تہی تو بعض اکابر کا موجود نہونا حالانکہ
وہ قادحین فی الاستحقاق ہی نہ تہے کچہہ مضر نہین۔ اور رنج والم مین مقید ہونا اسکا جواب ابحاث سابقہ مین
گذر چکا ہے کہ حسب روایات سامی غلط ہے ہرگز رنج والم وفات شریف مین مبتلا نہ تہی ہان اگر تہی تو اپنی
دنیاوی حکومت کے غصب کے رنج والم مین مبتلا تہی کیونکہ امامت دینی کا تو غصب کرنا ظاہر غاصبین کے
دست قدرت سے خارج تہا۔ ظاہری تسلط ہی آپکی قبضہ سے غصب ہوا تہا تو اوسیکا رنج والم تہا علاوہ
اسکے اہل بیت رضوان اللہ علیہم تو حلول مصائب کے وقت عزیمت یعنی صبر و استرجاع و اختیار فرماتے
ہونگی اور اپنی خدمت خاص یعنی ہدایت خلق مین مشغول ہوتے ہونگی چنانچہ بحمد اللہ اسکی موید روایات ہمارے موجود ہین
حدثنا محمد بن الحسن قال حدثنا الحسن مقبل الدقاق قال حدثنا یعقوب بن یزید
عن الحسن بن علی بن فضال عن محمد بن عبد اللہ الکوفی قال لما حضرت اسمعیل
ابن ابی عبد اللہ الوفات جزع ابو عبد اللہ جزعا شدیدا قال فلما ان غمضہ دعا بقمیص غسیل

او جديد فلبسه ثم تسرح وخرج يامر وينهى قال فقال له بعض اصحابه جعلت فداك لقد ظننا انا
لا ننتفع بك زمانا لما رأينا من جزعك فقال انا اهل بيت نجزع ما لم ينزل المصيبة فاذا نزلت
صبرنا انتهى عن ازالة العين وقال الصادق عليه السلام انا اهل بيت نجزع قبل المصيبة فاذا نزل
امر الله عزوجل رضينا بقضائه وسلمنا لامره وليس لنا ان نكره ما احب الله لنا انتهى عن من لا يحضره
الفقيه پس جبکہ حق تعالی شانہ کی پسندیدہ امر کو مکروہ ہی نہین سمجھتے بلکہ محبوب سمجھتے ہونگے تو رنج والم کیا
اور جزع وفزع کیونکر ہان جزع وفزع قبل المصیبت حسب روایات شیعہ مثل مشہور قبل از مرگ واویلا بیشک
انبیا و ائمہ ع کی شان کے شایان ہے حضرات محبان لسانی جو دل چاہی انکی جناب کیطرف نسبت فرماوین
لیکن جزع وفزع قبل البلا کے علت اگر یہہ ہے یا موہوم الوجود یا متوقع الوجود ہے تو جزع وفزع بعد حلول البلا اس سے
بلکہ قبل الوجود زیادہ مستحق جزع ہے اور اگر امر آخر ہے تو محتاج بیان ہے - اور یہی ذی من لا یحضرہ مین
یہہ بھی موجود ہے - وقال علیہ السلام ان البلاء والصبر يستبقان الى المومن فياتيه البلاء وهو
صبور وان البلاء والجزع يستبقان الى الكافر فياتيه البلاء وهو جزوع اور نیز مذکور ہے ولما
قبض علي بن محمد العسكري راى الحسن بن علي عليهما السلام قد خرج من الدار وقد
شق قميصه من خلف وقدام انتہی اب ذرا اہل انصاف ان روایات مین بغور وامعان نظر فرماوین
اور جناب مجیب بھی بنظر انصاف ملاحظہ کرین روایتین اولین و رابعہ کو صغری بناوین اور ثالثہ کو کبری قرار دین
اور پھر نتیجہ کے مضمون کو ائمہ ع کی شان سے تطبیق دوین بعد اسکی اگر مذہب تشیع سالم باقی رہی تو اہلسنت سے
دست گریبان ہونے پر تیار ہون لیکن انصاف شرط ہے - **قولہ** اور بعد فراغ امور ضروریہ اور انعقاد بیعت کہ اکثر وہ
حسب شہادت روایت ازالۃ الخفا جو تحریر ہو چکی ہے خانہ حضرت زہرا مین نقض خلافت کے مشورے کرتے تھے
اور اس خلافت کے برہم کرنے کی تدبیرین فرماتے تھے جسکی لیے خلیفہ ثانی نے انکے گھر جلانے کے دھمکی دی تھی

ملہ جب اسمعیل بن ابی عبد اللہ کی وفات قریب پہونچی تو امام ابو عبد اللہ نے نہایت فریاد وفغان کی اور جب وفات پاچکی تو آنکھ دھو کر سرمہ لگایا تھا اسپر کنگھی کی اور نکلکر امر ونہی فرمانے لگے بعض اصحاب نے عرض کیا مین قربان جب آپکی جزع دیکھا تو یہہ گمان تھا کہ ہم ایک مدت تک آپ کی برکات سے منتفع نہونگی فرمایا ہم اہلبیت جبتک مصیبت نازل نہو جزع فزع کرتے ہین اور جب نازل ہو ہم تو صبر کرتے ہین ۱۲ طہ امام جعفر صادق رض نے فرمایا ہم اہلبیت مصیبت سے پہلے جزع فزع کرتے ہین اور جب خدا تعالی کا حکم نازل ہو جاتا ہے تو راضی بقضا ہو جاتے اور اسکی حکم کو تسلیم کرتے ہین اور ہمکو لائق نہین کہ جو کچھہ خدا ہمارے لیے پسند کرتا ہے اسکو مکروہ سمجھین ۱۲ علہ امام علیہ السلام نے فرمایا مصیبت اور صبر مومن کیطرف دوڑتی ہین پس مصیبت اسکی پاس پہونچتی ہے اور وہ صابر ہوتا ہے اور مصیبت اور بیقراری کافر کیطرف دوڑتی ہین پس مصیبت اسکی پاس پہونچتی ہے اس حال مین کہ وہ بے صبر ہوتا ہے ۱۲ ہے جب محمد عسکری کے فرزند علی کی وفات ہو چکی تو علی بن الحسن کو دیکھا کہ گھر سے نکلی اور آگے

نقض خلافت کی [illegible]

اقول اگرچہ سبق مین اسکا جواب مذکور ہوچکا ہی لیکن اسجگہ بہی
چونکہ ہماری مجیب لبیب نے مکرر ذکر فرمایا اوسکا اعادہ باضافہ افادات کیاجاتا ہی واضح ہو کہ اگر مذہب
تشیع پر بناء گفتگو ہو تو حضرت مجیب ہی جواب کا فکر فرماوین کہ اولاً حضرتؓ بسبب ترک تقیہ واجبہ و سکوت
ماموره و عدم منازعہ آثم ہوتے ہین۔ اور ثانیاً حضرتؓ ایک لغو اور بیفایدہ امر مین مبتلا ہوئی کہ بسبب علم ماکان و مایکون
آپکو معلوم تہا کہ یہہ امر شدن تواند نہین ورنیز اوس روایت کی بہی تکذیب ہوتے ہی جو آپکی عالم الغیب والشہادة
ہونے پر دلالت کرتے ہی ثالثاً باوجود اوس قوت و شجاعت مفرطہ کی جو روایت بساط سے بمقابلہ
و مقاتلہ قوم عاد و معاملہ قتل ابوبکرؓ اشجع عامل فدک سی معلوم ہوتی ہے اور باوجود اوس عقل و فراست کاملہ
جسکا بیان ناممکن ہی آپ کا زنان پردہ نشین مین حسب روایات شیعہ مانند جنین ملطخ بنجاسات ارحام نین
منہمک بمعاصی و سیئات کے ہمیشہ خفیہ مشورہ کرنا اور اپنی مدعا پر کامیاب نہونا اور ذرا سی دہمکی سے
اپنی دعوی سے دست بردار ہوکر بیعت کرنا علاوہ اسکی کہ اصول شیعہ پر حیرت انگیز اور تعجب خیز ہی مکذب روایات
جنمین تیرہ توڑ انکی تمجید کی روایت کے ہین۔ اور اگر مذہب اہل سنت کی اعتبار سے گفتگو منظور ہو تو سنیی اہل سنت
جناب امیر کو معصوم کب کہتے ہین اور عالم ماکان و مایکون کب تسلیم کرتے ہین اگر آپنے ابتداء مین بالفرض
نقض خلافت کی مشورے کیے تو یہہ خطا تہی ہمرنگ خطا اجتہادی کی اور بعد اوسکی جب آپ متنبہ ہوئی
اور اوسکی حقیقت پر ماحقہ وقوف حاصل کیا تو بیعت بہی کی اور شہادات بہی بیان فرمائی۔ غرض جبتک
بیعت نہین کی ممکن ہی کہ شہادات بیان نفرمائے ہون اور جب حق منکشف ہوگیا اور بیعت کرلی اور
رنجش دور ہوگئی بعد اسکی شہادات بہی بیان فرمائی ہون اسمین کونسا تناقض اور کیا استحالہ ہی اور یہہ تقریر
اوسوقت تک ہی کہ ہم علی سبیل التنزل نقض خلافت کے مشورونکی وقوع کو تسلیم کرلین لیکن بحول اللہ تعالے
ہمکو یہہ امر حاصل ہی کہ ہم ابتداءً وقوع مشورونکو ہی باطل کرینگے۔ اہل حق کے نزدیک خلافت صدیقی
حق ہی اور وہ بیعت اہل حل و عقد و وجوہ مہاجرین و انصار سے واقع ہوئی اور صحابہ مین سے کوئی فرد اوسکا
مخالف نہ تہا اور کسیکو حضرت صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کی استحقاق خلافت مین انکار یا شک
و تردد نہ تہا حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ کو بہی اگر ملال تہا تو اس امر کا تہا کہ ہمکو شریک مشورہ کیون

نہ کیا جب ہم اہل حل وعقد مین سی تہی تو ہم مستحق مشورہ تہی چنانچہ جو عذر وہی کیا گیا وہ پذیرائی جناب ہوا
اور بعد اسکی رنجش دور ہوگئی اور بیعت علی الاعلان فرمائی اور فرمایا کہ ہمکو اسمین کلام نہین ہی کہ ابوبکرؓ احق بالخلافت
ہین چنانچہ اس مضمون کو حدیث بخاری صراحۃً مثبت ہی اور جب ہم حدیث ازالۃ الخفا کو جو جناب مجیب کا
مستدل ہی دیکہتی ہین تو اوسمین یہہ الفاظ ہین فیشاورہما ویرجعون فی امرہم جسکا ترجمہ مجیب لبیب نے
یہہ کیا ہی اور جناب سیدہ سی مشورہ کرتے تہی اور اپنی کام مین مراجعت کرتے تہی اور ان الفاظ مین
کہان ہی کہ آپ نقض خلافت ہی کے مشوری کرتے تہی اور صرف مشورہ کرنے سی کیونکر لازم آیا
کہ وہ مشوری نقض خلافت ہی کے تہی بلکہ حضرت امیر کے نزدیک وہ خلافت منعقد ہوچکی تہی اگرچہ بعض
اکابر شریک نہ تہی کیونکہ بیشتر روایات شیعہ سی ثابت ہوچکا ہی کہ حضرت کی نزدیک سب کا حاضر ہونا انعقاد
کو واسطی ضروری نہین ہی تو پہر کیونکر ہوسکتا ہی کہ آپ اوسکی نقض کے بابت دیدہ دانستہ مشوری
اور تدبیرین کرتے اور کیا ضرور ہی کہ ہم خطا آپکی جناب مین منسوب کرین بلکہ فی الحقیقت یہہ مشوری
اس امر کے لیے تہی کہ جب اہل حل وعقد نے بیعت صدیقی مین بلا مشورہ سبقت کی اور استبداد کیا
اگرچہ ضرورۃً ہوا تاہم بمقتضائی بشریت باعث ملال اور باعث تاخیر بیعت ہوا اور عموماً صحابہ کو آپکا یہہ ملال
اور یہہ تاخیر باعث ناخوشی اور کشیدگی ہوئی تو جب کشیدگی اور شکر رنجی طرفین سی ہوئی تو جناب امیرؓ
اور انکی ساتہیون نے چاہا کہ کسیطرح ابوبکر رضی اللہ عنہ تنہا ہماری پاس آوین اور ہم اونسی برادرانہ شکایت
کرین اور وہ عذر واجبی بیان فرماوین تو باہمی شکر رنجی دور ہو اور ظاہری ملال رفع ہو اور بیعت کرلین کیونکہ
اگر یہہ قصہ مجمع مین ہو تو مبادا بسبب اسکی کہ مختلف الطباع لوگ جمع ہونگی کوئی ایسا امر نہو جاوی جو باعث
زیادتی ملال ہو بس صرف اسی امر مین مشورہ تہا اور اسی بابت تخلیہ مین گفتگو ہوتے تہی چنانچہ حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تنہا بلایا اور حضرت عمرؓ تنہا جانے سی مانع ہوئی لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہ مانا
اور تنہا تشریف لیگئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑہا اور اسمین ابوبکرؓ کے حقیت بالخلافت کا اعتراف
کیا اور عدم مشورہ اور استبداد بابیعت کی شکایت فرمائی حضرت ابوبکرؓ نے بجواب اوسکی اپنی فضائل مجا
بیان فرمائی اور عدم مشورہ اور استبداد کا عذر کیا جو قبول ہوا اور شکایت رفع ہوئی اور پہر بیعت ہوگئی

چنانچہ آخر تک باہم شیر و شکر رہے اور شہادات فضائل و محامد خلفا رضی اللہ عنہم بیان فرماتے ہیں
یہہ مدعا ہے صحاح اہلسنت و تصریح علما شیعہ سے بدلالت مطابقی ظاہر و باہر ہے چنانچہ مجیب صاحب باقرار وادفع
نیز اس مین اسکو تسلیم کیا ہے اور تشئید المطاعن کے مجلد ثانی مین عبارت مذکور ہے چونکہ خوف تطویل تہا اسلیے مخرج
روایات مختصراً عرض کیا گیا- اب باقی رہا یہہ امر کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ازالہ مین
یہہ جملہ جو تحریر فرمایا ہے (جمع شدن درباب نقض خلافت مشورتہا بکار میبردند) پہر اسکی کیا معنی ہونگی
سو اسکا جواب یہہ ہے کہ اولاً ظاہر ہے کہ منشا اس ملال کا یہہ ہے امر خلافت تہا تو جب گروہ مخالف نے
خفیہ مشورے کیے تو اگرچہ یہہ مشورے بابت نقض خلافت کے نہون تاہم عوام مین شورش و خلل
پیدا ہونے کے باعث مثمر نقض خلافت کے ہوسکتی ہین علی الخصوص ایسی حالت مین جبکہ منافقین
اور اعدار دین تخریب دین متین کے کمین مین بیٹھے ہوئے ہون تو چونکہ یہہ مشورے منتج نقض خلافت
تہی تو اسلیے انپر اطلاق کیا گیا کہ یہہ مشورہ نقض خلافت کے بارہ مین تہی اسکی صدہا نظیرین عالم مین موجود ہین
چنانچہ قاتل خطا کو قاتل کہتے ہین اور ظاہر ہے کہ اس راز مخفی کو جو حضرت زہرا رض کی دولتسرا مین
ہوتا تہا حضرت عمر رض تک ان بزرگوارون سے تو کسینے نہین پہنچایا ہوگا جو باعث اسقدر
جوش و خروش کا ہوا جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر رض نے ان مشورون کی ظاہری حالت سے
سبب نقض خلافت کا سمجہکر اسقدر تنبیہ فرمائی اور اسیوجہ سے کہا گیا کہ یہہ مشورے نقض خلافت کے بابمین تہے- ثانیاً
سلمنا کہ یہہ مشورے درباب نقض خلافت کرتے تہے لیکن اسکی معنی یہہ کہان سے پیدا کیے کہ یہہ مشورہ
کرتے تہے کہ جسطرح ہوسکے خلافت کو توڑ دین بلکہ درباب نقض خلافت مشورتہا میکردند- کی معنی یہہ ہین
کہ نقض خلافت کے بارہ مین مشورے کرتے تہے کہ آیا نقض خلافت مناسب ہے یا نہین چنانچہ بالآخر
یہہ قرار پایا کہ نقض خلافت حقہ مناسب نہین اور بیعت فرمائی- ثالثاً سلمنا کہ یہہ مشورے درباب نقض
خلافت بایں مراد تہے جو حضرت مجیب نے سمجہے ہین لیکن یہہ حکم مجموعہ کیطرف نسبت کیا گیا ہے جسکا
صدق بعض کے طرف نسبت کرنے سے بہی ہوسکتا ہے تو ہم یہہ نہین تسلیم کرتے کہ یہہ حکم حقیقۃً
جناب امیر رض اور حضرت زبیر رض کی طرف رجوع ہے بلکہ یہہ فعل حقیقی طور پر اون حضرات کا تہا جو

اونہین ادنی درجہ کی تہی اور مہمات شرع پر اونکو پورا وقوف حاصل نہ تہا لیکن چونکہ حضرت امیرؓ اور زبیرؓ
اونہین سرگروہ تہی اور بڑی ہتی تو بشرکت مجموعی مجازاً ان حضرات کیطرف بہی وہ فعل منسوب ہوگیا
چنانچہ عبارت تحفہ کی اسی طرف ناظر ہی پس انصاف سے ملاحظہ فرمائیے اگر بالفرض ان حضرات سے
اس قسم کی مشورے واقع ہوئی ہی ہون تو بہی وقوع شہادات کو مضر نہین ہان اسقدر گذارش باقی رہگئی
کہ ہمارے محبب صاحب یہہ جو تحریر فرما رہی ہین کہ (خلیفہ ثانی نے اونپر گہر جلانے کی دہمکی دی تہی) اور
پہلی تحریر مین یہہ عبارت ہے اور بیعت لینی کے لیے گہر جلانے کی دہمکی دی اگرچہ قصہ احراق بیت فاطمہؓ
بہت سے اہل سنت کی کتب معتبرہ مین درج ہی مگر چونکہ بعض علما عصر انکار کرتے ہین اور شیعون کا افترا
بتاتی ہین سہلے گذارش ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ محبب کو دہمکی اور قصہ احراق مین امتیاز اور تفرقہ
نہین حالانکہ فرق بدیہی ہے۔ **قولہ** پہر جناب امام حسنؓ و امام حسینؓ علیہما السلام نے جو بالقوہ امام
تہی خلیفہ اول و ثانی کو ہر ایک کی خلافت کے زمانہ مین فرمایا کہ منبر سے اوتر کیونکہ یہہ میری باپ کی جگہ ہی
اور ہر دو خلیفون نے بجز اقرار کے کچھہ چارہ نہ دیکہا چنانچہ کتب معتبرہ اہلسنت مثل تاریخ الخلفاء و
کنز العمال مین یہہ حال تحریر ہے پہر مین حیران ہون کہ کس جرأت سے ہمارے محبب فرماتے ہین کہ خلافت
خلفاء ثلثہ شہادات ائمہ سے واقع ہوئی۔ **اقول** ہمارے حضرت محبب کے جوش و خروش کو دیکہنا
کہ کس شد و مد سے اپنی روایات سے چشم پوشی فرماکر فرما رہی ہین۔ اجی حضرت آپکی یہان تو بالقوہ نبی
بہی معصوم نہین چہ جائیکہ امام بالقوہ ہو آپ اپنی کتابونکو تو ملاحظہ کیجیے اپنی علما کی شہادتونکو تو سنیے
تفسیر صافی مین جو اسوقت میری سامنے کہلی ہوئی رکہی ہے محمد بن مرتضی معروف ملا محسن حضرت آدم کے
قصہ مین تحریر فرماتے ہین وفی العیونؔ[1] عن الرضاء قال لهما لا تقربا هذه الشجرة واشار لهما الی شجرة
الحنطة ولم يقل لهما ولا تاكلا من هذه الشجرة ولا مما كان من جنسها فلم يقربا تلك الشجرة وانما
اكلا من غيرها لما ان وسوس الشيطان اليهما ثم قال وكان ذلك من آدم قبل النبوة ولم يكن

[1] ۔ عیون مین امام رضاؑ سے مروی ہے خدا تعالی نے آدم و حوا کو گیہون کے درخت کیطرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اس درخت کے نزدیک مت ہو جیو اور یہہ نہین فرمایا تہا کہ نہ اس درخت کے نزدیک ہونا اور نہ اسکی ہم جنس کے تو وہ اوس درخت کے نزدیک نہین ہوئی اور درخت دوسرے میوہ کہایا جبکہ شیطان نے اونکو بہکایا پہر فرمایا اور یہہ آدم سے نبوت سے پیشتر واقع ہوا تہا ۱۲۔

ف ۲۱ جواب مطاعن [illegible] ... فرمایا از ان عصیان نبوت آدم

ذلک بذنب کبیر استحق بہ دخول النار وانما کان من الصغائر الموہوبۃ التی تجوز علی الانبیاء
قبل نزول الوحی الیہم فلما اجتباہ اللہ تعالی وجعلہ نبیا کان معصوما لا یذنب صغیرۃ ولا کبیرۃ
قال اللہ تعالی فعصی آدم ربہ فغوی ثم اجتباہ فتاب علیہ وہدی وقال ان اللہ اصطفی آدم ونوحا الایۃ
وفی روایۃ ان اللہ عز وجل خلق آدم حجۃ فی ارضہ وخلیفۃ فی بلادہ لم یخلقہ للجنۃ وکانت المعصیۃ
من آدم فی الجنۃ لا فی الارض لتتم مقادیر امر اللہ عز وجل فلما اہبط الی الارض وجعل حجۃ وخلیفۃ
عصم لقولہ عز وجل ان اللہ اصطفی آدم ونوحا الایۃ۔ ان روایات سے واضح ہے کہ قبل النبوۃ نبی
بالقوہ سے ایسی معصیت کا صدور جسکی پاداش مین جوار خداوند تعالے سے بعید کیے گیے اور جنت سے نکال دیے گئے
اور نیز بتوسط ائمہ معصومین دعا والتجا جناب آلہی مین کی جب معافی ہوئی جائز ہے بلکہ واقع پس اگر بالقوہ
ائمہ سے کوئی ایسی معصیت جس سے مستحق خلود یا دخول نار ہوں اور وہ معصیت ہم جنب اس معصیت کے ہو
جو حضرت آدم سے بروایات سامی صادر ہو علی الخصوص حالت طفولیت اور عدم تکلیف مین جو بمصداق
حدیث رفع القلم کی ہے تو بلحاظ روایات سابقہ کیا استحالہ و استبعاد ہے لیکن ہم اس قول کو حسب ارشاد جناب
امیر علیہ السلام بمقتضای سن اوسی فعل کے برابر سمجھتے ہین جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ و دوش مبارک پر
سوار ہونے کی بابت مروی ہوا۔ قطع نظر اس سے مجیب کا مدعا اوسوقت ثابت ہو جبکہ امور مفصلہ ذیل
ثابت ہون۔ (۱) آپکو اوسوقت رفع تقیہ جائز ہو (۲) لفظ اب سے مراد حضرت علی ہون (۳)
مقصود بیان استحقاق امامت جناب امیر ہو۔ (۴) آپ اوسوقت کامل العقل و مکلف ہون
(۵) عرفاً آپکی اقوال و افعال زمانہ طفولیت پر محمول ہو کر قابل اعتماد و قبول نجانین جائین الکل محال
اما امر اول پس حسب زعم شیعہ جن قاسطین و مارقین و ناکثین نے معاذ اللہ جناب فاطمی کے دشمنونکی

ل۔ اور کچھ بہت بڑا گناہ بھی نہیں ہے کہ جس سے دخول نار کے مستحق ہون اور وہ صرف گناہ صغیرہ بخشا ہوا تھا جو انبیا سے نزول وحی سے پہلے جائز ہین۔ پھر جبکہ خدا نے برگزیدہ کرکے نبی بنایا تو معصوم ہوگئے کہ نہ گناہ صغیرہ کرتے تھے نہ کبیرہ حق تعالے نے فرمایا۔ آدم نے اپنے رب کے نافرمانی کی پس گمراہ ہوا۔ پھر خدا نے اوسکو برگزیدہ کیا اور اوسکی توبہ قبول کی اور ہدایت کی اور فرمایا اللہ نے آدم اور نوح کو برگزیدہ کیا۔ اور ایک روایت مین ہے۔ اللہ تعالے نے آدم کو جنت کے لیے نہین پیدا کیا تھا بلکہ اوسکو اپنی زمین مین حجت اور اپنے شہرونمین خلیفہ پیدا کیا تھا۔ اور گناہ آدم سے جنت مین ہوا تھا نہ زمین مین تاکہ اللہ کے امر کی تقدیر پوری ہو پس جب زمین پر اوتارا اور حجت اور خلیفہ بنایا تو معصوم ہوگئے بسبب قولہ تعالی۔ ان اللہ اصطفی آدم ونوحا الایہ۔ ۱۲

گہر کو جلایا اور ضرب شمشیر یا تازیانہ سے صدمہ پونہچا کر محسن شش ماہہ اسقاط کرایا اور بر سر منبر فاحشہ کے
ساتہہ متہم کیا اور اسد اللہ سے جبرا گلی مین رسی ڈالکر بیعت لی اور بنات طیبات کو غصب کیا اور فدک
چہینا اون سے کیا توقع ہتی کہ وہ ایسی فتنہ انگیز باتونسے سکوت کرین گے۔ اور اونپر امامین معصومین کا
کیا رعب ہوگا جو ایذا رسانی سے باز رہینگی پس رفع تقیہ کی کوئی وجہ نہین۔ معہذا تعجب ہی کہ خلافت
صدیقی سے تو جو بظاہر حسب تصریحات مطابق شرع تہی اسقدر ستنکرہ فرماوین اور خود ہی بلا ضرورت اوس خلافت کو
حوالہ امیر معویہ فرماوین تو معلوم نہین کہ حسب اصول لکھی خدا و رسول کو کیا جواب دینگے۔ زیادہ تعجب صاحب
تشیید المطاعن سے ہی کہ باین تبحر اونسے بجواب طعن صدیقی کے عدم تقیہ کی علت زمانہ وجود حضرت فاطمہ رض
قرار دیا ہے اور یہہ خیال نفرمایا کہ حسب روایات شیعہ پہلے کونسا دقیقہ بیحرمتی کا اوٹہا رکہا ہے جواب حضرت
فاطمہ کا لحاظ کرینگی یا ڈرجاینگی۔ علاوہ اسکی یہہ علت خود زمانہ خلیفہ ثانی مین جو یہہ ہی قول امام ثالث سے
صادر ہوا نہین جاری ہوگی۔ امر ثانی ہم کہتی ہین کہ لفظ اب سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین نہ
جناب امیر کیونکہ اطفال کی عادت ہے جب اپنی بزرگ کی جگہ کسیکو بیٹہا دیکہتی ہین یا اپنی بزرگ کا
کپڑا کسیکو پہنی دیکہتی ہین تو ناگوار سمجہتی ہین اور قتضی نزع ہوتے ہین تو چونکہ ہمیشہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اوس جگہہ دیکہا۔ اب انکی جگہ دوسری لوگونکو بیٹہا دیکہکر بمقتضاء عمر غبطہ فرمایا
اور فرمایا کہ میرے باپ کے منبر سے اتر اور یہہ ہی وجہ ہی کہ حضرت صدیق اکبر نے اوسکی تصدیق فرمائی
اور نیز اپنی ہونیسے ہی نفی نہین فرمائی بلکہ فرمایا سچ ہے تیری باپ کا منبر ہے نہ میری باپ کا۔ اوسوقت
یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر ہے نہ میری باپ کا اور انکی مفارقت کو یاد فرما کر رو پڑی
پہر صاحب تشیید کا اسکو حاشیہ تشیید مین بعضنم نقض پر محمول کرکے مقصد کی جواب ہونا طرفہ تماشا ہی۔
امر ثالث اگر مقصود بیان استحقاق تہا تو ایسی الفاظ سے بیان کرنا جسمین اندیشہ ثبوت خلاف مقصود ہو
خلاف فصاحت اور نہایت مستبعد ہے اور کچہہ مفید نہین چنانچہ اس عبارت سے بغرض محال اگر یہہ ہی
مدعا ہو تو ہرگز مایہ ثبوت کو نہین پہنچتا۔ پس اگر بیان استحقاق مقصود تہا اور موافق تقریر صاحب
تشیید مخالفین کا کچہہ خوف نتہا تو یون فرماتے۔ ایہا الناس ان مستحق الخلافۃ بعد جدکے

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ھو ابی علی بن ابیطالب و ازا بابکر تقمصہا غصباً ۔ ۱۲ ؎ و انا
فانزلوہ عن منبر جدی فانہ لیس لہا اھلا ۔ اوسوقت شیعہ کو گنجایش استدلال باقی رہے نہیں پرگز
امر کو ایسی طرح چیستان اور پہیلی مین بیان کرنا اور ایسی عبارت مین ادا کرنا جسمین خلاف مقصود
اقرب الی الفہم ہو کوئی عاقل تجویز نکریگا ۔ امر رابع بدیہی البطلان ہی انبیاء کی نسبت ارشاد ہی فلما بلغ
اشدہ واستوی جو صراحۃً دال ہی کہ نبوت بعد بلوغ اشد اور استوی عنایت ہوئی اور مفسرین شیعہ نے
اشد کے معنی کمال عقل کے فرمائے ہین محمد بن مرتضی المعروف ملا محسن تفسیر صافی مین تحت قولہ تعالی
فاراد ربک ان یبلغا اشدھما ؎ ای العلم و کمال الرای فرماتے ہین تو اس سے صاف ثابت ہی کہ زمانہ
بلوغ اشد سے پیشتر کمال عقل و رائے حسب شہادت ملا محسن مفسر نہین ہے علاوہ استثناء اطفال کا عموماً
تکالیف شرعیہ سے اسکی دلیل ایسی واضح ہی جسمین کچھہ خفا نہین ۔ امر خامس کے بطلان کے لیے حاجت بحث
استدلال نہین یاد آتا ہی کہ خود جناب امیرؓ نے جناب حسنین کے اس قول کی نسبت جو معذرت فرمائی
اور شیعہ روایت کرتے ہین وہ یہہ ہی کہ تم جانتی ہو کہ حضرت کی دوش مبارک پر سوار ہو جایا کرتے تھے
جس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ انکی حالت صبا پر محمول فرما کر قابل مواخذہ و اعتبار نہین سمجھا پس ایسی
استدلال خصم کے روبرو پیش کرنا حضرت مجیب جیسے ہی دانشمند کا کام ہے مگر کیا کرین جب استدلال صحیح
ہم نہ پوچھین تو کیا ان ابلہ فریب تقریرون سے بھی دل خوش نکرلین ۔ پھر معلوم نہین کہ کس حوصلہ پر یہہ جرأت ہی
اور کس بہروسہ پر دعوی تناقض مابین اقوال ائمہ و شہادات ہی ۔ **قولہ** جبکہ یہہ خلافت کتاب اللہ
و شہادات ائمہ علیہم السلام وغیرہ سے واقع نہین ہوئی جیسا کہ بیان کیا گیا اسلیئے اہل سنت کو وضع اصول کی
اشد ضرورت ہوئی ۔ **اقول** جبکہ مجیب لبیب کی شبہات کا استیصال قرار واقعی کیا جا چکا
تو وہ ہی امر حق محقق باقی رہگیا کہ خلافت خلفاء رضوان اللہ علیہم کتاب اللہ تعالے اور شہادات ائمہ علیہم سے

؎ اے لوگو مستحق خلافت بعد میرے نانا صلے اللہ علیہ وسلم کے میرے پدر بزرگوار علی بن ابیطالب ہین
اور ابوبکر نے قمیص خلافت غصب و تعدی کے طور سے پہن لیا ہے ۔ اسکو میرے نانا کے منبر سے اتار دو ۔ کیونکہ
یہہ اوسکا اہل نہین ہے ۔ ۱۲ ؎ پس تیرے پروردگار نے چاہا کہ وہ دو تو اپنی کمال عقل کو پہنچ جاتیں
۱۲ ؎

واقع ہی اور اہل سنت کو اوسکی لیئی اصول بنانیکی کچھہ ضرورت نہین **قال الفاضل المجیب**
قولہ۔ ہان خلافت راشدہ جسکا ثبوت کتاب اللہ و شہادات ائمہ سے ہی جن اصول و شروط
پر واقع ہوئی ہی اہل سنت کی نزدیک وہی اصول صلوح وقوع کی لیی معتبر ہین۔ اقول آ
اپ آپکی قول سے معلوم ہوا کہ سوای کتاب اللہ و شہادات ائمہ رض کی بہی خلافت راشدہ کی لیی
اصول و شروط ہین پہر آپکا یہہ فرمانا کہ اہل سنت کو وضع اصول کے کچھہ ضرورت نہین۔ کیونکر
صحیح ہو۔ **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** اس اعتراض سی معلوم ہوتا ہی کہ حضرت
مجیب اپنی پہلی تحریر کی اصل مطلب کو بہولی ہوئی ہین جو ایسا بے سر و پا اعتراض فرماتی
ہین لیجیئی اب مین مختصراً خلاصہ مطلب تحریر سابق عرض کرتا ہون اور اوسپر جو کچھہ مینی عرض کیا تہا
وہ بہی مختصراً لکہتا ہون اہل انصاف خود دیکہہ لیوین۔ کہ اوسپر ہماری مجیب کیا فرما رہی ہین اولاً
جناب مجیب تحریر فرماتی ہین شیعہ کی نزدیک امامت مشروط بشرائط ثلثہ نص و عصمت و افضلیت ہے
اور اہلسنت ان شرائط کو شرط خلافت نہین مانتی بلکہ بطور خود چند اصول وضع کیی ہین جن سی اونکی
نزدیک خلافت متحقق ہوتی ہی اور ماخذ ان اصول موضوعہ کا محض خلافت خلفاء ثلثہ متنازعہ فیہا کا
وقوع ہی اور یہہ ایک قسم کا مصادرہ علی المطلوب ہی انتہی۔ بندہ نے اسپر یہ مضمون عرض کیا کہ
جبکہ خلافت خلفاء ثلثہ رض کتاب اللہ و شہادات ائمہ رح سی ثابت و واقع ہی تو اہلسنت کو اوسکی
اثبات کی لیی اصول گہڑنی اور بنانی کی کچھہ ضرورت نہین لیکن ظاہر ہی کہ خلافت کچھہ خلافت خلفاء ثلثہ مین ہی
منحصر نہین ہی اور اگرچہ لفظ خلفاء مقید بثلثہ نہ تہا تاہم بقرینہ سیاق عبارت خلافت متنازعہ
فیہا ہی مفہوم ہوتے تہی اور ظاہر ہے کہ بعد خلافتہائی منصوصہ راشدہ کی دوسری خلافتونکی لیی
اصول کے ضرورت تہی تو جب یہہ خلافتہائی راشدہ حق ہو گی اور اونکا ثبوت کتاب اللہ سی ہوا اور ائمہ نے
انکی حقیت کی نسبت شہادات فرمائی تو جن اصول پر یہہ خلافتہائی راشدہ واقع ہوئی ہین وہ اصول
لامحالہ حق ہونگی اور جو خلافت اون اصول کے مطابق واقع ہوئی۔ وہ بہی حق منعقد ہوگیی پس اسپر مجیب لبیب کا
یہہ فرمانا کہ اس قول سے معلوم ہوا کہ خلافت راشدہ کی لیئی سوائی کتاب اللہ و شہادات ائمہ کے بہی

اصول و شروط ہین تو آپکا یہہ فرمانا کہ اہل سنت کو وضع اصول کی کچہہ ضرورت نہین کیونکہ صحیح علوم
فہم مطلب عبارت سے ناشی نہین تو کیا ہی کیونکہ اولاً اس کلام سے یہہ مفہوم ہوتا ہی کہ مجیب نے کتاب
و شہادات کو بہی اصول قرار دیا ہی حالانکہ یہہ غلط ہی کیونکہ عبارت تحریر سابقہ سے صاف واضح ہی کہ
اسجگہ اصول سے وہ قواعد کلیہ مراد ہین جو اپنی جزئیات پر منطبق ہون نہ قضایای شخصیہ علاوہ اسکی کتاب
و شہادات پر اس امر کا اطلاق نہین ہو سکتا کہ یہہ وہ اصول ہین جو بطور خود وضع کیے ہین جنکا
الزام لگایا گیا تہا - ثانیاً ہمنی یہہ عرض کیا تہا کہ خلافتہای متنازعہ فیہا کے لیے وضع اصول
کی ضرورت نہین لیکن جو اصول کہ ان سے مستنبط ہین وہ اصول وقوع و صلوح کے لیے معتبر
ہین اور اس سے ہر ایک ذکی و بلید سمجہہ سکتا ہی کہ اس سے یہہ مراد نہین ہی کہ وہ اصول مستنبط جو
خلافتہای متنازعہ فیہا سے پیدا ہوتی ہین اپنی ہی صلوح و وقوع کے لیے معتبر ہونگی اگر انکا اعتبار
ہوگا تو آیندہ کی لیے ہوگا - لیکن ہماری مجیب لبیب اپنی کمال دانشمندی سے یہہ سمجہہ گئے
کہ گویا لفظ صلوح و وقوع کا مضاف الیہ ہنوز وہی خلافتہای متنازعہ فیہا مراد ہین اور غلط
سمجہکر اعتراض فرما دیا - ثالثاً حضرت مجیب نے ہمکی طرف ان اصول کا الزام لگایا تہا جو بلا حجت
شرعیہ کی بہوای نفسانی از خود وضع کیے جاوین اور بندہ کہتا ہی نے ان ہی اصول موضوعہ کا
انکار نسبت خلافتہای متنازعہ فیہا کیا ہے تو اب اس اعتراض مین معلوم ہوتا ہی کہ ہماری مجیب
اپنی اصلی قید کو فراموش فرما گئے ہین جو متعلق اثبات اصول کی دہمکی دیتی ہین - اور یہہ تمام گفتگو
اوسوقت تک ہی کہ ہم جناب مجیب کی خاطر سے تسلیم کرلین کہ ازالۃ الخفا کا مطلب جو ہماری مجیب نے
سمجہا ہی وہ صحیح ہی ورنہ فی الحقیقت اگر دیکہا جاوے تو ہماری مجیب صاحب اصل مطلب ازالۃ الخفا تک ہی
نہین پونہچی مگر سوچین اور اہل علم و انصاف سے پوچہین بندہ نے ہی ابحاث سابقہ مین اس کو مجملاً و مختصراً
بیان کیا ہی - **قولہ** معہذا تا وقتیکہ وہ اصول و شروط مفصل بیان نہ ہون اور دلائل خارجی سے
ثابت نکیے جاوین یہہ کہنا کہ جن اصول و شروط پر واقع ہوئی ہی اہل سنت کے نزدیک وہی اصول
صلوح و وقوع کے لیے معتبر ہین مصادرہ علی المطلوب ہی **اقول** سبحان اللہ حضرت مجیب

مناظرہ والی ختم ہی کیون جناب میر صاحب ذرا سوچکر فرمایئی تو یہہ کہ مصادرہ علی المطلوب کسکو
کہتی ہین اور یہان مصادرہ علی المطلوب کیونکر لازم آتا ہے **قولہ** اور نیز اس تکرار سی بظاہر
کوئی فائدہ معلوم نہین ہوتا - **اقول** جناب میر صاحب گستاخی معاف ذرا تو انصاف
کی آنکہین کہولکر دیکہیی ورنہ کسی دوسری سے پوچہیی کہ یہہ تکرار ہی یا نہین پہلی ہی تو فرمایئی کہ تکرار کسکو کہتی
ہین تعجب ہی کہ جناب اپنی تکرارات بیفائدہ نہین دیکہتی جو کہ بندہ بنظر اغماض و مسامحت قلم
انداز کرآیا ہی نقض خلافت کی مشوری - پہر جلالی کی دہمکی فعلیت امامت جناب امیرؓ - جناب امیر کی تجہیز
و تکفین حضرت مین مشغولی - ابتلا رنج والم مین کسیکا بات نپوچہنا وغیرہ یہہ سب امور اور
علاوہ انکی بہت سی امور جو اسی ایک صفحہ مین مذکور ہین قطع نظر مکررات تمام کتاب سی اگر یہہ مکررات
بیفائدہ نہین تو کیا ہی اب انصاف سی سوچکر دیکہیی اور فرمایئی کہ تکرار بیفایدہ اسکو کہتی ہین
جو آپکی عبارات مین موجود ہی یا اسکو کہتی ہین جو آپنی بندہ کی عبارت مین پیدا کیا **قولہ**
ہا ان لفظہا ان سی یہہ ثابت ہوتا ہی کہ جس خلافت کا ذکر حضرت نے پہلی کیا ہی وہ خلافت راشدہ
نہین - **اقول** عبارت کا مضمون سمجہنا یہہ خاص آپکا ہی حصہ ہی بیشک خلافت کا ذکر پہلی
ہی صفحہ اس عبارت مین کرچکا ہون (ورنہ جبکہ ثبوت خلافت خلفاء رضہ کتاب اللہ و شہادات ائمہ سی
واضح ہی تو اہل سنت کو وضع اصول کی کچہہ ضرورت نہین ہی) اور ہریک ذکی و بلید اس عبارت کو دیکہکر
سمجہہ سکتا ہی کہ جو خلافت کتاب اللہ و شہادات ائمہ سی ثابت ہوگی وہ کیونکر راشدہ ہوگی خلافت کا
راشدہ ہونا تو اپنی اختیار سی ہی جسکو چاہا راشدہ کہدیا جسکو چاہا امارت و سلطنت کہدیا نہ کتاب اللہ کی سند
نہ ائمہ کی غرض نہ یہہ مضمون ہماری مجیب نے خوب سمجہا لیکن یہہ کچہہ نئی بات نہین حضرت مجیب
اکابر کا بہی علما ہمیشہ کتاب و سنت کی مضامین ایسی ہی سمجہتی چلی آتے ہین یا ہذہ اول قارورۃ
کسرت فی الاسلام **قولہ** اور واقعہ مین بہی یہہ ہی بات ہی **اقول** جو خلافت کہ کتاب اللہ
و شہادات ائمہ سی ثابت ہو اسکو خلافت راشدہ نہ اعتقاد کرنا ہماری مجیب جیسی منصف کا ہی
کام ہی پس یہہ محض ہماری جناب مجیب کی ظن مین ہی نہ واقعہ مین **قولہ** حضرت کا یہہ فرمانا

کہ شہادت ائمہ سے خلافت راشدہ ثابت ہے سمجہہ مین نہین آتا کیونکہ خلافت راشدہ و امامت دونو
لفظ مرادف ہین - ائمہ خود خلفاء راشدین ہین اونکی شہادت اپنی سوا کسیکی خلافت راشدہ پر کیسے
کیا معنی - اگر وہ ائمہ ہین تو خود خلفاء راشدین ہین اور اگر خلفاء راشدین ہین تو وہی ائمہ ہین
پہر سوائے خلفاء راشدین کے اونکی غیر کو ائمہ کہنا کیا معنی رکہتا ہے **اقول** اسجگہ
ہمارے مجیب صاحب نے اپنی کمال لیاقت و دانشمندی سے دو اعتراض خلط کر کے ذکر فرمائی اول
متعلق وقوع شہادات اور ثانی متعلق اطلاق لفظ ائمہ ان دونو اعتراضونسے اہل علم پر بخوبی روشن
ہوسکتا ہے ع کہ تا کجا رسیدست پایگاہ علوم + پہر شہادات ائمہ سے ثبوت خلافت
راشدہ کی عدم فہم کی دلیل جو کچہہ ارشاد ہوئی وہ اور بہی نور علی نور ہے لیجیئے سنیئے اس تقریر کی اغلاط
مختصر گذارش ہین اولاً خلافت راشدہ اور امامت کو (مرادف) مترادف فرمانا یہہ اس پر مبنی ہے
کہ آپنے شاید میزان منطق اور تہذیب بہی نہین دیکہی جو حضرت کو مرادف کی تعریف معلوم ہو لیکن
اور اگر ازالۃ الخفا کی بعض عبارات آپکو شبہہ ڈالین تو واضح ہو کہ بعد تامل وہ آپکی مفید مدعا نہونگے
جو کچہہ فرمائین سوچ سمجہکر فرمائین - ثانیاً مسلم کہ یہہ ہر دو لفظ اصطلاحاً مترادف ہین لیکن
کسکے نزدیک اگر شیعہ کے نزدیک مراد ہے تو اہل حق پر اونکی مسلمات حجت نہین اور اگر اہل حق کے
نزدیک مراد ہے تو بداہۃً غلط ہے آخر یہہ تو آپ نے بہی سنا ہوگا کہ امام مالک رح امام شافعی رح
امام غزالی رح امام رازی رح علی العموم اطلاق کرتے ہین اور انکو ہرگز خلفاء مین سے کوئی نہین سمجہتا اگر آپنے
ایسا ہی مرادف سمجہہ رکہا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مین بہی ہر جگہ یہہ ہی سمجہتے ہونگے تو پہر
ائمۃ الکفر مین کیا کہیگا قرآن کو اگر پیش کیجیگا تو پہر آپکی خصم کو بہت وسعت اور گنجائش ہو جاویگی اور
آپ تنگ ہونگے علاوہ اسکے ابن بابویہ نے خصال مین روایت کی ہے عن ابی عبد اللہ ع [1]
قال ثلثۃ یدخلہم الجنۃ بغیر حساب وثلثۃ یدخلہم النار بغیر حساب فاما الذین یدخلہم الجنۃ
بغیر حساب فامام عادل وتاجر صدوق وشیخ افنی عمرہ فی طاعۃ اللہ عز وجل واما الثلاثۃ

[1] امام ابو عبد اللہ سے مروی ہے فرمایا تین شخص ہین جو جنت مین بے حساب داخل ہونگے اور تین شخص ہین جو دوزخ مین بلا حساب داخل ہونگے جو جنت مین بے حساب داخل ہونگے وہ امام عادل اور سچا سوداگر اور وہ بوڑہا جسنے اپنی عمر عبادت مین صرف کردی اور وہ تینون ۱۲-

الذین یدخلہم اللہ النار بغیر حساب فاما جائر و تاجر کذوب وشیخ زان - تو اس روایت مین تو ان کو بہی دیکہہ لیجئے اور فرمایئے کہ امام سے کیا مراد ہی چونکہ اسوقت نقل روایت سے مقصود اسی قدر ہی اسلئے اس حدیث شریف کی تفصیل فوائد کسی دوسری وقت پر منحصر کرتا ہون ثالثًا عموماً ائمہ کا خلفاء راشدین ہونا یہہ بہی انہی مسلمات سے ذکر فرمایا ہہ حجت نہین ہوسکتا کیونکہ اوسی بنار فاسد پر مبنی ہی - رابعًا اگر حصر مراد ہی تو سراسر غلط اور غیر مستقیم ہی جس سے دریافت کیجیگا آپکو بتادیگا کہ جب خلفاء اور ائمہ باہم متقابل متناظر مین کرینگے تو ائمہ سے ائمہ اہل بیت مراد ہونگے اور خلفاء سے خلفاء ثلثہ تو یہہ بہی غلط اور از قبیل بنار فاسد علی الفاسد ہی خامسًا اگر ائمہ خود خلفاء راشدین ہین اور خلفاء راشدین ائمہ ہین تو ہم کب کہتے ہین کہ وہ اپنے سوائے کسیکی خلافت راشدہ پر شہادت دیتے ہین بلکہ بعضہم لبعض شہادت دیتے ہین اور اسکو کوئی انکار نہین پس اپنے سوائے کسیکی خلافت پر شہادت کے معنی دریافت کرنا بالکل لغو اور بے معنی ہی سادسًا یہہ فرمانا کہ اگر وہ ائمہ ہین تو خود خلفاء راشدین ہین الخ نے الحمد مسلم ہی لیکن یہہ قضیہ محض ایک وجودی حکم پر دلالت کرتا ہی اس سے نفی غیر کی سمجہنا سراسر غلط ہی - پس عبارت حجر کے معنی باعتبار ظاہر یہ ہین یا بایں معنی کہ جن حضرات کے امامت کی تم معتقد ہو انہین کی شہادت سے خلفاء ثلثہ کی خلافت راشدہ ثابت ہوتی ہی یا یہہ کہ جو متفق علیہم امام فی الدین ہین انکی شہادت سے ثابت ہوتا ہی کہ خلافت ہائے ثلثہ راشدہ ہین یا یہہ کہ وہ ائمہ جنکی خلافت و امامت اپنے زمانہ مین راشدہ متفق علیہ ہی انکی شہادات ثابت کرتے ہین کہ خلافتہائے ثلثہ سابقہ خلافتین راشدہ ہین اور ان سب توجیہات مین کچہہ خلل نہین پس اگر اب بہی آپ نہ سمجہین اور ہٹ دہرمی کرین تو خدا سمجہی

قولہ اور ثبوت کتاب اللہ اور شہادات ائمہ کا جواب پہلے گذر چکا ہی **اقول** اس کا جواب الجواب بہی وہین ملاحظہ فرمالیجیگا **قال الفاضل المجیب** - قولہ بخلاف حضرات شیعہ کے کہ انکی اصول ثلثہ باوجودیکہ دلائل شرعیہ سے ثابت نہین مستلزم دور ہین بالغوتیہ اول یا آخرین لان الشی اذا ثبت ثبت بلوازمہ قولہ دور مصادرہ علی المطلوب بلکہ اصول اہل السنتہ بالکل باطل ہی - اقول - اصول ثلثہ کی

ف ۱ جو دوزخ مین بلا حساب داخل ہونگے وہ امام ظالم اور جہوٹا سوداگر اور بڈہا زانی - ۱۲ -

نسبت آپکا یہہ کہنا کہ دلائل شرعیہ سے ثابت نہین دعوی بلا دلیل ہے اگر کوئی دلیل تحریر فرماتے تو تعرض
کیا جاتا۔ **یقول العبد الفقیر الے مولاہ** سبحان اللہ ہمارے مجیب لبیب اہین آ
ادعا ر مناظرہ دانی اول خود ہی اپنی تحریر سابقہ مین اپنے اصول ثلثہ کی نسبت اپنی خلاف منصب بے دلیل
دعوی فرمائین کہ ہمارے شرائط ثلثہ دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہین اور جب مانع نے اوسکی ثبوت کو
منع کیا تو الٹے اوس سے اوسکی منع پر دلیل کے طالب ہوتے ہین اور یہہ خیال نہین فرماتے کہ ہمارا
منصب کیا ہے اور اوسکا منصب کیا ہے نہ منصب ہی کی خبر ہے نہ حضرت کو یہہ معلوم کہ دعوی کسکو
کہتے ہین اور منع کیا چیز ہے اور دلیل کا محتاج کون ہے اور کون نہین پھر اوسپر یہہ کچھہ لن ترانیاں
قولہ بعد اسوای عصمت کے دو شرطون یعنی افضلیت خلفا و نص کے حضرات اہل سنت بھی
قائل ہین اگر شیعہ کے اصول ثلثہ دلائل شرعیہ سے ثابت نہین تو حضرات ان شرطونکو کن دلائل سے ثابت
کرتے ہین۔ **اقول** یہہ وہی غلطی ہے جو بارہا ہمارے مجیب لبیب سے سرزد ہوئی ہے اور ہم متنبہ
کر چکے ہین اور اب بھی ہم متنبہ کرتے ہین کہ حضرت یہہ آپ غلط سمجھے ہوئے ہین اہل سنت ہرگز ان
شرائط کو شرائط نہین جانتے آپ وجود کو اشتراط سمجھے ہوے ہین جو منشا اس غلطی کا ہے حالانکہ
بداہتہ وجود اور اشتراط مین یون بعد ہے جو اطفال مدرسہ پر بھی مخفی نہوگا **قولہ** یہہ کب ہو سکتا ہے
کہ اہل سنت غیر شرعیہ دلائل سے کسی امر کی قائل ہون۔ **اقول** بیشک آپنے یہہ صحیح و درست فرمایا
یہہ ہرگز ممکن نہین کہ اہلسنت کسی امر کی بلا قیام دلائل شرعیہ قائل ہون اور یہانتک متمسک بشرع ہین کہ انکے یہان
تو حسن و قبح بھی شرعی ہے وللہ الحمد والفضل ما شہدت بہ الاعداء **قولہ** گو خلافت پر کوئی
دلیل شرعی قائم نہو **اقول** کیون حضرت اسے کیا کہتے ہین پس اپنی اصلی حالت پر آگئے اچھے حضرت
کیا آپکے نزدیک کتاب اللہ دلیل شرعی نہین لیکن اس رسالہ مین تو آپ اوسکی قطعیت کا اعتراف فرما چکے
ہین گو آپکے اکابر علما کی خلاف ہو چنانچہ اوس موقع پر انشاء اللہ ہم اسکو ثابت کرینگے یہہ خلافت کے
بارہ مین کیون قابل قبول نہین اگر ائمہ رضہ نے تقیۃً کچھہ فرمایا ہو تو حق تعالے شانہ نے تو تقیہ نہین
کیا ہوگا ذرا اوسکو بنا ل صادق دیکھیے اور اپنی علما کی تاویلات کو اوسکے ساتھہ میزان انصاف مین

تو یہی تو معلوم ہو جائیگا کہ اہل سنت بلا دلیل شرعی خلافت کے قائل ہوئے ہین یا بدلائل ولکن اللہ یہدی من یشاء۔ **قوله** چونکہ دور کا ذکر آپنے بالاجمال کیا ہے مجملاً جواب بہی گذارش کر ہر چند آپکی کتب عقائد وغیرہ سے یہہ ہر سہ شرائط خصوصاً پہلے دو شرطین یعنی فضلیت ونص تو ضرور ثابت ہین مگر ہماری مقابلہ مین انسی انکار ہی چنانچہ انشاء اللہ تعالے دلائل شرائط مین انکا ذکر کسیقدر تفصیل سے آئیگا۔ مگر یہان اسقدر گذارش ہے کہ اگرچہ آپ امامت مین ان شرائط کے منکر ہین مگر ثبوت نبوت مین تو ضرور ہی قائل ہونگی جو جواب آپ وہان فرماوین۔ وہی جواب ہماری طرف سے امامت مین کہ تالی نبوت ہے قبول فرمائیے۔ **اقول** یہہ غلطی وہی ہے جسپر بارہا متنبہ کیا جاچکا ہے کہ اہلسنت کے نسبت تسلیم اشتراط فضلیت ونص کا مبنی محض ایک خفیف التباس پر ہے جو ادنے طلبہ پر بہی واضح ہو سکتا ہے باقی رہا لزوم دور کے جواب مین جو بطور الزام ارشاد ہوا ہے کہ اہلسنت شرائط ثلثہ کے اگر امامت مین منکر ہین تو نبوت مین تو ضرور قائل ہونگی سو جو جواب اس دور کا دینگی وہی جواب ہماری طرف سے یہان قبول کرین اس الزام کا مدار محض اس گمان پر ہے ہماری مجیب لبیب نے رکھہ چہوڑا ہے کیونکہ فرماتے ہین (مگر ثبوت نبوت مین تو ضرور قائل ہونگی) اول چاہیے تہا کہ شرائط ثلثہ کا اشتراط اہل سنت کی نزدیک ثابت فرماتی بعد بعد اسکی الزام دیتی اب بہی اگر کچہہ ہوش اور خیال ہو تو بسم اللہ لیکن پہلے اس ہی شرائط اور لوازم مین تغایر اور امتیاز سمجہہ لین پہر اگر نبوت مثلاً نص پر موقوف ہو اور نص موقوف نبوت پر تو البتہ دور لازم آوی لیکن ہم کہتے ہین کہ نبوت کا توقف محض اجتبا اور اصطفاء خداوندی پر اور ظہور اوسکا موقوف معجزات پر ہے نہ نص پر بخلاف شرائط ثلثہ امامت کے کہ امامت موقوف نص پر اور نص موقوف عصمت وافضلیت پر اور عصمت فضلیت موقوف امامت پر تو امامت خود اپنے نفس پر موقوف ہوئی اور یہہ ہی دور ہے قطع نظر اس سے ان ہی شرائط ثلثہ مین جو دوسری خرابی آپ ہی کے تقریر سے لازم آئی وہ بہی ملاحظہ فرمالیجیئے وہ یہہ کہ آپنے امامت کو تالی نبوت قرار دیا تو لا محالہ یہہ شرائط ثلثہ امامت منبوت کے بہی شرائط ہونگی۔ تو ہم ایک قیاس بنائینگی جسکا کبرے قضیہ کلیہ ہوگا جو آپ اپنی تحریر سابق مین تحریر کر آئے ہین وہ یہہ کہ (جسمین یہہ شرائط متحقق ہون

وہ امام خلق ونائب رسول ہی) قیاس اسیطرح ہوگا۔ الرسول یوجد فیہ ھذہ الشرائط وکل من یوجد فیہ ھذہ الشرائط فھو امام ونائب عن الرسول ینتج الرسول نائب عن الرسول اور یہہ بدیہی البطلان ہی اور لزوم لغویۃ کے جواب مین تو آپ طرح ہی دیکہی معلوم ہوتا ہی کہ شاید سمجہی ہی نہین ورنہ انہی ہی نبوت کی معارضہ فاسدہ سی ٹالتی **قولہ** اور لزوم مصادرۃ علی المطلوب آپکی ہی پہلی قول سے ثابت ہی **اقول** ای جناب گستاخی معاف ہو آپ مصادرہ علی المطلوب کے تعریف سیکہی اوسکی بعد اعتراض کیجیے۔ اسکا کیا علاج کہ آپ یہہ ہی نہین جانتی کہ مصادرہ علی المطلوب کسکو کہتی ہین یہہ آپکا عذر کافی نہوگا کہ مین محض فارسی خوان ہون **قال الفاضل المجیب** ۔قولہ۔ پس اگر جناب مخاطب کو اصل اختلاف مین بحث منظور تہی تو اول صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایمان وفضائل مین بحث شروع کی ہولی جو آخر منجر بہ بحث امامت ہولی۔ اقول۔ مجھکو کسی اختلاف مین خواہ اصل ہو خواہ فروع بحث کی ضرورت نہ تہی کیونکہ کتب مناظرہ فریقین موجود مین اور ان مین ہر قسم کی بحث لکھی ہے منصف وحق کے طالب کے لیے کافی ہی صرف بپاس خاطر عزیز عنایت فرمائی دلی جنکا حال شروع مین تحریر ہوا یہہ سوال لکھا گیا اور جو کچہہ لکھا جاتا ہی یا لکھا جائیگا محض انکی خاطر سی ہوگا **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** ۔ ای جناب۔ آپ اصل منشا رسول ہی نہین سمجہی آپنے اپنی سوال مین تحریر فرمایا تہا (فرقہ اہل سنت وجماعت وشیعہ اثنا عشریہ مین اگرچہ اصولاً وفروعاً بہت سی اختلاف مین مگر بہت بڑی مخالفت امر خلافت مین ہی) تو اس تمہید مین جنابنے گویا ظاہر فرمایا تہا کہ علت تخصیص بابحث مسئلہ خلافت کے اوسکی عظمیت ہی بندہ نے اوسپر یہہ عرض کیا کہ اگر یہہ ہی علت ہی تو اصل سی نزاع معاملہ صحابہ ہی اوسپر جناب اپنی ضرورت کا قصہ لے دوڑی بندہ نے کب آپکی ضرورت کا اثبات کیا تہا جو آپنے اوس سے تبری ہو تحاشی فرمانی شروع کی اور ہمنی مانا کہ اصلی غرض تحریر سوال سے پاس خاطر عزیز عنایت فرمائی دلی تہی لیکن ہم تو جنابنے تحریر نہین فرمایا کہ اصل فرمائش انکی یہہ ہی تہی کہ مسئلہ امامت مین ہی سوال لکھے جائیں بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ انکا مدعا یہہ تہا کہ کسی

مسئلہ مین بحث شروع ہوجائی کیونکہ وہ خود چندان اس مسلک سے واقف نہین تہے لیکن یہہ تعیین مسئلہ جناب نے بطور خود مناسب سمجھکر فرمائی سو یہہ عذر بہی خاطر عزیز کا بہی بجا نہین **قولہ** **اقول** پہلی گذارش ہوا کہ اصل اختلاف ماخذ مسائل دین ہے نہ محض فضائل بعض صحابہ اوسیجگہ یہہ بہی عرض ہوچکا ہے کہ اس اصل کے اصل بہی وہ ہی معاملہ صحابہ ہے کیونکہ اونکی ماخذیة اور عدم ماخذیة باعتبار اون اوصاف کے ہے جنمین فریقین اہلسنت وشیعہ باہم مختلف ہین -

قولہ حضرت نے یہان محض لفظ صحابہ تحریر فرمایا جس سے سمجہا جاتا ہے کہ شیعہ کل صحابہ کے فضائل وایمان مین گفتگو رکہتے ہین حاشا وکلا یہہ ہرگز نہین کہ کل صحابہ کے فضائل کے منکر ہون یا کل کے ایمان مین کلام ہو - بلکہ بعض کے فضائل وغیرہ کی نسبت البتہ گفتگو ہے - اور یہہ صرف اہل حق ہی نہین کہتے بلکہ حضرات اہلسنت کا بہی یہہ ہی حال ہے جیساکہ پہلے ثابت کیا گیا ہے کہ کل صحابہ کے فضائل کے یہہ حضرات بہی قائل نہین - **اقول** شروع رسالہ مین کسیقدر تفصیل کے ساتہہ بیان کیا جاچکا ہے کہ علماء شیعہ کو کل صحابہ کے فضائل وایمان مین گفتگو ہے یا بعض کے اور اوسیجگہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرات شیعہ علی الخصوص ہمارے مجیب کو تمام صحابہ کے فضائل وایمان مین گفتگو ہے کیونکہ انکے نزدیک معصیت خلاف کرامت ہے اور صحابہ مین سے بالاتفاق کوئی معصوم نہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سب صحابہ سوائے سماک بن خرشہ یوم احد جنگ سے فرار کرچکے اور بعد انتقال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب صحابہ سوائے مقداد کے حسب روایات طائفہ مذکورہ سابقہ مرتد ہوچکے تو فرمایئے وہ کونسے صحابہ ہین جنکا ایمان اور جنکی فضائل ومحامد مسلم ہین اور بفرض محال اگر پانچ چار بلکہ دو تین تسلیم بہی ہوئی تو لاکہون کے شمار مین کس تعداد مین محسوب ہونگے باقی رہا اہل سنت کی نسبت یہہ الزام کردہ بہی کل صحابہ کے فضائل کے قائل نہین محض دہوکہ دہی اور افترا ہے اہلسنت کے نزدیک تو کوئی ولی امت ادنے صحابی کے رتبہ کو بہی نہین پہونچ سکتا مگر پہر بہی عصمت صحابہ مسلم نہین پس بعض بلا اہلسنت صحابہ کی خطایا اونکی مذمت کے واسطے بیان کرنا بالکل بے سود ہوگا اہلسنت کو باوجودیکہ انکی فضائل کا اعتراف ہے انکی عصمت مسلم نہین تو اونکو یہہ روایات کچہہ مضر نہین **قولہ** فضائل ایکطرف بعض کو

آگے خاتم المحدثین صاحب خیانت و اشرار فساد پیشہ و مردودان جناب الٰہی تحریر فرماتے ہین۔
اقول بحول اللہ و قوتہ اسکا مفصل جواب ابحاث سابقہ مین جسجگہ ہماری حضرت مجیب نے بڑی
شد و مد سے یہہ اعتراض فرمایا ہے تحریر ہوچکا ہے حاجت تکرار و اعادہ نہین مگر اسقدر گذارش ہے کہ اگر
بالفرض یہہ کلمات الزاما نہین لکھے تاہم یہہ کہنا کہ صحابہ کو مردودان جناب الٰہی لکھتے ہین محض آپکا
افترا اور بہتان ہے۔ **قولہ** ہان اگر ان امور مین خلفاء ثلثہ کی بابت تحریر فرماتے تو مضائقہ نہ تہا
کل صحابہ کے فضائل کے نہ آپ قائل مین نہ ہم **اقول** اگر آپکو اور علماء شیعہ کو صرف خلفاء ثلثہ رضی کی
فضائل و ایمان مین گفتگو ہوتی تو بیشک کچھہ مضائقہ نہ تہا کہ خلفاء ثلثہ کے ہی بابت تحریر کیجاتے
لیکن آپکو تو حسب روایات کافی وغیرہ سوای چند چہار یا چہہ صحابہ کے سب ہی کے فضائل و ایمان مین گفتگو ہے
معہذا آپ بہی اگر سوای خلفاء ثلثہ کے باقی صحابہ کے فضائل و ایمان کو تسلیم فرمائین تو ہم صرف
معاملہ خلفاء ثلثہ ہی پیش کرینگے اور جبکہ آپکو ہزارون بلکہ لاکہون صحابہ کے فضائل و ایمان مین کلام ہو
تو پہر خصوصیت خلفاء ثلثہ بالکل بیجا ہوگی اوسوقت عام طور پر بحث ہوگی جسمین خلفاء ثلثہ بہی داخل
ہونگے باقی رہا یہہ کہ اہلسنت کی طرف یہہ نسبت کرنا کہ کل صحابہ کی فضائل کے قائل نہین محض کذب و افترا ہے
منشا اس غلطی کا یہہ ہے کہ فضائل کو ملزوم عصمت تصور کرکہا ہے اور یہہ سراسر غلط ہے **قولہ**
پہر یہہ بحث ہے آپکی قول کے موافق بالآخر منجر بحث امامت ہی ہوتی سو خیر ہمنی اول ہی شروع کردی
اب آپکا اختیار ہے۔ **اقول** افسوس کہ اعتراض کچھہ ہے آپ کچہہ سمجھہ رہے ہین سوال از آسمان
جواب از ریسمان۔ تاہم جو کچہہ ہو آپنے جو بحث شروع فرمائی وہ خواہ علت ہدایت کے موافق ہو یا مخالف
آپنے بہت اچہا کیا۔ آفرین و مرحبا اصل غرض یہہ تہی کہ علت کچہہ بیان کی اور بحث کچہہ شروع کی
تو شاید بزعم خود اس خاص مبحث مین وثوق کچہہ زیادہ ہوگا ورنہ ہماری طرف سے تو جو بحث چاہیے شروع
کیجیے ہم خود کیا دعوی کرین جناب کو خود معلوم ہو رہیگا۔ **قال الفاضل المجیب**
قولہ۔ لیکن جناب مخاطب کو شاید مسئلہ امامت مین زیادہ دعوی ہے اور اسکی بحث پر وثوق

واعتماد ہوگا اسلیے اوّل اسیکو چھیڑا۔ اقول۔ ہر مسئلہ مختلف فیہ مین دعوی اور وثوق واعتماد ہی ہی
مسئلہ کی خصوصیت نہین۔ **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی**۔ حضرت مجیب کے
دعوی اور وثوق و اعتماد کا حال اسیقدر ابحاث گذشتہ مین اہل انصاف و دانش پر منکشف ہوچکا ہی
اور رہا سہا آئندہ کھل جائیگا لیکن تعجب یہہ ہی کہ باوجود محض فارسی خوانی کے یہہ اعتماد و وثوق
کس راہ سے آیا اور مرتبہ حق الیقین کا کیونکر حاصل ہوا ہم جہانتک تحریر کو دیکھتے ہین اوس سے
توصرف یہہ معلوم ہوتا ہی کہ یہہ محض دعوی ہی دعوی ہی۔ اور کیا عجب ہی شاید بعض
اوقات مین آدمی کو غلطی پر بھی اعتماد اور وثوق ہوجاتا ہوگا جیسے بعض بیوقوف اپنے آپکو دانشمند
تصور کرلیتے ہین اور بعض جاہل اپنے زعم مین عالم بن بیٹھتے ہین آخر آپکو معلوم ہوگا کہ علمانے ایک
قسم یقین کا جہل مرکب بھی تو قرار دیا ہی جو اعتقاد جازم خلاف واقع کا نام ہی۔ **قولہ**
مگر چونکہ اس مسئلہ مین پہلے سے گفتگو تھی جیسا کہ گذارش ہوا اور واقعی یہہ ہی مسئلہ اہم تہا
اسلیے اسکو چھیڑا گیا **اقول** یہہ عذر جناب نے اسی تحریر مین فرمایا اگر اصل مین
اسکو طے ہر فرمالیتے تو کچھہ گفتگو نہ تھی۔ باقی اہمیت متنازعہ فیہا اس مسئلہ کے تو آپ ثابت کرچکے
ہین اور جو کچھہ ثابت فرمایا وہ مفید مدعا نہین تو انحصار اہمیت اس مسئلہ مین جسکا دعوی اس
عبارت مین کیا گیا ہی بالکل غلط اور دعوی بلا دلیل ہے۔ **قال الفاضل المجیب**
قولہ۔ پس ہم پاس خاطر منظور کرکے گذارش کرتے ہین۔ جناب مخاطب مدعی ہین کہ شروط ثلثہ امامت
یعنی نص و عصمت و فضلیت دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہین تو اوّل جناب کو لازم ہی کہ تعریف
امامت کی فرمادین اور بعد اوسکی شروط ثلثہ مین سے ہر ایک کی تعریف کرکے ہر ایک کو دلائل معقود
سے ثابت فرمادین۔ اقول۔ آپکی اس عنایت کا شکریہ ادا کرتا ہون **یقول العبد الفقیر**
الی مولاہ حضرت تسلیم **قولہ** مجھکو امید ہی کہ بفضل الہی آپ امامت اور ۳ شرائط
کی تعریف بخوبی جانتے ہونگے مگر بخیال میری اس قول (اور اپنے اصول خلافت جو کہین پہلے
انکی تعریف صرف لفظ و اکرم) کی منقلب کرنے کے لیے ایسا تحریر فرمایا **اقول** مین جانتا ہون

خواہ نہین جانتا آپ سی دریافت کرنمین کیا حرج ہی اگر مین جانتا ہون تو یہہ کیا ضرور ہے کہ آپ
اوسکی موافق ہی ہون معہذا جبکہ آپکو جمیع مسائل مین وثوق واعتماد ہی اور حق الیقین کا مرتبہ
حاصل کر لیا ہی تو محض پوچھنی ہی پر منقلب کرنے کی ڈرسے کیون گھبراتی ہین اور آپ ندیدہ
موزہ کشیدہ کیون ہوئی جاتے ہین مگر تعجب یہہ ہی کہ یہان تو بندہ کی علم کی ایسی معتقد ہوئی
کہ یہہ امر خود بخود تسلیم کر لیا کہ مین امامت اور اوسکی شرائط کی تعریف بخوبی جانتا ہونگا اور جسجگہ امامت
فردم مین ہونے پر مبنی مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہی وہان کیون ایسی ناخوش
ہوئی کہ میری جانتی کو بھی بے علمی سی تعبیر کیا **قولہ** افسوس کہ جنابنے میری عرض قبول
نفرمائی مین آپکی ارشاد کی تعمیل بسر وچشم کرتا ہون متوجہ ہوجیی - **اقول** جناب کا ارشاد
بی موقع وبے محل تہا اسلیے کہ مدعی ہوکر اپنی مدعا کی اثبات سے گریز واعراض کرنا اور دوسرے سے
مطالبہ اثبات معتقد اتہم کرنا بے محل تہا اسلیئی جناب سی اول مطالبہ کیا گیا جب جناب اپنی
واجب سی سبکدوش ہوجائینگی اور اپنی دعوی کو خصم پر ثابت فرما دینگی تو البتہ اوسوقت جناب
کو استحقاق مطالبہ دلیل ہوگا و دونہ خرط القتاد - باقی رہا بندہ کی گذارش قبول فرمانا گو جنابنے
اپنا ذمہ ہی وجوب سی بزعم خود فارغ کیا ہو اور فی الحقیقت صحیح ہو یا نہو اوسکا بندہ ممنون
عنایات ہی **قولہ** امامت کی تعریف یہہ ہی دین دنیا کے جمیع امور مین نیابت پیغمبر سے
کل امت کا مقتدا وپیشوا ہونا عصمت ایسی حالت سی مراد ہی کہ خداوند تعالی کے لطف
وعنایات سی کسی شخص مین ثابت ہوکہ اوس حالت کے سبب سی باوجود قدرت کے بدی وگناہ
کی خواہش و رغبت اوس شخص سے منتفی ہوجاوی - نص سی یہہ غرض ہی کہ خدا ورسول سی صاف
حکم اوسکی امامت کی بابت صادر ہو - افضلیت کے یہہ معنی ہین کہ کل امت سی جسکا امام ہو صفات
حمیدہ واخلاق ستودہ مین افضل ہو **اقول** یہہ تعریفات بوجوہ چند محل بحث مین اولاً
یہہ کہ امامت کی جو تعریف فرمائی ہی یہہ تعریف قطع نظر اس سی کہ حقیقی ہی یا لفظی یہہ تعریف لغتہً
ہی یا اصطلاحاً اگر اول ہی تو بے محل ونیز غلط کیونکہ باعتبار لغت کے اس لفظ کے یہہ معنی پائی

تعریف امامت مین جرح ہی

بہی نہین جانتے اور اگر ثانی ہے تو اصطلاح شرع ہے یا غیر شرع اگر غیر شرع ہے تو قابل التفات نہین
اور اگر اصطلاح شرع ہے تو لسان شارع سے اسکا اثبات واجب ہے ورنہ دعوی بے دلیل کب
قابل سماعت ہے ہمکو تو تتبع موارد کلام شارع سے جن مواقع مین یہہ لفظ بلا قرینہ اطلاق کیا گیا ہے
جو حسب قاعدہ دلیل حقیقت شرعیہ ہونی کے ہے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ یہہ حد اپنی محدود پر
منطبق نہین کیونکہ جامع نہین - حق تعالے شانہ نے حضرت ابراہیم کی نسبت ارشاد فرمایا -
(۱) اِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا - اور نیز انبیاء ع کے باب مین ارشاد فرمایا - (۲) وَجَعَلْنَاهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا
اور بدیہی ہے کہ انبیاء کی امامت باعتبار تعریف مذکور کے صحیح نہین ہے - ثانیاً مسلّماً کہ یہہ اصطلاح
شرعی اور حقیقت شرعیہ ہی تو جسجگہ بلا قرینہ صارفہ اسکا اطلاق ہوگا یہہ ہی معنی مراد ہونگی
تو پہر کیا وجہ ہی کہ امام کے قول کو نہین مانتی اور جو کچھ امام علیہ السلام نے نسبت شیخین رض فرمایا
ہما امامان عادلان اوسمین کیون معنی حقیقی شرعی مراد نہین لیتی اور کسواسطے تاویلات بعید
از عقل فرماتے ہین - ثالثاً یہہ تعریف مانع بہی نہین ہے کیونکہ یہہ تعریف اون انبیاء پر بہی صادق
آتی ہے جو کسی رسول کے بعد اوسکی شریعت کے احیاء کے واسطے بعد اندراس ہما مبعوث ہوئی حالانکہ باعتبار
اس اصطلاح کے اونکو امام اور خلیفہ راشد نہین کہتی - رابعاً عصمت کی تعریف حالت کے ساتھہ فرمائی
ہے کہ جسکی نبوت پر مثبت لکہی ہین اوسکی سبب سے معصیت کی رغبت منتفی ہوجاوے یہہ غلط ہے کیونکہ عوام
مومنین مین بہی بعض اوقات یہہ حالت بعنایت آلہی پیدا ہوجاتی ہے کہ رغبت معصیت اوس
حالت کے سبب اوس وقت منتفی ہوجاتی ہے اور اسکا انکار مکابرہ ہے حالانکہ آپ اوسکو عصمت نہین فرماتی
اور تعریف عصمت اوسپر صادق آتی ہے ہان اگر ملکہ کے ساتھہ تعریف کیجاتی تو شاید صحیح ہوتی
کہ اوسمین معنی رسوخ کے ہین اور حالت مین معنی تغیر و تبدل کے - خامساً لفظ خواہش و رغبت سے
یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ بدون رغبت کے مثلاً سہواً نادانستگی کی حالت مین صدور معصیت جائز ہے
حالانکہ آپ اسکی قائل نہین ہین - سادساً تقیہ کی آڑ مین تو حضرات نے کبائر بلکہ کفر و شرک تک

---

(۱) مین تجکو لوگونکا امام بنانیوالا ہون ۱۲ (۲) ہمنی اونکو امام بنایا کہ ہماری کام کے ہدایت کرین - ۱۲ -

بھی ائمہ پر ثابت کردیا جو بخواہش و رغبت کرتے ہین کیونکہ تقیہ حسب تعریف قوم[ل] وہی ہی موافقۃ اہل الخلاف
فیما یدینون بہ ہے تو پہر عصمت کس کا نام ہے۔ سابعاً افضلیت کی تعریف مین تو ہمارے مجیب لبیب نے
رہا سہا اپنا تمام مسلم ہی خرچ کرڈالا اجی حضرت ذرا اس تعریف کو اپنے معروف پر محمول تو فرمائیگا اور پہر
ذرا یہہ بہی تامل فرماکر دیکھہ لیجئے کہ دور مصرح لازم آتا ہے یا آپکا وہی مصادرہ علی المطلوب اور بعد
اس مرحلہ کے یہہ بہی تحقیق کیجیگا کہ مبنی افضلیت کا صفات حمیدہ و اخلاق ستودہ پر ہے اور مدرک
بالعقل ہے یا مدار کثرت ثواب اور قرب من اللہ تعالے پر ہے اور غیر مدرک الا بالشرع بعد ان سب کے
اپنی تعریف صحیح فرماکر درج جواب کیجیے گا چونکہ خوف طوالت تہا اسلیئے مختصراً اعتراضات متبدأ فعل جعلنا
فی البعض عرض کردئیے۔ **قولہ** اور ان مرتبہ شرائط کی دلائل کے نسبت اگرچہ اسقدر گذارش کافی ہے
کہ جب امامت ثانی مرتبہ نبوت ہے اور نیابت نبی سے مراد ہے پس جو دلائل کہ عصمت انبیاء پر دال ہین
وہی بعینہ یا کچھہ تغیر سے عصمت ائمہ پر دال ہونگی اور ظن غالب ہے کہ عصمت انبیاء کے آپ قائل ہی ہونگی
افضلیت خلفاء کی آپ معتقد ہین نص کے باب مین ہے آپ تحریر فرماتے ہین کہ اہلسنت نص کے
علی الاطلاق منکر نہین پس اس صورت مین ہمکو مرتبہ شرائط کے دلائل کے بیان کرنیکی چندان ضرورت
نہ تہی مگر چونکہ آپنے بپاس خاطر یہہ بحث منظور فرمائی ہے اسلیئے اسکی رعایت ہمکو بہی ضرور ہے **اقول**
یہہ تقریر دلفریب بالکل ناتمام بلکہ غلط ہے اگر ثانی مرتبہ نبوت سے نیابت کی علاوہ کوئی دوسرا مرتبہ مراد ہے
تو اوسکی شرح کرنے چاہیے اور اوسکا ثبوت پیش کرنا چاہیے اور اگر نیابت ہی مراد ہے اور جملہ (نیابت
نبی سے مراد ہے) عطف تفسیری واقع ہے تو مسلم لیکن یہہ کہنا کہ جو دلائل عصمت انبیاء پر دال ہونگی
وہی بعینہ عصمت ائمہ پر دال ہونگی سراسر غلط ہے کیونکہ اسکا مدار اسپر ہے کہ اصل مین جسقدر اوصاف
ہونگی وہی فرع مین بہی ہونگی حالانکہ یہہ بداہۃً غلط ہے ہان اگر فیما بین اوصاف اصل و نائب تشابہ
فرماتے تو مضائقہ نہ تہا اور اگر یہہ مراد ہے کہ بعض اوصاف اصل نائب مین ہوتی ہین تو قطع نظر ترجیح بلا
مرجح کے یہہ آپکا قیاس غلط اور باطل ہوگا۔ عصمت انبیاء کا مین قائل ہون اور اس امامت کو احیاء شرائع نیز

ل تقیہ اہل خلاف کے موافقت ہے اونکی دینی امور مین۔ ۱۲

اور بجوائی شعائر و مراسم اسلام مین نیابت نبوت اعتقاد کرتا ہون لیکن با وجود اسکی اوصاف نبوت کو
نبی کے ساتہہ مختص سمجھتا ہون اور اوصاف امام کو اوسکے ساتہہ۔ اور عصمت لوازم نبوت سے ہے پس
پس نبوت عصمت کے لیئے امام مین بھی یہی دلائل کے امامت کو صرف نیابت نبوت کا ہونا کافی سمجھنا
محض ہماری مجیب کے ناجائز تقلید ہے کیونکہ یہہ ہی غلطی آپکی شہید ثالث وغیرہ کو بھی سدراہ حق ہوئی
وہ مجالس المومنین کے ذکر محمد بن بابویہ قمی مین فرماتے ہین زیرا کہ امام قائم مقام نبی ست در جمیع امور
مگر در اسم نبوت و نزول وحی اور اگر زیادہ تتبع کیا جاوی تو نزول وحی کا بھی مختصات نبوت سے ہونا
باطل ہوگا اپنی امام کلینی کے حدیث ملاحظہ فرمایئے عن السجاد[ع] ان علی بن ابی طالب کان محدثا
وهو الذی یرسل الله الیہ الملک فیکلمه ویسمع صوته ولا یری الصورة عن تحف اور کتاب
مختوم بخواتیم الذہب در مصحف فاطمی اگر بطور وحی کے نازل نہین ہوئی تو کیونکر آئی۔ بہر کیف معلوم ہوتا ہے کہ
ست زائد خصوصیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مثل نکاح چار سے زائد اور بہہ نفس سے نکاح کا ہونا وغیرہ
مختص ہے نسبت عوام امت کی ہین نہ نسبت ائمہ کے تو اب یہہ اصل آپکی اور آپکی اہل نحلت کی ہے مسلم ہے اہل
حق کے اور اپنی مسلمات سے خصم کو الزام دینا یہہ آپ جیسی مناظرہ دان ہی کا کام ہے علاوہ اسکی یہہ
محض قیاس ہے جسکو آپ فروع مین بھی قابل اعتبار نہین سمجھتے تو معلوم نہین کہ ایسی کیا مجبوری پیش آئی
کہ جسکی بدولت اصول عقائد مین اوسکو تسلیم کرکے مستدل قرار دیا۔ معہذا یہہ دلائل آپکی مدعا کو کیونکر مثبت
ہونگی کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہہ دلائل عصمت انبیاء باعتبار اوس مذہب کے وارد کیے ہین کہ جسمین
انبیاء کی عصمت صرف زمانہ نبوت مین تسلیم کی گئی ہین اور عصمت معتقد علیہا سامی جسکی آپ اثبات کے
درپے ہین وہ ہی جو صغائر و کبائر سے سہواً و عمداً از مہد تا لحد ہو تو جس مدعا پر آپ یہہ دلائل وارد فرماتے
ہین خصم پر اوسے حجت لانا بالکل لغو اور باطل ہے۔ پس سیر انبیاء کی نسبت عصمت کا قائل ہونا ائمہ کے
عصمت کو مستلزم نہین اور آپکا قیاس قیاس مع الفارق اور غلط ہے۔ باقی رہا تنتر افضلیت و نصیحت

[ع] امام سجاد سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ محدث تہے اور محدث وہ ہوتا ہے کہ جسکی طرف خدا فرشتہ بہیجے وہ اوس سے بات
کرے اور وہ اوسکی آواز سنے اور صورت نہ دیکہے ۱۲

ثبوت مین صرف میری اعتقاد افضلیت کو جو خلفاء کے نسبت ہی کافی سمجھنا اور میری اس قول کو
کہ منتفی خیال کرنا کہ اہل سنت علی الاطلاق نص کے منکر نہین وہ یہ بہی غلطی ہو جو اد نے طالبہ بہی نکرین
اور ہماری علامہ مجیب گذشتہ ابحاث مین بہت جگہ لکہ چکی ہین اور ہم متنبہ کر چکی ہین اب اس
تقریر سی صاف واضح ہوگیا کہ ہماری مجیب لبیب کو ہر شرائط کے دلائل کے بیان کرنے کی کسقدر
ضرورت تہی لیکن کیا کرین ہماری پاس خاطر کے رعایت لابد ہی تہی اسلیے جب کوئی دلیل ہم
نہ پہونچی تو امام رازی کے ہی دامن مین پناہ لی ولات حین مناص۔ **قولہ** لہذا گذارش ہی کہ اگرچہ
دلائل عقلیہ و نقلیہ عصمت امام بیشمار ہین اور انمین سی بہت سی ہماری علماء کرام نے کتب مبسوطہ
کلامیہ مین تحریر فرماتے ہین مگر یہان صرف اسیقدر پر اکتفا کیا جاتا ہی کہ آپکی محققین فخیم نے بہی انکو
لکہا ہی تا کہ آپکو بہی جای اعتراض نرہی۔ **بیت** خواہی کہ شود خصم تو عاجز ز سخن + می بند بکار قول
پیران کہن + خصم از سخن تو چون نگردد ملزم + ادرا بسخنہای خودش ملزم کن + **اقول**
ای حضرات اہل انصاف ہماری حضرت مجیب کے اس شدید انصاف کو دیکہنا چاہیی کہ اس میدان نبرد آزما
مین کسقدر طریق عدل سی منحرف ہی کہ مبحث اثبات عصمت ائمہ از عہد تا لحد مین دلائل عصمت
انبیاء کے جو زمانہ نبوت مین ہی تسلیم کیگیی ہی پیش فرماتے ہین اسکا نقض مجملاً گذشتہ
قول کے تحت مین عرض کر چکا ہون اور انشاء اللہ تعالے ہر ہر دلیل کے ساتہہ اوسپر جرح قدح
کر کے اوس خطا پر متنبہ کرونگا کہ جو ہماری مجیب و راونکی ہم مذہبونکو واقع ہوئی ہی پہر باینہمہ
خوبیہا کس ناز و افتخار سی رباعی زیب جواب فرماتے ہین۔ **قولہ** پوشیدہ نرہی کہ امام
فخر الدین رازی صاحب نے سولہ دلیلین عصمت انبیاء ع پر قائم کی ہین کہ وہ سب بغیر تغییر
عصمت ائمہ علیہم السلام مین جاری ہین بنظر اختصار اونمین سی بعض لکہی جاتے ہین حضرت مجیب
تفسیر کبیر ملاحظہ فرمائین۔ امام صاحب موصوف سورہ بقر پارہ اول رکوع ۴ مین ذیل
قولہ تعالے فازلہما الشیطان عصمت انبیاء مین اختلاف مذاہب کے ذکر کی بعد فرماتے ہین والمختار
عندنا انہ لم یصدر عنہم الذنب حال النبوۃ البتۃ لا الکبیرۃ ولا الصغیرۃ ویدل علیہ وجوہ احدہا لو صدر الذنب

منهم لكانوا اقل درجة من عصاة الامة وذلك غير جائز بيان الملازمة ان درجات الانبياء كانت في غاية الجلال والشرف وكل من كان كذلك كان صدور الذنب عنه افحش الا ترى الى قوله تعالى يا نساء النبي من يات منكن بفاحشة مبينة يضاعف لها العذاب ضعفين والمحصن يرجم وغيره يجلد وحد العبد نصف حد الحر واما انه لا يجوز ان يكون النبي اقل حالا من الامة فذلك بالاجماع انتهى - آپ ہی غور فرمائیے کہ یہہ دلیل بعینہ عصمت امام مین بھی جاری ہی ائمہ کے درجہ بھی بہ نہایت شرف وجلال مین ہین پس ایسی گناہ کا صادر ہونا بھی افحش ہوگا اور یہہ بات کہ امام کا امت سے کم درجہ ہونا جائز نہین ہے افضلیت کی بحث سے ظاہر ہے چنانچہ اسکا بیان بھی آگے آئیگا آپ افضلیت خلفا کی معتقد مین - **اقول** یہہ دلیل جو امام رازی نے عصمت انبیا مین وارد کی ہی کسیطرح عصمت ائمہ کو مثبت نہین ہو سکتی ہی اور بوجوہ محل بحث ہی اولا ظاہر ہی کہ ائمہ مطیع انبیا اور داخل افراد امت مین انبیا نہین جو جلال و شرف انبیا کو حاصل ہی ائمہ کو نہوگا کیونکہ بالاجماع ہر نبی اپنی تمام امت سے اجل واشرف ہی ائمہ اگر جلال و شرف کی کسی مرتبہ مین واقع ہون تاہم افراد امت سے خارج نہین ہو سکتی اور انبیا کی جلال و شرف کو نہین پہونچ سکتی تو صدور معصیت اگر منافی ہی تو اوس غایت درجہ کے جلال و شرف کو منافی ہی جو صرف انبیا ہی کو حاصل ہی اور افراد امت کو حاصل نہین ہو سکتا افراد امت مین سے اگر کسیکو کوئی شرف وجلال حاصل ہو وہ غایت درجہ کا جلال و شرف بدرجہ نہوگا تو صدور معصیت کو بھی منافی نہوگا پس درصورت صدور معصیت مستلزم کونسی استحالہ کو ہوگی اسمین کیا استحالہ ہی کہ امت مین کا فرد اعلی فرد سافل ہو جاتی ہی - ثانیاً افراد امت مین بھی ائمہ سے لیکر عدول و صلحاء امت تک جسقدر افراد و اصناف مین سبکو اپنی مرتبہ کے موافق جلال و شرف حاصل ہی صحابہ مقبولین غایت درجہ جلال و شرف مین واقع ہین بلکہ اوصیا مثل ابو طالب غایت درجہ شرف و جلال مین واقع ہین ازواج مطہرات مین آپکی نزدیک حضرت ام سلمہ رض غایت درجہ شرف وجلال مین واقع ہین اہلبیت سوائی ائمہ خصوصاً حضرت

فاطمہ رضی اللہ عنہا جو آیت تطہیر مین بہی داخل ہین غایت درجہ شرف وجلال مین واقع ہین تابعین لہم باحسان غایت درجہ شرف وجلال مین واقع ہین علی ہذا القیاس محدثین فقہا اخیار مین اصولیین و متکلمین خصوصاً جنکی شان مین ہی لولاھم لانقطعت آثار النبوۃ[۱] غایت درجہ شرف وجلال مین واقع ہین علاوہ ان سبکے نائب صاحب الزمان جو ہنگام غیبت کا رکن ہی جسپر تمام دین کا دار مدار ہوگا غایت درجہ شرف وجلال مین واقع ہی پس اگر شرف وجلال مطلق مستلزم عصمت ہی تو تمام مذکورین معصوم ہونگے۔ ولم یقل بہ احد۔ اور اگر شرف خاص ہی تو وہ فقط انبیا کا شرف وجلال ہے جو غایت اعلی درجہ کا ہی ائمہ کی شرف وجلال کا استلزام کسی دوسری دلیل سی ثابت فرمائیے۔ ودونہ خرط القتاد۔ ثالثاً نبی کا امت سی اشرف واجل واعلی و افضل ہونا اور اقل جلالا نہونا امام رازی نے باجماع ثابت کیا ہی لیکن ائمہ جو کہ خود افراد امت مین داخل ہین آپ اونکا اسیطرح اجل واشرف ہونا ہی بالاجماع ثابت کیجیئے ورنہ اس دلیل سی ہاتھہ دہو لیجیئے اور ائمہ کو قیاساً علی الانبیا امت سی افضل کہنا ہماری مجیب جیسی ہمہ دان کا کام ہی ورنہ فی الحقیقت یہہ تفضیل محال ہی کیونکہ مستلزم محال کو ہی تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ ائمہ احاد امت مین داخل ہین پس اگر تمام امت سی افضل ہونگے تو اپنی نفس سی بہی افضل ہونگی اور یہہ محال ہی کیونکہ مستلزم محال ہی وھو فضل الشی علی نفسہ پس افضلیت ائمہ قیاساً علی الانبیا وباطل ہوئی اور اگر ائمہ سی مراد ماعدا انفسہم ہی تو پہر انبیا پر قیاس کرنا بدیہی البطلان ہی اور تمام دلیل لغو۔ رابعاً اب ائمہ کو جو اس دلیل سی معصوم کہتی ہین تو اس وجہ سی کہتی ہین کہ جو علت عصمت انبیا ہی وہ بعینہ ائمہ مین بہی پائی جاتی ہی یعنی جیسی انبیا غایت درجہ جلال وشرف مین واقع ہین اسیطرح ائمہ بہی واقع ہین اور جسطرح انبیا کو امت سی کم درجہ ہونا جائز نہین ائمہ کا بہی امت سی کم درجہ ہونا جائز نہین تو بوجہ اشتراک اس علت کے جیسی انبیا معصوم ہین ائمہ بہی معصوم ہونگے اور یہہ صریح قیاس ہے کیونکہ قیاس کے

[۱] اگر یہہ لوگ نہوتے تو نبوت کے آثار منقطع ہوجاتے ۱۲ منہ

تعریف صاحب معالم الاصول نے یہہ کی ہے۔ القیاس هو الحکم علی معلوم بمثل الحکم الثابت[ف۱] علی معلوم آخر لاشتراکهما فی العلة اور یہہ تعریف بداہتہً اس جگہ صادق آتی ہے اب ہم اس کی علت کو دیکھتے ہیں ظاہر ہے کہ یہہ علت منصوصہ تو نہیں ہے۔ تو مستنبطہ ہوئی پھر اگر آپ معالم الاصول وغیرہ کتب اصول دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ وہ قیاس جسکی علت مستنبطہ ہو انکی نزدیک بالاجماع باطل ہے معالم الاصول میں مذکور ہے۔ والمشترک جامعاً و علة وهی اما مستنبطة او منصوصة[ف۲] و قد اطبق اصحابنا علی منع العمل بالمستنبطة الا من شذ وحکی اجماعهم فیه غیر واحد منهم و تواتر الاخبار بانکاره عن اهل البیتؑ و بالجملة فمنعه یعد من ضروریات المذهب اور بالفرض ہمنے تسلیم کیا کہ علت منصوصہ ہی ہوئی تاہم مستلزم جواز عمل کو ہوگی نہ وجوب اعتقاد کو کیونکہ باب اعتقادات میں ظنیات کو دخل نہیں ہے پس یہہ دلیل ثبوت عصمت ائمہ میں بالکل ناکافی ہوئی۔ خامساً وصف جلال و شرف جو انبیاء میں موجود ہے ہم کہتے ہیں کہ وہ بھی معلول کسی علت کا ہی اور وہ علت نبوت ہے یعنی وہ جلال و شرف جسکی علت نبوت ہی مستلزم عصمت ہے اور ظاہر ہے کہ وہ جلال و شرف جسکی علت نبوت واقع ہے ائمہ میں بالمرہ مفقود ہے تو یہہ قیاس بھی لغو ہوگا کیونکہ علت جامعہ اصل اور فرع میں مشترک ہی نہیں سادساً حکم علی المشتق علیۃ ماخذ پر دلیل ہوتا ہے پس انبیاء پر حکم اجل و اشرف ہونے کا کیا گیا ہے تو ظاہر دلیل ہے کہ اس حکم کے علت نبوت واقع ہے۔ یعنی یہہ شرف و جلال جو انبیاء کو حاصل ہوا ہے اوسکی علت نبوت اور اصطفاء خداوند تعالیٰ شانہ ہے اور یہہ حکم جبکہ معلول نبوت ہوا تو زمانہ نبوت ہی پر مقصور ہوگا اور جب زمانہ نبوت پر مقصور ہوا تو اسکا لازم یعنی عصمت وہ بھی زمانہ نبوت پر مقصور ہوگی پس اگر بالفرض محال یہہ دلیل عصمت ائمہ میں جاری ہو تو ہماری مجیب کے مدعا کو مثبت نہوگی کیونکہ

ف۱ قیاس وہ حکم ایک امر معلوم پر ہے مثل حکم دوسری امر معلوم کے بسبب اسکی کہ دونو علت میں مشترک میں ۱۲

ف۲ اور امر مشترک کو علت اور جامع کہتے ہیں اور علت یا مستنبط ہوتی ہے یا منصوصہ اور ہماری اصحاب بجز شاذ کے سب متفق ہیں کہ مستنبطہ پر عمل منع ہے اور بہت لوگوں نے اسمیں اجماع بیان کیا ہے اور اہل بیت سے اسکا انکار متواتر ثابت ہے الغرض اسکی ممانعت ضروریات دین سے ہے ۔ ۱۲ ۔

مدعی اثبات عصمت ائمہ ہے اور اس دلیل سے غایت سے غایت یہہ ثابت ہوگا کہ ائمہ زمانہ امامت میں معصوم ہیں وأین ہذا من ذاک - معہذا مدار اس دلیل کا اس پر ہے کہ اگر انبیا سے معصیت صادر ہوگی تو انبیا رباانیہمہ جلال و شرف عصاۃ امت سے اقل درجہ ہونگے اور ظاہر ہے کہ اسکا جریان اوسی وقت ممکن ہے جبکہ نبوت ہو اور جب نبوت نہین تو امت کہان ہوگی کیونکہ امت بعد بعثت ہوگی اور جب امت نہوئی تو اقل درجہ ہونا در صورت صدور معصیت لازم نہ آیا تو عصمت قبل نبوت ثابت نہوئی تو اس دلیل سے عصمت قبل الامامت کیونکر ثابت ہوگی پس ہمارے حضرت مجیب ذرا انصاف سے ملاحظہ فرماوین کہ یہہ دلیل عصمت ائمہ مین کیونکر جاری ہو سکتی ہے -

قولہ پہر امام صاحب موصوف فرماتے ہین ثانیہا ان یقبل اقدامہ علی الفسق وجب ان لا یکون مقبول الشہادۃ بقولہ تعالی ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا لکنہ مقبول الشہادۃ والا لکان اقل حالا من عدول الامۃ وکیف لا نقول ذلک وانہ لا معنی للنبوۃ والرسالۃ الا انہ یشہد علی اللہ تعالی بانہ شرع ہذا الحکم وذلک وایضا فہو یوم القیمۃ شاہد علی الکل لقولہ تعالی لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا - چونکہ امام ہی احکام شریعت بیان فرماتا ہے اور شہادت دیتا ہے کہ خدا و رسول نے یہہ حکم امت کے لیے مشروع کیا ہے پس یہہ دلیل بھی عصمت امامت مین جاری ہے کیونکہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین قول خلیفہ کو دین مین حجت اور اختلاف کے حیرت کا مخلص فرماتے ہین چنانچہ مقصد اول کے فصل دوم مین یہہ عبارت درج ہے صفحہ ۱۴ مطبوعہ مطبع مذکور کے آخر سے شروع ہوتی ہے - واز لوازم خلافت خاصہ آنست کہ قول خلیفہ حجت باشد در دین نہ بآن معنی کہ تقلید عوام مسلمین ہر احدیم باشد زیراکہ این معنی از لوازم اجتہاد است و در خلافت عامہ بیان آن گذشتہ نہ بآن معنی کہ خلیفہ فی نفسہ بے اعتماد تنصیص آنحضرت صلعم واجب الطاعت باشد زیراکہ این معنی غیر نبی را میسر نیست بلکہ مراد اینجا منزلتیست مین المنزلتین تفصیل این صورت آنست کہ آنحضرت صلعم حوالہ فرمودہ باشند بعضی امور را بشخصی بخصوصہ اسمہ او پس لازم شود متابعت او چنانکہ لازم میشود متابعت امراء جیوش آنحضرت صلعم بمقتضاء امر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دراین خصلت از خلفاء راشدین ہمان پیش مینماید کہ قول زید بن ثابت را در فرائض مقدم باید ساخت بر اقوال مجتہدین دیگر و قول عبد اللہ بن مسعود را در قرأت و فقہ و قول ابی بن کعب را در قرأت بر قول دیگران و قول اہل مدینہ را نزد یک اختلاف مست بر قول دیگران آنحضرت بتعلیم اللہ عز و جل دانستند کہ بعد آنحضرت اختلاف ظاہر خواہد شد و امت در بعض مسائل بحیرت دلہ خواہند افتاد کاملہ آنحضرت برای است تقضا فرمود کہ مخلص آن حیرت برای ایشان تعین فرمایند و درین باب حجتی برای امت تمام کنند و این معنی ثابت ست برائی خلفاء اربعہ۔ انتہی بقدر الحاجۃ ۔ پس یہہ دلیل بھی مخصوص امام مین جاری ہی اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کا شاہد ہونا احادیث اہل سنت سے ثابت ہی پس وہ جناب بہی معصوم ہین۔ **اقول** یہہ دلیل بھی مثبت مدعا نہیں اور بوجوہ چند اسمین اختلال ہی چنانچہ بوجوہ اختلال جو دلیل اول کے ابطال مین بیان کیی گیی ہین اس دلیل مین بھی جاری ہین اور علاوہ انکی اور بھی بعض وجوہ ہین جو قادح استدلال ہین پس مختصر الذکر ہی اولا اس دلیل کا مدار اسپر ہی کہ رسول حکم نص تمام امت پر شہید ہی با لبداہۃ خداوند تعالی کے پر شہید ہی کہ اسنی یہہ احکام مشروع فرمایی اور نیز اسپر ہی کہ رسول کا عدول امت سے کم درجہ ہونا باطل ہے اب ہم امام کو دیکھتی ہین تو نہ وہ بحکم نص تمام امت پر شہید ہی اور نہ خداوند تعالی کے پر اسکی تشریع احکام کا شہید ہی۔ امر اول کے وجہ یہہ ہی کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہی وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا اور اس آیت شریفہ کا حاصل یہہ ہی کہ ہمنی تمکو امت وسط اسلیے بنایا ہی کہ تم امم ماضیہ پر جنکہ وہ اپنی رسل کے تبلیغ کا انکار کرینگی انکی رسل کے تبلیغ کے شہادت دو اور رسول صلعم تمہاری تمہاری توثیق فرماوی اور تمہاری صدق فی الشہادت پر شہادت دیوی تو اسمین حسب قاعدہ اصول مسلمہ سنی یا خطاب ان لوگونکو ہی جو ہنگام نزول آیت موجود تھی یا خیار امت کو یا تمام امت کو بہرکیف اگر یہہ شہادت اول مستلزم عصمت ہی تو ہزارہا احاد امت معصوم ہونگی کیونکہ

اسی طرح ہمنی تمکو گروہ عدل کہ تم لوگون پر گواہ ہو اور رسول تمپر گواہ ہو — ١٢

اس شہادت مین سب شامل ہین اور شہادت رسول مین حق تعالے شانہ نے کسیکو امت مین سے شریک نہین فرمایا اور نیز رسول کی شہادت فی نفسہا کیا کم ہی جو کسی دوسری کی شہادت کے شریک کرنے کی ضرورت واقع ہوا اور نیز مستلزم اسکو ہی کہ جو شخص احاد امت مین سے شریک شہادت رسول ہوگا اوسکی شہادت اپنی صدق و توثیق پر ہوگی وھو بدیہی البطلان اور ظاہر ہی کہ جب یہہ شہادت جناب امیر کے واسطے ثابت نہوئی تو عصمت بہی ثابت نہوئی۔ امر ثانی کے وجہ یہہ ہی کہ حجۃ اللہ میں ہی
وانہ لا معنی للنبوۃ والرسالۃ الا ان یشھد علی اللہ تعالی انہ شرع ھذا الحکم لہذا ۱
کہ یہہ معنی ہین کہ رسول بلا توسط کسی بشر کی بلکہ بتوسط وحی آلہی کے یہہ شہادت دیتا ہی کہ یہہ حکم خداوند تعالے نے مشروع فرمائی اور یہہ شہادت قطعًا امام کو میسر نہین کیونکہ بشہادت شہید ثالث شوستری ثابت ہو چکا کہ نزول وحی خاصہ رسول ہی امام اگر شہادت دیتا ہی تو رسول پر شہادت دیتا ہی اور بواسطہ رسول کے کہتا ہی کہ حق تعالی نے بواسطہ اپنی رسول کے امت کے لیے فلان حکم مشروع فرمائی اور یہہ امر کچہہ محض امام کے ساتہہ مخصوص نہین بلکہ ہر ایک علما و فقہا و مجتہدین و قضات و نواب و رواۃ وغیرہ سکے سب اپنی اپنی درجہ کی موافق اس امر کی شہادت دیتی ہین کہ خدا تعالی نے بواسطہ اپنی رسول کے یہہ احکام امت کی لیے مشروع فرمائی تو یہہ شہادت بہی اسیطرح مستلزم عصمت کو نہین ورنہ یہہ سب فرقہ معصوم ہون پس اس تقریر سے صاف و صریح ہی کہ ہماری مجیب نے جو عبارت ازالۃ الخفا سے استدلال کیا ہی وہ محض لغو اور قلت فہم ہی ورنہ اگر تہوڑی سی بہی فہم ہو تو ازالۃ الخفا کی عبارت سے مثل روز روشن ظاہر ہی اور اس سے سمجہا جا سکتا ہی کہ خلیفہ کا قول بالاستقلال بلا توسط تنبیہ رسول دین مین حجت نہین وہ فرماتے مین ورنہ باین معنی کہ خلیفہ فی نفسہ بے اعتماد بر تنبیہ آنحضرت صلعم واجب الاطاعۃ باشد اس عبارت سے جو مطلب بصراحۃ ظاہر ہی وہ ادنے فارسی خوان بہی سمجہہ سکتا ہی لیکن معلوم نہین ہماری حضرت مجیب نے باینہمہ ادعای ہمہ دانی کیونکر اوسکو اپنا مستدل قرار دیا

ا نبوت اور رسالت کے سوا اسکی اور کچہہ معنی نہین ہین کہ خدا پر گواہی دی کہ اوسنی ہلا درہ حکم مشروع فرمایا ہی ۱۲

اہل انصاف ملاحظہ فرمائین اور اگر اور بہی کچہہ نکرین تو حضرت کی خوش فہمی کے تو ضرور ہی داد دیوین - باقی رہا یہہ جملہ کہ جناب امیر کا شاہد ہونا احادیث اہل سنت سے ثابت ہی یہہ محض برات عاشقان بر شاخ آہو کا مصداق ہی اگر واقعی ثابت ہی تو لائیے ہم بہی تو آپکا پایہ علم دیکہین علاوہ اسکے احادیث احاد کو اگر بالفرض صحیح بہی تسلیم کرلین تو آپ حضرات ہی فرماتی ہین کہ اعتقادات مین احادیث احاد کو کچہہ دخل نہین علی الخصوص جبکہ نص کے معارض واقع ہو۔ معہذا ہم نے جناب امیر کی شہادت کا کب انکار کیا ہی لیکن یہہ شہادت مستلزم عصمت نہین کیونکہ اگر یہہ مستلزم عصمت ہوگی تو ہزارہا احاد امت معصوم ہونگے۔ اور امام کے امت سے کم درجہ ہونے کے یہی دلیل کے جواب مین اسکی بحث گذر چکی ہی ـــ ہم بخوف تطویل اوسکا اعادہ نہین کرتے۔ ثانیاً بفرض محال اگر جناب امیر کا رسول کی شہادت مین شریک ہونا ثابت ہو بہی تاہم آپکا مدعا ثابت نہین ہوسکتا کیونکہ آپ صرف عصمت جناب امیر ہی کی تو قائل نہین ہین بلکہ آپکے نزدیک ائمہ احد عشر باقی بہی معصوم ہین اونکی شہادت ہی ثابت کیجیے ورنہ اونکی عصمت سے دست بردار ہو جیے۔ ثالثاً یہہ دلیل مثبت مدعا مجیب نہین ہی کیونکہ مدعا اثبات عصمت کا ہی معصیت صغیرہ اور کبیرہ سے سہواً ہو خواہ عمداً اور وہ اس سے ثابت نہین ہوتا وجہ اسکی یہہ ہی کہ اس دلیل کا مدار در صورت صدور معصیت کی عدم قبول شہادت پر ہی اور ظاہر ہی کہ یہہ ایسی معصیت کی ساتہہ مخصوص ہی جسکا صدور مستلزم رد شہادت ہو پس جو معاصی ایسی ہین جنکا صدور مستلزم رد شہادت کو نہین مثلاً سہواً کوئی صغیرہ گناہ صادر ہو جائے کہ وہ ممتنع نہو حالانکہ اوسکا صدور بہی مثل کبائر کے ممتنع الصدور معتقد ہی۔ رابعاً اس دلیل مین قیاس در قیاس واقع ہی کیونکہ جناب امیر المومنین رض کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس کرکے حکم عصمت کا لگایا ہی بعد باقی گیارہ ائمہ کو جناب امیر پر قیاس فرمایا وہو ظاہر البطلان **قولہ** پہر امام رازی صاحب فرماتی ہین

لو صدرت المعصیة من الانبیاء لکانوا مستحقین للعذاب لقوله تعالی ومن یعص الله ورسوله فان له نار جهنم خالدین فیها ولا یستحق اللعن لقوله تعالی الا لعنة الله على الظالمین ولاجتمعت الامة على ان احد

من الانبیاء لم یکن مستحقا للعن والعذاب فثبت انه ما صدرت المعصیة عنهم انتہی اسطرح ہم پر ہین کہ اگر ائمہ علیہم السلام سے گناہ صادر ہوتا تو مستحق عذاب ولعن کے ہوتے اور اہل اسلام کا اجماع ہے کہ ائمہ برحق یعنی جناب امیر علیہ السلام ودیگر ائمہ طاہرین علیہم السلام مستحق لعن وعذاب نہ تہی پس ثابت ہوا کہ ان حضرات سے گناہ صادر نہین ہوا ہے **اقول** یہہ دلیل بہی مثل دلائل سابقہ مخدوش اور محل بحث ہی ہم کہتے ہین کہ جناب فاطمہ رض اور صحابہ مقبولین اور ذریہ طاہرہ غیر مستحق لعن وعذاب کے تہے تو پہر یہہ بہی معصوم ہونگے۔ بلکہ ادنے ادنے صلحاء امت واہل تقوی مستحق لعن وعذاب خلود نار نہین منشاء اس تلبیس اور مغلطہ کا یہہ ہی کہ امامت کو ہم جنس نبوت جیساکہ خود معتقد ہین ویسا ہی خصم کی نزدیک بہی سمجہہ لیا ہی حالانکہ خصم اسکو تسلیم نہین کرتا اور چونکہ وصف نبوت بالبداہۃ وبالاتفاق ایک ایسا وصف ہی جسمین غایۃ تقرب اور کمال خصوصیت حق تعالے کی جناب کے ساتھہ حاصل ہی اور کوئی وصف امامت وغیرہ اس منصب کو بالاتفاق نہین پہونچتا تو جو منافات کہ اس وصف عالی کو عدم استحقاق عذاب ولعن کے ساتھہ ہوگی وہ منافات کسی دوسری وصف کے ساتھہ نہوگی اور جو استحالہ وفساد اس وصف کی ساتھہ اجتماع استحقاق لعن وعذاب سے لازم آویگا وہ کسی وصف کو تہہ اجتماع سے لازم نہ آویگا تو پس نبوت مین اس دلیل کے جاری کرنمین یہہ معارضہ پیش نہین ہوسکتا علاوہ اسکی یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ اہل اسلام کا اجماع ہی کہ ائمہ برحق یعنی جناب امیر ودیگر ائمہ طاہرین مستحق لعن وعذاب نہ تہی پہلی آپ ان تمام حضرات کے بالاجماع امامت تو ثابت فرمائیے۔ اوسکی بعد اجماعی ہونی عدم استحقاق لعن وعذاب کا دعوی کیجیے اور بالاجماع ثبوت امامت محال ہی غرض اس دلیل سے بہی حضرات کا معصوم ہونا ثابت نہین ہوسکتا۔

قوله پہر امام صاحب ممدوح فرماتے ہین کہ انہم کانوا یامرون الناس بطاعۃ فلو لم یطیعوہ لدخلوا تحت قوله تعالی اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم الی قوله کیف العجزون ا... الانبیاء آخر مین امام صاحب فرماتے ہین کہ جو بات دعظین امت کو لائق نہین کیونکہ جائز ہو گروہ انبیاء کی طرف نسبت کیجائی ائمہ بہی آدمیونکو خدا کی اطاعت کا حکم کرتے تہی کیونکہ امر بالمعروف

اثبات شہزادہ عصمت ائمہ کی چوتھی دلیل ماخوذہ تفسیر کبیر کا ابطال

اور نہی عن المنکر تعریف تفصیلی امامت مین داخل ہی پس اگر ائمہ خود اطاعت اللہ جل شانہ نکرین تو اس آیت کی تحت مین داخل ہون اور جو بات کہ واعظین امت کو لائق نہین وہ ائمہ کی طرف کیونکر نسبت کیجاوے

اقول یہہ دلیل بہی ثبوت عصمت ائمہ مین مثل دلائل سابقہ کے مجروح و مخدوش ہی کیونکہ اگر مطلق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مستلزم عصمت عند المجیب ہی تو یہہ قضات و ناظمان اور وعاظ وغیرہ کو بہی معصوم تسلیم فرماوین اور یہہ امر بدیہی ہی کہ مرتبہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اندر تشکیک ہی اور عصمت مین تشکیک بالاجماع نہین تو امام رازی رحمہ نے فرد اعلی اعتبار فرمایا ہی جسمین تحقق عصمت یقینی ہوگا حاصل یہہ کہ وصف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اولاً و بالذات انبیاء کو ثابت ہی اور ثانیاً و بالتبع ائمہ و قضات و محتسبان و وعاظ مین بہی پایا جاتا ہی تو جو امر ادنے درجہ کی لوگونکی شان کے لائق نہین وہ اعلے درجہ والونکی لیے ممتنع و محال ہوگا کیونکہ اوس مرتبہ کے ساتہہ اوس امر کو منافات تامہ ہوگی اور یہہ ضرور نہین کہ اگر کوئی امر اعلی درجہ والونکی واسطے ممتنع ہوجاوے تو ادنے درجہ سے بہی ممتنع ہوجاوے لائق نہونا دوسری بات ہی اور ممتنع ہونا دوسری ہان اسقدر مراتب متفاوتہ مین ضرور ہوگا کہ جو مراتب ملحق درجہ عالیہ کے ساتہہ ہونگی اونکو لحوق اور قرب اور تشابہ اوس مرتبہ کے ساتہہ زیادہ ہوگا اور جو مراتب درجہ سافلہ سے اقرب ہونگی اونکو اوس درجہ کے اوصاف کے ساتہہ زیادہ تشارک ہوگا پس چونکہ مرتبہ امامت و خلافت کو مرتبہ نبوت سے زیادہ لحوق و قرب ہی تو اسلیے ہم کہہ سکتے ہین کہ اگر معصوم نہین تو محفوظ ہین۔ اس تقریر سے واضح ہوگیا کہ یہہ معارضہ اوسی صورت کے ساتہہ مختص ہی جبکہ حکم فرد عالی سے متجاوز ہو کر کسی دوسری مرتبہ سافلہ مین بہی جاری کیا جاوے اور اگر اوسی مرتبہ پر منحصر رکہا جاوے تو معارضہ نہین ہوسکتا۔ معہذا سہو و نسیان مین بہی یہہ دلیل جاری نہین ہوسکتی پس عدم حضرت مجیب ثابت ہونا بہی ممتنع ہی اب بعد ختم جواب ادلہ سامی جو امام رازی سے منقول ہوئی مختصراً اسقدر اور گذارش ہی کہ علاوہ مفاسد مذکورہ کے عموماً آپکی استدلال مین یہہ فساد ہی کہ آپکو یہہ بہی معلوم نہین کہ عدم عصمت انبیاء کے صورت مین جو محالات لازم آتے ہی اون محالات کا عدم عصمت ائمہ کے صورت مین کونسا لزوم مثبت

مدعا ہی اور کونسا نہین آپنے صرف اپنی قلت استعداد کے سبب سے دہوکہا کہایا اور آپکی تو کیا حقیقت ہے
آپکی چلپی وغیرہ نے الغین وغیرہ مین جنکی آپ خوشہ چین ہین یہہ غلطی کہائی - ایسی علما ر اعلام
کی نسبت قلت استعداد کا گمان تو مستبعد ہی لیکن ہان انتصار مذہب کے واسطے بغرض فریب
دہی جہال اسکی تکب ہا ہے جو ہوگی تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ امام رازی نے دلائل منقولہ مین عدم عصمت انبیا کی صورت
مین جو لزوم محالات بیان کیا ہی مثلا پہلی دلیل مین عصاۃ امت سے قلیت رتبہ کا لزوم ہی اور دلیل ثانی مین غیر مقبول الشہادۃ ہونے کا
لزوم ہی اور غیر مقبول الشہادہ ہولی ہین عادل امت سے اقل مرتبہ ہونے کا لزوم ہے اور دلیل
ثالث مین استحقاق لعن و عذاب کا لزوم ہی اور دلیل رابع مین دخول تحت قولہ تعالے اتأمرون
الناس - الخ - کا لزوم ہی پس عدم عصمت ائمہ کی صورت مین یہہ لزوم محالات تین طرح
ہو سکتا ہی یا باولویت ہوگا یا بالمساوات ہوگا یا بالضعف والقلت ہوگا لزوم بالاولویہ
اور بالمساوات اگر مستلزم ثبوت مدعا ہو تو لیکن لزوم ثالث ہرگز مثبت دعوی نہین لیکن
ثبوت لزوم اول و ثانی ائمہ مین محال - کیونکہ مستلزم افضلیت یا مساوات ائمہ کی انبیا سے ہی مجوزہ ہی
سو ثبوت لزوم بالاولیہ والاولویہ اور بالمساوات باطل ہوا اور ثبوت لزوم بالضعف والقلت مفید ثبوت
مدعا نہین تو اوسپر استدلال کا مدار رکہنا محض قلت فہم و استعداد یا دہوکہہ دہی پر مبنی ہے آپ میری
گذارش کو خوب غور سے ملاحظہ فرمائین اور سوچین واللہ الہادی **قولہ** غرضکہ اسیطرح کل دلائل
جو امام صاحب نے عصمت انبیا مین تحریر فرمائی ہین وہ بعینہ یا کسیقدر تغیر سے عصمت ائمہ
مین جاری ہین بخوف طوالت اسی پر اکتفا کیا گیا آپ تفسیر کبیر کا یہہ مقام ملاحظہ فرمادین **اقول**
مینے ارشاد سامی کی تعمیل کے اور تفسیر کبیر کا یہہ مقام دیکہا اوسکے دیکہنے کا جو نتیجہ پیدا ہوا وہ
جناب پر بخوبی منکشف ہو گیا ہوگا - غالبا جنابنے یہہ وہ دلائل نقل فرمائی جو بعینہ بلا تغیر
عصمت ائمہ مین بزعم جناب جاری ہوتے ہین سو اونکا بعینہ کیا بلکہ بتغیر بہی عصمت ائمہ مین جاری
ہونا جناب پر خصوصا اور ارباب انصاف پر عموما منکشف ہی اور اون دلائل سے جو بتغیر یسیر
عصمت ائمہ مین بزعم جناب جاری ہوتی ہین چشم پوشی اور اغماض فرمایا حالانکہ ثبوت عصمت

مین بعض اون دلائل مین سے اقوی تھی خالی از علت نہین - غرض اہل عقل و انصاف کی نزدیک دلائل
مذکورہ سے جو بعینہ عصمت ائمہ مین بزعم مجیب صاحب جاری ہوسکتی ہین حال دلائل غیر مذکورہ کا قیاس
کیا جاسکتا ہے - **قولہ** اب آپکی خاتم المحدثین صاحب کی تقریر جو تحفہ کے باب ششم عقیدہ سوم
مین تحریر فرمائے ہے لکھی جاتی ہے - اس سے ہی عصمت ائمہ ثابت ہی گو صاحب تحفہ اسکی منکر ہین وہ
عبارت یہ ہے - والحق مرتبہ نبوت وفائدہ بعثت مقتضی عصمت این بزرگواران ست بچند وجہ اول
آنکہ اگر از انبیا گناہان عمداً صادر شوند و امت مامورست باتباع ایشان قل ان کنتم تحبون اللہ
فاتبعونی - وخود ایشان از معاصی وگناہان مردم را باز میدارند و نہی میکنند پس تناقض درمیان
دعوت قولی و فعلی لازم آید - دوم آنکہ اگر گناہ کنند باید کہ باشد عذاب معذب شوند لقولہ تعالی
اذا لاذقناک ضعف الحیوۃ وضعف الممات ولقولہ تعالی یا نساء النبی من یات منکن بفاحشۃ
مبینۃ یضاعف لہا العذاب ضعفین ومعذب شدن خاصہ باشد عذاب منافی ومخالف منصب
نبوت ست زیرا کہ نبی شفیع امت ست وشاہد نیکی وبدی ایشان ست وچون خود درکار خود
درماندہ باشد شفاعت کہ کند وشہادت کہ ادا نماید - سیوم آنکہ اگر گناہ میکردند مثل سلاطین
جابر میشدند کہ مردم را زجر میکنند و سیاست می نمائید بر رسوم فاسدہ وارتکاب فواحش وخود عمل
می آرند ولابد روش انبیا از ملوک جابرہ وسلاطین ظالم ممتاز و مبائن می باید - چہارم آنکہ اگر گناہ
کنند مستوجب ایذا و اہانت وعقوبت گردند وقد قال اللہ تعالی ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم
اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لہم عذابا مہینا - پنجم آنکہ اگر گناہ ایشان بر امت ظاہر شود استنکاف
نماید از اطاعت ایشان واز نظر ایشان بیفتند بلکہ من بعد تصدیق نکنند و تکذیب نمایند گویند
اگر ایشان در اخبار ومواعید خود راست میگفتند خود چرا مرتکب این کار میشدند انتہی بیان دلیل
اول یہ ہے کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اولی الامر کی اطاعت
مثل اطاعت خدا و رسول کے منظور ہے کہ جنکی اطاعت مثل اطاعت خدا اور رسول ہے وہ معصوم ہون
ورنہ وہ ہی تناقض لازم آئیگا - باتفاق مفسرین فریقین اولی الامر سے مراد ائمہ و خلفا ہین - اور نیز

آیت مین جو توجیہات بلیغہ مابعد کی آتیونکی اہل سنت کرتے ہین اون سب کو لفظ اطیعوا باطل کرتا ہی **اقول** جریان اس دلیل کا عصمت ائمہ مین دو وجوہ محل بحث ہی مختصر اگذارش ہی اولاً اس استدلال مین غلطی یہہ ہی کہ اطاعت کو اور اتباع کو ہم معنی سمجھہ لیا حالانکہ ان دونو الفاظ کے معانے مین جو بہی تغایر ہی وہ ادنی طلبہ پر بہی مخفی نہین رسول کے حق مین اطاعت اور اتباع ہر دو نازل ہوئی ہین اور اولوا الامر سی اگر مراد ائمہ ہی ہون تاہم اونکی حق مین فقط اطاعت وارد ہوا ہی اتباع وارد نہین ہوا اور علامہ دہلوی قدس سرہ العزیز نے استدلال عصمت انبیا پر لفظ اتباع سی کیا ہی اطاعت سی نہین کیا پس یہہ ہماری مجیب لبیب کی خوش فہمی اور عالی سمہ دانی ہی کہ اس استدلال کو لفظ اطاعت مین لیگئی حالانکہ اوسمین جاری نہین ہوسکتا ہی کیونکہ اگر ائمہ سے معصیت صادر ہو تو ہم کہہ سکتی ہین کہ ہم اونکی اتباع کی مامور نہین جو معصیت مین بہی اتباع لازم آوے اور اونکا معصیت مین بہی اتباع کرین اور اگر معصیت کا حکم کرین تاہم اطاعت واجب نہین کیونکہ مطاع مطلق نہین بلکہ مطاع محدود ہین کیونکہ واسطہ اطاعت خدا و رسول ہین اور نیز لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق[1] بہی مانع ہی بخلاف اتباع کے کہ اول اتباع بحق ائمہ منصوص نہین ہی اگر کہین وارد ہوا ہو تو ظاہر ہی کہ اتباع مطلق نہین بلکہ وہ بہی محدود ہی اور حق تعالی شانہ نے رسول علیہ السلام کے پیروی کو مطلق اپنی محبت کی ساتہہ مربوط کیا ہی جو کسی امام کے حق مین نہین ہوسکتی فرمایا ہی قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ[2] حق تعالے شانہ رسول کے اتباع کو سبب محبت خدا تعالی اور سبب مغفرت ذنوب قرار دیتا ہے اور ائمہ مین یہہ امر سراسر مفقود ہی۔ ثانیاً اس آیت سے یہہ دعوی کہ اطاعت امام مثل اطاعت خدا و رسول ہی بالکل غلط ہی ہرگز آیت سی مماثلت ثابت نہین ہوتی اور نہ آیت مین کوئی لفظ مماثلت پر لفظاً و تقدیراً دال ہی اور حرف

[illegible] ابن حضرت شاہ ولی اللہ صاحب [illegible]

[1] جسمین خالق کے معصیت ہو اوسمین مخلوق کی اطاعت نہین [2] تو کہہ اگر تم اللہ کو دوست رکہتی ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تمکو دوست رکہیگا اور تمہاری گناہ بخشیگا۔ ۱۲

تشبیہ ملفوظ یا مقدر ہی پس یہہ محض ہماری مجیب کا کمال علم ہی و بس۔ ثالثاً یہہ جملہ کہ اولو الامر
کی اطاعت مثل اطاعت خدا و رسول ہے ہماری مجیب کے کمال علم پر واضح دلالت کرتا ہی کیونکہ
اگر مماثلت سی مراد صرف تشارک اور مماثلت فی الجملہ ہی تو مسلم لیکن بداہۃً مفید مدعا نہین
کیونکہ نفس مماثلت مستلزم نہین کہ جو حکم مشبہ بہ کیواسطی ثابت ہو وہ مشبہ کے واسطے بھی ثابت
ہو ورنہ تشبیہ قائلین بھی مفترس ہو اور صورت انسان علی الجدار ناطق علاوہ اسکی جو حکم کہ آپ
ائمہ مین جاری کرتے ہین وہی ہم اون اولو الامر مین جاری کرینگے جنکو امام عام خاص
ولایات پر عامل و حاکم مقرر فرماکہ بھیجی جیسی زیاد بن ابیہ دعی ابی سفیان کہ جناب امیر کا
عامل تہا وہ بھی واجب الاطاعت ہونے مین آپکی نزدیک مثل خدا و رسول کے ہین
تو وہ بھی معصوم ہو معہذا ہم یہہ بھی سوال کرینگی کہ امام کی اطاعت مثل خدا و رسول کے ہوئی
اور آپنے رسول کی اطاعت کے ساتہہ مماثلت سی تو ائمہ کو خاصہ رسول سے یعنے عصمت
مین شریک فرمایا کیونکہ ظاہر ہی کہ عصمت صرف وصف رسول ہی تو رسول کے ساتہہ ائمہ کی مماثلت
ائمہ مین عصمت کی ثبوت کی مقتضی ہوگی۔ لیکن ائمہ کی اطاعت کو خدا کی اطاعت کی ساتہہ
بھی مماثلت فرماتی ہی تو اس مماثلت کے اعتبار سی ائمہ کو خداوند تعالے کی کونسی خاصہ مین شریک
فرمائیگا اور اگر مماثلت سی مراد مساوات ہی تو غلط اور غیر مسلم ہی اولو الامر کی اطاعت مساوی
اطاعت خدا و رسول کے ہرگز نہین ہوسکتی کیونکہ خدا و رسول جو کچھہ امر فرماوی اوسمین ذرا گنجایش
چون و چرا کی نہین ہوسکتی کیونکہ وہ سراسر تشریع ہی اور اولو الامر کا امر تشریع نہین اور وہ قابل
تامل ہوسکتا ہی اگر موافق کتاب و سنت ہی تو واجب الاطاعت ہوگا ورنہ نہین چنانچہ خود جناب
امیر نے اسکی نسبت شہادت فرمائی جو نہج البلاغہ مین منقول ہی[1] لا تکفوا عن مقالۃ بحق او مشورۃ
بعدل فانی لست بفوق ان اخطی خود خداوند تعالی نے اپنی کلام مجید مین اسکی طرف اشارہ
فرمایا اور فرمایا۔ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ الخ[2] اس سی صاف معلوم ہوسکتا ہی

[1] اسکا ترجمہ سابق گذر چکا ہی ۱۲ [2] تم اگر کسی چیز مین جھگڑو تو اوسکو اللہ و رسول کی طرف لوٹاؤ۔ ۱۲

کہ اولوالامر مین تنازع ممکن ہی لیکن امر خدا و رسول ہر حال واجب الاطاعت ہی اور اوسمین تنازع
ہی ممکن نہین بلکہ تنازع کا فیصلہ اونہی کے امر کے ساتہہ منوط ہی تو اس سے صاف ظاہر ہی
کہ دعوی مساوات بین الاطاعتین صریح دہوکا ہی جسکا منشا کم فہمی ہی۔ رابعاً اگر اولوالامر سے
مراد ائمہ وخلفا ہین اور انکی اطاعت مثل اطاعت خدا و رسول کے ہی تو حسب شہادت جناب امیر ع
جسکو شریف رضی نے نہج البلاغہ اور ابن میثم بحرانی نے اپنی شرح مین نقل کیا ہی ابوبکر و عمر و عثمان
رضی اللہ عنہم بہی امام حق اور معصوم ہونگی علامہ رضی نہج البلاغہ کے خطبہ ومن کلام لہ علیہ السلام
لما ارادہ الناس بالبیعۃ بعد قتل عثمان مین نقل فرماتے ہین وان ترکتمونی فانا کاحدکم
ولعلی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموہ ابن میثم اسکی شرح مین تحریر فرماتے ہین قطعاً وان ترکتمونی
ای کنت کاحدکم فی الطاعۃ لامیرکم ولعلی اکون اطوعکم لہ ای لقوۃ علمی بوجوب طاعۃ الامام
اس عبارت کو اگر آپ دیکہین تو مختصر شرح ابن میثم مین دیکہین بلکہ شرح کبیر مین ملاحظہ فرماوین
ظاہر ہی کہ جو شخص خود امام مفترض الطاعۃ وخلیفہ برحق ہو تو وہ خود مطاع ہوگا اوسے
کسیکی اطاعۃ لازم نہین تو جناب امیر ع اہل حل وعقد سے اونکی بعیت کے ارادہ کے وقت یہہ ظاہر
فرما رہے ہین جسمین صاف لزوم اطاعۃ امیر ذمہ جناب ع ثابت ہوتا ہی تو اس سے صاف مفہوم
ہوتا ہی کہ اوسوقت خود جناب امیر امام مفترض الطاعت نہین تہی بلکہ امام مفترض الطاعت
وہ شخص ہی جسکو اہل حل وعقد امام بناوین اور جس سے وہ بعیت کرین اور خلفاء ثلثہ رض اہل حل
وعقد کی بعیت سے امام ہوئی تو وہ امام حق اور خلیفہ مفترض الطاعت اور اولوالامر ہوئی اور انکی
اطاعت مثل اطاعت خدا و رسول کے باعتبار اوس مماثلت کے جو مماثلت کہ آپ مراد لیتی ہونگی
خامساً یہہ جو ہماری مجیب صاحب تحریر فرماتے ہین کہ باتفاق مفسرین فریقین اولوالامر
سے مراد ائمہ ہین اگر اس سے مراد حصر ہی کہ سوای ائمہ کی اور کوئی مراد نہین تو غلط ہی باتفاق
مفسرین جمہور باطل ہی کیونکہ اس حکم مین امرا وعمال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وائمہ بہی
شامل ہین بلکہ نزول اس آیت کا حسب تصریح محدثین ومفسرین اہل الحق امرا سرایا مین واقع ہوا ہے

اخرج البخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والبیہقی فی الدلائل من طریق سعید بن جبیر عن ابن عباس فی قولہ

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم قال نزلت فی عبد اللہ بن حذافۃ بن قیس بن عدی اذ بعثہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سریۃ واخرج ابن عساکر من طریق السدی عن ابی صالح عن ابن عباس واخرج ابن جریر عن میمون بن مہران فی قولہ واولی الامر منکم قال اصحاب السرایا علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم - در منثور الی غیر ذلک من الروایات اور نیز مجتہد جامع شروط بھی منقوض ہے علی الخصوص جس کا اہم غیبت امام میں کارکن ہوگا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اہل بیت نے بھی آیت کو وجوب تقلید ائمہ مجتہدین کے ساتھ دلیل قرار دی رکھا ہے کیونکہ اسکی موید مفسرین کی تفاسیر میں روایات وارد کی ہیں - اخرج عبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم عن عطاء فی قولہ

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول قال طاعۃ الرسول اتباع الکتاب والسنۃ واولی الامر منکم قال اولی الفقہ والعلم واخرج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والحاکم عن ابن عباس فی قولہ تعالی واولی الامر منکم یعنی اہل الفقہ والدین واہل طاعۃ اللہ الذین یعلمون الناس معانی دینہم ویامرونہم بالمعروف وینہونہم عن المنکر فاوجب اللہ طاعتہم علی العباد واخرج ابن ابی شیبۃ وعبد بن حمید والحکیم الترمذی فی نوادر الاصول وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والحاکم وصححہ عن جابر بن عبد اللہ فی قولہ واولی الامر منکم واخرج ابن ابی شیبۃ وابن جریر عن ابی العالیۃ

فی قولہ واولی الامر قال ہم اہل العلم الا تری انہ یقول ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم

---

۱ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ابن عباس سے بطریق سعید بن جبیر تفسیر قول تعالیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم میں روایت کی ہے کہ یہ آیت عبد اللہ بن حذافہ کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو لڑائی پر بھیجا تھا ۱۲ ۲ ابن عساکر نے ابن عباس سے بطریق سدی اور ابن جریر نے میمون سے تخریج کی ہے کہ قول تعالیٰ اطیعوا اللہ میں اولو الامر سے مراد حضرت کے زمانہ کے چھوٹے چھوٹے لشکر کے افسر ہیں ۱۲ ۳ عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عطا سے آیت اطیعوا اللہ میں تخریج کی ہے کہا رسول کی اطاعت کتاب و سنت کا اتباع ہے اور اولی الامر اہل فقہ اور علم ہیں - اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور حاکم نے ابن عباس سے قول تعالیٰ اولی الامر میں تخریج کی ہے کہ مراد اس سے اہل فقہ اور دین اور اسکی اطاعت والے جو لوگوں کو انکے دین کے احکام سکھاتے ہیں اور بھلائی کا حکم کرتے اور برائی سے منع کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ نے انکی اطاعت بندوں پر واجب فرمائی اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور حاکم نے اور اسکو صحیح کہا جابر بن عبد اللہ سے قول تعالیٰ واولو الامر میں تخریج کی ہے اور ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے ابو العالیہ سے قول تعالیٰ واولو الامر میں تخریج کی

منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم اور اگر حصر مراد نهین هی بلکه جو لغةً مدلول لفظ اولی الامر هی وه
اس حکم مین شامل هی تو پهر همارے مجیب هی فرماوین که آپکی ثبوت مدعا کی کیا سبیل هی ائمه کی
عصمت کی خصوصیت کس دلیل سے ثابت کیجیگا اور اوسکو عام مخصوص منه البعض کس دلیل سے
قرار دیجیگا - سادساً - اطاعت ماموربها سے یا عام مراد هی که وجوب اطاعت بطور تقیه هو یا بلا
تقیه - یا خاص مراد هی اگر عام مراد هی تو پهر حضرات شیعه کو اسکا فکر فرمانا چاهیی که تمام سلاطین جابره
حتی که یزید بهی حسب اصول شیعه واجب الاطاعت هوکر اولو الامر مین داخل هوگیا اور معصوم قرار پایا
کیونکه تمام امرا جور باعتبار تقیه کے واجب الاطاعت هین - اور اگر خاص مراد هی یعنی وه خاص اطاعت
جو بلا تقیه هو تو چشم ما روشن هم بهی اطاعت خاص هی کهتی هین یعنی وه خاص اطاعت جسمین
خدا و رسول صلعم کی معصیت نهو تو اس صورت مین حضرات شیعه نے بهی اطاعت مین ایک قید
لگاکر اوسکو مخصوص کیا اور همنے بهی ایک قید لگائی اور اطاعت کو خاص کیا - لیکن کوئی وجه نهین هی
که حضرات شیعه نے جو قید لگائی هی وه تو صحیح هو اور همنے جو قید لگائی وه غلط هو جاوی بلکه سیاق
آیت همارے هی تخصیص کی صحت کو مثبت هی تو مدعا شیعه جو اثبات عصمت ائمه هی باطل هوا -
سابعاً حضرات ائمه نے حضرات شیعه کیلیی اس آیت سے عصمت ائمه پر استدلال کرنیکی گنجایش
هی نهین چهوڑی - لیکن یهه ان حضرات کی کمال دانش و علم و حیا و شرم هی که اس آیت سے عصمت
ائمه پر بمقابله اهل حق استدلال لاتی هین وجه اسکی یهه هی که عصمت ائمه پر اس آیت سے صحت استدلال
اس امر پر موقوف و منحصر هی که لفظ اولو الامر سے صرف ائمه معصومین هی مراد هون کیونکه اگر یهه
لفظ غیر معصومین کو بهی شامل هوگا تو پهر اسکی دلالت ثبوت عصمت پر قطعاً باقی نرهیگی
بلکه اوسوقت اسکا مدلول وه هی مدعا هوگا جو که اهل حق اس آیت سے کهتی هین - پس مین کهتا هون
که جناب ائمه رضی الله عنهم نے حسب نقل و روایت عمدة المحدثین شیعه ابن بابویه قمی الملقب
بصدوق طائفه و حسب تاویل و تصحیح خاتم المحدثین بل مجدد مذهب شیعه علامه باقر مجلسی تصریح فرمادی
که اولو الامر سے ملوک مراد هین اور جب ملوک مراد هوئی تو وه بهی معصوم هونگی کیونکه عصمت

اولوا الامر ہیں آیت نص ہے روایت سنیے ابن بابویہ قمی نے خصال مین ورق ۵۲۳ پر نقل کی ہے اور
اوس سے علامہ مجلسی بحار الانوار کے جلد اول مطبوعہ سلطانی ۵۵۲ صفحہ پر نقل کرتے ہین روایت طویل ہے
مختصر عرض کرتا ہون۔ القطان عن احمد الہمدانی عن علی بن الحسن فضال عن ابیہ
عن مروان بن مسلم عن الثمالی عن ابن ظریف عن ابن نباتۃ قال قال امیر المومنین ع کانت
الحکماء فیما مضی من الدہر تقول ینبغی ان یکون الاختلاف الی الابواب بعشرۃ
اوجہ اولہا بیت اللہ عزوجل لقضاء نسکہ والقیام بحقہ واداء فرضہ والثانی ابواب
الملوک الذین طاعتہم متصلۃ بطاعۃ اللہ عزوجل وحقہم واجب ونفعہم عظیم وضرہم
شدید والثالث ابواب العلماء الذین یستفاد منہم علم الدین والدنیا الی آخرہ قال
علامہ مجلسی اسکی شرح کرتے ہین اور فرماتے ہین بیان یحتمل ان یکون المراد بالملوک ملوک الدین
من الائمۃ وولاتہم ویحتمل الاعم فان طاعۃ ولاۃ الجور ایضاً تقیۃ من طاعۃ اللہ انتہی۔
حدیث سے صاف روشن ہے کہ جنکی اطاعت خدا تعالی کی اطاعت کے متصل ہے جیسا کہ آیت اطیعوا اللہ
واطیعوا الرسول واولی الامر مین پائی جاتی ہے وہ ملوک ہین اور یہ بھی ہے کہ ملوک کا اطلاق ائمہ پر نہین
ہوتا بلکہ اون ہی امرا و سلاطین پر ہوتا ہے جنکو تسلط ظاہری حاصل ہو لیکن علامہ مجلسی نے
اپنی حفظ مذہب کے لیے دو احتمال پیدا کیے اول یہ کہ ملوک سے مراد ملوک دین ہین جو ائمہ اور اونکی ولاۃ
کو شامل ہے دوسرا احتمال یہ ہے کہ ملوک سے عام مراد ہو جو ملوک دین اور ملوک دنیا کو مشتمل ہو۔ پر دو سے احتمال
اول قطع نظر اس سے کہ یہ اطلاق غلط اور خلاف عرف ہے شیعہ کے سراسر مخالف اور ہماری

لہ جناب امیر المومنین ع نے فرمایا کہ گذشتہ زمانہ کے حکماء نے کہا ہے کہ دس قسم کے دروازون پر آمد و رفت رکھنا مناسب ہے اول
بیت اللہ پر آمد و رفت اوسکی نسک ادا کرنے اور اوسکی حق کے بجا رکھنے اور اوسکی فرض کے بجالانے کی لیے۔ دوسری اون
بادشاہون کے دروازہ جنکی فرمان برداری خدا تعالے کی فرمان برداری کے ساتھہ ملی ہوئی ہے اور اونکا حق واجب ہے اور اونکا
نفع بڑا ہے اور اونکا ضرر سخت ہے۔ تیسری علماء کی دروازہ جن سے دین و دنیا کا علم حاصل ہوتا ہے۔ ۱۲
۲ہ بیان۔ احتمال ہے کہ بادشاہون سے مراد دین کے بادشاہ ہون جو ائمہ اور اونکی صوبے ہین اور احتمال ہے
کہ عام بادشاہ مراد ہون۔ کیونکہ ظالم بادشاہونکی فرمان برداری بھی بطور تقیہ اللہ کی طاعت سے ہی واجب ہے

مدعا کو مثبت ہی۔ کیونکہ جب علاوہ ائمہ کے اونکی ولاۃ وحکام کی اطاعت بہی خدا تعالے کی اطاعت
کی متصل ہوئی تو وہ بہی لفظ اولو الامر مین داخل ہوئی اور مت اونکی بہی اطاعت کے مثل خدا و
رسول و ائمہ کی مامور ہوئی تو اس سے لازم آیا کہ یہہ بہی معصوم ہون لیکن حضرات شیعہ کے نزدیک
سوای ائمہ کے اور کوئی دوسرا معصوم نہین ہی۔ تو اگر اس آیت سے عصمت اولو الامر پر استدلال فرماوین
اور اس آیت سے عصمت اولو الامر قطعی الثبوت سمجہین تو پہر سوائے ائمہ کے عصمت کے ولاۃ وحکام ائمہ
کی عصمت بہی قبول فرماوین اور اونکو بہی معصوم اعتقاد کرین ورنہ ائمہ کی عصمت سے بہی ہاتہہ دہو بیٹہین
اور یہ دوسری احتمال ثانی علاوہ اسکی کہ یہہ عموم اطلاق بہی خلاف عرف ہی اور نیز الزام سابق اور اعتراض
گذشتہ یہان بہی وارد ہوتا ہی یہہ حدیث تمام ملوک جابرہ بنی امیہ و عباسیہ بلکہ تمام ملوک کفار کی
عصمت کو بہی مثبت ہوگی کیونکہ وہ بہی اولو الامر مین داخل ہوئی اور وہ بہی واجب الاطاعت حسب زعم
شیعہ کے مثل خدا تعالے کی ہوئی ولو تقیۃً۔ تو وہ بہی معصوم ہوئی چنانچہ وجہ سادس مین ہم اسکو بیان
کر چکی ہین لیکن امید ہی کہ حضرات شیعہ اونکو معصوم تقرر نہ کرینگی تو پہر ائمہ کی عصمت کا بہی ثبوت اس
آیت سے محال ہی۔ بحمد اللہ کہ جناب امیر کی بہی ارشاد سے بطلان دلیل شیعہ ثابت ہوا اور عدم
عصمت ائمہ اس آیت سے واضح ہو کر فیصلہ ہوا۔ بعد اسکی ہم ارباب انصاف کو تکلیف دیتی ہین
ذرا متوجہ ہو کر ہماری مجیب کی اوس عبارت کا جو خاتمہ دلیل پر بطور دفع دخل مقدر اور حفظ ما تقدم
کی تحریر فرمائی ہی مطلب فرمائین تو سہی اور ہماری مجیب کی دین و دیانت و عقل و فراست اوس پر
قیاس فرمائین پہلی تو یہہ دیکہین کہ مابعد کی آیتون سی کیا مراد ہو سکتی ہی جنکی لحاظ سے اہل سنت
اس آیت مین توجیہات کرتی ہین یہہ تو ظاہر ہی کہ یہہ آیت لفظ تاویلا پر ختم ہو چکی اسکی
مابعد کی آیتین بلکہ تمام رکوع جو لفظ مابعد سے متبادر الی الفہم ہی وجوب اطاعت خدا و رسول پر
صراحۃً دال ہین اور اسکو موکد ہین۔ تو اون آیات کی لحاظ سے اہلسنت کوئی ایسی توجیہ نہین کرتی
جس سے وجوب اطاعت خدا و رسول مین فتور پڑی اور اگر اہلسنت بلحاظ مابعد کی آیات کی کوئی
توجیہ کرین تو کیا قباحت ہی تؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض مین کیون داخل ہون

اور قاعدہ القرآن یفسر بعضہ بعضاً کو کیون ترک کرین اور اگر مابعد کے آیتون سے مراد جملہ شرطیہ تفریعیہ ہی جو فان تنازعتم سے شروع ہوتا ہی اور تتمہ اسی آیت کا ہی تو قطع نظر اس سے کہ یہہ اطلاق محاورہ مین کس درجہ غلط ہی اسکی بعینہ وہ نظیر ہی کہ کوئی ملحد بے دین ہوا پرست لاتقربوا الصلوٰۃ سے نماز کی ممانعت پر اور کلوا واشربوا سے وجوب مطلق اکل و شرب پر استدلال کری اور کہی کہ اسمین جو توجیہات بلحاظ مابعد کے مخالفین کرتے ہین اونکو لفظ لاتقربوا الصلوٰۃ اور کلوا واشربوا باطل کرتا ہی سبحان اللہ علم و فہم ہو تو ایسا اور انصاف ہو تو ایسا۔ ع
براین عقل و دانش بباید گریست۔ اور اگر مابعد سے مراد اور الفاظ ہین جو بعد اسکی قرآن مین بعید واقع ہوئی ہین۔ تو اول تو سیاق کلام اوسپر دلالت نہین کرتا پھر جمعیت آیات صحیح نہین علاوہ اسکی یہہ کہنا کہ لفظ اطیعوا باطل کرتا ہی بالکل غلط ہی **قولہ** اور دلیل دوم کا بیان اولہ امام رازی صاحب کے بیان مین ہو چکا۔ یہی شفاعت سوائمہ بہی شفیع ہونگی فاضل رشید ایضاح لطافۃ المقال مین حضرت امام رضا علیہ السلام کی مناقب کے ذکر مین کتاب فصل الخطاب سے نقل کرتے ہین۔ عن الرضا انہ قال من شد رحلہ الی زیارتی استجیب دعائہ و غفرلہ ذنوبہ و من زارنی فی تلک البقعۃ کان کمن زار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و کتب لہ ثواب الف حجۃ مبرورۃ والف عمرۃ مقبولۃ و کنت انا و آبائی شفعائہ یوم القیمۃ انتہی یہہ روایت اسپر نص ہی کہ حضرت امام رضا اور اونکی آباء طاہرین زائرین قبر اقدس امام کی شفاعت فرمائینگی اور شفاعت حضرت شاہ صاحب کے افادہ سے عصمت کے لوازم سے ہی پس الحمد للہ اونکی ہی اعتراف سے عصمت ائمہ ثابت ہی۔ **اقول** اس دلیل کا جواب ہی بیان اولہ امام کی جواب مین گذر چکا ہی لیکن شفاعت کے بابت جو عجیب روایت فصل الخطاب سے دہوکہا کہا کر غلطیون مین پڑی ہین اونپر تنبیہ کرنا ضرور ہی اسلیے مختصر گذارش ہی اول یہہ روایت حسب قاعدہ حدیث ہی نہین بعد اوسکی صحت مین کلام ہی صاحب فصل الخطاب التزام صحت روایات نہین کیا ہی جو اوسکا وارد کرنا تصحیح روایت سمجہا جاوی چنانچہ بہت سی روایات اون

بابویہ قمی سے نقل کیے ہین جنمین سے بعض روایات سے ہماری مجیب لبیب نے آئندہ ابحاث مین استدلال
کیا ہے اوسکا جواب انشاء اللہ تعالی بشرح وبسط اوسیجگہ مذکور ہوگا اور ظاہر ہے کہ ابن بابویہ
اہل سنت کے رواۃ مین سے نہین ہے بلکہ خواجہ نصر اللہ نضر اللہ مثواہ صواقع مین
اوسکو زاملۃ الکذب سے تعبیر فرماتے ہین معہذا قاعدہ ہے کہ جو روایات ثواب اعمال مین
مروی ہین اور اونمین تھوڑے تھوڑے اعمال پر بڑے بڑے مثوبات موعود ہین وہ اکثر مصنوعات
وموضوعات ہین۔ خاتم المحدثین قدس سرہ العزیز عجالہ نافعہ حدیث مین قواعد کلیہ وضع کے
بیان مین فرماتے ہین ہشتم افراط وعید شدید بر گناہ صغیر یا افراط در وعد عظیم بر فعل
قلیل چنانچہ من صلی[۱] رکعتین فلہ سبعون الف دار فی کل دار سبعون الف بیت
وفی کل بیت سبعون الف سریر وعلی کل سریر سبعون الف جاریۃ۔ بلکہ
احادیث این نوع را خواہ در ثواب باشند وخواہ در عذاب موضوع باید شناخت۔ نعم آنکہ بر عمل
قلیل ثواب حج وعمرہ ذکر نماید انتہی۔ باوجود اسکی یہہ روایت حدیث لاتشد الرحال کے بھی معارض ہے
پس تو بل رو بھی بفرض محال سلمنا کہ یہہ حدیث صحیح سالم عن المعارضہ ہے لیکن تاہم ہماری مجیب کا
استدلال اس سے بھی خطا ہے وجہ اسکی یہہ ہے کہ شفاعت دو قسم ہے شفاعت عامہ ہے کہ تمام امت
کی شفاعت ہو یہہ خاصہ رسول کا ہے اور شفاعت صغری شفاعت خاصہ ہے کہ خاص خاص
لوگونکی کیجاوے اور یہہ شفاعت صغری عوام صلحی مومنین کو بھی حاصل ہوگی چنانچہ روایات کثیرہ
اہل سنت وشیعہ کے کتابونمین اسکی موید مروی ہین اور یہہ شفاعت جو اس روایت مین مروی
ہوئی ہے وہ شفاعت خاصہ وصغری ہے کیونکہ زائرین قبر اقدس کے ساتھ مختص ہے تو یہہ مقتضی
عصمت کو نہین ہوسکتی قطع نظر اس سے یہہ جو فرمایا کہ شفاعت شاہ صاحب کے افادہ سے
عصمت کے لوازم سے ہے یہہ بھی غلط ہے شاہ صاحب کے کلام سے ہرگز یہہ افادہ نہین کہ شفاعت

---

۱ جو دو رکعت پڑھے اوسکے لیے ستر ہزار گھر اور ہر گھر مین ستر ہزار دالان اور ہر دالان مین ستر ہزار تخت اور ہر تخت پر ستر ہزار چھوکریان۔ ۱۲۔

عصمت کے لوازم میں سے ہی ہان اگر کوئی یہہ کہے کہ شفاعت و عصمت دونو نبی مین مجتمع مین
اور نبی کے اوصاف لازمہ مین سے ہین تو مستبعد نہین لیکن ادعائی تلازم اور پہر شاہ صاحب کی
کی افادہ سے سراسر غلط ہے پس اگر اسیکا نام اعتراف عصمت ہے جیساکہ آپ حضرت شاہ صاحب
قدس سرہ کی طرف منسوب کرنے مین تو بیشک آپ میدان مناظرہ جیبت چکے یہان تو فارسی
خوانی کا ہی حیلہ شاید کچھہ پیش نجا ہے۔ **قولہ** تیسری دلیل بھی اعنیہ ائمہ علیہم السلام کی عصمت مین جاری ہے
کیونکہ اگر ائمہ گناہ کرتے تو مثل سلاطین جابر کے ہوتی کہ اور آدمیونکو رسوم فاسدہ اور ارتکاب
فواحش پر زجر سیاست کرین اور خود وہ امور عمل مین لائین اور ضرور ہے کہ ائمہ و خلفاء راشدین کی
روش ملوک جابر و سلاطین ظالم کے روش سے جدا ہو۔ **اقول** یہہ دلیل بہی عصمت کو مین
مثل دلائل سابقہ بوجوہ سابقہ منقوض ہے۔ از عہد تا لحد سہواً و عمداً اس دلیل سے عصمت ثابت
کیجئے تب مدعا ثابت ہوگا۔ افسوس کہ سوق دلیل کے وقت آپ اپنی مدعا کو بہول جاتے ہین تنہا یہہ
خیال نہین رہتا کہ مدعا کیا ہے اور ہم دلیل کیا بیان کرتے ہین علاوہ ازین وہ ائمہ خیالی جو از عہد
تا لحد عوام کے زمرے مین سے اور تمام عمر یہی کہتے رہے کہ حکومت کا نہین ہونگہا نہ امر و نہی کا اختیار
ہوا نہ زجر و سیاست کبہی کی ہمیشہ دوسرونکے محکوم و مطیع رہے انکو ملوک سے کیا مناسبت
اور سلاطین سے کیا نسبت پس اس دلیل سے انکی عصمت پر استدلال لانا اور دلیل کے مضمون سے چشم
پوشی و تغافل کرنا ہماری محبّ جیسے منصف کا ہی کام ہے۔ ہان اگر اس دلیل سے بالضمام ارشاد
جناب امیر رضہ کے جو نہج البلاغۃ مین منقول ہوا ہے واللہ لا سلمن ما سلمت امور المسلمین
خلفاء ثلثہ رضہ کی عصمت پر استدلال کیا جاوے اور شارح ابن میثم نے جو کچھہ اپنی شرح کبیر مین اسکی
شرح مین تحریر فرمایا ہے ملحوظ رکہا جاوے تو ہماری منصف مزاج محبّ اسکو بعید نہیں کہ اوس استدلال کو حق
سمجھین شارح ابن میثم فرماتے مین وفیہ اشارۃ الی ان غرضہ من المنافسۃ فی ہذا الامر ہو صلاح
حال المسلمین واستقامۃ امورہم وسلامتہم عن الفتن وقد کان لہم ممن سلف
من الخلفاء قبلہ استقامۃ وان کانت لا تبلغ عندہ کمال استقامتہا لو ولی ہو ہذا

اسکا ترجمہ سابق مین گذر چکا۔ ۱۲

[illegible]

اسکا ترجمہ سابق مین گذر چکا۔ ۱۲

الامر فلذلك اقسم ليعلمن ذلك الامر ولا ينازع فيه - عاقل جناب امیر کے ارشاد
کو دیکھی بعد اسکی شارح کے عبارت مین غور فرما ہو تو تحقق امت حقہ اور خلافت راشدہ کا
اس سے معلوم ہوگا اور پہلی اس سے عنقریب گذشتہ اقوال مین حضرت رض کی ارشاد سے
خلفا رکی اطاعت کی تسلیم گذارش کر چکا ہون تو اس سے عصمت خلفا بھی ہماری محبت
مستنبط کر سکتی مین سا گرچہ بخوف تطویل اس ارشاد مین ہم بسط کے ساتھ بحث نہین کر سکتی
لیکن تاہم اسقدر عرض کرنا ضروری سمجھتی مین کہ اس ارشاد سے وہ الزامات کہ جن سے شیعہ
خلفا ثلثہ رض کے دامنہا سی پاک کو ملوث کرتے ہین وہ بشہادت جناب امیر باطل ہوئے نعوذ مین نہ
جناب سیدہ پر کوئی ظلم ہوا نہ معاذ اللہ بنات طیبات غصب ہوئین نہ قرآن تحریف ہوا
نہ صحابہ پر ظلم و زیادتی ہوئی یہہ سب ہشامین و زرارہ و ابو بصیر وغیرہ کے جامدان اور ابن بابویہ
و مجلسی وغیرہ کے اذہان کا ذخیرہ ہی جو ہر موقع مین نیا رنگ پکڑتا ہی اگر اسیطرح ٹھیک نہین
ٹھیتا خود جناب امیر کی کلام اوسکی تکذیب ہو رہی ہے **قولہ** اور وجہ چہارم کی تقریر یہہ ہی
کہ اگر امام گناہ کرے تو مستوجب ایذا و اہانت و عقوبت ہو - وقد قال اللہ تعالیٰ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ
الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ؁ اس آیت کے تحت مین
نیشاپوری لکھتی ہین قیل نزلت فی اناس من المنافقین کانوا یوذون علیا کرم اللہ وجہہ
اور نیز احادیث سے ثابت ہی کہ جناب امیر علیہ السلام کی ایذا رسول خدا کی ایذا ہی من اذی علیا فقد اذانی
اور جب ایک امام مین یہہ بات ثابت ہو تو کل مین ثابت ہوگی **اقول** یہہ وجہ بھی ثبوت
عصمت ائمہ مین غلط اور پوچ ہی اور نہ یہہ دلیل وہ دلیل ہے جسکو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے
عصمت انبیا مین بیان فرمایا ہی بلکہ یہہ صرف ہماری مجیب لبیب کا ایجاد بندہ ہی شرح
اس اجمال کی یہہ ہی کہ دلیل شاہ صاحب کا خلاصہ یہہ ہی کہ حق تعالیٰ شانہ انبیا کے
حق مین ارشاد فرماتا ہی - إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ[1]

[1] جو لوگ ایذا دیتی ہین اللہ کو اور اوسکے رسول کو خدا نے اونپر دنیا اور آخرت مین لعنت کی ہی اور اونکی لیے خواری کا عذاب تیار کیا ہی ۱۲

واعد لهم عذابا مهینا۔ اسمین حق تعالیٰ نے رسول کے ایذا کو اپنی ایذا فرمایا اور مطلق ایذا کو سبب
لعن و عذاب کا قرار دیا۔ اور جب مطلق ایذا رسول سبب لعن و عذاب کے ہوئی تو اس سے صاف معلوم ہو سکتا ہے
کہ اونسے معصیت کا صدور ممکن نہین ورنہ وہ مستوجب ایذا کے ہوتے اور اونکی مطلق ایذا سبب
لعن و عذاب کا نہوتی اور یہہ دلیل ائمہ مین بالمرہ مفقود ہے کیونکہ جو دلیل عصمت ائمہ مین جاری
کی ہے اوسکا خلاصہ یہہ ہے کہ حق تعالےٰ شانہ مومنین کے شان مین فرماتا ہے والذین یوذون
المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبینا[۱]۔ اول تو حق تعالےٰ
شانہٗ نے اس آیت مین عام مومنین اور مومنات کی نسبت یہہ حکم فرمایا اور عموم جمع معرف باللام
سے مستفاد ہے اور نیز حکم علی المشتق علیت ماخذ پر دلیل ہے سو جسجگہ علت پائی جاویگی یہہ حکم پایا جاویگا
سکتا کہ نزول خاص جناب امیر کی ہی نسبت ہو لیکن العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص
السبب قاعدہ مسلمہ فریقین ہے ورنہ اکثر قرآن ہی لغو ہو جائیگا کیونکہ اکثر آیات خاص مواقع
اور خاص لوگونکی حق مین نازل ہوئی ہے اگر خوف تطویل نہوتا تو ہم اسکو فریقین کے تفاسیر سے ثابت
کرتے افسوس کہ ہمارے مجیب کو اتنی ہی خبر نہین دوسری یہہ کہ مومنین کے ایذا کو حق تعالیٰ شانہ نے
اپنی ایذا نہین فرمایا جیسا کہ رسولؐ کے ایذا کو اپنی ایذا فرمایا اور اس صورت مین ذکر جلال
بطور توطیہ و تمہید کے واقع ہوا ہے تو اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جسطرح ایذا رسول صلی اللہ علیہ وسلم
ایذا رخدا تعالےٰ ہی اسطرح ایذا رمومنین ایذا رخدا تعالےٰ نہین بس اسمین مابہ الفرق اگر پیدا ہوگا
تو یہہ ہی ہوگا کہ رسولؐ معصوم ہے اسلیئے اوسکی ایذا مین حق تعالےٰ نے اپنی ایذا کو شامل
فرمایا اور اوسکی ایذا کو اپنی ایذا قرار دیا اور مومنین و مومنات معصوم نہین تو اونکی ایذا کو اپنا
اپنی ایذا کو شامل نفرمایا بلکہ بغیر ما اکتسبوا کی قید کے ساتھہ مقید فرمایا جس سے مفہوم ہوتا ہے
کہ ان سے اکتساب ایسے افعال کا جنپر مستحق ایذا کے ہون ممکن ہے۔ تیسری یہہ کہ اگر مومنین سے

[۱] اور جو لوگ ایذا دیتے ہین ایمان والون اور ایمان والیون کو مد ۔ کیے کام کے تو اوٹھا انا اونہون نے بہتان کا
بوجہہ اور صریح گناہ ۱۲۔

مراد ائمہ کو قرار دیا تو لفظ مومنات کو کہان بیجا کر ڈالینگے اور کس محل محمول کرینگے ۔ چوتہی یہہ کہ خداتعالے
نے ایذا مومنین کو بغیر ما اکتسبوا کے ساتہہ مقید فرمایا ہی جسکا حاصل یہہ ہی کہ جو لوگ ناحق بدون
پاداش کسی جرم کے مومنین و مومنات کو ایذا دیتی ہین وہ حمال اوزار بہتان اور آثام ہین اور جو
لوگ کہ کسی فعل کے بدلہ مین ایذا دیتے ہین وہ اس وعید سی خارج ہین ۔ تو اس سی مثل
روز روشن واضح ہوا کہ مومنین و مومنات عموماً مصدر ایسی اعمال کے ہوسکتی ہین جسکی پاداش
مین مستوجب ایذا کے ہون بخلاف رسولؐ کے کہ حق تعالے نے اوسکی ایذا کو کسی قید کے ساتہہ
مقید نہین فرمایا ۔ بلکہ اوسکو مطلقاً سبب لعن و عذاب کا قرار دیا ۔ جس سی صرف اوسکی عصمت
ثابت ہوتی ہی اور ائمہ کی عصمت ہرگز ثابت نہین ہوتی ۔ پانچوین یہہ کہ جب نص قرآنی سے
ثابت ہوگیا کہ مطلق ایذا مومنین محرم نہین تو یہہ جو حدیث مین وارد ہوا کہ من اذا علیا
فقد آذانی ۔ نہ ہمکو کچہہ مضر ہی اور نہ ہماری مجیب کے مفید مدعا کیونکہ یہہ ایذا جناب امیرؑ جسکو
اپنی ایذا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہہ وہی ایذا ہے جو بغیر ما اکتسبوا ہو نہ مطلق ایذا معہذا
اگر ہماری مجیب سبب ایسی ہی مطلق ایذا جناب امیرؓ کو ایذاء جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجہتی ہین
اور رسولؐ کے ایذا خدا کی ایذا ہو ہی اور خدا کی ایذا کفر ہی تو پہر اون کلمات موذیہ کے نسبت جنکا
جناب سیدہؓ کی زبان مبارک سی نکلنا نسبت جناب امیرؓ کی علماء طائفہ شیعہ بیان فرماتے
ہین کیا فرماینگی ۔ مانند جنین پردہ نشین شدہ ۔ الخ ظاہر ہی کہ ایسی کلمات ناسزا اگر بما اکتسبوا
ہین تو عصمت سنبہالیے اور اگر بغیر ما اکتسبوا ہین تو حسب روایت خود جناب سیدہ رضی اللہ عنہا
کی ایمان ہی سی معاذ اللہ ہاتہہ دہو بیٹہیے کیونکہ ایسی کلمات جگر خراش ممکن نہین کہ باعث کوفت قلب
و سوزش دل نہون ۔ علی الخصوص بے وجہ ناحق اور ایسی شفیق کی حالت مین چنانچہ روایت خصال
ابن بابویہ سی جو ایک یہودی کے جواب مین جناب امیرؓ نے اپنی سوانح ابتلاء ذکر فرمائی ظاہر ہی
ہو نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حسب روایت سابق جبکہ بصرہ کی بیت المال کا مال نہب کرکے
مکہ آبیٹہی یہہ ہی جناب کے ایذا کا باعث ہی ۔ چنانچہ جیسا کچہہ درد انگیز خط تینی اونکو لکہا ہی

ط ۔ روایت سیوم ترجمہ صفحہ ۱۱۲ پارہ گذر چکی ۔ ۱۲

۹۷

وہ کسی پر مخفی نہین ہے ہم ساتھ سلام کے نہج البلاغہ سے اوسکی نقل کر آئے ہین خود حضرت عباس رض نے بہی جبکہ ام کلثوم رض کا نکاح حضرت عمر رض سے بجبر خلاف رضا جناب امیر رض بطمع نفسانی کیا کیسی کچہہ جناب کو ایذا پہونچائی عقیل رض صاف امیر معویہ سے جاملے یہہ بہی آپکی ایذا کا باعث تہا صحابہ عشرہ مبشرین نے سوائے مقداد کے آپکو مخذول کیا اور تجلیس ابن وغیرہ مین اطاعت نہ کی یہہ بہی آپکی ایذا کا سبب تہا۔ امام حسین رض نے بیت المال کے عسل مین بلا اجازت تصرف فرمایا جس سے آپ یہانتک ناخوش ہوئے کہ ریحان رسول کے جسکو آپ ۲ دوش مبارک پر سوار کرتے تہے مارنے کا قصد کیا۔ اور ظاہر ہے یہہ ہر ایک کا فعل دوسرے کے سخت ایذا کا باعث ہوا۔ امام حسن رض نے خلافت امیر معویہ کے سپرد فرمائی۔ یہہ بہی آپکی ایذا کا سبب تہا۔ اگر آپ بقید حیات ہوتے تو قطعًا متاذی ہوتے۔ قطع نظر اس سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ایذا کا سبب ہوا یہانتک کہ آپنے اوسکو اپنی ناک مبارک کے کٹنے سے بدتر سمجہا۔ محمد بن الحنفیہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہی و اعانت سے تاخر و تقاعد کیا یہہ کس قدر آپکی ایذا کا باعث ہوگا بعد اوسکے امام سجاد سے امامت کی بابت تنازع کیا یہانتک کہ نوبت حجر الاسود کی حکومت کی پہونچی یہہ بہی یقینًا جناب امام سجاد کی ایذا کا باعث ہے کہانتک عرض کرین یہہ آپکا قاعدہ انشاء اللہ تعالی کسیکے ایمان کو بہی سلامت باقی نہین چہوڑیگا۔ اگر آپ اسکی علی العموم والاطلاق قائل ہین تو ان بزرگوارونکے ایمانون کا فکر فرمائیے جہٹی اگر ایک امام مین عصمت ثابت ہوئی تو پہر کل امامون مین اسکا ثبوت بطریق قیاس ہوگا۔ اور وہ باب اعتقادات مین مفید نہین یا کسی دوسرے طریق سے ہوگا اوسکو بیان کرنا چاہیے کہ وہ کیا ہے اور دیکہنا چاہیے کہ وہ شرعًا باب اعتقادات مین کار آمد ہوسکتا ہے یا نہین غرضکہ اہل انصاف اور نگار اس دلیل کو دیکہکر ہمارے مجیب کے فہم و انصاف کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہین ہم اس سے زیادہ کیا عرض کرین۔ **قولہ** وجہ پنجم کا بیان ظاہر ہے کہ اگر ائمہ کے گناہ امت پر ظاہر ہون تو اطاعت سے استنکاف کرین۔ اور اونکی نظر و نہی کرجائین اور اونکے احکام وغیرہ کی تصدیق و تسلیم نکرین۔ بلکہ تکذیب کرین مگر اگر یہہ مواعید وغیرہ کے بیان مین سچے ہوتے تو خود کیون ایکی مکر

مرتکب ہوتی۔ **اقول** ۔ عصمت ائمہ مین اس دلیل کا ذکر نسبے کے قابل ہی اہل انصاف سمجہہ گئے ہونگے کہ عصمت ائمہ مین اسکا بیان مصداق اس شعر کا ہی بیت چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا + الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا + بالجملہ اس دلیل کا مبنیٰ اس امر پر ہی کہ ائمہ بالاستقلال مبلغ شریعت ہین۔ پس اگر ہی تو یہہ مسئلہ علما شیعہ کے مسلمات سے ہی کہ تمام امور شریعت کے مثلاً تحلیل و تحریم وغیرہ سب ائمہ کو سپرد کر رکھی ہین۔ اہل حق ہرگز اسکو تسلیم نہین کرتے وہ انبیا کو انبیا سمجہتے ہین اور ائمہ کو ائمہ اصل کو اصل اور تابع کو تابع پہر اپنی مسلمات سے خصم کو الزام دینا ہمارے محبیب منصف مزاج والضاف پرست کا ہی کام ہی ظاہر ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام حیات مین دین کی تکمیل ہو چکا ہث الیوم اکملت لکم دینکم نزول اجلال پا چکا تہا اور امام صرف مروج شرع ہی اور اوسکا کام یہہ ہی کہ امت کو شریعت مکملہ پر چلا دے تو وہ اگر مرتکب معصیت ہو تو اوسکی اطاعت سے استنکاف کی کچہہ معنی نہین ہین اور نہ اونکی احکام جو مطابق شرع ہون عدم تصدیق و تعمیل کی کوئی صورت ہی اور جو احکام کہ شرع کے موافق نہون وہ خود مفروض واجب الاطاعت نہین کیونکہ امام کی اطاعت من حیث انہ متبع الشرع ہی نہ بحیثیت متبع تو نہ عدم ان امور کا مطلق نہوگا۔ معہذا اللہ جل شانہ نے ائمہ کی اطاعت کی بیانین صاف ارشاد فرما دیا فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ جس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اگر کسی امر مین امت و اولوا الامر باہم تنازع کرین اوسکو کتاب و سنت کیطرف لوٹا دین اگر موافق ہو قبول کرین ورنہ رد کرین تو ہر شخص سمجہہ سکتا ہے کہ یہہ کچہہ ضرور نہین کہ امام کا قول و فعل موافق شرع ہی ہو اور یہہ ہی عدم عصمت ہے پس جب امت کے ہاتہہ مین میزان مستقیم شرع موجود ہی تو اونکو امام کے غیر معصوم ہونے سے کیا ڈر اور کسی حکم مین امام کی تصدیق کرنے سے کیا خوف بخلاف نبی کے کہ اگر اوس سے استنکاف کرین اور اوسکی تصدیق نکرین بلکہ تکذیب کرین۔ تو دین و شریعت ہی درہم برہم ہو جاتی ہی پس اس دلیل سے عصمت ائمہ مین استدلال کرنا ایک تعجب انگیز قصہ ہی علاوہ اس بحث کے باقی نقوض و اعتراضات جو اس استدلال پر وارد ہوتی ہین۔ وہ انہین اعتراضات سے جو ہم دلائل سابقہ کے ابطال مین بیان کر آئے ہین

معلوم ہو سکتی ہین بخوف طوالت ہم انکو ترک کرتے ہین **قولہ** احسن اللہ ذکرہ آنکی خاتم المحدثین کی ہی تقریر سے عصمت ائمہ ثابت ہے شائد اب تو آپ بہی مان لین - **اقول** پیاری مجیب یہ آپکا محض زعم و توہم ہے - جو بمقتضا حبک الشی یعمی و یصم آپکا سد راہ تحقیق ہے ورنہ فی الحقیقت جو امر کتاب و سنت سے ثابت نہو بلکہ عقل و نقل کے خلاف ہو اسکا ثبوت خاتم المحدثین رح کی تقریر سے ہرگز نہین ہو سکتا ہی مین امید کرتا ہون کہ اگر آپ بنظر انصاف و تحقیق حق اس مسئلہ مین غور فرمائینگے تو آپ کو بہی معلوم ہو جائیگا کہ واقعی یہ امر خلاف عقل و نقل ہے بلکہ آپکی روایات مذہب کے بہی مخالف ہے - علامہ مجلسی نے جلد اول بحار الانوار کی باب کتمان العلم مین چند روایات تخریج فرمائی ہین جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آیہ شریفہ ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والهدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب اولئک یلعنهم الله و یلعنهم اللاعنون کا مصداق ائمہ علیہم السلام ہین - عن حمران عن ابی جعفر علیہ السلام فی قول الله ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والهدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب یعنی بذلک نحن والله المستعان - عن ابن ابی عمیر عمن ذکرہ عن ابی عبد الله علیہ السلام ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والهدی فی علی علیہ السلام - عن عبد الله بن بکیر عمن حدثه عن ابی عبد الله علیہ السلام فی قوله اولئک یلعنهم الله و یلعنهم اللاعنون قال نحن هم وقد قالوا هوام الارض - عن بعض اصحابنا عن ابی عبد الله علیہ السلام قال قلت له اخبرنی عن قوله ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والهدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب قال نحن نعنی بها والله المستعان ان الرجل منا اذا صارت

ف امام ابو جعفر ع سے تفسیر قولہ تعالی (جو لوگ چھپاتے ہین جو کچھ کہ اوتارا ہمنے کہلی باتون سے بعد اسکی کہ بیان کردیا ہمنے اوسکو لوگون کے لیے کتاب مین) مین مروی ہے کہ اس سے ہم مراد ہین اور اللہ سے مدد چاہیے ہین ۱۲ ف امام ابو عبد اللہ ع سے مروی ہے کہ آیت ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والهدی حضرت علی ع کے باب مین نازل ہے ۱۲ ف امام ابو عبد اللہ ع سے تفسیر قولہ تعالی اولئک یلعنهم الله و یلعنهم اللاعنون مین مروی ہے فرمایا وہ ہم ہین - اور کہا ہے کہ حشرات الارض ہین ف امام ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے راوی نے آپ سے سوال کیا مجھکو خبر دیجیے - ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والهدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب سے فرمایا اس سے ہم مراد ہین - اور اللہ سے مدد مطلوب ہے ۱۲ +

الیه لم یکن له او لم یسعه الا ان یبین للناس من یکون بعده ورواه محمد بن مسلم قال هم
اهل الکتاب۔ ان روایات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ معاذ اللہ ائمہ علیہم السلام اللہ تعالی کی دین چھپانے والے
اور (معاذ اللہ توبہ توبہ مین کیونکر اس کفر کو نقل کرون) خدا کے اور لعنت کرنے والونکی ملعون مین پہلی اور
دوسری روایت سے بخوبی یہہ مدعا ثابت ہے چوتھی روایت اس مدعا کے اثبات کے لیئے بہت بڑی
قوی دلیل ہے تعجب حضرات شیعہ نے بمقتضای کمال ولا و تمسک اونکی دشمنونکو اللہ کے آیتین
چھپانے والے اور ملعون ٹھہرایا تو اونکی غیر معصوم ہونے کو بھی ثابت نہین کیا بلکہ کفار سے بھی برائی مین
بڑھا دیا۔ حضرت علامہ باقر مجلسی نے اس صریح کفر کو اس طرح چھپانا چاہا ہے کہ وہ صرف تیسری روایت کی
تفسیر مین جو عبد اللہ بن بکیر سے مروی ہے فرماتے ہین بیان ضمیر هم راجع الی اللاعنین
بھلا کوئی عاقل بشدین علامہ کی اس پوچ توجیہ سے اس کفر صریح کو جو ان روایات سے مثل آفتاب
روشن ہے پوشیدہ سمجھہ سکتا ہے۔ اگرچہ ہمکو علامہ کی اس تاویل بلکہ تحریف کے ابطال کی کچھہ ضرورت
نہ تھی کیونکہ اہل فہم و انصاف سیاق عبارات سے خود سمجھہ سکتے ہین لیکن بنظر تسکین خاطر محبین بطریق
ہم مختصر بیان پر اکتفا کرتے ہین۔ پہلی اور دوسری روایت مین جسقدر آیت لکھکر فرمایا ہے کہ اس سے
ہم مراد ہین۔ اونمین لاعنین کا ہرگز ذکر نہین کیا بلکہ اوسمین صرف کاتمین کا ہی ذکر ہے جس سے صاف
معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ کاتمین ہین نہ لاعنین علاوہ ازین لفظ واللہ المستعان فرمانا خود اسکی ثبوت
کی دلیل ہے کہ آپ کاتمین ہین کیونکہ اسکا اطلاق شفقت اور تکلیف کے وقت ہوتا ہے جیسا کہ
واللہ المستعان علی ما تصفون۔ چوتھی روایت اسکی ثبوت مین نص صریح ہے کیونکہ اوس سے
صاف ثابت ہے کہ یا مراد ائمہ ہین یا اہل کتاب اور ظاہر ہے کہ لاعنین مین یہہ دونو احتمال جاری
نہین ہو سکتے کیونکہ اہل کتاب لاعنین نہین۔ ہان بعض اہل کاتمین حق مین جو مومنین ہین۔
نہ لاعنین تو یہہ دونو احتمال کہ مراد یا ائمہ ہون یا اہل کتاب اوسی صورت مین صحیح ہو جبکہ ضمیر
هم کی راجع لفظ الذین یکتمون یا اونکی طرف ہو قطع نظر اس سے اس روایت مین حضرت
امام نے بعد اس بیان کے کہ اس سے ہم مراد ہین اوسکی تائید مین یہہ بھی فرمایا کہ ہر امام سابق پر

ع بیان نسخہ لاعنین سبحان

واجب ہی کہ وہ خلافت خلیفہ ناحق پر نص فرماوی اور اوسکو ہرگز جائز نہین کہ وہ نص نکری اور
اوسکو چھپا وی تو اس سی صاف معلوم ہوا کہ مقصود اس آیت سی بیان تہدید نمہ ہی۔ لیکن
اسمین کوئی ایسا لفظ جو عدم وقوع کتمان یا وقوع کے محتمل ہونے پر دلالت کرے وارد نہین بلکہ یہہ کلام
صریح وقوع کتمان پر دال ہی چنانچہ اہل کتاب اسیوجہ سی اسکی مصداق ہین تو اس سی معاذ اللہ
ائمہ رضا کے دشمنونکا بروایات حضرات شیعہ کاتمین حق ہونا ثابت ہوا اور علامہ مجلسی کو یہہ دہوکہ
شاید تیسری روایت سی پڑگیا ہوگا کہ اسمین وقد قالوا اما الارض مذکور ہی تو اوسکی تقابل سے
سمجھا جاسکتا ہی کہ یہہ تفسیر لاعنون کیجی ہی نہ کاتمین کے مگر یہہ اسوقت ہی کہ جبکہ یہہ مقولہ ائمہ کا
تسلیم ہو اور اگر اسکو مانع منع کری اور کہی کہ یہہ جملہ بعض روایت شیعہ کا اپنی ناموس مذہب کے
حفاظت کے لیی تراشا ہوا ہی تو اوسوقت علامہ کا یہہ توہم ہی باطل ہوگا۔ طرفہ تماشا یہہ ہی
کہ علامہ مجلسی کو خود ہی اس جملہ کی نسبت یقین نہین کہ یہہ جملہ ائمہ کا مقولہ ہی بلکہ علامہ کے نزدیک
احتمال ہی کہ یہہ جملہ ائمہ کا ارشاد ہو اور احتمال ہی کہ مولف کے جیب سے علامہ نے نقل کیے ہی کلام ہو
اور احتمال ہے کہ بعض رواة کا اضافہ ہو پھر جب اسقدر احتمالات قائم ہین تو استدلال نہین
ہوسکتا ہی علامہ مجلسی فرماتا ہی قولہ وقد قالوا اما کلام الائمہ علیہم السلام فضمیر الجمع راجع
الی العامة او کلام المولف او الرواة فیحتمل ارجاعہ الی اہل البیت علیہم السلام ایضا نفرض محال سلمنا
کہ ضمیر ہم لاعنین کیطرف ہی راجع ہی اور حضرات ائمہ ہی بقول حضرات شیعہ کے لاعنین مین
لیکن ہم کہتی ہین یہہ بھی برائی سے خالی نہین کیونکہ جناب امیر نے اپنی شیعہ کے سباب لعان
ہونیکو مکروہ اور ناپسند فرمایا ہی تو جو امر اونے امت کے لئی ناپسندیدہ ہو ائمہ کی جناب مین کیونکر نسبت
کیا جاسکتا ہی — ومن کلام لہ[۲] وقد سمع قوما یسبون اہل الشام ایام حربہم بصفین انی اکرہ لکم ان تکونوا

---

[۱] وقد قالوا یا تو امام علیہ السلام کا کلام ہی تو اس صورت مین ضمیر جمع عامہ (اہلسنت وغیرہ) کیطرف پھریگی یا یہہ کلام مولف کتاب
(مفسر عیاشی) کا ہی یا دوسری راویونکا کلام ہی تو اس صورت مین احتمال یہہ بھی ہی کہ ضمیر اہلبیت علیہم السلام کیطرف راجع ہو ۱۲
[۲] آپکا کلام جبکہ آپنے ایک گروہ کو سنا کہ اہل شام کو سب کرتے ہین اور برا کہتی ہین جنگ صفین کے دنون مین — مین تمہارے
لیے مکروہ اور ناپسند سمجھتا ہون کہ تم سباب (بڑا کہنے والے) ہو ۱۲ —

بحث ششم

سیابین۔ تعجب ہی کہ اپنی شیعہ کے لیے تو لعان و سباب ہونا ناپسند فرمائیں اور خود اسقدر لعان
ہون کہ خدا تعالے اونکو اس وصف سے ذکر فرماوی یہہ صرف حضرات مدعیان ولا و تمسک
کی زبانی ولا کا مقتضا نہیں تو اور کیا ہی **اقولہ** اب نص کا بیان سنیے گو آپنے بہ تقلید اپنی
خاتم المحدثین کے ان شرائط کے نسبت فرمایا ہی کہ (باوجودیکہ دلائل شرعی سے ثابت نہین کوسون
دور ہین) مگر نص کا وجوب اقوال صحابہ و علماء کرام اہلسنت سے ثابت ہی صحیح مسلم کی کتاب
الامارت مین باب الاستخلاف ملاحظہ فرمائیے کہ جناب ابن عمر ترک استخلاف کو ضیاع و فساد مردم کا
سبب جانتے تھے چنانچہ اپنے اس عقیدہ مین ایسے راسخ تھے کہ جب سنا کہ اونکے پدر بزرگوار بدون
استخلاف دنیا سے انتقال فرمانا چاہتے ہین تو نہایت ہی تردد و تورع سے اپنے باپ اور امام
وقت کو نصیحت فرمائی بخوف طوالت نقل عبارت نہین کرتے آپ دیکہ لین کہ وہ استخلاف
کو نہایت ہی ضروری سمجھتے ہین اور اوسکی ترک کو عین تضییع و افساد مردم جانتے تھے اور اوسکی تارک کو
اوس راعی سے تشبیہ دی ہی کہ شتر و غنم کو مہمل چھوڑ کر کہین چلا جاتا ہے غور فرمائیے کہ آپکے
خاتم المحدثین جو اس عقیدہ کو مخالف عقل و نقل فرماتے ہین کیا حضرت ابن عمر کے شان مین بہی ایسا
ہی فرماینگے یا خاتم المحدثین صاحب نے صحیح مسلم ملاحظہ نہین فرمائی تہی۔ **اقول** بحول اللہ و قوتہ
جبکہ ہم دلائل عصمت کا ابطال و استیصال کر چکے تو ہمکو کچھہ ضرورت نہ تہی کہ ہم ابطال دلائل نص و
افضلیت مین اپنا وقت گران بہا ضائع کرین کیونکہ جب عصمت ہی باطل ہو گئی تو تمام امامت ہی
اصولاً و فروعاً باطل ہو گئی تو پہر اشتراط افضلیت و نص باطلہ کے ابطال کے کچھہ حاجت نہ رہی
لیکن ناظرین مناظرہ کے رفع خلجان اور اپنی مجیب لبیب کے مزید اطمینان کے لیے ہم اسطرف
بہی متوجہ ہو لیتے ہین اور مختصر گذارش کرتے ہین چونکہ ہماری مجیب کے عادت ہی کہ استدلال کے
وقت اپنی دعوی کو بہلا دیتے ہین مدعا کچھہ ہوتا ہے اور دلائل کچھہ لاتے ہین اسلیے مناسب
کہ ما بہ النزاع مسئلہ مجملاً بیان کرین اور ناظرین اوراق اور اپنی مجیب کو یاد دلائین کہ آپکا یہہ دعوی ہی
اگر دلائل اسکے مطابق ہوئی تو البتہ قابل التفات ہونگی ورنہ لائق توجہ بہی نہین سمجہی جاینگی

پس واضح ہو کہ اس جگہ مابہ النزاع اہل سنت و شیعہ مین مسئلہ اشتراط نص و افضلیت ہی شیعہ معتقد ہین کہ امام کے لیے نص و افضلیت مثل عصمت کے شرط ہی اگر نص و افضلیت نہو۔ تو امامت باطل ہی اور اہلسنت کہتی ہین کہ جیسی امام کے واسطے عصمت شرط نہین۔ اسیطرح نص و افضلیت بہی شرط نہین ہے عصمت سوای انبیاء کی کسی بشر مین نہین پائی جاتی نص و افضلیت کا تحقق ہو سکتا ہی لیکن اگر انکا تحقق نہو تو بہی امامت متحقق ہو سکتی ہی ہماری مجیب اسجگہ اس امر کی اثبات کے درپی ہین کہ اشتراط نص کو ثابت فرمائین اور اسکی اثبات کے لیے چونکہ مسئلہ اعتقادی ہی دلائل قطعیہ بہم پہونچائین تو بس خلاصہ دعوی مجیب لبیب یہہ ہی کہ امامت کے لیے شرعاً نص جلی خداوند تعالی کیطرف سی شرط ہی اگر نص نپائی جائیگی تو امامت و خلافت منعقد نہوگی پس مدعا کو اپنی حافظہ مین محفوظ رکہکر ہماری گذارش سنین کہ جب یہہ مسئلہ آپکی نزدیک اصول بلکہ اصل اصول دین مین سی ہی تو اول واجب تہا کہ اسکی اثبات کے واسطی دلائل قطعیہ پیش کرتے اس مقام مین جسقدر آپنے دلائل ذکر فرمائی ہین اگر انکی غلطیون اور مفاسد سی جو مسئلہ متنازعہ فیہا مین جاری کرنے سی لازم آتی ہی چشم پوشی کیجاوی اور بفرض محال انکو صحیح تسلیم کر لیا جاوی تاہم آپکی مدعا کی مثبت نہین ہو سکتی بہلا قطعی مدعا دلائل ظنیہ سے کیونکر ثابت ہو سکتا ہی معہذا قطع نظر اس سی کہ آپکا مدعا قطعی ہو یا ظنی اسقدر تو ضرور ہی کہ دلیل اس امر کو ثابت کری کہ در صورت عدم تحقق نص کے عدم تحقق امامت ہوگا اب آپ فرمایئے کہ آپکی کونسی دلیل سی بدلالت مطابقی یہہ امر ثابت ہوتا ہی کہ اگر نص نہو تو امامت متحقق نہوگی۔ اب مین تفصیلی طور پر دلیل دلیل پر بحث کرتا ہون بعون الصانع سبحانہ۔ دلیل اول صحیح مسلم کی کتاب الامارۃ سے جو ابن عمرؓ کے قول کا ماحصل نقل کرکے اوس سی اس مدعا پر استدلال کیا ہی بالکل غیر مفید مدعا ہی اور غلط کیونکہ ابن عمرؓ کے قول سی آپکا مدعا اوسوقت ثابت ہوگا جبکہ آپ یہہ ثابت فرماینگے کہ جو خلافت و امامت بلانص و استخلاف واقع ہوئی وہ اونکی نزدیک باطل ہی اور ظاہر ہے کہ خلافت ثالثہ اور خلافت رابعہ ابن عمرؓ کے نزدیک بلا نص واقع ہوئی بلکہ اول سے بہی

ابن عمرؓ [illegible] ص ۱۵ جلد

ابن عمر کے نزدیک یہہ ہی کیفیت ہی کیونکہ جناب خلیفہ ثانی رض کی اِس قول کے جواب مین کہ
اِن لم استخلف سکوت فرمایا۔ اور رد نہین کیا اور ثانیہ فرع اولی کے ہی تو مدعا مجیب بسبب
اوسوقت ثابت ہو جبکہ ابن عمر رض کے قول ہی بطلان خلافت ثلاثہ ہی اربعہ بسبب عدم ورود نص
کی ثابت ہو جاوی اور یہہ محال ہی۔ پس اِس روایت سی استدلال کرنا اِس پر مبنی ہی کہ ہماری
مجیب بسبب اپنی مدعا سی متغافل ہین۔ ابن عمر رض کے اِس قول سی اگر بفرض محال وجوب نص
ثابت ہو بھی تاہم مستلزم اشتراط نہین کہ مفید مدعا ہو۔ آپنے دیکھا ہوگا کہ امام نووی رح نے
اِس حدیث کے شرح مین عدم وجوب نص پر اجماع لکھا ہی تو ہو سکتا ہی کہ حضرت ابن عمر رض
نص کو اولی و مستحسن سمجھتی ہون۔ لیکن عظماء اسلام مستحبات کو بھی عمل مین مثل واجب کے سمجھتی
ہین اور نیز قاعدہ ہی کہ ہر شخص اپنی مدعا کو حتی الوسع مدلل و مبرہن بیان کیا کرتا ہے تو اسلیی
اونہون نے اوسکو اس مدلل پیرایہ مین ظاہر فرمایا۔ لیکن جب جواب سن لیا تو چونکہ امر ضروری
نہ تھا اسلیی سکوت فرمایا اور مکرر اس باب مین لب کشا نہوئی کیونکہ جو دلیل حضرت عمر رض
نی ذکر فرمائی وہ بداہتہً اِس امر پر دال ہی کہ استخلاف و عدم استخلاف ہر دو جائز ہین واجب نہین
اور نیز یہہ بھی ممکن ہی کہ ابتدا مین دفعتہً حضرت ابن عمر رض کے ذہن مین لزوم نص آیا ہو
لیکن جبکہ حضرت امیر المومنین فاروق رضی اللہ عنہ کی زبانی دلائل قاطعہ سی عدم لزوم معلوم ہوگیا
تو اپنی قول سی رجوع فرمایا۔ معہذا جبکہ خلیفہ ثانی رض نے اونکی جواب مین عدم وجوب نص
بیان فرمایا اور صحابہ مین سی کسینی اوسکا رد و انکار نہین فرمایا تو اجماع سکوتی ہوگیا۔
پس خاتمہ دلیل پر جو کچھہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت ہماری مجیب نے تحریر کیا
وہ کمال وقاحت کے دلیل ہی مدعا کو دلیل سے ثبوت کی بو بھی نہین پہنچی اور زبان درازی
شروع کردی حضرت ابن عمر رض کا عقیدہ اشتراط نص کا جو مستلزم عدم انعقاد خلافت غیر
منصوصہ کو بھی پہلی ثابت فرمایا ہوتا اور اوسکی بعد کچھہ کہا ہوتا لیکن جب دیدہ بصیرت کحل
فہم و انصاف سی خالی ہو تو بجز سکوت کے کیا جواب دیا جاوی۔ **قولہ** جناب ابن عمر رض

ہی پر منحصر نہین ہے اور صحابہ کا بھی یہہ ہی اعتقاد ہے چنانچہ خواجہ کابلی صواقع مین جسکا ترجمہ آپکی خاتم المحدثین نے فرماکر اور تھوڑا سا تغیر و تبدل کرکے تحفہ لکہا ہے ذیل قول جناب امیر علیہ السلام یا لیعنے القوم الذین بایعوا ابابکرؓ و عمر ابن الخطاب ثانی مقصد رابع امامت مین فرماتے ہین و ذھب بعضہم الی ان الامام یجب ان یکون منصوصاً علیہ نصاً جلیاً او خفیاً والیہ ذھب عبداللہ بن مسعود وابو الدرداء وحذیفۃ ابن الیمان وانس بن مالک وابو ھریرۃ وغیرھم وجم غفیر من المحدثین وشرذمۃ من الاصولیین وطایفۃ من المتکلمین وجماعۃ من الفقہا انتہی حیرت و تعجب ہے کہ آپکی خاتم المحدثین نے باوجودیکہ اس کتاب کے اکثر بلکہ کل مضامین ترجمہ کئے ہین اس مقام کو ملاحظہ نفرمایا ورنہ اس جرات سے اس عقیدہ کی نسبت نفرماتے کہ یہہ عقیدہ عقل و نقل کے خلاف ہے۔

اقول یہہ دلیل ہے زبان حال سے چلا کر کہہ رہی ہے کہ ہماری مجیب کو اپنی مدعا کی خبر نہین ہے اندنیز اس دلیل سے یہہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہماری مجیب نے یا ہماری مجیب کے اوس مرید نے جس سے وہ اسکو نقل فرماتے ہین نقل عبارت صواقع مین کمال دیانت فرمائی ہے اور جو جملہ کہ انکی مذہب کے مخالف اور اس عبارت کی مابعد بہت ہی قریب مذکور ہے اور گویا تتمہ اس عبارت کا ہے اسکو حذف کردیا سمجھا ہوگا کہ صواقع عزیز الوجود کتاب ہے کہان دستیاب ہوتی ہے جو کوئی معائنہ کرکے غلطی نکالیگا۔ لیکن خدا تعالے کے فضل و کرم سے اس عاجز کو یہہ کتاب بڑا وقت میسر ہوگئی اسلیے اصل کتاب سے پوری عبارت اہل انصاف کے سامنے پیش کرتا ہون اہل انصاف ملاحظہ فرماوین اور یہہ بھی دیکھین کہ ہماری مجیب لبیب کی مدعا سے اس دلیل کو کچھہ تعلق ہے یا نہین۔

ذھب بعضہم الی ان الامام یجب ان یکون منصوصاً علیہ نصاً جلیاً او خفیاً والیہ ذھب عبداللہ بن مسعود وابی الدرداء وحذیفۃ بن الیمان وانس بن مالک وابی ھریرۃ وغیرھم وجم غفیر من المحدثین وشرذمۃ من الاصولیین وطایفۃ من المتکلمین

اقتضاء ستر عورت اپنی کمی دوسروں کی عیب کا اعلان

ك بعض سلف گئی ہین کہ امام کا منصوص ہونا خواہ نص جلی ہو یا خفی واجب ہے اور اسیطرف گئی مین عبداللہ بن مسعود اور ابو درداء اور حذیفہ بن الیمان اور انس بن مالک اور ابو ہریرہ و محدثین کی ایک بڑی جماعت اور اصولیین کا ایک گروہ اور متکلمین مین کا ایک فرقہ ۱۲۔

وجماعة[ل] من الفقہاء تمسکوا بالاحادیث الواردة فی خلافة الخلفاء الاربعة واختلفوا
فی النص والجمہور علی انہ جلی وجمع علی انہ خفی والیہ ذہب الحسن البصری واتفقوا علی انہا تثبت
بالاجماع ان لم یتعین الافضل ولم یوجد النص انتہی ۔ اس عبارت کے آخر کا جملہ
واتفقوا سے جو بداہتہً مدعا کی نقیض کو ثابت کر رہا تھا ترک فرمایا تاکہ استدلال بوجہ اتم راست ہو پس
اگر یہہ نقص بیخیانت نہین تو کیا ہی۔ لیکن اگر اس جملہ سے قطع نظر کیجاوی تاہم یہہ عبارت ہمارے
مجیب کے ثبوت مدعا مین کچھہ فایدہ بخش نہین ہی۔ کیونکہ نص عام ہی جلی ہو یا خفی اور آپکا دعوی
اثبات نص جلی کا ہی تو اس صورت مین آپکا دعوی خاص ہی اور دلیل عام ہے اور دلیل
عام سے خاص مدعا کا ثبوت ناممکن ہی اور اگر بغور و تامل دیکھا جاوی تو دلیل و مدعا مین باہم عموم
وخصوص بھی نہین بلکہ تغایر و تباین ہی تفصیل اسکی یہہ ہی کہ آپکے نزدیک انعقاد امامت کے لیے
یہہ شرط ہی کہ حق تعالی کی طرف سے اس طرح نص وارد ہوئی ہو کہ فلان شخص بعد فلان
نبی یا فلان امام کے اوسکا خلیفہ ہی اگر اسطرح نص نہوگی تو امامت وخلافت متحقق نہوگی
اور صحابہ مین سے کوئی اسکی لزوم و اشتراط کا قائل نہین اور کسینی اوسکو ضروری نہین سمجھا
اور نص جلی سے بھی یہہ مراد نہین ہے کہ جو معتقد علیہ سامی ہی۔ چنانچہ جملہ وتمسکوا
بالاحادیث الواردة فی خلافة الخلفاء الاربعة اس مدعا پر ظاہر دلیل ہی تو بس دلیل و مدعا باہم
متغایر ہوئی پس ایسی پوچ اور غلط دلیل پر اسقدر نازو افتخار۔ اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کی نسبت صواعق مین اس معتمد کے بھینی کا الزام بالکل لغو اور ناجایز ہی علی الخصوص جبکہ
شاہ صاحب مرحوم کی عبارت کو جو تحفہ مین مذکور ہی دیکھا جاوی وہ فرماتے ہین امامیہ
میگویند کہ نصب امام بر خدا واجب است بین معنی کہ منصوص بود از جانب خدا واین عقیدہ

ل اور فقہا مین سے ایک جماعت اون احادیث سے دلیل پکڑتی ہی جو خلفا اربعہ کی خلافت کے بارہ مین وارد ہوئی ہین
اور نص کے باب مین اختلاف ہی جمہور اسپر ہین کہ نص جلی ہی اور ایک جماعت اسپر ہی کہ وہ نص خفی ہی حسن بصری کا
یہی مذہب ہی اور اسپر سب متفق ہین کہ اگر افضل متعین نہو اور نص نہ پائی جاوے تو خلافت اجماع
کے ساتھ منعقد ہو جاتی ہی ۱۲

مخالف عقل ونقل ہے - معلوم نہین یہہ مدعا جو مجموعہ امرین کا ہی اور جسکو شاہ صاحب بعض مخالف عقل ونقل فرمارہے ہین اسکو ہماری مجیب نے کیونکر موافق عقل ونقل کے ثابت کیا ذرا تو انصاف فرماکر اپنی دلیل کو بھی ملاحظہ فرمائین اور جسکی نسبت شاہ صاحب نے فرمایا کہ خلاف عقل ونقل ہے اسکو بھی دیکھین اور سوچین بعد اوسکی اپنی طعن کو میزان انصاف مین رکھکر تولین تو صاف معلوم کرلیجیے کہ آپ نے عبارت صواقع کو سمجھا ہے اور نہ تحفہ کو سمجھی اور نہ خود اپنا مدعا ہی ضبط فرمایا خدا تعالی توفیق انصاف وراہ راست عطا فرماوی - **قولہ** اگرچہ اس مقام مین ہم بہت کچھہ گفتگو کرسکتے ہین مگر بنظر اختصار ترک کرکے اب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی نص کے باب مین شہادت لکھتے ہین کہ یہہ حضرت منابر مشہور آپکی خاتم المحدثین کے والد ماجد ہین اگرچہ تحفہ مین انکی البوت مین توریہ فرمایا ہے مگر نہایت ہی درجہ کی تعریف وستائش فرمائی ہے حتی کہ انہی آیات الہی ومعجزہ از معجزات جناب رسالت پناہی انکی شان مین لکھا ہے جیسا کہ پہلی بھی گذر چکا ہے

اقول نہایت افسوس ہا کہ اس مقام پر آپنے بہت کچھہ گفتگو نہ فرمائی - جس قدر اس مقام پر گفتگو واقع ہوئی ہے اوسیسے آپکے علم وفہم وانصاف کی کیفیت اور استدلال کی حقیقت بخوبی منکشف ہوگئی ہے اور اگر اور کچھہ گفتگو فرماتے تو اور زیادہ اغلاط فاضحہ ثابت ہوکر اوس دعوی کو باطل کرتے جو آپنے ابتدا جواب مین فرمایا ہے - بہتر ہوا کہ آپنے اختصار کے پیرایہ مین اسکو ترک فرمایا - اورچہ کچھہ حضرت شاہ صاحب رح کی نسبت لفظ بنابر مشہور لکھکر تعریض فرمائی اور جو ادعا تہذیب واخلاق کے بد تہذیبی کا جامہ پہنا اسکی جواب مین ایسی تعریضین بلکہ اس سے بڑہکر ہم بھی بہت سی مجتہدین حال واصنی وغیرہ کی نسبت عرض کرسکتے تہی لیکن ہم بجز سکوت وصبر کی اسکا کچھہ جواب نہین دیتے - اسکی بعد جو شہادتین کہ نص کے ثبوت کی بابت حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرمائی اونکی کیفیت بھی ملاحظہ ہو - **قولہ** آپ بنظر غور وانصاف ملاحظہ فرمایئے کہ جو تقریرین ہم نقل کتاب مین کرتے ہین بعینہ وہی حضرت شاہ صاحب ازالۃ الخفا مین رقم فرماتی ہین مقصد اول فصل دوم پر لوازم خلافت خاصہ کے نکتہ سوم مین جو صفحہ ۲۰۰ مین واقع ہے

یہہ عبارت تحریر ہی یکنہ سوم آنکہ خلافت امر خطیر است و نفوس بنی آدم مجبول بر اتباع ہوا و شیطان
در بنی آدم جاری مجری الدم چون خلافت برائی شخصی مستقر شود احتمال دارد کہ جور پیش گیرد
در مقاصد خلافت تہاون صریح بعمل آرد و حزر این خلیفہ دراست مرحومہ اشد باشد اگر تحریک
اختلاف وی و این احتمال کثیر الوقوع است نمی بینی کہ بادشاہان ہمہ الا ماشاء اللہ درین
مہلکہ گرفتار شدہ اند و میشوند تا وقتیکہ این احتمال برانداختہ نشود بوعدہ الٰہی یا باوصافی کہ نزد عامہ
حصول آنہا جور و تہاون ممتنع عادی گردد۔ و ظن قوی بعدل و قیام خلیفہ بمراسم خلافت بظہور نرسد
اختلاف چنین شخصی خیر محض نباشد و نفوس بنی آدم تابع است او طمینان پیدا نکنند و کسیکہ
مرشد خلائق گردد و مسائل ایشان در ظاہر و باطن متکفل گردد علم و حال خود غلط کردہ باشد و دیگران
بعض تو این متمسک شدہ ہمان غلط را رواج دادہ باشند و ما احسن ما قیل۔ بیت ای بسا ابلیس
آدم روی ہست + پس بہر دستی نشاید داد دست + تا اعتماد بر علم و حال شخصی بحدیث مستفیض
صادق و مصدوق و اشارات او حاصل نشود کار ناتمام است انتہیٰ فقرات ملا کا انہا کہ توثیق
بصاحب آن داشتہ باشم منصوص شارع و اشارات او انتہی بقدر الحاجۃ۔ اس عبارت کو تامل و انصاف
سے ملاحظہ کیجیئے جیسی کہ اس سے نص کا وجوب ثابت ہوتا ہے ویسی ہی عصمت خلیفہ بھی ثابت ہے
بباعث خوف طوالت ہم اسکے الفاظ پر بسط و نشاط سے بحث نہیں کرتے اسیقدر اشارہ
کافی سمجھتے ہیں۔ **اقول** اس دلیل کو بھی مدعا سے کچھہ ربط نہیں ہے۔ اور یہان بھی اپنا
مدعا ہولی۔ جو نص کہ عبارت منقولہ ازالۃ الخفا سے مفہوم و مستنبط ہوتی ہے اگر وہی نص
معتقد علیہ جناب مجیب دراز ہونگی ہم بھی تو مرحبا بالوفاق لیکن یہہ نص وہی نص ہے جو آیت مستخلف
لہ وعد اللہ الذین آمنوا منکم اور حدیث اقتدوا باللذین من بعدی ابابکر اور اسکی امثال سے ثابت ہوتی ہے
اور نیز یہہ وہی عہدہ خداوندی ہے جسنے احتمال اتباع ہوا کا استیصال کر دیا اور وقوع جور
تہاون کو ممتنع عادی بنا دیا اور یہہ نص و اشارات وہ ہین جن سے صرف تحقق خلافت
مستلزم ہوتا ہے نہ انعقاد اور یہہ نص و اشارات متعدد اشخاص کے حق میں بھی ایک وقت مین

بلا تعیین تقدم و تاخر ممتنع نہین ہین پس اگر آپ اسکی قائل ہون تو یعنی ہماری آنکھ کچھہ نزاع نہین اور اگر نص متفق علیہ سامی جسکی اثبات کا دعوی کیا گیا ہی یہہ نہین ہے بلکہ وہ نص جلی ہی کہ جو علما قوم امامیہ اثنا عشریہ کی واسطی دعوی کرتے چلی آئی ہین تو اوسکی اشتراط کو اس دلیل سی یا کسی دلیل سی ثابت فرمایی مین اس استدلال پر ہمہ تن حیرت ہون کہ محبیب لبیب نے اپنی آپکو کم انکم نا بسی خوان تو ضرور ہی تسلیم کیا تہا لیکن اس استدلال سے تو اس دعوی کے بہی ثبوت مین تردد قوی ہی۔ کیونکہ اگر فارسی خوان ہوتے تو کیا اس عبارت کا بہی مطلب نہین سمجھہ سکتی تہی کہ جسکا سہل الماخذ ہونا مثل روز روشن ہی معلوم ہوتا ہی کہ آپکی سامنی کسینی یہہ عبارت پڑہکر سنادی ہوگی آپنی لفظ نص کا سنکر کمال دانشمندی سی سمجھہ لیا کہ بس ثبوت نص ہین حجت قاطعہ ملگیی اور خصم کے سامنی پیش بہی کردیا۔ افسوس کہ آپنی بسط و نشاط سے اس عبارت کے الفاظ پر بحث نہین فرمائی۔ پہر جبکہ آپ اس عبارت سی نص کو جو اسکا مسوق لہا ہے ثابت نہین کرسکی تو عصمت کو تو کیا ثابت کرینگی۔ **قولہ** اور سینی مقصد اول کے فصل نہم کے مقصد دوم مقدمہ تحفہ سے تیسین صفحہ ۲۶۸ مطبوعہ مطبع مذکورہ مین یہہ فرماتے ہین دلیل اول استقرار احادیث کہ در باب فتن روایت میکنند دلالت ظاہرہ دارد بر انکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر وقائع آتیہ تقریر فرمودہ است و ہر واقعہ را بلفظی ادا کردہ کہ رضائی خدا تعالی یا سخط بان از ان مفہوم شود و چون این مقدمہ را شناسیم بحدس قوی یقین می نمائیم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ اول و ثانی و ثالث کہ بر سر ویک بودند و در اختلاف قوم در استخلاف ایشان فتنہ بر میخاست و کارہای عظیم مثلاً فتح فارس و روم بر ہم میخورد البتہ تعیین فرمودہ اند عاقل نتواند تجویز کرد کہ اہم مہمات را گذاشتہ اند و در بیان امور جزئیہ اہتمام نمایند بحالیکہ ہذا بہتان عظیم انتہی بقدر الحاجۃ یہہ دلیل بعینہ وہی تقریر ہی کہ اہل حق خلیفہ کی منصوص ہونی مین بیان کرتی ہین اور حضرت شاہ صاحب نے اصل اس دلیل کے ہماری ہی تقریر سی اخذ کرکے بعض الفاظ زائد اپنی طرف سی زیادہ کیی ہین اور بجائی مطلق خلیفہ و امام کے خلفاء ثلثہ کا بالخصوص ذکر کیا ہی حاصل یہہ ہی جو ہم کہتی ہین کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت پر ایسی شفقت

وعطوفت رکہتے تہی کہ احکام جزئیہ ومسائل فروعیہ نہایت تشریح وتفصیل سے بیان فرمائی حتی کہ آپکی مصاحبت دعوت تو کسی مباشرت بلکہ بیت الخلا تک کے آداب پر واقف فرمایا کوئی مسلمان کب تجویز کرسکتا ہی کہ آنحضرت باایں ہمہ شفقت ورافت ایسی اہم مہمات کو کہ امت کے جمیع مصالح دینی ودنیوی اوس سے وابستہ ہیں مہمل چہوڑ دیں اور اوسپر نص نفرماویں اور امت کو معاذ اللہ عمدًا اختلاف وتنازع ولت جو میں ڈالدین۔ **اقول** ہماری علامہ مجیب نے جو اس جگہ عبارت ازالۃ الخفا سے نقل کی وہ بالکل بے سود ہی کیونکہ ثبوت مدعا مجیب سے اوسکو کچہہ تعلق نہیں علی الخصوص حضرت صاحب ازالۃ الخفا رحمہ اللہ اس بحث میں تصریح فرماچکی ہیں وبیش از شروع در تقریر ان نکتہ ایست مہمہ کہ ترتیب دلائل وتقریب آن مسائل بر معرفت او موقوف است و آن نکتہ ایست کہ مراد ما از تعیین خلیفہ کہ بوجوب ولزوم آن زبان میکشائیم نہ آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک بوفات خود مسلمانان را جمع فرمایند وبہ بیعت آن خلیفہ امر نمایند الخ اس سے صاف وصریح ہی کہ وہ نص جسکا دعوی کیا گیا ہی وہ مراد نہیں اور وجہ اسکی بجز بطلان کے اور کوئی نہیں و ظاہر کہ جب وقائع آیندہ کی تقریر فرمائی جس سے رضا یا سخط خدا ثابت ہوی اوسکی ساتہہ مفہوم ہوتی تو وہ خلافت حقہ جسمیں اختلاف کے سبب فتنہ کا اندیشہ نہ تہا اور بڑے بڑے اعلیٰ درجہ کی کاموں کے درہم وبرہم ہونے کا خوف تہا اولی واحق بالبیان ہی بہ نسبت اوس خلافت کے کہ جسمیں یہہ اندیشہ نہ تہا بلکہ اوسمیں خود اختلاف واقع ہونیوالا تہا اور اوس اختلاف پر بہی مطلع فرمادیا اور یہہ تقریر واطلاع بطور کشف واقعہ اور بطور اخبار بالغیب واقع ہوئی تو یہہ غلط ہی کہ بجائی مطلق خلیفہ کے خلفا ثلثہ کو ذکر کیا کیونکہ حضرات خلفا ثلثہ رضی اللہ عنہم کے ذوات مقدسہ کے ساتہہ وقائع عظیمہ متعلق تہی کہ جسمیں کوئی اونکا شریک نہیں ہی اسلیے بالخصوص اونکا ذکر کیا نہ کسی دوسری وجہ سے باقی رہا یہہ کہ یہہ دلیل حضرات شیعہ کے تقریر سے اخذ کی گئی ہی اور کچہہ الفاظ کم وبیش کیے گئے ہیں سوال انصاف جنہوں نے اول سے آخر تک کتاب ازالۃ الخفا کا مطالعہ کیا ہی اور حضرات شیعہ کی تقاریر علمیہ اونکی

بیش نظر مین معلوم کر سکتی ہین کہ ابتداء حدوث مذہب شیع سے یا جس زمانے سے کہ اس مذہب کے
علمار نے حجاب تقیہ کا چہرۂ مذہب سے اوٹھا کر طریق کلام کو جاری کیا آجتک کسی متعصب سے
علماء شیعہ مین سے بیان معانی کتاب و سنت مین باین خوبی و سلیقہ کوئی تحریر دیکھی ہو
اگر کوئی ہو تو معیب بسبب یہی نام لین مسلاو اسکی ابتداء زمانہ خلافت خلفاء ثلثہ رضی اللہ
عنہ مین حضرات اون ہی کے ہم مشرب رہی اون ہی کی موافق مسائل فرماتی رہی - رہنا قرآن
جو متمسک عظم و ثقل اکبر ہی پردہ تقیہ مین ایسا چہپایا کہ بجز ائمہ کی اوسکو کسینی پڑہا نہ کسینی
دیکہا اپنی زمانہ خلافت مین بہی تقیہ کے وہی حالت رہی اور بعد اوسکی تمام ائمہ کی جو دیگری
حضرت ہی کی قدم بقدم چلی تہی اور ہمیشہ تقاریر علمیہ اور مسائل دینیہ موافق اہل سنت کے
بیان کرتی چلی آئی پہر اگر یہہ اکابر اہلسنت سے اخذ نہین کیا تو کہانسے آیا اپنی مفسرین کی تہی
اگر مسموعاً علوم مختلفہ کے بیان مین خوشہ چین خرمن فیوض اہلسنت مین تفسیر صافی کو دیکہیے کہ اوسکی
مصنف نے اس بارہ مین اپنی مفسرین پر کیسی تشنیع فرمائی تفسیر مجمع البیان جو نہایت
معتبر تفاسیر مین سے ہی ایک صفحہ اوسکا آپ پڑہلین تو میری قول کی تصدیق ہوجاتی ہی
اگر زیادہ تکلیف گوارا طبع سامی ہو تو رسالہ مکاتیب ہی دیکہہ لیجیے کہ فاضل اجل مولوی نور الدین
حسین اس بارہ مین کس درد انگیز افسوس کے ساتہہ فرماتی ہین صفحہ ۱۳ پر یہہ عبارت مکتوب ہی متاخرین
بسبب عدم مہارت فن حدیث تحقیقت الامر را ادراک نکردہ بکاسہ لیسی عامہ پرداختہ اند
و منشاء این امر غیر از قلت استعداد در فن حدیث شریف چیزی دیگر ملحوظ نیست جبکہ علماء
اہل تشیع باعتراف خود ہمیشہ کاسہ لیس اہلسنت رہی تو بڑی شرم کی بات ہی کہ شاہ صاحب
رحمۃ اللہ علیہ پر جہوٹا الزام اخذ لیس کا لگاتی ہین اور کوئی ثبوت پیش نہین کر سکتی اور اپنی
علمار کی حالات کو ملحوظ نہین فرماتی - بیشک نمک حلالی اسیکا نام ہی لیکن جو وہیں کہ عجیب
سبب بی ثبوت بعض مین بیان فرمائی اور انکی اکابر بڑی افتخار کی ساتہہ ثبوت اس مدعا
مین بیان فرمانی چلی آئی ہین اسکی تردید اور اوسکا جواب جزو ہی پس واضح ہو

مگر حضرات شیعہ کو مثل مشہور الغریق یتشبث بکل حشیش[۵۱] جب کوئی دلیل ثبوت مدعا مین نہین
ہوتی تو ایسی ایسی واہی دلیلون سے ہی اپنا دل خوش کر لیتے ہین اور یہہ نہین سمجھتے کہ جیسا
مدعا ہوتا ہے اوسکے لیے ویسی ہی دلیلونکی ضرورت ہوتی ہے جبکہ امامت اور اوسکی شرائط
موقوف علیہ اور اصل اصول دین سے ہین تو کیا اونکا ثبوت ایسی ایسی دلیلون سے جو محض
خیالی ہین اور جنکی تائید کسی کتاب و سنت سے نہین ہوتی بلکہ بالعکس کتاب و سنت
سے اونکی تکذیب ہوتی ہے ہو سکتا ہے ہرگز نہین قطع نظر اس سے یہہ دلیل خود مستدل کی
منقلب ہے کہ حق تعالے شانہ نے کلام مجید مین جنکی بہی نعمت کا وعدہ فرمایا اور اکمال دین کا
مژدہ سنایا اور اصول دین مین سے کوئی چیز ایسی نہین جسکو حق تعالے نے بیان نفرمایا ہو
بلکہ فروعات فقہیہ عبادات و معاملات مین سے صوم و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ نکاح و طلاق بیع
و شرا و اعتکاف وغیرہ تک بیان فرمائی تو باوجود اس رافت و رحمت کے کہ خداوند تعالے اپنے بندونکے
ساتھہ ہی کوئی مسلمان کیونکر تجویز کر سکتا ہے کہ حق تعالے فروعات کو تو باین اہتمام مکرر
سہ کرر بیان فرماوے اور کسی ایسے اصل اصول دین اور اہم المہمات کو مہمل چھوڑے جسکے ساتھہ عباد کے
تمام مصالح دینی و دنیوی منوط ہون اور عامۂ عباد کو متنازع و تشاجر مین ڈالدے
بلکہ علاوہ فروع دین کے مثلین اور پرانی قصے بالتفصیل بہات تک فرمادے اور اصول دین کو
چھپا رکہے اور بعض نفرماوے اور تارک واجب ہووے سبحانک ہذا بہتان عظیم۔ تعجب ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے نعت و رسالت کے کتب سابقہ مین خداوند تعالے نے خبر دی اور حضرت
عیسی علیہ السلام نے تو صاف نام ظاہر فرمایا چنانچہ ارشاد ہے۔ وَمُبَشِّرًا[۵۲] بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي
اسْمُهُ أَحْمَدُ۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ کا خلیفہ راشد جو انبیا و رسل سابقہ سے افضل ہے اوسکا کہین
ذکر نہین فرمایا حالانکہ عباد کا ایمان اسی پر موقوف تہا تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہہ اصول
دین ہی مین سے نہین ورنہ خود خداوند تعالے ہی اپنے کلام مین نص فرماتا۔ معہذا ہم کہتے ہین

[۵۱] ڈوبتا ہر ایک گہانس پہونس پر ہاتھ ڈالتا ہے ۱۲ [۵۲] اور خوشخبری دینے والا رسول کا جو آویگا میرے پیچہے نام اوسکا احمد ہے ۱۲—

کہ امر امامت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمل چھوڑ دیا اور عمداً امت کو باینہمہ شفقت ورأفت
اختلاف و تشتت میں ڈال دیا اور یہہ کچھہ اسی پر منحصر نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تمام مقام پر نص فرمائی اور کہتے کہ میرے بعد فلان اور اوسکے بعد فلان خلیفہ و امام ہے بلکہ بارگاہ
خداوند تعالے سے اس امر کا متکفل ہوا اور تمکین دین کا وعدہ فرمایا اور حضرت رسالتپناہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہو گیا تھا حسب وعدہ خداوندی جو خلافت واقع ہوگی وہ حق ہوگی
اور بہت جلد نوبت پہونچیگی تو آپ کو کچھہ حاجت نہ تھی کہ آپ خلافت پر تخصیص نص
فرماتے بلکہ صرف اسقدر اونکی صداقت و حقیت خلافت کو کنایۃً اور اشارۃً بیان فرمادیا
اور سب سے آخر میں بطور تمہید و تنبیہ یہہ کیا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی قائم مقام
امامت صلوٰۃ میں فرمایا بعد وفات سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتسلیمات کے وعدہ صادقہ
خداوندی بوجہ احسن ظہور پکڑا اور خلافت موعودہ ابو بکر کی رائی اور تمکین دین مرضیہ حاصل
ہوئی اب اس کے سوا اور بھی عقل سے معلوم کر سکتے ہیں کہ نص نہونے کی صورت میں
کس امر کا احتمال باقی رہا اور کونسی تخویف و تشاجر ہے کہ جسمین امت کو ڈالدیا تا نہ ہوتا جرح کے
بنا پر ہو تو خود خداوند تعالے کے سچے وعدہ صادقہ نے بیخ دین سے اوکھاڑ دیا ہے بلکہ اگر
بقول شیعہ رسول اللہ علیہ وسلم نے نص فرمائی تو باوجود اوس شفقت و عطوفت و رأفت و رحمت کے
نہایت مرحومی کی حالت پر چھوڑا اپنی تمام امت کو جسکو سالہا سال کے محنت و مشقت میں صدہا
طرح کی اذیتین اوٹھا کر مسلمان کیا تھا اس نص کے بدولت ورطۂ ضلالت میں اوندھا ڈالدیا
اگر یہہ نص نہوتی تو کیون لاکھون آدمی کفر مین مبتلا ہوتے۔ کیا توحید و نبوت و معاد کا
اعتراف شافی نہ تھا سوا اس قدر مفاسد کو یہہ نص متضمن ہے ترک نص ہرگز نہین باینہمہ
نص بھی یہی ہے یوم غدیر خم فرمائی یا کوئی اور اسکا نص ہونا تو ظاہر ہے اور اگر کوئی اور ہو
تو لا بد ہے کہ پیش کیجیے حاصل آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باینہمہ رأفت و رحمت
نص فرمائی بھی سہی لیکن کیا فائدہ ہوا جبکہ خداوند تعالے نے اونکو متمکن نہ کیا اور اپنی ولیعہد کو

جو لطف تھا اپنی ذمہ سے نہ اوتارا تو جو امور دینی و دنیوی اوسکی ساتھہ وابستہ تھے وہ کیونکر
حاصل ہوئی اور نیز نص سے کیا فائدہ ہوا جبکہ امام نے غائب ہوکر باوجودیکہ تمام منافع دینی و دنیوی
اوسکی ساتھہ وابستہ تھی سبکو خاک مین ملادیا اور امت کو عمداً اختلاف و تنازع ترک جو مین ڈالدیا
کیا کوئی شخص جسکو ذرا دین اسلام کا لحاظ ہوگا وہ ایسا کہہ سکتا ہے علاوہ ان سب کے ہماری مجیب کے
نزدیک اگر قطع عرق تنازع نص ہی پر منحصر تھا تو یہہ بھی بداہتہً غلط ہے کیونکہ جو تنازع و تشاجر
و تکاذب و تجاحد در بارہ نص فرق شیعہ مین عموماً اور امامیہ مین خصوصاً واقع ہو رہا ہے اوسکو دیکھکر
بے اختیار آیت وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ زبان پر جاری ہوتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے
کہ اگر واقعی نص ہوتی تو یہہ اختلاف و تنازع جو نصرانیونکی بھی اختلاف و تنازع سے بدرجہا بڑکر ہے
واقع نہوتا تو معلوم ہوا کہ یہہ باتین تراشی ہوئی ہین رہیں۔ اگر خوف تطویل نہوتا تو اس اختلاف
کو مفصل بیان کرتا لیکن چونکہ صواعق و تحفہ و سیف مسلول وغیرہ مین بشرح و بسط مذکور ہے جسکا دل
چاہے وہان دیکھہ لیوے **قوله** اگرچہ اس عبارت پر بہت کچھہ گفتگو ہوسکتی ہے کہ بخیال
اختصار عرض بعد کرکے اسقدر گذارش ہے کہ باوجودیکہ خلیفہ رابع بھی خلفاء اہلسنت کے خلفاء
راشدین مین ہین اور انکی خلافت بھی مدت سی تیس سالہ مین ہی واقع ہوئی مگر حضرت شاہ صاحب نے کمال
تورع اور تدین سے محض خلفاء ثلثہ کا ہی ذکر کیا ہے یہہ بھی جائے غور ہے تمسک عترت طاہرہ اہلبیت کی یہہ ہی
معنی ہین۔ **اقول** یہہ تو آپنے اپنی ہی حق مین بہت اچھا کیا کہ اس عبارت پر بہت
گفتگو نہین فرمائی کیونکہ جسقدر زیادہ گفتگو فرماتی اوسیقدر آپکی استعداد و لیاقت کی زیادہ تر
کہلتی سو اسکا کسی پر کچھہ احسان نہین۔ باقی رہا شاہ صاحب پر خلیفہ رابع کے نہ ذکر کرنیکا
الزام یہہ محض عدم فہم مرام و وسوسہ ہی ظاہر ہے کہ خلافت رابعہ کے حقیت متفق علیہ بین
الفریقین ہے اوسکی بیان کرنیکی کچھہ ضرورت نہین اثبات اگر مقصود ہے تو خلافت خلفاء ثلثہ
کا ہے جو متنازعہ فیہا ہین سو انکا بیان کرنا ضروریات سے ہے اگر ایسی مواقع مین خلافت رابعہ کا
ذکر کیا جاوے تو جبکہ اوسکو خلافت حقہ تسلیم کرلیا ہے تو ہماری تمسک و ولا مین کچھہ قصور

واقع نہین ہوسکتا اگر آپ مدعی ہین تو وجوب ذکر کو کسی دلیل عقلی یا نقلی سے ثابت کیجیے
دیہمات سے موقع استدلال مین کام نہین چلتا - اور نیز بیان کرنا اس امر کا مقصود ہے کہ ان
خلافتو نمین اختلاف واقع ہوتا تو جن مہمات دینی و دنیوی کو یہہ خلافتین متضمن تہین مثل
فتح روم وفارس وغیرہ ممالک اور شیوع اسلام کے وہ سب درہم و برہم ہو جاتے چونکہ یہہ خصہ
خاص خلفائے ثلثہ ہی کا ہے اسلیے وہ اس بیان کیساتھ مخصوص ہین تو انہین کا ذکر کیا گیا
علاوہ ازین ہم انکی روایات مین بہت جگہ دیکھتے ہین کہ صرف جناب امیر کا ذکر ہوتا ہے
اور باقی ائمہ کا نہین ہوتا تو کیا اس سے استدلال ہو سکتا ہے کہ حضرات کو ائمہ باقیہ سے بغض تہا
قرآن شریف میں حق تعالے شانہ نے بعض مواضع مین بعض انبیاء کا ذکر فرمایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا ذکر نہین فرمایا اسطرح بعض انبیاء کا ذکر فرمایا اور بعض کا ذکر ترک فرمایا چنانچہ ارشاد ہے
منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک[1] حالانکہ وہ بہی انبیا تہے اور نہ کفار تہے کہ
ذکر کیا تو اس سے حسب قاعدہ خود کیا سمجہو گے - یہہ حضرت ہی کی مناظرہ دانی ہے کہ ترک ذکر کو
دلیل بغض کے قرار دیتے ہین اور بلا دلیل خلاف ولا دو تسک کہتے ہین - **قولہ** اور نیز امامت کا
اہم المہمات ہونا ہی اس عبارت سے ثابت ہے جسکا شیعہ انکو انکار ہے - **اقول**
جبکہ آپ میری انکار مین شاک ومتردد ہین تو کچہہ ضرورت نہین تہی کہ اسکا جواب لکہا جاوے
لیکن چونکہ یہہ شک نہین محض تجاہل ہے اسلیے ہم آپکو آپکی غلطی پر متنبہ کرتے ہین واضح ہو کہ
ہماری اور آپکی مسئلہ امامت مین یہہ اختلاف ہے کہ آپ اوسکو اصول دین مین سے مثل توحید
ونبوت کے سمجہتے ہین اور ہم فروع دین مین سمجہتے ہین اگر ہمکو اہم المہمات ہونے کا انکار ہے
تو اس اعتبار سے کہ یہہ مسئلہ اصول مین سے نہین ہے اور اس عبارت سے اوسکا ہرگز اصول دین سے
ہونا ثابت نہین ہوتا اگر آپ اس عبارت یا کسی عبارت سے امامت کا اصول مین سے ہونا
ثابت فرماتے تو بجا تہی خود ہتا ورنہ صرف یہہ فرمانا کہ اس عبارت سے امامت کا اہم المہمات ہونا

[1] بعض انبیا ایسے ہین جنکا قصہ بیان کردیا ہے اور بعض ایسے ہین جنکا قصہ نہین بیان کیا - ۱۲

قولہ اور سنی اگر نفس و ثابت ہی اس پر مبنی ہی کہ آپ نے محل نزاع سی تجاہل فرمایا ہی

مقصد مقدمہ مین بصفحہ ۲۷۲ یہہ عبارت مرقوم ہی دلیل ثانی ہر کہ کتاب فضائل الصحابہ را از اصول خواندہ باشد و فن معرفت الصحابہ را تتبع نمودہ باشد البتہ میداند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حق ہر یکی از اصحاب خود کلمات و بر خاست با آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم داشتند نفس رانی فرمودہ ست و کلمہ کہ مرأت حاصل عمر او تواند بود بر زبان شریف جاری شدہ و این قصص بیرون از شمار ست ہرگاہ برای ہر کسی کلمہ روان ساخته بر کبار اصحاب خود در زمان حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ وزیر و مشیر او بودند بعد وی صلی اللہ علیہ وسلم تحمل عبار خلافت نمودند چرا نفس رانی نفرمودہ باشد و خلافت ایشان از دو حال بیرون نیست یا خیر ست یا شر اگر خیر ست بہترین جمیع خیرات ست کہ من سن سنۃ حسنۃ فی الاسلام کان لہ اجرہا واجر من عمل بہا این بزرگواران را مثل اجور جمیع مجاہدین و جمیع آنانکہ بسعی ایشان مہتدی شدہ اند حاصل ست و اگر شر ست بدترین شرہا ست زیرا کہ دین محمدی را برہم زدند و امام معصوم را ترسانیدند بہر تقدیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امور خیریہ اصحاب خود را کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بآن متصف شدند بیان فرماید چرا امر عظیم را اما الی الخیر و اما الی الشر بیان نفرماید اگر خیر ست لطف خدای تعالی و رافت حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم تقاضا مینماید کہ بران خیر بیت مطلع سازند تا مردم آن خیر را خیر دانند و بآن اہتمام نمایند و اگر شر ست لطف الہی و رافت حضرت رسالت پناہی تقاضا میفرماید کہ بر شریت آن مطلع سازند تا مردم آنرا شر دانند و حجۃ اللہ بر ایشان قائم شود و اگر نوع ثانی می بود آن نیز بیان امر خلافت ست و نوعی از تعیین خلفاء کہ فلان فلان بخلافت حقیق نیستند و حقیق غیر ایشان ست بالجملہ استقرای سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در تکلم بر احوال صحابہ دلالت ظاہرہ دارد کہ خلفاء را بیان فرمودہ ست و تعیین خلفاء بوجہ اتم کردہ ست انتہی بقدر الحاجۃ سیمہ تقریر جو خلفائیہ

وجوب نص کے بارہ مین حضرت شاہ صاحب نے فرمائی ہے نہایت ہی متین و لطیف ہے اور تحقیق
و تدقیق کی داد دی ہے خلفا ر پر وجوب نص کو خوب ظاہر کرتے ہین چونکہ ہمارا مطلب سبکا صرف
اسقدر ہے کہ خلیفہ کا منصوص علیہ ہونا واجب ہے اور یہہ شاہ صاحب کی اس دلیل سے بخوبی
واضح ہے لہذا اس ما بین کلام کہ شارع علیہ السلام نے خلفا ر ثلثہ کی صحت خلافت مین تقریر
فرمائی یا بطلان خلافت مین اور دیگر صحت خلافت بین نفضول معلوم ہوتی ہے **اقول**
یہہ دلیل بہی جو ہمارے مجیب نے ازالۃ الخفا سے نقل کیے ہے اونکی مدعا سے غیر مربوط ہے بیان بہی انکو
مدعا یاد نرہا حضرت آپکا مدعا اشتراط نص کا اثبات تہا پہر براہ خدا ذرا تو دیکھیے کہ اوس
عبارت مین اشتراط کس جگہ سے مفہوم ہوتا ہے الصاف کی آنکہوں پر ایسی پٹی تو نہ باندہیے
اول تو اس عبارت سے وجوب نص ہی ثابت نہین کیونکہ نص متنازعہ فیہ کی اثبات کو
یہہ عبارت متضمن نہین ہے اور بس نص کو یہہ عبارت متضمن ہے اسکو ہمارے مجیب نے اپنا
مستدل قرار دیا ہے وہ متنازعہ فیہ نہین ہے اور اگر یہہ ہی قیاس وجوب نص متنازعہ فیہ مین جاری
کرین اور یہہ مقصود ہو کہ اسی دلیل سے وجوب نص متنازعہ فیہ ہی ثابت ہے تو غیر مسلم ہے
بلکہ ہم کہتے ہین کہ وجوب نص متنازعہ فیہ کو یہہ ہی دلیل مانع ہے کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بیان وقائع و اوصاف خلفا سب کچھہ بیان فرمایا اور ہر ایک شئی کی اونکے
تعیین سے خبر فرما دی تو اب نص متنازعہ فیہ کے کچھہ حاجت نرہی - اور نیز یہہ ہی یاد رکھیکا
کہ آپکے نزدیک وجوب نص مین وجوب علی اللہ ہے جسکی اہلسنت سخت منکر و مخالف ہین و نیز سابق سے
اسکا اثبات بہی ملحوظ نہین معہذا اگر وجوب نص بفرض محال ثابت بہی ہو تو اشتراط
کی ثبوت کو یہہ مستلزم نہین پس ثبوت اشتراط مین اسکو پیش کرنا قلت تدبر پر مبنی ہے - قطع نظر
اس سے یہہ دلیل اقناعی ہے جو اثبات اصول مین کار آمد نہین ہو سکتی - لیکن جس مدعا کے اثبات کے
لیے حضرت شاہ صاحب نے ذکر فرمائی سو اول تو وہ اصول مین نہین ہے پہر جسقدر دلائل اقناعی و خطابی
ذکر فرمائی ہین وہ سب بطور مؤیدات کی اوس دلیل کے ذیل مین واقع ہین جو قطعی طور پر بغرض

استدلال نص علی پانچوین دلیل سے باطل

قرآنی سے مدعا کو ثابت کر رہے ہیں لیکن وہ مدعا آپکی مدعا سے مراحل بعید ہے - فی الواقع یہ تقریر
بلکہ تمام تقاریر جناب شاہ صاحب رحمہ اللہ علیہ کی نہایت متین و لطیف ہیں اور تحقیق حق کی
داد دی ہے ع - والفضل ما شہدت بہ الاعداء + لیکن آپکو کچھ مفید نہیں چنانچہ
گذارش ہو چکا **قولہ** تاہم اسقدر لکھنے سے باز نہیں رہ سکتی کہ ایسی دلیل سے خلافت
خلفاء ثلثہ کی صحیح معلوم نہیں ہوتی کیونکہ انکا غیر منصوص علیہ ہونا ایسا واضح ہے کہ
آپکی خاتم المحدثین نے تحفہ میں اسکا اقرار کر لیا ہے چنانچہ باب ہفتم تحفہ میں وہ یہ تحریر فرماتے
ہیں زیرا کہ خلفاء ثلثہ نزد اہلسنت نہ معصوم اند و نہ منصوص علیہ در افضلیت ہم گنجایش بحث بسیار است
ہیں جبکہ خلیفہ کا منصوص علیہ ہونا آپکی خاتم المحدثین کے والد ماجد کی دلیل سے ضروری ثابت
ہوا اور یہہ خلفاء اہلسنت کے ہی حسب اقرار صاحب تحفہ منصوص علیہ نہیں تو انکی خلافت
صحیح نہوئی **اقول** ای حضرات اہل انصاف ذرا ہماری مدعی انصاف محب کے اس
دلیل کو جو ابطال خلافت خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم پر قائم فرمائی ہے ملاحظہ کیجیے اور اوس سے آپکی غور فہم و
غزارت علم اور مرتبہ اجتہاد و انصاف کا اندازہ فرمائیے اور دیکھیے حضرت کو کیسی پوچ و لچر
شبہات سد راہ حق ہو رہی ہیں باایں ہمہ دعوی یہہ ہے کہ ہمنے حق الیقین کا مرتبہ تحقیق مسائل
میں حاصل کر لیا ہے اس دعوی کو دیکھیے اور اس دلیل کو ملاحظہ فرمائیے زمین و آسمان کا فرق سے
زیادہ فرق پائیگا اگرچہ اس لغو دلیل کے ابطال کے اور اسمین تضییع اوقات کے چندان ضرورت
نہ تھی لیکن چونکہ ہماری مجیب لبیب نے بڑے ناز و افتخار سے بیان فرمائی ہے اسلیئے مناسب معلوم ہوا
کہ مختصرا اسکے بطلان پر متنبہ کیا جاوے - پس واضح ہو کہ اول تو آپنے یہہ غلطی کہائی کہ آپنے جو
وجوب نصب ازالۃ الخفا سے مستنبط کیا ہے اوسکو شرط اور موقوف علیہ صحت خلافت سمجھ لیا
حالانکہ اگر بالفرض وجوب نصب تسلیم ہی کر لیا جاوے تو مستلزم اشتراط نہیں دوسری بڑی خطا یہہ ہوئی
کہ جو وجوب نصب حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کی عبارت سے سمجھا تھا صاحب تحفہ رح کی
اعتراف عدم منصوصیت خلفاء کو ایسی نص پر محمول فرمایا جسکا وجوب عبارات ازالۃ الخفا سے سمجھا تھا

حالانکہ یہہ ایسی بدیہی غلطی ہے جس سے ادنی طلبہ بھی شرماوین جس شخص کو عبارت فارسی کے سمجھنے کا تھوڑا سا بھی سلیقہ ہو وہ بخوبی سمجھہ سکتا ہی کہ صاحب ازالۃ الخفا نے نص سے کونسی نص مراد رکھی ہی - یہہ ہی متنازعہ فیہ ہی یا کوئی اور ظاہر ہی کہ یہہ نص متنازعہ فیہ تو مراد نہین ہی کیونکہ وہ عبارت جو ہم اوپر بیان کرائی ہین بدلالت مطابقی اسپر دال ہی وہ فرماتی وآن نکتہ آنست کہ مراد ما از تعیین خلیفہ کہ بوجوب دلند وم آن لب میکشائم نہ آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک بوفات خود مسلمانان را جمع فرمایند وبیعت آن خلیفہ ایشان نمایند بالفعل از افعال مفہمہ استخلاف درین حالت بعمل آرد - چنانچہ الحال بر تحخت نشاندن وچتر بر سر نہادن مفہم استخلاف میباشد اور بخوبی سمجھہ سکتا ہی کہ صاحب تحفہ نے عدم منصوصیت سے کونسی عدم منصوصیت مراد رکھی ہی ظاہر ہی کہ وہ یہی عدم منصوصیت مراد رکھی ہی جو متنازعہ فیہ بین الفریقین ہی اور وہ منصوصیت جسکا وجوب صاحب ازالۃ الخفا نے بیان فرمایا صاحب تحفہ کو اوسکا ہرگز انکار نہین جسکا صاحب تحفہ کو انکار ہی وہ اوس سے بالکل جدا ہی پس یہہ ہماری مجیب کے فارسی دانی اور خوش فہمی ہی کہ دونو کو ایک سمجھہ گئی - پہر ان باتو نپر کیا کچھہ دعوی انصاف ہی ہان اگر آپ انصاف سے اپنی بیان کی روایات وعبارات کو ملاحظہ فرماوین تو معلوم کرلین کہ اونسے عدم اشتراط نص ثابت ہوتا ہی زیادہ تکلیف کی ضرورت نہین صرف نہج البلاغہ کی شرح ابن میثم کو ملاحظہ فرمائیے - (۱) المیثاق[۱] ما لزمہم من بیعۃ ابی بکر بعد ایقاعہا ای فاذا میثاق القوم قد لزمنی فلم یمکننی المخالفۃ بعدہ - اس عبارت کو بغور دیکھیے اور فرمائیے کہ خلافت صدیقی آپکی نزدیک بہر حال غیر منصوصہ ہی تو پہر خلافت غیر منصوصہ کا میثاق لازم کیونکر ہوا اس سے معلوم ہوا کہ اشتراط نص باطل بلکہ یہہ ہی دلیل بطلان اشتراط عصمت وافضلیت کو بھی مثبت ہی اور اس دلیل سے صحت خلافت صدیقی مثل روز روشن ثابت ہی (۲)

---

[۱] میثاق وہ ہی جو کہ آپ پر بیعت ابی بکر اوسکی واقع کرنیکی بعد لازم ہوگئی یعنی ناگاہ قوم کا عہد مجھپر لازم ہوگیا پہر اوس سے مجھی مخالفت مجھسے نہو سکی ۱۲

اس خطبہ مین جسکی ابتدا یہہ ہی ومن خطبۃ لہ لما خصمہم روایت نقل فرماتے ہین الائمۃ
من قریش جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت کو عام قریش مین شائع فرما دیا تو
بعد اسکی دعوی تخصیص بعض ائمہ اثنا عشر مین محض تراشی ہوئی بات معلوم ہوتی ہی اور نیز تحقیقت
وہ نص جسکی ثبوت کا دعوی فرماتی ہین اسکی مخالف ہی شارح ابن میثم کے جواب کو بھی اسجگہ
افادہ فرمایا ہی ملاحظہ فرمایئےگا۔ (۳) وہ خطبہ جسکی ابتدا یہہ ہی ومن کلام لہ
الی معویۃ اما بعد فقد اتتنی منک موعظۃ اسکی شرح مین علامہ ابن میثم نے جو خط جناب
امیر کا نقل کیا ہی ولکنت امرأ من المہاجرین اوردت کما اوردوا واصدرت کما
اصدروا وما کان اللہ لیجمعہم علی الضلال ولیضربہم بعمی اس عبارت سے صاف
ظاہر ہی کہ جب مہاجرین کا اجتماع خطا پر نہین ہو سکتا تو نص کا اشتراط باطل ہوا (۴)
اسی خطبہ مین اسکی بعد ہی مذکور ہی واما ما ذکرت بین اہل الشام واہل البصرۃ وبینک
بین طلحۃ والزبیر فلعمری ما الامر ذلک الا واحد لانہا بیعۃ واحدۃ الی قولہ
لانہا الخ اس عبارت کو بنظر تامل دیکھیے جائی معلوم ہوگا کہ کس صراحت سے اشتراط نص کو
باطل کر رہی ہی اور اگر اطراف وجوانب کلام کو ملحوظ خاطر رکھیگا تو یہہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ یہہ
دلیل من باب مجارات الخصم نہین ہی (۵) یہہ امر بھی اولی ہی کہ اگر معاذ اللہ خدا تعالی
ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ نص امامت واجب ہوتی تو وہ عام طور پر اسطرح
نص فرماتی جسمین کوئی خفا باقی نہ رہتا۔ بلکہ یہہ امر اصول دین سے تھا اور جب اسمین نزاع
ہونیوالا تھا تو ضرور تھا کہ اکثر مجالس نشست و برخاست مین اسکی نسبت تنصیص
فرماتے بلکہ قرآن منزل مین بطور وحی متلو کے نازل ہوکر ورد زبان اکابر و اصاغر امت ہوتا کہ

۱ امام قریش مین سے ہین ۱۲ ۲ مین بھی ایک شخص مہاجرین سے ہون وارد ہوا مین جسطرح وہ وارد ہوے
اور لوٹا جسطرح وہ لوٹے اور اللہ انکو گمراہی پر اکٹھا نکریگا۔ اور انکو حق سے اندھا نہ بنائیگا ۱۲ ۳ لیکن تونی جو کچھ اہل شام
اور اہل بصرہ مین اور اپنی مین اور طلحہ و زبیر مین فرق بیان کیا پس اپنی حیات کی قسم صرف یہہ ایک ہی امر ہی کیونکہ ایک ہی بیعت ہے ۱۲

اور اوسمین ہر ایک امام کا نام تک بیان کیا جاتا تا کہ یہہ کسیکو اوسمین مجال تردد و انکار باقی
نرہتی - اور اگر بالفرض تنصیص تنصیص کے صورت مین اور لوگ اسمین مخالف ہوتی تو شیعہ
خصوص امامیہ کی تو باہم کچھہ اختلاف واقع ہوتا لیکن جب انکی بہی باہم تکاذب و تجاحد
پایا جاتا ہی - تو اس سی صاف یہہ نتیجہ نکلتا ہی کہ یہہ محض بنائی ہوئی باتین ہین بعض غرض
کسیکی واسطی نہین ہوئی پس نص یہ ہی کہ جو نہج البلاغۃ مین با این الفاظ مروی ہی
الائمۃ من قریش اور نص وہ ہی جو آیات کلام مجید اور احادیث مرویہ اہل سنت سی ثابت ہی
(٦) محمد بن حنفیہ اور امام سجاد کا باہم نزاع اور حجر اسود کا حکم بنانا صاف دلیل ہی
کہ امامت منصوصہ نہین ورنہ کیا محمد بن حنفیہ پر بہی مخفی ہوتا جو جناب امیر کا اشارہ بازو کی ہاتہ اور
اگر محمد بن حنفیہ کو معلوم تہا تو نہایت مستبعد ہی کہ نص خداوندی و رسالت پناہی مین تو چون
چرا فرمائی اور حجر اسود کی فیصلہ کو منظور کر لیا حجر اسود کی فیصلہ کے نسبت اتنا اور بہی یاد رکہیگا کہ
اسمین بہی باہم اختلاف ہی بعض کہتی ہین کہ حجر اسود نے امام سجاد کی امامت کی تصدیق کے
اور بعض کہتی ہین کہ امامت محمد بن حنفیہ کے شہادت دی علاوہ انکی اور بہت دلائل ہین جو
بعجلت وقت انکی نقل کے فرصت نہین دیتا اسلیئے اسی پر اکتفا کرتا ہون - **قولہ** نص کے
بارہ مین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی تیسری دلیل یعنی اسی مقصد و فصل و مقدمہ مین صفحہ ٢٤٢
مین تحریر فرمائی ہین دلیل ثالث ہر کہ فن مغازی را تتبع نمودہ باشد البتہ میداند کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہرگاہ برای غزوہ از مدینہ شریفہ سفر میفرمودند شخصی را حاکم مدینہ میکردند
اہل مسلمین را گاہی مہمل نگذاشتہ اند پس چون کوس رحلت از دنیا نواختند و غیبت کبری
پیش آمد آن سیرت مرضیہ خود را چرا رعایت نفرمایند اگر تامل کنی در رفت نامہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم شندروند گذاشتن امت بغیر نسق محال دانی و اگر اصلاح عالم کہ سبب
بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود است پیش نظر داری شناخہ گذاشتن بنی آدم بعد
سعی بلیغ در تربیت و اصلاح آنہا نہافت و تناقض انگاری و اگر بہ سیرت علیہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم و نصب حکام و قضات و تفویض امر امری بمستحق آن نظر بر گماری نیز
استخلاف پدر و گردن حینا مستنکر و مستبعد شماری استقرا اکثر افراد و احوال و حکم کردن
بموجب آن در افراد و احوال باقیہ یکی از اوہ خطابیہ ست کہ در معرفت احکام تا آن اکتفا میتوان
کرد و قصص نصب ثواب بعد برآمدن در عزوات از آن صنع واضح ترست کہ بنقل شمہ از آن
احتیاج افتد انتہی یہہ دلیل بھی نہایت ہی متین و لطیف ہے اگر اہل حق بمعاملہ اہلسنت
یہہ دلیل بیان کرتے تو حضرات شیعہ کیا کیا کچھہ نہ کہتے اور حماقت و عقل کے سخافت کی نسبت
کرتے عقل و نقل کے خلاف فرماتے مگر چونکہ حضرت شاہ صاحب نے یہہ دلیل بیان فرمائی ہے اب
مجال نہین کہ اسکے جرح و تسلیح مین چون بھی کر سکین۔ **اقول** اس ضعیف ادراہی
استدلال پر ہماری عجیب لبیب کا یہہ نازو افتخار و جوش و خروش قابل تماشا ہے ابھی حضرت
میر صاحب جناب کو اسکی بھی کچھہ خبر ہی کہ وہ مدعا جسپر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے
اس دلیل کو اپنا استدلال قرار دیا ہے کچھہ اور ہے اور وہ مدعا جسپر آپ اس دلیل کو کھینچا تانی
کرتے ہوئے لے گئے مین کچھہ اور ہے باہم ہر دو دعووں کی تغائر و تباین ہے گستاخی معاف پھر اگر
اہلسنت حماقت و سخافت عقل کے طرف آپکو منسوب نکرین اور تحمیق و تجہیل نکرین تو اور کیا
کرین کیونکہ حماقت کے کام پر کچھہ تحمیق ہی نہین ہے ۔ اور تغائر حضرت شاہ صاحب کے دعوی کا
آپکے دعوے سے ایسا بدیہی ہے کہ محتاج بیان نہین اور ما قبل مین ہم کسیقدر بیان بھی کر آئے
ہین اب بھی اگر شک ہے تو کسی فارسی خوان سے دریافت کر لیجیگا عبارت ازالۃ الخفا
کی پڑہکر انشاء اللہ تعالے آپکو بتلا دیگا ۔ اور اس دلیل کا آپکی مدعا مین جاری ہونا یہہ بھی ایسا ہی
بدیہی ہے چنانچہ اسپر کسیقدر آپ بھی متنبہ ہوئی اور آیندہ عبارت مین بزعم خود اس اعتراض
کو رفع کرنے مین تمام علم اصول و معقول کو خرچ کر ڈالا ۔ چنانچہ اوسکی کیفیت ہم اوسی
قول کے شرح مین آپ پر اور ناظرین پر واضح کرینگی چونکہ یہہ دلیل متین اور لطیف حسب
اقرار سامی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مدعا کو پوری پوری مفید و مثبت ہے

ابطال دلیل میر صاحب

اور کچھہ گنجایش چون وچرا کی نہین ایسی نہ ہم کو کچھہ تامل ہی نہ آپ ہی کچھہ چون کر سکتے ہین لیکن
آپ کی مدعا کو جو شاہ صاحب مرحوم کی مدعا کی مباین ہی ہرگز مثبت نہین اسلیے بحول اللہ و قوتہ اسکی
سنبت بہت کچھہ تغلیط کر سکتے ہین اور سب کچھہ کہہ سکتے ہین لیکن جناب کا یہہ خیال کہ یہہ
دلیل جو کہ شاہ صاحب نے بیان فرمائی اسلیے ہمین چون وچرا نہین کر سکتے محض غلط ہی منشأ
اسکا یہہ ہی کہ اہل سنت کی کتابونکو بغور ملاحظہ نہین فرمایا ہمیشہ اہل سنت قول راجح کی تقویت
و ضعیف کی تضعیف و تزییف کرتے رہتے ہین اگر آپ ازالۃ الخفا کو ہی دیکھین گے تو اس دعوی کا
ثبوت پائینگے۔ **قول** اگرچہ شاہ صاحب کی پہلی کلام اس دلیل مین استقرا کیطرف راجع ہی
لیکن بشروع کلام صریح دلالت کرتے ہی کہ یہہ دلیل قیاس بالا ولویت پر بالاتفاق معتبر ہی
اور عقل بہی اسی کی مقتضی ہی بہرحال دلالت کرتے ہی راجع ہی۔ **اقول** یہہ ہی قول ہی کہ جسمین
ہماری مجیب لبیب نے اپنا علم صواب خرچ فرمایا اور چند اصطلاحات بطور دفع دخل مقدر ذکر فرمائین
لیکن بتامل شہود ہنوز دلی بدرست مطلب کو نہہ پہنچے تو وکیونکر ایسی غلطیون مین علمان و پہچان ہوئی
کہ جو حضرت کے دعوی فضل و کمال علم و اجتہاد کی نقیص پر داسخ دلائل ہین پس واضح ہو کہ ہماری
فاضل مجیب نے اس دلیل کو قیاس بالا ولویت قرار دیا اور یہہ محض خطا ہی کیونکہ قیاس بالاولویت اگر
تسلیم کرلین کہ قیاس ہی اسجگہ ہرگز جاری نہین ہو سکتا اسکی مثال و لا تقل لہما اف سی اثبات
حرمت ضرب و شتم ہی جو بالاولی حرمت تافیف سی مفہوم ہوتے ہی اسجگہ اصل مین حرمت کا
حکم منصوص ہی کہ حق تعالے شانہ نے بنص متلو حرمت تافیف بیان فرمائی تو چونکہ اصل مین
یہہ حکم قطعی تہا اور فرع مین بالا ولویت ثابت ہوا تو قطعی ہوا بخلاف ما نحن فیہ کی کہ اسمین
نہ اصل ہی نہ فرع فرع نہ اصل مین حکم وجوب بنص قطعی ثابت ہی بلکہ نفس وجوب ہی ثابت
نہین پس جسکو فرع قرار دی رکہا ہی اسمین کیونکر وہ حکم بطور وجوب قطعی کی ثابت ہوگا
تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ احوال سیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو سفر غزوات وغیرہ
مین پائی جاتے تہی۔ اس امر پر دال ہین کہ آپ نے جب کبہی سفر فرمایا تو کسیکو مدینہ پر خلیفہ و حاکم

مقرر فرمایا اب اسکو بنظر غور ملاحظہ فرمائیے کہ آپکی قیاس بالاولویت کی اگر اصل ہے تو یہہ ہی سفر
غزوات وغیرہ ہے پس اسکی اصالت کو دیکھیے اور یہہ دیکھیے کہ اسمین حکم کونسا ہے اور وجوب اسکا
کس دلیل سے ثابت ہے اور علت اوس حکم کی کیا ہے اور جبکہ اصل کے یہہ کیفیت ہے تو فرع
کی کیا حالت ہوگی پس اسکا قیاس بالاولویت کہنا صریح غلطی ہے۔ علاوہ ازین لفظ لیکن
کو سابقہ جملہ سابقہ کا استدراک فرمایا جسکا حاصل یہہ ہے کہ شاہ صاحب کی آخر کلام
استقرار کی طرف راجع ہے اگر اس استدراک سے یہہ غرض ہے کہ ہرگاہ شروع کلام اس دلیل
کی قیاس بالاولویت ہونی پر دلالت کرتی ہے تو راجع الی الاستقرار ہونی کا اعتبار نہ ہوگا
تو صریح غلط ہے کیونکہ آخر کلام اول کلام کے لیے مغیر ہوتی ہے نہ بالعکس سو قیاس بالاولویت
ہونا باطل ہو نہ رجوع الی الاستقرار۔ معہذا جبکہ دار مدار تتبع و استقرار احوال پر ہی ہے تو
اوسکو کوئی کیونکر رفع کرسکتا ہے اور اگر غرض یہہ ہے کہ قیاس بالاولویت جو شروع کلام سے
مفہوم ہوتا ہے وہ اس دلیل مین بجائی خود معتبر ہے اور رجوع الی الاستقرار جو پچھلی کلام سے
معلوم ہوتا ہے وہ اپنی جگہ معتبر ہے اور ایک دوسری کو مزاحم و مصادم نہین تو
اوس سے بھی زیادہ بدیہی غلطی ہے کیونکہ یہہ ایک دلیل ہے جو اعتبار قیاس بالاولویت
اس دلیل کے قطعی ہونی کو مستلزم ہے اور اعتبار رجوع الی الاستقرار اسکی ظنیت کو مقتضی ہے
تو ایک ہی دلیل قطعی بھی ہوئی اور ظنی بھی۔ معہذا اتنا تو آپ بھی جانتے ہونگے کہ قطعی
اور غیر قطعی سے مرکب قطعی نہین ہوسکتا پھر معلوم نہین کہ اس استدراک نے آپکو کیا
فایدہ دیا اور بفرض محال اگر قیاس بالاولویت ثابت بھی ہو تو آپکو کیا مفید ہے اسکی بعد
اسقدر اور گذارش ہے کہ یہہ بھی واضح رائی عالی ہے کہ قیاس بالاولویت کو قیاس کہنا
صرف علامہ طوسی کے نزدیک ہے ورنہ آپکی یہان محقق وغیرہ نے اسکی قیاس ہونے سے
انکار کیا ہے معالم الاصول بحث قیاس مین مذکور ہے۔ ذهب العلامة في التهذيب وكثير من العامة

ف۱ علامہ طوسی تہذیب مین اور بہت لوگ عامہ بین سے اسطرف گئی ہین ۱۲

الی ان تحدید الحکم فی تحریم التأفیف لم انواع الاذی[ف] الزائد عنہ من باب القیاس وسمی بالقیاس الجلی وانکر ذلک المحقق وجمع من الناس۔ اور جو لوگ کہ اسکے قیاس ہونے کے منکر ہین وہ اسکو مفہوم الموافقہ اور فحوی الخطاب وغیرہ اسماء سے مسمی کرتے ہین اس سے یہہ بہی معلوم ہو سکتا ہے کہ یہہ بجز منصوص کے دوسری جگہ جاری نہین ہو سکتا پہر معلوم نہین ہماری فاضل مجیب باایہمہ علم وفضل ایسی کیون بہکی کہ اپنی اصول و فروع کی بہی خبر نرکہی۔ ہم نے مانا کہ حضرت کا قیاس بالاولویت عقلاً معتبر ہے لیکن کہان معتبر ہے جسجگہ جاری ہو اوسیجگہ معتبر ہے یا جسجگہ جاری نہو وہان بہی اسکو معتبر سمجہیگا اگر وہان بہی معتبر ہے تو بجز اسکے کہ اوسکی اعتبار کرنے والی صرف ہماری فاضل مجیب ہی کی عقل ہو اور کسی فرد بشر کی نہوگی۔ واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم **قولہ** اور سینی پر اسی صفحہ مین فرماتے ہین ولیل رابع اگر شریعتی را کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برای دفع مفاسد عالم واصلاح جہانیان بجا آوردہ بچشم عبرت تتبع کنی شک نداری درانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آن مقربات کہ افراد بنی آدم را از حضیض بہیمیت باوج ملکیت رساند بیان فرمودہ بعد آزان ہرچہ حاجت بآن ناس ست از آداب معیشت ومکاسب ومعاملات وتدبیر منازل وسیاست مدن ہمہ را شروع ساختہ ہر بابستی کہ در انجا بود از آن منع وزجر نمودہ وازان ہمہ گذشتہ تحسینات وسد ذرائع مفاسد ودواعی اثم را بوجہ اتم مبین گردانید وہر چیزی بیان کردہ ارکان وشروط وآداب مفصل ساختہ مثل این حکیم دانا ومشفق مہربان عقل تجویز میکند کہ امت خود را در عین مہلکہ بسپارد وتدبیر خلاص ایشان نفرماید در غزوہ تبوک متوجہ شام شود واماره قوة غضبیہ رومیہ کنند وایشان را تخویف نماید ونامہ بکسری نویسد کہ آتش غیرت بسبب آن برافروخت رسد ودوی از کمال رعونت خود قاصدی[؟] پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرستد وقصد اہانت کند ومتنبیان مانند مسیلمہ کذاب

[ف] کہ اوس حکم کا مفہوم جو حرمت تافیف مین ہے انواع تکلیفات کیطرف جو تافیف سے زایدہ ہین باب قیاس سے ہے اور اسکا قیاس جلی نام رکہا ہے اور محقق اور ایک جماعت نے اسکے انکار کیا ہے۔ ۱۲

واسود عنسی باز زمین عرب برخاسته باشند و مردم ضعیف الاسلام در پی ترویج کفر افتاده باشند
و سور قرآن مانند عصا فقیر در دست مردم پراگنده باشند بحکمت این حکیم دانا و رافت این مشفق
مهربان مناسبت دارد که تدبیر اصلاح عالم ناکرده امت خود را زیر دست خلیفه سپرده انعام
گذارد - سوال اگر گوئی همه احکام در شرع مبین نشده است بلکه بسیاری از احکام بقیاس مجتهدین
حواله گذاشته اند نصب خلیفه هم از احکام غیر مبینه باشد گو - جواب گوییم چیزی که در زمان
آنحضرت صلی الله علیه وسلم واقع بود خبر آن تا آن حضرت رسیده لابد اصلاح آن آنحضرت صلی الله
علیه وسلم فرموده است اگر خیر است تقریر نموده و اگر شر است منع فرموده والا تقریر بر معصیت
لازم آید و آن محال است بتضادم عصمت و چیزیکه قریب الوجود و قریب الحصول بود آنرا بیان
فرمود آری آنچه بعید الوقوع است اشارت شبهات تا آن نکرد و آن عین رحمت است چنانکه
بقیاس مجتهدین حواله کرده اند آن وقایع بعید الوقوع است نه قریب الوقوع واقعه که تقریر
آن کردیم قریب الوقوع است پیش پا افتاده که هر عاقلی وقوع آنرا بعد عدم میداند نشستن
بین القبلتین باز بر قیاس مجتهدین انرا حواله کرد که عقل به تحقیق آن مشتغل باشد نه آنچه بعید
محض باشد و تعیین خلیفه که در زمان آینده تغییر و تبدیل نکند وسعی او مفید مطالب
مقصوده باشد امری موکول بترجمان لسان غیب که عقل را مدخل نتوان بود - انتهی غور فرایی
کہ اس دلیل کا ہر حرف ہماری مدعا کو کیسا ثابت کرتا ہے اور وہ چارون اصول انعقاد بیعت
خصوصاً اصل اول کہ حضرت شاہ صاحب نے اس کتاب کے شروع مین لکھی مین کیسی بیان فرمائے
ہوگئی بخوف طوالت زیادہ نہین لکھہ سکتی **اقول** یہہ دلیل بہی مثل دلائل سابقہ
ہماری فاضل مجیب کے مدعا سے بمراحل بعید ہی کیونکہ اولاً یہہ دلیل بہی دلائل خطابیہ مین سے
اور ظنی ہی تو اس مدعا کو جو اصل اصول دین مین ہی ہرگز مثبت نہوگی - ثانیاً جو نص
کہ اس عبارت سے مفہوم ہوتی ہی یا اوس نص پر محمول ہی جو مدعا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کا ہی اور یا اوس نص پر حمل کیجیگا جو ہماری فاضل مجیب کا مقصود بالاثبات ہی اگر نص

احتمال وہی نص مراد ہو جسکی اثبات کی مجیب درپی ہین تاہم مانع کو گنجایش ہی کہ وہ اس
استدلال کو منع کری اور وہ یہہ کہی کہ محتمل ہی کہ وہ نص مراد ہو کہ جو مدعا حضرت شاہ صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کا ہی اور قاعدہ ہی اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال تو یہہ استدلال جب تک
کہ رفع احتمال کیا جاوی باطل ہوگا اور اس احتمال کا رفع ہونا محال ہی اور ظاہر ہی کہ اگر
اس نص کو اوسپر محمول کیا جاوی جو شاہ صاحب کا مدعا ہی اور بروی عقل و نقل اوسی
پر محمول ہی تو اس صورت مین اس دلیل سی ہماری مجیب کے مدعا کی ثبوت کی کوئی سبیل
نہین ۔ باقی رہا یہہ جو آپ فرماتی ہین کہ اس دلیل سی چارون اصول انعقاد بیعت کے
خصوصًا اصل اول ہبا منثورا ہوگئی سو یہہ ہماری فاضل مجیب کے خوش فہمی سی منشا اوسکا
یہہ ہی کہ اول نص سی وہ نص سمجھی جو اپنا مدعا تہا بعد اوسکی یہہ سمجھی کہ یہہ نص انعقاد کی لیے
کافی تہی حالانکہ یہہ ہر دو امر فاسد تہی نہ نص سی وہ نص مراد ہی جو مجیب نے سمجہی تہی
اور نہ یہہ نص انعقاد کے لیے کافی ہی کیونکہ یہہ نص محض کاشف وقائع اور مثبت استحقاق ہی
پس بطلان اصول کا دعوی محض غلط فہمی ہی ناشی ہے اور بناء فاسد علی الفاسد ۔

قولہ پہر صفحہ ۲۷۴ مین فرماتے ہین دلیل خامس غلبہ بر جمیع ادیان در رسالت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم منطوی بود کما قال عز من قائل هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ
وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ وکما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بالتواتر انہ بشر بفتح فارس والروم فی اول بعثتہ بمکۃ و فی اول قدومہ بالمدینۃ وعند وفاتہ
واگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقریب عباد بآن فریضہ مختومہ نکنند ادای واجب نکردہ باشند
حاشا من ذلک زیراکہ فتوح فارس و روم از آن قبیل نیست کہ بدون نصب خلیفہ راشد میسر شود
و مطلق ایجاب خلیفہ ای خلیفہ کان کفایت نمیکند زیراکہ برای امر قوت نفسی ساعد
نیست مستحق با غیر مستحق مشتبہ ست و فرعہ اختیار برای کسی زدن کہ برای آن موفق باشد
و آن امر مرعی نشود گردد ار علوم استیان بیرون ست و مقدمۃ الواجب واجبۃ و فتنہ

نبوت معلوم آنحضرت صلی الله علیه وسلم بود که پیدا شد نیست بنزول یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ و اوائل این فتنه در زمان شریف ظهور کرد که مسیلمه کذاب و اسود عنسی
سر بر داشتند و بانقطاع معلوم بود که آن متنبیان و مرتدان اگر دست یابند ملت اسلام را برهم
زنند و مسلمانان را مستاصل سازند و دفع این فتنه سوای نصب خلیفه راشد ممکن نیست و نه هر خلیفه
باشد بلکه شخصی عزیز القدری که بتدبیر غیب برای این امر عظیم تعیین فرماید و دفع ضرر واجب است
و حقیقت حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ بعد از طی تقریب بخیر و تبعید از شر متحقق نمیشود و قال الله تعالی
اِذْ قَالُوا لِنَبِيٍّ لَهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللهِ - اگر درین آیت فهم خود را کار فرما شوی
بدانی که مقاتله با کفار ابتداً و دفعاً بغیر نصب خلیفه امکان نیست و هر خلیفه آن قائم نمیتواند شد
بل واحد بعد واحد و تمیز این واحد از عقول عامه خارج است پیغامبری باید که از ملقی غیب تعیین
آن نماید و فتنه اختلاف ظاهر بیان در تعیین خلافت فرو نشاند و آتش شغب قدح کنندگان
بعض عجائب غریبه و غرائب عجیبه بآب زلال معارف حقه اطفا نماید و اگر تاریخ ملوک عجم خوانی
البته بدانی که در مثل این حالات مضطر شده اند بنصب پادشاهی عزیز الوجود و در تعیین آن ناچار
گاهی بدلیل نجوم متمسک میشدند و گاهی بر دیار استخاره و گاهی بفراست حکیمی بر کهانت او اعتماد
داشته باشند و خرافات این قصص از حد شمار بیرون ست و اگر یاد نداری مگر قصه رای زدن
زال رستم بعد قتل نوذر گفتن او - بیت نزیبد بهر پهلوی تاج و تخت * بباید یکی
شاه فرخنده بخت * که باشد برو فره ایزدی * بتابد ز گفتار او بخردی * و در آخر کار
برزد و طهماسپ اتفاق نمودن و قصه ضعف سلطنت کاوس در وقت پیری او و خواب دیدن گودرز
که صلاح سلطنت فارس بخلافت کیخسرو خواهد بود و گیو را فرستادن برای آوردن کیخسرو از
اقصای توران این نیز کفایت میکند - انتهی - اقول - اگرچہ آپ جانتے ہیں کہ ان فصیح
کلموں اور ان عمدہ عبارتوں سے حضرت شاہ صاحبؒ کا کیا مطلب ہے مگر الحمد للہ کہ یہ ہی
تقریریں ہمارا مدعا ثابت اور آپکا مطلب باطل کرتے ہیں کیونکہ جب ان دلیلوں سے خلیفہ کا

نصب کا وجوب ثابت ہوگیا تو ہمارا مطلب بکمال وضوح حاصل اور اس باب مین آپکی تمام شبہی دفع
و باطل ہوگیے ۔ **اقول** یہہ دلیل بھی مثل دلائل گزشتہ کے ہرگز آپکی مثبت مدعا نہین ہے ۔
اور اگرچہ آپ اس دلیل کی تعریف فرماتی ہین اور اوسکو تسلیم کرتے ہین اور اپنا مثبت مرام
اعتقاد کرتے ہین لیکن فی الحقیقت اگر آپ نظر غور سے ملاحظہ فرماینگی تو آپکو واضح معلوم
ہو جائیگا کہ یہہ دلیل آپکی خرمن مطالب کے لیے صاعقہ آتش بار ہے کہ جسنے اصول مطالب کا
بیخ و بن سے استیصال کر دیا قطع نظر مفاسد استدلالات سابقہ کی جو یہان بھی لازم آتی
ہین اس اجمال کی شرح ذرا گوش انصاف و ہوش سے سنیے واضح ہو کہ مختصر اخلاصہ مطالب
دلیل یہہ ہے کہ خداوند تعالے شانہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے دین اسلام کا
جمیع ادیان پر غالب کرنا منظور تھا چنانچہ لیظہرہ علی الدین کلہ ارشاد ہوا اور نیز وعدہ تھا
کہ دین اسلام کو تمکین کامل دینگی اور خوف کو زائل کر دینگی اور اسکی جگہ امن تام عطا فرماینگی پس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم بقا کیطرف رحلت فرمائی اور یہہ امور حجاب قوہ سے
منصہ فعلیت پر جلوہ گر نہوئی کیونکہ خود دو سلطنتین عظیمہ پہلو بہ پہلو تھی وہ اسوقت تک
اس قوت و شوکت پر تھی کہ جنکو ہر طرح غلبہ تھا اور اونسی امون ہونا بعقل سلیم ہرگز تسلیم
نہین کر سکتی تھی تو لامحالہ ایسی شخص کی ضرورت ہوئی جو نبی کے قائم مقام ہو اور اوسکا
فعل بمنزلہ فعل رسول ہو اور مراد خداوند تعالے کی ظہور کا چارہ بنی ہو دو سلطنتین پامال
ہون مرتدین نے جو اسوقت سر اوٹھایا تھا اونکی سرکوبی فرماوی اور نائرہ فتن معاندین کو اب
تدابیر حسنہ سے فرو کری اور جسقدر امور داخلی و خارجی مین تشتت ہو اوسکو منتظم فرماوی
اور ایسی شخص کا دریافت ہونا عقول عامہ سے خارج ہے تو ایسی ضرور ہے کہ ایسی عزیز الوجود کو
خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب سے تلقی فرماکر متعین فرماوی کہ جسکی ہاتھ پر یہہ مہمات
سر انجام ہون اب ہم اسکی بعد اس دلیل کے مطالب کو آپکی ائمہ کی حالات سے مطابقت کرکے
دیکھتی ہین تو مثل روز روشن صاف اور واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اون حضرات کے

ہاتھون نہ روم فتح ہوا نہ فارس فتح ہوا نہ مرتدین کی بیخ کنی ہوئی نہ اسلام غالب و شائع ہوا
نہ دین کی تمکین ہوئی نہ خوف زائل ہوا نہ امن حاصل ہوا بلکہ برخلاف اسکی ہمیشہ خائف
و مختفی و غیر مامون رہی دین ہمیشہ مغلوب رہا کفار و منافقین کی خوف سی ہمیشہ جہوٹ
بولتی رہی اور غلط مسائل امت کو بتلاتی رہی ثقل اعظم آجتک تیرہ سو برس گذرگئی دبی
محرف اور غلط امت مین مروج رہا کبہی اوسکو نہ سنبہالا ثقل اصغر کے ساتہہ کیا کیا سلوک
ہوئی اور کچہہ اوسکا چارہ نہو سکا بلکہ خلعت خلافت حقہ اپنی بدن سی جدا کرکے ایک ایسی
غیر مستحق کو عطا فرما دیا کہ جس سی کیا کچہہ دین و اسلام مین فتن پہیلی کہ جنکی نظیر شاید عالم
مین نہو پہر کیا ایسی ہی شخص غنیب سی انصرام مہمات کے لیے متعین ہوتی ہین اور ایسی ہی
حضرات معاذ اللہ بقول آپکی جو انحطاط دولت دین کے جارحہ ہوئی سبب غلبہ دین کے
ہوسکتی ہین سبحانک ہذا بہتان عظیم ہم کہان تک عرض کرین درخانہ اگر کس ست یک حرف
بس ست پس اگر بفرض محال اس دلیل سی وجوب نص مدعا بہا ثابت ہو جاوی تو اوسکا
مصداق کونسی ائمہ کو قرار دیجیگا۔ اور ثبوت اشتراط نص محال ہی وجوہات گذشتہ سی
یہہ امر بخوبی واضح ہو چکا ہی اعادہ کی ضرورت نہین۔ **قولہ** اگرچہ کسیقدر طول ہو گیا
مگر شاہ صاحب کا ایک دقیقہ اور سن لیجیی پہر فضلیت کے دلائل گوش توجہ سی اصغا فرمانیے
انصاف کرنا آپکا کام ہی عبارت مسطورہ کی متصل ہی فرماتی ہین واینجا دقیقہ ایست
اگر فہم کنی اکثر معضلات آسان شود سنۃ اللہ جاری ست بر آن کہ چون اکثر خلق
بشقاوت در مانند و بر السموات والارض الہامی با تقریبی میفرستد تا اصلاح عالم بآن تدبیر
ورفع شدت صورت گیرد بعث رسل و نصب مجددین بر سر مائۃ و چیزہا ئی بسیار متفرع
برہمین اصل ست مری کہ بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در وقت غلبہ کفر در آفاق
تقاضا کردہ ست۔ کما جاء فی الحدیث القدسی ان اللہ مقت عربہم و عجمہم الا بقایا من اہل الکتاب
وانی ارسلتک لابتلیک وابتلی بک الحدیث۔

ہمان سر چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از عالم ادنی بعالم اعلی انتقال فرمود ہنوز ظہور دین حق چنانکہ می بایست نشدہ واسباب اختلال دین حق بہم رسیدہ بار دگر بہ رفع از روی عہد کشاد و تعیین خلیفہ ثم خلیفہ نمود تا آنکہ مراد حق تمام شد وموعود او منتجز گشت وچنانکہ معرفت شخصی کہ متحمل اعباء نبوت میشود از علوم بشر خارج است ولہذا جاہلان گفتند لولا نزل ہذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم ہمچنان معرفت شخصی کہ اعباء خلافت حمل نماید وآن مراد حق بکمال رساند مقدور بشر نیست اینہمہ تدبیر غیب است کہ از پس پردہ کارہا میکند ولابد است کہ پیغامبر بآن شخص معین ارشاد فرماید انتہی بقدر الحاجۃ۔ یہہ کلام بلاغت نظام اہل حق کے مطلب کو نہایت ہی صراحت سے ثابت کرتے ہیں اور طالب حق کو ہدایت کے منزل پر پہونچاتی ہی کیونکہ اس سے بذریعہ وحی یزدانی وارشاد رسول ربانی خلیفہ کا منصوص علیہ ہونا ہر اولی واعلی پر بالوجوب ثابت ہی اور یہہ بہی صاف ظاہر ہی کہ انسان کا مقدور نہین کہ متحمل اعباء خلافت اور لائق مسند امامت کو پہچان سکی **اقول** اس کلام بلاغت نظام کی نسبت جسقدر تعریف وتوصیف مدح وثنا فرمائی بجا ودرست ہی وہ اسی کے قابل ہی لیکن مین اس تعریف کے نسبت وہ اور کہتا ہون جو جناب امیر رضی اللہ عنہ نے کسی موقع پر فرمایا ہت کلمۃ حق ارید بہا باطل اگرچہ دلائل سابقہ کی جوابات مین انکی تمام استدلالات کا بخوبی ابطال ہو چکا ہی لیکن یہان ہی اسقدر گذارش ضرور ہی کہ یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ اس سے بذریعہ وحی یزدانی وارشاد رسول ربانی خلیفہ کا منصوص علیہ ہونا بالوجوب ثابت ہی یہہ بالکل غلط ہی کیونکہ ظاہر ہی کہ وجوب سے مراد حسب قاعدہ وجوب علی اللہ ہی اور اس دلیل سے وجوب علی اللہ کا عدم ثبوت اجلی بدیہیات سے بہی زیادہ واضح ہی بلکہ وجوب علی اللہ کا بطلان جابجا قرآن مجید اور احادیث رسول کریم صلوات اللہ علیہ وسلامہ اور اقوال ائمہ سے ثابت ہی معہذا اگر معاذ اللہ خدا تعالی پر بعث رسل واستخلاف ائمہ واجب ہی تو اوسکی علت غائی یہہ ہی کہ عالم کے اصلاح ہو اور وہ شدت کہ جسمین لوگ مبتلا ہون رفع ہو جاوی تو اصلاح

منشاء غلطی کے ہونے وجوب کی ابطال

عالم کی پیشتر واجب ہوئی اور جب اصلاح عالم کی خداتعالی پر واجب ہوئی تو بہر وقوع فساد بجہ آکی
کیونکر ممکن ہی کہ خداتعالے تارک واجب ہو تو جب وقوع فساد ممکن نہوا تو بعث رسل کی کیا
ضرورت رہی اور اوسکا وجوب محض لغو ہوگیا تو وجوب نص خود اس دلیل سے باطل ہوگیا
علاوہ ازین جو عبارت کہ مابعد متصل اس عبارت منقولہ کے مذکور ہی اور جسکو ہماری فاضل مجیب نے
اپنی مخالف مطلب سمجھکر نہین لکھی ہی وہ خود اس استدلال کو بیخ و بن سے اوکھاڑ رہی ہی
حضرت شاہ صاحب اس عبارت منقولہ کے بعد ہی فرماتی ہین۔ واگر فرض کنیم کہ بعض الوہ
تعیین بگذارد و آن نخواہد بود الا او جہت اعتماد بر تکفل آلہی کہ یابی اللہ والمومنون الا ابابکر اس سے
صاف ظاہر ہی کہ جب کہ خداوند تعالے شانہٗ اسکی سرانجام کا متکفل ہوچکا تو ضرورت نہین ہی
کہ تعیین و تخصیص خاص فرماوی تو وہ نص جسکی آپ تمام عبارت مین دربی اثبات ہین مبارہٗ
منثورا ہوگئی۔ آپکو چاہیے کہ آپ خاص نص مدعا یہ کی ثبوت کی لیئی دلیل کے فکر فرماوین ورنہ
دلیل عام کے ضمن مین مدعا خاص کا ثبوت محال ہی۔ اور یہہ جو آپ فرماتی ہین کہ بشر کے مقدور
نہین کہ متحمل اعباء خلافت اور لائق مسند امامت کو پہچان سکی اس سے اگر مراد یہہ ہی کہ جو خلافت
کی بوجہہ کو اوٹھا سکی اور مواعید خداوندی استخلاف سے اوسکی ہاتھون پر پوری ہون اور کفار
و فجار و فساق و اشرار کا ہم پایہ و ہم نوالہ نہ بنی تو مسلم نفس الواقع ایسی شخص کے پہچان مقدور
عوام الناس نہین لیکن یہہ ظاہر ہی کہ اسکو کچھہ مفید نہین اور اگر مراد یہہ ہی کہ ایسی خلیفہ کی
پہچان مقدور بشر نہین ہی جو بوجہ خلافت اوٹھا نسکی بلکہ کفار و فجار کے ہمیشہ ہم پایہ و ہم نوالہ
رہی بلکہ اوسکی مسامحت و مداہنت اور ضعف اور جبن کے سبب دین اسلام تباہ و برباد ہو اور
باوجود قدرت کے کسی امر کی اصلاح اوس سے نہو سکی یا فرض کرو ایسا شخص ہو کہ جسکی نسبت
انصرام مہمات خلافت مین تردد ہوا اور یہہ معلوم نہو کہ سرانجام امور خلافت اس سے ہوسکیگا
یا نہو سکیگا تو یہہ غیر مسلم بلکہ ایسا غلط ہی کہ محتاج دلیل نہین ہہا باوجود اپنی علماء کی تصریحات
دیکھنے کے جو ائمہ کے حالات کے متعلق ہین یہہ فرمانا کہ اونکی پہچان مقدور بشر نہین

آپ ہی کے علم و انصاف پر زیبا ہی۔ علاوہ اوسکے اس پہچان اور عدم پہچان کا قضیہ تو خود
حضرت امیر علیہ السلام نے ہی منفیصل فرمادیا اور اون خطبات مین جو نہج البلاغۃ اور اوسکی شرح مین
منقول ہین یہہ قصہ چکا دیا شرح اس اجمال کی یہہ ہی کہ علامہ ابن میثم بحرانی اپنی شرح کبیر نہج
البلاغۃ مین اوس خطبہ کی شرح مین جسکا عنوان یہہ ہی ومن کتاب لہ علیہ السلام الی معویۃ اما بعد فقد
اتتنی منک موعظۃ موصلۃ الخ فرماتی ہین وکنت امرءً من المہاجرین اوردت کما اوردوا
واصدرت کما اصدروا وما کان اللہ لیجمعہم علی ضلال ولیضربہم بعمی جس سے صاف معلوم
ہوتا ہی کہ اہل حل و عقد مہاجرین و انصار جسپر اتفاق کرلین اور مجتمع ہوجاوین وہی امام و خلیفہ
برحق ہی خواہ وہ اون امور کی حصول کو جو مقاصد خلافت ہین اوسکی نسبت جسکو امام بناوین
معلوم کرین یا نکرین اور پہچانین یا نہ پہچانین کیونکہ بشہادت جناب امیر علیہ السلام اونکا اجماع
ضلال پر محال ہی تو معلوم ہوا کہ حسب ارشاد جناب امیر علیہ السلام بیعت اہل حل و عقد کافی ہی چنانچہ
دوسری خطبہ مین بھی اوسکو بعبارۃ اخریٰ فرمایا وانما الشوری للمہاجرین والانصار فاذا اجتمعوا
علی رجل وسموہ اماما کان ذلک للہ رضی اس ارشاد سے بداہۃً واضح ہی کہ اجماع اہل حل و عقد خلاف
مرضی حق ہو نہین سکتا تو حسب ارشاد جناب امیر علیہ السلام آپکا یہہ کہنا نہین کہ سپہر امام نہ پہچانی ہی
اوسکی منصوص ہونے پر ... **قولہ** ... تقریر ہی کہ ہم کہتی ہین
کہ چونکہ امامت مین عصمت شرط ہی اور عصمت کا علم بجز نص نہین اسلیے ضرور ہی کہ امام منصوص من
اللہ والرسول ہو۔ پس فرق لفظ عصمت کے ہونے اور نہونے مین ہی ورنہ مطلب ایک ہی

اقول اول تو یہہ ہی غلط کہ بجز عصمت کے آپکی تقریر مین اور حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی تقریر
مین دربارہ نص کچھہ فرق نہین کیونکہ اولاً آپ اسکو واجب علی اللہ کے قائل ہین اور حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ
اوسکی قائل نہین اور نہ کوئی عاقل مومن اوسکا قائل ہوسکتا ہی۔ اور ثانیاً آپ ایک نص کے فرضاً حق
مثبت ہین جسکا اثبات نہ عقل سے ہوسکتا ہی نہ نقل سے اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ کے بیان سے
ہرگز اوسکا اثبات نہین ہوتا۔ معہذا یہہ فرق جو عصمت کے ہونی نہونے کا ہی کہ جو فرق

ضیاء وظلام کے فرق سے بہی زیادہ ہی کیا آپکے نزدیک کچھہ فرق نہین ہی - اسکی اوپر تو دلیل کی صحت وغلط ہونے کا مدار ہی - چونکہ عصمت خود باطل ہے چنانچہ گذارش ہو چکا اسلیے جو اوس پر مبنی ہی وہ بہی از قبیل بنا ء فاسد علی الفاسد اور باطل ہی اور حضرت شاہ صاحب کی دلیل ایک ایسی امر حق پر متفرع جسمین مخالفین کو بہی چون کرنے کی گنجایش نہین ہی - پس اینہان تو کچھہ فرق نہ سمجھنا اور اس دلیل کو بعینہٖ اپنی دلیل سمجھنا اور یہہ کہنا کہ ورنہ مطلب ایک ہی ہی ہمارا ہی مجیب صاحب جیسے مدعی انصاف کے سوا کسی دوسری عاقل کا کام نہین - **قولہ** اگر حضرات اہل سنت ہماری تقریر لفظ عصمت کے سبب پسند نفرماوین اور اس سے گہبراوین اور انکار کے لیے آمادہ ہون تو حضرت شاہ صاحب کی یہہ عبارتین جو اوپر مذکور ہوئی پیش نظر رکھین اور ہماری لفظونکا خیال نفرما کر نمازعہ لفظی نفرماوین بلکہ مطلب کے اتحاد پر نظر کر کے اسکو تسلیم کرین اگر ہم عبارات منقولہ از ازالۃ الخفا پر بسط سے گفتگو کرتے تو ایک کتاب ہو جاتی اور بہت طول ہوتا محض اسی خیال سے صرف اشارات ہی پر اکتفا کیا گیا حضرت مجیب صاحب بغور انکو ملاحظہ فرمائین انہین عبارات سے عصمت بہی بخوبی ثابت ہی بلکہ اگر نظر دقیق سے دیکھا جاتی تو عصمت کی ہی لیے ان امور کی ضرورت ہی جو شاہ صاحب نے بیان فرمائی ہین مگر چونکہ خلفاء ثلثہ مین عصمت مفقود ہی اون معانی کو اور الفاظ سے بیان کیا ہی انصاف کے یہہ ہی معنی ہین - **اقول** بفضل اللہ تعالی حضرت شاہ صاحب رح کے عبارتین اہلسنت کے پیش نظر ہین اور وہ اونکی مطلب و مدعا سے بخوبی واقف و آگاہ ہین اور کسیقدر آپ بہی سمجھتی ہین چنانچہ آپ ہی فرما چکے - (کہ اگرچہ آپ جانتے ہین کہ ان فصیح کامون اور عمدہ عبارتونسے حضرت شاہ صاحب کا کیا مطلب ہی) لیکن آپ کیا کرین اپنی انصاف کے ہاتہہ سے لاچار ہین اگر ان عبارتونکو اپنی مدعا کی طرف نہ کہینچین تو اور کیا کرین - کتاب و سنت سے تو دلائل کا میسر ہونا معلوم تو اب ایسی مجبوری کی حالت مین اپنا دل یون ہی خوش کر لین پہر اسکا نام جواب رکہہ چہوڑا ہی اور اسپر یہہ جوش و خروش ہان شاید عوام کالانعام تو دہوکہا

کہا جائیگی اور کہہ دینگی کہ جناب میر صاحب نے دلائل نص تحریر فرمائی مدنہ اہل علم و انصاف ایسی جواب سے
سکوت بہتر سمجہتے ہین - جب نص کا یہہ حال ہی جو مسوق لہ ان دلائل کا ہی تو دای بر حال
ثبوت عصمت کہ جسکی طرف اشارہ ہی اور نیز عصمت جبکہ اون دلائل سے بہی ثابت
نہو سکی جنپر کیا کیا کچہہ ناز و افتخار تہا قرآن و دلائل سے آپ کیا ثابت کر سکینگے مشتی نمونہ
از خروارے و قطرہ انموذج بحار حضرت کے اشارات ہی سے بسط گفتگو کا حال معلوم ہوگیا اور بخوبی صحیح
صحیح اندازہ کر لیا گیا نعم الحقیقت آپنے دانشمندی کو کام فرمایا کہ کلام مین بسط نہین کیا
اور اشارات ہی پر اکتفا فرمایا - کمینہ نے بہی بجواب اوسکی محض اشارات پر ہی اکتفا کیا اور
مجملاً و مختصراً آپکو آپکی غلطیونپر متنبہ کر دیا اگر جناب بسط و تفصیل کی طرف متوجہ ہوتی تو اسسے
آپ ہی اندازہ فرما لیجیے کہ بندہ بہی بجواب اوسکی کیا کیا کچہہ آپکی استدلالات کے ساتہہ سلوک
کرتا اور آپکی نوخیز دلائل پر کیسی صواعق اعتراضات نازل ہوتی باقی رہا خلفائے ثلثہ رضی اللہ
عنہم مین عصمت کا مفقود ہونا سو یہہ اہل سنت کے نزدیک کچہہ خلفائے ثلثہ کی ہی ساتہہ مخصوص
نہین بلکہ اہل بیت و صحابہ بلکہ سوای انبیاء تمام افراد انسانی اسمین شامل ہین یسین اگر خدا نخواستہ
اہل سنت بہی معاذ اللہ خلاف کتاب و سنت مثل حضرات شیعہ کے خلفاء کے لیے مدعی عصمت
ہوتے اور اونکی عصمت کیلیے بہی دلائل جیسی حضرات شیعہ ائمہ کی لیے پیش کرتے ہین پیش کرتے
تو آپ کے دلائل سے کچہہ زیادہ ہی مضبوط ہوتی مگر اہلسنت کا امام و مقتدا تو کتاب و سنت ہی
جو اوس سے ثابت نہو وہ معتبر نہین بخلاف حضرات شیعہ کے کہ باوجودیکہ عصمت کتاب اللہ یا
کسی دلیل قطعی سے ثابت نہین پہر اوسکی ایسی معتقد ہین کہ اصول دین مین سے سمجہہ رکہا ہی
اور اسی پر کیا منحصر ہی بہت مسائل فروعی و اعتقادی ہین جنمین یہہ ہی حال ہی کتاب اللہ
کی معانی کو پہیر پہیر کر اوسطرف کہینچتی ہین اور نہین کہینچتی تاویلات بعیدہ و رکیکہ کرتے ہین
اور کسی کل سیدہی نہین بیٹہتی واقعی انصاف کے یہی معنی ہین اہل سنت کو حاشا للہ
یہہ انصاف کہان نصیب ہو سکتا ہی **قولہ** اب اس بحث کو ختم کرتے ہین

اور افضلیت کو شروع کرتے ہین اسکی دلائل یہہ ہین عقل و نقل سے ثابت ہی اول ایک
دو عقلی دلیلین عرض ہین غور سی سنیی خلافت ریاست عامہ دین و دنیا سی مراد ہی اور
غرض اس سی شرائع الٰہیہ و معالم ربانیہ کی ترویج اور مسائل دینیہ و احکام شرعیہ کا پہیلانا
اور حدود و ثغور کا ضبط و جہاد کرنا اور ظالم سی مظلوم کا انصاف لینا وغیرہ ہی اور یہہ
سب کام اسطرح ہونی چاہیین کہ رضاء الٰہی حاصل ہو اور یہہ بات ظاہر ہی کہ جو شخص
اعلم و اتقی و اورع و اعقل و افضل ہوگا بیشک اوس شخص سی کہ جو علم و ورع و تقوی وغیرہ
مین ایکی بہ نسبت اوسکی کم ہوگا خلافت کے امور مطلوبہ بوجہ احسن بجا لائیگا اور حصول مرضی
حق تعالی جسطرح اس سی ہوگا مفضول سی ہرگز نہوگا اور بدیہی ہی کہ ایسی شخص سی جو خلافت
کی امور بوجہ حسن انجام کری خلافت لیکر ایسی مفضول کو دین کہ یہہ امور اوس سے
ویسی سرانجام نہو سکین عقل مستقیم و رائی سلیم کے نزدیک نہایت ہی قبیح و شنیع ہی

اقول یہہ شبہہ بہی مثل اپنی اختین کے خلاف عقل و نقل باطل ہی اور جسقدر دلائل اسجگہ
ذکر ہوئی ہین وہ ہرگز مثبت مدعا مجیب نہین ہین بلکہ افضلیت کے معنی جو ہماری مجیب
لبیب نے سمجہہ رکہی ہین اور اس عبارت سی مفہوم ہوتی ہین اور سابق مین تعریف افضلیت
مین بہی تحریر کر آئی ہین وہ بہی غلط اور خلاف تصریحات علماء قوم ہین اسلیی ضرور ہوا کہ اول
مجیب لبیب کو اونکی علماء کی نصوص سی افضلیت کو بتلا دیا جاوی کہ جسکا دار و مدار کن
امور پر ہی بعد اوسکی ناظرین رسالہ مجیب صاحب کی غلطی کو خود سمجہہ لینگی اور تہوڑی سی
تنبیہ کے بعد فاضل مجیب بہی اپنی غلطی پر متنبہ ہو جاوینگی پس واضح ہو کہ پہلی افضلیت کے
تعریف ہماری فاضل مجیب نے یہہ فرمائی (افضلیت کے یہہ معنی ہین کہ کل امت سی جسکا امام ہو
صفات حمیدہ و اخلاق ستودہ مین افضل ہو) اسجگہ مدار افضلیت کا صفات حمیدہ
و اخلاق ستودہ پر رکہا کہ ملکات نفسانیہ ہین اور اس دلیل کے ضمن مین فرمایا (جو شخص
اعلم و اتقی و اورع و اعقل و افضل ہوگا) گویا اسجگہ ہماری مجیب نے صفات حمیدہ و اخلاق ستودہ کی

تفصیل بیان کرد ہو۔ قطع نظر اس سے کہ اجمال و تفصیل باہم موافق ہیں یا نہیں جب ہم علمائے قوم کی تصریحات کو اس بارہ میں دیکھتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ فضل محبت کا افضلیت کی نسبت یہ اعتقاد بالکل غلط ہے اور مدار فضل کا اوس پر ہرگز نہیں آپکی شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ صاحب اپنی رسالہ افضلیت امیر المومنین میں جو اسوقت میری سامنی موجود ہے تحریر فرماتے ہیں۔ فصل[1] وقد اعتمد اکثر اہل النظر فی التفضیل علی ثلث طرق احدہا ظواہر الاعمال والثانی علی السمع الوارد بمقادیر الثواب وما دلت علیہ معانی الکلام والثالث المنافع فی الدین بالاعمال انتہی بقدر الحاجۃ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ افضلیت کا مدار محبت و خلاق پر نہیں ہے اور شیخ صاحب اسی رسالہ میں دوسری جگہ بیان اختلاف مسئلہ تفضیل میں فرماتے ہیں۔ ووقف[2] منہم نفر قلیل فی ہذا الباب فقالوا لسنا نعلم اکان افضل ممن سلفہ من الانبیاء او کان مساویا لہم او دونہم فیما یستحق بہ الثواب آپکے حضرت علم الہدیٰ اپنی املا میں فرماتے ہیں۔

اعلم[3] انہ لا طریق من جہۃ العلم والعقل الی القطع بفضل مکلف علی آخر لان الفضل الراجع فی ہذا الباب ہو زیادۃ استحقاق الثواب ولا سبیل الی معرفۃ مقادیر الثواب من ظواہر فعل الطاعات۔ اور اسکی کچھ بعد فرماتے ہیں۔ فان دل سمع مقطوع بہ من ذلک علی شیء عول علیہ والا کان الواجب التوقف عنہ والشک فیہ۔ آپکے علم الہدیٰ صاحب نے تو فیصلہ ہی کر دیا کہ افضلیت کا مدار زیادتی استحقاق ثواب پر ہے اور اوسمیں عقل کو کچھ دخل نہیں صرف اوس نقل و سمع پر جو قطعی ہی موقوف و منحصر ہے پھر اب آپ اپنی افادہ کو اس سے مطابق کیجیے اور انصاف سے دیکھیے کہ آپ اونکی موافق ہیں یا مخالف۔ سیوم اگر افضلیت کا مدار اخلاق حمیدہ و صفات پسندیدہ پر ہو تو لازم آوی کہ حضرت ہارون[4] حضرت موسیٰ سے

---

[1] بہت اہل نظر نے تفضیل میں تین طریقوں پر اعتماد کیا ہے۔ ایک تو ظاہرے اعمال دوسری شارع سے سنی ہوئی مقادیر ثواب میں وہ جو اور جسپر معانی کلام دلالت کریں۔ تیسری دین میں منافع جو اعمال سے حاصل ہوتی ہوں۔ ۱۲۔

مفصل ہوں کیونکہ جب ہم تفاسیر شیعہ سے حضرت موسی علی نبینا علیہ السلام کے حالات دریافت کرتے ہیں
تو انکی اخلاق کی نسبت معلوم ہوتا ہے کہ آپ میں بجای اخلاق حمیدہ کی معاذ اللہ اخلاق
ناپسندیدہ تھے تفسیر صافی سورہ کہف میں جو معاملہ حضرت موسیٰ کا اپنے استاد خضر کے ساتھ
واقع ہوا قابل دید ہے ۔ لـه القمی عن الباقر لما اخبر رسول اللہ قریشا بخبر اصحاب الکہف قالوا
اخبرنا عن العالم الذی امر اللہ موسی ان یتبعہ وما قصتہ فانزل اللہ عز وجل واذ قال موسی لفتٰہ
قال وکان سبب ذلک انہ لما کلم اللہ موسی تکلیما فانزل علیہ الالواح وفیہا کما قال وکتبنا لہ
فی الالواح من کل شیء موعظة وتفصیلا لکل شیء رجع موسی الی بنی اسرائیل فصعد
المنبر فاخبرہم ان اللہ قد انزل علیہ التوراة وکلمہ قال فی نفسہ ما خلق خلقا اعلم منی فاوحی
اللہ الی جبرئیل ادرک موسی فقد ہلک واعلمہ ان عند ملتقی البحرین عند الصخرة رجلا اعلم
منک فصر الیہ وتعلم من علمہ فنزل جبرئیل علی موسی واخبرہ وذل موسی وعلم انہ اخطأ
ودخلہ الرعب وقال لوصیہ یوشع ان اللہ قد امرنی ان اتبع رجلا عند ملتقی البحرین واتعلم
منہ فتزود یوشع حوتا مملوحا وخرجا اگرچہ اس روایت میں بہت سے فوائد ملحوظ ہیں لیکن
بخیال تطویل فہم ناظرین پر حوالہ کرکے صرف بیان مقصود پر اکتفا کیا جاتا ہے وہ یہہ کہ بعض
خدا تعالی نے حضرت خضر علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اعلم تھے اور بحکم خداوندی
حضرت خضر علیہ السلام سے تعلیم پانے اونکی انتہا درجہ کی آرزو ہوئی اور بارشاد خداوند تعالی
بقصد غاشیہ برداری کلمہ دا ستاد اپنے استاد کی تلاش میں اپنے وصی کو لیکر

لـه یعنی امام باقر سے روایت کی ہے جب حضرت صلعم نے قریش کو اصحاب کہف کا قصہ سنایا او نہوں نے کہا کہ ہمکو اوس
عالم کا قصہ سنا دیجئے جسکی اتباع کا خدا نے موسی کو حکم فرمایا تب تو اللہ تعالی نے یہہ آیت واذ قال موسی لفتٰہ نازل کی
فرمایا کہ سبب یہہ ہوا جب خدا نے موسی سے کلام کیا اور تختیان توریت کی اونپر نازل کیں [illegible] تفصیلات ہر شی کی
نصیحت [illegible] موسی بنی اسرائیل [illegible]
[illegible]
[illegible] ملتقی البحرین میں [illegible]
[illegible]

بیابان نوردِ دشتِ غربت ہوئی اور پہر بعد ملاقات کی کسں عہد و پیمان سی ہمراہ ہوئی کہ مین کسی
معاملہ مین چون و چرا نکرونگا چنانچہ بصراحت تمام نص قرآنی مین مذکور ہی۔ اسکی بعد کا قصہ سفینی
غلام کے قتل پر حضرت موسی کو کیسا کچہہ جوش آیا اور اپنی عہد و پیمان کو یک لخت توڑ ڈالا۔
اور اپنی اوستاد کی کیسی بیحرمتی فرمائی۔ فی العلل عن الصادق فغضب موسی واخذ
بتلبیبہ وقال اقتلت الآیہ قال الخضر ان العقول لاتحکم علی امر اللہ بل امر اللہ یحکم
علیہا فسلم لما تری واصبر علیہا فقد کنت علمت انک لن تستطیع معی صبرا۔
اس سی یہہ بہی یاد رکہیگا کہ عقول پر امر اللہ حاکم ہی نہ بالعکس جیسا کہ حضرت شیعہ معتقد ہین
اور اوسکی کچہہ تتمہ آگی مذکور ہی۔ القمی عن الرضا فی تتمۃ الحدیث السابق فمروا ثلثتہم حتی انتہوا
الی ساحل البحر وقد شحنت سفینۃ وہی ترید ان تعبر فقال ارباب السفینۃ نحمل ہؤلاء الثلثۃ
نفر فانہم قوم صالحون فحملوہم فلما جنحت السفینۃ فی البحر قام الخضر الی جوانب السفینۃ
فکسرہا وحشاہا بالخرق والطین فغضب موسی غضبا شدیدا وقال للخضر اخرقتہا
لتغرق اہلہا لقد جئت شیئا امرا فقال لہ الخضر الم اقل انک لن تستطیع معی صبرا۔
قال لاتؤاخذنی بما نسیت ولاترہقنی من امری عسرا فخرجوا من السفینۃ فنظر الخضر الی
غلام یلعب بین الصبیان حسن الوجہ کانہ قطعۃ قمر وفی اذنیہ درتان فتاملہ الخضر وقتلہ
فوثب موسی علی الخضر وجلد بہ الارض فقال اقتلت نفسا زکیۃ بغیر نفس لقد جئت شیئا
نکرا فقال الخضر الم اقل لک انک لن تستطیع معی صبرا اور اس سی یہہ بہی ثابت ہوا کہ اعلمیت
مستلزم افضلیت کو نہین کیونکہ حضرت خضر اعلم تہی اور افضل نہ تہی اور سنیی کہ قارون کی
لیی خلاف رضاء خداوندی عذاب کی خواستگار ہوئی اور جب عذاب نازل ہوا تو ہر چند قارون نی

ف۱ علل مین امام صادق سی مروی ہی کہ موسی غصہ ہوئی اور خضر کی گردن پکڑی اور کہا اقتلت نفسا الخ خضر نے کہا کہ عقول
خدا کی امر پر حاکم نہین ہین بلکہ اللہ کا امر عقلون پر حاکم ہی پس جو کچہہ تو دیکہہ رہا ہی اوسکو تسلیم کر اور اوس پر صبر کر مین تو
جان چکا تہا کہ تو میری ساتہہ صبر نہین کر سکیگا ۱۲۔

الحاح وزاری کی لیکن شدت غضب مین ایک مسموع نہوئی جو جناب خداوندی مین ناپسند ہوئی اور حق تعالے نے اونہین کلمات کے ساتہہ موسٰی کو عار دلایا جن کلمات کے ساتہہ قارون کو آپنے عار دلایا تہا مختصر اعبارت تفسیر لکہتا ہون - وقد[1] کان قارون قد امر ان یغلق باب القصر فاقبل موسی فاومی الی الباب فانفرجت ودخل علیہ فلما نظر الیہ قارون علم انہ قد اوتی بالعذاب فقال یا موسی اسألك بالرحم الذی بینی وبینك فقال لہ موسی یا ابن لاوی لا تزدنی من کلامك یا ارض خذیہ فدخل القصر بما فیہ فی الارض ودخل قارون الی رکبتہ فبکی وحلفہ بالرحم فقال لہ موسی یا ابن لاوی لا تزدنی من کلامك یا ارض خذیہ فابتلعتہ بقصرہ وخزائنہ وھذا ما قال موسی لقارون یوم اھلکہ اللہ عز وجل فعیرہ اللہ عز وجل بما قالہ لقارون فعلم موسی ان اللہ تبارك وتعالی قد عیرہ بذلك فقال یا رب ان قارون دعانی بغیرك ولو دعانی بك لاجبتہ فقال اللہ عز وجل یا ابن لاوی لا تزدنی من کلامك فقال موسی یا رب لو علمت ان ذلك لك رضی لاجبتہ انتہے بقدر الحاجۃ علاوہ اسکی قبطی کو مار ڈالنا اور اپنی بڑی بہائی بے گناہ کی جو بہی تہی داڑہی پکڑ کر کہینچنا الواح توراۃ جو عطیہ خداوندی تہا اور جسمین موعظہ اور تفصیل ہر ایک شی کے مذکور تہی شدت غضب مین ڈال دینا حضرت کی اخلاق و اوصاف پر پوری دلیل ہے حضرت ہارون کے اخلاق کی نسبت جو ہم اوسکی تفسیر سابق مین دیکہتی ہین تو اوسکی تفسیر سورہ اعراف تحت آیت واخذ براس اخیہ یجرہ الیہ قال ابن ام مین لکہا ہے وفی[2] الکافی عن امیر المؤمنین

[1] قارون نے حکم کیا تہا کہ محل کا دروازہ بند کیا جاوی موسیٰ آئی اور دروازہ کیطرف اشارہ کیا وہ کہل گیا اندر اوسکی پاس گیے جب موسی کو قارون نے دیکہا سمجہا کہ عذاب آیا - کہا ای موسی مین تجہسی بواسطہ اوس رحم کے جو میرے اور تیری درمیان ہے سوال کرتا ہون موسی نے اوسکو کہا ای لاوی کے بیٹے مجہسی زیادہ کلام مت کر ای زمین لے اسکو پس محل اور جو کچہہ اوسمین تہا زمین مین اوتر گیا اور قارون بہی گہٹنون تک دہنس گیا پہر قارون رو پڑا - پہر اوسکی رحم کی قسم دینی لگا موسی نے کہا ای لاوی کے بیٹے مجہسی زیادہ بات مت کر ای زمین اسکو لے پس زمین نے اوسکو اور اوسکی محل اور خزانون کو نگل لیا یہہ وہ بات جو قارون کی ہلاکی کے دن موسی نے کہا - پہر خدا تعالے نے موسی کو اس کلام سے جو قارون کو کہی تہی عار دلایا اور موسی سمجہی کہ خدا تعالے نے اوس کلام سے مجہکو عار دلایا عرض کیا ای پروردگار قارون نے تیری غیر کے واسطے سے مجہکو پکارا تہا اگر تیری واسطے سے پکارتا تو مین قبول کرتا - اللہ تعالے نے فرمایا ای لاوی کے فرزند مجہسے زیادہ بات مت کر موسی نے عرض کیا ای پروردگار اگر مین یہہ جانتا کہ اوسمین تیری رضا ہے تو مین قبول کرتا - ۱۲ - [2] کافی مین جناب امیر رضی اللہ عنہ سے خطبہ وسیلہ مین مروی ہے ۱۲ -

فی خطبة الوسیلة انه کان اخاه لابیه وامه والقمی مثله عن الباقر والصادق قیل کان هارون[ل] اکبر من موسی بثلث سنین وکان حمولا لینا ولذلک کان احب الی بنی اسرائیل انتهی —
اب ہم اون روایات مین تامل کی نظر سے دیکھتے ہین اور حسب قاعدہ حضرات شیعہ کے عقل کو حسن و قبح مین خدا پر بہی حاکم ہے اس معاملہ مین حکم کرتے مین تو معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اللہ حضرت موسی مین اخلاق ناپسندیدہ تہی اور اگر بالفرض ظاہر سے پہیر کر تاویل ہی آپ فرمائینگے تو بس غایة ما فی الباب یہہ ثابت ہوگا کہ فی الجملہ بعض مواقع مین درشتی و سختی و غلظت و فظاظت محسوس ہوتے ہے لیکن بردی عقل جسکو احکم الحاکمین کہنا آپکی قاعدہ کی بموجب واجب ہے بداہتہ یہہ ثابت ہوتا ہے کہ علی العموم لین ورفق بہ نسبت درشتی وعنف کی زیادہ محمود و پسندیدہ من اور اگر یہہ تسلیم نکرینگی تو لازم آیگا کہ حضرت موسی علیہ السلام جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہون آپکی نسبت حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے ۔ فبما رحمة من اللہ لنت لھم[۲] اور روف رحیم آپکی صفات خاصہ مین محسوس و قائع واحوال آپکے نرمی و لینت و رافت و رحمت کی شاہد حال ہین احادیث ہی بدر کا قصہ شاید آپکو یاد ہوگا ۔ الحاصل اگر مدار تفضیل کا اخلاق حمیدہ پر ہی تو حضرت ہارون وغیرہ جنمین رفق و لینت پائی جاتی ہے حضرت موسی سے افضل ہونگی اور نیز حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ جناب امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ سے بہ نسبت ... افضل اور امام سجاد اپنی والد سے افضل ہون اور یہہ آپکی نزدیک بدیہی البطلان ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ مدار افضلیت کا اخلاق حمیدہ پر نہین ہے جو مدرک بالعقل ہو بلکہ مدار زیادتی استحقاق ثواب پر ہی اور غیر مدرک بالعقل چنانچہ بیان تعریف افضلیت مین ہم اوسکی طرف ایما کر چکی ہین اب بعد ہہ کی گذارش ہے کہ اگر اصل ہیولی کی قید ہی ایجاد و اختراع ہی قطع نظر اس سے عقلاً افضلیت کا جاننا اسپر موقوف ہے

---

[۱] کہ ہارون موسی کا حقیقی بہائی تہا ۔ اور قمی نے مثل اسکی امام باقر رضی اللہ عنہ اور امام صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کہتے ہین ۔ کہ ہارون موسی سے تین سال بڑی تہے اور نہایت متحمل اور نرم مزاج تہے اسی سبب سے بنی اسرائیل انکو زیادہ دوست رکہتے تہی ۱۲ ۔ [۲] پس خدا کی رحمت کے سبب تو انکے لیے نرم ہوگیا ہے ۔ ۱۲ ۔

کہ حروب و وقائع وغیرہ معاملات مین اوس سے تدابیر حسنہ ظاہر ہون اور ثمرہ نتائج محمودہ کو
ہون اور اپنی ناخن تدابیر صائبہ سے پیچیدہ معاملات کی گلجھڑیون کو عمدہ طور پر سلجھا وے اور جب
ائمہ کی تاریخی حالات کو دیکھا جاتا ہے تو اس سے ہرگز یہہ نہین ثابت ہوتا کہ آپ اعقل تھے
اور نہین تو قصہ تحکیم کو ہی ملاحظہ فرمالیجیے یا خلع اپنی خلیفہ ثانی کو ہی دیکھ لیجیے غرضکہ ایام
خلافت مین جسقدر معاملات پیش آئی اون مین سے کوئی بھی سلجھا او کوئی بھی شوریدہ ہوا اور خلافت سے جو غرض
حق تعالے کی تھی کہ ترویج شرایع الٰہیہ و معالم ربانیہ ہو اور مسائل دینیہ و احکام شرعیہ پہیلین کچھہ بھی
حاصل ہوئی اور جب کچھہ حاصل نہوئی تو اونکو قاعدہ کلیہ معلوم ہی ہوگا اذا خلا التی عن مقصودہ
لغا۔ علاوہ ازین عقلیت کی ضرورت تو اوسوقت ہے جبکہ معصوم ہون اور جب معصوم ہون
اور سہواً و عمداً خطا کا صادر ہونا اونسے محال ہو تو بس یہہ قید محض لغو ہے۔ اعلم ہونیکی قید
بھی غلط ہے وجہ اسکی یہہ ہے کہ جب امامت تالی نبوت ہے تو اوصاف مشترکہ مین بھی فرعیت
ہوگی نبوت کو جب نظر تامل سے دیکھا جاتا ہے تو اوصاف معتبرہ مین ہے کہ وہ ایک امر محض اصطفا
و اجتبائ خداوند تعالی شانہ ہے یعنی حق تعالے اپنی عباد مین سے جسکو چاہے برگزیدہ فرماوے کسیکو
کچھہ مقدور خداوند تعالی پر نہین۔ جیسا کہ اعتراض لا یسئل عما یفعل اوسکی شان ہے اور نہ یہہ ہے
کہ جو اعلم اہل زمان ہو وہی نبوت کے واسطے برگزیدہ ہوا کرے دیکھو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم امّی پیدا ہوئی اور بعثت تک امی رہے کسی قسم کی ظاہری تعلیم نہین پائی
اور اس زمانہ مین صدہا علما و احبار دین موسوی و عیسوی کی موجود تھی جنکو کتب سماوی
ازبر تھی اور مسائل شرعیہ سے تمام تھے لیکن خلعت رسالت ہمارے پیغمبر علیہ صلوات اللہ علیہ وسلامہ
کو ہی عطا ہوا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ۔ گو بعد نبوت کے حق تعالے شانہ اپنے
نبی کے سینہ کو مرات لوح محفوظ بنادی اور اوسکی قلب کو گنجینہ علوم و معارف فرمادی
اسیطرح امامت کا حال ہونا چاہیے کہ جو امام ہو وہ محض اصطفاء خداوندی سے ہو چنانچہ انتخاب
نفس ہمیشہ زائل ہے اور قبل از امامت اوسکا اعلم اہل زمان ہونا ضروری نہو بلکہ باتباع رسول اللہ

گو بعد امامت بسبب محدثیة کی کہ خاصہ امام ہی اعلم ہو جاوی لیکن پہلی تو اوسکی اعلمیة کا مدعی
ہونا غلط ہی اور آپکو اس بحث مین حضرت موسی و خضر کا قصہ یاد ہوگا باوجودیکہ خضر اعلم تہی
تو بہی حضرت موسیٰ اونسی افضل تہی - باقی رہا یہہ کہ خلافت فاضل سی لیکر مفضول کو
دینا عقلا نہایت قبیح ہی اسمین یہہ تو فرمایی کہ فاضل سی خلافت لینی کے کیا معنی
مین لینا فرع استخلاف کی ہی اور جب استخلاف نہین تو لینا کیونکر متحقق ہوگا ہان اگر اسکی
معنی یہہ مین کہ فاضل کو چھوڑ کر مفضول کو خلافت دینا ہی تو صحیح ہی مگر اسکی نسبت گذارش ہی
کہ ہم اسکی قبح کو تسلیم نہین کرتے کیونکہ بنص قرآنی ثابت ہی کہ حق تعالی نے فاضل کو چھوڑ کر
مفضول کو امامت عطا فرمائی - حضرت شمویل علیہ السلام جو اپنی زمانہ مین نبی اور اورع اور افضل
اور اعلم اور اتقی تہی حق تعالے نے اونکو چھوڑ کر طالوت کو امام بنایا جو اونسی کم تہی تو اس سی ثابت ہوا
کہ فاضل کو چھوڑ کر مفضول کو امام بنانی کا قبح محض آپکی احکم الحاکمین عقل سے ناشی ہی ورنہ فی الحقیقة
عند اللہ تعالے کچھہ قبح نہین - یسلنا قبیح سہی لیکن یہہ ہی قبح و شناعت بعینہ
ثواب و عمال مین بہی جاری ہی کیونکہ جیسی امامت تالی نبوت ہے نیابت تالی امامت ہی اور اتصالا
قبیح ہی کہ فاضل کو چھوڑ کر مفضول کو کسی ملک پر نائب اور حاکم مقرر کرکے بہیجا جائی اور
اس سی زیادہ اقبح و اشنع یہہ ہی کہ حکومت اوس شخص سی لیکر جو عمدگی سے اوسکی فرائض
بجا لا رہا ہو کسی دوسری ایسی کو دیدین جسکا حال ابہی تک تجربہ مین نہ آچکا ہو اسکی بعد آپ
شرح نہج البلاغة یا متن ہی کو کہولیی اور جناب امیر کے حالات کو ملاحظہ فرماییی کہ آپنے کس
کس کو حاکم بنایا اور کس کس کو معزول فرمایا اور کہان تک اس شرط کی رعایت رکہی تاکہ
آپکو اسکی اشتراط کی بابت بندہ کی قول کی تصدیق ہو جاے اور ہم بہی کسی موقع پر انشاء اللہ تعالے
آپکو متنبہ کرینگے **قوله** اور نیز افضل کے ہوتے مفضول کی خلافت کے بطلان پر عقل
اور طرح بہی دلالت کرتی ہی اور وہ یہہ کہ اگر مفضول افضل کے ہوتے خلیفہ ہو تو لازم آئی کہ افضل
مفضول کا محکوم ہو اور شرف اون کی تواضع کا مامور ہو کیونکہ افضل مفضول کی رعایا مین سے

ہوگا اور رعایا خلیفہ کی تواضع کریں اور یہہ بات عقلاً نہایت قبیح ہے اور اگر آپ ہماری عرض قبول نہیں کرتے تو فخر الدین رازی صاحب کی تقریر سنیئے وہ سورہ بقر کی تفسیر میں جس مقام پر کہ ان لوگوں کی دلائل بیان کیے ہیں کہ جو انبیاء کو ملائکہ پر تفضیل دیتے ہیں یہہ فرماتے ہیں۔ وثانیہا قال بعض الانبیاء علی الملائکۃ بامور احدہا ان اللہ تعالی امر الملائکۃ بالسجود لآدم وثبت ان آدم لم یکن کالقبلۃ بل کانت السجدۃ فی الحقیقۃ لہ واذا ثبت ذلک فوجب ان یکون آدم افضل منہ لان السجود نہایۃ التواضع وتکلیف الاشرف بنہایۃ التواضع للادون مستقبح فی العقول فانہ یقبح ان یومر ابوحنیفۃ ان یخدم اقل الناس بضاعۃ فی الفقہ فدل ہذا علی ان آدم علیہ السلام کان افضل من الملائکۃ

انتہی **اقول** یہہ دلیل بھی بمراحل عاسی بعید ہے اور بوجوہ چند محل بحث ہے اولاً یہہ کہ گفتگو اشتراط افضلیت میں ہے اور یہہ دلیل ہرگز مثبت اشتراط نہیں کیونکہ اشتراط اوسوقت ثابت ہو جبکہ دلیل مفضول کے امامت کی عدم انعقاد پر یقیناً دلالت کرے یہاں اگر ہے تو لزوم قبیح ہے جسپر عنقریب بحث کیجاویگی ہاں اگر اہل حل وعقد کسیکو خلیفہ کریں تو البتہ افضلیت کو مرعی رکھیں اور اگر کوئی فاضل جامع شرائط افضل کے ہوتے متصدی خلافت ہو تو اوسکی خلافت کی عدم انعقاد پر یہہ دلیل ہرگز دلالت نہیں کرتے۔ ثانیاً افضل کا مفضول کے لیے ماموری ہونی اور اشرف کا ادون کے لیے محکوم ہونی کا لزوم بھی غلط ہے ہم کب کہتے ہیں کہ فاضل مفضول کا مامور اور اشرف ادون کا محکوم ہو بلکہ ہم یہہ کہتے ہیں کہ وہ قانون شریعت جسکو حق تعالے شانہ نے بواسطہ رسول کے امت کے لیے دستور العمل مقرر فرمایا ہے تمام امت کیا افضل وکیا مفضول اور کیا شریف اور کیا وضیع سب اوسکی محکوم وامور ہیں امام کا حکم اگر واجب الاطاعت ہے تو اوسی حیثیت سے ہے کہ وہ حکم موافق قانون شریعت ہو جیسا کہ خود ہماری فاضل مجیب بھی فرما چکے ہیں کہ غرض اوس سے شرائع الہیہ ومعالم ربانیہ کی ترویج ہے پس اگر کوئی ایسا نہ ہو جو اوس حیثیت واعتبار سے خالی ہو تو وہ ہرگز واجب الاطاعت نہیں ہوگا

فائدہ [illegible]

مثلاً اگر امام کہے کہ اپنی زوجہ کو طلاق دیدے یا اپنا تمام مال میرے حوالہ کردے - یا
فی سبیل اللہ لٹادے یا مجکو سجدہ کرے تو یہہ حکم ہرگز واجب الامتثال نہوگا چنانچہ قولہ تعالیٰ
فان تنازعتم فی شیء سے اسکی طرف اشارہ ہے بخلاف رسولؐ کے کہ جمیع قول و افعال مگر مختصات
وغیرہ سب امت کیلیے تشریع ہے کیونکہ امت کو بے شریعت کا حصول بدون واسطہ رسولؐ
کے ممکن نہیں - بالجملہ ہرجگہ فاضل کا مفضول کے محکوم ہونا لازم نہیں آتا - ثالثاً سلمنا افضل
مفضول کا محکوم ہو لیکن ہم اسکا قبیح ہونا تسلیم نہیں کرتے کیونکہ بالاتفاق طالوتؑ سے
حضرت شموئیلؑ بلکہ حضرت داؤد افضل تھے اور اونکے محکوم اور تابع ہوئے اور حضرت خضرؑ سے
حضرت موسیٰؑ بے شک افضل تھے اور اونکی امور مطیع ہوئی تو معلوم ہوا کہ افضل کا مفضول کے مطیع و تابع ہونا
قبیح نہیں ورنہ لازم آوے کہ معاذ اللہ شارع آمر بالقبیح ہو جو کہ عقلاً و شرعاً قبیح بلکہ محال ہے
تو لزوم قبح عقلاً و شرعاً باطل ہے - رابعاً بالفرض و التسلیم اگر افضل کا محکوم ہونا مفضول
کو بھی قبیح و شنیع ہے تو سب جگہ ہی تعین نواب عمال و حکام سرایا و جیوش و نصب قضاۃ
وغیرہ میں سب جگہ جاری ہوگا لیکن جب ہم اس معاملہ میں جناب امیرؑ کے حالات کا تتبع
کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے ہرگز اسکی پابندی نہیں کی ہے اور اس قبیح کو قبیح
نہیں جانا آپ شرح نہج البلاغہ ہی کو ملاحظہ فرمالیجیے مختصراً تنبیہاً گذارش کرتا ہوں کہ آپ نے
عمر بن ابی سلمہ کو جو حضرت ام المومنین ام سلمہ کی صاحبزادی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ربیب تھے بحرین کی حکومت سے معزول فرماکر نعمان بن عجلان کو مقرر فرمایا حالانکہ حضرت
عمر بن ابی سلمہ نے امارت کی مہمات کو ایسی طرح ادا کیا کہ مورد تحسین و آفرین ہے چنانچہ اوسی کتاب میں
موجود ہے تو کیا نعمان عمر سے افضل تھے اور ظاہر ہے کہ عمر بن ابی سلمہ نہ حضرت امیرؑ کے کسی کام کی
موقوف علیہ تھے اور نہ حضرت آپکی محتاج تھے پہر بلا ضرورت داعیہ کیوں آپنے ارتکاب قبیح
فرمایا اور بانضمام عصمت اور بھی زیادہ اقبح و اشنع ہے اور اسیطرح محمد بن ابی بکر کو امامت مصر
معزول کرکے اشتر کو مقرر فرمایا اور اپنی جیش سے دو امیروں پہ جو زیاد بن نضر اور شریح

حال زیاد بن ابی سفیان

ابن ہانی تہی اورانکی اتباع پر مالک بن حارث اشتر کو امیر کیا اور انکو لکہا فاسمعا لہ واطیعا
ان سب کو رہنی دیجیی زیاد بن ابی سفیان کو فارس پر امیر کیا اسکا مختصر احال گذارش کرنا
ضرور ہی آپ شروح نہج البلاغۃ سی مطابق فرمالین - یہہ شخص سمیہ لونڈی کا بیٹا کمبخت
زبان کا فصیح و بلیغ و زبان آور تہا ایک روز حضرت عمر رض کی روبرو مجلس مین ایسی تقریر
کی - کہ حاضرین کو نہایت پسند خاطر ہوئی عمرو بن العاص بولی کاش اگر یہہ قریشی ہوتا تو تمام
عرب کو اپنی لاٹہی سی ہانکتا - ابو سفیان نے کہا خدا کی قسم یہہ قریشی ہی اور اگر تو جانی تو معلوم
کرلے کہ یہہ قبیلہ کی عمدہ لوگو نمین سی ہے عمرو بن العاص نے پوچہا کہ اسکا باپ کون ہی قسم کہا کر
کہا کہ مینی اسکو اسکی ماں کے رحم مین رکہا تہا عمرو بن العاص نے کہا تو پہر اسکو اپنی ساتہہ نسب
مین کیون نہین ملا لیتا - اوسنی امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کیطرف اشارہ
کرکے کہا کہ اس سی ڈرتا ہون کہ میری بدن پر سیری کہال ہی جلا دیگا چونکہ اسکی باپ کا
تعین نہین ہی اسلیی اسکو زیاد ابن سمیہ اور زیاد بن ابی سفیان اور زیاد بن ابیہ کہتی ہین - جناب
امیر نے اپنی زمانہ امارت مین اسکو فارس کا حاکم مقرر فرمایا بعد اوسکی حضرت کو معلوم ہوا
کہ امیر معویہ بغوا اسکو تحریص و ترغیب دی رہا ہی اور اپنی ساتہہ ملانا چاہتا ہی تو آپنی زیاد کو ایک
خط لکہا جو نہج البلاغۃ مین مروی ہی - اوس خط کو پڑہکر قسم کہا کر کہا کہ حضرت نی ہہی ابو سفیان
کی دعوی کی صدق کی شہادت دی قد شہد بہا و رب الکعبہ انجام یہہ ہوا کہ حضرت
امیر المومنین کو چہوڑ کر امیر معویہ سی جا ملا اور اوسکا جو کچہہ نتیجہ نکلا وہ سب کو معلوم ہی غرضکہ
ایسی شخص کو جسپہ ولد الزنا ہونے کا ظن غالب تہا آپنی فارس پر حاکم مقرر فرمایا حالانکہ
ولد الزنا نجس عین ہی - اور اوسکا جہوٹا تک نجس ہی من لایحضرہ الفقیہ مین ہی[1] ولا یجوز الوضوء بسوء
الیہودی والنصرانی وولد الزنا والمشرک - اور ہرگز ولد الزنا مومن نہین ہوتا ابن بابویہ قمی خصال مین روایت کرتی ہے
عن ابی عبد اللہ ع لایدخل حلاوۃ الایمان قلب سندی ولا خوزی ولا زنجی ولا کردی ولا بربری

ولد الزنا نجس عین ہی

---

[1] یہودی - نصرانی - ولد الزنا - مشرک کی جہوٹے پانی سے وضو جائز نہین ہی - ۱۲

ولا تبدلوا تہنی ولا من حملتہ - سز الزنا شریح بن حارث کو جو خلفا کی زمانہ سی قاضی تھی اپنا قاضی مقرر فرمایا ان حالات کو دیکھنی سے صاف ظاہر ہی کہ آپنے تعین مین افضلیت کو ملحوظ خاطر نہین فرمایا - پس اس سی عدم اشتراط افضلیت ائمہ مین بہی ثابت ہوا - خامساً امام رازی رح کی دلیل کو جو افضلیت انبیاء مین بیان کی ہی اپنا استدلال قرار دینا غلط ہی اور اوسپر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہی - کیونکہ امام کی دلیل کے استدلال کا مدار سجود پر ہے جو نہایت تواضع ہی اور نیز سجود بہی اسطرح کہ بالاستقلال حضرت آدم کو ہی تھا یہہ نہین تھا کہ سجود نے بحقیقت خدا تعالی کو تہا اور حضرت آدم محض واسطہ تھی اور فاضل مجیب کی دلیل مین نہ نہایت تواضع ہی کہ امت امام کی اطاعت کیلیے مامور ہی بشرطیکہ حکم موافق شرع ہو اور یہہ اطاعت ہرگز نہایت تواضع نہین نہایت تواضع تب ہو کہ جب امت امام کو سجدہ کرنیکے لیے مامور ہو پس یہہ کہنا کہ رعایا خلیفہ کے نہایت تواضع کے لیے مور ہی غلط ہی اور نہ تواضع یا اطاعت بالاستقلال ہے بلکہ امام کی اطاعت اس حیثیت سی ہی کہ وہ واسطہ اطاعت خدا و رسول ہی آپ خود فرما چکی ہین کہ مقصود امت سی ترویج شرائع الہیہ و مسائل دینیہ ہی اور اگر آپکو دعوی ہو کہ امام کے لیے امت مامور بہ نہایت تواضع ہے اور امام بالاستقلال متبوع و مطاع ہی تو ثابت کیجیے اور دلیل دیجیے - سادساً اس دلیل کا ذکر کرنا اور اوسکا جواب جو امام رازی رح نے اون لوگونکی طرف سی دیا ہی جو ملائکہ کے تفضیل کے قائل مین ذکر نکرنا کسقدر نا انصافی ہی - تبعیۃً ہم اوس جواب کو نقل کرتے ہین اور جواب استدلال کو اوسپر ختم کرتے ہین -

اجاب القائلون بتفضیل الملک عن الحجۃ الاولی فقالوا قد سبق بیان ان من الناس من قال المراد من السجود ہو التواضع لا وضع الجبہۃ علے الارض ومنہم من قال انہ عبارۃ عن وضع

ف۱ امام ابو عبد اللہ سی مروی ہی کہ ایران کے شہرہی سندہی اور خوزی اور زنگی اور گردی اور بربری اور نمک رکی لیبن ۱۲ حل مین سی اور نہ ولد الزنا کے لیبن ۱۲ - ف۲ جو لوگ فرشتونکی تفضیل کے قایل ہوئی ہین اونہون نے پہلی حجت کا جواب دیا ہی کہ پہلی گذر چکا کہ بعض لوگ کہتی ہین کہ سجود سی مراد تواضع ہے نہ پیشانی رکھنا اور بعض کہتی ہین ۱۲ -

الجبهة علی الارض لکنہ قال السجود للہ تعالی وادم قبلۃ السجود علی ھذین القولین لا اشکال اما[1]
اذا سلمنا ان السجود کان لادم فلم قلتم ان ذلک لا یجوز من الاشرف فی حق الشریف وذلک لان الحکمۃ
قد یقتضی ذلک کثیرا من حب الاشرف واظہار النہایۃ فی الانقیاد فان للسلطان ان یجلس
اقل عبیدہ فی الصدر وان یامر الاکابر بخدمتہ ویکون غرضہ من ذلک اظہار کونہم مطیعین لہ
فی کل الامور منقادین لہ فی جمیع الاحوال فلم لا یجوز ان یکون الامر ھہنا کذلک وایضا الیس
من مذھبنا انہ یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید وان افعالہ غیر معللۃ ولذلک قلنا انہ لا اعتراض
علیہ فی خلق الکفر فی الانسان ثم فی تعذیبہ علیہ ابد الاباد واذا کان کذلک فکیف یعترض علیہ
ان یامر الاعلی بالسجود للادون انتہی **قولہ** آپ تفسیر بیضاوی ملاحظہ کیجیے تحت آیت
فلما انبأھم باسمائھم الخ وہ یہ لکہتے ہیں واعلم ان ھذہ الآیات تدل علی شرف الانسان
ومزیۃ العلم وفضلہ علی العبادۃ وانہ شرط فی الخلافۃ بل العمدۃ فیہا انتہی بقدر الحاجۃ اور
نیز اسکے اخیر میں یہ لکہتے ہیں وان آدم افضل من ھؤلاء الملائکۃ لانہ اعلم منہم والاعلم افضل
لقولہ تعالی ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون دیکہیے اسکی قاضی صاحب اسکو شرط
خلافت بل العمدہ فرماتے ہیں۔ **اقول** یہہ سند لاتو ابہ سند لا سے ہی کہیں
بڑہکر ہے جیسا کہ ینی لا تقربوا الصلوۃ سے کیا تہا اوس مبحث نے تو صرف قید ہی
کو حذف کرکے دقیق مقصود کو بگاڑا تہا ... معنی حقیقی ... کہہ تہی ...
فاضل مجیب نے تو نہ سیاق عبارت کا ہی لحاظ فرمایا اور نہ جملہ کے معنی صحیح رکہے پس اسحق

[1] کہ سجدہ اتہار کہنا ہی ہے لیکن سجدہ اللہ تعالی کو تہا اور آدم سجدہ کے لیے بطور قبلہ کے تہی اور ان دونو اقوال پر کچہہ اشکال
نہیں لیکن جب یہہ تسلیم کریں کہ سجدہ آدم کو تہا تو تم یہہ کیون کہتے ہو کہ یہہ اشرف سے شریف کی حق میں جائز نہیں اور یہہ
اس وجہ سے کہ بسا اوقات حکمت اسکی مقتضی ہوتی ہے کہ اشرف کی محبت اور اسکی نہایت اطاعت ظاہر کیجاوے بادشاہ کو اختیار ہے
کہ کمترین غلامان کو صدر مین بٹہلاوے اور اکابر کو اوسکی خدمت کا حکم کرے اور اوسکی غرض اس سے اظہار اطاعت وانقیاد
تمام امور و احوال مین ہو تو کیا جائز نہیں ہے کہ یہان بہی اسیطرح ہو اور نیز کیا ہمارا مذہب نہیں ہے کہ خدا تعالی جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جسکا
ارادہ فرماتا ہے حکم کرتا ہے اور اوسکی افعال معلل نہیں ہین اسی سبب سے کفر کے پیدا کرنے مین انسان مین اوسپر کچہہ اعتراض نہین ہے اور نہ
پہر اوسکو ابد الاباد تک عذاب کرنے مین کچہہ اعتراض ہے اور جب یہہ حال ہے تو اوسپر کیونکر اعتراض ہو سکتا ہے کہ وہ اعلی کو ادنی کی سجدہ

کہ ابتدا اس قصہ کے یہہ ہی کہ حق تعالی شانہ نے ملائکہ سی فرمایا کہ ہم زمین مین نائب بنانا چاہتے ہین
وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً تو اب اس سی اہل انصاف
وعلم وعقل وفہم بخوبی سمجہہ سکتی ہین کہ خلافت سی کونسی خلافت مراد ہی اور حضرت آدم علیہ السلام
کس معنی کر خلیفہ تہی کیا اسجگہ وہ خلافت جو ہماری اور ہماری مجیب کے متنازعہ فیہا ہی اور
جسمین اسوقت گفتگو ہو رہی ہی اور جسکی لیئی شرائط ثلثہ نص و عصمت و افضلیت مختلف فیہا
بین الفریقین ہین وہی خلافت مراد ہے اگر وہی خلافت مراد ہی تو فرمائین تو سہی
کہ حضرت آدم علیہ السلام کونسی نبی کے خلیفہ تہی یا کوئی اور خلافت مراد ہی افسوس کہ ہماری
مجیب کو یہہ بہی خبر نہین کہ اسجگہ خلافت سی کونسی خلافت مراد ہی اگر قرآن شریف یاد
نہین تہا تو کہولکر دیکہہ لینا تہا یا کسی سنی حافظ سی ہی پوچہہ لیا ہوتا تاکہ سیاق عبارت
سی واضح ہوجاتا کہ یہہ حضرت آدم کا قصہ ہی اور خلافت سی مراد خلافت نبوت ہی علاوہ
ازین اسجگہ ہماری فاضل مجیب کے علم وفہم پر آفرین ہی کہ اس عبارت کو اشتراط افضلیت
کی دلیل سمجہکر پیش کیا ہی اور اپنی کمال دانشمندی اور وفور علم سے یہہ سمجہی ہی واللہ تعالیٰ فی الخلافہ
مین وانہ کی ضمیر شرف یا افضل کیطرف راجع ہی حالانکہ اطفال کافیہ خوان بہی سمجہہ سکتی ہین
کہ یہہ غلط ہی پہر اوسپر طرہ یہہ ہی کہ اس سی آگی فرماتی ہین کہ دیکہی آپکی قاضی صاحب
اسکو شرط خلافت بل العمدہ فرماتی ہین اسجگہ بہی لفظ (اسکو) پر اکتفا فرمایا اور یہہ نہ فرمایا
کہ قاضی صاحب کسکو شرط خلافت فرماتی ہین سلمنا آپکی سیاق عبارت کی خلاف مرجع
ضمیر (وَانّہ) کا علم ہی اور لفظ اسکو بہی علم ہی کیطرف راجع ہی لیکن تاہم مدعا سی
بعید ہی کیونکہ یہہ جب ثابت ہو کہ جب اعلمیت افضلیت کو مستلزم ہو حالانکہ یہہ استلزام
آپکی اعتراف سی باطل ہی آپنی افضلیت کے تعریف مین اسکا دارومدار اخلاق حمیدہ اور
صفات پسندیدہ پر رکہا تہا اور شروع دلائل مین اعلم واورع واتقی و اعقل ہونے پر
رکہا تہا جس سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ اعلمیت مستلزم افضلیت کو نہین بلکہ اوسکی

لیے اور صفات کا حاصل ہونا ضروریات سے ہے علی الخصوص ملکات نفسانیہ کا ہونا واجبات سے ہے
پس جبکہ اعلمیت مستلزم افضلیت کو نہین ہے تو یہہ استدلال ہی لغو ہوا۔ قطع نظر اس سے
جب ہم نفس اس عبارت مین تامل کی نظر سے دیکھتے ہین تو بداہتہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ عبارت
ہرگز مثبت مدعا نہین کیونکہ قاضی رحمہ فرماتے ہین وانہ شرط فی الخلافۃ بل العمدۃ فیہا اور ظاہر ہے
کہ لفظ بل اسجگہ ترقی کے واسطے نہین ہے کیونکہ شرط بہ نسبت عمدہ ہونے کے اعلیٰ و اقوی ہے تو ترقی
ادنیٰ سے اعلیٰ کیطرف ہوتی ہے نہ بالعکس اور اگر ترقی تسلیم کیجاوے تو اعلیٰ ہے جو شرط ہے ادنی کی
طرف جو عمدگی ہے ہوگی کیونکہ شرط موقوف علیہ ہوتی ہے اور عمدگی کی اولویتہ ہے نہ موقوف علیہ
تو لا بد لفظ بل اسجگہ اضراب کے واسطے ہوگا اور تیان بلفظ اشتراط محض بغرض مزید تاکید ہوگا تو گویا
قاضی رحمہ نے لفظ بل العمدۃ فیہا کہکر یہہ ثابت کر دیا۔ وانہ شرط فی الخلافۃ سے یہہ مراد نہین
کہ وہ موقوف علیہ خلافت کا ہے اور اگر یہہ معنی ہونگی تو لفظ بل العمدۃ فیہا محض لغو و لا طائل
محل مقصود ہوگا پس قاضی صاحب کا یہہ قول آپکو کچھہ مفید نہین بلکہ مضر ہے کیونکہ عدم اشتراط
پر دلالت کرتا ہے نہ اشتراط پر **قولہ** حدیث سنیے آپکی علامہ جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع
و جامع صغیر مین روایت کی ہے۔ ایما رجل استعمل رجلا علی عشرۃ انفس وعلم ان فی العشرۃ
افضل ممن استعمل فقد غش اللہ ورسولہ وغش جماعۃ المومنین ع۔ عن حذیفۃ انتہی
اب ذرا انصاف فرمایئے کہ جب مفضول کی حکومت دس آدمیونپر جائز نہو اور اوسمین خدا و
رسول و جماعت مومنین سے دغا لازم آوے پس تمام مومنین پر مفضول کی حکومت مین کہ اموال
و نفس وغیرہ کا شامل ہے اولیٰ تصرف ہو کسقدر قباحت و شناعت لازم آئیگی **اقول** اس
حدیث کی معنی آپنے جو کچھہ سمجھے غلط ہین یہان افضلیت سے افضلیت متنازعہ فیہا
ہرگز مراد نہین کہ من حیث مرتبہ استحقاق الثواب عند اللہ افضل ہو بلکہ اسجگہ افضلیت سے
مراد بالفضل الجزئی ہے کہ جو متعلق بجا آوری مقاصد ریاست و شرائط سرداری کی ہو مثلاً اگر کسی
سریہ یا جیش پر حاکم مقرر کیا جاوے تو وہ شخص زیادہ لائق ہوگا جو خاص فن حرب و طعان

افضلیت کی معنی مرادی کا بیان

وضرب مین زیادہ ماہر وخبیر ہو اور شجیع ہو اور خداع حرب اور اوسکی چالونسی واقف ہو
اور اگر کسیکو کسی ملک پر حاکم کیا جاوی تو وصف تالیف قلوب بغیر دین اور سیاست
بدون ظلم اوسمین اعلی درجہ کا ہو یا مثلاً باوجود سادات یا کمی کے کسی خاص مصلحت کی وجہ سے
مقدم کیا جاوی ۔ مثلاً کسی خاص سانحہ کی وجہ سی اوسکی سعی وکوشش اوسمین زیادہ موثر
متصور ہو آپکو معلوم ہوگا کہ طالوت سی حضرت شموئیل علیہ السلام وداود علیہ السلام افضل تھی باوجود
اسکی حق تعالے نے مفضول کو امام مقرر فرمایا اور ظاہر ہی کہ یہہ کچھ ضرور نہین کہ جس شخص کو
زیادہ دینی استحقاق ثواب حاصل ہو اور ولی کامل ہو وہ مہم متعلقہ کو بھی سب سی عمدہ طور پر
انجام دیوی علاوہ ازین ہم کب کہتی ہین کہ مراعات افضلیت نہین چاہیی ہم اگر انکار کرتی
ہین تو اشتراط کا انکار کرتے ہین ۔ اس حدیث سی صرف اسقدر معلوم ہوتا ہی کہ جب کسی
عامل بنایا جاوی تو لحاظ افضلیت ضروری ہی ہم بھی یہہ ہی کہتی ہین کہ جب کسیکو امیر یا عامل بناوین
تو افضلیت ملحوظ رکھنا چاہیی لیکن اس سی یہہ کیونکر ثابت ہوا کہ اگر افضلیت فوت ہوگئی
تو امارت غیر منعقد ہوگی اور اوسکی اطاعت واجب نہوگی بلکہ اگر تامل کی نظر سی دیکھا جاوی
تو اسی روایت سی انعقاد مفہوم ہوتا ہی کیونکہ خدا و رسول ؐ وجماعت مومنین کے ساتھ غش تو اوسی
[illegible] جبکہ اوسکی امارت منعقد ہوگی اور وہ واجب الاطاعت ہوگا اور اگر وہ واجب الاطاعت
نہین ہوا اور اوسکی امارت ہی منعقد نہین ہوئی تو مثل عوام کے رہا اور کیا غش ہوا وہ تو امیر
ہی نہو ہوگا ہی غرضکہ افضلیت کی مراعات سی انکار نہین اشتراط سی انکار ہی تحفہ اثنا عشریہ
کی مبحث افضلیت مین تو کو بھی آپنے دیکھا ہوگا آری اگر نصب رئیس بہ بیعت اہل حل
وعقد باشد می باید که نصب افضل کنند در ریاست و شرائط سرداری نه در امور دیگر آری
[illegible] عالم متبحر و سید صحیح الطرفین که از وی امور سرداری یک خانه سر انجام نمی تواند شد
درینجا فضیلتی دیگر می باید ۔ اس سی قطع نظر آپکو بحث مین عنقریب معلوم ہوگا کہ ہی
کہ جناب امیر ؑ نے اس شرط کا لحاظ نہین فرمایا کیونکہ جب زیاد جیسی شخص کو ایک ملک کا

حاکم بنا دیا تو بس اس سے بڑھکر اور کیا عدم رعایت اس شرط کی ہوگی پس اس سے معلوم ہوا کہ یہہ شرط جناب امیر عم کے نزدیک منسوخ ہے اور معمول بہ نہیں یا آپ معصوم نہیں ہونگے خدا اور رسول صلعم و جماعت مومنین کے ساتھہ غش کیا۔ معاذ اللہ **قولہ** ایک دو اور حدیث شاہ ولی اللہ صاحب رح کی نقل کلام میں آگئی اس مقام میں عترت کی شہادت سُن لیجیے آپکے عالم جلیل و فاضل نبیل خواجہ محمد بن محمد بن محمود مشہور بمحمد پارسائی با وجود سخت تعصب کے کتاب فصل الخطاب کے آخر میں بعد ذکر ائمہ اثنا عشر ابو جعفر قمی علیہ الرحمۃ سے علامات امام میں جناب امام رضا عم سے ایک طویل روایت لکھے ہیں چونکہ شیخ عبد الحق صاحب دہلوی نے بھی وہ روایت رسالہ مناقب و احوال ائمہ اطہار میں جسکا ذکر فاضل رشید نے بھی ایضاح میں کیا ہے نقل کی ہے لہذا بخوف طوالت شیخ صاحب دہلوی کی ہی فارسی روایت پہ اکتفا کرتے ہیں وہ اس رسالہ کی اخیر میں بعد ذکر ائمہ فرماتی ہیں عبارتہ ہکذا و ابن ابو جعفر قمی مذکور در علامات امام و فضل وی از امام علی رضا آوردہ است کہ فرمود امام را علامات است کہ عالم تر و حاکم تر و حلیم تر و پرہیزگار تر و شجاع تر و عابد تر از دیگران باشد و ولادت کردہ شود مختون و وی پاک باشد و از پیش و پس یکسان بیند و چون از شکم مادر بر زمین آید بر دو کف دست افتد و آواز بشہادتین بر آورد و محتلم نشود و چشم او بخواب رود و دلش بیدار بود و محدث باشد و درع رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بر وی راست آید و نزد وی سلاح آنحضرت صلعم باشد و شمشیر او ذو الفقار و نزد وی مصحف فاطمہ رض بود و نزد وی صحیفہ بود کہ در وی نامہای مخالفان او تا روز قیامت باشند ثبت بود و بول و غائط او را کسی نبیند و زمین موکل بود بر فرو بردن آنچہ بیرون آید ازو و بوی وی خوشتر از بوی مشک بود و بر مردم از نفسہای ایشان نزدیکتر بود و مہربان تر از مادر و پدر و متواضع ترین مردم بود مر حق را عز و علا و امر معروف کنندہ و نہی از منکر کنندہ تر بود و از ہمہ خلق دعائی او مستجاب بود کہ اگر بر سنگ دعا کند دو پارہ شود و موید بروح قدس بود و میان او و خدا عمودی بود از نور کہ بیند در وی

اعمال بندگان نزد او هرچه بدان محتاج بود گاهی بسط کرده شود و برای او پس نهاده اند و گاهی قبض
کرده شود و از وی پس نماند و المعز زائیده شود و نزاید تندرست بود و مریض نشود و نخورد و ننوشد
و جماع نکند و نخسپد و شادمان شود و غمگین نشود و نخندد و نگرید و نزید و بمیرد و در قبر نهاده شود
و زیارت کرده شود و حشر کرده شود و ایستاده کرده شود در موقف عرصات و عرض کرده شود
برای اعمال پرسیده شود و از اینها اکرام کرده شود و شفاعتش قبول کرده شود و دلیل در
دو خصلت است یکی علم و دیگر استجابت دعوات و ائمه بعد از پیغمبر صلی الله علیه وسلم
کشته شده اند به شمشیر و زهر و این کشته شدن در حقیقت و نفس الامر است نه چنانکه
غلات گویند علیهم اللعنة که ایشان کشته نشده اند و در حقیقت بر مردم شبه ایشان انداختند
و این سخن دروغ است چه این مخصوص از انبیا و اولیا بعیسی بن مریم ع است چه وی را از
زمین زنده برداشتند در میان زمین و آسمان روح او را قبض کردند و چون بر آسمانش بردند
روح او را در بدنش باز آوردند و امامت بزرگتر و عظیم تر است از آنکه مردم بعقل یابنه آن برسند
و او را بکسب حاصل کنند امام مخصوص است بتمام فضل بی طلب و کسب بلکه بمحض اختصاص از
مفضل وهاب حکما متحیر و عقلا قاصر و او با عاجز و بلغا محصور از وصف شانی از شانهای او
و فضلی از فضائل او میباشد او را حق تعالی مخزن از علم و حکمت خود و آنچه نمی دهد بغیر او را - انتهی
اگرچہ اس روایت سے جو خرابی کہ مذہب اہلسنت و خلافت و امامت خلفاء ثلثہ و دیگر خلفاء
متغلبہ پر کہ ان اوصاف سے موصوف نہ تھے آئی ہے بیبو کی بلکہ ادنی صاحب فہم پر پوشیدہ
نہیں مگر یہاں مدنظر صرف بشرط افضلیت امام کا ثابت کرنا ہے اور وہ اس روایت سے
اظہر من الشمس ہے قطع نظر اور اوصاف مندرجہ روایت ہذا کے شروع علامات امام میں
یہہ الفاظ ہیں عالم تر و حاکم تر و حلیم تر و پرہیزگار و شجاع تر و عابد از دیگران باشد اور یہی
افضلیت پر دال ہیں کہ اہل حق خلافت و امامت کی شرط جانتے ہیں حضرت مجیب یا اونکی
کسی ہم مذہب کو یہہ وہم نہو کہ چونکہ یہہ روایت ابو جعفر قمی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے اسلیے

اہل سنت پر حجت نہین کیونکہ یہہ وہم فاسد چند وجہ سے مردود ہی اوّل یہہ کہ خواجہ پارسا اور
شیخ عبد الحق دہلوی نے اس روایت کی نقل کے بعد سکوت کیا ہی اور ہرگز انکار یا رد کا اشارہ
تک نہین کیا اور آپکی خاتم المحدثین کے نزدیک نقل کے بعد سکوت تسلیم کی دلیل ہی دوم روایات
شیخ ابو جعفر قمی علیہ الرحمۃ خواجہ پارسا کی نزدیک مقبول و شیخ ممدوح معتبر و قابل احتجاج ہین روایت
کرتے ہین چنانچہ اس سے پہلی چند روائتین نقل کر کے کہتی ہین - اخرج هذه الاحاديث
الخمسة ابو جعفر محمد بن علی بن الحسين بن بابويه القمی وكان من شيوخ الشيعة
وشهود يهم استشهد به البخاری رح فی كتاب الطب الخ اور شیخ عبد الحق صاحب
اس رسالہ مین فرماتی ہین - واین پنج حدیث ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسی ابن بابویہ
القمی اخراج کردہ وابن بابویہ از شیوخ شیعہ و مشہوران ایشان است بخاری در کتاب خود در کتاب
الطب بوی استشہاد کردہ و در حدیثی کہ مضمونش اینست کہ شفا در سہ چیز است حجامت کردن و عسل
خوردن و داغ نہادن گفتہ رواہ القمی عن لیث عن مجاہد عن ابن عباس ہمچنین آوردہ است
در کتاب الانساب امام ابو سعید عبد الکریم محمد سمعانی انتہی - **اقول** ہماری فاضل
محیب اس روایت کو نقل کر کے خوشی سے پہولی نہین سماتی جامہ سے باہر ہوئی جاتی ہین سبحان
اللہ سپر کیا کچھہ ترالی ہین اور کیسا کچھہ نازش و افتخار ہی گویا میدان مناظرہ آج آپ ہی کے
ہاتہہ ہی اور بزعم خود مذہب اہلسنت پر کیسی کچھہ خرابی ڈالی ہی مگر یہہ خبر نہین کہ اسی روایت
بہت بطر و فرح کے بدلی حزن و غمگینی اور نازش و افتخار کے عوض ذلت و شرمندگی نصیب ہوگی
ہم تو کیا عرض کرین اہل انصاف خود دیکھہ لینگی اور انصاف سے بول اوٹہینگی کہ یہہ آپکا نازو
افتخار بجا ہی یا بیجا او تعلی و ترفع روا ہی یا ناروا ہمکو سخت افسوس ہی کہ آپنے فصل الخطاب
کو ماقبل و مابعد سے ذرا بہی نہ دیکہا کہ آپکو معلوم ہو جاتا کہ یہہ روایت کس موقع کی ہی اور کس
عبارت سے اسکا ربط ہی اور کس مدعا کی لیے نقل کی گئی ہی اگر آپ تبامل کتاب کو ملاحظہ فرماتے
تو مین یقین کرتا ہون آپ اس روایت کو اہل حق کے مقابلہ مین نقل تک بہی نفرماتی

چہ جائیکہ آپ ناز و افتخار ادسپر فرماتین اگرچہ آپ نے اس روایت کو رسالہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے لیکن چونکہ اصل روایت فصل الخطاب کے ہے اور رسالہ مناقب مین بہی اوسی سے ترجمہ لیا گیا ہے۔ اسلیے ہم اصل فصل الخطاب ہی کو پیش نظر رکھکر متصدی جواب ہوتی ہین کہ یہہ ترجمہ کے جواب سے بہی مستغنی ہوگا۔ ہمکو ضرورت نہ تہی کہ بجواب اس روایت کے ہم ابو جعفر راوی کے اسقاط و تضعیف اور روایت کی تغلیط و تزئیف کی طرف متوجہ ہوتی کیونکہ بحول اللہ و قوتہ ہماری پاس اسکا جواب ہادم بنیان استدلال اور قاطع عرق شبہ موجود ہے جسکو ہم آئندہ گذارش و پیشکش کرینگی لیکن جبکہ ہماری مجیب صاحب نے بطور دفع دخل مقدر کے فرمایا ہے اور گویا بزعم خود دلائل سے ثابت کر دیا کہ راوی کی تکذیب ممکن ہے اور نہ روایت کی تغلیط ہوسکتی ہے تو ضرور ہوا کہ ہم اپنی مجیب لبیب کو اونکی غلطی پر متنبہ کردین واضح ہو کہ صحت و عدم صحت و اعتبار و عدم اعتبار روایت باتفاق فریقین عدالت و عدم عدالت اور صدق و کذب رواۃ پر منحصر ہے۔ آپکے شہید ثانی صاحب معالم الاصول مین تحریر فرماتے ہین ملخصاً عرض کرتا ہون۔ وللعمل بخبر الواحد شرائط کلہا تتعلق بالراوی الاول التکلیف الثانی الاسلام الثالث الایمان الرابع العدالۃ و ہی ملکۃ فی النفس یمنعہا عن فعل الکبائر و الاصرار علی الصغائر و منافیات المروۃ الخامس الضبط— علی ہذا القیاس آپکو معلوم ہوگا کہ اہلسنت کے نزدیک بہی روایت کا اعتبار راوی کی اعتبار پر ہے اگر آپنے شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہی کوئی رسالہ متعلق اصول حدیث ملاحظہ فرمایا ہوگا تو معلوم ہوگا کہ شیخ رحمہ اللہ بہی یہہ ہی فرماتی ہین اور طریق معرفت عدالت بہی چند امور پر موقوف ہے معالم الاصول ہی مین دیکہہ لیجیی لکہا ہے

١ے خبر واحد پر عمل کرنے کی لیی شرائط ہین۔ سب متعلق راوی کے ہین پہلی شرط مکلف ہونا ہے دوسری اسلام تیسری ایمان چوتہی عدالت اور وہ نفس مین ایک ملکہ ہے جو اوسکو کبیرہ گناہونکی کرنے اور صغیرہ گناہون پر اصرار کرنے سے روکتا ہے اور مروت کے مخالف باتونسی پانچوین ضبط ہے۔ ١٢ —

تعرف عدالة الراوی بالاختبار بالصحبة المتأكدة وملازمته بحیث تظهر احواله ویحصل الاطلاع علی سریرته حیث یکون ذلک ممکنا وهو واضح ومع عدمه باشتهارها بین العلماء واهل الحدیث وبالقرائن المتکثرة المتعاضدة وبالتزکیة من العالم بها انتهی بقدر الحاجة

پس جب ہم روایت مذکورہ کی راوی ابوجعفر قمی کی حالات کی طرف تفحص کی نظر سے متوجہ ہوکر دیکھتی ہین تو اہل حق کے اسماء الرجال مین اسکا کہین نام ونشان بہی نہین پاتی عدول وحفاظ مین تو کہان ضعفاء ومجاہیل مین بہی حضرت کا کہین پتا ونشان نہین تقریب التہذیب مغنی میزان الاعتدال انہین کسی مین آپکا ذکر نہین ہان متکلمین نے مناظرہ کی کتابو مین آپکا ذکر کیا ہی مجملا ومعاف ہی نہ مہرکیی ہین مولانا خواجہ نصر اللہ رحمہ اللہ نے صواقع مین اور حضرت خاتم المحدثین علامہ دہلوی نے تحفہ مین ذکر فرمایا ہی سو مولانا خواجہ نصر اللہ رحمہ تو امثال کلمہ نزاتیہ الکذب سے یاد فرماتے ہین اور تحفہ مین آپنے خود ہی ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ کس درجہ کی تکذیب فرمائی بخاری کی طرف نسبت کرنا کہ اوسنے اپنی صحیح مین ابوجعفر قمی سے استشہاد کیا ہی سراسر غلط ہے بخاری اور اوسکی شروح مفصلہ[1] نادر الوجود نہین جسکا دل چاہے دیکہہ لیوے اوسمین ہرگز ابوجعفر قمی کا ذکر تک نہین بلکہ وہ قمی جس سے امام بخاری نے استشہاد فرمایا ہی اور شخص ہے اور اس قمی کے مغایر ہے قسطلانی مین ہی رواہ القمی[2] بضم القاف وتشدید المیم المکسورة یعقوب بن عبد اللہ بن سعد بن مالک بن هانی بن عامر بن ابی العامر الاشعری من اهل قم مدینة عظیمة حصینة واهلها شیعة حماوصله البزار

---

1 راوی کے عدالت اسقدر بختہ صحبت اور ملازمت کر ساتہہ آزمائش سے معلوم ہو جاتی ہی کہ اوسکی احوال ظاہر ہو جاتین اور اوسکی چہپی ہوئی حالات پر اطلاع ہو جاوی جسجگہ ممکن ہو اور یہہ امر واضح ہے اور جب یہہ نہو سکی تو عدالت علماء اور اہل حدیث مین شہرت سے معلوم ہوتی ہے اور قرائن سے جو بہت سی ہون اور باہم ایک دوسری کی تقویت کری اور نیز کسی جاننے والے کی تزکیہ سے بہی معلوم ہو جاتی ہے ١٢

2 قمی بضم قاف اور تشدید میم مکسورہ سے یعقوب بن عبد اللہ بن سعد بن مالک بن ہانی بن عامر بن ابی العامر اشعری قم کے لوگون سے ہے اور قم ایک بڑا مستحکم شہر ہے اور اوسکی باشندے شیعہ ہین ١٢

اور اسیطرح دوسری شروح مین بہی اسکی تشریح ہی تو اس سے ثابت ہوا کہ یہہ ابو جعفر ضعفا و مجاہیل ہی مین نہین بلکہ اہل حق اسکو وضاعین و کذابین مین سے سمجہتی مین خواجہ پارسا اور شیخ محمد علیہما کی کتابوںمین جو یہہ لکہا ہوا ہی کہ بخاری نے اس سے استشہاد کیا اسکو توثیق سمجہنا بالکل غلط اور نقش بر آب یالمعان سراب ہی کیونکہ یہہ توثیق نہین بلکہ حکایت الملزوم توثیق ہی بلکہ حکایت الحکایت کیونکہ خواجہ صاحب انساب سمعانی سے حکایت کرتے ہین اور صاحب انساب بخاری سے اور ظاہر ہی کہ صحت حکایت محکی عنہ کی موافقت پر موقوف ہی اگر حکایت محکی عنہ کی مطابق ہی تو حکایت صحیح اور قابل اعتبار ہوگی اور اگر محکی عنہ کی مطابق نہین ہی تو ہرگز قابل اعتبار نہین اور اسجگہ حکایت مردود محکی عنہ کی مطابق نہین بخاری کے استشہاد کا حال تو واضح خدمت ہو ہی چکا ہی دوسری حکایت انساب کی نسبت عنقریب واضح خدمت کیا جائیگا ۔ باقی رہا خواجہ صاحب رحمۃ اللہ کا خلاف واقع حکایت کرنا اگر نفس الواقع صحیح ہو اور یہہ جملہ الحاقیہ نہو چنانچہ قرائن اسکی الحاق پر دال ہین اور ہم عرض خدمت کرین گے باعث کسی حرج یا خوف کا نہین ہی کیونکہ ہمنی کب دعوی کیا ہی کہ خواجہ صاحب سہو و خطا سے معصوم ہین اگر اونہون نے ایسا لکہا اونسی خطا ہوئی بحمد اللہ مذہب اہلسنت ایسا مجبور بیچارہ ہی کہ اوسمین کسیکی غلطی سے احتمال نقصان ہی اور نہ غلطی کا اتباع کیا جا سکتا ہے کیونکہ اصل امام کتاب و سنت کو قرار دی رکہا ہی نہ اپنی اہوا کو والحمد للہ علی ذلک لیکن جب ہم قرائن مین غور کرتے ہین تو ظن قریب یقین کے ہوتا ہی کہ خواجہ محمد پارسا کی کتاب فصل الخطاب مین یہہ عبارت [1] استشہد بہ البخاری فی کتابہ فی کتاب الطب فقال فی حدیث الشفاء فی ثلثۃ شرطۃ محجم و شربۃ عسل و کیۃ بنار رواہ القمی عن لیث عن مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کذا فی کتاب الانساب للامام ابی سعد عبد الکریم بن محمد السمعانی الحاقی ہی کیونکہ اولا جو جملہ کہ اس عبارت سے

[1] بخاری نے اپنی کتاب کے کتاب الطب مین اسکی ساتہہ استشہاد کیا ہی اور اس حدیث مین جسکا حاصل یہہ ہی شفا تین چیزون مین ہی پچہنے لگوانے اور شہد پینے اور داغ دینے کہا ہی حدیث کو قمی نے لیث سے اونہون نے مجاہد اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی اسیطرح امام ابی سعد عبد الکریم بن محمد سمعانی کی کتاب انساب مین ہی

پہلی متصل نہ کو ہی وکان من شیوخ الشیعۃ فاشہی رحمہم اسکی بالکل مخالف ومنافی ہی کیونکہ وہ جملہ
پکار کر کہہ رہا ہی کہ یہہ شخص شیوخ شیعہ اور مشہورین اونکی سی ہی تو قابل رد وانکار ہی محالبا اہل حق
کی اصول حدیث کی رسالا مین علی الخصوص شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح کی تحریرات
مین جناب نے مطالعہ فرمایا ہوگا کہ جو شخص متہم ببدعت ہو وہ درجہ اعتبار سی ساقط ہی علی الخصوص
بدعت تشیع مین ملوث ہونا جسکو اہل حق رفض سی تعبیر فرماتے ہین اوسکا ادنی شبہ مسقط
اعتبار ہی اور وجہ اسکی یہہ ہی کہ روایت کی صحت کا مدار صدق راوی پر ہی اور ان حضرات کے
نزدیک کذب بلقیہ جائز بلکہ فرض وقطعی ہے جسکی تارک کو دین سی خارج فرماتے ہین تو اونکی
صدق وکذب کی حالت ایسی ملتبس ومشتبہ ہوگئی کہ جسمین امتیاز احدہما عن الآخر محال
وممتنع ہوگیا تو جس شخص کے نسبت یہہ کہا گیا کہ یہہ متہم ببدعت رفض ہی تو گویا اوس سے
یہہ مراد ہوئی کہ درجہ اعتبار سی ساقط ہی تو جس شخص کے لیے اسکے اذعان ویقین کے ساتھہ یہہ لکھا
گیا ہی کہ یہہ شخص اس جماعت کا سرگروہ اور امام ہی اور از سرتاپا تشیع مصطلح مین غرق ہی
تو اوسپر قیاس کر لینا چاہیی کہ اوسکا سقوط اعتبار کس درجہ مین ہوگا اور جب اوسکا
سقوط وعدم اعتبار اسدرجہ پر پہونچا پالیا تو اب یہہ جملہ استشہد بہ البخاری الخ جو فی الجملہ
وثوق واعتبار پر دال ہی گویا جواز اجتماع نقیضین کا حکم ہی - علاوہ ازین بخاری اور
اوسکی شروح عزیز الوجود نہین اور ہر زمانہ مین اسکی یہہ سی تداول وکثرت رہی ہی چنانچہ خود
امام سی اسکی روایت الاف کی درجہ کو پہونچی تہی اور نیز خواجہ پارسا اپنی کتاب مین بخاری
سی روایات نقل فرماتے ہین اور اوسکی بعض شروح ہم بہی نقل کرتے ہین تو ایسی
حالت مین عقل سلیم ہرگز تسلیم نہین کرتے کہ باوجود علم اس امر کے کہ ابو جعفر شیوخ شیعہ
سی ہی بلا مراجعت اصل کتاب کے محض سماع کی نقل پر اوسکو اسدرجہ معتبر اور صحیح سمجہین
کہ اوسکو اپنی کتاب مین بہی داخل کردین غرض بہر حیثیت سیاق وسباق کو دیکھکر اس
جملہ کے الحاق ہونیکا قوی شبہ پیدا ہوتا ہی - معہذا یہہ کہنا کہ اس روایت کی نقل کے

بعد سکوت کیا اور ہرگز رد یا انکار نہین کیا سراسر غلط ہی کیونکہ جب ما سبق مین بیان ہو چکا تھا
کہ اس روایت کا راوی شیوخ شیعہ امامیہ مشہورین مین سی ہی تو اب حاجت اسکی رد و انکار کی
باقی نہین رہی کیونکہ اوس سی معلوم ہو چکا تہا کہ جقدر روایات بواسطہ اس راوی کے جنین
یہہ متفرد ہو گا مردی ہونگی وہ قابل اعتبار نہونگی سو فی الحقیقت کلام سابق مین اس روایت
سے بہی رد و انکار ہو چکا تہا اور نیز بعد ختم روایات اہلبیت سے نقل کیا ہے کہ وہ اپنی دعا مین کہا
کرتے تہی اللّٰھم العن الرافضۃ فانھم یتھموننا[1] تو اب یہہ صریح رد و انکار نہین تو کیا ہی
پہر تعجب ہی کہ آپ یہہ فرمائین کہ رد و انکار کا اشارہ تک نہین کیا مدعا بفرض محال اگر یہہ استشہاد
صحیح ہو تا ہم ہماری مجیب کا استدلال بالکل فاسد ہی کیونکہ جب یہہ بات محقق ہو چکی کہ ابو جعفر
راوی شیوخ شیعہ سے ہی تو پہر اگر کسی روایت مین استشہاد کیا تو اوس سے جمیع مرویات کے
نسبت اعتبار اور وثوق سمجہنا سراسر غلط و نادانی ہی کیونکہ قاعدہ ہی کہ اگر کسی متہم بدعت کا
وثوق و اعتبار بہی ہو تو اوسکی مرویات کا اعتبار مقصور اون ہی روایات تک ہی کہ جن روایات
مین اپنی مذہب کیطرف دعوت نہین کی اور جن روایات مین مذہب کیطرف دعوت پائی
جاویگی وہ قطعاً واجب الرد و الانکار ہونگی سو اگر بخاری نے بالفرض ابو جعفر سے روایت مین استشہاد
ہی کیا ہی تو یہہ روایت وہ روایت ہی جسمین دعوت اپنی مذہب کیطرف نہین پائی جاتی تو اس
روایت سے استشہاد مطلق اسکی وثوق پر دال نہین اور اس سے اوس روایت کی تصحیح و تقویت
نہین ہو سکتی جسکو ہماری مجیب نے اپنا مستدل قرار دے رکہا ہی کیونکہ اوس روایت مین صاف
اور صریح اپنی مذہب کیطرف دعوت ہی تو حسب قاعدہ مذکورہ وہ روایت جس سے ہماری مجیب نے
استدلال فرمایا ہی قابل قبول نہین ہو سکتی ۔ لیکن بحمد اللہ تعالیٰ وہ جولر تو نہ ہمکو اس کے
کچھ ضرورت نہین کہ ہم ابو جعفر کے تکذیب کرین یا روایت کی عدم اعتبار کو اس بناء پر ثابت
کرین ۔ کیونکہ جب اس عبارت کو اسکی ماقبل سے دیکہا جاتا ہی تو صاف معلوم ہوتا ہی

---

[1] الٰہی رافضیون پر لعنت فرما کہ وہ ہمپر تہمت لگاتے ہین ۔ ۱۲

کہ خواجہ پارسا رح نے کچہہ ماسبق سے مذہب شیعہ ائمہ کی بابت بیان کرنا شروع کیا ہی اور چونکہ
اس مدعا کی یہی ضرور تہا کہ شیعہ ہی کی روایات نقل کرتے تو لامحالہ اونکی روایات کو نقل فرمایا
جس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ جملہ استشہد بالبخاری الخ اپنی ماسبق سے بے جوڑ اور بے ربط
ہی اور الحاقی ہونے کا گمان ہوتا ہی لیکن نقل روایات کے اثنا میں بعض روایات شیعہ کے
جو موافق روایات اہلسنت کہ واقع ہو گئی تو اسلیے اونکی بعد ہی چند روایات اہل سنت کی بہی
ذکر کرکے پہر اصل بیان کیطرف عود کیا جو کہ مقصود تہا یعنی بیان مذہب شیعہ ائمہ کی نسبت شروع
کر دیا تو اس سے یہہ سمجہا کہ خواجہ رح نے روایت مذکورہ اپنی مقصود بیان کے تہی سراسر غلط ہی منشا
اس غلطی کا یہہ ہی کہ اول تو یہہ نہیں سمجہی کہ یہہ مذہب شیعہ کا اونکی روایات سے بیان ہو رہا ہے
دوسری یہ غلطی ہوئی کہ جو روایات اثنا میں تبعا اہل سنت کی مذکور ہوئی تہی اونکی نسبت یہہ
نہیں خیال کیا کہ یہہ محض بطور جملہ معترضہ کے ہیں اوسکی بعد یہہ خطا ہوئی کہ جب روایات اہلسنت
کو ختم کرکے اصل مدعا کی طرف رجوع کیا تو اوسکو یہہ نہیں سمجہا کہ رجوع الی المقصود ہی کہ اونہی
دانشمندی سے یہہ سمجہہ گئی کہ خواجہ صاحب رح یہہ اپنا مذہب اور اپنا معتقد بیان کرتی ہیں
حالانکہ یہہ گمان بالکل غلط ہی اب میں تمام عبارت متعلقہ سے اوپر اسے آخر فصل تک
کو نقل کرتا ہوں اور ناظرین جو اپکے حضرات میں عموماً اور اپنی محب کی خدمتمیں خصوصاً
گذارش کرتا ہوں کہ ذرا ملاحظہ فرماویں اگرچہ نقل تمام عبارت خالی از اطناب و تطویل نہیں
لیکن چونکہ مدار نقل عبارت پر ہے اسلیے آپ مجکو معاف فرمائینگی۔ وقال[۵] الامام فخر الملة
والدین الرازی ایضاً رحمہ اللہ فی کتابہ المحصل اما الامامیة فالذی استقر علیہ رایہم ان
الامام بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ثم ولدہ الحسن ثم اخوہ الحسین

---

۵ اور نیز امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب محصل میں فرمایا ہے۔ لیکن جس پر امامیہ کی رای ٹہری ہی یہہ ہے
کہ امام بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں پہر اونکے فرزند حسن رضی اللہ عنہ
پہر اونکے بہائی حسین رضی اللہ عنہ ۱۲

ثم ابنه علي زين العابدين ثم ابنه محمد الباقر ثم ابنه جعفر الصادق ثم ابنه موسى
الكاظم ثم ابنه علي الرضا ثم ابنه محمد التقي ثم ابنه علي النقي ثم ابنه الحسن الزكي ثم ابنه محمد
القائم المنتظر رضي الله عنهم اجمعين لقد كان لهم في كل هذه المراتب اختلافا وروي عن جعفر
الصادق رضي الله عنه باسناده عن آبائه الكرام رضي الله عنهم عن امير المؤمنين علي رضي الله
عنه انه سئل عن حديث كتاب الله وعترتي من العترة فقال رضي الله عنه انا والحسن والحسين و
الائمة الى المهدي رضي الله عنهم لا يفارقون كتاب الله عز وجل ولا يفارقهم حتى يردوا
على رسول الله صلى الله عليه وسلم حوضه وعن السيد زين العابدين علي بن الحسين رضي الله عنهما عن
سيد الشهداء الحسين بن علي عن امير المؤمنين علي رضي الله عنه انه قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم الائمة بعدي اثنا عشر اولهم انت يا علي وآخرهم المهدي الذي يفتح الله سبحانه على يديه
مشارق الارض ومغاربها وفي حديث ابي عبد الله جعفر الصادق رضي الله عنه عن آبائه عن علي
رضي الله عنهما انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اثنا عشر من اهل بيتي اعطاهم الله عز وجل
فهمي وحكمتي وخلقهم من طينتي فويل للمنكرين عليهم بعدي وعن وكيع رحمه الله
باسناده عن سيد الشهداء الحسين بن علي رضي الله عنهما انه قال منا اثنا عشر مهديا اولهم
علي بن ابي طالب رضي الله عنه وآخرهم المهدي القائم بالحق يحيي الله تعالى به الارض بعد موتها

ترجمہ: پھر انکے فرزند زین العابدین پھر انکے فرزند محمد باقر پھر انکے فرزند جعفر صادق پھر انکے فرزند موسی کاظم پھر انکے فرزند علی رضا پھر انکے فرزند
محمد تقی پھر انکے فرزند علی نقی پھر انکے فرزند حسن زکی پھر انکے فرزند محمد قائم منتظر ہیں جنکا انتظار ہے۔ خدا ان سب سے راضی ہو اور ان سب
فرزندوں کو ان مراتب کے ہر ایک مرتبہ میں باہم اختلافات ہیں۔ امام جعفر صادق سے روایت ہے اونکے آبا کرام رضی اللہ عنہم سے جناب امیر سے کہ جب انسے حدیث
ثقلین کے معنی میں پوچھا کہ عترت کون ہے فرمایا میں اور حسن و حسین اور ائمہ مہدی تک رضی اللہ عنہم ہمیشہ کتاب اللہ سے جدا نہونگے وہ انسے جدا
نہوگی یہانتک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حوض کوثر پر وارد ہونگے اور امام زین العابدین سے سید الشہدا امام حسین سے جناب امیر سے مروی ہے
کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بعد بارہ امام ہونگے اے علی انمین کا اول تم ہو اور انمین کا آخر مہدی ہے جسکے ہاتھ پر اللہ تعالی مشارق
و مغارب زمین کو فتح کریگا۔ امام جعفر صادق کی حدیث میں ہو اونکے آبا کرام سے جناب امیر سے مروی ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے میری اہلبیت میں بارہ شخص ہیں اللہ تعالی نے انکو میری سمجھ اور میری حکمت عطا فرمائی ہے اور انکو میری مٹی سے پیدا کیا ہے پس ہلاکی
ہو انکو جو میرے بعد انکا انکار کرینگے اور وکیع سے روایت ہے سید الشہدا امام حسین سے مروی ہے فرمایا ہم میں بارہ مہدی ہیں پہلا علی
بن ابی طالب اور پچھلا مہدی حق کا قائم کرنے والا اوسکی سبب سے اللہ تعالے زمین کو آباد کریگا۔ ۱۲

ويظهره به دين الحق على الدين كله ولو كره المشركون وعن ابي عبد الله جعفر الصادق
رضي الله عنه انه قال منا اثنا عشر مهديا مضى ستة وبقي ستة ويضع الله تعالى في السادس ما احب
اخرج هذه الاحاديث الخمسة ابو جعفر محمد بن علي بن الحسين بن موسى بن بابويه القمي وكان
من شيوخ الشيعة ومشهوريهم استشهد به البخاري رحمه الله في كتابه في كتاب الطب فقال في حديث الشفاء في
ثلاثة شرطة محجم وشربة عسل وكية نار رواه القمي عن ليث عن مجاهد عن ابن عباس رضي
الله عنهما كذا في كتاب الانساب للامام ابي سعد عبد الكريم بن محمد السمعاني رحمه الله وقد
اخرج ابو جعفر القمي هذا باسناده عن جابر بن سمرة رضي الله عنه انه قال اتيت النبي صلى
الله عليه وسلم فسمعته يقول ان هذا الامر لن ينقضي حتى يملك اثنا عشر خليفة كلهم فقال كلمة خفية لم
افهمها قلت لابي ما قال فقال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كلهم من قريش وفي رواية كلهم
يعمل بالهدى ودين الحق وفي رواية وليس بعزيز ان يجمع الله تعالى هذه الامة يوما ونصف يوم
وان يوما عند ربك كالف سنة مما تعدون وحديث جابر بن سمرة رضي الله عنهما
اخرجه البخاري ومسلم والترمذي وابو داود رحمهم الله وقد مضى عن قريب روايات هذا
الحديث وتاويلاته وعن ابي جعفر القمي هذا باسناده عن علي رضي الله عنه انه قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم ابشروا ابشروا ابشروا ثلاث مرات انما مثل امتي كمثل غيث لا يدرى

ل اور دین حق کو تمام ادیان پر غالب کریگا اگرچہ مشرکونکو برا لگے ۔ ۲ امام جعفر صادق سے مروی ہے انہوں نے فرمایا ہم میں بارہ مہدی ہیں جنمیں چھ گذر گئے
چھ باقی ہیں اور اللہ تعالی چھٹے میں جو چاہیگا رکھیگا۔ ان پانچون حدیثون کی تخریج ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسی بن بابویہ
قمی نے کی ہے اور وہ شیعہ کے شیوخ اور انکے شہرت یافتوں میں سے ہیں۔ بخاری نے اپنی کتاب کے کتاب الطب میں انکی ساتھ استشہاد کیا ہے اور اس حدیث میں
جسکا مضمون یہ ہے کہ شفا تین چیزوں میں ہے۔ سینگی لگانا شہد پینا آگ سے داغ دینا لکھا ہے کہ اسکو قمی نے لیث سے اور اس نے
مجاہد سے اور اس نے ابن عباس سے روایت کیا ہے اسیطرح امام ابی سعد عبد الکریم بن محمد سمعانی کی کتاب الانساب میں ہے اور اسی
ابو جعفر قمی نے اپنی اسناد سے جابر بن عبد اللہ سے تخریج کی ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے سنا آپ
فرماتے تھے یہ امر تمام نہو گا یہانتک کہ بارہ خلیفہ مالک ہونگے سب کے سب قریش سے ہونگے اور ایک روایت میں ہے کہ سب ہدایت
اور دین حق پر عمل کرینگے اور ایک روایت میں ہے کہ یہ دشوار نہیں ہے کہ خدا تعالی اس امت کو ایک دن یا آدھا دن اکٹھا کر دے
اور ایک دن تیرے پروردگار کے نزدیک تمہاری گنتی کے موافق ہزار برس کے برابر ہے اور جابر بن سمرہ کی حدیث بخاری و مسلم و ترمذی و ابو داؤد
نے تخریج کی ہے۔ اور عنقریب اسکی روایات اور تاویلات گذر چکی ہیں اور اسی ابو جعفر قمی نے باسناد اپنے حضرت علی سے

ل أوله خير أم آخره وكيف يهلك أمة أنا أولها واثنا عشر خليفة من بعدي والمسيح عيسى بن
مريم آخرها وفي كتاب نوادر الأصول في معرفة أخبار الرسول صلى الله عليه وسلم تأليف
الشيخ الإمام العارف الولي أبي عبد الله محمد بن علي الحكيم الترمذي قدس الله تعالى
روحه ونور ضريحه في الأصل الرابع والعشرين والمائة حدثنا الحسين بن عمر بن شقيق البصري
قال حدثنا سليمان بن طريف عن مكحول عن أبي الدرداء رضي الله عنه أنه قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم خير أمتي أولها وآخرها وفي وسطها الكدر حدثنا صالح بن عبد الله
قال حدثنا عيسى بن ميمون البصري عن بكر بن عبد الله المزني عن ابن عمر رضي الله عنهما أنه قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل أمتي مثل المطر لا يدرى أوله خير أو آخره أخبرنا صالح بن حماد
الأبح عن ثابت البناني عن أنس رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بمثله حدثنا الفضل
بن محمد حدثنا إبراهيم بن الوليد بن سلمة الدمشقي ثنا أبي ثنا عبد الملك بن عقبة
الأفريقي الواسطي عن أبي يونس مولى أبي هريرة رضي الله عنه عن عبد الرحمن بن سمرة قال
بعثني خالد بن الوليد بشيرا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم مؤتة فلما دخلت
عليه قلت يا رسول الله فقال على رسلك يا عبد الرحمن أخذ اللواء زيد بن حارثة
فقاتل زيد حتى قتل رحم الله زيدا ثم أخذ اللواء جعفر فقاتل جعفر حتى قتل رحم الله جعفرا ثم

ل اوسکا اول بہتر ہے یا آخر اور وہ امت کیونکر ہلاک ہوگی کہ جسکی اول مین مین ہوں اور بارہ خلیفہ میری پیچھے اور مسیح ابن مریم اوسکی آخر
مین ہے اور کتاب نوادر الاصول فی معرفۃ اخبار الرسول ۔ تصنیف شیخ امام ابی عبد اللہ محمد بن علی حکیم ترمذی قدس اللہ روحہ و نور
ضریحہ کی ایکسو چوبیسوین اصل مین ہے ابو درداء سے بسند مذکورہ روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بہتر امت
اول اور آخر اوسکا ہے اور اوسکی درمیان مین جھوٹ ہے ۔ اور ابن عمر سے بسند مذکورہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری
امت کی مثال مثل مینہ کے ہے کہ یہ نہیں جانا جاتا کہ اوسکا اول بہتر ہے یا آخر ۔ اور بواسطہ انس رض کے بسند مذکور رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے مثل اوسکی مروی ہے ۔ اور عبد الرحمن بن سمرہ سے بسند مذکورہ روایت ہے وہ کہتے تھے کہ مجھکو جنگ موتہ کے روز خالد بن ولید
نے فتح کی خوشخبری سنانے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین بھیجا جب مین حاضر ہوا عرض کیا یا رسول اللہ تو
فرمایا اے عبد الرحمن ذرا صبر کر زید بن حارثہ نے جھنڈا لیا اور قتال کیا یہانتک کہ مقتول ہوا اللہ تعالیٰ زید پر رحمت کرے
پھر جعفر نے جھنڈا لیا وہ لڑا یہانتک کہ مقتول ہوا اللہ تعالیٰ جعفر پر رحمت کرے ۔ ۱۲

اخذ اللواء عبد الله فقاتل فقتل رحمه الله عبد الله ثم اخذ اللواء خالد ففتح الله لخالد له

فخالد سيف من سيوف الله فبكى اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وهم حوله

فقال ما يبكيكم فقالوا وما لنا لا نبكي وقد قتل خيارنا واشرافنا واهل الفضل منا

قال لا تبكوا فانما مثل امتي مثل حديقة قام عليها صاحبها فاجتث رواكبها

وهيأ مساكنها وحلق سعفها فاطعمت عاما فوجا ثم عاما فوجا ثم عاما فوجا فلعل آخرها

طعما يكون اجودها قنوانا واطولها شمراخا والذي بعثني بالحق ليجدن ابن مريم في

امتي خلفا من حواريه حدثنا علي بن سعيد بن مسروق الكندي قال حدثنا عيسى بن

يونس عن صفوان بن عمرو السكسكي عن عبد الرحمن بن جبير بن نفير الحضرمي قال لما اشتد

جزع اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم على من اصيب مع زيد بن حارثة يوم مؤتة

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليدركن المسيح من هذه الامة اقوام انهم لمثلكم

او خير منكم ثلاث مرات ولن يخزي الله تعالى امة انا اولها والمسيح آخرها قال ابو عبد الله

رحمه الله فمن الله سبحانه على هذه الامة خصوصا ثم عدد المنة فقال كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ

أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ والموصوف

بالوسطة هو الموصوف بالعدل لا يميل الى افراط ولا الى نقصان فالميزان لسانه في وسطه

ف ۵ پہر عبد اللہ نے جھنڈا لیا اور لڑکر مقتول ہوا اللہ تعالیٰ عبد اللہ پر رحمت کرے پہر خالد نے جھنڈا لیا پس اللہ نے خالد کو فتح دی اور خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہی پس صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رو پڑے اور وہ آپکے گرد تھے آپ نے پوچھا تم کیوں روتے ہو عرض کیا ہم کیونکر نہ روئیں حالانکہ ہمارے بہتر اور اشراف اور بزرگی والے مقتول ہوئے فرمایا مت روؤ کیونکہ میری امت کی مثال مثل اوس باغ کی ہے کہ اوسکا مالک اوسکی حفاظت کرتا رہا اور اوسکی کہجور کے تنہ میں سے دوسری کہجور نکلی ہوئی کو اکھاڑا اور اوسکی رہنے کی جگہ کو تیار کیا اور اوسکی شاخون کو برابر کیا پس اوس نے ایک سال ایک جماعت کو پہل دیا پہر دوسرے سال اور جماعت کو پہر تیسرے برس اور جماعت کو پس شاید پچہلے پہل والا عمدہ خوشون والا اور لمبی شاخون والا ہو پس اوس ذات کی قسم جس نے مجھکو حق کے ساتھ بھیجا ہے ابن مریم میری امت مین اپنے حوارین کا جانشین پائیگا ۔ عبد الرحمن بن جبیر بن نفیر سے مروی ہے جبکہ جنگ موتہ کے دن اونپر جو زید بن حارثہ کے ساتھ شہید ہوئے تہے صحابہ کا واویلا سخت ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ فرمایا اس امت کی بعض لوگ عیسیٰ بن مریم کو پاوینگے وہ تم جیسے یا تم سے بہتر ہونگے اور اللہ تعالیٰ اوس امت کو رسوا نہین کریگا جسکا اول مین اور آخر میں مسیح ہوگا ۔ ابو عبد اللہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت پر خصوصاً احسان کیا پھر احسان گرگنا اور فرمایا تم بہتر امت ہو جو لوگونکے بیچ نکالی گئی ہے ۔ اور ایسا ہی کیا ہمنے تمکو گروہ بہتر ایسے کہ تم لوگون پر گواہ ہو اور جو وسط ہونے کے ساتھ موصوف ہے وہی عدل کے ساتھ موصوف ہے جو افراط و تفریط کی طرف مائل نہو پس ترازو کا کانٹا اوسکے بیچ مین ہوتا ہے ۔ ۱۲

باستواء الطرفين والكفتين يستوى لسان الميزان ويقوم الوزن فجعلت اوائل هذه
الامة واواخرها ممن يهدون بالحق وبه يعدلون فجعل اولها واخرها ككفتي الميزان
يستويان وما بينهما من الكدر والثبج والعوج كلسان الميزان يستقيم ولا يميل هكذا
وهكذا باستواء الكفتين فمعناه ان ينجو هذا الوسط بين الكفتين فانه ان مال
الوسط الى اى الجانبين مال الى ركن ويثق فغير استواء هاتين الكفتين اعوجاج هذا
الوسط ونجه الا ترى انه عمم فقال وكذلك جعلناكم امة وسطا اى عدلا وفي وسط
الامة اعوجاج فكما كان في استواء الكفتين استقامة اللسان فكذلك في استواء اوائل
هذه الامة واواخرها يقوم الوسط فلا يهلك وقد جاء في الخبر انه سيظهر العلم في اخر الزمان
ويقبل الناس على امر الله سبحانه حتى يتم حجة الله على عباده وقد اخرج ابو جعفر القمي المذكور في
علامات الامام وذكر فضل الامام عن الرضا رضي الله عنه انه قال للامام علامات يكون
اعلم الناس واحكم الناس واحلم الناس واتقى الناس واسخى الناس واشجع الناس
واعبد الناس ويولد مختونا ويكون مطهرا ويرى من خلفه كما يرى من بين يديه واذا وقع
على الارض من بطن امه وقع على راحتيه رافعا صوته بالشهادتين ولا يحتلم وينام عينه ولا
ينام قلبه ويكون محدثا ويستوى عليه درع رسول الله صلى الله عليه وسلم ويكون حجة

ل۱ اور دونو پلونکی برابری سے کانٹا بہی برابر رہتا ہی اور وزن بہی برابر رہتا ہی (پہلی اس امت کی پہلی اور پچھلی وہ لوگ کئی جو سچی راہ بتاتے
ہین اور اوسیکی ساتھہ انصاف کرتے ہین پس اوسکی اول و آخر کو مثل ترازو کے دو پلونکی کیا جو برابر رہتی ہین اور اونکی درمیان مین کدورت اور کجی ہو
جیسی ترازو کا کانٹا مستقیم رہتا ہی اور پلونکی برابری کے سبب ادہر اودہر نہین جہکتا تو اس سے مراد یہہ ہی کہ ان دو پلونکی سبب سے درمیان
ہی بچ جاتا ہیگا کیونکہ اگر درمیان ان دونو جانبون مین سے کسی طرف مائل ہوگا تو معنی وہ رکن کیطرف مائل ہوگا - تو ان دونو
پلون کی ناہمواری اسی درمیان کی کجی ہی - کیا تجکو معلوم نہین ہے کہ خدا تعالے نے عام طور پر فرمایا ہی (اسیطرح کیا ہمنی تمکو بہتر گروہ)
حالانکہ درمیان امت مین کجی ہے - پس جسطرح پلونکی برابری مین کانٹی کی ہمواری حاصل ہوتی ہو - اسیطرح اس امت کے پہلون
و پچہلون کی صلاحیت سے وسط کا قیام ہی تو وہ ہلاک نہوگا - اور حدیث مین آیا ہے کہ آخر زمانہ مین علم ظاہر ہوگا اور لوگ اللہ کی
دین پر ایسے متوجہ ہونگی یہانتک کہ اللہ کی حجت اوسکی بندون پر پوری ہو - اور دیکہو ابو جعفر قمی مذکور نے علامات امام مین تخریج کی ہی
اور امام کی بزرگی امام رضا رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہی اونہون نے فرمایا ہی امام کہ یہی نشانیان ہین وہ یہہ کہ لوگون مین سب سے زیادہ عالم ہو اور سب سے
زیادہ حاکم اور سب سے زیادہ حلیم اور سب سے زیادہ پرہیزگار اور سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ شجاع اور سب سے زیادہ عابد ہو۔ و مختون اور ستہرا پیدا ہو اور
جیسا سامنی سے دیکہی ویسا ہی پیچہی سے بہی دیکہی اور جب ماں کے پیٹ سے نکلے کلمہ شہادتین پکار کر کہتا ہوا ہتیلیونکی بل زمین پر آوے اور محتلم نہو اور
آنکہین سوتی اور دل بیدار ہو اور فرشتہ اوس سے کلام کرتا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ اوسکی بدن پر برابر آتی ہو اور اوسکی پاس ۔۔

ل سلاح رسول الله صلى الله عليه وسلم وسيفه ذو الفقار ويكون عنده مصحف فاطمة رضي الله
عنها ويكون عنده صحيفة فيها اسماء مخالفيه الى يوم القيمة ولا يرى له بول ولا غائط لان الله
تعالى قد وكل الارض بابتلاع ما يخرج عنه ويكون رائحته اطيب من رائحة المسك ويكون
اولى الناس منهم بانفسهم واشفق عليهم من ابائهم وامهاتهم ويكون اشد الناس تواضعا
لله تعالى ويكون اخذ الناس بما يامر به واكف الناس عما نهى عنه ويكون دعاؤه
مستجابا حتى انه لو دعا على صخرة لانشقت بنصفين ويكون مويدا بروح القدس بينه
وبين الله تعالى عمود من نور يرى فيه اعمال العباد وكلما احتاج اليه يبسط له فيعلم ويقبض
عنه فلا يعلم والامام يولد ويلد ويصح ويمرض وياكل ويشرب وينكح وينام ويفرح ويحزن و
يضحك ويبكي ويموت ويقبر ويزار ويحشر ويوقف ويعرض ويسأل ويكرم ويشفع ودلالته
في خصلتين في العلم واستجابة الدعوة والائمة بعد النبي صلى الله عليه وسلم رضي عنهم
قتلوا بالسيف او السم ويجري ذلك عليهم على الحقيقة لا كما يقول الغلاة عليهم اللعنة فانهم
يقولون انهم لم يقتلوا على الحقيقة وانه شبه على الناس امرهم فكذبوا عليهم غضب الله عز وجل
فانه ما شبه امر احد من انبياء الله سبحانه واوليائه للناس الا امر عيسى بن مريم عليهما الصلوة
والسلام لانه رفع من الارض حيا وقبض روحه بين السماء والارض ثم رفع الى السماء ورد

ل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتیار ہون اور اوسکی تلوار ذوالفقار ہو اور اوسکے پاس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مصحف ہو اور وہان ایک [illegible] ہو جسمین
اوسکے مخالفین کے نام ہون جو قیامت تک ہونگے اور اوسکا پیشاب پاخانہ کوئی نہ دیکھ سکے کیونکہ اوسکی فضلات کی نکاسی پر زمین [illegible] ہے اور اوسکی خوشبو
مشک سے اچھی ہو اور لوگون کا اونکی جانون سے زیادہ اولی ہو اور انکی ماں باپ سے زیادہ اون پر مہربان ہو اور اللہ کی سامنے سب سے زیادہ عاجزی
کرنے والا ہو اور جسکا حکم کرے خود اوس پر سب سے زیادہ عمل کرنے والا ہو اور جن باتونسے منع کرے خود سب سے زیادہ اوس سے بچنے والا ہو اور اوسکی دعا یہانتک
مستجاب ہو کہ اگر پتھر پر دعا کرے تو بیچ سے دو ٹکڑے ہو جاوے۔ اور روح القدس کے ساتھہ موید ہو اور اوسکی اور اللہ تعالی کے بیچ نور کا ایک ستون ہو
جسمین بندون کے اعمال دیکھے اور جسکی ضرورت ہو دیکھ لیا کرے۔ کبھی اوسکے لیے بسط ہوتا ہے پس جانتا ہے اور کبھی قبض ہوتا ہے پس نہین جانتا۔ امام پیدا ہوتا ہے
اور اوس سے اولاد ہوتی ہے اور تندرست ہوتا ہے اور بیمار ہوتا ہے اور کھاتا ہے اور پیتا ہے اور نکاح کرتا ہے اور سوتا ہے اور خوش ہوتا ہے اور غمگین ہوتا ہے اور روتا ہے
اور ہنستا ہے اور روتا ہے اور مرتا ہے اور دفن ہوتا ہے اور زیارت کیا جاتا ہے اور (قیامت مین) اوٹھایا جاویگا اور ٹھیرایا جاویگا اور پیش کیا جاویگا اور سوال کیا جاویگا
اور اکرام کیا جاویگا اور شفاعت قبول کیا جاویگا اور اوسکی دلالت دو خصلتون مین ہے علم اور قبولیت دعا مین ہے اور امام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تلوار
یا زہر سے قتل ہوئے اور یہ مقتول ہونا واقعی ہے جیسا غالی شیعہ کہتے ہین خدا تعالی اونپر لعنت کرے وہ کہتے ہین کہ [illegible] مین مقتول نہین ہوئے بلکہ [illegible]
اونکا امر مشتبہ ہو گیا [illegible] خدا کا اونپر غضب ہو کیونکہ انبیا اور اولیا مین سے کسی کا امر مشتبہ نہین ہوا مگر عیسی بن مریم کا [illegible] زمین سے زندہ
اوٹھایا گیا اور اوسکی روح زمین اور آسمان کے بیچ مین قبض کی گئی۔ پھر آسمان پر بلند کیا گیا اور اوسکی روح اوسکو واپس دی گئی۔

عليه روحه وذلك قول الله عز وجل اذ قال الله يا عيسى اني متوفيك ورافعك الي الآية[له]
ان الامامة اجل قدرا واعظم شانا من ان يبلغها الناس بعقولهم او ينالوها بارائهم الامام مخصوص
بالفضل كله من غير طلب منه ولا اكتساب بل اختصاص من المفضل الوهاب تحيرت الحكماء
وتقاصرت الاولياء وعجزت الادباء وحصرت البلغاء عن وصف شان من شؤونه او فضيلة
من فضائله يؤتيه الله عز وجل من مخزن علمه وحكمه ما لا يؤتي غيره وعن الرضا رضي
الله عنه انه قال ان سرك ان تلقى الله عز وجل ولا ذنب عليك فزر الحسين رضي الله عنه ان
بكيت على الحسين رضي الله ثم سالت دموعك على خديك غفر الله تعالى لك كل ذنب وان سرك
ان يكون لك من الثواب مثل ما لمن استشهد مع الحسين رضي الله عنه من اهل بيته وهم
ما لهم في الارض شبيه فقل متى ما ذكرته يا ليتني كنت معهم فافوز فوزا عظيما ولقد
نزل الى الارض من الملائكة اربعة الاف لنصره لم يؤذن لهم فهم عند قبره شعث غبر الى ان
يقوم القائم رضي الله عنه فيكونون من انصاره وسئل الرضا رض عن قبر فاطمة رضي الله عنها
فقال دفنت في بيتها فلما زادوا في المسجد صار قبرها في المسجد وعن الرضا رضي الله عنه انه قال
من شد رحله الى زيارتي استجيب دعاؤه وغفرت له ذنوبه من زارني في تلك البقعة كان
كمن زار رسول الله صلى الله عليه وسلم وكتب الله له ثواب الف حجة مبرورة والف عمرة مقبولة

[له] اور یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے (جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھکو دنیا سے لیلونگا اور اپنی طرف اوٹھا لونگا) بیشک امامت باعتبار بزرگی قدر اور عظمت شان کے اس سے بالاتر ہے کہ لوگ اوسکو اپنی عقلوں سے پہنچ سکیں اور اوسکو رایوں سے پا سکیں امام پوری بزرگی کے ساتھ مخصوص ہے بدون طلب اور کسب کے بلکہ مفضل وہاب کیطرف سے محض اختصاص ہے اوسکی احوال میں سے ایک حال اور اوسکی فضائل میں سے ایک فضیلت کے وصف سے حکما حیران اور ولی قاصر اور ادیب عاجز اور بلیغ گونگے اللہ تعالیٰ اپنی علم وحکمت کی خزانہ سے جسقدر اوسکو دیتا ہے دوسری کو نہیں دیتا ۔ اور نیز امام رضا سے بھی فرمایا اگر تجکو پسند آوے تو خدا سے ملے اور تجپر کوئی گناہ نہو تو امام حسین رض کی زیارت کر اور اگر تو حسین رض پر رووے اور تیری آنسو رخسارون پر بہین اللہ تعالیٰ تیری تمام گناہ بخش دیگا اور اگر تجکو خوش لگے کہ تجکو بھی اسقدر ثواب ملے جسقدر اونکو ملا ہے جو حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ اونکی اہل بیت سے شہید ہوئے حالانکہ روی زمین پر اونکا مثل نہیں تو تو یہہ کہہ جو مین جبسے ذکر کیا ہون - یا لیتنی کنت معہم فافوز فوزا عظیما - اور زمین پر چار ہزار فرشتہ اوسکی مدد کی لیے نازل ہوئی - لیکن اونکو اجازت نہوئی پس وہ اوسکی قبر کے پاس پراگندہ سر غبار آلودہ قائم رضی اللہ عنہ کی قیام تک رہینگے اور اوسکی مددگار ہونگے اور کسی نے امام رضا سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پوچھا فرمایا اپنی گھر مین دفن ہوئین اور جب مسجد مین بڑہایا تو اونکی قبر مسجد مین ہوگئی اور اور امام رضا رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا جو شخص میری زیارت کی لیے کجاوہ باندہے اوسکی دعا قبول ہو اور اوسکی گناہ معاف ہون اور جو شخص اس جگہ میری زیارت کرے گویا اوسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور اوسکی لیے ہزار حج مقبول اور ہزار عمرہ مقبول کا ثواب لکہا جاویگا ۔

وكنت انا وابائي شفعاؤه يوم القيمة وهذه البقعة روضة من رياض الجنة ومختلف الملائكة لايزال فوج ينزل من السماء وفوج يصعد الى ان ينفخ في الصور وعن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال ستدفن بضعة مني بارض خراسان ما زارها مكروب الا نفس الله تعالى كربته ولا مذنب الا غفر الله تعالى ذنوبه وعن الرضا رضي الله عنه من زارني وهو على غسل خرج من ذنوبه كيوم ولدته امه وعن الرضا رضي الله عنه من زارني عارفا بحقي غفر الله تعالى له ما تقدم من ذنبه وما تاخر وعن الرضا رضي الله عنه من زارني في غربتي كان معي في درجتي يوم القيمة مغفورا له وعن علي بن محمد بن الرضا رضي الله عنهم انه قال من زار الرضا فاصابه في الطريق قطرة من السماء حرم الله تعالى جسده على النار وعن علي بن محمد الرضا رضي الله عنهم انه قال من كانت له الى الله عز وجل حاجة فليزر قبر جد الرضا رضي الله عنه وهو على غسل وليصل عند راسه ركعتين وليسأل الله تعالى حاجته فانه يستجاب له ما لم يسأل في ماثم او قطيعة رحم وان موضع قبره لبقعة من بقاع الجنة لا يزورها مؤمن الا اعتقه الله تعالى من النار وادخله دار القرار وعن الصادق رضي الله عنه انه قال من زار واحدا من الائمة فكانما زار رسول الله صلى الله عليه وسلم وقيل للرضا رضي الله عنه علمني قولا بليغا كاملا اذا زرت واحدا منكم فقال اذا صرت الى الباب فقف واشهد

له اور قیامت مین مین اور میری آبا اوسکی شفیع ہونگی اور یہہ جگہ جنت کی باغون مین ایک باغ ہو اور فرشتون کی آمد ورفت کی جگہ ہو نفخ صور تک ہمیشہ ایک جماعت فرشتونکی اوتریگی اور ایک چڑھیگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت ہی فرمایا عنقریب میرا لخت جگر خراسان کی زمین مین دفن ہوگا جو سختی رسیدہ اوسکی زیارت کریگا خدا اوسکی سختی دور کردیگا اور جو گنہگار اوسکی زیارت کریگا اوسکی گناہ معاف کریگا۔ امام رضی اللہ عنہ سی مروی ہی فرمایا جو شخص نہاکر میری زیارت کری اپنی گناہون سی ایسا پاک ہوجائیگا جیسا کہ ماں کے پیٹ سی پیدا ہونیکی دن تہا امام رضا رضہ سی مروی ہی جو شخص میرا حق سمجہکر میری زیارت کریگا اوسکی پہلی پچہلے گناہ خداتعالی بخشیگا۔ امام رضا رضہ سی مروی ہی جو شخص میری غربت مین میری زیارت کریگا قیامت کی دن میری ساتھہ میری درجہ مین بخشا ہوا ہوگا۔ علی بن محمد رضا رضی اللہ عنہم سی مروی ہی فرمایا جس شخص نے امام رضا کی زیارت کی اور رستہ مین اوسکو آسمان سی مینہ کا قطرہ پہنچ گیا اللہ تعالے اوسکی بدن کو آگ دوزخ پر حرام کردیگا۔ علی بن محمد رضا رضی اللہ عنہم سی مروی ہی فرمایا جسکو خدا کیطرف کوئی حاجت ہو چاہی کہ نہاکر دادا رضا کی قبر کی زیارت کری اور سر کے متصل دو رکعتین پڑہی اور اللہ سی حاجت مانگی تو اوسکی دعا قبول ہوگی جبتک کہ گناہ اور قطع رحم کے دعا نہ کری اور اوسکی قبر کے جگہ جنت کے ٹکڑون مین سی ایک ٹکڑا ہی جو مومن اوسکی زیارت کریگا اللہ اوسکو آگ سی آزاد کریگا اور اوسکو جنت مین داخل کریگا۔ امام صادق رضہ سی مروی ہی فرمایا جس نے کسی امام کی زیارت کی تو گویا اوس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ امام رضا رضہ سی کسی نے کہا کہ مجھکو کوئی بلیغ کامل کلمہ سکھلائیے کہ مین آپکی زیارت کے وقت پڑہون فرمایا جب دروازہ پر جاپہنچی تو ٹہر کر شہادتین پڑہو ۱۲

الشهادتين وانت على غسل واذا دخلت ورايت القبر فقف وقل الله اكبر الله اكبر
ثلثين مرة ثم امش قليلا وعليك السكينة والوقار وقارب بين خطاك ثم قف و
كبر الله عز وجل ثلثين مرة ثم ادن من القبر وكبر الله عز وجل اربعين مرة تمام مائة مرة
ثم قل السلام عليكم يا اهل بيت الرسالة ومختلف الملائكة ومهبط الوحي وخزان العلم
ومنتهى الحلم ومعدن الرحمة واصول الكرم وقادة الامم وعناصر الابرار ودعائم
الاخيار وابواب الايمان وامناء الرحمن وسلالة النبيين وعترة صفوة المرسلين صلى الله عليه
وسلم ورحمة الله وبركاته السلام على ائمة الهدى ومصابيح الدجى واعلام التقى وذوي
الحجى والنهى ورحمة الله وبركاته السلام على محال معرفة الله تعالى السلام على مساكن ذكر الله
تعالى ومساكن بركة الله تعالى ومعادن حكمة الله تعالى سر الله عز وجل وحملة كتاب الله عز و جل
وورثة رسول الله صلى الله عليه وسلم ورحمة الله وبركاته السلام على الدعاة الى الله عز و جل
والادلاء على مرضات الله عز وجل والمظهرين لامر الله عز وجل ونهيه والمخلصين في توحيد
الله سبحانه ورحمة الله وبركاته اني مستشفع الى الله تعالى بكم ومقدمكم امام طلبتي وارادتي ومسألتي
وحاجتي اشهد الله سبحانه اني مؤمن بسركم وعلانيتكم واني ابرأ الى الله عز وجل من عدو

ــلــه اور تو نہایا ہوا ہو اور جب اندر جائے اور قبر دیکھے تو ٹھہر اور تیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھ پھر تھوڑا سا تسکین و وقار کے ساتھ چل اور چھوٹے
قدم رکھ پھر ٹھہر اور تیس مرتبہ تکبیر پڑھ پھر قبر کے قریب ہو اور چالیس مرتبہ تکبیر پڑھ یہہ پوری سو مرتبہ ہو گئی پھر کہہ تم پر سلام ہو
اے اہل بیت رسالت اور ملائکہ کی آمد و رفت کی جگہ اور وحی کے نزول کی جگہ اور علم کے خزانچی اور حلم کے ختم ہونے کی جگہ اور رحمت کی
کان اور کرم کے اصل اور امتوں کے سردار اور نیکوں کے عنصر اور بہتروں کی ستون اور ایمان کے دروازے اور خدا کی امانتدار اور انبیاء کے
خلاصہ اور رسولوں کے برگزیدہ اور اللہ کی رحمت اور برکات ہوں سلام اور ائمہ ہدی اور اندھیروں کی چراغ اور تقوی کے
جھنڈے عقل و دانش والے اور اللہ کی رحمت اور برکات ہوں اللہ تعالی کی معرفت کی محلوں پر سلام اللہ تعالی کے ذکر اور برکت
کی مساکن پر سلام اور اللہ کی حکمت اور بھید ونکی کان پر اور اللہ کتاب کے اٹھانے والوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثوں پر سلام اور
اور اللہ کی رحمت اور برکات ہوں خدا کی طرف بلانے والوں پر اور اللہ کی رضی کی طرف راہ بتانے والوں پر اور اللہ کی امر و نہی کے ظاہر کرنے
والوں پر اور اللہ کے توحید میں اخلاص والوں پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکات ہو میں اللہ کی یہاں تمہاری شفاعت چاہتا ہوں
اور اپنی مطلب اور سوال اور ارادہ اور حاجت سے آگے تمکو پیش کرتا ہوں میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں کہ مجھکو تمہاری ظاہر و باطن
پر ایمان ہے ۔ ۱۲

آل محمد من الجن والانس وصلى الله على محمد وآله الطاهرين وسلم تسليما وعن الرضا
رضي الله عنه وعن آبائه رضي الله عنهم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قيل له يا رسول الله متى يخرج
القائم من ذريتك فقال صلى الله عليه وسلم مثله مثل الساعة لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ
ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً وبرواية اهل البيت في صفة المهدي
رضي الله عنه يحكم بالعدل ويأمر به يخرج من تهامة يصدقه الله عز وجل في قوله ويصدق
الله عز وجل يجمع الله تعالى له من اقصى البلاد على عدة اهل بدر ثلثمائة وثلثة عشر رجلا
معه صحيفة مختومة فيها عدد اصحابه باسمائهم وبلادهم وحلاهم له علم اذا حان وقت
خروجه انتشر ذلك العلم وانطقه الله عز وجل وناداه العلم اخرج يا ولي الله وله
سيف مغمد فاذا حان وقت خروجه اقتلع ذلك السيف من غمده وانطقه الله عز وجل
وناداه السيف اخرج يا ولي الله فيخرج ويقيم حدود الله ويحكم بحكم الله عز وجل جبرائيل
عليه السلام عن يمينه وميكائيل عليه السلام عن يساره طوبى لمن لقيه وطوبى لمن احبه وطوبى لمن قال
به وعن ابي عبد الله جعفر الصادق رضي الله عنه انه قال منا اثنا عشر مهديا مضى ستة
وبقي ستة ويضع الله عز وجل في السادس ما احب ومما قيل في مرثية الرضا رضي الله عنه

ترجمہ اور مین آل محمد کی دشمن سے خواہ جن ہو یا انسان اللہ کی طرف بیزار ہوں اور رحمت ہو اللہ کی محمد پر اور اسکی اولاد طاہرین
پر اور سلام ہو۔ امام رضا اور انکی آبا سے روایت ہے کہ کسینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ آپکی اولاد سے قائم کب
ظہور فرماویگا حضرت صلی اللہ علیہ نے فرمایا اوسکی مثال قیامت کی ہے وہی ظاہر کریگا اوسکو اوسکی وقت پر بھاری ہے آسمانوں مین
اور زمینوں مین تمہاری پاس نہین آئیگی مگر اچانک اور اہلبیت کی روایت سے ہے مہدی رضی اللہ عنہ کی صفت مین کروہ انصاف کریگا
حکم کریگا۔ تہامہ کی زمین سے نکلیگا اللہ تعالے اسکی قول کی تصدیق کریگا اور وہ اللہ تعالے کی تصدیق کریگا اللہ تعالی اوسکی لیے اقصی
بلاد سے تین سو تیرہ آدمی بعدد تعداد اہل بدر کے اکٹھے کریگا اور اوسکی پاس ایک مہر کی ہوئی صحیفہ ہوگا جسمین اوسکی اصحاب کی تعداد اور
انکی نام اور انکی شہر اور انکی حلیے اور اوسکا علم ہوگا جب اوسکی ظہور کا وقت قریب آئیگا تو یہہ علم منتشر ہوگا اور اللہ تعالی اوسکو گویا کریگا اور
پکاریگا اے ولی اللہ نکل اور اوسکی تلوار میان میں ہے جب اوسکی خروج کا وقت قریب ہوگا وہ تلوار اپنی میان سے نکلیگی اور اللہ تعالے اوسکو گویا
کریگی اور تلوار اوسکو پکاریگی اے ولی اللہ نکل پھر نکلیگا اور اللہ کی حدود قائم کریگا اور اللہ تعالی کے حکم کے ساتھ حکم کریگا جبرئیل علیہ السلام
اوسکی داہنے اور میکائیل علیہ السلام اوسکی بائین ہونگے مبارک ہو جو اوس سے ملا مبارک ہو جسنے اوسکو دوست رکھا مبارک ہو جو اسکا قائل
ہو امام ابو عبد اللہ جعفر صادق سے مروی ہے فرمایا ہم مین بارہ مہدی ہین چھہ گذر چکی اور چھہ باقی رہی اور اللہ تعالے چھٹی مین جو چاہیگا
رکھیگا۔ امام رضا کے مرثیہ مین کسینے کہا ہے۔

اشعار قبر بطوس به اقام امام + حتم اليه زيارة ولمام + قبر سنا انواره
يجلو العمى + وبتربه قد ينفع الاسقام + قبر اذا حل الوفود بربعة + رحلوا
وحطت عنهم الاثام + ارواحكم موجودة اعيانها + ان عن عيون غيبت اجسام +
تربة الرضا رضي الله عنه بطوس مباركة كان يستشفى بها الناس وعن بعض وزراء خوارزم
انه اصابه البرص فدعا الله تعالى عندها فشفاه الله سبحانه فعمر ذلك الوزير فيها عمارة
انفق فيها قريبا من عشرة الآف دينار وعن بعض كبار اهل البيت انه كان يقول في
دعائه **اللهم العن الرافضة فانهم يتهموننا** وعن زين العابدين
علي بن الحسين رضي الله عنهما انه قال له رجل كيف منزلة ابي بكر وعمر رضي الله
عنهما من النبي صلى الله عليه وسلم فقال كمنزلتهما اليوم وعن زين العابدين رضي الله عنه انه
قال اقرب ما يكون العبد من غضب الله عز وجل اذا غضب ومن كلامه رضي الله عنه العافية
ملك خفي ومن كلامه قنوطك اعظم من ذنبك ومن روايته رضي الله عنه يقول
الله عز وجل اذا عصاني من خلقي من يعرفني سلطت عليه من خلقي من لا يعرفني ومن كلامه
رضي الله عنه يا اهل العراق احبونا حب الاسلام فما زال حبكم بنا حتى صار علينا عارا ابلغ
شيعتنا انا لا نغني عنهم من الله سبحانه شيئا وان ولايتنا لا تنال الا بالورع انتهى بلفظه

۱ مرثیہ طوس میں قبر ہے جسمیں امام مقیم ہے - اوسکی زیارت اور اوسکی طرف قرب واجب ہے - قبر جسکی انوار کی روشنی اندھے پن کو دور کرتے ہیں - اور اوسکی مٹی سے بیماریاں دور
ہوتی ہیں - ایسی قبر ہے جب جماعتیں اوسکی صحن میں اترتی ہیں - کوچ کرتے ہیں درگناہ اونسے اوتر جاتی ہیں - تمہاری ارواح باعیانہا موجود ہیں اگر
تمہاری جسم آنکھوں کی سامنے سے غائب ہوگئیں ہیں - رضا رضی اللہ عنہ کی مٹی طوس میں مبارک ہے لوگ اوس سے شفا طلب کرتے تھے - بعض وزراء خوارزم سے حکایت ہے اوسکو
برص کی بیماری ہوگئی اوس نے اوس جگہ دعا مانگی پس اللہ تعالی نے اوسکو شفا دی - اوس وزیر نے دس ہزار دینار خرچ کرکے ایک عمارت
بنوائی - بعض کبار اہل بیت سے مروی ہے کہ وہ اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے الہی **رافضیوں پر لعنت** فرما کہ وہ ہم پر تہمتیں جھوٹی لگاتے ہیں - امام
زین العابدین علی بن الحسین سے مروی ہے کسی شخص نے اونسے کہا کہ آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا مرتبہ کیسا تھا
فرمایا جیسا آج اونکا مرتبہ ہے - امام زین العابدین سے مروی ہے فرمایا غصہ کے وقت بندہ اللہ کی غصہ سے زیادہ قریب ہوتا ہے - اور
آپکے کلام میں سے ہے عافیت پوشیدہ بادشاہت ہے - آپکی کلام میں سے ہے تیری ناامیدی تیری گناہ سے بڑی ہے - اور آپکی روایت سے ہے
اللہ عز وجل فرماتا ہے - جب میری مخلوق میں سے میری نافرمانی وہ کرتا ہے جو مجھکو پہچانتا ہے اوس پر اپنی مخلوق میں سے
اوسکو مسلط کرتا ہوں جو مجھکو نہ پہچانتا ہو - اور آپ کی کلام سے ہے اے عراق والو ہمکو دوست رکھو بقدر اسلام کے محبت
تمہاری محبت ہم پر عار ہوگئی ہماری شیعہ کو پہنچا دو کہ ہم اونکے لیے اللہ تعالی سے کچھ کفایت نہیں کر سکتے اور ہماری ولایت و محبت بجز پرہیزگاری

اب اہل علم و انصاف اس عبارت مین بنظر تامل ملاحظہ فرمائین اور دیکھین کہ اول خواجہ پارسا نے
مذہب شیعہ ائمہ اثنا عشر کے نسبت امام رازی سے نقل فرمایا اوسکے بعد اونکی روایات خمسہ نقل فرمائی کہ جن
سے ائمہ اثنا عشر کی امامت کا ثبوت پایا جاتا ہے اور اون روایات کی مخرج کی مذہب کو بیان کر دیا تا
لوگ اوسکی اون روایات سے دہوکا نہ کہاوین جو متضمن بیان مذہب کو ہون - اور اگر الحاق نہین ہے
تو غلطی سے استشہاد بخاری نقلاً عن الانساب نقل کر دیا بعد اوسکے اوسی قمی راوی سے چہٹی روایت
جو کتاب الخصال مین مروی ہے - اور مطابق روایات اہل حق ہے نقل کی اور اوسکی تخریج اہل سنت کی
روایات سے کر کے اوسکی تائید روایات سابقہ کیطرف اشارہ کیا اور اونکو یاد دلایا اور اس روایت کی
نقل سے اس امر کی طرف ایما کیا ہے کہ روایات خمسہ سابقہ حضرت ابو جعفر کی موضوعہ و مخترعہ مین
اور صحیح یہہ ہی ہے جو موید بروایات اہل حق ہے بعد اوسکے ساتوین روایت اوسی سے نقل کی جو
کتاب الخصال مین مذکور ہے اور اوسمین بطور بشارت کے دو امر ارشاد ہوئی ہین ایک یہہ کہ امت کے
مثل باران عیسی ہے جسکی اول و آخر کی تمیز بخیریت و نفع رسانی مین دشوار ہے دوسری یہہ
کہ جس امت کی اول شخص مین اور ائمہ اثنا عشر ہون اور آخر مین عیسی بن مریم ہون وہ کیونکر
ہلاک ہو سکتی ہے چونکہ فی الجملہ یہہ روایت بہی روایات اہل حق کے مطابق تہی مگر مزد
اول پورا مطابق ہے خبر مومین کہ خلفا اثنا عشر جعفر قمی نے اپنی طرف سے تراش کر بڑہا دیا حالانکہ
اپنی مذہب کے بہی خلاف ہے کیونکہ ائمہ اثنا عشر کو اوائل امت مین شمار کرنا غلط ہے امام قائم
بالامر اواخر امت مین متصل حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کے ہین نہ اوائل امت مین پس حضرت
صدوق کو حسب قاعدہ کلیہ اسکا خیال نہ رہا ورنہ یون فرماتے انا واحد عشر خلیفۃ من بعدی اولہا
والامام القائم بالامر و عیسی بن مریم آخرہا - اور اگر ترکیب عبارت اسطرح ہے انا اولہا و اثنا عشر
خلیفۃ من بعدی والمسیح بن مریم آخرہا کہ مسیح کا عطف اثنا عشر پر ہے تو اول سے بہی زیادہ غلط
چنانچہ خود بدیہی ہے کہ ائمہ اثنا عشر کو جناب امیر سے لیکر آخر تک جانب آخر امت مین کہنا
بدیہی البطلان اور خلاف واقع ہے تو اسلیے خواجہ پارسا علیہ الرحمۃ نے اپنی روایات سے جو

فی الجملہ اس روایت کی مطابق بہی ذکر داشارہ کردیا کہ اس روایت مین لفظ واثنا عشر خلیفۃ من
بعدی حضرت قمی کا افترا و اختراع ہی پہر یہہ روایات نقل کرکے اصل مقصود کیطرف جو ائمہ
کی بابت مذہب شیعہ کا بیان کرنا ہے رجوع کیا اور اوسی ابوجعفر قمی کے روایت علامات امام
مین نقل فرمائی جسکو ہمارے فاضل مجیب نے اپنی استدلال مین پیش کیا اور اپنی کمال دانشمندی سے
یہہ سمجہہ گئے کہ یہہ روایت خواجہ پارسا کی مقبولہ ہے اور اسپر یہہ قرینہ قرار دیا کہ چونکہ بعد نقل
روایت سکوت کیا تو یہہ سکوت دلیل قبول و تسلیم روایت ہے اور یہہ نہ سمجہے کہ مقصود اس روایت کی
نقل سے صرف حکایت مذہب شیعہ ہے اسکو قبول و عدم قبول روایت سے کچہہ تعلق نہین اوسکی بعد
اور روایتین شیعہ کی متعلق بعض فضائل ائمہ نقل فرمائی اور خاتمہ روایات پر تمام مرویات شیعہ کو جو ائمہ کی
حق مین مبالغہ آمیز روایتین کرتی ہین اور اونکی مناقب و مدائح مین غلو و اغراق فرماتی ہین یہانتک
کہ انبیاء کے مرتبہ سے بہی بڑہا دیتی ہین جسپر جناب امیر کی یہ بتین گوئی خوب صادق آتی ہے یہلک
فی صنفان محب مفرط الخ روایات اہلبیت سے تکذیب فرماوی اور کبار اہل بیت سے نقل فرمایا
کہ وہ اپنی دعا مین بجناب باری عزشانہ عرض کیا کرتے تھی اللہم العن الرافضۃ فانہم یتعمّوننا
افسوس کہ اسپر بہی آپ یہہ ہی فرماتی ہین کہ خواجہ پارسا نے بعد نقل روایت سکوت کیا اور اسکو
آپ تسلیم کی دلیل قرار دیتی ہین - اگرچہ یہہ بحث کسیقدر طویل ہوگیی ہے لیکن ایک گذارش باقی رہگئی ہی
ذرا گوش انصاف و ہوش اسطرف متوجہ فرماکر سن لیجیے وہ یہہ کہ کمال تعجب اور نہایت افسوس ہے
کہ آپنے باوجودیکہ سن تمیز سے ہی آپکو مناظرہ مین توغل و انہماک رہا اور بہت کچہہ کتابین دیکہہ ڈالی
اور بہت لوگونسے مباحثہ کیا گویا اپنی عمر کا ایک بہت بڑا حصہ اسمین صرف کیا اور [illegible] اہل خلافیہ
وغیرہ مین حق الیقین کا مرتبہ بہی بزعم خود حاصل کرلیا اور گویا اپنی مجتہدین سے بہی گوئی سبقت
لیگیے باایہمہ ادعای ہمہ دانی تحفہ کو بہی ملاحظہ نفرمایا جو اس دبستان کے اطفال کا پہلا سبق ہے
کہ اوسکی مصنف خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ نے اس شبہ کا کیسا استیصال کیا ہے مجہے امید ہے کہ اگر
آپ اوسکو ملاحظہ فرماتی تو اس دلیل کا نام بہی نہ لیتی لیجیے اب مین تحفہ کی عبارت نقل کرتا ہون

خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ تحفہ کے باب سیوم در ذکر احوال اسلاف شیعہ فرماتی ہین۔ محمد بن
علی بن بابویہ القمی و ابن قتیبی غیر آن قمی است کہ بخاری بوی استشہاد کردہ است و در روایت حدیث
الشفاء فی ثلث شرطۃ محجم و شربۃ عسل و کیۃ بنار در کتاب الطب از صحیح خود گفتہ است
و رواہ القمی عن لیث عن مجاھد زیرا کہ ابن بابویہ قتیبی از قرن رابع است و لیث از اہل قرن
ثانی امکان نیست کہ لیث را دیدہ باشد و از وی روایت کردہ و اگر روایت عن لیث را بر ارسال روایت بالواسطہ حمل کنیم حالانکہ خلاف
متعارف بخاری است و در امثال این مقامات نیز درست نمی شود زیرا کہ وفات بخاری در سطہ ثنتین و خمسین و مأتین است پس ابن بابویہ از وی
متاخر است بزمان بسیار بوی چہ قسم استشہاد تواند کرد لنعم ما قیل فی میلاد البخاری و فاتہ
و سنی عمرہ ولد فی صدق و عاش حمیداً و مات فی نور و در ابن مقام بعضی از بزرگان متاخر را
در فہم عبارت سمعانی غلط افتادہ چنان گمان بردہ اند کہ ابن قمی ہمان قتیبی است کہ بخاری بوی
استشہاد نمودہ و درینجا نقل عبارت سمعانی کردہ شود و منشاء غلط بیان کردہ آید قال السمعانی فی
المنسوبین الی قم و ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی نزل بغداد و حدث
بہا عن ابیہ و کان من شیوخ الشیعۃ و مشہوری الرافضۃ روی عنہ محمد بن طلحۃ النعالی
و یعقوب بن عبد اللہ بن سعد القمی استشہد بہ البخاری فی صحیحہ فی کتاب الطب
فقال فی حدیث الشفاء فی ثلثۃ شرطۃ محجم و شربۃ عسل و کیۃ بنار رواہ القمی عن لیث
عن مجاھد عن ابن عباس و الاسناد العمید ابو طاہر سعد بن علی بن عیسی القمی
صار وزیر السلطان سنجر بن ملکشاہ الی آخر ما قال عبارت الانساب و صح شراح
البخاری بان القمی الذی استشہد بہ البخاری ھو یعقوب بن عبد اللہ بن سعد القمی

ع۵ سمعانی نے لوگوں کے بیان مین جو قم کی طرف منسوب ہین کہا ہے اور ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ قمی بغداد مین اترا اور اپنے
باپ سے وہان حدیث کی شیعہ کے شیوخ اور رافضیوں کی شہرت یافتوں مین سے محمد بن طلحہ نعالی نے اس سے روایت کی اور یعقوب بن عبد اللہ
بن سعد قمی بخاری نے اپنی صحیح کے کتاب الطب مین اسکی ساتھ استشہاد کیا ہے اور اوس حدیث مین جسکا حاصل یہ ہے کہ شفا تین چیزون
مین ہے سینگی لگوانا شہد پینا آگ کے ساتھ داغ دلانا کہا ہے روایت کیا ہے اسکو قمی نے لیث سے اور اوسنے مجاہد سے اور اوسنے ابن عباس سے
اور اسناد عمید ابو طاہر سعد بن علی بن عیسی قمی نے جو سلطان سنجر بن ملک شاہ کا وزیر ہو گیا تہا آخر عبارت سمعانی تک۔ اور بخاری
کی شرح والوں نے تصریح کی ہے کہ بخاری نے جس قمی کے ساتھ استشہاد کیا ہے وہ یعقوب بن عبد اللہ بن سعد قمی ہے ۱۲

الا ابن بابویہ والضابطۃ فی کتاب الانساب ان یعطف احد المنسوبین بنسبۃ واحدۃ علی آخر بواو عطف مکتوبۃ بالحمرۃ فلعل ناسخ نسخۃ ذلک البعض سہا فکتب تلک الواو بالسواد حتی ظن من رواۃ ابن بابویہ وان ما بعدہ وهو قولہ استشہد بہ البخاری مما یتعلق بحال ابن بابویہ والواقع لیس کذلک بل تمت ترجمۃ ابن بابویہ الی قولہ روی عنہ محمد بن طلحۃ النعالی وابتداء بقولہ ویعقوب بن عبد اللہ بن سعد استشہد بہ البخاری فی ترجمۃ اخری وکل ہذا نشاء من غلط الناسخ و تحرف النساخ اشد تغلیطا من ہذا القدر واللہ العاصم عن کل زلل - انتہی

ملتقطا الشریف اب اس تقریر سے صاف واضح ہو گیا کہ ابو جعفر قمی سے نہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے استشہاد کیا اور نہ انساب مین بخاری کا اوس سے استشہاد منقول ہے صرف بعض متاخرین کو کاتب کی غلطی سے غلطی واقع ہو گئی ہے اور واضح ہو کہ بالفرض اگر بعض سے مراد علامہ ذہبی حر کی خواہیہ پارساء ہی ہین تاہم اس تقریر کا مدار اسی امر پر ہے کہ اس عبارت کو خواجہ موصوف کی تسلیم کر لیجاوے اور اوسمین اوسکی الحاق کی نسبت چون و چرا کی جاوے - چونکہ ثبوت الحاق کا انحصار قرائن خارجیہ ہی پر ہے جسمین گفتگو کی گنجایش ہے اور جواب بدون اوسکے ہی سہل تہا تو اسلیے حضرت خاتم المحدثین صاحب تحفہ نے اوس عبارت کو خواجہ پارسا حر کی ہی تسلیم و فرض کر کے جواب تحریر فرمایا تو اب بعد اسکے اس تقریر مین اور تقریر سابقہ مین جو متعلق الحاق بیان ہو چکی ہے باہم کچھہ تعارض و تناقض نہین ہے اب اسقدر گذارش کرنا اور باقی رہگیا ہے کہ بحمد اللہ تعالی ایسی ایسی واہیہ و موضوعات و مفتریات سے اہل سنت کی مذہب پر خرابی واقع ہونا محالات سے ہے - لیکن یہہ ہی روایت کہ جسکی ناصبیہ کاذبہ سے امارات وضع و افترا ظاہر

ملہ نہ ابن بابویہ سے اور کتاب الانساب کا قاعدہ یہہ ہے کہ جو لوگ ایک نسبت کے ساتہہ منسوب ہین انمین سے ایک کو دوسرے پر سرخی کا واو درمیان مین لکہہ کر عطف کرتا ہے شاید اس نسخہ کی کاتب نے یہہ واو سہوا سیاہی سے لکہہ دیا یہانتک کہ یعقوب بن عبد اللہ ابن بابویہ کی روات سے گمان کیا گیا اور یہہ کہ ما بعد اوسکا اور وہ قول استشہد بہ البخاری ابن بابویہ کے حال سے متعلق ہے حالانکہ واقع مین ایسا نہین ہے بلکہ ابن بابویہ کا حال قول روی عنہ محمد بن طلحہ النعالی تک تمام ہو گیا تہا اور قول و یعقوب بن عبد اللہ بن سعد استشہد بہ البخاری سے دوسرا حال شروع کیا اور یہہ سب کاتبون کی غلطی سے نکلی ہے اور کاتبون کی غلطی اس سے بہی زیادہ سخت ہوتی ہے اور اللہ تعالی ہی نگہبان ہے ہر ایک لغزش سے - ١٢ -

دباہو ہین حضرات شیعہ کی مذہب پر خرابی ڈالنی کے واسطی کافی ہی یہ شرح اس اجمال کی مختصر اتنی ہے
کہ اس روایت مین بعضی جملی ہین جو دوسری روایات کی معدمن ومناقض ہین اور نیز باہم متعارض
ہین (۱) اس روایت مین مذکور ہی کہ شجاع تر ہو اور جب ہم تتبع روایات وحالات ائمہ کرتے مین
تو نقیض شجاعت ثابت ہوتی ہی روی الاخباریون کلھم من الامامیۃ عن ابی حمزۃ
الثمالی عن علی بن الحسین قال ابو حمزۃ قال لی علی بن الحسین کنت متکئا علی
الحائط وانا حزین متفکر اذ دخل علی رجل حسن الثیاب طیب الرائحۃ فنظر فی وجہی
ثم قال ما سبب حزنک قلت الخوف من فتنۃ ابن الزبیر قال فضحک ثم قال یا علی ہل رأیت
احدا خاف اللہ ولم ینجہ قلت لا قال یا علی ہل رأیت احدا سأل اللہ فلم یعطہ قلت لا
ثم نظرت فلم ار قدامی احدا فعجبت من ذالک فاذا بقائل اسمع صوتہ ولا اری
شخصہ یقول یا علی ھذا الخضر۔ عن الخضر قطع نظر اس ہی کہ روایت سی قرائن اور حالات
کو حسب تصریح علما شیعہ جب دیکہا جاتا ہی تو کچہہ نفی بہی عت کے ہی نہین پائی جاتی بلکہ معاذ اللہ توبہ توبہ
قطع نظر عدم شجاعت سی پیغمبر نے بحفاظتی حضرات کی دشمنوکی طرف منسوب ہوتی ہی جناب امیر اور جناب
حسنین رضی اللہ عنہم کی نسبت خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ خلافت مین انکی مظلومی کی
کیفیت بیان کرنے پر آتے ہین تو نہ شجاعت ہی چہوڑتی ہین اور نہ غیرت وحمیت ہی باقی رہنی دیتی
ہین بلکہ دین وایمان تک خیرباد کہدیتی ہین (۲) ومحدث باشد یہہ بالکل خلاف کتاب اللہ ہی
کیونکہ قرآن مجید مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صفت بصراحت تمام مذکور ہی ولکن رسول اللہ
وخاتم النبیین نبوت آپ پر ختم ہو چکی اب ائمہ کو محدث کہنا حضرت کے ختم نبوت کو بالکل باطل کرنا ہی

؎ امامیہ کے تمام اخباریون نے بواسطہ ابو حمزہ ثمالی کے امام علی بن الحسین علیہ السلام سے روایت کی ہی ابو حمزہ نے کہا مجہسی امام زین العابدین
نے فرمایا مین اندوہ اور فکر کی حالت مین دیوار سی سہارا لگائی ہوئی تہا ناگاہ ایک شخص عمدہ لباس اچہی خوشبو والا آیا میری
چہری کیطرف دیکہا اور کہا کہ تیری اندوہ کا کیا سبب ہی مینی کہا کہ مین ابن زبیر کے فتنہ سے ڈرتا ہون فرمایا وہ ہنس پڑا پہر کہا
ای علی کیا تو نے کسیکو دیکہا کہ خدا سی ڈرا ہو اور اسکو نجات نہ دی ہو۔ مین نے کہا نہین۔ کہا ای علی کیا تو نے کسیکو دیکہا ہے
کہ خدا سی سوال کیا اور اسنے نہ دیا ہو مینی کہا نہین پہر مینی نظر کی تو اپنی سامنی کسیکو نہ دیکہا مجکو اس سی تعجب ہوا ناگاہ ایک کہنے والے کی
آواز کو سنتا جسکی صورت کو نہ دیکہتا تہا وہ کہتا تہا ای علی یہہ خضر ہے ۱۲

کیونکہ محدثیت اسکا نام ہی کہ نزول وحی کا بواسطہ فرشتہ کے ہو لیکن اسطرح پر کہ فرشتہ کی صرف
آواز مسموع ہو اور اوسکا مشاہدہ نہو خواہ اوسکا نام وحی رکہا جاوے یا نہ رکہا جاوے یہہ آپکی
اختیار ہی آپکی حضرت کلینی نے امام سجاد سے روایت کی ہی وان علی بن ابی طالب[۱] کان محدثا
وھو الذی یرسل اللہ الیہ الملک فیکلمہ ویسمع الصوت ولا یری الصورۃ (۳) ونزد وی مصحف
فاطمہ ہم بود۔ کیا جناب امیر کا مصحف کافی نہتا جو صحیفہ جناب فاطمہ کے ضرورت پڑی (۴)
وامر بمعروف کنندہ ونہی از منکر کنندہ تر بود کیا اسیکا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نام ہی کہ
غلط مسائل خلق کو سنا کر گمراہ کریں استبصار کو دیکہہ لیجیے حال منکشف ہو جائیگا اور قسم کہا کر امراء جور
کی جہوٹی تعریفین اور خوشامد کریں خطبہ للہ بلاد فلان وغیرہ سے آپکی کیفیت منکشف ہو سکتی ہی اور
کیا امر بمعروف ونہی از منکر اسیکا نام ہے جو جناب امام حسن نے خلع خلافت کر کے کیا (۵) دعای
او مستجاب بود کہ بر سنگ دعا کند دو پارہ شود۔ افسوس کہ حکام ظالمین کے ظلم وزیادتیان سے ثقلین
ذلیل وخراب ہوئی دین ودنیا ایک عالم کے درہم وبرہم ہوئی ائمہ اوسکا دفع کر سکتی نہتی اور نہ کیا اگر
ظاہر سے فوج وسپاہ ذو عدد وعدد نہین نہتی تو کاش کوئی دعای سحری ہی کام کرتے جس سے
معاندین دین کا کام تمام ہوتا امت کی اصلاح ہوتی حق حقدار کو پہونچتا اس سی صاف معلوم ہوتا ہی
کہ جسقدر ائمہ کی زمانہ مین حکام وامرا تہی جابر وظالم ودشمن دین نہ تہی ورنہ یہہ استجابت کسدن کیلئے رکہہ
چہوڑی تہی (۶) درمیان او وخدا عمودی بود از نور کہ بہ بیند دروی اعمال بندگان ہر چہ
بدان محتاج بود یہہ جملہ اور وہ جملہ جو اسکی بعد متصل مذکور ہے باہم متعارض ہین اور وہ جملہ یہہ ہی
وگاہی بسط کردہ شود برای او پس بداند وگاہی قبض کردہ شود از وی پس نداند جملہ اول دلالت کرتا ہی
کہ ہر شئی کو ہر وقت معلوم کر سکتی ہین تو ہر وقت بدون تخصیص شئی دون شئی وزمان دون زمان
ہر ایک شئی جسکی حاجت ہو معلوم کر سکتی ہین اور جملہ دوسرا اوسکا مدعا یہہ ہی کہ ائمہ بردو حالتین

[۱] اور علی بن ابی طالب ع محدث تہی اور محدث وہ ہی جسکی طرف اللہ فرشتہ بہیجی وہ اوس سی کلام کری
اور آواز سنی اور اوسکی صورت نہ دیکہی ۱۲۔

طاری ہوتی ہین ایک حالت قبض کے اور دوسری حالت بسط کی حالت بسط مین غیبیات کو
جانتی ہین اور حالت قبض مین مغیبات کے ساتھہ علم متعلق نہین ہوتا اور نیز جملۂ ثانیہ اوسکی
بہی منافی جو آپکی علمار محدثین نے فضلا متبحرین نے جناب امیر کے واسطے علم ما کان و ما یکون ایسی
روایات سے ثابت کیا ہی کہ شاید بعض مرتبہ بن حد بہ تواتر کو پہونچتی ہون چنانچہ آپکی امام
کلینی کافی مین اور ابن بابویہ نے خصال وغیرہ مین ثابت کیا ہی بنظر اختصار اسجگہ صرف ایک
روایت خصال پر اکتفا کرتا ہون — حدثنا ابی ومحمد بن الحسن رضی اللہ عنہما قال حدثنا سعد
ابن عبداللہ قال حدثنا محمد بن عیسی بن عبید وابراہیم بن اسحق بن ابراہیم عن
عبداللہ بن حماد الانصاری عن صباح المزنی عن الحارث بن حصر عن الاصبغ [ف۱] بن نباتہ
عن امیر المومنین علیہ السلام قال سمعتہ یقول ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علمنی الف
باب من الحلال والحرام ومما کان ومما یکون الی یوم القیمہ کل باب منہا یفتح الف باب فذلک
الف الف باب حتی علمت علم المنایا والبلایا وفصل الخطابات — اب اس روایت کو
ملاحظہ فرمایئے اور اس جملہ سے مطابقت دیکھیے بلکہ اس روایت سے یہہ بہی معلوم ہوتا ہی کہ
جناب امیر کو جسقدر علم ما کان و ما یکون تہا وہ اس تعلیم کے طفیل تہا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مرض کے حالت مین سرگوشی فرماکر تعلیم فرمایا تہا تو معلوم ہوتا ہے کہ عموم نوری محض
حضرات کا اختراع ہی اور یہہ ظاہر ہی کہ یہہ تعلیم ائمہ باقیہ تک انہین پہونچی تو چاہیے کہ انکو
علم ما کان و ما یکون نہو علاوہ ازین کتاب اللہ کی بہی مخالف ہی حق تعالے شانہ فرماتا ہی
وما تدری نفس ماذا تکسب غدا الخ [ف۳] القیمہ عن الصادق فہذہ الخمسۃ اشیاء لم یطلع علیہا
ملک مقرب ولا نبی مرسل وہی من صفات اللہ تعالی اور فرمایا ہی عالم الغیب فلا یظہر

ف اصبغ بن نباتہ جناب امیر سے روایت کرتا ہی کہتا ہی مینی جناب امیر سے سنا فرماتے تھی کہ مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے حلال سے اور حرام سے جو گذر چکا ہی اور جو آئندہ ہوگا ہزار باب تعلیم فرمائی کہ ہر باب ان مین کا ہزار باب کہولتا ہی تو یہہ دس لاکہہ باب ہوئی تہا یہانتک کہ مجہ تو ان کو مصیبتون اور جہگڑون کے فیصلہ کا علم سکہلایا گیا ۔۱۲ ف۲ اور بعض نسخ مین نباتہ کو کل کرکیا ہا لکہا گیا ف۳ امام صادق سے روایت ہی ان پانچ چیزون پر مقرب فرشتہ اور نہ نبی مرسل مطلع ہی اور یہہ اللہ کی صفات سے ہین ۔۱۲

علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول الخ (٧) ابن بابویہ قمی نے جو روایت خصال میں بیان
علامات امام میں لکھی ہے ہم اوسکو نقل کرکے بعض فوائد بیان کرتے ہیں۔ عشر خصال من علامات الامام علیہ السلام
عن ابی عبداللہ جعفر بن محمد علیہما السلام قال عشر خصال من صفات الامام العصمۃ و
النص وان یکون اعلم الناس واتقاہم للہ واعلمہم بکتاب اللہ وان یکون صاحب
الوصیۃ الظاہرۃ ویکون لہ المعجزۃ والدلیل وینام عینہ ولا ینام قلبہ ولا یکون لہ فیئ ویریٰ
من خلفہ کما یریٰ من بین یدیہ قال مصنف ہذا الکتاب معجز الامام ودلیلہ فی
العلم واستجابۃ الدعوۃ فاما اخبارہ بالحوادث التی تحدث قبل حدوثہا فذلک بعہد
معہود الیہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واما لا یکون لہ فیئ لانہ مخلوق من نور اللہ
عزوجل واما رویتہ من خلفہ کما یریٰ من بین یدیہ فذلک لما اوتی من التوسم والتفرس
فی الاشیاء قال اللہ عزوجل ان فی ذلک لآیات للمتوسمین۔ انتہی اب براہ مہربانی اس
روایت کو ملاحظہ فرمائیے اور دیکھیے کہ آپکے صدوق صاحب اس روایت میں جو روایت سابقہ
سے کسقدر مخالف ہیں ائمہ کی لیے معجزہ ثابت کرنا یہہ بعید ہے اسکی آپ اپنی صدوق صاحب کی
تاویل بلکہ تحریف کا بھی معائنہ فرمائیے کہ اونہوں نے معجزہ کو علم کے ساتھہ مخصوص فرمایا اور اخبار
بالحوادث کو معجزہ ہونے سے خارج کیا اور اوسکی نسبت فرمایا کہ اخبار بالحوادث بعہد
معہود من الرسول ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ معجزہ وہ ہونا چاہیے جو اپنا خانہ زاد ہو اور کسی سے
ماخوذ نہو تو آپکے حضرت صدوق نے اعلم کو حضرت امیر کا خانہ زاد سمجھا اور یہہ خیال کیا کہ یہہ
بعہد معہود الیہ من الرسول نہیں ہے حالانکہ اونہی اپنی کتاب الخصال کی وہ روایت جو ہی

سلہ بھید کا جاننے والا نہیں ظاہر کرتا اپنی بھید کو کسی پر مگر جو پسند کرلیا کسی رسول کو ۱۲ سلہ امام کی صفات سے دس خصلتیں ہیں عصمت
اور نص اور یہہ کہ زیادہ عالم اور زیادہ پرہیزگار اور زیادہ کتاب اللہ جاننے والا اور ظاہر وصیت والا ہو اور اوسکی لیے
معجزہ اور دلیل حاصل ہو اور اوسکی آنکھہ سوتے اور دل بیدار ہو اور اوسکی سایہ نہو اور جیسا سامنے سے دیکھے ویسا ہی
پیچھے سے دیکھے اس کتاب کا مصنف کہتا ہے امام کا معجزہ اور دلیل علم اور قبولیت دعا میں ہے اور امام کے پیشین
گوئیاں بیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے حاصل ہیں اور سایہ اسلیے نہیں ہوتا کہ وہ خدا کے نور سے مخلوق ہے اور
پیچھے سے دیکھنا بسبب اسکے ہے کہ اوسکو فراست عطا ہوئی ہے اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اسمیں نشانیاں ہیں فراست والوں کیلیے ۔ ۱۲

خصال سے نقل کیگئی علمنی الف باب خود بطریق مسنود روایت فرمائی ہی حضرت کو وہ یاد
نہی علاوہ اسکی جب اخبار بالحوادث بعہد معہود الیہ ہی تو وہ مسموع نوری جو روایت
سابقہ مین بنایا گیا ہی وہ محض وضع و اختلاق ہی اور نیز قصہ قبض و بسط کا سنہ ہے غلط ہوا
قولہ سیوم یہہ کہ فاضل رشید نے شیخ عبدالحق صاحب دہلوی کی توصیف مین کتاب
الیضاح لطافۃ المقال مین لکہا ہی کہ تصانیفش در علوم دینیہ مسلم الثبوت نزد علماء اہل سنت
وجماعت و کلامش بجہت اتصاف بجودت و انصاف مستند اصحاب دیانت و براعت است
انتہی بقدر الحاجۃ۔ اور یہہ روایت بہی شیخ عبدالحق صاحب کے تصنیف دینی مین ملا ردو انکار منقول ہی
چاہئیے کہ یہہ بہی مسلم الثبوت علماء اہل سنت وجماعت کے نزدیک ہو۔ **اقول** فاضل رشید
رحمۃ اللہ علیہ نے ہرگز یہہ نہین فرمایا کہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ معصوم از سہو و خطا تہی نیز من بحال
اگر یہہ بات ثابت بہی ہوجاوی کہ یہہ روایت ملا رد و انکار علی سبیل التسلیم نقل کی ہی تو بہی اسکی
صحت کو مقتضی نہین ہی کیونکہ جب بداہتہ نقل مطابق منقول عنہ کے نہین تو کیونکر واجب التسلیم
ہوگی۔ معہذا اگر یہہ قاعدہ آپکا مسلمہ ہی تو ابن بابویہ کی تمام مرویات اور اسیطرح اپنی طوسی
صاحب کے تمام روایات واجب القبول ہونگی علاوہ ان سب کے کافی کلینی جو کتاب اللہ سے بہی
اصح سمجہی جاتی ہی اوسکی روایات تو ضرور ہی واجب القبول ہونگی۔ اور متقدمین مین سے
جوالیقی صاحب الطاق وغیرہ بہی مسلم الثبوت ہین انکی روایات بہی بلا دلیل بمرد حسن قبول و تسلیم ہونگی
لیکن ہم دیکہتی ہین کہ یہہ بالکل غلط اور غیر معمول ہے ہی ہشام بن الحکم نے جوالیقی اور صاحب الطاق
پر رد لکہا ہی معالم العلما محمد بن علی بن شہر آشوب ہین دیکہیہ بہی ہشام بن الحکم کے ترجمہ مین لکہا ہی
جس جگہ اوسکی مصنفات بیان کیی ہین۔ الرد علے ہشام الجوالیقی اور پہر لکہا ہی کتاب علے
شیطان الطاق اور واضح ہو کہ یہہ مبارک لقب آپکی ابن شہر آشوب کا ہی عطیہ ہی بندہ کے
طرف سے نہ خیال فرماوین کہ بندہ نے یہہ گستاخی نہین کی۔ آپکی امام کلینی جو مسلم الثبوت اور
کتاب کافی جو صحاح اربعہ مین اعلی رتبہ اور امام پر پڑہی گئی ہی آپکو معلوم ہی کہ اوسمین تحریف

واسقاط آیات قرآنی کی نسبت روایات باسانید صحیحہ مروی ہین حالانکہ ابن بابویہ نے اون روایات کو موضوع ومفتری اور اونکے قایل کو کاذب فرمایا ہی - وقال شیخنا[1] الصدوق رئیس المحدثین محمد بن علی بن بابویہ القمی طیب اللہ ثراہ فی اعتقاداتہ اعتقادنا ان القرآن الذی انزلہ اللہ علی نبیہ ہو ما بین الدفتین وما فی ایدی الناس لیس اکثر من ذلک قال ومن نسب الینا انا نقول انہ اکثر من ذلک فہو کاذب نقلاً عن التفسیر الصافی صفحہ نمبر ۱۵ اسیطرح ابن مطہر حلی نے حدیث لیلۃ التعریس اور حدیث ذی الیدین کو موضوع کہا ہی حالانکہ کلینی مین باسناد صحیح مروی ہے اور نیز شریف مرتضی نے اپنی استاد الاستاد شیخ ابن بابویہ کی حدیث صحیح جو میثاق کی بابت روایت کی ہی تکذیب کی ہی اور موضوع کہا ہی باوجودیکہ اوسکی سند ہی صحیح ہی لیکن اتنا فرق ہی کہ ہمنی اوس روایت کی ہی جسکی سند سب قاعدہ بالاتفاق مجروح تہی تکذیب کی ہی اور حضرات نے اون روایات کو موضوع ومفتری کہا ہی جنکی سند کی صحت مسلم الثبوت فرض ہی پہر جو جواب ہمارے مکذب اپنی روایات کیطرف سے تجویز فرماوین وہی ہماری طرف سے براہ مہربانی قبول فرماوین - باقی رہا رد وانکار کے نسبت یہانپر گذارش مفصلاً ہو ہی چکا ہی **قولہ** چہارم یہہ کہ اگر یہہ روایت جو خواجہ پارسا وشیخ عبد الحق نے مدارج و مقامات امام مین نقل کی ہی موضوع ومفتری ہی اور ہم جانتی ہین کہ آخر حضرات اہل سنت کو شاید مجبوراً یہہ ہی کہنا پڑیگا سو لازم آئیگا کہ حضرت خواجہ پارسا وشیخ عبد الحق صاحب نہایت ہی صاحب حیا وغیرت ہین کہ خود ہی اپنی بحث مین اہل حق پر اس گمان ووہم سے کہ روایتین موضوعہ نقل کرکے جناب امیرؑ کی افضلیت ثابت کرتے ہین نہایت ہی تشنیعات شنیع وتعریضات قبیح وارد کی ہین یہہ کیا اندہیر ہی کہ بمفحوای اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم تمام اپنی افادات کو پس پشت ڈالکر اسی امر کی خود مرتکب ہوئی

---

[1] ہماری شیخ صدوق رئیس المحدثین محمد بن علی بن بابویہ قمی طیب اللہ ثراہ نے اپنی اعتقادات مین کہا ہی ہمارا اعتقاد یہہ ہی جو قرآن اللہ تعالے نے اپنی نبی پر نازل فرمایا ہے وہ وہی ہی جو دو پٹھونکی درمیان ہے اور جو لوگونکی پاس ہی وہ اس سے زیادہ نہین ہے اور جو ہماری طرف نسبت کرے کہ ہم کہتی ہین کہ یہہ زیادہ ہے وہ جہوٹا ہے - ۱۲ -

کہ جسکا طعن اہل حق پر کرتے تھی یعنی یہی حدیث موضوع و روایت مجعول کہ اونکی زعم مین محض
کذب و افترا ہی حضرت امام رضا کی نام لگا کر روایت کی اور اوسکو دینی کتاب مین جو ہدایت
خلق سیما اہل سنت کی لیے تصنیف کی ہی لکھی اور کچھہ بھی اوسکا رد و انکار نہ کیا بلکہ برعکس اوسکی راوی
کی توثیق و بخاری کا اعتماد نقل کیا ور سنی مسلمانونکو جو ضعیفونکی ایسی خرافات سے پاک ہین گمراہ
کیا کیونکہ جب وہ دیکھینگی کہ ایسی عالم ثقہ و جلیل و معتمد نے اس حدیث کو اپنی دینی کتاب مین لکھا ہی
اور بجای رد و انکار کے اوسکی راوی کی توثیق کی ہی تو بیشک اوسکو حق سمجھینگی اور تصدیق کرینگی

اقول یہہ جوش و خروش ہماری مجیب کا محض اپنی اور اپنی اکابر کے خوش فہمی کے سبب سے
ہی کہ عبارت فصل الخطاب و رسالہ مناقب جسمین ترجمہ فصل الخطاب مذکور ہی نہین سمجھی در حقیقت
نہ اوس روایت کی اونمین توثیق ہے بلکہ رد و انکار ثابت ہی اور نہ کسیکو گمراہ کیا۔ اگر کوئی اپنی کوتہ
فہمی سے گمراہ ہو اوسکا الزام اونکی ذمہ نہین ہو سکتا ہزارہا آدمی معانی قرآن کے نہ سمجھنی کی
وجہ سے گمراہ ہو گیی معاذ اللہ خدا تعالے پر اوسکا الزام آپکے نزدیک نہین حالانکہ وجوب لطف
کی بھی آپ قائل ہین پس بحمد اللہ بقول سامی سنی مسلمان اب بھی ایسی خرافات سے پاک و منزہ
ہین اور اہل سنت کی تشنیعات و تعریضات کچھہ فضائل ائمہ کی ہی بابت نہین ہین بلکہ تمام الہیات
و نبوات و اعتقادات و عملیات کی نسبت ہین اگر آپ تھوڑی سی بھی تحقیقات اپنی روایات
و عبادات کی فرمائین تو آپ پر بھی واضح ہو سکتا ہی اور مشرح جواب اس دلیل کا ابحاث سابقہ
کی ضمن مین گذر چکا ہی اوس سے آپکو واضح ہو گیا ہو گا کہ ہمکو کچھہ مجبوری نہین کہ ہم اوس
روایت کو موضوع و مفتری ہی کہین گو فی الحقیقت موضوع و مفتری ہے پس
آپکا یہہ فرمانا صرف آپکی کمال فہم و نہایت دانشمندی کی دلیل ہی۔ باقی کلمات
ناملائم کا جواب ہم وابستہ قلم انداز کرتے ہین **قولہ** اب افضلیت کے باب مین حضرت
خلیفہ اول کی شہادت لیجیی۔ کنز العمال کے فرع اول خلافت ابوبکر باب ثانی کے
فصل ثانی نے کتاب الامارت حرف ہمزہ مین لکھا ہی عن علی قال لما ابطاء الناس

عن بیعۃ ابی بکر قال من احق بھذا الامر منی الست من صلی الست فذکر خصالا-
خلیفہ اول کے یہہ کلام صریح اسپر دال ہی کہ سبقت اسلامیہ وخصائل شریفہ مزعومہ اپنی کو اپنی خلافت
کی افضلیت پر دلیل لائی- اس سے ثابت ہوا کہ خلیفہ صاحب کے نزدیک بہی احق خلافت وہی ہی
جو افضل ہو- **اقول** اجی میر صاحب ہمنی یہہ کب کہا ہی کہ افضل احق بالخلافت نہین
ہی مدعا کچہہ ہت آپ کچہہ فرمانے لگی اصل مدعا جسکی اثبات کا آپنے بیڑا اوٹہایا ہی وہ ہی
آپکی حافظہ شریفہ سے نکل گیا ہی پہلی اوسکو سوچکر یاد کر لیجی پہر اس روایت سی اوس مدعا پہ
استدلال کیجیی- افسوس کہ جنابنے یہہ خیال نفرمایا کہ ثبوت احقیۃ مثبت اشتراط افضلیت
نہین ہے بلکہ اگر آپ بنظر تامل ملاحظہ اس دلیل کا کرین تو اس آپکی ہی دلیل سی اثبات
عدم اشتراط افضلیت ہوتا ہی کیونکہ جسوقت ایک فرد کے لیی افضلیت او احقیت ثابت
ہوئی او ظاہر ہی کہ افعل التفضیل مین زیادتی نسبی ہوتے ہی جسکو اوسکی وضع مقتضی ہے
تو افراد باقیہ کے لیی بہی فی الجملہ فضل او حقیق بالخلافت ہونا ثابت ہوا پہر اگر خلافت حق
کو کسی وجہ سے نہ پہونچی او حقیق کو پہونچ جاوی تو کوئی وجہ نہین ہے کہ منعقد نہو کیونکہ جب
حقیق بالخلافت ہونا اوسکی لیی پایا گیا تو وہ خود بالبداہۃ مستلزم انعقاد کو ہی ورنہ حقیق
ہونا باطل ہوگا وذلک خلف پس ثابت ہوا کہ افضلیت شرط انعقاد خلافت نہین
وہذا ہو المطلوب- **قولہ** چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین اعتراف
کرتے ہین کہ اثبات خلافت خاصہ مین افضلیت کو دخل ہی مسند ابی بکر فصل رابع مقصد اول
واقع صفحہ نمبر ۲۵ مین یہہ عبارت لکہی ہے اما اثبات صدیق رض خلافت حضرت فاروق را
بافضلیت او- فقد اخرج الترمذی عن جابر بن عبد اللہ قال عمر لابی بکر یا خیر الناس
بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابو بکر اما انک ان قلت ذالک فلقد سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر واخرج ابو بکر
بن ابی شیبۃ عن زید بن حارث ان ابا بکر حین حضرہ الموت ارسل الی عمر یستخلفہ فقال

الناس تستخلف علینا فظا غلیظا ولو قد ولینا کان افظ و اغلظ فما تقول لربک اذا لقیتہ و استخلفت علینا عمر قال ابوبکر ابربی تخوفنی اقول اللہم استخلفت علیہم خیر خلقک الحدیث واخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ عن محمد عن رجل من بنی زریق فی قصۃ طویلۃ قال ابوبکر لعمر انت اقوی منی فقال عمر انت افضل منی ناظر منصف درین آثار مضطر میشود در آنکہ این اوصاف را دخلی ہست در اثبات خلافت خاصہ کہ در طبقہ او سے بعد والا ذکر این کلمات در مبحث اثبات خلافت خارج از قانون مخاطبات باشد انتہی۔ دیکھو حضرت خلیفہ اول کے نزدیک افضلیت خلافت کیلیے ایسی ضروری تہی کہ باوجودیکہ اصحاب کرام خلیفہ ثانی کو تند و غلیظ سمجھتی تہی اور انکی خلیفہ کرنے سے خداوند تعالے سے ڈراتے رہے مگر چونکہ خلیفہ اول کے نزدیک وہ افضل تہے کچہہ بہی خیال نہ کیا اور خلیفہ کرہی دیا۔ **اقول** یہہ دلیل بہی مثل دلیل سابق کے موافق مدعا نہین اور اس سے بہی اشتراط افضلیت ثابت نہین ہوتا کیونکہ حسب اعتراف فاضل مجیب اس دلیل سے صرف اسقدر ثابت ہوتا ہے کہ افضلیت کو اثبات خلافت خاصہ مین دخل ہے اور اسکا ہمنے انکار نہین کیا۔ انکار صرف اشتراط کا ہے اور مطلق دخل ہونا بداہۃ مستلزم اشتراط کو نہین پس اثبات اشتراط کیلیے اسکو پیش کرنا بیجا ہے خود نہین اور جبکہ افضلیت کو دخل ہے تو ہنگام استخلاف ضرور اسکو ملحوظ رکہا جائیگا اور افضل احق بالخلافت ہوگا لیکن اس سے اشتراط افضلیت سمجہنا اور بعدم انعقاد کا قائل ہونا خطا ہے اور خلیفہ بنانا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو باوجود لوگونکی ڈرانے کے ایسا مثمر خیرات و منتج حسنات ہوا کہ ایک عالم مین خدا تعالے کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ڈنکا بجگیا اور حسب ارشاد جناب امیر واللہ منجز وعدہ خداوند تعالے شانہ کا وعدہ استخلاف ظاہر ہوا اس سے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ فراست صدیقی اس معاملہ مین رضائی خداوند تعالے کے موافق ہوئی اور جو لوگ اس باب مین مخالف تہی انکی فراست خطا پر تہی۔ باقی رہا فظ و غلیظ ہونا یہہ وہ صفت ہے جو مقبول و پسندیدہ جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہوچکی اور اسکے بدر کی

مسئلہ افضلیت کی شرط خلافت ہونیکا ابطال

قصہ مین اسی وصف مین حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلواۃ والسلام سی تشبیہ عطا ہوئی اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ اونکی شان ہی اونپر اعتراض لیغیظ بہم الکفار کا مصداق ہے - **قولہ** اب حضرت خلیفہ ثانی بانی مبانی خلافت خلیفہ اول کی شہادت لیجیی - بخاری کی کتاب المحاربین باب الرجم الحبلی من الزنا اذا احصنت مین حدیث فلتہ مسطور ہے وہ بہت بڑی روایت ہی انعقاد بیعت خلیفہ اول کی کل کیفیت لکھی ہے اوسکو شروع سی مطلب کا فقرہ لکھتی ہین آپ وہ مقام ملاحظہ فرمائین وہ یہہ ہی - ولیس فیکم من تقطع الاعناق الیہ مثل ابی بکر الخ اب غور فرمائی کہ باوجود اس بیعت کی فلتۃً یعنی کاربے اندیشہ بدون مشورہ ہونیکی چونکہ آپکی خلیفہ ثانی کے زعم مین خلیفہ اول افضل تھی بدون مشورہ واجماع و تامل یہہ بیعت صحیح ہوگیی چنانچہ آپکی خاتم المحدثین مطاعن ابوبکر طعن نہم مین یہہ عبارت لکھتی ہین کہ ودر آخر این کلام کہ شیعہ او را برای ترویج شبہ خود نقل کردہ اند این لفظ ہم واقع است وایکم مثل ابی بکر یعنی کیست درشما مثل ابوبکر در افضلیت وخیریت وعدم احتیاج بمشورہ و تامل در حق او - انتہی بقدر الحاجۃ - **اقول** افسوس ہماری دانشمند محب نے اِس استدلال مین بہی وہ ہی غلطی کہائی جو دلائل سابقہ مین کہا چکی ہین اور یہہ دلیل بہی مثل دلائل سابقہ کے مدعا کے ساتھ مربوط نہین ہی کیونکہ اس دلیل سی صرف اسقدر ثابت ہوتا ہی کہ افضلیت کو خلافت مین مدخل ہے اور ہم بہی کہتی ہین کہ افضلیت کو خلافت مین دخل ہی افضل احق بالخلافت ہی لیکن اس سی اثبات اشتراط افضلیت خیال محال ہی باقی رہا فلتہ کے معنی کاربے اندیشہ وبدون مشورہ کے فرماکر نفی اجماع کی فرمانا ہم تو کچھہ عرض نہین کرسکتی گستاخی مین شمار ہوگا - لیکن جناب ہی فرمائین کہ یہہ کہانکی دیانت ہی کہ جو مفہوم لفظ کا نہین ہے اوسکو اوسپر چسپان کرتی ہین - ذرا ادہر بہی تو سمجھی کہ اجماع کو فلتہ سی کیا تعلق ہی آپ اگر نظر انصاف سی ذرا بہی تامل فرمائینگی تو واضح ہو جائیگا کہ پہلی سے کام مین تامل و مشورہ نہ کرنا دوسرا امر ہے اور بے تامل و مشورہ ایک امر کو بالاجماع قبول کرلینا دوسرا امر اول کی نفی سی دوسری کی نفی سمجھنا حضرت کی خوش

استدلال بتوسط افضلیت بیعت بدون مشورہ کا ابطال

فہمی کی دلیل ہے **قولہ** تعجب حیرت ہی کہ آپکی خاتم المحدثین افضلیت کو شرط خلافت نہین
مانتی بلکہ اوسکو ہماری مقابلہ مین خلاف عقل ونقل فرماتے ہین اور خود ہی اسمقام مین تحریر فرماتے
ہین کہ بسبب افضل وخیر ہونے خلیفہ اول کے مشورہ وتامل کیجے بہی احتیاج نہین۔ **اقول**
یہہ آپکی حیرت وتعجب خود قابل حیرت وتعجب ہی کیونکہ اس قول سے (کہ بسبب افضل وخیر ہونے
خلیفہ اول کے مشورہ وتامل کے بہی احتیاج نہین) ہرگز اشتراط افضلیت پر دلالت نہین
بلکہ اس سے صرف اسقدر مفہوم ہوتا ہے کہ افضل احق بالخلافت ہی۔ پس اس سے اشتراط سمجہنا
آپ جیسی منصف ومناظرہ دان وذکی وذہین سے البتہ لائق سخت حیرت وتعجب کی ہوگا پہر اوسپر
اظہار حیرت وتعجب باعث مزید حیرت وتعجب اضعاف مضاعفہ ہی۔ آپکی دلمین افضلیت
کچہہ ایسی سمائی ہی کہ آپکی عادت ہوگئی ہے کہ جسجگہ آپنے لفظ افضلیت دیکہا سمجہا کہ
اشتراط افضلیت کی دلیل ہے اور جہٹ پیش کردیا بیت لیکہ در جان فکار و چشم
بیدارم توئی * ہرکہ پیدا میشود از دور پندارم توئی * اور یہہ نہین سمجہا فرماتی کہ بمقابلہ خصم
ایسی دلائل پیش کرنے سے بجز ندامت وشرمندگی کچہہ حاصل نہین۔ **قولہ** اسمین اجماع
جو حضرات سینہ نے محض اس خلافت کے لیے وضع کی تہی اور اوسپر بڑا ناز ہی اوسکا بہی کچہہ
خیال نفرمایا **اقول** ای اہل دانش وانصاف خدا کے لیی ذرا اس جملہ کے مطلب کو فرمانا
اور اوس تعارض وتخالف کو جو فیمابین فاتہ اور اجماع کے ہماری فاضل مجیب نے واقع کیا ہی
دیکہنا اور ہماری مجیب لبیب کے فہم کے داد دینا کیا لا حل اعتراض طبع وقاد سے ایجاد فرمایا
سبحان اللہ۔ آنحضرت مشورہ وتامل کو اجماع کے ساتہہ بتا دی انکی نہین ہے کہ اگر مشورہ
وتامل ہو تو اجماع بہی ہو جاوے گا بلکہ ممکن ہے کہ مشورہ وتامل ہوا ور اجماع نہو یا مشورہ وتامل نہو اور اجماع ہو جاے
اسمین کوئی استحالہ نہین ذرا تامل فرمائیے اور سوچیے۔ **قولہ** افسوس ہی کہ آپکی خاتم المحدثین
اپنا قول بہی یاد نہین رہتی اور یہہ بہول کچہہ اسی مقام پر منحصر نہین بلکہ تحفہ مین اکثر جا ایسا
[illegible] ہم کیا ... کرین **اقول** جہانتک ہمکو علم ہی

دیدہ اگر تجربہ شاہ ہی سمجہہ علیحدہ یہین کریا تو آپکی اور آپکی ان بزرگونکی جو تحفہ پر اعتراض کرتے ہین خوش فہمی ہے یا محض عداوت و عناد ہے جسکی بدولت ع عیب نماید ہنرش در نظر ٭ کا مصداق ہورہا ہے۔ آپنے اپنی اعتراض کا حال دیکہہ ہی لیا ہے اور حضرات کا حال بہی اسی پر قیاس فرمالیجیگا پس آپ کا یہہ افسوس لائق افسوس کے ہے کہ مطلب خود نسمجہین اور الزام قائل کے ذمہ لگائین علاوہ ازین آپکو معلوم ہے کہ زبان عناد سے خداتعالے اور اوسکی کتاب پاک اور رسول بہی نہین بچی تو بمقابلہ اونکی تحفہ و صاحب تحفہ رح کے کیا حقیقت ہے با اینہمہ ہم صاحب تحفہ کو سہو و نسیان سے معصوم بہی نہین سمجہتے **قوله** علاوہ اسکی اور بہت سے اقوال خلیفہ ثانی کی شرط افضلیت پر دلالت کرتے ہین بخوف طوالت اونکو ترک کیا جاتا ہے **اقول** جبکہ آپنے اون اقوال سے تعرض نہین فرمایا تو ہم بہی اونسی اغماض کرتے ہین اگر آپ اون اقوال کو ذکر فرماتے ہم بہی انشاء اللہ تعالے درپی استیصال استدلال کی ہوتی **قوله** مگر اسقدر گذارش کرنا ضرور ہے کہ خلیفہ ثانی کا افضلیت کو شرط خلافت جاننا ایسا صریح امر ہے کہ محققین اہل سنت نی اوسکا اقرار کیا ہے چنانچہ صدر المحققین ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری مین کتاب الاحکام فے اواخر الکتاب باب کیف یبایع الامام مین حدیث شوریٰ کی شرح مین ابن بطال سے نقل کرتے ہین فان قیل بعض ہولاء الستۃ افضل من بعض وکان رای عمر ان الاحق بالخلافۃ ارضاهم دینا وانہ لا یصح ولایۃ المفضول مع وجود الفاضل فالجواب انہ لو صرح بالافضل منهم لکان قد نص علی استخلافہ وهو قصد ان لا یتقلد العهدۃ فی ذلک فجعلها فی ستۃ متقاربین فی الفضل لانہ تحقق انهم لا یجتمعون علی تولیۃ المفضول ولا یالون المسلمین نصحا فی النظر والشوریٰ وان المفضول منهم لا یتقدم علی الفاضل ولا یتکلم فی منزلۃ وغیرہ احق بها منہ وعلم رضی الامۃ بمن رضی بہ الستۃ ۔ انتهی اس سے صاف ثابت ہے کہ علاوہ خلیفہ ثانی کے کل صحابہ کے نزدیک افضلیت خلافت کے ایسی شرط تہی کہ وہ مفضول کے خلافت صحیح نہ جانتی تہے **اقول**

یہہ استدلال بہی ہمارے فاضل مجیب کے لیے مثبت مدعا نہیں کیونکہ جملہ (وکانت ترٰی ان عمر احق
بالخلافۃ فتارضاھم دسنا) بصراحۃ اس امر کو بیان کر رہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مذہب
یہہ تہا کہ احق بالخلافت وہ شخص ہے جو زیادہ وہ بہتر ہو اور اس سے بالبداہتہ یہہ ثابت ہوتا
ہے کہ اشتراط افضلیت باطل ہے کیونکہ اسم تفضیل اسکی صفت واقع ہے اوسکی بہی ثبوت
فعل مع زیادت پایا جاتا ہے نہ یہہ ہرگز اسکو لازم نہیں ہے کہ نفس فعل بدون زیادت کے اسکی
واسطے ثابت ہو بلکہ باعتبار اقتضاء اصل وضع تفضیل کے وجود اسی فرد کا ہونا چاہیے جسکی نسبت
زیادتی ثابت ہو ورنہ مبالغہ اور تفضیل مین کچہہ فرق باعتبار معنی کے نرہیگا جبکہ اس جملہ کا
مطلب ذہن نشین ہوچکا تو دوسرا جملہ جو اس جملہ سے مستنبط اور مستخرج ہے اسکے مطابق ہونا
چاہیے اور اوسکا بہی مطلب صاف واضح ہے کہ ولایت کے معنی تولیہ کے ہین اور لایصح کے معنی
لایجوز کے حاصل مدعا عبارت یہہ ہوگا۔ وانہ لایجوز تولیۃ المفضول مع وجود الفاضل یعنی
فاضل کے ہوتے مفضول کو متولی امور بنانا جائز نہین۔ پس اس صورت مین یہہ جملہ اور جملہ سابقہ ہم
معنی ہوگئے کہ دونوں کا حاصل احقیۃ بالخلافت افضل کے لیے ہے اور اگر اس جملہ کو باوجودیکہ جملہ اولی کے
فرع ہے اوسکی طرف راجع نکیا جاویگا تو باہم اصل و فرع متعارض رہینگے۔ اسکے بعد یہ کہنا کہ خاتمہ جواب کے
عبارت سے جولانہ تحقیق سے آخر تک مذکور ہوئی یہہ سمجہا کہ کل صحابہ کے نزدیک افضلیت خلافت
کی ایسی شرط تہی کہ وہ مفضول کے خلافت صحیح نجانتے تہے سراسر غلط ہے کیونکہ اول تو حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نے خلافت کو تمام صحابہ مین دائر نہین کیا تہا بلکہ صرف چہہ شخصون مین منحصر
کردیا تہا جنکا عبارت اعتراض مین صراحۃً ذکر ہے توجسقدر ضمایر جمع کی اس عبارت مین
مذکور ہین وہ سب راجع بطرف ستہ متقاربین فی الفضل ہین تو اس سے ہمارے فاضل
مجیب کا کل صحابہ کو سمجہنا کمال خوش فہمی کا شاہد ہے اور دوسری یہہ کہ بصراحت اس عبارت
سے بہی فاضل کا احق بالخلافت ہونا ثابت ہوتا ہے۔ جو نہ ہمارے فاضل مجیب کو کچہہ
مفید ہے اور نہ ہمکو کچہہ مضر ہے۔ لیکن اس سے اشتراط سمجہنا البتہ تعجب انگیز ہے بلکہ

مدعا کا نہ پایا نا ثابت ہی معہذا اگر بفرض محال یہہ دلیل مثبت اشتراط ہو تا ہم ہماری مجیب
مذہب کو مفید نہین کیونکہ مسئلہ امامت جبکہ اصول مذہب سی ہے تو اوسکا اور اوسکی شرائط کا اثبات
ایسی ادلہ سی ہونا چاہیی جو اپنی مدلول کو قطعی طور پر ثابت کرین ظنیات اسمین ہرگز کارآمد نہین
اور بالفرض اہل سنت کی نزدیک اگر افراد امامت کی کسی فرد مین اشتراط افضلیت ثابت ہوجاوے
تو یہہ مسئلہ چونکہ اونکی نزدیک فروعات مین سی ہی ایسی اوسکی ثبوت کی لیی ادلہ ظنیہ کافی ہونگی
اور قطعیہ کی ضرورت نہو گی - لیکن اون ادلہ کو علماء شیعہ کا بمقابلہ اہل حق پیش کرنا ثبوت
اشتراط افضلیت مین جو اونکی زعم مین اصول اعتقادیات سی ہی باطل ہو گا پس ہماری مجیب
لبیب ان دلائل کو جنکو بزعم خود مثبت اشتراط سمجھہ رکھا ہی ہماری مقابلہ مین پیش کرتے ہین
اور جنپر بہت کچھہ ناز و افتخار فرما کر جامہ سی باہر ہوئی جاتی ہین گو فی الواقع مثبت اشتراط نہین
لیکن اگر واقع کی روسی اشتراط افضلیت ثابت ہو بہی تاہم اپنی مدعا کی ثبوت مین اونکو پیش
کرنا سراسر غلط اور خلاف قاعدہ ہی علیٰ ہذا القیاس جسقدر شرائط ثلثہ کی اثبات کے دلائل ہین ان
سب کی یہہ ہی حالت ہی کیونکہ حضرت مجیب کا گمان یہہ ہی کہ الزامی جوابات و استدلالات
کافی ہونگی چنانچہ فرمایا ہے اسی ابتدار بحث مین ایک رباعی بہی زیب جواب فرمائی تہی
جسکا اول مصرعہ یہہ تہا ع خواہی کہ شود خصم تو عاجز ز سخن + حالانکہ یہہ غایت درجہ کی
بدیہی غلطی ہی اگر بفرض محال ان دلائل سی یہہ مدعا ثابت ہوتا ہم مفید مذہب شیعہ
نہین ہو سکتا اور خصم کو گنجایش ہی کہ اوسکو صرف اس وجہ ہی سی رد کری کہ چونکہ ہر دو علماء
اہل سنت و شیعہ مین زمین و آسمان کا فرق ہی اونکی نزدیک مسئلہ متنازعہ فیہا فروعی اور انکی
نزدیک اصولی ہی تو کیا ضرور ہی اگر دلائل ظنیہ سی شرائط کا ثبوت اہلسنت کے نزدیک ہوتا ہو تو
قطعی طور پر بہی ثبوت ہو کر مفید مدعا اہل تشیع ہو بلکہ جب دلائل ظنیہ ہین تو مثبت مدعا
قطعی کو نہین ہو سکتی - پہر باوجود ایسی موٹی موٹی اور فاحش غلطیونکی جو ہماری فاضل
مجیب سی سرزد ہوئی ہین یہہ دعوی کیونکر صحیح ہو گا کہ ہمنی تمام مسائل متنازعہ فیہا مین

مزید حق الیقین کا حاصل کر لیا ہی - افسوس کہ اتنا بڑا دعوی کیا اور اسکا ثبوت کہین نہ پہونچایا
پس بجز اسکی کہ اسکو سہو و نسیان پر محمول کر کے تامل یا جاوی مین تاور کچہہ عرض نہین
کر سکتا کاش خود ہی چشم انصاف کہولکر ملاحظہ فرمادین - علاوہ ازین ترجمہ عبارت مین جو کچہہ
غلطیان واقع ہوئی اونکو ہم بخوف تطویل ترک کرتے ہین **قولہ** تعجب و حیرت ہی کہ آپکی
خاتم المحدثین نے باایہمہ تبحر فتح الباری کو ہی ملاحظہ نفرمایا کہ باوجود خلیفہ ثانی بلکہ کل صحابہ
کی افضلیت کو شرط خلافت جاننی کے اس شرط کو لازم نہین مانتی اور نہین تو خلیفہ ثانی کے
تقلید تو اونکو لازم تہی **اقول** یہہ تعجب حیرت سامی اس سے ناشی ہے کہ باایہمہ ادعائی
ہمہ دانی آپ نے فتح الباری کے عبارت کا مطلب نہین سمجہا - لیکن طرفہ یہہ ہی کہ اس
بی سمجہی پر اپنی سمجہہ پر یہہ کچہہ ناز ہی کہ خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت فتح الباری کے نہ دیکہنے کا
الزام لگاتی ہین حالانکہ خود ہی علامہ کنتوری کے شرح ابن میثم نہ دیکہنی کے الزام کے جواب مین
یہہ فرماتے ہین (کچہہ ضرور ہی کہ علامہ نے شرح دیکہی ہو یا دیکہی ہو اور اسکا مطلب نہ سمجہی ہو)
افسوس کہ یہان اگر اپنی غلط فہمی کا خیال نہ آیا تہا تو کیا وہ عذر بہی محو خاطر سامی ہو گیا تہا -
قولہ آپنے جو بتقلید اپنی خاتم المحدثین کے ان شرائط کو دلائل شرعیہ کی خلاف فرمایا ہے
ظن غالب ہی کہ اب تو آپ بہی اس شرط کو مان لین کیونکہ اقتدای ہما بہ خصوصاً خلیفہ ثانی آپکو
لازم ہی - **اقول** جو کچہہ مینی ان دلائل کی نسبت گذارش خدمت کیا تہا وہ محض تقلیداً
ہی نہین تہا چنانچہ ابحاث سابقہ سے جناب کو معلوم ہو ہی گیا ہوگا پس مجہکو امید ہی
کہ جناب میری معروضات کو نظر انصاف و تامل سے خالی الذہن ملاحظہ فرمائینگی تو انشاء اللہ تعالی
آپ خود ان شرائط سے دست بردار ہو جائینگی واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم **قولہ**
اور نیز خلیفہ ثانی اور صحابہ کی یہہ رائی کہ افضلیت کو شرط خلافت جانتی تہی اگرچہ اس روایت
سے بخوبی واضح ہے مگر توضیحاً اسقدر اور گذارش ہے کہ بخاری کی کتاب الفضائل
مین حدیث سقیفہ ملاحظہ فرمائیی کہ خلیفہ ثانی نے خلیفہ اول کے جواب مین فرمایا -

بل نبایعك انت فانت سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ
اور خلیفہ ثانی کی یہہ کلام صریح دلیل اسکی ہے کہ جو شخص بہتر و افضل ہو وہ خلافت کا احق ہے
اقول ہم بھی کہتے ہیں کہ بیشک وہ شخص جو افضل ہو احق بخلافت ہے لیکن اس سے
آپ کا مدعا کیا حاصل ہوا امامیہ تو یہی کہتے تھے کہ اسلئے اس باب میں آپکو واقع ہوئی ہے
پس اسکا بھی یہی ہے کہ ما حضرت کی امامت و خلافت کرنا ہی افسوس تمہم کا یہ حال ہے اور
ترانیو کا وہ حال قولہ اور یہہ بھی ثابت ہوا جب آپ اور رسول ہی احق بخلافت ہیں اسکو
یاد رکھیگا اگر آپنے یہہ سلسلہ جاری رکہا تو پہر کسی کام آئیگا اقول تسلیم گذارہون
کو بندہ کو پہلی سے بھی یاد ہے لیکن تمہیں جب ہم یاد رکھا ہے اور وسوقت کا بھی منتظر ہون
جسوقت یہہ لفظ کام آئیگا۔ قولہ ہوتا اسوقت بھی یہ خلیفہ ثانی کے اس قول کو
تسلیم کرلیا اور یہہ نہیں کہا کہ افضلیت کو خلافت میں کیا دخل ہے شرط خلافت
افضلیت نہیں تو معصوم ہونا کہاں سے ثابت ہے کہ وہ بھی شرط ہے اقول ای حضرت
اہل انصاف سیاہی واصل بحث کے ... ولطافت تو تو ذرا
ملاحظہ فرمائیگا کہ کسطرح اس دلیل ... افضلیت ثابت فرمایا ہی
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے یہہ ثابت ہوتا ہی کہ افضلیت کو خلافت میں دخل ہے
اچھا مسلم لیکن دخل ہونی سی یہہ کیونکر لازم آیا کہ افضلیت شرط خلافت بھی ہوگئی علاوہ ازین
بجواب اس قول کے سکوت صحابہ کا کیونکر بہ اشتراک کے واسطے حجت ہوگیا ممکن ہے کہ یہہ
سکوت اسوجہ سے ہو کہ جب کہ ہر ایک کے نزدیک اوس خلافت کا تحقق ہوگیا تو کسینی اوسکی
حقیت پر کسی دلیل سے استدلال کرکے حق جانا ہو اور کسینی کسی دلیل سی مثلاً بعض نے نص قرآنی سے
اوسکی حقیت سمجھی ہو اور بعض نے احادیث سی اور بعض نے اونکی ساتھہ دلائل قیاسیہ بھی منضم
کیے ہون۔ تو چونکہ مدعا اور مطلوب ہر ایک کا متحد تھا تو کیا ضرورت تھی کہ اون دلائل مین
اونچھتی جو اپنی ہی مدعا کو موید تھی اور نیز باعتبار نفس الامر کی صحیح تھی اور مطابق واقع کی تھی

شرط عصمت کی بحث اور اسکا ابطال

پس اس سکوت کو حجت سمجہنا البتہ باعث استعجاب ہی۔ معہذا اس سکوت کو تو آپ دلیل تسلیم کی تسلیم فرماتے ہین اور تعجب ہی کہ جناب امیرؑ کی سکوت کو جو زمان خلفاء ثلثہ فرمایا بلکہ مسائل بہی اون ہی کے موافق بتلاتے رہی اور سامنی ہو کر یہہ کبہی نفرمایا کہ اہل بیت کے سوا کوئی خلیفہ نہین ہوسکتا ہی تسلیم کی دلیل تسلیم نہین فرماتے علی ہذا القیاس جناب امام حسن رضی اللہ عنہ کی سکوت یا تسلیم کو بہی تسلیم نہین کرتے اور اسیطرح ائمہ باقیہ مین سے جنہون نے سکوت فرمایا اور سب کچہہ دیکہتے رہے اور کچہہ نہ بولے تو اسکو بہی تسلیم تصور نہیگا۔ رہا خوف کے وجہ سے تقیہ کا جہگڑا وہ خود ایک الزامی بات ہی کہ اصول شیعہ کے موافق بہی کوئی اوسکو تسلیم نہین کرسکتا۔ یہہ حرف اسلیے عرض کیا ہے کہ آپنے سکوت کی حجیت کو تسلیم کرکے استدلال فرمایا ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول فانت سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کہ اس اعتبار سے بہی تسلیم تہا کہ باعتبار واقع کے صدیق رضی اللہ عنہ کو یہہ اوصاف حاصل ہے اور اس اعتبار سے بہی تسلیم تہا کہ ان اوصاف کو خلافت مین دخل ہے **قولہ** اگرچہ بعض صحابہ جلیل القدر مثل ابن عباس و ابن عمر وغیرہ کے یہہ رائی کتب معتبرہ اہل سنت مثل ازالۃ الخفا وغیرہ مین مفصل درج ہی اراداً لکہ گذارش سے بخوف اطناب باز رہا اگر حضرت مجیب چاہین ازالۃ الخفا ملاحظہ فرمادین اکثر علماء اہلسنت کا یہہ ہی مذہب ہی کہ افضل امام ہوتا ہی چنانچہ شرح مقاصد کے مبحث سادس خاتمہ مین تحریر ہی۔ ذہب معظم اهل السنة وكثير من الفرق الى انه يتعين للامامة افضل اهل العصر **اقول** ظاہر ہی کہ جن دلائل سے جناب نے اشتراط افضلیت پر استدلال فرمایا ہے تو وہ دلائل بہ نسبت اون دلائل کے جو ترک فرمائی اوضح واقوی ہونگی تو جب مین دلائل مذکورہ کو جو اوضح واقوی ہین دیکہہ چکا اور اونکو باطل کرچکا تو متروکہ دلائل کے دیکہنے کے کیا حاجت باقی رہی بہرکیف جنکو ترک فرمایا ہے وہ دلائل مذکورہ سے کچہہ کم درجہ کے ہی ہونگی تو جو اونکا جواب ہی وہی جواب تقریبًا اونکا ہی سمجہہ لیجیے شرح مقاصد کے

عبارت آپکی مثبت مدعا نہین اور اوسکی مطلب کو آپنی نہین سمجھا افضل اہل العصر کی امامت
کی لیے متعین ہونے کے یہہ معنی ہین کہ اگر اہل حل و عقد بیعت خلافت کے لیے امام کو منتخب کرین
تو چونکہ افضل احق ہے اوس سے تجاوز کرکے کسی دوسری کو امام بنا دین - افضل کے ہوتے
فاضل یا مفضول امام بنانا نہین چاہیے اور اسکی یہہ معنی نہین ہین کہ افضل بدون بیعت
اہل حل و عقد کے امام ہو جائیگا اور اوسکی انعقاد خلافت کے لیے بیعت اہل حل و عقد کی
حاجت نہوگی اور اگر افضل کے ہوتے ہوئی فاضل یا مفضول امام ہوگیا تو اوسکا انعقاد نہوگا اور
اوسکی اطاعت لازم نہوگی پس اس سے بھی اشتراط کا ثبوت نہین ہوسکتا - **قولہ**
تعجب ہے و عبرت کا مقام ہے کہ آپکے خاتم المحدثین باینہمہ والی ان اپنی کتابون مین احادیث
و اقوال نبوی و علما بالا خط فرماکر اس شرط کو مخصوص بروافض سے فرماتے ہین اور اوسکی نفی
کتاب اللہ سے اپنی زعم مین ثابت کرتے ہین - **اقول** یہہ تعجب اس وجہ سے ہی کہ عبارت کے
مطالب تک ذہن رسائی رسائی نہین ہوئی ورنہ اگر نظر انصاف سے اون دلائل کو ملاحظہ فرمائینگی
اور بصد صفائی نقل کو بنظر انصاف دیکھین گے تو خود اپنی فہم پر تعجب فرمائین گے اور اوسیکو
عبرت کا مقام سمجھینگے چنانچہ پیشتر سے عرض کیا جا چکا ہے - **قولہ** اگرچہ دربہت سے
دلائل اسکی ثبوت مین ہین مگر بخوف طوالت ان سب سے قطع نظر کرکے اب کچھ شہادتین
آپکی خاتم المحدثین کے والد بزرگوار کے پیش کرتے ہین وہ کتاب قرۃ العینین مین لکھتے ہین
کہ - این سخن حق است کہ تا اعتقاد افضلیت مبلغ قرآن و سنت و مبین معانی بر خود نکند
خاطر براخذ شرائع جمع نگردد - اور یہہ بھی اوسمین لکھا ہے شیعہ قائل شدہ اند باآنکہ امام می باید کہ افضل
امت باشد و معصوم و مفترض الطاعت و منصوب من عند اللہ و رسولہ و این قول متضمن
حق و باطل ہر دو شدہ است قول محقق آنست کہ افضلیت از امت بہ نسبت اہل خلافت
و نبوت کہ متضمن قوانین مبلغ شرائع و مروج دین باشند لازم است والا اعتماد دلکی حاصل
نشود و بجای عصمت حفظ الہی و تائید ربانی بحسب عادت می باید اثبات کرد و بجای

طاعت ونصب من عند اللہ و رسولہ استخلاف بنص و اشارت می باید ذکر کرد تا سخن درست گردد

انتہی۔ اگرچہ اس عبارت سے صاف ظاہر ہی کہ محض خلافت خلفاء ثلثہ بجا لانے کے لیے شاہ صاحب نے

یہ تاویل علیل بدون دلیل فرمائے ہیں اور خود انکی اسی قول سے رد ہو سکتی ہے اور ہمارا دعوی

ثابت ہی مگر چونکہ یہہ محل صرف انصیت کی ثبوت کا ہی ایسی ہم اس سے تعرض نہین

کرتے اور افضلیت اس عبارت سے بخوبی ثابت ہے کہ افضلیت امامت کو لازم لکھتی ہیں

اقول چونکہ ہماری مجیب لبیب نے اسجگہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کلام سے

استدلال فرمایا ہے اسلیے مناسب معلوم ہوتا ہی کہ بقدر بسط تفصیل کے ساتھہ جواب گذارش

کریں تاکہ وہ شبہات جو ہماری فاضل مجیب کو عبارات ازالۃ الخفا وغیرہ سے واقع ہوئی

ہیں رفع ہو جائیں اور اس دلیل مین نسبت قرۃ العینین سے دو جگہ کی عبارتین نقل ہوئی ہین لیکن

ہم صرف دوسری عبارت کو جسکو ہماری مجیب صاحب نے نسبت اسکی زیادہ سمجھہ رکھا ہی

بتمامہ نقل کرتے ہین اس کی تہہ بہی واضح ہو جائیگا ازالۃ الخفا مین نقل عبارات مین

شاید سہوا غلطا واقع ہوئی ہی و نیز این سخن بدان ماند کہ شیعہ گفتہ اند باید کہ امام حتمی

کہ افضل است باشد و معصوم و مفترض الطاعت و منصوب من عند اللہ و رسولہ و این قول

متضمن حق و باطل هردو شده است قول محقق آنست کہ افضلیت امامت بسبب اہل خلافت

نبوت کہ متقن قوانین و مبلغ شرائع و مروج دین ایشان شند لازم است و الا اعتماد کلی حاصل

نشود و بجای عصمت حفظ الٰہی و تائید رحمانی بحسب عادت اللہ می باید اثبات نمود و بجای

افتراض طاعت و نصب من عند اللہ و رسولہ استخلاف بنص و اشارت می باید ذکر کرد

اہل سنت و جماعت ہمین قول المحقق و منقح در شیخین بلکہ در خلفاء اربعہ اثبات نمودند تفصیل این

اجمال آنکہ افضلیت کہ میگویند در طبقہ اولی می باید کہ ہنگام احکام دین و ترویج شریعت

و تقنین قوانین آن بودند در ملک عضوض زیرا کہ در ملک عضوض اہل علم دیگر شد و اصحاب

دولت دیگر چنانکہ فتوی موقوف بود بر عالم کثیر الحال ایشان ہمہ فتوی ہا را منقح کردہ نوشتہ اند

اجمال عبارت والی ہی بابد و بس انتہی - اس عبارت میں لفظ ابن خلافت نبوت بترکیب
اضافی واقع ہی اور ہماری مجیب لبیب کی عبارت منقولہ میں واو عاطفہ زیادہ ہو کر خلافت
و نبوت منقول ہوا ہی ذرف باہمی حرف اطلاق تقیید سے [illegible] عجب نہیں کہ اس نسخہ منقول
عنہ میں یہہ غلطی کاتب سہی واقع ہوئی ہو [illegible]
بعد گذارش ہے کہ جو لیجیہ افضلیت کے باب میں [illegible]
فرمایا ہی وہ آپکی مدعا کو مثبت ہے [illegible]
رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ اثنا عشریہ میں [illegible] فرمایا ہے [illegible]
یہہ ہی کہ خلاصہ مطلب عبارات حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ جو مواقع شتی میں بیان
فرمائی ہیں یہہ ہی کہ خلافت ایک کلی ہے جسکی ہیچ افراد مختلف میں [illegible] عوارض جدا گانہ
اور اس کلی کا اپنی افراد پر صدق بطور تشکیک کے ہی پس حاصل مدعا یہہ ہی کہ خلافت جو طبقہ
اولی میں پائی جاتی ہی وہ حسب تصریح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مدت
سنین تک ہی اور متصف بصفت خلافت نبوت ہی اور افراد خلافت میں اکمل ہی اور اپنی دیگر
خواص میں بہی چند امور میں - مثلا اول لازم ہے کہ خلیفہ مہاجرین اولین اور حاضران حدیبیہ اور
حاضران نزول سورہ نور اور حاضران مشاہد عظیمہ مثل بدر و تبوک میں سی ہو - دوسری یہہ کہ بشارت
یافتہ ہو تیسری یہہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی ساتہہ ایسا معاملہ فرمایا ہو جیسا کہ امیر
منتظر الامارت کے ساتہہ معاملہ کیا کرتا ہی - چوتہی یہہ کہ جن امور کی ظہور کا وعدہ حق تعالی
شانہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہو بعض اونمین سے اوسکی ہاتہہ پر ہی ظاہر
ہوں - پانچویں یہہ کہ اوسکا قول دین میں حجت ہو بسبب تلویح و تنبیہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی ساتویں یہہ کہ افضل امت ہو اس سی صاف ظاہر ہے کہ افضلیت گویا نتیجہ
اوصاف و لوازمات سابقہ کا ہی اور وہ خلافت نبوت جو طبقہ اولی میں پائی جاتی ہے
وہ منحصر خلفاء اربعہ پر ہی اور مخصوص اونمین کے ذوات مقدسہ کے ساتہہ ہی اوسکی

بعد یہی کہ جو لوازم خلافت خاصہ کی مذکور ہوئی اگر ان میں سے کسیکا تحقق خلیفہ میں نہ پایا جاوے مثلاً افضلیت ہی مفقود ہو تو اس خلافت کی نسبت حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ خلافت منعقد تو ہو جائیگی لیکن مرتبہ اکمل سے اوسکا انحطاط ہوگا اور مرتبہ عزیمت سے نکلکر درجہ رخصت میں مستقر ہوگی لیکن اوسکے خلیفہ کی اطاعت واجب ہوگی اوسکی تحت حکم جہاد جہاد کہلائیگا اوسکا نصب عمال وقضات واخذ زکوۃ وصدقات صحیح ہوگا حضرت شیعہ فرماتے ہیں کہ افضلیت ایسی شرط خلافت ہی کہ اگر وہ فوت ہو جاوے تو مطلق خلافت باطل ہو جائیگی اور اوسکی اطاعت واعانت اور اوسکی ساتھ ہو کر جہاد معصیت ہوگا پس منشاء اختلاف صاف ظاہر ہی کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے افضلیت وغیرہ کو شرط کمال قرار دیا ہی جسکی فوت ہونے سے نفس خلافت فوت نہیں ہو سکتی اور حضرات شیعہ نے اوسکو شرط نفس خلافت ٹہرایا ہی جسکی فوت ہونے سے اونکی نزدیک اصل خلافت فوت ہو جائیگی پھر اگر حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ نے تحفہ میں بمقابلہ شیعہ کے اشتراط افضلیت کا انکار کیا ہی تو وہ ہرگز معارض اونکی والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے تحریر کے نہیں ہی کیونکہ حضرت صاحب تحفہ نے جس اشتراط کا انکار کیا ہے وہ اشتراط وہ ہی جسکی شیعہ قائل ہوئی ہیں وہ یہہ کہ افضلیت کو شرط نفس خلافت قرار دیا ہی اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جس اشتراط کا اثبات فرمایا ہے نہ وہ اشتراط ہی کہ جسکی شیعہ مثبت ہیں اور صاحب تحفہ نافی بلکہ وہ اشتراط اس سے جدا ہے اور وہ اشتراط راجع الی الکمال ہی نہ نفس خلافت کیطرف پس نفی واثبات ان مختلفین کیطرف راجع ہیں اور آپکو شاید معلوم ہوگا کہ تناقض میں آٹھہ وحدتیں ماخوذ ومعتبر ہیں جب ان میں سے کوئی فوت ہو جائیگی تناقض رفع ہو جائیگا اور اجتماع جائز ہوگا اب اس تقریر سے یہہ بھی واضح ہوگیا کہ جسقدر عبارتیں ازالۃ الخفا یا قرۃ العینین میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مثبت اشتراط تحریر میں ہماری مجیب لبیب کا اونسی استشہاد صحیح نہیں ہی اسلیے کہ اونکی مدعا کی موافق نہیں اونکا مدعا اثبات اشتراط

افضلیت کا ہی نفس خلافت کے واسطی اور اون عبارتون کا مدعا ثبوت اشتراط افضلیت کا واسطے
نفس خلافت کی نہین ہی بلکہ کملیت خلافت کی واسطی ہے پس اگرچہ بار یک فرق اگرچہ عبارات
مین تامل کرنے سی واضح ہے تاہم اگر ہماری مجیب لبیب پر پوشیدہ رہا تو ہم معذور سمجھتی ہین
علاوہ ازین ہم پہلی گذارش کر آئی ہین کہ آپ کا مدعا جو اصول دین مین ہین ثبوت قطعی کو مقتضی
ہی اور ہماری واسطی اسکی ثبوت کے لیی دلائل قطعیہ کے اسلیی ضرورت نہین کہ اسکو اصول
مین سی نہین سمجھتی تو ہمکو دلائل ظنیہ کافی ہونگی لیکن آپ انکو ہماری مقابلہ مین اپنی
مدعا کی ثبوت مین کیونکر پیش کرسکتی ہین اور وہ آپ کے مدعا کو کیونکر ثابت کرسکتی ہین
پس اون دلائل کا اپنی دعوی کے ثبوت مین پیش کرنا صریح غلطی ہے جسکا منشا یہہ ہی
کہ آپ ہمیشہ اپنی دعوی کو بہول جاتے ہین اور یا یہہ ہے کہ دہوکہ دہی مد نظر عالی ہے

قولہ اب ذرا ازالۃ الخفا کو جو کثیر الوجود ہی ملاحظہ فرمایئی مقصد اول کے فصل دوم
واقع صفحہ ۱۶ کو دیکھیی یہہ عبارت تحریر ہی ونیز لوازم خلافت خاصہ آنست کہ خلیفہ افضل
امت باشد در زمان خلافت خود عقلاً و نقلاً ازان جہت کہ در نکتہ اولی تقریر کردیم کہ چون
خلافت ظاہرہ ہمدوش خلافت حقیقیہ است، جمع شی در محل خود ثابت گردد لیکن اینجا این نکتہ
باید شناخت کہ غیر افضل خواص ریاست خواص را لائق نیست پس خلافت او مطلق نباشد
نصب غیر افضل حکم رخصت دارد بہ نسبت عزیمۃ و رخصت خالی از ضعفی نیست مورد
مدح مطلق نتواند شد و ازان جہت کہ در خلافت خاصہ تمکین دین مرتضی من کل وجہ مطلوب ست
و آن بغیر استخلاف افضل صورت نہ بندد چنانکہ حضرت مرتضی نزدیک استخلاف امام حسن فرمود
ان یرد اللّٰہ بالناس خیرا فیجمعھم بعدی علی خیرھم۔ رواہ الحاکم۔
بخلاف خلافت عامہ کہ آنجا تمکین دین مرتضی من وجہ دون وجہ مطلوب است آن کل الوجوہ ونیز بجہت آنکہ
خلافت خاصہ تقیبست از نبوت زیرا کہ در حدیث آمدہ خلافۃ علی منہاج النبوۃ ونیز آمدہ
تکون نبوۃ و رحمۃ ثم خلافۃ و رحمۃ جامع مرد ریاست عامہ است در دین و دنیا ظاہرا و باطنا

پس چنانکہ استیفاء شخصی دلالت میکند بر افضلیت وی بر است تا قبح از مستثنی عمل ذکر و مرتفع
گردد ہمچنان استخلاف شخصی بر است دلالت می نماید بر افضلیت وی بر است وازانجہت
کہ حال ساختن شخص مفضول خیانت است عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من استعمل رجلا من عصابۃ وفی تلک العصابۃ من ھو ارضی للہ منہ
فقد خان اللہ وخان رسولہ وخان المؤمنین وعن ابی بکر الصدیق قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ولی من امر المسلمین شیئا فامر علیہم احدا محاباۃ فعلیہ
لعنۃ اللہ لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا حتی یدخلہ جہنم اخرجہما الحاکم
ازینجا بتوان دانست کہ خلافت کبری چہ خواہد بود آری نزدیک تزاحم امور واختلاط خیر وشر وعدم نظام
امر علی وجہ حقہ بتوان بر او تخصص پیش گرفت وازانجہت کہ در وقت مشاورت صحابہ در
استخلاف افضلیت را بہا ونہ بلفظ احق بہذا الامر گفتہ ند وجمعیکہ مناقشہ داشتند در استخلاف
صدیق اکبر چون خطاء رای خود بر ایشان ظاہر شد قائل شدند بافضلیت او واین مقتبسی است
بر آنکہ استخلاف بافضلیت صادق باشد وافضلیت خلفاء اربعہ ثابت است بترتیب خلافت بر اولہ
بسیار اینجا بر سہ مسلک اکتفا کنیم مسلک اول آنکہ استخلاف این بزرگواران بنص واجماع ثابت شدہ
واستخلاف کذا لازم است افضلیت را کما مر تقریرہ انتہی بقدر الحاجۃ - اس عبارت کو بنظر غور وانصاف
ملاحظہ فرمایئے کہ عقلا ونقلا افضلیت کے قائل ہین اور جس حدیث کا ہم وعدہ کر آئے ہہی
وہ بھی اسمین مذکور ہی **اقول** قول سابق کے جواب مین جو تقریر مطلب حضرت
شاہ ولی اللہ صاحب کی عبارت کی کر آیا ہون بصراحۃ یہان جاری ہے افسوس
کہ آپنی باوجود اس وضوح مرام اور ظہور مطلب کے عبارت کو نہ سمجھا اور مثل لا تقربوا الصلوۃ
کو استدلال فرمایا پس مختصرا گذارش ہے متوجہ ہو کر سنیئے وہی مدعا یہان حضرت شاہ صاحب
فرماتے ہین کہ جو خلافت نبوت کی مرتبہ کمال مین واقع ہے اور عالی تبہ ہے اوسکی لیئے
افضلیت خلیفہ لازم ہے جس جگہ یہہ خلافت پائی جائیگی افضلیت بھی ضرور پائی جائیگی

اور جسجگہ افضلیت فوت ہوگی یہہ خلافت باعتبار اپنی اس مرتبہ کے فوت ہوجائیگی - دلیل اسکی خود
شاہ صاحب کے اسی عبارتسی ظاہری فرماتے ہین (منصب غیر افضل حکم رخصت وارد بنسبت
عزیمت و رخصت خالی از منقصتی نیست و مورد مدح مطلق نتواند شد) اس سے صاف ظاہری کہ غیر افضل
کی امامت وخلافت منعقد ہوجاتی ہے - لیکن مرتبہ عزیمت مین نہین پہنچی بلکہ مطلق مورد مدح
نہین ہوتی تو افضلیت شرط کاملیت خلافت ہوی نہ شرط نفس خلافت - اور اس سے آگی
فرماتے ہین - آری نزدیک تزاحم امور و اختلاط خیر و شر عدم انحطاط مرعی ہو قدہ میتوان راہ
ترخص پیش گرفت تعجب ہی کہ آپ نے اس عبارت کو نقل کیا - اور اس سے استدلال
فرمایا اور ان جملونکو نہ دیکھا اور نہ انکی مطلب کو سمجہا - اے کاش کچہہ بھی فہم و انصاف
سی کام لیتی اب ملاحظہ فرمائیے کہ آپکا استدلال ان عبارتونسی اور جو انکی مماثل ہین
کیونکر صحیح ہوگا اور حدیث موعود کیا کارآمد ہوگی **قولہ** حیرت ہی کہ حضرت شاہ
صاحب تو اس شرط کے عقلا و نقلا قائل ہون اور انکی خلف رشید یعنی انکی خاتم المحدثین
اس عقیدہ کو مخصوص بہ انفس ما ہین اور کتاب اللہ سے اوسکی مخالفت بزعم خود ثابت
کرین اور کتب احادیث وغیرہ تو خیر - کاش یہہ کتاب اپنے پدر بزرگوار کی ہی جسکا دائم
خود فرماتے ہین مطالعہ کرلیتے **اقول** اس افسوس کا مورد ہماری حضرت فاضل محجب کے
فہم شریف ہی ہی اور یہہ اور عبارات ازالۃ الخفا وغیرہ کو دیکہکر اور بندہ کی گذارش سنکر ہر شخص
سمجہہ سکتا ہی کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جسکی عقلا و نقلا قائل ہین حضرت خاتم المحدثین
رحمۃ اللہ علیہ اوسکی ہرگز منکر و مخالف نہین یہہ معارضہ محض فاضل محجب کی خوش فہمی سے
ناشی ہے حضرت خاتم المحدثین نے اسکی نسبت جو کچہہ تحریر فرمایا وہ یہہ تہا کہ صحیح ہے یہہ عقیدہ مخصوص
شیعہ کے ساتہہ ہی اور مخالف عقل و نقل کے ہی نہ اسکو کتاب اللہ مساعد ہے اور نہ احادیث رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اسکی موید فراجع البصر کرتین **قولہ** حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اس عقیدہ صحیحہ
تائید مین ایسی عظیم نعمت فرمائی - بلکہ ثابت ستمیت ...

ایک طومار طویل الذیل لکہا ہی اور کتاب و سنت و اقوال صحابہ سی دلائل و براہین لالی ہین چونکہ
وہ عبارت طویل ہی اور اس تحریر مین طول نہونا چاہیی لہذا ہم نہین لکہتی اگر حضرت
مجیب لبیب چاہین تو ازالۃ الخفا کا ملاحظہ فرماوین فہرست ان عقیدہ فصل و مقصد و صفحہ گذارش کرتے
ہین مطابق ... افضلیت شیخین کے مقدمہ اول ... صفحہ ۲۳۴ کو بنظر غور ملاحظہ فرماوین
... بیان مآثر ... خلافت خاصہ و افضلیت تخصیص کر بابت خلافت مگر ...
اقول ... افضلیت ... خلافت ... گشت واللہ اعلم
... افضلیت ... اسکی بہت واضح ہین افضلیت کے
... مفید مدعا نہین اور اس سے شرط افضلیت
... ثابت نہین ہوتا جسکو اثبات کر ہماری فاضل مجیب لبیب ... مطلب
... حاجت مکرر نہین **قولہ** اگرچہ افضلیت کی ثبوت مین جسقدر
گذارش ہوا منصف کو یہی کافی و وافی ہی اسقدر طول ہی ہوگیا مگر اس شرط کا ثبوت مختصر سا آپکی خاتم المحدثین
کی تقریر سے ہی پیش کرتے ہین وہ ... پہر اپنی اقوال باقیہ کا جواب گوش توجہ سنیی اور وہ
... عقیدہ دوم مین یہہ تحریر فرماتے ہین وعقل نہ صریح دلالت
... واجب الاطاعت کردن ... و فرستادن ... امر و نہی و حاکم علی الاطلاق
ساختن ... افضلیت ... تصور نیست و چون
... موجود ... امام مفقود ... فضل نمیتواند بود
انتہی ... کلام صریح دلالت کرتے ہی کہ نبی کا آمر و ناہی و حاکم علی الاطلاق ہونا
افضلیت کا سبب ہی اور امام کا متبوع ہونا اوسکی مفضولیت کا موجب ہی اور آپکی
خاتم المحدثین کے نزدیک بہی امر عقل صریح دلالت کرتے ہی پس بحمد اللہ کہ آپکی خاتم المحدثین کی اس افادہ سی امام کا
افضل ہونا ... ثابت ہوگیا کیونکہ امام ہی آمر و ناہی حاکم علی الاطلاق ہی اور تمام رعایا اوسکی تابع ہین **اقول**
... افضلیت ... انصاف ... عبارتونکو

آپ نہین سمجہتے اور اوسکی فہم مطالب مین سراسر خطا کی راہ پر چلتی ہین افسوس آپ جیسا ذکی الطبع مناظرہ دان جسنی تمام مسائل خلافیہ مین یہانتک تحقیقات کی ہو کہ مرتبہ حق الیقین کا حاصل کر لیا ہو ایسی عبارت مین ایسی فاحش غلطی کہاوی فیا للعجب ولضیعة الادب آپنے اس عبارت سی استدلال نہین فرمایا بلکہ اوسکو مسخ و تحریف کر ڈالا اب یہی مختصر گذارش ہی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ نبی کا واجب الاطاعت ہونا اور وحی کا اوسکی طرف نازل ہونا اور آمر و ناہی و حاکم علی الاطلاق ہونا اور امام کا اوسکا تابع ہونا یہہ مجموعہ اوصاف جو خداوند تعالے نے نبی مین ودیعت رکہی ہین اس امر کو مستلزم ہین کہ نبی امام سے افضل ہو اور بدون افضلیت نبی کے امام سے یہہ امور متصور نہین اور یہہ تمام اوصاف ہر ایک نبی مین پائی جاتے ہین اور امام مین مفقود ہین تو کوئی امام کسی نبی سے افضل نہین ہو سکتا ہی آپنے اس سے استدلال اسطرح فرمایا کہ آمر و ناہی و حاکم علے الاطلاق ہونا افضلیت کا سبب ہے اور یہہ امر یعنی آمر و ناہی و حاکم علی الاطلاق ہونا امام مین بہی پایا جاتا ہی تو وہ بہی افضل ہوگا اس استدلال مین چند وجہ سی بحث و تامل ہی اول یہہ کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بصراحۃ ان امور کے امام مین نہ پائی جانے کو بیان فرمایا ہے آپنے اپنی استدلال مین اوسکی خلاف اوسکو تحریف کیا اور یہہ کہا کہ امام مین آمر و ناہی و حاکم علی الاطلاق ہونا پایا جاتا ہی اور باوجود اسکی اس مخالف دعوی کو کسی دلیل سی ثابت نہین فرمایا پس شاہ صاحب کی عبارت سی یہہ کونسا استدلال ہی آپکو شاید یہہ خیال نہین رہا کہ اس تقریر سی تمام دلیل ہی درہم و برہم ہو جاویگی اور اصل مدعا سی اوسکو کچہہ تعلق نہین رہیگا کیونکہ مدعا یہہ تہا کہ کوئی امام کسی نبی سے افضل نہین ہو سکتا اور جب وہ اوصاف مخصوصہ کہ جن پر نبی کی فضیلت کا تمام دار مدار تہا امام مین بہی پائی جانے تسلیم کریں تو تمام دلیل و مدعا کو مسخ کر دیا پس فی الحقیقت یہہ استدلال شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل سی نہین بلکہ اپنی مقدمہ مطویہ فی الذہن سی استدلال ہوا جسکا ثبوت نہ عقلاً ہو سکی اور نہ نقلاً

[illegible]

ثانیاً ہم کہتی ہین کہ سبب افضلیت مجموعہ صفات مذکورہ کا ہی نہ ہر واحد کیونکہ واجب الاطاعت
ہونا علی العموم علت افضلیت نہین ہی عمال وقضات بلکہ والدین واجب الاطاعت ہین اور افضلیت
شرط نہین تو یہہ حضرت مجیب کی کمال مناظرہ دانی اور نہایت فہم و انصاف ہی کہ
اوس مجموعہ مین سی بعض اوصاف لیکر اوسپر حکم مجموعی محمول فرمایا اور یہہ سمجھا کہ مجموعہ کا
حکم اجزا کی حکم سے جداگانہ ہوتا ہی اسمین نزول وحی کو بھی شامل کیا ہوتا کہ امام کیواسطی
ثابت ہی چنانچہ آپکی حضرت کلینی نے محدث کے معنی مین ایک قسم کے نزول وحی کو روایت
کیا ہی اور جب نزول وحی اور آمر و ناہی و حاکم علی الاطلاق ہونا ثابت ہوتا تو آپکا استدلال
شاید صحیح ہوجاتا گو خصم کے نزدیک صحیح ہوتا یا نہین۔ ثالثاً سلمنا کہ آمر و ناہی و حاکم
علی الاطلاق ہونا مستلزم افضلیت ہی۔ لیکن ہم کب تسلیم کرتے ہین کہ امام آمر و ناہی علی الاطلاق
و حاکم علی الاطلاق ہی یہہ تو صرف حضرات شیعہ ہی نے خلاف عقل و نقل تسلیم
فرما رکھا ہی پس اپنے مسلمات سی خصم کو الزام دینا ہماری مجیب لبیب کی کمال
دانشمندی اور مناظرہ دانی ہے۔ ہم امام کو آمر و ناہی و حاکم علی الاطلاق نہین کہتی بلکہ
علی التقیید کہتی ہین کیونکہ وہ متبع قانون شرع ہی بخلاف نبی کے کہ اوسکی اوامر و نواہی خود
تشریع ہین جو کچھہ وہ فرماوی وہ قطعاً حکم خداوند تعالے ہی اوسمین دوسرا احتمال نہین اور نہ
کوئی دوسرا قانون اوسکی لیے ہے کہ جسکی مطابقت و عدم مطابقت سی اوسکی صحت
و غلطی کی تصحیح ہو سکیں وہ دوسرونکی اوامر و نواہی کے لیے میزان و قانون ہے۔ رابعاً
اس جملہ کا مطلب ہماری سمجھہ مین نہین آیا معلوم نہین یہہ کیا چیستان و پہیلی ہی (اور
امام کا متبوع ہونا اوسکی مفضولیت کا موجب ہی) ہماری مجیب فرماوین تو سمجھی کہ
حضرت نے اس جملہ مین مطلب رکہا ہی یا نہین ہماری خیال مین تو یہہ آتا ہی کہ متبوع اسم
مفعول کا صیغہ تہا تو خیال کیا ہوگا کہ اوسکی لیے مخالف صیغہ اسم فاعل کا (فاضل یا افضل)
تو مناسب نہین اور باعتبار معنی کے صحیح نہوگا اوسکی لیے اگر صحیح ہوگا تو ہمجنس مفعول کے واسطی

مفعول کا ہی صیغہ ہوگا اسلیے مفضولیت کا اطلاق کردیا سبحان اللہ ع برین علم و دانش
ببا ید گریست *بلکہ بر ید خندید۔ یہہ اس فہم و لیاقت سے یہہ دعوی یہہ کچہہ ہندی کی ش شہور ہی
اس بر ان پر تا پانی **قولہ** اب اسیدہی کہ کوئی غبی بہی چہ جائیکہ ہماری مجیب سی ذکی
و ذہی ہوش اس شرطہ کا انکار نکریگا کیونکہ ہمنی عقل و نقل کتاب و سنت حتی کہ اقوال شیخین
و صحابہ و عترت و علماء اہلسنت و والد ماجد آپکی خاتم المحدثین کے قول سے اس شرط کو بخوبی
ثابت کردیا و الحمد للہ علی ذلک **اقول** جسقدر آپنے افضلیت بلکہ شرائط ثلثہ کی ثبوت مین
دلائل پیش فرمائی اور بزعم خود عقل و نقل کتاب و سنت و اقوال شیخین و صحابہ و عترت و علماء
اہلسنت سے ثابت کیا وہ فی الحقیقت نقش بر آب بلکہ مانند سراب ہتا بحول اللہ و قوتہ تعالی
ہماری معروضات سے جو اوسپر متعلق جرح و قدح کے کیگئی یکلخت تمامہ کرماد اشتدت بہ الریح
فی یوم عاصف ہبا منثورا ہوگیا اور مثل تار پود عنکبوت کی ہمنی اوسکو توڑ پھوڑ کر رکھدیا اور مثل
آفتاب نیمروز کی واضح کردیا کہ یہہ استدلالات محض حضرت مجیب کی اور اونکی بزرگونکی خوش
فہمی سے ناشی ہین اب بعد اسکی یقین ہی کہ کوئی اجہل و اغبی بہی چہ جائیکہ ہماری فاضل
مجیب جیسی ذکی الطبع و ذہی ہوش ان شرائط کو تسلیم نکریگا کیونکہ جو امر عقل و نقل کے خلاف
ہو اوسکو کوئی عاقل و دیندار تسلیم نہین کرسکتا واللہ الموفق للرشاد **قال الفاضل المجیب**
قولہ۔ اور بیان کرنا چاہیے کہ مدار وجوب نصب کا اس اصل پر ہی کہ لطف علی اللہ واجب ہی پہر تحقیق
اگر ہی تو اسکا اثبات بہی ضروری ہی۔ **اقول** ہم آپکی علماء و صحابہ مقبولہ کی اقوال سے وجوب
نصب ثابت کرچکی آپ اپنی علماء سے دریافت کیجیے کہ وجوب نصب کا مدار اس اصل پر ہی یا کس اصل پر
یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی ہماری فاضل مجیب علماء و صحابہ کی اقوال سے جیسا
کچہہ وجوب نصب ثابت فرماگئی وہ اہل علم و انصاف پر بخوبی واضح ہوچکا اب اس سے
صرف ظاہر ہی کہ یہہ محض تعلل و دفع الوقتی بلکہ گریز ہی جب ان حضرات کو وارد گیر ابحاث کے
شکنجہ مین پہنسنی کا خوف ہوتا ہی تو اسیطرح راہ فرار ڈھونڈہتی ہین علاوہ ازین

یہہ کیا ضرور ہی کہ جو چیز وجوب نصب کے لیے آپکی نزدیک اصل مدار ہووے وہی ہماری نزدیک
ہی ہو - ہماری نزدیک سری ہی وجوب علی اللہ ہی غلط اور لغو ہی لیکن آپکی نزدیک
بروی آپکی عقل کے خداوند تعالے عما یقولون علوا کبیرا کی ذات پاک پر لطف تو
اور وجوب علی اللہ ثابت ہی اور وجوب نصب کا مدار یہے آپ ہی پر ہے - لیکن چونکہ
وجوب نصب کے دلائل جو ہین بہت غلط ان وبیجا ان ہوئے اور ہزار وقت وہ بہی
منظ ساقط دلائل نقل کیے تو اب اگر اس اصل کے دلائل کو چھیڑا جاتا تو دلائل سابق بہ درجہ پہنچی تو
معلوم ہیکن بحکم المبنی علی الفاسد فاسد - جسقدر دلائل ثبوت وجوب نصب مین ذکر فرمائی
ہی وہ بہی لغو اور لاحاصل ہو جاتے اس وہمی پر آفرین ہی **قوله** اگرچہ جسقدر وجوب
کافی تہا اور جو عبارت کہ ازالة الخفا کی نقل ہوئی ہین اونمین اس وجوب کا مدار ہی جسقدر
لکہا ہی مگر ہم حضرت مجیب کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہین اور مدار ہی اس وجوب کا عرض کرتے
ہین چونکہ امامت کے لیے عصمت ضروری ہی چنانچہ ثبوت اسکا گذر چکا اور عصمت
سوائی اللہ جل شانہ کے کوئی نہین جانتا اسلیے ضرور ہی کہ امام منصوص من اللہ والرسول
ہو - عبارت ازالة الخفا سے بہی یہہ بات ثابت ہی گو شاہ صاحب نے لفظ عصمت صریح نہین لکہا
اور وہ بپاس خلافت خلفاء ثلثہ یہہ لفظ کیونکر لکہہ سکتی تہی - **اقول** کتب عقائد
شروح تجرید و شرح باب حادی عشر المسمی بالنافع یوم المحشر کے دیکہنی سے معلوم ہوتا ہی کہ اصل
امامت کا یہی مدار اصل یہ ہی کہ لطف علی اللہ واجب ہی اور اسکی یہہ شرائط ہین خواہ بلا واسطہ
خواہ بالواسطہ اوسی اصل کیطرف راجع ہونگی - لیکن وجوب لطف کا نام سنکر لیکن اسلیے
نہ اوسکی صداقت کا اقرار کرتے ہین اور نہ اوس سے انکار ہی فرماتے ہین اگر اقرار کرین
تو اوسکا ثبوت کہان سے لاوین اور انکار کرین تو یہہ ڈر ہی کہ کل خصم دست گریبان ہوگا
اسلیے آپنے وجوب نصب کا مدار وجوب عصمت کو ٹہرایا اور اصل سوال (کہ وجوب نصب کا مدار
اس اصل پر کہ لطف علی اللہ واجب ہی یا نہین) کی جواب مین لا و نعم کچھہ نہ فرمایا یہہ مناظرہ مین

وارد کیہ خصم سے بحث کے ہکھنڈی نہین تو کیا ہین - لیکن آپکا خصم بحوج کب بیٹھا چھوڑتی والا ہی
اور چیر وجوب لطف کو اوٹھا رکھی دیا اگر وجوب عصمت پر بہی کچہہ ناز ہی تو ہمنی اوسکی دلائل
پر بہی مختصرا وہ کچہہ جرح و قدح کی ہی جو آپ جانینگی اور حضرت شاہ صاحب رح نے اگر عصمت کو
نہین لکھا تو بپاس خلافت خلفا نہین بلکہ بپاس کتاب سنت نہین لکھا کہ خلاف کتاب
وسنت کیونکر لکھہ سکتی ہی **قولہ** اور لطف علی اللہ کا جو ذکر کیا ہی اور اوسکا ثبوت
چاہا ہی اگرچہ یہہ اصل بھی اپنی محل پر ثابت کی گیی ہی مگر چونکہ یہہ بحث الہیات سے
متعلق ہی لہذا اوسکی ثبوت کی چندان ضرورت نہین **اقول** جناب میر صاحب
یون تو آپکا جو دل چاہی فرمائین نہ آپکو ثبوت الہیات کی ضرورت نہ ہنو اپکی حرف ایک
امامت ہی امامت کافی ہین لیکن پہلی آپ اپنی خصم کی گذارش سنیی اوسکی بعد فرمائیی کہ آپکو
وجوب لطف کی ثبوت کی ضرورت ہی یا نہین وہ یہہ گذارش خدمت والا کرتا ہی کہ وجوب
عصمت نص وغیرہ بلکہ تمام مبحث امامت کے لیی وجوب لطف علی اللہ اصل ہی یا نہین
اگر ہی اور نفس الواقع آپکی نزدیک اوسکی اصالت مسلم ہی تو یہہ اصل فاسد ہی کیونکہ مستلزم
محال کو ہی تو وہ فروع جو اس اصل پر متفرع ہو گی وہ بھی فاسد و باطل ہو گئی تو گویا آپکی خصم نے
اس صورت مین آپکی مسئلہ امامت کو معہ اوسکی لواحق کے سبادر بحث ہی مین باطل کر دیا تھا
اور خیال کیا کہ ابطال دلائل مین زیادہ تجشم استدلالات کی ضرورت نہین پڑی اسپر جناب والا کا
یہہ فرمانا کہ چونکہ یہہ بحث الہیات سے متعلق ہی لہذا اسکی ثبوت کی چندان ضرورت نہین
آپ ہی انصاف سی فرما دین کہ بہ بدی واب مناظرہ کے صحیح ہی یا غلط ہی اور آپکو
بحث امامت ہی مین اوسکی ثبوت و اثبات کی ضرورت ہی یا نہین - علاوہ ازین اس
بحث کے الہیات سی متعلق ہونے سی اگر یہہ غرض ہی کہ اسکا امامت سی کچہہ تعلق نہین
تو غلط ہی چنانچہ ابہی واضح ہو چکا ہی اور اگر نفی علاقہ کی امامت سی مقصود نہین تو پہر یہہ
ارشاد فرمانا کہ اسکی ثبوت کی چندان ضرورت نہین میدان مناظرہ سے صریح گریز ہی - بیت

حرف مطلب کو میری سنکی بصد ناز کہا + ہم سمجھتے نہین بکتا ہی یہہ سودائی کیا + شاید
لفظ چیدان ہلیے بڑہا لیوگا کُنی حمایۂ ضرورت تو ہی لیکن بمقابۂ کشمکش شکنجہ انظار کی کالم بکن
سمجھ گئی قال الفاضل المجیب قولہ۔ اور اختلاف نص کے صورت مین کسکو امام
سمجھا جائیگا۔ اقول۔ اسکا مطلب سمجھہ مین نہین آتا جبکہ نص کی شرط ہمنے ثابت
کردی اختلاف نص کے کیا معنی اگر نص مین اختلاف ہی تو نص ہی کہان ثابت ہوئی
یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی۔ حضرت میر صاحب واقعی اسکا مطلب
جناب کے فہم شریف مین نہ آیا ہوگا کیونکہ باوجود اینہمہ ادعا سے تبحر آپکو اپنی مذہب کے
روایات و نصوص کی خبر نہین ہی لیجیے ہم ہی خدمت سامی مین گذارش کرتے ہین کہ حضرت
امام صادق رضی اللہ عنہ کی جو دو فرزند تہی ایک اسمعیل دوسرے حضرت موسی کاظم ان مین سے
آپکی فرزند کلان اسمعیل تہی جنکو آپ حسب تصریح صاحب تذکرۃ الائمہ سب سے زیادہ محبوب رکہتی
تہی اور بہت پیار کرتے تہے اور قدر و منزلت مین تمام اولاد سے زیادہ برگزیدہ و ممتاز سمجہتی
تہی دل حضرت نے امامت کو انکی نامزد فرمایا اور انکی لیے امامت کی نص فرمائی یہہ ہی وجہ
ہوئی کہ ایک جم غفیر اسمعیل کی امامت کا قائل ہوا فرقہ اسمعیلیہ کے نام سے موسوم ہے
بعد اسکی حسب روایات حضرت شیعہ (دروغ بر گردن راوی) جب اسمعیل مصدر افعال ذمیمہ و حرکات
قبیحہ کا ہوا تو حضرت امام صادق رضی اللہ عنہ نے امامت کو بنام امام موسی کاظم کے منصوص
فرمایا اور اپنی اصحاب کے جواب مین جو بابت اختلاف نص صادر ہوا بدا کا عذر فرمایا آپ کے
رئیس المتکلمین نے نقد المحصل مین بنجر پیشوایان دین سے نقل کیا ہی کہ حضرت امام صادق رضی اللہ
عنہ اسمعیل پسر خود را قائم مقام خویش فرمود بر امامتش نص بنود چون امور ناشایستہ از وے صادر
یافت امامت را بنام موسی کاظم قرار دادند و بجواب اصحاب عذر بدا آغاز نہادند۔ نقلا عن
ازالۃ الغین اور اسکی تائید و تقویت کلینی کی روایت سے ہوتے ہے جسکو خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے
ازالۃ الغین مین نقل کیا ہی۔ بدا للہ فی ابی محمد بعد ابی جعفر ما لم یکن یعرف لہ کما بدا

ثبوت بدا در نص امامت

بعد مضی اسمٰعیل بلکہ روایت کلینی ہی اس اختلاف کے علاوہ دوسرا اختلاف الٰہی مجید او
ایسے چند میں بہی معلوم ہوتا ہی پس ان روایات کو ملاحظہ فرمایئے اور انکا مطلب سمجہیے اور
اور اختلاف نص کو دیکہیے بندہ کی گذارش بہی سمجہہ مین آجائیگی بعد اسکی جواب کا فکر کیجیے اور اگر
پہر بہی سمجہہ مین آوے تو بندہ کا قصور نہین ہے قولہ کیا بارگاہ خداوندی مین بہی مثل
تخالف بادشاہ جہان یہ اختلاف واقع ہوتا ہے **اقول** جناب کیا آپکو معلوم نہین ہی حسب روایات
حضرات شیعہ کے بارگاہ خداوندی مین (معاذ اللہ توبہ توبہ نقل کفر کفر نباشد) مثل تخالف دنیا جہ
صحیح ہے بلکہ مثل عوام اختلاف ہوتا ہی اور مقتضا اون روایات کے جایز ہی کہ (نعوذ باللہ) خداوند
تعالیٰ شانہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا از خلاف مصلحت نادانستگی سے کوئی ارادہ
یا امر فرماوی اور بعد اسکی امر اوس مصلحت جو ظاہر ہو اور اسکا حکم فرماوی اور اسکو نقض بدا سے تعبیر
فرماتے ہین چنانچہ روایات سابقہ مین پہلی نادانستگی سے اسمٰعیل کے نام خلاف مصلحت
امامت کی نص ہوئی اور جب اوس سے اعمال ناشایستہ سرزد ہوئی اور معلوم ہوا کہ پہلی نص
جو اسکی نام تہی خلاف مصلحت تہی تو پہر دوسری دفعہ حضرت امام موسیٰ کاظم کے نام امامت
نص فرمائی اور بطور یاد دیا گیا کہ پہلی نص مین خدا تعالیٰ کو (معاذ اللہ) بدا ہو گیا تہا۔
علاوہ القیاس اور بہت روایتین ہین جو اس بدا کو ثابت کرتی ہین تفسیر صافی سورہ رعد تحت قولہ
تعالیٰ یمحو اللہ ما یشاء روایت مذکور ہی والعیاشی عن الباقر انہ قال کان علی بن الحسین
یقول لو لا آیۃ فی کتاب اللہ لحدثکم بما یکون الی یوم القیمۃ فقلت لہ ایۃ آیۃ قال
قولہ یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب اس روایت سے صاف ظاہر ہی

لہ تو پہر کیسے الحمد للہ کو اعواد مکرر ہی ہیں جیا جاتا تہا واقع ہو گیا معاذ اللہ ... بن موشا ۔ ۱۲ لہ تفسیر عیاشی نے امام باقر سے روایت کی ہی کہا امام زین العابدین فرمایا کرتے تہی ... مین ایک آیت ... نہ ہوتی تو ہم تم کو قیامت تک ہونے والی باتونکی خبر دیتا میں نے پوچہا کونسی آیت ہی فرمایا ... بندہ جو چاہتا ہے ... اور اسکے پاس ہے اصل کتاب ۱۲

✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦
✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦

کہ حضرت امام کو اگر حالات آئندہ کے بیان کرنے مین خوف تہا تو یہہ بہی ہے کہ شاید
بطور ریوار کے بدل سدل ہو جاوے اور ہم جہوٹے ہون اور نہین بیان فرماتے ہین تو اسی وجہ سے نہین
بیان فرماتے تہے اور علاوہ اسکی تفسیر صافی کے مواضع متعلقہ سے بدلالت النص بدا ثابت ہے
اور نیز خاتم المحدثین علامہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ مین جو اسکی نسبت بہت روایات
نقل فرمائے ہین ان مین سے تبرکاً چند روایات نقل کرتا ہون - وما رواه البنا صاحب الكافي ٥١
في كتاب النكاح في باب اللواطة في تضاعيف حديث رواه بالاسناد عن ابي جعفر ع
هذا موضع الحاجة منه قال لهم لوط يا رسل ربي فما امركم ربي قالوا امرنا ان ناخذهم
بالسحر قال فلي اليكم حاجة قالوا وما حاجتك قال تاخذونهم الساعة فاني اخاف ان
يبدو لربي وما رواه صاحب الكافي في باب بدء خلق الانسان من كتاب
العقيقة ان الله يقول للملكين الخلاقين اكتبا عليه قضائي وقدري ونافذ امري
واشترطا لي البداء فيما تكتبان اور تفسير صافي مين ہے ٥٢ وعن الصادق انه سئل عن قول الله
تعالى ادخلوا الارض المقدسة التي كتب الله لكم قال كتبها لهم ثم محاها ثم كتبها
لابنائهم فدخلوها والله يمحو ما يشاء ويثبت وعنده ام الكتاب لیکن بقدر گذارش اوپر ہے
کہ اس بداء مذکورہ کو نسخ لازم نہین آتا کیونکہ بداء کو آپ کے علماء مجتہدین نے اسطرح بیان فرمایا ہے
يقال بدا له اذا ظهر له راي يخالف للراي الاول وظهر له من الامر ما لم يكن ظاهرا -

٥١ اور وہ جو صاحب کافی نے کتاب نکاح کے [illegible] ابو جعفر [illegible]
کیا ہے [illegible] صاحب [illegible] لوط نے [illegible] اور انہون نے کہا
ہمکو حکم دیا ہے کہ ہم انکو وقت سحر پکڑیں [illegible] روایت کی ہے
ہمین [illegible] پروردگار [illegible]
پیدا کرنے والے دو فرشتون [illegible]
٥٢ [illegible] پوچہا
ادخلوا الارض المقدسة التي كتب الله لكم [illegible]
يمحو الله ما يشاء ويثبت وعنده ام الكتاب -

اور بداء مین نادانستگی اور خلاف مصلحت ہوتی ہے بخلاف نسخ کے کہ نسخ مین بیان اتمام مدت ہوتا ہی
وبس غرضکہ بداء اور نسخ ہر دو متغایر و متبائن ہین انہین اتحاد نہین **قولہ** اسکو مفصل تحریر فرماکر سمجھائین
تاکہ جواب گذارش ہو **اقول** ہمنے مفصل گذارش کرکے بخوبی سمجھادیا حسب عہد جواب عنایت
ہو۔ **قال الفاضل الحبیب** قولہ۔ اور زمان فترت مین کیا حکم ہوگا۔ اقول
وہی جو زمان فترت نبوت مین ہوتا ہے **یقول العبد الفقیر الی مولاہ**
یہہ جواب محل بحث و تامل ہی کیونکہ فترۃ الرسل کے معنی حسب تصریح صاحب تفسیر صافی کے
فتور الارسال اور انقطاع الوحی کے ہین جس سی مراد وہ زمانہ ہی جسمین رسالت بند ہوجاوے
اور وحی منقطع ہوجاوے تو ہمارے فاضل نے جو فترۃ امامت کو فترۃ رسالت پر قیاس کیا وہ قیاس
قیاس مع الفارق اور غلط ہی کیونکہ شرائع سابقہ کے نسبت خداوند تعالے شانہ کیطرف سے
حفظ اور بقا کا وعدہ نہین تہا یہہ ہی وجہ ہوتی تہی کہ لوگ دین کو متغیر کردیتی تہی
اور کتاب اللہ کو تحریف کر ڈالتی تہی بعد اوسکی جب کوئی نبی مبعوث ہوتا تہا تو اوسکی تجدید
کرتا تہا اور جو کچہہ اوسمین خرابیان ہوتی تہی رفع فرماتا تہا کوئی مستقل شریعت جداگانہ دیکر
بہیجا جاتا تہا جب ہمارے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم الی کافۃ العرب والعجم مبعوث
ہوئی اور خداوند تعالے شانہ نے کتاب نازل فرماکر دین کی تکمیل فرمائی اور اوسکی حفظ و صیانت
کا وعدہ فرمایا اور تمام ادیان پر دین اسلام کی غلبہ کا مژدہ سنایا تو اس سے صاف معلوم
ہوتا ہی کہ اس شریعت مین تغیر واقع نہوگا اور اوسکی کتاب محرف نہوگی تو اگر ایسی شریعت مین
فترۃ امامت واقع ہی جنکا واقع ہونا کچہہ ضرر رسان نہین ہی تو اوسکو ایسی شرائع کی فترۃ رسالت پر قیاس
کرنا جو مندرس ہوچکی ہو اور نہ اوسکی کتاب باقی ہو اور نہ اوسکی احکام اپنی حال پر ثابت
رہی ہون سخت بدیہی غلطی ہے قطع نظر اس سے فترۃ کا واقع ہونا ہی خود وجوب
لطف کے خلاف ہی گویا اگر نبی مبعوث نفرماوے یا ائمہ منصوص نفرماوے تو معاذ اللہ
آپکی نزدیک خداتعالے خود تارک واجب اور ملام ہوگا تعالے شانہ عما یصفون اور ظاہر ہی

کہ قضیہ موجبہ مین وجود موضوع کی ضرورت ہی تو اگرچہ حضرات شیعہ خلاف کتاب اللہ وشواہد حسیہ محض ایک خبر واحد کی وجہ سے جو خود ہی جناب امیر سے روایت کرتے ہین لا یخلو الارض من قائم للہ بحجۃ اما ظاہر مشہور واما خائف مغمور زمان فترت کو منکر ہین لیکن ہمارے فاضل مجیب نے انصاف فرمایا اور فترت کو قبول فرمایا مگر قیاس مین غلطی کہائی سو خیر ہم اسکو بھی غنیمت سمجھتے ہین۔

قال الفاضل المجیب۔ قولہ بعد تحقق امامت نزع و خلع جائز ہم یا نہیں

اقول۔ اس سوال سے ہی تعجب ہی جبکہ ہم ثابت کر چکے کہ امامت کا کام ہی امام بنانا نہین ہے بلکہ منصوص من اللہ و من الرسول ہونا چاہیے تو بعد تحقق امامت نزع و خلع کے کیا معنی

یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی بے شک اس سوال سے جناب کو تعجب ہوگا لیکن شاید تعجب اسوجہ سے ہوگا کہ اپنی خلیفہ دومی جناب امام حسن رضی اللہ عنہ کا قصہ مصالحت محفوظ خاطر اشراف ناثر نرہا ہوگا اور عنقریب بزعم خود منصوصیت امام ثابت کرائی ہین تو ایسی حالت مین اس سوال سے زیادہ استعجاب ہوگا لیکن جناب اسی قصہ مصالحت کو دیکھین اور مصالحت نامہ کو تاریخ کی کتابون مین پڑہین تو پہر یہہ استعجاب جو سوال سے ناشی ہوا ہی رفع ہو جائیگا اگرچہ دوسری حیرت لاحق حال ہو جائیگی اول مصالحت نامہ کی نقل کرتا ہون جسکو میرزا غیاث الدین شیرازی نے جنکا تشیع انکی تاریخ سے ثابت ہی اپنی تاریخ مسمی حبیب السیر مین جلد دوم صفحہ ۱۴ و ۱۵ پر مصالحت نامہ باین الفاظ لکہا ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم ھذا ما صالح علیہ الحسن بن علی بن ابیطالب ومعویہ بن ابی سفیان صالحہ علی ان یسلم الیہ ولایۃ امر المسلمین علی ان یعمل فیہم بکتاب اللہ تعالی وسنۃ رسولہ وسیرۃ الخلفاء الصالحین ولیس لمعویۃ

سلہ اللہ کی زمین امام سے خالی نہین ہوتی یا تو ظاہر مشہور ہوتا ہی اور یا ڈرا ہوا چھپا ہوا۔۱۲ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم یہہ وہ ہی جسپر حسن بن علی بن ابیطالب نے معویہ سے صلح کی جسپر صلح کی کہ مسلمانون کی امر کی ولایت اسکو سپرد کردی اس شرط سے کہ انمین کتاب اللہ اور سنت رسول اور سیرت خلفاء صالحین پر عمل کری اور اسپر کہ معویہ۔۱۲

ثبوت صلح حسن با معاویہ

سله بن ابی سفیان ان یعهد الی احد من بعده عهدا بل یکون الامر من بعده
شوری بین المسلمین وعلی ان الناس آمنون حیث کانوا من ارض الله فی شامهم
وعراقهم وحجازهم ویمنهم وعلی ان اصحاب علی وشیعته آمنون علی انفسهم
واموالهم ونسائهم واولادهم وعلی معویة بن ابی سفیان بذلک عهد الله
ومیثاقه وما اخذ الله علی احد من خلقه بالوفاء بما اعطی الله من نفسه و
وعلی ان لا یبغی للحسن بن علی بن ابی طالب ولا لاخیه الحسین ولا لاحد من
اهل بیت رسول الله صلی الله علیه وسلم غائلة سرا ولا جهرا ولا یخیف احدا منهم
فی الافاق شهد علیه بذلک وکفی بالله شهیدا فلان وفلان والسلام اس
صلح نامہ کے کلمات کو غور و تامل سے ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت امام نے امیر معویہ کو جو امر
تسلیم فرمائی وہ تولیت اور ولایت امر مسلمین ہے جو مسئلہ امامت ہی یا کوئی اور چیز ہے
اگر ولایت امر مسلمین جو سپرد فرمائی ہے تو پھر آپ ہی فرمایئے کہ امامت کو اپنی ہی تفویض
کیا یا نہیں کیا اب فرمایئے آپکی وہ نص کہاں گئی جسکو آپ ثابت فرمایا کرتی تھی ۔ اور
علاوہ اسکے دو جملے یعنی ان یعمل فیهم بکتاب الله وسنة رسوله وسیرة الخلفاء الصالحین
اور بل یکون الامر من بعده شوری بین المسلمین مذہب شیعہ پر کیسی کچھ خرابی و آفت ڈھار ہی
مین اور جڑ تشیع کی نکالتے ہین چونکہ مقصود اختصار ہے اسلیے اشارہ کیے دیتے ہین اہل فہم

سله ابن ابی سفیان کو حق نہین ہی کہ اپنے بعد کسی کو عہد سپرد کرے بلکہ اسکے بعد مسلمانون کے مشورہ سے ہوگا
اور یہ کہ لوگ امن سے رہین جس جگہ خدا کی زمین مین ہون شام مین عراق مین حجاز مین یمن مین اور یہ کہ
علی کے اصحاب اور ان کے شیعہ اپنی جانون اور مالون اور عورتون اور اولادون پر امن سے ہونگے اور معاویہ
بن ابی سفیان پر خدا کا عہد اور میثاق [illegible] ہے جو [illegible] ایسی مخلوق
سے لیا کرتا ہے اور اس عہد پر وفا کرنے کا ذمہ ہے اور یہ کہ حسن بن علی بن ابی طالب
اور [illegible] ثابت [illegible] کوئی فریب ہوگا اور نہ ظاہر اور نہ کوئی [illegible]
ظلم کریگا اس پر فلان فلان گواہ ہین [illegible] اللہ گواہ کافی ہے ۔ والسلام

دونکا سمجھہ لین - ہان بیان اسقدر باقی رہگیا کہ حضرت امام نے خلافت و امامت حضرت
امیر معویہ کو تسلیم تو فرما دی - لیکن بیعت بہی فرمائی یا نہین فرمائی سو اسکو ہم حبیب السیر ہی
مین دیکھتے ہین - اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام نے بیعت بہی فرمائی ہکذا عبارتہ
چون امام ہمام مر اہل اسلام بقبضہ اقتدار احکام شام در آمد روزی عمرو بن العاص معویہ را
گفت کہ حسن را بگو تا خطبہ خواند و مردمان از استعفای خویش از خلافت آگاہ گرداند و حیان
نمود کہ حسن رضی اللہ عنہ از ادای خطبہ عاجز خواہد آمد و خلائق را معلوم خواہد شد کہ اورا
قابلیت این امر نبودہ معویہ نخست از قبول این سخن ابا نمودہ بالآخر بنابر الحاح عمرو آن
امر را از امام حسن التماس نمود آنحضرت ملتمس ورا مبذول داشتہ در مجمعی کہ جمہور اعیان عراق
و شام حاضر بودند بر منبر صعود فرمود و فرمود کہ ایہا الناس بہترین مراکب تقوی ست
و بدترین حمق فجور ست و بدرستی کہ اگر شما طلب نمائید از جابلقا و جابلسا مردی را کہ جد او محمد
باشد نیابید کسی غیر از من و برادرم حسین مگر شناسید کہ خدای تعالے شمارا ہدایت داد بجد من و نجات بخشید
از غوایت و شمارا عزیز گردانید بعد از ذلت و بسیار ساخت بعد از قلت و بدرستیکہ معویہ
با من نزاع کرد در امری کہ حق من بود پس من برای قطع فتنہ و صلاح امت این مہم را
بوی باز گذاشتم و ترک محاربہ گفتہ ریختن خون اہل شام بار و انداشتم و ہر آئینہ شما ملامت
کنید مرا کہ این امر را بغیر اہل آن دادم و این حق را در غیر موضعش نہادم لما قصدت من صلاح
امت بود وان ادری لعلہ فتنۃ لکم ومتاع الی حین چون سخن بدینجا رسید معویہ
بی طاقت شدہ گفت بس است ای ابو محمد فرود آی و بروایتیکہ در کشف الغمہ مرقوم گشتہ
در آن خطبہ مذکورہ مسطور ست کہ [لہ] قد بایعتہ ورایت ان حقن الدماء خیر من سفکہا ولم
ارد بذلک الا اصلاحکم وبقائکم وان ادری لعلہ فتنۃ لکم ومتاع الی حین -

لہ تحقیق مینے اس سے بیعت کرلی ہی اور میری رائی مین یہہ آیا کہ خون ریزی سے اونکی حفاظت بہتر ہی اور مین ارادہ اس سے
نہین رکہتا ہون مگر تمہاری خیرخواہی اور بقا رکہے اور کچہہ نہین ہی اور مین نہین جانتا ہون یہہ شاید تمہاری بہی فتنہ اور ایک وقت تک نفع لوہہانا ہو ۱۲

وازین عبارت چنان مستفاد میشود کہ امام حسن با معویہ بیعت نمودہ واز کتب اہل سنت
نیز ہمین معنی فہم میشود اما باتفاق علماء امامیہ امام حسن علیہ السلام دست بیعت بمعاویہ نداد
والعلم عند اللہ الملہم الرشاد — اس عبارت سے صاف ظاہر ہی کہ جناب امام حسن نے امیر
معویہ کے ساتھہ بیعت بہی فرمائی اور جب کشف الغمہ کی روایت مین بیعت کا واقع
ہونا بنص صریح موجود ہی اور امام قد بالیقین فرماتے ہین تو پہر یہہ کہنا کہ علماء امامیہ کا اتفاق
ہی جناب امام نے امیر معویہ کے ہاتہہ پر بیعت نہین کی سراسر پوچ اور لغو ہی **قولہ**
یہہ بعینہ ایسا سوال ہی کہ کوئی کہی کہ بعد تحقق نبوت نزع و خلع جائز ہی یا نہین جو جواب
اسکا حضرت مجیب دین وہی ہماری طرف سے قبول فرمادین **اقول** یہہ بعینہ ایسا
سوال جب ہو کہ جب کسی نبی نے خلعت نبوت کسی کافر و فاسق کو بخشا ہو اور کسی کافر کے
ہاتہہ پر بیعت کی ہو اور اسکا ربقہ اطاعت اپنی گردن مین ڈالا ہو اور اگر ایسا نہین ہوا
تو یہہ سوال ہی بعینہ ایسا سوال نہین ہو سکتا لیکن اگر ہماری مجیب لبیب کے نزدیک کسی نبی
سے بہی ایسا واقع ہوا ہو جیسا کہ انکی امام اول و ثانی نے غیر سے ہوا تو اسکی جوابدہ وہی ہین نہ ہم
بخلاف ما نحن فیہ کے کہ اول حضرات شیعہ کی حضرت خلیفہ اول رض نے زمانہ خلافت خلفا
ثلثہ رض مین خلع کیا اور ہر سہ خلفا رضی اللہ عنہم کے ہاتہہ پر بیعت فرمائی اور یہہ بیعت کرنا
کسیطرح ہو علی الظاہر جسپر دار و مدار جملہ امور ہی اپنی ہی امامت کا خلع اور دوسرونکی
امامت کی تسلیم ہی اگرچہ یہہ خلع قبل از وقوع بیعت اہل حل و عقد ہوا لیکن آپکی
نزدیک بیعت کی وقوع اور عدم وقوع کو انعقاد خلافت مین کچھہ دخل نہین ہی بعد
اسکی حضرت امام ثانی رض نے بیعت اہل حل و عقد کے بعد اور باعتبار ظاہر استقرار خلافت
کے بعد امیر معویہ کے ساتھہ اس طور مصالحت کی کہ ولایت امور خلائق کے جو خدا
اور رسول سے آپکو مفوض و مخصوص تہی اپنی سے جدا کی اور امیر معویہ رضی اللہ عنہ کو تسلیم
فرمائی اور خدا تعالی کو اسپر گواہ کیا اور اسکی ہاتہہ پر بیعت کر لی پس جب ائمہ مین نزع

اور خلع کا وجود پایا جاتا ہی اور انبیا مین کہین نہین پایا گیا تو پہر اس قسم کے جواب دینا اپنی لیاقت اور مادہ قابلیت کو ظاہر کرنا ہے اور دارو گیر ابحاث سے جان چہوڑانا جیسا کہ اس بحث مین جو کچہہ جواب بعد اختتام شرائط ارشاد ہوئی ہین سب کی کیفیت ایسی ہی کہ ہر شخص سمجہہ سکتا ہی کہ ہمارے فاضل مجیب کو ان جوابات مین ذرا تنگ نظر آرہا ہی اور رہائی مد نظر ہے ولیکن ... مین ...

قال الفاضل المجیب قولہ اور درصورت تخطیہ احد ہما آپ کے نزدیک صواب پر سمجہا جائیگا اور کسکو خطا پر۔ اقول۔ یہہ سوال بہی حیرت انگیز ہی جبکہ عصمت ثابت ہو جائے ... زیادہ اشخاص معصوم ثابت ہون انکو آپسمین تخطیہ کی کیا معنی عصمت و خطا بینی جیسا ہرگز آپسمین تخطیہ ممکن نہین **یقول العبد الفقیر** اے مولانا آپ بہی لاریب آپکو یہہ سوال بے حیرت انگیز معلوم ہوتا ہوگا کیونکہ اول تو یہہ خلاف عقل و نقل ائمہ کی عصمت تسلیم کر بعد اوسکی آپکو اوس تخطیہ کی جیسا منوائی ہوا ایک ... ہم کی نسبت فرمایا لوگوں کتب معتبرہ مین موجود ہی پس آپکو یہہ سوال حیرت انگیز نہ معلوم ہو تو تعجب ہی جبکہ آپکو اب تک ایسی تجرد وقوع تخطیہ کے اطلاع نہین ہے تو یہی ہم ... ثابت کرتے ہین کہ صاحب کشف الغمہ وغیرہ امامیہ نے نقل کیا ہی کہ جب اون مصالحت کی خبر جو فیما بین حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امیر معویہ رضی اللہ عنہ واقع ہوئی تہی امام حسین رضی اللہ عنہ کو پہونچی آپنے یہہ خبر وحشت اثر سنکر یہہ کلمہ اپنی زبان مبارک سے نکالا اور فرمایا لو جز انفی لکان احب الی مما فعلہ اخی اب عاقل اس عبارت کے مضمون مین تامل فرماوے اور سوچے کہ یہہ عبارت کس درجہ شناعت و قباحت فعل امام حسن رضی اللہ عنہ پر دلالت کرتی ہی لفظ جز انف کے معنی خواہ حقیقی لیے جائین یا مجازی ہر طور اس پر دلالت کرتی ہین کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا یہہ فعل جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس درجہ قبیح و شنیع تہا کہ جز انف کو اوس سے زیادہ بہتر اور پسندیدہ سمجہتے ہین اور امام حسن رضی اللہ عنہ اوس ہی فعل کو صلاح سے تعبیر فرماوین تو ظاہر ہی کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا

اوسکو قبیح سمجھنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا تخطیہ صریح ہی پس ہم پوچھتے ہین کہ عصمت اور خطا
یعنی چہ - علاوہ ازین اوائل رسالہ ہذا مین گذر چکا ہی کہ ایک دفعہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے بیت المال
کی عسل سے ایک ضیف کیلیے بقدر ایک رطل کے عسل لے لیا تہا اوسپر جناب امیرؓ نے اسقدر
غیظ و غضب فرمایا کہ مارنے کا قصد کیا اور عذر استحقاق بیت المال کا پذیرا نفرمایا بلکہ تصرف
قبل القسمت کو ناجایز فرمایا اور حضرت امام نے جسقدر عسل بیت المال سے لیا تہا فے الفور
جناب امیرؓ نے قنبر اول بازار سے خرید کر کے اوسیقدر اوسمین داخل فرمایا اور ظاہر ہی کہ یہہ
تخطیہ ہی پس اب فرمایئے کہ عصمت اور خطا یعنی چہ - لیجیے آپ امکان تخطیہ کے بہی منکر
تہی ہمنے آپکو اوسکا وقوع ثابت کر دیا - اونیز شروع اس رسالہ مین ہم حضرت فاطمہ رضی اللہ
عنہا کا جناب امیر رضی اللہ عنہ کی نسبت تخطیہ کرنا اور کلمات مستہجن مثل جنین پردہ
نشین بحرم شدہ الخ فرمانا بیان کر آئی ہین آپکو یاد ہوگا اب مجیب کو نظر آتا ہی کہ آپ حصار ابحاث
مین محصور ہوکر بیچارہ من قصہ حضرت موسی و ہارون علیہما السلام کو سمجھینگی اور الزاما اوسکو
پیش فرماینگی لیکن اتنا خیال رہی کہ اول اوسکا تخطیہ ہونا باطل ہی علاوہ اسکا ایسی خطا ہونا
جس سے انبیا معصوم ہین غیر مسلم ہے اور بفرض محال اگر انبیا مین تخطیہ واقع ہوئی ہی تو چونکہ
انبیاء باتفاق فریقین معصوم ہین اور اونکی عصمت دلائل قطعیہ سے ثابت ہی تو ایسی اونکی
تاویل ضرور ہوگی بخلاف ائمہ کی کہ نہ اونکی عصمت مسلم اہلسنہ اور نہ اوسپر کوئی دلیل مثبت قائم ہی
تو اوسکو انبیاء کی تخطیہ پر قیاس کرنا کیونکر صحیح ہوگا **قولہ** اگر ہم حسب مذاق حضرت
مجیب عرض کرتے ہین کہ بفرض محال اگر یہہ امر ثابت بہی ہو تو اسی طرح سمجہا جاییگا جسطرح
انبیاء ایک دوسری کا تخطیہ فرماوین جو جواب حضرت مجیب وہان دینگی وہی یہان بہی
تصور فرماوین - **اقول** ہماری فاضل مجیب کو فرض محال کے تکلیف اوٹہانی کی کچہہ
ضرورت نہین ہمنے آپکی ہی روایات سے وقوع تخطیہ ثابت کر دیا اب فرمائین کہ انبیا مین
کونسا تخطیہ واقع ہوا ہے جو اس تخطیہ کے برابر ہو جسکو مشترک الجواب تصور فرما رکہا ہی

علاوہ ازین اسکا دار و مدار ثبوت عصمت ائمہ پر ہی اور اسکو ہم سابق مین باطل کر آئی ہین تو یہہ محض بناء فاسد علی الفاسد ہوگی۔ قطع نظر اس سی اگر اسکو تامل سی دیکھا جائے تو یہہ مشترک الالزام بھی نہین ہوسکتا کیونکہ جو تخطیہ ائمہ مین واقع ہوا ہی وہ اسطرح ہی کہ امام بالفعل نے امام بالقوہ کا بلکہ تخطیہ فرمایا ہی اور اگر یہہ ہی صورت تخطیہ کے انبیا مین فرض کیجاوی تو چونکہ عصمت انبیا قبل البعثہ علی الخصوص صغائر سی مختلف فیہ مین اہل سنت ہی اسیی کہا جاسکتا ہی کہ نبی بالفعل کا تخطیہ کرنا نبی بالقوہ کی نسبت صحیح ہے۔ اور جب آپکی حکم کے بموجب ہمنی اس جواب کو آپکی طرف سی ائمہ مین بھی تصور فرمایا تو یہہ ثابت ہوا کہ جو تخطیہ ائمہ مین واقع ہوگا اوسمین امام بالفعل صواب پر ہوگا اور امام بالقوہ خطا پر تو غسل کے قصہ مین جناب امیر رضی اللہ عنہ صواب پہ ہے اور معاملہ صلح مین جناب امام حسن رضی اللہ عنہ صواب پر تہی ۔لیجیی بطلان عصمت کو بیان تو خود تسلیم فرمالیا قال الفاضل المجیب۔ قولہ اور نیز عصمت کا تحقق جمیع عمر مین ہی یا بعض مین۔ اقول۔ مذہب اہل حق یہہ ہی کہ زمہہ تا لحد عصمت متحقق ہی یقول العبد الفقیر اے مولاہ چونکہ عصمت کی نسبت سابق مین بہت کچہہ بحث ہوچکی ہی جو کافی ہی اسلیی اوسکی اعادہ کی ضرورت نہین ہاں قدر مفید گذارش ہی کہ قطع نظر اس سی کہ ابتداء غایتہ از مہد صحیح ہی یا نہین کیونکہ شاید آپکو معلوم نہین ہی کہ اسمین بھی باہم اختلاف ہی اسلیی اسکو مذہب اہل حق فرماتے ہین۔ بحث اثبات عصمت مین جسقدر دلائل ذکر فرمائی ہین اونمین سی کوئی دلیل بھی عصمت از مہد پر دلالت نہین کرتی کاش اثبات کے وقت بھی یہہ ہی دعوی ملحوظ خاطر سامی ہوتا قال الفاضل المجیب قولہ جب جناب مخاطب اپنی شرائط کو دلائل کے ساتہہ بیان فرمینگی تو اوسپر رد و قدح ابطال ہوگی۔ اقول۔ ہمنی آپکے ہی کتب سی یہہ شرائط مدلل بیان کردیی اگر آپ رد و قدح ہی علمائی کرام و صحابہ کی اقوال پر کرسکتی ہین تو بسم اللہ کیجیی ہمارا ہر طرح فایدہ ہی۔ یقول العبد الفقیر اے مولاہ سبحان اللہ یہہ ہمارے فاضل مجیب کے

فہم و دانش اور مناظرہ دانی ہے کہ اپنی استدلالات کی ابطال کو کلام علما و اقوال صحابہ پر رد و قدح
سمجھتے ہین۔ کیون حضرت اگر آپنے کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یا ارشادات ائمہؒ یا اقوال صحابہ یا تحقیقات علما سے غلط استدلال کیا اور اپنی فاسد مدعا پر
استشہاد کے طور پر غلط پیش کیا اور آپکے خصم نے آپکو آپکی غلطی پر متنبہ کیا اور آپکو جتلایا
کہ آپکا استدلال ان دلائل سے غلط ہی اور ان سے آپکے ثبوت مدعا سے کچھہ مس نہین اور اونکے
دلائل سے ثابت کردیا تو کیا اس صورت مین آپ یہہ ہی فرماوینگے کہ آپکے خصم نے کتاب اللہ
و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و عترت پر رد و قدح کی اور آپ اسی دہمکی سے ڈرا کر
اپنی استدلالات کی ابطال و رد و قدح کسے باز رکھینگے۔ قطع نظر اس سے کہ ایسی غلط اور واہی باتین
آپکی ایسی ثبوت نفس و کمال مین معرض و قادح مین آپکے خصم کو ہرگز رد و قدح سے باز رکھنے والے
نہین اور نہ آپکا خصم ایسی باتون پر کان رکھیگا۔ پس آپکا اسطرح کچھہ فائدہ نہین
بلکہ نقصان ہی۔ چنانچہ جب ہماری رد و قدح سے آپکو روز سیاہ نظر آئیگا تو معلوم ہوگا کہ آپکو
کسقدر ضرر رسان ہی۔ قال الفاضل المجیب۔ قولہ۔ سر دست جنابنے دعوی کیا کہ
یہہ مدعا بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت ہی اور دلیل ذکر نہین فرمائی تو دعوی بلا دلیل کے واسطے تو محض
لانسلم ہی جواب ہی بلکہ لانسلم کہنے کی بھی حاجت نہین کیونکہ دعوی بلا دلیل خود ہی غیر مقبول ہی
ان مدلل جواب کے واسطے آیندہ اپنی دلائل کے ساتھہ منتظر رہین۔ اقول۔ اگرچہ اسکی جواب
مین بھی کچھہ گذارش ہوتا اور اسیقدر شروع مین عرض کیا گیا ہی مگر چونکہ کوئی مطلب کی بات نہین
اسلیے صرف اسیقدر گذارش ہی کہ ہمنے آپکی ارشاد کی تعمیل کردی اب ہم حسب وعدہ منتظر ہین
یقول العبد الفقیر الے مولاہ ہم بھی اسجگہ صرف اسیقدر گذارش کافی سمجھتے
ہین کہ ہمنے اپنا وعدہ وفا کیا اور آپکی استدلالات کا مدلل جواب آپکی دلائل کے ساتھہ گذارش
کرکے آپکا انتظار رفع کردیا اب ہم حسب وعدہ انصاف کی منتظر ہین۔ قال الفاضل
المجیب۔ قولہ۔ معہذا مجملاً و مختصراً اسقدر گذارش ہی کہ جن شروط کی نسبت

دعوی فرمایا ہی کہ دلائل عقلیہ ونقلیہ سی ثابت ہین اونکی مکذب خود کلام امیر المومنین علی
رضی اللہ عنہ ہی جسکو شریف رضی نے نہج البلاغۃ مین ذکر کیا ہی وانما الشوری
للمہاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان ذلک للہ رضا
ملخصًا بقدر الحاجۃ - اقول الحمد للہ کہ شرائط ثلثہ اون دلائل عقلیہ نقلیہ سی
جو آپکی ہی علمانے اپنی کتب معتبرہ دینیہ مین لکھی ہین ثابت کی گیی ہیں قول العبد
الفقیر الی مولاہ بحول اللہ وقوتہ شرائط ثلثہ کی ثبوت کو اون دلائل عقلیہ
ونقلیہ سی جو ہماری علمانے اپنی کتب معتبرہ دینیہ مین لکھی ہین بالکل زیر وزبر کا انہیار انتشار
کر آئی ہین اوس سی بخوبی یہہ بات ثابت ہوئی ہی کہ شرائط خلاف عقل ونقل تسلیم
کر رکھی ہین نہ اونکی عقل ساعد ہی اور نہ نقل موید ہے **قولہ** آپنے جو یہہ تقلید اپنی
خاتم المحدثین کے کہ وہ حضرت اپنی خوش فہمی سے اس قول جناب امیر المومنین علیہ السلام
کو مکذب ان شرائط کا سمجھتی ہین یہہ قول نقل کیا ہی اسکا ہی جواب سُنیئے **اقول**
شاید ہماری مجیب لبیب کچھہ ملہم یا محدث ہونے کی ہی مدعی ہین - اگرچہ خاتم المحدثین
رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید ہمارا فخر ہی لیکن معلوم نہین اسجگہ ہماری مجیب کس دلیل سی
تقلید سمجھی آپکی عادت ہوگیی ہے کہ ہرگاہ کسینی کوئی دلیل پیش کی خیال کر لیا کہ تحفہ
سی نقل کی ہوگی گو آپکی کتابین بدقت میسر آئی ہین لیکن خداوند تعالے کی فضل سے بعض
کتابین اس عاجز کو بہیمہ آگئی ہین منجملہ اونکی نہج البلاغۃ اور اوسکی شروح ہین پس
ہمنی جو کچھہ عرض کیا تہا تحفہ سی نقل نہین کیا تہا بلکہ نہج البلاغۃ سی ملخصًا عرض کیا تہا باقی رہا خوش
فہمی سو اس بحث مین انشاء اللہ تعالے بخوبی واضح ہوجائیگی کہ آپکی اور اکابر کی
خوش فہمی ہے جنہون نے اس کلام کو دلیل الزامی قرار دیا ہے یا خاتم المحدثین
کی خوش فہمی ہے کہ اونہون نے اسکو دلیل تحقیقی ٹھہرایا ہے **قولہ**
اول ہم اس روایت کو جسکی تلخیص آپنے فرمائی ہی تحفہ سے نقل کرتے ہین آپکی خاتم المحدثین

تحفہ مین یہہ تحریر فرماتے ہین - منہا ما اوردہ الرضی فی نہج البلاغۃ عن امیر المؤمنین
فی کتاب کتبہ الی معاویۃ وھو اما بعد فان بیعتی یا معاویۃ لزمتک
وانت بالشام فانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر و عمر و عثمان علی
ما بایعوھم علیہ فلم یکن للشاھد ان یختار ولا للغائب ان یرد وانما
الشوری للمہاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان ذلک للہ
رضی فان خرج منہم خارج بطعن او بدعۃ ردوہ الی ما خرج منہ فان ابی قاتلوہ علی
اتباعہ غیر سبیل المؤمنین وولاہ اللہ ما تولی واصلاہ جہنم وساءت مصیرا - انتہی
اب اسکا جواب سنئے یہہ امر بخوبی ثابت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے خلیفہ اول کی بیعت
بفور انعقاد خلافت نہین کی بلکہ اوسکی برہم کرنیکی تدبیرین فرماتے رہے چنانچہ ازالۃ الخفا
کی عبارت جو قصد احراق بیت جناب سیدہ علیہا السلام مین نقل ہوئی ہے اسپر شاہد ہے
اور بعد مین جو بیعت فرمائی وہ بھی بخوشی نہین کی چنانچہ بروایت بخاری بلکہ صحیحین تا شش ماہ
وحیات جناب سیدہ بیعت نہین کی اور اس روایت مین یہہ الفاظ ہین وکان لعلی
من الناس وجہ حیاۃ فاطمۃ فلما توفیت استنکر علی وجوہ الناس فالتمس
مصالحۃ ابی بکر ومبایعتہ پس اگر اس خط سے جو جناب امیرؑ نے معاویہ کیطرف تحریر فرمایا ہے
خلیفہ اول کی صحت خلافت ثابت ہو اور جناب امیر علیہ السلام اسکی معتقد ہون تو لازم آتا ہے
کہ معاذ اللہ جناب امیر علیہ السلام خلیفہ برحق و امام مطلق سے تا شش ماہ منحرف رہے
ہون اور ایسی برحق خلیفہ کے خلافت و امامت برہم کرنیکی ایسی مشورہ کرتے رہے ہون
حالانکہ کتاب اللہ مین یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر
منکم و حدیث رسول اللہ مین من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاہلیۃ
موجود ہے اور جناب امیر علیہ السلام کی شان اس سے ارفع ہے بلکہ اصل بات یہہ ہے کہ یہہ
خطبہ بطور الزام معاویہ کو تحریر فرمایا ہے - چونکہ معویہ خلفاء سابق کو برحق خلیفہ جانتا تھا

اور اونکا ہی حاکم کردہ تہا اسلیے جناب امیر نے اوسپر حجت ختم فرمائی چنانچہ اس خطبہ کے
یہ الفاظ اند بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر و عمر و عثمان علی ما بایعوھم اسپر صاف
دلالت کرتے ہین اگر یہہ نہ تحقیقی ہوتا تو اسکی لکہنے کی کیا ضرورت تہی اور خصوصاً وہ
فقرہ جو آپکی خاتم المحدثین اپنی تحریر سلمی سے اصل سمجہے ہین یعنی لزمتک وانت بالشام
الزامی تحریر پر دال ہے کیونکہ یہہ داب تحریر نہین ہے کہ اپنی مسلمات کو بیان کرکے
خصم پر کوئی بات لازم کرین - **اقول** ہمنے نمبر ۲ اجمالی طور پر جناب امیر کا
الزامیہ جو بنام امیر شام تحریر فرمایا مخصاً بصراحتہ تکذیب شرائط ثلثہ کے ہی اور فی الحقیقت
یہ مسائل اصول فروع مذہب تسنن کی غرض سے گذارش خدمت کیا تہا بجواب اوسکی جناب نے
ارشاد تحقیقی ہونے سے تو انکار لیا او الزامی ہونا او نکا تسلیم فرمایا گویا اسکو تسلیم کرلیا
کہ یہہ کلام جناب امیر رضی اللہ عنہ سے بطور تحقیق کے صادر ہوئی ہو تو شرائط ثلثہ بلکہ
تمام اصول فروع مذہب شیعہ کے باطل اور برباد شعار بالبدیہ بہاء منثورا ہونگی
تمامی ان نکات پر یہہ ہی فیصلہ ہوگا - اب ہمپر لازم ہے کہ اوس خط کا الزامی ہونا
اطلاع اونپر بخوبی ثابت ہی مین نقل کرکے دکہلا دین اور ثابت کردین کہ یہہ خطبہ الزامی
طور پر تحریر نہین ہوا بلکہ واقعی تحقیقی طور پر جناب نے تحریر فرمایا ہے - پس واضح ہو کہ جب ہم اس
خطبے کے جملوں اور اونکی مضامین مین غور و تامل کی نظر سے دیکہتے ہین تو تمام خطبہ مین اول
سے آخر تک کوئی حرف ایسا نہین پاتے ہین جو اوسکی الزامی ہونے پر دلالت کرتا ہو اسلیے
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اول تمام خط کی نقل شرح ابن میثم بحرانی سے کیجاوے اسکے بعد اوسکی اوس کے
جملوں سے ثابت کیا جاوے کہ یہہ الزامی نہین بلکہ تحقیقی ہے اوس خطبہ کی شرح مین جسکا
شروع یہہ ہے - ومن کلام له علیه السلام وقد اشار الیه اصحابه بالاستعداد لحرب
اهل الشام بعد ارساله الی معویة جریر بن عبد الله - شارح ابن میثم تحریر فرماتا ہے

سلہ یہہ آپکا اوس کلام میں سے ہے جبکہ آپکی اصحاب نے اہل شام کی لڑائی کی تیاری کا مشورہ دیا جب کہ جریر بن عبد اللہ کو معویہ کی طرف بہیجکر بلوایا

ثم كتب معها [له] اما بعد فان بيعتي بالمدينة لزمتك وانت بالشام لانه بايعني القوم
الذين بايعوا ابابكر وعمر وعثمان على ما بايعوهم عليه فلم يكن للشاهد ان يختار
ولا للغائب ان يرد وانما الشورى للمهاجرين والانصار اذا اجتمعوا على رجل فسموه
اماما كان ذلك لله رضى فان خرج من امرهم خارج لطعن او رغبة ردوه الى ما خرج
منه فان ابى قاتلوه على اتباعه غير سبيل المؤمنين وولاه الله ما تولى ويصليه
جهنم وساءت مصيرا وان طلحة والزبير بايعاني ثم نقضا بيعتي فكان نقضهما كردتهما
فجاهدتهما على ذلك حتى جاء الحق وظهر امر الله وهم كارهون فادخل فيما دخل
فيه المسلمون فان احب الامور اليك العافية الا ان تتعرض للبلاء فان تعرضت
قاتلتك واستعنت بالله عليك وقد اكثرت في قتلة عثمان فادخل فيما دخل فيه الناس
ثم حاكموا القوم احملك واياهم على كتاب الله فاما تلك التي تريدها فخدعة
الصبي عن اللبن ولعمري وان نظرت بعقلك دون هواك لتجدني ابرأ قريش من دم
عثمان - واعلم انك من الطلقاء الذين لا تحل لهم الخلافة ولا تعرض فيهم الشورى
وقد ارسلت جرير بن عبد الله وهو من اهل الايمان والهجرة فبايع ولا قوة الا بالله

[له] پھر اسکے ساتھ لکھکر بھیجا بعد حمد و صلوۃ کے۔ میری بیعت مدینہ میں تجھپر لازم ہو گئی باوجودیکہ تو شام میں ہی کیونکہ مجھسے ان لوگون نے بیعت کی ہی جنہون نے ابوبکر و عمر و عثمان سے بیعت کی تھی تو اب حاضر کو کچھ اختیار نہی اور نہ غائب رد کر سکتا ہی شوری صرف مہاجرین و انصار کا ہی جب وہ کسی شخص پر مجتمع ہو جاوین اور امام بنالین وہ اللہ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہی پھر اگر کوئی نکلنے والا انمین طعن یا اوس سے اعراض کی نکلے اوسکو اوس جگہ پھیر لاتے ہی جہانسے نکلا ہی سو اگر انکار کرے تو اوس سے مومنین کے رستہ کے سوا پیروی کرنے پر لڑتے اور اللہ اوسکو متوجہ کریگا جدھر وہ پھرا ہی اور داخل کریگا اوسکو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ ہی اور طلحہ اور زبیر نے مجھسے بیعت کی پھر بیعت توڑ دی تو یہہ انکا بیعت توڑنا بمنزلہ انکی ردت کی ہوا تو مین نے اوس پر انسے جہاد کیا یہانتک کہ آ پہنچا سچا وعدہ اور غالب ہوا اللہ کا حکم اور وہ ناخوش رہے تو تو بھی داخل ہو جا جسمین مسلمان داخل ہوئے ہین کیونکہ مجھکو وہ بہت زیادہ پسند ہی وہ یہی جسمین عافیت ہو مگر یہہ کہ تو بلا کی درپی ہو پس اگر تو بلا کی درپے ہوگا تو مین تجھسے لڑونگا اور تجھپر خدا سے اعانت چاہونگا۔ اور تو نے عثمان کے قاتلون مین بہت گفتگو کی ہی تو جسمین لوگ داخل ہوئے ہین تو بھی داخل ہو۔ پھر قوم کو میری طرف حکم کر مین تجکو اور انکو کتاب اللہ پر ارشاد کرونگا اور یہہ جو تو چاہتا ہی تو ویسی ہی جو دودھ سے فریب دینا ہی اور میری زندگانی کی قسم اگر تو اپنی عقل سے بدون خواہش نفسانی کے نظر کریگا تو مجکو قریش مین عثمان کے خون سے سب سے زیادہ بری پائیگا اور جان تو کہ تو طلقا مین سے ہی جنکی لیے نہ خلافت کا زیور حاصل ہو سکتا ہی اور نہ انکو کچھ مشورہ کے کسی تعرض ہے اور مینے تیری طرف جریر بن عبد اللہ کو بھیجا ہی وہ اہل ایمان اور ہجرت سے ہی پھر تو بیعت کر لے ولا قوۃ الا باللہ۔ ۱۲

عاقل منصف اول اس تمام خط کی عبارت کو اجمالی نظر سے دیکھے کوئی جملہ یا کوئی حرف وغیرہ اس خط کے الزامی ہونے پر دلالت کرتا ہے ہرگز نہیں تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ یہ خط الزامی نہیں اور وجہ اسکی یہہ ہے کہ خبر فی الحقیقت حکایت ہوتے ہیں اور اوسکا محکی عنہ یا تو حال واقع ہوتا ہے یا اعتقاد متکلم بلکہ اعتقاد متکلم کا محکی عنہ ہوتا ہے اسی وجہ سے معتبر ہے کہ متکلم اپنے اعتقاد کو مطابق واقع کے سمجھتا ہے یہہ یہی وجہ ہے کہ صدق و کذب کا مدار جمہور کے نزدیک مطابقت و عدم مطابقت واقع پر ہے پس جب کوئی متکلم کسی خبر کے ساتھہ تکلم کریگا تو سامع بمجرد استماع خبر کے یہہ سمجھیگا کہ متکلم نے حال واقع یا اپنے اعتقاد کی حکایت کی اور اسقدر سمجھنے میں کسی قرینہ حالیہ یا مقالیہ کا محتاج نہوگا اور ظاہر ہے کہ تبادر الی الفہم دلیل حقیقت کی ہے لفظ موضوع کی اطلاق کے بعد جو معنی کہ بلا احتیاج قرینہ متبادر الی الفہم ہونگی اوسکو حقیقی سمجھا جائیگا اور جو معنی کہ کسی قرینہ سے سمجھے جاوینگے اور محتاج سمجھنے میں قرینہ کی طرف ہونگی اوسکو حقیقت نہیں کہا جائیگا بلکہ اوسکو مجاز کہینگے تو اب اگر اس خط کی مضمون کو تحقیقی سمجھا جائیگا تو تمام عبارت اپنی معنی حقیقی پر محمول ہوگی اور بسبب تبادر الی الفہم ہونے کے کسی قرینہ کی محتاج نہوگی اور سمجھا جائیگا کہ جناب امیر رضی اللہ عنہ حال واقع کی حکایت فرما رہے ہیں۔ اور اگر اسکو الزامی سمجھا جاوے اور تصور کیا جاوے کہ حضرت بطور الزام کے حکایت حال اعتقاد مخاطب کے فرما رہے ہیں تو یہہ عبارت اپنی معنی حقیقی پر محمول نہوگی اور بسبب عدم تبادر الی الفہم کے محتاج قرینہ کی طرف ہوگی اگر کوئی قرینہ پایا جاویگا تو اپنی حقیقت سے تجاوز ہو کر اس معنی پر محمول ہوگی ورنہ نہیں۔ اب تفصیلی نظر سے اہل فہم و انصاف ہر ایک جملہ کی مضمون کو بغور ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ اس کلام میں کوئی قرینہ پایا جاتا ہے جس سے اسکا الزامی ہونا سمجھا جاے یا نہیں اور واضح رہے کہ قرینہ خارجیہ جو کلام کو معنی حقیقی پر محمول ہونے سے مانع ہو وہ ہوتا ہے جو عام طور پر متبادر الی الفہم ہو اور ہر شخص اوس کو سمجھہ سکے کہ یہہ کلام مصروف عن الظاہر ہے اور یا نحن فیہ میں ایسا قرینہ

مفقود ہی اور جسکی نسبت او تا ہی وہ بلا دلیل ہی اور غیر مسلم اول جملہ لانہ بایعنی القوم الذین
بایعوا ابابکر و عمر و عثمان علے ما بایعوهم علیہ - تو اوسکا یہ معنی ہی کہ یہہ جملہ حال
واقع کی حکایت ہی اور اپنی محکی عنہ کے مطابق ہی اور یہہ اخبار باعتبار واقع کے صحیح ہی
کیونکہ جن لوگون نے خلفاء ثلثہ سے بیعت کی تھی اور اہل حل و عقد تھی اونہون ہی نے
حضرت سے بھی بیعت کی - دوسرا جملہ فلم یکن للشاهد ان یختار ولا للغائب ان یرد
ہی اس جملہ مین کوئی قرینہ دلالت نہین کرتا کہ برخلاف واقع کے صرف مخاطب کے
اعتقاد پر مدار کلام ہی اور اسکا معنی فاذا عندکم لیس للشاهد ان یختار الخ مین اور جب
کوئی قرینہ موجود نہین تو یہہ جملہ اسی معنی خلاف متبادر ظاہر پر محمول نہوگا بلکہ اپنی معنی حقیقی
پر جو متبادر الی الفہم ہی عند عدم القرینہ ہوا ہی محمول ہوگا اور وہ یہہ کہ بیعت اہل حل و عقد کی
صورت مین باعتبار واقع و نفس الامر کے نہ شاہد اختیار کر سکتا ہی نہ غائب رد کر سکتا ہی جب
بیعت اہل عقد کی واقع ہو گئی تو پہر کسیکو چون و چرا کی گنجایش نہی تیسرا جملہ وانما الشوری
للمهاجرین والانصار ہی اس جملہ مین بہی کوئی قرینہ نہین جو اسکی الزامی ہونے پر دلالت
کرے بلکہ اگر اس عبارت مین تامل کیا جاوی تو صراحۃً ثابت ہوتا ہی کہ اس سی مراد
تحقیق ہے اور الزام نہین کیونکہ لفظ انما مفید حصر کو ہی جسکی معنی یہہ ہوئی کہ شوری حق
مہاجرین و انصار ہی مین منحصر ہی اور کسی دوسری کو اوسمین دخل نہین تو گویا ضمناً اسجگہ
یہہ ثابت کیا کہ مخاطب کو جو طلقاء مین سی ہے شوری مین بہی کچھہ دخل نہین تو خلافت کا
مستحق کیونکر ہو سکتا ہی اور اس حصر کے بموجب یہہ تقریر اوسی وقت صحیح ہو سکتی ہی جبکہ اسکو
تحقیق پر محمول کیا جاوے اور اگر اسکو الزام پر حمل کیا جاوی تو باطل ہی کیونکہ امیر معویہ اس
امر کے قائل نہین کہ شوری منحصر مہاجرین و انصار مین ہی - بلکہ اونکی نزدیک شوری مین
تمام مسلمین کو دخل ہے - چنانچہ اس خط کی جواب مین جو خط امیر شام نے جناب امیر کی خدمت مین
بہیجا ہی اوس سی ظاہر ہی اور اوس خط کو ہم آئندہ نقل کرینگے - اس جگہ کچھہ بے موقع

نہیں ہی اگر ہم اپنی دعوی کے ثبوت میں ثانی ابن تیمیہ کے عبارت جو ابن حجر مکی شرح
میں لکھی ہے نقل کریں اہل انصاف و فہم اوس عبارت میں بخوبی سمجھ لینگے کہ یہہ عبارت
بایں تمام تر تحقیقی ہی بالالزامی وہذا عبارتہ وحصر الشریعۃ الاجماع فی الصحابۃ الحاضرین
الانصار لانہم اہل الحل والعقد من امۃ محمد وقد اتفقت کلمتہم علی حکم من الاحکام
فاجماعہم علی بیعتہ ونسبتہ اماما کان ذلک اجماعا حقا انتہی بقدر الحاجۃ
اس جملہ فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان ذلک للہ رضی میں یہ نہیں ہی کوئی
قرینہ نہیں جس سے سمجھا جاوے کہ مراد فی الواقع نہیں بلکہ عند المخاطب ہے اور صارف عن الحقیقۃ ہو
تو اس عبارت کا خلاف واقع اور کذب پر محمول کرنا بلا قرینہ کیونکر جائز سمجھا جائیگا کیونکہ
بلا ارادت منصرف کے الیہ جائز نہیں تو بس یہہ عبارت محمول اپنی معنی حقیقی پر ہوگی اور حاصل
معنی یہہ ہوگا کہ اگر لوگ یعنی اہل حل و عقد مجتمع ہو کر کسی شخص کو امام بناویں تو وہ شخص
فی الواقع عند اللہ امام ہو جائیگا اور اوسکی بیعت خدا تعالے کے نزدیک پسندیدہ ہوگی
اور بخوان جملہ فان خرج منہم خارج بطعن او بدعۃ ردوہ الی ما خرج منہ اگر
اس جملہ میں بھی کوئی حرف نہیں جو صارف عن الحقیقۃ ہو اور الزام ہونے پر دلالت کرے
تو اپنی معنی حقیقی پر محمول ہوگا اور نسبت بمطابق واقع نفس الامر کے متصور ہوگی پہلا جملہ
فان ابی قاتلوہ علی اتباعہ غیر سبیل المؤمنین وولاہ اللہ ما تولی واصلاہ جہنم و
ساءت مصیرا ہے۔ اس عبارت میں بھی کوئی لفظ نہیں جو اسکے الزام ہونے پر دلالت کرے
بلکہ یہہ عبارت بصراحت اس امر پر دال ہے کہ مراد تحقیق ہے نہ الزام کیونکہ یہہ عبارت بطور اقتباس کے
کلام اللہ سے ارشاد ہوئی ہے اور اس آیت شریفہ کی طرف مشیر ہے جو سورہ نساء میں آئی ہے
ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی
ونصلہ جہنم وساءت مصیرا ۔ اور اس آیت سے استدلال فرما کر امیر معویہ نے
کو متنبہ کیا کہ یہہ استدلال گویا نص قرآنی کے ساتھ استدلال ہے اور اسمیں گنجائش تکلف کی

نہین ہو کیونکہ جس سبیل کا مبنی علاوہ اجماع کے نص قطعی پر ہو اوسمین شک و شبہ کو دخل
نہین ہو سکتا اور خود یہی کہ اتباع غیر سبیل کے مذمت حق تعالے شانہ نے بطور الزام
نہین فرمائی بلکہ اسمین تحقیق فرمائی ہے اور اس آیت شریفہ سی کسیکو الزام نہین دیا بلکہ
واقع اور نفس الامر کے اعتبار سے فرمایا ہی پس جناب امیر نے اوسی آیت شریفہ کو اوسی قسم کے
اپنی مدعا کی ثبوت مین پیش فرمایا تو کیونکر ممکن ہی کہ اوسکو الزام پر محمول کیا جاے کیونکہ اگر
اسکو الزام پر محمول کیا جاوے تو یہہ ثابت ہوگا کہ جناب امیر اس آیت شریفہ کے مضمون کے
منکر تہی حالانکہ یہہ بالبداہت غلط ہی۔ پس اس جملہ سے مثل بدیہی اولی کے واضح ہوگیا کہ یہہ تمام
نامہ تحقیق واقع پر مبنی ہی اور حضرت علماء شیعہ کی خوش فہمی ہے کہ اس کلام کو الزام پر محمول
کرکے اوسکی معنوی تحریف فرماتے ہین اور نکرین تو کیا کرین صریح دیکہتے ہین کہ مذہب
تشیع کی بیخ و بنیاد اکہڑی جاتی ہی اسلیے ہاتہہ پانو مارتے ہین تو اس تمام عبارت مین
باوجود اسقدر بسط و تطویل کے باوجود عقل و فراست و دانش و کیاست ایک حرف بہی
ایسا تحریر نفرمایا جو اس کلام کے الزامی ہونے پر دلالت کرتا حالانکہ بدون قرینہ کے
ہرگز الزام پر حمل نہین کیجا سکتی بلکہ جسقدر بسط کیا اور جسقدر جملے بڑہائے اونسے اس امر کا ثبوت
قوی ہوتا گیا کہ اس عبارت کی بنا تحقیق پر ہی الزام ہرگز ممکن نہین پس اگر ابہی اوسکو
الزام ہی پر محمول کیا جاوی تو اس سے یہہ ثابت ہوگا کہ معاذ اللہ حضرت امیر کو عبارت
نویسی کا کچہہ بہی سلیقہ نہین تہا اور آپکو یہہ بہی خبر نہین تہی کہ کس مضمون کے لیے قرینہ کی حاجت
ہی اور کونسی معنی قرینہ سے مستغنی ہین علاوہ اسکی جو عبارت کہ اسکے بعد اس خط کی شارح نے بڑہائی
جسکو حضرت صفی صاحب نے ساقط کردی ہی جسکو ہم اوپر نقل کر آئے ہین وہ بہی دلالت کرتے ہی
کہ مقصود الزام نہین وہ جملے یہہ ہین۔ وان طلحۃ والزبیر بایعانی ثم نقضا بیعتی وکان
نقضہما کردتہما فجاہدتہما جب حقیت خلافت دلیل اجماعی و نصی سی ثابت فرما چکی
اوسکے بعد بیان فرماتے ہین کہ طلحہ اور زبیر نے بیعت خلافت جو دلائل حقہ سی ثابت تہی

توڑی اور یہہ نقض مثل سودت کے ہی کیونکہ گویا انکار رضی سے ہے اپنی بیعت سے جو وہ اپنی بیعت کیا تو اس سے
معلوم ہوا کہ سابق مین جو کچھہ فرمایا ابتدا وہ تحقیق تہا الزام نہین تہا اوسکی بعد فرماتی ہین
وادخل فیما دخل فیه المسلمون فان احب الامور الی فیک العافیة
پہر مکرر امیر معویہ کو اتباع سبیل المومنین کی تاکید فرماتے ہین کہ جسمین سب مسلمان داخل ہوئی
تو بہی داخل ہو کیونکہ وہی حق ہی اور اوسمین عافیت ہی اور مجکو پسند وہی امر ہی کہ جسمین
عافیت ہو۔ اس سی صاف ظاہر ہے کہ جسکو مسلمان اختیار کرین وہ حق ہوگا اور اوسمین
عافیت دارین متصور ہوگی تو وہ امر جسکو کبراء اہل اسلام نے یا دراہل حل وعقد نے پسند
کیا وہ کیونکر حق نہوگا۔ پس اس عبارت نے بالبداہت ثابت کردیا کہ تمام دربار سابق
تحقیقی ہی الزامی نہین اسکے بعد آخر خط مین تحریر فرماتے ہین واعلم انک من الطلقاء
الذین لاتحل لهم الخلافة ولا یتعرض لهم الشوری اس عبارت کو
بالکل صاف صحیح ہی کہ یہہ الزام نہین بلکہ تحقیق ہی کہ باعتبار واقع ونفس الامر کے خلافت وشوری
مین طلقاء کو کچھہ دخل نہین خلافت ہی سوائے طلقاء کے اور لوگون ہی اور اہل شوری بہی
سوای طلقاء دوسری آدمی ہین تو اس سی سمجہا گیا کہ شوری حق ہی پس اسکا نہی شرائط کا
بطلان سمجہہ لیجیے گا۔ اب اسکی بعد گذارش ہی کہ جو جواب اس خط کا امیر معویہ نے تحریر کیا
اور جو کچھہ اوسکا جواب الجواب جناب امیر نے تحریر فرمایا ہم اوسکو شرح سی نقل کرتے ہین
آپ اونکو ملاحظہ فرماوین اور دیکہین کہ وہ خط بدیہی طور پر ثابت کررہی ہین کہ ان تحریرات کے
مدار الزام پر نہین اور یہہ دلائل باب مجارات الخصم سی ہرگز نہین بلکہ بیان واقع او تحقیق نفس الامر
سے ¹
فاجابه معوية اما بعد فلعمری لو بایعک القوم الذین بایعوک وانت بریء
من دم عثمان کنت کابی بکر وعمر وعثمان ولکنک اغریت بعثمان

---

¹ پس معاویہ نے اسکا جواب لکہا۔ اما بعد تجسی جنہون نے بیعت کی ہی اگر وہ تجسی بیعت کرتے اور عثمان کے خون سے بری تم
ہوتو بہی مثل ابوبکر وعمر وعثمان کے ہوتا لیکن تو نے عثمان پر (فتنہ کی آگ کہڑکائی اور اس سے مددگار ذکو جہدا کردیا ۔۱۲۔

منه الا الانصار فاطاعك الجاهل وقوى بك الضعيف وقد ابى اهل الشام
الا قتالك حتى تدفع اليهم قتلة عثمان فان فعلت كانت شورى بين المسلمين
ولعمري ما حجتك على كحجتك على طلحة والزبير لانهما بايعاك ولم ابايعك وما
حجتك على اهل الشام كحجتك على اهل البصرة لانهم اطاعوك ولم يطعك اهل الشام
واما شرفك في الاسلام وقرابتك من النبي صلى الله عليه وسلم وموضعك من
قريش فلست ادفعه وكتب في اخر الكتاب قصيدة كعب بن جعيل انتهى اور جناب امیر کے
اس خط کے الفاظ اسطرح معلوم ہوتے ہیں من معویۃ بن ابی سفیان الی علی بن ابی طالب
اما بعد فلو كنت على ما كان عليه ابو بكر وعمر وعثمان ما قاتلتك ولا استحللت
ذلك ولكنه انما افسد عليك بيعتي خطيئتك في عثمان وانما كان اهل الحجاز
الحكام على الناس حين كان الحق فيهم فلما تركوه صار اهل الشام الحكام على
اهل الحجاز وغيرهم من الناس ولعمري ما حجتك على اهل الشام الخ اب اس خط کو مضمون
اہل انصاف و دانش تامل فرماویں اگر جناب امیر کا خط الزام سے ہو تو بالکل مہمل اور بیہودہ
ہوا جاتا ہے کیونکہ امیر معویہ کے خط سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جب خلیفہ خدا نشست

له تو جاہل نے تیری اطاعت کی اور ضعیف لوگ سبب تیری قوت کی ہوئے اور اہل شام نے انکار کیا مگر تیری قتال سے انکار کیا
یہانتک کہ تو عثمان کے قاتلوں کو حوالہ کرے پھر اگر تو نے ایسا کیا تو بعد اس کے بطور مشورہ کے مسلمانوں میں ہوگی اور میری زندگانی کی قسم
نہیں ہے تیری حجت طلحہ اور زبیر پر جیسی ہوگی کیونکہ انہوں نے تجھ سے بیعت کی تھی اور میں نے بیعت نہیں کی اور نہ تیری حجت بصرہ
والوں پر جیسی اہل شام پر نہیں کیونکہ انہوں نے تیری اطاعت کی ہے اور اہل شام نے تیری اطاعت نہیں کی اور لیکن
تیری بزرگی اسلام میں اور تیری قرابت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تیرا رتبہ قریش میں پس میں اسکو نہیں اٹھاتا اور خط کے
آخر میں کعب بن جعیل کا قصیدہ لکھا تھا ۱۲ له معویہ کیطرف سے علی بن ابی طالب کیطرف سے اما بعد اگر تو اس طریق پر ہوتا
جس پر ابوبکر و عمر و عثمان تھے تو میں تجھ سے نہ لڑتا اور نہ تیرا قتال حلال جانتا لیکن صرف عثمان کے معاملہ میں تیری خطا نے
میری بیعت کو تیرے ساتھ خراب کر دیا اور حجاز والے لوگوں پر حاکم اس وقت تک تھے جب تک ان میں حق تھا اور جب انہوں نے
حق چھوڑ دیا تو اہل شام حجاز والوں اور دوسرے لوگوں پر حاکم ہیں اور میری حیات کی قسم تیری حجت اہل شام پر ایسی نہیں
جیسی اہل بصرہ پر ہے۔ الخ۔ ۱۲

لائق نہوا اور مہمات خلافت کو سرانجام نکر سکے تو بیعت اہل حل و عقد سے وہ شخص خلیفہ
نہیں ہو سکتا ہے توجب اونکا یہہ مذہب ہے تو اوسکو یہہ الزام دینا کہ ہماری خلافت ثابت
ہے کیونکہ ہم سے اہل حل وعقد نے بیعت کی ہے اور جس سے اہل حل وعقد نے بیعت کی
وہ خلیفہ ہے بالکل پوچ اور لغو ہوگا اسلیے کہ معویہ رضی اللہ عنہ بیعت اہل حل وعقد کو
بدون وجود صلاحیت کے بالکل لغو اور فضول سمجہتا ہے بلکہ اس پوچ الزام پر بسط
کلامی اور تطویل اور بہی زیادہ بیہودہ ہے چنانچہ اہل ذوق صحیح اسکو بخوبی سمجہہ سکتے ہین
اور صاحب تحفہ علیہ الرحمۃ نے اسیکی طرف اشارہ فرمایا ہے اسکے بعد اس خط کا جو کچہہ جواب
جناب امیر نے تحریر فرمایا اور اوسکو آپکی حضرت رضی نے نہج البلاغۃ مین نقل کیا ہے
لیکن اپنی عادت شریفہ کے موافق حضرت رضی نے اوسمین کمی و بیشی فرمائی اور سبب
اسکا آپ جانتے ہی ہین کہ حضرت رضی جناب امیر کے خطوط مین ایسا تصرف
کیون فرماتے ہین اور کسواسطے اونکی تحریف کرتے ہین اسلیے ہم اصل خط شرح ابن میثم
سے نقل کرتے ہین اور بعد اسکے شارح نے جو کچہہ تحریف کی نسبت لکہا ہے نقل کرینگے
سلہ فكتب جوابه من عبد الله علي امير المومنين الى معوية بن صخر اما بعد فانه
اتاني كتاب امرئ ليس له بصر يهديه ولا قائد يرشده قد دعاه الهوى
فاجابه وقاده الضلال فاتبعه فهجر لاغطا وضل خابطا ان قال زعمت انما افسد
علي بيعتك وكنت امرأ من المهاجرين اوردت كما اوردوا واصدرت كما اصدروا

سلہ جناب امیر نے اوسکا جواب لکہا اللہ کے بندہ امیر المومنین علی کیطرف سے معویہ بن صخر کیطرف اما بعد میرے پاس ایسا خط آیا ایسے شخص کا جسکو نہ ایسی بینائی تہی جو راہ دکہلادے اور نہ کہینچنے والا جو سیدہا رستہ بتلاوے خواہش نفسانی نے اوسکو بلایا اوسنے اوسکی اجابت کی اور گمراہی نے اوسکو کہینچا تو اوسنے اوسکا اتباع کیا پس بیہودہ بکواس کی اور خبط مین گمراہ ہوا یہانتک کہ فرمایا تو نے گمان کیا کہ تیری بیعت کو میرے ساتہہ بگاڑ دیا۔ مین بہی ایک شخص مہاجرین مین سے ہون وارد ہوا جس طرح وہ وارد ہوئے اور نا جس طرح وہ لوٹے ۱۲ —

وما کان الله لیجمعهم علی ضلال ولیضربهم بعمی واما ما میزت بین اهل الشام واهل البصرة وبینک وبین طلحة والزبیر فلعمری ما الامر فی ذلک الا واحد لانه بیعة واحدة لا یثنی فیها النظر ولا یستانف فیها الخیار والخارج منها طاعن والمروی فیها مداهن

اس خط سے جیسی کچھ خرابی و مصیبت مذہب تشیع پر واقع ہوئی ہے بے پایان اور خارج از بیان ہے اور جو کچھ فواید و منافع اس سے حاصل ہوتے ہیں اونکا حصر و احاطہ خارج از حیطہ امکان ہے لہذا بخوف اطناب حوالہ اذہان صافیہ اولا الابصار البصائر کرکے صرف اس مبحث کی متعلق اسقدر بیان کرتے ہین کہ یہہ خط صریح دلیل ہے کہ جو کچھ مضامین پہلی خط مین مرقوم تھی جنکی نسبت الزامی ہونیکا دعوی کیا گیا تھا وہ سب تحقیقی تھے اور الزامی ہونا اونکا بالکل باطل ہے پس واضح ہو کہ جناب امیر رض نے اپنی پہلی خط مین جسمین بحث واقع ہو رہی ہے جو کچھ تحریر فرمایا تھا امیر معویہ نے اونکی جواب مین اوسکی مضامین مین سے دو امر کی تردید کی اور ایک امر کو کنایۃً غیر مسلم رکھا اور باقی امور کو تسلیم کیا جناب امیر نے دلیل اول یہہ تحریر فرمائی تھی کہ میری خلافت اہل حل عقد کی بیعت سے کہ جنکی بیعت سے ابوبکر و عمر و عثمان رض کی بھی خلافت ثابت ہوئی تھی واقع ہوئی چونکہ اوس خلافت کی حقیت جو بیعت اہل حل و عقد سے واقع ہو عند الله و عند المومنین واقعی اور نفس الامری ہے اسلیے اوسمین نہ حاضر کو بدل سدل کا اختیار نہ غائب کو رد کی گنجایش اور اہل شوری صرف مہاجرین و انصار ہین جسکو وہ امام

اور الله نے اون کو گمراہی پر اکھٹا نہین کرے گا اور اونکو اندھے پن مین مبتلا نہین فرمایگا اور جو کچھ فرق اہل شام اور اہل بصرہ مین اور طلحہ و زبیر اور اپنے مین فرق کیا ہے۔ پس میری زندگانی کی قسم اسمین صرف ایک حکم ہے کیونکہ ایک بیعت ہے نہ اسمین مکرر نظر ہو سکتی ہے نہ دوسری اختیار ہو سکتا ہے اسمین سے نکلنے والا طعن کرنے والا ہے اور اس مین توقف کرنیوالا مداہن ہے ۱۲

بنائین اور جب پردہ اکہٹی ہو جائین وہی خدا کی نزدیک بہی پسندیدہ ہوگا امیر معاویہ نے
اسکی جواب مین اس امر کو تو تسلیم کیا کہ بے شک آپ سی اہل حل وعقد نے بیعت کی ہے
اور وہ مہاجرین وانصار نے جنہون نے خلفاء ثلثہ سی بہی بیعت کی اونہون ہی نے
آپکو بہی خلیفہ بنایا گویا امیر معویہ نے قیاس کے صغری کو تسلیم کیا لیکن کبرے قیاس کو
نمانا اور اوسکی کلیت کو باطل کیا اور کہا کہ یہہ غلط ہی کہ جس شخص سے مہاجرین وانصار
بیعت کرلین وہ امام برحق ہی بلکہ اگر وہ شخص جس سی اہل حل وعقد بیعت کرین صلاحیت خلافت
نرکہتا ہو تو وہ بیعت اہل حل وعقد سی خلیفہ نہین ہو سکتا اور آپ خلافت کی صلاحیت نہین
رکہتی کیونکہ مہمات خلافت کا سرانجام نہین کر سکتی اور قوی سی ضعیف کا حق نہین دلا سکتی بلکہ
بلکہ امام برحق کے خون مین شریک ہوئی کہ اونکی مدد نہ کی یہانتک کہ بغاۃ نے اونکو شہید
کرڈالا پس اگر تم مین صلاحیت خلافت ہوتی اور جیسی صالح للخلافت ابوبکر وعمر وعثمان
تہی ایسی ہی تم بہی ہوتے تو بیعت اہل حل وعقد تمکو بہی مفید اور باعث انعقاد خلافت
ہوتے اور جب تم مثل خلفاء سابقین کے صالح للخلافت نہین تو تمکو بیعت اہل حل وعقد
کچہہ مفید نہین اور نہ اونکی بیعت سی تمہاری خلافت بسبب عدم صلاحیت کے منعقد
ہو سکتی ہی اگر تم مثل ابوبکر وعمر وعثمان کے ہوتی تو مین تمہاری ساتہہ ہرگز قتال نکرتا لیکن
جب تم جورپیشہ ہوگئی تو اب خلافت تم مین سی نکل گئی اسکی جواب مین جو کچہہ جناب امیر نے
تحریر فرمایا وہ قابل دیکہنی کے ہی حضرات شیعہ خصوصاً ہماری مجیب بسبب بغور ملاحظہ فرمائین
حاصل جواب یہہ ہی کہ تیری کتاب پہونچی ایسی شخص کی کتاب کہ اوسکی لیئی عقل ہادی نہ کوئی قائد
رہنما ہی ہوا کا مطیع ضلال کا متبع ہوکر بیہودہ گوئی کی اور خبط کے ساتہہ ہاتہہ پانو ماری - جو
معاملہ شہادت عثمان مین ذکر کیا اور سقوط صلاحیت خلافت اور فساد بیعت کا سبب
سمجہا اور [illegible] کے وزر [illegible] بیان کیا ہو [illegible] بے عقلی و ضلال اور بیہودہ
گوئی اور خبط ہی [illegible]

مین بہی وارد ہوا - اور جیسی وہ صادر ہوئی مین بہی صادر ہوا اور خدا تعالےٰ اونکو یعنی
مہاجرین کو گمراہی پر اکٹہا نہین کریگا - اور سبکو اندہی پن مین مبتلا نہین فرمایگا حاصل یہہ
کہ موجب اعتراض کے اگر مین صالح للخلافت ہوان اور بدون میری صلاحیت کی اہل حل
وعقد نے میرے ساتہہ بعیت خلافت کی ہو تو سب اہل حل وعقد وجوہ مہاجرین واعیان
انصار گمراہی پر ہون کہ غیر صالح للخلافت کو خلیفہ بنا دیا اور مہاجرین وانصار کا گمراہی
پر مجتمع ہونا محال ہی کیونکہ خدا تعالےٰ ہرگز اونکو گمراہی پر مجتمع نہین فرمایگا اور نہ اونکو حق کر
نابینا کریگا تو اس سے ثابت ہوا کہ جب وجوہ مہاجرین وانصار نے میری ساتہہ بعیت کی
تو مین صالح للخلافت ہون ورنہ لازم آوی کہ تمام مہاجرین وانصار گمراہی پر مجتمع ہون اور
یہہ محال ہی اور ثبوت اس سبحان کا کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ سے ہے اب
اوس خط کی عبارت مین بانضمام مطلب اس خط کی عاقل منصف تامل فرماوے اور سوچی کہ آیا
اوس سی مقصود قطع نظر قرینہ اور عدم قرینہ کے الزام ہے یا تحقیق - اس خط کی عبارت نے
مثل روز روشن روشن کر دیا کہ پہلے خط مین جسقدر مضمون شوری کے متعلق تہا وہ
سب تحقیقی تہا ہرگز الزامی نہین تہا کیونکہ اگر اوسکو الزامی تسلیم کیا جاوے گا تو یہہ
جواب بالکل لغو اور مہمل ہو جاویگا - یعنی کہ جب امیر معویہ تو بعیت مہاجرین وانصار کو
بدون صلاحیت لغو سمجہتی ہین تو پہر اونہین مہاجرین وانصار کے بعیت سی الزاماً
اپنی صلاحیت استحقاق خلافت ثابت کرنا بالکل خلاف عقل ہوگا دوسرا معاملہ جناب امیر نے
طلحہ وزبیر کا تحریر فرمایا ہے کہ اونہون نے بعیت توڑی اور یہی اوسنی جہاد کیا سو اگر
تو بہی مخالفت کریگا تو تجسی بہی جہاد کرونگا - امیر معویہ نے اسکا جواب لکہا کہ میری
اور طلحہ وزبیر اور اہل شام اور اہل بصرہ کے معاملہ مین زمین و آسمان کا فرق ہی جیسی
آپکی حجت طلحہ وزبیر و اہل بصرہ پر قائم ہے مجپر قائم نہین ہوسکتی کیونکہ طلحہ وزبیر نے
آپکی بعیت کی تہی اور یہی آپ سی بعیت نہین کی اور اہل بصرہ نے آپکا ربقہ اطاعت

اپنی گردنوںمین ڈال لیا تھا اور اہل شام نے نہین قبول کیا تو آپ کی بیعت و اطاعت
جنہون نے قبول کی اون ہی پر لازم ہے نہ جنہوں نے قبول کی ہی اور نہ سب پر لازم ہو سکتی ہی
جناب امیرؑ نے اوسکی جواب مین یہہ مضمون لکہا اور قسم کہا کر فرمایا کہ اسمین کچہہ فرق نہین
حاضر و غائب سب برابر ہین کیونکہ ایک بیعت ہی نہ اسمین مکرر سوچکر کچہہ ہو سکتا ہی
اور نہ اسمین تو کچہہ اختیار رہو سکتا جو ایک دفعہ منعقد ہوگیی وہ ہوگیی اوسمین گنجائش
چون و چرا کی کچہہ نہین رہی حاضر و غائب سب پر لازم ہوگیی جو شخص اوسمین سی خارج ہو
وہ گویا اوسمین طاعن ہی اوسکی ساتہہ جہاد کرنا واجب ہی کہ سبیل المومنین کا مخالف ہی
اور جو اوسمین متوقف ہو وہ مداہن ہی اور یہہ ہی ایک قسم کا نفاق ہی شارح فرماتا ہی
قولهٗ[1] الخارج منها الخ قسمه من لم یدخل فی بیعته الی قسمین لانه اما خارج عنها
وهو الطاعن فی صحتها و یجب مجاهدته لمخالفته سبیل المومنین واما متوقف
فی ذلك وحكمه انه مداهن وهو نوع من النفاق قاله[1] انصاف اس جواب کو بہی ملاحظہ فرماوین
کہ اہل حل و عقد کی بیعت کی ثبوت کو جناب الزاماً فرمارہی مین یا تحقیقاً اور قسم اوسکی الزام
ہونے پر کہارہی ہین یا تحقیق ہونے پر اگر الزام ہے تو اوسنی کب اسکو تسلیم کیا تہا
اور اگر تحقیق ہی تو ہو المراد غرض جواب بجواب انضمام ہی مثل آفتاب نیمروز روشن ہو گیا
کہ پہلی خط مین حضرت نے جو کچہہ تحریر فرمایا ہے وہ الزامی طور پر نہین بلکہ تحقیقی طور پر ہی
اور جس امر کو کنایۃً غیر مسلم رکہا وہ یہہ تہا کہ حضرت نے شوری کو مہاجرین و انصار مین
منحصر فرمایا تہا اور فرمایا تہا کہ طلقا کو اوسمین کچہہ دخل نہین تو اسکی عدم تسلیم کیطرف کنایۃً

---

[1] قولهٗ الخارج منها الخ جو لوگ آپکی بیعت مین داخل نہیں ہوئی انکو دو قسمون پر منقسم کیا کیونکہ یا تو بعد
بیعت کے اوسمین بسبب طعن والا تہا اور وہ اوسکی صحت مین طعن کرنے والا ہی اس سے مومنین کے رستہ کی
مخالفت کے سبب جہاد کرنا واجب ہی اور یا بیعت مین متوقف ہی اور اسکا حکم یہہ ہی کہ وہ مداہن ہے
اور یہہ بہی نفاق کی ایک قسم ہے ۱۲۔

ایسا کیا اور کہا کہ اگر تم قاتلین عثمان رض کو ہمارے حوالہ کردو تو خلافت شوری بین المسلمین ہوگی
گویا عموماً اہل اسلام جسکو خلیفہ بنا دین وہی خلیفہ ہوجاویگا کچہہ تخصیص اہل حل وعقد کی نہین۔
اب اسکی بعد حسب وعدہ جناب امیر کے خطونکی تحریف کی نسبت جو کچہہ الزام حضرت رضی
کیطرف شارح نے قائم کیا ہے اوسکو نقل کرتے ہین شارح اس جواب الجواب کی شرح
مین جسکا شروع یہہ ہی ومن کتاب له علیه السلام الی معٰویة اما بعد فقد اتتنی منك موعظة
موصلة لکہتے ہین فکتب جوابه من عبد الله علی امیر المؤمنین الی معٰویة بن صخر
اما بعد فانه اتانی کتابك کتاب امرء الی قوله خابطا ثم یتصل به ان قال عمت
انما افسد علی بیعتك ولست امراً من المهاجرین اوردت کما اوردوا واصدرت
کما اصدروا وما کان الله لیجمعهم علی ضلال ویضربهم بعمی واما ما میزت
بین اهل الشام واهل البصرة وبینك وبین طلحة والزبیر فلعمری ما الامر فی
ذلك الا واحد ثم یتصل به قوله لانها بیعة عامة الخ آخر مین شارح لکہتا ہی
ومما ینبه علی هذا ان هذا الفصل المذکور لیس من الکتاب الاول لان
الاول لم یکن فیه ذکر موعظة حتی یذکرها فی جوابه غیر ان السید
اضافه الی هذا الکتاب کما هو عادته فی عدم مراعات ذلك وامثاله انتهی —
اب تو آپکو تحریف کا یقین ہوا کہ رضی صاحب نے اپنی طرف سے خطبہ مین عبارت جو اوس مین
نہین تہی اضافہ کردی اور واضح ہو کہ یہہ عبارت جو عمت انما افسد سے شروع ہوکر بعمی پہم
پر ختم ہوئی جو مخالف مذہب کے تہی یہہ بہی حذف فرمادی ہے تاکہ کسیکو موقع استدلال کا
ہاتہہ نہ آوے اسکی بعد جو دوسری کتاب نقل کی ہے جسکا شروع یہہ ہی

ل اور جبکہ ان مورخ [illegible] پر تنبیہ کرنا چاہیے یہہ ہے کہ یہہ فصل مذکور پہلے خط مین سے نہین ۔ کیونکہ پہلے
خط مین موعظت کی ذکر نہ تہا [illegible] اوسکا ذکر ہوتا مگر [illegible] سید نے اس خط مین اضافہ کردیا۔
جیسا کہ اونکی عادت ہی [illegible] بہت [illegible] کرتے ۔ ۱۱ —

ف [illegible]

ومن كتب الى معوية فاراد قومنا قتل نبينا الخ اوسكی شرح مین فرماتے ہین
ثم يتصل به قوله ولعمري الخ وهذا خبط عجيب من السيد رح مع وجود سله
كتبه في كثير من التواريخ اب آپ کچھ بھی شارح اسکی نسبت دق ہو ہو کر کیا کیا
کچھ فرما رہے ہین خیر یہہ ایک بطور جملہ معترضہ کی حضرت مخاطب کو جتلا دیا ہے یاد رہین
اور کچھ اسی جگہ خاص نہین بلکہ یہہ قطع و برید بہت جگہ ہی اب پھر ہم اصل مقصود کیطرف
رجوع کرتے ہین اور گذارش کرتے ہین کہ جناب امیر کی کلام بلاغت نظام سے واضح
وعیان ہو گیا کہ خلفاء راشدین کے بیعت اجماع اہل حل وعقد سے منعقد ہوئی اور جو مدعی
کی رضوان کے نور سے اونکے پیرو روشنی ہوا اور جس شخص نے اوس سے انحراف کیا بغاۃ مین معدود
ہو کر مستوجب جہاد ہوا بلکہ جہنم کا مستحق ہوا اب ذرا انصاف کر کے جناب امیر خلفاء راشدین کی
خلافت کی وقت اگر ہمراہ مہاجرین وانصار کے شریک تھے یعنی بیعت مین معتقد اس حق کا ہی تو فہو المراد
اور اگر مہاجرین وانصار سے خارج تھے حاشا ثم حاشا بل وامنا جو کچھ لازم آتا ہی ظاہر
وباہر ہے آپکے ہی زبان اوسکی ادا کی طاقت رکھتی ہے اگرچہ بعد اس وضوح وتبیان کے
حاجت نہین رہی کہ ہم اوس خطبہ کا تحقیقی ہونا اور بھی ثابت کرین ۔ لیکن تبرعا حضرت مجیب کے
مزید اطمینان کے لیے تھوڑی سی اور بھی کدو کاوش کرتے ہین ذرا متوجہ ہو کر سنین علاوہ اوسکی
کہ جو کچھ نہج البلاغۃ سے نقل کیا گیا اور جگہ بھی جو بعد ابا سے ہین مذکور ہین اسپر اول دلیل
ہین کہ حضرات ائمہ اہل حل وعقد کو تسلیم کرتے تھی اور امامت کو اجماع سے منعقد اعتقاد کرتے
تھی بلکہ ثبوت اجماع کے لیے اجتماع جمیع کا شرط نہین سمجھتے تھی اول ہم ارادہ تعین سے
نقل کرتے ہین ۔ ولعمري لئن كانت الامامة لا تنعقد حتى يحضرها عامة الناس
ما الى ذلك سبيل ولكن اهلها يحكمون على من غاب عنها ثم ليس للشاهد ان يرجع ولا للغائب

سله پھر اسکو ساتھہ متصل ہے قولہ ولعمري الخ اور یہہ سید رح سے عجیب قسم کا خبط ہی باوجودیکہ جناب
امیر کے خطبہ اکثر تواریخ مین مذکور ہین ۔ ۱۲ ۔

ان یختار الاولی اقاتل رجلین رجلاً ادعی ما لیس له واخر منع الذی علیه

ترجمه این عبارت بزبان زواری امامیه که علی بن حسن نام اوست اینست وقسم بزرندگانی من اگر امامت منعقد نشود تا آنکه حاضر شوند جمیع مردمان ممکن نباشد بانعقاد امامت رأساً در هیچ زمان و این جواب انکار معویه است واہل شام را بر بیعت آن امام علیه السلام بنا بر آنکه اجماع محتاج است در انعقاد جمیع اہل اسلام و آنحضرت اشارت فرمود باین کلام که اجماع باین وجه امکان ندارد و اگر ممکن باشد عاقل او را در غایت دشواری میشمارد بلکه معتبر در انعقاد اجماع اتفاق اہل حل وعقد است از امت محمد صلی الله علیه وسلم برای از امور چنانچه اشارت فرمود بدان ولیکن اہل امامت حکم میکنند بر کسیکه غایب است از ان پس از آن بیعت مرحاضر رضی ہمچو طلحه وزبیر که از بیعت رجوع نماید و نه غایب ہمچو معاویه که او را برای خویش اختیار سازد الخ

بلفظ اس عبارت کو تامل کے نظر سے ملاحظه فرمادین اور اوسکی ترجمه کو جو آپکی زواری نے کیا ہی پڑھین اور دیکھین کہ کس صراحت کے ساتھہ جناب امیر رضی الله عنه نے اہل حل وعقد کی اجماع کو ثابت فرمایا اور اونکی اجماع سے انعقاد امامت کو تسلیم فرمایا اور انعقاد اجماع کے لیے حضور جمیع نسبت عدم اشتراط ظاہر فرمایا اور حضور بعض کو کافی فرمایا اور بدیہی ہے کہ یہہ عبارت الزام نہین تو وہ خطبه جو مابه النزاع ہی اور اوسکی ہم معنی ہے وہ بھی الزامی نہین ہو سکتا الحمد لله والمنته خود جناب امیر نے اہل حل وعقد کی اجماع کی حجیت انعقاد خلافت کی بہی ثابت فرما کر اور مہاجرین وانصار کے اتفاق پر ترتب رضاء الٰہی بتا کر خود ہی مذہب تشیع کو بیخ وبنیاد سے قلع وقمع کر دیا ۔ دوسری نہج البلاغه مین ایک خطبه ہی جسکا شروع یہہ ہی ۔ ومنها فی خطاب اصحابه وقد بلغتم من کرامة الله لکم منزلة تکرم بها اماؤکم اس خطبه مین یہہ جمله مذکور ہی وکانت امور الله علیکم ترد وعنکم تصدر والیکم ترجع[له] شارح ابن میثم اپنی مختصر شرح مین اس جمله کی شرح اس طرح فرماتے ہین

[له] اور الله کے کام تمپر وارد ہوتے تہی اور تمسے صادر ہوتے ہی اور تمہاری طرف لوٹتی تہی ۔

قوله لو کانت امور الله الی قوله ترجع الی انکم کنتم اهل الاسلام واهل الحل والعقد فیه وهم المهاجرون والانصار اب ان الفاظ کو ملاحظہ فرمائیے اور دیکھیے کہ حضرت اپنے اصحاب کو اہل حل وعقد فرماتے ہیں اور شارح کی تصریح سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اہل حل وعقد مہاجرین و انصار ہیں اور جب اہل حل وعقد ہونا ثابت ہوا تو آپکی شرائط ثلثہ باطل ہو لی تو اصل اصول دین آپکا جو امامت ہے وہ بھی باطل ہوا بلکہ تمامی اصول و فروع بھی باطل ہو گئے اور ظاہر ہے کہ یہہ خطبہ بخطاب اپنے خواص اصحاب کے ہے تو اسمین نہ الزامی ہونے کا احتمال ہو سکتا ہے اور نہ تقیہ کے گنجایش ہو سکتی ہے تیسرے وہ صلحنامہ جو فیمابین حضرت امام حسن اور حضرت امیر معاویہ کے تحریر ہوا تھا اور اوسکی نقل ہم عنقریب اوپر کر چکے ہیں اوسکے چند الفاظ کی نقل اپنے مدعا کے اثبات کے لیے کرتے ہیں ہمارے فاضل مجیب ملاحظہ فرمائیں چنانچہ علی ان یسلم الیه ولایة امر المسلمین علی ان یعمل فیهم بکتاب الله تعالی وسنة رسوله صلی الله علیه وسلم وسیرة الخلفاء الصالحین وسیرة الخلفاء الراشدین المهدیین واقع ہوا چنانچہ صاحب ازالة الغین کے مخاطب نے اسیطرح ضبط کیا ہے اور دوسرا جملہ اسکے متصل مذکور ہے ولیس لمعویة بن ابی سفیان ان یعهد الی احد من بعده بل یکون الامر من بعده شوری بین المسلمین انتهی یہہ ہر دو جملے اس صلحنامہ کے حقیت خلافت خلفا اور صحت و حقیت اوس بیعت کو جو بطور مشوری کے بین المسلمین واقع ہو ثابت کرتے ہیں اور جبکہ یہہ امر ثابت ہو گیا تو تمام مذہب شیع اصولاً و فروعاً باطل ہو گیا اور مذہب اہل حق ثابت ہوا والحمد لله علی ذالک بعد اسکے اسقدر گذارش کرنا ضرور ہے کہ ہمارے فاضل مجیب نے اس خط کو الزامی ہونے پر جب اونکو کوئی دلیل بہم نہ پہنچی تو تاخر بیعت کو قرینہ الزام قرار دیا اور حدیث بخاری کو جو مشعر ہے کہ جناب نے تا ایام حیات فاطمہ رضی الله عنہا بیعت نہیں فرمائی اپنا مستدل ٹہرایا تو ضرور ہوا کہ مختصر ہم اسکا بھی جواب گذارش کریں پس واضح ہو کہ ہمکو مجملاً اسکی

جواب [illegible] ضعیف قرینہ بھی نہیں ہے کیونکہ اولاً تو یہ خبر غیر مسلّم ہے
[illegible] تو قدح فی الاستحقاق غیر مسلّم اور باطل ہے ثالثاً
[illegible] دلالت اس اخذ کے التزامی
[illegible] بیعت سے انکی ناخوشی مفہوم
[illegible] دنیوی امور میں رفیق
[illegible] خلفاء کی بیعت سے تمام
[illegible] اطاعت کرتے اور وہ لینی
[illegible] رہتی تو شاید یہہ کلام
[illegible] گذارش ہے کہ جناب امیر کا
[illegible] نہیں سمجھے تو
[illegible] یہہ خیال فرمایا
[illegible] میں بطور انکے
[illegible] آپکو استحقاق خلافت
[illegible] اطاعت سے
انحراف کیا ہوا اور کبھی [illegible] معصوم معتقد کرتے ہیں
غرض جناب امیر کو استحقاق ہمیشہ اون کی [illegible] تردد نہیں ہوا اور نہ کبھی
استحقاق خلافت کا انکار کیا باقی رہا نص خلافت کی شوریٰ کی بابت ہم شروع
رسالہ میں عرض کر چکے کہ روایت سے بھی صراحۃً یہہ معلوم نہیں ہوتا کہ نص خلافت کے شوریٰ
ہی ہوں بلکہ چونکہ یہہ اجتماع و شوریٰ منجر بفساد تھی تو اسلیے اونکو نقص خلافت کے
شوریٰ کہا گیا بعد عذر و معذرت کے صفائی ہو گئی تو بخوشی و طیب نفس بیعت
کر لی۔ چنانچہ یہہ بھی اوس روایت میں مذکور ہے جسکی تخصیص بخاری سے ہمارے مجیب

بیعت نفرمائی علاوہ [illegible] حسب [illegible]
روایات شیعہ کے یہ بھی ممکن نہین جنابِ [illegible]
اور تخلف فرماوین بلکہ سنشاء اونکا [illegible]
کا عہد لیا گیا تھا اور عدم منازعہ و منافقت [illegible] جو اتمام اللہ [illegible]
اسی مدعا کے واسطے نازل ہوئی بیعت نامہ [illegible] حسب [illegible]
سابق مین ہم شرح نہج البلاغہ سے [illegible]
فی امر الخلافۃ الخ اور بعدہ روایات [illegible] نقل کے [illegible]
۵۲
روی ابان بن عیاش عن سلیم بن قیس [illegible]
[illegible] تدیم ابا بکر [illegible] قال [illegible]
اعلمت ایما اضعف ناصر اواقل عدداً [illegible] نے
طبیات کے معاذ اللہ توبہ توبہ غضب الٰہی ہون وحیرانی [illegible] اور تہدید عادت
ہوئی اور جبکی اسی باعث سے بیٹھی دیکھا کیے تو باوجود معصومیت کی کیونکر ممکن ہو کہ حکم
الٰہی کا خلاف فرماوین اور وصیت رسالت پناہی پس پشت ڈالدین اور تسلیم خلافت مین
چون وچرا فرماوین ہان یہ ممکن ہو کہ بعد انتقال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غم مفارقت مین
مبتلا رہی ہون اور بعد اوسکی جمع صحف قرآن مین مشغول رہی ہون جبکی نسبت اقسام کہا تھی
کہ جب تک جمع نہین کرلونگا [illegible] تفسیر صافی مین ہی روی علی بن ابراہیم
القمی باسنادہ عن ابی عبد اللہ قال ان رسول اللہ قال لعلی

۱؎ جناب امیر سے عہد لیا گیا تھا [illegible] ۲؎ سلیم بن قیس ہلالی وغیرہ سے روایت ہے
کہ عمر نے علی سے کہا اگر تو ابو بکر سے بیعت نہین کریگا تو بیشک ہم تجھکو قتل کرینگے [illegible] حضرت علی نے جواب دیا کہ اگر [illegible]
جو میرے خلیل نے مجھسے [illegible] ضعیف [illegible] والا اور تھوڑی
[illegible] والا ہے ۱۲ ۳؎ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
علی سے فرمایا ۱۲

یا علی ان القرآن خلف فراشی فی الصحف والحریر والقراطیس فخذوه [۱]
واجمعوه ولا تضیعوه کما ضیعت الیہود التوراة فانطلق علی فجمعه فی ثوب اصفر
ثم ختم علیه فی بیته وقال لا ارتدی حتی اجمعه قال کان الرجل لیاتیه فیخرج الیه بغیر رداء حتی جمعه
او ظاہر ہے کہ اس جمع و تالیف کے لیے ایک معتدبہ زمانہ چاہیے - اس سے فارغ ہولی کہ حضرت
فاطمہ کی دلجوئی اور تیمارداری فرض تھا اس میں مشغول و مبتلا ہوئی ہونگے تو ان عذروں کی وجہ سے
سے بحیات فاطمہ رضی اللہ عنہا عقد بیعت میں تاخیر رہا ہوگا ورنہ بطور منافسہ اور تنازعہ
کے ہرگز ممکن نہیں کہ آپنے بیعت سے تاخیر فرمایا ہو بہرحال بر خلاف روایات معتمدہ اہل سنت کے
اگر اس خبر کے وقوع کو جو روایت منقولہ سے مفہوم ہوتا ہے تسلیم کر لیا جاوے تو فریقین کے
نزدیک بروایات خود واجب التاویل اور مصروف عن الظاہر ہے اہل سنت کے نزدیک تو ظاہر ہے
کہ ابوبکر صدیق خلیفہ برحق تھے اور ایسی انحراف کبیرہ تھا تو بغرض طہارت اہل جناب یہ بھی
تاویل واجب ہے اور شیعہ کے نزدیک اس سے بھی اظہر ہے کیونکہ امام معصوم کا خلاف حکم خدا و رسول
کرنا محال ہے تو تاویل لازم ہوئی باقی رہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وجاہت کا حال
سو شرح نہج البلاغہ اور تالیفات مجلسی سے خوب روشن ہے کہ خلفاء و صحابہ کے نزدیک کیسی
وجاہت تھی کیا اسی کا نام وجاہت ہے کہ کوئی دقیقہ تذلیل و توہین و بے حرمتی کا (معاذ اللہ
خاک بدہن دشمنان آن پاک نژاد) اوٹھا نہ رکھا تفصیل جسقدر سابق میں مذکور ہوچکی
تو جنہوں نے خود حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حقوق غصب کیے اور ضرب و توہین کے اور
گھر کو جلا ڈالا تو وہ اونکی وجاہت کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کیا رعایت کرینگے

---

[۱] ای علی قرآن میرے فرش کے پیچھے صحیفہ اور ریشم اور کاغذوں میں ہے اوسکو لیکر اکھٹا کریو اور ضائع نکیجو جسطرح یہود نے توراۃ کو ضائع کر دیا پس علی نے اوسکو جمع کیا زرد کپڑے میں پھر اوسپر مہر لگائی اپنے گھر میں اور فرمایا میں تا وقتیکہ اسکو جمع نہ کر لوں چادر نہ پہنونگا - کہ بعض شخص آپکے پاس آتا تھا تو بدون چادر آپ اوسکی لیے نکلتے تھے یہانتک کہ آپنے اوسکو جمع کر لیا - ۱۲

تا ان اسقدر گذارش کرنا رہا جاتا ہے۔ یہہ روایت بخاری کے جسکو ہماری مجیب لبیب نے
اپنی استدلال مین پیش کیا ہے دوسری روایت صحیحہ سے معارض ہے جسمین صاف مذکور ہے
کہ حضرت علی زبیر نے ابتداء انعقاد خلافت مین بیعت فرمائی اور وہ روایت ابن سعد اور
حاکم اور بیہقی نے تخریج کی ہے اور الفاظ اوسکے مختصراً صواعق سے نقل کرتا ہون [۱] ثم بایعہ
المهاجرون والانصار وصعد ابو بکر المنبر فنظر فی وجوہ القوم فلم
یر الزبیر فدعا به فجاء فقال قلت ابن عمة رسول الله صلی الله علیه وسلم وحواریه اردت
ان تشق عصا المسلمین فقال لا تثریب یا خلیفة رسول الله صلی الله علیه وسلم
فقام فبایعه ثم نظر فی وجوه القوم فلم یر علیاً فدعا به فجاء فقال قلت ابن عم رسول
الله صلی الله علیه وسلم وختنه علی ابنته اردت ان تشق عصا المسلمین فقال
لا تثریب یا خلیفة رسول الله صلی الله علیه وسلم فبایعه اور نیز اسیکی تائید دوسری حدیث
ابن حجر نے صواعق مین نقل کی ہے [۲] واخرج موسی بن عقبة فی مغازیه والحاکم
وصححه عن عبد الرحمن بن عوف قال خطب ابو بکر فقال والله ما کنت حریصاً علی الامارة
یوماً ولا لیلة قط ولا کنت راغباً فیها ولا سألت الله فی سر وعلانیة ولکن
اشفقت من الفتنة وما لی فی الامارة من راحة لقد قلدت امراً عظیماً

---

۱ پھر آپ سے مہاجرین و انصار نے بیعت کی۔ اور ابو بکر منبر پر چڑھے اور وجوہ قوم مین نظر کی زبیر کو نہ دیکھا اسکو بلوا لائی فرمایا میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کا بیٹا اور انکا حواری تو نے مسلمانون کی جماعت کا تفرقہ کرنا چاہا کہا اے خلیفہ رسول اللہ کے کچھ ملامت نہین پس بیعت کی پھر وجوہ قوم مین نظر کی اور علی کو نہ دیکھا بلا بھیجا آئی فرمایا مین نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹا اور انکے داماد تو نے مسلمانون کی جماعت کا تفرقہ کرنا چاہا کہا اے خلیفہ رسول اللہ کے ملامت نہین پھر بیعت کی ۱۲ ۔ ۲ موسی بن عقبہ نے اپنی مغازی مین اور حاکم نے تخریج کی ہے اور تصحیح کی ہے عبد الرحمن بن عوف سے کہا خطبہ پڑھا ابو بکر نے اور کہا کہ اللہ کی قسم مین امارت پر کبھی کسی دن اور کسی رات حریص تھا اور نہ مین اوسمین راغب تھا اور نہ پوشیدہ و ظاہر خدا سے اسکا سوال کیا ہے لیکن مین فتنہ سے ڈرا اور مجھے امارت مین کچھ راحت نہین مین ایک امر عظیم کی مین پہنایا گیا ہون ۔ ۱۲

ما ألى بہ من طاقة ولا يد الا بتقوية الله تعالى فقال علي والزبير ما غضبنا الا لانا اخرنا عن المشورة وانا نرى ان ابا بكر احق الناس بها انه لصاحب الغار وانا نعرف شرفه وخيره ولقد امره رسول الله صلے الله وسلم بالصلوة وهو حي اورجب ہم اس روایت مین جو ابوسعید سے مروی ہوئی اور اوس روایت مین جو بخاری مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہوئی اور ہماری مجیب نے اوسکو اپنا مستدل قرار دیا ہی وجہ تطبیق کو دیکھتے ہین تو ظاہر ہے کہ حضرت ام المومنین کا اون مجامع مین شریک ہونا ثابت نہین بلکہ بہر نہایت مستبعد ہی اور ابوسعید خدری راوی حدیث بیعت خود ان مجامع مین شریک تھی تو وہ جو کچھ بیان کرینگی اپنی مشاہدہ و محسوس اپنی معاینہ سے کرینگے اور یہی ہی لیس الخبر کالمعاینہ تو اسلیے روایت ابوسعید کے جو مثبت بیعت ہی بہ نسبت روایت ام المومنین کے جو نافی ہے ارجح ہوگی علاوہ ازین حضرت ام المومنین کی روایت متضمن نفی کو ہی اور حضرت ابوسعید کے روایت متضمن اثبات کو اور قاعدہ ہی کہ عند الترجیح اثبات نفی پر مقدم ہے اور مثبت نافی سے ارجح واقوی ہی علی الخصوص جبکہ اسکی تائید روایت وحدیث کو بھی منضم کیا جاوی جسکو ہماری فاضل مجیب نے منضم کیا ہی یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ومن مات ولم یعرف امام زمانہ الخ اور اس ضمیمہ سے خیال کیا جاوی کہ حضرت امیر کے شان ارفع ہی کہ خلیفہ برحق سے تا شش ماہ منحرف رہین ۔ چنانچہ سابقا بروایت بحار مجلسی گزر چکا ہی کہ تقیۃ امر او تو بہر ہی مثل خدا ورسول کے واجب الاطاعۃ ہین اور اولو الامر کے زمرہ مین معدود ہین تو ان

سلمہ جسکی عبارت سے تقویت کے مجکو طاقت اور قوت نہین تو اسپر علی اور زبیر نے کہ ہم ناخوش نہیں ہوئی مگر ...بہ ہم مشورہ سے پیچھے ہٹائی گئی ۔ اور ہم جانتی ہین کہ ابوبکر لوگون مین سب سے زیادہ اوسکی مستحق ہین کیونکہ وہ یار غار نبی ... اور ... ان کی بزرگی ... بہلائی کو پہچانتی ہین ۔ اور بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زمانہ حیات ... ست کا انکو حکم فرمایا تہا ۱۲ ۔ ۵۲ خبر معاینہ کی برابر نہین ہوتے ۱۲

وجوہ مذکورہ سے ابوسعید کے روایت کو حسب قاعدہ رجحان واعتبار ہوگا تو اب اس
صورت مین مرجع نفی بیعت اول کا جو روایت بخاری مین ام المومنین سے ہے یا تو عدم
اطلاع کی طرف ہے کہ آپکو بیعت سابقہ کی اطلاع نہین ہوئی اور یا وہ بیعت ہے جسکے بعد کچھ
ملال یا شکر رنجی نہ رہی ہو چونکہ بیعت اول کے بعد بھی فے الجملہ ملال رہا تھا اور معاملہ فدک
اسکا ضمیمہ ہو کر اور باعث کشیدگی ہو گیا اور دلجوئی و تیمارداری حضرت زہرا اور بھی مشغولی
اور عدم حاضری مجلس خلیفہ برحق کا سبب ہوا اسکے بعد جب آپنے ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ کو اپنے پاس بلا کر تفصیلاً معذرت فرمائی اور افضلیت کا اقرار کیا اور مکرر بیعت کی
تو قلب شریف ملال و کدورت سے بالکل صاف ہو گیا اور عام طور پر سمجھا گیا کہ آپنے
بیعت فرمائی بہرکیف جہانتک روایات مین دیکھا جاتا ہے تو آپ کا ملال یا تاخر عدم
المتیہ و عدم اہلیت خلیفہ صدیق رضی اللہ عنہ کی وجہ سے نہین تھا جو قادح یا مضر اجماع
ہو جیسا روات نے اسکو صراحۃً بیان کیا۔ ما غضبنا الا انا اخرنا عن المشورۃ ثابت
ما ثبہ روایت کیا اور کہا ولکنا کنا نری ان لنا فی ھذا الامر نصیبا اور ظاہر ہے کہ بقرینہ سیاق
عبارت ہذا الامر نصیبا سے مراد مشورہ ہے کیونکہ ماقبل اس عبارت کا یہ ہے وحدثنا ام
بجملہ علی الذی صنع نفاسۃ علی ابی بکر ولا انکار للذی فضلہ اللہ بہ اور بعد مین
یہ ہو ہے واستبد علینا تو اس عبارت کے قبل و مابعد کے لحاظ سے ہرگز یہ معنی معلوم
نہین ہوتے کہ لنا فی ہذا الامر نصیبا سے مراد استحقاق خلافت ہو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
یہ فرماتے ہون کہ ہم جانتے تھے کہ خلافت ہمارا حق ہے یہ حضرات شیعہ کی خوش فہمی ہے
اور روایت مسلم کی ابوسعید سے جو تاخر بیعت پر دال ہے اسکو شراح بخاری نے بسبب عدم

---

۱ اور لیکن ہم جانتے تھے کہ ہم کو بھی اس امر میں حصہ ہے ۔ ۲ اور ... اور ابوبکر
پر ... اور اسکی فضیلت کے انکار نے کچھ اسپر برانگیختہ نہین کیا جو نام کیا ہے — ۱۲ —

اسناد زہری کی ضعیف کہی ہے اور علاوہ اسکے محدثین نے لکہا ہے قال البیہقی ۱ واما وقع
فی صحیح مسلم عن ابی سعید من تاخیر بیعتہ ہو وغیرہ من بنی ہاشم الی
موت فاطمۃ فضعیف فان الزہری لم یسندہ والیضاً فالروایۃ الاولی عن ابی
سعید ہی الموصولۃ فیکون اصح انتہے پس بعد اس تحقیق کے ثابت ہوا کہ اتفاق اجلاء بیعت
خلیفہ اول سے جناب امیر کو بہی انکار نہیں ہوا اور روایت تاخیر بیعت کی جس سے اہل
اوس سے استدلال ہمارے فضلا مجیب کی صحیح نہیں ہی اور فضلا نکی عقیدہ کا تو اس جملہ کا
تحریر فرمانا ... بایں القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمان اسوجہ سے ہی
کہ وہ رضی اللہ عنہم ہمارے نزدیک اور تمہارے نزدیک حق تہی اور بیعت اہل حل وعقد
سے ثابت ہوئی نہیں اور جس سے وہ بیعت کرینا انکی خلافت حق ہی تو اس جملہ سے اونکی
استدلال فرمایا کہ انکی حقیقت میں کسیکو کسیطرح کا تامل نہ تہا اور ہمیشہ دانشمندونکا قاعدہ ہی
کہ ایسی ہی دلائل سے استدلال کیا کرتے ہیں کہ جنکی حقیقت مثل آفتاب نیمروز روشن ہو۔
پس یہہ دلیل بہی ایسی قضایا حقہ سے مرکب ہی کہ جنکی حقیقت عند اللہ وعند الفریقین
مسلم ہی اور فی الحقیقت یہہ دلیل اوسی وقت تام ہو سکتی ہے بلکہ لاجواب ہی جبکہ اوسکو
حنفی التسلیم کیجاوی اور مقدمات حقہ سے مرکب سمجہی جاوی کیونکہ حسب واقع اور نفس الامر میں
اور عند اللہ وعند الفریقین صحت وحقیقت خلافت کے اجماع اہل حل وعقد سے ثابت ہوئی
ہی اور حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی بہی حقیقت خلافت اسیطرح اور اسی دلیل سے ہم ثابت
کرسکتے ہیں تو آپ ہی فرمائیں کہ اس دلیل کا کیا جواب ہی اور امیر معویہ رضی اللہ عنہ اوسکی کیونکر تردید
کر سکتی ہیں اگر اسکی جواب میں یہہ کہیں کہ صحت وحقیقت خلافت بیعت اہل حل وعقد پر

۱ بیہقی نے کہا ہی کہ جو روایت ابو سعید سے مسلم میں واقع ہوئی ہی موت فاطمہ رضی اللہ عنہا تک
بیعت جناب امیر وغیرہ بنی ہاشم کی بابت وہ ضعیف ہی کیونکہ زہری نے اوسکو مسند نہیں کیا اور نیز پہلی روایت
بعینہ سی موصولہ ہے تو وہ اصح ہوئی۔ ۱۲منہ

اور وقت مترتب ہوتی ہے جبکہ بیعت اہل حل وعقد صالح للخلافت کے واسطے واقع ہو چنانچہ خلفاء
ثلثہ کے لیے ہوئے ہے اور اگر غیر صالح کے لیے واقع ہوگی جیسا کہ جناب کیلیے ہوئی
تو وہ بیعت مثبت نہوگی تو ظاہر ہے کہ یہہ تردید بالکل مردود ہے اور اسکا جواب خود جناب امیر
نے اس خط مین جو اسکی جواب مین لکھا تحریر فرمایا وہ یہہ کہ جب خداوند تعالے نے صحت
خلافت بیعت اہل حل وعقد پر رکھدی ہے تو جسکو وہ خلیفہ بناوینگے اور باختیار خود جسکی ہاتھہ پر
بیعت کرینگے وہ صالح للخلافت ہوگا اسلیے اسکی خلافت حق ہوگی کیونکہ خداوند تعالے
اونکو ہرگز گمراہی پر مجتمع نہین فرمادیگا اور اگر اونکی بیعت خلافت باختیار خود کسی غیر صالح
للخلافت کے ہاتہہ پر واقع ہوجاے تو سب گمراہ اور ضال ہوگئے اور تمام ضلالت پر مجتمع
ہوگئے اور یہہ محال ہے تو اہل حل وعقد کا کسی شخص کے بیعت پر متفق ہونا خود اسکی صلاحیت
اور اہلیت کی دلیل ہے اور اس جواب کا کچھہ جواب نہین ہوسکتا نہ امیر معویہ اسکا کچھہ
جواب دیسکتے ہین اگر حوصلہ ہو تو آپ ہی اونکی طرف سے اسکی تردید کیجیے اور اگر اس دلیل کو
دلیل الزامی کہا جاوے تو ناقص و ناتمام ہے اور ہرگز مثبت مدعا نہوگی اور اسکی جواب مین
جناب امیر ملزم و محجوج ہوجاینگے کیونکہ جب امیر معویہ نے بجواب اسکی اہل حل وعقد کے
بیعت پر ترتب حقیت کے لیے صلاحیت وعدم صلاحیت کا فرق نکالا تو اب
فرمائیے الزام تو باطل ہوگیا اب جناب امیر کو مرحلہ ثبوت صلاحیت واہلیت کا پیش آیا تو
اوسکو خود اس بیعت اہل حل وعقد سے ثابت نہین کرسکتے کیونکہ واقعی اور نفس الامری نہین ہین
تو دوسری کسی دلیل کیطرف مثل نص وعصمت کے رجوع فرماوینگے اور یہہ دلایل ایسی ہین کہ صدہا
مواقع پر علی پیش آئی لیکن کبھی ظاہر نہین کی گئین پس انکی نسبت امیر معویہ کو اونکی
ابطال مین اتنا ہی کہنا کافی ہوگا کہ حضرت یہہ دلائل خلفاء ثلثہ کے زمانہ مین کبھی
پیش ہوئین جو آج میرے مقابلہ مین پیش کیجاتے ہین اور جب اونہون نے تسلیم
نہین کی تو مین کیونکر تسلیم کردون تو آپ ہی فرمائیے کہ حضرت امیر کے پاس اسکا کیا

جواب ہی اور اس مرحلہ سے کیونکر خلاصی ممکن ہی بجز اسکی کہ آپ ملزم ومحجوج ہون اور
اگر جناب نے کوئی امر اسوقت تراشا ہی ہو تو اوس جواب کا ملحوظ خاطر رکہنا ضرور ہوگا جو
اسکی جواب مین خود حضرت نے تحریر فرمایا ورنہ وہ بالکل لغو ہوگا۔ اور اس قول مین جو آپنے
یہہ جملہ تحریر فرمایا (اور خصوصاً وہ فقرہ جو آپکے خاتم المحدثین اپنی تبحر علمی سے اصل
سمجہہ گئی ہین یعنے لزمتك ولنت بالشام الزامی تحریر پر دال ہی کیونکہ یہہ داب تحریر نہین ہے
کہ اپنی مسلمات کو بیان کرکے خصم پر کوئی بات لازم کرین) معلوم نہین آپنے کس
حالت مین یہہ جملہ تحریر فرمایا نہ مدعا صحیح ہی نہ دلیل دعوی کے مطابق اور اسکی مثبت ہی
اب سنیی کہ حضرت خاتم المحدثین ع کی نسبت الزاماً تحریر فرمایا کہ وہ جملہ لزمتك و
انت بالشام کو اپنی تبحر علمی سی اصل سمجہہ گئی تو اس جگہ اصل و فروع کو کیا دخل ہی اور
یہان اصل سے کیا مراد ہے اور اسکی اصل ہونے کی کیا وجہ ہے خط مذکور مین جناب
امیر نے اول اپنا دعوی ذکر فرمایا اور وہ یہہ ہی جملہ ہی یعنے لزمتك وانت بالشام
اور اسکی بعد اسکی دلیل بیان فرمائی پس جملہ مذکورہ اس اعتبار سی کہ مکتوب مین داخل ہی
اصل ہے اور اس اعتبار سی بہی اصل ہی کہ دعوی مقصود وہی ہی جسکا اثبات مد نظر ہی
پہر حضرت شاہ صاحب کو الزام دینا کہ وہ اپنی تبحر علمی سے اصل سمجہہ گیی اور دربارۂ تحقیقت
اصل نہین ہے سراسر نافہمی ہی قطع نظر اس سی جس جگہ حضرت شاہ صاحب اس خط کو
نقل فرمایا ہی اور اوسپر بحث کی ہی چنانچہ ہماری فاضل مجیب ہی اوسجگہ سی اس خط کو نقل
فرماتے مین وہان اس جملہ کا کچہہ مذکور نہین ہے اور نہ اسکی اصالت وعدم اصالت سے
تعرض فرمایا ہی اور اس جملہ سی تعرض کرنیکی کوئی وجہ بہی نہین ہی کیونکہ یہہ محض دعوے
ہی دعوی ہی اگر بحث وگفتگو واقع ہوئی ہی تو دلیل کی نسبت ہی کہ دلیل مقدمات
الزامیہ مسلمہ خصم سے استدلال فرمایا ہی یا مقدمات حقہ ثابتہ فی نفس الامر سی اور اس
جملہ کی اصالت وعدم اصالت کو دلیل کی تحقیقی والزامی ہونے سی کیا تعلق غرض

[illegible]

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی اصالت سے تعرض فرمایا اور اگر ہو بھی تو اسکی اصالت مین کچھہ
تردد نہین مدعا حاصل ہوا ہی کرتا ہے۔ پس یہہ الزام محض لغو اور پوچ ہے جسکا مدار ہماری
فاضل مجیب کے خوش فہمی پر ہی تحفہ کے جوابات مین کہین کچھہ مضمون دیکھا ہوگا بے سمجھے اسکو
کچھہ سے کچھہ نقل و ترجمہ کردیا اسکی بعد یہہ لکھنا کہ یہہ جملہ الزامی تحریر ہونے پر دال ہے سراسر
بحر اور واہیات محض ہے مدعا کو دلیل کے الزامی یا تحقیقی ہونے پر دلالت سے کیا علاقہ اسکی لیے
خواہ دلیل الزامی ہو خواہ تحقیقی ہاں وہ ہر صحیح ایسا مسلمہ ہو اور خصم کا غیر مسلمہ اگر اسکا ثبوت صحت
و حقیت نفس الامری و عند الخصم مطلوب ہوگا تو دلیل تحقیقی ذکر کیجاویگی ورنہ اگر صرف
اسکات و الزام خصم مقصود ہوگا تو دلیل الزامی ذکر کیجاویگی پس یہہ کہنا کہ یہہ جملہ تحریر کے
الزامی ہونے پر دال ہے حضرت کے کمال تبحر علمی پر دال ہے ہان حضرت کی تبحر علمی سے
کچھہ بعید نہین کہ اس جملہ مین جو لفظ لزمتک کا واقع ہوا چونکہ مادہ الزام کا تھا تو اس سے
جناب نے اپنی تبحر علمی کے بدولت سمجھا ہو کہ یہہ مادہ الزام اس تحریر کے الزامی ہونے پر
دال ہے اسکی بعد اسکی دلیل ارشاد ہوئی کیونکہ یہہ داب تحریر نہین ہے کہ اپنی مسلمات کو بیان
کرکے خصم پر کوئی بات لازم کرین سبحان اللہ یہہ دلیل اور یہی حضرت کے تبحر علمی خصوصاً
مناظرہ دانی پر اوضح دلیل ہے کیون حضرت یہہ دلیل جو جملہ لزمتک و انت بالشام کے
الزام ہونے پر وارد فرماتے ہین اوسکو کیونکر مثبت ہے ذرا سمجھا دیجیے تو سہی کاش
آپکے ان افادات تازہ کو کوئی منصف لبیب دیکھے اور آپکو آپکی علم اور فہم اور مناظرہ دانی کی داد دی
اس عبارت سے صاف مستفاد ہوتا ہے کہ جملہ لزمتک و انت بالشام کو بھی آپ مسلمات
خصم سے سمجھی ہوئی ہین حالانکہ یہہ مدعا ہے یہہ اگر مسلم خصم ہو تو وہ خصم ہی کیون بنے اور
دلیل سے اوسکی اثبات کی کیا ضرورت پڑی ہی حضرت یہہ دعوی ہے جو صرف اپنا ہی
مسلم ہے اور خصم اسکا منکر ہے اب اس دعوی کا دلیل سے ثابت کرنا مطلوب ہے قطع نظر
اس سے ہم پوچھتے ہین اس قول سے کہ یہہ داب تحریر نہین کہ اپنی مسلمات سے خصم پر کوئی

بات لازم کرین) کیا مراد ہی اگر یہہ مراد ہی کہ ایسی اقوال سی جو صرف اپنی ہی مسلمات ہین اور خصم اونکو تسلیم نہین کرتا اور واقعہ اور نفس الامر کی اعتبار سی مسلم ہین خصم پر کوئی بات لازم کرنا داب تحریر نہین تو صحیح و مسلم لیکن آپکو مفید نہین کیونکہ اس دلیل کی نسبت ہم کب کہتی ہین کہ صرف جناب امیر کی ہی مسلم ہی اور باعتبار واقع کے غیر مسلم ہی اور اگر یہہ مراد ہی کہ اپنی مسلمات سی گو وہ حقہ واقعہ اور مسلمہ خصم ہی کیون نہون الٹی خصم پر کسی امر کا لازم کرنا خارج از داب تحریر ہی تو غلط ہی اور اوسکی غلطی ایسی بدیہی ہی کہ اوسپر حاجت دلیل پیش کرنیکی بہی نہین اور ہم اس دلیل کو ایسا ہی کہتی ہین مثلاً کوئی شخص اہل اسلام مین سے کسی مسلمان پر قرآن کے آیت پیش کری یا حدیث پیش کرے یا اجماع پیش کرے تو اوسکو کوئی الزامی دلیل نہین کہیگا حالانکہ اوسنی اپنی مسلمات سی خصم کو الزام دینا چاہا ہی غرضکہ یہہ عجیب و غریب ہی جو حضرت کی سحر علمی کو آشکارا طور پر بیان کرتا ہی اور علم و فہم و مناظرہ والے کا پورا پورا اندازہ بتاتا ہے **قولہ** جناب امیر علیہ السلام جونکہ حجت خدا تہی خصم پر ایسی حجت ختم فرماتی تہے کہ پہر جواب کا موقع نرہی۔ **اقول** اس دلیل کا ایسی حجت ہونا جسکی پہر جواب کا موقع نرہی وسیوقت ممکن ہی جبکہ اسکو باتباع اہل سنت دلیل تحقیقی قرار دیجاوی اور اوسکی بموجب حضرت امیر کا حجت خدا ہونا بہی بقول شیعہ ثابت ہوجائیگا اور اگر اس دلیل کو حسب تقریر علماء شیعہ دلیل الزامی کہا جاوی تو پہر یہہ دلیل ہی تام نہین چہ جائیکہ عسیر الجواب ہو اور حضرت کا حجت خدا ثابت ہونا تو رہا الٹا ملزم منحصم ہونا لازم آئیگا چنانچہ مفصلاً ہم ہی گزارش کرا ائی ہین **قولہ** جناب امیر کا بعد انعقاد بیعت و خلافت خلیفہ اول جب حضرت کو بیعت کیواسطی بلایا تو آپنی فرمایا کہ تمنی قرابت رسول کے ذریعہ سی انصار سی خلافت لی ہی اب تم ہی انصاف کرو کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی کون اقرب ہی جونکہ تمنی حق پایا ہی حق دوا ہمکا

جواب بجز سختی و درشتی حسب عادت خود خلیفہ ثانی نے کچھ ندیا اور جواب ہی کیا تہا چنانچہ یہہ کل حال کتب معتبرہ تواریخ مثل روضۃ الصفا وغیرہ مین مفصل و مشرح مندرج ہی

اقول اس کلام مین بوجوہ چند بحث و کلام ہے اولاً اس قصہ کو اہل سنت کی معتبر کتابوں سے ثابت کیجیے اوسکے بعد جواب لیجیے اور کتب معتبرہ کے اندراج کی نسبت جو کچھ آپنے تحریر فرمایا اگر معتبرہ سے اپنی کتب معتبرہ مراد ہین تو ہمپر حجت نہین اور اگر ہماری معتبرہ مراد ہین تو پہلے اعتبار ثابت فرمائیے اور روضۃ الصفا کا معتبر ہونا غیر مسلم ہی ثانیاً خود آپکی بہی کتب معتبرہ مین سطح مرزی نہین نہج البلاغۃ جو نہایت معتبر کتاب کہی اسمین لکہا ہی ومن کلام لہ علیہ السلام لما انتہت الی امیر المومنین انباء السقیفۃ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما قالت الانصار قالوا قالت منا امیر ومنکم امیر قال فہلا احتججتم علیہم بان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصی بان یحسن الی محسنہم ویتجاوز عن مسیئہم قالوا وما فی ہذا من الحجۃ لہم فقال لو کانت الامارۃ فیہم لم تکن الوصیۃ بہم ثم قال فماذا قالت قریش قالوا احتجت بانہا شجرۃ الرسول فقال احتجوا بالشجرۃ واضاعوا الثمرۃ انتہی۔ دیکہو نہ اس مجلس مین خلیفہ ثانی کا حاضر ہونا ہی نہ حق خلافت کا مطالبہ ہے نہ خلیفہ سے کلام و گفتگو ہی نہ ہم کچھ سختی و درشتی ہی آپمین نہ بعقد زدوہی کہ جب آپکو خلیفہ کی خبر پہنچی تو آپنے حال دریافت فرمایا اور یہہ کلام فرمایا اور اگر وہی روایت معتبرہ ہوتی تو سید رضی صاحب نقل فرماتے اول علی المقصود تہی۔ ثالثاً یہہ مطالبہ بہی حق کا کرنا

سلہ اور آپکی ہی کتابمین یہی جلسہ سقیفہ کے جو بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوا آپ نے پوچہا کہ سقیفہ مین کیا کہا انہوں نے جواب دیا کہ انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم مین سے ہو اور ایک تم مین سے فرمایا تمنے اونسے یہہ دلیل کیون نہ پیش کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی ہی کہ انکی نیکوکارون کے ساتہ احسان کیا جاوے اور انکے گنہگارون سے درگذر کیجاوے اونہون نے کہا کہ اسمین کونسی حجت نہین ہی فرمایا کہ اگر امارت ہوتی تو اونکی وصیت نہوتی فرمایا قریش نے کیا کہا کہ قریش یہہ دلیل لائے کہ وہ رسول کے درخت مین ہین رسول اور وہ ایک درخت کی شاخین ہین بس فرمایا درخت سے وابستہ ثابت کیا اور پہل کو چہوڑ دیا انتہی۔

اور خلفا کے ساتھ معاملہ خلافت مین چون و چرا کرنا سراسر خلاف حکم الٰہی و دیت
رسالت پناہی ناجائز اور حرام تھا تو کیونکر ممکن ہے کہ آپ باوجود عصمت کے مرتکب
معصیت کے ہوتے چنانچہ آپکو ایک خطبہ مین جسکا شروع یہہ ہی ومن کلام لہ فی
بیعۃ عثمان فرماتے ہین واللہ لاسلمن ما سلمت امور المسلمین ولم یکن فیہا جور الخ تو اس سے معلوم ہوا کہ یہہ روایت
بالکل غلط اور موضوع و مفتری ہے ـ ثانیا جب ہم نفس اس الزام مین تامل کرتے
مین تو اسکو غلط اور ہیچ پاتے ہین اور دیکھتے ہین کہ اس دلیل سے ہرگز احتجاج
صحیح نہین ہو سکتا ہی اور نہ کوئی عاقل اس دلیل کو لائق احتجاج سمجھہ سکتا ہی کیونکہ
یہہ دلیل حضرت نے اپنی حقیت خلافت کے لیے حسب زعم اولیا سامعی فرمائی ہی
پس ہم دیکھتے ہین کہ اس سے آپکی احقیت خلافت کسیطرح ثابت نہین ہوتی کیونکہ
آپکے اس قول سے کہ قریش نے شجرہ کو پکڑا اور ثمرہ کو ضائع کیا یا یہہ مراد ہی کہ ابعد کو لیا
اور اقرب کو چھوڑ دیا تو اس سے آپکی خلافت متنازعۃ فیہا یعنی بلافصل ہرگز ثابت
نہین ہوتے بلکہ اس تقریر سے لازم آتا ہی کہ حضرت عباس و عقیل احق بالخلافت ہین
کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اقرب العصبات ہین اعمام کا درجہ بنی الاعمام
سے مقدم ہے ـ یا یہہ مراد ہی کہ اصول کو لیا اور فروع کو چھوڑا تو اس سے بھی واضح ہی کہ
جناب امیر اسجگہ اپنی آپکو فروع ہونے سے تعبیر فرماتے ہین حالانکہ ابن العم فروع
مین داخل نہین اور اگر احقیت بالخلافت فروع کے لیے ثابت ہو گی تو جناب حسنین رضی
بہ نسبت جناب امیر احق بالخلافت ہونگے اور اگر ذریعہ مجازیہ مراد ہی تو قطع نظر اس سے کہ ایسی
امور مین مجازیۃ کو دخل نہین اور لفظ شجرہ اور ثمر اوس سے ابا کرتا ہی یہہ لازم آتا ہی کہ اسامہ
بن زید احق بالخلافت ہون غرض یہہ دلیل کسی پہلو پر ٹھیک نہین بیٹھتی اور کسی کل سیدھی
نہین ہوتے ـ ایسی واہی دلائل کا حضرت کے طرف منسوب کرنا گویا آپکی حجت
خدا ہونے مین قدح کرنا ہی کہ معاذ اللہ حضرت کو سلیقہ استدلال کا کچھہ بھی نہین تھا

خامساً ظاہر ہی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو اوس وقت سقیفہ بنی ساعدہ مین انصار کے
دعوی خلافت کے تردید مین جو دلیل بیان کے تہی جسکو سب نے تسلیم کیا اور کسی نے چون وچرا
نہین کی اور جو متفق علیہ فریقین ہے وہ یہہ مضمون ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
[۱] الائمۃ من قریش۔ صورت استدلال یہہ تہی کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نص سے
امامت کا خاص قریش مین ہونا ثابت ہوا کہ ضمن انصار سے کوئی نہین ہوسکتے تو انصار کا
استحقاق باطل اور انکا مطالبہ بے محل ہوا اور اس حدیث متفق علیہ شیعہ واہل سنت سے
یہہ بہی واضح ہی کہ جب امامت قریش کا حق ہی تو عموم اس حکم مین تمام قریش متساوی
الاقدام مین کیونکہ الفاظ نص سے کسیکی تخصیص وترجیح ثابت نہین ہوتے اور ظاہر ہی
کہ خداوند کریم کے نزدیک اوسکے عباد مین بزرگتر وہی ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو جیسا کہ فرمایا ہی
[۲] ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ ارشاد ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک
بہی پیارا وہی ہے جو احکام الہی کا زیادہ مطیع ہو خواہ حبشی ہو یا سید عربی یا عجمی چنانچہ شرح
نہج البلاغہ مین آپ سے نقل ہوا ہی [۳] ان ولی محمد من اطاع اللہ وان بعدت لحمتہ وان
عدو محمد من عصی اللہ وان قربت قرابتہ۔ اسیواسطے خداوند کریم نے
حضرت نوح کے فرزند کی نسبت انہ لیس من اہلک فرمایا تو اس سے صاف ظاہر ہی کہ
مدار قرب کا قرب قرابت پر نہین بلکہ اوسکی لیے دوسری اوصاف کی ضرورت ہی تو اس سے
واضح ہوا کہ اس حدیث مین حضرتؐ نے خاص قریش ہی کو اس فضل خاص کے ساتھہ
مخصوص فرمایا کہ الائمۃ من قریش یہہ خصوصیت نص توقیفی ہے عقل کو اس مین دخل نہین
ہے اور قاعدہ ہی کہ جو امر شارع علیہ الصلوۃ سے خلاف قیاس ثابت ہوا اوسکا تعدیہ نہین
ہوسکتا اور شیعہ کے نزدیک تو قیاس عموماً ایمان بہی جائز نہین ہی حضرت خلیفہ اول رضی

---

[۱] امام قریش مین سے ہونگے ۱۲ [۲] خدا کے نزدیک تم میں بڑا وہی ہی جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو ۱۲
[۳] محمد کا دوست وہی ہی جو خدا کا کہنا مانے اگرچہ اوسکی قرابت بعید ہو اور محمد کا دشمن وہی ہی جو خدا کی نافرمانی کرے اگرچہ اوسکی قرابت قریبہ ہو ۱۲

اگر اس حدیث سے انصار کی امامت کو رد کیا تو آپ نے نص سے رد کیا جو خلاف قیاس محض توقیفی
ہتی تو اگر جناب امیر نے اوسکو سنکر یہہ فرمایا ہو احتجوا بالشجرة واضاعوا الثمرة جیسا کہ
شیعہ کا زعم ہے اور واقع مین ایسا آپ نے نہین فرمایا ہوگا تو گویا آپ نے خلاف قیاس نص
مین قیاس کیا اور یہہ ایسی خطا ہے کہ مجتہدین امت سے بھی صادر نہین ہو سکتی آپ کے شہید
ثانی نے معالم الاصول مین تحریر فرماتے ہین القیاس هو الحكم على معلوم بمثل الحكم
الثابت لمعلوم آخر لاشتراكهما في علة الحكم فموضع الحكم الثابت يسمى اصلا و
موضوع الآخر يسمى فرعا والمشترك جامعا وعلة وهي اما مستنبطة او منصوصة
وقد اطبق اصحابنا على منع العمل بالمستنبطة الا من شذ وحكى اجماعهم فيه
غير واحد منهم وتواترت الاخبار بانكاره عن اهل البيت عليهم السلام وبالجملة
فمنعه يعد من ضروريات الدين واما المنصوصة ففي العمل بها خلاف بينهم
فظاهر المرتضى المنع ايضا الخ اور نیز اس متفق علیہ نص سے یہہ بات بھی ثابت ہوئی
کہ تخصیص ائمہ اثنا عشر کے غلط اور بلا دلیل ہے کیونکہ جب ایک حکم ایک بڑی قبیلہ کیطرف
عموماً نسبت کیا گیا ہے وہ اوسکی تمام افراد کو شامل ہوگا اور اس قبیلہ کی افراد مین سے جسجگہ
وہ حکم پایا جائیگا معتبر اور صحیح ہوگا ورنہ ظاہر ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امامت
بابت نص فرماتے کہ ائمہ کے ہی واسطے ہے تو الائمة من قریش کی کیا ضرورت تھی پس
معلوم ہوا کہ وہ نص محض حضرات کی تراشی ہوئی ہے الغرض یہہ الزام ایسا واہی الزام ہے
کہ ہمکو جسکو بلکہ ذرا سی بھی عقل ہوگی وہ اس الزام کا جناب امیر کیطرف منسوب کرنا نہایت
شنیع سمجھیگا اور حضرات شیعہ کو اسی پر کیا کچھہ افتخار و ناز ہے اور اسیکو لاجواب
سمجھتے ہین افسوس ہے کہ اسی وقت مین تمام نصوص و وصایا حضرت کو فراموش ہو گئیں اور یاد آیا
تو یہہ ایک ناقص و لغو استدلال یاد آیا فاعتبروا یا اولی الالباب **قوله** اسیطرح اس خط مین
معویہ کو الزاماً تحریر فرماتے ہین کہ تو خلفاء سابقہ کی خلافت کو حق جانتا ہے اور مہاجرین

والانصار کا شوری حجت سمجھتا ہی میری بیعت بھی تجھپر لازم ہے کیونکہ یہہ بیعت بھی اون
اشخاص نے کی ہی کہ جنہون نے خلفاء سابقہ کی بیعت کی تھی **اقول** حضرت
خط کے آخر جملونکے مطلب کا خلاصہ بھی تو ذکر فرمایا ہوتا تاکہ بزعم سامی الزام کو او
زیادہ تقویت ہوتی۔ آخر کس مصلحت سے اونکی مضمون کو ترک کیا ہی ہم سابق مین تفصیل کے
ساتھہ گذارش کر آئی ہین کہ یہہ دلیل دلیل الزامی نہین ہوسکتی اور یہہ جو ہماری فاضل
مجیب اپنی کمال تبحر اور تدین سے فرما رہی ہین کہ تو خلفاء سابقہ کی خلافت کو حق
جانتا تھا اور مہاجرین و انصار کا شوری حجت سمجھتا تھا یہہ ہرگز اون الفاظ سے
مفہوم نہین ہوتا اگر اوس عبارت کے یہہ معنی ہون تو مصداق المعنی فی بطن الشاعر کا
ہوگا اور کیا ضرورت ہی جو بے ضرورت خلاف اصل ارتکاب حذف کا اختیار کیا جاوے
پس صاف اور سیدھا مطلب اوس عبارت کا یہہ ہی جو ہم کہتی ہین کہ جناب نے تحریر فرمایا
میری ہاتھہ پر سابقین خلفاء نے بیعت کی ہی اوسمین کسی حاضر و غائب کو چون و چرا
کی گنجایش نہین ہے کیونکہ شوری کا استحقاق صرف مہاجرین و انصار ہی کو ہی جب وہ
کسی امر پر مجتمع ہو جاوین اور کسیکو امام بنالین تو اسمین خدا کی رضامندی ہے اور اگر
کوئی طعن یا بدعت کرکے اوسمین سے نکلے اوسکو اوسمین لوٹا دو اور اگر انکار کرے تو
لڑو۔ اور خدا اوسکو جہنم مین ڈالیگا۔ آپ اس مضمون کو بھی مطابق اصل عبارت کی سمجھی
اور اپنی مدعا کو بھی مطابق سمجھیے اور انصاف سے دیکھیے کہ کونسا ترجمہ مطابق عبارت
کی ہے ہر آنکھین کھولکر دیکھیے کہ الزام ہے یا تحقیق واللہ ہو الموفق **قولہ** آنکہ خاتم المحدثین حجۃ
یہہ فرماتے ہین کہ وجہ بدیہی است کہ بیعت مہاجرین و انصار را کہ ہرگز بر ہیچکس پوشیدہ
نبود اگر جوئی ہمی شمرد چرا در حیات حضرت امیر در مجالس و مکاتیب خود ذکر میکرد
انتہی بقدر الحاجۃ۔ اسکا جواب یہہ ہی کہ یہہ لازم نہین کہ ہر آدمی اپنے ہر قول
و فعل مین ہمیشہ صواب پر ہی ہو اور اوسکی افعال و اقوال مین تناقض نہو بلکہ اہل ہوا

اصحاب دنیا کا یہہ ہی حال ہی کہ جسمین اپنا نفع دیکھتے ہین وہ اختیار کرلیتے ہین جب خلفاء
ثلاثہ کی خلافت مین اپنا دنیوی فایدہ دیکھا اونکی صحت وحقیت خلافت کا قائل ہو گیا
اور جب سمجھا کہ جناب امیر علیہ السلام کے صحت خلافت مین وہ فایدہ دنیوی نہی گا منکر
باغی ہوگیا ورنہ تب ہی فرمادین کہ اگر معویہ خلفاء ثلثہ کی صحت خلافت پر مہاجرین و انصار
کی بیعت کا قائل تہا تو اونکی خلافت اوسکی نزدیک کیونکر اوس دلیل سی ثابت ہوئی تہی کیا
معویہ جو جبال المومنین اور اصحاب رسول اللہ صلعم سی ہی اجماع اہل حل وعقد کو حجت نجانتا تہا
اور وہ بہی مثل روافض بغض عصمت وتفضیلیت کا قائل تہا یا اوسکی نزدیک خلافت کے
[illegible] اگر یہہ بات ہی تب ہی اجماع حجت نرہا اور خلیفہ اول کے خلافت
[illegible] اجماع سی ثابت ہی اور اہل سنت کا اسی پر نا ہی درست نرہی **اقول** اگرچہ اسکا جواب
[illegible] ہی واضح ہے لیکن چونکہ حضرت مجیب کو عبارت تحفہ کی فہم مین
غلط ہوئی اور یہہ مضمون اوسپر بطور اعتراض بیان فرمایا اسلیئے آپکے خوش فہمی کا اظہار
ہی [illegible] ہی بس صاف ہو کہ ای حضرت سید صاحب سخن فہمی جناب پر ختم ہے
جواب تو آپنے تحریر فرمایا لیکن پہلی تحفہ کی عبارت کا مضمون توسمجہا ہوتا بے سوچے
سمجھے انا پشناپ یونہین لکھہ دینا کونسی عقل کا کام ہی چونکہ تحفہ عام طور پر جگہ جگہ
[illegible] ہوتا ہی نقل عبارت کے کچھہ ضرورت نہین صرف بیان مضمون پر اکتفا
[illegible] ہون اور اسکے بعد آپکی جواب کے خوبیان ظاہر ہو جاینگی - حضرت خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ
[illegible] دلیل کے الزامی ہونے کی ابطال مین فرماتے ہین کہ اگر یہہ دلیل الزامی ہو تو الزامی
[illegible] الزام ہی کہ اوسکی مقدمات مسلم عند الخصم ہون - [illegible] امیر معویہ کے نزدیک
[illegible] مقدمات [illegible] مسلم نہی اوسکا مذہب جو اوسکی خطوط سے جو حضرت امیر کی خطوط کی
[illegible] بہیجی اور امیہ وزیدیہ کی کتابون مین مذکور ہین ظاہر ہوتا ہی وہ یہہ ہی کہ جو مسلمان
[illegible] کہ مہمات امت کو سرانجام کرسکی اور تنفیذ احکام جہاد کفار وسیاست [illegible]

اور تجہیز جیوش اور سد ثغور پر قادر ہو اور مسلمانوں مین سے ایک جماعت اوسکے ہاتھہ پر بیعت کرلین
خواہ وہ جماعت اہل مدینہ اور مکہ ہوں یا اہل عراق و شام وہ امام ہے اور جسکے اندر یہہ صفات
مذکورہ نپائی جاوین اور اونمین قادر نہو اور دفع مفاسد نکر سکے گو وہ مہاجرین اولین سے ہو
اور اگرچہ اوسکے ہاتھہ پر مہاجرین و انصار نے بیعت کی ہو وہ صالح اور اہل للامامۃ نہین اور
بیعت اہل حل و عقد سے وہ امام نہین ہوسکتا پس جناب امیر رضی اللہ عنہ کی خلافت امیر معویہ رض
کے نزدیک اسیواسطے صحیح نہین ہے کہ اوسکے زعم مین جناب مین یہہ اوصاف مفقود تھے
بلکہ علاوہ فقدان اوصاف کی کہ جو خلافت کی لیے شرائط ہین بوجہ اتہام قتل عثمان رضی اللہ عنہ
اور اونکی قاتلین کے حمایت کے حضرت کو غیر مصلح اور ساعی فی الارض بالفساد گمان کرتا
تھا چنانچہ بارہا مجالس و مکاتیب مین دمکا ذکر کیا اور طعن و تعریض کے طور پر تخطیہ کیا تو ایسی
حالت مین جبکہ اوسکے نزدیک معاذ اللہ جناب امیر مین شرائط صحت خلافت ہی مفقود
ہین اور آپ اہل اور صالح للخلافت ہی نہین ہین تو بیعت مہاجرین و انصار اوسکے نزدیک
کیا حقیقت و وقعت رکھہ سکتی ہے اور یہہ بیعت اوسکے نزدیک کیونکر صحیح اور مسلم ہوسکتی
ہے اور اس بیعت سے اوسپر کیونکر الزام دیا جا سکتا ہے بخلاف خلفاء ثلثہ رض کی کہ وہ بحول اللہ
و قوتہ ان سب صفات کے ساتھہ متصف تھے مرتدین کی قوت و شوکت کو اون ہی کی ہمت
عالیہ نے خاک مین ملایا کسری و قیصر کے بڑی بڑی سلطنتین اون ہی کی حسن تدبیر سے
پامال ہوکر اہل اسلام کے قبضہ مین آئی شرق سے غرب تک اسلام کا شیوع اون
ہی کی قوت ایمانی اور نیک نیتی کا ثمرہ ہے اور اون ہی کے نامہ اعمال مین ثبت ہے
جناب امیر اسیواسطے ہمیشہ حسرت سے فرماتے رہے ابتلیت بقتال اہل القبلہ
اور اس سے زیادہ اونکی قوت و شوکت ہمت و شجاعت و حسن تدبیر کی کیا دلیل
ہوسکتی ہے کہ اونہون نے امامت کو بزور و زبردستی ایسے شخص کے ہاتھہ سے غصب
کیا جو شجاعت مین یکتا اور تہور مین لاثانی اور جراءت مین بے مثل تمام قوم عاد کو تن تنہا

ایک لمحہ مین دار الفنا کو پونہچا دیا اور منصوص من اللہ اور منصوب من الرسول تہا موت وحیات کا
بہی اوسکو علم تہا بلکہ اختیاری تہی اگر تمام روی زمین کے آدمی بہی اوسکے مقابلہ مین ہون
تو کچہہ پروا نکرتے فلانہ تہا فی الواقع ایسی شخص سے زبردستی غصب کرنا بڑی شجاعت اور
عقل کی دلیل ہے بلکہ اس سے زیادہ یہہ ہی کہ معاذ اللہ توبہ توبہ خدا و رسول نے بہی ذکر بکمال تاکید
و تشدید اشجع الناس و اعقل الناس کو فرمایا کہ تو انکے مقابلہ مین چون و چرا کچہہ نکیجو اور
بہولی سے بہی کبہی اپنی حق کا نام نلیجو اور اونسے بیعت بہی کرلینا اور جسطرح گذری تقیہ کے
پردہ مین اطاعت و آشتی سے گذارنا پس جب انکی اندر یہہ کمالات و جوہر تہی تو جب
اہل حل و عقد نے اونکی ہاتہہ پر بیعت کرلی تو معویہ کو اسمین کیا چون و چرا کی گنجایش تہی اور کسی
مقتدین عاقل کو اوسمین چون و چرا نہین ہوسکتی اب جناب امیر آپکا یہہ فرمانا کہ اگر معویہ
صحت خلافت خلفا بر بیعت مہاجرین و انصار کا قائل نہ تہا تو اونکی خلافت اوسکی
نزدیک کیونکر اور کس دلیل سے ثابت ہوئی تہی) بالکل لغو اور پوچ ہوگیا منشا اوسکا یہہ تہا
کہ مطلب عبارت کا نہین سمجہی اور بعد اوسکے یہہ فرمانا کہ (کیا عصمت و بعض فضیلت کا
قائل تہا یا اوسکی نزدیک اور شرطین تہی تب بہی ثبوت خلافت باجماع نرہا) اوس سے بہی
زیادہ لغو اور بیہودہ ہی عبارت تحفہ کو سمجہکر اوس سے بخوبی واضح ہی کہ اوسکو کون امر تسلیم
خلافت جناب امیر سے مانع تہا اور وہ خلفاء ثلثہ مین موجود ہی یا مفقود نہ اوسکی
نزدیک شرائط ثلثہ شرط خلافت تہی نہ کوئی اور شرط تہی بلکہ بیعت اہل اسلام کو مع وجود الاہلیتہ
دہما تحیتہ شرط خلافت کہتا تہا جو اوسکی زعم مین جناب امیر مین مفقود تہی اور خلفاء
ثلثہ مین موجود۔ پس بروی اوسکی مذہب کے خلفاء ثلثہ رض کی صحت خلافت مین تامل و تردد
نہین ہوسکتا رہا یہہ الزام کہ امیر معویہ نے جبتک خلفاء ثلثہ کی خلافت مین اپنا دنیوی
فائدہ دیکہا انکی حقیقت خلافت کا قائل رہا اور جب سمجہا کہ جناب امیر کی خلافت مین
وہ فائدہ نہی گا منکر و باغی ہوگیا عجیب و غریب ہی کیا آپکی نزدیک امیر معویہ بہی مثل

جناب امیر کی محدث و غیب دان تہا کر وہ اول ہی سمجہہ گیا کہ حضرت کی خلافت مین وہ فایدہ
نہ ہی گا کیا امیر معویہ زیاد بن ابی سفیان سے بہی زیادہ برا تہا کہ آپنے اوسکو عامل مقرر فرمایا اور
امیر معویہ کو نکر سکتے ـ علاوہ ازین اگر آپکی نزدیک یہہ امر شنیع ہی تو آپکی حضرت محمد بن الحنفیہ نے
جناب سید الشہدا کی رفاقت ترک کی اور یزید کی خدمت اور استانہ بوسی کا احرام
باندہا دستان مینیما ـ آپکی صحابہ مقبولین نے جناب امیر کیخدمت چہوڑکر خلفا کا عامل ہونا
قبول فرمایا ـ پس آپکی نزدیک اگر یہہ حضرات مطعون بطلب دنیا ہین تو امیر معویہ بہی ہیں
ورنہ جو جواب بیان دین وہ ہی وہان ہی قبول فرمادین ـ **قولہ** واقعی یہہ الزامی
حجت جناب امیر نے اوسپر ایسی ختم فرمائی تہی کہ اوسکا کچہہ جواب نہ دیسکا اور صرف دو کاغذ
سفید و سادہ بہیجدہ کرکے اور یہہ عبارت لکہکر من معویہ بن ابی سفیان الی علی بن
ابی طالب بہیجدئی چنانچہ ابن ابی الحدید نے زبیر بن بکار سے جو محدثین اہل سنت سے ہے
نقل کیا ہی کہ اونے جریر بن عبد اللہ بجلی سے ایک طویل روایت کی ضمن مین روایت کی ہے
فلما جاء هذا الكتاب وصل بين ابيضين ثم طواهما وكتب عنوانهما من معوية
بن ابي سفيان الى علي بن ابي طالب ودفعهما الي لا اعلم ما فيهما ولا اظنهما الا جوابا و
بعث معي رجلا من بني عبس لا ادري ما معه فخرجنا حتى قدمنا الكوفة واجتمع
الناس في المسجد لا يشكون انها بيعة اهل الشام فلما فتح علي الكتاب لم يجد شيئا انتهى
پس جو سبب اسکا آپکی خاتم المحدثین نے لکہا ہی اگر وہی ہوتا تو اس خط کی جواب مین کیون نہ
اسکو لکہا اس سے صاف ظاہر ہی کہ یہہ حجت الزامی اوسپر ایسی ختم ہوئی تہی کہ بجز سادہ کاغذ کچہہ
جواب نہ دیسکا کیونکہ ایسی مجبوری الزامی حجت ہی مین ہوسکتی ہی ورنہ اور قسم کا جواب تو ہر شخص
اپنی عقل کے موافق دیسکتا ہی **اقول** امیر معویہ رض کے جواب نہ دینی اور سادہ کاغذ بہیجکر
بہیجنی کی نسبت جو کچہہ لکہا وہ حضرت کے باوجود ادعائی ہمہ دانی کے کمال تبحر علمی پر صراحۃً
دلالت کرتا ہے اور اوسکی تہ کہ سبب ہماری پہلی قول سے جسمین ہمنی ابن ہیثم سے جواب

اور جواب الجواب نقل کیا ہی کما حقہ ہوتی ہے اور ابن ابی الحدید باوجود معتزلی ہونے کے اگرچہ
علماء شیعہ کے نزدیک فی الجملہ معتبر ہی لیکن بمقابلہ ابن میثم اسکا قول ہرگز قابل احتجاج
نہین ہوسکتا ہی اور اہلسنت پر اسکی قول و روایت سے حجت لانا ہماری فاضل مجیب جیسی مناظرہ
دانون ہی کا کام ہی غرض آپ شرح ابن میثم دیکھہ بھیجیں آپکو ابن ابی الحدید کی روایت کی غلطی
معلوم ہو جائیگی اور ثابت ہو جائیگا کہ امیر معویہ نے ایسا جواب دیا کہ اگر یہہ تحریر الزام ہو
تو آپ پابند مسلم ہون اور اگر بفرض سادہ کاغذ ہی جب وہ کرکے بھیجدیا تو اس سے ہماری مجیب
لبیب کا یہہ مطلب سمجھنا کہ چونکہ جواب کچھہ نہی سکا اسلیے سادہ کاغذ لپیٹ کر بھیجدیا
اصل غلط ہی اور ممکن ہے کہ اس وجہ سے سادہ کاغذ بھیجا ہو کہ اس امر کی طرف اشارہ ہو جاوے
کہ اسکا مدعا بیان و [illegible] شانی نہین — چونکہ آپنے جریر کے ہاتھہ جو خط بھیجا ہے اسمین
بیعت کو لکھی نہہ تہا تو یہہ سادہ کاغذ اس سے نکالکے طور پر بھیجا تاکہ اوسمین ناکامیابی
پر دلیل ہو [illegible] — یا ممکن ہے کہ سادہ بھیجنے سے ایما صرف ہی کہ یہہ تحریر قابل جواب
ہی نہین [illegible] آپ اپنے آپکو اہل و صالح للخلافت تو ثابت کرین - باقی رہا
یہہ فرمانا کہ ایسی مجبوری کی [illegible] ہین ہو سکتے ہے - ورنہ اور قسم کا جواب
[illegible] موافق دے سکتے ہے) حضرت کی کمال مناظرہ دانی پر دال ہی
[illegible] یہہ [illegible] معلوم نہین کہ اقسام ادلہ مین سے کونسی دلیل زیادہ قوی اور معتبر
ہوتی ہے - حضرت میر صاحب الزامی دلیل کے واسطی یہہ لازم نہین ہے کہ باعتبار واقع
اور نفس الامر کے بھی صحیح ہو یا نہو پس اگر اوسکی صحت ہو گئی ہی تو صرف بزعم مستدل عند الخصم
[illegible] ہی خواہ واقع مین اور عند الخصم غلط ہی کیون نہو اور ہم اس تحریر کو جو دلیل تحقیقی
اور مقدمات حقہ سے مرکب کہتی ہین اوس سے یہہ مراد ہی کہ یہہ دلیل عند اللہ حق ہے
اور باعتبار واقع کے صحیح تو ہر یک مسلمان کو اوسکا اتباع واجب ہی کیونکہ جسکی حقیقت
اصول شرع سے ثابت ہو وہ تمام اہل اسلام کو واجب القبول ہے اور مستدل اور خصم کے

نزدیک مسلم ہوگی اب خیال فرمائیے یہہ تحقیقی ہی جو سب کے مسلم ہی یا وہ الزام قوی ہے
جو صرف خصم کا ہی بزعم مستدل مسلم ہی - اگر بالفرض اسپر بہی امیر معویہ کیطرف سلی آپ وہی
اعتراض فرمادین جو اونہون نے کہا ہی سو اوسکا جواب وہی ہی جو جناب امیر نے تحریر
فرمایا کہ جب خدا تعالے نے اتباع سبیل المومنین کا حکم فرمایا اور اوسکی مخالفت سی ڈرایا
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ میری امت گمراہی پر مجتمع نہوگی تو اب یہہ کہنا
کہ بیعت اہل حل وعقد کی غیر صالح للامامت کے واسطی ہوئی گویا سب کے تضلیل ہے جو مستلزم
تکذیب خداوند تعالے شانہ ہی چنانچہ اسکا جواب امیر معویہ کی طرف سے ہمارے نزدیک نہین
کندا اور اگر کوئی اسکا جواب ہوگا بہی تو غالبًا اسی قسم کا ہوگا جیسا پہلی جواب دیا تہا جسکی
تردید ایک جملہ مین کر دی گئی تو اب آپ خیال فرمائین کہ اگر اس تحریر کو الزامی سمجہہ جائے تو
امیر معویہ کے اعتراض کا کچہہ جواب نہین ہو سکتا اور جب تک اسکو تحقیقی تسلیم نفرمادین
اوسوقت تک یہہ خطرہ جواب نہین ہو سکتا لیکن اسکے تحقیقی ہونے مین مذہب شیعہ سے دست
بردار ہونا پڑتا ہی کیونکہ یہہ خط قلعہ اساس شیعہ کا بنیاد سے اکہاڑ رہا ہی - قولہ
جب یہہ ثابت ہوگیا کہ یہہ خط بطور الزام لکہا گیا ہی تو یہہ فقرہ انما الشوری [illegible]
ہی ہی اسکی خاتم المحدثین یہہ جو فرماتے ہین کہ بازحشم پوشی [illegible] از ظرافت [illegible]
کلام کہ زائد رفت [illegible] اسکی اس تحریر سے سخت تعجب ہی [illegible] اہل [illegible]
اصطلاح بیان کرنے چاہیین [illegible] مخالف کے نزدیک اونکی قدر ومنزلت [illegible] کلام
[illegible] ہو نہین سکتے - اقول جو کچہہ آپنے بزعم خود ثابت سمجہا تہا کہ یہہ
الزامًا کہا گیا ہے وہ محض کنسج عنکبوت [illegible]
[illegible] ہوگیا [illegible] کا الزامی ہونا [illegible] تحقیقی
ثابت [illegible] خاتم المحدثین [illegible] سخت تعجب [illegible] عجب
[illegible] سمجہا [illegible] مین غلطان وپیچان

ہوتی ہین اور نہین سمجھتے اگر اس عبارت کو بھی نہ سمجھے تو کچھ تعجب نہین اس کلام مین
قدر الزام سے جسقدر زیادہ بسط کیا ہے وہ صاف طور پر اسکی تحقیقی ہونے پر دال ہے
تو جب ایسی کھلی بڑہائی جائیگی جو الزامی ہونے کو باطل کریگی تو کیونکر مخالف کے نزدیک
باعث قدر و منزلت دلیل کے ہوگی تو شاہ صاحب رحمۃ اللہ فرماتے ہین یہ چشم پوشی
کرنا اطراف و جوانب کلام سے جو زائد قدر الزام سے ہے الزام صرف اسیقدر سے حاصل
ہو سکتا ہے کہ ذکر بیعت فرما دیتے اور باقی عبارت کو فاذا اجتمعوا علی رجل سے آخر
تک الزام مین کچھ دخل نہین ہے ترک کرتے امام معصوم معاذ اللہ کیون جھوٹ بولی اور وہ بھی
خدا تعالی پر کہ کان للہ رضی ویصلہ جہنم وساءت مصیرا کمال نشاط و تحسین و تاکید
و تکریر کے ساتھ معاذ اللہ غرض کلام کی اطراف جوانب جو زائد قدر الزام سے ہین وہ
ہین جنکو الزام مین کچھ دخل نہین بلکہ کذب بیجا اصل قدر الزام کے مخالف ہین ایسی باتین
بسط و نشاط کرنا سراسر بیجا اور ناجائز ہے افسوس کہ کلام مین اسقدر بسط و نشاط ہو
اور ایک لفظ بھی ایسا نہ فرماوین جو اسکی الزام ہونے پر دال ہو بلکہ جسقدر بسط کرین وہ
اور سب اوسکی تحقیقی ہونے پر زیادہ دلیل ہوتا جائے آپ ہی کے اعتقاد کے بموجب حجت اللہ
کی ایسی کلام ہو سکتی ہے کہ ارادہ کچھ کرین اور زبان سے اوسکی خلاف کچھ ظاہر ہو معاذ اللہ
من سوء الظن **قولہ** معہذا ایسے کلام کو بطور الزام فرمائے مگر واقع مین عین صدق
محض حق ہے اور اسی سے بطلان خلافت خلیفہ اول ثابت ہے کیونکہ خلیفہ اول کی بیعت
پر سب مہاجرین و انصار کا اجماع نہین ہوا کیونکہ جناب امیر اور بنی ہاشم وغیرہ و سعد
بن عبادہ نے بیعت نہین کی چونکہ اسمین ذات ستودہ صفات جناب امیر بھی
داخل ہے کیونکہ آنحضرت بھی جملہ مہاجرین بلکہ رئیس المہاجرین تھے فی نفسہ
ہماری موید ہے اس تقریر پر چاہیے کہ شش ماہ تک خلیفہ اول خلیفہ و امام نہون **اقول**
الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اسوقت ہماری فاضل مجیب نے اس دلیل کا تحقیقی ہونا

قبول فرمایا شعراتی بیچارہ ہیں کہ آیا مر بہت افسوس عجب + ابن بابل ہے کہ آپ جلی اچکی + ہماری فاضل عجیب فوبا تے ہیں تو یہ کلام بطور الزام کے بھی لیلیں واقع تیت ہیں صدق المحض حق ہے اور تحقیقی اسکو کہتے ہیں کہ جو باعتبار واقع اور نفس الامر کے ہیں جیسے صدق المحض حق ہو تو کیسے یہ کلام باعتبار واقع کے عین صدق محض حق ہے تو پر ایک جملہ اسکا مطابق واقع کے ہے اور صغری کبری قیاس کے مسلمہ الخصم ہوئیں تو منتج ہی قیاس اقترانی کا جو اس باب کی مستنبط ہوا ہے

ہیں ہے کہ ہاں یا ہیئتہ لقوم الدین باعوا الذکر وتمہ تہ ثمانت الحال مسالعہم مطلقہ اور سنا بعدی ہے ہو گا یعنی من تبع ہؤلاء القوم فلیس من تبعہ بعد تمام ان قال ناتی من احبوم وکان اغیب عنہا ان یریدوا اور یہ ہر دو صغری کبری ہے ایک قیاس کا صحیح ہیں یا صدق محض حق میں نتیجہ اسکا بھی حق ہوگا وہ یہ کہ انہ لیس لاحد منہم ذمہ ونقا بان یردہ تم لہ الخ یہ مراد ہو ستا ہم بھی مرادنا جیسے بیان سنا ہم ہو کی کہ تجیبیہ انہ حق ہوئی تو کسیکو عذر نہ مذ کرتا ہم لئے سے کہ وہ انکی نسبت بیش نہ ہو سکتی درست شیعہ ہیں جنہوں نے کہ یہ نہ ہوا فقلنا الخ

الی قولہ انشاء صورۃ الدعوی وشبہۃ لانہ ایضا ای قولہ علیہ ۔۔ قد عرفت القیاس مہما من الشکل الاول لینتج منہ ملزوم تلک الدعوی او لینتج ۔۔ ہذا یعنی تقریر وتقدیر الکبری وکل من تابعہ ہؤلاء القوم فلیس لہ ان ۔۔ منہم نجعلہ غیرہ ان یاتیہم ولا للغائب عنہا ان یردہ ینتج انہ لیس لاحد منہم نفعہ ونقا بان یرد بعینہم وذلک یستلزم لو نہا لا زمۃ من حضر او غاب وہذہ النتیجۃ ہی قولہ فلم یکن لی قول

سلہ قولہ ۔ اما بعد سی قولہ انشاء تک دعوی کے صورت ہیں اور قولہ لینتج سے قولہ فہو ہے یعنی ان ہر قیاس کا صغری بھی تاکہ اس سے اس دعوی کے ملزوم کا نتیجہ حاصل ہو جاتی کیونکہ اسکی مراد سے منتج ہے کبری کی تقدیر یہ بھی کل من تابعہ ہؤلاء لیس من شہد منہم ان یختار غیرہ ولا للغائب عنہا ان یردہ ۔ تو نتیجہ یہ ہوگا لیس لاحد من حضر او غاب ان یرد بیعتہم ۔ اور یہ مستلزم ہے کو ہی کو بیعت حاضر اور غائب کو لازم ہے ۔

یرد وقوله وانما الی قوله تولی تقریر لکبری القیاس وحصر الشوری والاجماع فی
المهاجرین والانصار لانهم اهل الحل والعقد من امة محمد صلی الله علیه وسلم
فاذا اتفقت کلمتهم علی حکم من الاحکام کاجتماعهم علی بیعته وتسمیته اماما کان
ذلک اجماعا ورضی الله ای رضا له وسبیل المؤمنین الذی یجب اتباعه فان خالف
امرهم وخرج عنه بطعن فیهم او من اجمعوا علیه کخلاف معویة وطعنه فیه بقتل عثمان
ونحوه او ببدعة کخلاف اصحاب الجمل وبدعتهم فی نکث بیعته ردوه الی ماخرج عنه فان
ابی قاتلوه علی اتباعه غیر سبیل المومنین حتی یرجع الیه وولاه الله ما تولی واصلاه
جهنم وساءت مصیرا۔ اگرچہ اس عبارت سے اس دلیل کا تحقیقی ہونا صاف وصریح
مفہوم ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ بمقابلہ اعتراف سامی اس عبارت سے اوسکی تحقیقی ہونے
پر کسی شاہد وبرہان کی ضرورت نہین تو یہہ عبارت صرف بطور تنبیہ وتشریح اجزاء قیاس
عرض کی گئی ہے توجب اس کلام کا حسب اعتراف فاضل مجیب عین صدق اور
محض حق ہونا ثابت ہوا تو اس کلام مین ابوبکر وعمر وعثمان کے حقیت خلافت کی شاہد
اپنی خلافت کے حقیت پر استدلال کیا ہے اگر اونکی خلافت کے صحت حقیت کسی دلیل
سے باطل ہو تو آپ کے خلافت بھی ثابت نہو گی اور اگر اونکی خلافتین حق ہونگی تو چونکہ یہہ خلافت
بھی اون ہی پر متفرع اور اون ہی کی قدم بقدم ہے یہہ بھی حق ہو گی تو اس کلام کے
عین صدق محض حق ہونے کی صورت مین ثبوت حقیت خلافت خلفاء ثلثہ کی

ف ۱۔ یہ نتیجہ قولہ فلم یکن سے قولہ یرد تک ہے اور قولہ انما سے قولہ تولی تک کبری قیاس کی تقریر ہے او شوری اور اجماع کو مہاجرین
اور انصار مین حصر کیا کیونکہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین وہی اہل حل وعقد ہین جب وہ متفق ہو کر کسی حکم پر احکام مین سے
مرجاتین جیسا آپکی بیعت اور آپکی امام ماننے پر تو یہہ اجماع صحیح اور اللہ کا پسندیدہ اور مومنین کا رستہ جسکا اتباع واجب ہی ہو گا پھر
اگر کوئی اونکی امر کی مخالفت کرے اور اون مین سے اوس پر طعن کر کے نکلے جیسا کہ معویہ نے خلاف کیا اور جناب مین قتل عثمان
کا طعن کیا یا مثل اسکے اگر کوئی شخص بدعت کر کے نکلے جیسے اصحاب جمل نے خلاف کیا اور بدعت نکالی تو اونکو لوٹا دو جس جگہ سے
نکلے ہین اور اگر انکار کرے تو اوس سے لڑو مسلمانون کے سواد اعظم رستہ کی پیروی کرنے پہچانے تک کہ اوسطرف لوٹے اور متوجہ رہیگا اور اوسکو اللہ
بھی اوسی طرف پھیر دیگا اور جہنم مین اوسکو داخل کریگا اور وہ بری جگہ ہے ۔ ۱۲ ۔

اولاً ہی اور ثبوت حقیت خلافت جناب امیر ثانیاً کیونکہ اولاً اجماع و بعیت اہل حل و عقد کے
صحت حجیت ثابت ہوئی بعد اوسکی صحت و حقیت خلافت خلفا ثابت ہوئی اوسکی بعد
حضرت کی خلافت کی حقیت ثابت ہوئی اسپر ہماری فاضل مجیب کا یہہ ارشاد کہ اسی سے
بطلان خلافت خلیفہ اول ثابت ہی کیونکہ خلیفہ اول کی بعیت پر سب مہاجرین و انصار کا
اجتماع نہین ہوا الخ قابل تماشا ے منصفان روزگار الوالبصائر و الابصار ہی کیونکہ اس
قول مین کہان ہی کہ انعقاد خلافت کے لیے تمام مہاجرین و انصار کی بعیت کی ضرورت ہی
اور اس کلام مین کس جگہ اشتراط اجتماع جمیع اہل حل و عقد حقیت خلافت کے لیے لکہا ہی
اسمین تو صاف و صریح مثل آفتاب روشن ہے کہ میری ہاتہہ پر بعیت اون لوگون نے
کی۔ جنہون نے ابوبکر و عمر و عثمان کی ہاتہہ پر کی تہی خواہ وہ تمام مہاجرین و انصار تہی
اور خواہ وہ بعض تہے اور خواہ وہ دس تہی یا پانچ تہے یا ہزار تہے یا دس ہزار تہی
جسقدر تہی اونکی بعیت کرنے سے انعقاد خلافت ثابت ہوا اور حقیت خلافت متحقق ہوئی
خواہ جناب امیر و بنی ہاشم و سعد بن عبادہ شریک تہی یا نہین تہی حضرت امیر نے اس
قول عین صدق اور محض حق مین یہہ تسلیم فرما لیا کہ جنہون نے خلفا سے بعیت کی وہ
کوئی تہی اور اگرچہ بالفرض وہ مہاجرین بہی نہین تہی کیونکہ معرفت حجیت کے جو شرط حجیت ہی
علی مزعوم الامامیہ بہی مفقود تہی تاہم اونکا بعیت کرنا موجب حقیت خلافت تہا پہر اس
پر دعوی عدم ثبوت خلافت خلفا کو ذرا سوچیے اور دلمین شرمایئے حفظت منشیاء و
غابت عنک اشیاء خود اس خط کا یہہ جملہ فلم یکن للشاہد ان یختار ولا للغائب ان یرد
اور شارح کا یہہ قول[1] فلیس لمن شہد بیعتہم ان یختار غیر من بایعوہ ولا للغائب
عنہا ان یردہا اور یہہ فرمانا[2] وذلک یستلزم کونہا لازمۃ لمن حضر او غاب

[1] اور شخص کہ اونکی بعیت مین حاضر ہوا اوسکو یہہ امر حاصل نہین ہے کہ اوسکی سوا کسیکو اختیار کری جسکو ساتہہ اہل حل و عقد نے بعیت کی ہی اور نہ غائب کو حاصل ہے کہ اوسکو رد کرے ۱۲
[2] اور یہہ حاضر و غائب پر لازم ہونی کو مستلزم ہی ۱۲ ۔

بدلالت مطابقی اس امر کو مثبت ہی کہ بعد لوان لوگون کے جنہون نے خلفاء ثلثہ سے بیعت کی
بہی کسی غائب کے غیبوبت اور کسی متخلف کا تخلف اسکو قادح نہین ہی اور نہ اوسکی انعقاد
کو مانع ہے بلکہ جب اونہون نے بیعت کر لی ہے تو اگر اونکا ضلالت پر اکہٹا ہونا محال ہی
اور سب کا حق سے الگ ہونا ناممکن سے پس وہ خلافت راشدہ ہوئی ہی اور سب حاضرین وغائبین
پر لازم ہو جاتی ہی تو جیسا طلحہ و زبیر و ابن مسعود و جمیع اہل شام پر باوجود اونکی تخلف کی لازم
ہوگئی ہی اسیطرح جناب امیر و زبیر و بنی ہاشم و سعد بن عبادہ پر لازم ہو گئی تہی پس
جبکہ حسب اعتراف سامی یہ کلام عین صدق اور محض حق ہوئی اور فی الواقع ایسی ہی ہے
اور اس سے جو آپ نے اپنی خوش فہمی سے بطلان خلافت خلفاء سمجہا تہا وہ بالبداہۃ باطل
ہوا تو اس سے ملاحظہ فرمائیے کہ آپکے شبہ ابطال ثلثہ بلکہ تمام امامت بلکہ تمام اصول و فروع کا
کیا حال ہوا سب پر یکقلم پانی پہر گیا اور مٹی چہٹ گئی اور آپکی بلکہ جناب سید کی اعتراف
سے صحت و حقیقت مذہب اہل حق ثابت ہوئی والحمد للہ علی ذلک مضمون آیت
هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله صادق آیا
باقی رہا نفس تخلف کی نسبت گزارش ہی کہ جناب امیر و حضرت زبیر کے تخلف کے نسبت
پہلی مفصلا عرض ہو چکا ہے سعد بن عبادہ کا بیعت سے تخلف کرنا
مرجوح اور ضعیف ہی چنانچہ صواعق او صواقع اور منتہی الکلام وغیرہ سے معلوم ہوتا ہی اور ابن میثم
بحرانی نے بہی اپنی کبیر شرح نہج البلاغۃ مین اسکی طرف لفظ قیل سے اشارہ کیا ہی وقیل
سعد بن عبادة وهو مریض فادخل منزله وقیل انه بقی ممتنعا من البیعة حتی مات
بحوران في طريق الشام - علاوہ ازین حسب اقرار سامی اگر بفرض محال
خلیفہ اول چہہ ماہ تک امام نہون اور بعد چہہ ماہ کے امام مطلق اور خلیفہ برحق

سلہ اور سعد بن عبادہ کو مرض کی حالت میں اٹہا کر گہر مین لیگئی اور کہا گیا ہی کہ وہ بیعت سے باز رہا تہا
راہ شام مین حوران مین اوسکی انتقال ہوا ۔ ۱۲ -

ہوجاوین تو آپ خیال کریجیی کہ مذہب تشیع کی سستی عمل کے واسطے تو یہہ بہی بہت کچہہ ہے
پہر آپکا بعد چہہ ماہ کے خلافت کو حق تسلیم کرنا خود آپکی حق مین باعتبار آپکی مذہب کے
سم ہوگیا۔ اچہا اگر آپکی دین وایمان وعقل وانصاف کے رو سے خلیفہ اول چہہ ماہ تک
خلیفہ نہون اور بعد شش ماہ اونکی خلافت ثابت ہوئی ہو تو آپ اوسی وقت سے اونکی
حقیت خلافت کے قائل ومعتقد ہوجیی بشش ماہ کے لیے یہہ ہم آپ سے سمجہہ لینگے
ہان خوب یاد آیا اسکی تو ہم آپکی نہایت شکر گزار ہین کہ آپنے اس کلام کو باعتبار واقع ونفس
الامر کے عین صدق ومحض حق تسلیم فرمایا۔ لیکن آپنے اوسکے ساتہہ یہہ کیا فرمایا
کہ (یہہ کلام کو بطور الزام فرمائی) اگر اس سے یہہ مراد ہی کہ یہہ کلام دلیل الزامی ہے
لیکن باوجود اسکی پہر واقع مین عین صدق اور محض حق ہے تو ظاہر البطلان ہے
کیونکہ دلیل الزامی صرف اوسکو ہی کہتی ہین جو صرف مسلمہ خصم ہو اور بطور مجازات
مع الخصم ذکر کیجاوی اور اگر یہہ مراد نہین ہے تو اسکی ذکر کیکہ کیا ضرورت تہی اور کیا
اسمین فائدہ تہا۔ ظاہر ہے کہ دلیل تحقیقی سے بہی مقصود یہی ہوتا ہی کہ خصم پر
مدعا کو لازم کرین اور اسکا تسلیم کرنا واجب ہو۔ غرض الزام وتحقیق کا اجتماع مستبعد [illegible]
صرف حضرت مجیب کے مناظرہ دانی کے اوضح دلیل ہے۔ ہم نے یہہ جملہ صرف آپکی
دعوی مناظرہ دانی کی ہی وجہہ سے ذکر کر دیا ہے وبس۔ **قولہ** اور نیز نہج البلاغہ
مین اس خط سے چند ورق پہلی ایک خطبہ موجود ہی جسمین یہہ عبارت ہی لایقع اسم
المہاجر علی احد الا بمعرفۃ الحجۃ فمن عرفہا واقر بہا فہو مہاجر اور ابن ابی الحدید
نی اسکی شرح مین لکہا ہی لا یصح ان یعد الانسان من المہاجرین الا بمعرفۃ امام
زمانہ وہو معنے الا بمعرفۃ الحجۃ فی الارض قال فمن عرف الامام واقر بہا
فہو مہاجر۔ انتہی۔ جناب امیر علیہ السلام کے اس فرمان کے بموجب خلیفہ اول کی
بیعت کرنے والی مہاجرین بہی نہ ہے کیونکہ اسوقت حجۃ اللہ وامام وقت جناب

امیر علیہ السلام تھی کہ اونہون نے نہ پہچانا اور اگر موافق اہل سنت کے اسکے معنی یہی جائین
تو معاذ اللہ جناب امیر علیہ السلام و بنی ہاشم وغیرہ مہاجرین نہین ہیتی **اقول**
اس قول مین بوجوہ چند بحث ہے۔ اولاً افسوس کہ ہماری فاضل مجیب نے شرم و حیا کو
بالای طاق رکھکر سنی شیعی اور ابن ابی الحدید معتزلی بلکہ شیعی کے اقوال سے ہمپر استدلال
فرمایا ہم نے کب تسلیم کیا ہے کہ یہہ خطبہ قول جناب امیر علیہ السلام کا ہے ہم ایسی پوچ و لچر
اقوال کو جو باعتبار لغت و اصطلاح کے ہرگز صحیح نہین کب جناب امیر کیطرف منسوب
کرتے ہین ثانیاً ہمنے کب کہا تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ یا حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسے
حجۃ اللہ اور امام مطلق تھے جنکی نہ پہچاننے سے آدمی مہاجر نہین رہتا۔ ثالثاً ہمنے ہرگز
نہین کہا ہے کہ ثبات ہجرت کے واسطے معرفت خلیفہ وقت شرط ہے۔ رابعاً ہم ہرگز
نہین کہتے کہ جناب امیر و بنی ہاشم وغیرہ کو امام وقت کی معرفت نہین تھی خامساً
ہم کہتے ہین کہ اس قول مین امام سے مراد خلیفہ نہین بلکہ رسول ہے اور اوسکی معرفت سے
مراد اوسپر ایمان لانا ہے یعنی مہاجر انسان اوسوقت ہوتا ہے جبکہ رسولؐ پر ایمان لاکر
ہجرت کرے ورنہ مہاجر نہین ہوتا۔ سادساً اگر مہاجر ہونا معرفت خلیفہ پر ہی موقوف
ہو تو ہم کہتے ہین کہ حسب مذاق شیعہ خلفاء ثلثہ اور اونسے بیعت کرنے والے سب مہاجرین
تھے کیونکہ اونکو معرفت حجۃ اللہ فی الارض حاصل تھی ایسی کہ اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے علی زعم الامامیہ جناب امیر کی خلافت و امامت کی نسبت ہزارہا نصوص صریحہ سنی
تھی صدہا بار بتاکیدات و تشدیدات قارع صماخ ہوئی اور یہی نہین تو خم غدیر کا
خطبہ تو خود ایسا تھا جو اب تک اہلسنت کی بھی کتابون مین مروی ہے علاوہ ازین بہت
روایتین شیعہ کی اسپر دال ہین کہ صحابہ نے نکث عہد کیا اور عہد کو پس پشت
ڈال دیا خلاصہ یہہ کہ اسمین کسی شیعہ کو چون و چرا نہین ہے کہ صحابہ حضرت امیر کو
امام برحق و خلیفہ مطلق جانتے تھے لیکن باوجود امام برحق جاننے کے بطمع نفسانی

[illegible]

مقصدی خلافت ہوئی اور حق جناب امیر کا غصب کیا غرض اس ساری گفتگو سے
یہہ ثابت ہوا کہ علے زعمہم تمام صحابہ جناب امیر کو خلیفہ برحق پہچانتی تہی - لیکن
معاذ اللہ طمع نفسانی کے ہاتہہ سے لاچار ہوکر مخالفت اختیار کررکہی تہی پس اس سے ثابت
ہوا کہ وہ مہاجرین ہوئی کیونکہ مہاجر ہونے کے جو شرط معرفت امام کی ہی وہ اونمین پائی
گیئی اور چونکہ مہاجر ہونے کے واسطی صرف معرفت شرط ہی تسلیم و انقیاد کا ہونا اس کی
مفہوم نہین ہوتا اسلیے عدم انقیاد و تسلیم اونکی مہاجر ہونے کو مضر اور قادح نہوئی
چنانچہ خداوند تعالے شانہ نے اوس معرفت کو جو کہ کفار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی حاصل ہے جسکو ان الفاظ کے ساتہہ تعبیر فرمایا ہے یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَائَہُمْ وَ
جَحَدُوْا بِہَا وَاسْتَیْقَنَتْہَا اَنْفُسُہُمْ ظُلْمًا وَّ عُلُوًّا ایمان کے تحقق کے واسطی
کافی نہین فرمایا اور یاتین فہیر صرف معرفت ہی ضروری ہی اور وہ متحقق ہے تو مہاجر
ہونا صحابہ کا متحقق ہوا - سابعاً اکثر صحابہ مقبولین ہی جنہون نے خلفاء ثلثہ کی
بیعت کی اور اونکی حکم کے موافق خدمات بجالائی کوئی عامل ہوا اور کوئی حاکم ہوا وہی جہاد
ہی جو جواب اونکی طرف سی دیجیگا وہی ہماری طرف سے قبول کریجیگا ثامناً باعتبار
لغت کی مہاجر وہ ہی جو ایک جگہ سے چہوڑکر دوسری جگہ چلا جاوی اور اصطلاح شرع
مین وہ ہی جو مومن دار الکفر سے قطع تعلق کرکے اور جدا ہوکر دار الایمان مین آکر
متوطن ہو پس معرفت خلیفہ کی ہجرت کے لیے نہ لغۃً ہی نہ اصطلاحاً تاسعاً اگر اوسوقت
کوئی شخص دار الکفر مین ایمان لاوی اور اوسکو چہوڑکر دار الاسلام مین توطن اختیار کری
تو فرض ہی کہ اسوقت بعد غیبت کبری کے امام کی معرفت شیعان اخص الخواص کو
بہی حاصل نہین ہی چہ جائیکہ ایک بیچارہ نومسلم کو حاصل ہو تو ایسی حالت مین شیعیان

ف۱ اوسکو پہچانتی ہین جیسا اپنی بیٹونکو پہچانتی ہین ۱۲ ف۲ اور اونہون نے اسکا انکار کیا از راہ ظلم
اور بڑائی کے اور اونکی دلون نے اوسکا یقین کرلیا تہا ۱۲

پاک اونکی ہجرت کو معتبر رکھینگے یا نہیں - عاشراً بطور حل گذارش ہے کہ آپنے اپنی عادت
قدیمہ کے موافق اس عبارت کے فہم میں بھی خطا کی اور صحیح مطلب نہ سمجھے لہذا مختصر
شرح ابن میثم بحرانی کی عبارت اسکے متعلق نقل کرکے حل مطلب عرض کرتا ہون
شیخ متبحر کمال الدین بحرانی فرماتے ہیں قوله والهجرة قائمة على حدها الاول اى
لما كانت حقيقة الهجرة ترك منزل الى آخر لم يكن تخصيصها بهجرة الرسول صلى الله
عليه وسلم من مكة الى المدينة ومن تبعه مهاجرا [illegible] المعنى اللغوى واذا كان
كذلك كان مراده من بقائها على حدها الاول صدق تمثيلها من هاجر الى الائمة
من اهل بيته عليه السلام فى طلب دين الله كصدقها على من هاجر الى الرسول
وفى معناها ترك الباطل الى الحق كقوله ومن يهاجر فى سبيل الله الآية وكقوله
صلعم المهاجر من هاجر ما حرم الله عليه والمقصود من الهجرة [illegible] الاقتباس
الدين وتعرف كيفية سبيل الله وهذا المقصود حاصل ممن لزم صحبة الرسول [illegible]
لا فرق الا بالنبوة والامامة ولا مدخل لاحد هذين الوصفين فى [illegible]
الهجرة بمن قصد دون من قصد الائمة - انتہى لفظہ الخاتمہ شارح کی اسکے مراد [illegible]
طور پر دلالت کرتے ہیں کہ جناب امیر کا مقصود اس کلام سے یہ ہے کہ [illegible] نفع
ہو جاتی اور متحقق ہوجائیگی کہ جسطرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں متحقق تھی اب بھی

ملہ قولہ والہجرة قائمة على حدها الاول - یعنے جبکہ حقیقت ہجرت کی ایک مکان کو چھوڑکر دوسری جگہ جانا ہے
تو اسکو ہجرت رسول کے ساتھ خاص کرنا جو کہ مکے سے مدینہ وغیرہ کیطرف ہوئی بغیر سند کے لغوی معنی کے نہیں اور جب یہہ ہے تو اسکی حد اول پر
باقی رہنے سے مراد اسکا صدق ہے اونپر جنہوں نے جناب کیطرف اور ائمہ اہلبیت کیطرف اللہ کے دین کی طلب میں ہجرت کی جیسے اسکا
صدق ہے ان پر جنہوں نے رسول کیطرف ہجرت کی اور اسیکے ہم معنی ہے باطل کو چھوڑکر حق کیطرف ہجرت کرنا جیسے قول خدا ومن
یہاجر فی سبیل اللہ [illegible] قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجر وہی ہے جو ان چیزوں سے ہجرت کرے جو خدا نے حرام کی ہیں [illegible]
اور مقصود [illegible] یہ مقصود اسکے قائم مقام سے حاصل ہے کیونکہ دونوں میں بجز نبوت اور امامت
کچھ فرق نہیں اور ان دونوں صفتوں کو ہجرت کی تخصیص میں دخل نہیں [illegible] ۱۲

مستحق اور ظاہر ہی کہ رسول ؐ کے زمانہ مین جن لوگون سے بعد ایمان لانے کے دار الکفر کو
چھوڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین توطن اختیار کیا تو اونکو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی معرفت اور تسلیم و انقیاد حاصل ہی تھا تو اس اعتبار سے وہ لوگ مہاجرین تھے اور
اسلیے خداوند تعالے نے جابجا اونکو مہاجرین کے نام سے ذکر کر کے مشرف فرمایا
تو جب اونکا مہاجر ہونا مشخص ہو گیا تو مراد سکی لیے کسی حالت منتظرہ کی ضرورت احتیاج
نہین رہی اور نہ اور کوئی موقوف علیہ ہے لیکن اس قرن کے بعد کے لوگ جو امام کے
زمانہ مین ہجرت کرین گے ذکر یہی بموجب اس قول کے اوس امام کے معرفت ضرور
ہوگی و بس لیکن اگر نظر تدقیق سے دیکھا جاوے تو تخصیص اس امر کی کہ معرفت امام موجود
شرط ہجرت ہی بالکل غلط ہی کیونکہ مشاہدہ تو شرط نہین اخبار پر بہ مکتفی ہی تو جیسے گذشتہ
ائمہ مین سے بھی کسیکو پہچان کر بلکہ نبی ہی کو پہچان کر ہجرت کی جاوے کہ وہ مہاجر ہو
اور جملہ ولا یدخل لاحد ھذا بن الوصفین نے تخصیص معنی الحجۃ الامیر صاف
دلالت کرتا ہی کہ معرفت لا علی سبیل التعیین کسیکی ہونی چاہیے علاوہ ازین کیا ضرور ہی
کہ حجت سے مراد بتقلید ابن ابی الحدید خلیفہ ہو بلکہ حجت سے مراد حکم خداوندی ہی جو نبی نے
اونکو پہونچایا اور ایمان کیطرف دعوت کی جو شخص اس حکم خداوندی کو جو انبیا و ائمہ
کے ذریعہ سے پہونچی پہچانی اور ایمان لا کر دار الکفر سے قطع تعلق کر کے دار الاسلام مین آیا تو
وہ مہاجر ہے چنانچہ عبارت آئندہ اسپر دلالت کرتی ہی ولا یقع اسم الاستضعاف[1]
علی من بلغتہ الحجۃ پس اسجگہ حجت سے خلیفہ مراد لینا خود غلط ہی — ہان حسب حصر
وصل محجب خط انہ ما یعنی القوم الذین الخ عین صدق محض حق ہی جو مثبت حقیقہ
خلافت خلفاء ثلثہ ہی لیکن آپ خود اسکو حجت مشار الیہ کہ پہچان رکھا ہی جسکی نہ پہچاننی سے
مہاجر ہونا باطل ہوتا ہی اور یہ بھی اعتراف ہی کہ جناب امیر نے خلفاء ثلثہ کو خلفاء

[1] استضعاف کا نام اوسپر واقع نہین ہوتا جسکو حجت پہونچ گئی ہو ۱۲—

نہین مانا تو لازم آیا کہ حضرت امیر و بنی ہاشم و زبیر وغیرہم مہاجر نہ ہی اور من لم یعرف امام زمانہ کی وعید مین زیادہ نہین تو شش ماہ تک حسب اعتراف فاضل مجیب داخل ہوئی۔ تعجب یہہ ہی کہ مہاجرین ہونے مین تو یہہ تصرف کیا لیکن انصار ہونے مین کچھہ کیون نہ تراشا گیا۔ شارح ابن ہیثم کی کلام سے جو اس خطبہ کے متعلق ہی معلوم ہوتا ہی کہ اس جملہ مین ہی آپکی حضرت رضی نے قطع و برید فرمائی ہی ملہ مختصر مین لکہتی ہین والکلمۃ وما قبلہا وما بعدہا وهو قوله یقع اسم الهجرة الی قوله قبله کلمات ملتقطة منقطعة اب آپ اس گزارش کو ہی ملاحظہ فرمالیجیے اور اپنی استدلالات کو ہی دیکہیے **قولہ** جناب امیر علیہ السلام حجت خدا تہی ایسی کلام جامع مانع فرماتے تہی کہ مخالف کو چون و چرا کی گنجایش ہی نہ ہی **اقول** یہہ تو حضرات کا محض زبانی دعوی ہے دعوی ہے جسقدر اسکی ثبوت مین تحریر فرمایا وہ فی الحقیقت اس دعوی کو تو مثبت نہین ہان اسکی نقیض کو مثبت ہی چنانچہ جو کچہہ مجملاً و مفصلاً گذارش ہو چکا منصف لبیب کے لیی وہ ہی کافی و وافی ہی۔ **قولہ** انما الشوری الخ اصل مین موقعہ مین قابع بنیان خلافت خلفار سابقہ ہی اور ظاہر مین اونکی مذہب کے موافق ہی سوای حجت الہی یہہ ہر کسیکا کام نہین **اقول** معاذ اللہ توبہ توبہ اصول تشیع مین حجت الہی اوسکا نام ہی جو ظاہر مین کچہہ ہو اور باطن مین کچہہ اور اوسکا قول ذو وجہین ہو سلیی حضرت امیر کی کلام مین یہہ اعجاز ہی جیسا آپکا ظاہر و باطن یکسان نہ تہا ظاہر مین خلفار سابقہ کے ساتہہ خلا و ملا محبت والفت رکہتی تہی اور باطن مین خلاف و عداوت اوسیکا اثر گویا حسب زعم مجیب لبیب آپکی کلام مین ہی کہ اوسکا ظاہر کچہہ اور باطن کچہہ اور ہی ہی لیکن سوای مخلصین لسانی کے دوسرونکو اوسکا سمجہنا محال ہی اہل فہم اس تقریر سی اس قول کے لغو اور واہی ہونے کی علاوہ یہہ ہی سمجہہ گیی ہونگی کہ اصول تشیع پر جناب امیر معاذ اللہ وحاشاہ عن ذلک

ملہ اور یہہ کلمہ اور اسکا ماقبل اور مابعد اور وہ قولہ لا یقع اسم الہجرہ سی قولہ قبلہ تک کلمات ملتقط اور منقطع ہین ۱۲

صفت نفاق مین تمام منافقین سی بڑہکر تہی کہ انکا رازتو فاش ہی ہوگیا ہتا لیکن یہہ
عقدہ کہل ہی نہین سکتا نعوذ باللہ من ذالک - ان حضرات دشمن دوست نما اہلبیت
سی کوئی پوچہی کہ ایسی واہیات باتونسی جن سے علاوہ توہین اہلبیت کی خود اپنی عقل و فہم پر
دہبہ لگی اور الزام آدمی کیا حاصل ہے اسیکی بدولت ہماری فاضل مجیب اپنی اون روایات
کی صحت سی ہاتہہ دہو بیٹہین جنمین تو وہ تو وہ مناقب شجاعت و شوکت بمقابلہ خلفا
روایت کیی جاتے ہین کیونکہ جب جناب امیر کو یہانتک اخفا منظور تہا اور یہانتک
رعایت فرمائی ہتی کہ محض اونکی خوشنودی کے واسطی ایسی کلام فرمائی ہتی جو بظاہر
اونکی موید ہو اور فی الحقیقت اونکی خلافت کی قالع بنیان ہو تو کیونکر ممکن ہے کہ ایسی
امور جو باعث اثارہ ہیجان فتن ہون برملا عمل مین لاوین بہذا ہماری فاضل
مجیب نے اپنی زبان شریف سی یہان ہی اسقدر اعتراف فرمایا کہ یہہ کلام بظاہر خلفا
کی مذہب کے موافق ہی اور اسمین ہمارا مدعا ہی کیونکہ جب ہمکو ظاہر کا ہی مامور اور پابند فرمایا
اور یہہ حکم نہین کیا کہ لوگونکی دل چیر کر دیکہین تو جب ظاہر کے اعتبار سی حسب اعتراف
سامی ہماری موید ہی تو ہماری استدلال کے حقیت کے لیی بس ہی خداوند تعالی کی بیان
ہی ہماری لیی یہہ ہی آپکی حجت الہی کا قول سند کافی ہوگا اور واضح رہی کہ ظاہر مین
اس خطبہ کا خلفا رضی کی مذہب کے موید ہونا اوسی وقت ممکن ہی جبکہ اوسکو دلیل تحقیقی
قرار دیا جاوے اور عدم وجدان اجماع سی بطلان خلافت پر حجت لایا جاوی اور اگر
اوسکو دلیل الزامی قرار دین جیسا کہ علماء شیعہ نے توہم فرما رکہا ہی تو پہر بظاہر موید
ہونا ہی غلط ہوگا تو اس صورت مین آپنے اوسکی تحقیقی ہونے کا اعتراف فرما لیا
والحمد للہ - باقی رہا اس قول کا فی الحقیقت قالع بنیان خلافت خلفا ہونا سو
بحول اللہ تعالی وقوتہ بخوبی ہم اسکا قلع بنیان کر چکی ہین ضرورت اعادہ نہین قال
الفاضل المجیب - قولہ - اور دوسری جگہ مذکور ہے - وانہ لابد للناس من

امیر برّ او فاجر یعمل فی امرته المؤمن ویستمتع فیھا الکافر[1] - اقول - حضرات اہل سنت کے فہم و عقل پر تعجب ہی کہ اصل مطلب کو نہین سمجھتے فحوائی کلام کو نہین دیکھتے ما قبل و ما بعد کا کچھہ خیال نہین کرتے جہان لفظ امیر وغیرہ دیکھا اور فوراً سند الزاماً نقل کر دیا اور اپنی زعم مین اہل حق کو جواب دیدیا آدمی کو کچھہ تو عقل و علم سے بہی کام لینا چاہیے انصاف بالائی طاعت مشہور ہی یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی اسکی جواب مین ہم اور کچھہ نہین صرف اسقدر باادب گذارش کرتے ہین کہ اہل علم و انصاف فریقین کے مذہب کی تحقیقات کا اصولاً و فروعاً عموماً اور ہماری اور ہماری فاضل مجیب کی تقریرات کا خصوصاً موازنہ کرکے دیکہین اور جو کچھہ امر واجبی انصاف سی اونکی سمجھہ مین آوی فرماوین - قولہ - اب ذرا انصاف فرماوین کہ اگر آپکا یہہ توہم صحیح ہو تو اوس سے لازم آتا ہی کہ معاذ اللہ جناب امیر علیہ السلام کے نزدیک عدالت بہی شرط امامت نہ تہی کیونکہ آپکی غرض اس نقل کرنے سے یہہ ہی کہ آنجناب نے فرمایا ہی کہ آدمیونکو امیر نیک یا فاسق و فاجر سی چارہ نہین پس اگر عصمت شرط امامت ہوتی تو فاجر کی امامت کیون صحیح ہوتی حالانکہ جناب امیر نے فاجر کی امامت صحیح فرمائی و فاجر معصوم نہین اگر یہہ بات درست ہی تو باوجود ادعائی تمسک اہل بیت حضرات اہل سنت عدالت کی قید کو وقت نصب ہی کیون نہ ہو کیون لگاتی ہین چنانچہ آپکی خاتم المحدثین تحفہ مین فرماتی ہین آری در وقت نصب باید کہ ترکب کبایر و مصر بر صغایر نباشد کہ معنی عدالت است

اقول مناظرہ دانان روزگار و ارباب قانون توجیہ و استدلال کہان ہین جو ہماری فاضل مجیب کے ادعائی مناظرہ دانی کا تماشا دیکہین کہ حضرت کو اپنی منصب کا بہی ہوش نہین رہا بندہ نے ابطال شرائط امامت کے لیے الزاماً نہج البلاغۃ کی ایک عبارت

---

[1] اور یہہ کہ ضرور ہے کہ لوگون کے لیے امیر خواہ نیک ہو یا فاجر مومن اوسکی امارت مین عمل کرے اور کافر اوس سے فائدہ اوٹہاوے - ۱۲ -

نقل کے تہی جس سے صاف متحقق ہوتا ہی کہ امامت کے لیے عصمت وغیرہ تو ایک طرف
عدالت بہی شرط نہین ہی کیونکہ فاسق وفاجر کی امامت کو جناب امیر نے بزعم شیعہ ضروری
تسلیم فرمائی اور فرماتے ہین وانہ لابد للناس من امیر برا وفاجر اس کے جواب مین ہمارے حضرت
فاضل مجیب ارشاد فرماتے ہین (کہ اگر آپکا یہہ توہم صحیح ہو تو لازم آتا ہی کہ معاذ اللہ
جناب امیر علیہ السلام کے نزدیک عدالت بہی شرط امامت نہو) مین کہتا ہون کہ یہہ توہم
نہین بلکہ واقعی مضمون ہی جو اس عبارت سے مفہوم ہوتا ہی کہ بزعم شیعہ جناب امیر کی
نزدیک عدالت بہی شرط امامت نہین پس اسکا لزوم آتا ہی معاذ اللہ کفر نہین ہی نہ ہمکو اور
آپ ہی اسکی جوابدہ مین نہ ہم تو اس لزوم سے آپکا ہمکو ڈراتا یہہ آپکی مناظرہ دانی اور کمال عقل
وفہم کی دلیل ہے ہمنی خود اسی لزوم کے لیے نقل عبارت کی ہے رہا اہلسنت پر الزام
دینا کہ جب تم بہی مدعی تمسک اہلبیت ہو تو یہہ الزام درباب تعارض عدالت تمہاری
بہی مخالف ہی اور زیادہ عقل وفہم سامی کا اندازہ بتاتا ہی کیونکہ جب یہہ لزوم محض نہج البلاغۃ
کی عبارت سے ہے تو اس سے اہل حق کو الزام دینا اسی خلاف عقل ہی ہم کب کہتی ہین
کہ جو آپکی رضی صاحب نے نقل کیا ہی وہ صحیح ہے **اقولہ** اگر فرمایئے کہ ہمنی الزامًا یہہ روایت
پیش کی ہی جو اعتراض اسپر ہوگا اسکی جوابدہ شیعہ ہین نہ اہلسنت **اقول** یہہ
تو صاف واضح تہا کہ یہہ الزامًا عرض کیا گیا ہی پہر جواب مین اس حشو وتطویل سے کیا فائدہ تہا
ہان اس کلام سے یہہ مترشح ہوتا ہی کہ پہلے تو بزعم خود جواب لکہا اسکی بعد تنبہ ہوا
اور آنکہہ کہلی تو معلوم ہوا کہ یہہ جواب توجیہہ ہی نہین ہے کیونکہ خصم الزام دیتی رہا ہی
تو اسکو اسطرح پہیرا سوا اسکی کیفیت بہی آئندہ ملاحظہ ہو۔ **قولہ** اسکی جواب
مین گذارش ہی کہ اول تو کتاب نہج البلاغۃ ثقات اہلسنت مثل فوشجی و تفتازانی و یعقوب
لاہوری وگازرونی کے اعتراف سے جناب امیر کی کلام سے ہے **اقول** سبحان اللہ
ثقات اہلسنت کے اعتراف سے نہج البلاغۃ کا کلام جناب امیر ہونا اب ضرور ثابت ۔

فرماینگی حالانکہ ہمنی آپکی فاضل متبحر ابن میثم شارح نہج البلاغۃ کے اعتراف سی ثابت کردیا کہ
اسمین جابجا حضرت رضی صاحب کے طرف سی خلط و خبط ، حذف والحاق و محو و اثبات ہی
پس کیونکر ممکن ہی کہ اہل سنت جو کلام حق و باطل کے امتیاز کے لیی نقاد و معیار ہین اسکو
خالص کلام جناب امیرؓ کا تسلیم کرلین اہل سنت کے اصول حدیث کا عام قاعدہ ہی
کہ جس روایت کے سلسلہ سند مین کوئی راوی اگر غیر ثقہ واقع ہو تو اوسکو صحیح نہین
سمجھتی پس نہج البلاغۃ کی روایت جو صرف بواسطہ حضرت رضی صاحب کے ہی
اوسکو کیونکر کلام جناب امیر کا باور کرین گے - علی الخصوص جسمین جا بجا اوسکی عقیدہ فاسدہ
کیطرف دعوت پائی جاتی ہی - ہان نہج البلاغۃ کو جناب امیر کی ایسی کلام سمجھین تو
کچھہ بعید نہین جیسا کہ تورات و انجیل کو جو آب یہود و نصاری کے پاس ہی بایں بعد
تحریف کے بہی کلام خداوند تعالی شانہ کی سمجھتی ہین - اور آپکو یہہ تسلیم کچھہ مفید نہین ہی

قوله ثانیاً اہل سنت کے اور کتابونمین یہہ کلام جناب امیر علیہ السلام سی وارد ہی
چنانچہ شہرستانی نے کتاب ملل نحل ترجمہ خوارج حکمیہ مین لکھا ہی ولما سمع امیر المومنین
علی رضی اللہ عنہ هذہ الکلمۃ قال کلمة عدل یراد بها جور انما یقولون الا امارۃ و
لابد من امارۃ برۃ او فاجرۃ اور درمنثور مین ذیل آیت اَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ الخ یہہ عبارت
لکھی ہی اخرج البیہقی عن علی بن ابیطالب قال لا یصلح الناس الا امیر بر او فاجر الخ
اور اوسکی وجہ بہی بیان فرمائی ہے ہمنی صرف اشارہ کردیا ہے آپ تفسیر مذکورہ کا یہہ مقام
ملاحظہ فرماوین ثالثاً اہل سنت نے مثل اسی کلام کے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سی بہی نقل کی ہی چنانچہ کنز العمال کے کتاب الامارۃ حرف الالف مین تحریر ہی - لابد للناس
من الامارۃ برۃ او فاجرۃ فاما البرۃ فتعدل فی القسم وتقسم بینکم بالسویۃ واما الفاجرۃ
فیبتلی فیہا المومن ، والامارۃ خیر من الہرج قیل یا رسول اللہ وما الہرج قال القتل و
الکذب طب عن ابن مسعود - انتہی اب فرماییی کہ اگر کوئی ان روایتونسی دلیل لائی

شارح نہج البلاغۃ ابن میثم ... معتبر محقق ... نے
اعتراف کیا ہے کہ اسمین حضرت رضی ... خلط و خبط ...

کہ جناب امیر علیہ السلام و جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فجار کے امارت و خلافت
جائز فرمائی اور تم عدالت کی قید گو وقت نصب ہی ہو کیون لگاتی ہو تو آپ کیا
جواب فرماینگے کیونکہ یہان باب تاویل خود جناب نے ہی بند کر دیا ہی بالجملہ جو جواب
اب عدالت کے شرط قائم رکھنی کے واسطی فرماوینگے وہی ہماری طرف سے عصمت
مین قبول فرمائین - اقول للہ الحمد ہر چہ کہ خاطر میخواست * آمد آخر زپس
پردۂ تقدیر پدید * یہان تو ہمارے فاضل مجیب نے اپنی شرط عصمت کی خود اپنے ہاتھ سے
جڑ کاٹ ڈالی - تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ اسجگہ امارت برہ اور فاجرہ ہماری روایات
سے ثابت کر کے فرماتے ہین کہ یہہ جیسا عصمت کی منافی ہی ویسا ہی عدالت کی
مخالف ہی جو معتقد علیہ اہلسنت ہی پس جو جواب عدالت کیطرف سے اہلسنت دیوین
وہی جواب شیعہ کیطرف سے عصمت کے بارہ مین قبول فرماوین - اس سے معلوم ہوا کہ وہی
جواب ہمارے فاضل مجیب کو عصمت کے بابمین تسلیم ہوگا خواہ اوس جواب سے عصمت
باقی رہی یا نرہی - پس واضح ہو کہ جو مذہب اہل سنت کا اشتراط عدالت کی بنسبت ہی -
اوسکو یہہ روایات ہرگز مخالف نہین ہین اول روایات کی الفاظ مین تامل کرنا چاہیے اور
پھر مذہب اہلسنت کو سمجھکر اوسکی مطابق کرنا چاہیے روایات کے الفاظ سے صاف ظاہر
ہی کہ امارت ضرور ہی خواہ برہ ہو یا فاجرہ اور امیر ضرور ہونا چاہیے خواہ بر ہو یا فاجر اور وقت
ضرورت و احتیاج اگر امیر بر نہو سکی تو فاجر ہی ہونا چاہیے مثلاً کوئی شخص فاجر اپنی غلبہ
و استیلا کی وجہ سے امیر ہو گیا یا اہل حل و عقد نے کسی بر کو امیر بنایا تھا اور بعد امارت کے
وہ فاجر ہو گیا اور جور پیشہ ہو گیا تو ایسی وقت مین اس امارت فاجرہ کو بھی تسلیم کیا جاوے گا
کیونکہ اسکی رفع مین نائرہ قتل و قتال متضمن افناد نفوس مشتعل ہوگا جو بہ نسبت اس
امارت کے مفاسد کے اشد ہی - بالجملہ اسوقت اس امارت کی لابدیت جو لفظ لابد سے
مفہوم ہوتی ہے صادق ہے پس اب ہم مذہب اہل سنت مین اشتراط عدالت کی

نسبت تامل کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہی کہ اشتراط عدالت اہل سنت کی نزدیک اوس وقت
کی ساتھہ مخصوص ہی جبکہ اہل حل وعقد باختیار خود دانستہ کسی شخص کو امیر بناوین اور اگر یہہ صورت
نہو تو انعقاد امارت کے لیے اشتراط عدالت نہین ہے بلکہ وہ امارت فاجرہ ہی منعقد
ہو جاویگی اور انواع زکوۃ و عشر و خراج اوسکو ادا کرنے سے ادا ہو جائیگا اوسکی ساتھہ
ہوکر جہاد وجہاد کہلائیگا اوسکی غنائم و اموال فے و سبایا وغیرہ سب حلال ہونگی غرضکہ
اس تقریر سے یہہ ثابت ہوا کہ یہہ روایات مذہب اہل حق کے درباب اشتراط عدالت
منافی نہین ہین اور نہ اہل حق کے نزدیک اشتراط عدالت بالعموم ہے بلکہ ضرورت اور لابدی
وقت مین شرط عدالت ساقط ہوجاتی ہی اور امارت غیر عادلہ منعقد ہوجاتی ہی چنانچہ
اشتراط قرشیت کے بارہ مین یاد آتا ہے کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین یہہ ہی
لکھا ہی۔ پس حسب الحکم جناب مجیب جب ہم اس جواب کو جو ہمنی اشتراط عدالت کی بارہ مین
اہلسنت کی طرف سی دیا ہی حضرت مجیب کیطرف سی قبول کرتے ہین تو اوسکا حاصل
یہہ نکلتا ہی کہ ہماری فاضل مجیب بلکہ تمام شیعہ عصمت کی مسئلہ مین اس امر کے معتقد ہین
کہ اشتراط عصمت علی العموم ثابت نہین بلکہ اگر کوئی شخص بنص خداوندی بلکہ باختیار
اہل حل وعقد امام ہو تو وہ معصوم ہوگا اور اگر کوئی شخص بدون نص یا بیعت اختیاری اہل
حل وعقد مدعی ریاست ہو اور دار الاسلام پر اپنا تسلط و استیلاء کرے تو اوسکی امارت
باوجود عدم عصمت کے بھی منعقد ہوجائیگی اور باوجود عدم عصمت کے اوسکی امارت منعقد ہوگی
اوسکو نصب عمال و قضات و اخذ جزیہ و خراج و صدقات و قسمت غنائم وغیرہ حلال ہوگی
اور ظاہر ہی کہ عصمت کے لیے ہی نص کی ضرورت ہی جب اشتراط عصمت مرتفع ہوگیا
تو نص بھی مرتفع ہوئی پس حسب ارشاد اپنی فاضل مجیب کے اشتراط عصمت مین اس
جواب کو ہمنی اونکی طرف سے نہایت شکرگذاری کے ساتھہ قبول کرلیا اور اگر اپنی اس
قول پر مستقیم رہنگی اور اس سے نہین پہرینگی تو مذہب تشیع سے پہر چکی اور اوسکو باطل اور غلط

تسلیم کر چکے اور فی الواقع وہ مذہب اسی لایق تہا **قولہ** یہہ جواب تو الزامی تہا
اب بطور حل گوش توجہ سے سنیئے یہہ کلام بلاغت نظام خوارج لئام کے مقابلہ مین روا
لقولهم کہ بارادہ باطل کہتے تہے لا حکم الا للہ صادر ہوا ہے کیونکہ نہج البلاغۃ مین اسکا
عنوان اسطرح مسطور ہے ومن کلام لہ علیہ السلام فی معنی الخوارج لما سمع
علیہ السلام قولهم لا حکم الا للہ فقال کلمۃ حق یراد بها الباطل نعم لا حکم
الا للہ ولکن هؤلاء یقولون لا امرۃ وانہ لا بد للناس
من امیر بر او فاجر الخ جناب امیر نے جب اوسکا یہہ قول لا حکم الا اللہ سنا
تو فرمایا کہ یہہ کلمہ حق ہے مگر اس سے باطل مراد لی گئی ہے خوارج نے اسکی اصل معنے ہی نہین
سمجہی اور باطل معنے سمجہکر گمان کیا ہے کہ ہمکو رئیس کی متابعت درکار نہین اسکے جواب مین
فرمایا لا بد للناس الخ غرض اس سے یہہ ہے کہ چونکہ انسان مدنی الطبع ہے اور بدون مشارکت بنی
نوع اسکے کام تمام نہین ہوتے اور مشارکت و اجتماع بدون سیاست منجر بفساد و افساد ہوتا ہے اور
جانون مالون کی ہلاکت کا سبب ہوتا ہے پس انسان کی جبلی یہہ بات ہے کہ بدون رئیس و امیر کے خواہ
نیک ہو خواہ بد زندگی بسر نہین کر سکتا اور مطلق امارت سے انکا انکار بدیہی امر کا انکار ہے چنانچہ یہہ
ہی سبب تہا کہ باوجود اس انکار زبانی کے عبد اللہ بن وہب کو اپنا امیر کر لیا اور بدون امیر اونکا
کام منتظم نہوا چنانچہ ابن ابی الحدید نے لکہا ہے انهم کانوا فی بدو امرهم یقولون و یذهبون
الی انہ لا حاجۃ الی الامامۃ ثم رجعوا عن ذلک القول لما امروا
عبد اللہ وهب الراسبی انتہی **قول** اب ہم اس حل کی بہی قلعی کہولے دیتے ہین ذرا گوش
توجہ سے سنیئے کہ شیعہ کے نزدیک حسن و قبح عقلی ہین عقل جسکے حسن کی شہادت دے وہ
حسن ہے اور جسکے قبح کی شہادت دے وہ قبیح ہے چونکہ آپکو اسکا اعتراف ہے کہ شروع
رسالہ مین اہل حق پر حسن و قبح شرعی ہونے کی نسبت طعن فرمایا ہے تو اسلئے
حاجت نقل روایات و تصریحات طایفہ نہین ہے اب ہم مطلق امارت کو دیکہتے ہین تو بروئے عقل

اثبات حاجت امیر از کلام امیر المومنین علیہ السلام
بیان عصمت کلی امیر

نہایت ضروری علوم تمدنیہ ہے اور چونکہ انسان مدنی الطبع ہے اسکی امور کا انتظام
و اجتماع بدون مشارکت بنی نوع کے ممکن نہین اور مشارکت و اجتماع بوجہ اختلاف طبائع
منجر بفساد ہے تو سیاست لابدی ہے جو بدون امارت حاصل نہین ہو سکتی تو امارت
خواہ جائرہ ہو یا عادلہ انسان کے لیے لابد اور ضروری ہے اور واجب عقلاً اقسام حسن مین
داخل ہے بلکہ اقسام حسن مین سے اعلی قسم ہے کیونکہ اوسکی اقسام مین سے مندوب وغیرہ
بھی ہین پس جب امارت مطلقہ خواہ عادلہ ہو یا فاجرہ حسن ہوئی اور حسن مین بھی اعلی درجہ کے
یعنی واجب ہوئی تو پھر خلاف حکم عقل کے حکم شرع سے وہ قبیح اور ناجائز اور حرام نہین
ہو سکتی اور نہ حکم شرع بمقابلہ حکم عقل کے جو بدیہی ہے بحسب اصول قوم مسموع ہو سکتا ہے
ہان یہہ بھی چونکہ مرتبہ تشکیک کو بہت گنجایش ہے تو اوسکی اعتبار سے یہہ ممکن
ہے کہ فیما بین ہر دو قسم امارت یعنی عادلہ و فاجرہ کی تشکیک ہو اور امارت عادلہ امارت
فاجرہ سے اولی و احق ہو چنانچہ عقل اسکی استحسان کے بھی بالبداہت شہادت دیتی ہے
جسکا کسی عاقل کو انکار نہین اور اگر فاضل مجیب یا اونکی کسی ہم مذہب کو یہہ شبہہ ہو کہ امام
برحق کے ہوتے امام جائر کے ضرورت اور اوسکا لابدی ہونا غیر مسلم ہے اور جب ضروری
نہوئی تو قبیح ہوئی تو اسکا جواب یہہ ہے کہ اول تو اس صورت مین یہہ عبارت خطبہ کی
لغو اور مہمل ہو جائیگی کیونکہ ہم پوچھتے ہین امارت مطلقہ خواہ عادلہ یا فاجرہ ضروری ہی
یا غیر ضروری - اگر ضروری ہی تو مدعا حاصل اور اوسکی ضرورت سے انکار باطل اور اگر غیر ضروری
ہی تو خطبہ مین مطلق امارت برہ یا فاجرہ کو ضروری کہنا غلط اور کذب ہوا اور نیز اوسکی
ضرورت کا ابھی اعتراف کر چکے ہین اوسکی مناقض ہوگا دوسری یہہ کہ امام کے غیبت مین
علی الخصوص ... کے حاصل ہو تو اوس وقت بداہتہ عباد امام برحق کی بیعت
کرنے مین ... اور اوسکو کسی تدبیر و حیلہ سے حاصل نہین کر سکتے چنانچہ ...
... ایران ... مین امارت ایسی

لابدی ہی کہ بدون اوسکی مدت قلیل بہی گذارنا دشوار ہی تو اگر امارت فاجرہ کی ایسی وقت
مین بہی ضرورت نہوگی تو کس وقت ہوگی اور ثابت ہوگا کہ مطلق امارت و سیاست کی کچھہ
ضرورت نہین علاوہ ازین اگر بالفرض امام بہی موجود ہو لیکن کوئی شخص کسی حیلہ و تدبیر
سی لوگونکو اپنی طرف راجع کر لے اور امیر بن جاوے اور مسند امارت پر ایسا استحکام پیدا کری
کہ اگر اوسکی عزل کا نام بہی لیا جاوے تو ہیجان فتن و ثوران حوادث و مفاسد کا یقین
ہون تو ایسی وقت مین کوئی سلیم العقل اوسکی ضروری ہونیکا انکار نہین کر سکتا تو جب امارت
مطلقہ عقلاً لابدی اور حسن ہوئی تو لامحالہ شرعاً بہی حسن ہوئی کیونکہ برخلاف حکم عقل
شرعاً قبیح نہین ہو سکتی اور جب عقلاً و شرعاً لابد اور حسن ہوئی تو کم از کم اتنا تو ضرور ہوگا
کہ ضرورت کی وقت مین منعقد ہو جاوے اور شرعاً و عقلاً اوسپر احکام امامت کی جاری
ہون اور جہاد و قسمت غنائم وغیرہ مین اوسکا حکم شرعاً نافذ ہو اور شرعاً اوسکی اطاعت
واجب ہو اور عموم اولی الامر مین شمار کیا جاوے چنانچہ مذہب اہل سنت کا بہی اس بارہ
مین یہہ ہے کہ ایسی امارتین ضرورۃً منعقد ہو جاتے ہین اور شرعاً انکا احکام امارت جاری
ہوتی ہین اور انکی اطاعت واجب ہوتی ہے اور اگر خود ان ہی الفاظ مین جو نہج البلاغہ
مین ہین تامل کیا جاوے تو مفہوم ہوتا ہی کہ جناب امیر نے اس کلام مین لابد للناس من
امیر بر او فاجر فرمایا مسلم او کافر نہین فرمایا حالانکہ انسانی ضرورت پوری ہونے مین امارت مسلمہ
اور کافرہ دونو برابر ہین سب سیاست اور سب حاجتین جو کافرہ سے بہی حاصل ہو لیتی ہین
اور انتظام و اجتماع و دفع فساد و افساد جیسی اوسسے متصور ہی ویسی ہی اس سے بہی متصور ہی باوجود
اسکی حضرت امیر نے کافر نہین فرمایا کیونکہ کافر کے امامت کسیطرح صحیح نہین ہے
ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا ارشاد ہی اور مسلم کے امامت گو فاجر ہو
ضرورۃً منعقد ہو جاتی ہی اور یہہ ہی مذہب اہل سنت کا ہی جو موافق ارشاد جناب امیر کے
ہی بخلاف مذہب شیعہ کے کہ اونکی نزدیک کسی مومن کی امامت کیسا ہی متقی و پرہیزگار بلکہ

اور الصواعق المحرقہ مین ہی کہ پہلا کافر ... ایمان دار ... ۱۲۵۱ -

قرشی فاطمی حسنی حسینی ہو اوسکی امامت علاوہ ایمہ اثنا عشر کے ہرگز صحیح نہین اور کیسے
ہی ضرورت کے وقت مین ہو منعقد نہین ہوسکتی سوائے ایمہ اثنا عشر کے کوئی شخص
واجب الاطاعۃ نہین ہوسکتا اور نہ اوسکے ساتھہ ہو کر جہاد جایز ہے اور جو سبایا و اموال
کفار کہ اوسکی جہاد سے حاصل ہون نہ وہ حلال ہین اسلیئے حنفیہ وغیرہ وغیرہ کی
بابت علماء شیعہ مبتلائے تشویش ہین بہرحال اس تقریر سے ثابت ہوا کہ یہہ مذہب
حضرت ع کے ارشاد کے سراسر منافی و مخالف ہے اور جناب امیر کے اس ارشاد سے
بطلان عصمت واضح طور پر ثابت ہے مگر اوسکے سمجھنے کے لئے بہی عقل بنیا چاہیئے۔
وباللہ التوفیق **قولہ** بالجملہ اس قول سے جناب امیر ع کی غرض یہہ ہے کہ انسان
کو باعتبار اسکے مدنی الطبع ہونے کے امیر سے چارہ نہین نیک ہو یا فاجر اس سے یہہ قیاس
نہین کر سکتے کہ امام مصطلح شرعی جو نایب رسول سے مراد ہے وہ بہی فاجر ہوسکے پس
یہہ کلام بلاغت نظام جناب امیر تعیش انسان کے بیان مین ہے نہ حکم شریعت مین
اقول ہمارا مدعا بہی اسی غرض سے جو جناب امیر رض کی اس کلام سے ہی حاصل
ہے کیونکہ جب کوئی فرد افراد امامت مین سے ایسی ثابت ہوئی کہ جو باوجود عدم عصمت
کے بہی منعقد ہوئی تو آپ کا دعوے عصمت باطل ہوا اور ہمارا مدعا ثابت ہوا باقی رہا
خلیفہ راشد اور امام مصطلح کا فاجر نہونا سو اسکے ہم بہی معتقد ہین بیشک فاسق و فاجر خلیفہ
راشد نہوگا لیکن یہہ اسکو مستلزم نہین کہ معصوم ہو کیونکہ عصمت اور فسق و فجور کے درمیان مین
مراتب کثیرہ ہین اور نہ خلیفہ راشد کا فاجر نہونا اسکو مستلزم ہے کہ غیر راشد امام با مامت عامہ
نہوسکے ممکن ہے کہ علے سبیل التنزل ضرورۃ اوسکی امامت منعقد ہوجاوے اور اوس سے منافع دینی
و دنیوی حاصل ہون اور کچہہ نہو تو انتظام و سیاست و شوکت اسلام تو ضرور حاصل ہونگی غرض
انسان کو باعتبار مدنی الطبع ہونیکے جب امیر نیک یا فاجر سے چارہ نہین تو جناب امیر کا یہہ ارشاد
اگرچہ تعیش انسان کے بیان مین ہو لیکن تاہم مستلزم حکم تشریع کو ہوگا اور تشریع اس امر کی

جو برو ے عقل انسان کو لازم و متحتم ہے مخالف عقل ہوگی چنانچہ فی الواقع ایسا ہی ہے کہ تشریع اسکے خلاف واقع نہین ہوئی بلکہ جا بجا روایات سے اسکی تائید و تقویت ثابت ہوتی ہے اسوقت صرف ایک ہی روایت پر اکتفا کرتا ہون ابن بابویہ قمی نے خصال مین روایت کی ہے عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ثلثة یدخلهم اللہ الجنة بغیر حساب وثلثة یدخلهم النار بغیر حساب فاما الذین یدخلهم الجنة بغیر حساب فامام عادل وتاجر صدوق وشیخ افنی عمرہ فی طاعة اللہ عز وجل واما الثلاثة الذین یدخلهم اللہ النار بغیر حساب فامام جائر وتاجر کذوب وشیخ زان اس روایت سے صاف واضح ہے کہ ائمہ مین جزا و سزا کو عدل و جور کے ساتھ جو بعد امامت کے فصل خصومات وغیرہ مین پیش آتے ہین متوط و مربوط فرمایا اگر اصل بناء فساد یعنے انعقاد امامت جائرہ کی نسبت کچھ نہین فرمایا اول واجب تھا کہ اوسکی نسبت عدم انعقاد بیان فرماتے اور لوگون کو ہدایت کرتے کہ اوس سے نزع و خلع کرا دیں اور امام جائر پر خروج کرین جب یہہ نہین فرمایا تو معلوم ہوا کہ امامت جائرہ جیسی کچھ ہے ضرورةً منعقد تو ہوگئی اب اوسکے مفاسد سے جو آیندہ محتمل ہین کہ امام جائر سے صادر ہون اوسکو تخویف و ترہیب ضروری ہوئی۔ علاوہ ازین یہہ جو حضرات شیعہ کی عادت ہے کہ جہان کہین لفظ امام کا اپنے مذہب کے مخالف دیکھا اوسکے معنے لغوی لینے پر تیار ہوگئے اس حدیث سے وہ بھی باطل ہوگیا اور ثابت ہوا کہ امام فاجر ہے بامامت عامہ نہ بامامت خاصہ راشدہ لفظ امام اصطلاحی کا مصداق ہے۔ کیونکہ لفظ امام اپنے معنے اصطلاحی شرعی مین حقیقة شرعیہ ہے اور عدول حقیقة سے تاوقتیکہ کوئی قرینہ صارفہ نہو جائز نہین قاعدہ ہے کہتی ا...

ل امام ابو عبد اللہ رضہ سے مروی ہے فرمایا تین شخص ہین جنکو اللہ تعالے بلاحساب جنت مین داخل کریگا اور تین ہین جنکو دوزخ مین بلاحساب داخل کریگا جنکو جنت مین بلاحساب داخل کریگا وہ ایک امام عادل دوسرا سچا سوداگر تیسرا بڈھا جسنے اپنی عمر اللہ کی طاعت مین فنا کردی ہو اور جن تینونکو بلاحساب دوزخ مین داخل کریگا وہ امام ظالم اور جھوٹا سوداگر اور بڈھا زناکار۔

نصوص اپنے ظواہر سے محمول ہوتے ہین پس ظاہر ہے کہ اس جگہ بمقابل و لفظ امام
عادل اور امام جائر واقع ہین پس ان دونو لفظون سے یا ہر دو جگہ معنی لغوی مراد ہین اور یہہ
باطل ہے کیونکہ اول تو کوئی قرینہ نہین جو حقیقت شرعیہ سے صارف ہو علاوہ ازین جو سلاطین
و خلفا کہ عادل گذرے ہین جنکا اب تک عدل ضرب المثل ہے مثل کسریٰ نوشیروان و عمر
بن الخطاب رضی اللہ عنہ و عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ وہ سب برخلاف زعم امامیہ
اس وعدہ کی مستحق ہونگی اور اگر ایک جگہ معنی اصطلاحی اور دوسرے جگہ معنی لغوی مراد لیے جائین
تو یہہ بھی صحیح نہین کیونکہ وجہ و قرینہ جو صارف عن الحقیقت ہو غیر مسلم ہے علاوہ ازین تقابل
صحیح نہین ہوگا بلکہ خود تقابل قرینہ ہے اور اس امر پر دال ہے کہ جو معنی لفظ امام اول کے ہونگے
وہی ثانی کے ہونگے اور تقابل کے بطلان سے کلام درجہ فصاحت سے ہی نہین گریگا بلکہ مہمل
ہو جائیگا تو اب متعین ہوا کہ ہر دو جگہ معنی اصطلاحی ہی مراد ہین۔ چونکہ اور کوئی محتمل باقی
نہین اور ہمین ہر دو جگہ معنی اصطلاحی ہونے پر بوجہ انعقاد و خلافت ائمہ جور کے جو کچھ کہ بعیب
و آفت مذہب شیعہ پیدا واقع ہوئی ہے محتاج بیان نہین چونکہ اس تحریر مین اطناب ہوتا جاتا ہے
اسلیے ہم اسکی شرح و بسط کو کسی دوسری وقت پر منحصر کرتے ہین۔ **قولہ** اور اگر
معاذ اللہ یہہ بات جائز ہوتی تو فرمائیے کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے یزید کی بیعت
کیون نہ کی اور کیون شہید ہوئے بلکہ اصلی بات یہہ ہے کہ انسان کو حاکم سے چارہ نہین
امام معصوم کو جب رعایا برایا کی امور مین تمکین نہ دین اور اس سے منازعت کرکے اسکی
اصلی مقام سے مدافعت کرین تو اس صورت مین حفظ نوع انسانی و حصول انتظام امور کے
لیے گو وہ کیسا ہی ہو امیر و حاکم سے گزیر نہین **اقول** کیون حضرت اور اگر معاذ اللہ
یہہ بات جائز نہوتی تو اول الائمہ و افضلہم کیون خلفاء ثلثہ کے ہاتھ پر بیعت فرماتی
اور کیون اونسے مثل امام ثالث رضی اللہ عنہ کے مناقشہ کرکے ہنگامہ کارزار گرم نہ کرتے
یہانتک کہ یا اپنے حق کو پہنچتے یا مثل جناب امام ثالث کے شربت شہادت چکھتے

اور نیز اگر معاذ اللہ یہہ بات جائز نہوتے تو کیون جناب امام ثانی رضی اللہ عنہ امیر معویہ کو
خلافت تسلیم کر دیتے اور کیون اوس سے بیعت کر لیتے اور باوجود عدہ دو مدد کیون
جدال و قتال نہ کر گئے یا اپنی حق کو پاتے - یا درجہ شہادت پر پہونچتے اور مصداق
اس شعر کے ہوتے بیت ورنشاید بدوست رہ بردن + شرط عشقست در طلب مردن
ع حفظت شیئا و غابت عنک اشیاء - افسوس کہ آپکو ایک امام ثالث کا ہی
قصہ یاد رہا اور امام اول و ثانی کا فراموش ہوگیا یہی ہم ہی نے آپکو یاد دلا دیا کہ لاینبغی
مثل خبیر علاوہ ازین جبکہ دلائل و بینات واضحہ سے اس بات کا ضرورۃ جائز ہونا
ہمنے حسب اصول امامیہ ثابت کر دیا تو اب اسکی ہی جواب وہ اہل تشیع ہی ہونگے
معہذا حاصل اس دلیل کا جو ہمارے فاضل مجیب نے عدم انعقاد بیعت امام جائر کی
نسبت بیان فرمائی ہے یہہ ہی کہ معاذ اللہ اگر امامت جائرہ منعقد ہوتے تو امام
حسین رضی اللہ عنہ ضرور بیعت فرماتے اور شہید نہوتے اور جب اونہون نے بیعت
نفرمائی اور یہانتک لڑے کہ شہید ہوگئے تو اس سے معلوم ہوا کہ امامت یزید جو امامت
جائرہ تہی صحیح نہوئی تو کوئی امامت جائر منعقد نہوگی لعدم الفصل فیہما - بندہ
عرض کرتا ہی کہ خود اس دلیل سے بالبداہت یہہ امر ثابت ہی کہ امامت مین جیسا مناقشہ
کرنا امام معصوم کا دلیل اور قرینہ اوسکے بطلان اور عدم انعقاد کا ہی اسیطرح تسلیم
امامت اور مناقشہ نکرنا دلیل اوسکی صحت کی ہے علی الخصوص ایسی حالت مین ترک
مناقشہ کرنا کہ حالت عدم عجز اور خوف کی ہو - اب ہم ائمہ کی حالات کو در باب تسلیم
خلافت کی نظر تفصیلے سے دیکھتے ہین تو معلوم ہوتا ہی کہ جناب امیر نے زمانہ خلفا ثلثہ
مین انکی خلافت کو تسلیم کیا اور یہہ تسلیم و انقیاد بسبب عجز و بیچارگی و خوف کے نہین تہا
بلکہ [illegible] ستہ تہا کہ یہہ خلافتین مطابق رضا مندی اونکے شان واقع ہوئین چنانچہ یہہ امر
آپکے اون بعض خطبون مین جو نہج البلاغہ مین شریف رضی نے جمع کئے ہین بصراحت درج ہی

وہ خطبہ یہ ہے ومن کلام لہ لما عزموا علی بیعۃ عثمان لقد علمتم انی احق بہا من غیری واللہ لاسلمن ما سلمت امور المسلمین ولم یکن فیہا جور الا علی خاصۃ التماسا لاجر ذلک وفضلہ وزھدا فیما تنافستموہ من زخرفہ وزبرجہ۔ انتھی۔ اس خطبہ سے مثل آفتاب روشن ہے کہ جناب امیر نے باوجود اپنے دعوے احقیت الخلافہ کے جسکا مدار حسب مزعوم امامیہ وجود نص وعصمت وافضلیت پر ہے خلافت غیر اہل کو تسلیم فرمائی اور قسم خدا نے پاک کی کہا کر فرمایا کہ مین جبتک مسلمانون کے کام درست رہینگے اور بجز میری ذات خاص کے کسی پر جور وظلم نہوگا اوسوقت تک خلافت کو تسلیم کرونگا اور اوسمین چون وچرا نہ کرونگا تو اس سے صاف جو آپ کا منشا ظاہر ہوتا ہے یہہ ہے کہ اگر مسلمانون کے اوپر اس خلافت مین جور ہوا اور اونکی حق تلفی ہوئی تو اوسوقت مناقشہ کرونگا اب دیکھا چاہیئے کہ جناب امیر کے اس ارشاد سے مذہب تشیع پر کیسی کچھ آفت وبلا نازل ہوئی کیونکہ ظاہر ہے کہ جناب امیر نے بغیر زمانہ خلافت تک اوسمین مناقشہ اور منافسہ نہین فرمایا اور کچھ چون وچرا نہین کی اور پہلی دونون خلافتون مین حقیت کا بہی نام نہین لیا اور ہمیشہ سر تسلیم خم رکہا اور یہہ تسلیم کچھ عجز اور بیچارگی اور تقیہ کے وجہ سے نہ تہی کیونکہ اگر عجز اور بیچارگی کے وجہ سے ہوتی تو ما سلمت امور المسلمین ولم یکن الخ بالکل مہمل ہو جائیگا بلکہ یہہ سکوت وتسلیم حقیہ خلافت کیوجہ سے تہا اور اس وجہ سے تہا کہ خدا اور رسول کیطرف سے حکم سکوت وتسلیم تہا چنانچہ فاضل بحرانی نے اپنی شرح مین دوسرے جگہ لکہا ہے وانہ کان معہودا علیہ ان لا ینازع فی امر الخلافۃ پہر اگر

مترجمہ آپ کی کلام کے جبکہ لوگون نے عثمان کی بیعت کا قصد کیا بیشک تم جانتے ہو کہ مین بنسبت دوسرے کسی شخص کے احق بالامامت ہون اللہ کی قسم مین تسلیم کرونگا جب تلک مسلمانون کے امور سلامت رہینگے اور اوسمین بجز میری ذات خاص کے کسی پر ظلم نہوگا اسکے اجر اور بزرگی کی طلب کیلئے اور جسکی زینت اور خوشش آیندگی مین تمنی رغبت کی ہے اوسمین بے رغبتی کے سبب سے۔ ۱۲

ان خلافتوں مین کسی پر جور ہوتا تو ضرور جناب امیر مناقشہ فرماتے کیونکہ آپنے فرمایا کہ اوسوقت تک خلافت تسلیم ہے جب تک کسی پر جور نہو تو جناب امیر کی تسلیم و عدم مناقشہ کی وجہ سے ثابت ہوا کہ یہہ خلافتین منعقد تہین بلکہ اس سے یہہ بہی ثابت ہوا جو یہہ تو وہ تو وہ روایات متضمن کمال ظلم و جور کے جو خلفا رض کے ہاتہون اہلبیت علیہم السلام پر اسحاب مقبولین پر ہوئے بشہادت جناب امیر کے کذب و زور و افترا و بہتان ہین چنانچہ ہم شرح کبیر ابن میثم سے مختصراً احداثات عثمان رض نقل کرتے ہین - واما الاحداث

المنقولة عنه فالمشهورة منها عشرة الاولى توليته امور المسلمين من ليس اهلاً من الفساق مراعاة للقرابة دون حرمة الاسلام كالوليد بن عقبة وسعيد بن العاص وعبد الله بن السرح - الثانية رده للحكم بن ابى العاص - الثالثة انه كان يوثر اهله بالاموال العظيمة الرابعة انه حمى الحمى الخامسة انه اعطى من بيت مال الصدقة المقاتلة وغيرها السادسة انه ضرب عبد الله بن مسعود السابعة انه جمع الناس على قراءة زيد بن ثابت واحرق المصاحف الثامنة اقدام على عمار بن ياسر بالضرب التاسعة اقدامه على ابى ذر حتى نفاه الى الربذة العاشرة تعطيل الحد الواجب على عبيد الله بن عمر فانه قتل الهرمزان مسلماً انتهى - اب

ان احداثات کو دیکہکر ہر شخص سمجہہ سکتا ہی کہ یہہ احداثات ظلم اور جور ہین بلکہ بعض ان مین سے حقوق اہل اللہ پر جور و تعدی ہے اور بعض خاص حضرت امیر کی قرابت داری پر یا بشارت امیر کی ذات خاص کے متعلق نہین سے کوئی نہین [illegible] ہوا [illegible] ضرور تہا کہ حضرت مناقشہ فرماتے اور جب آپنے تسلیم فرمایا تو یہ احداث [illegible]

ف اور یہہ عثمانی منقولہ مشہور ہین منجملہ اون کے اول یہہ ہے کہ بسبب قرابت کی [illegible] اسلام امور مسلمین پر متولی کر دیا ولید بن عقبہ اور سعید بن عاص اور عبد اللہ بن سرح کو [illegible] حکم بن ابی العاص کو [illegible] اپنے اہل کو اموال عظیمہ [illegible] مخصوص کرتے تہے [illegible] بیت المال [illegible] عبد اللہ بن مسعود کو مارا [illegible] زید بن ثابت کی قرات پر اکٹہا کر دیے باقی مصحف جلا دیا آٹہوین عمار بن یاسر کو [illegible] ابوذر [illegible] جلا وطن کر دیا [illegible] عبید اللہ بن عمر [illegible]

نہیں معلوم ہوا کہ یہ احداثات مجعول اور جیسی حضرات کے مجعولہ و مخترعہ ہیں جو لعون
والاعتبار ہی کے ... کہتے مصیبت سب کرتا تھا اور نفس الواقع بھی کذبات کے پاداش
ابن ابی الحدید نے جیسی ابن میثم نے اسکا کسقدر انصاف کیا اور بعد بیان احداثات
یہ لکھا وقد اجاب الناصرون لعثمان عن هذه الاحداثات باجوبة
مستحسنة وهي مذكورة في المطولات ابہم اصل مطلب کیطرف رجوع کرتے ہیں اور گذارش کرتے
ہیں کہ ابن میثم بحوالے دوسرے خطبہ کے شرح میں جسکا عنوان یہ ہے ۔ ومن کلام
له علیه السلام لما اراده الناس علی البیعة بعد قتل عثمان دعونی والتمسوا غیری الخ فرماتے ہیں ۸۱
قوله علیه السلام وان ترکتمونی فانا کاحدکم ولعلی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموه امرکم ای
کنت کاحدکم ... لامیرکم بل اجعل اکون اطوعکم له ای بقوة علمه بوجوب
طاعة الامام ۔ خدا کے لیے کوئی عاقل منصف ان نصوص صریحہ کو دیکھے کہ جناب امیر
بتقریر و اعتراف ابن میثم کس صفائی کے ساتھ فرماتے ہیں کہ مجھکو چھوڑ کر جسکو تم امام
بناؤ گے میں بھی تم میں کا ایک ہوں جیسے تم پر اسکی اطاعت واجب ہوگی ویسی ہی مجھپر بھی واجب
ہوگی بلکہ امید ہے کہ میں بہ نسبت تمہاری زیادہ مطیع و فرمانبردار ہوں کیونکہ جب امام
واجب الاطاعت ہوگا تو میں اوسکی اطاعت میں زیادہ ساعی ہونگا اسلیے کہ اطاعت امام
کی وجوب کا علم آپکو سب سے زیادہ تھا اب فرمائیے کہ اگر امامت منعقد ہی نہیں ہوئی
تو وجوب اطاعت امامت اور وہ بھی امام منصوص و معصوم مفترض الطاعت پر کیسا اور آپ معصوم ہوکر
کی اطاعت میں مثل عوام کے ہونے کے کیا معنی یہاں بھی فرما دیجیگا کہ حضرت نے تعریض

ل اور تحقیق ان مطاعن عثمان کے حامیوں نے عمدہ عمدہ جواب دیے ہیں جو بڑی بڑی کتابوں میں مذکور ہیں ۱۲

قوله علیه السلام وان ترکتمونی الخ اگر تم مجھکو چھوڑ دوگے تو میں تم کا ایک جیسا ہوں اور شاید میں زیادہ سننے والا اور اطاعت کرنے
والا ہوں جسکو تم اپنی امارت سونپو گے یعنی میں تم میں کا ایک جیسا ہوں تمہارے امیر کی فرمانبرداری میں بلکہ شاید میں اوسکا
زیادہ فرمانبردار ہوں یعنی اسی سبب سے کہ مجھکو امام کی اطاعت کے وجوب کا قوی علم ہے ۱۲

بیان کیا ہی مسئلہ شرعی سبحان اللہ فہم وانصاف ہماری فاضل مجیب پر بس ختم ہو چکا جناب
امیر کے اس ارشاد نے ہر رشتہ اشتراط عصمت و منصوصیت کا بیخ و بن سے استیصال
کر دیا اور بصراحت ثابت کر دیا کہ اہل حل و عقد جسکو امام بنا دین وہی امام ہے اور واجب الاطاعت
اور ظاہر ہے کہ حسب اصول امامیہ درمیان امامت بارہ اور امامت فاجرہ کے اور کوئی واسطہ
نہین ہی بلکہ جو امامت کہ غیر منصوص غیر معصوم کے واسطے ثابت ہوگی کائنا من کان وہ امامت
فاجرہ ہووے گی کیونکہ امام معصوم کا حق انہین غصب ہوا ہی اور جناب امیر نے اپنی ارشاد مین
امارت اور امیر کو دو قسمون مین منحصر فرمایا ہی لا بد للناس من امیر بر او فاجر اور ہر ایک
قسم کا حکم جدا ہی امارت بارہ راشدہ خلافت عادلہ ہوگی اور امارت فاجرہ امارت جائرہ ہوگی
اسیطرح امیر بار خلیفہ راشد و امام عادل ہوگا اور فاجر جائر ہوگا امیر ... مین بھی ہم
فاضل مجیب انکے کو یہی حکم مقرر کرتے ہین وہ ... کی شرح مین فرماتے ہین[له]
وما یؤید ذلک ان اکثر الخلق متفقون علی ان امراء بنی امیہ کانوا خلفاء [illegible]
جائرین اولئنہ کعثمان و عمر بن عبد العزیز اور جب ... تو ... امامت
امامت بارہ ہوئی جو امارت راشدہ کے مرادف ہی پس عصمت ... ثابت ...
اگرچہ اس معروض مین کسیقدر طول ہو گیا ہی مگر اسقدر اور گذارش ہے کہ امامت مطلقہ
خواہ عادلہ ہو یا جائرہ آپ بہی اوسکی اشد ضروری ہونے کے قائل ہین کہ دنیاوی مصالح
عباد کے اوسکی ساتھہ منوط و مربوط ہین بدون اوسکے انتظام ممکن نہین پھر اوسکی حالت
یہہ ہی کہ اگر اوسکی نزع و خلع کا نام بھی لیا جاوے تو اوسمین ایسی ایسی نوائر فساد کا مشتعل
ہونا یقینی ہے کہ جسمین بحیثیت دین و دنیا کے ضرر و نقصان ہے اور دین کے حیثیت سے
بھی جب ہم نظر کرتے ہین تو اوسمین بہ نسبت ضرر کے فائدہ زیادہ ہے اگر نقصان ہے

له اور اوسمین سے جو اوسکی تائید کرتا ہے یہہ ہی کہ اکثر مخلوق اسپر متفق ہین کہ امرا بنی امیہ بجز دو تین
شخصونکے مثل عثمان [illegible] اور عمر بن عبد العزیز کے فاجر تہے ۔۱۲

تو خاص انکی ذوات کی واسطی ہے اور جبکہ ائمہ اور مجتہدین وعلما احیاء مراسم دین واجرای شعائر
اسلام مین مشغول ہین تو انکی فسق وفجور سے اسلام مین ضرر کا اندیشہ نہین چنانچہ خود فاضل
بحرالعلوم نے اپنی شرح مین اسکی بہی شہادت دینی ہین ومما یوید ذلک ان اکثر الخلق
متفقون علی ان امراء بنی امیة کانوا فجارا عدا رجلین او ثلثة کعثمان وعمر بن
عبد العزیز وکان الفئ یجمع بہم والبلاد تفتح فی ایامہم والثغور الاسلامیة
محروسة والسبل آمنة والقوی ماخوذ بالضعیف ولم یضر جورہم شیئا فی تلک
الامور پس جب مجاری امامت مین یہ امور مثل سد ثغور وبنا رقناطر وجسور وتجہیز جیوش وفتح
بلدان وقلاع وجمع فئ وامن طرق وفصل خصومات علی الحق ہوتے ہین تو انکی فجور سے
اسلام مین کوئی ضرر شدید نہ پہونچا تو انکی امامت کو وہ فاجر ہی سہی باعتبار دنیا کے
تو حسب اعتراف فاضل مجیب لابدی ہے لیکن باعتبار دین کے بہی اوسکی منافع
اوسکی مضار سے بہت زیادہ ہین تو ایسی ضرورت کی حالت مین جبکہ وہ لابدی ہوا اور اوس سے
گزیر نہو بروی عقل ہرگز جائز نہین کہ اوسکو غیر منعقد کہا جاوے اور اوسکی ساتھہ جہاد کو
ناجائز اور اوسکی فئ کو حرام اور اوسکی اطاعت کو جو امور موافق شرع مین ہو معصیت اور
ناجائز قرار دیا جاوے سبحانک ہذا بہتان عظیم تو جب بروی عقل اوسکا واجب ہونا
ثابت ہوا تو حسب قاعدہ امامیہ اگر شرع سے اوسکی حرمت اور عدم جواز کا حکم صادر ہو تو
لازم آوی کہ معاذ اللہ خدا تعالی نے قبیح کا حکم کیا اور ترک اصلح ولطف فرمایا کیونکہ اسوقت اصلح
ولطف یہ ہی تہا کہ اوسکی جواز وخصلت انعقاد کا ضرورة حکم دیا جاتا تعالی شانہ عن
ذلک علوا کبیرا پس اس تمام گفتگو سے ثابت ہوا کہ حضرت نے اس خطبہ مین جس کلمہ تغیش ہی

ف اور یہ مسئلہ کہ جو اسکی تائید کرتا ہے یہ ہی کہ اکثر مخلوق اسپر متفق ہی کہ امراء بنی امیہ بجز دو تین شخصوں کہ جیسے
عثمان اور عمر بن عبد العزیز فاجر تہی اور اونکی سبب اموال غنیمت جمع ہوتے تہی اور بلاد انکی ایام مین فتح ہوتی تہی اور اسلامی
کنارے محفوظ تہی اور رستے امون تہی اور قوی ضعیف کے حق کے عوض پکڑا جاتا تہا اور انکی جور نے اسمین کچہ نقصان نہین پہنچایا تہا۔

نہین فرمایا بلکہ حاکم شرعی ہی بیان فرمایا ہی تو اوسی سے ثابت ہوتا ہی کہ عصمت امامت کی لیے
شرط نہین معہذا جب ہم ان ہی الفاظ مین تامل کرتے ہین اور قطع نظر دوسری قرائن
و عبارات سی جو اوپر بیان کرائی ہین دیکھتی ہین تو بداہتہ سمجھ مین آتا ہی کہ عصمت امامت کے
لیے شرط نہین کیونکہ جناب امیر نے منحصر فرمایا کہ یا امام نیک ہوگا یا امام فاجر ہوگا مسلمانا
فاجر کے امامت ناجائز اور غیر منعقد ہی لیکن امامت بر و نیک کے تو ضرور جائز و راشد ہی کیونکہ
خلوان دونوسی جائز نہین اور ظاہر ہی کہ نیک کے واسطے یہہ ہی کچھہ لازم نہین ہے کہ وہ معصوم
ہی پس تو مطلق بر کے امامت جائز و منعقد ہو لی جو معصوم و غیر معصوم کو شامل ہی تو اگر بالفرض
فاجر کے امامت صحیح نہو تا ہم ہمارا استدلال اس عبارت سے بے غبار ہی اور اس عبارت سی
بطلان عصمت کالشمس فی النصف النہار و الحمد اللہ علی ذلک اس بحث کے تفصیل
مین ہمکو اور بہی گنجایش ہی اور مضامین ذہن مین ہین لیکن خوف تطویل اجازت نہین
دیتی اگر موقع ہوا تو انشاء اللہ تعالی کسی موقع پر عرض کرین گے یار باقی و صحبت باقی

قولہ جناب امیر علیہ السلام کے اس قول کے مثال یہہ ہی کہ لابد للناس من قوت اور قوت
عام ہے حلال و حرام ہی اگرچہ شرع حرام کی اجازت نہین دیتی مگر انسان کو قوت لابد ہی اگرچہ
حلال سے حاصل کری شرع کی پابندی کے ہو اور اگرچہ حرام سے ہو تو خلاف شرع ہے اسیطرح
امام شرعی کے عصمت وغیرہ شرائط بدلائل شرعیہ و عقلیہ ثابت ہین اگر ایسی امام کی اطاعت
کرین اور اوسکو امام بنین تو شرع کی پابندی کی ہو ورنہ چونکہ حاکم سے چارہ نہین کسی نہ
کسیکو ضرور حاکم و امیر کرین گے جیسا کہ خوارج نیام نے باوجود انکار زبانی آخرش حاکم کیا

اقول اسموقع پر ہماری فاضل مجیب نے مثال قوت کی تحریر فرمائی اور قوت کو مقیس
علیہ قرار دیا یہہ بعینہ ہماری مدعا کی موید ہی اور فاضل مجیب اسکی نقل مین مصداق مثل مشہور
کالباحث عن حتفہ بظلفہ کے ہین تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ امام مطلق کا لابدی
ہونا جناب امیر کی شہادت اور جناب مجیب کے اعتراف سی ثابت ہو چکا ہی کہ لوگونکو

بہلا امام لابد ہی نیک ہو اگر نیک میسر نہو سکے تو فاجر ہی ضروری ہے کیونکہ احد ہما سے گزیر
اور جب اسکا لابد ہونا ثابت ہوا ناچاری اور ضرورت کے وقت مین اوسکا انعقاد بطور
رخصت بلکہ حسب روایات امامیہ اوسکی صحت اور اوسکا جواز انعقاد بطور وجوب و عزیمت کے
ہوگا کیونکہ مقیس علیہ اسکا قوت ہی کہ لابد للناس من قوت من حلال کان او حرام پس اگر
انسان کو قوت حلال ہی میسر نہو اور مضطر ہو قوت حرام کی طرف تو بشہادت نص صریح
قرآنی جو چند جگہ کلام مجید مین ارشاد ہی تناول حرام اوسکی لیے مخصوص گناہ نہین [1] فمن اضطر
غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ - فمن اضطر [2] فی مخمصة غیر متجانف لاثم
فان اللہ غفور رحیم بلکہ حسب تنصیص روایات شیعہ ایسی حالت مین اوسپر فرض ہے کہ حرام کو
قوت بناوی اور اگر اوسنی حرام اوسے سمجھکر ترک کیا اور مرگیا تو کافر مرا کیونکہ حق تعالے نے جس چیز کو
اوسکی حق حلال فرما دیا تہا اوسکو اوسنی حرام سمجہا تفسیر صافی مین تحت تفسیر قولہ تعالی
فمن اضطر جو روایت لکہی ہے اوسی پر اکتفا کرتا ہون [3] فی الفقیہ عن الصادق فمن
اضطر الی المیتة والدم ولحم الخنزیر فلم یاکل شیئا من ذلک حتی یموت فہو
کافر اب ہم یہی حکم کو جو مقیس علیہ مین موجود ہی مقیس یعنی امامت مین جاری کرتی ہین تو یہ حال ہوئی
[4] وکذلک من اضطر الی الامارة الفاجرة فلم یقبلہا ولم ینعقد لہا حتی مات
فہو کافر یعنی اگر کوئی شخص امارت فاجرہ کیطرف مضطر ہوا اور اوسکو حرام سمجہکر اوسکا مطیع
ومنقاد نہوا اور نمانے یہانتک کہ مرجاوے تو وہ شخص کافر ہی کیونکہ جس چیز کو خداوند تعالے نے
اوسکی لیے حلال فرما دیا اوسکو یہی حرام سمجہا اور مقابلہ حکم خداوندی اپنی عقل کو دخل دیا تو مستحق کفر ہوا

[1] پھر جو شخص مضطر ہو نہ بے حکمی کرتا ہے نہ زیادتی تو اسپر گناہ نہین ۱۲ [2] پھر جو شخص لاچار ہو بھوک مین نہ گناہ پر ڈھلنی والا تو اللہ بخشنی والا ہی مہربان - [3] فقیہ مین امام صادق سے مروی ہے جو مردار اور خون اور خنزیر کے گوشت کیطرف مضطر ہوا اور اوسمین کچھ نہ کہاوی - یہانتک کہ وہ مرجاوے وہ کافر ہی ۱۲ [4] اسیطرح جو امارت فاجرہ کیطرف مضطر ہوا اور اوسکو قبول نکری اور مطیع نہو یہانتک کہ مرجاوے وہ کافر ہے - ۱۲

تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ ضرورت و اضطرار کے وقت مین شریعت تناول قوت حرام کی
رخصت و اجازت دیتی ہی بلکہ فرض فرماتے ہیں اور اوسکے تارک منکر کو کافر کہتی ہی تو اوسنے
جب ایسی حالت مین قوت حرام سے کیا تو عین اتباع شرع کیا اور اگر حلال کے انتظار
و تلاش مین رہا اور اوسکو ترک کیا تو سراسر مخالفت شریعت کے اور کافر مر الغرض ظاہر ہی کہ حکم
امامت بہ نسبت اکل کے آگد و اہم ہی تو امامت کی اضطرار کے صورت مین اوسکا انکا یا لاولے
منجر بکفر ہوگا پہر ہماری مجیب کا یہہ ارشاد کہ اگرچہ حرام سے ہو تو خلاف شرع ہی نحن فیہ
مین سراسر غلط ہی منشا اوسکا یہہ ہی کہ آپکو با اینہمہ ادعائی ہمہ دانی اپنی گہر کے ہی خبر
نہین ہے۔ بحمد اللہ کہ جو مثال آپنے اپنی مدعا کے ثبوت مین پیش کے تہے وہ ہی
اوسکی مکذب اور خود جناب پر منقلب ہوگئی والحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً –
قال الفاضل المجیب قولہ – اگر شک ہو تو نہج البلاغۃ نکال کر دیکہہ لیجیئے اور انصاف
سے فرمائیے کہ آپکا دعوی سچا ہی یا امیر المومنین رض کا ارشاد سچا ہی۔ اقول – بے شک
یہہ نہج البلاغۃ مین ہی اور جناب امیر علیہ السلام کا یہہ ارشاد سراسر ارشاد عین صدق محض
حق ہے مگر آپ اسکا مطلب نہین سمجہی اور گستاخی معاف کلمۃ حق یراد بہا الباطل کا مضمون آپ سمجہکر
صادق ہے یقول العبد الفقیر الے مولاہ الغنی جب یہہ ارشاد جناب
امیر جو نہج البلاغۃ مین منقول ہے محض صدق اور عین حق ہے اور ہمنی بدلائل متعددہ ثابت
کر دیا کہ اسکا مطلب بہی وہی ہی جو ہم سمجہی اور جو کچہہ آپنے سمجہا تہا وہ غلط اور آپکی
اصول کے برخلاف تہا تو انصاف سے فرمائیے کہ کلمۃ حق ارید بہا الباطل کس پر صادق آیا
اور اسکا مصداق کون ہوا چنانچہ اگر اس گذارش کو بروی عقل و انصاف ملاحظہ فرمائینگی
تو آپ کو بہی اسکی بخوبی تصدیق ہوجائیگی۔ **قولہ** اور چونکہ ہمارا دعوی جناب امیر و
رسول خدا و دیگر ائمہ ہدی علیہم السلام کے اقوال سے مقتبس ہی بیشک سچا ہی اقول
بیشک آپکا دعوی آپکی زعم مین اقوال جناب امیر و رسول خدا و ائمہ ہدی سے مقتبس اور سچا

ہوگا لیکن اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ فے الواقع آپکا اقتباس صحیح ہو بلکہ فی الحقیقت آپکا
اقتباس غلط ہے چنانچہ ہم اوسے ثابت کر چکے اگر اسطرح ہر ایک فرقہ کے دعوی
اقتباس کو مطابق واقع سمجھا جاوے تو خوارج بہی کہتے ہین کہ ہمارا دعوی خدا و رسول خدا
کی ارشادات سے مقتبس ہے بلکہ یہود و نصاری و مجوس وغیرہ تمام اہل ملل یہی کہتے ہین کہ ہمارا
دعوی خدا و رسل کے کلام سے مقتبس ہے پہر معلوم نہین کہ جناب کو اونکی تسلیم کرنے مین
کیون انکار ہے پس جو جناب اپنی انکار کے دلائل دلیل قائم کرین وہی دلیل یہان
بہی سمجہہ لین - ہان جناب امیر صاحب آپنے شروع جواب مین یاد آتا ہے کہ ہمپر
اعتراض فرمایا تہا کہ ہمنے اپنی خطبہ مین جو تقدیم آل کے صلوۃ و سلام مین اصحاب پر کی تہی
تو آپنے فرمایا تہا کہ یہہ خلاف مذہب اہل سنت کے ہے کیونکہ باعتبار مذاہب اہلسنت کے
تقدیم صحابہ کے آل پر ہونی چاہیے اور وجہ اسکی یہہ ہے کہ آپکے نزدیک تقدم فی الذکر
مستلزم تقدم فی الرتبہ کو ہے پس ہم سمجہے جو آپنے رسول خدا پر جناب امیر کو مقدم فرمایا
کیا آپکے نزدیک جناب امیر رسول خدا سے من حیث الرتبہ افضل ہین جیسا کہ یہہ تقدم
حسب زعم سامی مقتضی ہے اگرچہ آپکی بہت سی روایات سے مستنبط ہوتا ہے کہ جناب
امیر جیسا تمام انبیا سے حسب اعتقاد شیعہ افضل ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے بہی افضل ہین لیکن چونکہ زبانی طور پر خاص حضرت کی نسبت اسکا انکار کیا ہے
او عبارت اس مضمون کے متعلق ہم پہلے نقل کر چکے ہین تو اسلیے دریافت کر لیا گیا
قولہ اور حاشا کہ ہمارا دعوی ارشادات مین کسی قسم کی مخالفت ہو مردود بیجائی
خودستائی ہے **اقول** یہہ صرف جناب کا زعم ہے ورنہ واقع مین جناب امیر کے
ارشاد اور آپکی دعوی مین سراسر تناقض و تخالف ہے کیونکہ جناب امیر کا ارشاد
ضرورۃً مطلق امارت کی صحت کو مقتضی ہے اور آپکا دعوی اوسکی عدم صحت کو مقتضی
پس حاشا و کلا کہ آپکی دعوی اور جناب امیر کے ارشاد مین باہم توافق ہو نقیضین کا

اجتماع باتفاق وحدات ثمانیہ محال ہے اور جناب امیر کے ارشاد مین تو کچھہ تردد نہین
ہے ہان آپکا دعوی باطل ہے کیونکہ اگر آپکا دعوی صحیح ہو تو جناب امیر کا ارشاد غلط ہوگا
پس ہر دو بجائی خود درست کسیطرح نہین ہوسکتی **قولہ** آپ عقل سے علم سے انصاف
سے کام لین **اقول** بحول اللہ وبفضلہ ہمنی تو اپنے عقل وعلم وانصاف خداداد سے
کام لیا تھا مگر افسوس کہ آپنے اسپر عمل نفرمایا اور گستاخی معاف آیت اَتَامُرُوْنَ النَّاسَ
بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ کا مضمون اسجگہ صادق آیا اور ہم اب بھی بشکر گذاری اسپر
عامل ہین اور جو کچھہ عرض کرتے ہین وہ اپنی علم وعقل وانصاف سے کام لیکر عرض کرتے ہین
اور دعا کرتے ہین کہ خداوند تعالے جناب کو بھی توفیق عطا فرماوی آمین اللہم آمین ربنا افتح
بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین **قال الفاضل المجیب** - **قولہ** - اسکے بعد فرماتے ہین
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسکو خلیفہ مقرر فرمایا یا اس باب مین کیا ارشاد فرمایا اگر اس
کلام کے موافق ہے تو جناب بالوفاق اور اگر مخالف ہے تو کسکو حق کہیگا اور کسکو باطل مع تکیہ
باب تاویل بعید ہے - **اقول** کلام بلاغت نظام جناب امیر علیہ السلام کے معنی
اور اصلی مراد عرض ہوئی آپکا شبہ رفع کیا گیا اور اپنی دعوی شرائط ثلثہ کو انکی ہی علما
مستند کی کلام سے ثابت کردیا **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی**
جناب امیر رضی اللہ عنہ کی کلام کے معنی اور اوس سے اصلی غرض جو کچھہ آپنے سمجھی ہے
وہ جناب مرحوم پر ہی منحصر ہی صحت اور واقعیت سے اوسکو کچھہ مساس بھی نہین اور اس
کلام سے معنی مذکورہ کو اصلی غرض سمجھنا قبیلہ توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ سے ہی اور شرائط
ثلثہ کا بطلان تو ایسا جلی وبدیہی ہے کہ کسی عاقل پر مخفی نہین رہ سکتا علی الخصوص
جناب نے جسقدر ثبوت لکھا وہ تو نہایت ہی پوچ تھا بندہ نے جو کچھہ اوسپر گذارش
کیا ہی اگر اسکو بنظر انصاف ملاحظہ فرماینگے اور انصاف ملحوظ رکھینگے تو خود ہی بطلان
اور اگر بعد ملاحظہ معروضہ بندہ پھر بھی دلمین شبہات خطور کرین تو ہم پھر بھی تشریح

حاضر ہین واللہ ہو الموفق **قولہ** آپ چاہتی ہین کہ جو امر ہمنی سوال مین دریافت کیا ہی وہ ہمسی ہی پوچھین اور اس سے غرض آپکی یہہ معلوم ہوتی ہے کہ ہمیشہ طرح بحث مین طول ہو اور آپ اعتراض و شبہات کرتے رہین اور اصل سوال کے جواب ہی سے دریغ جاہین

اقول جب ہمنی جناب امیر کی ارشادات مسلمہ سامی سے آپکی شرائط اور مسئلہ امامت کا ابطال کر دیا تو وہ سوال جو آپ ہمسی کرتے تہی آپ پر ہی منقلب ہوا اور آپکو ہی اوسکا جواب دینا لازم ہوا پہر اگر ہمنی آپ سی دریافت کیا کہ حضرت نے کسکو خلیفہ مقرر فرمایا یا اس باب مین کیا ارشاد فرمایا تو آپ اس سے کیون گہبراتے ہین اور اگر آپ اعتراضات و شبہات سے ڈرتی ہین اور طوالت پسند نہین فرماتے تو قصہ مختصر کیجی اور زبانی بہ نفس نفیس گفتگو کر لیجی جلد فیصلہ ہو جائیگا اور جب ہمنی آپکی شرائط کا بطلان مثل آفتاب نیمروز روشن کر دیا اور مسئلہ امامت مسلمہ سامی باطل ہو گیا تو ہمکو آپکے سوال کے جواب ہی کی کیا ضرورت رہی اور جواب دہی سے بچنی کی کیا حاجت اگرچہ ہمکو مناسب یہہ تہا کہ ہم آپکی سوال کا جواب اوسوقت لکہتی کہ جب آپ اپنی مسلمہ مسئلہ امامت کو اور اوسکی شرائط ثلثہ کو بدلائل ثابت کر دیتے حالانکہ اسوقت تک جسقدر دلائل مثبت شرائط ثلثہ تحریر فرمائے ہین وہ دلائل اون شرائط کو آپکے اصول پر بہی ثابت نہین کرتے اور خصم کے اصول پر تو اوسکا ثبوت از قبیل محالات ہی لیکن ہم انشاء اللہ تعالے حسب فرمایش ابتغاء خاطر سامی خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت کا ثبوت عقلی و نقلی دلائل سے خدمت مین ابہی البتہ پیش کرینگی تا کہ آپکو بہی حسرت اعتراضات باقی نرہ جاوی فانتظروا ولا تکونوا من المستعجلین **قولہ** اگرچہ ہم اس سوال کا جواب بہی مفصل و مدلل دی سکتی ہین اور جب موقع آئیگا انشاء اللہ تعالے آپکو بخوبی معلوم ہو جائیگا اور اگر آپ کچہہ انصاف و غور کرین گے تو سمجہہ جائینگی کہ ہمارا یہہ دعوی زبانی ہی نہین ہے یہہ جواب جو لکہا گیا ہے نمونہ ہی مگر اسوقت صرف خیال مذکورہ بالا سے اسکا جواب عرض کرنا مصلحت نہین جانتی **اقول** جسقدر جناب نے

تحریر فرمایا ہی وہ بے شبہ نمونہ ہی جس سے بخوبی آپکے مناظرہ دانی اور پایہ علم معلوم ہو سکتی
ہین یہہ ہی وجہ ہوئی کہ جب اس ہیچمدان نے آپکی علم و فہم کا اندازہ کر لیا تو آپکے جواب
کی لیی بکراہت قلم اوٹہایا اور تمام دلائل کو فجعلنا ہا حصیداً کان لم تغن بالامس کا مصداق
کر دیا بلکہ نہ اس تحریر کو قابل جواب اور نہ جناب سامی کو اس حیثیت سے لایق خطاب سمجہا جاتا ہی
یہہ ہی وجہ تہی کہ آپکے تحریر کا دوسری حضرات نے جواب تحریر نفرمایا جس سے دماغ سامی نے
یہہ سمجہا کہ ہمچو من دیگری نیست اگر وہ حضرات پہلو تہی نفرماتے تو جناب کو یہہ حوصلہ
کبہی نہوتا پس مینی جہانتک انصاف سے دیکہا اور غور کیا مجکو تو یہہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ
اپنی ضروریات دین اور اصول مذہب کو بہی ثابت نہین کر سکتی تو آپکا یہہ دعوی محض
زبانی اور تقلیدی ہے جسقدر مواقع آئی کہ جسمین آپنے بہت کچہہ زور لگایا جب اونمین
ہی آپ سے کچہہ نہو سکا تو اور کونسا موقع ہے کہ جسمین آپ کچہہ کر کے دکہلاوینگی آپ
کسی مصلحت سے اور کسی خیال سے جواب مین تعلل کیجی اور جان بچائیی لیکن جب کبہی
آپ کچہہ فرماینگی انشاء اللہ تعالے ایسی شکنجہ الجاث مین کہینچی جاینگی کہ راہ فرار تنگ ہوگی
الا ان حزب اللہ ہم المفلحون وان جندنا لہم الغالبون۔ **قولہ** آپکے ارشاد
کی ہمنی تعمیل کر دی اب آپ براہ مہربانی ہماری بہی عرض قبول فرماوین **اقول**
آپنے تو کیا ہماری گذارش قبول فرمائی اور کیا قبول فرما سکتی تہی لیکن ہم آپکے حکم کی
تعمیل کر لیتے ہین اور خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم کو بدلائل تحقیقیہ و الزامیہ و عقلیہ
و نقلیہ ثابت کرتے ہین ذرا تہوڑی دیر کے لیی انصاف دوست ہو کر سنین اور یہہ بہی
اختیار ہی کہ چاہی دشمن انصاف ہو کر مہر منیر کے نور پر خاک افشانی کرین جب ہمنی
ایکی نمونہ سے آپکی ذہن و علم و فہم کا بخوبی اندازہ کر لیا ہی تو ہماری نظر مین آپکی اعتراضات
طنینِ ذباب سے زیادہ وقعت نہین رکہتی فشمر ذیلک واجلب علینا بخیلک و رجلک
آپ بیشک دل کہولکر اعتراضات قدیم و جدید و ظریف و تلمیع جسقدر ہو سکتی ہون فرماوین

بحث اثبات خلافت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

واضح ہو کہ اس رسالہ میں جسقدر دلائل کہ ہم مواقع مختلفہ میں لکھہ آئے ہیں اونمیں بہت دلائل ایسی ہیں جو خلافت خلفا ثلثہ رضی اللہ عنہم کو واضح طور پر ثابت کرتے ہیں چنانچہ بعض جگہ ہمنے اسطرف اشارہ بھی کر دیا ہی لیکن چونکہ ہمارے فاضل مجیب کے فرمائش یہہ معلوم ہوتے ہیں کہ بحث اثبات خلافت جداگانہ مستقل طور پر ہو اسلیے ہم حسب ارشاد سامی اس بحث کو مستقل طور پر لکھنے کے لیے آمادہ ہوتے ہیں پس سنیے کہ ہم اول معاملات فیمابین جناب امیر و خلفا ثلثہ کو دیکھتے ہیں اور سوچتے ہیں تو اول مرحلہ آپکے باہمی محبت و عداوت کا ہی اہلسنت کہتے ہیں کہ یہہ حضرات باہم یکجان و دل و شیر و شکر تھی نہایت محبت و الفت سے اقتدا اور تواضع و تعظیم رکھتے تھے اہلبیت کے فضائل و محامد بیان فرماتے تھی ہر ایک دوسری کا خیر خواہ دلی تھا۔ اور اگر بمقتضای بشریت کبھی کبھی معاملہ میں دوستانہ شکر رنجی ہو جاتی تھی تو وہ زائل ہو جاتے تھی اور اوسکو قلوب میں ہرگز قرار نہوتا تھا اور کبھی اختلاف نفس یا بوجہ شرح حقانیت اختلاف اجتہادی ناشی ہوتا تھا جو اونکی مراتب عالیہ کو کم نکرتا تھا۔ حضرات شیعہ فرماتے ہیں کہ جناب امیر کے ساتھہ اونکو کمال عداوت تھی بلکہ تمام اہلبیت نبوت کی ساتھہ یہی حال تھا آپکا حق منصوص خلافت غصب کیا اور کوئی دقیقہ تکلیف رسانی اور تذلیل کا اوٹھا نہیں رکھا یہانتک کہ قتل کا بھی قصد کیا تو لامحالہ جناب کو بھی اونسی ویسی ہی بغض و عداوت تھی لیکن جناب امیر مظلوم و مخذول بے یار و انصار تھی اسلیے ہمیشہ تقیہ کے پردہ میں اونکی ساتھہ خلا و ملا رکھتے تھے تقیہ کے طور پر کبھی کبھی اونکی تعریفیں بھی فرماتی تھی اور خلفا ثلثہ بھی زمانہ سازی کے طور پر اونکو اپنی شامل رکھتے تھے اور ظاہری مدارات و تواضع و تعظیم سے دریغ نہیں کرتے تھی۔ لیکن جب ہم کتابیں کو دیکھتے ہیں اور روایات و واقعات میں تامل کرتے ہیں تو دعوی اہل سنت کا حق اور دعوی شیعہ کا باطل پاتے ہیں۔ اما آیات پس اولاً خداوند علام الغیوب صحابہ کو خیر امت ارشاد فرماتا ہے اور ظاہر ہی کہ اوسکی مخاطب وہی حضرات ہیں جنکو حضرات شیعہ کرام

سمجھتے ہیں بلکہ خطاب تمام صحابہ موجودین وقت نزول آیت کو عام ہے پس اگر یہہ امور منافی
اونسے فرضًا صادر ہوں جنکے صدور کا حضرات شیعہ دعوی فرماتے ہیں تو صحابہ خیر امت نہوتے
بلکہ شر امت ہوتے کیونکہ باوجود صدہا معجزے دیکھنے کے اور سالہا سال فیض صحبت نبوی پانیکے
مرتکب ایسی اعمال شنیعہ کے ہوئے۔ ثانیًا موقع مدح و امتنان میں ارشاد فرمایا ہے هُوَ الَّذِیٓ
اَیَّدَکَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ
بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ [۱] اگرچہ بحیثیت نزول یہہ آیت مخصوص با نصار ہو لیکن حسب
قاعدہ العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب [۲] تمام صحابہ کو عام ہے اور کمال مدح و امتنان
کیلئے یہی زیادہ مناسب اور چسپان یہہ ہی ہے علاوہ ازیں عقل سلیم کب یقین کرتا ہے
کہ خداوند تعالی انصار کے توکیا پیغمبر و رسول کے اعانت کے واسطے نکالی ہو اور قلوب میں
جو باہم استوار نہ رہنا تھی و بھی کچھ تبدل کرنے کے واسطے بغض و عداوت کے آگ بھڑکاوے
یہی ایک بڑا بہتان عظیم تو جب خدا تعالی نے باہم اونکے دلونمین الفت ڈالی ہی تو اب یہہ بغض
کدورات و ضغائن جاہلیہ سے اونکے دلونمین کامن تھی جو وقت نصب خلافت
بروی کار آئی سراسر خداوند تعالی کو جھٹلانا ہی اور سب علامہ کمال الدین ابن میثم نے
شرح نہج البلاغہ مین بیعت سقیفہ کی بارہ مین جو یہہ لکھا ہی فقام بشیر بن سعد الخزرجی [۳]
وکان یحسد سعد بن عبادة ان یصل الیه هذا الامر البتة فبایع ابابکر ... فرمایا ہو اتنا
حق تعالی نے سورۂ حجرات مین فرمایا ہے اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ
الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَکِیْنَتَهٗ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَلْزَمَهُمْ
کَلِمَةَ التَّقْوٰی وَکَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا وَکَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا [۴]۔ اس آیت شریفہ مین

ف۱ اوسی نے تجھکو زور دیا اپنی مدد کا اور مومنونکا اور الفت ڈالی اونکے دلونمین اگر تو خرچ کرتا جو کچھ ساری دنیا مین ہے سب کا سب الفت دیکتا نکے دلونمین لیکن اللہ نے الفت ڈالی اونمین ۱۲ ف۲ لفظ کے عموم کا اعتبار ہے نہ سبب کے خاص ہونیکا ف۳ بشیر بن سعد اوٹھے اور وہ سعد بن عبادہ سے حسد کیا کرتا تھا ... ف۴ جب رکھی منکرین نے اپنے دلونمین کد نادانی کی ضد پھر اتارا اللہ نے اپنی طرف کا چین اپنے رسول پر اور ایمان والونپر اور قائم رکھا اونکو ادب کی بات پر اور وہی تھی اوسکے لایق اور وہی اسکے کام کے اور ہی اللہ ہر چیز سے خبردار ۱۲

خداوند تعالی نے یہ مدح صحابہ اسطرح فرمائی کہ جب کفار نے حمیت جاہلیہ اختیار کی تو اللہ نے رسول اللہ پر اور مومنین پر تسلی نازل فرمائی اور کلمۂ تقوی اونکو لازم کردیا اور وہ اوسکے ساتھہ احق اور اوسکے اہل تھے اور خدا ہر چیز کو جانتا ہے پس غیر ممکن ہی کہ جب وہ ایسی اوصاف کے ساتھہ ممدوح تھے تو اونمین حمیۃ جاہلیہ موجود ہو۔ غایۃ کوشش حضرات شیعہ کی ان نصوص مین یہہ ہی کہ یہہ کہین کہ عمومات ان نصوص کے مخصوص بائمہ ہین یا دربعض مقبولین صحابہ لیکن چونکہ ایسی احتمالات جو ناشی عن غیر دلیل ہر ایک نص مین پیدا ہوسکتی ہین اور خوارج بھی بمقابلہ یہہ ہی احتمال پیدا کرسکتی ہین اور خود نصوص کے عمومات انکو رد کرتے ہین لہذا ہمکو اونکی ابطال کیطرف توجہ کرنے کی کچہہ ضرورت نہین۔ اما روایات پس اولا شیخ ابن بابویہ قمی ملقب بصدوق خصال مین روایت کرتے ہین[1] حدثنا ابی و محمد بن الحسن بن احمد بن الولید و محمد بن یحیی العطار رضی اللہ عنہم قالوا حدثنا سعد بن عبد اللہ عن محمد بن الحسن بن الخطاب عن الحسن بن علی بن فضال عن علی بن عقبۃ عن الحرب بن المغیرۃ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال جاء ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہم الی امیر المؤمنین علیہ السلام حین دفن فاطمۃ علیہا السلام فی حدیث طویل قال لہما فیہ اما ما ذکرتما انی لم اشہد کما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فانہ قال لا یری لی عورتی غیرک الا ذہب بصرہ فلم اکن لاوذی کما بہ انتہی بقدر الحاجۃ اس حدیث کو دیکھیے اور آخر جملہ کو ملاحظہ فرمایے اوس سے کسقدر محبت شیخین کے ساتھہ مترشح ہوتی ہی اور کیسی الفت ٹپکتی ہی جناب امیر کو یہہ گوارا نہوا کہ اونکی بینائی جاتی رہے

[1] ابن بابویہ نے بسند خود امام ابو عبد اللہ سے روایت کی ہی فرمایا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم امیر المومنین رضؓ کی پاس آئی جبکہ فاطمہ رضؓ کو دفن کیا۔ طویل حدیث ہی۔ اوسمین جناب نے اون دونوسی فرمایا تمنی جو یہہ ذکر کیا کہ مینی تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین مین نہ بلایا سو اسکی وجہ یہہ ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ میری بدن پنہانی کو بجز تیری کوئی نہ دیکھیگا مگر یہہ کہ اوسکی بینائی جاتی رہیگی تو مین نہین چاہتا کہ تمکو اسکی ایذا پہونچاؤن ۱۲۔

اگر باہم عداوت ہوتے اور شیخین نے حق خلافت غصب کیا ہوتا تو اس سے بہتر کوئی موقع عداوت نکالنے کا اور اپنے حق کے لینے کا نہیں تھا شیخین کو حضرت کے تجہیز و غسل میں اپنی خواہش کے موافق شریک کر لیتے اور جب وہ نابینا ہو جاتے تو اوسوقت تا ابد بسہولت حاصل کر لیتے نہ لشکر کشی کی نوبت آتی نہ جدال و قتال کا ہنگامہ ہوتا نہ کسی حیلہ و تدبیر کی بہی ضرورت نہ پڑتی وہی حضرت عباس جو اول بیعت کر لینے پر آمادہ ہوئی تہی اب بہی وہی بیعت کر لیتے اور وہ بارہ آدمی جنہوں نے فرمایا تھا کہ ابوبکر کو منبر سے اوتار دینا چاہیے اور خلافت سوای جناب امیر کے اور کسیکا حق نہیں چنانچہ مطابق روایت صدوق کے سب بر ملا جاکر امر خلافت میں ابوبکر سے جہگڑے اور برابر آپ اوسوقت سب موجود تہے جب مزاحم سے میدان صاف دیکھتے پہر کسیکو سوای جناب امیر کے کیوں مقدم ہونے دیتے اگرچہ روایت طویل ہے تاہم اوسکی نقل خالی از فائدہ نہیں ہے اسلیے ہم اصل روایت خصال سے نقل کرتے ہیں[1] الذین انکروا علی ابی بکر جلوسہ فی الخلافۃ اثنا عشر عن زید بن وہب قال کان الذین انکروا علی ابی بکر جلوسہ فی الخلافۃ وتقدمہ علی علی بن ابی طالب علیہ السلام اثنا عشر رجلا من المہاجرین والانصار کان من المہاجرین خالد بن سعید بن العاص و المقداد بن الاسود و ابی بن کعب و عمار بن یاسر و ابوذر الغفاری و سلمان الفارسی و عبداللہ بن مسعود و بریدۃ الاسلمی و کان من الانصار خزیمۃ بن ثابت ذوالشہادتین و سہل بن حنیف و ابو ایوب الانصاری و ابو الہیثم

[1] زید بن وہب سے روایت ہے کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے ابوبکر پر مسند خلافت پر بیٹھنے اور علی بن ابی طالب پر سبقت کرنے کے باب میں انکار کیا تہا بارہ آدمی مہاجرین و انصار سے تہے مہاجرین میں سے خالد بن سعید بن العاص مقداد بن اسود۔ ابی بن کعب۔ عمار بن یاسر۔ ابوذر غفاری۔ سلمان فارسی۔ عبداللہ بن مسعود بریدہ اسلمی تہے اور انصار میں سے خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین سہل بن حنیف۔ ابو ایوب انصاری۔ ابو الہیثم ۱۲۔

سله ابن التیهان وغیرهم فلما صعد المنبر تشاوروا بینهم فی امره فقال بعضهم هلا نأتیه فننزله عن منبر رسول الله صلی الله علیه وآله وقال آخرون ان فعلتم ذلك اعنتم علی انفسکم فقال الله عز وجل ولا تلقوا بایدیکم الی التهلکة ولکن امضوا بنا الی علی بن ابی طالب علیه السلام نستشیره ونستطلع امره فاتوا علیا علیه السلام فقالوا یا امیر المؤمنین ضیعت نفسك وترکت حقا انت اولی به وقد اردنا ان نأتی الرجل فننزله عن منبر رسول الله صلی الله علیه وآله فان الحق حقك وانت اولی بالامر منه فکرهنا ان ننزله دون مشاورتك فقال لهم علی علیه السلام لو فعلتم ذلك ما کنتم الا حربا لهم ولا کنتم الا کالکحل فی العین وکالملح فی الزاد وقد اتفقت علیه الامة التارکة لقول نبیها والکاذبة علی ربها عز وجل ولقد شاورت فی ذلك اهل بیتی فابوا الا السکوت لما یعلمون من وغر صدور القوم وبغضهم لله عز وجل ولاهل بیت نبیه علیهم السلام ایطلبون بثارات الجاهلیة والله لو فعلتم ذلك لشهروا اسیافهم مستعدین للحرب والقتال کما فعلوا ذلك حتی قهرونی

سله ابن تیہان وغیرہ تھے۔ جب ابوبکر منبر پر چڑھی اونہون نے باہم اوسکی معاملہ مین مشورہ کیا بعضون نے کہا کہ ہم کیون نہ آکر اوسکو حضرت کے منبر سے اوتار دین۔ دوسرون نے کہا کہ اگر تم ایسا کروگے تو تم اونکی اپنی جانون پر اعانت کروگی اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہی اپنی ہاتہون کو ہلاکی مین نہ ڈالو لیکن چلو علی بن ابی طالب سے مشورہ کرین اور اوسکا امر دریافت کرین علیؑ کے پاس آئی اور کہنی لگی ای امیر المومنین تو نے اپنی نفس کو ضایع کردیا اور تو نے اپنی اوس حق کو جسکا تو زیادہ مستحق تہا چہوڑ دیا اور ہم چاہتی ہین کہ اس شخص کے پاس جاکر اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر سے اوتار دین کیونکہ یہہ حق تیرا حق ہی اور تو اسکا زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اوسکی اور ہمنی ناپسند سمجہا کہ اوسکو بدون تیری مشورہ کے اوتار دین علی علیہ السلام نے فرمایا اگر تم ایسا کروگی تو تم اونکی لیے بجز لڑائی کے اور کچہہ نہوگی اور تم ایسی بہی ہوگی جیسا آنکہہ مین سرمہ اور کہانا مین نمک اور تحقیق امت اپنی نبی کے قول کو چہوڑنیوالی اور اپنی پروردگار پر جہوٹ بولنیوالی اوسپر متفق ہوگیی اور اس باب مین مین اپنی اہل بیت سے مشورہ کیا تو بجز سکوت کی کچہہ نہ مانا کیونکہ قوم کے دلونکی کینیون اور اللہ تعالےٰ اور اہل بیت نبی کے ساتہہ دشمنی کو جانتی ہتی کہ جاہلیت کو بدلا دیا کرتی ہین اور لینگی خدا کی قسم اگر تم ایسا کروگی تو وہ لڑائی کے واسطی مستعد ہوکر تلوارین کہینچ لینگی چنانچہ انہون نے ایسا کیا یہانتک کہ مجہکو مقہور کیا

سے

وغلبونی علی نفسی ولیبونی وقالوا لی بایع والا قتلناک فلم اجد حیلۃ الا ان
ادفع القوم عن نفسی وذلک انی ذکرت قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ یا علی
ان القوم نقضوا امرک واستبدوا بہا دونک وعصونی فیک فعلیک بالصبر
حتی ینزل اللہ الامر الا وانہم سیغدرون بک لا محالۃ فلا تجعل لہم
سبیلا الی اذلالک وسفک دمک فان الامۃ ستغدر بک بعدی
کذلک اخبرنی جبرئیل علیہ السلام عن ربی تبارک وتعالی ولکن ایتوا الرجل
فاخبروہ بما سمعتم من نبیکم علیہ السلام ولا تجعلوہ فی الشبہۃ من امرہ لیکون
ذلک اعظم للحجۃ علیہ وابلغ فی عقوبتہ اذا اتی ربہ وقد عصی نبیہ وخالف
امرہ قال فانطلقوا حتی حفوا بمنبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ یوم الجمعۃ فقالوا
المہاجرون والانصار ان اللہ عزوجل بدا بکم فی القرآن فقال لقد تاب
اللہ علی النبی والمہاجرین والانصار فبکم بدأ فکان اول من بدأ وقام
خالد بن سعید بن العاص بادلالہ بنی امیۃ فقال یا ابا بکر اتق اللہ فقد
علمت ما تقدم لعلی بن ابی طالب من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ الا تعلم ان

سے مغلوب کیا میری نفس پر اور مجکو نرم کیا اور کہا کہ بیعت کرلے ورنہ ہم تجکو مار ڈالینگے پس نہین سمجھ سکی کوئی حیلہ سوا اسکے کہ قوم کو
اپنی نفس سے دفع کرون اور وہ یہہ کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول مین فکر کیا کہ اے علی قوم نے تیرا امر توڑ دیا اور بدون
تیری اوسپر مستقل ہوگیی اور تیری بابین میری نافرمانی کی تو تجکو صبر کرنا لازم ہے یہانتک کہ اللہ اپنا امر نازل کرے خبردار یہہ لوگ
میری بعد ضرور تیری ساتھہ غدر کرینگے تو انکی لیے کوئی راہ اپنی ذلیل کرنے اور خون بہانے کی طرف نہ دیجیو کیونکہ امت میری بعد
غدر کریگی مجکو جبرئیل نے پروردگار تعالی سے اسیطرح خبر دی ہے لیکن اس شخص کے پاس جاؤ اور جو کچھہ اپنی نبی
علیہ السلام سے سنا ہو اوسکو جتا دو یقینی طور پر اوسکی امر مین تاکہ یہہ اوسپر جبکہ وہ اپنی رب کی نافرمانی اور اوسکی مخالفت
کرکے اوسکے پاس آئیگا بڑی حجت اور ابلغ نے العقوبت ہو کہا پس وہ چلی یہانتک کہ حضرت کی گہر کو جمعہ کے دن گہیر لیا
انصار نے کہا کہ اللہ تعالی نے قرآن مین پہلی تم کو ذکر کیا ہے اور فرمایا لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین والانصار تو تمہارا
ہی پہلی ذکر کیا ہے پس جسنے اول ابتدا کی اور بنی امیہ پہ ناز کرکے اوٹھا خالد بن سعید بن العاص تھا کہا اے ابوبکر خدا سے
ڈر تو جانتا ہے جو کچھہ علی بن ابی طالب کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گذر چکا ہے کیا تو نہین جانتا ۱۲

رسول الله صلى الله عليه وآله قال لنا ونحن محتوشون في يوم بني قريظة وقد اقبل
على رجال منا ذوي قدر فقال يا معشر المهاجرين والانصار اوصيكم بوصية فاحفظوها
واني مودٍ اليكم امرا فاقبلوه الا ان عليا اميركم من بعدي وخليفتي فيكم اوصاني
بذلك ربي وانكم ان لم تحفظوا وصيتي فيه وتوازروه وتنصروه اختلفتم في احكامكم
واضطرب عليكم امر دينكم وولي عليكم الامر شراركم الا وان اهل بيتي هم الوارثون
من بعدي والقائمون بامر امتي اللهم فمن حفظ منهم وصيتي فاحشرهم في زمرتي
واجعل لهم من مرافقتي نصيبا يدرك نور الآخرة اللهم ومن اساء خلافتي في
اهل بيتي فاحرمه الجنة التي عرضها السموات والارض فقال عمر بن الخطاب اسكت
يا خالد فلست من اهل الشورى ولا ممن يرضى بقوله فقال خالد بل انت اسكت يا ابن
الخطاب فوالله انك لتعلم انك تنطق بغير لسانك وتعتصم بغير اركانك وان
قريشا لتعلم انك الامها حسبا واقلها ادبا واخملها ذكرا واقلها من الله عز وجل ومن
رسوله وانك لجبان عند الحرب بخيل في الجدب لئيم العنصر مالك في قريش
مفخر وسكت خالد فجلس ثم قام ابو ذر رحمة الله عليه الخ الحديث الطويل —

ف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ ہم بنی قریظہ کے دن مجتمع تھے ہماری بڑی مرتبہ والے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے مہاجرین
و انصار کی جماعت مین تمکو ایک وصیت کرتا ہون اوسکو یاد رکھو اور مین تمکو ایک امر پہنچاتا ہون اوسکو قبول کرو۔ دیکھو علی
بن ابیطالب میرے بعد تمہارا امیر اور میرا جانشین تم مین ہے۔ مجکو میرے پروردگار نے یہہ وصیت فرمائی ہی اور تم
اگر میری وصیت کو یاد نرکھو گے اور اوسکی مدد نہ کروگے تو اپنی احکام مین مختلف ہوگی اور تمہارے دین کا امر مضطرب
ہوگا اور تمہاری شریر لوگ تمپر حاکم ہونگے۔ دیکھو میری اہل بیت ہی میرے پیچھے وارث ہین اور میری امت کے امر کے برپا
رکھنے والے۔ الٰہی جو لوگ میری وصیت یاد رکھین انکا میری گروہ مین حشر فرما اور انکو میری رفاقت کا حصہ عطا فرما جس سے
آخرت کا نور حاصل ہو اور جو اہل بیت مین میری بری جانشینی کرے۔ اوسکو جنت سے محروم فرما جسکی چوڑائی
آسمان و زمین ہین۔ عمر بن خطاب بولا اے خالد چپ رہ تو نہ اہل شوری مین سے ہے اور نہ انمین سے جنکا قول پسندیدہ ہوا ہی
خالد نے جواب دیا بلکہ تو ہی چپ رہ اے ابن خطاب خدا کی قسم تو جانتا ہی کہ تو بغیر اپنی زبان کے بولتا ہی اور بغیر اپنے ارکان کے
پناہ پکڑتا ہے خدا کی قسم قریش جانتے ہین کہ تو زیادہ ملامت کی قابل ہے حسب مین اور کم ہی ادب مین اور گمنام ذکر مین خدا اور اوسکے
رسول سے اور از روئے وقت نامرد لڑائی کے قحط مین بخیل ہے قریش مین تیری لئے کوئی فخر نہین اور اوسکو اسکی اصول نے روک لیا اور بیٹھ گیا

اسیطرح زبانے حضرت صدوق شیعہ کے ہرایک نے اپنی اپنی بولیان بولی۔ اس حدیث مین جو کچہہ چہپا ہوا ہے ہکی روایا مین ہین انکی تخریج کو حوالہ اذہان صافیہ از کیا کرکے جسکی ہم دریے ہین اوسکو کہتے ہین روایت سابقہ مین صدوق سے بدلالت واضحہ ثابت ہوتا ہے کہ جناب امیر کو شیخین کے ساتہہ کمال محبت والفت تہی اور کسی قسم کی عداوت و دشمنی نہین تہی نہ خلافت کو اپنا ہی خاص حق سمجہتے تہے اور نہ شیخین کو غاصب خلافت سمجہتے تہے ورنہ اوس سے بہتر خلافت لینے کا کوئی موقع نہ تہا کہ بدون شمشیر سیوف و توران فتن بسہولت ہاتہہ آتی تہی۔ ثانیاً حضرت شیعہ کے صدوق نے خصال مین روایت فرمائی ہے حدثنا احمد بن جعفر الہمدانی رضی اللہ عنہ قال حدثنا ابراہیم بن ہاشم عن ابیہ عن ابن ابی عمیرہ عن ہشام بن سالم عن ابی عبد اللہ قال کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اثنا عشر الفا ثمانیۃ الاف من المدینۃ والفان من غیر المدینۃ والفان من الطلقاء لم یر فیہم قدری ولا مرجی ولا حروری ولا معتزلی ولا صاحب رای کانوا یبکون اللیل والنہار ویقولون اقبض ارواحنا قبل ان ناکل الخبز الخمیر

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام جنکا بڑا مدائح ومحامد بیان کئی گئی مین بارہ ہزار تہے اب ہم پوچہتے ہین کہ جسوقت بیعت سقیفہ واقع ہوئی اور خلافت غصب ہوئی اوسوقت یہہ حضرات کہان تشریف رکہتے تہے کیا معاذ اللہ یہہ حضرات بہی اون ہی مین سے ہین جو بعد وفات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتد ہو گئی تہے اور سوای ابوذر اور سلمان اور عمار اور مقداد کے رونے سے کوئی نہین بچا تہا بلکہ سوای مقداد کے کوئی بہی ایسا نہین ہے کہ جسکو شک نہوا ہو اور اوسکی دلمین کچہہ شبہہ نہ ہوا ہو پس اگر یہہ مرتدین مین سے ہین تو یہہ طویل وعریض مناقب ومحامد بالکل لغو وبیجا ہونگے جب انہون نے امام حق سے انحراف کیا اور امام باطل کے اعانت وتائید کی تو اونکی تمام اعمال صالحہ حبط وباطل ہوگئی اور غصب خلافت کی اوزار اونکی ظہور ورقاب پر ہے اگر یہہ لوگ امام برحق کو مخذول نکرتے اور اوسکی اعانت وتائید کرتے تو حق اپنی مرکز سے کیون سیجا وز ہوتا تو جب امام

معصوم کے زبانی جو مامور باظہار حق تہی انکی اسقدر مدح وثنا ہوئی تو قطعاً معلوم ہوا کہ یہہ
لوگ وہ ہین جو کل صحابہ مین سے ہین اور جو کامل مع الایمان ہین تو ایسی حضرات موصوفین وممدوحین
کی نسبت محال ہی کہ وہ اہل بیت نبوت کی دشمن ہون اور امام حق کو مخذول کرین یا خلافت غصب کئے ہین
یا خود غصب کرین پہر بعد اسکی اگر حضرت شیخین رضی اللہ عنہما انہین داخل ہین جیسا کہ تعریف
وتوصیف ائمہ سے جو خصوصیت کی ساتہہ فرمائی واضح ہوتا ہی کہ کہین انکو امامان عادلان فرمایا اور
کسی جگہہ انکی عظمت اسلام مین بیان فرمائی اور کہی صدیق کے لقب سے مخالفین کے تکذیب فرمائی
اگر وہ انہین داخل ہین تو ہمارا مدعا حاصل ہے اور اگر بفرض محال شیخین ان بارہ ہزار مین داخل نہین
ہین تاہم ہمارا مطلب حاصل ہے کیونکہ بے شبہہ یہہ جماعت بہی انکی معاونین مین سے ہی اور جبکہ
انکا یہہ جماعت ممدوحہ کرتی وہ بہی لامحالہ ممدوح ہونگی تو جو ایسی محامد کے ساتہہ موصوف ہون انکی
نسبت بروی عقل سلیم خیال کر لینا چاہیے کہ انکو اہلبیت نبوت کے ساتہہ ولا وتمسک کسقدر
ہوگا اور اہلبیت کو انکی ساتہہ نظر عنایت ومحبت کسدرجہ ہوگی ثالثاً جبکہ حضرت فاروق نے
غزوہ روم مین خود بنفس نفیس جانے کا قصد کیا اور آپ سے مشورہ کیا تو آپنے یہہ مشورہ دیا جو ٩٧
نہج البلاغہ مین موجود ہی - ومن کلام لہ وقد شاورہ عمر بن الخطاب فی الخروج
الی غزو الروم وقد توکل اللہ لاہل ہذا الدین باعزاز الحوزة وستر العورة والذی
نصرہم وہم قلیل لا ینتصرون ومنعہم وہم قلیل لا یمتنعون حی لا یموت انک
متی تسر الی ہذا العدو بنفسک فتلقہم فتنکب لا یکن للمسلمین کانفة دون
اقصی بلادہم ولیس بعدک مرجع یرجعون الیہ فابعث الیہم رجلاً مجرباً واحفز
معہ اہل البلاء والنصیحة فان اظہر اللہ فذاک ما تحب وان تکن الاخری
کنت ردأ للناس ومثابة للمسلمین - انتہی اب اس مشورے کے الفاظ مین غور
کرنا چاہیے اور اس سے اندازہ کر لینا چاہیے کہ باہم کسدرجہ اتحاد ونصح تہا اور جناب امیر جناب
فاروق کو کانفة المسلمین وردأ للناس ومثابة للمسلمین سمجہتے تہی اور آپ یہہ بہی خیال

کرتے تھے کہ اگر حضرت فاروق شہید ہوگئے تو بعد آپکے فوج اسلام کا کوئی مرجع و ملجا نہوگا
اسیطرح جب حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے خود بنفس نفیس فارس پر فوج کشی کا قصد کیا اور جناب امیر سے
مشورہ فرمایا تو جناب امیر نے اوسکے جواب مین جو کچھہ فرمایا نہج البلاغہ سے نقل کرتا ہون
ومن کلام له ؑ وقد استشاره عمر بن الخطاب فی الشخوص لقتال الفرس[له]
بنفسه ان هذا الامر لم یکن نصره ولا خذلانه بکثرة ولا بقلة وهو دین
الله الذی اظهره وجنده الذی اعده وامده حتی بلغ ما بلغ وطلع حیث طلع
ونحن علی موعود من الله والله منجز وعده وناصر جنده ومکان القیم بالامر
مکان النظام من الخرز یجمعه ویضمه فان انقطع النظام تفرق وذهب ثم لم یجتمع
بحذافیره ابدا والعرب الیوم وان کانوا قلیلا فهم کثیرون بالاسلام عزیزون
بالاجتماع فکن قطبا واستدر الرحی بالعرب واصلهم دونک نار الحرب
فانک ان شخصت من هذه الارض انتقضت علیک العرب من اطرافها
واقطارها حتی یکون ما تدع وراءک من العورات اهم الیک مما بین یدیک
ان الاعاجم ان ینظروا الیک غدا یقولوا هذا اصل العرب فاذا اقتطعتموه
استرحتم فیکون ذلک اشد لکلبهم علیک وطمعهم فیک فاما ما ذکرت
من مسیر القوم الی قتال المسلمین فان الله سبحانه هو اکره لمسیرهم منک وهو
اقدر علی تغییر ما یکره واما ما ذکرت من عددهم فانا لم نکن نقاتل فیما مضی بالکثرة

[له] ترجمہ آپکے کلام کے جبکہ عمر بن خطاب نے اہل فارس کے لڑائی کو داسطے خود جانے کا مشورہ کیا اس دین کی فتح و شکست کچھہ کثرت
و قلت پر نہین ہی اور یہ اللہ کا دین ہی جسکو غالب کیا اور اوسکا لشکر ہی جسکو بڑھایا یہانتک کہ جہان پہنچنا تھا پہنچا اور جسجگہ سے ظاہر ہونا تھا
ظاہر ہوا اور ہم اللہ کی وعدہ پر ہین اور اللہ تعالی اپنے وعدہ کا پورا کرنیوالا اور اپنے لشکر کا مددگار ہی اور امام بمنزلہ دہاگہ کی ہوتا ہی لڑی مین کہ اونکو
اکٹھا کرتا ہی اور ملاتا ہی اور اگر لڑی ٹوٹ جاتی ہی تو موتی پراگندہ ہوجاتی ہین اور جاتی رہتی ہین پہر سب کبھی فراہم نہین ہوتے
اور عرب اسوقت اگرچہ تعداد مین قلیل ہین لیکن اسلام کیوجہ سے کثیر ہین اور اپنی اتفاق کی سبب سے عزت و شوکت والے ہین تو تو کلی بنکر بیٹھے
چکی چلا اور اپنی آڑ مین لڑائی کی آگ بھڑکا کیونکہ اگر تو خود اس زمین سے گیا تو تجھپر عرب ہر طرف سے ٹوٹ پڑینگے یہانتک کہ تو جو کچھہ پیچھے
حفاظت کے قابل چھوڑیگا وہ زیادہ مہتم بالشان ہو جائیگا اوس سے کہ جو تیرے سامنے ہی اور عجمی اگر کل تجھکو دیکھینگے تو کہینگے یہ اصل عرب

وانما کنا نقاتل بالنصر والمعونة — انتہی جناب امیر کے اس کلام سے جسقدر خوبیان اہلسنت کے لیے حاصل ہوئی ہین اور جسقدر دلائل ثبوت حقیت خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم کے لیے پیدا ہوئی اونکی بیان تفصیلی کے لیے تو ایک دفتر چاہیے یہہ رسالہ اوسکی گنجایش نہین رکھتا ہے لیکن اسقدر گذارش کرتا ہے کہ اس کلام سے اندازہ کر لینا چاہیے کہ فیما بین جناب امیر و جناب فاروق کس درجہ اتحاد و ربط و ضبط تہا اور یہہ بہی سمجہنا چاہیے کہ جناب امیر نے اوسوقت کے اسلام کو بزعم شیعہ خواہ وہ ارتداد تہا یا طغیان اور خواہ نفاق تہا یا عصیان وہ دین فرماتے ہین کہ جسکی غلبہ کا تمام ادیان پر خداوند کریم نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا تہا اور غایت ارسال تہی هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ارشاد ہوا تہا اور اوس دین کو اوس دین سے تعبیر فرماتے ہین جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین تہا اور اوس دین کو جسپر خلفاء تہے اور جسکی تائید و تقویت کرتے تہے جناب امیر نے خدا کا دین قرار دیا اور جناب امیر نے اوسوقت کے اہل اسلام کو خواہ معاذ اللہ مرتد ہین یا کافر اور خواہ ناکثین و مارقین اور غاصبین و ناصبین عداوت اہل بیت تہے یا فی حزب اللہ اور جند اللہ خدا کا لشکر فرمایا اور فرمایا کہ ہم خداوند تعالی کے وعدہ کے منتظر ہین یعنی اوسکا وعدہ یہہ ہی ہے جو کہ خداوند تعالے نے ہم سے وعدہ فرمایا اور وہ وعدہ تمام یہہ ہے جسکی شرح اوس نے چند جگہ تشریح کی ہے وعد الله[1] الذين امنوا منكم وعملوا الصلحت ليستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذي ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا يعبدونني لا يشركون بي شيئا ومن كفر بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون اور جناب امیر نے فرمایا کہ خداوند تعالی اپنے وعدہ کو جو ہم سے کیا ہے

---

[1] وعدہ کیا اللہ نے جو لوگ تم مین سے ایمان لائے اور کیے نیک کام البتہ پیچہے حاکم کریگا اونکو زمین مین جیسا حاکم کیا تہا اون سے اگلون کو اور جما دیگا اونکے لیے اونکا دین جو پسند کر دیا اونکے واسطے اور دیگا اونکو اونکے ڈر کے بدلے مین امن میری بندگی کرینگے شریک نہ کرینگے میرا کسی کو اور جو ناشکری کریگا اس پیچہے سو وہی لوگ ہین نافرمان —۱۲—

ضرور پورا فرمائیگا اور اپنی لشکر کو جو یہہ موجود ہی بے شک مظفر و منصور کریگا چنانچہ جسطرح جناب
امیر نے فرمایا تہا اوسکی مطابق واقع ہوا خداوند تعالے نے دین اسلام کو اپنی خلفاء کے ہاتہون
تمام ادیان پر غالب کیا اور تمام ادیان مغلوب ہوئی اور اپنا وعدہ پورا کر دیا اور بواسطہ خلفاء کے
دین مرتضی کو تمکین دی اور اہل اسلام کے خوفناک حالت کو امن سے بدل دیا دو سلطنتین عظیم الشان
کسریٰ و قیصر کے جو پہلو مین تہی جنکا سخت خوف تہا اور ہر وقت کہٹکا رہتا تہا پامال
ہوگیی اور اہل اسلام کے قبض و تصرف مین آئی اسلام کے نور نے شرق و غرب مین اطراف و اکناف
عالم کو منور کر دیا اور ظلمت کفر دور ہوگیی پس یہہ سب کچہہ اگر خلافت ہائی راشدہ کا ثمرہ
نہین ہے تو کیا ہی اوسکی بعد جناب امیر نے خلیفہ فاروق کو قیم بالامر فرمایا اور فرمایا کہ اگر تم شہید
ہوگیی تو یہہ اجتماع ہرگز نہو سکیگا اوسکی بعد فرمایا کہ ہم زمانہ گذشتہ یعنے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ مین کثرت فوج و سپاہ پر نہین لڑائی تہی بلکہ خداوند تعالی کی امداد و اعانت پر
کفار سی لڑائی تہی اور اب بہی چونکہ وہی حالت ہی وہی اسلام کے سپاہ ہی جسکی خداوند
تعالے نے ملائکہ سی امداد فرمائی ہی اور وہی کفر و اسلام کا مقابلہ ہی - وہی اعلاء کلمۃ اللہ اور جہاد
مقصود ہی - تو پہر اب کیون خدا تعالے کی نصرت کے بہروسہ پر قتال کیا جاوی پس جو
کچہہ حضرت امیر نے اسجگہ فرمایا عاقل منصف اوسمین غور فرمائی کہ حضرت نے خلفاء کے
اور اونکی خلافت کے کسقدر تعریف و توصیف بیان فرمائی اور کس قدر اونکی حقانیت کو
بدلائل ثابت فرمایا اور طرفہ یہہ ہے کہ اوسکی ناقل بہی حضرت شریف رضی جیسی غالی
شیعی ہین - ہمکو اسجگہ خوف اطناب و تطویل ہی ورنہ ہم انکی تصدیق کے لیی تمام و کمال عبارت
کمال الدین بحرانی کی شرح سے جو اسکی متعلق ہے نقل کرتے اب بہی جنکو تفصیل کا شوق
ہو وہ علامہ بحرانی کی شرح کبیر کو مطالعہ فرماوین - رابعاً نہج البلاغۃ کی اوس خط
کی شرح مین جسکا عنوان یہہ ہی ومن کتاب لہ الی معویۃ فاراد قومنا قتل
نبینا الخ علامہ ابن میثم بحرانی نے خط کی وہ عبارت نقل کی ہے مین جو آپکی شریف صاحب

نہج البلاغہ میں حذف فرمائی - وہی ہذہ وذکرت ان اجتبی لہ من المسلمین اعوانا
ایدھم بہ فکانوا فی منازلہم عندہ علی قدر فضائلہم فی الاسلام وکان
افضلہم فی الاسلام کما زعمت وانصحہم للہ ولرسولہ الخلیفۃ الصدیق وخلیفۃ
الخلیفۃ الفاروق ولعمری ان مکانہما فی الاسلام لعظیم وان المصاب
بہما لجرح فی الاسلام شدید یرحمہما اللہ وجزاہما باحسن ما عملا - انتہی منفصف
بسبب جناب امیر کی اس کلام کو تامل دیکھی اور سوچی کہ جناب نے شیخین کے فضائل ومناقب
کس درجہ تاکید شدید کے ساتھہ قسم کہا کر بیان فرمائی اور فرمایا کہ مجکو اپنی عمر وزندگانی کی قسم
تحقیق شیخین کا مرتبہ اسلام میں البتہ عظمت والا ہی اب اس جملہ کو دیکھنا چاہیی کہ
حضرت رضی اللہ عنہ نے مزید تاکید کے غرض سے تمام اقسام تاکید کی اس جملہ مین ختم
فرمادیئی اور اس جملہ کو قسم کے ساتھہ اور جملہ اسمیہ کی ساتھہ اور اِن کے ساتھہ اور لام کے ساتھہ
موکد کیا تاکہ منکرین کو گنجایش انکار کی کسی راہ سے باقی نرہی جمیع جہات سے انکار کا رستہ
مسدود ہو جاے اور فرمایا کہ اونکا انتقال اسلام مین سخت زخم ہی خدا اون دونو پر رحم
فرماوی اور اونکی نیک کاموکی اونکو جزاء عمدہ فرماوی خیال کرنا چاہیی کہ جناب امیر شیخین کے
انتقال کو اسلام مین سخت زخم فرماتے ہین پس اگر معاذاللہ شیخین موصوف اون اوصاف
کی ساتھہ ہون جو حضرات شیعہ فرماتے ہین اور مصدر اون اعمال کے ہون جنکی حضرات شیعہ مدعی
ہین تو جناب امیر کا یہہ ارشاد سراسر کذب ہوگا اور اونکا انتقال ہرگز اسلام مین زخم نسمجھا جائیگا
بلکہ اونکا وجود اسلام مین زخم ٹہریگا - لیکن جناب امیر کے ارشاد کا کذب ہونا تو محال ہی
تو ثابت ہوا کہ جو کچھہ حضرات شیعہ فرماتے ہین وہ ثقلین کے مخالف ہی اور ضلالت اور
جو کچھہ اہلسنت کہتے ہین وہی حق اور موافق تقلین کے ہے خامساً جناب امیر رضی نے اپنی
صاحبزادی ام کلثوم (جو حضرت فاطمہ رضی کے بطن مبارک سے تہین) کا نکاح حضرت
عمر رضی کے ساتھہ کردیا جو کمال اتحاد ومحبت کی واضح دلیل ہے اگر حضرت فاروق مین

بحیثیت دین ذرا بھی کوتاہی ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ جناب امیر سے جبراً و ظلماً جلیسا کہ شیعہ کا
زعم ہے اس کام کو کرا سکتے اس عقد نکاح کی نسبت جو کچھ ہماری مجیب نے تحریر فرمایا ہے
اوسکا جواب مفصل ہم آئندہ انشاء اللہ تعالے اوسی موقع پر بیان کرینگے سادساً حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخین کو بمنزلہ سمع و بصر کے فرمایا ہے صاحب آیات بینات لکھہ فرماتے
ہیں شیخ ابن بابویہ قمی نے کتاب معانی الاخبار میں امام موسی رضا سے روایت کی ہے
عن الحسن بن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ابا بکر منی بمنزلة
السمع وان عمر منی بمنزلة البصر وان عثمان منی بمنزلة الفؤاد اور تفسیر امام حسن عسکری سے نقل
کرتے ہیں کہ بعض اصحاب رسول کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب نے فرمایا اسمع
والبصر والراس من الجسد وبمنزلة الروح من البدن انتہی یعنی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ان کلمات سے آیات ستہ کے مصداق شیخین ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے نزدیک کیا رتبہ تھا اوسی سے قیاس کر لینا چاہیے کہ خدا تعالے کی جناب میں
اونکی کیا مقبولیت ہوگی تو جب انکا یہ رتبہ ہے تو ان سب کو انکا ساتھ کس قدر حسن ہوگا اور
اونکو اہلبیت کے ساتھ کیسی الفت ہوگی اور ان کی بہت سی روایتیں نقل ہوئیں جو ہماری مصنف نے دوسرے
کی خدمت میں انکے وصی اور صحابہ نقل ہوئیں ہم نے انکا بیان غرض ان امور کی ہم نے بار بار اشارہ کیا ہے ساتھ خاتم
المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے ازالۃ الغین وغیرہ سے نقل کیا ہے
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ سبعین اسیرا یوم بدر وفیہم العباس وعقیل
بن عمہ فاستشار ابا بکر فیہم فقال قومک واہلک استبقہم لعل اللہ یتوب علیہم
وخذ منہم فدیة تقوی بہا اصحابک وقال عمر کذبوک واخرجوک فقدمہم
واضرب اعناقہم فان ہؤلاء ائمة الکفر وان اللہ اغناک عن الفداء مکن علیا من عقیل
وحمزة من العباس ومکنی من فلان نسیب لی فلنضرب اعناقہم فقال رسول اللہ
یلین قلوب رجال حتی تکون الین من اللبن ویشدد قلوب رجال حتی تکون اشد

من الحجارة مثلك یا ابابکر مثل ابراھیم اذ قال فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی
فانک غفور رحیم ومثلک یا عمر مثل نوح اذ قال رب لا تذر علی الارض من
الکافرین دیارا انک ان تذرھم یضلوا عبادک ولا یلدوا الا فاجرا کفارا ثم
قال ان شئتم قتلتم وان شئتم فادیتم ویستشہد منکم بعدتہم قالوا بل ناخذ
الفداء فاستشہد بعدتہم باحد کما قال صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے اس ارشاد سے دیکھا چاہیے کہ شیخین کا مرتبہ کسقدر عظیم وجلیل ثابت ہوتا ہے جب شہادت
سید الانبیاء والرسل علو مرتبہ شیخین کا یہانتک پہونچے کہ اپنی ذاتی اوصاف مین اولو العزم
رسل کے ساتھہ تشبہ حاصل ہوا تو پھر اسکی بعد کونسی فضیلت باقی رہگئی اور جب شیخین کے اوصاف
وکمالات وملکات نفسانی اسقدر رفیع المنزلت ہوئی اور اونکا اسلام مین یہہ رتبہ ہوا
تو اس سے قیاس کرلینا چاہیے کہ اونکو اہلبیت نبوت کی ساتھہ کیا تعلق ہوگا اور اہلبیت کو اونکی
کی ساتھہ کیسا ارتباط ہوگا اور کوئی عاقل باور کرسکتا ہے کہ جنکی کمالات کمالات نبوت کی ساتھہ
مشابہہ ہون وہ منافق وفاجر ہون یا وہ غاصب خلافت ہون یا وہ اہلبیت کے
توھین وتذلیل کرین اگر وہ فے الواقع ایسی ہون تو معاذ اللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
ارشاد خلاف واقع ہوگا اور آپکے ارشاد کا خلاف واقع ہونا محال ہے تو ان حضرات کا
بھی منافق وغاصب ہونا محال ہوا قطع نظر اس ارشاد سے کہ جسمین شیخین کی تشبیہ انبیا کا تمغہ
عطا فرمایا مطلق شوری فرمانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شیخین سے اساری بدر کے باب مین
اس امر پر واضح دلیل ہے کہ حضرات خلفا کو جناب رسالت مین کمال قرب حاصل تھا اور
بمنزلہ وزیرین کی تھی کہ آپ حسب ارشاد وشاورھم فی الامر مہمات امور مین انسی شوری لیتی تھی پس
جن حضرات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ قرب منزلت حاصل ہوا اونکو بدی
کی ساتھہ یاد کرنا اور دشمن اہلبیت نبوت اعتقاد کرنا کسقدر اسلامی طریقہ سے بعید ہے
نعوذ باللہ من ذالک تامنا تفسیر مجمع البیان مین سورہ واللیل کے تفسیر مین

تحت قولہ تعالے وسیجنبہا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی لکہا ہی
وعن ابن الزبیر ان الآیۃ نزلت فی ابی بکر لانہ اشتری الممالیک الذین
اسلموا مثل بلال وعامر بن فہیرہ وغیرہما فاعتقہم والاولی ان یکون
الآیات محمولۃ علی عمومہا فی کل من یعطی حق اللہ من مالہ وکل من یمنع
حقہ سبحانہ تاسعاً آیات بینات مین مجمع البیان سے نقل کیاہے قال اللہ تبارک
وتعالے والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ہم المتقون قیل الذی
جاء بالصدق رسول اللہ وصدق بہ ابوبکر عن ابی العالیۃ والکلبی عاشراً جب حضرت ام المومنین عائشہ
رضی اللہ عنہا کے برأت نازل ہولی اور منجملہ ان لوگون کی جنہون نے افک کے بابمین کلام کی تہی
مسطح بن اثاثہ تہی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسکی پاداش مین اوس نفقہ کو جو مسطح پر کیا کرتے
تہی بند کردیا تو اوسپر حق تعالے نے یہہ آیت نازل فرمائی ولا یاتل اولوا الفضل
منکم والسعۃ ان یؤتوا اولی القربی والمساکین والمہاجرین فی سبیل اللہ و
لیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم اس آیت شریفہ
مین حق تعالے شانہ نے ابوبکر صدیق کو اولوالفضل ہونے سے تشریف بخشی اور خلعت فضیلت
عطا فرمایا منتہی ہی جیدوجہہ حضرت صدوق کا جو ان ہر سہ آیات کے جواب مین ہے
قابل مطالعہ اہل فہم ودانش ہے ہمکو تطویل مانع ہے ورنہ اونکی رسالۂ امامت سی وہ جواب
نقل کرتے اور اہل فہم وانصاف کے روبرو پیش کرتے اور اگر یہہ سلسلہ جاری رہا۔ تو
انشاء اللہ تعالے عرض کرینگی غرض بحول اللہ وقوتہ شہادات کتاب اللہ
سی اور ارشادات رسول اللہ ﷺ سے اور افادات ائمہ سے مثل روز روشن واضح ہوا
کہ جناب شیخین رضی اللہ عنہما خدا اور رسول خدا کی نزدیک مقرب اور صاحب مراتب رفیعہ
اور مدارج عالیہ تہی اور اہلبیت کی ساتہہ باہم محبت وتصح رکہتی تہی چنانچہ حسب نقل
مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ آپکو مولانا باقر مجلسی بحار مین فرماتے ہین

رجناب امیر نے بارہا قسم شرعی کہا کر دیا کہ میری انمین کوئی عداوت و غبار و ملال شیخین کے نسبت نہین ہے تو جسقدر انکی مناقب و فضائل زبانی ائمہ و اہلبیت انکے منقول ہین و نفس الامری اور مطابق واقع کے ہین ہرگز انکو تاویل نہین ہو سکتی اور یہہ بھی ثابت ہوا کہ جو کچہہ قبایح و ذمائم سے حضرات شیعہ انکی امہات الکتب کو ملوث کرتے ہین وہ سب خدا و رسول اور ائمہ کے نزدیک اور دین اسلام سے خارج ہے پس جب خلفا رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب و علو مرتبہ بشہادت الرسول و محبت و الفت باہم اہلبیت سے ساتھہ ثابت ہو چکی جو بظاہر اثبات خلافت کے لیے تمہید و در حقیقت ثبوت خلافت کے لیے برہان موثق اور مزید تقویت و تائید تہی تو اب ہم ثبوت حقیت خلافت خلفا کے دلائل عقلیہ و نقلیہ کتاب و سنت و اقوال ائمہ سے مختصرا بیان کرتے ہین لیکن چونکہ ہماری فاضل مجیب کے نزدیک انکی عقل سب پر قاضی و حاکم ہے اسلیے ہم اول دلیل عقلی ہی ذکر کرتے ہین جس سے مثل یہی اول کے ثبوت حقیت خلافت ہو جاوے پس واضح ہو کہ امامت مثل نبوت کے اصول دین مین سے ہے اور تالی نبوت ہے جن اوصاف خاصہ اور خواص جمیع کے ساتھ نبوت مخصوص و متصف ہے انہین اوصاف و خواص کی ساتھہ امامت بھی متصف ہے یہی وجہ ہے کہ عصمت و افضلیت وغیرہ جو شرط نبوت ہین تو شرط امامت بھی ہے چنانچہ عموما تمام امامیہ کو اسپر اتفاق ہے اور خصوصا ہماری فاضل مجیب نے شروع جواب مین اسکا اعتراف فرمایا ہے و فرمایا ہے (اور ان ہر سہ شرائط کی دلائل کے نسبت اگرچہ اسقدر ہی کہہ دینا کافی تہی کہ جب امامت تالی مرتبہ نبوت ہے اور نیابت نبی سے مراد ہے پس جو دلائل عصمت انبیا پر دال ہین وہی بعینہ بے کچہہ تغیر کے عصمت ائمہ پر دال ہونگی) اور نیز اسیواسطے امام و نبی مین کچہہ فرق نہین تمام احکام مین متحد ہین اگر فرق ہے تو صرف اسم نبوت اور نزول وحی مین فرق ہے چنانچہ آپکی شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین مین بتقریب ذکر

دوسری دلیل بر حقیت خلافت خلفا از روئے عقل

محمد بن علی بن الحسین بن موسی بن بابویہ القمی ورق نمبر ۱۶۲ پر فرماتے ہیں زیر اکرامہم
قائم مقام نبی است در جمیع امور مگر در اسم نبوت و نزول وحی - امر یہ ہے بدلالت مطابقی
ثابت ہے کہ امام نبی کے تمام اوصاف میں شریک ہے سوائے اسم نبوت اور نزول وحی کے
[illegible] جیسا نبی [illegible] ایسا ہی امام کے ساتھ [illegible] بھی [illegible]
[illegible] نبوت [illegible]
[illegible] خدا تعالیٰ کی اور [illegible]
[illegible] فرماتے کہ [illegible]
[illegible] اولوا اجتماع [illegible]
[illegible]
[illegible] تو تیری دوست [illegible]
[illegible] اور ریاست کے ساتھ [illegible]
[illegible] اوصاف [illegible] جیسا [illegible]
[illegible] اور [illegible] خواب ہوتا ہے جیسا نبی کے
[illegible] جیسا نبی [illegible] سے یکسان [illegible]
[illegible] معجزہ بمجبت [illegible]
[illegible] جیسا نبی محتم زمین ہوتا امام بھی [illegible]
[illegible] علی ہذا القیاس [illegible] اوصاف [illegible] میں کہ جن میں نبی [illegible]
[illegible] اوصاف [illegible] ریاست عامہ دینوی و دنیاوی [illegible]
[illegible] کوئی [illegible] نہیں [illegible] اطلاق
اسم نبوت سے [illegible] ایک نظر امر [illegible] اصطلاح ہے ورنہ لغۃً [illegible]
[illegible] عام ہے جس کا اطلاق لسان شرع میں انبیاء پر بھی کیا گیا ہے

اور دوسری نزول وحی کا جو حسب دعا حضرت شہید ثالث انبیار کے ساتھ مختص ہی ائمہ مین نہین پایا جاتا ہی لیکن حضرت شہید ثالث کا یہہ زعم باطل ہی کیونکہ ائمہ کو خصوصًا جناب امیر کو آخر محدث تو فرماتی ہی ہین اور محدث حسب تفسیر محمد بن یعقوب الکلینی اسیکا نام ہے کہ نزول فرشتہ کا ہو اور اوسکی آواز سنی لیکن اوسکی جثہ کو نہ دیکھی پس اگر اسکا نام وحی نہین ہے تو یہہ بھی راجع اسی الاصطلاح ہے اور نزاع لفظی ہے غرض ہر کیف یہہ دو وصف ایسی ہین کہ جنمین انبیار سوائی ائمہ کے منفرد ہین - اور حسب اتحاد و اشتراک فی الاوصاف ثابت ہوا تو ہم کہتی ہین کہ منجملہ اوصاف نبی کے ایک یہہ بھی وصف ہی کہ انبیا کی ساتھہ عادت اللہ جاری ہے کہ نبی کے مقابلہ مین متنبی نبوت کا جھوٹا دعوی کرنیوالا ہرگز اپنی دعوی مین کامیاب نہین ہو سکتا ہی بمقابلہ معجزات نبوی کے اوسکی سب استدراجات منقلب اور منعکس ہو جاتے ہین نبوت کا جھوٹا دعوی کرنیوالا ہمیشہ انجام کار مخذول اور مقہور ہوتا ہی اور ہرگز فروغ نہین پا سکتا حضرت آدم علیہ السلام سے آجتک کوئی نظیر ایسی نہین ملیگی کہ کسی شخص نے بمقابلہ کسی نبی کے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا ہو اور وہ اپنی دعوی مین کامیاب ہوا ہو مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی اور سجاح وغیرہ کے قصص و حکایات تاریخ کے واقفون پر مخفی نہین اور کیونکر ممکن ہے کہ خداوند تعالے بمقابلہ اپنی نبی رسل کے جھوٹھی مدعی کو غالب اور کامیاب کری اگر ایسا ہو تو محض تلبیس ہی خداوند تعالے شانہ سورہ مومن مین ارشاد فرماتا ہی وَاِنْ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ۝ جسکا حاصل یہہ ہی کہ خداوند تعالے جھوٹی مسرف کے رہنمائی ببینات و معجزات کی طرف نہین کرتا کہ نبوت کا جھوٹا دعوی کر کے کامیاب ہو جاوی تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسی کا

[1] اور اگر وہ جھوٹا ہوگا تو پڑیگا اوسپر اوسکا جھوٹ اور اگر وہ سچا ہوگا تو تمپر پڑیگی کوئی وعدہ جو وہ کرتا ہے بیشک اللہ نہین دکھاتا اوسکو جو ہو حد سی گذر نے والا جھوٹا - ۱۲

دعوی کذب نہین ہوسکتا کیونکہ اگر یہہ دعوی کذب ہوتا تو یہہ معجزات اسکی لیے اور بینات
ظاہر نہوتے اور خدا تعالے ان پر قدرت ندیتا - صاحب تفسیر صافی اسکی تفسیر مین لکہتے ہین
(ل۵) قیل احتجاج ثالث ذو وجہین احدہما انہ لو کان مسرفا کذابا لما ہداہ
اللہ الی البینات ولما عضدہ بتلک المعجزات اور جب نبوت اس صفت کے ساتہہ
متصف ہی اور نبی کے ساتہہ عادت اللہ جاری ہے کہ متنبی ہمیشہ مخذول ہوتا ہی تو چونکہ
امامت بہی جمیع اوصاف عمدہ مین نبوت کے ساتہہ متحد ہی اور مقاصد مین اوسکی مشارک ہی
تو امامت بہی لامحالہ اس صفت کے ساتہہ متصف ہوگی اور امام کے ساتہہ ہی یہہ ہی عادت
اللہ جاری ہوگی کہ اگر کوئی شخص نیابت رسول اور امامت کا جہوٹا دعوی کری وہ ہرگز اپنی
دعوی مین کامیاب نہوگا اور مخذول و مقہور ہوگا اگر ایسا نہو تو قطع نظر اون مفاسد بیشمار
اور قبائح غیر متناہی کے جو اس تلبیس سے لازم آتی ہین اشتراک فی الاوصاف اور اتحاد
فی الخواص جو نبوت کے ساتہہ ہی وہ فوت ہو جاویگا تو ضرور ہوا کہ امامت کیلیے بہی یہہ
وصف لازم ہو اور امام مین بہی یہہ خاصہ پایا جاوی بعد اسکی ہم جناب رسالتماب صلوات اللہ
علیہ وسلامہ کے خلفا مین بموجب اس قاعدہ کے تامل کی نظر سی دیکہتی ہین بعد اس امر کے کہ ہم
فرضا حسب زعوم شیعہ تسلیم کرتیہین کہ بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلافصل امام برحق
اور خلیفہ راشد جناب امیر تہی تو بداہتہ یہہ بات پیدا ہوتی ہے کہ حسب قاعدہ اگر جناب امیر
بلافصل نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور امام برحق اور خلیفہ راشد ہون تو جو لوگ بالمقابل کذبا
وعدوانا مدعی خلافت ہوئے وہ مخذول و مطرود ہون اور اونکی خلافت ہرگز مسلم نرہی
بلکہ اونکا انجام خواری و خرابی و تباہی و بربادی ہو لیکن جب ہم واقعات مین نظر کرتے
ہین تو معاملہ بالعکس پاتی ہین اور قصہ منقلب دیکہتی ہین اور وہ یہہ کہ بعد وفات جناب سرور

ل۵ کہتی ہین کہ یہہ تیسرا استدلال ذو وجہین ہی ایک تو یہہ کہ اگر موسی مسرف کذاب ہوتا تو اللہ تعالے اوسکو بینات کیطرف
ہدایت نکرتا اور ان معجزات سی اوسکو تقویت ندیتا - ۱۲ -

کامیابیات علیہ وعلی آلہ افضل التحیات والتسلیمات جناب امیر کے سامنے اور انکی موجودگی میں تین شخص
یکے بعد دیگرے مدعی خلافت ہوئے اور امامت کا دعویٰ کیا اول ان میں سے ابوبکر صدیق
ہیں دوسرے عمر بن الخطاب تیسرے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم پس دو حال
سے خالی نہیں کہ یا یہ تینوں حضرات اپنے دعوے میں کاذب تھے یا صادق اگر کاذب
تھے تو واجب تھا کہ وہ اپنے دعوے میں کامیاب نہ ہوتے بلکہ مخذول ہوتے لیکن ہم مثل
روز روشن دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے دعوی امامت میں ایسے کامیاب ہوئے کہ انکا نام حق سے بھی
فوق السما پہنچ گیا اور انہوں نے اپنے امر دعوی کی تصدیق آنحضرت کے عنایت ترقی
کرکے اسی طرح دکھا دی کہ اپنی دعوی کو بیّنہ و برہان کر دیا اور خداوند تعالیٰ نے انکو وہ
قدرت دی کہ دینوی اور دنیاوی ترقیات تامہ میں اپنے رسول صلعم کا جانشین ہوئے تفصیل اسکی
یہ ہے کہ اسلام کے دو طریقے ہیں دو ترقیات ہیں ایک جہت دینی ترقیات اور دوسری جہت دنیاویہ
ترقیات ترقیات جہت دینی میں تو اسکی صورت یہ ہے کہ شریعت کا شیوع و رواج ہو حدود
و قصاص جاری ہوں مساجد آباد ہوں مجتہدوں کا درس ہو کفر و کفار نگونسار ہوں اور
کلمۃ اللہ ہی العلیا کا صادق دکھی شعائر اسلام کا زور و شور ہو اور علی ہذا القیاس اور ترقیات
جہت دنیاویہ کی یہ صورت ہے کہ ممالک اور دولت کے مالک مسلمان ہی ہوں اکثر ممالک دنیا کے
فرمانروا اہل اسلام ہوں سلاطین پادشاہ اسلام کے ہی ہوں حکومت و ریاست اور تمام حکام
و دیگر ایات اہل اسلام ہوں کثرت و قوت بعزت ہیں اہل حرب وغیرہ ذرا سب ہم اسی
حالت کو دیکھتے ہیں جو زمانہ خلافت ثلاثہ میں ہوئی تو غور سے دیکھتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے
کہ اسلام کے دونوں حالتوں کی ترقی زمانہ خلفاء ثلثہ میں اوج کمال پر پہنچ گئی تھی پھر جب
ہم دعوی خلافت کی ساتھ وجوہ خلافت میں غور کرتے ہیں تو تین طرح سے پاتے ہیں
اول تو یہ کہ خداوند تعالیٰ نے ان خلفاء کے ہاتھوں سے گویا تمام عالم میں شعائر اسلام کو
پھیلایا اور دین اسلام کو انکے ذریعہ سے تمام ادیان پر غالب کیا کثرت جہاد سے

کفر و کفار انکو نثار ہو کر کلمۃ اللہ ہی العلیا کا صدق ان ہی خلافتوں کا ثمرہ اور ان ہی کے
سعی کا نتیجہ ہی غرض جو اصلی غرض ارسال رسل اور نصب خلفا رسی تھی کہ دین اسلام کو
شیوع و رواج ہو وہ بخوبی خلفا ثلثہ کی خلافتوں سے حاصل ہوا۔ اور خداوند تعالے نے
انکو ان مہمات کے تمکین عطا فرمائی اگر یہہ حضرات اپنی دعوی خلافت مین کاذب
ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ وہ بمقابلہ خلیفہ و امام برحق کے اپنی دعوی مین کامیاب ہوتے
اور حق تعالے انکو مقاصد خلافت کے حصول پر تمکین دیتا۔ دوسری یہہ کہ اسلام
کی شق دنیاوی کے ترقی ہی خلفا کے ذریعہ کمال کو پہونچ گئی اور خزائن کسری
و قیصر جنکا وعدہ حصول جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے کھودنے
کی وقت فرحت و انبساط کے ساتھہ فرمایا تھا ان ہی خلافتونکی بدولت اہل اسلام کے
ہاتھہ آئی بلکہ ہر چہار طرف سے اموال ٹوٹ پڑی اور خزائن کے مونہہ کھول گئی اگرچہ صرف
دنیاوی ترقی حقیت کی عموماً دلیل نہین ہو سکتی۔ لیکن چونکہ حصول وعدہ خداوندی
کو متضمن ہی جو رسول کے زبانی ہوا اور نیز بانضمام ترقی دینوی البتہ قطعی ثبوت حقیت
خلافت کی دلیل ہو سکتی ہے۔ تیسرے یہہ کہ انکے زمانہ خلافت مین انکی خلافتون کو
تمام قاصی و دانی نے اما بعزیز او ذلیل سب نے حق تسلیم کر لیا جس سے
ہمارا مدعا یہہ ہی کہ خداوند تعالے نے انکو وہ قدرت و تمکین دی کہ تمام حوزہ اسلام انکی مطیع
و مسخر و منقاد ہو گیا اور یہہ تسخیر و انقیاد اور یہہ بجا آوری دیگر مہمات خلافت آخر تک
یکسان بہ تمکین اللہ تعالی رہی بلکہ الی یوم القیمہ جماعت عامہ اسلام جنکی شان مین نہج البلاغہ
مین ہی وان ید اللہ علی الجماعۃ وایاکم والفرقۃ فان الشاذ من الناس للشیطان
اور سواد اعظم امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جنکی شان مین ہی فالزموا السواد الاعظم سوا

ف ۱ بیشک اللہ کا ہاتھہ جماعت پر ہی اور اپنی آپ کو تفرقہ باہمی سے بچاؤ کیونکہ جدا ہونے والا اون مین سے
شیطان کے واسطے ہے ۱۲۰۔

چندہی متشعین کی حقیت خلافت خلفا ثلثہ کے معتقد اور قائل ہینگی پس اس سے زیادہ
خدا تعالے کیطرفسے اور کیا تمکین وعطا ہی قدرت ہوسکتی ہی تو اس سے مثل آفتاب کے
ظاہر و باہر ہوا کہ یہہ حضرات خلفا اپنی دعوی خلافت مین ایسی صادق تہی کہ اوس سے زیادہ کسی کو
حاصل نہین ہوا اور امام غائب کیلیی دعوی کیا جاتا ہی اور مثل ہیہات اولیہ کی ثابت ہوا
کہ یہہ دعوی جو حضرات شیعہ فرماتے ہین کہ بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
امام بلافصل جناب امیر تہی اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم ظالم اور غاصب خلافت
تہی کہ حق جناب امیر کا بزور غصب کرکے متقمص خلافت ہوگئی کذب اور باطل اور لغو اور
لاطائل ہے کیونکہ اگر بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے امام بلافصل جناب امیر ہوتے
اور خلفا محض جائر و غاصب اور جہوٹے مدعی خلافت بمقابلہ خلیفہ برحق ہوتے تو ہرگز اپنی
دعوی مین کامیاب نہوتے اور وہی سنت اللہ جو مدعیان نبوت مین جاری ہوتی
ہی ان مدعیان خلافت مین بہی جاری ہوتی تو اس سے مثل آفتاب نیمروز ثابت ہوا
کہ حضرات خلفا رضی اللہ عنہم امام برحق اور خلیفہ راشد تہی ۔ اب مجکو یہہ خیال ہوتا ہی
کہ بعض کم فہم اسوجہ سی کہ اونکو مقدمات دلیل کے پوری طور پر ذہن نشین نہوئی شاید یہہ
اعتراض کرین کہ بہت سی ملوک اسلام مثل امیر معویہ رضہ کے ایسی ہین کہ جنکو خداوند تعالی نے
بمقابلہ ائمہ کے کامیاب فرمایا اور اونکو تمکین دی اور صدہا قریٰ و امصار اونکی سعی و کوشش
سے مفتوح ہوئی تو اس دلیل کے اعتبار سے اونکو بہی امام برحق اور خلیفہ راشد کہنا چاہیی
حالانکہ وہ بالیقین باتفاق فریقین خلفا راشدین مین سے نہین ہین ۔ تو اسکا جواب
دونگا یہہ ہی کہ اس دلیل کے مقدمات کا مبنی صرف مذہب خصم پر ہی اگر یہہ اعتراض وارد ہوتا ہی
تو اصول شیعہ پر بہی وارد ہوتا ہی اسکا جواب بہی وہی دیوین ہم کب کہتے ہین کہ موت
وامامت تتشارک فی الاوصاف والخواص ہین ہم کب قائل ہین کہ امام تاثیم مقتدا مثل نبی کے
الخ ۔ اور جب یہہ مقدمات مسلمہ خصم ہین تو جو اونپر ایراد ہو اوسکا جوابدہ خصم ہی نہ ہم

ثانیاً سلمنا لیکن ہم کہتے ہین کہ بعد خلفاء کے ترقیات اسلامی ہر دو جہت دینوی او دینی دونون
مین کامل طور پر کسی کو تمکین نہین ہوئی اور اگر قدرت و تمکین ہوئی ہے تو صرف دنیاوی
ترقی مین جو مقاصد سلطنت سے ہی ہوئی ہے اور دینوی ترقی جو اہم مقاصد خلافت سے ہے
ہرگز حاصل نہین ہوئی اسکو بھی ہم بحول اللہ تعالے وقوتہ آپکی کتب معتبرہ سے ثابت کرسکتے
ہین علامہ کمال الدین ابن میثم بحرانی نہج البلاغۃ کی اپنی شرح کبیر مسمی بمصباح السالکین
مین اوس خطبہ کی شرح مین جسکا عنوان یہہ ہے ومن کلام لہ ع فی بعد عثمان لقد
علمتم انی احق بہا من غیری واللہ لاسلمن ما سلمت امور المسلمین ولم
یکن فیہا جور الا علی خاصۃ الخ فرماتے ہین فان قلت[1] السوال من وجہین
الاول ما وجہ منافستہ فی ہذا الامر الخ الثانی کیف سلوہہنا عند خوف
الفتنۃ ولم یسلم لمعویۃ ولطلحۃ والزبیر مع قیام الفتنۃ فی حربہم قلت الجواب
عن الاول ان الخ وعن الثانی ان الفرق بین الخلفاء الثلثۃ وبین معویۃ فی
اقامۃ حدود اللہ والعمل بمقتضے اوامرہ ونواہیہ ظاہر انتہے ملخصاً۔ ثالثاً
ہم گذارش کرآئے ہین کہ مدعی امامت کی کامیابی کے لیے اپنی دعوی امامت مین جیسی ترقیات
اسلامیہ کے ہر دو شق کے ضرورت ہے اسیطرح یہہ بھی ضرور ہے کہ جماعت عامہ امت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو خلیفہ راشد اعتقاد کرتے ہون اور سواد اعظم امت محمدی نے
اونکو حق تسلیم کرلیا ہو تاکہ اوس جماعت کا اتفاق جسپر ید اللہ ہے اور جنکی نسبت
وما کان اللہ لیجمعہم علی ضلالۃ یفرہم بعجمے فرماتے ہین اوس خلافت کے

---

[1] اگر تو اعتراض کرے سوال دو وجہ سے ہے اول تو یہہ کہ امامت مین آپکی رغبت کی کیا وجہ ہے۔ الخ۔
دوسری یہہ کہ یہان تو وقت خوف فتنہ کے تسلیم کرلیا اور معویہ اور طلحہ و زبیر کے لیے باوجود قیام فتنہ کی تسلیم نکیا
مین کہتا ہون پہلے اعتراض کا جواب یہہ ہے الخ اور دوسرے کا جواب یہہ ہے کہ خلفاء ثلثہ مین اور معویہ مین اللہ کے حدود کے
قائم کرنے مین اور اوسکی امر و نہی کے مقتضا کی موافق عمل کرنے مین فرق ظاہر ہے ۱۲۔

حقیت کی دلیل ہو جاوی پس جسقدر سلاطین اسلام گذری ہین اونکو کسینی خلیفہ راشد نہین
تسلیم کیا نہ اونکو سواد اعظم امام برحق اعتقاد کرتا ہی بلکہ وہ خود بھی مدعی خلافت
نہین ہوئی اور اگر ہوئی تو اوائل امارت مین غلطی سی ہوئی بعد اوسکی آخر اپنی ملوک
اسلامی مین ہونے کا اعتراف کیا ہی تو اوسنی یہہ دلیل منقوض نہین ہوسکتی اب
دلائل نقلیہ مین بھی دلیل ثانی حق سبحانہ وتعالے سورہ نور مین اوسوقت کے مومنین کو
خطاب کرکے ارشاد فرماتا ہی - وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت
لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم
من بعد خوفہم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلک
فاولئک ہم الفاسقون حاصل یہہ ہی کہ خدا تعالے نے اون لوگونکی ساتھہ تم مین سی
جو ایمان لائے ہین اور عمل صالحہ کیے ہین وعدہ فرماتا ہی کہ اونکو بیشک زمین مین خلیفہ بناویگا
جیسا اونسی پہلے لوگونکو خلیفہ بنایا اور البتہ ٹہراویگا اونکی لیے اوس دین کو جو پسندیدہ ہے
اونکی واسطی اور بے شبہہ اونکی خوف کو امن سی بدلدیگا میری پرستش کرینگے اور کسیکو میری ساتھہ
شریک نکرینگی اور اسکی بعد جنہون نے اس نعمت کی ناشکری کی پس وہی فاسق ہین اس آیت
شریفہ سی چند فوائد حاصل ہوئی اول تو یہہ کہ حق تعالے نے بعض مومنین حاضرین عند نزول الآیہ کی
ساتھہ یہہ وعدہ فرمایا من اگر تبعیضیہ ہی تو ظاہر ہی اور اگر بیانیہ ہی تو اولا من بیانیہ ضمیر
مخاطب مجرور پر داخل نہین ہوتا ہے رسائل نحو مین دیکھا ہوگا کہ من تبیینیہ کی علامت صحت وضع
لفظ الذی کی اوسکی جگہہ ہی اور ظاہر ہی کہ اسجگہ لفظ الذی نہین داخل ہوسکتا اور اگر بتکلف
بتاویل بعید اسکو بیانیہ کہا جاوی تاہم مخاطبین کے استخلاف سی بعض کا استخلاف مراد ہی
اور چونکہ اوسکا نفع تمام کو شامل ہوتا ہی پہلی سب پر اطلاق کیا گیا عرف مین شایع ہی جب
کسی قوم مین سلطنت ہوتی ہی تو باوجودیکہ ایک ہی بادشاہ ہوتا ہی لیکن تمام قوم کی
سلطنت کہلاتی ہی کیونکہ اوسکا نفع اون سب کی طرف عاید وراجع ہوتا ہی اور فی الجملہ

خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم ثابت است از آیت سورہ نور

وہ بہی حاکم ہوئی ہین اب آپ کیا دیکہتے نہین ادنی ادنی گوری کیسی حکومت کرتے ہین
اور اپنی حکومت و سلطنت سمجہتے ہین - علاوہ ازین اگر من تبعیضیہ کے آپ ابطال کے درپی ہون
اور تبیین ثابت کرین تو حضرات شیعہ اس آیت سے امام مہدی ع کا استخلاف مراد لیتے ہین
وہ باطل ہوگا جو جواب اوسکی طرف سے دیوین وہی ہماری طرف سے بہی قبول فرماوین و حاضرین
عند نزول الآیت اسلیے خاصۃً مراد ہین کہ اصولیین شیعہ نے تصریح فرمائی ہے کہ جو کلام کہ خطاب
شافہہ کے لیے موضوع ہے وہ حاضرین کے ساتہہ ہی مختص ہوتی ہے آپکی علامہ شہید ثانی معالم
الاصول مین صفحہ ۹۲ پر فرماتے ہین - وما وضع لخطاب المشافہۃ نحو یا ایہا
الناس و یا ایہا الذین امنوا لایعم بصیغتہ من تاخر عن زمن الخطاب و انما یثبت
حکمہ لہم بدلیل اخر وہو قول اصحابنا واکثر اہل الخلاف - اور ظاہر ہے کہ یہہ عبارت
موضوع المشافہہ ہی تو حاضرین کے ساتہہ مخصوص ہوگی - دوسری یہہ کہ خداوند تعالی نے وعدہ فرمایا
کہ تم مین سے بعض کو خلیفہ بناویگی اور اسوجہ سے کہ خداوند تعالے کی وعدہ مین بدا اور خلف محال ہے
لامحالہ یہہ وعدہ واقع ہوگا ورنہ خلف وعدہ لازم آئیگا - جو محال ہے اور جو امر مستلزم محال کو ہو
خود محال ہے اب وقوع استخلاف موعود کی دو احتمال ہین اول یہہ کہ وعدہ استخلاف سے
یہہ مراد ہو کہ ہم نفس بالاستخلاف کرینگے اور جب نفس بالاستخلاف فرماوی تو وعدہ پورا ہوگیا
دوسری یہہ کہ موعود یہہ ہے کہ ہم خلیفہ بناوینگے اور نفس استخلاف واقع کرینگے لیکن
احتمال اول بوجوہ باطل ہے اولاً معنی استخلاف ایقاع فعل خلافت ہے اور بدیہی ہے
کہ امر بالشی عین شی نہین اور نفس بالاستخلاف عین استخلاف نہین تو اس صورت مین
لازم آتا ہے کہ وعدہ تو کچہہ فرماوی اور کرین کچہہ اور یہہ ہی خلف وعدہ ہے - ہان بعض جگہ

۱؎ اور جو الفاظ خطاب شافہہ کے لیے موضوع ہین مثل یا ایہا الناس اور یا ایہا الذین امنوا کے اپنی بصیغۂ شامل
اونکو شامل نہین ہوتے - جو زمانہ خطاب سے پیچہے ہین اور اسکا حکم اونکے لیے صرف دوسری دلیل سے ثابت
ہوتا ہے اور ہماری اصحاب کا اور اکثر اہل خلاف کا یہہ ہی قول ہے ۱۲-

مجازاً بقرائن خارجیہ استخلاف سے بعض یا لااستخلاف ہی مراد ہوتا ہی اور یہہ اصل کچھہ معارض نہین۔ ثانیاً بعد استخلاف کی جو امور کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے بمنزلہ نتایج و ثمرات استخلاف کی بیان فرمائی ہین مثل تمکین دین مرضی کے اور تبدیل خوف کے امن سے وہ بداہتہً مستلزم کہ وعدہ استخلاف سے مراد نفس استخلاف ہی نہ بعض یا استخلاف کیونکہ وقوع ان امور کا متفرعاً علی الاستخلاف اسیوقت ضروری ہی جبکہ وعدہ نفس استخلاف ہو اور اگر بعض یا لا استخلاف ہو تو وقوع ان امور کا ضروری نہین کیونکہ جب بعض نفس یا لا استخلاف وقوع نفس استخلاف کو ہی مستلزم نہین تو ان امور کو جو نفس استخلاف پر مترتب ہین کیونکر مستلزم ہوگی کیونکہ اگر حق تعالے استخلاف پر بعض فرمادی تو یہہ ضرور نہین ہے کہ وہ واقع ہی ہو بلکہ جائز ہے کہ عباد اسکو نمانین اور اوسپر عمل نکرین چنانچہ حسب زعم شیعہ ایسا واقع ہوا تو پہر ترتب ان ثمرات و نتایج کا کیونکر ہو سکتا ہی اور ظاہر ہی کہ یہہ ثمرات و نتائج بہی داخل وعدہ ہین تو خلف وعدہ نہین لازم آیا اور یہہ محال ہی تو اس سے ثابت ہوا کہ احتمال ثانی متعین ہی۔ ثالثاً حق تعالے شانہٗ نے اس وعدہ کو اوس فعل کے ساتہہ تشبیہ دی ہی جو گذشتہ لوگون مین پہلے ہو چکا اور ظاہر ہے کہ پہلی لوگون مین صرف بعض یا لااستخلاف نہین تہا بلکہ نفس استخلاف تہا تفسیر صافی مین ہی وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض لیجعلنہم خلفاء بعد نبیکم کما استخلف الذین من قبلہم یعنے وصاۃ الانبیاء بعدھم تو اس تشبیہ سے صاف ثابت ہوا کہ وقوع نفس استخلاف مراد ہی۔ رابعاً حضرات شیعہ اسی آیت کو امام مہدی کے استخلاف پر محمول فرماتے ہین اور ظاہر ہی کہ اگر احتمال اول مراد ہو تو وہ مستلزم نفس استخلاف اور اوسکی

ـــه وعدہ دیا اللہ نے تم مین سے جو ایمان لائی اور نیک کام کیی البتہ خلیفہ بنایگا انکو ملک مین ورالبتہ بنایگا انکو خلیفہ تمہاری نبی کے پیچھے، جیسا تہی اگلی لوگون کو خلیفہ بنایا رو یعنے انبیا کے اوصیا کو انکا جانشین کیا ۱۲

نتائج کو نہین تو یہہ دلیل خود جناب امام مہدی کی امامت و غلبہ و شوکت کے ثبوت مین ناقص و ناتمام
ہوگی۔ خامساً مسلم نص یا استخلاف ہی مراد ہی لیکن لانسلم کہ نص سے وہی نص مراد ہو
کہ جسمین خصوصیت کے ساتھہ اور ہیئتہ کذائیہ ہی حضرات شیعہ فرماتے ہین بلکہ نص سے مراد
نص جلی ہو یا خفی کسی ہیئتہ کی ساتھہ اور کسی طریقہ کے ساتھہ ہو چنانچہ اہلسنت خلفاء ثلثہ
کی خلافت کے لیے نص کے قائل ہین آپنے ازالتہ الخفا کا مطالعہ فرمایا ہے اوس سے بخوبی
یہہ امر ثابت ہو سکتا ہی لیکن پہر بہی وعدہ تمکین دین مرضی اور تبدیل امن بعد الخوف
مین کوئی احتمال نہین اور اوسکے وقوع مین موعود لہم کے لیے کچہہ شک و تردد نہین ہے
تو ثابت ہوا کہ اگر وعدہ نص ہے تاہم متضمن وعدہ استخلاف کو ہی اور اوسکا وقوع لازم
و متحتم ہے۔ تیسری یہہ کہ اس استخلاف سے مراد وقوع سلطنت جائرہ جیسی فساق
و فجار یا اشرار و کفار کرتے ہین مراد نہین ہے بلکہ مراد وہ خلافت و ریاست راشدہ
و امامت و سلطنت حقہ ہی جو اجرای شرائع دین و احیاء شعائر اسلام کے لیے ہو اور جسسے
سے عالم مین احیاء مراسم اسلام ہو یا جاوی اور اسپر وجوہ چند دلالت کرتے ہین اول یہہ کہ
جب حضرات شیعہ کے مفسرین نے اس آیت شریفہ کو حسب روایات خود حضرت امام مہدی
کی استخلاف پر محمول فرمایا ہی چنانچہ محمد بن مرتضی صاحب تفسیر صافی اپنی تفسیر مین یون
فرماتے ہین۔ والقمی نزلت فی القائم من آل محمد والمجمع المروی من اہل
البیت انہا فی المہدی من آل محمد قال و روی العیاشی باسنادہ
عن علی بن الحسین انہ قرأ الآیۃ وقال ہم واللہ شیعتنا اہل البیت یفعل

لہ تفسیر قمی مین ہی کہ یہہ آیت قائم آل محمد (امام مہدی) کے بارہ مین نازل ہوئی
اور تفسیر مجمع مین ہے کہ اہل بیت سے مروی ہے کہ یہہ آیت آل محمد کے مہدی کے باب مین ہے
کہا اور عیاشی نے اپنی اسناد کے ساتھہ امام زین العابدین سے روایت کی ہی کہ آپنے یہہ آیت پڑہکر
فرمایا کہ خدا کی قسم یہہ ہم اہلبیت کی شیعہ ہین ۔۱۲

ذلك على يدي رجل منا وهو مهدي هذه الامة وهو الذي قال رسول الله[1] لو لم يبق من الدنيا الا يوم يطول الله ذلك اليوم حتى يلي رجل من عترتي اسمه اسمي يملاء الارض عدلا وقسطا كما ملئت ظلما وجورا قال روي مثل ذلك عن ابي جعفر وابي عبد الله وفي الاكمال عن الصادق في قصة نوح وذكر انتظار المؤمنين من قومه الفرج حتى اراهم الاستخلاف والتمكين قال وكذلك القائم فانه تمتد ايام غيبته ليصرح الحق عن محضه ويصفو الايمان من الكدر بارتداد كل من كانت طينته خبيثة من الشيعة الذين يخشى عليهم النفاق اذا احسوا بالاستخلاف والتمكين والامن المنتشر في عهد القائم الى غير ذلك من الروايات توظاہر ہی کہ اونکی خلافت تو حضرات شیعہ کے نزدیک منصوصہ راشدہ ہی تو اگر اس آیت سی خلافت حقہ مراد ہی نہین اور خلافت راشدہ پر یہہ آیت دال ہی نہین تو اس کا نزول امام مہدی کے لیے جنکی خلافت راشدہ ہی کیونکر ہو سکتا ہی اور یہہ سب روایات جنمین نزول آیت امام غائب عن الابصار کی شان کے لیے بیان کیا گیا ہی اور عدہ کیا گیا ہی اس آیت مین خلافت موعودہ سے مراد استخلاف

---

[1] یہہ وعدہ ہم مین سی ایک شخص کے ہاتہہ پر پورا ہوگا اور وہ اس امت کا مہدی ہوگا اور وہ وہی ہی جسکی لیے رسول اللہ نی فرمایا اگر دنیا سے بجز ایک دن کے باقی نرہیگا تو خدا تعالیٰ اوسیکو طویل کریگا یہانتک کہ ایک شخص میری عترت سے حاکم ہوگا کہ ہمنام ہوگا جیسا زمین ظلم وجور سے پر ہوگی اسیطرح عدل اور انصاف سے بہر دیگا کہا اور ایسی ہی روایت امام ابوجعفر اور ابو عبد اللہ سے ہی - اور اکمال مین امام صادق سے نوح کے قصہ مین ہی مومنین کی اونکی قوم مین سے کشایش کے انتظار کا ذکر کیا یہانتک کہ اونکو استخلاف تمکین دکہلایا فرمایا اور اسیطرح قائم ہی کہ اوسکی غیبت کا زمانہ دراز ہوگا تاکہ خالص حق ظاہر ہوجاوی اور ایمان کدورت سی صاف ہوجاوی اون شیعہ مین سی جنپر نفاق کا خوف ہی ہر ایک کے ارتداد کے ساتہہ جسکی خبیث مٹی ہے جب استخلاف اور تمکین اونکی لیے دیکہینگے اور امن پہیلا ہوا قائم کے زمانہ مین ہوگا - ۱۲ -

امام مہدی ہی سب لغو و لاطائل ہو جاینگی تو ثابت ہوا کہ مراد استخلاف سے استخلاف حق از خلافت
و امامت حقہ ہی اور اس سے یہہ بھی ثابت ہوا کہ بعض روایات مین جو حضرات شیعہ ائمہ سے
نقل کرتے ہین کہ مراد استخلاف سے استخلاف و تمکین فے العلم ہو سراسر کذب و افترا ہی تفسیر
صافی مین نقل کیا ہی روی الکافی عن الصادق انہ سئل عن ہذہ الآیۃ فقال ہم
الائمۃ وعن الباقر ہو لقد قال اللہ فی کتابہ لولاۃ الامر من بعد محمد خاصۃ
وعد اللہ الذین امنوا منکم الی قولہ فاولئک ہم الفسقون یقول استخلفکم
لعلمی ودینی وعبادتی بعد نبیکم کما استخلف وصاۃ آدم من بعدہ حتی
یبعث النبی الذی یلیہ یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا یقول یعبدوننی بایمان
لا نبی بعد محمد فمن قال غیر ذلک فاولئک ہم الفاسقون فقد مکن
ولاۃ الامر بعد محمد العلم و نحن ہم فاسئلونا فان صدقناکم فاقروا وما
انتم بفاعلین اور وجہ اسکی یہہ ہی کہ اول تو استخلاف جو مقید بقید فی الارض ہوا وسکا اطلاق
جب تک سلطنت و تسلط ظاہری فی الارض حاصل نہو نہین ہو سکتا دوسری یہہ کہ
کلمات آیۃ خود حکومت ظاہری کو مستلزم ہو رہی ہین کہ اونکا حصول بدون سلطنت
ظاہری کے صرف استخلاف فی العلم سے ممکن نہین ہی علاوہ ازین مخالف اون روایات کے ہی
جو سابقاً گذارش ہو چکی ہین جن سے ثابت ہوتا ہی کہ آیت کا نزول امام مہدی کے حق
مین ہی اور اس استخلاف سے استخلاف امام مہدی مراد ہی افسوس کہ یہہ حضرات نہ خدا

ف۱ کافی مین امام صادق سے مروی ہی اونسے کسی نے اس آیت سے پوچھا فرمایا وہ ائمہ ہین اور امام باقر سے مروی ہی بتحقیق
اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے خاص اماموں کے لیے فرمایا وعد اللہ الذین امنو منکم الخ حق تعالی
فرماتا ہی کہ خلیفہ بناونگا مین تمکو اپنی علم اور دین اور عبادت کے واسطے تمہاری نبی کے بعد جیسا خلیفہ بنایا آدم کے
اوصیا کو اونکے بعد یہانتک کہ اوس کے پیچھلا نبی مبعوث ہو میری عبادت کرین گے اور کسیکو میرا شریک
نہ کرین گے فرمایا میری ایمان کے ساتھ پرستش کرو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کوئی نبی نہین ہی جو اسکے سوا کہی
وہ فاسق ہین بتحقیق تمکین دی ہی ولاۃ امر کو بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مین اور وہ ہم ہین پس ہم سے پوچھو اگر ہم تمسے سچ کہین تو اقرار

و رسول سے ڈرتی ہین نہ ائمہ سے حیا و شرم فرماتے ہین اور جو دل چاہتا ہی جسمین اپنی مخلصی
و نجات کی انجاث علماء سے صورت دیکھتی ہین خدا و رسول و ائمہ پر افترا باندھتی ہین دوسری
یہہ کہ حق تعالے شانہ نے اس وعدہ کو مومنین عاملین صالحات کے ساتھہ فرمایا ہی اور
قاعدہ ہی کہ حکم علی المشتق علیۃ ماخذ پر دلیل ہوتا ہی تو معلوم ہوا کہ کمال ایمان اور غایۃ
صلاح فی العمل اس استخلاف موعود کی علت واقع ہی اور نہایت بدیہی ہی کہ حسن موعود
خداوندی کا موقوف علیہ اور جسکی علت ایمان اور اعمال صالحہ ہونگی وہ امر خیر اور حق اور رشد
محض ہوگا اور خداوند تعالے کے نزدیک مرضی اور پسندیدہ ہوگا تو جب استخلاف کو
بھی حق تعالی نے ایمان اور اعمال صالحہ کے ساتھہ منوط و مربوط فرمایا ہی تو یہہ استخلاف
استخلاف حق و پسندیدہ جناب باری جل و علا شانہ ہوگا۔ تیسری یہہ کہ حق تعالی شانہ
نے اس آیت شریفہ مین صرف استخلاف ہی کا تو وعدہ نہین فرمایا کہ اوسکو سلطنت کے
اور بہی حصول کر لینگی نصیب ہو بلکہ اوسکی ساتھہ یہہ بہی وعدہ فرمایا کہ اوسکی ساتھہ مین
ہم اوس دین کی بہی تمکین اونکی لیے کرینگی جو دین کہ ہمارے نزدیک مرضی اور پسندیدہ
ہی اور یہہ وعدہ فرمایا کہ ہم اونکی خوف کو جو کفار و منافقین سے لاحق حال ہے امن
کی ساتھہ بدل دینگی اب ان وعدونسی صاف ظاہر ہی کہ جو استخلاف کہ ان فوائد کو مثمر و منتج ہوگا
قطعا خلافت جائرہ نہو گی اسکی بعد بطور اخبار کے فرمایا کہ جب استخلاف پردہ غیب سے
منصۂ ظہور پر جلوہ گر ہوگا اور اوسکی ثمرات و نتایج کمال تمکین دین اور زوال خوف اور حصول
امن عام عالم مین شیوع پذیر ہونگی تو لوگ میری عبادت مین مشغول ہونگی اور کسیکو
میرا شریک نہین کرینگی تو معلوم ہوا کہ وہ وقت ایسا وقت ہوگا جسمین شریعت
اسلام پوری مروج اور شایع ہوگی اور بدیہی ہے کہ جو خلافت اسکو متضمن و مشتمل ہوگی
وہ راشدہ اور حقہ ہوگی۔ اسکی بعد ارشاد ہوا کہ ومن کفر بعد ذلك فاولئك
هم الفاسقون یعنی بعد اس نعمت عظمی کے جو شخص اسکا کفران کرین پس وہ ہی

فاسق مین ظاہر ہی کہ حق تعالے شانہ نے اوس ہی انکار و کفران اور اوسپر پوریش و
طغیان کو کمال فسق سے تعبیر فرمایا جس سے اوسکا بڑی نعمت اور کمال احسان
خداوندی ہونا مفہوم ہوتا ہی اسلیے موقع امتنان مین اوسکو بیان فرمایا پس اگر یہہ
خلافت محض سلطنت اور خلافت جائرہ ہوتو اوسکا انکار تو بجائی خود عند الشیعہ واجب
اور اوسکی نقض کے تدابیر لازم و متحتم مین چہ جائیکہ خداوند تعالے اوسکو موقع امتنان مین
بیان فرماوی اور اوسکی انکار کو فسق سے تعبیر فرماوی تو اس ہی کہ تصریح طور یہہ
کہ جب یہہ استخلاف اسقدر پسندیدہ جناب باری ہی کہ اوسکو موقع احسان و امتنان
مین بیان فرمایا اور اوسکی انکار کو فسق کے ساتہہ تعبیر فرمایا تو وہ استخلاف کمال حقیت و رشد
کی ساتہہ متصف ہوگا - چوتہی یہہ کہ حق تعالے شانہ نے اس استخلاف کو اپنی ذات
پاک کیطرف منسوب فرمایا ہی کہ ہم خلیفہ بناوینگی اور ہم تمکین دینگی اور یہہ تبدیل خوف کی
امن کے ساتہہ کرینگے اور جب اسکا متکفل خود خداوند کریم ہوا اور اسکا ذمہ
پہر اوسنی جب وعدہ پورا کیا اور خلیفہ بنایا اگر وہ خلافت جائرہ تہی تو یہہ فعل خداوند تعالے
کا قبیح ہوا تعالے عن ذلك علوا كبيرا پس علے مذہب الشیعہ صدور قبیح نسبت بجناب
باری لازم آیا و ہو محال تو معلوم ہوا کہ یہہ استخلاف سلطنت و خلافت جائرہ نہی بلکہ
حقہ و خلافت راشدہ ہوگی - علامہ طوسی تجرید مین لکہتی ہین واستغنائہ دال علے
علے انتفاء القبح عن افعالہ[1] اسکی بعد گذارش ہی کہ جب خداوند تعالے نے خلیفہ بنانیکا
وعدہ فرمایا تو لا محالہ یہہ وعدہ واقع ہونیوالا ہی اب باقی رہا یہہ امر کہ یہہ وعدہ کس زمانہ مین
واقع ہوا اور موعود لہم اس وعدہ کی کون ہین اور یہہ خطاب کسکو ہی سو اسمین تین احتمال
ہین و لا رابع لہ باتفاق الفریقین - احتمال اول یہہ ہی کہ اس وعدہ کا وقوع زمانہ

[1] اور اوسکی بے پروائی اور اوسکا علم اوسکی افعال سے برائی کے دور ہونے پر دلالت
کرتے ہین - ۱۲ -

حیات جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایام فتح مکہ مین ہوا اور استخلاف سے مراد
استخلاف مومنین کا ہی بجای کفار کے اور موعودلہم اوسکی مومنین ہین جو اوسوقت
موجود تہی اور ان ہی کو خطاب ہی دوسرا احتمال یہہ ہی کہ اوسکی موعودلہم حضرت امام مہدی
رضی اللہ عنہ اور انکی اتباع ہین اور یہہ وعدہ ان ہی کے زمانہ خلافت مین پورا ہوگا
تیسرا احتمال یہہ ہی کہ یہہ خطاب صحابہ حاضرین عند نزول الآیۃ کو ہی اور اوسکی موعودلہم
خلفاء اربعہ ہین رضی اللہ عنہم اور یہہ وعدہ جناب خلفاء اربعہ کی زمانہ خلافت مین پورا ہوچکا ہی
اور خداوند تعالے نے بعد وفات جناب رسالتمآب صلوات اللہ علیہ وسلامہ کی آنکی جگہ خلفاء
اربعہ کو خلیفہ بنایا لیکن ان ہر سہ احتمالون مین جہانتک ہم غور کرتے ہین اور اپنی ایمان و انصاف
سے تامل کرتے ہین تو پہلا دو نو احتمالونکو غلط پاتے ہین اور تیسری احتمال کو متعین دیکہتی
ہین اگرچہ ابطال احتمال اول سہل کیس کچہہ چندان تجشم استدلال کی ضرورت نہ تہی کیونکہ
مفسرین محدثین شیعہ نے اسکو امام مہدی پر محمول کرکے اور اوسکی نزول کا مورد متعین کرکے
خود اس احتمال کو باطل کردیا لیکن چونکہ بعض شیعہ جب شکنجہ انظار علماء اہلسنت مین گرفتار
ہوکر میدان فرار تنگ دیکہتی ہین تو ایسی لوچ احتمال اور واہی توجیہین پیش کرنے لگتی
ہین اسلیئی مناسب ہی کہ مختصراً اس احتمال کے ابطال کیطرف بہی اشارہ کیا جاوی اور ضمناً
وتبعاً اوسکا ابطال بہی حرض اثبات مین لایا جاوی پس واضح ہو کہ ہر دو احتمالات کا
بطلان ایسا واضح ہی کہ اگر ذرا آیت مین تامل کیا جاوی تو انکا بطلان بے تکلف فہم
مین آسکتا ہی احتمال اول کے ابطال کے لیئے پس یہہ ہی وجوہ کافی ہین کہ اولاً حق تعالے علی
شانہ نے یہہ وعدہ مومنین کے ساتہہ فرمایا ہی - اگر مراد اس سے فتح مکہ ہوتا تو یہہ وعدہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ ہوتا اور تبعاً مومنین بہی اوسمین داخل ہوسکتے ثانیاً یہہ کہ خداوند
تعالے نے فتح مکہ کو بصورت رویا کی دکہلادیا تہا اور چونکہ انبیاء کے خواب بہی
وحی الہی ہی تو ایسی اوسکا وقوع قطعی ہوتا ہی چنانچہ خداوند تعالے نے ارشاد فرمایا

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ
اٰمِنِیْنَ مُحَلِّقِیْنَ رُءُوْسَکُمْ وَمُقَصِّرِیْنَ لَا تَخَافُوْنَ - اور نیز اوسکو فتح کے ساتھہ تعبیر فرمایا ہی
وَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِکَ فَتْحًا قَرِیْبًا - اور اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ - تو اس سے بشرط
ذوق سلیم صاف سمجھہ مین آتا ہی کہ یہہ واقعہ دوسرا ہی - ثالثًا ممکن ہی کہ اس آیت کا
نزول بعد فتح مکہ کے ہو - رابعًا مسلمنا کہ نزول اس آیت کا قبل فتح مکہ کی ہی تاہم
عند الشیعہ فتح مکہ پر محمول کرنا صحیح نہین ہے کیونکہ اس صورت مین وعدہ استخلاف کو الذین
اٰمنوا وعملوا الصلحت کے ساتھہ مقید کرنا اور تخصیص موعودلہم کے اہل ایمان و صلاح کی
ساتھہ کرنا بالکل لغو ہوگا - اور قید الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت کی سراسر فضول ہوگی کیونکہ
حسب تصریحات قوم یہہ امر بخوبی ثابت ہی کہ بعد کفار مکہ کے استخلاف جیسا کہ کاملین
فی الایمان اور عاملین صالحات کو نصیب ہوا اوس سے زیادہ اون صحابہ کو نصیب ہوا
کہ بزعم شیعہ بدتر از کفار تھی نعوذ باللہ من ذلک اور اگر سب مومنین اور عاملین صالحات
تھی تو حبذا بالوفاق ہم بہی یہہ ہی کہتی ہین - خلاصہ ممکن نہین کہ اس آیت کا مورد
فتح مکہ ہوسکی کیونکہ اس آیت مین بعد استخلاف کی جو دو صفتین ذکر فرمائی ہین اونکا
مصداق ہرگز فتح مکہ کا زمانہ نہین ہوسکتا اول ارشاد فرمایا کہ خدا تعالے اونکی لیے دین
پسندیدہ کو متمکن اور راسخ کریگا اور دوسری فرمایا کہ اونکی مطلق خوف کو امن سے
بدل دیگا اور امن تام حاصل ہوجایگا اور یہہ دونو امر فتح مکہ کے زمانہ مین حاصل نہین ہوئی
کیونکہ جب دو سلطنتین عظیمہ کسری و قیصر کی جو بالکل مخالف اسلام کے تھی پہلو بہ پہلو
لگی ہوئے تھین جنکی ظاہری قوت و شوکت در عدد و عدد سے مقابلہ مین اہل اسلام کو
کچھہ نسبت نہ تھی تو ایسی دشمنونکی صورمین جب تک وہ مغلوب نہون اور اونکی شوکت
و عظمت نہ ٹوٹی کیونکر کہا جاسکتا ہی کہ دین کو تمکین و استقرار حاصل ہوگیا اور خوف
امن سے بدل کر امن تام حاصل ہوگیا بلکہ تمام عرب مین بہی اسلام شائع نہین ہوا تھا

بلکہ علی رغمہم حضرت کی اصحاب اکثر منافقین و کفار و فساق ہی تھی تو ایسی حالت مین کیونکر تمکین
دین اور امن تام حاصل ہو سکتا ہی تو اس سی بداہتہ معلوم ہوا کہ اس آیت کا مورد فتح
مکہ نہین ہو سکتا۔ شاید اسجگہ ہماری فاضل مخاطب کو یہہ شبہہ واقع ہو کہ حق تعالے شانہ
فتح مکہ کے بیان مین یہی فرماتا ہی امنین محلقین رؤسکم و مقصرین لا تخافون جس سے
ثابت ہوتا ہی کہ ایام فتح مکہ مین امن حاصل ہو گیا اور خوف زائل ہو گیا تو اس صورت مین
مصداق ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا کا یہی واقعہ فتح مکہ ہوگا جواب اس
شبہہ کا یہہ ہی کہ یہہ شبہہ عدم تدبیر اطراف و جوانب کلام اور نظم کے ماقبل و مابعد مین غور
نہ کرنے سی ناشی ہوا ہی ورنہ فی الحقیقت اسمین اور اسمین فرق از زمین و آسمان کا ہی
کیونکہ آیت سورہ فتح مین اسطرح واقع ہے لتدخلن المسجد الحرام انشاء اللہ
امنین محلقین رؤسکم و مقصرین لا تخافون جس سے صاف واضح ہی کہ اسجگہ امن و عدم
خوف دخول مسجد کی قید واقع ہو رہی ہے جسکی معنی یہہ مین کہ جو خوف تمکو دخول مسجد
کی وقت کفار مکہ سی بسبب اپنی ضعف و قلت اور کفار کے شوکت و کثرت کے ہوتا وہ خوف
تمکو دخول مسجد حرام کے وقت نہوگا اور اس خوف سی تم آمن ہو گی نہ یہہ مراد ہی کہ تمکو
اسوقت امن تام اور عدم خوف کامل حاصل ہو جائیگا یہہ تو سراسر واقع کے اور عقل کے
خلاف ہی جب تک وہ سلطنتین مخالف ذات قوت و شوکت برابر موجود مین ہرگز خوف
زائل نہین ہو سکتا اور امن تام حاصل نہین ہو سکتا تو بقرینہ سیاق نظم ماقبل مین ادنے
تامل سے مفہوم ہو سکتا ہی کہ اسجگہ امن و عدم خوف سی وہی مراد ہی جو کفار مکہ سے حاصل
ہوا اور آیت سورہ نور مین ارشاد فرمایا ہی۔ لیستخلفنہم فی الارض ولیمکنن
لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا اس نظم کے سیاق سی بداہتہ واضح ہی
کہ حق تعالے شانہ نے وعدہ فرمایا ہی کہ اللہ تعالے تمکو جانشین فرمائیگا جسکی سبب سی
تمہارا دین تمام ادیان پر غالب ہوگا اور تمہاری دین کو مستقر و متمکن فرمائیگا اور جبقدر

کفر و کفار کی شوکت ہی سب ٹوٹ جاویگی اور انکو خوف کے بدلی امن مطلق ارزانی فرمایگا جسکو تھوڑی سی بھی فہم ہو وہ اس نظم کے سیاق سے اور اطراف و جوانب مین تدبر کرنے سے سمجھہ سکتا ہی کہ اس آیت شریفہ مین حق تعالے شانہ نے حصول امن اور زوال خوف کی نسبت ارشاد فرمایا ہی وہ امن تام اور خوف کامل ہے جو بعد زوال سلطنت کسری و قیصر کے ہوگا چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی طرف اشارہ فرمایا وسیبلغ ملک امتی ما زوی لی منہا پس معلوم ہوا کہ یہہ حصول امن اور زوال خوف دوسرا ہی اور وہ امن اور عدم خوف دوسرا اسکو دیہی محمول نہین کرسکتی تو اس موعود کا فتح مکہ پر حمل کرنا باطل ہوا اور احتمال ثانی کا بطلان بہی نظم کلام سے صاف واضح ہی کیونکہ اوّلاً حق تعالے شانہ نے یہہ وعدہ الذین امنوا کو شامل فرمایا ہی جو حقیقۃً جمع ہی اور باعتبار معنی حقیقی جمع کم سے کم اسکے صدق کیلیے تین فرد کا ہونا لابدی تاکہ معنی حقیقی جمع کے صادق آوین صاحب مسلم الاصول نے لکھا ہی

[۱] فائدہ اقل مراتب صیغۃ الجمع الثلثۃ علی الاصح وقیل اقلہا اثنان

بہرکیف اقل مراتب صیغہ جمع کے لیے ایک فرد ہونیکا کوئی قائل نہین پس اگر ایک فرد پر محمول کیا جاویگا تو معنی مجازی پر محمول ہوگا اور حمل علی المجاز جب تک حمل علی الحقیقۃ متعذر نہو جائز نہین ہے اور یہان کوئی قرینہ قائم نہین ہے کہ جو معنی حقیقی سے صارف ہو صیرورت الی المجاز کو مقتضی ہو تو اسکا حمل کرنا امام مہدی رضی اللہ عنہ پر جو ایک فرد ہین جائز نہوا ثانیاً یہہ وعدہ حق تعالے شانہ نے حاضرین عند نزول الآیۃ کے ساتھہ فرمایا چنانچہ ارشاد وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم یعنی خدا نے وعدہ فرمایا ہے تم مین بعض ان لوگونکے لیے جو مومنین اور عاملین صالحات مین کہ انکو اپنے رسول کا جانشین و خلیفہ بناویگا تو یہہ خطاب حاضرین کو ہی اور سابق مین معالم سے گذارش ہوچکا ہی وما وضع لخطاب المشافہۃ لا یعم بصیغۃ من تأخر عن زمن الخطاب

---

[۱] فائدہ صیغہ جمع کے مراتب کا کم درجہ تین مین اور بعض کہتے مین دو مین ۔ ۱۲ ۔

اور یہ بھی ہے کہ امام مہدی حاضرین عند نزول السورة سے غیبت مین ہین اور اونکی خلافت کے حمل کرنے
پر نہ کوئی دلیل دلالت کرتی ہے تو یہ آیت اونکی خلافت پر حسب قاعدہ محمول نہین ہوسکتی
ثالثاً خداوند کریم جل و علا شانہ نے اس استخلاف کو اوس استخلاف کے ساتھہ تشبیہ دی ہی
جو انبیاء سابقین کے زمانہ مین سنت اللہ جاری تھی کہ بعد انبیاء کے اونکی خلفاء اونکی جانشین
ہوتی تھی اور اونکی شریعت کی ترویج کرتے تھی اور امور باقیماندہ نبوت حق تعالے اونکی
ہاتھون پر پوری فرماتا تھا اور ظاہر ہے کہ جب انبیاء سابقین کے جانشین اونکی بعد
خلیفہ ہوتے تھی اور مہمات خلافت کو سرانجام فرماتے تھی چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام
کی بعد حضرت یوشع اونکی خلیفہ اور جانشین ہوئی پس اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خلافت آپکی بعد گذرنی دو ہزار سال کے ہو تو قطع نظر اس سے کہ مستلزم نقصان مرتبہ
رسالت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ نسبت انبیاء سابقین ہے تشبیہ ناقص و ناتمام ہوگی
کیونکہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جب خلافت راشدہ ممکن نہوئی اور آخر تک فسق
و فجور کا غلبہ رہا حالانکہ انبیاء سابقین کے خلفاء اونکی بعد ہی متمکن ہوگئی تھی تو اس سے بداہۃً
مفہوم ہوتا ہی کہ آپکی قوت نبوت اور مرتبہ رسالت بہ نسبت انبیاء گذشتہ کے کم ہی اگر دس
پانچ سال امام مہدی نے خلافت فرمائی اور ایسی رسول کا جو افضل الرسل ہی تمام زمانہ امتداد
نبوت مین معدودی چند سال کے واسطی ایک خلیفہ کو تمکین عطا ہوئی اور باقی تمام زمانہ نفاق
و شقاق و کفر و فسق سے مملو رہا تو وہ استخلاف کیا وقعت رکھہ سکتا ہی اور اون انبیاء کے
کیونکر ہم پلہ ہو سکتا ہی کہ جنکی خلفاء و اوصیاء اونکی متتابع پیدا ہوئی اور وقتاً فوقتاً تجدید
دین اور احیای شریعت کرتے رہی اور یہہ تشبیہ کیونکر تمام ہو سکتی ہی اور باقی ائمہ
جب اونکو تمکین ہی عطا نہین ہوئی اور ہمیشہ خائف و مختفی رہی وہ خود بین سے ساقط
ہوگئی کیونکہ اونکا وجود و عدم برابر ہوگیا تو اس تشبیہ سے صاف بداہۃً ثابت ہوا کہ اس
استخلاف سے استخلاف مہدی مراد نہین ہے بلکہ وہ استخلاف مراد ہی جو بعد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے متصل منتسب ہوا اور خدا تعالے نے اوسکو تسلط اور تمکین عطا فرمایا اور اوس سے
عالم مین دین شیوع پذیر ہوا اور وہ استخلاف بحسب استخلاف خلفاء اربعہ کے اور کوئی نہین
اور اسکی اتصال و قرب پر وہ روایت بہی دلالت کرتے ہیں جو صافی مین اسی آیت کے
تفسیر مین مذکور ہی۔ وفی الجوامع عن النبی علیہ السلام قال زویت لی الارض
فاریت مشارقہا و مغاربہا و سیبلغ ملک امتی ما زوی لی منہا آپکے نحو کی
چہوٹے چہوٹے رسائل مین ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ سین استقبال قریب کا فائدہ دیتا ہی جس سے
معلوم ہوتا ہی کہ عنقریب اسلام شائع ہونے والا ہی اور یہہ تمام مشارق و مغارب
زمین کے جو حضرت کو دکہلائی گئی ہین وہ عنقریب مملکت اسلام مین داخل ہونگی
اور دوسری روایت جو صافی مین مروی ہے وہ بہی ہیکا گویا مصداق ہی قال وروی
المقداد عنہ انہ قال لا یبقے علی الارض بیت مدر ولا وبر الا ادخلہ اللہ
الاسلام بعز عزیز او ذل ذلیل اما ان یعزہم اللہ فیجعلہم من اہلہا و اما ان یذلہم فیدینون
لہا فتمسک کسی شیعہ سے اس آیت کا امام مہدی کی خلافت پر حمل کرنا صحیح نہوا۔ رابعاً حق تعالے
شانہ اس آیت کے خاتمہ پر بعد بیان اس نعمت کی ارشاد فرماتا ہے ومن کفر بعد
ذلک فاولئک ہم الفاسقون یعنی بعد اتمام اس نعمت کے جو لوگ اسکی ناشکری کرینگے وہ فاسق
ہین اور اس سے اشارہ اسطرف ہی کہ بعد حصول استخلاف بعض اہل ایمان و صلحاء من الصحابۃ
الحاضرین عند نزول الآیۃ جنکی تعداد حد جمع تک پہونچیگی اور تمکین و استقرار دین اور
بعد تبدیل خوف از امن اس نعمت کا کفران واقع ہوگا تو خداوند تعالے سے شانہ نے

سلہ تفسیر جامع مین نبی علیہ السلام سے مروی ہی۔ فرمایا سمیٹی گئی میری لئی زمین اور اسکی شرقی و غربی
کنارہ دکہلایا گیا اور عنقریب میری امت کا ملک وہانتک پہنچیگا جہانتک میری لئی سمیٹا گیا ہے۔ سلہ۲ مقداد
روایت کی ہی کہ فرمایا زمین پر کوئی گہر مٹی اور نمدہ کا نہ باقی رہیگا مگر اسمین خدا تعالےٰ اسلام کو داخل کریگا کسی عزیز کی عزت کی ساتہہ
یا کسی ذلیل کی خواری کی ساتہہ یا انکو خدا عزت دیگا کہ انکو اسکی اہل مین سی کریگا اور یا انکو ذلیل کریگا کہ وہ اسکی مطیع ہوجاینگے

بطور تخویف اور بصورت تحذیر کے اون لوگونکی وصف کی خبر دی کہ جو مصدر اس کفران نعمت کے
ہونگی اور چونکہ خلافت امام مہدی مین اسطرح نہین پایا جائیگا۔ تو اس واسطی اس آیت کو
خلافت مہدوی پر محمول نہین کر سکتی اور ظاہر ہی کہ یہہ کفران مخبر بہ زمانہ خلفاء اربعہ
رضی اللہ تعالے عنہم مین جسطرح جناب رب العزت عز اسمہ نے خبر دی تھی کہ اول استخلاف
ہوگا۔ پہر تمکین دین اور تبدیل خوف ہوگا پہر کفران کے وقوع کیطرف ایما فرمایا تہا اوسیطرح
واقع ہوا اول استخلاف ہوکر تمکین دین اور تبدیل خوف واقع ہوئی بعد اوسکی کفران نعمت کا
قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سی واقع ہوا تو اس سے بداہتہ ثابت ہوا کہ مصداق
اس آیت کا خلافت مہدویہ نہین ہوسکتی بلکہ خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم ہی خاص ہی
ہمکو اسپر ان دلائل کے بیان کرنیکی کچہہ ضرورت نہین کہ یہہ آیت سوای خلافت خلفاء
اربعہ کی کسی دوسری خلافت پر محمول نہین کیونکہ جناب امیر رضی اللہ عنہ نے خود اسکا فیصلہ فرما دیا اور اسکا
تصفیہ چکا دیا آپنے فرما دیا کہ اس وعدہ کا زمانہ وہی ہی جو خلافت خلفاء کا زمانہ ہے اور
اوسکی موعود لہم وہی حضرات خلفاء رضی اللہ عنہم ہین کیونکہ وہ مصداق تمام اوصاف مذکورہ
فی الآیت کے ہین اور طرفہ یہہ کہ اوسکو شریف رضی نے نہج البلاغہ مین نقل فرمایا ہی چنانچہ بعینہ
ہم وہ خطبہ شرح نہج البلاغہ سے نقل کرتے ہین اور جو چند جگہ شارح ابن میثم نے اپنی شرح مین
اس آیت کی طرف اشارہ کیا ہے اوسکو نقل کرینگے خطبہ یہہ ہی ومن کلام لہ وقد
استشارہ عمر بن الخطاب فی الشخوص لقتال الفرس بنفسہ ان ہذا الامر لم یکن نصرہ
ولا خذلانہ بکثرۃ ولا بقلۃ وہو دین اللہ الذی اظہرہ وجندہ الذی اعدہ
وامدہ حتی بلغ ما بلغ وطلع حیث طلع ونحن علی موعود من اللہ واللہ منجز وعدہ
وناصر جندہ ومکان القیم بالامر مکان النظام من الخرز یجمعہ ویضمہ فان
انقطع النظام تفرق وذہب ثم لم یجتمع بحذافیرہ ابدا والعرب الیوم وان
کانوا قلیلا فہم کثیرون بالاسلام عزیزون بالاجتماع فکن قطبا واستدر الرحی

بالعرب واصلهم دونك نار الحرب فانك ان شخصت من هذه الارض انتقضت عليك العرب من اطرافها واقطارها حتى يكون ما تدع وراءك من العورات اهم اليك مما بين يديك ان الاعاجم ان ينظروا اليك غدا يقولوا هذا اصل العرب فاذا اقتطعتموه استرحتم فيكون ذلك اشد لكلبهم عليك وطمعهم فيك فاما ما ذكرت من مسير القوم الى قتال المسلمين فان الله سبحانه هو اكره لمسيرهم منك وهو اقدر على تغيير ما يكره واما ما ذكرت من عددهم فانا لم نكن نقاتل فيما مضى بالكثرة وانما كنا نقاتل بالنصر والمعونة انتهى۔ اگرچہ اس ارشاد میں بھی بے شمار فوائد حاصل ہوسکتے ہیں لیکن بسبب خوف تطویل انسے اعراض و اغماض کرکے ہم اس مدعا کی صراحت جسکی ہم درپے ہیں رجوع کرتے ہیں وہ یہہ کہ جناب امیر نے اس خطبہ میں زمانہ حصول موعود آیت سراپا ہدایت کو زمانہ خلفاء کا قرار دیا۔ اور اس دین کو وہ دین فرمایا جسکا غلبہ موعود ہے اور اس لشکر کو وہ لشکر فرمایا جو اللہ کا لشکر ہے اگرچہ اس خطبہ سے بھی یہہ مضمون صاف و صریح ہے لیکن علامہ ابن میثم کے شرح کبیر سے یہہ مدعا آشکارا طور پر ثابت ہوتا ہے۔ ہم جو کچھہ شارح ابن میثم اس خطبہ کے شرح میں تحریر فرماتے ہیں لکھتے ہیں وقوله[1] ان هذا الامر الى قوله للاجتماع صدر الكلام المبني عليه الراي تقريره فيه اولا ان هذا الامر اي امر الاسلام ليس نصره بكثرة ولا خذلانه بقلة ونبه على صدق هذه الدعوى بانه دين الله الذي اظهره وجنوده هي جنده الذي اعده وامده من الملائكة والناس حتى بلغ هذا المبلغ

---

[1] قوله ان هذا الامر سے قوله للاجتماع تک کلام کا صدر ہے تاکہ اسپر رائے قائم کریں۔ تو پہلے یہہ ثابت کیا کہ اس امر یعنی امر اسلام کی فتح نہ کچھہ کثرت پر ہے اور نہ اوسکی شکست کچھہ قلت پر ہے اور اس دعوے کے صدق پر اطلاع متنبہ کیا کہ وہ اللہ کا دین ہے جسکو غالب کیا اور اوسکی لشکر اللہ کا لشکر ہے جسکو تیار کیا اور جسکی مدد فرشتون اور آدمیون سے دی یہانتک کہ اس مرتبہ مین پہونچا اور شہرونکی کنارونمین نکلا۔ ۱۲

وطلع فی افاق البلاد حیث طلع ثم وعدنا بموعود هو النصر والغلبة والاستخلاف

فی الارض کما قال وَعَدَ اللهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ

فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ الاٰیة وکل وعد من الله فهو منجز لعدم

الخلف فی خبره وقوله ناصر جنده ویجری مجری النتیجة اذ من جملة وعده نصر جنده

وجنده هم المؤمنون فالمؤمنون منصورون علی کل حال سواء کانوا قلیلین

او کثیرین ثم شبه مکان القیم بمکان الخیط من العقد وجه التشبیه هو قوله

یجمعه ویضمه الی قوله ابدا آخر شرح تک جو نہایت طویل و عریض ہی اور اس خطبہ کی

شرح کی آخر مین یہ تحریر فرمایا[۲] واما ما ذکرت من عددهم الخ فهو ان عمر ذکر کثرة القوم

وعددهم فاجابه بتدبیر قتال المسلمین فی صدر الاسلام فانه کان من غیر کثرة و

انما کان بنصر الله ومعونته فینبغی ان یکون الحال الان کذلک فهو یجری مجری

التمثیل کما اشرنا الیه فی المشورة الاولی وعد الله تعالی المسلمین بالاستخلاف

فی الارض وتمکین دینهم الذی ارتضی لهم وتبدیلهم بخوفهم امنا کما هو مقتضی

الاٰیة بقدر الحاجة۔ اس خطبہ کے الفاظ سے اور شہادت وبیان شارح سے ثبوت حقیت

خلافت ایسا عیان ہی کہ جسکو بیان کی حاجت نہیں علاوہ ازین دوسرا خطبہ جو نہج البلاغة

مین منقول ہے۔ ومن کلام له وقد شاوره عمر فی الخروج الی غزو الروم بنفسه

---

[۱] پہر ہم کو اسکا وعدہ فرمایا اور وہ فتح اور غلبہ اور ملک مین جانشین کرنا ہی چنانچہ فرمایا وعد الله الذین اٰمنوا منکم وعملوا

الصالحات لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم الاٰیة۔ اور اللہ کا جو وعدہ ہی وہ ضرور پورا ہوگا کیونکہ اسکی خبر مین خلاف

نہین ہو سکتا اور قولہ ناصر جندہ نتیجہ کے قائم مقام ہی کیونکہ منجملہ اسکی وعدہ کے اپنی لشکر کی مدد ہی اور اسکا

لشکر مومنین ہین تو مومن ہر حال منصور ہین خواہ تہوڑی ہون یا بہت پہر امام نے مرتبہ کو لڑی کی ڈورا کہ سی تشبیہ دی اور وجہ تشبیہ

قولہ یجمعہ ویضمہ ہی قولہ ابدا تک۔[۲] قولہ واما ما ذکرت من عددہم الخ وہ یہ ہی کہ عمر نے قوم کی کثرت تعداد بیان کر کیا تہا تو آپنے

صدر اسلام میں مسلمانوں کا قتال یاد دلا کر جواب دیا کہ وہ کثرت سے نہین تہا بلکہ نصرت اللہ کی مدد اور غلبہ پر تہا تو اب بہی وہی حال ہونا لائق ہی گویا تمثیل مقام

وقد توكل الله لاهل هذا الدين باعزاز الحوزة وستر العورة والذی نصرهم وهم قلیل لا ینتصرون ومنعهم وهم قلیل لا یمتنعون حی لا یموت انک متی تسر الی هذا العدو بنفسک فتلقهم فتنکب لا یکن للمسلمین کانفة دون اقصی بلادهم ولیس بعدک مرجع یرجعون الیه فابعث الیهم رجلا محربا واحفز معه اهل البلاء والنصیحة فان اظهر الله فذلک ما تحب وان تکن الاخری کنت ردءا للناس ومثابة للمسلمین۔ اسکی شرح میں شارح ابن میثم فرماتے ہیں۔ قوله وقد توکل الله الی قوله لا یموت صدر لهذه النصیحة والرای فیه علی وجه التوکل علی الله والاستناد الیه فی هذا الامر وخلاصتها انه ضمن اقامة دینه واعزاز حوزة اهله وکنی بالعورة عن هتک الستر فی النساء ویحتمل ان یکون استعارة لما یلحقهم من الذل والقهر لو اصیبوا فضمن ذلک سبحانه ستر ذلک بافاضة النصر علیهم وهذا الحکم من قوله تعالی وعد الله الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا۔ انتهی بقدر الحاجة اس سے صاف ظاہر ہی کہ مصداق اس آیت کا زمانہ خلفاء رضی اللہ عنہم ہی اور اس وعدہ کے موعود لہم خلفاء ثلثہ ہیں اور ایجاز اس وعدہ کا زمانہ خلفاء اربعہ میں ہوا اور مثل آفتاب نیمروز روشن ہے کہ جناب امیر خلافت خلفاء کو حق اعتقاد فرماتے تھی

ترجمہ قوله وقد توکل الله سے قوله لا یموت تک اس رای اور نصیحت کا صدر ہی جسمیں اللہ پر توکل کرنے اور اسی طرف سہارا لگانیکے پر تنبیہ فرمایا ہے اور خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ اللہ تعالی اہل دین کے قائم رکہنی اور دین والونکی عزت دینی کا ضامن ہوا ہی اور لفظ عورت کی نسبت عورتونکی بے پردگی سے کنایہ کیا اور احتمال ہے کہ یہہ اوسکی لیے استعارہ ہو جو ذلت و سختی انکی پونہچیگی اگر مغلوب ہون تو خدا تعالے اسکی پردہ پوشی کا ضامن ہوا۔ اپنی مدد کے بہیجنے کی ساتھ اور یہہ حکم قوله تعالی وعد الله الذین امنو منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا سے ماخوذ ہے ۱۲

اور آپکو یقین تہا کہ جوکچھہ وعدہ خداوند تعالے نے مومنین کے ساتھہ تمکین دین اور تبدیل خوف اور حفظ وحمایت اور غلبہ وعصیانت کی فرمائی ہین اون سبکے انجاز کا وقت یہہ ہی زمانہ خلفاء کا ہے اور جو کچھہ مفسرین ومحدثین شیعہ نے اس کے خلافت مہدویہ پر حمل کرنے کی کوشش کی ہے وہ بالکل اسکی مخالف ہی اور جسقدر توجیہات لاطائلہ اس آیت کے خلافت مہدویہ پر کرنے مین کی ہین وہ سب کہ باہنثور ہوگئین بلکہ یہہ بھی ثابت ہوا کہ وہ سب تو وہ تو وہ روایات جو جناب امیر ہی در باب شکایت غصب خلافت خلفاء کی نسبت کے گئین ہین وہ سب محض افترا واختلاق ہین ۔ اور خلافت خلفاء امامت حقہ اور خلافت راشدہ ہی اور حضرات خلفاء امام برحق اور خلیفہ راشد ہین جناب امیر کے اس ارشاد سے تمام شکوک وشبہات وخلجان واحتمالات رفع ہوگئے والحمد للہ علی ذلک دلیل ثالث ثبوت حقیت خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم پر وہ خط ہی جو سابق مین بھی نہج البلاغۃ اور اوسکی شرح سے بعبیرہ نقل کیا گیا ہی اما بعد

فان بيعتي بالمدينة لزمتك وانت بالشام لانه بايعني القوم الذين بايعوا ابا بكر وعمر وعثمان على ما بايعوهم عليه فلم يكن للشاهد ان يختار ولا للغائب ان يرد وانما الشورى للمهاجرين والانصار فاذا اجتمعوا على رجل وسموه اماما كان ذلك لله رضى فان خرج من امرهم خارج بطعن او بدعة ردوه الى ما خرج منه فان ابى قاتلوه على اتباعه غير سبيل المؤمنين وولاه الله ما تولى ويصليه جهنم وساءت مصيرا وان طلحة والزبير بايعاني ثم نقضا بيعتي فكان نقضهما كردتهما فجاهدتهما على ذلك حتى جاء الحق وظهر امر الله وهم كارهون فادخل فيما دخل فيه المسلمون فان احب الامور الي فيك العافية الا ان تتعرض للبلاء فان تعرضت له قاتلتك واستعنت بالله عليك وقد اكثرت في قتلة عثمان فادخل فيما دخل فيه الناس ثم حاكم القوم الي واحملك واياهم على كتاب الله فاما تلك التي تريدها

حقیت خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم پر حضرت علی کے اس خطبہ سے حجت ہے کیونکہ اجماع ... ۔

فطم عنا الصبی من اللبن ولعقہ وان نظرت بعقلک دون ھواک لتجدنی
ابرء قریش من دم عثمان واعلم انک من الطلقاء الذین لا یحل لھم الخلافۃ
ولا یتعرض فیھم الشوریٰ وقد ارسلت الیک جریر بن عبد اللہ وھو من اھل
الایمان والھجرۃ فبایع ولا قوۃ الا باللہ - اس خط سے ثبوت حقیت خلافت خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم
مثل آفتاب کے روشن ہے - اور غایۃ کوشش علمار شیعہ کے اسکی تاویل مین یہہ ہے کہ اسکو دلیل الزامی
کہکر اپنے مذہب کے جان بچاتے ہین اور ظاہر ہے کہ ایسی لیسی وا ہی اور بیہودہ تاویلات بلکہ تحریفات
سے ناموس مذہب گیر ودار علمار سے مصئون و مامون نہین رہ سکتا ؏ کف ممعل ست
کہ بر لب دریا گردد + چونکہ ہم بحول اللہ وقوتہ اس دلیل کے تحقیقی ہونیکا اثبات اور الزامی ہونیکا
ابطال سابق مین عنقریب کر آئی ہین - اسلیے حاجت اعادہ وضرورت تطویل بحث نہین
دیکھیے دلیل رابع نہج البلاغۃ مین ایک خط آپکی شریف رضی نے اپنی عادت
شریفہ کی موافق کلام طویل سے ملتقطاً نقل کیا ہی جسکا عنوان یہہ ہی - ومن کلام
لہ یجری مجری الخطبۃ فقمت بالامر حین فشلوا الخ اس خطبہ کے خاتمہ کی عبارت
یہہ ہی فنظرت فی امری فاذا طاعتی قد سبقت بیعتی واذا المیثاق فی
عنقی لغیری[1] عاقل ان جملونکو نظر غور سے دیکھے اور عجیب قدرت خداوندی کا تماشا دیکھے
کہ ابن میثم شارح ابن میثم اس سے واضح تر اور صاف فرماتے ہین انکی عبارت نقل
کرتا ہون قولہ[2] فنظرت فی امری الخ فیہ احتمالان احدھما قال بعض
الشارحین انہ مقطوع من کلام یذکر فیہ حالہ بعد وفات الرسول
صلی اللہ علیہ وسلم وانہ کان معھودا الیہ ان لا ینازع فی امر الخلافۃ فنزلک

[1] مینے اپنی امر مین سوچا ناگاہ میری طاعت میری بیعت سے سابق ہو چکی تھی اور غیر کا میثاق میری گردن مین تھا ۱۲
[2] قولہ فنظرت فی امری الخ اسمین دو احتمال ہین ایک تو یہہ ہی کہ بعض شارحین نے کہا کہ یہہ اوس کلام مین سے مقطوع ہی جسمین رسول اللہ صلی اللہ کے وفات کی پیچھے کا حال اور یہہ کہ آپ سے عہد لیا گیا تھا کہ امر خلافت مین جھگڑا نہ کرین - ۱۲ -

حصل له بالرفق والا فليمسك فقوله فنظرت فی امری فاذا طاعتی قد سبقت بیعتی ای طاعتی لرسول الله صلی الله علیه وسلم فیما امرنی به من ترک القتال قد سبقت بیعتی للقوم فلا سبیل لی الی الامتناع منها وقوله واذا المیثاق فی عنقی لغیری ای میثاق رسول الله صلی الله علیه وسلم وعهده الی بعدم المشاقة وقیل المیثاق ما لزمه من بیعة ابی بکر بعد ایقاعها ای فاذا میثاق القوم قد لزمنی فلم یمکننی المخالفة بعده الاحتمال الثانی ان یکون ذلک فی تضجره وتبرمه من ثقل اعباء الخلافة وتکلف مدارات الناس علی اختلاف اهوائهم ویکون المعنی انی نظرت فاذا طاعة الخلق لی واتفاقهم علی قد سبقت بیعتهم واذا میثاقهم قد صار فی عنقی فلم اجد بدا من القیام بامرهم ولم یسعنی عند الله الا النهوض بامرهم اور اوسکی آخر مین لکھا والاول اشهر بین الشارحین عاقل جناب امیر کی کلام مین تامل کری اور شارح کی تصریح کو ملاحظہ کری اور دیکھی کہ خلافت صدیقیہ کا ثبوت حقیت اس کلام سے کس وضوح و صراحت و ظہور و بداہت کے ساتھہ ہو رہا ہی بندہ اوسکو مختصر کر عرض کرتا ہی کہ شارح کے بیان سے یہہ معلوم ہو چکا ہی کہ یہہ کلام اوس کلام سے مقطوع ہی جسمین اپنا وہ حال جو بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوا بیان فرمایا ہی پہلی عبارت جو شارح نے پڑھائی ہی وانه کان معهودا الیه ان لا ینازع فی الا

سلہ یعنی اگر نرمی سے حاصل ہو جائی منہا ورنہ باز رہین بیان فرما رہی ہین پس آپکا ارشاد (کہ مینی اپنی امر مین سوچا ناگاہ میری طاعت میری بیعت سی سبقت کر چکی تہی) یعنی میری طاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیی ترک قتال کے اب مین میری بیعت سے قوم کے لیے سابق ہو چکی تو اب اوس سے باز رہنی کی طرف رستہ نہین ہے اور آپکا ارشاد (اور ناگاہ غیر کا میثاق میری گردن مین تہا) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میثاق اور عہد عدم منازعت مین اور بعض کہتی ہین کہ میثاق وہ ابوبکر کی بیعت تہی جو بعد واقع کرلینے کے لازم ہو گئی تہی یعنی قوم کا میثاق مجہکو لازم ہو گیا تو بعد اوسکی مجہسی مخالفت نہو سکی دوسرا احتمال یہہ ہی کہ یہہ آپکا ارشاد مہمات خلافت کی بار سے تنگ اور ستیزہ لری مین اور لوگونکی مدارت کی تکلف مین باوجود اختلاف خواہشون کی صادر ہوا اور معنی یہہ ہون کی مینی دیکہا ناگاہ لوگونکا میری طاعت کرنا اور مجہپر اتفاق کرنا اونکی میری ساتہہ بیعت سے

الخلافة بل ان حصل له بالرفق والا فليمسك۔ دلالت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو طمانیت تھی اور معلوم تھا کہ بعد وفات شریف کے خلافت اہل کو حاصل ہوگی اور چونکہ اوسوقت اہلیت وصلاحیت خلافت چند اشخاص مین وافر تھی جنمین جناب امیر بھی اس صف الیتہ للخلافت مین شریک تھی اور حسب تصریح علامہ ابن میثم کی شرح خطبہ شقشقیہ مین ثابت ہی کہ حضرت امیر کو استشراف الی الخلافت تھا اور دوسرے بہت جگہ سے بھی شرح نہج البلاغت مین یہہ امر ثابت ہی چنانچہ وقت بیعت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فرمایا۔ لقد علمتم انی احق بہا من غیری اور شارح اسکی شرح مین بطور اعتراض وجواب کے لکھتا ہی[۱] فان قلت السوال من وجہین الاول ما وجہ منافستہ فی ہذا الامر مع انہ منصب متعلق بامور الدنیا ولا سیما مع ما اشتہر منہ من الزہد فیہا والاعراض عنہا ودفعہا ورفضہا قلت الجواب عن الاول ان منصب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منصبا دنیاویا وان کان متعلقا باصلاح احوال الدنیا لکن لا لکونہا دنیاویا بل لانہا مضمار الاخرۃ ومزرعہا الخ تو اس سے صاف ثابت ہی کہ آپکو رغبت واستشراف امارت تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپسے عہد لیا تھا کہ اگر خلافت کسی دوسرے کو حاصل ہو تو منازعت نکرنا کیونکہ جسکو حاصل ہوگی وہ اہل خلافت ہوگا اور صحابہ غیر اہل کو خلافت کو بھی ہرگز تسلیم نکرینگے پس جب وہ خلافت حقہ اور امامت راشدہ ہوئی تو اوسکی نسبت منازعت ممنوع ہوئی چنانچہ آپنے ارشاد فرمایا لقد علمتم انی احق بہا من غیری

---

[۱] اس جگہ اعتراض دو وجہ سے ہے پہلی یہہ کہ منصب خلافت باوجودیکہ متعلق اصلاح امور دینیہ ہی اور آپکا اونسے زہد اور اعراض اور ترک مشہور ہی پہر اوسمین آپکی رغبت کی کیا وجہ ہی پہلے اعتراض کا جواب یہہ ہی کہ رسول اللہ کا منصب اگرچہ احوال دنیا کی اصلاح کے متعلق ہی تاہم منصب دنیاوی نہین ہی لیکن اونکا تعلق دنیا سے بحیثیت دنیاوی ہونے کے نہین ہی بلکہ اس حیثیت سے کہ وہ آخرت کی کہیتی کے جگہ ہی ۱۲۔

واللہ لاسلمن ما سلمت امور المسلمین شارح اسکی شرح میں کہتا ہے[۱] وفیہ اشارۃ الی ان غرضہ من المنافسۃ فی ہذا الامر ہو صلاح حال المسلمین واستقامۃ امورہم وسلامتہم عن الفتن وقد کان لہم ممن سلف من الخلفاء استقامۃ امرہ الخ ما قال۔ تو آپنے خلافت کو اوسی شرط کے ساتھہ تسلیم کیا کہ جو شرط خلافت راشدہ کی ہی گویا یہہ فرمایا کہ اگر یہہ خلافت راشدہ ہوگی تو تسلیم کرونگا ورنہ نہین اور اگر مطلقاً عدم منازعت کا عہد لیا گیا تہا تو یہہ آپ کا ارشاد ما واللہ نا سہ اسمر لغو ہوگا اور خلاف حیثیت رسول کے ہوگا اور یہہ ہی وجہ ہی کہ آپنے زمانہ خلفا میں منازعۃ ومناقشہ نہین فرمایا اور امیر معویہ کے ساتھہ منازعہ فرمائی اور فتنہ کا کچہہ خوف نفرمایا۔ اگر مطلقاً عدم منازعہ معہود تہی تو آپ کا یہہ مناقشہ امیر معویہ کے ساتھہ صریح خلاف معہود ہی اور باعث ثوران فتن تو اگر خوف فتن کی وجہ سے خلفاء کے ساتھہ ترک منازعہ کی تو یہان ظاہر وقوع فتن ہی تو معلوم ہوا کہ آپنے عدم منازعت اسی وجہ سی نہین فرمائی کہ وہ خلافتین راشدہ نہین حضرت کا ارشاد ہی عدم منازعہ کی بابت گویا مشروط اسی شرط کے ساتھہ تہا کہ اگر مسلمین سلامت ہین تو عدم منازعت معہود ہی یعنی اگر خلافت راشدہ ہو تو عدم منازعت معہود ہی حاصل یہہ کہ یہی استثناء کی وجہ سی عہد عدم منازعہ لیا گیا تہا اور اصل یہی کہ جو خلافت واقع ہوگی وہ راشدہ ہوگی اوسکی ساتھہ منازعہ نکرنا اور اوسکی نقض کے تدبیر نکرنا بلکہ تمہاری یہی اگر اوسکے حصول بالرفق ہوسکی تو فبہا کیونکہ منجملہ صالحین للخلافت کے ایک آپ ہی ہین اور اگر حصول اوسکا بالرفق نہو اور اہل حل وعقد آپسے بیعت نکرین بلکہ کسی دوسری سی بیعت کرلین تو اوسپر منازعت سے باز رہنا چاہیی اور اس عبارت سی یہہ ہی صریح مستفاد ہی کہ اوسوقت تک خلافت کا حصول

---

[۱] اور اسمین اسطرف اشارہ ہی کہ آپکی غرض خلافت مین رغبت سی مسلمانونکی حال کی درستی اور اونکی کامونکی استقامت اور اونکی فتنونسی سلامتی ہی اور گذشتہ خلفا سی انکی یہی ہی استقامت اور درستی امر کی حاصل تہی۔ ۱۲

جناب امیر کو نہین ہوا تب ظاہر ہی کہ ضمیر حصل کی امر خلافت کیطرف راجع ہی اور یہہ جملہ
مدخول ان شرطیہ کا ہی جو باعتبار اپنی اصل وضع کی مشکوک پر داخل ہوتا ہی یعنی یہہ ہوئی
کہ اگر تمہاری لیی حصول امر خلافت بسہولت ہو سکی تو فبہا اور اگر حصول نہو۔ تو
منازعت سی باز رہنا چاہیی۔ غرض حصول امر خلافت حضرت کی لیی مشکوک ہی اور موقوف
اس پر ہی کہ اگر بیعت اہل حل وعقد کے آپکی ساتھہ واقع ہوگی تو حصول خلافت ہوگا
ورنہ نہین تو اس سے صاف منصوصیت خلافت جناب باطل ہوگی اور حصول امر خلافت کا
وار مدار بیعت اہل حل وعقد پر ہوا خیر یہہ ایک جملہ شرطیہ تہا جو درمیان مین مذکور ہوا اصل
مقصود یہہ ہی کہ اس عبارت سے بانضمام عبارت خطبۂ ثانیہ واللہ لاسلمن ما سلمت
امور المسلمین مثل آفتاب روشن ہی کہ عہد معہود نازنہ صرف اسوجہ سی تہا کہ جو خلافت
واقع ہوگی وہ خلافت راشدہ اور امامت حقہ ہوگی اور اسکی ثبوت سی جو آفت کہ مذہب شیعہ پر واقع
ہوئی بے پایان اور اوسکا بیان خارج از حد امکان ہی اسکی بعد دوسرا جملہ جو جناب امیر
کی کلام مین سی نہج البلاغت مین مذکور ہی یہہ ہی فنظرت فی امری فاذا طاعتی قد
سبقت بیعتی یعنی بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مینی اپنی امر مین تامل
کیا اور سوچا تو ناگاہ میری طاعت میری بیعت سی سبقت کر چکی تہی اس جملہ کی ترکیب
ملاحظہ ہی واضح ہے کہ لفظ طاعتی و بیعتی مین مصدر مضاف طرف یاء متکلم ہو رہا ہی اور
اسمین دو احتمال ہین اول یہہ کہ مصدر مضاف الی المفعول ہو اور اوسکا فاعل محذوف ہو
اور دوسرا احتمال یہہ ہی کہ مصدر مضاف الی الفاعل ہو اور مفعول محذوف ہو احتمال اول چند وجوہ سی
باطل ہے اولا یہہ کہ اضافت الی المفعول خود قلیل ہے چنانچہ مسائل نحو مین مذکور ہی شرح
جامی مین ہی وقد یضاف[لہ] المصدر الی المفعول سواء کان مفعولا بہ

لہ کبہی مصدر مضاف ہوتا ہی بطرف مفعول کی بہ تقدیر خواہ مفعول بہ ہو خواہ مفعول الیہ ہو فاعل کی بہ نسبت
قلیل طور پر ۱۲

اوظرفا او مفعولا لہ علی قلتہ بالنسبۃ الی الفاعل اور رضی شرح کافیہ صفحہ ۱۵۹ مین لکہا ہے
وانما یضاف الی المفعول اذا قامت القرینۃ علی کونہ مفعولا[1] اما بمجی تابع لہ
منصوب حملا علی المحل نحو اعجبنی ضرب زید الکریم او بمجی الفاعل بعدہ صریحا
کقولہ ؎ امن رسم دار مربع ومصیف لعینیک من الشون وکیف او بقرینۃ
معنویۃ نحو اعجبنی اکل الخبز – تو جب یہہ قلیل ہے تو اسکو کثیر الاستعمال پر بغیر کسی داعیہ
بلاقرینہ ترجیح دینا باطل ہے – ثانیاً یہہ کہ حسب تصریح شارح جب اس کلام کو اوس حال کے
بیان پر محمول کیا جاوے جو بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوا تو بالکل واقع
کی اور سیاق کلام کے مخالف ہوگا کیونکہ بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سبقت
مداعۃ الناس لہ علی البیعت واقع ہوئی ہی نہین اور حذف مثل عند اللہ وغیرہ کو تسلیم کرنا
خود خلاف ظاہر و خلاف اصل ہی – ثالثاً ظاہر ہے کہ یہہ کلام بطور تحسر کے صادر ہوئی اور
ہمیہی ہی کہ اضافۃ الے المفعول کی صورت مین تحسر و تحزن کی کوئی وجہ نہین کیونکہ جناب کے
مطاع ہونے مین جسکی طرف خواہش استشراف تہا کیا تحسر لاحق ہو سکتا ہی ہان جبکہ
اضافت الے الفاعل ہو اور آپ مطیع ہون تو اوسوقت تحسر کا اظہار زیبا اور شایان ہی
رہیگا – اگر اس عبارت کو جناب امیر کے اوس تحسر پر محمول کیا جاوے جو مدلول احتمال ثانی کا ہی
کہ آپکے اپنی زمانہ خلافت مین اعبار خلافت کے ثقل سے دلتنگ ہو کر یہہ فرمایا تو یہہ وجہ کہ
اوس سے بہی زیادہ واہی ہی بس شارحین اہلسنت مشہور نہین پس بوجوہ مذکورہ ثابت ہوا کہ لفظ طاعتی
اور بیعتی مین اضافت مصدر کے الی الفاعل ہے اور اضافت الے المفعول نہین ہی چنانچہ
شارح ابن میثم بہی اسیکا قائل ہوا ہی کہ مصدر مضاف الے الفاعل ہے اور مفعول محذوف ہی لیکن

---

[1] جبکہ اوسکی مفعول ہونے پر قرینہ قائم ہو یا کوئی اوسکا تابع منصوب حملا علی المحل نہ آجائی جیسا اعجبنی ضرب زید الکریم یا فاعل اوسکی بعد صریح واقع ہوجائی جیسا قول شاعر مین یا کوئی قرینہ معنویہ ہو جیسا اعجبنی اکل الخبز ۱۲ –

اب گفتگو اس مین ہی کہ دونو مصدر ذکی لیے مفعول کیا محذوف ہی سو اسمین تو ہمارا اور شارح ابن
میثم کا اتفاق ہی جو لفظ بیعتی کا مفعول محذوف کیا ہی شارح فرماتا ہی فاذا طاعتی قد
سبقت بیعتی للقوم فلا سبیل لے الا امتناع منہا اور ہم بھی یہہ ہی کہتی ہین کہ جب
بیعت اہل حل و عقد سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد اور امام برحق ہوگئی اور عموماً
حاضر و غائب کو اور اوسکو کہ جسنی بیعت کے تہی اور جسنی نہین کی تہی ابو بکر صدیق رضی اللہ
عنہ کی اطاعت واجب لازم ہوگئی تو اوسکو آپ فرماتے ہین کہ مینی اپنے امر مین فکر کیا
تو معلوم ہوا کہ اس سے پہلے کہ مین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کرون میرا
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اطاعت کرنا سابق ہوچکا تہا صرف ہماری اور شارح
ابن میثم کے درمیان مین درباب اظہار تقدیر مفعول لفظ بیعتی اسقدر فرق ہے کہ شارح صاحب
تو اول مفعول لفظ قوم کا فرماتے ہین اور صاف لفظ ابی بکر رضہ نہین کہتے اور ظاہر ہی کہ مراد شارح
کی لفظ قوم سے ابو بکر ہی ہے چنانچہ جملہ آئندہ کے شرح مین بہی اگرچہ لفظ قوم کا فرمایا
لیکن ابو بکر شاید اوسکا نام نامی بہی لیا جس سے بصراحت معلوم ہوتا ہی کہ قوم سے مراد
ابو بکر ہین کیونکہ مطلق قوم کے بیعت کی کچہہ معنی نہین اگر تہی تو بیعت ابو بکر کی تہی
اور شارح بہی اسمین معذور ہی ابو بکر کا نام کیونکر لے جانتا ہی کہ تمام مذہب کا استعمال
ہوا جاتا ہے لیکن تاہم عجب یہ ہو کہ ایسا لفظ لکہا جو بمنزلہ نام کہنی کے ہی لیکن لفظ
طاعتی کے مفعول مین ہمارا اور شارح صاحب کا باہم فی الجملہ اختلاف ہی شارح
صاحب لفظ طاعتی کے مفعول کی تقدیر یہہ نکالتی ہین فاذا طاعتی لرسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم فیما امرنی بہ من ترک القتال اور ہم یہہ کہتی ہین فاذا طاعتی لابی بکر
لاجل انعقاد خلافتہ ولکونہ اماما حقاً اسکی تقدیر ہے لیکن ہماری تقدیر صحیح ہو
اور تقدیر شارح کی خلاف صواب ہی کیونکہ اولاً اس تقدیر سے جو شارح نے پیدا
کی ہی اذا مفاجاتیہ انکار کرتا ہی یعنی کہ اذا مفاجاتیہ کا مدلول تو یہہ ہی کہ وہ

[illegible]

جملہ جو مدخول اذا کا ہی اوسکی مضمون کا حصول بعد حصول مضمون جملہ سابقہ کے بغتۃً
اور فجاءۃً ہوا کرتا ہی اسیواسطی اوسکو مفاجاتیہ کہتی ہین شرح جامی مین ہی یقال فاجأ[۱]
الامر مفاجاۃً من قولہم فجئتہ فجاءۃ بالضم والمد اذا لقیتہ وانت لا تشعر
خرجت فاذا السبع واقف اسکی مثال رسائل نحو مین مذکور ہی اوس سے بخوبی یہہ مدعا
فہم مین آسکتا ہی اب ہم ما نحن فیہ مین اسکو دیکھتی ہین تو بموجب تقریر شارح کی حصول
مضمون جملہ کا جو مدخول اذا کا ہی فجاءۃً صادق نہین آتا کیونکہ نہایت بدیہی ہی
کہ جس امر کی نسبت خداوند تعالے کیطرف سی احکام بتاکید نازل ہوئی ہون اور رسول علیہ
الصلوۃ والسلام نے اوسکی بابت عہود مؤثقہ اور مواثیق مؤکدہ لیی ہون وصیت نامہ
یا ایمان و شہادات لکہا گیا ہو کتاب مختوم بخواتیم خاص اسی مطلب کے لیی نازل
ہوئی ہو اور وہ پاس بطور حرز جان موجود ہو تو ایسی حالت مین کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی
عاقل اس امر کا قائل ہو کہ حصول مضمون ایسی جملہ کا جسکا مدلول ایسا موثق و مؤکد ہی
بغتۃً اور فجاءۃً ہو فھل ھذا الا کذب صراح ومین بواح ان بموجب ہماری تقدیر
کلام کے البتہ حصول مضمون جملہ پر فجاءۃً اور بغتۃً ہونا صحیح اور درست صادق
آتا ہی کیونکہ دفعتاً بیعت اہل حل و عقد سے خلافت صدیقیہ منعقد ہوگئی اور ہر ایک
عام و خاص پر اوسکی اطاعت لازم ہوگئی تو جناب امیر نے اوسکی نسبت فرمایا کہ مینی
اپنی امر مین سوچا تو اچانک اطاعت ابو بکر کو جو ذرا پیشتر لازم نہین تہی اپنی بیعت کرنے سے
بہی پہلی اپنی اوپر لازم پایا پس اس صورت مین یہہ تقدیر اذا مفاجاتیہ کو نہایت چسپان
اور اوسکی ساتہہ نہایت مربوط ہی اور بخوبی حصول مضمون جملہ بطور مفاجات کے
ہوتا ہی۔ علاوہ ازین جسکو فہم کلام کا ذوق صحیح ہے وہ سمجہہ سکتی ہین کہ اسجگہ در مصدر

[۱] بولتی ہین فاجأہ الامر مفاجاۃً اخوذ قول عرب سے فجئتہ فجاءۃ بالضم والمد سے تو اوس سے ملے اور
اوسکو خبر نہو - ۱۲ -

مضاف فاعل کیطرف جو منہما متحد ہی اور وہ ضمیر متکلم کی ہی واقع ہین اور جب وہ متحد فی الحکم
ہین کہ دونو وجوب اطاعت کو مقتضی ہین اور متحد فی الفاعل ہین کہ دونو کا فاعل
متکلم ہے تو اوسکو مناسب اور چسپان یہہ ہی ہے کہ مفعول بھی دونو کا متحد ہو اور یہہ
امر ہماری تقدیر کی صورت مین ہے نہ شارح صاحب کی تقدیر کی تو اس سے ثابت ہوا
کہ تقدیر کلام یہہ ہی فاذا اطاعتی لابی بکر فقد سبقت یمینی ۱؎ اور ظاہر ہی کہ لزوم
وجوب اطاعت بدون صحت و حقیت خلافت متصور نہین تو اس سے ثابت ہو کہ جناب
امیر کے نزدیک خلافت صدیقیہ حقہ اور خلافت راشدہ واجب الاطاعت ہے وہو المطلوب
تنبیہ نظر اس سے اگر تحقیق تقدیر شارح کو تسلیم بھی کرلین تاہم اوسکا مآل بھی وجوب زعم
اطاعت ابی بکر ہی ہوگا کیونکہ شارح کی تقدیر یہہ ہی فاذا اطاعتی لرسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی ترک المنازعۃ القتال اور ظاہر ہے کہ اوسکی معنی یہہ ہین ۲؎ فاذا اطاعتی لرسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اطاعۃ ابی بکر اور ظاہر ہے کہ بدیہی ہے فاذا اطاعتی
لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اطاعۃ ابی بکر اور فاذا اطاعتی لابی بکر
کا مدعا اور مآل ایک ہی ہے پس اس تقدیر مین بھی ہماری و شارح کی تقدیر مین صرف لفظی فرق ہوا
اور بلحاظ معنی کے اتحاد وہی باقی رہا اس امر کا ثبوت کہ اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی ابوبکر کی اطاعت کی بارہ مین محض بوجہ مصلحت عدم ثوران فتن تھی یا یہہ کہ یہہ اطاعت
بوجہ حقیت خلافت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تھی سو اسکو ہم بعون اللہ تعالے
ابھی جملہ سابقہ کی شرح مین بیان کر چکے ہین کہ جناب امیر کا خلافت کو تسلیم کرنا اور بیعت
کرنا صرف اسی وجہ سے تھا کہ خلافت کو حقہ اور راشدہ سمجھتے تھے بعد اسکے تیسرا جملہ جو آخر مین
مذکور ہی یہہ ہے واذا المیثاق فی عنقی لغیری یہہ جملہ ثبوت حقیت خلافت مین

ف۱ اچانک میری فرمان برداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے لیے ابو بکر کے فرمانبرداری مین ف۲ اچانک
میری فرمانبرداری ابو بکر کے لیے ۱۲

گویا نص صریح ہی اور شارح نے بھی اس جملہ کی شرح مین اسکو مثبت خلافت تسلیم فرمایا ہی شارح
ابن میثم اسکی شرح مین فرماتے ہین قولہ[1] واذا المیثاق فی عنقی لغیری ای میثاق
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وعہدہ الی بعدم المشاقۃ وقیل المیثاق
ما الزمہ من بیعۃ ابی بکر بعد ایقاعہا ای فاذا میثاق القوم قد لزمنی فلم
یمکننی المخالفۃ بعدہ شارح نے اس جملہ کی دو تقدیرین لکھی اور دو معنی بیان کیے
ظاہر ہو یہی ہی کہ اس عبارت کے معنی ثانی جو شارح نے بیان کیے وہ سراسر ہماری
مدعا کی مثبت ہین اور قاطع اساس تشیع کیونکہ لزوم بیعت ابی بکر رضی اللہ عنہ بجز اسکی
ممکن نہین کہ اونکی خلافت حقہ راشدہ ہو کیونکہ بحسب اصول تشیع کی کوئی شخص بجز امام
برحق کے واجب الاطاعت نہین اور جو شخص غصبا و عدوانا متقمص خلافت ہو اوسکی
اطاعت اوسکی اعانت اوسکی حمایت حرام ہے اور اوسکی اطاعت و اعانت کرنے والے آثم
اور مرتکب حرام کے اور اوسکا خذلان واجب ہی۔ پس جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی
بیعت جناب امیر پر لازم ہوگئی اور یہ لزوم بنص رسول تھا۔ اور بدون خلافت راشدہ
ہونے کی لزوم ہو نہین سکتا تھا تو معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت خلافت حقہ
اور امامت راشدہ تھی اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جناب امیرؓ اوسوقت نہ خلیفہ تھے
اور نہ امام تھے اور جو شرائط ثلثہ عصمت و نص و افضلیت ہی بالکل باطل ہوگئی اور خود آپکی علامہ
ابن میثم بلکہ شریف رضی بلکہ خود جناب امیرؓ نے ان دو جملو مین مذہب تشیع کا استیصال
کردیا علی الخصوص لفظ بعد ایقاعہا جو شارح نے بڑھایا ہی عجب قدرت الٰہی کا تماشا دکھلاتا ہی
شارح نے توجیہ قید جس غرض سے لگائی ہی وہ ہر شخص سمجھ سکتا ہی لیکن وہ بالکل لغو اور

[1] اور ناگاہ غیر کا میثاق میرے گردن مین تھا یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا عہد و میثاق عدم
منازعۃ مین اور بعض کہتے ہین میثاق وہ ہی جو ابوبکر کی بیعت کا میثاق اوسکے واقع کرنے کی بعد آپ کو لازم
ہوگیا یعنی قوم کا میثاق مجھپر لازم ہوگیا اور بعد اوسکے مجھ سے مخالفت نہو سکی ۱۲۔

باطل ہے اگر ہماری مجیب بسبب اوسکی درپی ہوئی تو ہم انشاء اللہ تعالے بدلائل اوسکی بطلان کو
ثابت کردکہائینگی حق یہہ ہے کہ یہہ جملہ ہماری نہایت مفید مدعا ہی اور ہماری نہایت
کارآمد ہی اور تقدیر اس جملہ کی یہی واذا میثاق بیعۃ ابی بکر بعد ایقاع القوم
ایاہا فی عنقی اس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ بیعت کے انعقاد کا دار مدار بیعت
اہل حل وعقد پرہی اور شارح نے باعتبار تقدیر اول کے جو اول معنی بیان فرمائی ہین
وہ غلط ہین چنانچہ اس سے پہلے جملہ کے بحث سی اوسکا بطلان بخوبی ثابت ہوتا ہی علاوہ
اسکی جو پہلے گذارش ہوا کہ لفظ اذا مفاجاتیہ اس تقدیر سے ابا کرتا ہے یہہ التماس ہی
کہ اس جملہ کے لیی مقدر ومحذوف کی کچھہ ضرورت نہین اور ظاہر ہے کہ حذف وتقدیر کا
ارتکاب اوسی جگہ کیا جاتا ہی جسجگہ بدون حذف وتقدیر کے تصحیح عبارت ممکن نہو سیوطی
حذف خلاف اصل ہے اور یہہ جملہ بجمیع اجزاء المذکورہ تام ہی محتاج کسی خبر کی حذف یا تقدیر
کا نہین ہی کیونکہ اس جملہ کے اصل عبارت اسطرح ہے فاذا میثاق الغیر فی عنقی
اور یہہ خود جملہ تام ہے جو اپنی تمامی مین محتاج کسی جز کا نہین بجز اسکی کہ خبر ظرف مستقر کی
جو محتاج متعلق کا ہی سو اوسکی تقدیر خارج از بحث ہی پس اس عبارت مین بجز تقدیم وتاخیر حذف
کا قائل ہونا بالکل بے ضرورت وخلاف اصل وناجائز ہی تو اس صورت مین معنی صاف واضح
ہین کہ مینی اپنی امر مین فکر کیا ناگاہ میثاق غیر کا میری گردن مین تہا اور پہلے شارح
کی تصریح سی معلوم ہو چکا ہے کہ لفظ غیر سے مراد قوم ہی جس سے مراد ابوبکر ہین اور بیان
حذف مضاف الیہ یعنی لفظ رسول کا بطلان ثابت کیا گیا تو اسکی معنی یہہ ہوئی فاذا میثاق
ابی بکر من لزوم بیعتہ بعد ایقاع القوم ایاہا فی عنقی فلم یمکننی المخالفۃ
بعدہ اور وہ تقدیر جو شارح نے بیان کی ہے غلط ہو گئی اور دونون جملی باہم خوب

سلہ ناگاہ ابوبکر کا میثاق اوسکی بیعت کے لزوم مین بعد واقع کرنے قوم کے اوسکو میری گردن
مین تو بعد اوسکی مجہسی مخالفت نہوسکی ۱۲

مرتبط ہوگئی اور اوسفا جاتیہ کے بہی مناسب ہوگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
وفات کی بیان حال کے ساتھہ بہی نہایت چسپان ہوگیا اور حاصل عبارت یہہ ہوا
فنظرت فی امری فاذا طاعتی لابی بکر قد سبقت بیعتی لہ واذا المیثاق الغیر
وھو ابو بکر من لزوم بیعہ ووجوب طاعتہ علینا بعد ایقاع القوم ایاھا فی
عنقی فلا سبیل الی الامتناع منہا ولا یمکننی مخالفتہا - علاوہ ازین اگر شارح
کی اس تقدیر کو صحیح تسلیم کرلیا جاوی تو بھی ہماری مدعا کی منافی نہین چنانچہ پہلی
جملہ کے تقدیر مین گذارش ہوچکا ہی بلکہ ہماری مدعا کے موید ہی کیونکہ میثاق رسول اللہ
وعہدہ الی بعد من المشاقۃ کا حاصل اور میثاق رسول اللہ فی لزوم بیعۃ
ابی بکر وطاعتہ کا حاصل ایک ہی اور ہم معنی - میثاق ابی بکر فی لزوم بیعتہ واطاعتہ
کا ہی بلکہ ذکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میثاق کا اور زیادہ موکد ہوگیا اور بمنزلہ
دعوی آشنی مبنیہ وبرہان ہوا الحمد للہ کہ خود جناب امیر رض کی اعتراف اور آنکی جناب
رضی کے نقل اور جناب شارح ابن میثم کی شرح سے صحت وحقیت خلافت خلفاء ثلاث
ہوئی اور جھگڑا چکا - بیت کیا لطف جو غیر پردہ کہولے ✠ جادو وہ جو سر پہ چڑھکے
بولے ✠ دلیل خامس - شریف رضی نے نہج البلاغت مین ایک خطبہ نقل کیا ہی جسمین تمام
وہ مناقب واوصاف بیان فرمائی ہین جنکا مصداق شیخین کے سوا ممکن نہین کہ کوئی دوسرا
شخص ہو خطبہ یہہ ہی ومن کلام لہ علیہ السلام للہ بلاء فلان [۱۵] فلقد قوم الاود وداوی
العمد اقام السنۃ وخلف الفتنۃ وذہب نقی الثوب قلیل العیب اصاب خیرھا
وسبق شرھا ادی الی اللہ طاعتہ واتقاہ بحقہ رحل وترکہم فی طرق متشعبۃ

---

[۱۵] فلان شخص کے آزمایش خدا کے بہی ہی خدا کی قسم اوسنی کجی کو سیدھا کیا اور بیماری کا علاج کیا اور سنت کو
برپا کیا اور فتنہ کو پیچھے چھوڑ دیا اور پاکدامن بے عیب گیا خلافت کی بھلائی کو پہنچا اور برائی سے گذر گیا خدا کی طاعت ادا
کی اور حق تقوی کا ادا کیا لوگوں کو ایسے پھیلے رستوں مین چھوڑکر کوچ کر گیا کہ اوسمین گمراہ راہ یاب جسکو ادراک ہدایت پانہ سکی اور ہدایت یافتہ یقین کو پہنچ سکی

لا یہتدی فیہا الضال ولا یتیقن المہتدی - انتہی بندہ کمترین عرض کرتا ہی کہ ممدوح ان اوصاف مدائح کی یا ابوبکر ہین یا عمر یا رجل ثالث لیکن جائز نہین کہ مراد رجل ثالث ہو کیونکہ جو رجل ثالث کہ مراد ہے یا ابوبکر و عمر سے پہلے ہی یا پیچھے ظاہر ہے کہ پیچھے بجز عثمان رضی اللہ عنہ کی اور کوئی نہین اور ظاہر ہی کہ حضرت عثمان رض مراد نہین اور نہ کوئی اسکا قائل ہوا تو لامحالہ یہہ ممدوح وہ رجل ہوگا جو ابوبکر و عمر سے پہلے زمانہ حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین تہا اور اوسی زمانہ مین وفات پاگیا لیکن چند وجوہ سے ممکن نہین کہ یہہ توصیف ایسے شخص کے ہو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زمانہ مین ہے وفات کر گیا ہو کیونکہ اولاً جب وجود باجود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موجود ہی وحی نازل ہوتے ہی تمام امور وحی خداوندی سے سرانجام پاتے ہین اور خود جناب امیر بھی موجود ہین اور بفضلہ تعالی آپکو بوجہ قرب و منزلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر امر کے رتق و فتق مین دستاندازی ہے اور بفضلہ تعالے اوسوقت آپ مخذول و متروک بھی نہین ہین تو ایسی حالت مین کیسی ایسے شخص کے جو نہ امام ہوا اور نہ بالقوہ خلیفہ راشد ہوا ایسی اوصاف کے ساتہہ موصوف کرنا جو خاص امام کے واسطے ہوون سراسر کذب و خلاف واقع ہے علاوہ ازین ثانیاً اس خطبہ کی الفاظ خود اس سے ابا کرتے ہین کیونکہ اصحاب خیرہا و سبق شرہا کی ضمیرین خلافت کیطرف راجع ہین شارح ابن میثم فرماتے ہین والضمیر فی خیرہا وشرہا للخلافۃ وان لم یجر ذکرہا لکونہا معہودۃ او لتقدم ذکرہا - انتہی - اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص موصوف ان صفات کا ہی اوسنی خلافت کو پایا اور بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمات خلافت سرانجام کرکے تمام برائیون سے بچکر اور تمام خوبیون کو سمیٹ کر اپنی ساتہہ لگیا پس ایسا شخص بجز حضرت ابوبکر یا عمر رضی اللہ عنہما کے اور کوئی نہین ہوا تو اس سے متعین ہوا کہ وہ رجل جو موصوف ان صفات کا ہی یا ابوبکر رض ہے یا عمر رض تیسرا شخص

کوئی نہین ہوسکتا۔ ثالثاً اگر سوای ان دونو کی کوئی تیسرا ہی تو آپکے قطب صاحب
رادندی اور آپ فرماوین تو بھی وہ کون ہے اور اوسکا نام تو لین بہلا جو
ایسا نمودار شخص ہو اور جس کے ایسی اوصاف ہون عقل سلیم کب تسلیم کرتی ہے
کہ وہ ایسا مجہول الاسم و مجسم عنقا صفت ہو کہ جسکو کوئی بھی نہ پہچانتے اور کیا وجہ ہے
کہ حضرت امیر نے جو اوسکا نام نہین ذکر فرمایا تو اوسکی وجہ یہہ ہی ہوگی کہ بوجہ اوسکی شہرت
کے اوصاف کی ذکر کو نام لینے کے ذکر سے مغنی سمجہا اور صرف اوصاف کی ذکر پر اکتفا
کیا اور جب کوئی آپکو اور آپکے رادندی صاحب کو ایسا شخص جو موصوف ان اوصاف کا ہو
نہین معلوم ہوا تو یہہ شخص محض تخیل و وسوسہ ہی اور آپکی قطب صاحب کے مکاشفہ کی غلطی ہی
اگر مصداق ان اوصاف کا حضرات کو دستیاب ہو جاتا تو زمین و آسمان کو باہم ملا دیتے
اور کیا کچہہ غل شور مچاتے تو معلوم ہوا کہ بجز ابوبکر رض و عمر رض کے تیسرا شخص موصوف
ان اوصاف کا نہین ہوسکتا ہی رہا آگا سمجہنا کچہہ اسی موقع پر منحصر نہین ہی بلکہ جناب
امیر نے بعض اور مواقع مین بھی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کی قریب قریب اسکی
تعریف و توصیف فرمائی ہے جس سے ثابت ہوتا ہی کہ یہان بھی جناب امیر تعریف و توصیف
انہین کی فرما رہی ہین نہ شخص ثالث کی جیسا کہ آپکی قطب صاحب نے توہم فرمایا چنانچہ
بجواب خط امیر معویہ رضی اللہ عنہ کے تحریر فرماتے ہین جسکو علامہ ابن میثم نے اپنی شرح
کبیر میں نقل کیا ہی وذکرت ان اللہ اجتبى له من المسلمين اعوانا ايدهم
به فكانوا في منازلهم عنده على قدر فضائلهم في الاسلام وكان افضلهم في الاسلام
كما زعمت وانصحهم لله ولرسوله الخليفة الصديق وخليفة الخليفة الفاروق

سلہ اسکا ترجمہ صفحہ ۱۳۵ پر گذر چکا ہی ۱۲-

ولعمری ان مکانہما فی الاسلام لعظیم وان المصائب بہما فی الاسلام لجرح شدید یرحمہما اللہ وجزاہما باحسن ما عملا۔ انتہی بقدر الحاجۃ اور یہہ عبارت اوس خطبہ کے شرح مین مذکور ہی جسکا عنوان یہہ ہی ومن کتاب لہ الی معاویۃ فاراد قومنا قتل نبینا الخ اس تعریف مین حضرت نے قسم کہا کر شیخین کے فرائی جسکو حضرت رضی نے خطامین سے نکال ڈالا ہی۔ دو جملہ ایسی جامع ذکر فرائی مین جو اوصاف عشرہ مذکورہ سابقہ کو مع شی زاید جامع ہین پس اپسی ہم ان دونو جملونکی مضمون کو اوس خطبہ کے مضمون ہی اور اس مدح و توصیف کو اوس مدح و توصیف سی مقابلہ کرکے دیکہتی ہین اور موازنہ کرتے ہین پس اس خط مین پہلا جملہ اس خط کا ان مکانہما فی الاسلام لعظیم ہی اور دوسرا جملہ۔ وان المصائب بہما فی الاسلام لجرح شدید ہی ظاہر ہی کہ ہر شخص کو علی الخصوص خلیفہ کے دو حالتین ہین ایک یہہ کہ اوسکا معاملہ خدا کے ساتھہ جو اپنی ذاتی امور مین ہو مثل تقوی و صلاح اعمال و ادای طاعات و عبادات بجا آوری حقوق اللہ مین ہوگا دوسرا یہہ کہ اوسکا معاملہ عباد کے ساتھہ اونکی حقوق کے بجا آوری کے متعلق ہوگا جناب امیر نے اپنی دونو جملونمین دونو امرونکو جمع فرمایا اور دونو حقوق کے اداکرنے کی نسبت ایسی مدح و توصیف فرمائی جو اعلی درجہ کی ہے اور حق تعریف کا ہی پہلا جملہ ان مکانہما فی الاسلام لعظیم اگرچہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے بجا آوری کو شامل ہے لیکن ہم علی سبیل التنزل کہتے ہین کہ اس سے مراد اونکی عظمت مکانی نے الاسلام صرف باعتبار بجا آوری حقوق اللہ اور کمال تقوی ہے چنانچہ ارشاد ہی۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم اور دوسرا جملہ ان المصائب بہما فی الاسلام لجرح شدید بصراحت انکی مدح باعتبار کمال بجا آوری حقوق العباد کے بیان کررہا ہی یہانتک کہ اون پر مصائب موت کا واقع

سلہ اسکا ترجمہ صفحہ ۳۱۳ پر گذر چکا ہے ۱۲۔

ہونا یعنی اونکا وفات پانا اسلام مین سخت زخم ہی یا یون کہی کہ ہر خلیفہ کے دو حالتین ہوتی
ہین ایک زمانہ حیات کے کہ جو اپنی زمانہ حیات مین خیرات وحسنات کا حقوق اللہ اور
حقوق العباد کو بجا لاکر ذخیرہ جمع کرے دوسری یہہ کہ بعد اوسکی وفات کے امت مین اوسکی
وفات کا کیا اثر پیدا ہوا اور اوسکی فقدان سے امت کو کیسا صدمہ پونہچی پس ظاہر ہی کہ پہلا
جملہ زمانہ حیات کے حسنات کو حقوق اللہ اور حقوق العباد سے واشگاف بیان کر رہا ہی
جسکا حاصل یہہ ہی کہ اونسی ایسی اعمال حسنہ ظہور پذیر ہوئی جو اونکی باعث عظمت مرتبہ کے
عند اللہ تعالے ہوگیی اور دوسرا جملہ واقعات بعد وفات کو پکار کر کہہ رہا ہی کہ اونکی انتقال
کی سبب سے اسلام کو سخت زخم پہونچ گیا ہی چنانچہ مشاہد ومحسوس ہی عیان راچہ بیان
کہ شیخین کے انتقال ہی سے اسلام کو ایسا سخت زخم پونہچا جو پہر مندمل نہوا اب ہم ان
دو جملونکی مضمون کو باعتبار پہلے دو حالتونکی اوصاف عشرہ سابقہ سے مقابلہ وموازنہ
کرکے دیکھتی ہین تو صاف معلوم ہوتا ہی کہ اوصاف عشرہ مین سے پہلا وصف خلق اللہ
کی اعوجاج اور کجی کو سیدہا کرنا اور دوسرا وصف اپنی مواعظ بالغہ کے ساتہہ امراض
نفسانیہ عباد کا معالجہ اور مداوا کرنا ۔ تیسرا وصف سنت نبوی کا قائم کرنا جبکہ اوس سے
مراد ہو کہ خود موافق سنت کے عمل کرنا ۔ چہوتہا وصف دنیا سی قلیل العیب رخصت ہونا
یعنی معاصی قلیلہ کے ساتہہ جانا قلت کا لفظ اسی واسطی فرمایا ہی کہ معصوم نہ تہی آتہوان
وصف خداوند تعالے کے پوری طور پر بندگی بجا لانا نوان وصف اتقا کرنا خدا
تعالے کے حقوق کے ساتہہ اور اوسکی حقوق کو اوسکی عقوبت کے لحاظ سی بجا لانا یہہ
چہہ اوصاف گویا اوس جملہ کے شرح اور تفصیل ہین جو اس خط مین اول مذکور ہوا یعنی
ان مکانہما من الاسلام لعظیم جو مجملا ان سب صفتونکا جامع ہے اور تیسرا وصف
اگر اوس سے مراد یہہ ہی کہ سنت نبوی کا لوگونمین جاری کرنا اور لوگونکو اوسکا پابند کرنا
اور عامل بالسنۃ بنانا اور چوتہا وصف فتنہ کو بہی چہوڑنا پانچوان وصف دنیا سے

پاک صاف لوگونکی مذمت لئے اپنی حقوق کی نسبت جانا ساتوان خلافت کے بہلائی
عدل و انصاف و اقامت دین حاصل کرنا اوسکی شرور یعنی فتن اور خونریزی سے محفوظ رہنا
دسوان ایسی حالت مین دنیا سے رخصت ہونا کہ بعد مین لوگ جہالتونکی پیچیدہ رستونمین گمراہ
ہوگئی ہون کہ جن مین گمراہ کو راہ یابی دشوار ہو اور راہ یاب کو اپنی راہ یابی پر پورا اعتماد نہو
یہ پانچون وصف متعلق حقوق العباد کے ہین اور گویا شرح جملہ ان للمصائب طما فی
الاسلام لجراح شدید کی ہین بلکہ چوتہا اور دسوان وصف تو گویا اس جملہ کا ہم معنی
اور مرادف ہی ہی چنانچہ ظاہر ہے مینے بخوف تطویل اجمالاً ذکر کردیا ہے اور تفصیلاً ہر ایک
وصف کو جداگانہ اوسکی شرح کرکے جملہ کے اندر داخل کرکے نہین بیان کیا اگر ایسا
کیا جاتا تو زیادہ طوالت ہوتی اہل فہم خود سمجھہ لینگے کہ جب ہم اوصاف عشرہ مذکورہ سابقہ
دونو جملونکی ساتہہ باعتبار دوسری دونو احتمالونکی مقابلہ کرتے ہین تو واضح ہوتا ہے
کہ جملہ اولی اس خط کا ان مکانہا الخ ممدوح کے اون اعمال حسنہ کی جو اپنی زمانہ حیات
مین بجا آوری حقوق اللہ یا حقوق العباد سے کی ہی گویا تصویر کھینچی ہوئی ہے اور جملہ ثانیہ
ان المصائب طما الخ اون حالات اور واقعات کو ظاہر کرتا ہی جو ممدوح کے وفات سے
بعد امت کو پیش آئی اور اون صدمونکی خبر دی رہا ہی جنکی سبب سے ممدوحین کے انتقال کے
بعد اسلام زخمی اور مجروح ہوگیا اور یہہ ہی دونو امر ہین کہ جنکی شرح اور تفصیل اوصاف عشرہ
مین مذکور ہے چنانچہ پہلا وصف اور دوسرا اور تیسرا اور پانچوان اور چہٹا اور ساتوان اور آٹہوان
اور نوان جملہ اولی کے شرح ہے جنمین اون حسنات کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ ممدوح
اپنی زمانہ حیات مین بجا آوری حقوق اللہ یا حقوق العباد سے کرکے عظمت مرتبہ خداتعالی
کی نزدیک پیدا کرکے لیگیا اور چوتہا اور دسوان وصف جملہ ثانیہ کی شرح ہی اور اوسمین
اون مصیبتونکا بیان ہی کہ جو وفات ممدوح کے سبب سے اسلام اور اہل اسلام کو پونہچی
غرض یہہ تفصیل اور یہہ اجمال باہم پوری طور پر مطابق ہین تو اس تقریر سے ثابت ہوا

کہ مدح وثنا کسی تیسری شخص کے نہیں بلکہ یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہی یا جناب
عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی۔ خاصتاً علامہ ابن میثم نے بھی اسیکو ترجیح دی ہی کہ موصوف
ان اوصاف کا یا ابوبکرؓ ہے یا عمرؓ بلکہ اپنی رای مین حضرت ابوبکرؓ کو بہ نسبت جناب عمرؓ
کی ترجیح دیتا ہی ہم علامہ کی کلام اوسکی شرح کبیر سے نقل کرتے ہین اہل عقل وانصاف
ملاحظہ فرمائین والمنقول[1] ان المراد بفلان عمر وعن القطب الراوندی انہ انما اراد
بعض الصحابۃ فی زمن الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ممن مات قبل وقوع
الفتن وانتشارھا وقال ابن ابی الحدید ان ظاھر الاوصاف المذکورۃ فی الکلام
یدل علی انہ اراد رجلا ولی امر الخلافۃ قبلہ لقولہ قوم الاود وداوی العمد
ولم یرد عثمان لوقوع فی الفتنۃ وتشعبھا بسببہ ولا ابابکر لقصر مدۃ خلافتہ
وبعد عہدہ عن الفتن وکان الاظہر انہ اراد عمر واقول ان اراد تعالی بکر
اشبہ من ارادتہ لعمر لما ذکرہ فی خلافۃ عمر وذمہما یہ فی خطبتہا المعروفۃ
بالشقشقیۃ کما سبقت الاشارۃ الیہا انتہی بقدر الحاجۃ۔ اس عبارت سے
صاف ظاہر ہے کہ شارح کے نزدیک لفظ فلان سے سوائی ابوبکرؓ وعمرؓ کے شخص ثالث کا
مراد ہونا مرجوح ہے کیونکہ اول بطور نقل کے بیان کیا کہ مراد لفظ فلان سے عمر مین قطب راوندی کا

---

[1] اور منقول یہی ہی کہ مراد لفظ فلان سے عمر بن خطاب ہی اور قطب راوندی سے منقول ہی کہ صرف بعض
صحابہ زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیجو فتنون کی واقع ہونے اور پھیلنی کی پیشتر انتقال کر گیا مراد رکھا ہی اور ابن ابی الحدید نے
کہا کہ ظاہر اوصاف سے دلیل ہی کہ وہ شخص مراد ہی جو آپ سے پہلے امر خلافت کا متولی ہوا بسبب اس قول کی کجی کو سیدہا
کیا اور بیماری کا علاج کیا۔ اور عثمان تو مراد نہین ہے کیونکہ وہ فتنون مین پڑا اور اوسکے سبب سے فتنی پھیلے اور ابوبکر
بھی بسبب کمی مدت خلافت اور بسبب دور ہونے زمانہ خلافت کے فتنون سے مراد نہین ہے تو گویا ظاہر یہ ہی
کہ عمر بن خطاب کو مراد رکھا ہی اور مین کہتا ہون ابوبکر کو آپ کا مراد رکھنا بہ نسبت عمر کے زیادہ شبیہ ہی کیونکہ خطبہ
شقشقیہ مین خلافت عمر کی مذمت کی ہی جیسا کہ اوسکی طرف اشارہ گذرچکا۔ ۱۲

قول نقل کیا ہی اور اسکے بعد ابن ابی الحدید کے قول تحسین عقلی بطور بطلان قول راوندی کا
ثابت کیا گیا تھی اور بتلایا گیا ہے کہ قطب راوندی کا قول فحوای عبارت کے سراسر
مخالف ہی اور بیان کیا گیا ہے کہ اظہر یہہ ہی کہ مراد حضرت عمر ہین پہر شارح خود کہتا ہی
کہ اشبہ بحق یہہ ہی کہ مراد ابوبکر صدیق ہین پس شارح ابن میثم اور ابن ابی الحدید متفق ہین
کہ شخص ثالث مراد نہین اور تیسرا شخص مصداق ان اوصاف کا نہین ہو سکتا ہی یہہ محض آپکا قطب
صاحب کے دنگیا تالی یا قصور مکاشفہ ہی ہے کہ نہ عبارت کو دیکھتے ہین نہ اوسکے مضمون کو سمجھتے
ہین اور اپنی توجیہین چلے جاتے ہین خواہ الفاظ سے پیدا ہو یا نہو خیر ہمکو اس سے کیا بحث
خدا تعالے اونکو اس ایمانداری اور دیانت کے جزا دیوی اور ہمہی کی ع جزاہ عنی عدی
بن حاتم الخ - ہماری غرض یہہ تہی کہ موصوف ان اوصاف کا یا ابوبکر ہین یا عمر اور یہہ ثابت
ہو گیا اور بدیہی ہے کہ جو شخص موصوف ان اوصاف کا ہوگا وہ خلیفہ راشد اور امام برحق ہوگا
نہ ظالم و غاصب اور فاسق و فاجر کیونکہ امام یا نبی ہو وہ قطعاً باتفاق سے مراد نہین یا ملوک و سلاطین وہ ان صفات
سے قطعاً مفقود ہی ہین یا خلفاء راشدین مین اور یہی محل ان اوصاف کی ہین لیکن ان مین عثمان و علی کوئی مراد نہین ہی تو ابوبکر یا عمر مراد
ہوئی اور دونکا خلیفہ راشد ہونا ثابت ہوا اب ہم ان اوصاف عالیہ کو بغرض عموم نفع شرح کے لکھتے ہین وقد وصف

بامور احدها تقويمه للاود وهو كناية عن تقويمه لاعوجاج الخلق عن سبيل
الله الى الاستقامة فيها الثاني مداواته للعمد واستعار لفظ العمد للامراض
النفسانية باعتبار استلزامه للاذى كالعمد ووصف المداواة لمعالجة
تلك الامراض بالمواعظ البالغة والزواجر القارعة القولية والفعلية الثالث اقامته

۱ اور تحقیق چند اوصاف کے ساتھہ اونکو موصوف کیا اول اوسکا کجی کو سیدھا کرنا اور یہہ کنایہ ہے اوس سے کہ اوسنی خلق کی کجی کو
اللہ کی رستہ سے استقامت اور ہمواری کیطرف سیدھا کیا - دوسری اوسکا بیماری کا علاج کرنا اور لفظ عمد کو
امراض نفسانیہ کے لیے چونکہ وہ بہی مثل عمد کی تکلیف کا مستلزم ہی استعارہ کیا اور پوری نصیحتوں اور جھڑکیوں قولیہ و
فعلیہ کے ساتھہ امراض کے معالجہ کو مداوات کے ساتھہ وصف کیا - ۱۲ -

للسنة ولزومها الرابع تخليفه للفتنة اى موته قبلها ووجه كون ذلك مدحا له
هو اعتبار عدم وقوعها بسببه وفى زمنه بحسن تدبيره الخامس ذهابه نقى الثوب
واستعار لفظ الثوب لعرضه ونقاه سلامته عن دنس المذام السادس
قلة عيوبه السابع اصابة خيرها وسبق شرها والضمير فى الموضعين يشبه
ان يرجع الى المعهود مما هو فيه من الخلافة اى اصاب ما فيها من الخير المطلوب
وهو العدل واقامة دين الله الذى به يكون الثواب الجزيل فى الاخرة والشرف
الجليل فى الدنيا وسبق شرها اى مات قبل وقوع الفتنة فيها وسفك الدماء
لاجلها الثامن اداؤه الى الله طاعته التاسع اتقاه له بحقه اى ادى حقه خوفا من
عقوبته العاشر رحيله الى الاخرة تاركا للناس بعده فى طرق متشعبة من الجهالات
لا يهتدى فيها من ضل عن سبيل الله ولا يستيقن المهتدى فى سبيل الله
انه على سبيله لاختلاف طرق الضلال وكثرة المخالف له اليها والواو فى قوله و
تركهم للحال - عاقل منصف ان اوصاف عالیہ میں غور کری اور دیکھی جو کچھ ابن ابی الحدید اور ابن میثم نے کہا ہے
مین اصحیح ہی یا جو کچھ قطب راوندی فرماتی مین اور نیز یہہ بھی خیال کری کہ یہہ اوصاف مجموعۃً بجز خلیفہ راشد کے

سله تیسرے اوسکا سنت کو قائم کرنا اور اوسپر قائم رہنا - چوتھی فتنونکا پیچھی چھوڑنا یعنی فتنونسی پہلے مرجانا
اور یہہ اسوجہ سی اوسکی مدح ہی کہ اوسکی حسن تدبیر سی امت مین فتنے واقع نہوئی - پانچوین اوسکا پاک دامن جانا اور ثوب کو
اوسکی آبرو کی لیے استعارہ کیا اور ثوب کی پاکیزگی کو اوسکی سلامت رہنی مذمت وملامت کی میل کچیل سی استعارہ کیا - چھٹی اوسکی
عیوب کا کم ہونا - ساتوین خلافت کی بھلائیکا پانا اور اوسکی برائی سی محفوظ رہنا اور ضمیر خیر ہا وشرہا کی مشابہ بحق یہہ ہی خلافت کیطرف
راجع ہی جو معہود ہی یعنی خلافت سی جو خیر مطلوب ہی اور وہ عدل کرنا اور اللہ کا دین قائم کرنا جس سے عمدہ بدلا آخرت مین اور بڑی
بزرگی دنیا مین حاصل ہوتی ہی وہ اوسنی پالیا اور خلافت کی شر سی بچا یعنی فتنونکی واقع ہونے سی پہلے اور فتنہ پر خون ریزی ہی پیشتر
وفات پاگیا آٹھوین اوسکا اللہ تعالے کی طاعت وبندگی کو ادا کرنا نوین اوسکا تقوی کرنا جو کہ حق تقوی کا ہی یعنی اوسکی عذاب کے خوف
سی اوسکا حق ادا کیا دسوین اوسکا لوگونکو اپنی پیچھی جہالت کی پراگندہ رستون مین چھوڑنا کہ ان رستون مین گمراہ اللہ کے راہ سی گمراہ ہوکی اور وہ راہ پانیوالا

کسی مین پائی جاسکتی ہین حاشا وکلا اور خلفا مین سے جب ایک کی بہی خلافت راشدہ ثابت ہوگیی تو سب کی
ثابت ہوگیی تو اس سے ثابت ہوا کہ خلفا خلیفہ راشد تھی اور یہہ ہی مدعا تھا اور یہہ تغلیط قول قطب الدین
راوندی کے جو کی گئی ہی بشرط تسلیم اس امر کی ہے کہ راوندی کا مدعا یہہ ہی ہو کہ مراد رجل سے وہ رجل
ہی کہ جو زمانہ حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین تہا اور اسی زمانہ مین قبل از وقوع فتن وفات
پا گیا ورنہ علامہ ابن میثم نے جو عبارت متضمن مضمون مذہب راوندی نقل کی ہی اوس سے صرف
اسیقدر ثابت ہوتا ہی کہ رجل سے مراد ایک صحابی ہی جو وقوع اور انتشار فتن سے پہلے فوت
ہوگیا اور ظاہر ہی کہ یہہ عبارت ہرگز اس امر پر دلالت نہین کرتی کہ مراد رجل سے کوئی شخص
ثالث سوای ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی ہو بلکہ یہہ عبارت صاف دلالت کرتی ہی
کہ مراد یا ابوبکر رضہ ہے یا عمر رضہ کیونکہ اولاً وہ شخص جو موصوف ان صفات کا ہو یہہ ممکن نہین
کہ زمانہ حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین مصدر ان اوصاف کا ہوسکی۔ اور ثانیاً
ممن مات قبل وقوع الفتن وانتشارہا ہرگز اس امر پر دلالت نہین کرتا کہ زمانہ حیات
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین اوسنی وفات پائی ہو بلکہ اس سے صاف مفہوم
ہوتا ہی کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی زندہ رہا۔ ہان وقوع
اور انتشار فتن سے پہلے رحلت کر گیا اور ایسا شخص بجز ابوبکر یا عمر رضی اللہ عنہما کے
اور کوئی دوسرا نہین۔ ابن ابی الحدید سے علامہ ابن میثم نے صاف طور پر نقل کیا ہی
کہ جس سے معلوم ہوتا ہی کہ زمانہ خلافت شیخین رضہ شوائب فتن سے بالکل پاک تہا اور صرف
یہی زمانہ فتن بعد وفات جناب فاروق رضہ شروع ہوا ہی پس حضرات شیخین پر مضمون
عبارت راوندی۔ انہ انما اراد بعض الصحابۃ فی زمن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ممن مات قبل وقوع الفتنۃ وانتشارہا بخوبی صادق آتا ہی اور
اس عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ راوندی کے نزدیک ہی مراد رجل سے یا ابوبکر رضہ مین
یا عمر رضہ لیکن صاف نام نہین لیتا اور نام لے تو کیونکر لے اوسکو اپنی مذہب کے

تیج رخصت نہین دیتی کہ خود اپنی ہاتھون سے اپنی مذہب کا استیصال کریں۔ پس بحمد اللہ
بقول قطب الاقطاب شیعہ و علامہ ابن میثم و ابن ابی الحدید ثابت ہوا کہ مدح ابوبکر ہین
ہاسم الحمد للہ علی وضوح الحق و فضوح الباطل اب وہ جواب بھی
ضرور سنی چاہیئے جو حضرات شیعہ نے اس کلام کے جواب مین فرمائے ہین۔ جواب
اول یہہ ہے کہ ممکن ہے کہ یہہ مدح اون لوگونکی دلجوئی و اصلاح کے لیے فرمائی ہو کہ جو
صحت و حقیت خلافت شیخین کے معتقد تھے اور بدیہی ہے کہ یہہ جواب نہایت واہی
ہے کیونکہ ہم تسلیم کرتے ہین کہ آپ نے یہہ مدح دلجوئی کے طور پر فرمائی تھی لیکن ہم یہہ پوچھتے
ہین کہ یہہ مدح مطابق واقع و نفس الامر کے تھی یا نہ تھی اگر مطابق واقع کے نہ تھی۔ تو
معاذ اللہ اپنی لوگونکی دلجوئی کے واسطے قسم کہا کر دس جھوٹ بولی اور جھوٹ
و فریب کے ساتھہ لوگونکا راضی کرنا چاہا اور خدا تعالے کی ناراضی کے ساتھہ لوگونکی رضا
چاہی اور اس جھوٹ کا نتیجہ صرف یہہ ہے کہ لوگ شیخین کے مدح و ثنا حضرت کے
زبانی خلافت کے بارہ مین سنکر اونکی حقیت خلافت کے معتقد ہون اور زیادہ گمراہی
مین پڑین پہر اگر بقول ابن میثم کے اگر آپکو ایسا ہی جھوٹ بولکر کام نکالنا تھا تو
بمقابلہ امیر معویہ کے اسیطرح کیون جھوٹ بولکر کام نہ نکالا۔ وہان تو امیر معویہ کی مذمت
اور اپنی مدح مین فرماتے ہین کہ وہ فریب کرتا ہی اور ہم دغا اور فریب نہین کرتے
پس تو دین ہی حضرات شیعہ کے ولا و تمسک پر کہ اسکی پردہ مین کیا کیا خوبیاں حضرت
ہمہ کیلئے منسوب فرماتے ہین اور اگر یہہ مدح مطابق واقع کے ہی تو ہمارا مدعا ثابت
اور یہہ جواب لغو اور باطل رہ گیا ہے۔ دوسرا جواب اسکا یہہ فرماتے ہین کہ یہہ مدح بطور
ظہور [illegible] بعض [illegible] اور اونکی توبیخ کے تھی باین معنی کہ بعد اوس شخص کے جو ان صفات
کے ساتھہ متصف تھا جو شخص خلیفہ ہوا وہ ان صفات کی اضداد کے ساتھہ متصف تھا
اسلیے کہ خلافت عثمانی مین فتنے اوٹھی اور اوسنے بیت المال کو بیجا صرف کیا جسکی

سبب سے اون پر بلوا ہوا یہہ جواب بھی ویسا ہی ضعیف اور واہی ہے جیسا کہ پہلا جواب تھا کیونکہ اسمین بہی وہی کلام ہے کہ جو اوس جواب مین کی گئی ہے علاوہ اسکے ان انصاف نظر انصاف سے دیکھیں کہ اس کلام مین کوئی ایسا لفظ مذکور ہے جو طنز و تعریض یا تعریض پر دلالت کرتا ہو - حقیقت یہہ سب ڈہکوسلہ گھڑا ہوا ہے کیونکہ جناب امیر نے خدا کی قسم کہا کر فرمایا تھا کہ واللہ لاسلمن ما سلمت امور المسلمین ولم یکن فیہا جور الا علی خاصۃ ظاہر ہے کہ آپنے باوجود اس جور و ظلم کے سکوت فرمایا تو بقول شیعہ اپنی یمین مین جو طاعت پر تہی حانث ہوئی اور عاصی - علاوہ ازین یہہ جواب خود ہماری موید ہے اور صاف دلالت کرتا ہے کہ مراد رجل سے قطعاً یا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہین یا عمر رضی اللہ عنہ کیونکہ طنز و تعریض جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی گیی تو یہہ بنسبت کسی خلیفہ سابق کے کی گیی گویا یہہ کہا گیا کہ فلان خلیفہ تو ان محامد و اوصاف کے ساتھہ متصف تھا اور یہہ خلیفہ اون اوصاف سے متصف نہین اور ظاہر ہے کہ پہلے کوئی خلیفہ بجز ابوبکرؓ و عمرؓ کے نہین ہوا کہ وہ ان اوصاف کے ساتھہ متصف ہو اور اگر واقع مین وہ خلیفہ جسکی بہ نسبت عثمانؓ کو تعریض کی گئی ہو ایسا نہو تو طنز و تعریض کے غلط ہونے کے علاوہ عثمانؓ اور اونکی اولیا کہہ سکتی مین کہ آپنے غلط فرمایا پہلے ایسا کون ہوا ہے جو موصوف این صفات ہو آپ خود معتقد نہین مین کہ پہلے ایسا کوئی ہوا ہو تو جہوٹ سے الزام نہین ہو سکتا - پس ثابت ہوا کہ یہہ مدح وصفت و ثنا و منقبت ابوبکرؓ کی ہے یا عمرؓ کی اور واقعی اور نفس الامری ہے اور جب یہہ ثابت ہوا تو حقیت خلافت کا ثبوت اسکی گویا فرع ہے وہ بہی ثابت ہوئی باقی اسکے بحث اوسجگہ کیجاویگی جسجگہ ہماری فاضل مجیب نے بہت کچھہ جوش و خروش فرمایا ہے -

دلیل سادس - آپکی امام الائمہ امام کلینی نے فروع کلینی مین باب من یجب علیہ الجہاد ومن لا یجب مین ایک طویل حدیث نقل کی ہے - جسکو خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے ازالۃ الغین مین نقل کیا ہے چونکہ وہ حدیث مثبت خلافت خلفا

ثلثه رضا اسلیمی ہم بھی اوس حدیث کو ازالۃ الغین سے نقل کرتے ہین علی بن ابراهیم
عن ابیه عن بکر بن صالح عن القاسم بن یزید عن ابی عمیر[1] الزبیری عن
ابی عبد الله قال قلت اخبرنی عن الدعاء الی الله والجهاد فی سبیله اهو لقوم
لا یحل الا لهم ولا یقوم به الا من کان منهم ام هو مباح لکل من وحد الله
عز وجل وامن برسول الله صلی الله علیه واله ومن کان کذا فله ان یدعو
الی الله عز وجل والی طاعته وان یجاهد فی سبیله فقال ذلک لقوم لا یحل
الا لهم ولا یقوم بذلک الا من کان منهم قلت من اولئک قال من قام بشرائط
الله عز وجل فی القتال والجهاد علی المجاهدین فهو المأذون له فی الدعاء الی الله عز وجل
ومن لم یکن قائما بشرائط الله عز وجل فی الجهاد علی المجاهدین فلیس بماذون له
فی الجهاد ولا الدعاء الی الله حتی یحکم الله فی نفسه ما اخذ الله علیه من شرائط الجهاد
قلت فبین لی یرحمک الله تعالی قال ان الله تبارک وتعالی اخبر فی کتابه الدعاء الیه ووصف الدعاء الیه فجعل
ذلک لهم درجات یعرف بعضها بعضا ویستدل ببعضها علی بعض فاخبر انه

---

[1] ابو عمیر زبیری امام ابو عبد اللہ سے روایت کرتا ہے کہا مینے عرض کیا یا حضرت مجکو اللہ کیطرف بلانے اور اوسکی راہ مین
جہاد کرنے کی خبر دیجیے کیا وہ کسی قوم کے ساتھ مخصوص ہے کہ بجز اونکی کسی دوسرے کو حلال نہین ہے اور اوسکو
بجز اونکی کوئی دوسرا برپا نہین کر سکتا یا وہ ہر ایک شخص کو جو وحدانیت الٰہی کا قائل اور رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا معترف ہو مباح ہے کہ اللہ کے اور اوسکی بندگی کیطرف بلائے اور اوسکی راہ مین جہاد کرے فرمایا یہہ ایک قوم کے ساتھ مخصوص ہے
کہ بجز اونکی کسیکو حلال نہین اور سوای اونکی اوسکو اور کوئی برپا نہین کر سکتا یعنی عرض کیا وہ کون لوگ ہین فرمایا جو شخص اللہ کے
شرائط کے ساتھ قتال و جہاد مین مجاہدین پر قائم ہو۔ وہ اللہ عز وجل کیطرف دعوت کا مجاز ہے۔ اور جو اون شرائط
کی ساتھ جو مجاہدین پر جہاد مین ہین قائم نہو۔ تو وہ جہاد کا اور خدا کی طرف دعوت کا مجاز
نہین ہے تا وقتیکہ اللہ اوسکی نفس مین شرائط جہاد کا جو اوسپر مقرر کی ہین حکم کرے۔ مین نے عرض
کیا۔ تو بیان فرمائیے خدا آپ پر رحمت کرے فرمایا اللہ تبارک و تعالے نے اپنی کتاب مین اپنی طرف
دعوت کی خبر دی اور اوسکو بیان کیا۔ اور اونکی لیے اوسکی درجہ مقرر کیے جنمین بعض کو بعض سے
جانین اور بعض پر بعض سے استدلال کرین پس خبر دی ۱۲۔

تبارك وتعالى اول من دعا الى نفسه فدعا الى طاعته واتباع امره فبدأ بنفسه فقال والله يدعو الى دار السلام ويهدي من يشاء الى صراط المستقيم ثم ثنى برسوله فقال ادع الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتي هي احسن يعني بالقرآن ولم يكن داعيا الى الله عز وجل من خالف امر الله ويدعو اليه بغير ما امر في كتابه والذي امر ان لا تدعى الا به وقال في نبيه صلى الله عليه وآله وانك لتهدي الى صراط مستقيم يقول تدعو ثم ثلث بالدعاء اليه بكتابه ايضا فقال ان هذا القرآن يهدي للتي هي اقوم اي يدعو ويبشر المؤمنين ثم ذكر من اذن في الدعاء بعده وبعد رسوله في كتابه فقال ولتكن منكم طائفة يدعون الى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر واولئك هم المفلحون ثم اخبر عن هذه الامة وممن هي وانها من ذرية ابراهيم ومن ذرية اسمعيل من سكان الحرم ممن لم يعبدوا غير الله قط الذين وجبت لهم الدعوة دعوة ابراهيم واسمعيل من اهل المسجد الذين اخبر عنهم في كتابه انه اذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا الذين وصفناهم قبل هذا في صفة امة ابراهيم الذين عناهم الله تبارك وتعالى في قوله ادعو

سلف کہ اللہ تبارک وتعالے نے سب سے پہلے اپنی دعوت کی اور اپنی بندگی اور فرمانبرداری کیطرف بلایا پہلے اپنی آپ کو رکہا اور فرمایا (اللہ جنت کیطرف بلاتا ہی اور جسکو چاہتا ہے سیدہی راہ دکہاتا ہی) دوسری اپنی رسول کو مقرر کیا اور فرمایا (اپنی پروردگار کی رستہ کیطرف دانائی اور اچہی نصیحت کے ساتہہ بلاؤ اور انسی جہگڑا اچہی طریقہ سے) یعنی قرآن کے ساتہہ اور جو اللہ کے حکم کا مخالف ہو اور قرآنی حکموں کی سوا اوسکی طرف بلائی تو وہ اللہ کیطرف داعی نہو اور وہ بے امر ہی کہ بجز اوسکی دعوت نہیں کیجی تے اور اپنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کے باب مین فرمایا (اور بیشک سیدہی راہ دکہاتا ہی) یعنی بلاتا ہی پہر تیسری اپنی کتاب کی دعوت کو بیان کیا اور فرمایا (یہہ قرآن محکم طریقہ کی طرف راہ دکہلاتا ہی) یعنی بلاتا ہی اور خوشخبری سناتا ہی پہر اونکا ذکر کیا جنکو اپنی اور اپنی رسول اور اپنی کتاب کے بعد دعوت کی اجازت دی ہی اور فرمایا (تم مین سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیی جو بہلائی کیطرف بلاتی رہیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرین اور یہہ لوگ فلاح یاب ہین) پہر اس امت کی خبر دی کہ یہہ کون ہی اور یہہ ابراہیم و اسمعیل کی اولاد حرم کے رہنی والوں سی ہے جنہون نے خدا کی سوا کبہی کسیکی عبادت نہین کی اور جنکو بہی ابراہیم و اسمعیل کی دعا اوجہہ سی لوگ مسجد والوں مین سی جنکی خبر اپنی کتاب مین دی ہی کہ انسی پلیدی دور کر کے اونکو خوب پاک کر دیا اور جنکا ہم نی اس سی پہلے وصف بیان کیا ابراہیم کی امت کی صفت مین اور جنکو اللہ تبارک وتعالے نے اپنی اس قول مین ادعوا سے ارادہ کیا ۱۲

الى الله على بصيرة انا ومن اتبعني[ف۱] يعني اول من اتبعه على الايمان به والتصديق له وبما جاء به من عند الله عز وجل من الامة التي بعث فيها ومنها واليها قبل الحق ممن لم يشرك بالله قط ولم يلبس ايمانه بظلم وهو الشرك ثم ذكر اتباع نبيه صلى الله عليه وآله وسلم واتباع هذه الامة التي وصفها في كتابه بالامر بالمعروف والنهي عن المنكر وجعلها داعية اليه واذن له في الدعاء اليه فقال يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ثم وصف اتباع نبيه من المؤمنين فقال عز وجل مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ وقال يَوْمَ لَا يُخْزِي اللهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ يعني اولئك

ف۱ على بصيرة انا ومن اتبعني مراد کہا ہے یعنی سب سے پہلی جنہوں نے حضرت کی پیروی کی آپ پر ایمان لائے اور اونکی تصدیق کرتے ہیں اوسکی جو آپ خدا تعالیٰ کے پاس سے لائے اوس امت سے جسکی طرف مبعوث ہوئے حق کو قبول کیا اور کبھی اللہ کے ساتھ شرک نکیا اور نہ اپنی ایمان کو ساتھ ظلم کے جو شرک ہے ملایا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا ذکر کیا اور اس امت کی اتباع جنکا اپنی کتاب میں بیان امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ساتھ وصف فرمایا اونکو اپنی طرف بلانیوالا قرار دیا اور اونکو دعوت کا اذن فرمایا اور کہا (ای نبی تجکو اللہ اور تیری پیروی کرنیوالے مومنین کافی ہیں) پھر مومنین اپنی نبی کے پیروی کرنیوالوں کا وصف بیان کیا اور فرمایا (محمد اللہ کا رسول ہے جو اوسکی مصاحب ہیں کافرون پر سخت اور آپس میں نرم ہیں تو اونکو رکوع سجدہ کرتے ہوئی دیکھتا ہے کہ طلب کرتے اللہ سے فضل اور رضوان کو اونکی علامتیں اونکی چہروں پر سجدہ کے نشان ہیں یہ اونکی مثل ہے توراۃ میں اور مثل انجیل میں) اور فرمایا (جسدن نہ رسوا کریگا اللہ نبی کو اور اونکو جو اوسکی ساتھ ایمان لائے اونکا نور اونکی آگی اور داہنی جانب دوڑتا ہوگا کہینگے ای رب ہمارے پورا کر ہمارے لیے ہمارا نور اور بخش ہمکو تو ہر شی پر قدرت والا ہے) ۱۲ —

المومنين[ف] فقال قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ثم حلاهم ووصفهم كيلا يطمع
في اللحاق بهم الا من كان منهم فقال فيما حلاهم ووصفهم الَّذِينَ هُمْ
فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ الى قوله
تعالى أُولَئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ
ثم حلاهم ووصفهم كيلا يطمع في اللحاق بهم الا من كان منهم فقال
فيما حلاهم به ووصفهم وقال في وصفهم وحليتهم ايضا الَّذِينَ لَا يَدْعُونَ
مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ الاية ثم اخبر انه اشترى من هولاء المومنين ومن كان
على مثل صفتهم أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ
ثم ذكر وفائهم له بعهده ومبايعته فقال وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ
فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ فلما نزل
هذه الاية ان الله اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُم

[ف] یعنی یہہ مومنین او[ن]ہ یا (بیشک کامیاب ہوئی ایمان دا[ر]) پہر اونکو زینت بخشی اور اونکا وصف کیا تاکہ بجز اوسکی جو اونہین سے ہو اور مومنین ملنے کے طمع نکرے تو اونکی زینت اور وصف مین فرمایا (جو اپنی نماز مین خشوع کرتے ہین اور جو بیہودہ سے معرض ہین ۔ الی قولہ تعالی ۔ یہی وارث ہین جو جنت فردوس کے وارث ہونگے ہمیشہ اسمین رہینگے) پہر اونکو زینت بخشی اور وصف کیا تاکہ بجز اوسکی جو انہین سے ہو اونہین ملنے کی طمع نکرے تو انکی وصف و حلیہ مین فرمایا (جو نہین پکارتے ہین اللہ کے ساتہہ دوسری معبود کو الآیۃ) پہر خبر دی کہ اوسنے ان مومنونسے اور جو انکی صفت پر ہین اونکے جانون اور مالون کو اسکی عوض مین کہ اونکی لیے جنت ہوگی اللہ کے راہ مین لڑین پس مارین اور مرین اللہ کا سچا وعدہ ہے ۔ توریت اور انجیل اور قرآن مین پہر اونکی عہد کے پورا کرنیکا ۔ اور بیعت کا ذکر کیا (اور جو پورا کرے اپنی عہد کو اللہ سے تو مزدہ ہو تمہاری بیعت کا جو تمنی کی ہے اور یہہ بڑے کامیابی ہے) جب یہہ آیت ۔ ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ ۔ ۱۲ ۔

الجنۃ فقام رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا نبی اللہ ارأیتک الرجل
یاخذ سیفہ فیقاتل حتی یقتل الا انہ یقترف من ہذہ المحارم اشہید ہو فانزل
اللہ عزوجل التائبون العابدون الحامدون السائحون الراکعون
الساجدون الآمرون بالمعروف والناہون عن المنکر والحافظون
لحدود اللہ وبشر المؤمنین ففسر النبی صلی اللہ علیہ وسلم المجاہدین
من المؤمنین الذین ہذہ صفتہم وحلیتہم بالشہادۃ والجنۃ وقال
التائبون من الذنوب العابدون الذین لا یعبدون الا اللہ ولا یشرکون
بہ شیئا الحامدون الذین یحمدون اللہ علی کل حال فی الشدۃ والرخاء السائحون
وہم الصائمون الراکعون الساجدون الذین یواظبون علی الصلوات
الخمس الحافظون بہا والمحافظون علیہا برکوعہا وسجودہا فی الخشوع
فیہا وفی اوقاتہا الآمرون بالمعروف بعد ذلک والعاملون بہ والناہون
عن المنکر والمنتہون عنہ قال فبشر من قتل وہو قائم بہذہ الشروط بالشہادۃ

سلہ نازل ہوئی تو ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اوٹھا اور عرض کیا یا نبی اللہ بتلایئے ایک شخص ہے
کہ اپنی تلوار لیکر لڑتا ہے اور مقتول ہوتا ہے لیکن وہ حرام کاموں کا مرتکب ہوتا ہے کیا وہ شہید ہے تو اللہ نے
نازل فرمایا (توبہ کرنیوالے بندگی کرنیوالے شکر کرنیوالے روزہ رکھنیوالے رکوع کرنیوالے سجدہ کرنیوالے بھلائی
کا حکم کرنیوالے برائی سے روکنیوالے اللہ کی حدود کے نگہبانی کرنیوالے اور خوشخبری دی ایمان والونکو) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے تفسیر کی اون ایمان والوں کی جنکی یہہ صفت اور یہہ زیور ہے شہادت اور جنت کے ساتھہ تفسیر
فرمائی اور فرمایا گناہوں سے توبہ کرنیوالے جو سوائے خدا کے کسیکی عبادت نہیں کرتے اور کسیکو
اوسکا شریک نہیں کرتے شکر کرنیوالے جو ہر حال سختی و نرمی میں شکر کرتے ہیں روزہ رکھنیوالے
رکوع سجدہ کرنیوالے جو پانچوں نمازوں پر مداومت کرتے ہیں اور اونکے رکوع سجود کے ادا اور اونکی خشوع اور اوقات
کی نگہداشت کرنیوالے میں بعد اسکی بھلے بات کا حکم کرنیوالے اور خود اوسپر عمل کرنیوالے اور برائی سے روکنیوالے
اور خود باز رہنیوالے فرمایا پس خوشخبری سنا جو ان شرطوں کے ساتھہ قائم ہو کر مقتول ہو شہادت ۱۲

والجنة ثم اخبر تبارك وتعالى انه لم يأمر بالقتال الا اصحاب هذه الشروط [۱]
فقال عز وجل أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَصْرِهِمْ
لَقَدِيرٌ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وذلك
ان جميع ما بين السماء والارض لله عز وجل ولرسوله ولاتباعه من
المؤمنين من اهل هذه الصفة فما كان من الدنيا في ايدي المشركين و
الكفار والظلمة والفجار من اهل الخلاف لرسول الله صلى الله عليه
وسلم والمولى عن طاعتهما مما كان في ايديهم ظلموا فيه المؤمنين من
اهل هذه الصفات وغلبوهم عليه مما افاء الله على رسوله فهو حقهم
افاء الله عليهم ورده اليهم وانما معنى الفيء كلما صار الى المشركين ثم رجع
مما قد كان عليه او فيه فما رجع الى مكانه من قول او فعل فقد فاء مثل
قول الله عز وجل فان فاؤا فان الله غفور رحيم اي رجعوا ثم قال وَإِنْ
عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ وقال وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

---

۱ اور جنت پر خدا تعالیٰ نے خبر دی کہ اپنی بجز ان شرطون والون کے کسیکو قتال کا حکم نہیں دیا پھر خدای عز وجل نے فرمایا۔
(اذن دیا گیا اونکو لیے جنسی لوگ لڑتے ہین اس سبب سے کہ اونپر ظلم ہوا ہی اور اللہ اونکی مدد پر قادر ہے جو لوگ
نکالے گئے اپنی گھرون سے ناحق لیکن یہہ کہتے ہین کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے) اور یہہ اسلیے کہ تمام جو کچھہ آسمان اور زمین
مین ہی اللہ تعالیٰ اور اوسکے رسول اور اوسکی پیروی کرنے والے مومنونکا ہی جنکی یہہ صفت ہی تو جو کچھہ دنیا
مین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفون اور اوسکی فرمانبرداری سے پھرنے والون مشرکین اور کافرون اور ظالم اور فاجرون کے
قبضہ مین ہے اور جسمین اس صفت کے ایمان والونپہ ظلم کیا ہے اور اونپر غلبہ کرکے لیلیا - جو کچھہ اللہ نے اپنی رسول کو
بطور فی کے دیا وہ اونکا حق ہی کہ اللہ نے اونپر لوٹایا اور فیٔ کے معنی ہر وہ شی جو مشرکون کی طرف
چلی جائے پھر لوٹ آئی جس حال پر تھی - تو جو چیز اپنے مکان پر لوٹ آئی تو اوسکے لیے لفظ فاء ہے
چنانچہ اللہ عز وجل کا قول فان فاءوا فان اللہ غفور رحیم - یعنے اگر لوٹین پھر فرمایا - فان عزموا الطلاق
فان اللہ سمیع علیم اور فرمایا - وان طائفتان من المؤمنین ۱۲ -

اقتتلوا فاصلحوا بينهما فان بغت احديهما على الاخرى فقاتلوا التى تبغى
حتى تفىء الى امر الله اى ترجع فان فاءت اى رجعت فاصلحوا بينهما بالعدل
واقسطوا ان الله يحب المقسطين يعنى بقوله تفىء ترجع فدلك الدليل على
ان الفىء كل راجع الى مكان قد كان عليه اوفيه ويقال للشمس اذا زالت قد فاءت
الشمس حين تفىء الفىء عند رجوع الشمس فى زوالها وكذلك ما افاء الله على المؤمنين
من الكفار فانما هى حقوق المؤمنين رجعت اليهم بعد ظلمهم اياهم
وذلك قوله اذن للذين يقاتلون بانهم ظلموا ما كان المؤمنين احق به
منهم وانما اذن المؤمنين الذين قاموا بشرائط الايمان التى وصفناها وذلك
انه لا يكون ماذونا له فى القتال حتى يكون مظلوما ولا يكون مظلوما حتى يكون
مؤمنا ولا يكون مؤمنا حتى يكون قائما بشرائط الايمان التى شرط
الله عز وجل على المؤمنين والمجاهدين فاذا تكاملت فيه شرائط الله عز وجل
كان مؤمنا واذا كان مؤمنا كان مظلوما واذا كان مظلوما كان ماذونا فى الجهاد

سلہ اقتتلوا فاصلحوا بينهما فان بغت احديهما على الاخرى فقاتلوا التى تبغى حتى تفىء الى امر الله۔ یعنی لوٹے فان
فاءت۔ یعنی لوٹے فاصلحوا بينهما بالعدل واقسطوا ان الله يحب المقسطين۔ تو مراد تفیء سے یہہ ہی کہ لوٹے
تو یہہ دلیل ہے کہ فیء ہر وہ شی ہے جو اپنی پہلے حال مین لوٹ آوے اور جب کہ کہتے ہین یہانتک کہ قد فاءت الشمس
جبکہ آفتاب کے زوال کیطرف لوٹنے کے وقت سایہ پہر آوے اور ایسیہی جو کچھہ مومنونکو اللہ نے کفار سے بطور فے کی
دلوایا ہی وہ صرف مومنونکا حق ہی جو اونکی طرف بعد کفار کے ظلم کے اونپر واپس آگیا۔ اور یہہ اللہ کا قول ہے
(اذن دیا گیا انکو جنسے کفار لڑتے ہین بسبب اسکے اونپر ظلم ہوا ہے) مومن بہ نسبت اونکے زیادہ حقدار
نہین تہی اور صرف اون مومنونکو اذن دیا گیا ہے جو ایمان کی اون شرائط کے ساتہہ متصف ہین جنکا ہم بیان کر چکے ہین
اور یہہ اسلیے کہ ماذون لہ فی القتال نہین ہوتا یہانتک کہ مظلوم ہوا اور مظلوم نہین ہوتا۔ یہانتک کہ مومن
ہوا اور مومن نہین ہوتا یہانتک کہ ایمان کی اون شرائط کے ساتہہ قائم ہو جو اللہ نے مومنون اور مجاہدون کے ساتہہ
شرط کی ہین پس جب اوسمین اللہ تعالے کی شرطین پوری ہونگی تو مومن ہوگا اور جب مومن ہوگا مظلوم ہوگا
اور جب مظلوم ہوگا ماذون فی الجہاد ہوگا۔ ۱۲۔

لہ بقوله عز وجل اذن للذين يقاتلون بانهم ظلموا وان الله على نصرهم
لقدير الاية وان لم يكن مستكملا لشرائط الايمان فهو ظالم لم يمن ينبغي
ويجب جهاده حتى يتوب وليس مثله ماذونا في الجهاد والدعاء الى الله
عز وجل لانه ليس من المؤمنين المظلومين الذين اذن لهم في القتال فلما
نزلت هذه الاية اذن للذين يقاتلون بانهم ظلموا في المهاجرين
الذين اخرجهم اهل مكة من ديارهم واموالهم احل لهم جهادهم لظلمهم
اياهم واذن لهم في القتال قلت فهذه الاية نزلت في المهاجرين بظلم مشركي
اهل مكة لهم فما بالهم في قتال كسرى وقيصر ومن دونهم من مشركي قبائل
العرب فقال لو كان انما اذن لهم في قتال من ظلمهم من اهل مكة لم
يكن لهم في قتال جموع كسرى وقيصر وغير اهل مكة من قبائل العرب سبيل
لان الذين ظلموهم غيرهم وانما اذن لهم في قتال من ظلمهم من اهل
مكة لاخراجهم اياهم من ديارهم واموالهم بغير حق ولو كانت الاية انما

لہ بسبب قول عز وجل کے اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا وان اللہ علی نصرہم لقدیر الایۃ ۔ اور اگر مستکمل الایمان
کی شرائط کو متکمل نہو تو وہ ظالم ہے اوسپر جہاد کرنا واجب ہے یہانتک کہ توبہ کرے اور ایسا شخص جہاد کرنے اور
اللہ کی طرف بلانے میں ماذون نہیں کیونکہ وہ اون مومن مظلومین سے نہیں ہے جنکو جہاد کا اذن ہوا ہے جب
آیت اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا ۔ اون مہاجرین کے بابمیں جنکو اہل مکہ نے اونکے گہروں اور مالوں سے نکال
دیا تہا ۔ وہی تو بسبب ظلم کفار کے اونکو جہاد حلال ہوا اور قتال کی اجازت ہوئی مینے عرض کیا یہہ تو مہاجرین
میں بسبب ظلم مشرکین مکہ کے نازل ہوئی پہر کسری وقیصر وغیرہ مشرکین قبائل عرب سے لڑائی کا کیا حال ہے فرمایا اگر صرف
اہل مکہ کی لڑائی کا اذن ہوتا تو پہر کسری اور قیصر کے لشکر اور قبائل عرب غیر اہل مکہ سے لڑائی کی کوئی راہ نہیں کیونکہ ظلم کرنیوالے
اونکے غیر ہیں اور اونکو صرف اہل مکہ کے قتال کا اذن تہا جنہوں نے اونپر ناحق اونکی گہروں اور مالوں سے نکالنے کا ظلم
کیا تہا اور اگر اس آیت سے ۔ ۱۲ ۔

سالہ
عنت المهاجرين الذين ظلمهم اهل مكة كانت الآية مرتفعة الغرض من
بعدهم اذا لم يبق من الظالمين والمظلومين احد وكان فرضا مرفوعا
عن الناس بعدهم اذا لم يبق من الظالمين والمظلومين احد وليس
كما ظننت ولا كما ذكرت ولكن المهاجرين ظلموا من جهتين ظلمهم اهل
مكة باخراجهم من ديارهم واموالهم فقاتلوهم باذن الله تعالى لهم
فى ذلك وظلمهم كسرى وقيصر ومن كان دونهم من قبائل العرب والعجم
بما كان فى ايديهم مما كان المومنون احق به منهم فقد قاتلوهم باذن
الله عز وجل لهم فى ذلك وبحجة هذه الآية تقاتل مومنوا كل زمان وانما اذن
الله عز وجل للمومنين الذين قاموا بما وصف الله عز وجل من الشرائط التى
شرطها الله على المومنين فى الايمان والجهاد ومن كان قائما بتلك الشرائط
فهو مومن وهو مظلوم وماذون له فى الجهاد بذلك المعنى ومن كان
على خلاف ذلك فهو ظالم وليس من المظلومين وليس بماذون له فى القتال

لہ صرف مہاجرین ہی مراد ہون جنپر اہل مکہ نے ظلم کیا تو پچھلو نسے اس آیت کا مدعا ہی مرتفع ہوجا جبکہ
اون ظالمون اور مظلومین سے کوئی باقی نرہی اور اونکے بعد یہہ فرض ہی اوٹھہ جائے جبکہ ظالم او مظلوم کوئی
باقی نرہی اور ایسا نہین ہے جو تونے گمان کیا اور بیان کیا لیکن مہاجرین دو طرح سے مظلوم ہین اہل مکہ نے
تو انکو گھرون اور مالونسے نکالنی مین ظلم کیا تو اونسے خدا کی اذن کے ساتھہ لڑے اور کسری و قیصر وغیرہ قبائل عرب نے
اسسبب قبضہ کرنے مین ظلم کیا جو مومنونکا حق تہا اونسے بہی خدائے عز وجل کے اجازت سے لڑے اور اس آیت
حجت کی ساتھہ ہر زمانہ کے مومن لڑین گے اور اللہ نے صرف ان مومنونکو اجازت دی ہی جو اللہ کے اون شرطون
کی ساتھہ قائم ہون جو اللہ نے مومنونسے ایمان اور جہاد مین کہے ہین اور جو اون شرائط کے ساتھہ قائم ہو وہ مومن اور مظلوم
اور ماذون نے الجہاد ہی اسی سبب سے اور جو اسکی خلاف ہو وہ مظلوم نہین ظالم ہی اور نہ اوسکو قتال کا اذن ہی

ولا بالنہی عن المنکر والامر بالمعروف لانہ لیس من اہل ذلک ولا ماذون [ف]
لہ فی الدعاء الی اللہ عز وجل لانہ لیس مجاہد امثلہ وامر بدعائہ ولا یکون مجاہدا
من قد امر المؤمنون بجہادہ او خطر الجہاد علیہ ومنعہ منہ ولا یکون داعیا
الی اللہ عز وجل من امر بدعاء مثلہ الی التوبۃ والحق والامر بالمعروف والنہی عن
المنکر ولا یامر بالمعروف من قد امر ان یومر بہ ولا ینہی عن المنکر من قد
امر ان ینہی عنہ فمن کانت قد تمت فیہ شرائط اللہ عز وجل التی وصف
بہا اہلہا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو مظلوم فہو ماذون
فی الجہاد کما اذن لہم لان حکم اللہ عز وجل فی الاولین والاخرین وفرائضہ
علیہم سواء الا من علۃ او حادث یکون والاولون والاخرون ایضا فی
منع الحوادث شرکاء والفرائض علیہم واحدۃ یسال الاخرون من اداء الفرائض
عما یسال عنہ الاولون ویحاسبون عما یحاسبون ومن لم یکن علی صفۃ
من اذن لہ فی الجہاد من المؤمنین ولیس من اہل الجہاد لیس بماذون لہ فیہ

ف اور نہ بھلائی کی حکم اور برائی سے روکنے کے اوسکا اجازت ہی کیونکہ وہ اسکا اہل نہیں ہے اور نہ خدا ے
عزوجل کیطرف بلانے کا مجاز ہے کیونکہ وہ اون جیسے لوگو نمین سے جن سے جہاد کرنے اور جنکو خدا کے طرف
بلانے کا حکم ہے اور وہ شخص مجاہد نہیں ہو سکتا جسکو جہاد کا مومنونکو حکم ہو یا اوسکو جہاد ممنوع ہو اور وہ
شخص خدا کی طرف داعی نہیں ہو سکتا جسکو توبہ اور حق اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طرف بلانے کا
حکم ہوا اور وہ شخص بھلائی کا حکم نہیں کر سکتا جسکی بھلائی کے حکم کیے جانے کا حکم ہو اور نہی عن المنکر نہیں
کر سکتا جسکی خود بازرہنے کا حکم ہو اگر جس شخص مین اللہ کے شرائط پوری ہون جنکی اہل کا اصحاب نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے وصف فرمایا اور وہ مظلوم ہو تو وہ ماذون فی الجہاد ہے جیسے اونکو اذن تہا کیونکہ اللہ کا حکم اور اسکی
فرائض مین پہلے اور پچھلے برابر ہین مگر یہہ کہ کوئی علت یا حادثہ پیش آوے اور پہلے اور پچھلے بہی حوادث کے منع
مین شریک ہین اور فرایض مین متحد مین جن فرایض سے پہلے پوچھے جاتے مین پچھلے بہی سوال کیے جاینگے
اور جسکا پہلونسے حساب ہوگا پچھلونسے بہی ہوگا اور جو شخص اونکی صفت پر نہو مومنونسے جنکو جہاد کی اجازت ہے تو وہ

٢٦

حتى يفي بما شرط الله عز وجل عليه فاذا تكاملت فيه شرائط الله عز وجل على
المومنين والمجاهدين فهو من الماذونين لهم في الجهاد فليتق الله عز وجل عبد
ولا يغتر بالاماني التي نهى الله عز وجل عنها من هذه الاحاديث الكاذبة
على الله التي يكذبها القرآن ويتبرء منها ومن حملتها ورواتها ولا يقدم
على الله عز وجل بشبهة لا يعذر بها فانه ليس وراء المتعرض للقتل في سبيل الله
منزلة يؤتي الله من قبلها وهي غاية الاعمال في عظم قدرها فليحكم امرء
لنفسه وليرها كتاب الله عز وجل ويعرضها عليه فانه لا احد اعرف بالمرء
من نفسه فان وجدها قائمة بما شرط الله عليه في الجهاد فليقدم على الجهاد
وان علم تقصيرا فليصلحها وليقمها على ما فرض الله عليها من الجهاد ثم ليقدم
بها وهي طاهرة مطهرة من كل دنس يحول بينها وبين جهادها ولسنا نقول
لمن اراد الجهاد وهو على خلاف ما وصفنا من شرائط الله عز وجل على
المومنين والمجاهدين لا تجاهدوا ولكن نقول قد علمنا كم ما شرط الله عز وجل

ل۱ یہانتک کہ اللہ کے شرط کو پورا کرے پس جب اسمین اللہ کی شرائط جو مومنون اور مجاہدون پر ہین پوری ہون
تو وہ انہین مین سے ہے جنکو جہاد کا اذن ہے تو بندہ خدا سے ڈرے اور ان جھوٹی باتون امیدون سے جنکو
قرآن جھٹلاتا ہے اور جس سے اور جنکو اٹھانے والون سے اور جنکی روایت سے بیزار ہوتا ہے فریب نہ
کھاوے اور اللہ عز و جل پر شبہ کے ساتھہ پیش قدمی نکرے کیونکہ اللہ کے راہ مین تعرض کرنے کی سوای
کوئی مرتبہ نہین ہے کہ اوس سے پہلے اللہ دیوے اور وہ امیدونکی منتہا ہے اپنی قدر کی عظمت مین - پس
چاہیے کہ کتاب اللہ کو اپنی نفس کے لیے حکم بناوے اور اوسپر پیش کرے کیونکہ اپنی آپکو اپنی نفس سے زیادہ کوئی
پہچاننے والا نہین اگر اپنی نفس کو اللہ کی شرطون پر قائم پاوے تو جہاد پر پیش قدمی کرے اور اگر کوتاہی
سمجھے تو اوسکی اصلاح کرے اور ان شرطون پر قائم کرے جو اللہ نے جہاد مین مقرر کیے ہین پہر میل کچیل سے جو
اوسمین اور جہاد مین حائل ہے پاک صاف ہوکر پیش قدمی کرے - جو لوگ کہ جہاد کا ارادہ کرنیوالے اون اوصاف
پر نہین ہین جو مومنین مجاہدین کے ہین ہم انکو یہہ نہین کہتے کہ وہ جہاد نکرین لیکن ہم کہتے ہین کہ ہمنے
تمکو سکھلا دیا ہے جو اللہ نے - ۱۲

ف علی اهل الجهاد الذین بایعهم واشتری منهم انفسهم واموالهم بالجنان فلیصلح
امرءٍ ما علم من نفسه من تقصیر عن ذلک ولیعرضها علی شرائط الله فان رای انه
وفی بها وتکاملت فیه فانه ممن اذن الله عز وجل فی الجهاد وان ابی ان لا یکون
مجاهدا علی ما فیه من الاصرار علی المعاصی والمحارم بالاقدام علی الجهاد بالتخبط والعمی
والقدوم علی الله عز وجل بالجهل والروایات الکاذبة فلقد عمری جاء الاثر
فیمن فعل هذا الفعل ان الله عز وجل ینصر هذا الدین باقوام لا خلاق لهم فلیتق
الله عز وجل امرءٌ ولیحذر ان یکون منهم فقد بین لکم ولا عذر لکم بعد البیان
فی الجهل ولا قوة الا بالله حسبنا الله علیه توکلنا والیه المصیر انتهی پس ترجمہ
اس حدیث کی عبارت سہل ہے محتاج ترجمہ و بیان حاصل مطلب نہیں ہے اسواسطے ہمنے بخوف طوالت
ترجمہ اور حاصل مطلب بیان کرنا ترک کر دیا ہے اسلیے ہم ترجمہ اور حاصل مطلب نہیں لکھتے لیکن چند فوائد
جو پیدا ہوتے اس حدیث سے ماسبق میں بیان کرکے اپنے مدعا کی ثبوت پر جو اثبات خلافت ہے
استدلال کرتے ہیں پس واضح ہو کہ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
سے سوال کیا کہ جہاد اور دعوت الی اللہ کسی خاص قوم کے ساتھ مخصوص ہے یا ہر مومن جو توحید
کرنے والا ہے کر سکتا ہے فرمایا کہ ایک قوم کے ساتھ مخصوص ہے کہ بجز انکے کسیکو حلال نہیں میں نے عرض کیا

ف ان اہل جہاد سے شرط کی ہے جنکی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلے خرید لیا پس آدمی اپنی نفس میں اس
جو کوتاہی دیکھے اوسکی اصلاح کرے اور اوسکو اللہ کے شرائط پر پیش کرے پھر اگر دیکھے کہ وہ اوسمیں پوری ہو گئی
ہیں تو وہ انہیں سے ہے جنکو جہاد کا اذن ہے اور اگر باوجود معاصی اور حراموں پر اصرار کے اور خبط اور اندھے پن
کی ساتھ جہاد پر اقدام کرے اور نادانی اور جھوٹے روایتوں کی ساتھ اللہ عز وجل پر پیش قدمی کی اسکو
نہ مانے کہ مجاہد نہو پس مجھکو اپنی زندگانی کی قسم جو یہ کام کرے اوسکے بابمیں حدیث وارد ہوئی ہے (بتحقیق اللہ
عز وجل اس دین کی ایسے اقوام کے ساتھ مدد کرتا ہے جنکو آخرت میں حصہ نہیں ہے پس آدمی کو چاہیے کہ خدا
سے ڈرے اور خوف کرے کہ انہیں سے ہو۔ تمہارے واسطے بیان کر دیا ہے اور بعد بیان کے جہل میں تمہارے لیے
کچھ عذر نہیں ولا قوة الا باللہ حسبنا اللہ علیہ توکلنا والیہ المصیر ۱۲ —

وہ کون لوگ ہین فرمایا کہ اسکی یہی شرائط ہین جو لوگ مستجمع شرائط ہون وہی ماذون فی الجہاد
ہونگی مینی عرض کیا بیان کیجئے فرمایا کہ خداتعالے نے اسکے درجات مقرر فرمائی ہین اور درجہ بدرجہ
بیان فرما کر آخر مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو مومنین بیان فرمایا اور فرمایا کہ یہہ
لوگ مصداق آیت محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار
رحماء بینہم الآیۃ کے ہین پہر اونکو اوصاف مندرجہ آیت قد افلح المومنون الذین
ہم فی صلوتہم خاشعون الآیۃ کے ساتہہ متصف فرمایا کہ اونہین بحقوق کے طمع نکری
مگر جو انہین سی ہو پہر اونکا وصف آیت والذین لا یدعون مع اللہ الہا آخر کے ساتہہ
بیان کیا پہر خبر دی کہ خداتعالے نے اونکی مالون اور جانونکو جنت کے بدلے خرید لیا راہ
خدا مین مارتے ہین اور مرتے ہین جب یہہ آیت نازل ہوئی ان اللہ اشتری من المومنین
انفسہم الآیۃ تو ایک شخص نے پوچہا یا رسول اللہ ایک شخص اپنی تلوار لیکر لڑتا ہے
یہانتک کہ مقتول ہوتا ہے کیا وہ شہید ہے تو یہہ آیت نازل ہوئی التائبون
العابدون الحامدون الآیۃ حضرت نے اس آیت کی تفسیر فرمائی اور فرمایا مژدہ
شہادت اور جنت کا اوسکو ہی جو ان اوصاف کے ساتہہ متصف ہوکر مقتول ہو پہر خداوند
تعالے نے خبر دی کہ خدا نے کسیکو قتال کا امر نہین کیا مگر جو لوگ کہ ان شرائط کے ساتہہ
متصف ہون چنانچہ ارشاد ہی اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا الآیۃ اور یہہ اسلیے
کہ تمام اشیاء مابین السماء والارض خدا و رسول کی اور اون مومنین کی ہین جو ان اوصاف کے ساتہہ
موصوف ہون پس جو کچہہ کفار کے قبضہ مین ہی وہ سب مومنین موصوفین بالصفات
کا ہی لیکن کفار نے مومنین پر ظلم کیا اور اونپر غالب ہوگئی اور جب مظلوم ہوئی
تو ماذون فی الجہاد ہوئی اور مظلوم نہین ہوتا جب تک کہ مومن نہو اور مومن
اوسوقت ہوگا جب شرائط مذکورہ کے ساتہہ متصف ہو۔ پس جو شخص شرائط
مذکورہ کے ساتہہ متصف ہوگا مومن ہوگا اور جو مومن ہوگا مظلوم ہوگا اور جو مظلوم ہوگا

ماذون فی الجہاد ہونگا بدلیل قولہ تعالے اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا الآیۃ
جب یہہ آیت مہاجرین کے لیے نازل ہوئی جنکو کفار مکہ نے اونکی گہروں سے نکال دیا تہا
تو اونکی لیے بسبب اونکی مظلومی کے جہاد حلال ہوا۔ مینے عرض کیا کہ یہہ آیت مہاجرین
کی لیے تو اس وجہ سے نازل ہوئی کہ اونپر اہل مکہ نے ظلم کیا تہا پہر کیا وجہ ہے کہ کسری و قیصر
اور سوا اونکی مشرکین عرب سے کیون لڑے نہ اونہون نے ظلم کیا نہ گہروں سے نکالا۔ فرمایا
کہ اگر اذن بالقتال خاص بسبب ظلم اہل مکہ کے ہو تو پہر واقعی کسری وغیرہ کی جواز قتال
کی کوئی سبیل نہین اور یہہ فرض قتال ہی لوگوں سے اوٹھہ جائی لیکن اسطرح نہین جیسا
تو نے گمان کیا بلکہ کفار کا ظلم دو طرح ہے اہل مکہ کا ظلم تو یہہ ہے کہ مومنین کو اونکی
گہروں سے نکالا اور کسری وغیرہ کا ظلم اسطور ہے کہ جو کچھہ اونکی قبض و تصرف مین ہے
وہ مومنین کا حق ہے جسپر کفار ظلماً غالب ہوگئے تو خدا کے حکم اور اجازت کے موافق
مومنین نے کسری و قیصر وغیرہ سے مقابلہ کیا اور اسیطرح ہر زمانہ کے مومن اس آیت کے
دلیل سے کفار کے ساتہہ مقاتلہ کرینگے پس اس حدیث سے بدلالت واضح ثابت و متحقق ہے
کہ جن لوگون نے کسرے و قیصر سے جہاد کیا وہ ماذون فی الجہاد تہے اور وہ خلفاء مین
رضوان اللہ علیہم اجمعین پس جب وہ ماذون فی الجہاد تہے تو معلوم ہوا کہ مظلوم
تہی اور مظلوم نہین ہوسکتا جبتک مومن کامل نہو تو ثابت ہوا کہ وہ مومن کامل تہی
اور جب مومن تہی تو ثابت ہوا کہ متصف بشرائط و اوصاف مذکورہ تہی کہ رسول کی
رفقا و مصاحبین کفار پر سخت مومنین کے ساتہہ نرم عبادت مین سرگرم بارگاہ خداوندی
مین اوسکی فضل و رضوان کے طالب آونکی خلوص ارادت و حسن عبادت کی وجہ خداوند
تعالی نے کتب مقدسہ توراۃ و انجیل مین اونکی مدح و توصیف کو بطور مثل کے بیان فرمایا
اور اونسے وعدہ مغفرت اور اجر عظیم کا دار آخرت مین فرمایا اور جیسے دنیا مین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے یار غار اور رفیق غمگسار رہے آخرت مین بہی اسکا نتیجہ اونکو یہہ ملیگا کہ

نور اونکا آگے آگے جلو مین ہوگا اور انبیاء کی ساتھہ جنت مین داخل ہونگے - اور نیز فلاح یاب
کامل الایمان خاشعون فے الصلوٰۃ بیہودگی سے مجتنب اور معرض زکوٰۃ دینی والے عفیف
امانتکے ادا کرنے والے عہد کی پورا کرنے والے اپنی سچی گواہی پر قائم اور ان حضرات نے
بسبب ان اوصاف کے جنت الفردوس کو میراث مین پایا ہے گناہون سے توبہ کرنے والے
خدای وحدہ لاشریک کی پرستش کرنے والے ہر ایک حال مین خدا تعالے کی حمد کرنیوالے
روزہ رکھنے والے - نمازونکو اونکی اوقات پہ پوری طور پر ادا کرنے والے لوگونکو
معروف کا حکم کرنے والے اور آپ بجا لانے والے منکر سے روکنے والے اور خود باز
رہنے والے - اور خدا کی حدود کی محافظت کرنے والے پس یہہ صفات مین جنکی وجہ سے
حق تعالے نے مومنین کے جانون اور مالونکو جنت کے بدلے خرید لیا خدا کی راہ مین لڑتے مین
تو مارتے مین اور مرتے مین خدا کا سچا وعدہ ہے توراۃ اور انجیل و قرآن مین جس نے خدا کے ساتھہ اپنا
عہد پورا کیا خوش ہوا اپنی بیع کے ساتھہ اور یہہ بڑی کامیابی ہے پس یہہ اوصاف مین جنکی ساتھہ
وہ مہاجرین متصف مین جنکو کفار نے گھر سے نکال دیا اور اون اوصاف کے ساتھہ وہ مہاجرین
موصوف مین جنہون نے باجازت نامہ خداوندی - اذن للذین یقاتلون الآیۃ کسریٰ
وقیصر کے ساتھہ جہاد کیا اور اونسے اپنا حق واپس لیا پس اگر معاذ اللہ یہہ حضرات جنکی شہادت
امام جعفر صادق رضہ جو معصوم باظہار ما ہو الحق تھے یہہ اوصاف مین کاذب و منافق ہون
اور غصب خلافت مرتضوی اور فدک فاطمی ہون یا محرف قرآن اور محرق بیت اہلبیت
ہون یا اہلبیت کی تذلیل کرین یا معاذ اللہ بنات کو غصب کرین یا جناب فاطمۃ الزہرا کو
صدمہ ضرب پہونچا دین جس سے اسقاط محسن ہوکر درد وفات پادین یا صحابہ مقبول کو زد و کوب
اور تذلیل و توہین کرین الی غیر ذلک من الافترات تو لازم آتا ہے کہ معاذ اللہ امام
جعفر صادق رضہ نے جو کچھہ فرمایا وہ جھوٹ ہے اور اس باب مین آپ جھوٹے ہون اور یہہ
محال ہے تو ثابت ہوا کہ شیخین مجاہد قیصر و کسریٰ اوصاف مذکورہ کے ساتھہ قطعاً و یقیناً متصف

متصف تھی اور ثابت ہوا کہ خدا و رسول کے نزدیک صاحب مراتب رفیعہ اور مدارج عالیہ تھی اور اونکی امامت حقہ اور خلافت راشدہ تھی والحمد للہ علی ذلک اور نیز اس سے بالبداہۃ اوسکا بھی بطلان واضح ہوگیا جو آنکی علامہ رضی نے نہج البلاغت میں مہاجر ہونے کے لیے موقت ہجرت یعنی امام کی شرط کی ہے۔ دلیل سابع جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام مرض الموت میں باوجودیکہ تمام اصحاب کبار مہاجرین وانصار اوسوقت حاضر و موجود تھے مسجد نبوی میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی جابجا پیشوای نماز مقرر فرمایا اور تمام حاضرین پر امامت نماز میں مقدم کیا اور سب کا امام بنایا تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تمام حاضرین پر اوصاف استحقاق امامت میں فضیلت اور تقدم رکھتے تھے چنانچہ حسب تقریر خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی زعم اللہ درجتہ نے تعلیمین آنکی مولای مجلسی وغیرہ نے بحار وغیرہ میں اسکی روایات نقل فرماکر جواب دیے ہیں قطع نظر اس سے اگر مجیب لبیب کو اسکا انکار ہے تو فرمادین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اشتداد مرض میں جو شب جمعہ سے لیکر فجر دوشنبہ تک ممتد رہا جسمیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجز ایک دو بار کے مسجد میں نہیں تشریف لیجا سکے کون امام تھا اور کسنے نماز پڑھائی ظاہر ہے کہ بلا اجازت تو نماز نہیں پڑھائی ہوگی اور ضرور آپنے کسیکو امام مقرر فرمایا ہوگا اور امر صلوٰۃ کو مہمل نہیں چھوڑا ہوگا تو آپنے کسکو نماز کے لیے امام مقرر فرمایا اور یہہ واقعہ ایسا نہیں ہے کہ یاد نرہا ہو۔ قرب وفات کا واقعہ ہے ہان اگر بعض رواۃ شیعہ نے بنظر حفظ مذہب اس سے نسیان یا تناسی فرمائی ہو تو کچھہ تعجب نہیں لیکن اہل تاریخ کو دیکھنا چاہیے وہ اس قصہ کو کیونکر بیان کرتے ہیں غیاث الدین بن ہمام الدین الحسینی صاحب حبیب السیر اپنی کتاب میں لکھتا ہے نقلست کہ در ایام بیماری آن مقتدای اہل اسلام مسلمین در وقت آدای صلوٰۃ یک نوبت بمسجد تشریف بردہ شرائط امامت بجا آوردی اما در اواخر اوقات مرض سہ روز بیرون نتوانست آمد و دران ایام بموجب اشارت

صلی اللہ علیہ وسلم امیر المومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ پیش نماز خلایق بود۔ اسیطرح اور مورخین نے
بھی تصریح کی ھی پس اس سے انکار گویا آفتاب کو مشت خاک سے پوشیدہ کرنا ہے اور محض عناد
ومکابرہ ہے پس باوجود اسکے کہ آپ پر واقعہ غصب خلافت منکشف تھا اور جانتے تھے کہ
بعد آپکے یہ لوگ خلافت مرتضوی کو غصب کرینگے تو ایسی حالت مین کہ سب اکابر مہاجرین
واعیان انصار موجود ہون اور آپکا بھی وقت رحلت قریب ہو ایسا فعل کرنا جو موید اونکی ثبوت
حقیت خلافت کو ہو بلکہ ناسخ نصوص خلافت مرتضوی ہو اسپر بہ حسب روایات شیعہ موجب
کمال استعجاب اولو الالباب ہے اول تو خود ایسے شخص کو اکابر مہاجرین و انصار پر امام مقرر
فرمانا جو محض عشق و عاشقی کی وجہ سے کفر چھوڑ کر نکلا ہو اور صرف ظاہر مین ہی کلمہ گو ہو حالانکہ
سورہ برات وغیرہ نازل ہو چکی تھی دین کی تکمیل ہو چکی تھی ماکان اللہ لیذر المومنین
علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب کا وعدہ پورا ہو چکا تھا اور حضرت کو
ہر ایک کا حال معلوم ہو چکا تھا البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو افضل الانبیاء والرسل
ہا مین حیرت خیز اور تعجب انگیز ہے پھر غصب خلافت کے کھٹکے نے اور زیادہ قابل حیرانی
و تعجب کردیا تو اس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ جن اصول پر یہہ لزوم ہے فی الحقیقت وہ
اصول ہی موضوع و مفتری اور مخالف دین اسلام مین ہا اور فی الواقع حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو آخر وقت مین ابو بکر رضی اللہ عنہ کی امام مقرر فرمانے سے یہہ ہی غرض
تھی کہ اونکی خلافت کی طرف ایما جو قریب تنصیص کے ہے ہو جاوے چنانچہ سقیفہ بنی ساعدہ
مین منجملہ دلائل کے ایک دلیل یہ بھی پیش کیگئی تھی جسکو انصار نے بسر و چشم قبول
کرلیا چنانچہ کتب اہل سنت مین مذکور ہے اور جب انصار نے اسکو قبول کرلیا اور کچھہ رود
قدح وجوہ جرح انھین کی تو اوسکو تائید و تقویت حاصل ہو گئی اور معلوم ہوا کہ یہہ آیت
امامت کبری کیلئے توطیہ و تمہید تھی ہم اسوقت اسی قدر قلیل پر اکتفا کرتے ہین
بعد اسکے اگر ہمارے فاضل مجیب نے کچھہ اسمین کلام و لا نسلم فرمائی تو انشاء اللہ تعالی مفصل

گذارش کرینگی دلیل ثامن حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ جو مامور باظہار حق تھی اور تقیہ اونکو جائیز نہ تہا بلکہ حسب وصیت نامہ اونکو یہہ حکم تہا ۔ حدث الناس وافتہم ولا تخافن الا اللہ وانشر علوم اھل بیتک وصدق اباءک الصالحین فانک فی حرز وامان اور ہرگز خلفا کی پاسداری نہ فرماتے تہے شیخین رضی اللہ عنہ کی حقمین فرماتے ہین ھما امامان عادلان قاسطان کانا علی الحق وماتا علیہ فعلیھما رحمۃ اللہ یوم القیمۃ ۔ نقلا عن کاشف ۔ ارباب عقول اس عبارت کو ملاحظ کرین اور دیکھین کہ یہہ کلام ثبوت حقیت خلافت شیخین رض کے لیے نص صریح ہی خصوصا جناب امام جعفر کو حکم تہا ۔ وصدق اباءک الصالحین پس بموجب اس حکم کے آپنے یہ کلمات ارشاد فرمائی جو مصدق کلام جناب امیر و جناب امام حسن رضی اللہ عنہما ہین چنانچہ ہم سابق مین سیقدر گذارش کرچکی ہین یہان بطور تذکر کی اسقدر گذارش ہی کہ پہلے معروض ہوچکا ہی کہ جناب امیر نے شیخین کی نسبت ارشاد فرمایا ولعمری ان مکانھما فی الاسلام لعظیم وان المصاب بھما فی الاسلام لجرح شدید یرحمھما اللہ جزاھما باحسن ما عملا اب ہم نص جعفری کی اس کلام سے مطابق کرتے ہین اور اسکی تصدیق اوس سی کرتے ہین ظاہر ہی کہ شیخین کے لیے امامت حقہ کا ثابت ہونا متضمن ثبوت عدل اور قسط کو ہی اور نیز مستلزم اسکو ہی کہ حق پر ہین اور یہہ گویا شرح ان مکانھما فی الاسلام لعظیم وان المصاب بھما فی الاسلام لجرح شدید کی ہی اور اس سے پوری تصدیق اون دونو جملونکی ہوتی ہے ۔ بعد اوسکی فعلیھما رحمۃ اللہ یوم القیمۃ اور جملہ یرحمھما وجزاھما باحسن ما عملا ظاہر ہی کہ بالکل ہم معنی ہین ہمین کچھہ حاجت بیان ہی نہین ہی علاوہ ازین خطبہ للہ بلاد فلان کو بہی مصدق ہی علی الخصوص فلقد قوم الاود وداوی العمد اصاب خیرھا

ـــــــــــــــــــ

ل لوگو نسی حدیث بیان کر اور اونکو فتوی دے اور بجز خدا کے کسی سے نہ ڈر اور اپنی اہلبیت کے علوم کو پہیلا اور اپنی اباء صالحین کی تصدیق کر تو حفاظت و امان مین ہی ۔ ۱۲ ۔

وسبق شرها - کہ هما امامان عادلان قاسطان کانا علی الحق گویا ہم معنی اور مرادف ہین اور گویا جناب امام صادق نے جناب امیر کے کلام کی شرح فرما دی اور جناب امیر کے اس کلام مین گو جملہ دعائیہ نہین لیکن اوصاف مذکورہ قطعی مستلزم فعلیهما رحمة اللہ یوم القیمة کو ہین اسیطرح جناب امام صادق نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے کلام کی بھی تصدیق فرمائی کیونکہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے جب خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو تسلیم فرمائی تہی اور باہم صلحنامہ تحریر ہوا تہا تو اول شرط یہہ تحریر ہوئی تہی بسلم الیہ ولایة المسلمین علی ان یعمل بینہم بکتاب اللہ وسنة رسولہ وسیرة الخلفاء الراشدین - اور ظاہر ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے سوا خلفاء راشدین بجز خلفاء اربعہ کے اور کوئی نہین جب انکو راشد فرمایا اور انکی پیروی کا حکم فرمایا تو وہ اگر فی الواقع امام برحق اور خلیفہ راشد نہون تو امام معصوم کے کلام مین کذب لازم آویگی تو معلوم ہوا کہ وہ فی الواقع خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم اور ائمہ برحق تہی اور جو کچہہ انہون نے کیا وہ عدل و قسط تہا چنانچہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اسکی بھی تصدیق فرمائی اور یہی اس کلام مین حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی گویا شرح کر دی تو اب مطابق وصیت نامہ کی حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ پر پوری طور سے صادق آیا - وصدق اباءك الصادقین اور ہدایتی آپنے مطابق حکم وصیت نامہ کے اپنی اباء صالحین کی پوری تصدیق فرمائی - اور علاوہ اسکے چونکہ حضرت امام جعفر مامور باظہار حق تہی اور تقیہ جایز نہ تہا اسلیے جو کچہہ ظاہری طور پر آپنے ارشاد فرمایا وہ قابل قبول ہوگا اور جو کچہہ کہ مین خفیہ طور پر اسکی خلاف بیان کرتے ہو بسبب الفاظ و معنی کے نہایت لغو اور پوچ ہے اور اسکی بابت منضم کیا جاتا ہی وہ حضرات کا ایجاد و اختراع محبت ہوگا چنانچہ تصریح بعض علماء شیعہ کے بعض کی نسبت یہہ امر ثابت ہی باقر مجلسی نے صدوق کی نسبت ایک حدیث مین یہہ امر فرمایا ہی وانما فعل ذلك لیوافق اهل العدل - خود شریف رضی نے جناب امیر کے کلام مین کیا کیا کچہہ ابتری کی ہی کردہ تحریفات یہود و نصاری سے بھی بڑہ گئی پس ایسی حالت مین ایسے

زیادتیونکو کیونکہ غلط بیقین نکیجاوی جو باعتبار لفظ ومعنی کے غلط ہون باعتبار حالت
قایل کے غلط ہون باعتبار ناقل کے غلط اور کذب ہون کوئی قرینہ اونکی صدق پر شاہد ہو
ایسی زیادتیونکو تصحیح تسلیم کرنا حضرات شیعہ کا ہی کام ہے اور وہ زیادتی اختراعی یہہ ہی
راوی اس حدیث کا کہتا ہی۔ فلما انصرف الناس قال له رجل من خاصته یا ابن
رسول الله لقد تعجبت مما قلت فی ابی بکر وعمر فقال نعم هما اما ما اهل النار
کما قال الله تعالی وجعلناهم ائمة یدعون الی النار واما العادلان
فلعدولهم عن الحق کقوله تعالی والذین کفروا بربهم یعدلون واما
القاسطان فقد قال الله تعالی واما القاسطون فکانوا لجهنم حطبا
والمراد من الحق الذی کانا استولیا علیه هو امیر المؤمنین حیث
اذیاه وغصبا حقه والمراد من موتهما علیه انهما ماتا علی عداوته من غیر ندامة
عن ذلک والمراد من رحمة الله رسول الله فانه کان رحمة للعالمین وسیکون
خصما لهما ساخطا علیهما منتقما منهما یوم البعث انتهی۔ الا اینکہ مطالب اس روایت
کو حضرات شیعہ نے فرائی ہی ملاحظہ فرماوین حضرات شیعہ عموماً اور [illegible]
کی داد دین اس بحث مین سمجہہ تو بیان کیجئے کہ یہ شخص کہتا ہی اگر اسکو مطلب محصول کیا جاوے
پوری طور پر معتمد ہوتی انکی [illegible] ان الله علیہم اجمعین کے ہو لیکن اگر اس روایت

۱ جب لوگ چلے گئی تو ایک شخص نے [illegible] ای رسول الله کے فرزند مجہی اوس کی تعجب ہے
جو آپنی ابوبکر وعمر کے حق مین فرمایا [illegible] دوزخ کی امام ہین۔ جیسا الله تعالی نے فرمایا (اور ہمنے
اونکو امام بنایا کہ آگ کی طرف بلاتے ہین) [illegible] تو یہہ حق سے عدول کرنے اور پہرنے کے سبب ہے مثل
قول تعالی کے (جنہون نے کفر کیا [illegible] برابر کرتے ہین) اور یہہ کہ قاسط ہین پس تحقیق الله تعالی نے
فرمایا کہ قاسط ظالم دوزخ کا ایندہن ہین [illegible] غالب ہنی امیر المومنین ہین کہ اسکو ایذا دی اور اسکا حق غصب کیا
[illegible] مرگئی [illegible] اور رحمۃ الله سے مراد رسول الله ہین کہ وہ رحمۃ للعالمین ہین

[illegible]

روات کو صحیح تسلیم کر لیا جاوے تو اس صورت مین ابا بصالحین کے تصدیق نہو گی بلکہ تکذیب ہو گی
اب ہم ابن زیادتی کی تکذیب پر دلائل قائم کرتے ہین گو ہماری گذارش سابقہ سے اسکی تکذیب بخوبی
ہو چکی ہے اور علماء کے خصوص ابن یادونی اکی روایت کو جہوٹا کرتے ہین و در صحیح ہو کر اولاً جملہ
و عمری ان مکانہما فی الاسلام لعظیم الخ اور کلام — رحمہ بلاد فلان صریح اسکی اور اسکی روات کے
تکذیب کرتے ہین — ثانیاً علامہ بحرانی نے جو جواب اس اعتراض کا دیا ہے کیف سلم سہام
یسلم لمعویۃ و لطلحۃ و الزبیر مع قیام الفتنۃ فی حربہم — اور وہ یہہ ہے — الثانی انا الفرق بین الخلفاء
الثلثۃ و بین معویۃ فی اقامۃ حدود اللہ و العمل بمقتضی اوامرہ و نواہیہ ظاہر — اس سے صریح
ثابت ہوتا ہے کہ راوی نے جو عادلان قاسطان کے معنی جابران ظالمان کے گہڑی ہین محض دروغ ہے
کیونکہ خلفاء ثلثہ کا حدود اللہ کو قائم کرنا اور بموجب اوامر و نواہی خداوندی کے عمل کرنا یہہ ایسا ظاہر ہے
کہ جسکا شیعہ کو بھی اعتراف ہے اور ظاہر ہے کہ عدل و انصاف اسیکا نام ہے کہ حدود اللہ کو قائم کیا جاوے
اور بموجب اوامر و نواہی خداوندی کے عمل کیا جاوے اور حق پر ہونا بھی اسی پر منحصر ہے اور استحقاق دعا
فقد سیہما رحمۃ اللہ یوم تقیمہ کا بھی اسی پر گویا موقوف ہے اور جب یہہ وصف شیخین مین حسب
اعتراف علامہ بحرانی پائی جاتے ہین اور ہم جانتے ہین کہ شیعہ مین سے کسی کو بجز خاص
وقت کے اسکا انکار نہین اور بحرانی کو جہوٹا نہین سمجھتے تو معلوم ہوا کہ حضرت امام نے جو کچھہ
فرمایا وہ اپنی ظاہر پر محمول ہے اور راوی نے جو اسکے بعد مین تحریف فرمائی وہ کذب و دروغ ہے
— ثالثاً ہم اس سے زیادہ صریح دلیل اور واضح تر عرض کرتے ہین جس سے پوری تکذیب ابن
زیادت اور اوسکی روات کی ہو جاوے — نہج البلاغت مین ایک خطبہ مذکور ہے جسکا عنوان یہہ ہے
واللہ لاسلمن ما سلمت امور المسلمین و لم یکن فیہا جور الا علی خاصۃ الخ یہہ خطبہ
صریح دلالت کرتا ہے کہ جناب امیر نے تسلیم خلافت اس شرط پر فرمائی تہی کہ امور مسلمین [illegible]
اور سلامت رہین کسی پر جور و جفا ظلم و زیادتی نہو چنانچہ آخر خلافت خلفاء تک جناب نے اوس
تسلیم کو قائم رکہا اور کوئی امر ایسا واقع نہین ہوا جس سے جناب امیر کو گنجایش مناقشہ ہمارے

ہی چنانچہ شارح ابن میثم اسکی تصدیق فرماتے ہیں اور اسکی تائید میں لکھتے ہیں قوله والله لأسلمن
ما سلمت امور المسلمین ای لاترکن المنافسة فی هذا الامر ما سلمت امور
المسلمین من الفتن وفیه اشارة الی ان غرضه من المنافسة فی هذا
الامر هو صلاح حال المسلمین واستقامة امورهم وسلامتهم عن الفتن
وقد کان لهم ممن سلف من الخلفاء قبله اس سے بدلالت مطابقی ثابت ہی کہ خلافت خلفاء ثلثہ رضی اللہ
عنهم ظلم وجور کی بو سے بالکل پاک صاف رہی اور شیخین رضی اللہ عنہما کے حق میں هما امامان عادلان
قاسطان کانا علی الحق وماتا علیه فعلیهما رحمة الله یوم القیمة کہی ہیں اور روایت صحیح
بعد اسکی جو کچہ بسبب تلف النفس انہون نے کیا وہ امر کذب اور دروغ ہی اور جناب امیر علیہ السلام کی کلام
اور بجز اس کی تصریح سے اور کیا کہہ سکتے ہی - رابعاً ناقد المنتظم متبوع مولوی حیدر علی رحمة اللہ علیہ فاضل
اخباری کی جواب میں ایسی گریہ عبارت نقل فرماتے ہیں اگر ما عداوت باطن فرمایند در شیخ است کہ بنا بر
زعوم اللامیة از خلفاء ثلثہ کو نسبت بامیر المومنین علیہ السلام بود تا ہم ابوبکر در عہد بنا بر نقض عہد و نکث
بیعت غدیر و غصب فدک و دیگر چند اعمال دال بر حسد و منہ بود اما با ہمہ بود و شعار طریقہ معاشرت ایشان
با اہل بیت ہمین اعزاز و اکرام باتفاق فریقین بود و اجبائی شعار سلام بر جز افعال و در کتب کلامیہ و سیر
موجود و منشاء طعن قدح در کتب شیعیان است بالمرہ نزد امامیہ زبان بر بند کشتہ و بندو تا بمکن بر
نصب العین خاطر خود امامیہ داشتہ - دیکہئے فاضل اخباری میں تصریح کرتے ہیں کہ خلفاء ثلثہ کا طریقہ
معاشرت اہل بیت کی ساتھ ہمین اعزاز و اکرام باتفاق فریقین شیعہ و اہل سنت کو تہا اور حیا ہی شعار اسلام
کو امامیہ کے نزدیک بہی اونہا نہیں دیا تہا اور بالکل ترک تین کو برفت اپنی ولکی آنکہونکی سامنی رکہتی ہی
پس جبکہ باعتراف فاضل اخباری یہہ اوصاف ہون اونکی نسبت صحابہ معلوم ہوتا ہی کہ یہہ زیادتی کذب
و دروغ ہی اور یہہ جو فاضل اخباری نے بعض اعمال معدودہ کی نسبت ذکر کیا یہہ بہی جناب امیر کی
تصریحات سے ثابت ہوتا ہی کہ حضرات کا کذب و افترا ہی چنانچہ ہم بار ہا گذارش کر چکے اور بہی
گذارش کیا ہی کہ جناب امیر کا تسلیم خلافت کو مستند و ... ... ائمہ علیہم السلام کے ساتھ

پہر اوس تسلیم پر آخر تک قائم رہنا اور چون و چرا نکرنا اون افعال کو جو کتب کلامیہ اور سیر مین موجود ہین مثل
نکث بیعت و نقض عہد و غصب فدک وغیرہ سب کو ثابت کرتا ہی کہ موضوعہ و مفتریہ ہین کیونکہ اصول شیعہ سے
کوئی فعل ایسا سرزد نہین ہوا جسکا اثر خاص جناب امیر کے ذات بابرکات تک محدود ہو بلکہ جو فعل صادر
ہوا جسکو حضرات شیعہ معرض طعن و قدح مین بیان کرتے ہین وہ علاوہ جناب امیر ؑ کے دوسرونکی
حقوق پر بہی موثر ہی مثلاً غصب خلافت یہہ ایسا فعل ہی کہ اس سے زیادہ دینوی اور دنیادی حقوق
اہل اسلام کو کوئی چیز ضرر رسان نہین ہی چنانچہ خود ظاہر و بدیہی ہے غصب فدک خاص حق
جناب سیدہ معصومہ کا بلکہ ائندہ تمام بنی فاطمہ ؓ کا تہا جو تلف ہوا اور اس سے ائندہ ایک حصہ کا
نقصان چندروزہ جناب امیر ؓ کو بہی پہنچا علی ہذا القیاس پس اگر انکا وقوع صحیح ہو تو معاذ اللہ
جناب امیر نے جو کچھ - واللہ لاسلمن ما سلمت امور المسلمین - الخ - فرمایا وہ جہوٹ تہا اور اگر
وہ سچ تہا تو ان امور کا وقوع کذب ہی لیکن ہم کہتے ہین جناب امیر کا ارشاد بجا تہا وہ ہرگز کذب
نہین ہو سکتا بلکہ یہ امور محض اون جیسے لوگونکے تراشے ہوئے ہین جو لاعن و ملعون ائمہ تہے جنکے مونہہ
پر کتے پیشاب کرتے تہے جنکی صراحۃً ائمہ تکذیب فرماتے تہے جو ائمہ پر افترا و بہتان باندہتے
تہے پس انکی تکذیب کردینا البتہ قرین قیاس ہی - غرض یہہ دلائل اس روایت مخترعہ کی بخوبی تکذیب
کرتے ہین اور علاوہ انکے اور بہی دلائل عقلی ہین جو اس روایت اور اوسکی روات کے تکذیب کرتے ہین
مگر ہمنے بخیال تطویل اور نیز اس خیال سے کہ ہر شخص جسکو ذرا بہی عقل و فہم اور کسی علم و انصاف سے
حصہ ملا ہوگا وہ بمجرد دیکہنے اس روایت کی بداہۃً یقین کرسکتا ہی کہ یہہ محض بناوٹ اور جہوٹ
ہے انکے استیعاب کو ترک کردیا ہی **دلیل تاسع** جناب امام حسن رضی اللہ عنہ نے جب
خلع خلافت فرمایا اور امیر معویہ سے مصالحت کرکے اونکو تسلیم فرمائی اور صلح نامہ لکہا گیا جو علماء
تاریخ نے نقل کیا ہی اور ہم سابق مین اوسکی نقل کرچکے ہین کہ اوسمین چند شرائط قرار پائی تہی
چنانچہ اول شرط یہہ تہی کہ کتاب و سنت و سیرت خلفاء راشدین پر عمل کری دوسری
شرط یہہ تہی کہ معویہ کو یہہ استحقاق نہین ہی کہ اپنے بعد کسیکو خلیفہ مقرر کری بلکہ بعد اوسکے

[illegible]

خلافت شوریٰ کی طور پر بین المسلمین ہوگی چنانچہ عبارت صلحنامہ کی یہہ ہی بسم اللہ الرحمن
الرحیم ھذا ما صالح علیہ الحسن بن علی بن ابی طالب و معویۃ بن
ابی سفیان صالحہ علی ان یسلم الیہ ولایۃ امر المسلمین علی ان یعمل
فیھم بکتاب اللہ تعالی وسنۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم و سیرۃ
الخلفاء الصالحین ولیس لمعویۃ بن ابی سفیان ان یعہد الی احد من
بعدہ بل یکون الامر من بعدہ شوریٰ بین المسلمین انتہی نقلہ ابن حجر
یہہ دو توشرطین بداہتہً ایسی ہین جو ہماری مدعا کی مثبت ہین اور اصول شیعہ کی مبطل کیونکہ ظاہر
ہی کہ پہلی شرط مین بدلالت مطابقی ہماری دعوی کا ثبوت موجود ہی امیر معویہ سی معاہدہ فرمایا کہ سیرت
خلفاء صالحین پر عمل کرے اب فرمایئے کہ خلفاء صالحین کون ہین جنکو جناب امام صالحین
یا راشدین سی تعبیر فرماتے ہین اس سی پہلے بجز خلفاء اربعہ کے اور کوئی خلیفہ نہین ہوتا
تو بجز اسکی کہ خلفاء صالحین سے خلفاء اربعہ مراد ہو اور کوئی صورت نہین اور خلفاء صالحین
اوسیوقت ہو سکتی ہین جبکہ اونکی امامت حقہ اور خلافت راشدہ ہو نہ امارت فاجرہ تو یہہ شرط
چند وجوہ سی مثبت مدعا ہی اول یہہ کہ جناب امام علیہ السلام نے اونکو خلفاء صالحین فرمایا
اگر فی الواقع وہ خلفاء صالحین ہین تو ہمارا مدعا ثابت ہی اور اگر باعتبار فرض وہ خلفاء صالحین
نہین ہین تو معاذ اللہ امام معصوم نے جھوٹ بولا دوسری یہہ کہ کتاب و سنت کی ساتھہ اونکی
سیرت کو بھی معمول بہا شرط قرار دیا جس سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ اونکی سیرت اتباع سنت
مین یہانتک راسخ ہی کہ جو اوسکا اتباع کریگا ـ فی الحقیقت شریعت کا ہی اتباع ہوگا
اور اونہون نے یہانتک اجرای شعائر شرع کیا اور پاس شرع کو اپنی افعال و اقوال مین
یہانتک ملحوظ خاطر رکہا کہ جو شخص اونکا اتباع کریگا وہ اتباع کتاب و سنت و سبیل شریعت
سی جدا نہوگا اور یہہ مستلزم اسکو ہی کہ وہ خلفاء راشدین تہی اور اونکی خلافت خلافت
راشدہ تہی ـ تیسری یہہ کہ جناب امام حسن نے وسیرت الخلفاء الصالحین ایسا لفظ فرمایا

سے خلفاء اربعہ کو شامل ہے تخصیص نہیں ہے خیر جناب سے خلفاء ثلثہ برابر شریک ہیں اور ہرگز خصوصیت
ساتھ سبکی شان جناب امیر سے نہیں ہے بلکہ وہ بدون اختیار فرق کے سب کے سیرت کی اتباع کو شرط
کرتا ہے جیسے صاف معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ صلاح مین جیسی شیخین کی نزدیک جناب امیر تھی ویسی ہی
خلفاء ثلثہ بھی اور جیسی اتباع سیرت جناب امیر کا پسندیدہ تھا ویسی ہی اتباع سیرت خلفاء
ثلثہ کی سہو و پسندیدہ تھا اور یہہ عین مدعا اہلسنت کا ہے اور ظاہر ہے کہ یہہ وقت تقیہ کا نہین اور شرط
تقیہ کی بھی ان مین [illegible] کا ذکر دینا کافی تھا یہہ جو آپنے بڑہایا اس سے
ہر چند معلوم ہوتا ہے کہ یہہ [illegible] تقیہ [illegible] اور دوسرے [illegible] شرط بھی ہمارے مدعا کو
ثابت کرتا ہے دوسری [illegible] کہ معویہ ابن ابی سفیان کو جو اختیار نہیں ہے کہ اپنی بعد
[illegible] خلیفہ بنا دے بلکہ [illegible] خلافت کا [illegible] مین بطور شوری کے ہوگا اس شرط مین غور
[illegible] تصحیح کرتی ہے اور اس کو
ثابت [illegible] بطور شوری کے واقع ہو وہ صحیح ہوا جسپر اہل حل وعقد متفق
ہوجاوین [illegible] حقیت خلافت خلفاء ثلثہ ثابت ہوئی اور ثابت
ہوا کہ حضرات شیعہ نے نص کو شرط امامت قرار دے رکھا ہے یہہ باطل ہے **دلیل**
تاسع شریف رضی نے نہج البلاغت مین ایک خطبہ نقل کیا ہے جو صراحۃً مثبت مذہب الحق
و مبطل مذہب شیعہ ہے ہم اوسکو شرح نہج البلاغت سے نقل کرتے ہین جو کچھ شارح اوسکی شرح
[illegible] مدعا کے ثبوت مین اوسکو بھی نقل کرتے ہین ومن کلام لہ لما
ارادہ الناس علی البیعۃ بعد قتل عثمان دعونی والتمسوا غیری فانا
مستقبلون امرا لہ وجوہ والوان لا تقوم لہ القلوب ولا تثبت علیہ العقول
وان الآفاق قد اغامت والمحجۃ قد تنکرت واعلموا انی ان اجبتکم رکبت
بکم ما اعلم ولم اصغ الی قول القائل وعتب العاتب وان ترکتمونی
فانا کاحدکم ولعلی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموہ امرکم وانا لکم وزیرا خیر لکم

میرے امیر - انتہی عاقل منصف اس کلام کو ملاحظہ کرے اور اسکا مطلب سمجھے خصوصاً جناب کے

آخر میں قول ان ترکتمونی سے ارشاد فرمایا ہے یہ جملہ اور ایک جملہ ہے گویا

ہے یہ جملہ جو جناب نے ارشاد فرمایا ہے - فان ترکتمونی فانا کاحدکم

یعنی اگر تم مجھکو چھوڑ دو اور میری بیعت نہ کرو تو میں تم میں کا ایک جیسا ہوں

اطاعت امام جب ہے کہ اسطرح مجھ پر ہے اور جب تم بیعت کرو

الاطاعت ہوں اور اگر ایسا نکرو تو پھر میں بھی ایک شخص ہونگا

دیدیا جو خود الفاظ و سیاق سے ظاہر ہوتے ہیں ارشاد حضرت

دینا ہے اور غالباً حضرت ناصر محب یا خطیب و منشی اور ذریعہ

اس کلام سے کوئی حکم شرعی نہیں بیان فرمایا بلکہ

فرمائی پس اسکا جواب یہ ہے کہ

یہ گذارش کرتے ہیں کہ یہ تو حضرات کو

عوام کے سوا حرف سو جہ سے ہی کہ

بعض اخوف ثوران فتنہ کا ہے وجہ یہی ہے کہ جب ابوسفیان نے اور حضرت

درخواست بیعت کی نا منظور فرمائی اور باوجود قوت و شجاعت

کی اسکی سطیع و منقاد خلفا بنی حالانکہ خلافت کچھ جایز و ناجائز ہوا کیا پس جب آپکا

سکوت و عدم مناقشہ بوجہ خوف فتنہ ہوتا رہا ہے اور یہاں بھی فتنہ کے خوف سے

یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر تم مجھے ترک کرو تو میں تمہاری ہی مثل ایک کی ہونگا

اور ظاہراً تمہاری شریک حال ہونگا پھر کیا وجہ ہے کہ امیر معاویہ سے مناقشہ کیا اور جھگڑا

کیا باوجودیکہ فتنہ یقینی تھا جناب امام ثانی کی طرح مصالحت کر لیتے اور خلافت تسلیم

کر کے مطیع بن جاتے نہ تو کوئی جھگڑا ہوتا اور نہ کوئی فتنہ اٹھتا اسپر اگر آپ

مثل ابن ہیثم سیرت کا جھگڑا چھیڑینگے تو پہلے یہ خیال فرمائیں کہ افسوس جناب امام

ثانی کو یہہ نہ سوجھی جو لاکھوں مسلمانونکی دین و دنیا کی بربادی اپنی ہاتھہ سے فرمائی اور اگر یہہ
فرمائیں کہ بمقابلہ خوف فتنہ کی سیرت کا لحاظ ضروری نہ تھا تو ہم گذارش کرینگے کہ نہایت
افسوس ہے کہ جناب امیر نے ایک غیر ضروری امر کے لیے ہزارہا مسلمانونکی جانین ضایع
کرائین تو معلوم ہوا کہ بعض ظاہری حالت ہی کو نہین بیان کیا بلکہ حکم شرعی بھی بیان
فرمایا علاوہ ازین اس صورت مین جملہ لاحقہ اور اوسکی ترقی صحیح ہوگی پھر ابن میثم کی
شرح جسکو ہم جملہ آئندہ کی شرح مین نقل کرینگے - باتصریح اسکی مکذب ہے اور نیز ترک
بیعت اور عدم تبرک سے حالت کا امتیاز سب سے زیادہ اصول شیعہ پر لغو اور باطل ہے پس
ہماری توجیہ حبیب کا یہہ نتیجہ اس جملہ کی تاویل مین محض لغو اور لاطائل ہوگا دوسرا جملہ
جناب امیر نے یہہ فرمایا - ولعلی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموہ امرکم گویا جملہ سابقہ سے
بطور ترقی فرماتے ہین اور شاید مین تم سے زیادہ اوسکی حکم کا سننی والا اور اوسکی حکم کا
مطیع ہون جسکو تم اپنے امر کا والی بناؤ اور اپنا امام قرار دو - اب ہم پوچھتے ہین کہ جناب
امیر کی زیادتی سمع اور زیادتی اطاعت کی وجہ کیا ہے - جو لوگ ایسے ہین کہ جنہون نے
اون خلفا کو جنکو اہل حل وعقد نے خلفا بنایا ہے امام برحق سمجھہ رکھا ہے تو وہ
تو اپنی غلطی کی وجہ سے کسیقدر معذور ہونگے لیکن جناب امیر نے بھی اگر انکو امام برحق
اور خلیفہ راشد اعتقاد کر رکھا ہے تو ہو المراد اور اگر آپنے ظالم و غاصب اور خائن و ناکث
سمجھہ رکھا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اپنی سمع و اطاعت کو بہ نسبت عوام کے زیادہ فرماتے
ہین ہان تقیہ ہو تو اونکی سمع و اطاعت محض ضروری ہین جو بنظر مصلحت وقت ہیجان فتن
کی خوف سے اختیار کی گئی ہین والضرورات تتقدر بقدرہا اور قدر ضرورت سے متجاوز نہین ہوتے
پس اگر ضرورۃ اطاعت کی گئی تھی تو وہ اسیقدر ہوتے جسقدر سے ضرورۃ وقت رفع ہو جاتی
یہہ نسبت ہمارا پوچھنا کہ حضرت ولی امر بنانیکی مین اوسکا ہمتاری بہ نسبت زیادہ مطیع
ہونگا تو یہہ زیادتی سمع و اطاعت کی بجز اسکی ممکن نہین کہ آپنے ... شخص

جسکو اہل حل وعقد نے امام بنایا ہی شرعاً واجب الاطاعت سمجھیگی کہا ہو اور جب آپ بروی حکم شرع
واجب الاطاعت اعتقاد کرینگی تو بے شک بہ نسبت دوسرونکی آپ زیادہ اتیان ما موبہ مین سرگرم
ہونگی اور بدیہی ہے کہ کسی شخص کا شرعاً واجب الاطاعت ہونا اور جناب امیر کا اوسکی مطیع ہونا بدون
اسکی ممکن نہین ہے کہ بروی شرع اوسکی امامت وخلافت صحیح ومنعقد ہو۔ چنانچہ ہم اس مدعا کی
ثبوت مین علامہ بحرانی کی عبارت کو اوسکی شرح سمیت نقل کرتے ہین اہل فہم وانصاف
ملاحظہ فرماوین قوله وان ترکتمونی الخ ای کنت کاحدکم فی الطاعة
لامیرکم بل لعلی اکون اسمعکم واطوعکم له ای لقوة علمی بوجوب طاعة
الامام وانما قال لعلی لانه علی تقدیر ان یولوا احدا یخالف امر الله
لا یکون اطوعهم له بل اعصاهم واحتمال تولیتهم لمن کان کذلك قائم
فاحتمال طاعته له قائم فحسن ایراد لعل انتهی بقدر الحاجة بحرانی صاحب کی عبارت
اور اونکی تصریح قابل ملاحظہ اولوالابصار ہی وہ فرماتے ہین کہ جناب امیر کا اسمع واطوع ہونا اسوجہ سے ہی
کہ آپ حکم شرعی وجوب طاعت امام کے اعلم ہین اور آپ جانتی ہین کہ امام کے طاعت بروی حکم
شرع واجب ہی اور ظاہر ہی کہ امامت تا وقتیکہ شرعاً منعقد نہو اور امام بروی شریعت امام
صحیح نہو واجب الاطاعت نہین ہو سکتا تو اس سی صاف ثابت ہوا کہ اہل حل وعقد جسکو
امام بناوین وہ شخص عند اللہ امام اور واجب الاطاعت ہی اور جناب امیر بھی اوسکو
واجب الاطاعت اعتقاد فرماتے ہین اور جب شرعاً امام اور واجب الاطاعت ہوا تو آپ کیون نہ
اوسکو امام سمجھینگی لیکن شارح بحرانی نے اسقدر قید اور لگائی کہ یہہ حکم عام نہین بلکہ لفظ لعل
سی یہہ بات پیدا ہوتی ہے کہ احتمال ہے اہل حل وعقد ایسی شخص کو امام بناوین کہ جو مخالف
امر اللہ کے ہو تو اوسوقت آپ اطوع نہونگی بلکہ زیادہ مخالف اور نا فرمان ہونگی اگرچہ بحرانی کا
یہہ فرمانا غلط ہی کیونکہ اس احتمال کی وقوع کے تکذیب وتغلیط خود جناب امیر بجواب
امیر معویہ کے فرما چکی امیر معویہ نے آپکو لکھی اوس خط کے جواب مین جسمین آپنے امیر معویہ سے

بسبب طلب کرنیکی یہ لکھ بھیجا فرمایا تہا کہ میری ہاتھ پر ان لوگون نے بیعت کی ہے جنہون نے ابوبکر
وعمر وعثمان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی تو تم وی اسکو قبول کرو۔ لکھا تھا۔ کہ اگر آپ بھی مثل ابوبکر و عمر کے
ہوتے تو آپکی خلافت بیشک اہل حل وعقد سے صحیح ہوتی اور مین آپ سے ہرگز نہ لڑتا لیکن جب
مثل ان کے نہین بلکہ حدود و قصاص جاری نہین کرسکتے یا قاتلین عثمان کے حامی ہین
تو اس حالت مین بیعت اہل حل وعقد سے آپکی خلافت منعقد نہین ہوسکتی اور اس دعوے کا
جو آپ نے بسبب بیعت خلافت کے جو مہمات خلافت کو سرانجام نہین کرسکتا اسکی جواب مین
جناب امیر نے تحریر فرمایا وزعمت انا افد علی بغیک خطیئتی فی عثمان
کنت امرأ من المهاجرين اوردت كما اوردوا واصدرت كما اصدروا و
ما کان الله لیجمعهم علی ضلال ولا لیضربهم بالعمی یعنی حاصل جواب یہ ہے کہ جو مجھپر الزام خونہای قتل
عثمان کا لگاتا ہے وہ اسوجہ سے مجھکو صالح و اہل خلافت نہین سمجھتا اور گمان کرتا ہے کہ اہل حل وعقد
نے خطا کی جو میرے ہاتھ پر بیعت خلافت کے گویا بالکل غلط و لغو ہے کیونکہ مین بھی ایک
رجل مہاجرین مین سے تھا جو انکا حال تھا وہی میرا حال ہے اگر میرے ذمہ الزام ہے تو سبکے
ذمہ الزام ہے اسمعاملہ مین مجھکو کوئی خصوصیت نہین کیونکہ جو سب مہاجرین نے کیا وہی مین نے کیا پس
اگر اہل حل وعقد نے مجھسے بیعت کی اور مین نہ صالح للخلافت تھا تو لازم آتا ہے کہ وہ سب گمراہی
پر مجتمع ہون اور سب کے سب حق سے اندھے ہون اور یہ محال ہے تو ثابت ہے کہ خلافت ثابت ہوا
کہ بیعت اہل حل وعقد کی صحیح ہے للخلافت کے ساتھہ نہین ہوسکتی ہے اور علامہ بحرانی نے
جو یہ احتمال قائم کیا کہ اہل حل وعقد کسی شخص کو امام بنا دین جو مخالف امر الله کے ہو یہ غلط ہے
اور جناب امیر کا جواب سراسر اسکو تکذیب کرتا ہے لیکن ہم اسکو علی سبیل التنزل تسلیم کرتے
ہین اور کہتے ہین کہ چاہا اسی امام کو واجب الاطاعت اعتقاد کرو جسکو اہل حل وعقد
امام بنا دین اور وہ جامع شرائط ہو تو ہم نہین مخالف امر الله کی نہ ہو اور خلاف سے
نوع مین جناب امیر کے ارشاد کو مانو اور اپنی مسئلہ کو صحیح سمجھو اور ظاہر ہے کہ

جناب امیر زمانہ خلافت خلفاء ثلثہ مین سمیع و مطیع رہے کبھی کسی قسم کی چون و چرا انہون نے کی
باوجودیکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جنکی شان مین [illegible] بہت کچھ جوش دلاتی
ہوئین اور کلمات فصیح و مسجع مثل جنین در پردہ نشین شدہ و خائنین [illegible] گریختہ الخ الی آخر
الکفریات فرمائی اور مجمع مہاجرین و انصار مین جا کر داد بیداد و فریاد و فغان سے
مگر آپکو جوش نہ آیا - بروایت صدوق [illegible] چالیس آدمیون نے [illegible]
سے آپسے ابتداء خلافت صدیقی مین درخواست کی کہ ہم ابو بکر کو مسند خلافت سے
اوتار دین آپنے منظور نہ فرمایا - حضرت عباس اور ابو سفیان کے درخواست بیعت کو
قبول نفرمایا - قسم قسم کی اذیتین صعوبتین [illegible]
لیکن سمع و طاعت کی عروۃ الوثقی کو ہاتھ سے نہ دیا ایسی حالت میں جو [illegible]
آپنے کبھی چون و چرا نفرمائی تو سب سے زیادہ کون سمیع و مطیع ہو سکتا ہے کیونکہ امام کے واجب الاطاعت
ہونیکا آپکو بشہادت بحار الانوار علم تھا اور جب امام بھی خدا تعالے کے حکم سے ہی خلیفہ ہوتا
ہے تو اسکی اطاعت سے انحراف گویا خدا کے حکم سے انحراف ہے جو معصیت ہے قطع نظر
اس سے ہم پہلے بروایات شیعہ ثابت کر چکے ہین کہ سیرت خلفاء ثلثہ کی مثل سیرت ملوک
وسلاطین جائرہ کے نہین ہے بلکہ ترویج معالم دین اور احیاء شعائر اسلام مین سرگرمی
اور ہمیشہ پاس شرع شریف نصب العین اور مد نظر رکھنی تھی - تو جب آپ بھی خلفاء
کے واسطے سمیع و مطیع ہونگے تو پہر کسکے ہونگے - پہر کیفیت خلفاء ثلثہ کے زمانہ مین [illegible] حکم
کے مطیع و منقاد رہے اور آپکے [illegible] سے تمسک کرین [illegible]
فرمایا کہ تم جسکو امام بنا لو مین اسکا [illegible]
[illegible] اطاعت [illegible]
[illegible]
[illegible] تو آپکی [illegible]

امامت ثابت ہوئی اور اس سے یہہ بھی ثابت ہوا کہ امام برحق وہی ہے جسکی امامت کو اہل حل و عقد تسلیم
کرلیں اور متفق ہوکر اہل حل و عقد جسکو امام بنالیں اور خلفاء ثلثہ کو اہل حل و عقد نے امام برحق
تسلیم کرلیا تہا اور اونکو امام بنا لیا تہا تو وہ واجب الاطاعت اور امام برحق اور خلیفہ
راشد ہوئی - تیسرا جملہ جناب امیر نے ارشاد فرمایا - وانا لکم وزیرا خیر لکم منی امیرا - یعنی تمہاری
لیے میں وزیر ہوں یہہ بہتر ہے اس سے کہ میں تمہارا امیر ہوں حاصل یہہ ہے کہ میری امارت سے
تمہاری لیے میری وزارت بہتر اور خیر ہے اور ظاہر ہے کہ جس امارت کے آپ وزیر و مشیر اور جن
امراکی آپ معین و ظہیر ہونگے وہ امارت بہی خیر ہوگی اور یہہ بہی ہے کہ خلفاء ثلثہ سابقہ
مین جناب امیر وزیر و مشیر رہے ہمیشہ مہمات مین آپ سے مشورہ لیا جاتا تہا اور آپ کے
مشورہ پر عمل کیا جاتا تہا تو وہ خلافتیں جنکی آپ وزیر تہی وہ حق اور خیر ہوئی باقی رہا
یہہ امر کہ یہہ خیریت کس امر کے طرف راجع ہے آیا صرف ظاہری دنیاوی سہولت حال
کیطرف راجع ہے یا مطلق باعتبار دینی دنیاوی امور کے سب کے طرف عائد ہے لیکن ہم
کہتے ہیں کہ احتمال اول بعید ہے اور قابل اعتبار نہیں اور احتمال ثانی بروی دلائل صحیح و مستحسن ہے
کیونکہ ظاہر ہے وہ ظاہری سہولت حال کہ جسمیں دین و دنیا کا نقصان ہو اوسپر خیریت کا
اطلاق کسیطرح صحیح نہیں ہوسکتا امامت دین و دنیا کی امامت عامہ ہے جسکی ساتہہ دین اور
دنیا کی اصلاح حال منوط و مربوط ہے اور امام بمنزلہ نبی کے ہے کہ امت کے احوال دینی اور
دنیاوی کی اصلاح کرتا ہے لیکن تیسیر و سہولت خود شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
مد نظر ہے اسیواسطے اوسکی شان میں - عزیز علیہ ما عنتم - ارشاد ہے خود خداوند تعالی ارشاد
فرماتا ہے - یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر - اور فرماتا ہے وما جعل علیکم فی
الدین من حرج - پس جب شارع کو یسر و سہولت مد نظر ہے تو اوسکو کون انکار کرسکتا ہے
ون امام امت کا مطیع ہوجاوی کہ جو کچہہ اونکی مرضی ہو وہ کری یہہ ہے اگر پہلی کسی
امام نے کیا ہوتا تو اوسوقت جناب کو اسکا فرمانا شایان تہا اور جب کسی امام نے

ایسا نہین کیا اور نہ لوگ اسکی عادی ہتی ہمیشہ امام اپنی رای و مشورہ سی سرانجام مہمات کرتے رہی تو ایسی حالت مین آپکا یہہ ارشاد صرف سہولت حال کیطرف راجع نہین ہوسکتا علاوہ ازین مطلق خبر سے بلا قرینہ فرد ناقص یعنی بالنقص مراد لینا یہہ خود خلاف قاعدہ عرف اور غلط ہے تعجب ہے کہ امام منصوص من اللہ و منصوب من الرسول بالفعل ہو اور وہ کبھی اپنی حق کا نام نہ لے اور اگر لوگ اوسکو چاہین تو مدافعت اور تعلل فرماوے اور فرماوے کہ میری وزارت تمہارے لیے بہتر ہے امارت سے قدر بہتر نہین - خیر - دعونی والتمسوا غیری تک مضائقہ نہ تہا لیکن یہہ سراسر منصوصیت خلافت کو باطل کر رہا ہے اور ثابت کرتا ہے کہ انعقاد خلافت بیعت اہل حل و عقد پر موقوف ہے چنانچہ ان جملونسے پہلا جملہ صریح دلیل ہے واعلموا انی ان اجبتکم رکبت بکم ما اعلم ولم اصغ الی قول القائل وعتب العاتب اسمین آپنے اجابت کو ضمیر متکلم کیطرف منسوب فرمایا ہے یعنی اگر تمہاری ملتمس کے اجابت کرلونگا تو پہر تمکو اپنی رائی پر چلاونگا اور تم سے اپنی علم کے موافق کام لونگا تو آپنے اپنے عمل و تصرف کو اپنی اجابت پر منحصر فرمایا ہے تو معلوم ہوا کہ جب آپ اہل حل و عقد کی التماس کو قبول فرماوینگے خلیفہ بالفعل اوسی وقت ہونگے کیونکہ انعقاد طرفین کے ایجاب و قبول و رضا و تسلیم سے ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ آپ بالفعل امام و خلیفہ نہ تہی ورنہ خلیفہ کو جو خدا تعالے کیطرف سے مقرر ہوا اجابت کے سوا چارہ نہین ہے - ان اجبتکم یہہ معنی نہین رکہتا اگر اہمال امر خلافت اسوجہ سے تہا کہ امت کے طرف سے اجابت و تسلیم مین کوتاہی ہے تو پہر ان اجبتمو نے فرمانا مناسب تہا یعنی تمہاری طرف سے تقصیر ہے اگر تم اجابت و تسلیم کروگے - الخ - پس اس سے صراحۃً یہہ ثابت کردیا کہ دارمدار انعقاد خلافت کا بیعت اہل حل و عقد پر ہے اور جناب امیر ہرگز خلیفہ منصوص نہ تہی جیسا کہ حضرات شیعہ کا ادعا ہے پس حاصل مطلب تحقیقی طور پر اس عبارت کا یہہ ہے کہ آپکو معلوم تہا کہ ابتدا زمانہ خلافت نبوت مین کارہای نمایان اور اسلامی ترقیات بپایان ہونے والی ہین تو عجب نہین کہ کبہی آپکی خواہش ہوئی ہو کہ یہہ کام میری

ہاتھ سے بحب امرِ نبوت ہوتا اور یہہ حسنات میری نامۂ اعمال مین درج ہوتین لیکن چونکہ یہہ امر مقدر نہ تھا اور اسکی نامزدگی کارپردازانِ قضا و قدر نے اور لوگ مقرر کر رکھی تھی تو آپکا دستِ خواہش اسکی حصول سے کوتاہ رہا بعد شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ آپکو معلوم ہوا کہ زمانہ خلافتِ نبوت قریب الاختتام پہنچا اور ترقیاتِ اسلام کا شباب تنزلی کے ساتھہ مبدل ہوگیا۔ اب باہم خانہ جنگیونکی رسم بازاری ہوگی تو لیکی آپنے بیعت کے قبول کرنے مین تعلل و تسویف فرمائی اور یہہ الفاظ معانی صحیح طور پر اس مدعا کو ثابت کرتے ہین فانا مستقبلون امرا له وجوہ و الوان لا یقوم له القلوب ولا تثبت له العقول وان الآفاق قد اغامت والمحجۃ قد تنکرت چنانچہ آپکی زمانہ خلافت مین ایسا ہی واقع ہوا اور تشویش سے فرصت نہوا یہانتک کہ زمانہ خلافتِ نبوت منقرض ہوگیا اور ملک عضوض کی نوبت آئی بعض روایت کو ساتھہ جناب امیر نے فرمایا۔ ابلیت لقتال اہل القبلۃ۔ غرض ہمکو کسی طلب کو کیا غرض اور اسکی غرض سے کیا مطلب ہمارا مدعا جسکی ہم اثبات کے درپے ہین فی ثبوت حقیت خلافت خلفائے ثلثہ وہ بحول اللہ وقوتہ اس کلام سے بخوبی ثابت ہے دلیل حادی عشر۔ امام ابوالفرج اصفہانی نے اپنی کتاب اغانی مین روایت درج کی ہے عن الاجر الاکبر قال جاء ابوسفیان الی علی بن ابیطالب فقال یا ابا الحسن ما بال ہذا الامر فی اضعف قریش واقلہا فواللہ ان شئت لاملانہا علیہم خیلا ورجلا فقال علی بن ابیطالب طال ما عادیت اللہ ورسولہ والمسلمین فما ضرہم ذلک شیئا انا وجدنا ابا بکر لہا اہلا۔ اس روایت سے ثبوت حقیت خلافتِ صدیقی

ہ عن الاجر الاکبر سے مروی ہے کہا ابوسفیان علی بن ابیطالب کے پاس آیا اور کہا اے ابوالحسن امر خلافت کا کیا حال ہے کہ قریش میں سے ضعیف اور ذلیل تر میں ہے۔ خدا کی قسم اگر تو چاہے تو میں میدان کو سوار اور پیادونسے بھر دون علی ابن ابیطالب نے فرمایا تو ہمیشہ اللہ کا اور رسول کا اور مومنونکا دشمن رہا اور اسنے انکو کچھہ نقصان نہین پہنچایا ہمنے ابوبکر کو خلافت کے لیے لایق پایا ہے ۱۲

بدلالت مطابقی ثابت ہوتا ہی اور دوسری خلافتین بھی جو کہ اسپر متفرع ہین تو جب اسکی
حقیت ثابت ہوئی تو اونکی بھی صحت و حقیت ثابت ہو گئی اور کچہہ شک و شبہ نرہا
مگر ہان - اسقدر گذارش ہے کہ جناب اگر صاحب اغانی ابو الفرج علی بن حسین اصفہانی
کی عدم اعتبار کا قضیہ پیش کرینگے تو ہم آپکو آپکی روایات و درایات کی حالات اور آپکے علما کے
تحقیقات عرض کر کے متنبہ کرینگے کہ اس صورت مین آپکی صحاح کی حدیثین
اور غالب روایات قابل اخراج ہونگی جنکو معمول بہا اور معتمد علیہا اعتبار فرما رکہا ہی چونکہ
اس بحث مین بسیار اطناب ہو گیا ہی اسلیے اسکو اسیجگہ ختم کرتے ہین اور اقوال آتیہ کا
جواب لکہتے ہین - **قولہ** جبکہ ہمنے اپنی شرائط ثلثہ کو اپنے کتب معتبرہ سے
مدلل ثابت کر دیا اور ضمناً اسکا اہم الہمات ہونا بہی ثابت ہو گیا اور کچہہ آپکی قول آتیہ مین
ثابت کیا جائیگا تو اب فرمائیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسکو خلیفہ مقرر فرمایا یا
اس باب مین کیا ارشاد فرمایا - **اقول** دعوی اثبات شرائط ثلثہ بدلایل
محض خیال تخیل سے ناشی ہی بزعم خود تخیل کرلیا ہی کہ ہم شرائط ثلثہ دلائل سے ثابت کر چکے ورنہ
فی الحقیقت انکا ثبوت محال ہی کیونکہ جو امور کتاب اللہ و سنت کے خلاف ہوں انکا
ثبوت کتاب و سنت سے کیونکر ممکن ہو چنانچہ آپکی دلائل کے جواب مین گذارش ہو چکا اور اہم
الہمات ہونا جو بار بار آپکی زبان پر ہی معلوم ہوتا ہی کہ انکو اپنی عادت قدیمہ کی
موافق یہہ بہی یاد نہین کہ اس مسئلہ مین ما نحن فیہ کیا ہی چنانچہ ہم آئندہ فروع مین
جسمین آپنے اسکی بحث کی ہی گذارش خدمت کرینگے اور جب شرائط ثلثہ کا آپسے ثبوت نہین
ہوسکا تو یہہ سوال آپکا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسکو خلیفہ مقرر فرمایا یا اس باب مین
کیا ارشاد فرمایا بے موقع ہے ہان یہہ موقع ہماری سوال کا ہی کہ جب شرائط ثلثہ باطل ہین
تو فرمائیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسکو خلیفہ مقرر فرمایا یا اس باب مین کیا ارشاد فرمایا
قولہ رہا آپکا یہہ قول کہ اگر اسکا ... کے موافق ہے تو وہ حتماً بالوفاق الخ جب ان

کلام کے اصلی معنی بیان کیے گیے اور ثابت کیا گیا کہ جو آپ سمجھے ہین وہ ہرگز اسکا مطلب نہین ہوسکتا
شبہ رفع ہوگیا جو کچھ جناب رسالت مآب نے اس باب مین فرمایا ہوگا ظاہر ہے کہ ہمین بعد اس
کلام مین کچھ فرق نہوگا اور ہرگز مخالفت نہوگی اور ہر دو ارشاد بجای خود حق و درست ہونگے
اقول بحول اللہ وقوتہ ہم ثابت کرآئے ہین کہ جو معنی آپنے اس کلام کے اصلی سمجھے تھے وہ محض
غلط تھے اور ناتمام بلکہ وہی معنی جو دوسری کلام مین کسیقدر ہمارے موید تھے پس اس تحقیق سے محقق ہوچکا ہے
کہ اس کلام کے اصلی معنی اور واقعی مطلب وہی تھا کہ جو ہم سمجھے تھے پس ہمارا اعتراض کسیطرح آپکے اصول سے رفع شدنی
نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس باب مین جو کچھ فرمایا وہ اسکی ہرگز موافق
نہین ہوگا **قولہ** تعجب ہے کہ باب تاویل آپنے کس دلیل سے مسدود کردیا ہے حالانکہ یہہ معنی
وہ عرض ہوئے ہین جو اصلی و واقعی ہین ورنہ اگر تاویل کیجاتی تو تاویل کی بہت گنجایش تھی کیونکہ
باب تاویل نہایت وسیع ہے **اقول** جن دلائل سے ہمنے باب تاویل کو اسجگہ بند کیا ہے
وہ دلائل وہی ہین کہ جن سے ہمنے آپکی معانی کو باطل کیا ہے اور ماسبق مین مذکور ہوچکی ہین اور وہین
یہہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ یہہ معنی جو آپنے بیان فرمائی ہین محض خیالی ہین اور واقعی ایسی معانی کو
تاویل نہین کہا جاتا بلکہ یہہ تحریف معنوی ہے پس جس جگہ عبارت بجز ایک معنی کے کسی دوسری
معنی کو محتمل ہی نہو اور نہ بجز ایک معنی موضوع لہ کے کسی دوسری معنی کے ثبوت پہ کوئی قرینہ
قائم ہو بلکہ نفی احتمالات پر قرائن دلالت کرتی ہون تو ایسی حالت مین باب تاویل مسدود
ہوا کرتا ہے پس اس قاعدہ سے کہ باب تاویل واسع ہے یہہ استخراج کرنا کہ ہر جگہ جاری ہوسکتا ہے یہہ جعفر جیسے ہی عالم
فاضل سے زیبا ہے بھلا اگر ایسا ہی باب تاویل واسع تو نصوص صریحہ مین مثل اللہ الہنا محمد نبینا وغیرہ مین
تو تاویل کیجیے تعجب ہے کہ باوجود اسکے خطبہ غدیر من کنت مولاہ کو نص صریح استخلاف مین سمجھتے ہین اور
قابل تاویل نہین سمجھتے معلوم نہین وہ کس دلیل سے باب تاویل مسدود فرمایا پس باب تاویل کے وسعت اسکو
مقتضی نہین کہ ہر جگہ جاری ہوسکے۔ **قال الفاضل المجیب**۔ قولہ۔ باقی رہا۔
اہلسنت سے یہہ سوال کہ خلافت انکے نزدیک امر دین ہین ۔ الخ سو اولاً اسکی کچھ ضرورت نہین

کیونکہ جب آپ امر امامت کو معہ اوسکی شرائط کے بدلائل ثابت فرماوینگی تو اوسکا اہم المہمات ہونا بھی ثابت ہوجائیگا اہلسنت کچھہ بھی کہا کرین بمقابلہ دلائل معتبرہ کے اونکا قول کیونکہ معتبر ہوگا۔ اقول۔ جبکہ بہت بڑا اختلاف اور مابہ النزاع اہل سنت و شیعہ مین امر خلافت ہی ٹھیرا جیسا کہ ثابت کیا گیا لہذا آپکی نزدیک بھی جو امر بنی معظم اختلاف کا ہی وہ بھی بالآخر منجر بہ بحث امامت ہی ہوتا ہی تو اس سوال کی اشد ضرورت تہی کیونکہ جبتک وہ امر اہم المہمات اور مسائل شرعیہ مین سی عمدہ مسئلہ ثابت ہوگا تب تک یہہ اختلاف موجب بدعت و ضلالت و گمراہی وغیرہ نہوگا جو طرفین ایک دوسری کو کہتی ہین یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی اہل انصاف دیکھین کہ ہمنی کیا عرض کیا تہا اور ہماری مجیب لبیب اوسکی جواب مین کیا فرماتی ہین پہر جو کچھہ فرمایا ہی اوسکی دلیل جو اسی کچھہ مساس رکہتی ہی یا نہین یہہ محض حضرت کی سخن فہمی ہی آپنے سوال کیا تہا کہ امامت امر دین سی ہے یا نہین اگر ہی تو اصول سی ہے یا فروع سے اسپر ہمنی عرض کیا تہا کہ اس سوال کی کچھہ ضرورت نہین ہے کیونکہ جب مسئلہ امامت مع اوسکی شرائط کے بدلائل آپ ثابت فرماوینگی تو اوس مسئلہ کا امر دین مین سی ہونا بھی ثابت ہوجائیگا اور اصول سی ہونا بھی ثابت ہوجائیگا اسکی جواب مین آپ ارشاد فرماتے ہین کہ جب فیما بین اہلسنت و شیعہ بہت بڑا اختلاف امر امامت مین ہی اور آپکی نزدیک بہی معظم خلافیات راجع بہ بحث امامت ہی تو اس سوال کی اشد ضرورت تہی اور اسکی دلیل یہہ ارشاد ہوئی ہے کیونکہ جب تک وہ امر اہم المہمات او رمسائل شرعیہ سی عمدہ مسئلہ ثابت نہوگا تب تک یہہ اختلاف موجب بدعت و ضلالت نہوگا پس اس تقریر سی ہماری اعتراض کا کیا جواب ہوا اور اس دلیل کو اپنی مدعا سی کیونکر ربط ہوا ظاہر ہے کہ جب یہہ مسئلہ بہت بڑا مابہ النزاع ہی اور جب تک اسکا اہم المہمات ہونا ثابت نہوگا تب تک یہہ اختلاف موجب ضلالت نہوگا تو اس سے صرف یہہ بات ثابت ہوئی کہ اوسکی اور اوسکی شرائط کی اثبات کی ضرورت ہی جب وہ مع اپنی شرائط کی دلائل سے ثابت ہوگا تو اوسوقت یہہ اختلاف موجب ضلالت بہی ثابت ہوجائیگا پس اسکی مع اوسکی شرائط کی اثبات کی ضرورت ہی

نسوال کی اور بندہ نے بہی یہی عرض کیا تہا کہ اس سوال کی کچہہ ضرورت نہین آپنے اسجگہ محض دعوی بلا دلیل فرمایا ہے دلائل سے اونکو ثابت فرمائیے دین مین او اصول مین ہی ہونا خود ثابت ہوجائیگا تو اس عبارت سے ہماری اعتراض کے تقویت ہوئی نہ ہماری اعتراض کا جواب اور اس سے یہہ بہی واضح ہوگیا کہ مدعا تو اشد ضروری ہونا سوال کا تہا اور دلیل سے اشد ضروری ہونا اثبات امر خلافت کا مع اوسکی شرائط کے ثابت ہوا۔ رہا اثبات امر خلافت مع اوسکی شرائط کے سو اوسکی بحث گذرچکی سائل انصاف ملاحظہ فرمائین۔ اور انصاف سے بولین ہین اور بحث اہم المہمات ہونے کی عنقریب آتی ہے اوسکی منتظر رہین **قولہ** بحمد اللہ ہمنے امامت کو مع اوسکی شرائط کے مدلل ثابت کردیا **اقول** جن دلائل سے آپنے امامت کو مع اوسکی شرائط بزعم خود مدلل ثابت فرمایا ہے اون دلائل کی کیفیت و حالت بندہ بخوبی واضح کرچکا ہے اور بحول اللہ ثابت کرچکا ہے کہ یہہ دلائل ایسی واہی اور ضعیف ہین کہ انسے ہرگز ممکن نہین کہ قیامت تک بہی ثبوت مدعا ہوسکے **قولہ** جو عبارت ازالۃ الخفاء سے نقل ہوئی ہین اونمین یہی لفظ یعنی اہم المہمات بلکہ اس سے زیادہ مگر مثل اسکی کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقریب عباد باان فریضہ مخصوصہ نکنند ادای واجب نکردہ باشد حاشا من ذالک الخ جو عقیدہ اس آیت وافی ہدایت کا ترجمہ ہے کہ وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ موجود ہے آپ ان عبارات کو نظر غور سے انصاف سے مطالعہ فرماوین۔ **اقول** آپ کی اس تقریر سے اور نیز تقریرات سابقہ و لاحقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو فیما بین اہلسنت و شیعہ مسئلہ امامت کی اہم المہمات ہونیکی بارہ مین تنازع ہے اور نیز جو دیگر اس مسئلہ مین اختلاف ظاہر ہوچکا ہے اوسمین آپ ابہی نہین سمجہے کہ اصل مابہ النزاع کیا ہے اور کس چیز مین تنازع و خلاف ہے۔ آپکی فحوای کلام سے مترشح ہوتا ہے کہ آپ خلافت کے اہم المہمات ہونے اور ہونیکو مابہ النزاع سمجہے ہوئے ہین اور یہہ سمجہہ رکہا ہے کہ نزاع اوسکی ضرورت اور اہمیت مین ہے اسلیے اہل سنت کی کتابون مین جسجگہ لفظ اہمیت یا اوسکے ہم معنی مل گیا وہی ثبوت مدعا کیلیے بزعم خود نص ہے حالانکہ یہہ

[illegible]

خیال بالکل غلط اور سراسر لغو ہی کیونکہ جس شخص نے احکام و نصوص شرعیہ کا تتبع کیا ہی وہ سمجھ سکتا ہی کہ اہم
اور ضروری ہونا کسی حکم کا اس امر کو مستلزم نہیں ہی کہ وہ اصول مین ہی ہو ممکن بلکہ بہت احکام ایسی
ہین جو فروع عملی ہین اور نہایت اہم اور ضروری ہین کیا آپکے نزدیک صوم و صلوٰۃ اہم و ضروری
نہین کیا آپ انکو اور نیز باقی ارکان اسلام کو اہم اور ضروری نہین سمجھتی پس اہمیت شی کے
کچھ اسی پر منحصر نہین ہی کہ وہ اصول ہی مین سی ہو بلکہ ہو سکتا ہی کہ اوسکی اہمیت بوجہ وجوب اور قطعی
الثبوت ہونی کے ہو چنانچہ اتیان بالفرایض و اجتناب عن المحرمات اسکی ایسی شاہد عدل
کافی ہین اور نیز ممکن ہے کہ اہمیت حکم کی بالواسطہ اور بالتبع کسی دوسری ضروری امر کی ہو اسیواسطے
وسائل کو حکم مقاصد کا دیا جاتا ہے اور یہی وجہ ہی کہ مقدمۃ الواجب واجب قاعدہ قرار پایا
چنانچہ ہمنی جو لفظ اہم المہمات کا لکھا ہی وہ اسی اعتبار سی لکھا ہی اور یہہ امر سیاق عبارت سی بخوبی
ظاہر ہے اور ہر شخص اسکو سمجھ سکتا ہی بشرطیکہ فہم سے کام لے پس یہہ ضرور نہین کہ جو بردئی
شرع اہم ہو وہ اصول مین بھی داخل ہو ہان یہہ ضرور ہی کہ جو امر اصول دین مین ہی وہ ضرور
اہم اور ضروری ہوگا پس ہم مسئلہ امامت کو اہم اور ضروری کہتی ہین لیکن اصول مین سی نہین سمجھتی
اور حضرات شیعہ اسکو اصول دین مین داخل کرتے ہین تو منشاء نزاع فیما بین اہل سنت و شیعہ
امر خلافت کا اہم اور ضروری ہونا نہین ہے بلکہ اصول مین ہونا ہی اسلیے ہماری مخاطب مین
وہ دلائل پیش کرنا جنکا مدلول صرف اہمیۃ خلافت ہو بالکل واہیات اور پوچ ہین جنکا منشاء
یہہ ہی کہ مستدل نے محل النزاع کو ہی نہین سمجھا اور نہ تعین محل نزاع کا اوسکو معلوم ہوا نہ وہ دلائل اس
قابل ہین کہ ہم اونکو نظر التفات سے دیکھین اور اصل وجہ اس نزاع و خلاف کے فیما بین اہلسنت
و شیعہ مسئلہ خلافت مین یہہ ہی کہ اہل سنت کہتی ہین کہ عباد پر واجب ہی کہ کسیکو اپنا خلیفہ بنا دین اور امام
مقرر کرین اور شیعہ کے نزدیک ہمین عباد کو کچھ دخل نہین ہی بلکہ کہتی ہین کہ خدا پر واجب ہی
کہ وہ خلیفہ و امام کو مقرر فرماوی اہلسنت کے نزدیک جب استخلاف عباد پر واجب ہی تو اسکا
وجوب متعلق افعال عباد کے ہوا ایسی فرعی عملی ہوا پس مخاطب اہلسنت کے اسکو ابطال کے لیی

دلیل قابل جواب ہوگی جو اس مسئلہ کے فروعی ہونے کو باطل کرے اور اصولی ہونا ثابت کرے اور ظاہر ہے
کہ جو دلیل ازالۃ الخفا سے نقل کی ہے وہ ہرگز مفید مدعا مجیب نہیں ہے کیونکہ اس سے اگر ثابت ہوتا ہے تو یہہ ثابت ہوتا ہے
کہ خلافت فریضہ محتومہ ہے وبس اور یہہ مستلزم اسکی اصولی ہونے کو ہرگز نہیں بلکہ کلام سے ثابت ہے
کہ فریضہ محتومہ بھی عبادات ہی اور انکی عمل کے متعلق ہے تو اس سے بھی اسکا فرعی عملی ہونا ثابت
ہوا نہ اصول مین سے ہونا۔ رہا آیت وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ سے استدلال اس مدعا پر
اوس سے بھی زیادہ لغو ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو احکام وجوب وحرمت
وندب واباحت وکراہت اور علی ہذا القیاس قصص وامثال ومتشابہات وغیرہ سے نازل ہوئے
اور جنکی نسبت حکم ہے کہ عباد کو پہنچا دو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب ہے کہ اون سب کے
تبلیغ فرمادین اور کسی مین اخلال وکوتاہی نہ فرمادین خواہ وہ اہم اور ضروری مثل فرائض کے ہون یا نہ ہون
پھر اگر بفرض محال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امین سے کسی امر کی تبلیغ مین اخلال فرماوین
خواہ وہ امر ضروریات دین سے ہو یا نہو تو بھی تبلیغ رسالت مین کوتاہی ہوگی اور مضمون آیت
وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ صادق آویگا۔ پس اس آیت شریفہ سے اثبات اہمیۃ کیا استشہاد
للاناسلیم لا طائل ہے پس ان عبارات کو ہماری فاضل مجیب بغور ملاحظہ فرماوین اور عقل وانصاف سے کام لین
معہذا بمزید احتیاط اور بھی ثبوت لیجیے جن صحابہ کرام کے آپ افضلیت کی معتقد ہین اور بھی
مطلع اختلاف کا انکی فضائل کے بھی اعتقاد کرتے ہین وہ بھی اسکو ایسا اہم المہمات سمجھتے تھے کہ سید
کائنات وفخر موجودات کی نعش اطہر بدون تجہیز وتکفین کی پڑی رہی اور اسکی طرف آپکی
صحابہ کرام متوجہ بھی نہوئی اور سقیفہ بنی ساعدہ مین ثانی نے اول کو خلیفہ بنا سے دیا اب فرمایئے
کہ اسمین یہہ جلدی وعجلت کہ سرا محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال اور اہمیت اظہار
کی ہمدردی ومروت پر دال ہے یا امر خلافت کے اہم المہمات ہونی کی غرض سے تھی یا کسی اور غرض سے
مفصل ارشاد ہو اور یہہ حال کل کتب احادیث وتاریخ وسیر مین درج ہے اور نہین تو
مدارج النبوت کو ہی ملاحظہ فرماوین اسمین بعینہ یہہ ہی لفظ یعنی اہم المہمات تحریر ہے

اقول اس استدلال مین بهی وهی خرابی موجود هی که هماری فاضل مجیب نے استشهاد وغیره کو جسکا
اثبات مطلوب هی اپنی عادت قدیمه کے موافق پس پشت ڈال دیا اور اسکو بهول گئی اور صرف
لفظ اهم المهمات کی چهپی هولیی اور یهه نه سمجها که ما به النزاع کیا هی اور اگر یهه ثابت هو گیا تو اس سے
خصم کا کیا نقصان هوگا آفرین هے اس علم و فهم پر اور شاباش اس حیا و شرم کو سقیفه بنی ساعده
کی قصه سے جو آپ نے استدلال فرمایا هی بالکل لاطائل و پوچ هے کیونکه غایة ما فی الباب اگر اس سے
لازم آتا هی تو یهه لازم آتا هی که صحابه کرام رضی الله عنهم نے ان دو امور مین سے جو باهم
متعارض پیش آئی ایک امر کو جو زیاده اهم تها دوسری پر مقدم فرمایا۔ پس اس سے بجز اسکی
که یهه ثابت هو که امر خلافت اهم اور ضروری اور واجب هی اور کیا ثابت هوتا هی سو اسکا کوئی منکر
نهین هی جسقدر فرائض و واجبات عملی هین وه سب اپنی اپنی مرتبه مین اهم اور ضروری هین لیکن بحث
نزاع اسمین هی که امر خلافت اصول مین هے یا فروع مین سے پس اس دلیل سے صاف ثابت هی
که امر خلافت اصول مین سے نهین هی بلکه فروع مین سے هے کیونکه جو لوگ شریک بیعت سقیفه
بنی ساعده تهی وه سب علی الخصوص خلیفه اول خلیفه ثانی رضی الله عنهما وجوب امر خلافت کے
منوط بعمل امت اعتقاد کرتے تهی تو اس سے صاف ثابت هوا که یهه واجب انکی نزدیک
داخل فروعات تها - رها یهه امر که امر خلافت کا سرانجام تجهیز و تکفین نعش اطهر واقدس صلی الله
علیه وسلم سے اهم اور اقدم تها یهه خود ظاهر هی که امر خلافت ایسا مقدمه هی که اسپر استحکام
بنای دین و اسلام اور نظام امر دین موقوف تها اگر اس مین تزلزل آتا تو خدانخواسته تمام دین
هی درهم برهم هو جاتا اور تجهیز و تکفین کی تاخیر سے کوئی خرابی لازم نه آتی تهی اور همیشه قاعده هی
که اهم الامرین کو دوسری پر مقدم کیا جاتا هی مگر تعجب تو یهه هی که جناب امیر رضی الله عنه نے زمانه خلافت
خلفاء ثلثه رضی الله عنهم مین اس خوف سے که اگر مین امر خلافت کا مطالبه کردن اور همین مناقشه
کرون تو یهه تمام لوگ جو بظاهر کلمه گو اور بباطن کافر هین ظاهری اسلام سے بهی پهر جاوینگی
اور فتنی اور جهگڑی برپا هونگی امر خلافت کا مطالبه نه فرمایا اور اسکو ترک کیا اور حیا امر قتل

توحید و نبوت کی اصول دین مین سے تہا وسکو بہی ڈال دیا تو گویا جناب امیر رضی اللہ عنہ نے موافق اصول شیعہ کے کفر و نفاق کو اصل اصول ایمان سے مقدم فرمایا اور کفر و نفاق کو بہ نسبت اصول دین کے اہم المہمات سمجہا تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ معاذ اللہ آپکی نزدیک کفر و نفاق اصل اصول دین سے اہم اور ضروری تہا نعوذ باللہ من ذلک - اور یہہ طعن کہ صحابہ نعش اطہر کی تجہیز و تکفین کیطرف متوجہ نہولی اسکا جواب ہم ابحاث سابقہ مین مفصل گذارش کر چکے ہین حاجت اعادہ نہین - پس اگر ابحث النبوۃ وغیرہ مین خلافت کی بہ نسبت لفظ اہم المہمات درج ہو تو وہ ہمارے ہرگز مخالف نہین اور نہ ہماری مجیب کے مفید مدعا بلکہ وہ اوسی معنی کے اعتبار سے ہے کہ جو ہم گذارش کر چکے ہین

قولہ شرح عقاید نسفی مین یہہ عبارت موجود ہے ولان الامۃ قد جعلوا اہم المہمات بعد وفات النبی عم نصب الامام حتی قدموہ علی الدفن وکذا بعد موت کل امام ولان کثیرا من الواجبات الشرعیۃ یتوقف علیہ الخ شرح عقاید نسفی تو شاید اہل سنت مین کتب درسیہ مین سے ہے اور حضرت مجیب کمال فاضل ہین ظن غالب ہے کہ یہہ کتاب بہی سبقا پڑہی ہوگی پہر تعجب ہے کہ حضرت امامت کو اہم المہمات نہین سمجہتے -

اقول عبارت منقولہ شرح عقاید نسفی سے جو استدلال کا منشا ہے وہی خطا ہے جو ہماری فاضل مجیب کو واقع ہوگئی ہے کہ مابہ النزاع کو فراموش فرما دیا ہے اور لفظ اہم المہمات کے دیکہتی ہوئی مین جیسے یہہ لفظ ملگیا فرط خوشی سے جامہ سے باہر ہوگئی اور آنکہین بند کرکے اسکو بہی بوجہی نقل کر دیا اور سمجہی کہ میدان مار لیا پہر اس فہم پر کسقدر دعوی اور کیا کچہہ ناز و فخر اس عبارت مین بجز اسکی کہ لفظ اہم المہمات مذکور ہے کچہ مفید مدعا نہین اور کونسا لفظ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ امامت اصول دین مین سے ہے - اور پہلے گذارش ہو چکا ہے کہ لفظ اہم المہمات سے ثبوت اس امر کا ممنوع ہے کہ یہہ مسئلہ اصول مین سے ہے اور فروع مین سے نہین شرح عقاید بیشک درسی کتاب ہے لیکن آپکو کچہہ مفید نہین بلکہ اس شائستہ استدلال کی واسطے تو اگر آپ ہمیشہ پڑہتے ہی ہو تو بہی ثبوت مدعا محال ہے - پس اگر آپ ہماری امامت کو اہم المہمات

نہ سمجھنے سے تعجب فرماوین تو کچھہ تعجب نہین لیکن تعجب یہہ ہی کہ خود ہی سوال فرماوین کہ آپکے
نزدیک خلافت امور دین مین سے ہی یا نہین شق اول ہی تو اصول مین سے ہی یا فروع
مین سے) اور خود ہی ہیولا جاوین یا ہیولا دیوین **قوله** جو امر واقعہ مین اہم ہی وہ کسیکے
ماننے نہ ماننے پر منحصر نہین اہم اہم ہی ہے مگر حضرات اہل سنت کا عجیب حال ہی کہ خود ہی امر
خلافت کو اہم المہمات کہتے ہین بلکہ اوسکا ایسا ہونا بدلائل ثابت کرتے ہین اور باینہمہ خصم
کے مقابلہ مین اوسکو نہایت ہی اخف سمجھتے ہین **اقول** بے شبہہ جو امر واقعہ مین اہم
ہی اوسکو کوئی مانے یا نہ مانے وہ ہر طرح اہم ہے لیکن اگر اس سے یہہ مراد ہی کہ خلافت
باعتبار داخل اصول ہونیکے اہم ہی تو یہہ سراسر غلط ہوا سوقت تک آپنے اسکے ثبوت
کیلیے نہ کوئی دلیل پیش کی نہ کوئی محبت بیان فرمائی تو اسکو واقعیہ بلادلیل کیونکر تسلیم
کیجاوے۔ اور اگر اہمیتہ خلافت اسطرح ملحوظ ہی جسطرح فرعیات بالواسطہ اہم ہوتی ہین
تو اسکا کوئی منکر نہین پس یہہ اہل سنت کا حال نہین ہی ہے جسپر آپکو تعجب ہی
یہہ صرف حضرت کے علم وفہم وفضل وکمال کی خوبی ہی کہ اہم ہونے اور اصول مین
ہونے مین امتیاز نہین فرماتی اور باہم تفرقہ نہین سمجھتے اہلسنت کے نزدیک اہمیتہ
وغیر اہمیتہ باعتبارات مختلفہ ہی لیکن البتہ حضرات شیعہ کی حالت عجیبہ قابل دیکھنے کے
ہی کہ خود ہی اسکو اہم المہمات واحد اصول دین مین سے کہتے ہین اور خود ہی فرماتے ہین کہ ائمہ نے
کبھی خلافت کا نام ہی نہین لیا بلکہ بعض نے تو خلعت خلافت جو تالی نبوت ہی
ایک کافر ومنافق کو عطے کے علیہم بخشدیا ان ہذا لشی عجاب **قوله** جب ہمنے اسکو
اہم المہمات مدلل ثابت کردیا تو اب آپکی ہی قول کے موافق اہلسنت کچھہ ہی کہا کرین یہہ امر
اہم المہمات ہی ہی بمقابلہ دلائل معتبرہ مذکورہ بالا انکا قول معتبر نہین **اقول** بے شک اگر آپ
دلائل معتبرہ شرعیہ سے امر خلافت کا اصول مین ہونا ثابت کردیتے تو اہلسنت کا قول
بمقابلہ دلائل [illegible] کا معتبر ہوتا لیکن [illegible] سے اسکا ثبوت کہ خلافت

اصول دین مین سے محال ہے آجتک آپکے اسلاف بزرگوار سے تو یہہ ثابت ہوا نہین سکا تو آپ
کیا ثابت کرینگے اور جسکو آپنے اپنی زعم مین اثبات سمجہا تہا اوسکو ہم واضح کر چکے ہین کہ یہہ
آپکی خوش فہمی کا ثمرہ تہا اور بس قال الفاضل المجیب قولہ مگر خلافت اہل سنت کے
نزدیک فروع دین سے ہے چنانچہ خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے
ازالۃ الغین مین تصریح کی ہے - اقول اگر واقعی امر خلافت فروع دین سے ہے تو منکر ترتیب
خلافت ضال و گمراہ کیون ہے حالانکہ مسائل فروعیہ مین ائمہ اربعہ اہلسنت مین اختلاف
کثیر ہے اور باینہمہ چارون برحق ہین کوئی ایک دوسری کو مبتدع و ضال نہین کہتا
یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی ہمکو اپنی مجیب کی خوش فہمی پر
کمال افسوس ہے کہ حضرت کو یہہ بھی معلوم نہین کہ کونسی مسائل و احکام مین جنکی انکار سے
مستحق تکفیر و تضلیل ہوتا ہے اور یہہ سمجھی ہوئی ہین کہ منکر فروع کو مطلقا ضال نہین
کہا جا سکتا بلکہ صرف اوسیوقت تکفیر و تضلیل کیجایگی جب انکار اصول دین کا ہوگا -
حالانکہ یہہ انحصار بالکل غلط اور باطل ہے کیا یہہ بات آپکو معلوم نہین ہے کہ اونے فروعات کی
انکار سے مثل وضو و تیمم کے مستحق تکفیر و تضلیل کا ہوسکتا ہے حاصل یہہ ہے کہ ضروریات دین کا انکار
خواہ فروع ہی کیون نہون مستوجب تکفیر منکر ہوگا چنانچہ خود یہہ بھی ہے اور مسئلہ ترتیب خلافت
باوجودیکہ فروع مین سے ہے لیکن چونکہ ضروریات دین سے ہے اور قطعی الثبوت ہے یہی اسکا
منکر بہی مستوجب تضلیل ہے پس استحقاق تضلیل منکر مسئلہ کی اصول دین مین سے ہونے پر
دلالت نہین کرتا علاوہ اسکے وہ مسائل جنمین اجتہاد کو مساغ ہے اور ایک نوع کا خفا یا اشکال
یا اجمال اونکی نصوص و دلائل مین پایا جاتا ہے اور محتملات ناشیہ عن دلیل کی اونمین گنجایش
ہے تو ایسی خلافات موجب رحمت ہین اور یہہ اختلافات مستوجب تکفیر یا تضلیل کے نہین ہین
چنانچہ ائمہ اربعہ اہل سنت مین جسقدر اختلافات ہین وہ اسی قسم کے ہین اور جب یہہ اختلافات
موجب توسع و رحمت ہین چنانچہ ارشاد ہے اختلاف امتی رحمۃ تو یہہ اختلافات

مجیب کی خوش فہمی [illegible] کا اجمال

مستوجب تفضیل کے نہیں ہو سکتے اب یہ بھی اس دعا کی ثبوت پر آپکی معتبر کتاب معالم الاصول شہید ثانی سے دلیل لاتا ہوں بحث اجتہاد میں صفحہ ۱۲۸ پر تحریر فرماتے ہیں اتفق الجمهور من المسلمین على ان المصیب من المجتهدین المختلفین فی العقلیات التی وقع التکلیف بها واحد وان الآخر مخطئ آثم لان الله تعالى کلف فیها بالعلم ونصب علیه دلیلا فالمخطئ له مقصر فیبقى فی العهدة وخالف فی ذلک شذوذ من اهل الخلاف وهو بمکان من الضعف واما الاحکام الشرعیة فان کان علیها دلیل قاطع فالمصیب فیها ایضا واحد والمخطئ غیر معذور وان کانت مما یفتقر الى النظر والاجتهاد فالواجب على المجتهد استفراغ الوسع فیها ولا اثم علیه حینئذ قطعا بغیر خلاف بینهم — پس اپنی شہید ثانی کی شہادت کو ملاحظہ فرمائیں اور اپنے اعتقاد کی تکذیب سمجھیں تو بہتر ہے لیکن اب مختصر گزارش کرنا باقی رہ گیا کہ تمام فرق شیعہ کی باہمی جو جہت [illegible] بیان ہو نہیں سکتا ہے خصوصاً فرق شیعہ امامیہ میں جو بحیر ارباب امامت اختلاف ہوا [illegible] اوسکو [illegible] ہماری فاضل حبیب فرمائیں تو بہتر — قطع نظر اس سے اپنے اکابر و اسلاف [illegible] مثل ہشام [illegible] اور مومن طاق حضرت ہشام بن حکم کے اونکی ردود الکافی میں

ف[1] ترجمہ — مسلمانوں کے جمہور اس مسئلہ میں متفق ہیں کہ جو باہم اون عقلیات میں مختلف ہیں جنمیں تکلیف واقع ہوئی ہے ایک مجتہد مصیب ہے اور دوسرا خطا پر ہے اور گنہگار کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اوسمیں علم کی تکلیف دی ہے اور دلیل قائم کی ہے پس مخطی اپنی کوتاہی کرنے والا ہے تو اوسکے ذمہ پر باقی رہیگا اور اسمیں اہل خلاف میں سے چند لوگوں نے خلاف کیا ہے اور وہ ضعف کے نہایت مرتبہ میں ہے اور لیکن احکام شرعیہ اگر اون پر کوئی قطعی دلیل ہو تو اوسمیں بھی ایک ہی مصیب ہے — اور مخطی معذور نہیں اور اگر وہ اون احکام میں سے ہو جو نظر و اجتہاد کی طرف محتاج ہیں تو مجتہد پر اپنی کوشش کا خرچ کرنا ہے اور بدون خلاف کے جو قابل اعتبار ہو اوس وقت اوسپر یقیناً گناہ نہیں ہے — ۱۲

کتابمین لکھی جو صریح ضروریات دین کے منکر تھی اور اصول دین مین جمہور فرق اسلامیہ کے مخالف
تھے اور خداوند تعالے شانہ عما یقولون علوا کبیرا کی جسم کے قائل تھے اونکی نسبت مفصل ارشاد
فرمائین۔ اچھا فرق شیعہ اور فرق امامیہ کو اور اونکی اختلافات کو رہنے دو جناب امین ہمامین
ثانی و ثالث درباب تسلیم خلافت امیر معویہ جو اختلاف ہوا اگر یہہ مسئلہ اصول دین مین سے ہے
اور اصولی اختلاف مستوجب تضلیل ہے تو معاذ اللہ اپنی اصول پر کسکو تکفیر و تضلیل کیجیگا اور
نیز امام رابع شیعہ اور محمد بن حنفیہ مین باہم امامت مین اختلاف ہوا کہ ہر ایک شخص امین سے
اپنی امامت کا مدعی اور دوسری کی امامت کا منکر ہوا تو فرمایئے کہ اپنی قاعدہ کے موجب
کسکی تکفیر و تضلیل کیجیگا اور کسکو مبتدع اور ضال کہیگا اور جو کچھہ اختلاف کہ فروعات مین ہے
اوسکا تو کیا ذکر کرون **قولہ** اس فروعی مسئلہ کے لیے آپکی خلیفہ ثانی نے خلیفہ اول کے
بیعت نہ کرنے والونکو کہ اونمین جناب امیر علیہ السلام و بنی ہاشم اور آپکی عشرہ مبشرہ مین سے زبیر
بھی تھے گھر جلانے کی دھمکی کیون دی اور ان حضرات کا کچھہ پاس و لحاظ کیون نکیا فروعی
اختلاف مین اس تشدد کے کیا معنی **اقول** اگر فروعی اختلاف اونکی نزدیک مستوجب
تشدد نہین ہے تو جناب امیر جناب امام حسین رض پر اونکی عسل بیت المال سے بقدر ایک رطل کے
لینی پر کیون اسقدر تشدد اور غضب فرمایا اور کیون اونکی مارنے کا قصد کیا اور اونکا پاس و لحاظ
کیون نکیا آپ ہی فرمایئے کہ فروعی اختلاف مین اسقدر تشدد کے کیا معنی۔ اور نیز جبکہ بزعم شیعہ خلفا
بزعم شیعہ مخالفین کے ڈر سے گھر مین دبک کر بیٹھہ گئی اور اپنی حقوق و فدک وغیرہ کا نام
تک نہ لیا اور جناب معصومہ حضرت فاطمہ رض نے حضرت کی (بروایات قوم والعہدۃ
علیہم فیہا) کیا کچھہ تذلیل و توہین کی اور کیسی کیسی کلمات ناملائم مستنکر فرمائی پس اگر
فروعات مستوجب تشدد نہین ہوتے تو آپنے جناب امیر کی ایسی کیون تذلیل و توہین
صرف فروعات کیلیے فرمائی اور کیون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت اور حضرت کی خویشی
اور اونکی امامت و عصمت اور افضل الناس ہونے کا کچھہ لحاظ و پاس نہ فرمایا فروعات مین

[illegible]

اسقدر تشدد کی کیا معنی - اسی ہی ایک طرف رکھو جناب ابن عم النبی وافقہ الناس ابن عباس
جنکی شہادت روایات تو تم بیت المال بصرہ سے کچھ مال لیکر مکہ آبیٹھے اور جناب امیر کو اس امر کی
اطلاع ہوئی اور آپنے ایک سخت تشدد کا خط لکھا جو نہج البلاغہ مین درج ہے اور ہم ابحاث
سابقہ مین اوسکو نقل کر آئے ہین اوسمین یہانتک لکھا - فانک لم تفعل ثم امکنني الله
لاعذرن الى الله فيك ولاضربنك بسيفي - پس اگر فروعی اختلاف مستوجب
تشدد نہین تو جناب امیر نے فروعات مین کیون اسقدر تشدد کیا اور کیون پاس و لحاظ کچھ
نکیا اور یہانتک فرمایا کہ اگر حسن وحسین ایسا کام کرتے تو مین اونسے بھی مصالحہ نکرتا اور باطل
کو انکی مظلمہ سے دور کرتا پس اگر فروعی اختلاف مستوجب تشدد نہین ہوتا تو آپکی اس تشدد کی
کیا معنی اور اسکی علاوہ جناب امیر نے اپنی عمال پر فروعات مین تشددات فرمائی وہ بھی انکی
نزدیک ظلم اور ناحق ہونگی - قطع نظر اس قصہ کے یہ سب یہہ بھی آپکی نزدیک پایا گیا کہ حدود و قصاص
و ابتدا اور سیاست و تعزیر کا عمل سب ظلم ہے اور ناجائز کیونکہ یہہ امور بالاتفاق فروعیات مین اور فروعیات
مین ایسا تشدد جائز نہین ہے تو یہہ بھی جائز نہونگی پس آپکی اس قاعدہ نے شریعت کا ایک بہت
بڑا حصہ بھی منہدم کر دیا اور بنیاد اسلام کو بھی گرا دیا - آپ کے اس علم و فہم پر نہایت افسوس ہے
اور بڑا افسوس اس وجہ سے ہے کہ آپنے تمام عمر مناظرہ دانی اور موافق و مخالف کی کتابونکی
اوراق گردانی مین گذاری ہے علی الخصوص تحفہ اثنا عشریہ تو ازبر ہوگا پھر اسپر یہہ حال ہے
اب مختصر گذارش ہے کہ تحفہ مین جواب قصہ احراق بیت سیدہ فاطمہ کی ضمن مین لکھا ہے
کہ جناب فاروق کا یہہ قصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد سے مستنبط ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے متخلفین عن الجماعۃ کی حق مین وعید تحریق فرمایا تھا حالانکہ جماعت
فروعات مین سے ہے یا واجب ہے یا سنت موکدہ پس اسکی ترک کی وجہ سے جب آنحضرت نے وعید احراق
صادر فرمایا تو معلوم ہوا کہ فروعات مین بھی تاکید و تشدید جاری ہوتے ہی اگر آپکو
فن حدیث سے کچھ بھی مس ہوتا تو صدہا احکام اس قسم کی بہم پہونچتی مثلاً چند ہی حرض

کرتا ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک صلوٰۃ کو کفر سے تعبیر فرمایا نعیر حج کی رہنے کو
یہودیت و نصرانیت سے تعبیر فرمایا جس شخص کی نسبت اتہام تہا کہ اسنے آپکی لونڈی کے ساتہہ
زنا کیا ہے حضرت علی کو اسکا قتل کا حکم فرمایا آپنے فرمایا لوان فاطمہ بنت محمد سرقت
(اعاذنا اللہ من ذلک) لقطعت یدہا علی ہذا القیاس با مبالغہ صدہا ایسی واقعات
فریقین کی کتابوں مین نکلینگی جو اس امر پر واضح دلیل ہونگی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اور جناب امیر نے فروعات مین تہدیدات و تشدیدات فرمائے ہین۔ پس انکو
یا اصول دین مین داخل سمجہیے یا اپنی قول سے رجوع کیجیے اور قائل ہو جیے کہ یہہ الزام غلط تہا اور نقد
فروعات مین تشدیدات شرعًا وارد ہوئی ہین ہمنے اسوقت مخوف التطویل چند اشارہ پر ہی اکتفا
کیا ورنہ اگر یہہ بہی ہماری جناب مجتہد صاحب کو شک رہیگا تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ انکی بہت جزئیات
فریقین کی کتابونسے نکالکر دکہلا دینگی **قولہ** فروعی مسائل سے جاہل موت جاہلیہ سے نہین
مرتا ہے حالانکہ یہہ حدیث ومن لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاہلیۃ متفق علیہ
ہے جاہل امام زمانہ موت جاہلیہ سے مرتا ہے اگر یہہ بات ہو کہ جاہل مسائل فروعیہ کا یہہ حال ہو
تو انکی خیر خواہ شرملتہ بعض مسائل نہین جانتے تہی حتی کہ بعض الفاظ قرآن کے معنی سے آگاہ نہیں
اونکا کیا حال ہوگا۔ **اقول** اس استدلال مین بوجوہ چند بحث ہے۔ اول تو اس روایت کو
اہلسنت کی مذہب پر صحت ثابت کرنا چاہیے۔ دوسری یہہ کہ یہہ ثابت کرنا چاہیے کہ اسجگہ لفظ
امام سے مراد خلیفہ ہی ہے ہم کہتے ہین ممکن ہے کہ امام سے مراد نبی یا کتاب اللہ ہو چنانچہ اطلاق
لفظ امام کا کتاب اور نبی پر کتاب اللہ مین وارد ہے۔ تیسری یہہ کہ جب امامت آپکے نزدیک
اصول دین مین سے ہے اور اصول دین کی اثبات کیلیے دلائل قطعیہ کا ہونا ضروریات سے ہے
اور یہہ خبر بعد ثبوت صحت خبر واحد ہے اور ظنی تو اس سے اصول دین کا اثبات ممنوع ہے چوتہی
یہہ کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے معرفت نبی کو کافی نہین سمجہا اور اس امر کی خبر دی کہ کفار کو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال معرفت حاصل تہی اور ارشاد فرمایا یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم

ابنائهم اور باوجود اس کمال معرفت کے اونکے حق مین تحقق ایمان کیلیے کافی اور معتبر نہین سمجھی گئی
تو امام کے حق مین یہہ معرفت کیونکر معتبر ہوسکتی ہی پس اس معرفت سی یا وجوب ایمان مراد ہی
یا وجوب طاعت اول باطل ہی کیونکہ خداوند کریم نے اپنی کتاب مجید مین جسجگہ ایمان مذکور
فرمایا ہی یا ایمان باللہ ہے یا ایمان بالرسل یا ایمان بالکتب ہی یا ایمان بالمعاد کسیجگہ ایمان بالائمہ
نہین فرمایا اگر امامت بھی داخل اعتقادیات ہوتی تو کہین تو خداوند کریم تعالے شانہ اپنی
کتاب مین مذکور فرماتا اور جب کسیجگہ اوسکی نسبت ایمان کا ذکر نہین کیا تو معلوم ہوا کہ یہہ مسئلہ
اصلی و اعتقادی نہین ہی تو فرعی عملی ہوا چنانچہ کتاب اللہ مین دوسری الشق یعنی طاعت کا
ذکر فرمایا اور وہ بھی اسطرح پر کہ امراء و قضات و نواب علما کو شامل ہے اور ظاہر ہی کہ حکم وجوب اطاعت
امیر کا خود فرعیات سی ہی اور متعلق بافعال عباد ہی تو معلوم ہوا کہ معرفت سے مراد ایمان
تو نہین ہی اگر ہی تو اطاعت ہی کیونکہ خداوند تعالے نے ایمان بالائمہ کی تکلیف نہین کی
بلکہ اونکی اطاعت کو مامور بہ فرمایا تو اس حدیث کے اس صورت مین یہہ معنی ہونگی من لم یطع
امام زمانہ فقد مات میتة جاھلیة اور یہہ معلوم ہی ہوچکا ہی کہ حکم وجوب اطاعت
فروع مین سے ہی تو یہہ بمنزلہ اون فروعات کی ہوگا جنکی بندلت تاکیدات و تشدیدات کے روایات
مین مذکور ہین مثلا ترک صلوة سی کفر کے ساتھہ تخویف مذکور ہی ترک حج سے موت یہودیت
و نصرانیت سی ڈرایا گیا ہی ترک تقیہ کو خروج دین سی تعبیر کیا گیا ترک متعہ کو خروج ایمان بہت کچھ
بیان کیا گیا ہی حالانکہ اونمین سے کوئی مسئلہ اصلی اعتقادی نہین سب فرعیات مین ہی تو ایسیطرح
اس مسئلہ فرعی مین بھی تغلیظ و تشدید کے طور پر آپنے یہہ ارشاد فرمایا - اسوجہ سی کہ بہت سی
فرائض و واجبات کا موقوف علیہ ہی بلکہ اجرائی شرائع اسلام و شعائر دین اس پر منحصر ہین یا
اگر اسمین خلل ہی تو تمام دین مین برہمی پیدا ہوگی اسیواسطی بزعم شیعہ جناب امیر نے بھی
سکوت فرمایا تھا تو ایسا مسئلہ فرعی جو موقوف علیہ تمام دین کا ہو بہت زیادہ مستحق
ہی کہ اوسکی ترک و اخلال سے موعید شدیدہ اور زواجر غلیظہ کے ساتھہ عباد کو ڈرایا جاوی

پس اس سے ہماری مجیب کا خلافت کے اصلی اعتقادی ہونے پر دلیل لانا اونکی خوش فہمی کا یہی ثبوت ہے - پانچوین محل طعن و استدلال مین موت جاہلیہ سے کیا مراد ہے اگر موت علی الکفر مراد ہے تو غلط ہے اسکا ثبوت دیجی اور اگر موت جاہلیہ کے ساتھہ تشبیہ مراد ہے کہ جیسے زمانہ جاہلیہ مین لوگ خود سر مرتے تھے اور اونکا کوئی امام عام نہین ہوتا تہا ایسے ہی یہہ شخص ہے جو امام زمانہ کو نہ جانے اور اسکا منقاد نہو خود سر مثل موت زمانہ جاہلیہ کی مریگا تو کوئی وجہ ضعف طعن و استدلال کی نہین ہے - باقی رہا خلفاء ثلثہ رضی اللہ تعالے عنہم کی نسبت یہہ طعن کہ بعض مسائل نجانتے تہے اونکا کیا حال ہوگا سو اول تو اس طعن کی بنا ہی فاسد ہے کیونکہ اول یہہ ثابت کرنا چاہیے کہ ہماری نزدیک جمیع مسائل جزئیہ کا علم شرط ہے وو نہ خرط القتاد اور جب یہہ ثابت نہین تو پھر یہہ طعن محض غبار فاسد علی الفاسد ہے دوسرے یہہ کہ ہم کہتے ہین کہ بعض مسائل جناب امیرؑ بھی نجانتے تھے چنانچہ جناب امیرؑ نے قوم مرتدین کو جلوایا حالانکہ شریعت مین سزائی احراق نہین ہے اور نیز جناب امیرؑ نے معلم کو بھی جلوایا اور جناب امیرؑ نے غلمان و جواری پر حد جاری فرمائی من لا یحضر مین ہے وعنہ[۱] ابو ایوب عن الحلبی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان فی کتاب علیؑ انہ کان یضرب بالسوط و بنصف السوط و ببعضہ یعنی فی الحدود وذا اتی بغلام او جاریۃ لم یدرکا و لم یکن یعطل حدا من حدود اللہ - حالانکہ رفع القلم عن ثلثۃ صریح حدیث متفق علیہ ہے اور نیز جناب امیرؑ نے حد سرقہ معاف کردی من لا یحضر مین ہے وجاء[۲] رجل الی امیر المومنین علیہ السلام فاقر بالسرقۃ فقال لہ امیر المومنین ؑ اتقرا شیئا من کتاب اللہ عز و جل قال نعم سورۃ البقرہ فقال قد وھبت یدک لسورۃ البقرہ الخ حالانکہ یہ سیتعا

جواب اس طعن کا کہ بعض مسائل نہ جانتے تھے

---

(۱) امام ابو عبد اللہ سے مروی ہے فرمایا حضرت علیؑ کی کتاب مین تہا کہ آپ پوری کوڑی سے اور آدھی کوڑی اور بعض کوڑی سے یعنی حدود مین مارتے تھے جب کوئی نابالغ لڑکا یا لڑکی لاتے تھے اور اللہ کے حدود کو معطل نہین کرتے تھے - ۱۲

(۲) ایک شخص امیر المومنین کے پاس آیا اور چوری کا اقرار کیا تو اوس سے جناب نے فرمایا کیا تو کچھہ قرآن بھی پڑہا ہوا ہے کہا ہان سورہ بقر فرمایا تو تجکو تیرا ہاتھہ سورہ بقر کے بدولت بخش دیا - ۱۲

حدود مین یہہ تشدد تہا کہ صبیان پر جاری کیجاتی تہی اور معطل نہین کیجاتے تہی یا یہہ کہ عاقل
بالغ پر جاری نفرمائے اور معطل فرمائی اور خلاف شرع ایک قاعدہ گہڑ دیا کہ جب تک جنایہ
اقرار کری تو امام کو اخذ و عفو کا اختیار ہی لیکن جب بینہ قائم ہو تو امام کو عفو کا اختیار نہین
علاوہ ازین آپکی امام ابو جعفر سے من لا یحضرہ مین اسی قسم کی روایت بہی وارد ہی المعلی سلہ
عن محمد بن مسلم عن ابی جعفر علیہ السلام قال سالتہ عن الصبی یسرق قال
ان کان لہ سبع سنین او اقل رفع عنہ فان عاد بعد السبع قطعت بنانہ او حکت
حتی تدمی فان عاد قطع منہ اسفل من بنانہ فان عاد بعد ذلک وقد بلغ تسع سنین
قطعت یدہ ولا یضیع حد من حدود اللہ ــ اور یہی شرع محمدی صلعم ہی کہ اجرای
حدود کا صبیان پر ہو نہ کہ رفع عنہم القلم جو خلاف شرع ہی اور جملہ ولا یضیع حد من حدود اللہ وغیرہ
سی یہہ بہی ثابت ہوا کہ یہہ محض سیاست اور تعزیر نہین تہی ــ علی ہذا القیاس بہت مسائل
ہین کہ جن سی ثابت ہوتا ہے کہ آپکو انکا علم نہ تہا پس جو حال جناب امیر اور دوسری ائمہ کا ہوگا وہی
خلفاء ثلثہ کا ہوگا **قولہ** آپکی زعم مین جناب سیدہ علیہا السلام عدم ارث انبیا سی واقف
نہ تہین انکی کیا کیفیت ہوگی **اقول** انکی بہی ہماری نزدیک وہی کیفیت ہوگی جو کہ
جناب امیر و دیگر ائمہ کی ہوگی اور جو کہ خلفاء ثلثہ کی ہوگی ــ **قولہ** اسکا ام المہمات ہونا ثابت
کیا گیا ہی اگر یہہ فروعی مسئلہ ہوتا تو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اسکی نسبت ایسی الفاظ تحریر
نفرماتی جو عبارت مین موجود ہین **اقول** یہہ تکرار بیفائدہ ہی عنقریب یہہ استدلال بہی گذر
چکا ہی اور اسکا جواب بہی عرض کیا جا چکا ہی کہ یہہ عبارت ہرگز اس مسئلہ کی اصلی ہونے پر
دلیل نہین ہو سکتی یہہ محض حضرت کی خوش فہمی ہی وبس **قولہ** اگر ابن حسن جیسی جلیل القدر

سلہ محمد بن مسلم امام ابو جعفر سے روایت کرتا ہی کہا مینی اونسی لڑکی سے پوچہا جو چوری کری فرمایا اگر سات برس کا لڑکا
ہو اوس سے حد دفع کیجاتی ہی ــ پہر اگر بعد سات برس کے پہر کری تو اوسکی پوریان کاٹی جائین یا چہیلے جائین یہانتک کہ
خون آلودہ ہوجائین اگر پہر بہی کرے تو اوپر سے پہنچے سے کاٹا جائے پہر اگر نو برس کا ہوکر پہر بہی کرے تو اوسکا
ہاتہہ کاٹا جاوی اللہ کی حدود مین سے کوئی حد ضائع نکیا جاوی ــ ۱۲

صحابی اسکو ایسا اہم اور ضروری سمجھتے تھے کہ یزید تک کی بیعت کر لے اور خلع بیعت سے منع فرمائی - آپ صحیح بخاری کی کتاب الفتن باب اذا قال عند قوم شیئا ثم خرج فقال بخلافہ و صحیح مسلم کی کتاب الامارة باب من فرق امر المسلمین وهو مجتمع کو ملاحظہ فرمایئے **اقول** یہاں بھی آپکی وہی قدیمی خوش فہمی موجود ہے کہ ضرورت مطلقہ سے آپ اصلی اعتقادی ہونا سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بداہتہ غلط ہے چنانچہ چند بار عرض ہوچکا ہے ضرورت ہرگز مستلزم اعتقادی ہونے کو نہیں ہے بلکہ صدہا فروعات بھی ضروری اور لابدی ہیں اور یہ جب ہے کہ ہم تسلیم کر لیں کہ ابن عمر نے یزید سے بیعت برضا ضروری سمجھکر کی تھی ورنہ ہم کہتے ہیں کہ اول یہ اتفاقیہ مسئلہ نہیں وقوع بیعت ابن عمر کو یقینی نہیں اگر کی بھی تو ممکن ہے کہ بکراہت بخوف سلب نفوس ونہب اموال وغیرہ مفاسد کی ہو اور خلع بیعت سے بھی اسیواسطے منع کی ہو پس آپکا استدلال اس سے باطل ہے آخر جناب امیر و دیگر صحابہ مقبولین نے بھی تو خلفاء ثلثہ کے ساتھ بیعت کی تھی جناب عقیل حضرت امیر کو چھوڑ کر امیر معویہ کی خدمت میں چلے گئے تھے جناب امام حسن نے امیر معویہ سے بیعت فرمائی محمد بن الحنفیہ یزید کے مطیع ہوگئے اور بیعت کر لی غرض بہرطرف ابن عمر یا کسیکی ضروری سمجھنے سے اس مسئلہ کو اصلی اعتقادی کرنا سراسر خطا ہے اور سوء فہم سے ناشی ہے **قولہ** ابن عمر تو اسکو ایسا ضروری سمجھتے تھے کہ ایک رات بدون امام رہنا جائز نہ جانتے تھے حتی کہ وقت شب حجاج کے گھر تشریف لائے تاکہ بیعت عبد الملک بن مروان فرماویں - چنانچہ ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ وصاحب حیوة الحیوان وغیرہ یہ لکھتے ہیں - ان عبد اللہ بن عمر طرق علی الحجاج بابہ لیلا لیبایع لعبد الملک کیلا یبیت تلک اللیلۃ بلا امام لانہ روی عن النبیؐ انہ قال من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاہلیۃ خلاصہ مطلب اسکا اوپر لکھا گیا اور بعض کتب میں یہ بھی ہے کہ حجاج نے بیعت کے لیئے اپنا پیر بڑھا دیا کہ ہاتھ خالی نہیں ہے

اقول بعد تسلیم صحت روایت مقتضا اس روایت کا یہ ہوگا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ

بدون امام کے ایک رات بھی گذارنا جایز نجانتے تھے جیسا کہ ہمارے فاضل مجیب نے سمجھا ہے اور بہت ضروری سمجھتے تھے لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ ابن عمرؓ کے ضروری سمجھنے سے امامت اصول دین مین سے ہو جائے یہ محض غلط ہی کیونکہ ضروری طور پر کسی کام کرنے سے اوسکا ضروری ہونا ہی ثابت نہین ہوتا چہ جائیکہ اوسکا اصول دین سے ہونا ثابت ہو محتاط اور متورعین کا قاعدہ ہے کہ آداب اور سنن کو بھی التزام کے ساتھ ضروری طور پر مثل واجبات کے ادا کیا کرتے ہین حالانکہ وہ فی الواقع ضروری نہین ہوتے پس ابن عمرؓ کے اس فعل سے جو بظاہر ضرورت کو موہم ہے خلافت کا ضروری ہونا ہی مفہوم نہین ہوتا اور غایۃ ما فی الباب بعد رد و قدح اگر بطور تنزل تسلیم کرین تو اچہا اس قدر یہ ثابت ہوا کہ بعیت امام ابن عمرؓ کے نزدیک ضروری اور اہم الواجبات سے تھی لیکن اس سے ہرگز یہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ خلافت مسائل اصلیہ اعتقادیہ مین سے ہو یہ تو اوسوقت ثابت ہوگا جب ضروری ہونا مسائل اصلیہ اعتقادیہ مین منحصر ثابت ہو جاتا اور مسائل فرعیہ عملیہ سے ضرورت مرتفع ہو جاتی اور یہ محال ہے قطع نظر اس سے اس روایت کا الفاظ خود اس قصہ کو موید نہین ہوتے کیونکہ حدیث کے الفاظ سے تو صراحۃ ترتب موت جاہلیہ کا عدم معرفت امام پر ہے تو اس حدیث کے الفاظ سے معرفت کی ضرورت ثابت ہوتی ہے پس معرفت سے یا مراد معرفت ہی ہے یا ایمان ہے اور یہ دونو صحیح نہین پہر یا وجوب بعیت و اطاعت مراد ہے اور ظاہر ہے کہ وجوب اطاعت نصاً ثابت ہے اور وجوب عقد بعیت بشرط تسلیم فوری نہین ہے کہ بدون اوسکے ایک رات بھی نگذرے چنانچہ خود ظاہر ہے پس اس سے واضح ہوا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فعل اس حدیث سے مستنبط نہین ہوسکتا تو نفس اس روایت مین ایک علت قادحہ موجود ہے علاوہ ازین بخاری کی حدیث صحیح اس قصہ کی مکذب ہے حدثنا مسدد حدثنا یحیی عن سفیان حدثنا عبد اللہ ابن دینار قال شہدت ابن عمر حیث اجتمع الناس علی عبد الملک کتب انی اقر بالسمع والطاعۃ لعبد اللہ عبد الملک امیر المومنین علی سنۃ اللہ و سنۃ رسول اللہ ما استطعت وان بنی قد اقروا بمثل ذلک

۱۲ عبد اللہ ابن دینار نے کہا کہ جب لوگ عبد الملک کی خلافت پر مجتمع ہوئے مین ابن عمر کے پاس حاضر ہوا اونہون نے لکہا کہ مین بقدر اپنی استطاعت کے بحکم اللہ اور رسول کے طریقہ پر امیر المومنین عبد الملک کے حکم سننے اور اطاعت کرنیکا اقرار کرتا ہون اور میری بیٹون نے بھی یہی اقرار کیا ہے ۱۲

اس روایت سے واضح ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے عبد الملک کی بیعت بذریعہ خط کی تھی نہ یہ کہ مثل
روایت عجیب لبیب کے جو ابن ابی الحدید معتزلے شیعی وغیرہ سے نقل کی ہے ابن عمرؓ حجاج کے گھر پر رات کے
وقت بیعت کے واسطے گئے ہون اور اوسنے پانو پھیلایا ہو اور اس روایت بخاری سے یہ بھی واضح
ہے کہ ابن عمر کی خطی بیعت بھی عبد الملک کے ساتھ ابتدا خلافت مین نہین ہوئی بلکہ بعد اجتماع و رفع اختلاف
ناس واقع ہوئی اور جبتک اختلاف رفع نہو لیا کسی سے بیعت نہین کی اور بلا بیعت رہے چنانچہ حضرت علیؓ
و امیر معویہؓ کے عہد مین بھی انکا یہی طریقہ رہا تھا - رہا یہ طعن کہ حجاج نے بیعت کی لئے پانو پھیلا دیا اگر حجاج
پر طعن ہے تو اوسنے صدہا مسلمانون کو بیگناہ قتل کیا وہ کیا کچھ کم ہے اور اگر مقصود طعن ابن عمرؓ سے تو
یہ بھی بیجا ہے کیونکہ اس مین ابن عمرؓ کا کیا قصور ہے جناب امیر کو ابن ملجم نے شہید کیا جناب امام حسین رضؓ
کو یزیدیون نے شربت شہادت چکھایا تو کیا اس سے اونکے شان مین خلل آگیا اسلئے اگر حجاج نے
بیعت کیواسطے پانو بڑہایا تو اس سے ابن عمرؓ کا نقصان نہین ہوتا ہان حجاج کے خبث پر دلالت واضحہ
ہوتی ہے وبس **قولہ** اور نیز اگرچہ اس مسئلہ کو اہلسنت فروعی کہتے ہین مگر سب کتب اعتقادیہ کلامیہ
مین بھی ذکر کرتے ہین چنانچہ شارح مواقف اسپر متنبہ ہو کر یہ تحریر فرماتے ہین کہ انما ذکرناها فی
علم الکلام تاسیا بمن قبلنا اذ قد جرت عادة المتکلمین بذکرها فی اواخر کتبهم
المذکورة فی صدر الکتاب اس عذر کا ضعف ظاہر ہے کیونکہ مآل اسکا یہ ہے کہ اعتراض کو اپنے سر سے
دور کر کے علماء متقدمین کے ذمہ لگاتا ہے وہ فائدہ جسکا حوالہ صدر کتاب پر دیا ہے یہ ہے فانها
وان کانت من فروع الدین الا انها الحقت باصوله دفعا لخرافات اهل البدع
وصونا للائمة المجتهدین عن مطاعنهم کیلا یفضی بالقاصرین الی سوء اعتقاد فیهم
یہ کلام بھی کچھ مفید نہین کیونکہ وہ حال سے خالی نہین یا تو مسئلہ امامت معرفت و اعتقاد قلبی سے تعلق
رکھتا ہے یا نہین اگر تعلق نہین رکھتا تو اسکا الحاق علم کلام سے کہ مراد ایسے ملکہ سے ہے کہ اوس سے عقائد
دینیہ ثابت کرین کیون ہے - اور اگر متعلق ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ معرفت حدود و شرائط و فضیلت امام و نیز
تصدیق حسن اعتقاد یا طعن و سوء اعتقاد ائمہ مین علوم کے قسم سے ہے نہ اعمال افعال جوارح کی قسم سے ہے پس

مسئلہ کو فروعی کہنا کس لیئے ہے شاید یہہ ہی وجہ ہے کہ شارح نے اس توجیہہ و تاویل پر اعتماد نہ کرکے
تقلید اسلاف کا عذر کیا ہے اور اسکا ضعف ظاہر ہے **اقول** یہہ استدلال بھی مثل اور استدلالات
کے ہمارے مجیب لبیب کی خوش فہمی سے ناشی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ابتک آپکے فہم مین یہہ ہی نہین
آیا کہ فیما بین اہل سنت و شیعہ کے وجہ اس نزاع و اختلاف کی کہ اہلسنت امامت کو فروع مین سے
کہتے ہین اور شیعہ اصول مین قرار دیتے ہین کیا ہے اگر یہہ بات آپکو معلوم ہوتی تو ہرگز یہہ استدلالات
ہمارے مقابلہ مین تحریر نفرماتے اگرچہ کسیقدر ہمنے پہلے ہی عرض کر دیا ہے لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ
یہان بھی ظاہر کرین تاکہ واضح ہو جائے کہ اس قسم کی آپکے استدلالات بے اصل و بے بنیاد ہین پس
واضح ہو کہ مسائل فرعیہ وہ مسائل عملیہ ہین جنکا اتیان متعلق اعمال عباد کے ہو اور مسائل اصلیہ وہ
مسائل اعتقادیہ ہین جنکا اتیان متعلق اعتقاد عباد کے ہو اب ہم مسئلہ امامت کو دیکھتے ہین اور فریقین
کے مذاہب کو اوسمین خیال کرتے ہین تو علمائے شیعہ نے اوسکو اعتقادات مین دخل کیا ہے اور عمل عباد
کو اوسمین کچھہ دخل نہین دیا اہلسنت کہتے ہین کہ یہہ مسئلہ فروع مین سے ہے کیونکہ اسکا اتیان متعلق
اعمال عباد کے ہے وبس اور یہہ بھی جاننا ضرور ہے کہ فرعیات اگرچہ فی حد ذاتہ عملیات ہوتے ہین لیکن
بحسب قوت و ضعف ثبوت کے اونکا اعتقاد وجوب وندب واباحت وحرمت وکراہت علے قدر مراتبہا
لازم ہوتا ہے مگر چونکہ وہ مسائل فی حد ذاتہ متعلق اعمال عباد کے ہین اور اعتقادی ہونا اونکا بالتبع
اور بالواسطہ ہوتا ہے اسلئے وہ مسائل فروع سے خارج نہین ہوتے اور اصول اعتقادیات مین
داخل نہین کئے جاتے ظاہر ہے کہ صوم صلوۃ وغیرہ تمام عبادات و معاملات فقہیات باتفاق فریقین
عملیات ہین اور کوئی اونکو علم کلام مین داخل نہین کرتا مگر باوجود اسکے پھر ہر ایک حکم کا اپنے اپنے مرتبہ
کے موافق اعتقاد ضرور ہے اور ترک اوس مرتبہ مین اور اعتقاد خلاف مین اوسیقدر خرابی و برائی
ہے مثلاً اعتقاد عدم فرضیت صلوۃ و صوم مین لزوم کفر ہے و علے ہذا القیاس پس ہمارے مقابلہ مین کوئی
دلیل جبتک وہ اس امر کو ثابت نہ کرے کہ خلافت کو فعل عباد سے کچھہ تعلق نہین اور اوسکے اتیان مین
عمل عباد کو کچھہ دخل نہین اور وہ محض اعتقادی ہے مفید نہوگی اب بعد اس تقریر کے ملاحظہ فرماوین

کہ ہمارے فاضل مجیب کا یہہ استدلال کسقدر رواہی اور ضعیف بلکہ باطل ہوگیا اس استدلال کا
مدار اس امر پر ہے کہ چونکہ متکلمین اہلسنت نے مسئلہ امامت کو علم کلام مین جو عبارت مسائل اعتقادیہ
سے ہے ذکر کیا ہے تو یہہ مستلزم اس امر کو ہے کہ یہہ مسئلہ بہی اعتقادی ہو اور یہہ نہین سمجھتے کہ منشاء
اختلاف بین الفریقین کیا ہے وہ بیان صادق آتا ہے یا نہین آتا اور یہہ خیال نہین فرماتے کہ ذکر
کرنا مستلزم اس امر کو نہین کیونکہ جایز ہے کہ اس ذکر کی کوئی علت خاص جداگانہ ہو چنانچہ خود شارح
مواقف نے اوس علت کو ظاہر کر دیا اور بالفرض اگر کوئی بہی علت نہوتی تاہم جب منشاء اختلاف
قایم تہا اور جملہ ائمہ اہلسنت نے امامت کے ایتان کو متعلق بافعال عباد قرار دیا ہے اور بالتصریح
اس مسئلہ کو فروعی کہا ہے تاہم اس ذکر کی تاویل و توجیہ ضروری تہی کیونکہ جبتک بناء اختلاف
قایم ہے اوسوقت تک اس مسئلہ کو صرف اسوجہ سے کہ علم کلام مین ذکر کیا گیا ہے اعتقادی قرار
دینا سراسر غلط تہا اور منشاء اختلاف سراسر اسکو مکذب ہے بڑی دلیل اس امر کی کہ یہہ مسئلہ فرعی مسئلہ امامت فرعی ہونیکی دلیل
عملی ہے اصلی اعتقادی نہین ہے یہہ ہے کہ خداوند کریم تعالے شانہ نے اپنی کتاب مجید مین احکام اصلیہ
اعتقادیہ کو جو متفق علیہا بین الفریقین اصلیہ اعتقادیہ ہین مثل توحید و نبوت و معاد کے جابجا
بعبارات مختلفہ و عنوانات شتے بیان فرمایا کہ جس مین کسی قسم کے شک و شبہہ کی گنجایش نرہے
اور تمام احتمالات کے عرق کو مستاصل کر دیا اور مسئلہ امامت کو کسیجگہ بہی واضح اور صاف طور پر
بیان نفرمایا صرف ایک جگہ اولوا الامر کی اطاعت کا ارشاد فرمایا جو محتمل بہت سے محامل کو ہے
چنانچہ فریقین کے مفسرین نے تفسیر فرمائی ہے علاوہ ازین اطاعت خود متعلق باعمال عباد ہے
اگر یہہ مسئلہ اصلی متعلق باعتقاد عباد ہوتا تو خداوند کریم تعالے شانہ اپنی کتاب مین مثل دیگر اعتقادیات
کے اسکو بہی کیون ذکر نفرماتا اور بزعم شیعہ اپنے اس فرض سے کیون سبکدوش نہوتا اور ظاہر ہے
کہ خداوند تعالے شانہ عجز سے تو منزہ ہے پس جب اوسنے اسکا ذکر کہین نہین فرمایا
اور یہہ مسئلہ اس قبیل سے نہین کہ عقل اسکی ادراک مین مستقل ہو اور ہمارے نزدیک حسن و قبح شرعی
ہے تو ہم یقیناً کہہ سکتے ہین کہ خداوند کریم کا اسکو ذکر نفرمانا اصول فریقین پر صریح دلیل ہے کہ یہہ مسئلہ

اصلی اعتقادی نہین ہے اور اگر یہہ نہین تو اصول شیعہ پر لازم آتا ہے کہ معاذ اللہ خداوند تعالی
شانہ عاجز ہے یا تکمیل دین کی جو خبر دی ہے وہ کذب ہی اور فی الحقیقت اب تک تکمیل نہین ہوئی
سبحانہ و تعالی علوا کبیرا اگر یہہ کہ برسے عقول حاکمہ خداوند تعالی شانہ کو بھی مجبور بالتقیہ کرین تو البتہ
اس اشکال عضال سے شاید کچھہ مخلصی ممکن ہو علاوہ اسکے اسکی اثبات کے لئے اور بھی دلائل ہین لیکن
خوف تطویل اور عجلت وقت ہمکو انکے بیان کی اجازت نہین دیتی اب ہم اصل بحث کیطرف پھر رجوع
کرتے ہین جب یہہ امر ثابت ہو گیا کہ باعتبار اپنی ذات کے مسئلہ امامت فروع دین مین سے ہے
اور متعلق باعمال عباد ہے تو متکلمین نے اگر اسکو کتب کلامیہ مین ذکر کیا ہے اور ملحق
بالاعتقادیات کیا ہے تو لامحالہ اسکے لئے کوئی علت اور وجہ خاص ہوگی شارح مواقف نے
اسکو بیان کیا کہ ہمنے اپنے اسلاف کی پیروی کرکے امامت کو علم کلام مین ذکر کیا ہے
اور انہون نے اسوجہ سے علم کلام مین اسکو ذکر کیا ہے تاکہ اہل بدع واہوا کی خرافات
ائمہ دین اور خلفاء راشدین مہدیین سے دفع کرین پس اسپر ہمارے فاضل مجیب جو یہہ فرماتے
ہین کہ اسکا ضعف ظاہر ہے کیونکہ مآل اسکا یہہ ہے کہ اعتراض کو اپنے سے دور کرکے علماء سابقین
کے ذمہ لگایا ہے یہہ سراسر ضعیف ہے کیونکہ یہہ عذر اوسوقت ضعیف سمجھا جاتا جبکہ عذر مین
صرف تقلید سلف ہی کی بیان کی جاتی اور جب علاوہ اسکے اوسکی علت بھی بیان کی اور
کہا کہ سلف نے دفع خرافات اہل بدع کی غرض سے اسکو ملحق بالاعتقادیات کرکے علم
کلام مین ذکر کیا ہے تو اب اس عذر مین کوئی ضعف باقی نہین رہا اسکے بعد ہمارے فاضل
مجیب جو اس علت کی نسبت اعتراض فرماتے ہین اور لکھتے ہین کہ یہہ کلام بھی مفید نہین
ہے کیونکہ اگر امامت کا تعلق اعتقاد قلبی سے نہین ہے تو الحاق بالاعتقادیات کیون ہے
اور اگر تعلق ہے چنانچہ اوسکے حدود و شرائط و حسن اعتقاد و سوء اعتقاد کے ملاحظہ سے
ظاہر ہے کہ از جنس علوم ہین نہ اعمال تو فروعی کہنا کس لئے) سراسر پوچ و لغو ہے اور بوجوہ
چند باطل ہے (۱) اجمالی طور پر جو دو شق قرار دیئے ہین کہ مسئلہ امامت یا تو معرفت

اور اعتقاد قلبی سے تعلق رکہتا ہے یا نہین یہہ بالکل غلط ہے کیونکہ کوئی دینی مسئلہ خواہ وہ
اصلی اعتقادی ہو خواہ فرعی عملی ایسا نہین ہے جسکا تعلق اعتقاد قلبی سے نہو جسقدر مسائل
دینیہ ہین اون سب کا تعلق اعتقاد قلبی کے ساتھہ ہے (۲) شق اول جس مین یہہ دعوے ہے
کہ اگر وسکا تعلق اعتقاد قلبی کے ساتھہ نہین ہے تو الحاق کیون ہے بدیہی البطلان ہے
کیونکہ الحاق غالباً ایسی ہی جگہ مستعمل ہوتا ہے جبکہ غیر جنس کو کسی کے ساتھہ شامل کیا جائے
شاید آپ کو ملحق برباعی اور ملحق بخماسی کتب صرفیہ سے یاد ہونگے اور علاوہ اسکے اس معنی مین
کثیر الاستعمال ہے تو مسئلہ امامت فی حد ذاتہ فروعی ہے اور ایک وجہ خاص سے ملحق
بالاصول کیا گیا ہے اور وجہ اسکی کہ کیون ملحق کیا گیا وہ خود شارح مواقف نے ذکر کی ہے
اگر یہہ مسئلہ اصلی اعتقادی ہوتا تو پہر الحاق کے کچہہ معنے نہ تہے (۳) ہم اس شق کو اختیار
کرتے ہین اور الحاق کی وہی علت بیان کرتے ہین جو شارح مواقف نے بیان کی ہے پہر
آپ اوسپر اعتراض فرمائیے بعد اوسکے فرمائیے کہ یہہ کلام مفید نہین جب تک آپ اسکو باطل
نکرین آپکا یہہ فرمانا کہ یہہ کلام مفید نہین آپکو کچہہ مفید نہین ہے (۴) شق ثانی کا
بطلان مثل روز روشن واضح ہے کیونکہ جسقدر مسائل دینیہ فرعیہ عملیہ ہین اونکی معرفت
حدود و شرائط و اعتقاد فرضیت و وجوب وغیرہ علوم کے قسم سے ہے نہ اعمال و افعال
جوارح کے قسم سے پہر اون مسائل کو ہی فروعی کہنا کسلئے اونکو ہی اعتقادیات مین داخل
کیجئے سبحان اللہ ہمارے فاضل مجیب کے علم و فضل کا یہہ حال ہے کہ جو شے فی الجملہ از قسم
علوم ہو اوسکو ہی فروعی ہونے سے خارج فرماتے ہین اور اعتقادیات مین داخل کرتے
ہین۔ حالانکہ تمام مسائل فقہیہ معرفت اور علم مین داخل ہین اگر زیادہ نہین تو کیا آپنے
علم الفقہ ہی کبہی نہین سنا ہوگا اور یہہ ہی نجانتے ہونگے کہ فقہ علم ہے پہر معلوم نہین
اوسکو اعتقادیات مین کیون نہین داخل کرتے (۵) کسی مسئلہ دینیہ کا اعتقاد قلبیہ سے
فی الجملہ تعلق ہونا ہرگز اسکو مستلزم نہین ہے کہ وہ مسئلہ اعتقادیات سے ہی ہو

بلکہ مسائل اعتقادیہ وہی ہونگے جنکا تعلق محض اعتقاد عباد کے ساتھہ ہو ورنہ عملیہ ہونگے
تو اونکا تعلق فی الجملہ اعتقاد قلبیہ کے ساتھہ بھی ہوگا بشرطیکہ وجدانیات نہون پس شق
ثانی سے جو یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ جن مسائل کا تعلق اعتقاد قلبیہ سے ہوگا وہ اصلیہ اعتقادیہ
ہونگے محض غلط ہے پس اس توجیہ مین جو متکلمین اہلسنت نے مسئلہ امامت کی نسبت کتب کلامیہ
مین ذکر کرنے کے بارہ مین فرمائی ہے کسی قسم کا وہن وضعف نہین اور یہہ اعتراضات وتضعیف
ہمارے فاضل مجیب کے خود ضعیف ہین۔ ہان اسقدر ضرور ہے کہ یہہ توجیہ وتاویل شرح طلب ہے
جسکی وجہ سے شاید آپکو شبہہ واقع ہوا ہو پس شرح اوسکی یہہ ہے کہ متکلمین کا منصبی کام یہہ ہے کہ وہ
اپنی اعتقادیات کو دلائل سے ثابت کرین اور مخالفین کے اعتقادیات اور اونکی دلائل کو بدلائل
باطل کرین اور اونکا جواب دیوین اور ظاہر ہے کہ مسئلہ امامت ایسا مسئلہ ہے جو شیعہ کے نزدیک
داخل اعتقادیات ہے اور اہل سنت اوسکو داخل فروع اعتقاد کرتے ہین اور جب شیعہ کے نزدیک
اعتقادیات مین سے ہے تو لامحالہ متکلمین شیعہ اوسکو اور اوسکی دلائل کو اپنی کتب کلامیہ مین
ذکر کرینگے۔ اہل سنت اگر اوسکو اپنے اصول کے موافق اپنی کتب کلامیہ مین ذکر نکرین تو اس
مسئلہ کا اصول مخالفین پر ابطال اور اوسکی دلائل کا جواب کیونکر دیوین اور ائمہ مہتدین کی
مطاعن مخالفین سے کیونکر صیانت وحمایت کرین اور اس اپنے منصبی کام سے کیونکر سبکدوش
ہون اور اگر ذکر کرین تو لازم آتا ہے کہ علم کلام مین جو عبارت مسائل اصلیہ اعتقادیہ سے ہے
فروع مین بحث ہو اور یہہ بھی بظاہر فی الجملہ خلاف قاعدہ ہے۔ لیکن یہہ نہایت بدیہی
ہے کہ علوم مین تبعاً اور استطراداً اون اشیاء کو ذکر کر دیتے ہین جو اون علوم اور اونکے
اغراض سے بالکل بیگانہ اور اجنبی ہوتے ہین اگر آپ تامل کرینگے تو علوم مین ایسے
بہت مسائل معلوم ہونگے دور نجائیے چھوٹے چھوٹے رسائل منطق مین ابتداءً بحث
الفاظ لکھتے ہین اور پھر عذر کرتے ہین اور کہتے ہین کہ گو اس علم سے بحث الفاظ کو
تعلق نہین ہے لیکن ایک ضرورت خاص کے وجہ سے ہمنے ذکر کیا ہے اور اسی

یہہ لازم نہین آتا کہ بحث الفاظ داخل اصول مقاصد منطق ہو جائے اور کوئی شخص ہو تو
سے بیوقوف بہی یہہ اعتراض نہین کرتا کہ تمہارے اس ذکر کرنے سے بحث الفاظ داخل
اصول منطق ہو گئی تو پس مسئلہ امامت کا بہی یہہ ہی حال ہی کہ وہ بہی ملحق بالکلام ہے جو
ایک وجہ خاص سے کلام مین ذکر کیا گیا ہے اور اس سے ہرگز یہہ نہین سمجھا جاتا کہ وہ
داخل اصول ہے اور متکلمین کا عذر ضعیف ہو یہہ صرف ہمارے فاضل مجیب کی خوش فہمی کا
ثمرہ اور علوم کی واقفیت کا نتیجہ ہے **قولہ** اگرچہ اسباب مین اور بہی گفتگو ہو سکتی تہی
مگر بنظر اختصار بس کیا جاتا ہے **اقول** جسقدر گفتگو فرمائی وہ بہی غلط تہی اور
اس قابل نہ تہی کہ کسی کے سامنے پیش کیجاتی اور جسقدر اور گفتگو فرماتے وہ بہی ایسی ہی
یا اس سے کم درجہ ہوتی پہر معلوم نہین کہ آپنے ایسی گفتگو مین کیا فائدہ سمجہہ رکہا ہی
بجز اسکے کہ چند ناواقفون کے نزدیک وقعت ہو اور یہہ سمجہین کہ ہماری مولانا و سیدنا
نے کسقدر طول طویل جواب لکہدیا اور کسقدر مضامین کا جوش ہے لیکن علماء کے
نزدیک تو ایسی لغو باتین آپکی تحقیر کی باعث ہین آیندہ جناب کو اختیار ہی **قولہ**
صرف اسقدر گذارش ہے گستاخی معاف ادعائے علم یہہ کہ امتحان لینے کو موجود اور
ابتک یہہ معلوم نہین کہ مسئلہ امامت فروعی ہے یا اصولی یہہ مسئلہ کتب متداولہ عقائد مین
مشرح موجود ہے خاص خاتم المتکلمین کی تقلید کی کیا ضرورت تہی اور اونکے حوالہ کی
کونسی حاجت **اقول** امتحان لینے کی درخواست ہی ہرگز ادعائے کمال علم نہین
سمجہا جاتا اور نہ امتحان لینے کے لئے بہت علم کی ضرورت ہی۔ یہہ حضرت کی کمال علم کی
خوبی ہے غایتہ یہہ ہے کہ بقدر امتحان کے علم کا ہونا کافی ہی یہہ دعوے کہ
ابتک یہہ معلوم نہین کہ مسئلہ امامت فروعی ہے یا اصولی صریح کذب و دروغ ہی ظاہر
ہے کہ ہمنے لکہا تہا کہ مسئلہ امامت فروعی مسائل سے ہے جسکا خود آپکو اعتراف ہی لیکن
اوسمین جو حوالہ خاتم المتکلمین کا دیا گیا تہا اوسکی نسبت یہہ طعن ہے پہر یہہ کہنا

ابتک یہہ معلوم نہین کہ مسئلہ امامت فروعی ہے یا اصولی جہوٹ ہوا یا نہین کیا مسئلکا
علم اسی پر منحصر ہے کہ کتب متداولہ عقاید کا حوالہ دیا جاوے تو جب علم ہو ورنہ نہو اگر اسکا ثبوت
آپ کسی دلیل سے کر سکتے ہین تو بسم اللہ لائیے ۔ حضرت ۔ مسئلہ کے لئے ہمکو لامحالہ تقلید کی
ضرورت نہتی کہ متکلمین مین سے کسی کی تقلید کرتے ۔ پس جسکو ہم اس مبحث کا خاتم المتکلمین
سمجہتے ہین اگر کوئی مسئلہ ہمنے اوس سے نقل کر دیا تو کیا خلاف قاعدہ کیا اور اس سے
کیونکر لازم آیا کہ ہمکو اس مسئلہ کا علم نہین ۔ پس منجملہ حضرت کی خوش فہمیون کے ایک
اور یہہ بہی سہی ع این ہم اندر عاشقی بالاے غمہاے دگر قال الفاضل المجیب قولہ
اور کتاب اللہ مین اوسکی نسبت وعدۂ خیریت ہو چکا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
اوسکی مدت بیان فرمائی اور ایات سے جنکی قدر مشترک تصریح تک ہو چکی ہے
اوسکی ترتیب وقوع تک بیان کی گئی اقول لفظ وعدہ کے آگے جو لفظ لکہا ہے
بخوبی پڑہا نہین گیا معلوم نہین کہ حضرت نے خیریت جو بمقابلہ شریت ہے تحریر فرمایا تہا
یا جزئیت جو بمقابلہ کلیت ہے لکہا ہے یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی ہمنے
یہہ لفظ خیریت بجائے معجمہ منقوطہ بنقطہ من فوق وبعدہ یای منقوطہ بنقطتین من تحت
وبعدہا راء مہملۃ بمقابلہ شریت لکہا ہے قولہ بہر حال ہر دو احتمال کا جواب گذارش
ہے اگر خیریت بمعنے نیکی ہے تو حضرت مجیب سے نہایت تعجب ہے کہ اس لفظ کا یہہ کون موقع
تہا کیونکہ غرض اس خلافت سے اصطلاحی ہے جو نیابت رسول سے مراد ہے اسکی
نسبت لفظ خیریت لکہنے کے کیا معنے نیابت رسول تو خیر ہی ہوگی اقول یہہ اعتراض
سراسر خلاف عقل ونقل ہے کیونکہ بقاعدہ معقولیین اگر یہہ موقع لفظ خیریت کا نہین ہے اور
یہان خیریت صادق نہین آتی تو لامحالہ عدم خیریت جو اوسکی نقیض ہے اوسکا موقع
ہوگا اور وہ صادق آئیگی لاستحالۃ ارتفاع النقیضین تو لازم آئیگا کہ خلافت راشدہ عدم
خیریت کے ساتہہ مجامع ہو اور یہہ خلاف ہے کیونکہ یہہ مسلم فریقین ہے کہ خلافت راشدہ مجامع

خیرت اور مباین رشدیت ہی تو ثابت ہوا کہ اس لفظ کا یہ ہی موقع ہی اور یہان خیریت صادق آتی ہے اور اس لفظ کا اطلاق اسجگہ غلط نہین بلکہ صحیح ہے قطع نظر اس سے ہمکو اپنے فاضل مجیب کے ادعاء کمال علم سے نہایت تعجب ہی کہ وہ ہمپر ایسا اعتراض فرماتے ہین باوجودیکہ اس قسم کے الفاظ جنپر ایسے مہمل اعتراضات وارد ہو سکتے ہین کتاب اللہ اور اقوال ائمہ مین بہی بہت موجود ہین چنانچہ ارشاد ہے وما[۵۱] من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم - ظاہر ہے کہ دابہ اوسی کو کہتے ہین جو یدب علی الارض ہو چنانچہ ابتدائی چہوٹے چہوٹے رسائل مین اسکو منقول عرفی کی مثال مین لکہا ہے پہر علی الارض کی قید آپکے نزدیک کون موقع تہا اور طائر وہی ہے جو جناحین سے پرواز کرے پہر یطیر بجناحیہ کا لفظ آپکے قاعدہ کے موافق بالکل لغو اور فضول - پہر معاذ اللہ خدا کی جناب مین عرض کیجیے کہ حضرت آپ سے نہایت تعجب ہی کہ ان الفاظ کا یہ کون موقع تہا دابہ تو زمین پر چلا ہی کرتا ہے اور طائر دونو بازوون سے اوڑا ہی کرتا ہے پہر ان الفاظ کے فرمانے کی کیا معنے پہر جو کچہہ اوسکا جواب ملے اوسی قسم کا جواب ہمارے طرف سے بہی قبول ہو - علاوہ ازین وہ خلافت جو ما نحن فیہ سے متعلق ہے جسکو ہم راشدہ اور ہمارے فاضل مخاطب جائرہ سمجہتے ہین یعنے خلافت خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم ہمکو اوسکی رشد و خیریت کے طرف اور اوسکی دلیل کے طرف اشارہ کرنا مد نظر تہا کہ جناب کو متنبہ کر دین کہ جس خلافت کی ہم رشد و خیریت کے معتقد ہین وہ خلافت وہ ہی جسکی خیریت کا وعدہ کتاب اللہ مین ہو چکا آپ کا اوسکو جائرہ سمجہنا مخالف کتاب اللہ کے ہے پس آپ انصاف سے ملاحظہ فرمائیے کہ اس لفظ کا اسجگہ اطلاق کسقدر موزون اور

---

۵۱ اور نہین کوئی چلنے والا زمین مین اور نہ کوئی پرند جو اوڑتا ہے اپنے دو نو بازو دن سے مگر گروہ ہاین تم جیسے ۱۲ -

بجائے خود ہے **قولہ** اور چونکہ اسکے تعیین بالقاء ربانی ووحی یزدانی بذریعہ رسول
علیہ السلام کے ہوگی جیساکہ ازالۃ الخفا کے عبائر منقولہ سے ظاہر ہے پھر اسکی نسبت
کتاب اللہ مین وعدہ خیریت کے کیا معنے **اقول** چونکہ اسکی تعیین بالقاء ربانی ووحی
یزدانی بذریعہ رسول علیہ السلام کے ہوگی جیساکہ عبارات ازالۃ الخفاء سے واضح ہے۔
اور وہ خیر محض ہوگی اسیواسطے کتاب اللہ مین اوسکی خیریت کا وعدہ ہوا اور صلاح وفلاح
کی خبر دی اگر وہ غصب وعدوان وظلم وطغیان ہوتی تو اوسوقت اوسکی خیریت کی اخبار
کی کچھہ معنے نہی اور جب وہ خیر محض ہے تو ظاہر ہے کہ اوسوقت اوسکی خیریت کا اخبار وفق
نفس الامری کا اخبار ہے اور صحیح وبجا پھر یہ فرمانا کہ پھر اسکی نسبت کتاب اللہ مین وعدہ خیریت
کے کیا معنے گنجائش ہی نہین رکہتا اور اسکی کچھہ معنے نہین۔ آپ اسکو سوچئیے بہت موٹی بات ہے
قولہ اور اگر جزئیت بمقابلہ کلیت مراد ہے تب بھی سمجھہ مین نہین آتا کہ اوسبحانہ تعالے
ایسی اہم المہمات کی جزئیت کا وعدہ فرمائے اور کلیت سے اعراض کرے جس سے تمام
مصالح امور دینی ودنیوی امت مرحومہ کے وابستہ ہین حالانکہ اور احکام مفصل وشرح
ارشاد ہوں **اقول** یہ شق محض ہمارے فاضل مجیب کی حدت ذہن وتیزی ذکا سے
ناشی ہوئی ہے ورنہ اول تو یہہ ہی خیال کرنا چاہئیے کہ اس لفظ کا اسجگہ اطلاق کیونکر
اور کس معنے کے اعتبار سے صحیح ہے اور اگر بتکلفات وتاویلات اس لفظ کی اطلاق
کو اسجگہ بنایا ہی گیا تو پھر کتاب اللہ مین اسکی جزئیت کا وعدہ کہان مذکور ہے
اور کلیت سے کیونکر اعراض ہے خلافت کی جزئیت کے وعدہ کا قرآن شریف مین
وجود تو اوسوقت صادق آئے کہ خلافت مطلقہ کلیہ مین سے ایک فرد خاص کا وعدہ
مذکور ہو اور ظاہر ہے کہ اوسکا فرد خاص جزئی نہین پایا جائیگا مگر جبتک کہ اوسکا موصوف
مذکور نہو اور اوسکے طرف اضافۃ کرکے بیان نہ کی جاوے لیکن تمام قرآن شریف مین
ایسی خلافت کسیجگہ مذکور نہین اور نہ کہین ایسی خلافت کا وعدہ ذکر فرمایا تو اس سے

صاف ثابت ہوا کہ کتاب اللہ مین خلافت کی نسبت وعدہ جزئیت ہونے کی کچھ معنے
نہین رہا یہ کہ اوسبحانہ وتعالے نے ایسی اہم المہمات کی کلیت سے اعراض فرمایا جسکی
ساتھہ تمام مصالح امت وابستہ ہین یہہ وہ اعتراض ہے کہ اگر آپ تامل فرمائینگے تو معلوم
کرینگے کہ اصول اہل تشیع پر ہی وارد ہوتا ہے کیونکہ اگر خداوند کریم نے اپنی کتاب مین
مسئلہ خلافت کو کلیتہً یا جزئیتہً اور اوسکی شرائط کو بیان فرمایا ہے تو فرمائیے کسجگہ اور
کس سورہ مین بیان فرمایا ہے اور اگر نہین فرمایا تو ترک واجب کیا کیونکہ اسکا بیان کرنا
مثل اور فروع واصول کے لطف تہا جو بزعم آپکے خداوند تعالے شانہ عن ذلک پر
واجب تہا تو ترک لطف فرمایا اور نیز اخبار تکمیل دین اور اتمام نعمت آپکے اصول پر کذب ہوا
اور ہمارے نزدیک جب اوسکا خود خداوند تعالے متکفل ہوگیا اور اوسکے ایقاع کا وعدہ
فرمایا تو بعد اوسکے پہر کسی بیان کی حاجت نرہی معہذا ہمارے نزدیک اور ہمارے اعتقاد
مین حق تعالے شانہ پر کوئی چیز واجب نہین اوسکی ذات پاک اس سے کہ کوئی چیز اوس پر
واجب ہو منزہ ومبرا ہے اور اوسکی شان یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید ہے اور نیز مسئلہ خلافت
اصول مین سے ہی نہین ہے جسکا ثبوت کتاب اللہ ہی پر موقوف ومنحصر ہو تو ہمپر کوئی اعتراض
لازم نہین آتا **اقول** حضرت مجیب نے جس وعدہ کا ذکر کیا ہے اوسمین غور وتامل سے کام
نہین لیا اور اصطلاحی ولغوی معنے مین تمیز نہین فرمائی اگر اس وعدہ کو ذکر فرمائینگے
تو اسکا جواب ہی تفصیل سے گذارش کیا جاویگا اجمالاً اسی قدر کافی ہے **اقول** ہماری
سمجہہ مین نہین آیا کہ خداوند کریم کے دو وعدہ ہین اصطلاحی ولغوی وعدہ اصطلاحی و
لغوی کیا مفصل ارشاد فرمائین ہم اسکا ذکر مختصراً دلائل اثبات خلافت مین کر چکے
ہین اور تفصیلی جواب کے منتظر ہین قال الفاضل المجیب۔ قولہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکی مدت بیان فرمائی الخ **اقول** شاید اس مدت سے خلافت
تیس سالہ حضرت مجیب کی مراد ہوگی اگرچہ عقلاً کسی طرح اس حدیث کا رسول مقبول سے

جو عقل کل تھے صادر ہونا سمجھ مین نہین آتا کیونکہ تیس سالہ کی قید کی کوئی ضرورت معلوم نہین ہوتی امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس تیس سال مین ختم نہین ہوگئی کہ بعد مین خلافت کی ضرورت نرہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین ناقص نہین چھوڑا کہ اس مدت مین کامل ہوگیا یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی ہمارے فاضل مجیب نے اس حدیث کے مقدوح اور غیر معتبر ہونے کی جو علت بیان فرمائی ہے عجیب وغریب ہی فرماتے ہین کہ قید تیس سالہ کی کوئی ضرورت معلوم نہین ہوتی کیون حضرت بیان واقع اور اخبار نفس الامر مین ضرورت اور عدم ضرورت کو کیا دخل جسطرح واقع ہونیوالا تہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بالقاء ربانی و وحی یزدانی اوسکی خبر دیدی کہ خلافت علے منہاج النبوۃ اس زمانہ تک ممتد و متصل رہیگی اور بعد اسکے منقطع ہوجائیگی پہر یہہ فرمانا کہ مدت کی قید بے ضرورت ہے عدم فہم مرام سے ناشی ہے اسکے بعد یہہ اعتراض کہ اس مدت مین امت ختم نہین ہوگئی جو بعد مین خلافت کی ضرورت نرہی بہس سے بہی زیادہ تعجب انگیز ہے ہم کب کہتے ہین کہ اس مدت مین امت ختم ہوگئی اور ہمنے کب کہا ہے کہ خلافت نبوۃ کی ضرورت نہین رہی لیکن ہان یہہ ضرور کہتے ہین کہ خداوند تعالے پر کوئی چیز واجب نہین اور اوسکو اختیار ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے جب اوس سبحانہ تعالے نے چاہا خلافت علی منہاج النبوۃ رہی اور جب اوسنے چاہا منقطع ہوگئی اور عجب نہین کہ یہہ قتل خلیفہ ثالث کی پاداش اور اوسکا وبال ہو پہر یہہ کہنا کہ امت ختم نہین ہوئی یا ضرورت باقی نہین رہی سراسر لاطائل ہے۔ علاوہ ازین اگر ہم اپنے فاضل مخاطب کے اصول کے لحاظ سے ضرورت کو دیکھتے ہین تو دوازدہ کی قید کی بہی کچہہ ضرورت معلوم نہین ہوتی کیونکہ اولاً جب اونکو تمکین نہ دی تو اونکا وجود و عدم برابر ہوگیا اور تمکین دینا بہی ایک قسم کا لطف تہا جو واجب تہا اوسکو بہی ترک فرمایا اور نیز اکثر زمانہ وجود امام سے بسبب غیبت کے خالی رہا تو ایسے امام کے جو محض عنقا صفت ہو جستک

حدیث الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ [illegible] اعتراض کا جواب

کوئی نہ پہونچ سکے نہ اوسکو کوئی دریافت کرسکے نہ وہ کسی کے ہاتہہ آسکے کیا ضرورت
پس ایسے شخص کو امام بنانا کیا اسوجہ سے ہے کہ امت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ختم ہوگئی یا اسوجہ
سے ہے کہ امامت کی ضرورت نہین رہے یا کسی اور وجہ سے ہے جسکا ادراک خارج از عقول تہے
پہر اگر واقعی وہ ایسی ہی ہے کہ اوسکا درک عقل سے محال ہے تو بقول سامی عقلا کے
نزدیک ایسی امامت کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہونا جو عقل کل تہے محال معلوم
ہوتا ہے پہر اسکے بعد جو یہ ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین ناقص نہین
چہوڑا جو اس مدت مین کامل ہوگیا یہ اون دونو سے طرفہ تماشا ہے ہم کب کہتے ہین کہ معاذ اللہ
حضرت نے دین ناقص چہوڑا جسکی اس مدت مین تکمیل ہوئی ہم تو خود خلافت علی منہاج النبوة
کہتے ہین جسکے صاف یہ معنے ہین کہ خلفا قدم بقدم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلتے رہے اور
اون قوانین کو جو حضرت نے بوحی ربانی ممہد فرمائے تہے اور اون طرق کو جنپر حضرت شرائع
الٰہیہ کی بجاآوری مین چلتے تہے اپنا امام سمجہتے رہے معہذا باوجود اسکے کہ دین مین کوئی
کمی و کوتاہی باقی نہین رہی تہی اور بہمہ جہات تمام و کمال اوسکا ہوچکا تہا پہر وعدہائے
حقہ خداوندیہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درباب غلبہ دین اسلام و شیوع
شعائر ایمان اور فتح بلدان اور زوال خوف بالکلیہ اور حصول امن تام وغیرہ
ہوئی تہی اور ابہی تک حیز عدم مین تہی وہ سب خلفاء حقہ راشدہ کی سعی وکوشش
سے بر روئے کار آئی اور اون وعدون کے حصول مین خلفاء راشدین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا جارحہ ہوئے اور وہ اونکی خدمات نمایان اور فتوحات بے پایان حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کیطرف ہی منسوب ہوئین اور گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتہون
سے ظاہر ہوئین پہر بعد اسکے جب لوگون نے اس نعمت عظمے اور عنایت کبرے کی ناشکری
کی اور دو خلیفہ ظلماً شہید کئے گئے اور اونپر خروج و بغاوت ہوئی تو خداوند تعالے نے بحکم
ذلک بما کسبت ایدیکم و ان اللہ لیس بظلام للعبید بمقتضاء ذلک بان اللہ

لم یک مغیرا نعمة انعمها علی قوم حتی یغیروا ما بانفسہم - اپنی اس نعمت کو
اوٹھا لیا چنانچہ اس مضمون کو بھی اشارۃً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اور
اہلسنت کی کتابون مین موجود ہے پس اس سے ظاہر ہوا کہ جب مہمات خلافت علی وجہ الکمال
اس خلافت کے زمانہ مین حاصل ہوئی تو یہی خلافت حقہ راشدہ تھی اور اس خلافت سے
مقصود سرانجام ان مہمات موعود کا تھا لیکن حضرات شیعہ کے اصول پر البتہ یہہ لازم آتا ہے
کہ دین ناقص تھا جسکی تکمیل کیواسطے امامت راشدہ مقرر ہوئی اور مکمل دین ہوا تھا جسکے واسطے
ائمہ مبعوث ہوئے اور اس سے بصراحتہ وبداہتہً لازم آتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم
النبیین نہین ہین اور آپکا وصف ختم رسالت باطل ہے کیونکہ جو اوصاف خاصہ کہ نبی کے ہوتے
ہین مثل عصمت ونص وافضلیت وغیرہ کے جب ائمہ کے لئے ثابت کئے تو گویا ائمہ کی نبوت کی معنی مدعی
ہوئے اگرچہ اطلاق اسم نبوت اور نزول وحی سے تحاشی کرتے ہین لیکن یہہ ایک محض
لغویات ہے کیونکہ اصطلاحاً لفظ نبی کا جسپر چاہا اطلاق کیا اور جسپر چاہا نہ اطلاق کیا اس
اصطلاحی اطلاق سے نزاع نہین رفع ہو سکتا - اور نزول وحی کا انکار صراحتہً غلط ہے
جب محدثیتہ کے قائل ہین تو لامحالہ وہ مشتمل نزول وحی کے ثبوت کو ہے پھر اعتقاد افضلیت
ائمہ کا تمام انبیاء ورسل اولوالعزم وغیر اولوالعزم پر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
باوجود اشتراک فی الاوصاف کے بداہتہً ثبوت نبوت ائمہ کو مستلزم ہے اور نیز انبیاء علیہم
السلام کا ائمہ کے مراتب پر حسد کرنا اور اونکی امامت کی انکار سے مصیبتون مین مبتلا ہونا اور
ائمہ کے واسطے جناب باری مین دعا کر کے مصائب سے رہائی پانا غایت تقرب جناب الٰہی کی دلیل ہے
جو درجہ نبوت سے کم نہین بلکہ کہین بڑھکر ہے - علاوہ ان سب باتون کے بڑی دلیل یہہ ہے
کہ ائمہ کا قول کتاب وسنت کا ناسخ اعتقاد کرتے ہین جو بداہتہً ائمہ کے ثبوت نبوت اور
حضرت کی ختم رسالت کی بطلان کو مقتضی ہے اور اس سے یہہ بھی ثابت ہوتا ہے
کہ دین ناقص تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین اوسکی تکمیل نہین ہوئی تھی

جو اوسمین نسخ و تبدیل کی ضرورت ہوئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کو ناقص چھوڑا تھا
جسکی زمانہ ائمہ مین تکمیل ہوئی پس معلوم ہوتا ہی کہ بحکم آیت الیوم اکملت لکم دینکم تکمیل دین کا حضرت
کے زمانہ مین ہونا حضرات شیعہ نے اعتقاد کر رکہا ہی وہ اپنی اصول کی ناواقفی کے وجہ سے ہی و بس **قولہ**
معہذا خود حضرات اہلسنت یہہ حدیث بیان کر کے مشکل مین پڑ گئے اور اس مدت کی بعد کی خلافت
کی رشادت کی بہی قائل ہین چنانچہ شرح عقاید نسفی مین بعد ذکر اس حدیث کی شارح لکہتا ہی وھذا
مشکل لان اہل الحل والعقد من الامۃ قد کانوا متفقین علی خلافۃ الخلفاء
العباسیۃ وبعض المروانیۃ کعمر بن عبد العزیز مثلاً ولعل المراد ان الخلافۃ الکاملۃ
التی لا یشوبہا شئ من المخالفۃ ومیل عن المتابعۃ یکون ثلاثین سنۃ وبعدھا
قد یکون وقد لا یکون۔ انتہی **اقول** یہہ ہمارے فاضل مجیب کی مناظرہ دانی ہی کہ فرماتی ہین
کہ اس حدیث کو بیان کر کے اہل سنت مشکل مین پڑ گئے حضرت کو یہہ بہی معلوم نہین کہ علماء اعتراض
کو اشکال اور مشکل سی تعبیر کیا ہی کرتے ہین آپکی احادیث پر صدہا اعتراضات وارد ہوتے ہین اور
محدثین اور شراح بیان کرتے ہین شرح نہج البلاغت مین جناب امیر کے اقوال سی مذہب کے کتنے اعتراضات
شارح لکہتا ہی اور باوجود اسکے یہہ کوئی نہین سمجہتا کہ ہم مشکل مین پڑ گئے اور نہین تو جلد اول بحار الانوار
باقر مجلسی کو ہی ملاحظہ فرماتے ہین کہ صفحہ ۱۰۱ پر ایک روایت طویلہ امالی صدوق سے نقل کرتے ہین جسکی بعض
جملے یہہ ہین فلما اصبح قال لہ الملک ان مکانک لنزھۃ قال لیت لربنا بہیمۃ فلو کان
لربنا حمارا لرعیناہ فی ھذا الموضع فان ھذا الحشیش یضیع علامہ مجلسی
اسکی شرح لغات کی بعد لکہتے ہین وفی الخبر اشکال من ان ظاہرہ کون العابد قائلا بالجسم ہونا
استحقاقہ للثواب مطلقاً وظاہر الخبر کونہ مع ہذہ العقیدۃ الفاسدۃ مستحقا للثواب

۵۱ جب صبح ہوئی تو اوسکو ملک نے کہا کہ تیری جگہ تو نہایت سبزی ہی کہنے لگا کاش ہمارے رب کا چوپایا ہوتا اگر ہمارے
رب کا گدہا ہوتا تو ہم اوسکو اسجگہ چراتے کیونکہ یہہ گہاس ضایع ہوتی ہی ۱۲ ۵۲ اس خبر مین اشکال ہی اس سبب سے کہ اسکا ظاہر
دلالت کرتا ہی کہ عابد جسم کا قائل تہا اور یہہ مطلقا استحقاق ثواب کے منافی ہے اس حدیث کا ظاہر یہہ ہی کہ یہہ شخص
بسبب کمی عقل اور بیوقوفی کے باوجود اس عقیدہ فاسدہ کے ثواب کا مستحق ہے ۱۲

لعلۃ عقلہ وبلا ہشتہ بعد اسکے علامہ مجلسی تاویل کرکے فرماتے ہین وبعلی التقادیر لابد اما من ارتکاب تکلف تام فی الکلام او التزام فساد بعض الاصول المقررۃ فی الکلام اب اسکو غور وانصاف سے ملاحظہ فرماتین اور جو شق دل چاہے اختیار کرین ہمارا اوسمین مدعا حاصل ہے۔ علاوہ ازین شارح نے وہین اچھا جواب دیگا جو شارح کی رائے مین معتمد تہا لکہہ دیا اور اشکال مرتفع ہوگیا **قولہ** آپکے پیر دستگیر صاحب غنیۃ الطالبین مین صرف تیس پر ہی اکتفا نہین فرماتے اس حدیث کی مدت مختلف بیان کرکے حضرت معاویہ کو بہی خلیفہ راشد فرماتے ہین **اقول** آپ عبارت غنیۃ الطالبین کا مطلب یا غلط سمجہے یا مقصود ہو کہ وہی ہے اب ہم اصل عبارت نقل کرکے اپنا مدعا ثابت کرتے ہین حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ شروع فصل مین تحریر فرماتے ہین ولیعتقد[۱۵] اہل السنۃ ان امۃ محمد خیر الامم اجمعین وافضلہم اہل القرن الذین شاہدوہ وامنوا بہ وصدقوہ وبایعوہ وتابعوہ وقاتلوا بین یدیہ وفدوہ بانفسہم واموالہم وعزروہ ونصروہ وافضل اہل القرن اہل الحدیبیۃ الذین بایعوہ بیعۃ الرضوان فہم الف واربع مائۃ رجل وافضلہم اہل بدر وہم ثلث مائۃ وثلاث عشر رجلا عدد اصحاب طالوت وافضلہم اربعون اہل دار الخیزران الذین کملوا بعمر بن الخطاب وافضلہم العشرۃ الذین شہد لہم النبی بالجنۃ وہم ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وطلحۃ والزبیر وعبد الرحمن بن عوف

---

۱۵ اہل سنت اعتقاد کرتے ہین کہ امت محمد کی تمام امتون سے بہتر ہے اور اون مین افضل اوس قرن والے ہین جنہون نے حضرت کو دیکہا اور آپ پر ایمان لائے اور تصدیق کی اور بیعت کی اور متابعت کی اور آپکے ساتہ لڑے اور اپنی جانون اور مالون کو آپ پر قربان کیا اور اونکی امداد واعانت کی اور اوس قرن والون مین افضل حدیبیہ والے ہین جنہون نے بیعت رضوان کی اور وہ چودہ سو مرد ہین اور اون مین افضل بدر والے ہین اور وہ تین سو تیرہ مرد ہین یعنی اصحاب طالوت کے گنتی کے برابر اور انمین افضل چالیس آدمی ہین دار خیزران والے جو عمر بن خطاب کے ساتہ پورے سو گئے اور انمین افضل وہ دس ہین جنکے لئے نبی صلعم نے جنت کی شہادت دی اور وہ یہ ہین ابوبکر رض عمر رض عثمان رض علی رض طلحہ رض زبیر رض عبد الرحمن بن عوف رض سعد رض سعید رض ابو عبیدہ بن الجراح رض ۱۲

وسعدؓ وسعیدؓ وابو عبیدۃؓ بن الجراح وافضل هؤلاء العشرة الابرار الخلفاء
الراشدون الاربعة الاخیار وافضل الاربعة ابو بکرؓ ثم
عمرؓ ثم عثمانؓ ثم علیؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وهؤلاء الاربعة الخلافة لهم بعد النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ثلثون سنة ولی منها ابو بکر سنتین وشیئا وعمر عشرا
وعثمانؓ اثنا عشر وعلی ستا ثم ولیها معویة تسع عشر سنة وکان قبل ذلک
ولاه عمرؓ الامارة علی اهل الشام عشرین سنة پھر اسکے بعد دو ورق آگے
بڑھکر تحریر فرماتی ہیں — ثم خلافة معویة بن ابی سفیان ثابتة صحیحة
بعد موت علی وبعد خلع الحسن نفسه عن الخلافة وتسلیمها الی معویة لرای راٰه
الحسن ومصلحة عامة تحققت له وهی حقن دماء المسلمین وتحقیق قول
النبی فی الحسنؓ ابنی هذا سید یصلح اللہ تعالیٰ به بین فئتین عظیمتین فوجبت
امامته لعقد الحسنؓ له فسمی عام عام الجماعة لارتفاع الخلاف بین
الجمیع واتباع الکل لمعویةؓ لانه لم یکن هناک منازع ثالث
فی الخلافة وخلافة مذکورة فی قول النبیؐ وهو ما روی عن النبیؐ انه قال ستدور رحی

۱؎ اور ان عشرہ ابرار مین سے افضل چارون خلفاء رشید ہین ہیں اور ان چارون مین افضل ابو بکرؓ پہر عمرؓ پہر عثمانؓ پہر علیؓ ہین اور ان چارون کی خلافت بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس برس ہین جسمین سے ابو بکرؓ دو برس اور کچہہ زیادہ متولی خلافت ہوئے اور عمرؓ دس برس اور عثمانؓ بارہ برس اور علیؓ چہہ برس پہر بعد اسکے معویہؓ انیس برس تک متولی ہوئے اور اس سے پہلے انکو عمرؓ نے امارت شام پر متولی کیا تہا بیس برس ۱۲

۲؎ پہر معویہ بن ابی سفیان کی خلافت بعد وفات علیؓ اور بعد جدا کرنے امام حسن رضہ کے اپنی نفس کو خلافت سے اور سپرد کرنے خلافت کی امیر معویہ کو بسبب رائے کے جو حضرت حسنؓ نے سوچی اور بسبب تحقیق ارشاد نبی صلعم کے حسن رضہ کے بارہ مین کہ یہہ میرا فرزند سردار ہے اللہ تعالیٰ اسکی سبب سے دو بڑی جماعتون مین اصلاح کریگا ثابت اور صحیح ہے پس انکی امامت امام حسن رضہ کے منعقد کرنے سے انکو لئے لازم ہو گئی پس اوسکی برس کا نام عام الجماعۃ رکہا گیا اسلئے کہ سب سے خلاف اوٹھ گیا اور سب معاویہ رضہ کے تابع ہو گئے کیونکہ اوسوقت کوئی تیسرا شخص خلافت مین جہگڑا کرنے والا باقی نرہا اور اونکی خلافت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مین مذکور ہے اور وہ وہ ہے جو حضرت سے مروی ہوا کہ اپنے فرمایا پینتیس یا چہتیس ۱۲

الاسلام خمسا وثلثین سنة او ستا وثلثین سنة او سبعا وثلثین والمراد بالرحی فی ہذا الحدیث القوۃ فی الدین والخمس السنین الفاضلۃ عن الثلثین فہی من جملۃ خلافۃ معویۃ الی تمام تسعۃ عشر سنۃ و شہود لان الثلثین کملت بعلی کما بینا - اب اہل انصاف اس عبارت کو ملاحظہ فرماوین اور دیکھین کہ ہمارے فاضل مجیب کا دعوے کہ حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ نے امیر معویہ رض کو خلیفہ راشد فرمایا ہے غلط ہے یا صحیح مین کہتا ہون کہ ہمارے فاضل مجیب کا دعوے بالکل غلط ہے حضرت پیر دستگیر نے کسی جگہہ حضرت امیر معویہ کو خلفاء راشدین مین نہین شمار کیا اور کسی جگہ خلیفہ راشد نہین لکہا ہمارے فاضل مخاطب کو لفظ خلافت سے اشتباہ پڑ گیا اور وجہ اوسکی اول یہہ ہے کہ پہلی عبارت مین صرف خلفاء اربعہ ہی کو خلفاء راشدین لکہا ہے حضرت امیر معویہ کی خلافت کا بہی اگرچہ ذکر کیا ہے لیکن نہ اوس خلافت کو خلافت راشدہ لکہا اور نہ امیر معویہ کو خلیفہ راشد فرمایا تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر معویہ کو خلیفہ راشد نہین لکہا دوسری یہہ کہ حدیث الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم یکون ملکا کے موافق اوسکا مصداق خلافت خلفاء اربعہ کو ہے قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ اس حدیث مین لفظ خلافت سے مراد خلافت نبوت ہے پہر اوسکے بعد جو خلافت امیر معویہ کو ذکر فرمایا اور اوس سے اوسکو خارج کیا تو معلوم ہوا کہ وہ داخل خلافت راشدہ نہین بلکہ خلافت بمعنے ملک و سلطنت ہے - تیسری یہہ کہ امیر معویہ کی خلافت کی نسبت لکہا کہ اوس کا ثبوت وصحت اوس وقت سے ہے جب سے حضرت امام حسن رض نے خلافت تفویض فرمائی تہی اور ظاہر ہے کہ پہلے اس سے اپنی اجتہادی خطا کیوجہ سے

سلہ سینتیس برس اسلام کی چکی چلیگی اور اس حدیث مین رحی سے مراد دین کی قوت ہے اور پانچ سال جو تیس سال سے زائد ہین وہ منجملہ خلافت معاویہ رض کے ہین - تیس برس اور کچہہ مہینے پورے ہونے تک کیونکہ تیس برس حضرت علی رض کے ساتہہ پورے ہوگئے چنانچہ ہم بیان کر چکے ہین ۱۲ -

جو بسبب طلب قصاص حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ واقع ہوئی تہی بغاۃ مین سے تھے جناب
امام حسن رضہ نے خلافت تفویض فرمادی خلیفہ تھے لیکن ایسی حالت مین اونکو خلافت راشدہ
نہین کہہ سکتے چوتہی یہہ کہ خلافت حضرت معویہؓ کو مصداق حدیث تدور رحی الاسلام کا
قرار دیا اور اوسکی تفسیر مین لکہا کہ مراد رحی سے قوت اسلامی ہے اور ظاہر ہے کہ قوت
وشوکت اسلامی بمقابلہ کفار کے غایت درجہ کو تہی کیونکہ امرا سب کا ایک شخص پر مجتمع تہا
لیکن یہہ مستلزم اس امر کو نہین ہے کہ وہ خلافت علی منہاج النبوت بہی ہو غایت
سے غایت یہہ ہے کہ سب کی سلطنتون مین عمدہ سلطنت ہو پس اس سے ثابت ہوا کہ خلافت
امیر معویہ سے مراد خلافت راشدہ نہین چنانچہ محشی نے بہی اسکی تصریح کی ہے قولہ رضی اللہ عنہ
له اما خلافة معوية رضی اللہ عنہ الخ المراد منہ الامامة لا الخلافة التی کانت
للخلفاء الراشدین الاربعة لانها خلافة النبوة
کما قالہ قاضی وغیرہ من المحدثین کما نقلہ
الامام النووی مفصلاً فی شرح صحیح مسلم رہا یہہ کہ اطلاق لفظ خلافت
یا خلیفہ کا امیر معویہ رضہ کے حق مین سو اول تو سلطنت بہی بسبب واجب الاطاعت ہونے کے
اہل سنت کے نزدیک خلافت مین داخل ہے چنانچہ خلافت مطلقہ کے نیچے دونوع مین ہین
ایک خلافت خاصہ دوسری خلافت عامہ اور ظاہر ہے کہ خلافت عامہ ملک و سلطنت ہی تو اطلاق
خلافت کا اسپر صحیح ہوا علاوہ ازین خلافت مطلقہ کے جو دو نوع مین ایک خلافت نبوت
اور دوسری امارت و سلطنت ہین اون دونو نوعون مین تشکیک ہی اور ہر دو کلی مشکک
ہین چنانچہ ظاہر ہے کہ باعتبار حصول قوت و شوکت وحصول مہمات خلافت و اتباع سیر
نبویہ علی وجہ الاکملیہ اور باعتبار ثوران کے عدم ثوران فتن بعض افراد خلافت خاصہ کے

له اما خلافة معوية الخ خلافت سے مراد امامت ہی نہ وہ خلافت جو چارون خلفاء راشدین کو حاصل نہی کیونکہ وہ خلافت نبوت تہی
جیسا محدثین قاضی وغیرہ نے کہا ہے چنانچہ امام نووی نے مفصل شرح مسلم مین نقل کیا ہے ۱۲

بہ نسبت بعض کے اکمل و کامل و ضعیف و قوی کا تفاوت رکھتے ہین خود خلفا مین فضیلت
علے ترتیب الخلافت واقع ہونا ثبوت مرتبہ تشکیک کی ایک بدیہی دلیل ہے امارت و سلطنت کے
مصدق ہین اپنے افراد پر جسقدر تشکیک ہے وہ محتاج بیان نہین جو ایسی واضح اور ظاہر ہے
کہ اوسکے اثبات کی دلیل سے کچھہ ضرورت نہین اور ظاہر ہے کہ نوع ثانی کا فرد عالی
نوع اول کے فرد سافل کے ساتھہ بادی النظر مین ملحق و مشتبہ ہوگا کیونکہ درمیان
دونون فردون کے بجز ایک باریک حد فاصل کے کوئی واسطہ نہین ہے اسلئے کہ
خلافت کی بنیاد دو اصلون پر ہے اول اتباع سیرت نبویہ صلے اللہ علیہ وسلم
دوسری انتظام دافع اور سرانجام مہمات لیکن محض خلافت کے لئے اصل اول کو
بہ نسبت اصل ثانی کے مزیت ہے کہ اول بمنزلہ موقوف علیہ کے ہے اور ثانی کو بھی فی الجملہ
مدخل ہے کیونکہ جو ایک مرتبہ حصول اجر و ثواب کا ہوتا وہ فوت ہوا اور رسول کے لئے
ایجاز وعدہاے خداوندی مین چارہ نہ تہی - افراد عالیہ خلافت مین دونو اصلون کا
تحقق اکمل وجوہ سے ہوگا اور افراد سافلہ مین اصل اول علے وجہ الکمال ہوگی اور
اصل ثانی مین فی الجملہ نقصان ہوگا سلطنت کو خلافت نبوت سے اگر امتیاز ہے تو اصل
اول کی وجہ سے ہے کہ اوسمین مرتبہ کمال سے علے حسب المراتب انحطاط ہوگا اگرچہ اصل ثانی
علے وجہ الکمال پائی جائے پس جو افراد عالیہ سلطنت کے ہونگے عجب نہین کہ افراد سافلہ
خلافت نبوت سے اصل ثانی سے بڑھکر ہون لیکن اصل اول مین البتہ کمی ہوگی - تو جب باعتبار
احد الاصلین کے مزیت ہوئی اگرچہ باعتبار اصل آخر کے کمی ہو اور وہ کمی بھی ایسی بدیہی
اور بین کمی نہو جسکا امتیاز ہر شخص کر سکے تو لامحالہ بادی النظر مین ہر دو نوعین کی
افراد سافلہ و عالیہ مین ایک لحوق پایا گیا تو اگر باعتبار اسکے کسی نے قرب مجاورۃ
کی وجہ سے مجازاً افراد اعلے سلطنت پر ایسا لفظ اطلاق کر دیا جو موہم خلاف نبوت
کو ہو تو کیا بیجا کیا اور اوسپر کیا طعن ہے رہا یہ کہ اگر آپ حضرت پیر دستگیر ہی کی اس

قول سے استدلال فرماتے ہین وخلافتہ مذکورۃ فی قول النبی صلے اللہ علیہ وسلم تو یہہ
استدلال بالکل غلط ہے کیونکہ اسمین بلکہ کسی روایت سے اس خلافت کا خلافت نبوت ہونا
متحقق نہین ہوا پس آپکا یہہ فرمانا کہ حضرت پیر دستگیر رضہ نے امیر معویہ رض کو خلیفہ راشد فرمایا
ہے سراسر غلط اور کذب ہے علاوہ اسکے دوسرا کذب اور دہوکہ دہی یہہ ہے کہ تحریر فرماتی
ہین ؎ اس حدیث کی مدت مختلف بیان کرکے تحریر فرماتے ہین ؎ حالانکہ یہہ محض غلط ہے
کیونکہ لفظ اس کا مرجع یہہ ہے حدیث تلثون سنۃ ہے اور ظاہر ہے کہ اس حدیث مین اختلاف
حضرت پیر دستگیر رض نے کہین ذکر نہین فرمایا یہہ حدیث ہرگز اپنی مدت سے متجاوز نہین
اور وہ حدیث جسمین زیادتی مذکور ہے اس سے جدا گانہ اور وہ بالکل دوسری
حدیث ہے اوسکا مدلول وما صدق علیہ کچھہ اور ہی چیز ہے **قولہ** اور نیز اگر یہہ حدیث
صحیح ہو تو وہ دوازدہ خلیفے جنکی بشارت اکثر احادیث مین ہے کیسے ہونگے **اقول**
پہلے ہم اوس حدیث کی الفاظ کو جو بشارت دوازدہ امام مین بطرق شتے وارد ہوئی ہے حضال ٤٨ روایات بشارت دوازدہ امام
ابن بابویہ قمی سے نقل کرتے ہین بعد اوسکے اپنے فاضل مخاطب کو بتلائینگے کہ وہ دوازدہ امام
کیسے تھے اول حدیث ابن مسعود رض کی ہے جو بواسطہ شعبی اور قیس ابن عبد اللہ اور جریر
ابن اشعث اور مسروق کی روایت کی گئی ہے وہ یہہ کہ عبد اللہ بن مسعود نے ایک سائل
کے جواب مین فرمایا۔ نعم عھد الینا نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ ان یکون بعدہ ؎ اثنا عشر
خلیفۃ بعدد نقباء بنی اسرائیل۔ دوسری روایت جابر بن عبد اللہ
رضی اللہ عنہ سے بواسطہ شعبی اور سماک بن حرب اور عامر بن سعد وغیرہ کے بالفاظ
مختلفہ وارد ہوئی ہے عن جابر بن سمرۃ ؎ قال کنت مع ابی عند النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ قال فسمعتہ یقول یکون بعدی اثنا عشر امیرا ثم

؎۱ ہان ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم سے عہد کیا ہے کہ بعد انکے بارہ خلیفہ ہونگے بنی اسرائیل کے نقیبون کی تعداد کے موافق ۱۲
؎۲ جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہا مین اپنے باپ کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تہا پس مینے حضرت کو سنا فرماتے تہے میرے بعد بارہ امیر ہونگے ۱۲

اخفى صوته فقلت لابي ما الذي قال رسول الله صلى الله عليه وآله قال كلهم من قريش وعن الشعبي عن جابر بن سمرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله لا يزال هذا الدين عزيزا منيعا ينصرون على من ناواهم الى اثنى عشر قال ثم قال كلمة اصمتنيها الناس قال فقلت لابي او لابني ما كلمة اصمتنيها الناس قال كلهم من قريش وعن جابر بن سمرة قال قال النبي صلى الله عليه وآله لا يزال هذه الامة مستقيما امرها ظاهرة على عدوها حتى يمضي اثنا عشر خليفة كلهم من قريش فاتيته في منزله قلت ثم يكون ماذا قال الهرج — وفي رواية عن جابر لا يزال هذه الامة صالحا امرها ظاهرة على عدوها — وفي رواية عن عامر بن سعد قال كتبت الى جابر بن سمرة مع غلامي رافع اخبرني بشيء سمعته من رسول الله صلى الله عليه وآله فكتب سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله يقول جمعة عشية رجم الاسلمي لا يزال الدين قائما حتى تقوم الساعة ويكون عليكم اثنى عشر خليفة كلهم من قريش تيسير ت رد ١ شرح بركلى سے عن شرح البركلي قال في الكتاب ان هذه الامة فيهم اثنا عشر فاذا وقت بعدة طغوا وبغوا وكان باسهم بينهم

سلھ پھر کچھ آہستہ فرمایا میں نے اپنے باپ سے پوچھا حضرت نے کیا فرمایا کہا سب قریش سے ہونگے جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہہ دین ہمیشہ غالب مضبوط اپنے مخالفوں پر فتحمند رہیگا بارہ خلیفوں تک پھر آپ نے ایک کلمہ فرمایا جو لوگوں کی ہجوم نے مجکو سننے نہ دیا تو میں نے اپنے باپ یا بیٹے سے پوچھا کونسا کلمہ ہے جو لوگوں نے مجکو سننے نہ دیا کہا سب قریش سے ہونگے اور جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہا فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہہ امت ہمیشہ اپنے امر میں مستقیم اپنے دشمن پر غالب رہیگی یہانتک کہ بارہ خلیفہ گذرین جو سب قریش سے ہونگے پھر میں نے اپنے گھر پر حاضر ہو کر عرض کیا پھر کیا ہوگا فرمایا قتل۔ اور ایک روایت میں جابر سے ہے ہمیشہ اس امت کا امر درست رہیگا اور اپنے دشمن پر غالب رہیگی اور ایک روایت میں عامر بن سعد سے ہے کہا میں نے جابر بن سمرہ کے پاس اپنی غلام رافع کے ہاتھ لکھکر بھیجا کہ مجھکو کچھ بتلا جو تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو پس انکو جواب میں لکھا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جمعہ کے روز سنا جسکی شام کو اسلمی سنگسار ہوا فرماتے تھے ہمیشہ یہہ دین برپا رہیگا قیامت تک اور تم پر بارہ خلیفہ ہونگے سب کے سب قریش سے ہونگے شرح برکلی سے ہے کتاب میں کہا ہے کہ اس امت میں بارہ خلیفہ ہیں جب انکی تعداد پوری ہو جائیگی تو سرکشی اور بغاوت کرینگے اور انکی لڑائی آپس میں ہوگی

چوتھی روایت عن ابی بجر[له] قال کان ابو الخالد جارلی فسمعته یقول ویحلف علیه ان هذه الامة
لا تهلک حتی یکون فیها اثنا عشر خلیفة کلهم یعمل بالهدی ودین الحق۔ پانچوین روایت
عن سفیان بن برد بن مکحول انه قیل له ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ قال یکون بعدی
اثنا عشر خلیفة قال نعم وذکر لفظة اخری عن معمر عمن سمع وهب بن منبه یقول یکون
اثنا عشر خلیفة ثم یکون الهرج ثم یکون کذا چھٹی روایت عن حمزة البکالی عن کعب
الاحبار قال لی الخلفاء هم اثنی عشر اذا کان عند انقضائهم واتی طبقة صالحة
عند اللہ فی العمر کذلک وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا
الصلحت لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین
من قبلهم وکذلک فعل اللہ ببنی اسرائیل ولیس بعزیز ان
یجمع هذه الامة یوما ونصف یوم وان یوما عند ربک کالف سنة مما تعدون
اور صحیح مسلم مین جسقدر روایتین درباب ائمہ اثنا عشر وارد ہوئی ہین وہ تقریبًا ان روایا
ہین سے بعض کے مطابق ہین لیکن غالبًا ابو داؤد کی روایت مین لفظ کلهم تجتمع علیه الامة

[له] ابی نجر سے مروی ہے کہا ابو خالد میرا ہمسایہ تہا مین نے اوس سے سُنا قسم کہا کر کہتا تہا کہ یہ امت ہلاک نہوگی
اتنے ... بارہ خلیفہ ہونگے سب کے سب ہدایت اور دین حق پر عمل کرینگے۔ سفیان بن برد بن مکحول سے
روایت ہے کہ اوس سے کسی نے کہا کہ کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے کہا ہان۔ اور دوسرا
لفظ ذکر کیا۔ معمر سے معمر نے اوس سے جسنے وہب بن منبہ سے سنا کہتا تہا کہ وہ بارہ خلیفہ ہونگے پہر قتل ہوگا پہر
یہہ ہوگا۔ حمزہ بکالی کعب احبار سے روایت کرتا ہے اوس نے اوس سے کہا کہ وہ بارہ ہین اور جب اونکے گذرنے کا وقت قریب ہوگا
اور طبقہ صالحہ عبد اللہ آئیگا تو اونکی عمر مین زیادتی ہوگی اسی طرح وعدہ کیا ہے اللہ نے اون سے جو ایمان لائے اور نیک
کام کیے کہ اونکو ملک مین جانشین کریگا جسطرح جانشین کیا تہا تمسے پہلون کو اور اسی طرح اللہ نے بنی اسرائیل کے ساتہہ کیا
اور اللہ پر کچہہ دشوار نہین کہ اس امت کو ایک دن یا آدہے دن جمع کر دے اور ایک دن تیرے رب کے نزدیک
مثل ہزار برس کے ہے تمہاری گنتی سے ۱۲۔

زیادہ وارد ہوا ہے۔ اب گذارش یہہ ہے کہ جس روایت مین تعقید خلافت کی ثلثون سنۃ کے ساتھہ وارد ہوئی ہے وہ خلافت خلافت نبوت ہے جو علے الاتصال اسقدر زمانہ تک ممتد رہیگی چنانچہ بعض روایات مین صریح خلافت نبوت وارد ہوا ہے اور نیز اس قسم کے الفاظ سے بھی ارشاد ہوا ہے ان ہذا الامر بدا نبوۃ ورحمۃ ثم خلافۃ ورحمۃ غرض اس قسم کی روایات سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ یہہ خلافت جسکی مدت تیس سال ارشاد ہوئی ہے خلافت نبوت ورحمت ہے اور وہ روایت جو بشارت دوازدہ امام مین وارد ہوئی ہے وہ عام ہے اس سے کہ خلافت نبوت ہو یا ملک و سلطنت ہو علی الاتصال ہو یا بانقطاع کیونکہ جسقدر اوصاف دوازدہ ائمہ کی نسبت بیان ہوئے اون سب کا حاصل یہہ ہے کہ اوس خلافت کو قوت و شوکت ہوگی اور اوسمین اضطراب و تزلزل و وقوع فتن نہو گا وہ اپنے اعدا پر غالب رہیگی اور بمقابلہ اوسکے کفار مغلوب و منکوس ہونگے اور امت اوس پر مجتمع ہوگی اور یہہ اوصاف کچھہ خلافت خاصہ پر ہی منحصر نہین ہین بلکہ یہہ عوارض عامہ ہین جو خلافت کے دونو نوعون مین پائے جاسکتے ہین خلافت خاصہ بھی ان کے ساتھہ متصف ہوسکتی ہے اور امارت و سلطنت کو بھی ان صفات سے حظ و نصیب ہے پس ان دونو روایتون مین کسی قسم کا تعارض نہین ہے ہان یہہ بات باقی رہ گئی کہ تمی کے بعض روایات مین جو یہہ الفاظ وارد ہوئے ہین کلہم یعمل بالہدی و دین الحق شاید ہمارے فاضل مجیب کو خلجان مین ڈالین اور یہہ خیال فرمائین کہ یہہ وصف مستلزم خلافت خاصہ کو ہے لیکن یہہ زعم اگر ہو تو بالکل باطل ہے کیونکہ اس وصف مین بھی صریح مرتبہ تشکیک ہے اور اوسکی صدق مین اپنے افراد پر اولویت اور اشدیت کا فرق بدیہی ہے خلفاء راشدین بھی عاملین بالہدی و دین الحق ہین اور سلاطین مین بھی اونکی افراد عالیہ اور افراد متوسط بھی عاملین بالہدی و دین الحق ہین لیکن ان مین اور اون مین باعتبار اس وصف کی امتیاز اور فرق ہے خلفاء

ا؎ یہہ امر شروع ہوا ہے نبوت اور رحمت پہر خلافت اور رحمت ۱۲

راشدین مین اس وصف کا صدق اولے و راشدی اور سلاطین کے افراد عالیہ و متوسط
مین اوس سے بعید اور ضعیف ہے لیکن صدق اس وصف کا گو فی الجملہ کم ہے تاہم پایا جاتا ہے
بلکہ سلاطین جائرہ جو سلاطین کے افراد سافلہ ہین اونمین بہی فی الجملہ پایا جایگا اگر وہ
کفار کے ساتھہ جہاد کرینگے جو باعث تقویت دین ہے لیکن اون افراد کا اس وصف کے ساتھہ
اتصاف ایسا قلیل ہوگا کہ اگر اوسکو کان لم یکن اعتبار کرین تو کچھہ مضایقہ نہین ہے
غرض یہہ وصف بہی مثل دوسرے اوصاف کے عوارض عامہ مین سے ہے جو خلافت نبوت
اور امارت کو عام ہے اور یہہ کچھہ مستلزم خلافت خاصہ کو نہین پس جب یہہ امر ثابت ہو لیا
کہ وہ تعیین و تحدید خلافت خاصہ کے لئے ہی تہی اور یہہ بشارت عام ہے تو دونو
حدیثون مین باہم کچھہ تعارض و تناقض نہین رہا اسکی توجیہات اور بہی ہو سکتی ہین لیکن
ہم بخوف تطویل اونکو ترک کرتے ہین اب مجھکو یہہ خیال ہے کہ حضرت ابن بابویہ قمی صاحب
نے ان روایتون کو جو بشارت دوازدہ امام مین وارد ہوئی ہین اپنے مذہب کی تایید اور
تقویت مین نقل کیا ہے اور اپنے روایات مذہب کے موافق سمجہا ہے چنانچہ اسکے بعد وہ روایتین
نقل کی ہین جو اپنے رواۃ سے بشارت دوازدہ امام مین منقول ہوئی ہین اسلئے اون روایات
کو بلا رد و انکار قبول کر لیا ہے ورنہ شیخ نے جسجگہ مخالفین کے روایات خصال مین نقل
کی ہین وجہ نقل کی بیان کر دی ہے چنانچہ روایت رکعتین بعد صلوۃ العصر عن عبد اللہ
بن الاسود عن ابیہ عن عائشہ بیان کرکے آخر مین لکہتے ہین (١٥) قال مصنف ھذا الکتاب
مرادی بایراد ھذہ الاخبار الرد علی المخالفین لانہم لا یرون بعد الغداۃ
و بعد العصر صلوۃ فاحببت ان ابین انہم خالفوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ فی قولہ و فعلہ
پس جب اسجگہ بعد نقل روایات سکوت کیا بلکہ سکوت نہین کیا روایات جو بشارت دوازدہ

[illegible]

(١٥) اس کتاب کا مصنف کہتا ہے کہ حدیثون کے ذکر کرنے سے میری غرض مخالفین پر رد کرنا ہے کیونکہ وہ بعد فجر اور بعد عصر کے نماز پڑھنا جائز نہین سمجہتے تو مینے چاہا کہ اس امر کو بیان کر دون کہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کا قول و فعل مین خلاف کیا ١٢

امام مین تہین وارد کین تو معلوم ہوا کہ یہہ روایات شیخ کے نزدیک مقبول و معتمد ہین قطع نظر اس سے اگر بالفرض شیخ قمی کے نزدیک یہہ روایات معتبر نہوں تاہم حسب شہادت امام صادق و امام کاظم معتبر و قابل قبول ہین کیونکہ ہم معنے اور مشابہ روایات اہل بیت کی ہین تفسیر عیاشی مین منقول ہے قال الصادق فما جاءك فی روایۃ من بر او فاجر توافق القران فخذ به وما جاءك فی روایۃ من بر او فاجر یخالف القران فلا تاخذ وقال الکاظم اذا جاءك الحدیثان المختلفان فقسهما علی کتاب الله وعلی احادیثنا فان اشبههما فهو حق وان لم یشبههما فهو باطل۔ ان دونون روایتون سے ثابت ہے کہ جو روایت موافق کتاب اللہ اور مشابہ احادیث ائمہ ہو وہ حق اور واجب القبول ہے اور یہہ روایات منقولہ صدوق بہی مشابہ اون روایات کے ہین جو ائمہ سے وارد ہوئی تو یہہ بہی واجب القبول ہونگی اور بعض روایات مین اگرچہ رواۃ اہلسنت ہین اور بواسطہ رواۃ اہلسنت کے منقول ہوئی ہین لیکن یہہ امر قادح فے الروایۃ نہوگا تو اب معلوم نہین کہ ان روایات کی موافق دوازدہ امام کو ہمارے فاضل مخاطب کیا سمجہینگے اور ان روایات کے صدمہ سے مذہب کی بناء کی انہدام سے صیانت کیونکر کرینگے۔ اور ان روایات سے مذہب تشیع کو چند وجوہ سے صدمہ پہونچتا ہے۔ اول یہہ کہ ان روایات سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ امت کو زمانہ ائمہ اثنا عشر مین استقامت امر اور غلبہ علے الاعداء اور ظہور دین اور اصلاح امر میسر ہوگا پس اگر اونکو ائمہ اثنا عشر حضرات شیعہ پر محمول کیا جاوے تو یہہ وعدہ اور اخبار جہوٹ اور کذب ہوگا کیونکہ ائمہ کے زمانہ مین برعکس اسکی اضطراب امر اور غلبہ اعداء اور اختفاء دین اور فساد امر حاصل ہوا تعلق عظم کا نام ونشان تک صفحہ گیتی سے گویا محو ہوگیا ائمہ کی خود

سلہ امام صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کچہہ تیرے پاس کسی روایت مین کسی فاجر آدمی سے آوے جو قرآن کے موافق ہو تو اسکو لے اور جو کچہہ تیری پاس کسی روایت مین روایت فاجر کر آوے جو قرآن کے مخالف ہو تو اوسکو نہ لے۔ امام کاظم نے فرمایا جب تیرے پاس دو متخالف حدیثین آوین تو اوسکو کتاب اللہ اور ہماری حدیثون سے مقابلہ کر اگر وہ انکی مشابہ ہون تو وہ حق ہے اور اگر اون کے مشابہ نہو وہ باطل ہے۔ ۱۲

جیسی حالت رہی وہ محتاج بیان نہین دوسری یہہ کہ یہہ غلبہ جو تہیلا جو زمانہ ائمہ اثنا عشر
مین موعود ہے یہہ منحصر اوسی زمانہ تک ہی اوسکے بعد ہرج و مرج و فساد و ہلاکت ہی اگر بعد ائمہ
کے ہین تو حضرت عیسے ہین اور وہ خود ائمہ سے کم درجہ ہین تو معلوم نہین کہ یہہ امامت جو ائمہ
اثنا عشر مین ہی منحصر اور ختم ہو چکی تہی کیا بعد اوسکے حسب ارشاد فاضل مجیب امت محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم ختم ہو چکی کہ بعد ائمہ اثنا عشر کے پہر امامت کی ضرورت نہین رہی یا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ اللہ دین ناقص چہوڑا تہا جو زمانہ ائمہ اثنا عشر مین مکمل ہو گیا
تیسری یہہ کہ یہہ زمانہ مصداق آیت شریفہ وعد اللہ الذین امنوا منکم کا ہی کہ خداوند
تعالے زمانہ بعض ائمہ مین انجاز وعدہ استخلاف و تمکین دین و ازالہ خوف و حصول امن فرمائیگا
اور یہہ بہی جسقدر گلوگیر مذہب تشیع ہے کسی دانشمند پر پوشیدہ نہین **قولہ** ایسی حدیث مختلف
اور مضطرب و مسلمہ خود کو ہمارے سامنے پیش کرنا مجیب کی مناظرہ دانی کے کمال پر دال ہی
اقول ہم ابہی عرض کر چکے ہین کہ بشہادت امام صادق جو روایت کہ موافق قرآن
کے ہو گو کیسے ہی راوی سے ہو واجب القبول ہو گی پس جب ہم اس سے پہلے اشارہ
کر چکے تہے کہ یہہ خلافت کتاب اللہ سے ثابت ہی تو یہہ روایت جو موافق کتاب اللہ
کی ہوئی قابل قبول ہو گی رہا اختلاف و اضطراب جو اس روایت کی صحت کو مانع ہو
اگر آپ ثابت فرماتے تو جواب بہی گذارش ہوتا البتہ یونہین بے دلیل دعوے کرنا ہمارے
فاضل مجیب کی کمال مناظرہ دانی پر دلیل ہے **قال الفاضل المجیب**۔ قولہ۔ اور
ایمانیات سے الخ آپکے علماء کی کلام اور صحابہ کے اقوال و افعال سے اوسکا اہم المہمات دینی
ہونا ثابت ہی پہر تعجب ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسکی تصریح کیون نفرمائی
مسائل روزہ و نماز و غسل و وضو و تیمم حتے کہ آداب بیت الخلاء وغیرہ وغیرہ تک تو صاف
مشرح و مفصل بیان فرمائے اس اہم مہمات کو ہی کیون چیستان و پہیلے کر دیا
کہ اشارہ و کنایہ مین ادا فرمایا کچہہ غور کیجئے اور انصاف فرمایئے۔ **یقول**

العبد الفقیر الے مولاہ الغنی جب اہلسنت کا اصل مذہب آپکو معلوم ہوچکا کہ اونکے نزدیک خدا تعالے پر کوئی چیز واجب نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسیکی تبلیغ فرماتے ہین جو اونپر خدا تعالے کیطرف سے نازل ہوئی تو پہر یہہ اعتراض بالکل بعید از عقل ہے علاوہ ازین جب خداوند کریم خود اوسکی ایقاع کا متکفل ہوچکا تہا تو پہر کچہہ ضرورت باقی نہین رہی تہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو اوس ہیئت کذائی کے ساتہہ بیان فرماتے جسکو حضرات شیعہ پسند فرماتے ہین اور ممکن ہے کہ اگر تصریح کے ساتہہ استخلاف افراد معینہ کا کیا جاتا اور اوسوقت بغاوت اور بلوہ اور قتل خلیفہ پیش آتا عجب نہین کہ باعث نزول عذاب کا ہوتا پہلی امت کیطرح پہیر دیا گیا اور اوصاف و عوارض بتاکر بمنزلہ تصریح کے کر دیا گیا اور یہہ بہی ایک نوع کی تشریح و تفصیل ہے لیکن ہمارے مجیب فرماتے ہین کہ جب یہہ مسئلہ اہم المہمات اور اصول و مقاصد دین مین سے تہا اور خدا وند تعالے پر واجب تہا کہ اوسکو بیان فرماوے باوجودیکہ اونے فروع کو بیان فرمایا اس اہم المہمات کو ہی کیون چیستان و پہیلی کر دیا کہ جو کتاب اللہ مین سے کہین بوجہی ہی نہین جاتی ہمکو تو غور و انصاف کا حکم ہوتا ہے جو بسر و چشم ہے لیکن یہہ آپ بہی غور و انصاف سے حصہ لیوین قال الفاضل المجیب قولہ - یہہ ہی امر باعث ہوا کہ اہل سنت مین در باب نص و عدم نص اختلاف واقع ہوا پس یہہ دعوے کہ اہل سنت اس باب مین نص کے قائل نہین علے الاطلاق صحیح نہین چنانچہ ملاحظہ صواعق سے یہہ امر معلوم ہوسکتا ہے - اقول - اگرچہ اس قول کے جواب مین گفتگو ہوسکتی تہی مگر چونکہ چندان مفید نہین بنظر اختصار کچہہ عرض نہین کرتے مگر اسقدر ضرور گذارش ہے کہ آپکے خاتم المحدثین تحفہ کے باب ہفتم عقیدہ پنجم مین فرماتے ہین - زیرا کہ خلفائے ثلثہ نزد اہل سنت نہ معصوم اند نہ منصوص علیہ و در افضلیت ہم بحث بسیارست الخ پس اگر آپ کا یہہ قول صحیح ہے تو آپکے خاتم المحدثین کا یہہ دعوے علی الاطلاق صحیح نہوگا اور

بظاہر الفاظ مین کوئی قید معلوم نہین ہوتی افسوس کہ آپکے خاتم المحدثین نے صواعق کا ملاحظہ نہین فرمایا ورنہ ایسا دعوے جسکی آپ ہی تکذیب فرماتے ہین نہ فرماتے

یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی جناب میر صاحب گستاخی معاف تحفہ کی عبارت کے مطلب کو تو آپنے سمجہا ہی نہین تہا بندہ کی گذارش کو بہی قبول نفرمایا اور نہ سمجہا لیجئے اب پہر گذارش کیجاتی ہے مکرر تحفہ کا ملاحظہ فرمائین اور سمجہین مسئلہ منصوصیتہ امام جو فیما بین اہلسنت و شیعہ مختلف فیہا ہے اوسمین دیکہنا چاہیئے کہ محل نزاع کونسا امر کہ جسکو اہلسنت منع کرتے ہین اور شیعہ اوسکو تسلیم کرتے ہین چونکہ تحقق نزاع کے لئے ضرور ہے کہ وہ مسئلہ جسمین نزاع واقع ہو رہی ہے باتحاد الاعتبارات فریقین کے نزدیک ماخوذ ہو تو اسلئے وہ نص کہ جسکا اشتراط حضرات شیعہ تسلیم فرماتے ہین اوسیکو حضرات اہلسنت منع کرتے ہین اور اگر یہہ نہو بلکہ وہ نص جسکو شیعہ تسلیم کرتے ہین جدا ہو اور جسکو اہلسنت تسلیم نہین کرتے ہین وہ دوسری ہو تو نزاع ہی متحقق نہوگی پس وہ نص جسکو حضرات شیعہ امامت کے لئے شرط قرار دیتے ہین یہہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بتصریح اسطرح استخلاف فرمایا کہ عام طور پر سبکو جمع کرکے اپنے ارشاد فرمایا ہو کہ ای لوگو فلان شخص کو تمہارے اوپر مین اپنا خلیفہ اور امام مقرر کرتا ہون میرے بعد وہ میرا خلیفہ اور تمہارا امام ہے اوسکی اطاعت کیجو اور اوسپر ایمان لائیو اور اسکا اہلسنت انکار کرتے ہین اوسکی نسبت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا زیرا کہ خلفاء ثلثہ نزد اہل سنت نہ معصوم اند نہ منصوص علیہ یعنی منصوص علیہ بنص متنازع فیہ نہین ہین چنانچہ سیاق عبارت سے متبادر الی الفہم ہے اور یہہ مطلق انتفاء نص کو مستلزم نہین بلکہ جائز ہے دوسری قسم کے نص۔ جو مثل روز روشن واضح کردی کہ استخلاف کسطرح واقع ہونیوالا ہے بطور اخبار کے جو حال واقعہ پر دلالت کرے واقع ہو جن حضرات نے نص کو خاص پہلی صورت کے ساتہہ مختص سمجہا خلفاء کو غیر منصوصہ فرمایا اور یہہ باعتبار عرف قریب الی الفہم ہے اور جن

حضرات نے اخبارات اور بیانات واقعہ کے قدر مشترک کو ملحوظ فرمایا اور اوسکو بمنزلہ تنصیص
کے سمجھا اونہون نے منصوص کہا اور یہہ بھی باعتبار دلالت عقل صحیح اور قرین قیاس ہے
اور فے الحقیقت یہہ نزاع نہین ہے کیونکہ مرجع نفی واثبات کا امرین متغایرین ہین
فریق اول جسکی نفی کرتا ہے وُہ جدا ہی اور فریق ثانی جسکو ثابت کرتا ہے وُہ امر آخر ہے
بہر کیف اہل سنت مین سے کوئی شخص اس امر کا معترف نہین ہی کہ خلفاء منصوص اُوس نص
کے ساتھہ ہین جو متنازعہ فیہ درمیان اہلسنت وشیعہ ہی بلکہ بالاتفاق اُوس اعتبار سے
تمام اہلسنت خلفاء کو غیر منصوص اعتقاد کرتے ہین پس تحفہ مین جو شاہ صاحب رحمۃ اللہ
علیہ نے نفی منصوص علیہ ہونے کی کی ہے وُہ باعتبار اُوس نص کے ہی جو اہلسنت
وشیعہ مین متنازعہ فیہ ہے اور بندہ نے جو اثبات نص کا صواعق کے حوالہ سے کیا وُہ
راجع اُوس نص کیطرف ہی جو متنازعہ فیہ نہین لیکن چونکہ ہمارے فاضل مجیب اپنی خوش
فہمی سے یہہ سمجھے گئے کہ تحفہ مین منصوصیت سے بالکل انکار ہے اسلئے یہہ اعتراض فرمایا حالانکہ
ہمنے علے الاطلاق کی قید لگا کر متنبہ بھی کر دیا تھا لیکن متنبہ نہ ہوا اور اس سے یہہ بھی
ظاہر ہوا کہ سوال مین بھی جو منصوصیت سے انکار تھا وُہ علے الاطلاق تھا کیونکہ نص
آپکے نزدیک منحصر فی فرد واحد ہے اور جب اوسکی نفی کر دی تو کل منتفی ہوگئی پس
صاحب تحفہ کا دعوے صحیح ہے اور ہمنے اوسکی تکذیب ہرگز نہین کی افسوس کہ آپ نے
نہ تحفہ کا مطلب سمجھا اور نہ ہماری معروض مین تامل فرمایا۔ معلوم ہوتا ہی کہ آپکے نزدیک جبتک
بظاہر الفاظ مین کوئی قید نہ ہو اُوسوقت تک مضر نہین تعجب ہی کہ آپ تو بڑے مناظر و دان
و متبحر ہو کر ایسی بات فرمائین جسکی صدہا جگہ سے قرآن و حدیث مین تکذیب ہوتی ہے
فانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابا بکر الخ مین کسجگہ بظاہر الفاظ مین قید ہے جو اوسکو
الزامی قرار دیا اور لفظ عندک مثلاً مقدر تجویز فرمایا قل کونوا حجارۃ او حدیدا
مین بظاہر الفاظ مین کہان قید ہے علی ہذا القیاس بہت جگہ اسکی نظیرین موجود ہین لیکن

کچھہ تو فہم و انصاف سے کام لین قال الفاضل المجیب - قولہ - اور حدیث تمسک بالثقلین
اور قصد احراق کا ذکر عجب ہے سبحان اللہ - اپنے گھر کی تو خبر لیجئے - اقول - امور دینی مین
حدیث تمسک کا ذکر آپکو کیون عجب معلوم ہوتا ہے اگر آپ اس قول کو بھی کہ اہلسنت کے
نزدیک خلافت فروع دین سے ہے تسلیم کرلین اور اوسکو فروعی مسئلہ اور نہایت
خفیف سمجھین تب بھی حدیث تمسک کا ذکر ضروری ہے تعجب ہے کہ آپ کو کیون تعجب
آتا ہے یقول العبد الفقیر الے مولاہ الغنی حدیث تمسک کا ذکر اسواسطے
عجب معلوم ہوتا ہے اور اسلئے تعجب آتا ہے کہ اوس حدیث کا ذکر بطور طعن و
تشنیع کے کیا گیا ہے اور طعن وُہ کرسکتا ہے جو پہلے خود عامل بالحدیث ہو
اور حدیث پر جبتک عمل ہی نہین اور خود بھی اوس سے بمراحل بعید ہین تو اس
صورت مین بمقتضائے اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ - کے ہر ذی عقل و شعور کو اوسکا
ذکر عجب معلوم ہوگا اور ایسے شخص کے ذکر سے تعجب کریگا زبانی دعوون سے تمسک
نہین ثابت ہوسکتا حضرات شیعہ نے تو مشایئین اور زرارہ اور ابو بصیر وغیرہ کے
ساتھہ تمسک کیا ہے جنکے نام - اعمال ماسبق مین مذکور ہوچکے ہین اگر اسیکا نام تمسک
بالثقلین ہے تو ایسے تمسک کو سلام ہے ہمارے فاضل مجیب کی اس تحریر سے یہہ بھی
معلوم ہوا کہ آپکے نزدیک جو فروعی مسئلہ ہوتا ہے وُہ نہایت خفیف ہوتا ہے حالانکہ
یہہ سراسر غلط ہے فروعیات کو خفیف ہونے کے کیا معنے قولہ آخر آپکے خلفاء مامور
بہ تمسک تھے یا نہ تھے اقول خلفاء رضے اللہ عنہم بحکم حدیث نجوم مقتدا اور بموجب آیت
اطاعت اولو الامر تھے اور مطاع اور اولوالامر کو جس طرح تمسک کرنا چاہیئے کیا
قولہ اگر مینے یہہ سوال کیا کہ بعد وفات آنحضرت ؐ بنا مقدمہ خلافت کا ہے پیش
آیا آپکے خلفاء نے اس باب مین اہلبیت سے کیا تمسک کیا تو کون سے تعجب کا
محل ہے تعجب اور حیرت تو یہہ ہے کہ باوجود ادعائے کمال دینداری اس باب مین

تمسک ہوا در قصد احراق کیا **اقول** مقدمہ خلافت مین جنابِ ثقلین علیہم کا تمسک بیشک ثابت ہو خواہ آپ کا اعتقاد یہی ہو
اوسیکا متبع ہے تو یہہ سوال کہ خلفاء نے اس باب مین اہل بیت سے کیسا تمسک کیا البتہ بمحل ہے
پہر اگر ہمنے اسپر حضرات شیعہ کے متمسکات اہلبیت کے نام جتلائے تو ناخوش ہونے کی کونسی بات ہے لیکن ہم اسی
مقدمہ مین جو بعد وفات سرور کائنات صلعم نیا مقدمہ پیش آیا سوال کرتے ہین کہ جب یہہ حادثہ آیا
اور آپ اس دار فانی سے رخصت ہوئی تو اوسوقت تک حضرات شیعہ کا وجود ہوا تہا یا نہین ہوا تہا
اگر اوسوقت تک اونکو خلعت وجود عطا ہو چکا تہا تو فرمائی کہ اوسوقت ان حضرات نے کس دلیل سے
بالثقلین فرمایا کیا اوسوقت تک آیت[۱] یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِینَ
وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ نازل نہین ہو چکی تہی یا یہہ کہ نازل ہو کر پہر منسوخ ہو چکی تہی اور[۲] یَا اَیُّهَا الَّذِینَ
اٰمَنُوا لَا تَتَوَلَّوا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ کا حکم اوسوقت تک نہین پہونچا تہا اور اگر اونکا وجود نہ
نہین ہوا تہا تو پہر فرمایئے کہ انکا وجود کسوقت حادث ہوا ہے - رہا قصد احراق پس اسکی بابت ہم پہلے
بہی گذارش کر چکے ہین اور اب بہی مختصر گذارش کرتے ہین کہ اولاً حضرات شیعہ نے نفس احراق کا
دعوی فرمایا - چنانچہ آپکی شیخ محقق طوسی تجرید کے طعن صدیق مین تحریر فرماتے ہین[۳] وانہ بعث
الی بیت امیر المؤمنین علیہ السلام لما امتنع من البیعۃ فاضرم فیہ النار وفیہ
فاطمۃ وجماعۃ من بنی ہاشم اور علاوہ حضرت طوسی کے دوسری حضرات نے بہی یہہ دعوی فرمایا
پہر جب دیکہا کہ یہہ کاٹہ کی ہانڈی نہین چڑہتی اور متعدد مین کی غلطی پر متنبہ ہوئی تو پچہلون نے اوس دعوی
چہوڑ کر قصد احراق کا دعوی کیا اور دعوی ہی ہماری فاضل مجیب بہی ہین اور متمسک اپنا اوس روایت
قرار دیا جو ازالۃ الخفا مین منقول ہے جسکے الفاظ یہہ ہین[۴] وایم اللّٰہ ما ذاک بمانعی ان اجتمع ہولاء
النفر عندک ان آمرہم ان یحرق علیہم البیت اب عاقل ان الفاظ مین غور کرے کہ حضرات شیعہ

---

[۱] ای نبی کافرون اور منافقون سے جہاد کر اور انپر سختی کر [۲] ای ایمان والو دوستی نہ کرو اون سے جنپر خدا نے غصہ کیا
[۳] اور اوس نے امیر المومنین علیہ السلام کے گہر کیطرف جب اونہون نے بیعت سے انکار کیا بہیجا اور اوس مین
آگ لگادی حالانکہ اوسمین فاطمہ رضہ اور بنی ہاشم کی جماعت بہی ۱۲ [۴] اور خدا کی قسم یہہ مجہکو کچہ منع
نہین ہے اگر یہہ جماعت تیرے پاس اکٹہی ہوگی پس گہر مین گہر جلانیکا اونپر حکم کرون ۱۲ - ا

دعوی کو دیکھو کہ ان الفاظ سے ثابت ہوتا ہے یا نہین ظاہر ہے کہ ان الفاظ سے ہرگز قصد احراق جسکی ہماری فاضل مجیب مدعی ہین ثابت نہین ہوتا کیونکہ قصد احراق ایک ایسی بحث کی عزیمت کو مقتضی ہے جسمین کچھ شک و تردد نہو اور ظاہر ہے کہ اس روایت مین لفظ ما ذاک بالتی مذکور ہے جسکے معنے یہہ ہین کہ یہہ مجکو روکنے والا نہین ہے جو صریح عدم قصد پر دال ہے اور محض تخویف کو مثبت ہے اور نیز اسجگہ لفظ ان شرطیہ مستعمل ہے جو باعتبار اپنے اصل وضع کے امور مشکوکہ محتملہ کے واسطے مستعمل ہوتا ہے اور یہہ بداہتہً قصد و عزیمہ کی منافی ہے ۔ علاوہ ازین اس قسم کی عبارات عرف عام مین محض تہدید کیواسطے بولے جاتے ہین اور اس سے مقصود محض تنبیہ و تہدید ہوتی ہے اور ہرگز قصد ایقاع فعل نہین ہوتا چنانچہ جناب امیرؑ نے حضرت ابن عباس کی نسبت جبکہ وہ بصرہ کا بیت المال لوٹ کر بزعم حضرات شیعہ مکہ آ بیٹھے تھے اور جناب امیرؑ نے اونکو ایک عتاب آمیز خط تحریر فرمایا جسکی نقل ہم نہج البلاغت سے اوپر کر چکے ہین اوسمین تحریر فرمایا ہے فاتق اللہ واردد الی ہؤلاء القوم اموالہم فانک ان لم تفعل ثم امکننی اللہ منک لاعذرن الی اللہ فیک ولاضربنک بسیفی الذی ما ضربت بہ احدا الا دخل النار۔ اب ان الفاظ کو ملاحظہ فرمایئے کہ یہہ الفاظ آپکی زعم کے موافق ابن عباس کے قتل کے مقصد پر دلالت کرتے ہین پھر ہم پوچھتے ہین اگر یہہ مقصد قتل ہے تو قتل کی نفس مسلم کا الا باحدے[1] ثلث النفس بالنفس والثیب الزانی والتارک لدینہ جائز ہے یا نہین علاوہ اسکے ابن عباس نے وہ اموال واپس کیے یا نہین اگر واپس کر دیے تو تو ابن عباس سے جو اسکے جواب مین تحریر کیا اور لکھا کہ بیت المال مین میرا حق اس سے زیادہ ہے اسکے مخالف ہے اور نیز کہین واپس کرنا اموال کا ثابت بھی نہین ہوا اور اگر واپس نہین کیا تو پھر حضرت رض کو بھی اونپر قدرت ہوئی یا نہین اگر نہین ہوئی اور پھر اونکے ساتھ کبھی نہین ملے تو شیعیان پاک مین کیونکر داخل ہوئے اس صورت مین تو شیعہ اور صحابہ کی اونکو بھی کافر و مرتد فرمایئے ورنہ کم سے کم بسبب تحقیق محقق طوسی تجرید مین ۔ مخالفوہ فسقۃ ومحاربوہ کفرۃ[2] ۔ فاسق تو ضرور ہے کبھی ورنہ اور

[1] مگر بسبب ایک امر کے تین مین سے یعنی جان کے بدلے جان یا ثیب زانی اور مرتد ١٢ ۔ [2] اوسکے مخالف فاسق ہین اور اوسکے محارب کافر ١٢ ۔

صحابہ نے بہی ایسا کیا مقصود کیا ہے اور یہہ ترجیح بلا مرجح کیون ہے اور اگر قدرت ہوئی تو پہر جناب نے
اونکے ساتہہ کیا معاملہ فرمایا اپنا قصد پورا کیا یا نہین اور اپنی قسم مین بار ہوئی یا حانث مفصل
ارشاد ہو **قوله** عجب نہین کہ آپکو بہی اسکا تعجب ہو ورنہ ضرور ہے کہ کچہہ جواب دیتے اور یہہ
بہی وجہہ ہے کہ جب آپسے باہمہ جودت طبع کچہہ جواب نہ بن سکا تو ناخوش ہوکر ہلاکر سینہ ہی دینے لگے
اقول افسوس کہ آپنے ہماری گذارش کو نہ سمجہا ہمنے اجمالا مختصرا وہان ہی جواب دیا تہا
اور لکہا تہا کہ قصد امور قلبیہ مین سے ہے جس سے ظاہر عدم ہوتا تہا کہ اوسکا ادراک دشوار ہے
اور جو الفاظ سے مفہوم ہوتا ہے وہ ہرگز ایقاع پر دلالت نہین کرتا - پس یہہ حضرت کی خوش
فہمی ہے کہ آپ تحریر فرماتے مین کہ کچہہ جواب نہ دیا اور کچہہ جواب نہ بن سکا - چنانچہ اس جواب مین
ہمنے اوسکو کسیقدر تفصیل کے ساتہہ عرض کیا ہے پس اگر آپ اب بہی نہ سمجہین تو اسمین فرمایئے
کہ ہمارا کیا قصور ہے - باقی الفاظ ناملائم کا ہم جواب نہین دیتے - **قوله** ہمنے بیشک اپنے
گہر کی خبر لی ہوئی ہے - آپکو اس سے کیا بالفرض ہم اپنے گہر کی خبر لین یا نہ لین مگر آپ کے
گہر کی خیر نہین کیونکہ اگر آپکا گہر سلامت ہوتا تو اوسکے سلامتی ثابت کرکے اور اوس سوال کا
جواب دیکر ایسا تحریر فرماتے تو مضائقہ نہتہا - **اقول** چونکہ یہہ عبارت محض خوش فہمی سے
ناشی ہے کہ آپنے میری تحریر کو سمجہا ہی نہین اور اسکا جواب خالی از ہزل و ظرافت نہوگا - اسیلیے
ہم اس عبارت کے جواب مین سکوت کرتے ہین - **قوله** بفرض محال اگر آپکا یہہ وہم صحیح بہی ہو
تب بہی آپ ہم جیسے ہوگئے پہر طعن کے کیا معنی **اقول** یہہ حضرت کی مناظرہ دانی ہے
جو آپ فرماتے ہین کہ آپ ہم جیسے ہوگئے پہر طعن کے کیا معنے ورنہ فی الحقیقت جب ہماری گذارش کو
صحیح تسلیم کرلیا تو گویا اپنے آپکو غیر متمسک بالثقلین تسلیم کرلیا اور نیز بزعم خود ہمکو اور ہمارے
اکابر اعاظم کو بہی غیر متمسک سمجہہ رکہا تہا تو ہمارا آپ جیسا ہونا یہہ محض بزعم سامی ہے
اور طعن کا مدار زعم سامی پر نہین ہے تو یہہ فرمانا کہ پہر طعن کے کیا معنی بالکل لغو ہوا اور یہہ کہنا
کہ آپ ہم جیسے ہوگئے سراسر غیر مفید ہوا - علاوہ ازین یہہ طعن محض آپکے طعن کی تردید کیواسطے تہا

[illegible] آپ [illegible] ساتھ مطعون فرماتے ہین اور ہماری [illegible] عدم تمسک
متمسکین کا الزام لگاتے ہین آپ خود اسی قسم کے مطاعن کے ساتھ مطعون ہین اور ایسی الزامات آپکے
[illegible] ہاتے کیونکہ جو شخص کسی طعن کے [illegible] مطعون ہو وہ
[illegible] ہو [illegible] مثلاً شراب خوار شراب خوار کو [illegible] زانی
[illegible] اور جو [illegible] کے ساتھ مطعون نہین [illegible]
[illegible] فعل کا [illegible]
[illegible] مین ہو آپ ہم جیسے [illegible]
[illegible] مسلم [illegible] نہایت تعجب ہے کہ آپ [illegible]
[illegible] سی کرین جس سے عوام کو بھی [illegible] قال الناصب
[illegible] فرماتے [illegible] شیعہ نے جیسا کتاب اللہ [illegible] فرمایا ہے
[illegible] سنت کو [illegible] عیب ہے اقول ۔ واقعی یہ آپکا فرمانا [illegible]
[illegible] سعادت بزور بازو نیست [illegible] بخشندہ ۔
[illegible] مولاہ الغنی ۔ کلمہ حق [illegible] غالباً حضرت
[illegible] دلالات کا مدار اسی قسم کے [illegible] ہے چنانچہ
[illegible] نازو افتخار مزید برآن قال الفاضل المجیب ۔
[illegible] تبری و تحاشی کرتے ہین ۔ قول ۔ [illegible] ایسا کرین
[illegible] تقلید اور بہت لوگونسے [illegible] مقتدا و پیشوا
مان رکھا ہے تبری و تحاشی کرنی پڑے ۔ یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی ۔ بلکہ اگر
ایسا کرین تو خدا [illegible] سے اور اوسکے تمام انبیا و رسل سے اور دین و ایمان سے تبری و تحاشی
کرنی پڑے ۔ اور حضرات ہشامین اور زرارہ اور ابو بصیر وغیرہ کا قلادہ تقلید گردن مین ہو اور حضرت
مومن الطاق جنکو آپ شیطان الطاق فرماتے ہین امام و پیشوا ہون ۔ نعوذ باللہ من ذلک

اللہم انا نعوذ بک من الحور بعد الکور **قولہ** اور حضرات اہل سنت جو محض لکیر کے فقیر ہین اور بدون دلیل اپنے اسلاف کے مقلد ہین یہہ بات کب گوارا کر سکتے ہین **اقول** بیشک اہل سنت محض احکام خداوندی تعالے شانہ وسنن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم وسیرت صحابہ جنمین اہل بیت بہی شامل ہین وتابعین لہم باحسان کی لکیر کے فقیر ہین۔ نہ بجز کتاب اللہ انکے پاس کوئی دلیل ہے اور نہ سوائے سنت رسول اللہ اونکے پاس کوئی حجت اپنے عقول کو تابع اور محکوم ان دونو کا کر رکہا ہے نہ حاکم پہر وہ کتاب وسنت کی خلاف یہہ بات کیونکر گوارا کر سکتے ہین **قولہ** اسلیے مجبور تمسک کتاب اللہ وعترت رسول اللہ سے تبری وتحاشی کرتے ہین **اقول** یہہ ہمارے حضرت مجیب کا فرمانا سراسر خلاف واقع اور بداہۃً غلط ہے کتاب اللہ کے ساتھہ تمسک حقیقۃً ومجازاً لفظاً ومعنیً بفضل اللہ تعالے اہل سنت کا ہی حصہ ہے شہر شہر گانو گانو مین خدا تعالے کے فضل سے علماء وحفاظ کلام مجید موجود ہین حضرات شیعہ چونکہ قرآن سے اور اوسکے جامعین سے جنکو عند اللہ کمال قرب ومنزلت ہے تبری وتحاشی کرتے ہین اسکی پاداش مین خداوند کریم نے اونکو اس نعمت سے محروم فرمایا اور باوجود مردود ہونے کے اونکو کلام مجید یاد نہوا اور اپنا قرآن جو امام کے پاس تہا بعد دیگرے چلا آیا وہ خود غار سر من رأے مین شیعیان پاک سے مخفی ومستتر ہے اور اسی پر معانی کو بہی قیاس کر لیجیے چنانچہ مفسرین شیعہ ہمیشہ خوشہ چین مفسرین وقراء اہلسنت رہے۔ ذرا تفسیر مجمع البیان طبرسی کو ہی ملاحظہ فرما لیجیے آری۔ وللارض من کاس الکرام نصیب عترت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ تمسک اگرچہ حضرات شیعہ اسکے مدعی ہین مگر فی الحقیقت یہہ بہی اہل سنت کو ہی نصیب ہے ظاہر ہے کہ اہل سنت نے تمام عترت کو اعمام وعمات اور اونکی اولاد کو اور تمام بنات وزوجات واحفاد کو اپنا مقتدا وپیشوا اعتقاد کر رکہا ہے بخلاف حضرات شیعہ کے کہ اونہون نے سوائے معدودی چند عترت کے سب کو خلعت کفر وفسوق کے ساتھہ تشریف بخش رکہی ہے۔ پس فی الحقیقۃ قضیہ منعکس اور معاملہ منقلب ہے کہ حضرات شیعہ مجبور ہو کر کتاب اللہ اور عترت رسول اللہ سے تبری اور تحاشی کرتے ہین نہ اہلسنت حاشا ثم حاشا

قال الفاضل المجیب - قولہ - کیا نسک کے یہہ ہی معنی ہین کہ کتاب اللہ کو جسکا حافظ خود خداوند حقیقی تعالے شانہ ہے محرف اور بیاض عثمانی قرآنی قرار دین چنانچہ مسلمات شیعہ سے ہے - اقول - حضرت مجیب کے اس قولسے نہایت ہی تعجب ہے باوجود ادعائی علم وفضل یہہ بدنس لیا لکھنا علما کی شان کے خلاف ہے آپنے محض صاحب منتہی الکلام وغیرہ کی تقلید بالائی اور اپنے تئین سے کام نلیا کاش - اونکی ہی کلام کو بغور دیکھا ہوتا مسلمات شیعہ سے تو شاید انہون نے بھی نہین لکھا شیعونکی کتابین تو آپکو نہین ملتی کاش منتہی الکلام و تحفہ وغیرہ کو جنکے اعتماد و بھروسہ پر آپ جو آپ لکھنے بیٹھے ہین باممعان نظر ملاحظہ فرماتے کتاب اللہ کی تعظیم و تکریم و تقدیم تمامی اہل ایمان پر ہے حاشا کہ اسمین کچھہ بھی اختلاف ہو حضرات اہلسنت کا عجب حال ہے کہ کبھی تو صاحب منتہی الکلام فرماتے ہین کہ شیعون کے نزدیک بیاض عثمانی یعنے معاذ اللہ قرآن تحریف سے کافی کلینی صحیح تر ہے اور دلیل یہہ بیان فرماتے ہین کہ زبان ثقات تشیعین سے سنا جاتا ہے - کبھی صاحب تحفہ ادعا کرتے ہین کہ تاریخ ابن قتیبہ نزد شیعہ معتمد تر از قرآن ست - اور کوئی دلیل تحریر نہین فرماتے - یہہ علماء حضرات اہلسنت ناحق اپنے دل سے خود شیعونکی نسبت ایسے افترا و اتہام اپنی طرف سے منسوب کرتے ہین اور کوئی دلیل نہ بیان نہین کرتے یا کرتے ہین تو محض بے معنی ہوئی بتلاتے ہین اور کچھہ نہین فرماتے - حیف صد حیف ہمارے حضرت مجیب نے بھی اونکی تقلید سے یہہ لکھا ہے اگر ذرا بھی کسی کتب مناظرہ کو ملاحظہ فرماتے تو ایسا ہرگز نہ لکھتے - **یقول العبد الفقیر الے مولاہ الغنی** اس مطلب مین بوجوہ چند کلام ہے اول یہہ کہ یہہ مسئلہ بدیہیات اولیہ سے ہے چنانچہ ابھی واضح ہو جائیگا اور بدیہیات محتاج دلیل نہین ہوتی جسکو مذہب شیعہ کی کچھہ بھی واقفیت ہوگی وہ اس مسئلہ سے ضرور واقف ہوگا - دوسری یہہ کہ ہمنے اس مسئلہ مین صاحب منتہی الکلام کی تقلید نہین کی بلکہ اپنی تحقیق پر اعتماد کیا ہے چنانچہ عنقریب گذارش ہوگا - ہان اگر بعد استطرادا کوئی روایت صاحب منتہی الکلام وغیرہ سے نقل کرین تو مضائقہ نہین ہے - لیکن یہہ مقتضی تقلید کو نہین ہے پس یہہ محض ہمارے مجیب کا وہم وگمان ہے وبس - تیسری یہہ کہ

صاحب منتہی الکلام اور صاحب تحفہ رحمۃ اللہ علیہما کے اعتماد پر جواب لکہنا اگرچہ ہمارا فخر ہے - لیکن
یہہ بہی انشاء اللہ تعالے ہمارے فاضل مجیب پر واضح ہو جائیگا کہ ہمنے محض تقلیدی جواب لکہا ہے
یا اپنی تحقیق سے بہی کام لیا ہے - معہذا یہہ طعن تو اوسوقت زیبا تہا جبکہ آپکی مضامین وجوابات
آپکے خانہ زاد و نتیجہ طبیعت ہوتے اور جب آپ بہی محض ناقل اپنے بزرگونکے ہین اگر ہمین نے
اپنی بزرگون سے نقل کیا ہو تو کیا محل طعن ہے - چوتہی یہہ کہ یہہ بحث قرآن کی تحریف و عدم
تحریف مین ہی یہہ ہماری فہم مین نہین آتا کہ ہماری فاضل مخاطب نے یہہ بیجا ارالفاظ کیون تحریر
فرمائی (کتاب اللہ کی تعظیم و تکریم و تقدیم اجماعی اہل ایمان ہی - حاشا کہ اسمین کچہہ بہی اختلاف ہو)
بہلا تعظیم و تکریم و تقدیم کا کیا ذکر تہا اور اوسکے لکہنے سے کیا فائدہ صاف لکہنا چاہیے تہا اگر آپکے یہان
تحریف معتبر نہین اور یا اجماع باطل ہے تو لکہنا چاہیے تہا کہ کتاب اللہ کی عدم تحریف اجماعی اہل ایمان
ہی حاشا کہ اسمین کچہہ بہی اختلاف ہو - سوال از آسمان و جواب از ریسمان - کی مثل یہان صادق ہی
کہ گفتگو تحریف و عدم تحریف مین ہو اور ثبوت تعظیم و تکریم و تقدیم کا دیوین سبحان اللہ ہماری حضرت
فاضل مجیب پر خوش فہمی ختم ہے حالانکہ یہہ مستلزم عدم تحریف کو نہین کیونکہ جائز ہے کہ یہہ تعظیم
تکریم علے وجہ التقیہ واجب ہو یا اسوجہ سے ہو کہ اس باقیماندہ مین آخر اکثر اصلی ہے الحاق
تو کم ہے کیا کتب سماویہ محرفہ کی تعظیم و تکریم اجماعی اہل ایمان نہین ہے کیا اونکی تحقیر و اہانت
اجماعی اہل ایمان ہے لیکن تعجب یہہ ہی کہ یہہ تعظیم و تکریم خلاف امام معصوم کے اہل ایمان کی کیونکر
اجماعی ہے امام معصوم تو آیت امۃ ھی اربی من امۃ سے سنکر تذلیل و اہانت کی طور پر قرآن
پہینک دیوین اور لایق اہانت سمجہین اور ہماری فاضل مجیب اوسکی تعظیم و تکریم اہل ایمان کے
اجماعی فرماوین معلوم نہین امام معصوم کو اہل ایمان مین سے سمجہتی ہین یا نہین اور اونکی مخالفت
خارق اجماع ہی یا نہین - مگر ہان آپ یہہ فرما سکتے ہین کہ میری مراد کتاب اللہ سے وہ کتاب اللہ
ہی جو سرداب سرمن رای مین امام معصوم کے پاس صندوق تقیہ مین محفوظ ہے - معہذا اسلمنا
کہ تعظیم و تکریم اجماعی ہونے سے مراد یہہ ہے کہ عدم تحریف اجماعی اہل ایمان ہے تو اس سے

معلوم ہوا کہ جو لوگ قائل تحریف کی ہوئی ہین وہ اجماع اہل ایمان سے خارج ہین اور اونپر وتیغ عمر بسمل
المومنین صادق آتا ہے ذرا اسکو یاد رکھیگا - اس صورت مین آپنے صدہا علما شیعہ متقدمین ومتاخرین کو
بی ایمان بنا دیا شاباش آفرین باد - پانچوین صاحب منتہی الکلام اور صاحب تحفہ نے بہی اس بارہ مین
جو کچہہ تحریر فرمایا ہے بے دلیل نہین چنانچہ بندہ کی گذارش سے کسیقدر واضح ہوجائگا - چہٹی یہہ کہ بندہ کے
نسبت فرماتے ہین کہ اگر وہ ہماری کسی کتب مناظرہ کو ملاحظہ فرماتے تو ایسا ہرگز نہ لکہتے معلوم نہین
یہان کتب معتبرہ حدیث وتفسیر کے ذکر سے کیون اغماض و اعراض فرمایا حالانکہ اسکا موقع ومحل کتب حدیث
وتفسیر ہین اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ کتب حدیث وتفسیر کا ذکر اسیواسطے نہین کیا کہ اونمین تحریف
قرآن کا ذکر ہے اور روایات اوسکے ثبوت کے موجود ہین لیکن متکلمین نے جب دیکہا کہ خصم نے دب
گگو گیر ہوا ہے جس سے بدون انکار رہائی مشکل ہے اسلیے اونہون نے کہین انکار تحریف کردیا اور روایات
لو توجیہات لاطائلہ سے نسخ وتحریف فرمایا ورنہ بعض جگہ متکلمین نے خود تحریف کو تسلیم کیا بلکہ دعوی کیا
چنانچہ ہم ہا نقل کرینگے - **قولہ** بہرحال جواب گذارش ہے یہہ جو کچہہ آپنے اس قول مین لکہا ہے
محض دروغ بیفروغ ہے اگر آپکو دعوی ہی تو بسم اللہ کوئی دلیل لائی یہہ آپنے کہانسی لکہا کہ یہہ
مسلمات شیعہ سی ہے آپ اپنی اس دعوی مین اگر سچے ہین تو کوئی چہوٹی ہوٹی ہی دلیل بیان کیجے
اور جواب لیجئے - **اقول** ای حضرت پیر صاحب جو کچہہ بندہ نے عرض کیا ہے وہ حق اور مطابق
نفس الامر اور واقع کے ہی اوسمین کذب کو دخل نہین ہے افسوس یہہ ہے کہ آپکو اپنی کتب حدیث وتفسیر
کی خبر نہین ہی اگر آپ ان کتابونمین سے دیکہتے تو ممکن نہ تہا کہ آپ اس دعوی کا انکار فرماتے
لیجئے چہوٹی ہوٹی نہین بلکہ ہم موٹی موٹے دلائل واضحہ پیشکش کرتے ہین براہ عنایت ذرا متوجہ ہوکر
سنین - احادیث متعددہ جو مختلف ائمہ سے مروی ہین اور اپنی کثرت کی وجہ سے گویا متواتر
المعنے ہین اور درجہ قطعیہ کو پہونچ چکی ہین وہ بعبارت النص وقوع تحریف کو مثبت ہین
اسوقت میرے سامنے صرف تفسیر صافی کہلی رکہی ہوئی ہے اوس سے بطور مشتے از خروارے
وقطرہ از بحار نقل کرتا ہون محمد بن مرتضی المدعو محسن اپنی تفسیر کے مقدمات مین لکہتے ہین

المقدمة السادسة فی بنذ مما جاء فی جمع القرآن وتحریفه وزیادته ونقصه وتاویل ذلک روی علی بن ابراهیم القمی[1] فی تفسیره باسناده عن ابی عبد الله علیه السلام قال ان رسول الله صلی الله علیه وآله قال لعلی علیه السلام یا علی ان القرآن خلف فراشی فی الصحف والحریر والقراطیس فخذوه واجمعوه ولا تضیعوه کما ضیعت الیهود التوریة فانطلق علی علیه السلام فجمعه فی ثوب اصفر ثم ختم علیه فی بیته وقال لا ارتدی حتی اجمعه قال کان الرجل لیاتیه فیخرج الیه بغیر رداء حتی جمعه وفی روایة ابی ذر الغفاری رضی الله عنه انه لما توفی رسول الله صلی الله علیه وآله جمع علی علیه السلام القرآن وجاء به الی المهاجرین والانصار وعرضه علیهم لما قد اوصاه بذلک رسول الله صلی الله علیه وآله فلما فتحه ابوبکر خرج فی اول صفحة فتحها فضائح القوم فوثب عمر وقال یا علی اردده فلا حاجة لنا فیه فاخذه علی علیه السلام وانصرف ثم احضر زید بن ثابت وکان قاریا للقرآن فقال له عمر ان علیا جاءنا بالقرآن وفیه فضائح المهاجرین والانصار وقد اردنا ان تولف لنا القرآن وتسقط منه ما کان فیه فضیحة وهتک للمهاجرین والانصار فاجابه زید الی ذلک ثم قال فان انا فرغت من القرآن علی ما سالتم واظهر علی القرآن

---

[1] چھٹا مقدمہ اسکے تہذیب سے بیان میں کہ جو قرآن کے جمع اور تحریف اور زیادتی اور نقصان کے باب میں آیا ہے اور اسکی تاویل میں علی بن ابراہیم قمی نے اپنی تفسیر میں اپنی اسناد کے ساتھ ابی عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام کو فرمایا ہے یا علی قرآن میری بچھونے کے پیچھے صحیفوں اور ریشم اور کاغذوں میں ہے اسکو تو ضائع مت کیجیو جیسا کہ یہودیوں نے تورات کو ضائع کر دیا۔ پس روانہ ہوا کرنے لگے اسکو علی علیہ السلام زرد کپڑے میں ہیا تک! اور پھر مہر لگائی اپنے گھر میں اور کہا کہ قسم ہے میں چادر نہیں اوڑھونگا کہا اگر پاس کوئی شخص آتا تہا تو آپ اسکی طرف بدون چادر کے نکلتی تھی یہانتک آپ اسکو جمع کر چکے۔ اور ابوذر غفاری سے روایت ہے جب رسول اللہ نے وفات پائی علی نے قرآن جمع کیا اور مہاجرین انصار کے پاس لائی اور پیش کیا کیونکہ حضرت نے انکو اسکی بابت کی تہی جب ابوبکر نے اسکو کہولا تو پہلی ہی صفحہ میں قوم کی فضائح ظاہر ہوئی تو عمر اوچہل پڑا اور کہا ای علی اسکو واپس لیجا ہمکو اسکی حاجت نہیں ہے پہر علی نے اسکو لیا اور چلے گئے پہر زید بن ثابت کو بلایا اور وہ قاری قرآن تہا اسکو عمر نے کہا کہ علی ہمارے پاس قرآن لایا تہا اور اسمیں مہاجرین و انصار کے فضائح تہی اور ہم چاہتے ہیں کہ تو ہمارے لیے قرآن جمع کرے اور جسمیں مہاجرین و انصار کی فضیحت اور ہتک ہو اوس میں سے ساقط کر دے زید نے اسکو قبول کیا پہر کہا کہ جب میں قرآن سے تمہارے سوال کے موافق فارغ ہوا اور علی نے جو قرآن جمع کیا ہے ظاہر کیا تو۔

الذی الفہ الیسرق قد بطل کل ما عملتم ثم قال عمر فما الحیلۃ قال زید انتم اعلم بالحیلۃ فقال عمر ما الحیلۃ دون ان نقتلہ ونستریح منہ فدبر فی قتلہ علی ید خالد بن الولید فلم یقدر علی ذلک وقد مضی شرح ذلک فلما استخلف عمر سال علیا علیہ السلام ان یدفع الیہم القران فیحرفوہ فیما بینہم فقال یا ابا الحسن ان کنت جئت بہ الی ابی بکر فات بہ الینا حتی نجتمع علیہ فقال علی علیہ السلام ھیہات لیس الی ذلک سبیل انما جئت بہ الی ابی بکر لتقوم الحجۃ علیکم ولا تقولوا یوم القیمۃ انا کنا عن ھذا غافلین او تقولوا ما جئتنا بہ ان القران الذی عندی لا یمسہ الا المطہرون والاوصیاء من ولدی فقال عمر فہل وقت لاظہارہ معلوم قال علی علیہ السلام نعم اذا قام القائم من ولدی یظہرہ ویحمل الناس علیہ فیجری السنۃ بہ ـ ملتقطاً عاقل منصف ان دونوں روایتوں تامل فرماوے کہ اگر حسب ارشاد مجیب لبیب قرآن موجود مین تحریف نہین ہوئی تہی تو جناب امیرؓ کو بقدر سعی و کوشش و محنت و مشقت تنہا بلا شرکت احدے ہمامین اوٹہانے کی کیا ضرورت تہی اور حضرت صدیقؓ کے پاس بغرض اتمام حجت لانیکے کیا معنی اور اوسمین فضائح مہاجرین وانصار نکلنا اوس سے بہی زیادہ لغو و کذب و زور اور حضرت فاروقؓ کا رد کرنا اور زید بن ثابت کو بلا کر تحریف کا مشورہ کرنا اور آپکے قتل کے خالد کے ہاتہہ سے تدبیر کرنا اور پہر اپنی خلافت کے زمانہ مین مکرر اس قصہ کا ازسرنو چہیڑنا بالکل واہیات اور خرافات ہے پس جنہون نے یہہ روایت کی اور جو اسکے قائل ہوئی سب ہماری فاضل مجیب کے نزدیک دائرہ ایمان سے شاید خارج ہونگے اور اگر یہہ روایت صحیح ہے تو ظاہر ہے کہ بعبارت النص مثبت وقوع تحریف ہی

لے تو کیا تمہاری سب کارروائی باطل ہو جاویگی عمر نے کہا پہر اسکی تدبیر اور حیلہ کیا ہے زید نے کہا حیلہ کو تم زیادہ جانتے ہو عمر نے کہا بجز اسکے حیلہ کیا ہے کہ ہم اوسکو قتل کرین اور راحت پاوین تو خالد کے ہاتہہ سے علی کے قتل کی تدبیر کی لیکن اوسپر قدرت نہوئی اور اسکی شرح گذر چکی پس جب عمر خلیفہ ہوئی تو علی سے مانگا کہ قرآن انکو دیوی تا کہ وہ اوسکی بہی باہم تحریف کرین پس کہا ای ابا الحسن اگر تو اوسکو ابوبکر کے پاس لایا تہا تو ہماری پاس بہی لا تا کہ ہم اوسپر مجتمع ہون علی نے فرمایا وہ بات دور گئی اوسکے طرف رستہ نہین ہے ابوبکر کے پاس صرف اسلیے لایا تہا کہ تمپر حجت قائم ہو جائے اور قیامت کے دن یہہ نہ کہو کہ ہم اس سے غافل تہے یا کہو کہ تو اوسکو ہماری پاس نہین لایا تہا جو قرآن میری پاس ہے اوسکو بجز ستہرونکی اور میری اولاد مین سے اوصیا کے اور کوئی نہین چہو سکتا عمر نے کہا تو کیا اوسکے اظہار کا وقت معلوم ہے علی نے کہا ہان جب میری اولاد مین سے قائم (مہدی) اوٹہیگا تو اوسکو ظاہر کریگا اور اوسپر لوگونکو برانگیختہ کریگا تو وہی سنت ہو جائیگی

اور بالبداہتہ ہماری مجیب کے دعوی کے مکذب ہے اور سنیئے وفی الکافی عن محمد بن
سلیمان عن بعض اصحابه عن ابی الحسن علیه السلام قال قلت له جعلت فداك
انا نسمع الآیات فی القرآن لیس هی عندنا کما نسمعها ولا نحسن ان نقرأها کما بلغنا
عنکم فهل نأثم فقال لا اقرؤا کما تعلمتم فسیجیئکم من یعلمکم اقول یعنی به
صاحب الامر علیه السلام وباسناده عن سالم بن سلمة قال قرأ رجل علی ابی عبد الله ع
وانا استمع حروفا من القرآن لیس علی ما یقرأها الناس فقال ابو عبد الله ع کف عن
هذه القراءة اقرأ کما یقرأ الناس حتی یقوم القائم فاذا قام قرأ کتاب الله تع علی
حده واخرج المصحف الذی کتبه علی علیه السلام وقال اخرجه علی علیه السلام الی
الناس حین فرغ منه وکتبه فقال لهم هذا کتاب الله کما انزله الله علی محمد وقد جمعته
بین اللوحین فقالوا هوذا عندنا مصحف جامع فیه القرآن لا حاجة لنا فیه فقال
اما والله ما ترونه بعد یومکم هذا ابدا انما کان علی ان اخبرکم حین جمعته لتقرؤه
وباسناده عن البزنطی قال دفع الی ابو الحسن ع مصحفا وقال لا تنظر فیه ففتحته
وقرأت فیه لم یکن الذین کفروا فوجدت فیها اسم سبعین رجلا من قریش باسمائهم
واسماء آبائهم قال فبعث الی ابعث الی بالمصحف وفی تفسیر العیاشی عن ابی جعفر ع قال

ل کافی میں بسند محمد بن سلیمان اور اسکے بعض اصحاب کے ابو الحسن سے روایت ہے کہا میں نے آپکی خدمت میں عرض کیا میں آپ پر قربان ہوں ہم آیات
قرآنی سنتے ہیں جو ہمارے نزدیک اسطرح نہیں ہے جسطرح ہم سنتے ہیں اور ہم اچھی طرح نہیں پڑھ سکتے جسطرح ہمکو تمسے پہنچا تو کیا ہم گنہگار ہوتے ہیں
فرمایا نہیں تم پڑھو جسطرح تمنے سیکھا ہے پس عنقریب آئیگا جو تمکو سکھلائیگا اسی اپنی سند کے ساتھہ سالم بن سلمہ سے روایت کی ہے کہا ایک
شخص نے ابو عبد اللہ ع پر چند حروف قرآن کے پڑھے جو لوگوں کے قراءت کے موافق نہیں تھے اور میں سن رہا تھا ابو عبد اللہ نے فرمایا
تو اس قراءت سے باز رہ اور پڑھ جسطرح لوگ پڑھتے ہیں مہدی کے قائم ہونے تک پس جب قائم ہونگے کتاب اللہ کو اسکی حد پر پڑھینگے اور وہ
مصحف جو علی نے لکھا تھا نکالا اور کہا علی نے اسکو جب وہ اسکے لکھنے سے فارغ ہوئے تھے لوگوں کی طرف نکالا تھا اور کہا تھا یہ اللہ کی کتاب ہے جسطرح اللہ نے
محمد پر نازل کی اور میں نے اسکو دو تختیوں میں جمع کی اونہوں نے کہا یہ ہمارے پاس مصحف جامع ہے اسمیں قرآن ہے ہمکو اسکی کچھ حاجت نہیں ہے
فرمایا اللہ کی قسم اس دن کے بعد تم اسکو کبھی نہ دیکھو گے یہ صرف یہ تھا کہ جب میں نے جمع کیا تھا تمکو خبر کردوں تاکہ تم اسکو پڑھو اور اپنی اسناد کے ساتھہ
بزنطی سے روایت کی ہے کہا مجکو ابو الحسن نے مصحف دیا اور کہا کہ اسمیں نہ دیکھیو میں نے اسکو کھولا اور سورہ لم یکن الذین کفروا پڑھی میں نے اسمیں ستر آدمیوں کے نام قریش کے

لو لا[1] انه زید فی کتاب الله ونقص ما خفی حقنا علی ذی حجی ولو قد قام قائمنا فنطق صدقه القرآن وفیه عن ابی عبد الله علیه السلام قال لو قرء القرآن کما انزل الفینا فیه مسمین وفیه عنه ان فی القرآن ما مضی وما یحدث وما هو کائن کانت فیه اسماء الرجال فالقیت وانما اسم الواحد منه فی وجوه لا یحصی یعرف ذلک الوصاة وفیه عنه علیه السلام ان القرآن قد طرح منه آی کثیرة ولم یزد فیه الا حروف وقد اخطات به الکتبة وتوهمها الرجال وروی الشیخ احمد بن ابی طالب الطبرسی طاب ثراه فی کتاب الاحتجاج فی جملة احتجاج امیر المؤمنین علی جماعة من المهاجرین والانصار ان طلحة قال له علیه السلام فی جملة مسائله عنه یا ابا الحسن شیٔ ارید ان اسئلک عنه رایتک خرجت بثوب مختوم فقلت ایها الناس انی لم ازل مشتغلا برسول الله صلی الله علیه واله بغسله وکفنه ودفنه ثم اشتغلت بکتاب الله حتی جمعته فهذا کتاب الله عندی مجموعا لم یسقط عنی حرف واحد ولم ار ذلک الذی کتبت والفت وقد رایت عمر بعث الیک ان ابعث به الی فابیت ان تفعل فدعا عمر الناس فاذا شهد رجلان علی آیة کتبها وان لم یشهد علیها غیر رجل واحد ارجاها فلم یکتب فقال عمر وانا اسمع انه قد قتل یوم الیمامة قوم کانوا یقرأون قرانا لا یقرأه

---

[1] اگر کتاب اللہ مین زیادتے اور نقصان نکیا جاتا تو ہمارا حق کسی عقل والے پر پوشیدہ نرہتا اور اگر ہمارا قائم اوٹھکر کلام کریگا۔ تو اوسکے قرآن تصدیق کریگا۔ اور اوسمین ابو عبد اللہ علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا اگر قرآن پڑھا جاتا جسطرح نازل ہوا تو اوسمین ہم نام لئے ملتے اور اوسمین اونہی سے مروی ہے کہ قرآن مین جو کچھ گذشتہ آئندہ ہی موجود ہے اوسمین لوگونکی نام تہے پس گرادئی گئی اور اوسمین ایک کا نام بہت وجوہ پر ہے جسکو وصات پہچانتے ہین اور اوسمین اوسی سے مروی ہے کہ قرآن مین سے بہت آیتین کم کی گئی ہین اور زیادتی صرف چند حروف کی ہوئی ہے اور لکھنے والون نے خطا کی ہے اور لوگون نے وہم کیا۔ شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی نے اپنی کتاب احتجاج مین منجملہ احتجاج امیر المومنین علیہ السلام کے مہاجرین وانصار کی جماعت پر روایت کیا ہے کہ طلحہ نے منجملہ اپنی سوالات جناب امیر سے کہا ای ابو الحسن مین تجہسے کچھہ پوچہنا چاہتا ہون مینی تجکو دیکھا تہا کہ تو مہر لگا ہوا کپڑا لیکر نکلا اور کہا ای لوگو مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز وتکفین مین مشغول رہا پہر کتاب اللہ مین یہانتک کہ مینی اوسکو جمع کیا پس یہ کتاب اللہ میرے پاس فراہم کی ہوئی ہے مین مجھسے ایک حرف بہی کم نہین ہوا اور مینی نہین دیکھا تہا جو تو نے لکھا تہا اور جمع کیا تہا اور مینی عمر کو دیکھا کہ تیرے پاس پیام بہیجا تہا کہ میرے پاس اوسکو بہیج تو تو نے بہیجنے سے انکار کیا پہر عمر نے لوگونکو بلایا پس جب دو آدمیون نے ایک آیت پر گواہی دی اوسکو لکھہ لیا اور جس آیت پر بجز ایک کسی نے گواہی نہ دی اوسکو چہوڑ دیا اور نہ لکھا پہر عمر نے کہا مین سنتا ہون کہ یمامہ کے دن قتل ہوگئا

غيرهم فقد ذهب وقد جائت شاة الى صحيفة وكتاب يكتبون فاكلتها وذهب
مافيها والكاتب يومئذ عثمان وسمعت عمر واصحابه الذين الفوا ما كتبوا على عهد
عمر وعلى عهد عثمان يقولون ان الاحزاب كانت تعدل سورة البقرة وان النور نيف
ومائة آية والحجر تسعون ومائة آية فما هذا وما يمنعك يرحمك الله ان تخرج كتاب الله
الى الناس وقد عهد عثمان حين اخذ ما الف عمر فجمع له الكتاب وحمل الناس على قراءة
واحدة فمزق مصحف ابى ابن كعب وابن مسعود واحرقهما بالنار فقال له على يا طلحة
ان كل آية انزلها الله عز وجل على محمد صلى الله عليه وآله عندى باملاء رسول
الله وخط يدى وتاويل كل آية انزلها الله على محمد صلى الله عليه وآله وكل
حلال وحرام او حد او حكم او شئ يحتاج اليه الامة الى يوم القيمة مكتوب باملاء
رسول الله وخط يدى حتى ارش الخدش قال طلحة كل شئ من صغير او كبير او خاص
او عام كان او يكون الى يوم القيمة فهو عندك مكتوب قال نعم وسوى ذلك ان
رسول الله صلى الله عليه وآله اسر الى فى مرضه مفتاح الف باب من العلم يفتح كل باب
الف باب ولو ان الامة منذ قبض رسول الله اتبعونى واطاعونى لاكلوا من فوقهم
ومن تحت ارجلهم وساق الحديث الخ وقال فى احتجاجه على الزنديق لو الذى جاء

ل جنکے سوا کوئی قاری نہ تہا مشغول ہو چکے مین تو قرآن جاتا رہا اور تحقیق صحیفہ کے طرف بکری آئی اور اسکو کہا گئی اور جو کچھ اوسمین تہا جاتا رہا اور عثمان اوسوقت کاتب تہا اور مینے عمر سے اور اوسکے اصحاب سے جنہوں نے جمع کیا تہا جو کچھ کہا تہا عمر کے زمانہ مین اور عثمان کے زمانہ مین سنا تہا کہ احزاب سورہ بقر کے برابر تہے اور نور ایک سو چند آیتین تہی اور حجر ایک سو نوے آیتین تہے تو یہ کیا ہے اور خدا تجہہ پر رحمت کرے تجکو کون مانع ہے اس سے کہ تو کتاب اللہ کو لوگونکی طرف نکالے اور تحقیق عثمان نے قصد کیا ہے جبکہ لیا جو کچھ عمر نے جمع کیا تہا پس اوسکے لیے مصحفونکو اکہٹا کیا اور لوگونکو ایک قرات پر مجتمع کیا ابی بن کعب اور ابن مسعود کا مصحف پہاڑ ڈالا اور آگ مین جلا دیا۔ اوسکو علی نے جواب دیا اے طلحہ تحقیق ہر آیت جو اللہ عز و جل نے محمد پر نازل کی میرے پاس ہے رسول اللہ کی لکہوائی ہوئی اور میرے ہاتہہ کی لکہی ہوئی اور تفسیر ہر آیت کی جسکو اللہ تعالے نے محمد پر نازل کیا اور ہر ایک حلال یا حرام یا حد یا حکم یا کوئی چیز جسکی قیامت تک امت محتاج ہو رسول اللہ کی لکہوائی ہوئی اور میرے ہاتہہ کی لکہی ہوئی ہے یہانتک کہ خراش کی دیت بہی طلحہ نے کہا ہر ایک چیز چہوٹی بڑی خاص یا عام گذشتہ یا آیندہ قیامت تک وہ تیرے پاس لکہی ہوئی ہے کہا ہان اور اسکے سوا یہ کہ رسول اللہ نے اپنی مرض مین ہزار باب کے علم سے کنجیان پوشیدہ عطا فرمائین جن مین سے ہر باب ہزار باب کہولتا ہے اگر امت جب سے رسول اللہ نے وفات پائی ہے میرا اتباع اور میری پیروی کرتے تو اپنی اوپر اور پانو کے نیچے سے کہاتے الحدیث کو

الیہ مستند لا بایۃ من القرآن متشابہ یحتاج الی التاویل وکان من سوالہ انی
اجد اللہ قد شہر ھفوات انبیاۂ بقولہ وعصی آدم ربہ فغوی وتکذیبہ نوحاً لما قال ان
ابنی من اھلی بقولہ انہ لیس من اھلک وبوصفہ ابراھیم بانہ عبد کوکبا مرۃ ومرۃ
قمراً ومرۃ شمساً وبقولہ فی یوسف ولقد ھمت بہ وھم بہا لولا ان رای برھان ربہ
وبتھجینہ موسیٰ حیث قال رب ارنی انظر الیک قال لن ترانی الآیۃ وببعثہ الی
داؤد جبرئیل ومیکائیل حیث تسوروا المحراب الی آخر القصۃ وبحبسہ یونس فی
بطن الحوت حیث ذھب مغاضباً مذنباً واظھر خطاء الانبیاء وذللھم ثم وری
اسماء من اغتر وافتن خلقہ بضل واضل وکنی عن اسمائہم فی قولہ ویوم یعض الظالم
علی یدیہ یقول یا لیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا یا ویلتی لم اتخذ فلاناً خلیلا
لقد اضلنی عن الذکر بعد اذ جاءنی فمن ھذا الظالم الذی لم یذکر من اسمہ
ما ذکر من اسماء الانبیاء۔ آخر سوال تک اسکا جواب نقل کیا جاتا ہے لیکن چونکہ سوال وجواب
عبارتوں مین قدر حاجت سے زیادہ طول تھا اسلیے ملخصاً بحذف واسقاط نقل کیے گئے جواب کے
عبارت جو ثبت دعا ہے یہہ ہے۔ فقال امیر المؤمنین واما ھفوات الانبیاء
وما بینہ اللہ فی کتابہ ووقوع الکنایۃ عن اسماء من اجترم اعظم مما اجترمتہ

سلہ جو چند آیات متشابہات قرآنی کے ساتھہ جو تاویل کے محتاج تھے۔ سند لیکر آیا تھا فرمایا اور اوسکے سوال سے یہہ تھا کہ مین
پاتا ہون اللہ نے انبیاء کے ھفوات مشہور کیے اپنی قول کے ساتھہ (اور آدم نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی پس گمراہ ہوا)
اور نوح کے تکذیب کے ساتھہ جب اونسے کہا ای پروردگار میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اپنی قول سے (وہ تیرے اہل سے نہین ہے)
اور ابراہیم کے اس امر کے وصف کی ساتھہ کہ اونسے کبھی ستارونکی پرستش کی اور کبھی چاند کی اور کبھی سورج کی اور اپنی قول کے ساتھہ
یوسف کے معاملہ مین (تحقیق قصد کیا زلیخا نے یوسف کا اور یوسف نے زلیخا کا اگر وہ اپنے رب کی دلیل نہ دیکھتا) اور موسیٰ
کی برائی کے ساتھہ جب کہا الٰہی رب دکھلا مجکو دیکھون مین تیری طرف فرمایا ہرگز نہین دیکھہ سکیگا مجکو) اور جبرئیل میکائیل کو
داؤد کیطرف بھیجنے کے ساتھہ جب وہ محراب پر چڑھ آئے آخر قصہ تک اور یونس کو مچھلی کے پیٹ مین قید کرنے کے ساتھہ
جبکہ غضبناک گنہگار ہوکر چلا گیا۔ اور انبیا کی خطائین اور لغزشین ظاہر کین پھر توریہ کیا اونکے ناموں مین جنہون نے فریب دیا تھا
اور فتنہ مین ڈالا اوسکی خلقت کو پس گمراہ ہوا اور گمراہ کیا اور کنایۃً اونکے ناموں کو ذکر کیا اپنے قول مین (جسدن کاٹیگا ظالم اپنے ہاتھہ کہیگا
ای کاش بناتا مین رسول کے ساتھہ رستہ ای افسوس کاش نہ بناتا مین فلان شخص کو دوست تحقیق غافل کردیا مجکو یاد سے پہنچ گئی تھی میرے
پاس) پس یہہ ظالم کون ہے جسکا نام نہین ذکر کیا جسقدر انبیا کا نام ذکر کیا الخ ۲۵ پس فرمایا امیر المومنین نے لیکن انبیا کی ھفوات درجہ کیہہ

[illegible]

الانبياء ممن شهد الكتاب بظلمهم فان ذلك من ادل الدلائل على
حكمة الله الباهرة وقدرة القاهرة وعزة الظاهرة لانه علم ان براهين
انبيائه تكبر في صدور امهم وان منهم من يتخذ بعضهم الها كالذي كان من
النصارى في ابن مريم فذكرها دلالة على تخلفهم من الكمال الذي
تفرد به عز وجل الم تسمع الى قوله في صفة عيسى حيث قال فيه وفي امه كانا
ياكلان الطعام يعني ان من اكل الطعام كان له ثفل فهو بعيد مما ادعته
النصارى لابن مريم ولم يكن عن اسماء الانبياء تجبرا وتعززا بل تعريفا لاهل
الاستبصار ان الكناية عن اسماء ذوي الجرائر العظيمة من المنافقين في
القران التي ليست من فعله تعالى وانها من فعل المغيرين والمبدلين الذين
جعلوا القران عضين واعتاضوا الدنيا من الدين وقد بين الله تع قصص
المغيرين بقوله الذين يكتبون الكتاب بايديهم ثم يقولون هذا من عند الله
ليشتروا به ثمنا قليلا وبقوله وان منهم لفريقا يلوون السنتهم بالكتاب وبقوله
اذ يبيتون ما لا يرضى من القول بعد فقد الرسول ما يقيمون به اود باطلهم
حسب ما فعلته اليهود والنصارى بعد فقد موسى وعيسى من تغيير التوراة والانجيل

ل بنسبت دیگر انبیا کے جرم کیا جنکے ظلم کی کتاب اللہ شاہد ہے تحقیق بیہ پختہ دلائل سے ہے اللہ کے روشن حکمت اور غالب قدرت پر کیونکہ اللہ جانتا تھا کہ اوسکے انبیا کے دلائل دیکھے انکے دلوں میں بڑی ہو نگے اور انمیں سے بعض کو معبود ٹھیرا لینگے جیسا نصاری سے ابن مریم میں ہوا پس انکو اسلیے ذکر کیا تا کہ انکی تخلف پر اوس کمال سے جسکے ساتھہ اللہ عز وجل منفرد ہی دلالت ہو کیا تو نے نہیں سنا اوسکا قول عیسی کے وصف میں اور انکی ماں کے بارہ میں فرمایا (دونو کہانا کہاتے تہے) یعنے جو کہایگا اوسکا ثفل ہوگا اور جسکے ثفل ہوگا وہ بعید ہی اوس سے جو نصارے نے ابن مریم میں دعوے کیا ہے اور انبیا کے اسماء سے براہ تکبر اور بڑائی کنایہ نہیں کیا بلکہ اہل بصیرت کے جتلانے کے واسطے۔ بڑے گنہگار منافقین کے ناموں سے کنایۃً قرآن میں اللہ تعالے کے قول سے نہیں بلکہ یہ تحریف وتبدیل کرنیوالوں کے فعل سے ہی جنہوں نے قرآن کو پارہ پارہ کیا اور عوض دین کے دنیا کو لیا اور اللہ تعالے نے محرفین کے قصے بیان کر دیے اپنے قول کے ساتھہ۔ الذین یکتبون الکتاب بایدیہم ثم یقولون ہذا من عند اللہ الخ اور اپنے قول کے ساتھہ وان منہم لفریقا یلوون السنتہم بالکتاب۔ اور اپنے قول کے ساتھہ۔ اذ یبیتون ما لا یرضی من القول رسول کے وفات کے پیچھے جس سے اپنے باطل کے کجی کو سیدہا کریں جیسا کہ یہود ونصارے نے بعد وفات موسے اور عیسے کے توراۃ اور انجیل کے تغیر ۱۲۔

وتحريف الكلم عن مواضعه وبقوله يريدون ان يطفؤا نور الله بافواههم
ويابى الله الا ان يتم نوره يعنى انهم اثبتوا فى الكتاب ما لم يقله الله ليلبسوا
على الخليقة فاعمى الله على قلوبهم حتى تركوا فيه ما دل على ما احدثوه فيه وحرفوه
منه وبين عن افكهم وتلبيسهم وكتمان ما علموه منه ولذلك قال لهم
لم تلبسون الحق بالباطل وتكتمون الحق وضرب مثلهم بقوله فاما الزبد
فيذهب جفاء واما ما ينفع الناس فيمكث فى الارض فالزبد فى هذا الموضع كلام
الملحدين الذين اثبتوه فى القران فهو يضمحل ويبطل ويتلاشى عند التحصيل
والذى ينفع الناس منه فالتنزيل الحقيقى الذى لا ياتيه الباطل من بين يديه
ولا من خلفه والقلوب تقبله والارض فى هذا الموضع هى محل العلم وقراره وليس
يسوغ مع عموم التقية التصريح باسماء المبدلين ولا الزيادة فى آياته على ما اثبتوه
من تلقائهم فى الكتاب لما فى ذلك من تقوية حجج اهل التعطيل والكفر والملل
المنحرفة عن قبلتنا وابطال هذا العلم الظاهر الذى قد استكان له الموافق
والمخالف بوقوع الاصطلاح على الايتمار لهم والرضا بهم ولان اهل الباطل فى
القديم والحديث اكثر عددا من اهل الحق ولان الصبر على ولاة الامر مفروض

---

٥ اور کلمات کی تحریف اونکے مواضع سے کے اور اپنے قول کے ساتھ یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواہہم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ
یعنی جو کچھ اللہ تعالے نے نہیں فرمایا اونہون نے کتاب مین بڑھا دیا تاکہ مخلوق پر تلبیس کرین پس اللہ نے اونکے دلونکو اندھا کر دیا یہانتک کہ
اوسمین چھوڑ دیا جو دلالت کرے وہپر جو اونہون نے احداث کیا ہے اوسمین اور تحریف کیا ہے اوسے بیان کیا اونکی بہتان اور تلبیس کو
اور اونکو چھپانے کو جو قرآن سے جانتے ہین اور اسیواسطے اونکو فرمایا کہ کیون حق کو باطل کے ساتھ ملاتے ہو اور حق کو چھپاتے ہو
اور اونکی مثل بیان کی اپنے قول کے ساتھ۔ فاما الزبد فیذہب جفاء واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض تو اس جگہ جہاگ ملحدین کے
کلام ہے جسکو قرآن میں بڑہا دیا ہین وہ مضمحل اور باطل اور زائل ہو جاتی تحصیل کے وقت اور اوسمین سے جو لوگونکو نافع ہے وہ تنزیل حقیقی ہے جسکے سامنے سے باطل
آ نہین سکتا نہ پیچھے سے اور دل اوسکو قبول کرتے ہین اور ارض اس جگہ محل علم اور قرار علم ہے اور باوجود عموم تقیہ کے تحریف کرنے والونکی نام کی تصریح
اور آیتوں مین زیادتی جو کچھ اونہون نے اپنی طرف سے زیادہ کیا ہے بیان کرنا جائز نہین کیونکہ اسمین اہل تعطیل اور کفر اور ان
مذہبونکی دلیلونکو جو ہمارے قبلہ سے پہری ہوئی ہین تقویت ہے اور اس ظاہری علم کا ابطال ہے جسکو موافق و مخالف نے تسلیم کر لیا ہے
انکی فرمانبرداری اور انکے ساتھ رضامندی پر اصطلاح واقع ہونے کے ساتھ۔ اور اسلیے کہ اہل باطل ہمیشہ تعداد مین اہل حق سے زیادہ ہین

لقول الله عز وجل لنبيه فاصبر كما صبر اولوا العزم من الرسل وايجابه مثل ذلك
على اوليائه واهل طاعته بقوله لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة فحسبك
من هذا الجواب عن هذا الموضع ما سمعت فان شريعة التقية تحظر التصريح باكثر منه
ثم قال عليه السلام واما ما ذكرته من الخطاب الدال على تهجين النبي والازراء به
والتانيب له مع ما اظهره الله تبارك وتعالى في كتابه من تفضيله اياه على ساير انبيائه
فان الله عز وجل جعل لكل نبي عدوا من المشركين كما قال في كتابه وبحسب جلالة
منزلة نبينا صلى الله عليه وآله عند ربه كذلك عظم محنته بعدوه الذي عاد منه اليه
في حال شقاقه ونفاقه كل اذى ومشقة لدفع نبوته وتكذيبه اياه وسعيه في مكارهه
وتنقض كل ما ابرمه واجتهاده ومن مالاه على كفره وعناده ونفاقه والحاده في
ابطال دعواه وتغيير ملته ومخالفة سنته ولم ير شيئا ابلغ في تمام كيده من تنفيرهم
عن موالاة وصيه وايحاشهم منه وصدهم عنه واغرائهم بعداوته والقصد
لتغيير الكتاب الذي جاء به واسقاط ما فيه من فضل ذوي الفضل وكفر ذوي الكفر منه
وممن وافقه على ظلمه وبغيه وشركه ولقد علم الله ذلك منهم فقال ان الذين يلحدون
في اياتنا لا يخفون علينا وقال يريدون ان يبدلوا كلام الله ولقد احضروا الكتاب

۱ چنانچہ اللہ تعالے نے اپنی نبی کو فرمایا ا پس صبر کر جسطرح صبر کیا اولوالعزم نے رسولون سے اور اسیطرح اسکا وجوب کیا اولیا اور اہل طاعت پر بسبب قول اللہ تعالے کے (البتہ تحقیق تمہاری لیئے رسول مین اچھی پیروی ہے) پس اس جواب سے اس موضع مین جو کچھ تو نے سنا کافی ہے کیونکہ تقیہ کا شرع ہونا اس سے زیادہ تصریح سے روکتا ہے پھر علیہ السلام نے فرمایا اور جو کچھ تو نے اوس خطاب کا ذکر کیا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مذمت اور منقصت اور سرزنش پر دلالت کرتا ہے باوجود اسکے جو ظاہر کیا اللہ تعالے نے اپنی کتاب مین اوسکے فضیلت سے تمام انبیا پر تحقیق اللہ عزوجل نے ہر نبی کے لیئے مشرکین مین سے دشمن کیئے ہین جیسا اپنی کتاب مین فرمایا ہے اور ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو بزرگی کے موافق اللہ کے نزدیک اسیطرح اوسکی محنت کے بڑائی اوسکے دشمن کے ساتھ جو اوس سے اسکی طرف پہونچی ہے اسکی نفاق اور خلاف کے حال مین ہر تکلیف اور مشقت اوسکی نبوت کی دفع کرنے اور اوسکے جھٹلانے اور اوسکے برائیون مین کوشش کرنے اور اسکی مقصود کی ہوئی چیزون کے توڑنے سے اپنی کفر اور عناد اور نفاق اور بے دینی پر اسکے دعوے کے ابطال اور اوسکے ملت کی تغییر اور اوسکی سنت کے مخالفت اور اوسکے مکر کے پورا ہونے مین اوس سے اور جو اوسکی ظلم اور بغاوت اور شرک مین اوس سے موافق ہوئی وصی کے دوستی سے لوگون کو نفرت دلانے اور اوس سے متوحش کرنے اور روکنے اور اوسکی عداوت پر اونکو ابھارنے اور اوسکے قرآن کے جسکو وہ لیکر آیا تھا بدل ڈالنے کا قصد کرنے اور اوسمین سے بزرگی والون کی بزرگی اور کفار کے کفر کو ساقط کرنے سے زیادہ نہین دیکھی اور بیشک اللہ نے یہ بات اونسے معلوم کر لیا تھا پس فرمایا۔

[illegible]

كملا مشتملا على التاويل والتنزيل والمحكم والمتشابه والناسخ والمنسوخ لم يسقط منه حرف الف ولا لام فلما وقفوا على ما بينه الله من اسماء اهل الحق والباطل وان ذلك ان ظهر نقض ما عقدوه قالوا لا حاجة لنا فيه نحن مستغنون عنه بما عندنا ولذلك قال فنبذوه وراء ظهورهم واشتروا به ثمنا قليلا فبئس ما يشترون ثم دفعهم الاضطرار بورود المسائل عليهم مما لا يعلمون تاويله الى جمعه وتاليفه وتضمينه من تلقائهم ما يقيمون به دعائم كفرهم فصرخ مناديهم من كان عنده شئ من القرآن فليأتنا به ووكلوا تاليفه ونظمه الى بعض من وافقهم على معاداة اولياء الله عليهم السلام فالفه على اختيارهم وما يدل للتامل على اختلاف تمييزهم وافترائهم وتركوا منه ما قدروا انه لهم وهو عليهم وزادوا فيه ما ظهر تناكره وتنافره وعلم الله ان ذلك يظهر ويبين فقال ذلك مبلغهم من العلم وانكشف لاهل الاستبصار عوارهم وافترائهم والذى بدئ فى الكتاب من الازراء على النبى صلى الله عليه وسلم من فرية الملحدين ولذلك قال يقولون منكرا من القول وزورا ويذكر جل ذكره لنبيه صلى الله عليه واله ما يحدثه عدوه فى كتابه من بعده بقوله وما ارسلنا

پ ٢٨ سورۂ مجادلہ

لـ تاویل اور تنزیل اور محکم اور متشابہ اور ناسخ اور منسوخ پر مشتمل جسمیں سے ایک حرف الف اور لام بھی ساقط نہیں ہوا تھا اونکے پاس حاضر کیا گیا پس جب وہ بھی جو الله نے اہل حق اور باطل کو نام بنام بیان فرمایا واقف ہوئے اور سمجھے کہ اگر یہہ ظاہر ہوا تو جو کچھ ہمنے باندہا ہے ٹوٹ جائیگا تو کہنے لگے کہ ہمکو اسکی کچھ حاجت نہیں ہے اور سبب اسکے جو ہماری پاس ہے ہم اس سے بے پروا ہیں اور اسیلیے فرمایا (پس پہینک دیا اوسکو اپنی پیٹھوں کے پیچھے اور بدلے اسکی لے لیں قیمت تہوڑی پس برا ہی جو کچھہ وہ خریدتے ہیں) پہر اونکو ایسی مسائل کے وارد ہونے سے جنکی تاویل نہیں جانتی تہی قرآن کے جمع کرنے اور اکٹھا کرنے کیطرف اور اسمیں بڑہانے کیطرف جس سے اپنی کفر کے ستون قائم کرسکیں مضطر کیا پس منادی چلایا کہ جسکے پاس قرآن میں کا کچھہ ہو وہ ہمارے پاس لے آوے اور اوسکی نظم و تالیف کو ایسی شخص کے سپرد کیا جو اولیا الله کے دشمنی پر اونکی موافق تہا پس ویسی قرآن کو جمع کیا اونکی اختیار کے موافق جو دلالت کرتا ہے اوسمیں تامل کرنا اونکی خلاف تمیز اور افترا پر اور چھوڑ دیا اوسمیں سے جسکو نافع جانا تہا حالانکہ وہ اونکی بیے مضر تہا اور زیادہ کیا اوسمیں جسکا ویرانی اور تنافر ظاہر ہے اور الله نے جان لیا کہ یہہ ظاہر ہو جائیگا پس فرمایا (یہہ انکی پہنچنے کی جگہ ہے علم سے) اور کہل گیا اہل استبصار کے لیے اونکا عیب و افترا اور جو کچھہ کتاب میں نبی صلی الله علیہ وسلم کے منقصت کو ظاہر کرتا ہے وہ ملحدین کا افترا ہے اور اسیلیے فرمایا (کہتے ہیں بری بات اور جہوٹ) اور الله تعالے اپنی نبی سے اوسکی بابت جو اوسکا دشمن اوسکی کتاب میں اوسکے پیچھے بدلیگا اپنی اس قول کے ساتھہ ذکر فرماتا ہے - اور نہیں بہیجا ہمنے - ۱۲-

من قبلك من رسول ولا نبي الا اذا تمنى القى الشيطان في امنيته فينسخ الله
ما يلقي الشيطان ثم يحكم الله اياته يعني انه ما من نبي تمنى مفارقة ما يعانيه من
نفاق قومه وعقوقهم والانتقال عنهم الى دار الاقامة الا القى الشيطان المعرض
بعداوته عند فقده في الكتاب الذي انزل عليه ذمه والقدح فيه والطعن
عليه فينسخ الله ذلك من قلوب المؤمنين فلا يقبله ولا يصغي اليه غير قلوب المنافقين
والجاهلين ويحكم الله اياته ان يحمي اولياءه من الضلال والعدوان ومشايعة
اهل الكفر والطغيان الذين لم يرض الله ان يجعلهم كالانعام حتى قال بل هم اضل سبيلا
فافهم هذا واعمل به وقال ع في هذا الحديث بعد ان بين تاويل بعض المتشابهات
وانما جعل الله تبارك وتعالى في كتابه هذه الرموز التي لا يعلمها غيره وانبيائه و
حججه في ارضه لعلمه بما يحدثه في كتابه المبدلون من اسقاط اسماء حججه منه
وتلبيسهم ذلك على الامة ليعينوهم على باطلهم فاثبت فيه الرموز واعمى قلوبهم
وابصارهم لما عليهم في تركها وترك غيرها من الخطاب الدال على ما احدثوه
فيه وجعل اهل الكتاب المقيمين به والعاملين بظاهره وباطنه من شجرة اصلها

ت ترجمہ۔ اور نہیں بھیجا تجھ سے پہلے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی مگر جب تمنا کرتا ہے ڈال دیتا ہے شیطان اوسکی آرزو میں پس منسوخ کرتا ہے اللہ اسکو جو ڈالتا ہے شیطان پھر محکم کرتا ہے اللہ اپنی آیات کو (یعنے کوئی نبی نہیں ہے جو تمنا کرتا ہو مفارقت اوسکی جو رنج اوٹھاتا ہے اپنی قوم کے نفاق اور اونکی نافرمانی سے اور چاہتا ہو آخرت کیطرف اونسے انتقال کرنا مگر ڈال دیتا ہے شیطان جو اوسکی دشمنی سے تعریض کرنیوالا ہے اوسکی وفات کے وقت اوس کتاب میں جو اوسپر اوتری ہے اوسکی مذمت اور قدح اور طعن کو پس اللہ تعالے اسکو مومنین کے دلوں میں منسوخ کرتا ہے وہ اسکو قبول نہیں کرتے اور منافقون اور جاہلوں کے دلونکے سوا اسی طرف توجہ نہیں ہوتی اور محکم فرماتا ہے اپنی آیات کو اسطرح کہ بچاتا ہے اپنے دوستونکو گمراہی اور زیادتی سے اور اہل کفر و سرکشی کے موافقت سے جنکے لیے اللہ تعالے نے یہہ بھی پسند نہ کیا کہ اونکو مثل چوپایونکی کرے بلکہ فرمایا وہ اون سے بھی زیادہ گمراہ ہیں) پس اسکو خوب سمجھ لے اور اسپر عمل کر اور فرمایا علیہ السلام نے اس حدیث میں بعد اسکے کہ بیان کیا بعض متشابہات کی تاویل کو اور اللہ تبارک و تعالے نے اپنی کتاب میں یہہ رموز جنکو اوسکے اور اوسکے انبیا اور اوسکی حجتوں کے سوا جو اوسکی زمین میں ہیں کوئی نہیں جانتا صرف اسلیئے کئیں کہ وہ اوسکا واقف تہا جو تحریف کرنے والے اوسکی حجتونکی نام سے اوسکی کتاب سے اور بہت پر اوسکو خلط کرکے حذف کرینگے تاکہ اونکی باطل پر موافقت کریں پس اسلیئے اوسمیں رموز رکہدیئے اور انکے دلوں اور آنکہونکو اندہا کردیا اسلیئے کہ اونپر اسکی اور اسکے غیر کے چہوڑ دینے میں خطاب سے ہے جو اونکی قرآن میں احداث کرنے پر دال ہے اور کتاب والے اوسکو قائم کرنے والے اوسکے ظاہر و باطن پر عمل کرنے والے اوس درخت سے بنائی جسکی جڑ ثابت ہے الخ

ثابت[1] وفرعها في السماء توتي اكلها كل حين باذن ربها اي يظهر مثل هذا العلم
المحتملة في الوقت بعد الوقت وجعل اعدائها اهل الشجرة الملعونة الذين حاولوا
اطفاء نور الله بافواههم فابى الله الا ان يتم نوره ولو علم المنافقون لعنهم الله
ما عليهم من ترك هذه الآيات التي بينت لك تاويلها لاسقطوها مع ما اسقطوا
منه ولكن الله تبارك اسمه ماض حكمه بايجاب الحجة على خلقه كما قال فلله الحجة البالغة
اغشى ابصارهم وجعل على قلوبهم اكنة عن تامل ذلك فتركوه بحاله وحجبوا عن
تاكيد الملتبس بابطاله فالسعداء ينتبهون عليه والاشقياء يعمون عنه ومن لم
يجعل الله له نورا فما له من نور ثم ان الله جل ذكره بسعة رحمته ورافته بخلقه وعلمه
بما يحدثه المبدلون من تغيير كتابه قسم كلامه ثلثة اقسام فجعل قسما منه يعرفه
العالم والجاهل وقسما لا يعرفه الا من صفا ذهنه ولطف حسه وصح تمييزه ممن
شرح الله صدره للاسلام وقسما لا يعرفه الا الله وامناؤه والراسخون في العلم و
انما فعل ذلك لئلا يدعي اهل الباطل من المستولين على ميراث رسول الله صلى الله
عليه واله من علم الكتاب ما لم يجعله الله لهم وليقودهم الاضطرار الى الايتما

---

[1] اور اوسکی شاخ آسمان مین ہے ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے اپنے پروردگار کے حکم سے یعنی ظاہر ہوتا ہے یہہ علم محتملی وقتاً فوقتاً اور اوسکے دشمن شجرہ ملعونہ والونکو ٹھہرایا جنہون نے اللہ کے نور کو اپنے مونہون سے بجھانے کا قصد کیا۔ پس اللہ نے نہ مانا بجز اسکے کہ اپنے نور کو پورا کرے اور اگر منافقین یعنی اوس نقصان کو جو اون پر ان آیات کے چھوڑنے سے جنکی تیری لیے مین نے تاویل بیان کی ہے لازم آتا ہے جانتے تو اون کے ساتھ جنکو قرآن مین سے نکال دیا ہے انکو بھی نکال ڈالتے لیکن اللہ تعالے کا حکم اپنی مخلوق پر حجت لازم کرنیکا جاری ہے چنانچہ فرمایا (اللہ کے لیے پوری حجت ہے) اونکی آنکھونکو ڈہانک دیا اور اونکی دلونپر پردہ ڈال دیا اسمین تامل کرنے سے پس اسکو اپنی حال پر چھوڑ دیا اور اپنی ابطال کے ساتھہ ملتبس کے تاکید کرنے سے روکی گئے پس نیک بخت اوسپر متنبہ ہوتے ہین اور بدبخت اوس سے اندہی ہوتے ہین اور جسکے لئے خدانے نور نہین کیا پس اوسکے لیے کچھ نور نہین ہے۔ پھر اللہ تعالے نے بسبب وسعت رحمت اور اپنی مخلوق کے ساتھہ مہربانی کے اور بسبب جاننی کے اوسکو جو تحریف کرنیوالے احداث کرینگے اوسکی کتاب کے تغیر سے اپنی کلام کو تین قسم پر منقسم کیا ایک قسم اسمین سے وہ کی جسکو عالم اور جاہل سمجھین اور ایک قسم وہ کہ جسکو بجز اوسکے جسکا ذہن صاف اور حس لطیف اور تمیز صحیح ہو اور ہین سے جنکا اللہ نے اسلام کے لیئے سینہ کہول دیا ہے نہین سمجھ سکتا اور ایک قسم وہ ہے جسکو بجز اللہ تعالے اور اوسکے امانت دار اور راسخین فی العلم کے دوسرا کوئی نہین سمجھ سکتا اور یہہ اسیلیے کیا تاکہ اہل باطل جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میراث علم پر مستولی ہوگئی ہین اوسکا دعوی نکرین جسکو اللہ نے اونکے لیے نہین کیا ہے ۱۲۔

لمن ولاه امرهم فاستكبروا عن طاعته تعززا وافتراء على الله عز وجل واغترارا
بكثرة من ظاهرهم وعاونهم وعاند الله جل اسمه ورسوله فاما ما علمه الجاهل والعالم
من فضل رسول الله من كتاب الله سبحانه فهو قول الله سبحانه من يطع الرسول فقد اطاع الله
وقوله ان الله وملائكته يصلون على النبي يا ايها الذين امنوا صلوا عليه
وسلموا تسليما ولهذه الاية ظاهر وباطن فالظاهر قوله صلوا عليه والباطن قوله
وسلموا تسليما اي سلموا لمن وصاه واستخلفه عليكم فضله وما عهد به اليه تسليما
هذا مما اخبرتك انه لا يعلم تاويله الا من لطف حسه وصفا ذهنه وصح تمييزه
وكذلك قوله سلام على ال يسين لان الله سمى النبي صلى الله عليه واله بهذا
الاسم حيث قال يس والقران الحكيم انك لمن المرسلين لعلمه بانهم يسقطون
قول سلام على محمد كما اسقطوا غيره وما زال رسول الله يتالفهم ويقربهم ويجلسهم
عن يمينه وشماله حتى اذن الله عز وجل له في ابعادهم بقوله واهجرهم هجرا جميلا
وبقوله فما للذين كفروا قبلك مهطعين عن اليمين وعن الشمال عزين ايطمع
كل امرئ منهم ان يدخل جنة نعيم كلا انا خلقناهم مما يعلمون قال واما ظهورك لي

سله اور تاکہ اونکو اپنی ولی امر کے فرمانبرداری کیطرف جنکی طاعت سے بسبب بڑا کے اور اللہ تعالے پر افترا کرکے اور اپنی
مددگاروں اور معاونوں اور خدا و رسول کے دشمنوں کی کثرت پر دہوکہ کہا کے تکبر کیا ہے اضطرار کہینچی - لیکن وہ جسکو عالم اور
جاہل رسول اللہ کی فضیلت کتاب اللہ سے سمجھ سکے وہ قول اللہ سبحانہ - من یطع الرسول فقد اطاع اللہ - اور قول ان اللہ
وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ہے اور اس آیت کا ظاہر و باطن ہے پس ظاہر تو
قولہ صلوا علیہ ہے اور باطن قولہ وسلموا تسلیما ہے یعنے تسلیم کرو اوسکے لیے جسکو تمپر وصی اور خلیفہ بنایا ہے اوسکی بزرگی کو اور جو کچھ اوسکی
طرف عہود کیا ہے تسلیم کرنا اور یہ اوس قسم سے ہے جسکی مین نے تجکو خبر دی کہ اوسکی تاویل بجز اوسکے جسکا ذہن صاف
اور حس لطیف اور تمیز صحیح ہو نہین جان سکتا - اور اسیطرح قولہ سلام علی آل یاسین کیونکہ اللہ تعالے نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کو
اس نام کے ساتھہ موسوم کیا ہے چنانچہ فرمایا یس والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین اسلیے کہ وہ جانتا تہا کہ وہ سلام علی محمد
کو نکال دینگے جسطرح دوسرے اسمونکو نکال ڈالا اور ہمیشہ رسول اللہ اونکی تالیف کرتے رہے اور مقرب
بناتے رہے اور اپنے داہنے بائین بٹھلاتے رہے یہانتک کہ اپنی قول کیساتھہ واہجرہم ہجرا جمیلا اور اپنے
اس قولسے فما للذین کفروا قبلک مہطعین عن الیمین وعن الشمال عزین ایطمع کل امرئ منہم ان یدخل جنۃ نعیم کلا
انا خلقناہم مما یعلمون - اونکے دور کرنے کا اذن - فرمایا اور اس قول کے ۱۲

علی ما ذکر[1] قولہ فان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء ولیس
یشبہ القسط فی الیتمی نکاح النساء ولا کل النساء ایتاما فھو مما قدمت ذکرہ من اسقاط
المنافقین من القران وبین القول فی الیتمی وبین نکاح النساء من الخطاب والقصص
اکثر من ثلث القران وھذا وما اشبھہ مما ظھرت حوادث المنافقین فیہ لاھل النظر
والتامل ووجد المعطلون واھل الملل المخالفۃ للاسلام مساغا الی القدح فی القران
ولو شرحت لک کل ما اسقط وحرف وبدل مما یجری ھذا المجری لطال وظھر وما
تحظر التقیۃ اظھارہ من مناقب الاولیاء ومثالب الاعداء ۔ انتہی یہانتک جقدر روایات
نقل کی گئے اونسے اجمالا بدلالت مطابقی قرآن مجید مین بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تحریف کا واقع ہونا مختلف ائمہ کی شہادت سے ثابت ہوا اب اسکے بعد کچھ روایات وہ بھی نقل
کرون جن سے تفصیلی طور پر خاص خاص سورتون اور آیتون مین تحریف کا واقع ہونا ثابت ہوتا ہو اگرچہ
بندہ کے پاس بحول اللہ وہ رسالہ بھی موجود ہے جسمین مفصل ہر ایک سورۃ کی تحریفات من اولہ الی آخرہ
درج ہین بلکہ علاوہ معمولی سورتون کے دو سورتین ایک سورۃ النورین اور دوسری الولایہ جو تمامہ
قرآن مین سے نکال ڈالی گئے اور ابن شہر آشوب نے کتاب المثالب مین لکھین ہین اوسمین
تمامہما مذکور ہین اور ہم مفصل عرض کرسکتے ہین چنانچہ سورۃ النورین کا شروع اسطرح ہی بسم اللہ

الرحمن الرحیم یا ایہا الذین امنوا امنوا بالنورین الذین انزلنا ہما یتلوان علیکم

تفصیلی طور پر سورتون مین تحریف کا واقع ہونا اور دو سورتون کا نکالدینا ۔

[1] بے ربط ہونے پر تیری اطلاع فان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء اور قسط
فی الیتامی عورتونکی نکاح سے مشابہت نہین رکہتا اور نہ سب عورتین یتیم ہین پس وہ اس قسم سے ہے
جسکو قرآن مین سے منافقین کے نکال دینے کا پہلے ذکر کرچکا ہون ۔ اور درمیان یتامی کے باب مین قول کے
اور درمیان نکاح عورتون کے خطاب اور قصوں سے تہائی قرآن سے زیادہ ہے اور یہہ اور جو اسکی مشابہ ہی اوس قسم سے ہے
جسمین منافقین کے احداثات اہل نظر اور تامل کے لیے ظاہر ہوگئی اور اہل باطل اور اسلام کے مخالف دین والون نے
قرآن مین اعتراض کرنیکا رستہ پایا اور اگر مین تمام وہ بیان کرون جو نکالا گیا ہے اور تحریف و تبدیل کیا گیا و
جو اسکے قائم مقام ہے تو طول ہو اور جسکے اظہار کو دوستون کے مناقب اور دشمنون کے معائب سے
تقیہ باز رکہتا ہے وہ ظاہر ہو جاسے ۔ ۱۲ ۔

اٰبائی و لحید انکم عذاب یوم عظیم نورٌ بعضها من بعض و انا السمیع العلیم

ان الذین یوفون بعهد الله و رسوله فی الدلهم جنات نعیم و الذین یکفرون من

بعد ما امنوا بنقضهم میثاقهم و ما عاهدهم الرسول علیه یقذفون فی الجحیم

ظلموا انفسهم و عصوا الوصی اولئک یسقون من حمیم الی الاخر اٰفا اور سورۃ

الولایۃ کے ابتدائی فقرات یہ ہیں بسم الله الرحمن الرحیم یا ایہا الذین

امنوا امنوا بالنبی و الولی الذین بعثناهما یهدیانکم الی صراط مستقیم نبی و ولی

بعضها من بعض و انا العلیم الخبیر الذین یوفون بعهد الله لهم جنات النعیم

الی اخر الهفوات لیکن چونکہ اندیشہ تطویل و اٰتش قلم میں اوجہہ رہا ہے اسلیے صرف اسی قدر طیل پر

اکتفا کرتا ہوں جو صاحب صافی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے اور جو روایات کہ تفسیر صافی سے نقل

ہو چکی ہیں مفسر صاحب بعد نقل روایات لکھتے ہیں اقول[ف] المستفاد من مجموع هذه الاخبار

و غیرها من الروایات من طریق اهل البیت علیهم السلام ان القراٰن الذی

بین اظهرنا لیس بتمامه کما انزل علی محمد بل منه ما هو خلاف ما انزل الله و منه

ما هو مغیر محرف و انه قد حذف عنه اشیاء کثیرة منها اسم علی علیه السلام فی

کثیر من المواضع و منها لفظة اٰل محمد غیر مرة و منها اسماء المنافقین فی مواضعها و منها

غیر ذلک و انه لیس ایضاً علی الترتیب المرضی عند الله و عند رسوله و به قال علی

ابن ابراهیم قال فی تفسیره و اما ما کان خلاف ما انزل الله فهو قوله تع کنتم خیر امة

[ف] میں کہتا ہوں کہ ان احادیث سے اور سوائی انکی اون روایات سے جو بطریق اہل بیت مروی ہیں یہہ حاصل ہوتا ہے کہ جو قرآن ہمارے درمیان موجود ہے یہہ پورا نہیں جسطرح کہ محمد صلعم پر نازل ہوا تہا بلکہ اسمین وہ ہے جو مخالف ہے اوسکی جو اللہ نے نازل کیا اور اس میں تحریف تغیر کیا ہوا ہے اور اسمین سے بہت سی اشیاء نکالی گئی ہیں علی کا نام بہت جگہ سے نکالا گیا۔ لفظ آل محمد چند جگہ سے اور منافقین کے نام اپنی جگہ سے نکالی گئی وغیرہ وغیرہ اور یہہ خدا و رسول کے پسندیدہ ترتیب پر نہیں + علی بن ابراہیم نے اپنے تفسیر میں کہا ہے اور لیکن جو خلاف نزول کے ہیں وہ قولہ تعالی کنتم خیر امۃ ۱۲

(له) اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتومنون بالله فقال
ابوعبدالله علیه السلام لقارئ هذه الایة خیر امة تقتلون امیر المومنین والحسین بن
علی فقیل له فکیف نزلت یا ابن رسول الله فقال انما نزلت خیر ائمة اخرجت للناس
الا ترى مدح الله لهم فی آخر الایة تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر وتومنون بالله
ومثله انه قرئ علی ابی عبدالله الذین یقولون ربنا هب لنا من ازواجنا وذریاتنا
قرة اعین واجعلنا للمتقین اماما فقال ابوعبدالله علیه السلام لقد سالوا
الله عظیما ان یجعلهم للمتقین اماما فقیل له یا ابن رسول الله کیف نزلت فقال
انما نزلت واجعل لنا من المتقین اماما وقوله له معقبات من بین یدیه ومن خلفه
یحفظونه من امر الله فقال ابوعبدالله علیه السلام کیف یحفظ الشیء من امر الله
وکیف یکون المعقب من بین یدیه فقیل له وکیف ذلک یا ابن رسول الله فقال انما
انزلت له معقبات من خلفه ورقیب من بین یدیه یحفظونه بامر الله ومثله
کثیر قال واما ما هو محذوف عنه فهو قوله لکن الله یشهد بما انزل الیک فی علی
کذا انزلت انزله بعلمه والملائکة یشهدون وقوله یا ایها الرسول بلغ ما انزل

له اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر وتومنون بالله۔ ابوعبداللہ نے اس آیت کے پڑھنے والے کو فرمایا کہ امیر المومنین کو اور حسین بن علی کو قتل کرو اور بہتر امت ہو کسینے عرض کیا تو پھر یہ آیت کیونکر نازل ہوئی اے رسول اللہ کے فرزند فرمایا صرف اسطرح نازل ہوئی خیر ائمة اخرجت للناس کیا تو نہیں دیکھتا اللہ تعالے نے آخر آیت میں اونکی مدح کی ہے کہ بھلائی کا حکم کرتے ہو برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اسکی مثل یہہ ہے کہ کسینے امام ابوعبداللہ کے روبرو پڑھا الذین یقولون ربنا هب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرة اعین واجعلنا للمتقین اماما۔ امام ابوعبداللہ نے فرمایا تحقیق بڑی امر کا سوال کیا ہے کہ اونکو متقیوں کا امام بنادے عرض کیا گیا اے رسول اللہ کے فرزند تو یہہ آیت کیونکر نازل ہوئی فرمایا یہہ اسطرح نازل ہوئی تھی واجعل لنا من المتقین اماما۔ اور قول اللہ تعالے له معقبات من بین یدیه ومن خلفه یحفظونه من امر الله ابوعبداللہ نے فرمایا کہ امر سے شی کی کیونکر حفاظت ہوتے ہے اور معقب سامنے کیونکر ہوتا ہے عرض کیا گیا اے رسول اللہ کے فرزند یہہ کیونکر ہے فرمایا یہہ اسطرح نازل ہوئی ہے۔ له معقبات من خلفه ورقیب من بین یدیه یحفظونه بامر الله اور مثل اسکی بہت ہے اور اوسمین جو محذوف ہے وہ قول تعالے لکن الله یشهد بما انزل الیک فی علی۔ اسیطرح نازل ہوئی ہے اور قوله تعالے یا ایها الرسول بلغ ما انزل۔۱۲۔

الیک من ربک فی علی فان لم تفعل فما بلغت رسالته وقوله ان الذین کفروا
وظلموا آل محمد حقہم لم یکن اللہ لیغفر لہم وقولہ وسیعلم الذین ظلموا آل محمد
حقہم ای منقلب ینقلبون وقولہ تری الذین ظلموا آل محمد حقہم فی غمرات الموت ومثلہ
کثیر نذکرہ فی مواضعہ قال واما التقدیم والتاخیر فان آیۃ عدۃ النساء الناسخۃ
التی اربعۃ اشہر وعشر قدمت علی المنسوخۃ التی ہی سنۃ وکان یجب ان یقرأ المنسوخۃ
التی نزلت قبل ثم الناسخۃ التی بعد وقولہ افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاہد
منہ ومن قبلہ کتاب موسی اماما ورحمۃ وانما ہو ویتلوہ شاہد ومنہ اماما
ورحمۃ ومن قبلہ کتاب موسی وقولہ وما ہی الا حیوتنا الدنیا نموت ونحیا و
انما ہو نحیی او نموت لان الدہریۃ لم یقروا بالبعث بعد الموت وانما قالوا نحیی و
نموت فقدموا حرفا علی حرف ومثلہ کثیر قال واما الآیات التی ہی فی سورۃ وتمامہا
فی سورۃ اخری فقول موسی تستبدلون الذی ہو ادنی بالذی ہو خیر اہبطوا مصرا
فان لکم ما سالتم فقالوا یا موسی ان فیہا قوما جبارین وانا لن ندخلہا حتی
یخرجوا منہا فان یخرجوا منہا فانا داخلون ونصف الآیۃ فی سورۃ البقرۃ ونصفہا

سلہ الیک من ربک فی علی من لم تفعل فما بلغت رسالتہ اور قولہ تعالے ان الذین کفروا وظلموا آل محمد حقہم ای
منقلب ینقلبون اور قولہ تعالے تری الذین ظلموا آل محمد حقہم فی غمرات الموت۔ اور مثل اسکی بہت ہی اوسکو اسکی
جگہ ذکر کرینگے اور لیکن تقدیم اور تاخیر پس تحقیق عورتونکی عدت دس دن چار مہینے کے آیت جو ناسخہ ہی آیت منسوخہ
پر مقدم کی گئی ہے جسمین سال بہر عدت ہی اور واجب تہا کہ آیت منسوخہ جو پیشتر نازل ہوئی پہلی پڑہی جاوے پہر
ناسخہ ہوتے جو پیچہے ہے اور قولہ تعالے افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاہد منہ ومن قبلہ کتاب موسی اماما
رحمۃ اور حقیقت مین اسطرح ہے ویتلوہ شاہد منہ اماما ورحمۃ ومن قبلہ کتاب موسی اور قولہ تعالے وما ہی الا حیوتنا
الدنیا نموت ونحیی اور حقیقت مین اسطرح تہا نحیی ونموت ۔ کیونکہ دہریون نے مرنے کے بعد اوٹہنے کا اقرار نہین کیا تہا
اور صرف وہ کہتے تہے کہ ہم زندہ رہینگے اور مر جاوینگے پس ایک حرف کو دوسرے حرف پر مقدم کر دیا اور اسکی مثل بہت سے
فرمایا اور وہ آیتین جو خود ایک سورۃ مین واقع ہین اور اونکا تتمہ دوسری سورۃ مین ہے پس حضرت موسی کا قول
اتستبدلون الذی ہو ادنی بالذی ہو خیر اہبطوا مصرا فان لکم ما سالتم اسکے جواب مین بنی اسرائیل نے کہا یا موسی
ان فیہا قوما جبارین وانا لن ندخلہا حتی یخرجوا منہا فان یخرجوا منہا فانا داخلون ۔ آدہی آیت سورۃ بقرہ اور آدہی ۱۲ ۔

فی سورة المائدة وقولہ اکتتبہا فہی تملی علیہ بکرة واصیلا فردّ اللہ علیہم [ف۱]

وماکنت تتلوا من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون

فنصف الاٰیة فی سورة الفرقان ونصفہا فی سورة العنکبوت ومثلہ کثیر انتہی

کلامہ علاوہ ازین تفسیر آیات مین اس قسم کے بہت روایتین ذکر کی ہین تفسیر سورہ نحل مین ہے وفی الکافی

عنہ (عن الصادق) انہ قراء ان تکون ائمة ہی ازکی من ائمتکم فقیل اما تقراءہا [ف۲]

امة ہی اربی من امة وما بیدہ فطرحہا - سورة واقعہ مین ہے القمی عن الصادق انہ قراء

وطلع منضود قال بعضہ لبعض وفی المجمع روت العامة عن علی انہ قرا رجل عندہ

وطلح منضود فقال ماشان الطلح انما ہو وطلع کقولہ ونخل طلعہا ہضیم فقیل لہ الا

تغیرہ فقال ان القران لا یہاج الیوم ولا یحرک ورواہ عنہ ابنہ الحسن وقیس بن سعد

ورواہ اصحابنا عن یعقوب قال قلت لابی عبد اللہ وطلح منضود قال لا وطلع منضود

علاوہ انکی صدہا روایات ہین جو اثبات تحریف وابطال مدعا مجیب پر اول دلیل ہین - اور جسقدر روایات

واحادیث ثبوت تحریف مین صاحب صافی نے بیان کی ہین اور ہم اوپر نقل کرآئے ہین - اگر اونپر تفصیل کے ساتھ

بحث کیجاوے تو خوف تطویل دامنگیر ہے - بلکہ یہ رسالہ شرح مطالب کو بھی متحمل نہین ہے اسلیے صرف

اسی قدر گذارش پر اکتفا کیجاتی ہے کہ روایات مذکورہ سے مثل روز روشن تحریف کا واقع ہونا اصول شیعہ

بتواتر قطعاً ثابت ہوا - اور فاضل مجیب کا دعوی کہ کتاب اللہ کی تعظیم وتکریم وتقدیم اجماعی اہل ایمان ہے

ف۱ آیت سورہ مائدہ مین ہے اور قولہ تعالے اکتتبہا فہی تملی علیہ بکرہ واصیلا - پس اللہ تعالی نے اونپر رد کردیا وماکنت تتلو من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون - آدھی آیت سورہ فرقان مین ہے اور آدھی سورہ عنکبوت مین ہے اور اس جیسا بہت ہے ۱۲ - ف۲ اور کافی مین امام صادق ع سے مروی ہے کہ آپ نے پڑھا - ان تکون ائمة ہی ازکی من ائمتکم - کسی نے عرض کیا کہ ہم تو اسطرح پڑھتے ہین - امة ہی اربی من امة تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرکے اوسکو ڈال دیا - قمی نے صادق ع سے روایت کیا ہے وطلع منضود - ایک دوسرے کے طرف مائل - مجمع مین ہے عامہ نے علی سے روایت کی ہے کہ کسی شخص نے آپ کے سامنے پڑھا وطلح منضود آپ نے فرمایا طلح کا کیا حال ہے یہ تو صرف وطلع ہے جیسا قولہ تعالے ونخل طلعہا ہضیم کسی نے عرض کیا پھر آپ اسکو بدل نہین دیتے فرمایا اب قرآن ہلایا جاتا اور نہ جنبش دیا جاسکتا ہے اور اسکو آپ سے روایت کیا ہے آپکے فرزند حسن ع نے اور قیس بن سعد نے اور ہماری اصحاب نے اسکو یعقوب سے روایت کیا ہے کہ مینے ابو عبد اللہ سے کہا وطلح منضود فرمایا نہین وطلع منضود ۱۲

جس ہی تو بقرینہ سیاق عبارت یہہ مراد ہے کہ عدم تحریف قرآن اجماعی اہل تشیع ہی باطل ہوا اور ظاہر ہے
کہ اجماع کا انعقاد کسی حکم پر جبتک کہ پہلے اوسپر کوئی دلیل شرعی قائم نہو اور اوسکے لیے کوئی
اصل نہو نہین ہو سکتا - اور جبکہ نقیض حکم پر دلائل قطعیہ قائم ہون تو اس صورت مین خلاف
دلائل قطعیہ کے انعقاد اجماع محال اور غلط ہے اگر اجماع ہوگا تو وہ ایسا ہوگا جیسا نصاری کا اجماع
اسپر کہ عیسی بن مریم ابن اللہ ہین - اور ہرگز یہہ جماع دلائل شرعیہ سے نہ سمجھا جائیگا اور اگر ان روایاتکو
جو عنوانات مختلفہ کے ساتھہ مختلف ائمہ سے مختلف رواۃ نے روایت کیا ہے کذب اور دروغ
اور افترا اور بہتان سمجھا جاوے تو یہہ کذب و افترا کسکی طرف منسوب ہوگا جناب ائمہ باوجود عصمت کے
بطور تقیہ جھوٹ فرما سکتے ہین لیکن ان روایات مین تقیہ کی گنجائش نہین بلکہ ان کا اظہار خلاف
تقیہ کے ہے کیونکہ مخالفین کے مخالف ہی تو ایسی حالت مین یہہ کذب ائمہ کیطرف کیونکر نسبت
کیا جائے اگر تقیہ کی گنجائش ہوتی تو حضرات شیعہ اس کذب و افترا سے اونہین کے پاک دامنونکو
ملوث فرماتے - اور رواۃ اگر ایک دو ہوتی یا ضعفا و مجاہیل و کذاب وضاع ہوتی تو البتہ مضائقہ
نہتھا کہ یہہ کذب اونہین کے نامہ اعمال مین سمجھا جاتا - لیکن جب ثقات و معتبرین کثیر التعداد نے روایت
کی ہے علی الخصوص اونہین سے اکی ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی اور اونکے اوستاد علی بن
ابراہیم نے اپنے اساتذہ سے جو ثقات و معتبرین ہین تخریج کی ہے اور کوئی روایت معارض
انکی پائی نہین جاتی جسکی وجہ سے ان روایات کو دروغ سمجھا جاوے اور اگر ہے تو محمول تقیہ پر ہو سکتی ہے
تو ایسی صورت مین کذب رواۃ ہرگز قرین قیاس نہین بلکہ بداہۃً معلوم ہوتا ہے کہ انکی رواۃ عدول
و ثقات نے جیسا ائمہ سے سنا اوسیطرح روایت کردیا پس اگر آپ ان رواۃ کو جھوٹا مانئین یہہ بھی
بعید از انصاف ہی اور کوئی تیسرا احتمال باقی نہین رہا جو جھوٹ کا رہستہ ہو مگر یہہ کہ تمام رواۃ نے
عن آخرہم خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کے بغض و عداوت اور صحابہ کی مخالفت پر متفق ہو کر اپنی اسلام
مین یہہ رخنہ ڈالا اور یہہ افترا اور بہتان باندہا جس سے اپنے دین و ایمان کو اپنی ہاتھون آپ برباد
کردیا اور آیت شریفہ کا مضمون صادق آیا یخربون بیوتہم بایدیہم وایدی المومنین فاعتبروا

یا اولی الابصار۔ اور اسکا قائل ہونا عین تسنن ہی۔ غرض روایات مذکورہ سے کلام مجید مین تحریف کا خلفاء و صحابہ کبیطرفسے واقع ہونا متواتر المعنے ثابت ہوگیا اب اسکے بعد ہمکو کچہہ ضرورت نہین تہی کہ ہم اپنی فاضل مخاطب کے دعوے کے ابطال کیلئے یہہ ثابت کرین کہ اکابر و اعاظم متشعین کا مذہب ہی کہ قرآن شریف مین تحریف ہوئی اور بعض متاخرین نے بہی تصریح کی ہے اور اسیلیے قرآن مجید کو اپنے مقابلہ مین قابل حجت و استدلال نہین سمجہا ہے کیونکہ جب ایک امر امہ سے متواتر المعنے ثابت ہو گیا اور اوسمین کسی قسم سے نہ تقیہ کو راہ ہے نہ تاویل کی گنجائش ہے تو ایسے امر کا انکار فی الحقیقت امامت ائمہ کا انکار ہے جسکو شاید ہماری فاضل مخاطب کفر و الحاد اعتقاد فرماتے ہونگے لیکن چونکہ ہماری حضرت مخاطب کو اسیطرف تعطش ابد الوصف ہی اور نہایت مبالغہ کے ساتہہ اسکا انکار ہے اسلیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نقل مذاہب بیان کر کے قوت و ترجیح اصول و قواعد مسلمہ شیعیہ تحریر کرین پس اسکی لیے بہی زیادہ تکلف کی ضرورت نہین ہے اوسی تفسیر صافی کا مقدمہ سادسہ آخر سے ملاحظہ فرماوین وہ لکہتے ہین۔ واما[1] اعتقاد مشائخنا رحمہم اللہ فی ذلک فالظاہر من ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی طاب ثراہ انہ کان یعتقد التحریف والنقصان فی القران لانہ روی روایات فی ہذا المعنی فی کتابہ الکافی ولم یتعرض لقدح فیہا مع انہ ذکر فی اول الکتاب انہ یثق بما رواہ فیہ وکذالک استادہ علی بن ابراہیم القمی رہ فان تفسیرہ مملوء منہ ولہ غلو فیہ وکذالک الشیخ احمد بن ابیطالب الطبرسی قدس سرہ فانہ ایضا نسج علی منوالہما فی کتاب الاحتجاج اما الشیخ ابو علی الطبرسی فانہ قال فی مجمع البیان اما الزیادۃ

شیخ کلینی معتقد ہے تحریف قرآن کا ۱۲

[1] اور لیکن اس بارہ مین ہمارے مشائخ رحمہم اللہ کا اعتقاد پس ظاہر ہے محمد بن یعقوب کلینی طاب ثراہ قرآن مین تحریف و نقصان کا معتقد تہا کیونکہ اوسی اس باب مین اپنی کتاب کافی مین بہت سی روایتین روایت کی ہین اور اونمین قدح سے تعرض نہین کیا باوجودیکہ اوسنے شروع کتاب مین ذکر کیا ہے کہ وہ ان روایتون پر جو اوسمین روایت کی ہین اعتماد کرتا ہے اور اسیطرح اوسکا اوستاد علی بن ابراہیم قمی اوسکی تفسیر اس سے بہری ہوئی ہے اور اوسکو اس مین نہایت غلو ہی اور اسیطرح شیخ احمد بن ابیطالب طبرسی قدس سرہ نے اپنے کتاب احتجاج مین اونہی دونوں کی منوال پر چلا ہے لیکن شیخ ابو علی طبرسی پس اوسنے مجمع البیان مین کہا ہے ۱۲

فيه فمجمع على بطلانه واما النقصان فيه فقد روى جماعة من اصحابنا وقوم من حشوية [1]
العامة ان في القرآن تغييرا ونقصانا والصحيح من مذهب اصحابنا خلافه وهو الذي
نصره المرتضى ره واستوفى الكلام فيه غاية الاستيفاء في جواب المسائل الطرابلسيات وذكر
في مواضع ان العلم بصحة نقل القرآن كالعلم بالبلدان والحوادث الكبار والوقائع
العظام والكتب المشهورة واشعار العرب المسطورة فان العناية اشتدت والدواعي
توفرت على نقله وحراسته وبلغت حدا لم يبلغه فيما ذكرناه لان القرآن معجز النبوة
ومأخذ العلوم الشرعية والاحكام الدينية وعلماء المسلمين قد بلغوا في حفظه
وحمايته الغاية حتى عرفوا كل شيء اختلف فيه من اعرابه وقرائته وحروفه واياته فكيف يجوز
ان يكون مغيرا او منقوصا مع العناية الصادقة والضبط الشديد وقال ايضا
قدس الله روحه ان العلم بتفصيل القرآن وابعاضه في صحة نقله كالعلم بجملته وجرى
ذلك مجرى ما علم ضرورة من الكتب المصنفة ككتاب سيبويه والمزني فان اهل العناية
بهذا الشان يعلمون من تفصيلهما ما يعلمونه من جملتهما حتى لو ان مدخلا ادخل في كتاب
سيبويه بابا في النحو ليس من الكتاب لعرف وميز وعلم انه ملحق وليس من اصل الكتاب

---

[1] کہ قرآن میں زیادتی کا باطل ہونا تو متفق علیہ ہے لیکن کمی کا ہونا پس ہماری اصحاب میں سے ایک جماعت نے اور حشویہ عامہ میں سے ایک قوم نے روایت کیا ہے کہ قرآن میں تغیر اور کمی ہے اور صحیح یہ ہے کہ ہمارے اصحاب کا مذہب اسکے خلاف ہے اور اسکی نصرت سید مرتضی نے کی ہے اور جواب مسائل طرابلسیات میں کلام کو غایت درجہ استیفاء پہنچایا ہے اور ذکر کیا ہے کہ قرآن کی نقل کے صحت کا علم مثل علم شہروں اور بڑے بڑے حوادث اور وقائع اور مشہور کتابوں اور عرب کے لکھے ہوئے شعر کی ہے پس تحقیق اوسکی نقل و حفاظت پر توجہ شدید اور دواعی وافر ہیں اور اس حد کو پہنچ چکے ہیں کہ امور مذکورہ اس حد کو نہیں پہنچے کیونکہ قرآن نبوت کا معجزہ اور علوم شرعیہ اور احکام دینیہ کا ماخذ ہے اور علماء اہل اسلام اوسکی حفظ و حمایت میں غایت درجہ کو پہنچ چکے یہانتک کہ اوسکی ہر ایک شی مختلف فیہ کو اعراب و قرات اور حروف اور آیات کو پہچان لیا تو باوجود اس سچی توجہ اور نہایت ضبط کی کیونکر ممکن ہے کہ بدلا ہوا یا کم کیا ہوا ہو اور نیز مرتضی قدس روحہ نے فرمایا ہے کہ قرآن کے تفصیل و اجزاء کا علم صحت نقل میں اوسکے مجموعہ کے برابر ہے اور یہ بمنزلہ اوسکے ہے جو کتب مصنفہ ہیں بداہتہً معلوم ہے مثل سیبویہ اور مزنی کی کتاب کے کیونکہ اس فن کے توجہ والے جسقدر اوسکے جملے کو جانتے ہیں اوسیقدر اوسکی تفصیل واقف ہیں یہانتک کہ اگر کوئی شخص نحو کا کوئی ایسا باب کتاب میں بڑھا دے جو اوسمیں نہو تو صاف پہچانا جائیگا اور جدا ہوگا اور معلوم ہوگا کہ یہ ملحق ہے اور اصل کتاب میں سے نہیں ہے ۔۔ ۱۲

وكذلك القول في كتاب المزني[1] ومعلوم ان العناية بنقل القرآن وضبطه اصدق من
العناية بضبط كتاب سيبويه ودواوين الشعراء وذكر ايضا ان القرآن كان على عهد
رسول الله مجموعا مولفا على ما هو عليه الآن واستدل على ذلك بان القرآن كان
يدرس ويحفظ جميعه في ذلك الزمان حتى عين على جماعة من الصحابة في حفظهم له و
انه كان يعرض على النبي ويتلى عليه وان جماعة من الصحابة مثل عبد الله بن مسعود
وابي بن كعب وغيرهما ختموا القرآن على النبي عدة ختمات وكل ذلك يدل بادنى تامل
على انه كان مجموعا مرتبا غير مبتور ولا مبثوث وذكر ان من خالف في ذلك من الامامية
والحشوية لا يعتد بخلافهم فان الخلاف في ذلك مضاف الى قوم من اصحاب الحديث
نقلوا اخبارا ضعيفة ظنوا صحتها لا يرجع بمثلها عن المعلوم المقطوع على صحته
اس سے پہلے کہ مین جو واس لغو تاویل کے جو بجاو ضد روایات صحیحہ کے فرمائی ہے تغلیط کرون مناسب معلوم
ہوتا ہے کہ جو اسکی تغلیط صاحب صافی نے کی ہے نقل کرون اور بعد اوسکے پہر گذارش کرونگا کہ اصول
شیعہ کے موافق حق کیا ہے اور راجح کسکا قول ہے اب صرف مفسر صافی کی تحقیق سن لیجیے وہ
فرماتے ہین - اقول[2] لقائل ان یقول کما ان الدواعی کانت متوفرة علی نقل القرآن
وحراسته من المؤمنين كذلك كانت متوفرة على تغييره من المنافقين المبدلين للوصية

---

[1] اوسیطرح مزنی کی کتاب مین بہی کہا جاسکتا ہے اور معلوم ہے کہ قرآن کی نقل پر زیادہ توجہ اور اوسکا ضبط سیبویہ کی کتاب اور شعراکے دیوانون کے ضبط سے زیادہ سچے ہین اور نیز ذکر کیا ہے کہ زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین اسکی موافق جمع مجموع تہا جیسا اب ہے اور اس پر اسطرح استدلال کیا ہے کہ اوس زمانہ مین تمام قرآن کے حفظ اور تدریس ہوتی تہی یہانتک کہ صحابہ مین سے ایک جماعت اوسکی حفظ کے لیے مقرر ہوئی اور حضرت صلعم پر پیش ہوتا تہا اور آپ پر پڑہا جاتا تہا اور صحابہ مین سے ایک جماعت نے مثل عبد اللہ بن مسعود رضہ اور ابی بن کعب رضہ وغیرہ نے بہت سی ختم آپکو سنائی اور یہہ ادنی تامل کے ساتہہ اسپر دلالت کرتا ہے کہ قرآن مجموع مرتب تہا پراگندہ نہ تہا اور بیان کیا ہے کہ اس باب مین جو لوگ امامیہ اور حشویہ مخالف ہوئی ہین اونکا خلاف معتبر نہین ہے کیونکہ اس بارہ مین خلاف محدثین مین سے ایک قوم کیطرف منسوب ہے جنہون نے صحیح سمجہکر ضعیف حدیثین نقل کی ہین اون جیسی روایات کے ساتہہ ایسے امر سے نہین رجوع کیا جاتا جسکی صحت یقینی ہے ۱۲

[2] مین کہتا ہون کہ معترض کو گنجائش ہے کہ جیسے مومنین کیطرف سے قرآن کی نقل کے حفاظت پر دواعی وافر تہے اسیطرح منافقون وصیت کے بدلنے والون ۱۲ -

المغيرين للخلافة لتضمنه ما ينافي رأيهم وهو اعم والتغيير فيه ان وقع فانما وقع قبل انتشاره في البلدان واستقراره على ما هو عليه الآن والضبط الشديد بانه كان بعد ذلك فلا تنافي بينهما بل لقائل ان يقول انه ما تغير في نفسه وانما التغيير في ما بهم اياه وتلفظهم به فانهم ما حرفوا الا عند نسخهم من الاصل وبقي الاصل على ما هو عليه عند اهله وهم العلماء به فما هو عند العلماء ليس بمحرف وانما المحرف ما اظهروه لاتباعهم واما كونه مجموعا في عهد النبي على ما هو عليه الآن فلم يثبت وكيف كان مجموعا وانما كان ينزل نجوما وكان لا يتم الا بتمام عمره واما درسه وختمه فانما كانوا يدرسون ويختمون ما كان عندهم منه لا تمامه — اسکے بعد شیخ صدوق اور شیخ طوسی کا مذہب ذکر کرکے اوسکا ابطال وتغلیط کرتا ہے اسلیے اوسکو بھی نقل کردون تاکہ ہمارے فاضل مجیب کے دل مین حسرت نرہجاوے — وقال شیخنا الصدوق رئیس المحدثین محمد بن علی بن بابویه القمی طیب الله ثراه في اعتقاداته اعتقادنا ان القرآن الذي انزل الله على نبيه هو ما بين الدفتين وما في ايدي الناس ليس اكثر من ذلك قال ومن نسب الينا انا نقول انه

لے خلافت کے اونھی طلبون کے طرفسے قرآن کے تحریف پر وہ اعی دافر بتی کیونکہ قرآن اونکی رائی اور خواہش کے مخالف تضمن تہا اور اگر اوسمین تحریف واقع ہوئی ہے تو شہرون مین پہیلنے اور جس ترتیب پر اب ہے۔ اس پر مستقر ہونے سے پیشتر واقع ہوئی اور ضبط شدید بہی صرف اسکے بعد ہی تہا تو اوسمین باہم کچھہ منافات نہین ہی۔ بلکہ کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ نفس قرآن مین کچھہ تغیر نہین ہوا تغیر صرف اونکے لکھنے مین اور پڑھنے مین ہوا ہے۔ کیونکہ اونہون نے تحریف اصل سے نقل کرنے کے وقت اوسمین کی ہے اور اصل جیسا تہا ویسا ہی اوسکی اہل کے پاس موجود ہے اور وہ علما مین تو جو علماء کے پاس ہے وہ محرف نہین ہے محرف صرف وہ ہے جو اونہون نے اپنے اتباع کے لیے ظاہر کیا۔ اور اسکے موافق جیسا اب ہے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کے عہد مین مجموع ہونا ثابت نہین ہوا اور اوسوقت کیونکر مجموع ہو سکتا ہے کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نازل ہوتا تہا اور حضرت کی عمر شریف کے تمام ہونے پر تمام ہوا اور قرآن کا درس اور ختم صرف اوسیقدر کا تہا جسقدر اونکے پاس تہا نہ تمام کا۔

۲ے اور ہمارے شیخ صدوق رئیس المحدثین طیب اللہ ثراہ نے اپنے اعتقادات مین کہا ہے ہمارا اعتقاد یہہ ہے کہ قرآن جو اللہ نے اپنے نبی پر نازل کیا وہی ہے جو دفتین اور لوگون کے ہاتہو مین ہے اس سے زیادہ نہین اور جو ہماری طرف منسوب کرے کہ ہم قائل ہین الخ

اکثر من ذلک فهو کاذب وقال شیخ الطائفة محمد بن الحسن الطوسی رحمة الله علیه فی تبیانه واما الکلام فی زیادته ونقصانه فمما لا یلیق به لان الزیادة فیه مجمع علی بطلانه والنقصان منه فالظاهر ایضا من مذهب المسلمین خلافه وهو الالیق بالصحیح من مذهبنا وهو الذی نصره المرتضی رہ وهو الظاهر فی الروایات غیر انه رویت روایات کثیرة من جهة الخاصة والعامة بنقصان کثیر من آی القرآن ونقل شئ منه من موضع الی موضع طریقها الآحاد التی لا توجب علما فالاولی الاعراض عنها وترک التشاغل بها لانه یمکن تاویلها ولو صحت لما کان ذلک طعنا علی ما هو موجود بین الدفتین فان ذلک معلوم صحته لا یعترضه احد من الامة ولا یدفعه وروایاتنا متناصرة بالحث علی قرائته والتمسک بما فیه ورد ما یرد من اختلاف الاخبار فی الفروع الیه وعرضها علیه فما وافقه عمل علیه وما خالفه یجتنب ولم یلتفت الیه وقد ورد عن النبی ص روایة لا یدفعها احد انه قال انی مخلف فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بهما لن تضلوا کتاب الله وعترتی اهل بیتی وانهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض وهذا یدل علی انه موجود فی کل عصر

ل: قرآن اس سے زیادہ ہے وہ جھوٹا ہے اور شیخ طوسی محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تبیان میں کہا ہے کہ قرآن کے زیادتی وکمی میں کلام کرنا لائق نہیں کیونکہ زیادتی کا باطل ہونا اتفاقی ہے اور کمی ہونا بھی ظاہرا تمام مسلمانوں کے مذہب کے خلاف ہے اور یہی ہمارے صحیح مذہب کے لائق ہے اور اسکی مرتضے نے بھی تائید کی ہے اور روایات سے بھی یہی ظاہر ہے مگر یہہ کہ قرآن میں سے بہت سی آیتیں کم ہونے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے میں شیعہ اور غیر شیعہ کے طریقہ سے بہت روایات مروی ہوئی ہیں انکا طریق آحاد ہے جو مفید علم یقین کو نہیں ہو سکتا تو اونسے اعراض کرنا اور انمیں مشغولی ترک کرنا اولے ہے کیونکہ اونکی تاویل ممکن ہے اور اگر یہہ روایات صحیح ہوں تو یہہ طعن اسپر نہیں ہے جو اب بین الدفتین موجود ہے کیونکہ اسکی صحت یقینی ہے امت میں سے اسپر نہ کوئی اعتراض کرتا ہے نہ کوئی رد کرتا ہے اور ہماری روایتیں اسکی قرأت پر برانگیختہ کرنے کی اور اسکے ساتھ تمسک کے اور فروعی اختلاف احادیث کے اسکی طرف لوٹانے کے اور اسپر پیش کرنے کی باہم تائید کرتے ہیں چنانچہ جو حدیث اسکی موافق ہو گی اوسپر عمل ہو گا اور جو اسکے مخالف ہوئی اوس سے اجتناب ہو گا اور اوسکی طرف التفات نہو گا اور تحقیق نبی سے روایت وارد ہوئی ہے جسکو کوئی رد نہیں کرتا کہ میں تم میں ثقلین کو چھوڑتا ہوں اگر تم اونکے ساتھ تمسک کرو گے تو ہرگز گمراہ نہو گے ایک قرآن دوسرے میری عترت میری اہلبیت اور یہہ جدا نہو نگی یہانتک کہ میرے پاس حوض پر آئینگے اور یہہ اسپر دال ہے کہ قرآن

لانہ لا یجوز ان یامرنا بالتمسک بما لا نقدر علی التمسک بہ کما ان باھل البیت ومن یجب اتباع قولہ حاصل فی کل وقت واذا کان الموجود بیننا مجمعاً علی صحتہ فینبغی ان یتشاغل بتفسیرہ وبیان معانیہ وترک ما سواہ یہانتک نقل کرکے علامہ صاحب تفسیر صافی نے اسکی بہی تغلیط وتردید کردے اور فرمایا اقول یکفی فی وجودہ فی کل عصر وجودہ جمیعاً کما انزل اللہ محفوظاً عند اھلہ ووجود ما احتجنا الیہ من عندنا وان لم نقدر علی الباقی کما ان الامام کذلک فان الثقلین سیان فی ذلک ولعل ھذا ھو المراد من کلام الشیخ واما قولہ ومن یجب اتباع قولہ فالمراد بہ البصیر بکلامھم فانہ فی زمان غیبتھم قائم مقامھم لقولھم علیہ السلام انظروا الی من کان منکم قد روی حدیثنا ونظر فی حلالنا وحرامنا وعرف احکامنا فاجعلوہ بینکم حاکماً فانی قد جعلتہ علیکم حاکماً الحدیث انتہی کلامہ

بندہ گذارش کرتاہے کہ آپکے شیخ صدوق اور شیخ مرتضی اور طوسی نے جو اپنا مذہب عدم تحریف قرآن قرار دیاہے اور عدم تحریف کو راجح مذہب تشیع سے لکھاہے باعتبار قواعد شرعیہ مسلمہ آپکے بالکل غلط ہے قطع نظر اون دلائل سے جو کہ انکے مذہب کے بطلان مین صاحب صافی نے ذکر کی ہین اور بہی بہت دلائل اسکے بطلان پر دلالت کرتے ہین یعنی جسقدر روایات صحاح وحسان وقوع تحریف پر دلالت کرتے ہین اگرچہ ہر ایک اونمین سے خبر احاد اور ظنی ہے لیکن جب اوسکی قدر مشترک کو دیکہا جاتاہے کہ وہ مختلف کثیر التعداد رواۃ نے مختلف ائمہ سے روایت کیاہے

ا؎ کیونکہ ممکن نہین ہمکو ایسے چیز کے تمسک کا حکم کرین جسکی تمسک پر ہمکو قدرت نہو چنانچہ اہلبیت اور جسکی قول کا اتباع واجب ہی ہر وقت حاصل ہے اور جب موجود قرآن کے صحت کے متفق علیہ ہی تو اوسکی تفسیر اور بیان معانی مین مشغول ہونا اور اوسکی ماسوا کو ترک کرنا لائق ہے۔ تمام ٢؎ مین کہتاہون کہ ہر زمانہ مین اوسکی وجود کی لیے تمامہ جیسا خدا نے نازل فرمایا اوسکی اہل کے پاس موجود ہونا اور ہمارے حاجت کے موافق ہمارے پاس موجود ہونا کافی ہے اگرچہ ہمکو باقی پر قدرت نہو چنانچہ امام بہی اسیطرح ہے کیونکہ ثقلین اس باب مین برابر ہین اور شاید کلام شیخ سے یہی مراد ہو۔ اور قول اوسکا ومن یجب اتباع قولہ۔ مراد اس سے اونکی کلام کا بصیر ہے کیونکہ وہ اونکی غیبت کے زمانہ مین اونکے قائم مقام ہے۔ ہم مین سے جس نے ہماری حدیث روایت کی اور ہماری حلال اور حرام مین نظر کی اور ہماری احکام کو پہچانا اوسکو

تو یہہ متواتر المعنے ہوکر درجہ قطعیہ کو پہونچ چکا ہے اور مثل اون روایات کے جنکو علمار طائفہ نے متواتر المعنے تسلیم کرلیا ہے ہوگیا ہے علامہ شہید ثانے معالم الاصول مین فرماتے ہین قد تکثر الاخبار[۱] فی الوقائع ویختلف لکن یشتمل کل واحد منہا علی معنی مشترک بینہا بجہۃ التضمن والالتزام فیحصل العلم بذلک القدر المشترک ویسمے المتواتر من جہۃ المعنی وذلک کوقائع امیر المؤمنین فی حروبہ من قتلہ فی غزاۃ بدر کذا وفعلہ فی احد کذا الی غیر ذلک بانہ یدل بالالتزام علی شجاعتہ وقد تواتر ذلک منہ وان کان لا یبلغ شئ من تلک الجزئیات درجۃ القطع - شہید ثانے کی اس شہادت سے صریح مستفاد ہوتا ہے کہ اخبار کثیرہ مین معنے مشترک اگرچہ وہ بجہۃ التضمن والالتزام مدلول روایات ہوتا ہم متواتر المعنے ہوکر مفید قطعیہ کو ہوگا پس اگر روایات کثیرہ مین معنے مشترک مدلول روایات باعتبار مطابقہ ہوگا تو وہ اوسے یہہ ہے کہ متواتر اللفظ ہو ورنہ اوسے درجہ ہے کہ متواتر المعنے ہوگا - اب اگر وقوع تحریف کی روایات کثیرہ کو تتبع کیا جاوے تو ہر ایک سلسلہ و مند احاد ہی ہی لیکن مجموعہ مفید تواتر کو ہے اور ثبوت وقائع امیر المؤمنین سے اسکا ثبوت بدرجہا زائد ہے تو وقوع تحریف کا تواتر بالاولے ثابت ہوا کیونکہ وقوع تحریف کے ثبوت پر قطع نظر اوسکے تواتر کے قرائن قاطعہ بہی دلالت کرتے ہین - ظاہر ہے کہ بعد انتقال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بنا بر اصول مسلمہ تشیع تمام صحابہ اہلبیت سے منحرف ہوگئے اور اونکے حقوق غصب کرکے خود خلفا بن بیٹھے تو اس صورت مین اپنے ترویج خلافت کیلیے جسقدر کرین تہوڑا ہے پہر یہہ بہی ظاہر ہے کہ قرآن کے جمع و تالیف بطور خود اونہون نہی کرلی تہی اور اہلبیت مین سے کسیکو اوسمین شامل نہین کیا بلکہ جناب امیر نے اسی لیے اپنا قرآن علیحدہ جمع کیا تو ان قرائن سے صاف پایا جاتا ہے کہ اسکی جمع و تالیف کے وقت ضرور خرابی کیگئی ہوگی تو اس سے

[۱] واقعات مین کبہی احادیث کثیرہ ہوتے ہین اور باہم مختلف ہوتے ہین لیکن اونمین سے ہر ایک ایسی معنی پر جو باعتبار تضمن اور التزام کے مشترک ہوتا ہے متضمن ہوتے ہین تو اس قدر مشترک کا یقین حاصل ہوجاتا ہے اور اسکا نام متواتر من جہۃ المعنی ہے اور یہہ جیسا امیر المومنین کے حروب کے واقعات کہ جنگ بدر مین فلان فلان کو نے مارا اونکو قتل کیا اور جنگ احد مین فلان کام کیا بغیر ذلک - تو یہہ التزاما آپکی شجاعت پر دلالت کرتا ہے اور یہ متواتر ہے اگرچہ ان جزئیات مین سے کوئی بہی یقین تک

ثابت ہوا کہ قرآن میں تحریف کا واقع ہونا متواتر اور یقینی ہے جسکا انکار آپ جانتے ہیں کہ گیا حکم رکھتا ہے پس آپکے شیخ صدوق اور مرتضی اور طوسی نے جو اسکا انکار کیا وہ انکار متواتر اور قطعی کا ہے اور ہرگز قابل التفات اہل دین و دیانت میں امین شیعین نہیں ہے بلکہ حق وہی ہے جو آپکے ثقۃ الاسلام کلینی اور اونکے اوستاد صاحب الامام نے فرمایا ہے ۔ مسلمنا کہ یہہ روایات احادی سہی لیکن ہم کہتے ہیں کہ جبکہ خبر واحد موئید بالقرائن ہو تو اوسوقت علی الاصح مفید علم یقین کو ہوتی ہے ۔ اپنی شہید ثانی کی شہادت سنیے ۔

وخبر الواحد هو ما لم یبلغ حد التواتر سواء کثرت رواته او قلت ولیس شانها افادة العلم بنفسها نعم قد یفیده بانضمام القرائن الیه ویزعم قوم انه لا یفید وان انضمت الیه القرائن والاصح الاول ۔ پس اگر اسکو متواتر نہ مانیں تو بھی باوجود اخبار احاد ہونے کے بانضمام قرائن مفید قطع کو ہے تو بھی مثل متواتر کے ہوا اور اسکا انکار مثل انکار متواترات کے سمجھا جائیگا ۔ اور ہرگز قابل اعتبار نہوگا ۔ دوسری یہہ کہ مرتضے کا انکار ایک ایسی غلطی سے ناشی ہے اور ایسی خطا پر مبنی ہے جس غلطی کو علماء طائفہ نے غلط تسلیم کرکے تصریح کی ہے وہ یہہ کہ سید مرتضی مدعی ہوا ہے کہ خبر واحد پر عمل جائز نہیں ہے اور اپنے کمال دانشمندی سے قائل ہوا ہے کہ ہماری مسائل فقہیہ متواترات سے ثابت ہیں حالانکہ سید کا یہہ خیال بالکل غلط اور پوچ تھا شہید ثانی نے معالم الاصول میں لکھا ہے قال العلامة فی النهایة اما الامامیة فالاخباریون منهم لم یعولوا فی اصول الدین وفروعه الا علی اخبار الاحاد المرویة عن الائمة والاصولیون منهم کابی جعفر الطوسی وغیره وافقوا علی قبول خبر الواحد ولم ینکره سوی المرتضی واتباعه لشبهة حصلت

[^1]: اور خبر واحد وہ ہے جو حد تواتر تک نہ پہنچے خواہ راوی اوسکے بہت ہوں یا تہوڑے اور یقین کا فائدہ دینا بنفسہ اسکا کام نہیں ہاں اوسکے ساتھ قرائن کے انضمام سے کبھی یقین کا فائدہ دیتی ہے اور ایک گروہ کہتا ہے کہ وہ باوجود شمول قرائن کے بھی یقین کا فائدہ نہیں دیتی اور اول صحیح تر ہے ۱۲ ۔

[^2]: علامہ نے نہایہ میں کہا ہے کہ امامیہ میں سے اخباریوں نے تو اپنے اصول اور فروع دین میں بجز اخبار احاد کے جو ائمہ سے مروی ہیں اور کسی پر اعتماد نہیں کیا اور جو ان میں سے اصولی مثل ابوجعفر طوسی کے خبر واحد کے قبول کرنے میں انکی موافق ہوگئے اور بجز مرتضی اور اوسکے اتباع کے اور کسیکی اسکا انکار نہیں کیا اور یہہ بسبب ایک شبہ کے تھا جو اونکو پیش آیا تھا ۱۲ ۔

١ لهم وقد حكى المحقق عن الشيخ سلوك هذا الطريق في الاحتجاج للعمل بالاخبار المروية
عن الائمة مقتصرا عليه فادعى الاجماع على ذلك اس سے صاف ثابت ہے کہ سید مرتضی کا
روایات احاد کے نسبت انکار صریح اونکی غلطی ہے اور اگرچہ اسکے تغلیط و تردید مین چار صفحہ
کی قدر صرف کیے ہین اور ظاہر ہے کہ ماتحن فیہ مین بھی دعوی تحریف سے انکار اوسی غلطی سے
ناشی ہے کیونکہ جگہ جگہ اپنی دلیل مین اخبار کے ضعف و عدم اعتبار کو اپنا مستدل قرار دیتے ہین
اور یہہ نہین بیان کرتے کہ ان روایات مین کسوجہ سے ضعف ہے کوئی راوی فاسد المذہب یا کذاب
وضاع درمیان سلسلہ سند کے واقع ہوا ہے یا کس وجہ سے ضعف ہے - اور عبارات منقولہ سے ظاہر ہے
کہ ابو علی طبرسی کا انکار اور محمد بن الحسن طوسی کے تردید اتباع و تقلید آپکے سید مرتضی کے ہے اور وہ بھی
بناء فاسد علی الفاسد کے قبیلہ سے ہے ابو علی طبرسی بھی فرماتے ہین وھو الذی نصرہ المرتضی اور
طوسی صاحب بھی فرماتے ہین وھو الذی نصرہ المرتضی پھر جو کچھہ دلائل ذکر کرتے ہین وہ قطع نظر اس سے
کہ معارض روایات قطعیہ کو ہین ایسے مہمل اور لاطائل ہین کہ ادنے تامل بلکہ بدون فکر و تامل کے بداہۃ غلط
معلوم ہوتے ہین - چنانچہ مفسر صاحب صافی نے انکو دو جملون مین باطل کر دیا ہے پھر اون دلائل کو قطعیات
و یقینیات سمجھنا آپکے محققین کی خوش فہمی ہے - رہی آپکے صدوق صاحب قطع نظر اس سے کہ وہ
کلینی اور اونکی اسناد وغیرہ کی تکذیب کر رہے ہین اور اونکو جھوٹا بنا رہے ہین دلیل کوئی نہین بیان فرماتے
بدون دلیل دعوی فرما رہے ہین دعوی بلا دلیل آپ ہی جانتے ہین مردود ہے بمقابلہ قائلین تحریف کے
جنکا دعوی مع بینہ و برہان کے ہے بالکل لغو سمجھا جائیگا - اگر صدوق صاحب نے خلاف ائمہ اپنی غلطی سے
کوئی خاص عقیدہ اپنا کر لیا جسکی کوئی اصل نہین تو وہ کیونکر قابل اعتبار سمجھا جائیگا پھر اسپر طرفہ تماشا یہ ہے
کہ یہہ بھی آپکے صدوق صاحب فضائل مین جمع کرنا جناب امیر کا کتاب اللہ کو روایت کرتے ہین ایک
بڑی طویل حدیث جو جناب امیر نے اخو الیہود کو خطاب کر کے فرمائی اوسمین حضرت کے وفات کے

---

١ اور محقق نے شیخ سے احتجاج مین اس رستہ پر چلنا ائمہ کی احادیث مرویہ پر عمل کرنے کے سبب اوسپر
اقتصار کر کے حکایت کیا ہے اور اسپر اجماع کا دعوی کیا ہے ۱۲

قصہ مین مذکور ہے حملت نفسی علی الصبر عند وفاتہ بلزوم الصمت والاشتغال بما امرنی من تجہیزہ وغسلہ وتحنیطہ وتکفینہ والصلوٰۃ علیہ ووضعہ فی حفرتہ وجمع کتاب اللہ وعہدہ الی خلقہ لا یشغلنی عن ذلک بادر دمعۃ ولا ھائج زفرۃ[1] کوئی حضرت کے اولیا سے پوچھے کہ جب کتاب اللہ شائع ذائع تھی اور اوسمین اندیشہ تحریف نہ تھا تو آپنے کیون اسقدر عجلت کے ساتھہ جمع فرمایا اور علاوہ اسکے اگر وہ اسکے مطابق ہے تو اسقدر کیون ائمہ کے پاس صندوق تقیہ مین مخفی طور پر بند چلا آیا اور اگر اسکے مخالف ہے تو صاف واضح ہے کہ اس قرآن مین تحریف ہے جو صحابہ نے جمع کیا اور یا اوس مین حضرت امیر نے معاذ اللہ تحریف فرمائی جو خود جمع فرمایا۔ (۳) علاوہ اسکے وہ روایات جو وقوع تحریف پر دال ہین مثبت ہین اور منکرین تحریف کا دعویٰ محض نفی اور اول تو کوئی روایت اس مدعا کی مثبت پائی نہین جاتی اگر پائی جائیگی تو وہ بھی نافی ہوگی اور ظاہر ہے کہ مثبت نافی پر مقدم ہے تو اسلیے دعویٰ منکرین تحریف کا باطل ہوگا اور مثبتین کا ثابت (۴) ظاہر ہے کہ جسقدر روایات مثبت تحریف مروی ہوئی ہین انمین احتمال تقیہ بالکل منتفی ہے کیونکہ اسوقت تحریف کسیکا مذہب نہین تھا جسکی رعایت کے وجہ سے تقیۃً ائمہ نے ایسا ارشاد فرمایا ہو۔ اور وہ روایات کہ جنکا شیخ طوسی اپنے استدلال مین حوالہ دیتے ہین اور اون روایات پر اعتماد کرکے تحریف کو ساقط الاعتبار سمجھتے ہین جو حث علی التلاوۃ پر دلالت کرتے ہین تو یہہ بھی غلط ہے کہ وہ اس موجود کے نسبت ہو بلکہ بشرط دستیابی اوس اصلی قرآن کی نسبت ہوگا جو خاص ائمہ ہی کے پاس ہے۔ مسلّما کہ یہہ ہی قرآن مجید ہے جو اہل سنت کا قرآن ہے لیکن جائز ہے کہ اوسکے نسبت حث اور وعدہ حصول ثواب محض تقیہ کے طور پر ارشاد ہوا ہو کا جب خلفا کے ساتھہ بیعت اور اونکے ساتھہ نشست و برخاست اور اونکے موافق خلاف واقع مسائل کا اظہار پایا جاتا ہے جسکے لیے حضرات کو بجز تقیہ کے اور کوئی مساغ نہین ہے تو اسکا تقیہ پر محمول ہونے کو کون مانع ہے۔ غرض حضرات شیعہ کا عجب حال ہے کہ اصول دین مین تو ہر

---

[1] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے وقت مینے اپنے نفس کو سکوت کے لازم کرنے اور جسکا مجھکو حکم فرمایا تھا (جنازہ کے تیار کرنے اور نہلانے اور خوشبو لگانے اور کفن پہنانے اور آپ پر نماز پڑھنے اور قبر مین رکھنے اور کتاب اللہ کے جمع کرنے اور خلق اللہ کیطرف اوسکی وصیت کرنے سے) اوسمین مشغول ہونے کے ساتھہ صبر پر آمادہ کیا کہ جس سے کوئی جلدی نکلنے والا آنسو اور ہیجان والا سانس روکنے والا

پچھ کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے۔ صحابہ کے ساتھ حسد و عداوت کی وجہ سے پہلے کینی بے سوچے سمجھے
کچھ فرمایا اور جب دوسرے حضرات نے دیکھا اور نجہ انجاث اہلسنت مین گرفتار ہوکر خواب غفلت سے چونکے تو
حواس باختہ ہوکر اور تو کچھ نہو سکا اپنے بزرگونکی تکذیب کرنے لگے اور یہ نہ سمجھے کہ اہلسنت کب پیچھا
چھوڑنے والے ہین۔ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُشَيَّدَةٍ[۱] کوئی آپکے شیوخ صدوق و سید
مرتضی و طوسی و طبرسی اور اونکی اتباع سے خصوصاً ہمارے فاضل مجیب سے دریافت کرے کہ حضرت
جب بعد انتقال جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ مرتد ہوگئے تھے اور تمام صحابہ کو
خلفاء اور اونکی اولیا و اتباع جنکا معاذ اللہ ایمان سرے ہی سے نفاق آمیز تھا تو وہ کون لوگ تھے
جنکی عنایت قرآن مجید کے ضبط کی طرف شدید تھی اور وہ کونسی علماء مسلمین تھے جو اسکی حفظ و حمایت
مین غایت قصوی کو پہنچے ہوئے تھے اور وہ کون بزرگوار تھے جنہون نے یہانتک کوشش کی کہ قرآن
کے اختلاف اعراب و قرآت و حروف و آیات تک کی معرفت حاصل کی۔ خدا کے لیے بلا رو و رعایت
فرمادین کہ یہہ لوگ کامل الایمان اور ارکان دین اسلام تھے یا کافر و منافق اور یہہ لوگ اعاظم اہلسنت
تھے یا اکابر اہل تشیع اور یہہ حضرات وہی صحابہ و تابعین تھے جنکو تم کافر و منافق کہتے یا کوئی
دوسرے جنہون نے ایسے فتنون مین قرآن کی اس درجہ حفظ و حمایت و ضبط و صیانت فرمائی
پس اگر یہہ وہی لوگ ہین جنکو تم برا کہکر اپنے نامۂ اعمال روشن کرتے ہو تو خدا کے لیے ذرا تو سوچو
اور سمجھو اور اپنے صنیع سے باز آؤ۔ اور یہہ جو طوسی صاحب روایات مثبت تحریف کی نسبت فرماتے ہین
لانہ یمکن تاویلہا۔ حضرت کے کمال تبحر پر دال ہے نفس دعوی امکان فرما کر چھوڑ گئے اور یہہ نصیب نہوا
کہ کوئی تاویل ان روایات کے بیان فرماتے جب ان روایات کے مخالف مدعی تھے تو واجب تھا
کہ ان روایات کی معقول تاویل کرتے سو خیر اب ہم اپنے فاضل مخاطب سے جو اونکی اس مسئلہ مین
مقلد ہین دریافت کرتے ہین کہ آپ ہی ان روایات کے پیش مشہور اگر پدر نتواند پسر تمام کند
کچھ فرمادین اور اس ندامت کا بار طوسی صاحب کی گردن سے اوتارین۔ اب رہا یہہ کہ طبرسی اور طوسی

؎۱ اگرچہ تم دہرے برجون مین ہوگے ۱۲۔

[illegible]

صاحب یہہ فرماتے ہین کہ زیادتی کا بطلان مجمع علیہ ہے۔ یہہ بہی روایات مذکورہ سے صریح غلط معلوم ہوتا ہے اور جب کلینی اور قمی نے اونکو تسلیم کرلیا ہے تو زیادتی اور نقصان دونو اونکی نزدیک تسلیم ہوئے قطع نظر اس سی بالفرض اگر زیادتی کا بطلان مجمع علیہ ہے تو تحریف کچہہ زیادتی مین ہے تو منحصر نہین بلکہ نقصان بہی تحریف ہے تقدیم و تاخیر بہی تحریف ہے اس غلط بات سی کیا فائدہ حاصل ہوا اول خود غلط اور اگر صحیح ہو بہی تاہم مفید نہین ہان اس سے یہہ فائدہ ہوا کہ آپکے نزدیک نقصان ثابت ہے لیکن اوسکو اپنے اور حشویہ کے روایات پر ٹالنا چاہتی ہین۔ ہمکو بڑا افسوس اور نہایت حیرت ہے کہ علی بن ابراہیم قمی جیسا عالی مرتبہ شخص جو امام زمان کا مصاحب اور شاگرد ہو اور اوسکی تفسیر ماخوذ امام کے تفسیر سے ہو۔ اوسکی روایات کو اپنے وہمیات جہلہ سی باطل کرین سچ ہے الغریق یتشبث بکل حشیش رجال شیعہ مین سب سے اول حمد و صلوٰۃ کے بعد لکہا ہے

وبعد فهذه رسالة فی معرفة مشائخ الشیعة تغمدهم الله تعالی بالرحمة منهم الشیخ علی بن ابراهیم بن هاشم صاحب الامام الحسن العسکری ذو الفضل والافضال وهو صاحب التفسیر الذی فی فضل اهل البیت المستخرج من تفسیر الامام المذکور[1]

پہر محمد بن یعقوب الکلینی بہی کچہہ مرتبہ مین کم نہین بلکہ زیادہ ہے غالباً اوسکی کتاب کافی امام زمان پر پڑہی جا چکی ہے اور بشہادت امام اوسکی تصویب و تصحیح ہو چکی ہے تو ایسی عدول و ثقات کے روایات کی تغلیط و تضعیف اور تردید و تزییف کرنا تشیع سے دست بردار ہونا ہے پس جن حضرات شیعہ نے تحریف قرآن کا خلاف اپنے مذہب راجح و منصور کے انکار کیا وہ حضرات تشیع سی خارج ہوئے اور اہلسنت مین شامل ہونا چاہا کیونکہ جن صحابہ ارکان اسلام کو برا کہنا اور بد اعتقاد کرنا جزو مذہب سمجہہ رکہا تہا اور جس پر مدار تشیع تہا اونکی خوبی اور عدالت و ثقاہت کے قائل ہوئی اور جنکو ارکان دین سمجہے تہے اور اونکی حق مین یہہ اعتقاد کرتے تہے کہ لولاهم لانقطعت آثار النبوة اونکی برائی کے گویا قائل ہوئی تو اسصورت مین تمام تشیع درہم و برہم ہوگیا چونکہ اسکے تفصیل مین

---

[1] بعد حمد و صلوٰۃ کے یہہ رسالہ مشائخ شیعہ کی معرفت مین ہے خدا اونکو اپنی رحمت کی ساتہہ ڈہانکی منجملہ اونکی شیخ علی بن ابراہیم بن ہاشم امام حسن عسکری کا یار بزرگیون والا ہے اور وہ صاحب تفسیر ہے فضل اہل بیت مین جو امام مذکور کی تفسیر سے اخذ کی گئی ہے ۱۲

طول ہے اسلیے اوسکو فہم اوکیا پر چہوڑ دیتے ہین - غرض اکابر شیعہ منکرین تحریف نے انکار تو کیا مگر یہہ سمجہ کر
یہہ کہنا ہی انہی ہے باتونپر پڑتے ہی - ہماری اس تمام بحث سے یہہ بات ثابت ہوئی کہ کلام مجید مین
تحریف واقع ہونا بنا بر مذہب تشیع راجح اور منصور ہے اور جو لوگ اسکی قائل ہوتے ہین اونہون نے راجح
اور منصور کو اختیار کیا ہی بلکہ فی الحقیقت مذہب تشیع اونہون نے ہی اختیار کیا ہی اور جن لوگون نے اوس سے انکار کیا
وہ خلاف مذہب تشیع کے ہیں اور وہ مجبور کر اس غلطی مین پڑے ہین جب راہ فرار تنگ دیکہا تو اسکو اختیار کیا
چنانچہ ہمارے فاضل مخاطب نے بہی چونکہ مذہب کی کتابین نہین دیکہی صرف مناظرہ کی کتابونپر مشغوف
رہے اسلیے بے سوچی سمجہی اونکی تقلید فرمائی تو اس سے ثابت ہوا کہ جو عرض کیا تہا کہ قرآن کا محرف ہونا
مسلمات شیعہ سے ہے وہ بالکل حق اور مطابق واقع کے تہا - کیونکہ جب اکابر شیعہ نے مثل کلینی اور قمی
اور [illegible] کے اسکو بر اصول مذہب خود تسلیم کر لیا تو اوسپر مسلمات شیعہ سے ہونا صادق آگیا اگر بعد بعض نے
اسکو [illegible] کیا ہو علی الخصوص جبکہ حضرت کا قول مستند و دلائل قاطعہ شرعیہ کیطرف ہوا اور منکرین کا انکار
مخالف دلائل قاطعہ محض توہمات سے ناشی ہوا اور لغو اور لاطائل ہو تو اوسوقت اسکا مسلمات شیعہ سے
ہونا بالبداہت ثابت ہوگا - پس ہمارے مخاطب کا انکار صرف اسوجہ سے ہے کہ وہ اپنی مذہب
[illegible] بفضلہ تعالے واقفیت نہین رکہتے غرضکہ تحریف قرآن کا مسلمات شیعہ سے ہونا بخوبی
ثابت اور [illegible] کرنا سراسر باطل ہے اگر آپ اور آپکی صدوق و مرتضی یہہ چاہین کہ چند خرافات
[illegible] کرین جو اکابر شیعہ نے اپنے دین مین ڈالی ہی تو [illegible]
خیال [illegible] ہے تا قیامت آپ کو ممکن نہین [illegible] درست طبیب [illegible]
طبیب [illegible] علاج [illegible] گذارش باقی رہگئی آپ یہہ فرماینگے کہ اس بحث مین [illegible]
کیا [illegible] متقدمین کی روایات اور اونکی اقوال سے استدلال کیا ہی حالانکہ اونکی روایات و اقوال بمقابلہ [illegible]
متاخرین [illegible] کے حکم مین ہین اسلیے ہم اوسوقت تسلیم کرین جبکہ متاخرین علما سے کسی نے تحریف تسلیم کیا ہو [illegible]
بحول اللہ ہمارے پاس آپکے بعض متاخرین کے بہی تصریح موجود ہے ملاحظہ فرمائیے اور انصاف کیجیے
آپکے [illegible] رسالہ بارقہ ضیغمیہ مین فرماتے ہین - چون این نظم قرآنے نظم عثمانیست بر شیعیان

احتجاج بان نشائید۔ اب اس جسمہ کو ملاحظہ فرمایئے اور جو کچھ مینے عرض کیا تہا اوس سے مطابق کیجئے کسیقدر شہکر ہی پائیگا اور لیجئے آپکے قبلہ وکعبہ مجتہد العصر لکہنوی عماد الاسلام مین تحریر فرماتے ہین بعد اللتیا والتی مقتضے تلک الاخبار ان التحریف فی الجملۃ فی ہذا القرآن الذی بین ایدینا بحسب زیادۃ بعض الحروف ونقصانہ بل بحسب بعض الالفاظ وبحسب الترتیب فی بعض المواضع قد وقع بحیث مما لا یشک فیہ مع تسلیم تلک الاخبار ثم اشتمال لعقولنا فی ہذا الزمان بحصول الجزم باحد الوجوہ المحتملۃ عند العقل لکیفیۃ وقوع تلک التحریفات بعینہ فان الاحتمالات فیہا کثیرۃ (الی ان قال) ومنہا انہ معلوم من حال النبی کما لا یخفی علی المتفحص الزکی ذی الحدث الصائب انہ مع کمال رغبتہ علی تخلیفہ علیا کان فی غایۃ التقیۃ عن قومہ ولہذا عندہ دلیل وامارات لا یسع المقام ذکرہا فیحتمل عند العقل ان النبی حفظا لبیضۃ الاسلام الظاہری اودع القرآن النازل المشتمل علی نصوص اسماء الائمۃ واسماء المنافقین مثلا عند محارم اسرارہ کعلی بامر اللہ لئلا یرتد القوم باسرہم لما علم من حالہم عدم احتمال ذلک اظہرہم لعدم علم المصلحۃ فی اظہارہ ولما کانوا ہم الباعثون للنبی علی ذلک کان الاسناد الیہم فی محلہ عن ارغام وغیرہ۔ اپنی قبلہ وکعبہ کے تصریح وشہادت کو ملاحظہ فرماوین کہ آپکے قبلہ وکعبہ کس وثوق وعلم اور یقین واذعان کے ساتہہ ثبوت اور وقوع تحریف کی باعتماد

۱؎ چنان وچنین کے بعد مقتضی ان احادیث کا یہہ ہے کہ اس قرآن مین جو ہمارے ہاتہون مین ہے باعتبار زیادتی اور کمی بعض حروف کے بلکہ باعتبار بعض الفاظ کے اور بعض مواقع مین باعتبار ترتیب کے۔ بالتحقیق تحریف اسطرح واقع ہوئی ہے جسمین بعد تسلیم ان روایات کے کچہہ شک نہین کیا جاتا۔ اس اس زمانہ مین ان تحریفات کے وقوع کے کیفیت کے لیے وجوہ محتملہ عند العقل مین سے کسی وجہ خاص کے یقین حاصل ہونے کی ہماری عقول کے مجال نہین کیونکہ اسمین بہت احتمالات مین (یہانتک کہ کہا) منجملہ اونکی یہہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حال معلوم ہے چنانچہ متفحص ذکی حدث صائب والے پر مخفی نہین ہے کہ آپ باوجود علی کے خلیفہ بنانے کی نسبت کمال رغبت کی اپنی قوم سے غایت درجہ تقیہ مین تہے اور اسی کے لیے دلائل اور علامات ہین جنکے ذکر کی اس جگہ گنجائش نہین۔ پس عقل کے نزدیک محتمل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہری اسلام کے بیضہ کی حفاظت کے لیے اوترے ہوئی قرآن کو جو مثلاً ائمہ اور منافقین کے نامونکی تصریح پر مشتمل تہا اپنے رازدارونکے پاس مثل علی کی اللہ کے حکم سے ودیعت رکہا ہو۔ تاکہ تمام قوم مرتد نہو جاوے سبب اونکی حال سے اسکا متحمل ہونا معلوم کرلیا تو بعدم آگہی کے اظہار مین مصلحت معلوم ہوئی او نپر ظاہر کیا۔ اور جبکہ

اسکے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ ہی باعث ہوئی تو اونکی [illegible] نسبت کا خود ہوا۔ ۱۲

وتسلیم روایات مثبتہ تحریف معتقد اور قائل ہین - ہان اگر مجتہد المتشیعین کو شک وتردد ہی تو اس امر
مین ہے کہ وقوع تحریف کیونکر ہوا چنانچہ منجملہ محتملات کے آپکی حضرت مجتہد صاحب کے رای
مین وقوع تحریف کا ایک یہہ بہی احتمال ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بامر خداوندی قرآن کو
دو طرح مرتب کیا ایک وہ جو تمام وکامل تہا اور اوسمین نصوص اسمار ائمہ واسمار منافقین درج تہی اسکو تو
اپنی محرم اسرار کے پاس صندوق تقیہ مین ودیعت رکہا اور دوسرا وہ کہ جسمین سے اسمار ائمہ اور اسمار منافقین خود
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بامر خداوندی نکالکر بقصد مصلحت عام لوگونمین ظاہر فرمایا اس خیال سے
کہ کہین ایسا نہو کہ یہہ لوگ اپنے ظاہری ایمان نفاق آمیز سے بہی دست بردار ہو جاوین آور
اگرچہ یہہ مسخ وتحریف معاذ اللہ خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی فرمائی اور گو خدا تعالے
کے حکم سے ہی کی - لیکن چونکہ اسکی سبب خلفا ہی تہے اسلیے تحریف کو اونکی طرف نسبت کرنا بجای
خود ہے - سبحان اللہ واہ واہ - حضرت مجتہد العصر الحاضر نائب الامام الغائب نے کیا تحقیق
حق کی داد دی اس تنقیح مین کیا جواہر ٹانکی اور کیا موتی پروئی اونکے اولیا واتباع اسپر جسقدر
نازکرین بجا ہے اور جتنا فخر فرماین زیبا - میری زبان وقلم مین طاقت نہین کہ اسکی تعریف وتوصیف
کرون اور نہ اسقدر گنجائش وقت ہی کہ حضرت مجتہد کی خوش فہمی اور کمالات علمی کو ظاہر کرون مگر
افسوس اسکا ہی کہ باوجود علو مرتبہ تحقیق یہہ صدوق المتشیعین کے شہادت کے موافق کاذب اور جہوٹے
اور ہمارے فاضل مخاطب کے مذاق کے موافق دائرہ ایمان سے خارج کیونکہ ہمارے فاضل مجیب کے
نزدیک اہل ایمان کا اجماع عدم تحریف پر ہے تو معلوم ہوا کہ جو لوگ تحریف کے قائل ہین وہ اہل ایمان
سے خارج ہین تو ثابت ہوا کہ مجتہد صاحب اور کلینی اور قمی وغیرہ جو اکابر اہل تشیع مین وہ فاضل مجیب کے
شہادت کے موافق اہل ایمان مین شمار نہین کیے جاتے - فے الواقع ہمارے فاضل مخاطب نے جو
یہہ مسئلہ تحریر فرمایا ہے "کتاب اللہ کی تعظیم وتکریم وتقدیم اجماعی اہل ایمان ہی حاشا کہ اسمین کچہہ بہی خلاف
ہو صحیح اور مطابق واقع اور نفس الامر کے ہی ولے قضیہ جزئیہ - حق بر زبان جاری شود کا مصداق ہے
بیشک ہم بہی مانتے ہین کہ کتاب اللہ کی تعظیم وتکریم وتقدیم اجماعی اہل ایمان ہین جو لوگ اہل ایمان ہین

حاشا کہ اونمین کتاب اللہ کی نسبت کچھہ بہی اختلاف ہوا اور جو لوگ اسمین اختلاف کرتے ہین
بیشک وہ اہل ایمان سے نہین جو قرآن کہ اب عند الناس موجود ہے جو اہلسنت کے بچہ بچہ
کی نوک زبان ہے بلا کم وکاست یہہ وہی قرآن ہے جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا
اور بلا تقدیم وتاخیر اوسی ترتیب کے ساتھہ ہے جو ترتیب کہ لوح محفوظ مین ہے گو نزول مین باعتبار مصالح
تقدیم وتاخیر ہوئی - پس جو شخص یہہ کہے کہ اسمین کسی نوع کی تحریف ہوئی وہ جھوٹا بلکہ دائرہ ایمان سے
خارج ہے - الحمد للہ کہ یہہ مضمون جو ہمکو بتجشم استدلال سے ثابت کرنا چاہیے تہا وہ فاضل مخاطب کے
اعتراف سے ثابت ہوگیا ہم اس عنایت کے شکرگذار ہین - رہا یہہ کہ ہماری فاضل مخاطب نے صاحب
منتہی الکلام وصاحب تحفہ اکرم اللہ نزلہما کی نسبت یہہ اعتراض نہایت طعن وتشنیع کے ساتھہ فرمایا تہا
کہ وہ بلا دلیل کافی کلینی اور تاریخ ابن قتیبہ کو شیعہ کے نزدیک قرآن سے زیادہ صحیح اور معتبر فرماتے ہین اور
کچھہ نہین شرماتے - پس اسکا جواب اگرچہ اہل فہم اس بحث سے سمجھہ گئے ہونگے لیکن مناسب معلوم
ہوتا ہے کہ مختصر سیقدر تصریح کیجاوے وا ضح ہو کہ صحت واعتماد کا مدار اسپر ہے کہ سلسلہ
سند کا اصل ماخذ تک معتمد اور قابل طمانیت ہو جسقدر اس سلسلہ سند مین وثوق زیادہ ہوگا اوسیقدر
متن مین صحت واعتماد زیادہ ہوگا یہانتک کہ اسکی بدولت درجہ قطعیہ کا بہی حاصل ہو سکتا ہے
اور جسقدر اسمین کمی اور کوتاہی ہوگی اوسیقدر متن مین عدم صحت واعتماد ہوگا - پس اب قرآن
شریف کے سلسلہ سند کو بنا بر اصول شیعہ ملاحظہ فرمایئے کہ اگرچہ اسکی طرف عنایت واہتمام شدید ہو
اور دواعی وافر ہون اور عموماً درس تدریس شائع ذائع ہوتا ہم قرن اول مین جو لوگ منتہی سلسلہ
سند کے تہی اور جو لوگ بلا واسطہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اخذ کرنے والے تہے
اور جنکو ایسا غلبہ تہا کہ اونکے غلبہ کے مقابلہ مین کسیکو چون کرنیکی گنجائش نہ تہی اونہون ہی نے مجتمع ہوکر قرآن کو تالیف
وجمع کیا اور کسیکو اسمین شریک نکیا بموافق اون حالات کے کہ جو اہل تشیع اونکی نسبت بیان کرتے ہین اونکی جمع وتالیف
ہر ذی عقل کے نزدیک ہرگز قابل اعتبار ولائق اطمینان کے نہین سمجھی جاتی یہہ ہی وجہ ہے کہ شیعہ اونکی روایات کو جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین صحیح نہین سمجھتے - اگر اونکی نقل قابل اعتبار کے ہے - تو کیا وجہ ہے کہ قرآن مین

اونکی نقل و روایت کو صحیح اعتبار کر لیا اور حدیث مین صحیح کیون نہین تسلیم کرتے حالانکہ قرآن احق
بالاحتیاط تھا۔ اور یہہ اوس صورت مین ہے جبکہ یہہ تسلیم کیا جاوے کہ ائمہ نے تقیہ کے لباس مین
ہمیشہ اس قرآن کے مدح و ثنا فرمائی ہو اور کبھی اسکی تحریف اکے نسبت کچھہ نفرمایا ہو سب باعتبار
فساد سند کے قابل تسلیم صحت نہین۔ لیکن علاوہ خرابی سند کے جب یہہ بہی اوسکی ساتھہ منضم
کیا جاوے کہ ائمہ ہمیشہ اپنے اپنے زمانہ مین اسکو محرف فرماتے رہے اور اپنے شیعیان خاص کو
اس راز مخفی پر متنبہ کرتے رہے تو اس حالت مین یہہ قرآن اصول تشیع پر ہرگز قابل اعتماد نہین ہو سکتا
اور نہ اسکی صحت تسلیم کیجا سکتی ہے یہہ قرآن مثل اون احادیث کے ہوگا جو بواسطہ ان صحابہ کے
مروی ہون اور اونکی تکذیب ائمہ نے کی ہو جیسا شیعہ کے نزدیک اوسکا اعتبار نہوگا اسیطرح قرآن کا
بہی اعتبار نہین کیا جائیگا۔ اسکے بعد کافی وغیرہ کتب معتبرہ قوم کو لیجیے اور اونکے سلسلہ سند کو ختم
تک ملاحظہ فرمائیے اوسمین کوئی شخص ایسا نہین ملیگا جو مثل رواۃ کتاب اللہ کے غیر معتمد ہوگا جسقدر
رواۃ ہین وہ سب ثقہ و عدول امامیہ ہین تو اس اعتبار سے دیکھیے کہ کلینی کی صحت کسدرجہ کو ہوگی
ظاہر ہے کہ قرآن کی صحت سے بدرجہا زیادہ ہوگی علاوہ اسکے قرآن کے نسبت جیسا ائمہ کی
تکذیب مروی ہے بجائی اسکی کلینی کے نسبت جو اقدم الاصول الاربعہ ہے ائمہ سے اوسکی تصویب
و تصحیح مروی ہے چنانچہ امام زمان پر غائبا پیش ہو چکی اور اونکے ملاحظہ سے گذر چکی تو اسکا
صحت و اعتماد درجہ قصوی کو پہونچ گیا تو اس وجہ سے قرآن صحت و اعتبار مین اور کلینی
اور تاریخ ابن قتیبہ کے اعتبار مین زمین و آسمان کا فرق ہوا۔ حضرات شیعہ قرآن کی نسبت
بیباکانہ کہدیتے ہین۔ این قرآن نظم عثمانیست احتجاج بآن بر شیعیان نشاید۔ آجتک کسی نے کلینی کی
نسبت بہی ایسا کلمہ فرمایا ہے۔ حسب تحریر مفسر معانی ابو علی طبرسی کی تصریحات سی معلوم
ہوتا ہے کہ کتاب سیبویہ اور کتاب مزنی اور دواوین شعراء سب کے سب قطعی ہین اونمین کسی قسم کے
تحریف و الحاق نہین ہوا تو مثل انکی کتاب کافی کلینی وغیرہ کتب مشہورہ کی صحت نقل بہی
مثل علم بالبلدان اور وقایع عظام کے متواتر و قطعی ہوئی اور قطعا و یقینا کسی قسم کے

تحریف والحاق کا اشتباہ انہیں ہرگز نہیں ہے چنانچہ صاحب فوائد مدینہ نے اسکی تصریح فرمائی ہی اور بالفرض اگر قرآن میں تحریف یقینی نہیں تو ظنی اور احتمالے تو ہی تو اس صورت مین آپ ہی انصاف سے فرمائیے۔ کہ قرآن کی صحت اور اوسپر اعتماد زیادہ ہونا چاہیے یا کتاب کافی کلینی وغیرہ پر۔ افسوس کہ آپکو اپنی کتابونکی نصوص اور اپنے علما کی تصریحات کی بھی واقفیت نہیں پہر اوسپر جوش وخروش یہہ کچہہ کہ علماء اہلسنت پر طعن کرنیکو آمادہ ہو بیٹھے ہیں اس ہماری گذارش سے سمجہہ لیا ہوگا کہ صاحب منتہی الکلام اور تحفہ رحمۃ اللہ علیہما نے جو کچہہ تحریر فرمایا ہے کہ کتاب کافی کلینی یا تاریخ ابن قتیبہ یا نہج البلاغت وغیرہ شیعہ کے نزدیک کتاب اللہ سے زیادہ صحیح اور معتمد ہین وہ مطابق واقع کے ہی اور بلادلیل نہیں ہی لیکن صرف اوسکو بدیہی سمجہکر دلیل سے تعرض نہیں کیا بس اوسپر ہماری فاضل مخاطب کا اعتراض آپکی خوش فہمی اور حیا وشرم ایمانی سے ناشی ہے الحمد للہ کہ ہم اپنے دعوے مین سچے ہوئی اور تحریف کا مسلمات شیعہ سے ہونا بدلائل واضح ثابت ہوا اب جواب سننے کے منتظر ہین۔ **قولہ** اور اگر آپکے علمائے کتاب اللہ کا محرف ہونا اسلیے ہماری طرف منسوب کیا ہے کہ ہماری بعض روایتوں مین وقوع تحریف تفسیر قرآن وارد ہی تو سینی روایات بہی جنسے امر کا لازم ہونا اور شی ہے اور تصریح اس مذہب والونکی اس لازم امر پر اور چیز ہے۔ ان روایات تحریف سے غایۃ الامر اسکا لزوم ثابت ہوگا نہ تصریح اور ان دونوں مین بڑا فرق ہی چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب والد ماجد صاحب تحفہ نے کتاب حجۃ اللہ البالغہ مین تصریح کی ہی کہ لازم مذہب مذہب نہیں اور لازم کی نسبت ملزوم کے قائل کو جبکہ اوسنے لازم کے برخلاف تصریح کی ہو جائز نہیں ہے اس کتاب کی یہہ عبارت ہے۔ فان قیل یلزم من الاختلاف فی کونہ سبحانہ فی جہۃ انیکون حادثا قلنا لازم المذہب لیس بمذہب لان المجسمۃ جازمون بانہ تعالی فی جہۃ وجازمون بانہ قدیم ازلی لیس بحادث فلا یجوز ان ینسب الیہ مذہب من یصرح بخلافہ وان کان لازما انتھی۔ اور ائمہ اہلسنت نے بہی یہی لکہا ہے کہ لازم مذہب مذہب نہیں ہے۔ پس جب آپکے علمائے قول سے یہہ ثابت ہوگیا

اقول کہ لازم مذہب مذہب نہین تو آپکا یہہ کہنا کہ مسلمات شیعہ سے ہی غلط محض ہوا۔ سبحان اللہ ہمارے فاضل مخاطب نے کیا روشن اور واضح اور کسقدر مضبوط اور قوی دلیل بیان فرمائی ہی۔ کہان مین اہل انصاف اور کدہر ہین اہل عدل داد کہ ذرا اس دلیل پر ہماری فاضل مجیب کو داد دیوین اور شاباش کہین اگرچہ بفضلہ آپکے تمام اس تحریر کے تقریبًا یہہ ہی کیفیت ہے مگر یہہ ایسی دلیل ہے کہ شاید ایسی دوسرے کوئی ہوگی جسنے بالکل آپکے علم و فہم کی قلعی کہول دی اور آپکے علمی اور انصافی دعونکا بخیہ اودہیڑ دیا۔ افسوس کہ یہہ دلیل صدوق المتشیعین اور مرتضی و طبرسی و طوسی وغیرہ صاحبانکو نہ سوجہی ورنہ شدت فرح سے عجب نہین کہ شادی مرگ کا قصہ پیش آتا اس ایک نکتہ مین ہزارہا اشکالات حل ہوگئی صدہا اعتراضات دفع ہوگئی جب کسے خصم نے کوئی آیت یا روایت پیش کی جہٹ کہدیا کہ یہہ قابل احتجاج نہین کیونکہ لازم مذہب ہے اور لازم مذہب اور مذہب مین بڑا فرق ہی۔ یہہ تو سب کچہہ مگر ابتک ہمارے فہم مین نہین آیا کہ مذہب کسکا نام ہے اور کس جانور کو کہتے ہین کیا مذہب وہ نہین ہے جو خدا تعالے نے اپنی کتاب مین ارشاد فرمایا کیا مذہب اوسکو نہین کہتے جسکی رسول ؐ نے تصریح کی کیا مذہب اوسکا نام نہین جو ائمہ سے یکی بعد دیگرے بتواتر غیر محتمل تاویل ثابت ہوا اگر یہہ عین مذہب نہین ہے اور لازم مذہب ہی تو کیا عین مذہب وہ ہی جو خاص ابو البجارود اور ابو بصیر کے زبان و قلم سے نکلا ہو یا کیا عین مذہب وہ ہی جو خاص صدوق اور طوسی وغیرہ نے ایجاد فرمایا ہو۔ پہر اسپر طرفہ تماشا یہہ ہے کہ روایات کی مدلول مطابقی کو روایات کا لازم سمجہتے ہین اور روایات کے مذہبی ہونا تسلیم کرتے ہین۔ اور یہہ امر اطفال مدرسہ پر بہی مخفی ہوگا کہ مدلول مطابقی بلکہ تضمنی تک لازم نہین ہوا کرتا پس روایات کو مذہبی کہنا اور اونکی مدلول مطابقی کو لازم تصور کرنا ایک ایسی بدیہی غلطی ہے جس سے شاید فارسی خوانون کو بہی شرم آئے اور اوسنے طلباء کو بہی عار و ننگ ہو اور افسوس کہ ہماری فاضل مجیب کا مایہ افتخار و ناز ہی۔ **مصرع** ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ پس یہہ تقریر سراسر مہمل و پوچ ہے اور یہہ استدلال بالکل بیہودہ ہی اگرچہ اسکی ابطال کے واسطے

فرق مذہب اور لازم مذہب کی تحقیق ۱

کسی دلیل کی حاجت نہ تھی کیونکہ خود بداہتہً باطل ہے لیکن تاہم مزید اطمینان کے لیے ہم اسکا
بطلان دلائل واضح سے بھی ثابت کرتے ہین۔ اولاً یہہ کہ عین مذہب عموماً اہل اسلام کا وہی ہی
جو حکم کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ سے قطعاً یا ظناً بروایت صحیحہ ثابت ہو اور خصوصاً شیعہ کے
نزدیک جو حکم اس طریق کے ساتھ ائمہ سے بھی ثابت ہو وہ بھی عین مذہب ہی پس جو حکم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یا ائمہ سے بسند معتبر و یا کتاب اللہ سے ثابت ہوگا وہ عین مذہب ہوگا۔ علماء
واکابر مذہب کو اگر اسمین دخل ہی تو اسیقدر ہے کہ یہہ سلسلہ سند جسکی واسطہ سے یہہ حکم ہم تک پہونچا ہی
قابل اعتماد ہی یا نہین یا یہہ کہ کسی دوسرے حکم کے سبب سے جو بنسبت اسکی قوی ہے یہہ حکم
ماول اور مصروف عن الظاہر یا ساقط ہے کہ نہین یا یہہ کہ باشتراک علۃ اس سے اور جزئیات کیا کیا
پیدا ہوتے ہین بجز ان چند باتون کے علماء مذہب کو نصوص روایات مذہب کے تغیر و تبدل اور مذہب
اور غیر مذہب ہونے مین کچھہ دخل نہین ہے۔ پس یہہ کہنا کہ روایات کا مدلول لازم مذہب ہوتا ہی
سراسر غلط اور لغو ہے جب کوئی روایت باعتبار اپنے سلسلہ سند کے صحیح ہی اور کسی دوسری
قوی وجہ سے مصروف عن الظاہر نہین ہے تو وہ عین مذہب ہے خواہ اوسکی نسبت کوئی تصریح کرے
یا نکرے بلکہ اگر اوسکی خلاف کوئی تصریح کرے وہ باطل اور غیر مسموع ہے بلکہ اگر اوسکا ثبوت بالقطع ہی
تو اوسکا خلاف بلا دلیل الحاد و زندقہ ہوگا اور جب کوئی روایت کسی وجہ سے مصروف عن الظاہر
ہوگئی تو اوسکا ظاہری مدلول مذہب ہے نہ لازم مذہب بلکہ اوسکا محمل بعید مذہب ہوگا
اب ہم کہتے ہین کہ تحریف قرآن ائمہ سے بروایات صحیحہ متصلہ متواتر المعنے ثابت ہوا ہے اور علماء
واکابر اہل تشیع نے اون روایات کو معتمد اور صحیح تسلیم کر کے وقوع تحریف
کو تسلیم کر لیا ہے۔ اور جن بعض علماء نے وقوع تحریف کا انکار کیا ہے اونکی پاس کوئی
دلیل شرعی نہین ہے جسکو اپنے دعوی کے اثبات کے لیے اپنا مستدل قرار دین اونکا انکار کیا
شکنجہ انظار اہل حق مین مبتلا و گرفتار ہوکر محض توہمات و تخیلات پر ہے اونکی پاس کوئی دلیل
ایسی نہین کہ جسکی وجہ سے ان روایات کو مصروف عن الظاہر تسلیم کیا جاوے اور انکو ہرگز

گنجایش نہین ہی کہ ان روایات کا خلاف ظاہر کوئی محمل بیان کرسکین پس جب ان روایات کے
نہ تغلیط و تضعیف کرسکتے ہین اور نہ کسی دوسرے محمل خلاف ظاہر پر محمول کرسکتے ہین نہ کوئی
حجت شرعیہ اونکے پاس موجود ہے تو ایسی حالت مین ان روایات سے کسیطرح عدول ممکن نہین ہے
اور یہہ روایات عین مذہب ہونگی نہ لازم مذہب۔ ثانیاً یہہ کہ اہل اسلام کو عموماً جو کچھہ کتاب اللہ
مین یا احادیث رسول اللہ صلعم مین وارد ہوا اور شیعہ کو خصوصاً علاوہ اسکے جو کچھہ کہ اقوال ائمہ سے
ثابت ہوا اوسکی صحت وحقیت کا اعتقاد و اعتراف واجب و متحتم ہی اور جو کچھہ خداتعالے اور رسول
اور ائمہ نے خبر دی اوسکی تصدیق واجب ہے اور انکار ہرگز جائز نہین کیونکہ اوسمین کذب کو دخل
نہین جب ائمہ نے بتواتر وقوع تحریف کی خبر دی پس وہ خبر یا مطابق واقع کے ہی یا نہین اگر
مطابق واقع کے نہین ہے تو امام معصوم کے کلام مین کذب لازم آیا اور یہہ محال ہے تو ثابت
ہوا کہ مطابق واقع کے ہوگی تو اوسکا اعتراف بحقیت اور اعتقاد وقوع واجب ہوا خواہ وہ مذہب ہے
یا لازم مذہب ہی۔ ثالثاً یہہ کہ اگر آپ کا فرمانا صحیح ہی اور مدلول روایات لازم مذہب ہے مذہب نہین
اور لازم مذہب موجب طعن و مواخذہ نہین ہوتا تو آپکے قبلہ وکعبہ مولوی دلدار علی نے عماد الاسلام
مین بڑی سخت غلطی کہائے کہ وقوع تحریف کو بنا بر اقتضاء روایات کے یقینی بیان فرماکر
اوسکے محتملات کے بیان کی طرف متوجہ ہوئے جب وقوع تحریف لازم مذہب ہوکر قابل
اعتبار ہی نہین رہتا تو اوسکے یقینی ہونے کے کیا معنے اور اوسکی محتملات بیان کرنے کی
کیا ضرورت غالباً مجتہد صاحب کو یہہ خبر نہو گی کہ مدلول روایات لازم مذہب ہوتا ہے
یا یہہ نجانتے ہونگے کہ لازم مذہب قابل التفات و بیان تاویلات نہین ہوتا۔ بہرکیف یہہ برہان
نفیس ہمارے فاضل مجیب ہی کا حصہ ہوگا جو اہلسنت کے دلائل کے منع و تحریف کرنے ہی
حاصل کیا ہے پہلے اس کے شیعہ مین سے کسیکو غالباً یہہ دلیل جو الیات مین سی ہے حاصل
نہوئی ہوگی۔ رابعاً اگر اس قاعدہ کو عموماً جاری کیا جاوے تو صدہا اعتراضات اہل تشیع
کی اس قاعدہ کے موافق یہی باعتراف سامی لغو اور مہمل ہو جاینگی۔ بلکہ ہر ملحد و زندیق مدعی

اسلام ہوکر تمام عملیات و اعتقادیات کا انکار کرسکتا ہے۔ اور جب کوئی حکم شرعی عملی یا اعتقادی
آپ اوسپر لازم کرین۔ یا کسی شارع کی خبر کی تصدیق کرادین وہ کہہ سکتا ہے کہ یہہ لازم مذہب ہے
مذہب نہین پس اسکا جواب آپ اوسکو کچہہ نہ دیسکینگی اور بجز اسکے کہ اپنا سا موہنہ لیکر چپ
ہو جاوین اور کچہہ جواب نہ آویگا۔ خاصکر ہماری فاضل مجیب نے جو یہہ جملہ تحریر فرمایا ہے (ان روایات
تحریف سی غایۃ الامر اسکا لزوم ثابت ہوگا نہ تصریح) اگرچہ یہہ تمام دلیل ہے عجب العجاب ہی۔ لیکن
خاصکر یہہ جملہ تو عجب اضحوکہ روزگار ہی کیونکہ جو امر روایات کا مدلول مطابقی بعبارۃ النص ہو
اوسکی نسبت یہہ کہنا کہ یہہ ان روایات سی بصراحۃ مستفاد نہین عجب طرفہ تماشا ہے یہہ کلمہ سوائے
ہمارے فاضل مجیب یا اونکی اولیاء کے اور کس کے شایان شان ہوسکتا ہے۔ اگرچہ اسجگہ
بہت کچہہ لکہنی کی گنجایش تہی اور دل چاہتا تہا لیکن چونکہ ایسی فاحش غلطی ہے جسپر حاجت استدلال کے
بہی نہین اور خوف تطویل سے بہی مانع ہے اسلیے صرف اسی قدر قلیل پر اکتفا کرتا ہون اور اپنے
فاضل مخاطب کو متنبہ کرتا ہون کہ حضرت بے شک یہہ قاعدہ صحیح ہی کہ لازم مذہب عین مذہب
نہین اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو مثال تحریر فرمائی وہ اپنے ممثل لہ کے مطابق ہی
کہ مجسمہ کا عین مذہب یہہ ہی کہ خداتعالے جہت مین ہے اور یہہ اگرچہ مستلزم حدوث کو ہے
اور اوسکو لازم یہہ امر ہے کہ خداتعالے شانہ حادث ہو لیکن اس حدوث کو محض اس استلزام
کی وجہ سے اونکا عین مذہب نہین کہہ سکتی۔ ہان اگر مجسمہ مثلاً قرآن شریف کے قائل ہون
اور بفرض محال اسمین کوئی آیت ایسی ہی جسکا مدلول مطابقی حدوث باری ہو اور کسی دلیل مصرف عن الظاہر سے بہی چہوٹ ہو تو یہہ اونکا عین مذہب
کہکر اونپر لازم کیا جاسکتا ہے اور پہر اوسکی جواب مین یہہ عذر کرین کہ یہہ عین مذہب نہین بلکہ
لازم مذہب ہے تو یہہ عذر ہرگز مسموع نہوگا۔ بخلاف ما نحن فیہ کے کہ تحریف قرآن لازم مذہب نہین
بلکہ عین مذہب ہے کیونکہ اگر یہہ لازم مذہب ہو تو اسکی لیے ملزوم بہی ہونا چاہیے جو عین مذہب ہے
اور وہ بجز روایات کے جنکا مدلول مطابقی تحریف قرآن ہے اور کوئی ملزومیت کو صالح نہین اور ظاہر ہے کہ
انکا مدلول مطابقی نہ لازم ہوسکتا ہے اور نہ وہاں ملزوم ہوسکتا ہے پس اسجگہ نہ لازم متحقق ہی

نہ ملزوم ہے نہ لزوم ہان اگر ہمارے فاضل مخاطب اپنے خوش فہمی سے یہہ فرماوین کہ روایات
عبارت نقص الفاظ سے ہین اور معانی نہ الفاظ کے لیے عین ہے نہ جزء بلکہ مباین ہے تو بواسطہ
وضع کے لازم ہوئی تو حضرت کے ہمہ دانی سے کچہہ عجب نہین اور جب لزوم اور لازم و ملزوم
منتفی ہوئے تو ہمارے فاضل مخاطب کا دعوی بالکل لغو ہو گیا اور ثابت ہوا کہ تحریف قرآن
اصول شیعہ مین مذہب ہے پس جو بندہ نے دعوی کیا تہا کہ تحریف قرآن مسلمات شیعہ سے
ہے بخوبی ثابت ہوا والحمد للہ علی ذلک **قولہ** اور نیز اگر یہہ ہی بات ہے کہ ایسی روایات کا
وارد ہونا اِس امر کا مستلزم ہے تو آپکے نزدیک بہی کتاب اللہ کا محرف ہونا مسلم ہے کیونکہ ان روایات
مین اہل حق ہی منفرد نہین ایسی روایتین تحریف و تغیر و حذف و اسقاط و تبدیل کلمہ بکلمہ و حرفی بحرفی
اہلسنت کی کتابونمین بہی مروی ہین اگر اسکی تفصیل آپ چاہین تو استقصار الافحام و منتہی الکلام
مین ملاحظہ فرماوین **اقول** یہان تو ہمارے فاضل مخاطب نے انصاف کا خون ہی کر ڈالا
اور ذرا شرم و حیا کو کار نفرمایا اور یہہ بہی کیا کرین جب انکے اسلاف ہی اسی راہ سے گیے ہین تو انہونے
جیسا اونکو پایا اونہین کے قدم بقدم یہہ بہی چلتے ہین۔ پس یہنی کہ یہہ محض آپکی اور آپکے اون
اسلاف کی خوش فہمی ہے جنہون نے اہلسنت کیطرف اس کذب و افترا کو نسبت کیا ہے
حالانکہ یہہ بداہتہً باطل ہے کیونکہ قاطبۃً جمیع اہلسنت متفق ہین کہ اصل ماخذ دین کتاب اللہ و احادیث
رسول اللہ ہین اور عین مذہب وہ ہے جو انسے ثابت ہوا رہا اجماع و قیاس سو اوسکی حجیت بہی اسیوجہ
سے ہے کہ اونکی استناد بہی کتاب و سنت کیطرف ہے۔ اکابر دین مین سے کسیکا قول اگر معتبر
ہے تو اوسیوقت معتبر ہے جبکہ اوسکا استناد کتاب و سنت کی طرف ہو اور اگر معلوم ہو کہ یہہ
مستند نہین ہے تو وہ نہ عین مذہب ہے نہ لازم مذہب ہے پہر ظاہر ہے کہ تحریف قرآن
اگر واقع ہوئے تو بعد وفات جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوئی
ہوگی سو اوسکی خبر خداوند تعالے نے اپنی کتاب مین نہین دی بلکہ یہہ ارشاد فرمایا وانا لہ لحافظون[1]

[1] اور بالتحقیق ہم اسکے لیے البتہ نگہبان ہین ۔ ۱۲ ۔

اور فرمایا وانہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من
حکیم حمید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے احادیث مین کہین اسکی اطلاع نہین فرمائی اگر
اسکی تصدیق کیجاوے تو کیونکر کیجاوے اگر آپ یہہ اعتراض فرماوین کہ صحابہ کے اقوال سے ثابت
ہوسکتا ہے تو ہم عرض کرتے ہین کہ اول ہم صحت روایت کو تسلیم نہین کرتے سلمنا لیکن یہہ
معارض ہین آیتین وانا لہ لحافظون اور لا یاتیہ الباطل سے اور شیعہ اپنی روایات کو معارضہ آیتین کے
باطل نہین کرسکتے کیونکہ اسکا جواب خود مفسر صافی نے دیدیا ہے اور یہہ جھگڑا چکا دیا ہے وہ
فرماتے ہین کہ اصل قرآن جو تمامہ جناب امیر نے جمع کیا تھا اور ائمہ کے پاس تھے بعد دیگرے
چلا آیا مکمل ہی اوسمین نہ کسی قسم کی تحریف ہوئی نہ امکان لیکن یہہ قرآن جو عام مشہور ہی اسمین
تحریف ہوئی تو گویا صحابہ نے اپنی کتابت مین تحریف کی نہ اصل قرآن مین۔ قطع نظر اس سے
قرآن مجید کا ثبوت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آجتک ہر زمانہ اور ہر قرن
مین نقلا بعد ول وثقات اس کثرت سے مروی ہوتا چلا آیا ہے کہ اوسکے کسی کلام یا کلمہ یا حرف
یا حرکت وسکون مین شک وتردد کو گنجایش نہین اسمین اعلی درجہ کا تواتر متحقق ہی غرض اسکی
حروف وحرکات وسکنات تک وہی ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے صادر
ہوئی۔ پس اسکی مخالف کسی صحابی سے کوئی قول منقول ہو بہی تو وہ بفرض تسلیم صحت اسکا معارضہ
نہین کرسکتا۔ اور نیز اگر بالفرض کسے صحابی سے مروی ہو تو ممکن ہے کہ غلطی ہوئی ہو ہم کب
کہتے ہین کہ صحابہ معصوم ہین چنانچہ قراآت شاذہ وشہورہ اسکی شاہد ہین۔ پس اہلسنت کے نزدیک
تحریف کا مسلم ہونا تو ایک طرف اہلسنت کے اصول وقواعد کے موافق تحریف کا شایبہ
اور واہمہ بہی خارج از امکان ہی۔ حضرات شیعہ کو جب کچہہ چارہ نہین ملتا تو اسیطرح دلکی حسرت
نکالتے ہین۔ کہ کذبا وافترا تحریف کو اہلسنت کے ذمہ لگاتے ہین کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان
یقولون الا کذبا یہہ تو جواب اجمالا تہا اور تفصیلا اسے تفصیل احادیث وروایات کے ملاحظہ فرمایئے گا
قولہ گذشتنی نمونہ خروارسے دوتین یہان بہی لکہے جاتے ہین۔ فمنہا ما نے

الدر المنثور للسیوطی اخرج ابو عبید وابن الفریس وابن الانبار فی المصاحف عن ابن عمر قال لا یقولن احدکم قد اخذت القرآن کلہ ما یدریہ ما کلہ قد ذہب منہ قرآن کثیر ولکن لیقل قد اخذت ما ظہر منہ انتہی — دیکھیے آپکے جناب ابن عمر صاحب قرآمین نقصان کثیر کے وقوع کے قائل ہین اور نہایت شفقت اور نصیحت سے اور آدمیونکو دعوی اخذ تمام قرآن سے منع فرماتے ہین انکی شان مین ہی فرمایئے کہ کتاب اللہ کو جسکا حافظ خود خداوند حقیقی تعالے شانہ ہی محرف کہتے ہین۔ **اقول** جناب میر صاحب گستاخی معاف آپ پر اور آپکی اون بزرگون پر جنہون نے یہہ روایت اور اس قسم کی دوسری روایتین ثبوت تحریف مین پیش کی ہین علم و فہم کا خاتمہ ہوچکا ہے افسوس کہ آپ یہہ بہی خیال نہین فرماتے کہ جس مطلب کے ثبوت مین تم روایتیں پیش کرتے ہین قطع نظر اوسکی صحت نقل و عدم صحت کے اوسکی کچہہ بہی دلالت مدعا پر ہی نہین یہہ روایت جو جناب سامی نے نقل فرمائی ہے اسمین وقوع تحریف پر نہ دلالت مطابقی ہے نہ تضمناً نہ التزاماً نہ اشارۃً نہ دلالۃً نہ اقتضاءً۔ کسیطرح بہی اس سے وقوع تحریف مفہوم نہین ہوتا حضرات کی کمال ہی خوش فہمی ہے کہ اس سے وقوع تحریف سمجہتے ہین۔ اسمین قد ذہب منہ قرآن کثیر جو واقع ہے جسکو آپ تحریف پر دال سمجہتے ہین حالانکہ یہہ تحریف پر ہرگز دلالت نہین کرتا کیا ذہب کے معنے یہہ ہین کہ صحابہ نے ناقص کردیا سبحان اللہ اس فہم پر آفرین ہے پہر اوسپر دعوی کیا کیا کچہہ۔ اب سنیے کہ تمام اہلسنت کا فقہ اسپر متفق ہین اور اجماع رکہتے ہین کہ یہہ قرآن جو اہلسنت کے پاس موجود ہے اور جسکو حفظ کرتے ہین حرف بحرف وہی قرآن ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے صادر ہوا اور اوسی ترتیب کے ساتہہ ہے جس ترتیب کے ساتہہ لوح محفوظ مین ہے۔ اسمین جسقدر آیات کی کمی وبیشی ہوئی وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین واقع ہی جسقدر نازل ہوتی گئی بیشی ہوتی گئی اور جسقدر منسوخ ہوئی یا بہلا دی گئی وہ کمی ہوگئی یہانتک کہ آخر مین یہہ ہی قرآن جو اہلسنت کے پاس بقرات سبعہ مروی ہے مکمل باقی رہگیا۔ بعد اوسکے نہ اسمین کچہہ تغیر و تبدل ہوا نہ کمی و بیشی ہوئی اور نہ یہہ ممکن کہ اسمین کوئی شخص کسی قسم کا تغیر و تبدل و مسخ تحریف کرسکے اہلسنت کے

روایات اہل سنت سے ثبوت تحریف کا اعتراض غرض و جواب

نزدیک یہہ امر مجسملہ محالات و ممنوعات کی ہے - اور اہلسنت کے نزدیک نسخ تین طرح پر کتاب اللہ
مین واقع ہوا ہے ایک تو یہہ کہ حکم منسوخ ہوگیا ہے اور تلاوت باقی رہگئی دوسری یہہ کہ تلاوت الفاظ
منسوخ ہوگئی اور حکم باقی ہے - جیسی آیت الرجم - تیسری یہہ کہ لفظ اور حکم دونو منسوخ ہوگئے
پس ہمارے فاضل مخاطب نے جو روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سی نقل فرمائی اوسکی
ظاہر معنے یہہ ہین - کہ بہت سا قرآن جو نازل ہوا تہا وہ منسوخ ہوگیا اور جاتا رہا تو کوئی یون
نہ کہے کہ مین سب قرآن منزل پر حاوی ہوگیا کیونکہ منسوخ شدہ اس سے خارج رہیگا اور اسکی ہرگز
یہہ معنے نہین ہوسکتی کہ بعد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے یا کسی اسین سی کم کردیا
یہہ حضرت مجیب اور اونکی علماء متکلمین کی خوش فہمی ہے - **قولہ** اور سینی آپکے علامہ سیوطی
اتقان مین فرماتے ہین قال ابو عبید حدثنا اسمعیل بن جعفر عن المبارک
بن فضالہ عن عاصم بن ابی النجود عن زر بن حبیش قال قال ابی بن کعب کاین تعد
سورة الاحزاب قلت اثنين وسبعين اية قال ان كانت لتعدل سورة البقرة وان
كنا لنقرأ فيها اية الرجم قال اذا زنيا الشيخ والشيخة فارجموهما البتة نكالا من الله
والله عزيز حكيم - دیکہئے اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ سورہ احزاب سورہ بقر کے برابر تہی
اور اب بہتر تہتر آیتون سی زیادہ نہین ہے **اقول** اس روایت کا حال بہی مثل
سابقہ روایت کے ہے اسمین کہین تحریف کے ثبوت کا نام و نشان بہی نہین یہہ ثابت
نہین کہ یہہ کمی بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے یا کسی شخص نے کی سو اس قسم
روایات سے یہہ مدعا کسی طرح مفہوم نہین ہوتا بلکہ اس روایت مین جو کم ہونا وارد ہوا ہے اوسکا محمل
وہی نسخ ہے جو عرض کیا گیا اس سے تحریف سمجہنا حضرت کے اور حضرات کے اسلاف کی خوش
فہمی کی دلیل ہے **قولہ** اور راغب اصفہانی محاضرات مین لکہتے ہین وقالت عائشة
كانت الاحزاب تقرأ في زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم مائتي اية فلما كتب
عثمان المصاحف لم يقدر الا على ما ثبت وكان فيها اية الرجم **اقول** یہہ روایت صریح

آپکے مدعا کے مخالف ہی مگر افسوس آپکو اتنی بہی فہم نہین کہ یہہ سمجھہ سکین کہ یہہ ہماری مدعا کے
موافق ہے یا مخالف یہہ عبارت فلما کتب عثمان المصاحف لم یقدر الاعلی ما ثبت صریح
دال ہے کہ جب باوجود تلاش وتتبع کے اس سے زیادہ پر قدرت نہوئی تو معلوم ہوا کہ خداوند تعالے
اوسکو منسوخ فرمادیا اور بہلادیا اور دلونسے محو کردیا پہر تعجب ہی کہ ہمارے فاضل مجیب با اینہمہ ادعا
انصاف وعلم تحریف صحابہ کی سمجہتے ہین **قوله** آپکے علامہ سیوطی اپنی تفسیر مین تحریر فرماتے ہین
اخرج ابن مردویہ عن ابن مسعود قال کنا نقرأ علے عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولے المومنین وان لم تفعل
فما بلغت رسالته والله یعصمک من الناس اور مرزا محمد بن معتمد خان بدخشانی جنکو فاضل رشید
اپنے ایضاح لطافۃ المقال مین علماء اہلسنت سے فرماتے ہین کتاب مفتاح النجا مین کہ آپ کے
خاتم المتکلمین ازالۃ الغین مین اوس سے احتجاج کرتے ہین یہہ لکہتے ہین۔ واخرج ای ابن مردویہ
عن زر عن عبد اللہ قال کنا نقرأ علے عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا ایہا
الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولے المومنین وان لم تفعل فما بلغت
رسالته والله یعصمک من الناس اوربہت ایسی روایتین آپکے کتب معتبرہ مین منقول ہین بخوف
طوالت نہین لکہتی۔ **اقول** اس روایت کا حال بہی مثل روایات سابقہ کے ہے اسمین
بہی کہین وقوع تحریف پر کسیطرح دلالت نہین بلکہ اسمین یہہ بہی نہین پایا جاتا کہ یہہ الفاظ ان
علیا مولے المومنین قرآن ہی کے الفاظ ہین اور خدا کی طرف سے نازل ہوئی۔ ہم سینی کرا ولاً اس روایت
کی صحت مسلم نہین رکہتا لیکن اسکا حاصل صرف اتنا ہے کہ ہم اسطرح پڑہا کرتے تہی اور یہہ
کچہہ ضرور نہین کہ جو کچہہ وہ پڑہتے ہون وہ قرآن مین داخل ہو بلکہ ممکن ہے کہ یہہ الفاظ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تفسیر کے فرمائے ہون اور ابن مسعود یہہ سمجہکر کہ یہہ قرآن مین داخل
ہین تلاوت کرتے رہے ہون یا مسلم کہ اصل قرآن مین ہی لیکن منسوخ ہوگئی۔ معہذا ان روایات
سے کسیطرح ثابت نہین ہوتا کہ یہہ الفاظ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات تک

داخل قرآن تھے اور بعد وفات آپکے جامعین قرآن نے نکال ڈالے اور جب تک یہہ نہ ثابت ہو
تحریف کا ثبوت خیال محال ہے **قوله** اگر ان ہی دو تین روایتون کے نتایج پر بحث کرین
تو طول ہو جائیگا اور پہلے ہی کسیقدر طول ہو گیا ہے لہذا اور وقت پر منحصر رکھتے ہین **اقول**
اگر دوسرا وقت جسپر نتایج روایات پر بحث کو منحصر رکھا ہے یہہ ہی وقت ہے تو ہم منتظر ہین **قوله**
ای حضرت شیعہ کی روایتون مین تو صرف کمی ہے وارد ہوگی آپکے یہان علاوہ ایسی روایتون کے
جو متضمن کمی نقصان کثیر کے ہین قرآن مجید و فرقان حمید جو فصاحت و بلاغت مین معجزہ ہے
اوسکو اغلاط پر بھی مشتمل ہے چنانچہ معالم التنزیل مین تحت آیت کریمہ لکن الراسخون فی العلم
منہم والمومنون یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک والمقیمین الصلوۃ لکھا ہے
واختلفوا فی وجہ انتصابہ فحکی عن عایشۃ وابان بن عثمان انہ غلط من الکاتب
ینبغی ان یصلح ویکتب والمقیمون الصلوۃ وکذلک قولہ تعالی فی سورۃ المائدۃ
ان الذین امنوا والذین ھادوا والصابئون وقولہ تعالی ان ھذان لساحران قالوا ذلک
خطاء من الکاتب وقال عثمان رض ان فی المصحف لحنا وستقیمہ العرب بالسنتہا فقیل لہ الا تغیرہ فقال
دعوہ فانہ لا یحل حراما ولا یحرم حلالا انتہی ملخصا اب غور فرمایئے کہ وہ قرآن جو فصاحت
مین بلاغت مین معجزہ ہے اور جسکی شان مین فاتوا بسورۃ من مثلہ حق تعالے فرماتا ہے آپکے
یہہ حضرات خصوصا حضرت خلیفہ ثالث اسمین لحن و ستقیمہ العرب فرماتے ہین البتہ تمسک کے یہہ
ہی معنی ہین۔ **اقول** ای حضرت آپ اپنی روایات سے صرف کمی کو ہی کیون تسلیم کرتے ہین
زیادتی کو کیون نہین قبول کرتے آپکے طوسی اور طبرسی صاحب نے جو زیادتی کو مجمع علیہ باطل
فرمایا ہے غلط ہے سو روایات سے کمی ہی ثابت نہین بلکہ زیادتی اور تغیر تبدل اور تقدیم و تاخیر گویا ہر قسم
کی تحریف ثابت ہے پھر تعجب ہے کہ آپ صرف کمی کو ہی تسلیم فرماتے ہین کیا آپنے روایت مین
لولا زید فی القرآن ونقص نہین ملاحظہ فرمایا اور علاوہ اسکے بہت سی روایات مین یہہ طرفہ تماشا
یہہ ہے کہ اپنی کمی کو جو کمی تحریفی ہے اہلسنت کی کمی کے ساتھہ جو نسخی ہین خلط ملط فرماتے ہین

تاکہ اس حیلہ سے اور اس پیرایہ سے اپنا عیب پوشیدہ رہے پس واضح رہے کہ جو کمی اہلسنت کے
روایات سے ثابت ہوتی ہے اسکے ساتھہ اوس کمی کو کچھہ ربط نہیں کہ جو آپکی روایات کا مدلول ہے کیونکہ
اہلسنت کے روایات کا مدلول وہ کمی ہے جو خدا تعالے نے کی اور آپکی روایات کا مدلول وہ کمی ہے
جو صحابہ نے بعد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قرآن مین دیدہ و دانستہ کی ہے۔ فاین ہذا من ذاک
علاوہ اسکے باوجود اس فرق و مباینۃ کے پھر جسقدر کمی روایات سامی سے مفہوم ہوتی ہے تا بہ نسبت اوسکی
وہ کمی بہت کم ہے جو روایات اہل سنت سے ثابت ہوتی ہے اگر آپکو تردد ہو کلینی مین ملاحظہ فرما لیوین ہم
بسبب اختصار کے نقل روایات سے متعرض نہین ہوتے۔ رہا یہہ اعتراض کہ ہماری روایات کے بموجب
باوجود معتبر ہونے کے قرآن شریف اغلاط پر بھی مشتمل ہے چنانچہ لفظ المقیمین اور صابئون اور
ان ہذان غلط تسلیم کر لیے گئے سو جواب اسکا یہہ ہے کہ اول تو یہہ روایت ہی معتبر نہین چنانچہ
[illegible] عن عائشۃ [illegible] بن عثمان بصیغہ تمریض خود اسکے ضعف پر دلالت کرتا ہے دوسری یہہ کہ
[illegible] یہہ روایت [illegible] قرآن کے [illegible] اور اوسکی صحت بتواتر قطعی ثابت ہے تو بمقابلہ اوسکی
[illegible] قوت کی [illegible] روایت [illegible] تاہم معتبر نہین ہوسکتی تیسری یہہ کہ یہہ تغلیط اگر ہے
تو صرف باعتبار قواعد [illegible] کے ہے اور جب ہمہ صحابہ اور تمام ائمہ عربیہ نے اسکو صحیح تسلیم کر لیا
اور اسکی صحت کی توجیہات بیان کر دی تو یہہ قول خود ضعیف اور شاذ ہوگیا چنانچہ وہ عبارت جو معالم
مین اسکے بعد مین مذکور ہے اور ہمارے فاضل مخاطب نے ترک فرمائی ہے وہ اسپر صریح دلیل ہے
اور وہ عبارت یہہ ہے وعامۃ الصحابۃ واہل العلم علی انہ صحیح۔ چوتھی یہہ کہ اگر حضرت عائشہ کو
یہہ روایت نہ پہنچی ہو اور اونہون نے اس اعراب کو ظاہر خلاف ظاہر دیکھہ کر اپنی رائی اور
اجتہاد سے بلا تدبر یہہ فرمایا ہو کہ یہہ کاتب کی خطا ہے اور اس تخطیہ مین اونکی رائی نے خطا کی ہو
تو [illegible] اپنی رائی اور اجتہاد مین خطا سے معصوم نہین ہے۔ پانچوین یہہ
[illegible] اللہ عنہا نے جو انہی کاتبونکی خطا کے نسبت ارشاد فرمایا اوس خطا اور
غلطی [illegible] یہہ نہ تھا غلط ہے بلکہ مراد اس تخطیہ سے یہہ ہے کہ قراءت

مختلفہ مین سے صرف اولے اختیار کرکے اوسپر تمام امت کو جمع کرتے اور باقی الفاظ کو جنکی اجازت
اوسوقت نزول بطور تیسیر تہا اونکو ترک کردیتے۔ حاصل یہہ کہ ترک اقتصار علی الاولے مین کاتبون نے
خطا کی۔ چہٹی یہہ کہ ظاہر ہے کہ باعتبار قواعد عربیہ کے اگرچہ والمقیمین والصابئون اور ان ہذان صحیح ہی
اور اسکی صحت مین کچہہ کلام نہین لیکن ان کی صحت بتوجیہہ وتاویل ہے اور المقیمون والصابئین
اور ان ہذین بدون تاویل کے صحیح ہے اور باعتبار قواعد عربیہ کے اولے ہے تو ممکن ہی
کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بطریق مجاز اور اتساع فی الاخبار کے خلاف اولے اور
خلاف ظاہر پر خطا کا اطلاق کردیا ہو۔ اب اوسکا جواب سنئے جو روایت آپنے حضرت عثمان کی
نقل فرمائی ہے جسکا مدلول یہہ ہے کہ وہ فرماتے ہین کہ قرآن مین لحن ہی اول تو ہم اس روایت
کی صحت کو نہین تسلیم کرتے نہ عقلاً نہ نقلاً۔ امّا نقلاً پس اسوجہ سے کہ یحیی بن یعمر اور عکرمہ نے
اس روایت کو حضرت عثمانؓ سے روایت کیا ہے اور دونو نے نہ حضرت عثمانؓ کو دیکہا
اور نہ اونسے کچہہ سنا ہے تو یہہ روایت قابل اعتبار واعتماد کے نہ ہے وامّا عقلاً پس اسلیے کہ صریح
عقل دلالت کرتی ہے کہ جب حضرت عثمانؓ قرآن کی جمع وتالیف کے متکفل ہوئی اور اونہون نے
صحابہ کو جمع کرکے اس مہم کا سرانجام کیا تو اوسمین اونہونے کوئی لفظ ایسا جو لحن وخطا ہو اور
موجب قدح اور اعتراض کا ہو ہرگز باقی نچہوڑا ہوگا۔ اور کیونکر عقل سلیم تسلیم اور باور کرسکتی ہے
کہ ایسی غلط الفاظ کہ جنمین کسی قسم کا فساد حاصل ہو دیدہ ودانستہ قرآن مین باقی رکہین بروئی
عقل ہرگز ممکن نہین۔ پس معلوم ہوا کہ یہہ روایت بالکل غلط ہے دوسری جب قرآن کے
تمام حروف وحرکات کا منزل من اللہ ہونا ثابت ہے تو اگر یہہ روایت صحیح ہو بہی تاہم متواتر کا
معارضہ نہین کرسکتے اور ساقط الاعتبار ہی تیسری اس روایت کا محمل بالکل واضح اور صاف ہے
کہ جسمین نہ کچہہ شک وشبہ رہتا ہے نہ کوئی اعتراض وقدح وہہ یہہ کہ اگر یہہ روایت صحیح ہو اور حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ نے یہہ فرمایا ہو تو اسکے معنے یہہ ہین کہ فی المصحف لحنا فی تلاوتہا
یعنی بعض جگہ رسم الخط اس طرح پر ہے کہ اگر اوسکو پڑہنے والا اوسیطرح پڑہی جسطرح کہ لکہتا

رسم الخط کے لکہا ہوا ہے تو وہ غلط ہوگا اور تلاوت مین لحن واقع ہوگا تو حاصل یہہ ہوا کہ مصحف
مین باعتبار رسم الخط کے ایسے الفاظ واقع ہین جنکی تلاوت مین اگر اسیطرح پڑہا جاوے جسطرح
لکہے ہین تو لحن واقع ہوتا ہے - چنانچہ لااذبحنہ اور لااوضعوا اور من نبائی المرسلین وغیرذلک
اور ظاہر ہے کہ اگر یہہ الفاظ بدون معرفہ رسم الخط اسیطرح تلاوت کئے جاوین جسطرح کہ لکہے ہوئے ہین تو معنے
بالکل متغیر ہو جائینگے - اور ایجاب نفی ہو جائیگا - اور کلمات مین ایسے حروف کی زیادتی ہوگی جو اوس
کیطرح داخل نہین ہے اور تلاوت غلط ہوگی - پس اسکے معنے یہہ نہین کہ الفاظ قرآنی یا اوسکے
رسم الخط مین بہی غلطی اور لحن ہے - پس یہہ حضرات شیعہ کی خوش فہمی ہے کہ ایسی روایات کو بے سوچے
سمجہے نقل کر دیتے ہین پہر علاوہ اسکے دین و دیانت کی یہہ کیفیت ہے کہ روایات کے نقل مین حضرت کشمیری
صاحب صاحب تہ یہہ وغیرہ نے اس روایت کے الفاظ کو مسخ و تحریف کرکے اپنے اعتراض کے
تقویت اور تائید کی غرض سے کچہہ سے کچہہ بنا دیا ہے اور ہمارے فاضل مخاطب نے بہی اونہین کی
تقلید فرمائی اور خوشی سے اونہین الفاظ کو جو کشمیری صاحب نے تحریف کیے تہے بڑے ناز و فخر
کے ساتہہ نقل کر دیا - حالانکہ وہ سراسر غلط ہین اب مین عرض کرتا ہون کہ اصل کیونکر تہی اور پہر حضرات
نے انہین مسخ و تحریف فرما کر اپنے مدعا کے موافق کیونکر بنایا - اصل الفاظ یہہ تہے وقال عثمان
ان فی المصحف لحنا وستقیمہ العرب بالسنتہا اسمین لفظ ستقیمہ صیغہ مضارع کا ہے
باب افعال اقام یقیم سے اور اوسپر حرف سین استقبال قریب کے لیے داخل ہے اور ہ ضمیر آخر مین لاحق ہے
جو راجع ہے لحن کیطرف جسکے معنے یہہ ہین کہ عرب اوسکو اپنے زبانون کے ساتہہ تلاوت مین سیدہا
اور ٹہیک کرلینگے چنانچہ بعض روایات مین ان العرب ستقیمہا بالسنتہا مروی ہے اور
بعض روایات مین تقیمہا وارد ہے چنانچہ شیخ ابوعمرو عثمان بن سعید بن عثمان المقری رحمۃ اللہ نے
اپنے کتاب رسم الخط مین یہہ روایات نقل کی ہین پہر اوسکو حضرت مرزا کشمیری صاحب وغیرہ
اور ہمارے فاضل مخاطب نے مسخ و تحریف فرما کر اسطرح بنایا کہ حرف سین اصلی جو زائد
تہا اور حرف تا علامت مضارع کو حذف فرمایا اور ہا ضمیر کو تائے تانیث سے بدلکر لفظ

شیعون کی روایتون مین بہی ایسی ہی دروغ بیانی اور بددیانتی و خیانت ہے -

سقیمہ مادہ سقم باب سقم یسقم سے صیغہ اسم فاعل یا صفت مشبہ کا بنایا جسکے معنے یہہ ہوئیں
کہ قرآن مین عرب کے الفاظ سقیمہ یعنے ضعیفہ اور مرجوحہ اور غلط داخل ہین پہر اب دیکہیے کہ اہل سنت
کو کسقدر تقویت اور تائید ہو گئی - پس آپکے اس دین و دیانت پر صد آفرین ہے ہم کچھہ نہین کہتے
خداتعالے آپ صاحبونکو اسکی جزا موفور عطا فرماوے ویرحم اللہ عبدا قال آمینا - پس ہمنے
خوب غور کیا اور تیرہ سو برس سے غور کرتے چلے آتے ہین نہ کہین لحن قرآن مین ہے اور نہ سقیمہ
العرب ہے - یہہ حضرات کی فہم کی خوبی ہے یا حضرات آپکے عنایات کا ثمرہ ہے کہ روایت ہین جسکی وجہ سے
ایجاد و اختراع کیا گیا - لیکن حضرات شیعہ کے نزدیک مروی انکی روایات کے، جو ائمہ سے
مروی ہوئی اور جو غیر قطع کو ہین جنکو اکابر شیعہ نے تسلیم کرکے وقوع تحریف کا اعتقاد کر لیا ہے
قرآن مین کمی و بیشی اور تغیر و تبدل اور نسخ و تحریف بہت کچھہ ہوگئی ہے پس تمسک بالقرآن فی الحقیقت نہین ہے
اور تمسک کے یہہ معنے ہین وہ نہین **قولہ** غرضکہ اوسی قسم کی روایتین درمنثور و اتقان وغیرہ
مین بہجہ وہین ارادہ تہا کہ جو کچہہ انکے جواب آپکے علمانے دیئے ہین وہ نقل کرکے انکی کیفیت بہی
لکہی جائے مگر بخوف اطناب نہین لکہتے پہر دیکہا جائیگا - **اقول** یہہ جب کبہی آپکا دل
چاہے دیکہہ لیجئے ہم ہر طرح حاضر ہین نہ تحریر سے انکار ہے نہ تقریر سے دریغ مصرع ہمین میدان
ہمین چوگان ہمین گو - **قولہ** آپکے خلیفہ ثالث نے اسی پر اکتفا نہین فرمایا کہ اغلاط ہی ٹہرایا ہو
بلکہ کتاب اللہ کو جسکی تعظیم و احترام ضروری ہے جلوایا پہڑوایا سے علے اختلاف الروایتین **اقول**
پہلی کسی دلیل شرعی سے یہہ تو ثابت کیجیے کہ مطلق جلوانا یا پہڑانا اہانت اور خلاف تعظیم و احترام ہے
جبتک آپ یہہ ثابت نفرماوینگی اوسوقت تک آپکا اعتراض ہی لغو ہے اور لائق التفات نہین
لیجیے ہم آپسے بہی بلکہ علماء اثنا عشریہ سے استفتا کرتے ہین جواب تحریر فرمادین کیا فرماتے ہین علماء
امامیہ اثنا عشریہ اس صورت مین کہ ایک شخص نے ایسی حالت مین کہ اوسکی نزدیک قرآن شریف
مین کلمات تفسیری بہی لکہی ہوئی ہے اصل قرآن کو اونسے جدا کرکے جمع و تالیف کیا اور بعد جمع و
تالیف کے اوسکی نسخ کو اطراف و اکناف عالم مین شائع کیا اور اوسکو موافقین و مخالفین سے

بلا اعتراض صحیح قرآن تسلیم کرلیا پہر اوس شخص نے اِس خوف سے کہ وہ قرآن جو بمنزلہ مسودہ کے تہا اور جسمین کلمات تفسیر درج تہی مبادا ظاہر ہوکر باعث اختلافات و نزاع کا ہو اوسکو جلوا دیا یا پارہ پارہ کروادیا تو یہہ شخص ماجور ہے یا آثم اگر آثم ہے تو کس گناہ کا مرتکب ہوا بینوا بالدلائل الشرعیہ توجروا اور نہین تو اسی مختصر سوال کا جواب دیدیجے اگر کوئی شخص بلا قصد اہانت قرآن شریف کو اپنی رائے مین کوئی مصلحت شرعی سمجہکر جلوائے یا پہڑوائے تو جائز ہے یا حرام حضرت پیر صاحب حسب شہادت آپکے امام کلینی کے۔ امام صادق رضی اللہ عنہ نے تو یہانتک اہانت کی کہ ہاتہ سے پہینک دیا تفسیر سورۂ نحل مین مفسر صافی روایت نقل کی ہے وفی الکافی عن القمی عنہ (عن الصادق) انہ قراء ان تکون ائمۃ ھی ازکیٰ من ائمتکم فقیل انا نقرأھا امۃ ھی اربیٰ من امۃ فقال وما اربیٰ من امۃ وا ومأ بیدہ فطرحھا ہم اسکو پہلے امامیہ سے ہی استفسار کرتے ہین کہ اگر کوئی شخص اسطرح قرآن کی اہانت کرے تو جائز ہے یا حرام

قولہ یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ بیاض عثمانی قرار دین آپکے خاتم المتکلمین کے عادت ہین چونکہ تمسخر ہی بطور سخریہ اونہون نے ایسا فرمایا ہے۔ افسوس کہ آپنے اونکی عبارت مین تامل نہین فرمایا معاذ اللہ کہ کسی اہل حق نے قرآن شریف کو اِس لقب نا ملائم سے ملقب کیا ہو۔ یہہ محض کذب و افترا ہے۔ اور اگر آپ اسباب مین کوئی سند لاسکتے ہین تو لائیے۔ **اقول** جب وقوع تحریف بروایات صحیحہ و باعتراف اکابر شیعہ ہم ثابت کرچکے تو ظاہر ہے کہ یہہ وقوع تحریف جمع و تالیف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مین ہے واقع ہوا ہوگا کیونکہ وہ جمع و تالیف جو اول شیخین کے زمانہ مین ہوئی تہی اوسکا خلاصہ بہی ابہی کیا گیا چنانچہ جامع القرآن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا لقب ہوگیا تو اسکو اگر شیعہ محرف عثمانی اور بیاض عثمانی کہین تو کیا بعید ہے۔ یہہ لفظ نسبہی اسکا مدلول تو صریح روایات سے ثابت ہوتا ہے اور اگر تتبع کیا جاوے تو انشاء اللہ شیعہ کی تصریحات مین یہہ لقب بہی نکلیگا علاوہ ازین

لہ کافی مین قمی سے روایت ہے کہ امام صادق رضی اللہ عنہ نے (باین الفاظ) ان تکون ائمۃ ہی ازکیٰ من ائمتکم پڑہا کسینی عرض کیا کہ ہم تو اسکو امۃ ہی اربیٰ من امۃ پڑہتے ہین فرمایا او اربیٰ من امۃ کیا اور اپنے ہاتہ سے اشارہ کیا اور اسکو ڈال دیا ۱۲

ہمنے ماسبق مین ارغام سے عبارت کتاب بارقہ ضیغمیہ کے نقل کی ہے اوس سے صریح یہہ لقب
نا ملائم نہین ثابت ہوتا تو کیا ثابت ہوتا ہے چون نظم این قرآن نظم عثمانیست الخ نظم عثمانی اور
بیاض عثمانی مین کیا فرق ہے۔ افسوس کہ آپ اپنے علمار کی کتابونکو دیکھتے نہین جو آپ کو
اپنے مذہب کا حال معلوم ہو۔ پس ہمنے دلائل سے ثابت کردیا اور آپکا کذب وافترا کہنا
محض کذب ہوا **قولہ** اب آپ انصاف فرماوین کہ کیا کتاب اللہ سے تمسک کے یہہ ہی معنے ہین کہ
جسکا حافظ تو خدا حقیقی تعالے شانہ ہو اوسکو محرف وغلط وسقیمۃ العرب فرمائین اور اوسکو جلائین
یا جو کتاب اللہ کی نسبت ایسا کہین اور بجائے تعظیم واحترام جلائین اونکو دین مین پیشوا ومقتدا
سمجھین **اقول** حسب ارشاد ہمنے تو انصاف سے عرض کردیا کہ غلط ہونے کا الزام خوش
فہمی ہے اور محرف ہونیکا الزام کذب وافترا اور سقیمۃ العرب ہونے کا الزام حضرات کے خیانت نہین
بلکہ دین ودیانت ہے۔ لیکن تمسک کے یہہ معنے کہ کتاب اللہ کو محرف فرماوین اور اوسمین تحریف اعتقاد
کرین او ہو موافق اصول کے قرآن مین تحریف کا واقع ہونا یقینی ہو اور تمسک کے یہہ معنے ہین کہ کتاب اللہ کو
نہ خوش ہو کر بطریق اہانت کے پھینک دیوین۔ اور تمسک کے یہہ معنے ہین کہ ایسے لوگونکو جو قرآن غلطیونکا اور
تحریفات کا عتقاد کرین یا تحریف کی شہادت دیوین یا قرآن کو اہانت کے ساتھ پھینکین اور خلاف
تعظیم واحترام اوسکی اہانت کرین اونکو مقتدا اور پیشوا واجب الاطاعت بمنزلہ انبیا بلکہ انبیا سے افضل
سمجھین ع ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا **قال الفاضل المجیب** ۔ قولہ۔ کیا تمسک کے
یہہ ہی معنے ہین کہ (نعوذ باللہ توبہ توبہ) آل رسول کی بنات طیبات کو بلکہ اونکی شرمگاہونکو مغصوب
اعدا ٹہراوین۔ چنانچہ کافی کلینی سے صاحب تحفہ ومنتہی الکلام وآیات بینات نے روایت نقل کی ہے
اقول۔ صاحب تحفہ وغیرہ نے اول فرج غصبت منا نقل کی ہے مگر ہمارے حضرت مجیب نے اپنی طرف سے
بلکہ انکی شرمگاہونکو الخ زیادہ کردیا کمال بیتابی مین فرمایا شرم وحیا سے خوب کام لیا۔ حضرت وہ عبارت
بعینہ نقل فرماوین جسکا ترجمہ تو دبدلت نے بلکہ اونکی شرمگاہونکو فرمایا ہے۔ معاملہ دینی مین ایسی تصرف
کرنے سے آنحضرات کو خوف خدا نہین۔ اہل علم کیطرح شرم وحیا نہین **یقول العبد الفقیر الی مولاہ**

جب آپکے امام کلینی نے اول فرج غصبت منابمات طیبات کے بابت روایت کیا ہے تو اگر نعلانچنی
بلکہ اونکی شرمگاہونکو الخ لکھدیا تو کیا غضب ہوا اول فرج غصبت منا کا اگر یہہ ہے بعینہ مطلب نہین
تو آپ ہی فرماوین کہ اسکے سوا اوسکا کیا مطلب ہے کیا لفظ فرج سے مراد شرمگاہ نہین ہے
یا غصبت سے مغصوب ہونا سمجھہ مین نہین آتا - ہان ہماری یہہ تو خطا ضرور ہے کہ ہمنے لفظ فرج کا
ترجمہ شرمگاہ کیا ہے اور لفظ فرج عضو مخصوص کے لیے صریح ہے اور شرمگاہ کنایہ لطیف معلوم ہوتا ہے
کہ آپکو اسوقت پسند آتا اور صحیح معلوم ہوتا جب کوئی شخص آپکے امام کلینی کے اس فحش کا ترجمہ ویسی
صریح اور فحش الفاظ مین معاذ اللہ کرتا - ہمکو نہایت افسوس ہے کہ خطا تو آپکی امام کے اور جہلا ہمپر
خواہ مخواہ اور اہل علم سے شرم وحیا تو آپکے امام کلینی فرماوین اور عتاب ہمپر اگر یہہ الفاظ بمقتضاے
آپکے دین و ایمان وحیا و شرم کی بیحیائی سے ناشی اور مستقبح ہین تو اپنے حضرت کلینی کے روح
پرفتوح کو جہلواتین سنایئے یا ہوا اونکے اساتذہ بزرگواں جن سے اونہون نے یہہ فحش اور بیحیائی کے
بات اخذ کی ہے اونکو کچھہ کہیے ہم تو محض ناقل مضمون ہین کہ الزاماً خدمت مین پیشکش کیا تو پھر
یہہ آپکا غصہ کیون نکالا جاتا ہے ہان اگر ہمنے نقل مین خطا کی ہو اور اپنی طرفسے تراش کر
لکھدیا ہو تو اوسوقت البتہ ہم قصوروار تہے - ہمیں معلوم نہین کہ آپ ہمپر کیون جہلا اوٹہے - ہمنے کیا
بیجا تصرف کیا تہا جو آپکو یون بیطرح جوش آگیا - اگر ہمنے اپنی طرفسے کوئی تصرف کیا تہا
تو پہلے ثابت کرنا چاہیے تہا اصل روایت کلینی سے نقل فرماتے اور لکہتے کہ اس روایت کے نسبت
یہہ زیادتے ہے اور نقل مضمون مین یہہ ناجائز تصرف ہے اور بدون اسکے یونہین بے دلیل شور وغل مچانا
اہل عقل و خرد کا تو کام نہین ہے - اوسپر طرفہ ماجرا یہہ ہے لکھتے ہین کہ صاحب تحفہ وغیرہ نے
اول فرج غصبت منا نقل کی ہے جسکو بظاہر الزام صاحب تحفہ کیطرف عاید کیا ہے اور یہہ
نہین فرماتے کہ صاحب تحفہ وغیرہ نے کہانسے نقل کی ہے اصل موجد اس فحش و بیحیائی کا کون ہے
یہہ آپکی دیانت کا مقتضا ہے - معہذا یہہ جو سوال فرمایا کہ (حضرت وہ عبارت بعینہ نقل فرماوین
جسکا ترجمہ خود بدولت نے بلکہ اونکی شرمگاہونکو فرمایا ہے) اسکا جواب یہہ ہے کہ بندہ کی عبارت کو

بغور ملاحظہ فرماوین - اوسمین کہان لکہا ہے کہ یہہ ترجمہ ہے جسکی واسطہ تطابق لفظی شرط ہے جسکو آپ تلاش فرماتے ہین - حیف ہی کہ آپکو اتنی بہی خبر نہین ہے کہ یہہ ترجمہ نہین ہے بلکہ نقل مضمون اور حکایت بالمعنے ہی جسکے لیے صرف اتحاد مطلب شرط ہے و بس معلوم نہین جناب نے اسکا ترجمہ ہونا کس قرینہ سے سمجہا - باقی رہا خدا کا خوف اور اہل علم سے شرم وحیا تو البتہ حضرات شیعہ کو حاصل ہے کہ سقیمۃ العرب مسخ کرکے اپنے مطلب کے لیے سقیمۃ العرب بنالیا اور اپنی مدعا کے موافق روایت مین تصرف کردیا البتہ معاملات دینی مین خدا کا خوف اور اہل علم سے شرم وحیا تو یہہ ہوئی اسیطرح آپکے شریف رضی نے نہج البلاغت مین جابجا جناب امیرؑ کی کلام کا ستیاناس کیا اور اوسکو مسخ تحریف کرڈالا جس سے شراح کا بہی ناک مین دم آگیا اور بے اظہار کیے اونکو بہی کچہ بن نہ پڑا چنانچہ ہم ابحاث سابقہ مین بطور مشتی نمونہ خروار عرض کرآئی ہین البتہ خدا کا خوف اور اہل علم سے شرم وحیا تو اسکا نام ہے اور اسکی بہت نظیرین ہین جو کسیقدر حافظہ مین ہین مگر خوف تطویل رخصت نہین دیتا - **قولہ** بہر حال حضرت مجیب کی غرض اس سے نکاح ام کلثوم سے ہے اگر اس امر کی تحقیق کہ نکاح خلیفہ ثانی حضرت ام کلثوم سے ہوا یا نہین - اور اگر ہوا تو ام کلثوم بنت حضرت زہرا علیہا السلام سے ہوا یا کسی ام کلثوم سے یکجا دی تو بہت ہی طول ہو اور بباعث بیماری اور عدیم الفرصتی اس قدر طویل بحث چہیڑ نہین سکتے اور نیز پہلے ہی اس تحریر مین طول ہوگیا - اگر حضرت مجیب کو شوق ہو تو جواب آیات بینات و لہب المیزان وتحفۃ الاشعریہ وغیرہ مین ملاحظہ فرمالین **اقول** جناب میر صاحب گستاخی معاف جب آپکو ضروری دینی مسائل کی تحقیقات کی نسبت اسقدر گریز واغماض ہے تو پہلے ہی اس بحث کو کیون چہیڑا تہا اور یہہ جو شروع جواب مین ارشاد ہوا تہا کہ (اگر غور فرمائی تو یہہ اعلی درجہ کی عبادت ہے) یہہ صرف زبانی ہماری ہی واسطہ تہا اور اتامرون الناس بالبر کے حکم مین تہا - اگر آپ ایسی مریض عدیم الفرصت تہی تو آپنے سوال ہی کیون لکہا - شاید آپکو یہہ خیال ہوگا کہ خصم کب دست بگریبان ہوتا ہے اور کب یہہ روز سیاہ نظر آئیگا - اب جب موقع آیا تو یون عذر وحیل گریز واغماض ہونے لگا

آپکا خصم آپکی ایسی ایک نہ سنیگا جبتک آپ جواب صاف نہ دینگے وہ آپکا گلوگیر ہی رہیگا۔ سبحان اللہ
جواب آیات بینات پر آپ ٹالتے ہین ؎ شعر سوال بوسہ کو ٹالا جواب چین ابرو ہی + براث
عاشقان بر شاخ آہو اسکو کہتے ہین ٭ حضرت سوال تو آپ سے ہے آپ جواب دیجیے اگر جواب
آیات بینات مین یہہ بحث ہے تو آپ وہین سے دیکھہ بہال کر جواب دیجیے آپکے خصم کو کچہہ حاجت
نہین کہ وہ یہہ کتابین دیکھتا پہرے۔ حیلۂ خوف تطویل بالکل لغو ہے۔ جہان آپنے چار ورق کے
جواب مین چہہ جزو تحریر فرمائی اور اسکے لیے آپکو بیماری اور عدم الفرصتی مانع نہوئی تو اس مسئلہ کی
لیئے بہی ایک دو جزو کا کچہہ مضائقہ نہ تہا۔ مگر شاید عجب نہین کہ اس مسئلہ کی ہی خوف سے بیماری
لاحق حال ہوئی ہو اور جاڑا چڑہ آیا ہو کیونکہ یہہ مسئلہ ایسی ہی ٹہیری کہیر ہی اگر یہہ ہے تو ہم بہی
معافی لکھہ دینگے اور معذور سمجھینگے مگر بشرطی ۔ **قولہ** مگر یہان صرف اسیقدر لکہا جاتا ہے کہ جسطرح
اہلسنت ثابت کرتے ہین کہ یہہ نکاح ہوا اسیطرح شیعہ اونکی کتب سے ثابت کرتے ہین کہ یہہ نکاح ام کلثوم
بنت زہرا سے نہین ہوا۔ اور یہہ نکاح بہی باکراہ ہوا جو غصب سے مراد ہے صرف فرق الفاظ ہی
چنانچہ دونون روایتین اس قسم کی لکہی جاتے ہین صواعق محرقہ ابن حجر مین ہے صح عن عمر انہ
خطب ام کلثوم من علی فاعتل بصغرہا وبانہ اعدہا لابن اخیہ جعفر فقال لہ عمر ما اردت
الباءۃ ولکن سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کل سبب ونسب منقطع
یوم القیمۃ ملخصًا الا سببی ونسبی ۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری مین لکہا ہے ان علیا لما اعن
نکاح ابنتہ بعمر واستعذر بصغرہا لم یکن یقبل منہ ذلک العذر حتی الجاہ الخ غور فرمائیے
کہ لفظ الجاہ آپکی کتاب سے ہیچ وجود ہے غصب اور اس لفظ مین صرف تنازع لفظی ہے رہا کتاب
ہمت الہیدار مین ہے ام کلثوم دختر ابوبکر بود مادرش اسماء بنت عمیس کہ اول زن جعفر طیار
بود باز بنکاح ابوبکر در آمدہ از ابوبکر پسری عبد الرحمن نام و یک دختر ام کلثوم زائیدہ بعد
ازان بنکاح علی بن ابی طالب در آمد ام کلثوم ہمراہ مادر در آمدہ عمر بن خطاب با ام کلثوم
دختر ابوبکر نکاح کرد۔ انتہی ۔ پس جسطرح اہلسنت یہہ نکاح ثابت کرتے ہین ۔ شیعہ

اسیطرح اونکی کتابونسی اس ام کلثوم کا وہ نکاح ثابت کرتے ہین کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت ابوبکر سی ہوا اور چونکہ وہ دامن عاطفت جناب امیر علیہ السلام مین پلی تہی فرط ربط و اتحاد سی وہ جناب امیر کی ہی بیٹی مشہور تہی اور اس کا نکاح بہی جناب امیر کو منظور نہ تہا۔ چنانچہ روایت مذکورہ سی ثابت ہی **اقول** دانشمندان روزگار ناظرین رسالہ ہماری فاضل مجیب کے اس جواب کی تقریر سی انکی حواس باختہ ہوگئے اور حیرانی و پریشانی سمجہہ گئی ہونگے کہ کیسی گرداب اعتراض مین ڈبکیان کہا رہی ہین اور یہہ ہاتہ پاؤن الٹی سیدہی مار رہے ہین لیکن ولات حین مناص۔ اب لیجیئے ہم اس بحث کو چہیڑتے ہین اور تمام پہلوؤن پر جو ہماری فاضل مخاطب نے اسجگہ ذکر کئیے ہین بحث کرتے ہین۔ اول ہماری فاضل مجیب نے یہہ دعوی کیا کہ یہہ نکاح حضرت ام کلثوم بنت زہرا رضی اللہ عنہا سی نہین ہوا۔ دوسرا دعو یہہ کیا کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ تیسرا یہہ دعوے کیا کہ یہہ نکاح بہی باکراہ ہوا۔ پہر ان تینون دعوونکی ثبوت کے لیے تین روایتین ذکر فرمائی۔ ہم حیران ہین کہ پہلی روایت جو ہمارے فاضل مخاطب نے ذکر فرمائی وہ کیون ذکر فرمائی اوس سے کس دعوی کا اثبات مظنون سامی ہے نہ پہلے دعوی کے ثبوت سی اوسکو تعلق نہ دوسری دعوی کچہہ ربط نہ تیسرے دعوی سے مس بلکہ صریح نقیض دعوے اول پر دال ہے کیونکہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے جو خواستگاری کی علت بیان فرمائی وہ یہہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتہہ پیوند ہونا جو قابل انقطاع نہین ہے منظور تہا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ ام کلثوم حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی دختر تہین کیونکہ اگر یہہ ام کلثوم دختر حضرت صدیق رض ہوتی تو پہر اس علت کے ساتہہ خواستگاری کے کچہہ معنے نہین یہہ پیوند اور خویشی اسی لیے تہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ رشتہ نسبت منعقد ہو جاوے۔ جو بنت صدیق رض مین بلکہ بنت علی رض مین بہی جو بطن حضرت زہرا سے نہو مفقود تہا تو اس سی صاف معلوم ہوا کہ یہہ روایت مثبت نقیض دعوی اول ہے اور مبطل عین دعوی ثانی و ثالث پس ہماری فاضل مجیب کی خوش فہمی قابل داد ہی۔ کہ وہ اس روایت کو اپنے مفید مطلب

اور مثبت مدعا سمجھکر سب سے پہلے خصم کے مقابلہ مین پیش کرتے ہین اور اتنا نہین سمجھہ سکتے کہ
یہہ روایت ہمارے مدعا کو مفید ہے یا مضر لیکن ہمکو کچھہ شکایت نہین واقعی یہہ اعتراض ایسا دار
عضال اور عقدہ غیر قابل انحلال ہے کہ اسکو سنکر جسقدر اوسان حضرات کی خطا ہون بجا ہے
اور جسقدر حواس پریشان ہون زیبا۔ پہر ایک اور طرفہ تماشا یہہ کہ تحریر فرماتے ہین کہ (جسطرح اہلسنت
اس نکاح کو ثابت کرتے ہین اسیطرح شیعہ اونکی کتابونسے ثابت کرتے ہین کہ بنت زہرا رضہ سے
نہین ہوا) جو حضرت کی کمال مناظرہ دانی اور فہم پر دال ہے کوئی حضرت مخاطب سے پوچھے کہ حضرت
اونکی کتابونکی کیون قید لگائی گئی ہے اپنی کتابونکا ذکر سے اور اونمین ثابت ہونے نہونے
سے کیون پہلو تہی فرمایا یہہ امر تو ظاہر ہے کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل ومحامد
اہلسنت کے نزدیک کچھہ اس نکاح ہی پر منحصر نہین۔ حضرت رضہ کو جو علو مرتبہ اسلام مین ہے
اگر یہہ نکاح نہوتا تو بہی وہ مرتبہ حاصل تہا۔ لیکن چونکہ حضرات اہل تشیع کو اونکے فضائل سے انکار ہے
اور بلکہ دائرہ ایمان سے بہی خارج سمجہتے ہین اور کہتے ہین کہ جناب امیر کے اور اونکی باہم کمال عداوت تہی تو
اس امر کی ابطال کے لیے اہلسنت الزامًا شیعہ کی کتابون سے یہہ روایت نقل کرکے اونکو جہوٹا
کرتے ہین تو اگر بفرض محال اہلسنت کی کتابونمین یہہ نکاح ام کلثوم بنت زہرا رضہ سے ثابت نہو
بلکہ ام کلثوم بنت صدیق رضہ سے ہو تو حضرات شیعہ کے اوپر سے یہہ الزام جو بموجب اونکی روایات کے اونپر
چسپان ہوتا ہے صرف اتنا کہنے سے کہ یہہ نکاح اہلسنت کی کتابونمین ثابت نہین ہے کیونکر اوٹھہ
سکتا ہے حالانکہ یہہ بہی غلط ہے کہ اہلسنت کی کتابونسے یہہ ثابت نہین چنانچہ ہم عرض کرینگے
پس اس الزام کے ہماری فاضل مجیب نے جسقدر جوابات تحریر فرمائے ہین اور ردیات لکہی وہ سب لغو اور بے سود
ہین اور حضرت کی کمال مناظرہ دانی اور خوش فہمی پر دال ہین اگر بالکل سکوت کرتے اور کچھہ بہی
نہ لکہتے تو بہ نسبت اسکی آپکے لیے بہت بہتر تہا کیونکہ کچھہ پردہ پوشی رہتی اب لیجیے ہم اسکا
ثبوت اہلسنت واہل تشیع کی کتابون سے کرتے ہین۔ اول اہلسنت کی کتب معتبرہ سے
مختصرًا ثبوت سنیے۔ صحیح بخاری صفحہ ۴۰۳ مین مذکور ہے۔

اگر اہلسنت کی کتابونسے فاروق رضہ کا نکاح بنت زہرا رضی اللہ عنہا سے ثابت نہو تو اونکی دعوی کو کچھہ مضر نہین —

اہلسنت کی کتابونسے فاروق رضہ کی بابتہ ام کلثوم بنت زہرا رضہ کو نکاح کا ثبوت -

عبدان انا عبد الله انا یونس عن ابن شہاب قال ثعلبة بن ابی مالک ان عمر بن
الخطاب قسم مروطا بین نساء من نساء المدینة فبقی مرط جید فقال له بعض
من عنده یا امیر المومنین اعط هذا ابنت رسول الله التی عندک یریدون
ام کلثوم بنت علی فقال عمر ام سلیط احق وام سلیط من نساء الانصار
ممن بایع رسول الله صلی الله علیه وسلم قال عمر فانها کانت تزفر لنا القرب
یوم احد اور سینی اسیکے حاشیہ پر یہ کوہی قال الکرمانی ام کلثوم بنت فاطمة
بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم ولدت فی حیاة رسول الله صلی الله علیه
وسلم خطبها عمر الی علی فقال انا ابعثها الیک فان رضیت فهی زوجتها
فبعثها الیه ببرد وقال لها قولی هذا البرد الذی قلت لک فقالت ذلک
لعمر فقال لها قولی قد رضیت رضی الله عنک ووضع یده علی ساقها فکشفها
فقالت اتفعل هذا لولا انک امیر المومنین لکسرت انفک ثم جاءت اباها
فقالت بعثتنی الی شیخ سوء واخبرته فقال لها یا بنیة انه زوجک ثنی نسائی
این صفحہ ۳۲ پر ہے ووضعت جنازة ام کلثوم بنت علی امرأة عمر بن الخطاب وابن

ثعلبہ بن ابی مالک نے کہا کہ عمر بن خطاب نے مدینہ کی عورتوں کو چادریں تقسیم کیں ایک اچھی چادر بچ گئی تو پاس والوں نے کہا یا امیر المومنین اسکو یہ
ام کلثوم بنت علی کو کہا کہ یہ چادر رسول اللہ کی دختر کو جو تیرے پاس ہے دیدی۔ عمر نے کہا کہ ام سلیط زیادہ مستحق ہے اور ام سلیط انصار
کی عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی عمر نے کہا کیونکہ وہ جنگ احد کی دن ہماری مشکیں پیوند کرتی
تھی کرمانی نے کہا کہ ام کلثوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر فاطمہ کی بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں پیدا ہوئی
عمر نے اسکی منگنی کا علی کے پاس پیام بھیجا تو علی نے فرمایا میں اسکو تیرے پاس بھیجونگا اگر تیری رضا ہوئی تو میں تیری ساتھ
اسکا نکاح کر دیا۔ پھر ام کلثوم کو ایک چادر دیکر عمر کے پاس بھیجا اور اسکو کہا کہ تو کہو کہ یہ وہ چادر ہے جسکا میں نے تجھ سے
ذکر کیا تھا ام کلثوم نے وہی عمر سے کہا عمر نے اسکو کہا کہ کہہ میں راضی ہوا خدا تجھ سے راضی ہو اور اپنا ہاتھ
ام کلثوم کی ساق پر رکھا اور اسکو کھولا ام کلثوم نے کہا تو ایسا کرتا ہے اگر تو امیر المومنین نہ ہوتا تو میں تیری ناک توڑ
ڈالتی۔ پھر اپنے باپ کے پاس آئی اور کہا مجھکو آپ نے بڑی بڈھے کے پاس بھیجا تھا اور حقیقت حال کی
خبر دی۔ علی نے کہا بیٹا وہ تیرا شوہر ہے۔ ام کلثوم بنت علی زوجہ عمر کا اور اسکے
فرزند جسکو زید کہتے تھے جنازہ یکبار رکھا گیا۔

بها یقال [۱] لہ زید وضعا جمیعا والامام یومئذ سعید ابن العاص وفی الناس ابن عمر وابو ہریرۃ وابو سعید وابو قتادۃ فوضع الغلام مما یلی الامام۔ علاوہ انکی خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے منتہی الکلام میں اور ان سے مولانا محمد حسینی نے بحوالہ ... نقل کی ہے۔ ہم بھی منتہی الکلام سے تیمناً للفائدہ نقل کرتے ہیں۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ [۲] رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَ عُمَرُ إِلَى عَلِيٍّ ابْنَتَهُ مِنْ فَاطِمَةَ وَأَكْثَرَ تَرَدُّدَهُ إِلَيْهِ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا عِنْدِي إِلَّا صَغِيرَةٌ فَقَالَ عُمَرُ مَا يَحْمِلُنِي عَلَى كَثْرَةِ تَرَدُّدِي إِلَيْكَ إِلَّا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّ حَسَبٍ وَنَسَبٍ وَسَبَبٍ وَصِهْرٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِلَّا حَسَبِي وَنَسَبِي وَسَبَبِي وَصِهْرِي فَقَامَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَمَرَ بِابْنَتِهِ مِنْ فَاطِمَةَ فَزُيِّنَتْ وَبَعَثَ بِهَا إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمَّا رَآهَا قَامَ إِلَيْهَا فَأَجْلَسَهَا فِي حِجْرِهِ وَقَبَّلَهَا وَدَعَا لَهَا فَلَمَّا قَامَتْ أَخَذَ بِسَاقِهَا وَقَالَ لَهَا قُولِي لِأَبِيكِ قَدْ رَضِيتُ فَلَمَّا جَاءَتِ الْجَارِيَةُ إِلَى أَبِيهَا قَالَ لَهَا مَا قَالَ لَكِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ لَمَّا رَآنِي قَامَ إِلَيَّ فَأَجْلَسَنِي فِي حِجْرِهِ وَقَبَّلَنِي

---

[۱] اور امام اوس روز سعید بن العاص تہا۔ اور لوگون مین ابن عمر اور ابو ہریرہ اور ابو سعید اور ابو قتادہ بہی تہی پس لڑکے کو امام کے متصل رکہا ۱۲۔ [۲] عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہا عمر نے علی کو اونکی دختر کے جو بطن فاطمہ سے تہین منگنی کا پیام دیا اور بکثرت آمد و رفت رکہی علی نے کہا اے امیر المومنین بجز ایک صغیرہ کے میرے پاس اور کوئی نہین عمر نے کہا آپکے پاس (اس معاملہ مین) بکثرت آمد و رفت کا اور کوئی باعث نہین ہے مگر صرف یہہ ہی کہ مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تہی تمام رشتے ناطے اور دامادی تعلق منقطع ہو جائینگی مگر میرا رشتہ اور ناتا اور دامادی تعلق۔ پس علی رض اوٹہے اور اپنی دختر کی نسبت جو فاطمہ سے تہین حکم فرمایا اونکو آراستہ کیا گیا اور عمر کے پاس بہیجا جب عمر نے اوسکو دیکہا اوٹہہ کہڑے ہوئی اور اوسکو اپنی گود مین بٹہلایا اور دعا دی جب وہ اوٹہی تو اوسکی پنڈلی پکڑی اور اوسکو کہا کہ اپنے باپ سے کہو مین راضی ہو گیا جب چہوکری اپنے باپ کے پاس آئی۔ پوچہا کہ امیر المومنین نے تجہسے کیا کہا۔ کہا جب مجہکو دیکہا اوٹہہ کہڑا ہوا اور اپنی گود مین بٹہلایا اور پیار کیا ۱۲۔

ودعالي فلما قمت اخذ بساقي وقال لي قولي لابيك قد رضيت فانكحها [١]
اياه فولدت زيد بن عمر فعاش حتى كان رجلا ثم مات دوسري روايت
[٢] خطب عمر الى علي رضي الله عنهما ابنته ام كلثوم وامها فاطمة ابنة رسول
الله صلى الله عليه وسلم فقال له علي ان لي فيه اني في هذا الشان امرا حتى
استاذنهم فاتى ولد فاطمة فذكر ذلك لهم فقالوا زوجه فدعا
ام كلثوم وهي يومئذ صبية فقال انطلقي الى امير المومنين فقولي له ان
ابي يقرئك السلام ويقول لك انا قد قضينا حاجتك التي طلبت فاخذها
وضمها اليه وقال اني خطبتها الى ابيها فزوجنيها فقيل يا امير المومنين
تريد اليها صبية صغيرة فقال اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم و
ذكر الحديث بمثل ما تقدم ابن سمان كي روايت [٣] ان عمر قال لعلي اني احب
ان يكون عندي عضو من اعضاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له
علي ما عندي الا ام كلثوم وهي صغيرة فقال ان تعش تكبر فقال ان لها
اميرين معي قال نعم فرجع الى اهله وقعد عمر ينتظر ما يرد عليه فقال

---

[١] اور دعا دی اور جب میں اوٹھی تو میری پنڈلی پکڑی اور کہا اپنی باپ سے کہنا میں راضی ہوگیا۔ پس علی نے اوسکا نکاح عمر رضی اللہ عنہ کی ساتھ کردیا پھر (اوس سے) زید بن عمر پیدا ہوا اور زندہ رہا یہانتک کہ جوان ہوگیا پھر مرگیا۔ ١٢

[٢] عمر رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کو اونکی بیٹی کی (جنکی والدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہیں) منگنی کا پیام دیا۔ علی نے کہا کہ اس امر میں میرے ساتھ اور بھی امیر ہیں جبتک اونسے اذن نہ لوں (کچھ نہیں کہہ سکتا) حضرت فاطمہ کے بیٹوں کے پاس آئے اور اونسے یہہ ذکر کیا اونہوں نے کہا نکاح کردیجیے ام کلثوم کو جو اوسوقت لڑکی ہی تہی بلایا اور کہا کہ امیر المومنین کے پاس جا اور اوسکو کہہ کہ میرا باپ تجکو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ ہمنے تیری حاجت جو تونے چاہی تہی پوری کردی پس اسکو لیا اور اپنے گلے لگایا اور کہا کہ مینے اسکی والد کو اسکی منگنی کا پیام دیا تہا اونسے اسکا میری ساتھ نکاح کردیا کسی نے کہا ای امیر المومنین تمکو اسکی طرف رغبت ہے حالانکہ یہہ چہوٹی لڑکی ہے کہا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور مثل گذشتہ حدیث کے آخر حدیث تک ذکر کیا۔ ١٢

[٣] عمر نے علی سے کہا کہ میں چاہتا ہوں میرے پاس کوئی لخت جگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو علی نے کہا کہ میری پاس تو بجز ام کلثوم کے دوسرا نہیں اور وہ چہوٹی ہے کہا اگر جیتی رہی تو بڑی ہوجائیگی حضرت علی نے کہا کہ اسکے معاملہ میں میرے ساتھ دو اور بہی امیر ہیں حضرت عمر نے کہا اچھا علی اپنے گہر لوٹ آئے اور عمر منتظر بیٹھے رہے کہ کیا جواب ملتا ہے ١٢ —

علی ادعو الحسن والحسین فجاءا فدخلا وقعدا بین یدیه فحمد الله واثنی
علیه ثم قال لهما ان عمر خطب الی اختکما فقلت له ان لها معی امیرین
وانی کرهت ان ازوجها الا باذنکما او امرکما فسکت الحسین وتکلم
الحسن فحمد الله واثنی علیه ثم قال یا ابتاه من بعد عمر صحب رسول الله
صلی الله علیه وسلم وتوفی عنه وهو راض ثم ولی الخلافة فعدل
قال صدقت ولکنی کرهت ان اقطع امرا دونکما بلفظه علاوہ اسکے
وہ روایت ہے جو فاضل مخاطب نے بھی صواعق ابن حجر سے نقل کی علاوہ اسکے ابن عبد البر نے استیعاب
مین اثنار ترجمہ ام کلثوم مین روایت کی ہے ان عمر بن الخطاب خطب الی علی ابنته ام کلثوم
فذکر صغرها فقیل له ردک فعاوده فقال له علی ابعث بها الیک فان رضیت
فهی امراتک فارسل بها الیه فکشف عن ساقها فقالت مه والله لولا انک
امیر المومنین للطمت عینک علاوہ اسکے شیخ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب
اصابہ فی معرفۃ الصحابہ مین بیان کیا ہے ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب الہاشمیۃ
امها فاطمة بنت النبی صلی الله علیه وآله وسلم وقال ابن ابی عمر المقدسی
حدثنی سفیان عن عمرو عن محمد بن علی ان عمر خطب الی علی ابنته ام کلثوم

۱؎ کہا حسن اور حسین کو بلاؤ وہ اندر آئے اور سامنے بیٹھ گئے آپ نے خدا کی حمد وثنا کی پھر دونوں کو کہا کہ عمر نے مجکو تمہاری بہن کی منگنی کا پیغام دیا تھا مین نے اوسکو کہا کہ اسکے معاملہ کے تیرے سوا دو والی اور بھی ہیں یعنی حسن و حسین اور مین ناپسند کرتا تھا کہ بغیر تمہارے مشورہ کے اوسکا نکاح کر دوں پس حسین چپکے رہے اور حسن بولے اور خدا کی حمد وثنا کہکر کہا ای باپ عمر کے بعد کون ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف صحبت پایا اور آپ اوس سے راضی وفات پا گئے پھر انکو خلافت ہوا اور انصاف کیا کہا تو نے ٹھیک کہا لیکن مین نے بدون تمہارے اس امر مین قطعی فیصلہ کو پسند نکیا ۱۲ ۲؎ تحقیق عمر بن خطاب نے علی کو اونکی دختر ام کلثوم کی منگنی کا پیام دیا۔ آپ نے اوسکی صغر سنی کا ذکر کیا کسی نے کہا کہ آپکی درخواست کو لوٹا دیا اونہون نے پھر مکرر درخواست کی۔ علی نے کہا کہ اوسکو مین آپ کے پاس بھیجونگا اگر آپ کی رضا ہوگی تو وہ آپکی زوجہ ہے۔ پھر اوسکو آپکے پاس بھیجا عمر نے اوسکی پنڈلی کھولی ام کلثوم نے کہا ہون خدا کی قسم اگر تو امیر المومنین نہوتا تو مین تیری آنکھ پر طمانچہ مارتی ۱۲ ۳؎ ام کلثوم ہاشمیہ علی بن ابی طالب کی بیٹی اوسکی والدہ فاطمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہین ابن ابی عمر مقدسی نے کہا کہ سفیان نے بروایت عمرو کے محمد بن علی سے مجسے بیان کیا کہ عمر نے علی کو اونکی بیٹی ام کلثوم کے

فذكر له صغرها فقيل له انه ردك فعاوده فقال له علي ابعث بها اليك فان رضيت فهي امرأتك فارسل اليه فكشف عن ساقها فقالت مه لولا انك امير المؤمنين للطمت عينك وقال ابن وهب عن عبد الرحمن بن زيد بن اسلم عن ابيه عن جده تزوج عمر ام كلثوم على مهر اربعين الفا وقال الزبير ولدت لعمر ابنيه زيد ورقية وماتت ام كلثوم وولدها في يوم واحد اصيب زيد في حرب كانت بين بني عدي فخرج ليصلح بينهم فشجه رجل ولا يعرفه في الظلمة فعاش اياما وكانت امه مريضة فماتا في يوم واحد وذكر ابو بشر الدولابي في الذرية الطاهرة من طريق ابن اسحاق عن الحسن بن علي قال لما تأيمت ام كلثوم بنت علي من عمر دخل عليها حسن وحسين فقالا لها امكنت عليها لينكحنك بعض ايتامه ولئن اردت ان تصيبين مالا عظيما لتصيبنه فدخل علي كرم الله وجهه فحمد الله واثنى عليه وقال اي بنية ان الله قد جعل امرك بيدك فانا احب ان تجعليه بيدي فقالت يا ابت اني امرأة ارغب فيما يرغب فيه النساء واحب ان اصيب من الدنيا فقال هذا من عمل هذين

سله منگنی کا پیام دیا آپنے اوسکی کم عمری بیان کی کسینے کہا آپکی درخواست کو پہیر دیا اونہوں نے پہر درخواست کی علی نے اونکو کہا کہ مین اوسکو آپکے پاس بہیجونگا اگر آپ کی مرضی ہوئی تو وہ آپکی زوجہ ہے پہر اوسکو بہیجا آپنے اوسکی پنڈلی کہولی اوسنے کہا ہون اگر تو امیر المومنین نہوتا تو تیری آنکہہ پر طمانچہ مارتے۔ ابن وہب نے روایت عن زید بن اسلم عن ابیہ عن جدہ کہا کہ عمر نے ام کلثوم کے ساتھہ چالیس ہزار مہر پر نکاح کیا۔ زبیر نے کہا کہ وہ عمر کے دو بچے زید اور رقیہ جنی اور ام کلثوم اور زید اوسکا بیٹا ایک دن مرے زید کو بنی عدی کے ایک خانہ جنگی مین جسکی مصالحت کے واسطے باہر آیا تہا ایک صدمہ پہنچ گیا کسینے نادانستہ اندہیری مین سر پہوڑ دیا چند روز زندہ رہا اوسکی والدہ بہی بیمار تہے دو تو ایک روز فوت ہوئی۔ ابو بشر دولابی نے ذریت طاہرہ مین ابن اسحٰق کے طریق سے حسن بن علی سے ذکر کیا جبکہ ام کلثوم بنت علی عمر سے بیوہ ہوگئی تو حسن و حسین اوسکے پاس آئے اور کہا کہ اگر علی کو اختیار دیگی تو وہ اپنی فرزندون (بہتیجی) مین سے کسیکے ساتھہ تیرا نکاح کردینگے۔ اور اگر تو بڑا مال دولت حاصل کرنا چاہتی ہے تو حاصل کرسکتی ہے۔ پہر علی کرم اللہ وجہہ آئے اور خدا کی حمد و ثنا کہی اور کہا بیٹا خدا نے تیری کام کا تجکو اختیار دیا ہے اور مین چاہتا ہون تو مجکو دیدے اوسنے کہا ای باپ مین ایک عورت ہون اسمین رغبت کرتی ہون جسمین عورتین رغبت کیا کرتی ہین اور مین چاہتی ہون

ثم قام يقول والله لا اكلم واحدا منهما او تفعلين فاخذ اثيابها وسالاها ۱
تفعلنه فقال اني قد زوجتك من عون بن جعفر فما لبث عون ان هلك
فرجع اليها علي رضي الله عنه فقال يا بنية اجعلي امرك بيدي ففعلت فزوجها
اخوه محمد ثم مات عنها فزوجها اخوه عبد الله بن جعفر فماتت عنده و
ذكر ابن سعد نحوه وقال في آخره فكانت تقول اني لاستحيي من اسماء بنت عميس
مات ولداها عندنا فاتخوف على الثالث قال فهلكت عنده ولم تلد لاحد منهم
وذكر ابن سعد عن انس بن عياض عن جعفر عن محمد عن ابيه ان عمر خطب ام كلثوم
الى علي فقال انما حبست بناتي على بني جعفر فقال زوجنيها فوالله ما على ظهر
الارض رجل يرصد من كرامتها ما ارصد قال قد فعلت فجاء عمر الى المهاجرين
فقال رفئوني فرفئوه فقالوا بمن تزوجت قال بنت علي سمعت عن النبي صلى الله
عليه وآله وسلم يقول كل صهر ونسب وسبب منقطع يوم القيامة الا صهري
ونسبي وسببي وكان لي به عليه السلام النسب والسبب فاحببت هذا
ايضا ومن طريق عطاء الخراساني ان عمر امهرها اربعين الفا واخرج بسند صحيح

ـه خدا کی قسم میں ان میں ایک سے بھی نہ بولونگا جبتک تو یہہ نکریگی پھر تو دونوں نے اوسکی کپڑی پکڑ لیی اور اوس سے سوال کیا تو
اوسنی قبول کیا علی نے کہا کہ بیٹی تیرا نکاح عون بن جعفر کے ساتھ کردیا عون چند روز بعد مرگیا پھر علی اوسکے پاس آئے اور کہا بیٹا اپنا اختیار
مجکو دیو اوسنی دیدیا پھر اوسکا نکاح عون کے بھائی محمد سے کردیا وہ بھی مرگیا پھر اوسکا نکاح محمد کے بھائی عبد اللہ بن جعفر
سے کردیا اور اوسکے پاس مرگئی اور ابن سعد نے اسکے قریب قریب ذکر کیا اور اسکے آخر میں کہا کہ وہ کہا کرتی تھی کہ مجکو
اسما بنت عمیس سے شرم آتی ہے کہ اوسکے دو فرزند ہمارے پاس فوت ہوگئے اور تیسرے پر ہمکو خوف ہے کہا پس وہ اوسکے
پاس آپ مرگئی اور اون میں سے کسی سے نہ جنی اور ابن سعد نے بروایت انس بن عیاض عن جعفر عن محمد عن ابیہ
ذکر کیا کہ عمر نے ام کلثوم کے منگنی کی علی سے درخواست کی اونہوں نے کہا کہ میں اپنی لڑکیوں کو جعفر کے بیٹوں کے واسطے
روک رکھا ہے عمر نے کہا مجسے بیاہ دی واللہ جسقدر میں اسکی بزرگی کا منتظر ہوں کوئی شخص زمین کی پیٹھ پر امیدوار
نہوگا علی نے کہا میں نے بیاہ دیا عمر مہاجرین کے پاس آئے اور کہا کہ مجکو نکاح کی مبارکباد دو پوچھا کس کے ساتھ نکاح کیا۔ کہا
علی کی بیٹی کے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تہا فرماتے تھے کہ ہر سسرالی و دامادی اور ناتا رشتہ قیامت کے دن منقطع
ہوجائیگا مگر میرا علاقہ دامادی اور رشتہ ناتا۔ اور مجکو حضرت علیہ السلام سے رشتہ اور وسطہ تو تہا میں نے چاہا کہ یہہ بھی ہو
عطا خراسانی کے طریق سے ہے کہ عمر نے اوسکا چالیس ہزار مہر باندھا تہا اور سند صحیح کے ساتھ تخریج کی ہے ۱۲

[1] ان ابن عمر صلی علی ام کلثوم وابنها زید فجعله مما یلیه وکبر اربعا وساق بسند آخر ان سعید بن العاص هو الذی امهم علیها انتهی بلفظه- علاوہ ازین اسد الغابہ مین ترجمہ ام کلثوم مین ہے- ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب امها فاطمة بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولدت قبل وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبها عمر بن الخطاب الی ابیها علی رضی اللہ عنہم فقال انها صغیرة فقال عمر زوجنیها یا ابا الحسن فانی ارصد من کرامتها مالا یرصد به احد فقال له علی انا ابعثها الیک فان رضیتها فقد زوجتکها فبعثها الیه ببرد فقال لها قولی هذا البرد الذی قلت لک فقالت ذلک لعمر فقال قولی له قد رضیت رضی اللہ عنک ووضع یده علیها فقالت تفعل هذا لولا انک امیر المؤمنین لکسرت انفک ثم جاءت اباها فاخبرته الخبر وقالت له بعثتنی الی شیخ سوء قال یا بنیة انه زوجک فجاء عمر فجلس الی المهاجرین فی الروضة وکان یجلس فیها المهاجرون الاولون فقال رفئونی قالوا بماذا یا امیر المؤمنین قال تزوجت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنه سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول کل سبب ونسب وصهر ینقطع یوم القیمة

---

[1] کہ ابن عمر نے ام کلثوم اور اوسکی فرزند زید پر نماز پڑہی اور اوسکو اپنے متصل رکہا اور چار تکبیرین پڑہی تہے اور دوسرے سند سے بیان کیا کہ سعید بن العاص امام ہوا تہا ام کلثوم علی بن ابی طالب کی بیٹی ہین اوسکی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پیشتر پیدا ہوئی عمر بن خطاب نے اوسکی منگنی کا اوسکے باپ کو پیام دیا اونہوں نے کہا وہ صغیر سن ہے عمر نے کہا ای ابا الحسن میری ساتہہ اوسکی شادی کر دی کیونکہ جسقدر مین اوسکی بزرگی کا امیدوار ہون کوئی شخص امیدوار نہوگا علی نے کہا مین اسکو تیری پاس بہیجونگا اگر تیری رضا ہوئی تو مین تیری ساتہہ اوسکا نکاح کر دونگا پہر اوسکو ایک چادر دیکر بہیجا اور اوسکو کہا کہ کہنا یہہ چادر ہے جو مین نے تجہسے کہی تہی اوسنے عمر سے یہہ ہی کہا عمر نے کہا اوس سے کہنا میں راضی ہوا خدا تعالے تجہسے راضی ہو اور اپنا ہاتہہ اوسپر رکہا اوسنے کہا تو ایسا کام کرتا ہے اگر تو امیر المومنین نہوتا تو مین تیرے ناک توڑ ڈالتی پہر اپنی باپ کے پاس آکر ساری خبر بیان کی اور کہا کہ تو نے مجہکو بُری بڈہی کے پاس بہیجا تہا کہا بیٹا وہ تیرا شوہر ہے پہر عمر مہاجرین کے پاس آکر روضہ مین بیٹہہ گئے اور اوسمین مہاجرین اولین بیٹہا کرتے تہے اونسے کہا مجہکو نکاح کی مبارکباد دو- کہا ای امیر المومنین کسکی ساتہہ کہا مینے ام کلثوم بنت علی کے ساتہہ نکاح کیا ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تہا فرماتے تہے ہر واسطہ اور قرابت اور دامادی تعلق قیامت کی روز منقطع ہو گا- ۱۲-

الا سببی ونسبی وصهری وکان لی به علیه الصلوة والسلام النسب والسبب فاردت ان یجمع الیه الصهر فرفوه وتزوجها علی اربعین الفا فولدت له زید بن عمر الاکبر ورقیة وتوفیت ام کلثوم وابنها زید فی وقت واحد وکان زید قد اصیب فی حرب کان بین بنی عدی خرج لیصلح بینهم فضربه رجل منهم فی الظلمة فشجه وصرعه فعاش ایاما ثم مات هو وامه وصلی علیهما عبد الله بن عمر وحسین بن علی رضی الله عنهم اجمعین ولما قتل عنها عمر تزوجها عون بن جعفر انتہی ملتقطا نقلا عن ازالة الخفاء بعد نقل ان روایات اور نصوص وتصریحات کے اس نکاح کے ثبوت مین اہلسنت کے نزدیک کچھہ خفا باقی نرہا لیکن چونکہ کابرۃ وعنادا شیعہ جضرت کشمیری ہمتا صاحب تحفہ آپ اس سے منکر ہین اسلیے اجمالا اسقدر اور سلسلہ کئی دیتے ہین کہ علاوہ انکے اور محدثین اہلسنت نے بطرق شتی اس روایت کی نقل وتخریج کی ہے اگر مفصلا اوسکو لکھا جاوے تو اندیشہ تطویل ہے اتنا اوسعلوم رہے کہ محدث ابو صالح نے اور حافظ محمد عبد العزیز بن جعفر اور ابو نعیم نے کتاب معرفة الصحابه مین اور طبرانی نے کبیر مین اور دارقطنی وطبرانی نے اوسط مین اور بیہقی نے اور دارقطنی نے بطور سلسلة الذهب کے امام صادق سے امام حسین تک اور دارقطنی نے اور طرق مختلفہ سے اس روایت کی تخریجات کی ہین ترجمہ روایات خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمة الله علیہ نے تمام روایات کا ازالة الغین مین نقل فرمایا ہے جس شخص کو دیکھنے کا شوق ہو ازالة الغین جلد اول کے آخر کو مطالعہ کرے اگرچہ اسکے اثبات کے لیے اور بھی نقول ہمارے پاس موجود ہین لیکن چونکہ جسقدر نقل کردیا ہی اہل انصاف کے لیے کافی ووافی ہے اور زیادہ کی حاجت نہین اسلیے اسی پر اکتفا کرتے ہین - اب اسکا ثبوت

سلہ بجز میرے واسطہ اور قرابت ودامادی کے اور چونکہ علیہ الصلوة والسلام کے ساتھہ واسطہ اور قرابت تو تہی ہی چاہا کہ دامادی کا تعلق بھی جمع ہوجاوے پہر ہباجرین نے اوسکو مبارکباد دی اور چالیس ہزار مہر پر نکاح کیا تہا زید بن عمر کلان اور رقیہ پیدا ہوئی اور ام کلثوم اور اوسکی فرزند زید نے ایک وقت مین وفات پائی اور زید کو بنی عدی کے خانہ جنگی مین زخم پہنچ گیا تہا باہم صلح کرانے کی واسطے نکلا تہا اونمین تے کسی شخص نے اندھیری مین مارا جس سے سر پہٹ گیا پہر چند روز جیا پہر مرگیا وہ اور اوسکی والدہ اور اوسپر عبد الله بن عمر اور حسین بن علی نے نماز پڑہی اور جب عمر مقتول ہوئی تو پہر عون بن جعفر کے نکاح مین آئی - ۱۲ -

اہل تشیع کے کتابوں سی سینی - اول تو یہہ ہے جو کلینی نے روایت کی ہے بشر صیکہ غضبت سے
مراد نکاح بغیر رضا ہم تسلیم کرلین اور اسمین بپاس خاطر محب لبیب کچہہ چون وچرا نکرین ورنہ
حقیقۃً غصب فرج سے نکاح مراد کہنا صحیح نہین ہے بلکہ روایات کے ہی خلاف ہے چنانچہ ہم آیندہ عرض کرینگے
اور سنیی - آپکی حضرت شہید ثالث مجالس المومنین اثنا ذکر عباس رضی اللہ عنہ مین تحریر
فرماتے ہین - در کتاب استیعاب وغیرہ آن مسطورست کہ چون عمر بن الخطاب جہت ترویج خلافت
فاسدہ خود تزویج ام کلثوم دختر مطہر حضرت امیر امر نمود آنحضرت جہت اقامت حجت مکرر اظہار
اباو امتناع نمود عمر عباس را نزد خود طلبید و سوگند خورد - گفت اگر تو علی را راضی نسازی آنچہ
در دفع او ممکن باشد خواہم کرد و منصب سقایہ حج و زمزم از تو خواہم گرفت عباس ملاحظہ نمود اگر
این نسبت واقع نشود آن فظ غلیظ مرتکب چنان امور ناصواب خواہد شد از حضرت امیر التماس
والحاح نمود کہ ولایت نکاح آن مطہرہ مظلومہ باو تفویض فرماید چون مبالغہ عباس در آن باب از حد
گذشت آنحضرت از روی اکراہ ساکت شد تا آنکہ عباس ارتکاب ترویج از پیش خود نمود وجہت
اطفاء نائرہ فتنہ او را با آن منافق ظاہر الاسلام عقد فرمود وظاہر آ بواسطہ این وکالت فضول
وامثال آن حضرت امیر عباس را مانند دیگر یاران فدائی خود راسخ در محبت واخلاص نمیدانست
و لہذا چنانکہ سابقاً در احوال سید الشہدا مذکور شد آنحضرت از عباس و عقیل بحلیفین جافیین تعبیر فرمود
اور یہی بیہی آپکے شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین اثنا ترجمہ محمد بن جعفر طیار
مین تحریر فرماتے ہین - و محمد بن جعفر بعد از فوت عمر بن الخطاب بشرف مصاہرت امیر المومنین علی
مشرف گشتہ ام کلثوم را کہ با عدم کفارت از روی اکراہ در حبالہ عمر بود ترویج نمود - اور سینئے صاحب
تاریخ حبیب السیر خاتمہ ذکر فاروق رض پر جسجگہ انکی ازواج و اولاد کا ذکر کیا ہے لکھا ہے - ہجم
ام کلثوم بنت امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ و از وی پسری و دختری تولد نمودند
پسر زید نام داشت و دختر رقیہ و از ایشان عقب نماند چنانچہ در معضد اقصی مذکورست زید را
عبد الملک بن مروان زہر داد - اور سنیئے آیات بینات نے نقلاً لکھتے ہین (۱) قاضی شوستری

مجالس المومنین مین لکہا ہے۔ اگر نبی دختر بعثمان داد ولی دختر بعمر فرستاد (۲) ابوالقاسم قمی شارح شرائع اس قول کی شرح مین یجوز نکاح العربیة بالعجمی[۱] والہاشمیة بغیر الہاشمی لکہا ہی زوج علی بنتہ ام کلثوم من عمر[۲] (۳) مجالس المومنین مین ابوالحسن علی بن اسمعیل سے نقل کیا ہے۔ اور از چند امر پرسیدند کہ از انجملہ نکاح خلیفہ ثانی ست بجواب داد کہ دادن دختر بعمر کہ جناب امیر المومنین را اتفاق افتاد باین جہت بود کہ اظہار شہادتین مے نمود و زبان اقرار بفضیلت رسول می کشود و دران باب غلظت و فظاظت او نیز مسطور بود (۵) تہذیب مین ہے عن محمد بن احمد بن یحیی عن جعفر بن محمد القمی عن القداح عن جعفر عن ابیہ علیہم السلام[۳] قال ماتت ام کلثوم بنت علی علیہ السلام وابنہا زید بن عمر بن الخطاب فی ساعة واحدة ولا یدری ایہما ہلک قبل فلم یورث احدہما من الآخر وصلی علیہما جمیعا (۶) قول مرتضی کا شافی اور تنزیہ الانبیا مین۔ فاما نکاحہ[۴] فقد ذکرنا فی کتاب الشافی الجواب عن ہذا الباب مشروحا وبینا انہ علیہ السلام ما اجاب عمر الی نکاح ابنتہ الا بعد توعد وتہدد ومراجعة ومنازعة وکلام طویل ماثور اشفق معہ من سوء الحال وظہور ما لا یزال یخفیہ (۸) مصائب النواصب مین قاضی شوستری نے لکہا ہے کہ محدثین کا اقرار ہے کہ یہہ نکاح جبر واکراہ سے ہوا تہی چونکہ تم جو تہا

---

[۱] نکاح عربی عورت کا عجمی مرد کے ساتہہ اور ہاشمی عورت کا غیر ہاشمی مرد کے ساتہہ جائز ہے ۱۲ [۲] حضرت علی نے اپنی دختر ام کلثوم کو عمر کے ساتہہ بیاہ دیا۔ ۱۲ [۳] امام محمد باقر سے روایت ہی کہا ام کلثوم بنت علی علیہ السلام اور اوسکا فرزند زید بن عمر ایک وقت مین فوت ہوئی اور یہہ معلوم ہوا کہ کون انمین سے پہلے فوت ہوا اسلیے ایک دوسرے کا وارث تہوا اور دونو پر اکہٹی نماز پڑہی گئے ۱۲ [۴] لیکن حضرت کا نکاح کر دینا پس اس بات کی بابت شرح جواب ہمنے کتاب شافی مین ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ علی علیہ السلام نے اپنے بیٹی کے نکاح کو عمر کے ساتہہ قبول نہین کیا مگر ڈرانے اور دہمکانے اور جہگڑے اور لمبی گفتگو کے بعد جسمین بری باتون کا اور اسکی ظاہر ہو جانے کا جسکو وہ ہمیشہ چہپاتے ستہے خوف ہوا۔ ۱۲۔

ثبوت اصل کتاب سے اور ساتوان اوپر نقل کرچکے تھے اسلیے یہان ترک کردیا۔ غرضکہ اگر تتبع
کیا جاوے تو اور بھی بہت طرف سے اسکا ثبوت ہو سکتا ہے لیکن صاحب عقل و دین کے واسطے
یہہ بھی کافی ہے۔ اب بعد ان نصوص و تصریحات کے جو فریقین کے کتب معتبرہ اور علماء
معتمدین کے اقوال سے نقل ہوئی کوئی شخص جسکو ذرا سے عقل اور تھوڑا سا دین واہب العطیات کی
طرف سے ملا ہو اس امر کا انکار نہین کرسکتا کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوا اور یہہ
دعوے نہین کرسکتا ہے کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت صدیق سے منعقد ہوا کیونکہ روایات مذکورہ
صریح دلالت کرتی ہین کہ علماء فریقین کے نزدیک مسلم ہے کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت علی جو حضرت
زہرا کے بطن مبارک سے تولد ہوئین منعقد ہوا روایات اہلسنت مین تو صریح مذکور ہے حاجت
بیان نہین اور روایات شیعہ مین بھی گویا تصریح ہے قاضی صاحب شوستری نے بعد عمر رض کی
محمد بن جعفر سے مصاہرت بیان کی اور ظاہر ہے کہ یہہ مصاہرت بسبب تزویج
ام کلثوم بنت فاطمہ تھی نہ بسبب تزوج ام کلثوم بنت صدیق کے ابو القاسم قمی نے ام کلثوم کے
ہاشمیہ ہونے کی شہادت دی اور تسلیم کرلیا اور یہہ اوسیوقت ممکن ہے جبکہ ام کلثوم بنت
فاطمہ ہون اگر یہہ ام کلثوم بنت صدیق ہو تو ہر ایک احمق بھی سمجھہ سکتا ہے کہ وہ ہاشمیہ
ہونگی اور اسیطرح باقی نصوص بھی اسیطرف راجع ہین غرضکہ ان نصوص و تصریحات سے بخوبی ثابت ہے
کہ یہہ نکاح حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ رض سے ہوا۔ اگرچہ اسکے بعد کچھہ ضرورت نہ تھی کہ ہم اسکے
ابطال کیطرف اور بھی متوجہ ہون۔ لیکن اسلیے کہ ناظرین رسالہ حضرات شیعہ کے دین و دیانت
فہم و فراست اور عقل و کیاست علم و فضیلت کا بخوبی اندازہ فرمالین اور معلوم کرلین کہ یہہ
حضرات ہمیشہ نئی نئی تراش و خراش نہ ہی کرتے رہتے ہین اور آئی دن ایک نئی گھڑت ہوتی رہتی ہے تھوڑی سی
اور بھی اسکی توضیح کرتے ہین پس جسنے واضح ہو کہ تتبع قاصر احقر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ جواب اور یہہ توجیہ
جو ہمارے فاضل مجیب نے فرمائی ہے۔ قاضی شوستری کے زمانہ تک بلکہ اوسکے بعد کشمیری صاحب
صاحب نزہہ تک بھی ایجاد نہوئی تھی۔ کہ اونہون نے اس لاجواب توجیہہ کو اختیار بلکہ ذکر بھی

نے فرمایا معلوم ہوتا ہی کہ یہہ ایجاد و اختراع حال کا ہی۔ اول متقدمین مین بعض علماء اعلام نے مثل شیخ مفید کی اس نکاح کے وجود سی ہی سے انکار کیا اور فرمایا کہ جس روایت مین یہہ مروی ہے وہ روایت زبیر بن بکار کی طریق سے ہے اور وہ مبغض امیر المومنین ہے اور قابل اعتبار کے نہین۔ پہر جب دیکہا کہ انکار ایسی خبر کا جو بمنزلہ متواتر کے ہے پیش نہین جاتا اور ماہتاب بمشت خاک سی نہین چہپ سکتا تو دوسرے راہ چلی بعضون نے جناب امیر کے معجزہ اور کرامت پر ٹالا۔ کہ آپنے وقد بجز ان ہی سے ایک جنیہ بلاکر اور متشکل بشکل ام کلثوم کرکے بہیجدی تہی اور وہ جنیہ حضرت عمر کے پاس رہی کسی نے تقیہ کی پناہ پکڑی یعنی حضرت کے صبر و سکوت کا نتیجہ کہا یعنی بنات لوط کو مشبہ بہ قرار دیا یعنی بنات طیبات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مماثل بتلایا۔ کوئی سبب ظاہری کلمہ گوئی عمر کے اوسکو جائز اور مباح کہتا ہے اور کوئی بوجہ نفاق و کفر باطنی کے اوسکو مثل اکل میتہ و لحم الخنزیر کے اضطرار اً بحق جناب امیر ثابت کرتا ہے غرض کوئی مستانہ وار کچہہ نغمہ سرائی کر رہا ہے اور کسیکا کچہہ ترانہ ہے۔ لیکن کوئی اس لجۂ مصیبت سے ساحل خلاص پر نہ پوہنچا۔ اور کسیکو اس ورطۂ ہلاکت سے راہ نجات نسوجہی تمام تاویلات مہمل اور ساری تسویلات لغو و لاطائل جب کوئی توجیہہ گرہ کشا نہوئی۔ اور دیکہا کہ خصم گلوگیر سے رہائی محال ہے تو اسلی پچہلون نے ایک نیا لباس بدلا۔ اور نرالی توجیہہ نکالی اور اوسکو مایہ الافتخار سمجہا حالانکہ وہ بہ نسبت توجیہات سابقہ کے بہی زیادہ لغو اور پوچ ہے اور یہہ بدلائل ثابت ہی اول صریح روایات فریقین کے اسکی مکذب ہین روایات سی صاف ثابت ہی کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ رض سے ہوا۔ اگر یہہ نکاح فی الواقع ام کلثوم بنت صدیق رض سے ہوا تہا تو آپکے علما نے کیون زبان سے نکالا اور آجتک یہہ لغو توجیہات کیون کرتے رہے۔ اجی حضرت اگر واقعی یہہ نکاح بنت صدیق رض سے ہوا ہوتا تو آپکے اکابر تو ایک عالم کو سر پر اوٹہا لیتی اور برخلاف اسکے اپنی عجز کے معترف ہین۔ دوسری یہہ کہ عمر بن خطاب رض بزعم شیعہ دشمن اہلبیت رض اور انکی تذلیل و توہین کے درپے تہے چنانچہ اہلبیت کے گہر کو جلا دیا اور طرح طرح کی اہانت کی۔ جبکا

[illegible] ام کلثوم بنت صدیق سے ہوا۔

ہا ان خارج از حد امکان ہے پس مقصود اس نکاح سے یا اہلبیت کو ایذا رسانی تہی چنانچہ
تعلقات باہمی سے حسب روایات شیعہ ظاہر و باہر ہے - یا مقصود ترویج خلافت تہی
کہ اس بضعۃ الرسول جگر گوشہ بتول کو عقد ازدواج میں ہے وجاہت خواص و عوام مین ہو جائیگی
چنانچہ قاضی صاحب شوستری نے اس امر کی تصریح فرمائی اور نہایت بدیہی ہے کہ یہہ
دونو امر جبتک ام کلثوم بنت فاطمہ رض تسلیم نکیجاوین حاصل شدنی نہین - تیسرے یہہ کہ یہہ
محض جہوٹ اور افترا ہے کہ ام کلثوم بنت صدیق رض حضرت امیر المومنین کی بیٹی بسبب ربیبہ
ہونے کے مشہور تہی جبتک اسکی شہرت کو دلائل معتبرہ سے ثابت نفرماوین لائق التفات
نہین بلکہ یہہ ممکن نہین کیونکہ بعد نزول آیت ادعوهم لآبائهم هو اقسط عند الله - غیر
باپ کے طرف نسبت کرنا ممنوع ہو چکا تہا - اور نیز ام کلثوم بنت علی کے ساتہہ التباس واشتباہ
کو یہہ اطلاق مستلزم تہا اسلیے ہرگز یہہ اطلاق صحیح نہین ہوسکتا ورنہ تو لازم آتا ہے کہ محمد
بن ابی بکر پر بہی محمد بن علی ابن ابی طالب کا اطلاق کیا جاوے کیونکہ جیسی ام کلثوم حضرت کے
بیٹی تہی ایسی ہی محمد بن ابی بکر بہی آپکے ربیب تہے بلکہ محمد بن ابی بکر کو بنسبت ام کلثوم کے بہت زیادہ
خصوصیت تہی - حسب روایات شیعہ اپنے حقیقی باپ سے زیادہ حضرت کو سمجہتے تہے ہمیشہ حضرت کے
رفیق و غمگسار رہے - حضرت بہی بکمال شفقت محمد بن ابی بکر کو ولد نا صحیح سے یاد فرماتے ہین - چنانچہ
نہج البلاغت مین یاد آتا ہے کہ مروی ہے - چوتہی یہہ کہ اگر بفرض محال روایات مین ام کلثوم
بنت علی سے ام کلثوم بنت صدیق ہی مراد ہون تاہم صحیح نہین کیونکہ ظاہر ہے کہ یہہ اطلاق
مجازا ہے اور متفق علیہ مسئلہ ہے کہ عدول عن الحقیقۃ جبتک حقیقت متعذر نہو اور قرینہ صارفہ
عن الحقیقۃ قائم نہو اوسوقت تک معنی مجازی صحیح نہین ہوسکتے - یا نحن فیہ مین ہرگز معنی حقیقی
متعذر نہین بلکہ معنے مجازی متعذر ہین - چنانچہ ہم عنقریب بیان کرینگے اور قرینہ صارفہ عن الحقیقۃ
بہی مفقود ہے کوئی قرینہ لفظی یا عقلی ایسا نہین ہے جو حمل علی الحقیقۃ سے مانع ہو بلکہ صریح
قرائن حمل علی الحقیقت کو مستلزم ہو رہی - چنانچہ علت ترویج خلافت بیان کرنا اور بعد انتقال

فاروق رضؓ کے محمد بن جعفر کے ساتھ عقد واقع ہونا۔ عدم کفائت کا ہونا۔ حضرت ؑ کے فعل کے ساتھ کہ آپ نے اپنی دختر عثمان ذی النورین کو دی تھی مماثلت بیان کرنا۔ ہاشمیہ ہونا۔ یہ سب قرائن مستندہ اسکو ہین کہ یہ ام کلثوم جناب امیر کی صلبی دختر تھین اور بنت صدیق جو آپکے ربیبہ تھین نہین تھے۔ پانچوین اس تاویل وتسویل کی گھڑنے اور تراش نے والونکو یہ بھی نہ سوچا۔ کہ اتنا سمجھین کہ یہ نکاح ام کلثوم بنت صدیق سے ممکن ہے یا نہین اور تاریخ ولادت دونوں ام کلثوم بنت علی مرتضی اور ام کلثوم بنت ابوبکر صدیق کو دیکھین۔ سچ ہے دروغ گورا حافظہ نباشد۔ بیلجیے اب اس عقدہ کو ہم کھولتے ہین۔ اور حضرات کے اس توجیہ کو ہباءً منثوراً کرتے ہین اور خاک مین ملاتے ہین اب چاہیے کہ کسی نئی تاویل تراشی کی فکر فرماوین پس واضح ہو کہ یہ نکاح متنازع فیہ ام کلثوم بنت صدیق سے ممکن نہین کیونکہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تھی اسوقت تک یہ ام کلثوم پیدا نہین ہوئی تھے اور حمل مین تھی تو ابتداء خلافت فاروق مین پیدا ہوئی چنانچہ ابن حجر عسقلانی تقریب التہذیب مین تحریر فرماتے ہین ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق توفی ابوھا وھی حمل من التابعین۔ اور روایت سابقہ سے یہ بھی واضح ہے کہ بعد نکاح کے حضرت فاروقؓ سے ایک لڑکا زید اور ایک لڑکی رقیہ تولد ہوئی۔ اور مدت خلافت حضرت فاروق تقریباً دس سال ہے۔ اب اہل عقل وخرد کے غور فرمانے کا مقام ہے کہ حضرت فاروق ایسی صغیرہ سے جو انکی ابتدا زمانہ خلافت مین ہوئی ہو نکاح کرین اور یہ اسقدر لیکر نو دس سال کے عرصہ تک وہ بالغہ بھی ہو جائے اور دو بچے بھی پیدا ہو جاوین عقل باور کرتی ہے سبحانک ہذا بہتان عظیم۔ اور ام کلثوم بنت فاطمہ بھی اگرچہ صغیرہ تھین۔ لیکن بہ نسبت اس ام کلثوم کی کئی سال بڑے تھین کیونکہ انکی پیدایش زمانہ حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ہوئی تھی چنانچہ ہم روایات سابقہ مین نقل کر آئی ہین ولدت قبل وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو متعین محقق ہوا کہ یہ نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ رضؓ سے ہوا اور ہماری فاضل

ام کلثوم بنت ابی بکر صدیق یعنی حمل مین تھے اسکے باپ نے وفات پائی یعنی تابعین مین سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے پیدا ہوئی ۱۲

ہمت السعدا کی عبارت غلط

مجیب کا دعوی کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت صدیق سے ہوا باطل ہوگیا۔ پہر ہماری فاضل مخاطب نے ایک روایت ایک مجہول الاسم کی المسمی کتاب ہمت السعدا سے جو یہہ لکہی کہ وہ ام کلثوم کہ جسکے ساتہہ عقد نکاح فاروق ہوا وہ بنت صدیق تہی محض کذب اور سراسر غلط ہے اگر بالفرض اوس کتاب مین ہم اس عبارت کو صحیح تسلیم کرلین اور الحاقی نہ کہین تاہم بمقابلہ اون روایات کے جو کتب معتبرہ مشہورہ فریقین سے نقل کے گئی اسکو غلط سمجہا جائیگا۔ اور اسکی کذب و دروغ ہونے پر دوسری دلیل یہہ ہی کہ اس روایت مین لکہا ہے۔ بازینکاح ابوبکر درآمد از ابوبکر پسری عبدالرحمن نام ویک دختر ام کلثوم زائید۔ حالانکہ یہہ باتفاق فریقین سراسر غلط ہے عبدالرحمن بن ابی بکر ہرگز بطن اسما بنت عمیس سے نہین ہے بلکہ محمد بن ابی بکر اسما بنت عمیس کے بطن سے پیدا ہوا اور عبدالرحمن بن ابی بکر حضرت عایشہ رض کے حقیقی بہائی ام رومان کے بطن سے تہے پس اگر یہہ عبارات الحاقی نہین ہین اور اصل مصنف کی ہی ہین تو جسکو اتنی بہی خبر نہین کہ ابوبکر کا فرزند اسما بنت عمیس کے بطن سے عبدالرحمن تہا یا محمد جو اونے طلبہ علوم پر بہی پوشیدہ نہین اوسکا کلام بے شک ہماری فاضل مخاطب کے ہی نزدیک بمقابلہ روایات معتبرہ صحیحہ و اقوال علماء مستند قابل التفات ہوگا۔ بس حضرات پر خدا کا خوف اور اہل علم سے حیا و شرم ختم ہے۔ مین یقینًا جانتا ہون کہ یہہ امر کہ ابوبکر صدیق کے فرزند اسما بنت عمیس کے بطن سے عبدالرحمن تہے یا محمد ہماری فاضل مخاطب پر بہی باینہمہ ادعا تبحر مخفی نہوگا اور نہین تو نہج البلاغت اور اوسکی شروح ہی سے یہہ امر ثابت ہے کہ محمد بن ابی بکر اسما بنت عمیس کے بطن سے تہی اور جناب امیر کی ربیب تہی لیکن تعجب ہے کہ روایت کے نقل کے وقت عقل و فہم کو کیون جواب دیدیا تہا ہوش و حواس کو کہان رخصت کردیا تہا کہ اسکی نقل کے وقت کچہہ خبر نہی انا پ شناپ مہملات کو نقل کردیا فی الواقع یہہ اس اعتراض کے عربی اور جذر اصم ہونے کا نتیجہ ہو وبس پس ایسی مہملات و خرافات سے بحمد اللہ اہل سنت فریب نہین کہاتے۔ الحاصل یہہ نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتہہ ہوا ہے نہ ام کلثوم بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

یا کسی دوسری ام کلثوم کے ساتھہ جیسا شیعیان وقت کا زعم ہے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھہ ہوا ہے نہ کسی دوسری عمر یا عمرو کے ساتھہ جیسا شاید مجبور ہو کر شیعیان آئندہ دعوی کرنے لگین کیونکہ اول تو متقدمین اور متاخرین علمار شیعہ نے اسکو قبول اور تسلیم فرمالیا ہے چنانچہ روایات سابقہ سے واضح ہو چکا نہین صرف تسلیم ہی نہین کیا بلکہ فقہار شیعہ نے اس سے استنباط مسائل بہی فرمایا ہے۔ چنانچہ ابوالقاسم قمی شارح شرائع کی تصریح سے واضح ہے۔ پہر یہہ ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت امام حسن حسین زینب الکبرے رضی اللہ عنہم سے حسب تصریح صاحب الہامیہ چہوٹی ہین اور ۶ یا ۹ ہجری مین تقریبًا پیدا ہوئین توابتدا خلافت فاروقی مین انکی عمر تقریبًا پانچ سال کے ہوگی کیونکہ دوبرس اور پانچ چہہ ماہ خلافت صدیقی کے بہی گذرے اور صاحب الہامیہ نے جو بعض روایات سے ثابت کیا کہ نکاح کے وقت حضرت عمر کا سن ساٹھہ برس کا تہا کچہہ قابل اعتبار نہین کیونکہ اوسی روایت سے یہہ بہی ثابت ہی کہ ام کلثوم کے عمر چار سالہ تہی اور ظاہر ہے کہ حضرت عمر کی عمر تریسٹھہ ۶۳ سال سے متجاوز نہین تو وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت ام کلثوم ساٹت سالہ ہوئین اور اونکی بطن مبارک سے دو بچے بہی تولد ہوئی ایک زید دوسرے رقیہ تو کیا کوئی عاقل تجویز کرسکتا ہے کہ سات سال عمر تک دو بچے کسی لڑکی کے پیدا ہوجائین اصل یہہ ہے کہ واقفان سیر جانتے ہین کہ بزرگونکی تولد اور وفات اور سن عمر وغیرہ مین اختلاف کثیر ہے کوئی امر ایسا نہین الا ماشاء اللہ جسمین اختلاف نہو۔ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عمر کو ۵۹ سال بہی لکہا ہے۔ تو کوئی شخص قطعی طور پر کسی امر کے سن کہ معتبر نہین سمجہہ سکتا علی الخصوص ایسی حالت مین جبکہ بداہت عقل صراحۃً اوسکی تکذیب کرتے ہو اور قرینہ قاطعہ اوسکی کذب ہونے پر قائم ہو۔ قطع نظر اس سے ہم تسلیمًا کہتے ہین کہ یہہ روایت صحیح ہے اور اسکی وجہ صحت یہہ ہے کہ عمومًا عرب مین شائع ہے کہ احاد کے کسرات مین مشہور کو ساقط کردیتے ہین اور عشرات کی کسرات مین احاد کو گرادیتے ہین۔ خاصکر جبکہ تعین کسر معلوم نہو تو اس روایت مین بہی چونکہ سال نکاح علی التعیین معلوم نہین لیکن پچاس اور ساٹھہ کے تقریبًا مابین واقع ہوا ہے

مسلمی اسرات کو حذف کردیا اور عشرہ اطلاق کردیا نقل روایت مین رسالہ الہامیہ کے یہہ الفاظ ہین چہٹی
روایت اسی کتاب المودہ مذکور مین یون ہے ان عمر بن الخطاب[ف۱] لما خطب ام کلثوم واعتذر علی
بصغرہا فقال عمر مالی حاجۃ الی النساء لکن ابتغی الوسیلۃ الی محمد علیہ السلام
وھو یقول کل سبب ونسب ینقطع بالموت الا سببی ونسبی فزوجہا علی
اباہ بمہر اربعین الف درھم فساق ذلک کلہ عمر وھی ابنۃ اربع سنین وما بین
الاربع والخمس وعمر ستین سنین فاجلسہا عمر الی جنبہ فرفع میزرھا و
مسح یدہ علی راسہا فجرد ساقہا فرفعت یدھا وکادت ان تلطمہ وقالت
لولا انک امیر المؤمنین للطمت علی خدک فقال عمر دعوھا فانہا ھاشمیۃ
قرشیۃ - علاوہ ازین اس روایت کے صریح الفاظ کا مدلول یعنے وسیلہ کا طلبگار ہونا روایت
کل سبب الخ بیان کرنا حضرت علی سے خواستگار ہونا - ہاشمیہ قرشیہ اوسکو کہنا یہہ سب
اوسکی بنت فاطمہ ہونے کو مستلزم ہین اور بنت صدیق ہونے کو منافی - پہر یہہ نکاح
ام کلثوم بنت صدیق رضی اللہ عنہ سے ہونا ممکن نہین کیونکہ اول تو یہہ ابتداء خلافت فاروقی
مین تولد ہوئی اتنے زمانہ مین اسکا بالغہ ہونا اور دو بچے پیدا ہونا محالات عادی سے ہے
پہر عمر کو اسکی خواستگاری کی کچہہ حاجت نہ تہی - اہلبیت صدیق سے عداوت نہ تہے
کہ اوسکی تذلیل وتوہین مدنظر ہو - بلکہ اگر حضرت عمرؓ موافق ہمارے اعتقاد کے خلیفہ راشد
تہے اونکی غرض اس نکاح سے رسول صلعم کے ساتہہ پیوندگی ہے تہے چنانچہ ہماری روایات سے
ثابت ہے اور اگر حسب مزعوم شیعہ دشمن اہلبیت تہے تو بہی اونکی غرض اسی ام کلثوم سے متعلق ہے
کیونکہ اوسکے غصب مین تذلیل اہلبیت ہے نہ بنت ابوبکر مین - اور اگر بفرض محال یہہ ام کلثوم

ف۱ عمر بن خطاب نے جب ام کلثوم کی خواستگاری کی اور علی نے اوسکی صغر کا عذر کیا تو عمر نے کہا کہ مجکو عورتونکی طرف رغبت نہین مین محمد علیہ السلام کیطرف
وسیلہ چاہتا ہون اور وہ فرماتا ہے ہر واسطہ اور رشتہ موت سے منقطع ہو جاویگا مگر میرا واسطہ اور رشتہ تو علی نے چالیس ہزار درہم مہر پر اوسکا نکاح عمر
کو ساتھ کردیا - عمر نے یہہ سب بہیجدیا اور ام کلثوم چار سالہ تہی اور عمر کی عمر ساٹہہ برس تہی تو عمر نے اوسکو اپنی پہلو مین بٹہایا اور اوسکی
ازار کو اوٹہایا اور اوسکی سر پر اپنا ہاتہہ رکہا اور اوسکی پنڈلی کہولی اوسنی ہاتہہ اوٹہایا اور قریب تہی کہ عمر کے طمانچہ مارے اور کہا کہ اگر نہ

بنت صدیق ہوتے تو حضرت امیر سے اسکی خواستگاری کے کیا معنی اپکی ہمت السعداء کے
روایت سے جسکو علماء شیعہ نے معتمد سمجھکر اپنا مستدل قرار دی رکھا ہے ثابت ہے کہ حقیقی
بہائے ام کلثوم کا عبد الرحمن بن ابی بکر تہا تو ظاہر ہے کہ وہ ولی ام کلثوم کا ہوا
نہ حضرت امیر اور عبد الرحمن بن ابی بکر لاریب موالین خلفاء مین سے تہا اگر عمر
اوسکی خواستگاری فرماتے تو حضرت امیر کا اوسمین کچہہ دخل نہ تہا نکاح بولایت عبد الرحمن
بلا دقت اور بدون کشاکشی کے ہوجاتا پس ای حضرات ذرا ہوش مین آؤ عقل کے ناخن لو
جب اہل حق کے مقابلہ مین قدم رکہو اور سمجہہ لو کہ اس قسم کے الہامات الہام نہین ۔ بلکہ
محض وسوسہ شیطانی ہین ۔ معہذا یہہ کچہہ ام کلثوم ہے پر تو منحصر نہین بلکہ لفظ کافی کلینی صاف
دال ہین کہ یہہ غصب معاذ اللہ توبہ توبہ بہت سی فروج دشمنان اہلبیت پر واقع ہوا وہ اس کو
اول فرج غصبت منا فرماتے ہین اور اولیت اوسیوقت متحقق ہوگی جبکہ کبہی یہی یہہ سانحہ
ہوش ربا واقع ہوا ہو ۔ غالباً اس سے آپکے امام کلینی کی مراد یہہ ہوگی جو حضرات ائمہ اپنی
بنات اور اخوات کو معاذ اللہ نواصب کو دیتے تہے چنانچہ حضرت سکینہ مصعب بن زبیر کے
نکاح مین تہی یہان یہی فرمائی کہ سکینہ کوئی اور سکینہ تہی ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
اب تیسری روایت کی کیفیت بہی سن لیجیئے کہ جو ہمارے فاضل مخاطب نے فتح الباری شرح
بخاری سے نقل کی ہے کہ اصل اوس روایت کو قاضی نور اللہ شوستری نے ابن حجر
متاخر یعنے مکی سے اپنے مصائب مین نقل کیا ہے جسکا ترجمہ خاتم المتکلمین مولانا مولوی
حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے ازالۃ الغین مین اسطرح کیا ہے باآنکہ معارضین سنت مانچہ ذکر کردہ اند
آنرا بسیاری از اہلسنت از جملہ ایشان ابن حجر متاخر است در کتاب خود گفتہ کہ چون علی
علیہ السلام ابا کرد آنرا نکاح ابنۃ خود از برائی عمر وصغر اورا عذر ساخت وعذر را عمر قبول نمود
تا آنکہ ملجا ساخت علی را باآنکہ ام کلثوم را بیاراید پس اورا نزد عمر فرستاد وچون عمر اورا دید
اخذ کرد وضم نمود اورا بخود وبوسید اورا وبعد از آن ابن حجر عذر خواست درآنچہ عمر کردہ بود

از ضم وتقبیل پیش از وقوع عقد تحلیل یا نکہ ام کلثوم بنا بر صغر بحدی نرسیدہ بود کہ سبب شہوت شود تا حرام شود ضم وتقبیل و اگر صغر او را نمے بود پدر او را نمے فرستاد۔ بعد قاضی شوستری کی اس روایت کو آپکے علامہ کشمیری نے نزہہ مین ابن حجر سے نقل کیا ہے اور مطلق ابن حجر لکھا ہے نہ عسقلانی لکھا نہ مکی لکھا نہ کسی کتاب کا حوالہ دیا۔ چہارم آنکہ معارض ست بروایاتیکہ اہلسنت در بارہ نکاح حضرت ام کلثوم ذکر کردہ اند از آنجملہ ابن عبد البر در کتاب استیعاب در اثنا ترجمہ ام کلثوم روایت کردہ از عمر بن الخطاب خطب الی علی ابنتہ ام کلثوم فذکر صغرہا فقیل ردک فعاودہ فقال لہ علی ابعث بہا الیک فان رضیت فہی امراتک فارسل بہا الیہ فکشف عن ساقہا فقالت مہ لولا انک امیر المومنین للطمت عینک انتہی و ابن حجر چنین روایت کردہ ان علیا لما ابی عن النکاح ابنتہ بعمر واستعذر بصغرہا لم یکن یقبل منہ ذلک العذر حتے الجاہ ان یرہا اباہ فارسلہا الیہ فلما راہا عمر اخذہا وضمہا الیہ وقبلہا بعد شوستری اور کشمیری کی اس روایت کے ایک حصہ کو ہمارے فاضل مجیب نے نقل کیا اور فتح الباری شرح صحیح بخاری کی طرف اس روایت کے تخریج کو نسبت کیا جو علامہ ابن حجر عسقلانی کی تصنیف ہے پس اول تو یہہ روایت اون روایات کے مخالف ہی جو موافق جمہور کے ابن حجر نے اصابہ مین بیان کی ہین چنانچہ ہم اوپر نقل کر چکے ہین۔ پھر ہمکو یہہ معلوم نہین کہ اس روایت کی نقل مین شوستری صاحب سچے ہین کہ یہہ روایت موافق اونکی ابن حجر متاخر مکی کی ہے یا ہمارے فاضل مجیب سچے ہین کہ یہہ روایت اونکے فرمانے کے موافق ابن حجر عسقلانی کی فتح الباری شرح صحیح بخاری مین ہے چونکہ بوجوہ مذکورہ ہمکو اس روایت کے صحت نقل مین کلام ہے اسلیے ہم اپنے فاضل مجیب سے دریافت کرتے ہین کہ فتح الباری مین یہہ روایت کس جگہ مذکور ہے تاکہ ہم اسکی صحت نقل سے مطلع ہون فتح الباری کو یہانتک اسکے مواقع مین تتبع کیا گیا ہمکو دستیاب نہین ہوئی اور اگر بفرض محال فتح الباری مین یہہ روایت ہو تاہم چونکہ یہہ روایت مخالف جمہور محدثین مثل

صاحب استیعاب وشیخ ابن السمان و دارقطنی و بیہقی و شریف موسوی اور طبرسی نے غیرہ کی ہے
بلکہ خود عسقلانی کی روایت بھی مخالف ہی کہ تمام تحقیقات جہابذۂ محدثین کے صراحۃً رضا و خوشنودی
پہ دال ہین اسلیے قابل اعتبار و احتجاج کے نہین ہو سکتے اور بالفرض اگر اسکو بھی تسلیم کرین تو حسب
قاعدہ الحدیث یفسر بعضہ بعضاً اسکے یہہ معنے ہین کہ حضرت فاروق نے اس معاملہ مین اپنے
زیادت الحاح والتماس و سالت اور کثرت مراجعت و معاودت و مراودت سے جیسا کہ اکثر شیوہ
و معمول شرفا سے جناب مرتضوی کو ملجا و مضطر کیا نہ یہہ کہ جبر و اکراہ و تعدی اور عدوان و عضبت کے
طور کیا ہو یا قتل کے دہمکی یا عباس کے سقایت و زمزم کے غصب کی دہمکی سے مکرہ اور مضطر کیا ہو معاذ اللہ
من سوء الفہم۔ پس اسجگہ لفظ الجاہ سے مراد بجز کثرت الحاح والتماس کے اور کچہہ نہین ہو سکتا
چنانچہ اور روایات سے بہی اسکی تائید ہوتی ہے کہ فاروق کو اسکے طرف کمال شغف تہا
اور ایسی حالت مین کہ ناکح معمر ہو اور مخطوبہ نہایت صغیرہ ہو اور اسکو کسے اپنے قریب کے لیے تجویز
کر رکہا ہو تو ایسی حالات کیوقت جسقدر الحاح والتماس و طلب و مسالت مرد کیطرف سے ہو اور
عذر و انکار اولیاء مخطوبہ کی طرف سے ہو بجائی خود ہے۔ علاوہ ازین ہمارے مخاطب لبیب نے
اس روایت مین یہہ دیانت فرمائی ہے کہ اس روایت کو اپنے مطلب کے موافق حتی الجاہ
تک نقل کیا اور مابعد کے الفاظ کو جو مدعا کے خلاف تہے حذف فرمایا اور الخ لکہکر ٹال دیا نہین
بلکہ یہہ بہی فرمایا غور فرمایئے الجاہ آپکی کتاب مین موجود ہے عضبت اور اس لفظ مین صرف
تنازع لفظی ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپکی نزدیک اسکی یہہ معنی ہین کہ زبردستی بیٹی
چہین لے۔ جس سے بادی النظر مین دیکہنے والا یہہ سمجہے کہ اس الجاء و اکراہ کے غایت نکاح ہے
چنانچہ ہماری مخاطب لبیب نے اسی مدعا کے ثبوت کے لیے اس روایت کو اسجگہ نقل کیا ہے
حالانکہ یہہ محض غلط اور فریب دہی ہے بلکہ غایۃ الجاء و اکراہ جو عبارت لاحقہ سے مفہوم ہوتی ہے
وہ صرف دکہلانا حضرت ام کلثوم کا تہا چنانچہ حتی الجاہ ان یریہا اسپر دال ہے اور ظاہر ہے
کہ نکاح کی لیے بروایات مسلمہ فریقین دیکہنا مخطوبہ بالغہ کا بہی جائز بلکہ مندوب ہے یہہ بیانسکہ

صغیرہ ہو کر صغیرہ کا جسکی عمر چہہ سات سال کی ہو علی الخصوص ایسی حالت مین کہ عرب کے رسم و عادت کے
خلاف ہو دیکہنا یا دکہلانا مستلزم کسی محذور کو نہین ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ اگر بالفرض
یہہ روایت صحیح ہو بہی تاہم مفید مدعا مجیب نہین ہے کیونکہ مدعا اثبات الجا و اکراہ درباب
نکاح ام کلثوم بنت صدیق ہے اور اس روایت سے کسیطرح اس ام کلثوم کا بنت صدیق ہونا
ہرگز مفہوم نہین ہوتا تو ام کلثوم بنت صدیق کے نکاح کی نسبت الجا و اکراہ کیونکر پایہ ثبوت کو
پونہچیگا۔ کیونکہ اوسکی نکاح کی نسبت الجا و اکراہ تو فرع اوسکی وجود کی ہے جب روایت
مین اوسکی وجود کا ثبوت ہی نہین تو اوسکی نکاح کی نسبت الجا و اکراہ کا دعوی کرنا ذوی العقول کا
کام نہین ہے۔ رہا یہہ کہ مذہب شیعہ مین اگرچہ روایات سے یہہ امر ثابت ہے کہ نکاح ام کلثوم
بنت فاطمہ سے بجبر و اکراہ ہوا چنانچہ روایت کلینی اول فرج غصبت منا سے یہہ امر
واضح ہے اور قاضی شوستری وغیرہ کی تصریحات اسپر دال ہین۔ لیکن یہہ امر سراسر لغو اور
لاطائل ہے۔ کیونکہ جناب امیر جو اس جبر و اکراہ و اہانت و تذلیل کے متحمل ہوئی دو حال سے
خالی نہین یا یہہ کہ یہہ صبر و سکوت بوجہ وصیت کے تہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
وصیت فرمائے تہی کہ میرے بعد خلفاء جور جو کچہہ احدانات و ابتداعات کرین ہرگز چون و چرا
نکرنا اور جسقدر توہین و تذلیل ثقلین کرین صبر و تحمل کو ہاتہہ سے ندینا۔ اور یا اسوجہ سے
تہا کہ آپ بے یار و مددگار تہے آپکو یہہ خوف تہا کہ آبرو گئی سو گئے مبادا جان بہی جائے اسلیے
آپ نے ان کفریات کو جہیلا اور اونہین شریک رہے لیکن دونو توجیہین ایسی خرافات و پوچ ہین
جنکا بطلان ہر ایک ذی خرد و نظر بداہتہ مین سمجہہ سکتا ہے احتمال اول بالکل غلط اور خلاف
اصول شیعہ ہے کیونکہ باتفاق تمام اثنا عشریہ لطف خدا پر عقلاً واجب اور خلاف لطف
قطعاً حرام اور قبیح۔ پس اگر یہہ وصیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بحکم خداوند تعالے
شانہ فرمائی تو معاذ اللہ خدا تعالے اور اوسکا رسول آمر بالقبیح ہوئی۔ کیونکہ امام عام اور
نائب رسول کو یہہ وصیت کرنا کہ بعد حضرت ؐ کے کفار و فجار کے ہم پیالہ و ہم نوالہ ہین

اسیکو راہ ہدایت کیطرف دعوت نکرین بلکہ تقیہ کے پردہ مین عوام کو جہوٹے اور غلط مسئلہ بتلا کر راہ حق سے گمراہ کرین اہل کفر و نفاق و بغض و شقاق اگرچہ دین کو برباد کرین شریعت کو بدلین حلال کو حرام کرین مثلاً متعہ کو جسکی متعدد دفعہ کرنے سے ہر ایک دفعہ مین عوام کالانعام قضاء شہوت بہیمی بہی کرین اور بتدریج ائمہ کے مراتب پر بہی فائز ہون اور اوسکی غسل کے پانی سے جسقدر قطرات ٹپکین اوتنی فرشتی پیدا ہون۔ ایسی نعمت بے پایان کو حرام کرین۔ حقوق کو چہینین بنات طیبات کو غصب کرین دم نہ مارین چون و چرا نکرین۔ سراسر خلاف لطف اور قبیح اور حرام ہے اور خلاف اوس غرض کے ہے جسکی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئی اور کتاب نازل ہوئی اور جہاد کا حکم سنایا گیا اور اگر غرض اس سے حفظ اور بقاء ظاہری ایمان تہی اور اس وجہ سے اسکو مستحسن سمجہا گیا تو یہہ بہی بالکل واہیات ہے کہ نفاق کا بقا اور اوسکا حفظ اور اوسکی حمایت خداوند کریم کو اور اوسکی رسول کو اسدرجہ مہتم بالشان ہو کہ اوسکی مقابلہ مین اوسکا دین حنیف برباد ہو جاوے اور اوسکی کتاب خراب ہو اور اہلبیت نبوی ذلیل و خوار ہون۔ پہر بہی اوس نفاق کا بقا مدنظر رہے نعوذ باللہ من ذلک اور جب یہہ اشد قبیح اور محرم ہی تو حق تعالے شانہ کیطرف ایسی قبائح وشنائع کا صادر ہونا امر محال و ممتنع ہے۔ احتمال ثانی بہی بالکل غلط اور باطل ہے۔ کیونکہ اگر تمام صحابہ الا معدودی آپکے دشمن تہی تو جنگ جمل و صفین کے وقت مین آپکے ہمراہ ہو کر ہزارہا صحابہ نے جان بازیان کین وہ کہانسے پیدا ہو گئی تہے پہلے کیون دشمن تہے اور اب کیون دوست ہو گئی۔ بلکہ اگر تامل کیا جاوے تو اب زیادہ اسباب عداوت تہی آپ اپنی امارت مین خواہشات نفسانیہ سے ضرور روکتی ہونگی جسپر مدار ناخوشی کا ہے اسیواسطے آپ نے ارشاد فرمایا تہا وانا الکم وزیرا خیر لکم منی امیرا۔ کذا فی نہج البلاغت۔ تو جب اسوقت آپکے ہمراہ ہوئی اور آپ پر اپنی جانونکی فدا کرنے تک دریغ نکیا تو کیا اوسوقت ہمراہ نہوتے۔ بلی یار و انصار ہوتا تو اوسوقت ہوتا کہ آپ منازعت فرماتے اور کوئی آپکے ہمراہ نہوتا۔ علاوہ ازین یار و مددگار کے آپکو کیا ضرورت تہے۔ آپکو معلوم تہا کہ یہہ لوگ میری قتل و

ابلاک پر تو قادر ہو سکینگے اور مقابلہ آپکے شجاعت کی کس کی طاقت تہی کہ سامنی آسکی۔ پس
یا خوف آبرو ہوتا ہے سو وہ جا چکی تہی اور یا خوف جان وہ جانے والی نہ تہے پہر معلوم نہین ایسی
حالت مین اوس لغو وصیت سی کیا فائدہ اور آپکو یار و مددگار کی کیا ضرورت۔ تعجب تو یہہ ہے کہ بمقابلہ
امیر معویہ کی نہ وصیت یاد آئی نہ شیعیان مخلصین کے ہونے کا اوسوقت خیال آیا حالانکہ امیر
معویہ کیطرف سے اوس تعدی کا عشر عشیر بہی ظہور مین نہین آیا کہ جو خلفار سے عموماً ظاہر ہوئی
پہر اگر وصیت کو مختص زمانہ خلفار ثلثہ پر سمجہا جاوے تو ترجیح بلا مرجح بلکہ ترجیح مرجوح کی لازم آوے
اور ما بہ الفرق کوئی نہ نکلی۔ علاوہ ان دونو تاویلونکو اوسوقت صحیح سمجہا جا سکتا ہے۔ جبکہ جناب
امیر نے کبہی منازعت نہ کی ہو اور ہرگز چون وچرا نفرمایا ہو۔ لیکن روایات مختلفہ سی ثابت ہوتا ہے
کہ آپ ذرا ذراسی بات پر تلوار میان سے نکالنے پر آدہ ہو گئے ذرا ذراسی بات مین آپنے
تخویف وتہدید فرمائی اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نہ آپکو وصیت کے گئی نہ آپ عاجز و
بیچارہ تہے۔ چند روایتین لکہون جن سے یہہ مدعا پایہ ثبوت کو پہنچے۔ پہلی روایت قتل ابوبکر
اشجع کی ہے کہ خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد القلوب دیلمی سی نقل
کی ہے۔ چونکہ عبارت طویل تہی اسلیے اوسکا اختصار کرکے اسطرح لکہا ہے ابوبکر اشجع بن مزاحم
را متولی صدقات کہ مضافات مدینہ وضیاع فدک بود گردانید۔ کان شجاعا[له] وکان له اخ قتله علی
بن ابیطالب فی وقعۃ هوازن وثقیف فلما خرج الرجل من المدینۃ جعل اول قصده
ضیعۃ من ضیاع اهل البیت فجاء بغتۃ واحتوی علیها وعلی صدقات کانت لعلی
یفرس علی اهلها وکان الرجل زندیقا منافقا فارسل اهل قریۃ الی امیر المؤمنین

[له] - اور یہہ شجاع تہا۔ اور اسکے ایک بہائے کو علی بن ابیطالب نے جنگ ہوازن اور
ثقیف مین قتل کیا تہا جب یہہ شخص مدینہ سے نکلا۔ پہلا قصد یہہ کیا کہ اہل بیت کے جاگیر اور علی کے
صدقات کو اچانک آکر ضبط کر لیا۔ اور رعایا پر ظلم کرنے لگا۔ گانو والون نے پیام بہیجکر
حضرت کو۔ ۱۲۔

ف روایت قتل ابوبکر اشجع عامل فدک۔

برسول يعلمونه ما فرط من الرجل فدعا علي عليه السلام بدابته وتعمم بعمامة سوداء وتقلد بسيفين ومعه الحسن وعمار بن ياسر والفضل بن عباس وعبد الله بن جعفر وعبد الله بن عباس حتى وافى القرية فانزل عظيم القرية في مسجد يعرف بمسجدهم ووجه امير المؤمنين بالحسين يساله المسير اليه فسار الحسين فقال اجب امير المؤمنين فقال ومن امير المؤمنين فقال علي بن ابي طالب فقال امير المؤمنين ابو بكر خليفة بالمدينة فقال الحسين اجب علي بن ابي طالب فقال انا سلطان وهو من العوام والحاجة له فليصر هو الي قال الحسين ويلك ايكون مثل والدي من العوام ومثلك يكون سلطانا فقال اجل فان والدك لم يدخل في بيعة ابي بكر الا كرها وبايعناه طائعين فصار الحسين فاعلمه فالتفت الى عمار فقال يا ابا اليقظان سر اليه وسله ان يصير الي لانه من اهل الضلال لانا نحن مثل بيت الله يوتى ولا ياتي فصار اليه عمار وقال مرحبا يا اخا ثقيف ما الذي اقعدك على مثل امير المؤمنين في صيارته فمر اليه وافصح عن حجتك فانتهر عمارا واخشن له في الكلام وكان عمار شديد الغضب فوضع حمائل سيفه في عنقه ومد يده الى

لـه اوسکی زیادتیوں پر مطلع کیا علی نے اپنی سواری منگائی اور سیاہ عمامہ باندھا اور دو تلوارین حمائل کین اور حسین اور عمار بن یاسر اور فضل بن عباس اور عبد اللہ بن جعفر اور عبد اللہ بن عباس ہمرکاب ہوئی یہانتک کہ گانوین پہنچے اور گانو کے چودھری نے اپنی مسجد مین اوتارا امیر المومنین نے حسین کو بھیجکر اوسکو بلایا کہا امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہو اوسنے کہا کون امیر المومنین کہا علی بن ابی طالب اوسنے کہا امیر المومنین خلیفہ ابو بکر مدینہ مین ہین حسین نے کہا علی بن ابی طالب کیخدمت مین حاضر ہو اوسنے کہا مین حاکم ہون اور وہ عوام مین سے ہے اور اوسکو حاجت ہے وہ خود میرے پاس چلکر آئی حسین نے کہا تیرا ناس ہو کیا میری والد جیسی عوام مین سے ہونگی اور تجھہ جیسی حاکم اوسنے کہا بیشک کیونکہ تیرا باپ ابو بکر کی بیعت مین باکراہ داخل ہوا ہے اور ہمنے برضا اوسکی بیعت کی ہے حسین (واپس) چلے گئے اور جناب امیر کو حقیقت حال کی) خبر دی - آپنے عمار کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا ای ابا الیقظان تو اوسکی طرف جا اور اوس سے کہہ کہ تو میرے پاس چلکر آوے کیونکہ وہ گمراہو نمین سے ہے اور ہم بیت اللہ کی مانند مین جسکے پاس آتے ہین اور وہ کسیکی پاس نہین جاتا - عمار اوسکی پاس گئے اور کہا مرحبا ای ثقفی امیر المومنین جیسے شخص کیخدمت مین حاضر ہونے سے تجھکو کیا چیز (مانع) ہیش آئی تو اونکی طرف چل اور اپنی حجت کو ظاہر کر اوسنے عمار کو جھڑکا اور بدکلامی سے پیش آیا عمار بھی تیز مزاج تھا اپنی تلوار کا پرتلا گردن مین لٹکایا اور تلوار کیطرف ہاتھہ بڑھایا - ۱۲ -

السیف فقیل لامیر المومنین الحق عمارا فوجہ بالجمیع وقال لہم لا تہابوہ فصیر الیہ وکان مع الرجل ثلثون فارسا من جیاد قومہ قالوا لہ ویلک ھذا علی بن ابی طالب قاتلک واللہ وقتل اصحابک عندہ دون النطفۃ سقط القوم جزعا من امیر المومنین فنحب الاشجع الی امیر المومنین علی وجہہ سحبا فقال دعوہ ولا تعجلوا فقال ویلک بما استحللت اخذ اموال اہل البیت فقال وانت بما استحللت قتل ھذا الخلق فی کل حق وباطل وان مرضاۃ صاحبی احب الی من اتباع موافقتک فقال اما اعرف من نفسی الیک ذنبا الا قتل اخیک ولیس بمثل ھذا الطلب الثارات فقبحک اللہ وترحک فقال لہ الاشجع بل قبحک اللہ وترعمرک فان حسدک الخلفاء لا یزال بک حتی یوردک موارد الھلکۃ فغضب الفضل ورمی عنقہ عن جسدہ فاجتمع اصحابہ علی الفضل فسل امیر المومنین سیفہ فلما نظر القوم الی بریق عینیہ ولمعان ذی الفقار رموا سلاحہم وقالوا الطاعۃ فقال انصرفوا براس صاحبکم الاصغر الی صاحبکم الاکبر فانصرفوا والقوا راسہ بین یدی ابی بکر فجمع المہاجرین والانصار فقال اخاکم التقی اطاع اللہ ورسولہ واولی الامر منکم فقلد تصدقات

لـہ کسی نے امیر المومنین سے عرض کیا کہ عمار کے پاس پہنچیئے آپ سب سمیت متوجہ ہو گئے اور فرمایا اوسکو گھیر لو نہیں بس اپنی تلوار کو چلایا اور اوسکی ساتھ (بہی) اوسکی قوم کے عمدہ اور چیدہ لوگوں میں سے تیس سوار تہے اونہوں نے اوسکو کہا تیرا ناس ہو یہ علی بن ابی طالب (آ پہنچا) خدا کی قسم تجکو تیرے ساتھیوں کو نطفوں تک قتل کر ڈالیگا۔ پس ساری قوم امیر المومنین سے ڈر کر گر پڑی اور اشجع کو مونہہ کے بل گھسیٹ کر امیر المومنین کے پاس لائے آپ نے فرمایا چھوڑ دو اور جلدی نکرو۔ اور پوچہا تیرا ناس ہو کس وجہ تونے اہلبیت کے اموال بے لینی کو حلال کر لیا اوسنے کہا اور تونے کس سبب سے حق و ناحق اس مخلوق کا قتل حلال کر لیا اور بالتحقیق مجکو میرے سردار کی رضا تیری موافقت کے پیروی سے پسندیدہ تر ہے فرمایا میں بجز تیرے بہائی کی قتل کے اور کوئی تیرا گناہ خیال نہیں کرتا اور (ظاہر ہے) کہ اس جیسی مطالبہ کا عوض نہیں ہوتا۔ پس تیرا خدا برا کرے اور تجکو آزردہ کرے اشجع نے کہا بلکہ خدا تیرا برا کرے اور تیری عمر کاٹے بالتحقیق خلفا کا حسد ہمیشہ تیری ساتھ رہیگا یہانتک کہ تجکو ہلاکت کے گہاٹوں پر اوتاریگا۔ فضل غصہ ہوا اور اوسکی جسم سے اوسکی گردن اڑا دی پہر تو اوسکے ساتھی فضل پر اکٹھے ہو گئے پس امیر المومنین نے اپنی تلوار نکالی پہر جب آپکی آنکھوں کی چمک اور ذو الفقار کی چمک قوم نے دیکھی اپنی ہتھیار پھینک دئیے اور طاعت پکارنے لگے فرمایا جاؤ اپنے چھوٹے سردار کا سر بڑے سردار کے پاس لیجاؤ۔ وہ گئے اور اوسکا سر ابوبکر کے آگے ڈالدیا

المدينة وما يليها فغار [1] رضه علي بن ابي طالب فقتله اخبث قتلة ومثل به اخبث مثلة
فليخرج اليه شجعانكم واستعد واله من رباط الخيل والسلاح فسكت القوم مليا
كان الطير على رؤسهم فقال اخرس انتم ام ذوو السن فالتفت اليه رجل من الاعراب
يقال له الحجاج بن السجين فقال ان سرت سرنا معك ثم قام آخر فقال الا تعلم الى من
توجهنا والله ان لقاء ملك الموت اسهل من لقائه فقال اذا ذكر لكم علي دارت
اعينكم واخذتكم سكرة الموت اهكذا يقال لمثلي فالتفت اليه عمر فقال ليس له
الا خالد فقال ابو بكر يا ابا سليمان انت اليوم سيف من سيوف الله فصر اليه في
كثيف من قومك فانه قتل ليثا وكهفا وضيغما من شيعتنا وسله ان يدخل الحضرة
فقد عفونا وان نابذك الحرب فجئنا به اسيرا فخرج خالد في خمسمائة من ابطال
قومه فنظر الفضل ولحق امير المومنين فقال لو كان نواصينا بيد قريش وقبائل حنين
وفرسان هوازن لما استوحشت الا من ضلالتهم فقال خالد ما هذه الوبية
التي قد بدت منك لا تفرق بين كلمة مجتمعة ولا تضرم نارا بعد الخمود
فانك ان فعلت وجدت عنه غير محمود فقال تهددني يا خالد بنفسك وبابن

---

۱ مدینہ اور اوسکی متعلقات پر حاکم بنا دیا تہا پس علی بن ابی طالب اوس سے متعرض ہوا اور اوسکو بہت بری موت مارا اور بہت برے طرح مثلہ
بگاڑی پس تم میں سے بہادر اوسکی طرف نکلو اور گہوڑوں اور ہتہیاروں سے اوسکے لیے مستعد ہو جاؤ (یہہ سنکر) قوم دیر تک ایسی چپ رہی
گویا اونکے سروں پر چڑیاں ہیں ابو بکر نے کہا کیا تم گونگے ہو۔ یا زبانوں والے تو ایک بدوی شخص جسکو حجاج بن سجین کہتے تہے بولا
کہنے لگا اگر تو چلیگا تو ہم بہی تیری ساتہہ چلینگے پہر دوسرا اوٹہہ کہنے لگا کیا تو نہیں جانتا کہ ہمکو تو کسکی طرف بہیجتا ہے
خدا کی قسم اوسکی ملنے کے بہ نسبت ملک الموت کا ملنا سہل تر ہے ابو بکر نے کہا کہ جب علی کا تمہے مذکور ہوتا ہے تو تمہاری آنکہیں
پہر جاتی ہیں اور تمکو موت کا نشہ چڑہ جاتا ہے کیا میرے جیسے کو ایسا ہی جواب دیتے ہیں پہر عمر اوسکی طرف متوجہ ہوا اور بولا اس کام کیلئے
بجز خالد کے اور کوئی نہیں ہے پس کہا ای ابا سلیمان تو آج اللہ کے تلواروں میں کے ایک تلوار ہے تو اپنی قوم کا گران لشکر لیکر
اوسکی طرف جا اوسنے ہماری شیعہ میں کے ایک شیر کو مار ڈالا اور اوسکو کہہ کہ حاضر حضور ہو جائے ہمنے قصور معاف کیا اور اگر تجہسے لڑے
تو تو اوسکو قید کرکے ہمارے پاس لے آ۔ تو خالد اپنی قوم کے پانسو بہادر لیکر نکلا فضل نے دیکہکر امیر المومنین کو اطلاع دی فرمایا
اگر قریش کے سردار اور حنین کے قبیلے اور ہوازن کے شہسوار بہی ہونگے تو میں نہیں گہبراتا بجز اونکی گمراہی کے خالد نے کہا یہہ کیا
حرکت تہی جو تجہسے ظاہر ہوئی کلمہ مجتمعہ میں تفریق نہ ڈال۔ اور بجہی ہوئی آگ نہ بہڑکا اگر تو ایسا کریگا تو اسکا انجام ناپسندیدہ ہوگا

ابی قحافہ فتمثلک من یحمل مثلی اسیر الحبشی مالک بن نویرۃ فقتلتہ وانکحت امرأتہ انی لا عرف قاتلی واطلب منیتی صباحا ومساءً ولو اردت ذلک لقتلتک فی فناء ھذا المسجد فغضب خالد فسل امیر المؤمنین علی خالد وخفق علیہ فلما نظر الی بریق عینیہ وبریق ذی الفقار نظر الی الموت عیانا وقال یا ابا الحسن لم نرد ھذا فضربہ امیر المؤمنین بقفار سیف ذی الفقار علی ظہرہ فنکس من دابتہ فقام رجل یقال لہ المثنی بن الصباح وکان عاقلا فقال واللہ ما جئناک لعداوۃ بیننا وبینک انت اسد اللہ فی ارضہ وسیف نقمتہ علی اعدائہ ونحن اتباع مامورون واطواع لا نخالفون فاستحیی امیر المؤمنین ونزل الجمیع ونزل امیر المؤمنین یمازح خالدا وخالد لما بہ الم الضربۃ ساکت فقال ویلک یا خالد ما اطوعک للخائنین الناکثین فقد ترکت باشق شیئی معرفتہ وجئتنی لتحملنی علی ابن ابی قحافہ اسیرا بعد معرفتک انی قاتل عمرو بن عبدود ومرحب وقالع باب خیبر وانی لستحیی منکم ومن قلۃ عقولکما وتزعم انہ قد خفی علی ما تقدم بہ الیک صاحبک حین اخرجک الی وانت تذکرہ ما کان منی الی معد یکرب والی صدی بن سلمۃ

سلہ اور ابن ابی قحافہ سے وہ کہتا ہے تیری جیسا میری جیسی کو قید کرکے لیجا سکتا کیا مجکو بہی مالک بن نویرہ سمجہا کہ اوسکو مار ڈالا اور اوسکی عورت سے نکاح کرلیا بالتحقیق مین اپنی قاتل کو پہچانتا ہون اور صبح شام اپنی موت کا طلبگار ہون اور اگر تو ایسا قصد کریگا تو مین تجکو اس مسجد کے صحن مین قتل کرڈالتا اسپر خالد کو غصہ آگیا تو آپنے بہی خالد پر تلوار کہینچ لی اور تیز نگاہ سے دیکہا خالد نے جب آنکہون کے دمک اور ذو الفقار کی چمک دیکہی تو موت کو ظاہر دیکہ لیا اور کہنے لگا ہمارا یہہ قصد نہین تو آپنے خالد کی پشت پر ذو الفقار کے نوک کے پیٹہ مارکر سواری سے اوسکو اوندہا گرا دیا ایک شخص مثنی بن صباح نام جو دانشمند تہا اوٹہا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم ہم تیری پاس باہمی عداوت کیوجہ سے نہین آئی تو اللہ کا شیر ہی اوسکی زمین مین اور اوسکی انتقام کی تلوار ہے اوسکی دشمنون پر اور ہم تابع محکوم اور مطیع غیر مخالف مین امیر المومنین کو حیا آگئی اور سب اوتری اور امیر المومنین بہی خالد سے دل لگی کرتے اوترے اور خالد بسبب الم ضرب کے چپ تہا بس فرمایا ای خالد تجپر افسوس ہے کس چیز نے تجکو امانت مین خیانت کرنے والون اور عہد کے توڑنے والون کا مطیع بنا دیا اور تو نے جانکر بوجہکر حق چہوڑ دیا۔ اور مجکو عمرو بن عبدود اور مرحب کا قتل کرنیوالا اور باب خیبر کا اوکہاڑنیوالا جاننے کے بعد بہی میری پاس آیا تاکہ مجکو ابن ابی قحافہ کے پاس قیدی بناکر لیجاوے اور مجکو تمسے اور تمہاری بیعقلی سے شرم آتی ہے کیا تجکو یہہ گمان ہے کہ تیری روانہ کرنے کے وقت جو تجسے تیرے سردار نے گفتگو کی تہی مجہپر مخفی ہے اور تو اوسکو

[illegible] ۱۲

المخزومی فقال لہ ابن ابی قحافۃ انما کان ذلک من دعاء النبی وھو الان
اقل من ذلک فقال خالد یا ابا الحسن اعرف ما تقول وما عدلت العرب عنک الا ھرباً
من سیفک وما دعاھم الی بیعۃ ابی بکر الا استسہالا بجانبہ ولین عریکتہ
واخذھم الاموال فوق استحقاقھم الی اخر الروایۃ۔ اس روایت سے مثل
روز روشن روشن ہے کہ وصیت کا دعوے جو حضرات شیعہ فرماتے ہین محض ڈھکوسلہ ہے
اور انکار واکراہ صرف بناوٹ اور گھڑت ہے اگر وصیت ہوتی تو اس ذرا سے معاملہ مین خلاف
وصیت نفرماتے اور مخالف حکم تلوار نیام سے نہ کھینچتے تعجب ہے کہ غصب امامت پر جون
نکی غصب بنات پر غیرت وحمیت کو اصول شیعہ پر جوش نہ آوے دین برباد ہوا کیا کبھی سر
نہ ہلاوین اور جوش آوے تو اس تھوڑی سی بات پر۔ اہل عقل غصب امامت اور غصب
بنات کو اس سے مقابلہ فرماوین اور اسمین سکوت اور اوسمین تلوار کشی کو دیکھین اور انصاف
فرماوین کہ شیعہ اپنے دعوی مین سچے ہین یا نہین۔ علاوہ ازین اس روایت سے اور بہی
چند فواید حاصل ہوئی جنکو ملخصاً مختصراً لکھتا ہون (۱) ظاہر ہے کہ اشجع بن مزاحم
مظہر اسلام اور کلمہ گو تہا۔ اگرچہ اوسکے دل مین کفر و نفاق ہو تو باعتبار ظاہر شریعت کے اوسپر
احکام اسلام کے جاری ہونگی تو اوسکا قتل مستوجب قصاص ہے۔ پس اگر ہمارے فاضل مخاطب
اوسکے ظاہری اسلام کا اعتبار فرماوین تو اوسکے دم کو مستحق قصاص کا سمجھین اور فضل بن
عباس پر قصاص لازم فرماوین اور جناب امیر کی حمایت اور اعانت کو جو فضل بن عباس
کی قربانی ناجائز اور حرام قرار دین اور اگر باطنی کفر کا اعتبار کرین اور اسوجہ سے اوسکا دم مباح
اور ہدر سمجھین تو پہر اسکا فکر فرماوین کہ حضرت ام کلثوم کے جواز نکاح کی علت حضرت فاروق رض کا

لہ یاد رکھنا او سنے کہا یہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا کی بدولت تہا اور اب وہ اس سے کمتر ہے
خالد نے کہا ای ابا الحسن سمجھ تو کیا کہتا ہے عرب بجز تیری تلوار کے خوف کے تجہسے اور کسی سبب سے منحرف
نہین ہوئے اور بیعت ابی بکر کیطرف بجز اوسکی سہولت جانب اور نرمی طبیعت اور استحقاق سے زیادہ مال حاصل
کرنے کے اور کوئی امر داعی نہین ہوا۔ ۱۲

ظاہری اسلام جو آپ اور آپکے اسلاف بیان فرماتے ہین وہ سراسر غلط ہے جب ظاہری اسلام کا اعتبار ہی نہین تو پہر اوسکے وجہ سے منافق کے ساتہہ فاطمہؓ کے جگر گوشہ کا عقد نکاح کیونکر صحیح اور مباح ہو سکتا ہے (۲) تمام صحابہ چہوٹے سے لیکر بڑے تک جناب امیر سے ایسا ڈرتے تہے جیسا موت سے اور آپکے مقابلہ کو موت کا مقابلہ سمجہتے تہے - پس ایسے لوگونکی اطاعت کے لیے خداتعالے کا ایسے شجاع کو حکم کرنا سراسر خلاف عقل سلیم ہے -- اور جناب امیر کا ایسی لوگوںسے جو آپ سے اسقدر خائف و ہراسان ہون تقیہ کرنا ہرگز عقل تسلیم نہین کرتی اور ایسے لوگ حضرت امیر سے بجبر و اکراہ معاذ اللہ انکی بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگر گوشہ کو غصب کرین ہرگز فہم مین نہین آتا - جب لوگ آپسے اس قدر ڈرتے تہے تو یہہ سب باتین لغو اور باطل ہین (۳) تمام اصحاب مہاجرین و انصار وغیرہ خلیفہ اول کی جناب امیر کے مقابلہ مین اطاعت نکرتے تہے کیونکہ مقابلہ کی طاقت نہ رکہتے تہے اور جب جناب امیر کے مقابلہ کے لیے دعوت کیجاتی تہی تو انکی آنکہین بدل جاتی تہی اور سکرۃ الموت کی حالت پیش آجاتی تہی اور جواب دیدیتے تہے کہ کیا تم نہین جانتے کہ ہمکو کس کے مقابلہ مین بہیجتے ہو یہہ وہ شخص ہے جسکی مقابلہ کی بنسبت موت کے موہنہ مین جانا آسان ہے - جب خلیفہ اول کی ساتہہ اصحاب کی یہہ حالت تہی تو قطعاً و یقیناً اگر جناب امیر خلافت کے بارہ مین منازعت فرماتے اور آپکے ساتہہ مقابلہ پیش آتا - تو سب صحابہ خلیفہ اول کو اکیلا چہوڑ کر اور جناب امیر کے حوالہ کرکے بہاگ جاتے - اگرچہ یہہ خوف لوگونمین پہلے سے ہی راسخ تہا لیکن بعد اس واقعہ کے تو مشاہدہ ہوگیا کہ صحابہ مین سے کوئی شخص مقابلہ کے قابل نہ سمجہا گیا اور سوا خالد کے کسی شخص نے اس کام کے لیے اجابت نہ کی اور خالد مع اپنے پانسو رفقا و کے جب سامنے جناب امیر کی گئی اور بات چیت کی پہلے اس سے کہ لڑائی کی نوبت آوے صرف آنکہون کی اور ذوالفقار کی چمک دیکہکر حواس باختہ ہوگئی اور عجز و الحاح کرنے لگے باوجودیکہ جناب امیر نے حضرت خالد کو مارا بہی تاہم اونپر ایسا رعب اور خوف غالب ہوا کہ بجز سکوت اور عاجزی کے

اور اطاعت و نیاز کے کچھہ بن آیا (۴) اس روایت سے یہہ بھی ثابت ہے کہ جناب امیر کو
معلوم تھا کہ یہہ لوگ نہ مجکو قتل کر سکتے ہین اور نہ قتل پر قادر ہین۔ بلکہ آپ جانتے تھے کہ
آپکا قاتل کوئی اور شخص ہے جبکہ یہہ حالت ہو اوسپر کوئی کسطرح جبر و اکراہ کر سکتا ہے (۵)
جناب امیر کو وہ باتین بھی معلوم ہوجاتی تھی جو صحابہ باہم کرتے تھے چنانچہ جو گفتگو خالد اور حضرت
صدیق کی ہوئی تھی آپنے اوسکو ظاہر فرما دیا (دوسری روایت) حدیث بساط جو کتاب امامت
داستانی سے صاحب ارغام نے نقل کی ہے ہم اوسکو بیان ارغام سے نقل کرتے ہین۔
روایت میکند ابن بابویہ بسند خود از سلمان فارسی کہ گفت نشستہ بودم نزد سید و مولا خود امیر المومنین
در آن وقت کہ مردمان بیعت بعمر بن خطاب کردہ بودند و در خدمت آنحضرت حسین و محمد بن حنفیہ
و محمد بن ابی بکر و عمار بن یاسر و مقداد بن اسود نیز بودند و از ہر در سخنان میگذشت امام
حسن متوجہ پدر بزرگوار شد و گفت یا امیر المومنین حضرت ملک و دو سلیمان بن داؤد را عجب
سلطنتی دادہ بود آیا از آن سلطنت عطیہ بوصی او رسیدہ باشد شاہ سریر ولایت تبسم فرمود و گفت
آن معبود یکہ دانہ خشک را در زمین سرسبز میگرداند و بان قادر یکہ آدم را از خاک تیرہ آفریدہ قسم کہ
آنچہ پدر ترا دادہ ہیچیک از اولیا و اوصیا مرتبہ ندادہ و بعد ازین ہیچکس باین کرامت فائز نخواہد شد
پس امام حسن و حضار التماس نمودند کہ یا امیر المومنین میخواہیم کہ شما از آنچہ واہب عطیات بشما موہبت
نمودہ مشاہدہ کنیم و معاینہ ببینیم تا موجب ازدیاد ایمان و باعث تقویت علم و ایقان گردد
سید اوصیا علیہ السلام فرمود کہ حبا و کرامۃ یعنی چنان کنم کہ شما میخواہید و چیزی از چیزہا کہ
حضرت عزت بمن کرامت نمودہ بر شما ظاہر میسازم۔ پس برخاستہ دو رکعت نماز کرد و کلمہ چند
بر زبان معجز بیان گذرانید کہ ہیچیک از حضار فہم آن نتوانست کرد از انجا میان خانہ آمدہ بدست
مبارک بجانب مغرب دراز کرد و بعد از لمحہ دست را بزیر آورد و بر کف دست مبارکش پارچہ
ابری دیدیم آنرا گذاشتہ بار دیگر دست دراز کرد پارچہ دیگر بروی سیتش دیدیم سلمان گوید لا الہ الا اللہ
وان محمد رسول اللہ وانک وصی نبی کریم من شک فیک ہلک ومن تمسک بک سلک سبیل النجاۃ

یعنی گواهی میدهم که خدا یکیست و محمد رسول برگزیده است و تو وصی محمد صلعم برگزیده هر که شک آورد
در وصایت و خلافت تو هلاک شود و هر که بعروة الوثقای محبت تو چنگ زند نجات یابد پس دیدیم
که آن دو ابر چون دو قائمه پهن شدند و در پهلوی یکدیگر قرار گرفتند چنانچه گوئی یک جزء اند
از آن هر یک بوی مشک اذفر بدماغ اهل ایمان میرسید پس فرمود که برخیزید و بر این بساط
بنشینید همه برخاسته بر یک ابر نشستیم و آنحضرت تنها بر یک ابر دیگر پس کلمه چند تکلم فرمود که هیچکس
نفهمید پس اشاره بابر کرد که بجانب مغرب روانه شو بادی در زیر آن دو ابر درآمده و ابرها را به آهستگی
تمام برداشته بر هوا برد و ما درین وقت چون بآنحضرت نگاه کردیم دیدیم که جامه زرد پوشیده و تاجی
از یاقوت سرخ بر سر دارد و نعلین که بند آن از یاقوت ابلق بود در پا کرده و انگشتری از مروارید سفید براق
که روشنی آن چشم را خیره میساخت در انگشت دارد و بر کرسی از نور نشسته امام حسن علیه السلام بآنحضرت
گفتند که ای پدر بزرگوار همه مخلوقات سلیمان را بجهت انگشتری اطاعت نمودند و شما را بچه سبب منقاد اند
فرمود یا ولدی انا وجه الله وانا عین الله وانا لسان الله الناطق وانا ولی الله
انا نور الله الذی لا یطفی وانا باب الله الذی یوتی وانا حجة الله علی عباده وانا
کنز الله فی ارضه وانا قسیم الجنة والنار وانا سد ذی القرنین وانا جعلتهما له
یعنی ای نور دیده من وجه الله و عین الله و لسان الله و ولی الله منم و آن نوریکه فرو نشیند منم و آن
دریکه از آن در بخدا توان رسید منم و حجت خدا بر خلق منم و گنج خدا در زمین منم و قسمت کننده بهشت
و دوزخ منم و سدیکه ذو القرنین بسته منم و دو قرن را برای اسکندر قرار داده بودم که با آن مشهور شده بود
میخواهی که خاتم سلیمان بتو بنمایم دست در بغل کرده انگشتری برآورد از طلای احمر نگینش بود از یاقوت
سرخ فرمود ای فرزند من این خاتم سلیمان است نامهای ما است که در و نقش کرده اند سلیمان گوید
که تعجب حضار زیاده شد بحدیکه گویا از دانی شناختند پس فرمود اینها از مثل من عجب نیست بخدا
سوگند که بنمایم امروز بشما آنچه پیش ازین شما ندیده باشید پس امام حسن گفت آرزوی ما آنست
که سد ذو القرنین را بما نمائی پس آنحضرت باد را امر فرمود که ما را بآن طرف که حسن میخواهد ببرد و مقابل آن

ازباد آوازی چون آواز رعد بما رسیده و ما را ابر برداشته بهوا برد و امیرالمومنین علیه السلام بران کرسی
نشسته از پی ما می آمد تا با و ما را بکوه بلند رسانید درختی عظیم بر آن کوه بود خشک شده برگهایش
ریخته یکی از ما گفت یا امیرالمومنین این درخت را چه رسیده که او را آتش ریخته آنحضرت فرمود که از وی
بپرسید تا حال خود بگوید امام حسن پیشی نمود و از درخت سوال کرد مالک ایتها الشجرة یعنی چه شده است ترا
ای درخت که سبزی از تو رفته و برگت ریخته جواب نداد امیرالمومنین فرمود اجبهم باذن الله ایتها
الشجرة و اخبرهم بخبرک - ای درخت بفرمان الهی جواب ایشان بگو سلمان گوید بخدا قسم که درخت متکلم
شد و گفت - لبیک لبیک یا وصی رسول الله و خلیفته من بعده حقا و خطاب با امام
حسن کرد که هر شب وقت سحر پدرت بنزد من می آمد و دو رکعت نماز گذارده بتسبیح و تقدیس حق تعالی
مشغول می شد و می رفت و آمدن و رفتنش بر کرسی نور میان ابر سفید می بود که از آن بوی مشک اذفر
بمشام میرسید و من از استشمام روح بوح افزای آنحضرت و آن نور سرسبز و با طراوت می بودم و اکنون
چهار شب شده که تشریف از آن نفرموده از مفارقت پدرت است که حالم باین مرتبه رسیده و اگر از ایشان
استدعا کنی که بلطف خود از این مهجور دور ندارد و آمدن او مرا بحال خود باز می آرد پس شاه ولایت بنزد
آن درخت رفته دو رکعت نماز گذارده دست مبارک بر آن درخت مالید سلمان گوید که بخدا قسم که
از آن درخت که مشتاق او بر خاست فی الفور سبز شده و برگ آورده میوه بیرون کرد پس آنحضرت
بر کرسی خود قرار گرفت و ما را ابر برداشته بلند شد بجهه یکی دنیا - تمامی در نظر ما سبزی می نمود در هوا فرو نشسته دیدیم
سرا و دورنه بر قرص آفتاب و ماهی در قعر محیط و یکدست در مشرق و یکی در مغرب از علی علیه السلام پرسیدیم
که این کیست فرمود بحکم خدا من او را درین موضع نصب کرده ام و تاریکی شب و روشنائی روز
موکل ساخته و چنین خواهد بود تا روز قیامت پس باد ما را بسد یاجوج برد و آنحضرت علیه السلام با ابر خطاب
نمود اهبطی تحت هذا الجبل - یعنی ای ابر در زیر کوه فرود آ و آن کوه بلند ظلمانی گویا شبی بود سیاه
ابری دود و انجا بمشام میرسید یاجوج را دیدیم و از کثرت ایشان تعجب نمودیم و ایشان را سه صنف
دیدیم که یکی طول ایشان بیست گز و عرض ده گز - و صنفی طول صد گز و عرض هفتاد گز و صنفی یک گوش را

محاف و دیگر برادر اج میکرد ندیکی از حال آنها پرسید حضرت علیه السلام فرمود حاکم این جمع نامحصور
منم و همه در حکم من اند پس بیاد حرفی گفت با و ما را بر پشت بکوه قاف رسانید کوهی دیدیم
چون یاقوت سرخ که محیط همه دنیا بود و فرشته بشکل آدم بر وی موکل چون آن فرشته را چشم بر ما افتاد
گفت السلام علیک یا امیر المومنین پس رخصت طلب کرد که مطلب خود را عرض کند آنحضرت فرمود
که رخصت زیارت برادرت و مصاحبت میخواهی برو رخصت دادم پس فرشته بسم الله الرحمن الرحیم
گفته راهی شد بعد از آن درختی دیدیم چون درخت اول همان طرز سوال و جواب واقع شده درخت
گفت ثلث اول شب علی علیه السلام نزد من می آمد و پس از نماز و تسبیح و تقدیس راهی سوار شده
میرفت و من سبز و خرم بودم چهل روز است که فیض قدوم از من گرفته و نیم گداخته و از غم فرو ریخته
از مفارقت اوست و امام حسن التماس نمود حضرت دست مبارک بر و کشید درخت گفت اشهد
ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله وانك امير المؤمنين في الامة المباركة
الطيبة وصي رسول رب العلمين من تمسك بك نجي ومن تخلف عنك هوي - پس
آن سبز و خرم شد و طراوت یافت و ما در زیر آن ساعتی آرام گرفته پرسیدیم که یا امیر المومنین آن
فرشته کجا رفت فرمود که دیروز بر جبل ظلمت که عبور نمودیم فرشته که بر آن موکل است رخصت زیارت
این فرشته طلبیده بود امروز این رفت که تدارک آن نماید یکی از یاران گفت که گر ملائکه همه باذن شما
از محل و مکان خود حرکت میکنند فرمود بخدای که آسمانها را بی ستون آفریده که هیچ یک قدرت ندارند
که بی رخصت من از جای خود حرکت نماید و اگر بی اذن من بقدر نفسی حرکت نماید حضرت رب العزت
ببرق غضب خود آنرا بسوزد و بعد از من فرزندم حسن و بعد از و حسین و بعد از و نه کس از اولاد او که نهم
ایشان قائم آل محمد است صلی الله علیه و علیهم این حال دارند و هیچ ملک از ملائکه مقربین یا احد
بینا شد که یک نفس بی اراده ایشان برآرد یکی نام فرشته کوه که موکل قاف است پرسید فرمود برتائیل
من گفتیم یا امیر المومنین نه ما دیروز در خدمت شما بسر بردیم کدام وقت نزول اجلال در آن کوه
شده بود فرمود چشم خود را بپوشانید پوشانیدیم امر بگشودن کرد گشودیم خود را در مملکتی دیگر یافتیم

گفتیم این بهذا الشی عجاب فرمود ملک الموت در قبضه اقتدار من ست کشما را طاقت اطلاع بر آن نیست
و معهذا من نیز مخلوقم چون مخلوقات دیگر و مدام اکل و شرب و خواب و نکاح مانند دیگران و اگر اندکی از آنچه
من میدانم بدانید و بهای شما تاب شنیدن آن ندارد و بدانید که اسم اعظم حق تعالی هفتاد و سه حرف است
نزد آصف بن برخیا که تخت بلقیس را بیک چشم زدن آورد در نزد سلیمان یک حرف بود و نزد من هفتاد
و دو حرف و یک طرف علم غیب ست که مخصوص ذات اوست و لا حول و لا قوة الا بالله العلی العظیم ایشان گفتند
هر که مرا شناخت و منکر شد هر که مرا منکر شد پس آن ابر را امر فرمود که ما را بباغی رساند که در سبزی و خوشی
با روضه بهشت برابری نماید در آنجا جوانی را در میان دو قبر مشغول دیدیم گفتیم یا امیر المومنین این
جوان کیست فرمود او من صالح نبی ست و این دو قبر از پدر و مادر اوست و چون چشم صالح بر صالح
المومنین افتاد و بیتابانه پیش آمد و سینه بی کینه آنحضرت را بوسید و گریه کنان بشکوه در آمد آنحضرت
او را تسلی میداد و پرسیدیم که صالح چرا میگرید فرمود که از و بپرسید امام حسن فرمود ایها السعید الصالح چه
چیز ترا میگریاند فرمود که پدرت هر روز وقت طلوع صبح نزد من می آمد و باهم نماز میکردیم و باعث
نشاط و رغبت من بود در عبادت و امروز ده روزست که تشریف نیاورده چون او را ندیدم طاقتم
نماند گفتم یا امیر المومنین این عجب ترست ما هر روز در صبح در خدمت شما بسر میبریم چگونه بی اطلاع
اینجا آمده با حضرت صالح نماز میکنی فرمود که اگر خواهید سلیمان را زیارت کنید گفتیم یا امیر المومنین
ما را آرزوی هست شاه ولایت برخاسته روانه شد و در خدمتش به بستانی رسیدیم که کسی مانند آن نشنیده
و ندیده آبهای جاری و مرغان خوش الحان و فواکه بسیار چون آن مرغان را چشم بر آنحضرت
افتاد دور او را فرو گرفتند و بر میپریدند و طواف میکردند و در میان بهشت تختی از فیروزه دیدیم
جوانی بر رو خوابیده دستهای خود بر سینه نهاده و دو مار بالای سر و پائین پای او قرار گرفته چون
ماران آنحضرت را دیدند در قدم او غلطیدند گفتیم یا امیر المومنین این جوان کیست فرمود سلیمان انگشتری
را انگشت خود برآورده در انگشت او کرد و گفت قم باذن الله الذی یحیی العظام و هی رمیم فی الحال سلیمان
علیه السلام برخاست و گفت اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له و ان محمدا عبده

ورسوله ارسله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون
واشهد انک وصی رسول الله الهادی المهدی الذی سالت الله بمحبته ومحبة اهل بیته
ما آتانی الملک. یعنی گواهی میدهیم که خدا سزای پرستش یکیست و او را شریکی نیست و بدرستیکه
محمد بنده او ست و فرستاده اوست او را فرستاد برهنمائی و اظهار کردن دین حق و هر دینی غیر دین اوست
باطل باشد و دین او ناسخ دینها باشد اگرچه مشرکان زین معنی کراهت داشته باشند و گواهی میدهیم
که تو وصی و جانشین رسول الله و تویی راه نماینده راه یافته که بوسیله تو سوال کردم من از حق تعالی
محبت تو و محبت اهلبیت تو و بمن حق تعالی آنچه داده از ملک و بادشاهی مثل آن بهیچ یک از اولاد
آدم نداده بود اگر محبت تو شفیع نمی ساختم آن سلطنت و بزرگی بمن عطا نمی فرمود پس ما
آن سر در نزد سلیمان علیه السلام نشست بپابوس آن بزرگوار مشرف شدیم پس سلیمان را وداع نموده برخاست
و سلیمان بحال خود برگشت و ما پرسیدیم که یا امیر المومنین شما را علمی بآنچه در پس کوه قاف هست فرمود
که خلاق عالم و موجد بنی آدم چهل عالم در عقب کوه قاف آفریده هر عالمی چهل برابر دنیا باشد و علم من
بما ورای کوه همچو نسبت بحال این دنیا و آنچه درین دنیاست بعد رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم
نگاهدارنده آن عالمها منم و همچنین بعد از من اولاد من حافظ شریعت نبوی و وارث علم مصطفی
خواهند بود تا روز قیامت و من داناترم براهها که در آسمانهاست و راهها که در زمین ست و مائیم اسم
مکنون و اسم مخزون آلهی و مائیم اسمار حسنی که چون خدا را بآن اسماء بخوانند و مائیم صاحب آن
نامها که بر عرش و کرسی نوشته است و مائیم قسمت کننده بهشت و دوزخ و از ما تعلیم گرفته اند ملائکه
آسمانها تسبیح و تقدیس و تهلیل و تکبیر و توحید آلهی و مائیم آن کلماتی که چون آدم علیه السلام را
تلقین نمود توبه اش قبول شد و من میدانم این امور عجیبه و اسرار عجیبه را ببرکت اسم اعظم
که اگر بر برگ زیتون بآن حرفی بنویسند و در آتش اندازند نسوزد و حرارت آتش میل بسردگی کند
و هر کجاست روشنی روز از نامهای نامی ماست و اسامی ما را چون بر آسمان نقش کردند بی ستون
استقامت یافت و زمین بآن منقش گشته مسطح شد و چون بر باد خواندند در حرکت آمد

وبر برق نوشتند لمعان شد وبر رعد رقم نمودند خاشع شد و بر جبهه اسرافیل نقش کردند متکلم بکلام سبّوحٌ
قدّوسٌ ربّ الملئکة والرّوح گردید وچون کلام معجز نظامش باین مقام رسید فرمود چشمهای
خود را بپوشید پوشیدیم باز گفت بگشائید بگشادیم وخود در شهری دیدیم مشتمل بر بازارهای معمور
وقصرهای رفیع مردمش در نهایت بلندی قامت وکمال استقامت هر یکی چون نخلی پس فرمود
که این گروه از بقیه قوم عاداند که هنوز در کفر وضلالت وظلم وجهالت گرفتاراند وایمان برب ارباب
ورد حساب ندارند وشهر ایشان از شهرهاے مشرق بود من بامر خالق بیچون قلع وقمع اینها نموده
باین مکان شان نقل نمودم تا شما را دریجا ببینید وشما بر آن مطلع گشتید ومن داعیه دارم که باین گروه
مقابله نمایم پس آن قوم را بوحدانیت خدا ورسالت محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم وولایت خود دعوت
نمود ایشان ابا نمودند وبسیاری را بکشت وچون خوف ما را مشاهده نمود نزد ما آمده دست مبارک را
بر سینه ما مالید خوف از ما زائل شد بار دیگر با واز بلند ایشان را باسلام خواند ایمان نیاوردند برق وصاعقه
ظاهر شد وچیزی چند میخواند که ما نفهمیدیم وما را چنان مشاهده می شد که این برق ورعد وصاعقه از وی بحضرت
بر مے آمد وچندان صداهاے هولناک پدید آمد که گفتیم البته آسمان بر زمین آمده کوهها از هم
فرو مے ریزد تا آنکه یک متنفس از ایشان نماند وچون از مجادله آن قوم فارغ شد وآن رعد وبرق
برطرف شد استدعا نمودیم که یا امیر المؤمنین ما را بوطن باز رسان که زیاده برین طاقت مشاهده این
امور نداریم آن ابر را طلبید بر آن سوار شدیم وآن حضرت متکلم بکلامی شد باد ما را بهوا برده
بجائی رسانید که دنیا بقدر درهمی معائنه میکردیم وبعد لمحه خود را در خانه امیر المؤمنین دیدیم از همان
مکان که مسافر شده بودیم وچون فرود آمده بنشستیم بانگ مؤذن شنیدیم که اذان ظهری میگفت
یا اول صبح بود از طلوع آفتاب راهی شده بودیم که در پنج ساعت پنجاه ساله راه را طی نمودیم
چون ما را متعجب دید فرمود بخدائی که نفس من بید قدرت اوست که اگر خواهم شما را در طرفة العین
در همه آسمانها وزمینها بگردانم وبر آن قادرم واین قدرت عظیمه باذن خالق بریه واز برکت
خیر الخلیقه یافته ام ومنم ولی ووصی آنحضرت صلعم در حین حیات ودر زمان رحلت ولیکن

اکثر مردان نے دانند سلمان گفت لعن اللہ من غصب حقک وحسدک واعرض عنک
وضاعف العذاب الالیم ۔ انتہے بلفظہ۔ ای حضرات شیعہ اس حدیث کو پڑھو اور جناب
امیر و دیگر ائمہ کی محامد و مناقب کو جو اس روایت سے ثابت ہوتے ہین دیکھو حضرت کا مرتبہ
کیسا عالی ہے آپکے اختیارات کس قدر وسیع ہین آپکی قوت و شوکت کس درجہ پر ہے ابر آپکا مطیع
ہوا آپکی لونڈی تمام ملائکہ آپکے چاکر وجنونکی لیے آپ آب حیات سے بہتر اسم اعظم آپکا سکہ انگشتری سلیمان
آپکے ہاتھہ مین انبیا آپکے والہ و شیدا انبیا ونکی آپ عقدہ کشا رعد کی کڑک آپکی زبان مین بجلی
کی چمک دہان مین ۔ ہر چیز آپکو معلوم تمام عالم آپکی نگہبانی مین یاجوج و ماجوج آپ کے
قبضہ اقتدار مین ۔ کفار فجار کو ایک لمحہ مین خاک سیاہ کردین ۔ ذوالفقار آپکی اہل نفاق و کفر کو
ایک دم مین تباہ کردے ۔ قوم عاد کو جو قوت و شجاعت مین لاثانی تہے ایک دم مین نیست
و نابود کردیا ۔ پس ایسے شخص کی نسبت یہہ کہنا کہ اونہون نے چند منافقین سے ڈر کر یہانتک تقیہ کیا
کردین ہی تباہ ہوگیا ۔ اور وہ اونکی بیٹی ہی چہین لیگئی اور اونکی زوجہ کو یہانتک مارا کہ حمل ہی
ساقط ہوا اور وہ اوسمین رحلت کر گئی بلکہ خود اونکی موافق مسائل خلاف حق بیان کرنے لگا۔
اور لوگونکو اونکی گمراہی پر اور معین اور مددگار ہوگیا اور صدہا اسی قسم کے باتین جو کہنے مین نعوذ باللہ
من تلک الکفریات ۔ امیر خسرو کے اہل بلکہ مجنونون اور دیوانونکی بڑ سے زیادہ وقعت نہین رکہتے
اور یہہ کہنا کہ خداوند تعالے نے بمقابلہ چندی اوباش منافقین کے وصیت کی تہی کہ ہرگز ہرگز ان
لوگونکی سامنے سانس ہی نہ نکالیو ۔ چونتک نکیجو ۔ جو کچہہ چاہین کرین صبر و سکوت کے جبل المتین کو
ہاتھہ سے نہ دیجو ۔ خداتعالے کی خدائی پر تشنیع بلکہ خوف کا دہبہ لگانا ہے کہ ان لوگونسے شیعیان
پاک کا خدا بہی ڈرتا تہا نعوذ باللہ من ذلک ۔ اسقدر گذارش سے عقلا پر ہماری استدلال و
ثبوت مدعا کی کیفیت کہل چکی ہے اور نقل روایت طویلہ مین ہمارا وقت گرانمایہ بہت صرف
ہوچکا ہے اسلیے اس روایت کے نسبت ہم اس سے زیادہ نہین لکہہ سکتے مگر اتنا بہی واضح
رہے کہ حسب تصریح صاحب ارغام یہہ روایت جیسا عالم محقق فاضل مدقق اردستانی نے

اپنی کتاب امامت میں بیان کی ہے اور اوسکی معتبر ہونے کا اقرار کیا ہے - صاحب
شیخ محقق اور مولف معجزات مرتضوی نے بھی نقل کیا ہے (تیسری روایت) صاحب آیات
بینات نے کشف الغمہ سے نقل کی ہے - روایت ست از محمد بن خالد ضبی کہ روزی عمر
بن الخطاب در اثنائے خطبہ از حاضران سوال کرد کہ اگر من خواہم کہ شمارا از معلومات دینیہ و معتقدات یقینیہ
و احکام شریعت محمدیہ صرف نمائیم و گوئیم کہ از معتقدات برگردید و رجوع نمائید بقواعد کہ در زمان
جاہلیت بود شما با من چہ خواہید کرد آیا تابع من در آن خواہید شد یا مخالف من مردمان ہمہ خاموش
شدند و ہیچکس جواب نگفت عمر دیگر بار ہمین سخن را اعادہ کرد از ہیچکس جوابے نشنید پس دیگر بار ہمین
معاملہ اعادہ کرد شاہ ولایت فرمود کہ ہرگاہ از تو این حالت مشاہدہ گردد و ترا از دین مصطفی منحرف
یابیم تائب دیگر طلب کنیم و اگر توبہ کنی توبہ ترا قبول کنیم و اگر نکنی ترا گردن بزنیم عمر چون این
سخن از شاہ اولیا شنید گفت در دین ما مردان ہستند کہ اگر منحرف شویم مارا بطریق مستقیم مقیم
و ثابت دارند - انتہے بلفظہ اس روایت کے مضمون کو پڑھکر سوچیں کہ جب جناب امیر خلفا
کے ساتھ یہانتک صاف گوئی فرماتے تھے اور اونکی زبانی یا توبیہ اونکی قتل کے مستعدی ظاہر فرماتے
تھے تو اگر معاذ اللہ وہ دین کی تخریب کرتے بنات کو غصب کرتے تو آپ کیون چپکی بیٹھی رہتے
(چوتھی روایت) صاحب آیات بینات نے حیات القلوب ملا باقر مجلسی سے ملخصاً و مختصراً
نقل کی ہے علی بن ابراہیم از پدر خود بسند معتبر روایت کردہ ست کہ گفت روزی با عمر بن خطاب براہی میرفتم
ناگاہ نعرہ ای در راہ یافتم و صدای از سینہ او شنیدہ شد مانند کسی کہ از ترس بیہوش شود گفتم چہ میشود
ترا ای عمر گفت مگر نمی بینی شیر بیشہ شجاعت را و معدن کرم و فتوت را و کشندہ طاغیان و باغیان
و زنندہ شمشیر را و مسلمان صاحب تدبیر را چون نظر کردم دیدم علی بن ابی طالب را دیدم
(الی قولہ) تا این ساعت لرزش او از دل من بدر نرفتہ ست ہرگاہ او را می بینم چنین
ہراسان میشوم - اس روایت کو ملاحظہ کیجیے جب جناب عمر کی جناب امیر کو دیکھکر یہ حالت
ہوتی تھی کہ شدت خوف و ہیبت سے حواس باختہ ہو جاتے تھے لرزہ ہونے لگتا تھا

تو کیونکر قیاس مین آسکتا ہے کہ معاذ اللہ ایسا بزدل ایسے شیر بیشہ شجاعت کی دختر نیک اختر کو غضب کر لیجاوے اور وہ چپ ہور ہے او چون وچرا نکرے (پانچوین روایت) قطب راوندی نے خرایج و جرائح مین روایت کی ہے ۔ منہا ما روی عن سلمان الفارسیؓ قال ان علیاً بلغہ عن عمر ذکر شیعتہ فاستقبلہ فی بعض طرق بساتین المدینہ وفی ید علی قوس فقال یا عمر بلغنی عنک ذکر شیعتی فقال اربع علی ضلعک فقال انک لھاھنا ثم رمی بالقوس علی الارض فاذا ھو ثعبان کالبعیر فاغرا فاہ وقد اقبل نحو عمر لیبتلعہ فصاح عمر اللہ اللہ یا ابا الحسن لا عدت بعدھا فی شیٔ وجعل یتضرع الیہ فضرب بیدہ الی الثعبان فعادت القوس کما کانت فمضی عمر الی بیتہ مرعوبا قال سلمان فلما کان اللیل دعانی علیؑ فقال سر الی عمر فانہ حمل الیہ من ناحیۃ المشرق مال ولم یعلم بہ احد وقد عزم ان یحتبسہ فقل لہ یقول لک علی اخرج ما حمل الیک من المشرق ففرقہ علی من ھو لھم ولا تحبسہ فافضحک قال سلمان فمضیت الیہ وادیت الیہ الرسالۃ فقال اخبرنی امر صاحبک من این علم بہ فقلت وھل یخفی علیہ مثل ھذا او قال یا سلمان اقبل منی ما اقول لک ما علی الا ساحر والی المشفق منہ والصواب ان تفارقہ وتصیر فی جملتنا فقلت بئس ما قلت لکن علی ورث من اسرار النبوۃ ما قد رأیت منہ وعندہ

ے معجزہ معجزات جناب امیر کے ہے جو سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ جناب علی کو خبر پہنچی کہ عمر آپکے شیعہ کا ذکر کرتا ہے پھر کہ یا آپ نے بعض ستونین عمر کے سامنے آگیا اور علی کے ہاتھ میں کمان تھی فرمایا ای عمر میری شیعہ کے تذکرہ کی کیفیت مجکو خبر ہوئی ہے اوس نے کہا ذرا اپنی کجی پر نرمی کر علی نے فرمایا (ہان) تو یہان ہے اور اپنی کمان کو زمین پر پھینکا یا اچانک وہ ایک اژدہا ہو گئی اپنا موہنہ کہولکر عمر کی طرف اوسکو نگلنے کے واسطے متوجہ ہوئی عمر چلایا یا ای ثنا ای ابا الحسن مین پہر کبھی کسی امر مین ایسا نکرونگا اور عاجزی کرنے لگا آپنے اژدہا پر ہاتھ مارا تو وہ جیسی پہلے کمان تھا ویسا ہی ہو گیا عمر اپنی گہر خوف زدہ چلا گیا سلمان نے کہا جب رات ہوئی امیر المومنینؑ نے مجکو بلا کر فرمایا کہ عمر کے پاس جا مشرق کی طرف سے اوسکے پاس مال آیا ہے اور کسیکو اوسکی خبر نہین اور اوسکا قصد ہے کہ وہ مال روک رکہے پس اوسکو کہہ کہ علی تجہکو کہتا ہے کہ جو مال مشرق کیطرف سے تیرے پاس آیا ہے اوسکو نکال اور مستحقون پر بانٹ دی اور روک مت (ورنہ) مین تجکو فضیحت کرونگا ۔ سلمان کہتا ہے مین اوسکی پاس گیا اور پیام پہنچایا عمر نے کہا کہ مجکو اپنے یار کے امر کی خبر دے کہ اوسنے اسکو کہا نسے جانا مینے کہا کیا اوس سے ایسی باتین مخفی رہ سکتی ہین ۔ پہر کہا ۔ ای سلمان جو مین تجسے کہتا ہون مان لے علی صرف جادوگر ہے اور مین اوس سے ڈرتا ہوا اور بہتر یہہ ہے کہ تو بہی اوس سے جدا ہو جائے اور ہم مین شمار کیا جاوے مین نے کہا تو نے برا کہا لیکن علی نبوت کے اسرار کا وارث ہے جو تو دیکہہ چکا ہے اور اوسکی پاس ۔ ۱۲ ۔

اکثر[۱] مما رایت منہ قال ارجع الیہ فقل لہ السمع والطاعۃ لامرک فرجعت الی علی فقال احدثک ماجری بینکما فعلت انت اعلم بہ منی فتکلم بکل ما جری بیننا ثم قال رعب الثعبان فی قلبہ الی ان یموت انتہی بلفظہ ہمارے فاضل مخاطب اس روایت کو خرائج وجرائح اپنے قطب الاقطاب کے صفحہ نمبر ۲۰ و ۲۱ پر بغور ملاحظہ فرما کر فرماوین کہ مدلول اس حدیث کا پہلے واقع ہوا ہے یا مدلول حدیث شریف اول فرج غصبت کا اگر یہہ قصہ اژدہا پہلے واقع ہوا ہے تو پھر سے کیا کسی عاقل کے سمجھہ مین نہین آتا کہ جو شخص کسی کے شیعیان پاک کا بے ادبی سے نام لینے پر ایسا بڑا معجزہ دیکھہ چکا ہو۔ اور مرنے تک اوسکے دلمین دہشت باقی ہو اور شیعونکی اسقدر حمایت اور اعانت دیکھہ چکا ہو۔ بیٹی کے غصب کا تو کیا ذکر وہ لونڈی کا بھی نام لے سکے اور اگر بفرض محال نام لے بھی تو اوسوقت بھی ایک معجزہ دکھا کر اوسکو ڈرا سکتے تھے اور اگر غصب فرج پہلے ہوا تھا تو کیا جو شیعون کے نام لینے پر کیا وہ غصب دختر پر نہین کیا جا سکتا تھا کیا غصب دختر شیعونکی صرف نام لینے سے بھی کم درجہ ہے ای حضرات تمکو تمہاری تشیع کی قسم ہے ذرا تو اپنی دین وایمان اور عقل و انصاف سے فرماؤ ہمارے نزدیک تو آپ صاحب بدون اپنی مذہب کے اس سے بہتر دوسری کوئی توجیہہ نہین فرما سکتے کہ جناب امیر جو عالم ما کان وما یکون تھے آپکو ام کلثوم کے طینت سے معلوم ہو گیا تھا کہ ام کلثوم زمرہ نواصب مین سے ہے کہ بعد مین معتقد صحت خلافت عمر ہو جاویگی اور اولہٰذا آپنے بحکم الخبیثات للخبیثین اوسکو بخوشی و رضا عمر کو دیدیا ع کند ہمجنس با ہمجنس پرواز ای حضرات مدعیان ولا و تمسک جہان تم صدہا سادات حسنیہ و حسینیہ کو کافر و فاسق و ناصبی کہتے ہو اگر ایک بیچاری ام کلثوم کو جو آیت تطہیر مین بھی داخل نہین ہے بلکہ اوسکا صحابیہ ہونا زیادہ باعث بدگوئی ہے برا بھلا کہدو گے تو مین یقیناً کہہ سکتا ہون کہ تمہاری اصول مذہب کے بھی خلاف نہوگا

---

[۱] جو تونے دیکھا ہے اس سے بھی زیادہ ہے اوسنے کہا تو اوسکے پاس واپس جا اور کہہ کہ تیرے حکم کا مین مطیع ہون پھر مین علی کے پاس آیا اوسنے کہا جو تمہاری باہم باتین ہوئین مین تجھسے بیان کرون مین نے کہا کہ آپ اونکو مجھسے زیادہ جانتے ہین پھر ساری سب باتین بتلا دی پھر فرمایا کہ مرنے تک اژدہا کی دہشت اوسکے دلمین رہیگی ۱۲

۱۱ ـــ ۲ ۲

بلکہ پورا مطابق ہوگا اور اہلسنت کے بہی کسیقدر اس طعن سے زبان بندی ہو جائیگی (چھٹی روایت)
صاحب آیات بینات نے کتاب عماد الاسلام جناب قبلہ وکعبہ شیعیان مولوی دلدار علی سے نقل کی ہے
چنانچہ جسقدر الفاظ کا ترجمہ کیا ہے اوسکو ہم ملخصًا لکھکر اصل عبارت بتمامہا نقل کرتے ہین کتب
امامیہ مین لکہا ہوا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے بحکم الٰہی اپنی اور علی کے دروازہ کے سواسب
دروازہ مسجد سے بند کرنے کا حکم دیا - حضرت عباس کی درخواست دروازہ کے نسبت تو نامنظور ہوئی
مگر پرنالہ کی درخواست منظور ہوئی اور خود حضرت نے پرنالہ لگا دیا عمر فاروقؓ کے عہد خلافت مین تین سال تک
جاری رہا ایک روز اوسکا پانی عمر کے کپڑون پر گرا اونہون نے اوسکو اکہڑوا دیا اور حکم دیا - کہ اگر
کوئی اسکو لگائیگا تو اوسکی گردن مارونگا - حضرت عباس نے حضرت علی کے پاس جاکر شکایت کی اور
اپنی مصیبت سنائی اونہون نے فرمایا کہ تم اپنے گہر مین آرام سے بیٹھو دیکھو مین کیا کرتا ہون
ثم نادیٰ[۱] یا قنبر علی بذی الفقار فتقلدہ ثم خرج الی المسجد والناس حولہ وقال
یا قنبر اصعد ورد المیزاب الی مکانہ فصعد قنبر فردہ الی موضعہ قال علی و
حق صاحب ہذا القبر والمنبر لئن قلعہ قالع لاضربن عنقہ وعنق الآمر لہ بذلک
ولاصلبنہما فی الشمس حتے یتقدوا فبلغ ذلک عمر بن الخطاب فنہض ودخل
المسجد ونظر الی المیزاب وہو فی موضعہ فقال لا یغضب احد ابا الحسن فیما
فعلہ ونکفر عنہ عن الیمین فلما کان من الغد لقی علی بن ابیطالب الی عمہ العباس فقال لہ
کیف اصبحت یا عم قال بافضل النعم مادمت لی یا ابن اخی فقال لہ یا عم طب نفسک
وقر عینا فواللہ لو خاصمنی اہل الارض فی المیزاب لخصمتہم ثم لقتلتہم بحول اللہ وقوتہ

---

۱ - پہر قنبر کو پکارا کہ ذو الفقار لے آ اوسکو حمائل کیا پہر جانب مسجد چلا اور لوگ آپکے گرد اگرد تہے اور کہا ای قنبر چڑہ اور پرنالا اپنی جگہ پر لگا قنبر چڑہ گیا
اور اوسکو اوسکی جگہ دیا - علی نے کہا اس قبر اور منبر والی کے حق کی قسم اگر کسی نے اسکو اوکہاڑا تو مین اسکی اور اوسکی حکم کرنے والے کی گردن ماردونگا
اور اونکو دہوپ مین سولی چڑہاؤنگا یہانتک کہ تمام ہوجائین یہہ خبر عمر بن خطاب کو پہنچی تو اوٹہا اور مسجد مین آیا اور پرنالا کو اوسکی جگہ دیکہا کہا کہ کوئی شخص
علی کو اوسکے کام مین غصہ نہ دلاوے اور ہم اپنی قسم کا کفارہ دیدینگے دوسرے دن فجر کو علی اپنی چچا عباس کے پاس گئے - اور پوچہا اے چچا کیا حال ہے - کہا
بہتیجے جبتک تو میرا ہی عمدہ گذرتی ہے فرمایا اے چچا خوش رہو اور ٹہنڈی آنکہین رکہہ خدا کی قسم اگر پرنالہ کے معاملہ مین تمام زمین والے مجہسے

ولا يبالك ضيم ولا غم فقام العباس فقبل بين عينيه وقال يا ابن اخي ما خاب من
انت ناصره فكان هذا فعل عمر بالعباس عم رسول الله وقد قال في غير موطن وصية
منه في عمه ان عمي العباس بقية الآباء والاجداد فاحفظوني فيه كل في كنفي وانا في
كنف عمي العباس فمن اذاه فقد اذاني ومن عاداه فقد عاداني فسلمه
سلمي وحربه حربي وقد اذاه عمر في ثلث مواطن ظاهرة غير خفية منها قصة
الميزاب ولولا خوفه من علي عليه السلام لم يتركه على حاله انتهى - خدا کے لیے
اس روایت کو ذرا انصاف وفہم کو مستعار ہی لیکر ملاحظہ فرماوین اور جناب امیر کی کیفیت صبرو
سکوت وعجز وبیچارگی و درماندگی کو اس روایت کی عینک مین دیکھیں اور خیال کرین کہ خدا تعالی
کی وصیت کی بجا آوری اوسکے بندگان مقربین معصوم ایسی طرح ہی کرتے ہین - جیسا کہ جناب
امیر نے فرمائی - کیا جناب سرور کائنات کے حکم کی تعمیل یون ہی ہوتی ہے - جسکا حضرت
امیر پر اونکے اہل تشیع اتہام لگاتے ہین - افسوس - کوئی شخص ان حضرات انصاف وعقل کے
دوستون سے پوچھے کہ کیا امامت کا چھین جانا بنات کا غصب ہونا حضرت عباس کے پرنالہ کے
برابر ہی تھا - جو باجماع جمہور طائفہ ناقص الایمان ہین - حالانکہ قاضی صاحب شوستری شرم وحیا کو
بالائی طاق رکھکر فرماتے ہین کہ امامت کا چھین جانا ہزار فروج کے غصب سے ہی زیادہ ہی تو
موافق آپکے قاضی صاحب کے فیصلہ کے پرنالہ عباس کا معاملہ ہزارہا فروج کے غصب سے بھی بڑھکر
ہوگیا کیونکہ امامت سے بڑھکر ہوا - وہل ہذا الا سفسطۃ صراح - پس جب جناب امیر نے ایسی ذرا ذرا

لے اور جسکو ذرا ظلم اور غصہ نہ پہنچے گا عباس وہ تھا اور آپکی پیشانی چومی اور کہا اے بھتیجے جسکا تو مددگار ہوگا وہ خسارہ
مین نہین ہے تو عباس عم رسول اللہ کے ساتھ عمر کا یہ فعل تھا - اور اپنے چچا کے باہین اپنی وصیت کے بہت مواقع مین فرمایا
کہ میرا چچا عباس آبا واجداد کا بقیہ ہے اوسکے باہین میری رعایت کرو ہر ایک میری حمایت مین ہے اور مین اپنے چچا عباس کی حمایت
مین ہین جسنے اوسکو ایذا دی اوسنے مجھکو ایذا پہنچائی اور جسنے اوس سے عداوت کی اوسنے مجھ سے دشمنی کی اوسکی صلح میری صلح ہے اور اوسکی
لڑائی میری لڑائی ہے اور اوسکو عمر نے تین مواقع مین ظاہر غیر مخفی ایذا پہنچائی منجملہ اونکے پرنالہ کا معاملہ تھا اگر اوسکو
علی کا خوف نہوتا تو پرنالہ کو اوسکی حالت پر نہ چھوڑتا ۱۲ -

معاملہ مین ہنگامہ قتل وقتال سے بہی فریغ نکیا ہو تو غصب بنات کے معاملہ مین۔ بروی عقل صاف کیونکر باور کیا جا سکتا ہے کہ آپنے صبر وسکوت فرمایا ہوگا۔ عجب یہہ ہے کہ غصب بنات بہی کرین توکون اور عاجز وبیچارہ بہی ہون توکس کے مقابلہ مین جو جناب امیر سے ایسا ڈرتے ہین کہ آپکے زبانی تہدید اور ظاہر دہمکی سے ڈر جاتے تہے اور اپنی ارادہ سے باز رہتے تہے ایسی لوگ حضرت امیر سے خلافت غصب کرین یا بنات چہنین مگر ہان شاید خدا تعالے نے یہہ فرمایا ہوگا کہ ناموس امامت وبنات کے غصب پہ بولنا اور منبر وغیرہ کے معاملہ مین اپنے قوت وشجاعت کے جوہر دکہلانا۔ اور بسبب کسی حکمت مخفیہ کی خداکے نزدیک نسبت غصب خلافت وغصب بنات سے پرنالہ کا اوکہاڑنا اقبح ہوگا جسکے ادراک سے ہماری عقول قاصر ہین نعوذ باللہ من ذلک توان دلایل واضحہ سے واضح ہوا کہ جبر واکراہ کا دعوی بالکل لغو اور سراسر باطل ہے نہ تقیہ کی طرف د وصیت تہی کہ دین کی بربادی اور اہلبیت کی اہانت وتذلیل جسکے چپکے دیکہنا اور سرنہ ہلانا نہ آپ بیچارہ اور بے یار وانصار تہی نہ آپ کو یار وانصار کی ضرورت تہی والحمد للہ علی ذلک لیکن جسقدر ماسبق مین اس نکاح کی نسبت گذارش ہوا ہے وہ علی سبیل التنزل والتسلیم تہا ورنہ نے بحقیقت بندہ نے جو کچہہ عرض کیا تہا اوس سے نکاح ہرگز مراد نہ تہا۔ کیونکہ بندہ نے الزاماً یہہ عرض کیا تہا) کیا تمسک کے یہی معنی ہین کہ نعوذ باللہ توبہ توبہ آل رسول کی بنات کو بلکہ اونکی شرمگاہ ہونکو مغصوب علاوہ بہرادی اسس عبارت سے صریح ظاہر ہے کہ بندہ نے غصب کا الزام لگایا ہے پس اسپہ یہہ کہنا کہ مراد غصب سے نکاح ہے سراسر تحریف ہی۔ ثبوت غصب تو روایت کلینی وغیرہ سے واضح ہے۔ بلکہ بعبارت النص ثابت ہی وہ روایت کرتے ہین۔ ہی اول فرج غصبت منا۔ پہر اوسکو نکاح پر محمول کرنا بوجوہ باطل ہے اول تو یہہ کہ لفظ غصب فرج سے نکاح خلاف رضا مراد لینا اعراض عن الحقیقۃ وصیرورت الی المجاز ہی جو بلا تعذر حقیقت جائز نہین اور اسجگہ حقیقت متعذرہ نہین ہے بلکہ قرائن داعی الی الحقیقت ہین غصب ایسی شخص کیطرف منسوب ہے جس نے پہلے اس سے وہ کام کیے جو اس سے بدرجہا زیادہ تہے کیونکہ سرگروہ دشمنان اہلبیت تہا۔ اوسنے بعد

وفات سرور کائنات صلعم کے دو معصومونکو قتل کیا مہبط وحی خانۂ اہلبیت کو جلایا اہلبیت کے ذلت واہانت
مین کوئی دقیقہ نچھوڑا۔ جسکی یہہ حالت ہو اور اوسکی طرف غصب بنات روایات مین منسوب ہو تو عقل
سلیم کیطرف ہرگز یہہ متطرق نہین ہوتا کہ اوسنے بجبر نکاح کیا ہوگا۔ جب وہ ایسا خلیع العذار ہی کہ جسنے پہلے
ایسی ناشائستہ حرکات کئی ہون اوسکو کیا ضرورت ہی کہ وہ نکاح کے جھگڑے کو خریدے نکاح کی نسبت
بدون نکاح کے غصب مین تذلیل اہلبیت زیادہ متصور ہی پس اوسنے ظاہراً اصول شیعہ پر وہی کیا ہوگا
جو باعث تذلیل اہلبیت زیادہ ہو تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ غصب اپنے معنی حقیقی پر ہی محمول ہے
دوسری یہہ کہ اگر تسلیم کیا جاوے کہ مراد غصب سے نکاح بلا رضا ہے۔ تاہم مفید مدعا نہین کیونکہ حسب
تصریح فقہای قوم نکاح مومنہ کا دشمن اہلبیت سے قطعاً حرام بلکہ اشد محرم ہے پس جبکہ اونکے مومنہ کا نکاح
اونکے دشمن اہلبیت کے ساتھہ حرام ہو تو جگر گوشہ بتول کا نکاح سر آمد دشمنان اہلبیت اور سر دفتر منافقین
علی مزعوم شیعہ کے ساتھہ کیونکر جائز ہوگا۔ پس جب یہہ نکاح جائز نہوا اور حرام ہوا تو غصب اور نکاح مین
صرف تنازع لفظی ہی رہگیا۔ اور اگر تقیہ اور جبر واکراہ کا عذر فرماوین تو وہ عنقریب ایسا زیر و زبر ہوچکا ہے
کہ اوسکی اصلاح ناصح محب سے بعد رجعت بھی محال ہے ولن یصلح العطار ما افسد الدهر تیسری
صاحب نزہہ نے اپنی دانشمندی سے تحریر فرمایا ہے۔ کہ نکاحیکہ بغیر طیب خاطر باشد اصلا مستلزم زنا نیست
چہ تجویز تزویج در مقام ضرورت و اضطرار از باب رخصت ست چنانچہ تجویز تناول میتہ در حال مخمصہ و اضطرار
قائلین تقیہ میگویند کہ شارع فعلی را کہ بطریق تقیہ واقع شود قائم مقام مامور بہ قرار داد۔ پس بجا آوردن
آن امتثال امر الٰہی ست و این معنی مقتضی اجر ست پس وقوع زنا لازم نیاید چنانچہ ہرگاہ جابری
شخصی را در طلاق دادن زوجہ اش اجبار نماید در عرف میگویند غصبت زوجتہ۔ حضرت کشمیری
صاحب نے جبر واکراہ و ضرورت و اضطرار کی نسبت جو کچھہ تحریر فرمایا اوسکا قلع و قمع واجبی ہم کرچکے
ہین لیکن حضرت کشمیری اور اونکے مقلدین سے اسقدر استفسار باقی ہے کہ کیون حضرت جب
جبر واکراہ و ضرورت و اضطرار کی ٹھہری اور مثل میتہ اور لحم خنزیر کی حالت مخمصہ مین ہوئی۔ تو جو کچھہ
بجبر واقع ہوگا وہ مباح ہوگا اور جو کچھہ از راہ اکراہ و اجبار واقع ہوگا وہ عین امتثال حکم خداوندی ہوگا

تو پہر چاہیے لفظ غصب کو اوسکی معنے حقیقی سے پہیر کر معنی مجازی پر محمول نکرین بلکہ معنی حقیقی پہ
محمول کرنے سی اور زیادہ غاصب کی برائی پہ دال ہوگا اور اہلبیت نبوت پر کسی قسم کا الزام لازم
نہوگا کیونکہ دونو صور تومین اہلبیت سی توجو کچہہ ہوا وہ بحالت مخمصہ تقیہ کے پردہ مین ہوا جو امتثال
امر خداوندی ہے خواہ نکاح بلا رضا ہوا ہو تو او غصب ہوا تو لیکن غاصب کے حق مین اگر نکاح بجبر تسلیم
کیا جاوی تو ایک معصیت اکراہ کی ہی ہوگی وبس ۔ کیونکہ بعد نکاح تحقق زنا مفقود ہے ۔ اور اگر غصب
اپنے معنی پر محمول ہوگا تو بحق غاصب ایک برائی فعل غصب کے ہوگی اور دوسری زنا کی کہ اوسکے
حق مین لامحالہ یہہ زنا ہوگا ۔ معلوم نہین کہ اس لفظ کو اوسکی معنے حقیقی سے کیون پہیرتے مین
اور معنی مجازی پر بلا ضرورت داعیہ اور بدون قرینہ کیون محمول کرتے ہین ۔ واجب ہی کہ اس
لفظ کو اوسکی معنے حقیقی سے مصروف نکرین اور معنے مجازی کا ارتکاب نفرماوین ۔ رہا یہہ کہ آپکے
حضرت کشمیری صاحب جو یہہ نظیر پیش فرماتے ہین کہ اگر کوئی جابر بجبر و اکراہ کسی کی زوجہ کو
اوس سی طلاق دلوائی تو عرف مین کہتے ہین غصبت زوجتہ محض غلط ہی کیونکہ اول تو اہل
عرف مین ہی کلام ہی جبتک کسی دلیل سے ثابت نکیا جاوی بعد اوسکی یہہ نظیر اپنی ممثل لہ کی ہی
مطابق نہین اور نہ اسکا غصب ہونا ممثل لہ کے غصب ہونے کو مستلزم ہے کیونکہ طلاق باکراہ
دلوانا گویا ایک شخص کے مملوک شی کو اوسکی قبض و تصرف سی بلا جواز شرعی بجبر نکالنا ہے ۔ جسپر
غصب صادق آتا ہے اور ما نحن فیہ مین یہہ معنے مفقود ہین کیونکہ نکاح بالجبر کی صورت مین
کسیکی مملوک و متصرف کو اوسکی قبضہ سی نہین نکالا تو نکاح بالجبر کی مماثل نہوا ۔ اچھا ہمنے مانا کہ
یہہ دونو برابر ہسمی لیکن پہر یہہ دعوی آپکی حضرت کشمیری کا غلط ہے کیونکہ اس عبارت سے
نکاح اوسوقت مستفاد ہوسکتا ہے جبکہ غصب کی نسبت نفس عورت کیطرف جاوے اور
جب اوسکی نسبت عورت کی فرج کیطرف کرکے زیادہ تشنیع و تقبیح کیجاوی تو اوسوقت تاویل نکاح
بالجبر کے مسلم نہین بلکہ اوسوقت بسبب اسکی غصب کا فرج پہ وقوع بیان کرکے غایت درجہ
قبح و شناعت مین پوہنچایا گیا ہی غصب حقیقی ہی مراد ہوگا تو اس سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ اس سی ہرگز مراد نکاح بالجبر نہین

بلکہ غضب حقیقی مراد ہے ۔ مگر حضرت کشمیری صاحب نے اپنی خوش فہمی سے اس قید کو نہین سمجہا یا تجاہل فرمایا ہو ۔ غرض بہرکیف غضب خواہ حقیقی معنے پر محمول ہو یا مجازی معنے پر وقوع حرام مین اصول شیعہ پر کچہہ کلام نہین ہر طرح حرام ہونا حضرات کا پیچہا نہین چہوڑتا ۔ **قولہ** بالفرض اگر ام کلثوم بنت زہرا ہی کا نکاح ہوا تب بہی کیا قباحت لازم آتی ہی یہہ ظاہر ہے کہ یہہ نکاح بخوشی نہین ہوا ۔ **اقول** جب فریقین کے کتب معتبرہ اور روایات معتمدہ سے ثابت ہے کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہی ہوا ہے تو بالفرض کے کیا معنی یہہ امر فرضی تو نہین ہے یہہ تو واقعی اور تحقیقی ہی پہر لفظ بالفرض کہنا محض دہوکہ دہی ہے ۔ اور جب آپنی اس نکاح کو تسلیم کرلیا تو قباحت یہہ لازم آتی ہے کہ تمام اصول و فروع شیعہ برباد ہوئی جاتے ہین کیونکہ حسب روایات شیعہ جناب امیر المجاہد مضطر نہین ہوسکتی تہی تو لامحالہ یہہ نکاح بخوشی ہوا اور اس سے جیسی کچہہ صاعقہ شرربار خرمن مذہب امامیہ پر واقع ہوتی ہے کسی ذی خرد پر مخفی نہین کیونکہ اگر حضرت فاروق اسکے لیے اہل اور لائق تہے تو بہی مذہب تشیع کی خرابی اور اگر لائق نہین تہے تاہم مذہب تشیع کی بربادی اور اگر بایں ہمہ پہر بہی بناخوشی و ناراضی یہہ نکاح واقع ہوا تاہم مذہب تشیع کی تباہی پس ہماری فاضل مجیب کا یہہ کہنا تب بہی کیا قباحت لازم آتی نا واقفی یا تجاہل سے ناشی ہے ورنہ جب بروایات شیعہ نکاح صحیح ہوا تو یہہ کہنا کہ کیا قباحت لازم آتی سراسر لغو ہی ہے **قولہ** چنانچہ شرح صحیح بخاری مین لکہا ہے [illegible]

اقول ہم سابقًا عرض کرچکے ہین کہ آپکے قاضی صاحب شوستری نے اس روایت کو ابن حجر [illegible] نسبت کیا ہے جو ابن حجر مکی ہے اور آپکے کشمیری صاحب نے [illegible] مین اس روایت کو [illegible] طرف منسوب کیا ہے تو بظاہر ہماری فاضل مجیب کی خوش فہمی معلوم ہوتی ہے [illegible] سے لیتے ہین یہہ سمجہکر کہ ابن حجر مطلق لکہا ہے تو عسقلانی ہی مراد ہوگا و شرح [illegible] ہوگا فتح الباری کی طرف کذبًا و افتراءً نسبت فرما دیا حالانکہ وقت اطلاق کے [illegible] فتح الباری کی طرف ممنوع بلکہ متبادر مطلق ابن حجر کی ایسی امر کے ذکر کرنے [illegible] صحابہ ہو کتاب اصابہ ہے اور اس مین یہہ روایات بطرق متنوعہ موجود ہین

لیکن اس روایت کا کہین نشان بہی نہین بلکہ اسکی مخالف ثابت ہوتا ہے ۔ اور اگر بالفرض یہہ روایت فتح الباری مین ہو بہی تو آپکے قاضی صاحب کا ابن حجر متاخر یعنے مکی کیطرف نسبت کرنا کذب وغلط ہوگا قطع نظر اس سے کہ قاضی صاحب نے فقط متاخر لکہا ہے اور قرینہ بہی دال ہے کہ مراد ابن حجر سے ابن حجر مکی ہے وہ یہہ کہ قاضی صاحب بعد نقل روایت کے فرماتے ہین جسکا حاصل یہہ ہے کہ بعد اس روایت کے ابن حجر نے عمر کے ضم وتقبیل کیطرف سے جو عقد وتحلیل سے پہلے واقع ہوئی یہہ عذر کیا ہے کہ ام کلثوم بسبب صغر سنی اُسکے اسدرجہ کو نہین پونہچی تہی کہ مشتہاة ہو کہ اوسکی ضم وتقبیل حرام ہو اور اگر وہ صغیرہ نہوتی تو حضرت علی اوسکو کیون بہیجتے ۔ اور یہہ عبارت صواعق ابن حجر مکی مین مذکور ہے [١] وتقبیلہ وضمہ لہا علی جہة الاکرام لانہا لصغرہا لم تبلغ حدا تشتہی حتی یحرم ولولا صغرہا لما بعث بہا ابوہا کذلک ۔ مگر اس روایت کا جسکا قاضی صاحب دعوی فرماتے ہیں وہان کہین پتا ونشان نہین پس معلوم ہوتا ہے کہ یہہ قاضی صاحب کی اوسی غلطی یا مغالطہ کی تصیب وتقلید ہوتے چلے آئے ہے مگر ہماری فاضل مخاطب نے اوسپر یہہ اور طرہ لگایا کہ فتح الباری شرح صحیح بخاری کی طرف نسبت کردیا جو ابن حجر عسقلانی کی ہے پہر اگر بالفرض یہہ روایت کسی ابن حجر نے اپنی کسی کتاب مین نقل کی ہو تاہم جب معارض روایات جمہور محدثین کے ہے قابل اعتبار کے نہین ہو سکتی اور اگر اعتبار بہی تسلیم کرلین تو فاضل مجیب کا یہہ ارشاد کہ بآواز بلند پکار رہی ہے غیر مسلم ہے بلکہ بقاعدہ الحدیث یفسر بعضہ بعضا بانضمام دیگر روایات اس روایت مین الحاح کے یہہ معنے ہونگے کہ کثرت الحاح وسالت اور نہایت تردد ومراجعت فرمائے اور ظاہر ہے کہ یہہ معنے عین مناقض دعوے سامی ہے اب لیجیے جو روایات کہ ان معنے پر دال ہین صواعق محرقہ کے باب حادی عشر مین مروی ہین [٢] وفی روایة ان عمر صعد المنبر فقال ایہا الناس انہ واللہ ما حملنی علی الالحاح علی علی فی ابنتہ الا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

---

[١] اور اوسکا ضم وتقبیل کرنا تعظیم کے طور پر تہا کیونکہ وہ بسبب اپنی صغر سنی کے حد شہوت کو نہ پونہچی تہی کہ حرام ہوتی اور اگر اوسکی کم سنی نہوتی تو اوسکا باپ اوسکو اسطرح نہ بہیجتا ۔ ١٢ [٢] اور ایک روایت مین ہے کہ عمر منبر پر چڑہے اور کہا اے لوگو واللہ علی پر اوسکی دختر کے معاملہ مین الحاح کرنے پر مجہکو کسی چیز نے برانگیختہ نہین کیا مگر مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ١٢

یقول کل سبب وصہر ینقطع الا سببی وصہری وانما یاتیان یوم القیمۃ فتشفعان
لصاحبہما وفی روایۃ لما اکثر تردده الیہ علی اعتل بصغرہا فقال ما حملنی علی کثرۃ ترددی
الیک الا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کل حسب ونسب وصہر الخ
ان روایات سے کثرت الحاح و مراجعت اور نہایت تردد و مسالت بداہتہً ثابت ہے پس روایت
ما نحن فیہ مین جو لفظ الحاح واقع ہے وہ بہی اسی معنے پر محمول ہوگا علی اصول اہل حق کیونکہ
نہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فاسق وفاجر و ظالم اور غاصب تہے اور نہ جناب امیر رضی اللہ عنہ
مظلوم مقہور وحیران ومغلوب تہے تو لامحالہ مطابق اصول اہل حق کے ان معنی پر حمل کرنا لازم
ہوگا۔ اور فاضل مجیب کا دعوی غلط ہے۔ وہو المطلوب **قولہ** اور غصب کے معنے یہہ ہی
ہین نہ کچہہ اور **اقول** یہہ معنے غصب کے صرف حضرت کا ہی اختراع ہے جبتک آپ کسی
نقل سے اسکو ثابت نہ فرماوینگے اوسوقت تک یہہ دعوے قابل سماعت نہین اور بالفرض تکلف
اگر یہہ معنی ہون بہی تو حصر سراسر غلط ہے جو حضرت کے خوبی فہم سے پیدا ہوا ہے
اگر آپکے نزدیک یہہ صحیح تہا تو کسی دلیل سے تو ثابت فرمایا ہوتا **قولہ** خلیفہ ثانی مسلمان
کلمہ گو تہے احکام اسلام اونپر جاری تہے نکاح شرعی ہوا۔ **اقول** اس جواب کا مطلب یہہ ہے
کہ بوجہ ظاہری اسلام خلیفہ فاروق یہہ نکاح ازروی شرع کے جائز ہوا لیکن معلوم ہوتا ہے
کہ حضرت کو اپنے مسایل فقہیہ تک کے بہی خبر نہین ہے اور خبر کیونکر ہو مناظرہ کی چند کتابین
دیکہکر تو مجتہد بن بیٹہے مسائل فقہیہ کی خبر ہو تو کیونکر ہو۔ اجی جناب میر صاحب یہہ اجتہاد آپنے
غلط فرمایا اور اسمین آپنے خطا کی آپ اپنی کتابونکا ملاحظہ فرماے آپکے یہان صحت نکاح کے
واسطے صرف ظاہری اسلام و کلمہ گوئی ہرگز مفید نہین ہے بلکہ عموماً کتب فقہیہ مین نواصب و

لہ فرماتے ہر واسطہ اور دامادی تعلق قطع ہو جائیگا مگر میرا واسطہ اور دامادی تعلق کہ وہ قیامت مین انکی اور اپنے تعلق والے کے سفارش کرینگی اور ایک روایت مین ہے کہ جب عمر علی کے پاس (اس معاملہ مین) بکثرت آئی گئے آپنے اوسکی صغر سنی کا عذر کیا۔ عمر نے فرمایا۔ کہ مجہکو بکثرت آمدرفت پر بجز اسکے کسی بات نے مجبور نہین کیا کہ مینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تہی کل حسب اور نسب اور دامادی تعلق الخ ۱۲۔

خوارج کے ساتھ مومنہ کا نکاح صراحۃً ناجائز لکھا ہے۔ اسوقت من لا یحضر حاضر ہے اوسمین یہہ
روایت موجود ہے۔ وروی[1] الحسن بن محبوب عن سلیمان الحمار عن ابی عبد اللہ
علیہ السلام قال لا ینبغی للرجل المسلم منکم ان یتزوج الناصبیۃ ولا یزوج
ابنتہ ناصبیا و یطرحہا عندہ وقال مصنف ھذا الکتاب رحمۃ اللہ من نصب
حربا لآل محمد علیہم السلام فلا نصیب لھم فی الاسلام فلذلک حرم نکاحہم
وقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ صنفان من امتی لا نصیب لھم فی الاسلام الناصب
لاھل بیتی الخ اس روایت سے حرمت نکاح نواصب ہی نہین ثابت ہوئی بلکہ اس سے
یہہ بھی ثابت ہوا کہ نواصب کا ظاہری اسلام اور زبانی کلمہ گوئی ہرگز قابل اعتبار نہین اور جو
بعض شیعہ مثل فاضل مخاطب شکنجہ ابحاث مین گرفتار ہوکر ظاہری اسلام کو اعتبار کرتے مین
سراسر غلط ہے نکاح تو ایک طرف رہا نواصب کا توجھوٹا تک بھی نجس ہے من لا یحضر مین ہے
[2] ولا یجوز الوضوء بسور الیہودی والنصرانی وولد الزنا والمشرک وکل من خالف
الاسلام واشد من ذلک سور الناصب استبصار مین ہے وبھذا الاسناد عن
محمد بن یعقوب عن احمد بن ادریس بن محمد بن احمد بن یحیی عن ایوب
بن نوح عن الوشاء عمن ذکرہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام انہ کرہ
سور ولد الزنا والیہودی والنصرانی والمشرک وکل من خالف الاسلام وکان
اشد ذلک عندہ سور الناصب پس جب نواصب کے جھوٹے کا یہہ حال ہے تو اونکا

[1] امام ابی عبد اللہ سے مروی ہے فرمایا ہم مین سے مسلمان شخص کو لائق نہین کہ ناصبیہ کے ساتھ شادی کرے اور اپنی بیٹی کا ناصبی کے ساتھ نکاح کرے اور اسکو اوسکی پاس ڈالدے مصنف کتاب کہتا ہے جو آل محمد علیہ السلام کے ساتھ لڑائی قائم کرے اونکی لیے اسلام مین کچھہ حصہ نہین اسیلیے اونکا نکاح حرام ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا۔ میرے امت مین دو قسم کے لوگ ہین جنکو اسلام مین کچھہ حصہ نہین ایک تو میری اہلبیت کے ساتھ دشمنی رکھنے والا۔ الخ ۔ ۱۲ ۔

[2] یہودی اور نصرانی اور ولد الزنا اور مشرک اور ہر مخالف اسلام کے جھوٹے کے ساتھ وضو جائز نہین ہے اور اس سے بھی سخت تر ناصبی کا جھوٹا ہے امام ابی عبد اللہ سے مروی ہے اونہون نے ولد الزنا اور یہودی اور نصرانی اور مشرک اور ہر مخالف اسلام کے جھوٹے کو مکروہ سمجھا اور سب سے سخت تر آپکے نزدیک ناصبی کا جھوٹا تھا ۔ ۱۲ ۔

نکاح کیسا کچھہ ہوگا - علی الخصوص ایسے شخص کا نکاح جو بزعم شیعہ دشمنان اہلبیت کا سرگروہ
قاتل و معصوم ہو کہ ایسی شخص کو شیعہ نجس العین اعتقاد کرتے ہین اور اوسکی عدم طیب ولادت کا
حکم کرتے ہین چنانچہ خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے معانی الاخبار
صدوق سے عدم طیب ولادت کے نسبت یہہ روایت نقل کی ہے حدثنا علی
بن احمد بن موسی رضی اللہ عنہ قال حدثنا محمد بن ابی عبد اللہ الکوفی عن موسی
بن عمران النخعی عن عمہ الحسین بن یزید النوفلی عن علی بن ابی حمزۃ عن ابی
بصیر قال سالتہ عما روی عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال ان
۱؎ ولد الزنا شر الثلاثۃ قال علیہ السلام عنی بہ انہ شر من تقدمہ و ممن تلاہ
قطعا ناجائز اور حرام ہوگا - اور جب اونے مومنہ کے نکاح کا یہہ حال ہو تو قدوہ مومنات بضعہ
سرور موجودات جگر گوشہ بتول کا نکاح تو دین و ایمان سے دست برداری ہوگی اسیواسطی حسب
تصریح خاتم المتکلمین بعض روایات مین وارد ہوا ہے کہ جو شخص اپنی دختر کا ایسی لوگونکی ساتھہ نکاح کری
وہ دشمن دین و ایمان ہے اور ملت و شریعت کے بیخ کو قطع کرتا ہے اور اگر آپکے نزدیک ظاہری
اسلام اور زبانی کلمہ گوئی اجراء احکام اسلام کیلیے کافی ہے تو پہر آپ ذرا اپنی قبلہ و کعبہ سید محمد
صاحب نشتد المطاعن سے پوچھیے کہ حضرت آپ جو تحفہ کے اس قول کے جواب مین اگر توقف
ابوبکر در استیفاء قصاص مالک بن نویرہ قادح در خلافت او باشد توقف حضرت امیر در استیفاء
قصاص عثمان بطریق اولے قادح باشد" یہہ ارشاد فرماتے ہین - "خلاصہ جواب از طرف
شیعیان آنست کہ عثمان نزد ایشان جائز القتل بود لہذا اخذ قصاص او واجب نباشد"
اسکی کیا معنے ہین جب ظاہری کلمہ گوئی پر احکام اسلام جاری ہین اور اونکا مومنات کی ساتھہ
نکاح صحیح ہے تو پہر آپکا یہہ فرمانا کہ وہ جائز القتل ہین اور اونکا دم ہدر ہی بالکل غلط اور مخالف

۱؎ مین نے اس سے پوچھا اس حدیث سے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے فرمایا ولد الزنا شر الثلثہ حضرت علیہ السلام
فرمایا اس سے مراد یہہ ہے کہ اپنی سے پہلے اور پچھلے سے بدتر ہے

شریعت ہی پھر معلوم نہیں آپکے قبلہ آپکے اس اعتراض کا کیا جواب دینگی ظاہر تو یہہ ہے اگر حیا کو کام فرمائینگی تو اپنے خلاف واقع بیانی کا اعتراف کرینگے اور اگر اونسی نہ پوچھیں تو یہہ سوال ہماری مجیب کا خود اونکی نفس کے طرف راجع ہے اور وہ اسکے جواب دہ ہونگے **قولہ** جناب سرور کائنات کا حال ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت زینب دختر رسول خدا مسلمان ہوگئی تہین اور اونکا شوہر ابو العاص کافر تہا انمین مفارقت نکرواسکی اور اس باب مین جو آپکی علمار نے تاویل کی ہے اوسکو یہہ روایت باطل کرتی ہے ستاریخ خمیس مین حضرت ام المومنین عائشہ سے منقول ہے۔ قالت کان الاسلام فرق بین زینب و لابی العاص الا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایقدر ان یفرق بینہما وکان مغلوبا بمکۃ جب یہہ بات ثابت ہوئی تو یہان کیا حرج ہے

اقول ہماری فاضل مجیب کے ہمپر تو طعن بیحیائی اور بے شرمی کی نسبت ہوتی ہی تہے لیکن یہان تو خود بدولت نے شرم و حیا کا پردہ اوٹہا کر دین و دیانت کو طاق مین رکہکر خاتم النبیین سید المرسلین کے عصمت بلکہ نبوت ہی پر قلم نسخ پہیر دیا اور برخلاف نصوص قرآنیہ آپنے اس نکاح کے عدم جواز کو تسلیم فرمایا۔ تو معاذ اللہ آپکے قول کے موافق خاتم النبیین مرتکب حرام کے ہوئی۔ کیونکہ اپنی بیٹی مومنہ کا باختیار خود بلا جبر و اکراہ کافر کے ساتھہ نکاح کیا حالانکہ وہ بقول آپکی ناجائز تہا۔ اور اگر یہہ مراد ہے کہ وقت عقد کے دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافرہ تہے اور بعد مین ایمان لائی چنانچہ آپکا یہہ قول کہ حضرت زینب دختر رسول اللہ مسلمان ہوگئی تہے اسپر دلالت کرتا ہے کہ وہ پہلے سے مسلمان نہ تہی اور بعد مین مسلمان ہوگئی تہے یہہ بہی آپکے دین و ایمان کے مقتضی سے ناشی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر کو بلا دلیل کافرہ کہیں۔ واقعی اہلبیت نبوت کے ساتھہ آپکی زعم مین ولا و محبت اور تمسک اسیکا نام ہے آپ تفریق کا ذکر ابہی کیون فرماتے ہین۔ پہلے تو نفس عقد کے نسبت فرماوین کہ وہ بجبر ہوا یا برضا اور جائز ہوا یا حرام۔ اگر یہہ نکاح بجبر ہوا اور باوجودیکہ حرام تہا لیکن کفار مکہ نے بجبر و اکراہ یہہ نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کرایا تو البتہ آپکا مقیس علیہ ہو سکتا ہے لیکن

اس صورت مین اول آپ پہر دوبارہ اسکا ثبوت دیوین اور انشاء اللہ قیامت تک بہی نہ دے سکینگے البتہ اولی حضرت کے حق مین جو
تقیہ کا فتوی دیوین پہر مسئلہ کا ثبوت دیجئے اور اگر برضا ہوا اور حرام تہا جیسا کہ آپکی کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمہ کا
نکاح کافر کے ساتھ حرام ہے تو پہر آپ ہی خیال فرما لیجیے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیونکر
کیسی فعل کے مرتکب ہوئے اور اگر نکاح برضا ہوا اور جائز تہا چنانچہ واقعی اور نفس الامر ایسا ہی ہے
تو پہر انکا اسکو ذکر کرنا اور مقبیح عیسلیہ قرار دینا سراسر خوش فہمی ہے - لیجیے ہم اسکی جواز کو اپنی
کتابون سے ثابت کرتے ہین - پس واضح ہو کہ ابتداء اسلام مین جبتک تحریم نکاح مومنہ کی مشرک
کے ساتھ نازل نہین ہوئی تہی اسوقت اہل شرک و اہل ایمان مین یہہ نکاح جائز و حلال تہا اسیواسطے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب کا نکاح ابوالعاص سے کر دیا تہا چنانچہ
اسکی حلت شرائع سابقہ مین بہی تہی - تفسیر مجمع البیان مین فاضل طبرسی تحت آیت شریفہ وقصہ
سورہ ہود قال یا قوم ہؤلاء بناتی ہن اطہر لکم لکہتے ہین[1] وکان یجوز فی شرعہ تزویج
المومنة من الکافر وکذا کان ایضاً فی مبداء الاسلام وقد زوج النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم بنتہ من ابی العاص بن الربیع قبل ان یسلم ثم نسخ ذلک پہر دوسرے
جگہ سورہ حجر مین تحت آیت کریمہ ہؤلاء بناتی ان کنتم فاعلین[2] لکہتے ہین وقولہ ان کنتم
فاعلین کنایة عن النکاح ای ان کنتم متزوجین وقیل انما قال ذلک
للرؤساء الذین یکفون اتباعہم وقد کان یجوز تزویج المومنة من الکافر
یومئذ وقد کان ذلک جائزا فی شریعتنا ثم حرم اور نیز فاضل کاشانی خلاصة المنہج مین پہلے
آیت کے تفسیر مین لکہتے ہین - گفت لوط اے گروہ من اینہا دختران من اند ایشان از جواہید
کہ ایشان پاکیزہ اند مر شما را تزویج دختران بشرط ایمان بودہ یا در شریعت او تزویج مومنات

---

[1] اور اسکی شرع مین مومنہ کا نکاح کافر کے ساتھ جائز تہا اور اسیطرح شروع اسلام مین بہی تہا اور حضرت نے اپنی دختر کا نکاح ابوالعاص سے پہلے اس سے کہ مسلمان ہو کر دیا تہا پہر منسوخ ہو گیا - ۱۲

[2] قولہ ان کنتم فاعلین نکاح سے کنایہ ہے یعنی اگر تم نکاح کرنے والے ہو کہتے ہین کہ یہہ سرداروں کو کہا جو اپنی اتباع کو روک سکتے ہین اور اسوقت مومنہ کا نکاح کافر کے ساتھ جائز تہا اور پہلے ہماری شریعت مین بہی تہا پہر حرام ہو گیا - ۱۲

بکفار جائز بود چنانکہ در بدایت اسلام حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دختری از دختران خود بعتبہ داد و دختر دیگر را بابو العاص و بعد ازآن این حکم منسوخ شد۔ انتہے علی ما فی ازالۃ الغین اور جب یہہ مسئلہ بعد ہوا از زمانہ حیات جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مین منسوخ ہوچکا اور یہہ نکاح متنازعہ فیہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوا تو غیر منسوخ کو منسوخ پر قیاس کرنا اور حرام وحلال کو یکسان ومساوی سمجہنا خرافات مجتہدین ومتکلمین شیعہ کی قوت قدسیہ یا محدثیہ کو زیبا ہے اور روایات اہل سنت سے بہی ثابت ہے کہ نکاح مومنہ کا کافر کے ساتہہ مبدا اسلام مین جائز تہا بعد اوسکے منسوخ ہوا چنانچہ انہا من احادیث مملو مین شرح مصابیح سے ایک روایت جو حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے ازالۃ الغین سے نقل کرتے ہین عن عائشۃ[ف] لما بعث اہل مکۃ فی فداء اسرائہم حین غلب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم بدر فقتل بعضہم واسر بعضہم وطلب منہم الفداء بعثت زینب بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم من خدیجۃ فی فداء زوجہا ابی العاص بن الربیع من عبد شمس القرشی بمال وہو کان من جملۃ اسراء بدر وکان تزویج الکافر بالمسلمۃ جائزا فنسخ بقولہ تعالی ولا تنکحوا المشرکین حتی یومنوا الخ۔ پس ثابت ہوا کہ بموجب روایات فریقین کے نکاح حضرت زینب کا قبل نسخ کے ہوا کہ اوسوقت مین جائز اور حلال تہا اب بیان کیا بعض ان لوگونکو جنکو حالات شریعت سے پوری واقفیت نہین یہہ شبہہ واقع ہو اور وہ یہہ اعتراض کرین کہ مسلمنا قبل نسخ کے جائز اور حلال تہا لیکن بعد نسخ کے تو حرام ہوا تو اوسوقت تفریق کی ضرورت ہوئی اور ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسبب مغلوبیت کے تفریق نکر سکے پس اسکا جواب یہہ ہے کہ اول تو ہم یہہ تسلیم نہین کرتے کہ تحریم کا نزول تفریق سے پہلے ہے

ف عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فتح پائی اور بعض کفار کو قتل کیا اور بعض کو قید کر لائے اور اونسے فدیہ طلب کیا تو جب اہل مکہ نے فدیہ بہیجا تو زینب نے بہی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر بطن خدیجہ سے تہی اپنے شوہر ابو العاص بن الربیع بن عبد شمس قرشی کے فدیہ مین جو منجملہ قیدیونکے تہا مال بہیجا اور کافر کا نکاح مسلمہ کے ساتہہ جائز تہا قولہ تعالے ولا تنکحوا المشرکین حتے یومنوا کے ساتہہ منسوخ ہوا ۱۲

بلکہ جائز ہے کہ بعد تفریق کے آیت تحریم کا نزول ہوا ہو - دوسرا جواب بطور حل و تحقیق کے یہہ ہی
کہ واقفان نزول احکام پر مخفی نہین ہے کہ جو احکام اول مشروع تھے اور بعد مشروعیت کے منسوخ
ہوئی اونکی نسخ کے یہہ معنے ہین کہ بعد نسخ کے ان افعال کا کرنا بشرطیکہ اونہین اہل اسلام کے
اختیار کو دخل ہو غیر مشروع ہے اور جو کچھہ کہ نسخ سے پیشتر ہو چکا اور اوسکی فسخ و رفع مین مسلمانونکو
کچھہ دخل نہین وہ حکم نسخ مین داخل نہوگا - اور ظاہر ہے کہ عقد نکاح اگرچہ باختیار اولیا و عورت ہی
لیکن فسخ نکاح مین عورت یا اوسکی اولیا کو بحکم شریعت کچھہ دخل نہین تو فے الحقیقت اوسپر نسخ
وارد ہی نہین ہوا جو اوسکو حرام اور غیر مشروع سمجھا جاوے - اور ضرورت تفریق کی واقع ہو -
کیونکہ ولا تنکحوا المشرکین سے ممانعت عقد نکاح جدید کی ثابت ہوتی ہے نہ فسخ نکاح منعقدہ سابق
پر دال ہے تو تحریم اسپر وارد ہی نہین اور حکم ناسخ اسکو شامل ہی نہین - پس تاریخ خمیس سے
جو روایت نقل فرمائی ہے وہ فریقین کے روایات صحیحہ معتمدہ کی مخالف ہی اور قابل احتجاج نہین
بلکہ خود ام المومنین عائشہ رض کی روایت جو شارح مصابیح نے نقل کی ہے وہ اسکی خلاف ہے
اور ممکن ہی کہ تاریخ خمیس کے روایت مین کان الاسلام فرقا محمول استحباب پر ہو یعنی معنے
کہ بہتر اور مستحسن یہہ تہا کہ نکاح کو فسخ کراکر حضرت زینب کا نکاح کسی مسلمان ہی کرتے کیونکہ اسلام نے
باہم اہل اسلام و کفار مین ایک قسم کی تفریق کر دی تہی - لیکن چونکہ فسخ باختیار مرد ہے اسلیئے آپکو
قدرت نہ تہی اور شاید موجب کشاکشی اور فتنہ کا ہوتا - لیکن آپ مغلوب تہی ایسی حالت مین
صرف استحباب کے لیئے فتنہ برپا کرنا مناسب و مصلحت نہ تہا اور چونکہ تحریم کا نزول جبتک
نہین ہوا تہا یہہ نکاح ہی حرام نہین ہوا تہا تو اس توجیہہ کے موافق تمام روایات مجتمع ہوگئی اور
بحمد اللہ تعارض مرتفع اور استدلال فاضل مستدل باطل ہوا معہذا ابا لفرض مسلمنا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم مکہ مین مغلوب تہے اور بوجہ مغلوبیت کے تفریق برعم آپکے واجب تہی
لیکن یہہ قصہ مقیس علیہ نکاح ام کلثوم نہین ہوسکتا ہے - کیونکہ ہم پیشتر بروایات معتبرہ
ثابت کر چکے ہین کہ مغلوبیت جناب امیر کا قائل ہونا ہی غلط اور باطل ہے - غرضکہ اس قصہ کو

فائدہ عظیمہ در بیان ... نکاح ...

بیان ذکر کرنا حضرات شیعہ کے عموماً اور فاضل مخاطب کے خصوصاً کمال خوش فہمی اور دانشمندی ہے
ہان اگر اوس نکاح کو متعیّن علیہ قرار دیتے کہ جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونون صاحبزادیون
زینب و رقیہ کا نکاح یکے بعد دیگرے عثمان ذی النورین کے ساتھ فرمایا اور وہان بھی غصب کے
قائل ہوتے اور حضرت کے مغلوبیت اور تقیہ کا دعوے کرکے ثابت کرتے تو البتہ مضائقہ نہ تھا۔
چنانچہ قاضی صاحب شوستری نے مجالس مین اسکو ابن [illegible] ذکر کیا اگر نبی دختر بعثمان داد ولی دختر
بعمر فرستاد۔ اور اسکو ذکر کرکے اپنے استدلال کے بیخ آپ اپنے ہاتھون کاٹ ڈالی کیا معنے کہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فعل تو نہ تقیہ سے تھا نہ مغلوبی و درماندگی و جبر و اکراہ سے تھا تو یہہ
فعل انکاح بطیب خاطر و جواز شرعی ہوا تھا تو ولی کا فعل انکاح بھی ایسا ہی برضا و خوشی
و جواز شرعی بلا جبر و اکراہ ہوا و ہو المدعی۔ **قولہ** معاذ اللہ اگر یہہ بھی فرض کرین جو حضرت حبیب
یا حضرت مجیب کے میر مہدی صاحب آیات بینات مین فرماتے ہین تب بھی تمسک کو اس سے کیا
نسبت مثلاً اگر کوئی یہہ حجت پیش کرے کہ کیا اہلسنت کے رسول اللہ سے تمسک کرنے کے
یہہ بھی معنے ہین کہ انکی بیٹی کو زوجہ کافر اس حالین قرار دین جبکہ اسلام نے جدائی کر دی تھے
تو حضرت کیا جواب دینگی **اقول** سبحان اللہ اہلبیت نبوت جسکی شان مین آیت تطہیر نازل ہو
اوسکی دشمنونکو صریح زنا اور فحش اور بیحیائی کی تہمت سے ملوث و متہم فرماوین اور پھر بھی تمسک
مین رخنہ نہ پڑے یہہ تمسک حضرات شیعہ کا ہے تمسک ہے اور اہلسنت کے تمسک پر جو
نکاح ابو العاص کے ساتھ معارضہ کیا بحمد اللہ اہلسنت کو نوبت جواب کی کچھہ حاجت نہین کیونکہ
یہہ قصہ مشترک الالزام ہے پس اسکا جواب جو کچھہ علماء شیعہ نے دیکر فیصلہ کیا ہے چنانچہ اوسکی
نقول بحوالہ مجمع البیان و خلاصۃ المنہج ماسبق مین مذکور ہوچکی ہین وہی جواب اہلسنت کیطرف سے قبول
فرماوین کہ اسکا وقوع قبل نسخ کے تھا اور یہہ الزام جو شیعہ پر بابت غصب و فحش کے لگایا گیا ہے
یہہ بعد نسخ و تحریم کے ہے پس اسکی شرمندگی و خجالت رفع کرنے کے لیے قصہ نکاح زینب ذکر کرنا
حضرات کے کمال تبحر علمی پر دال ہے جب دیکھا کہ وہ نجات جہات ستہ سے مسدود ہے۔۔

اور طریق گریز و فرار ہر چہار طرف سے تنگ ہے تو بطور ابلہ فریبی کے ایک روایت اہل حق کیطرف سے ذکر کردی تاکہ ناواقف سمجھین کہ حضرت میر صاحب قبلہ نے بھی بہت بڑا الزام دیا۔ **قولہ** ابتذال اہل بیت پر جو ظلم و ستم ہوئے اونکا بیان کرنا تمسک کے برخلاف نہین ہے و نیز جو ذلت و رسوائی و بیعزتی ظاہری کربلا و شام وغیرہ مین ذریت رسول کی ہوئی انکا بیان کرنا تمسک کے برخلاف ہو پہر حضرات اہلسنت ان وقائع کو کیون اپنی کتب مین تحریر فرماتے ہین

اقول یہہ تو آپ اوسوقت فرمائین کہ اگر ہم آپ پر تاریخی واقعات کے بیان کی بنسبت الزام دیتے ہون۔ بیان واقعات تاریخی مین تو جو حالت ہوتی ہے نقل کیجاتی ہے۔ یہان تو الزام یہہ ہے کہ اہل بیت نبوت کی بنسبت ہتکی ولا تمسک کے آپ زبانی ہی نہین اپنی کتب دین و ایمان مین امام معصوم کے زبانی فرماتے ہین کہ امام معصوم نے فرض کرو کہ نکاح جائز کی بنسبت فرمایا اول فرج غصب ہوا کوئی باحیا اسکو جائز کہیگا معاذ اللہ کوئی مسلمان اسکو تجویز نہین کرسکتا ہے۔ اول تو یہہ امر واقع اور نفس الامر کے خلاف دوسری امام معصوم پر فحش گوئی کی تہمت تیسری جگر گوشہ بتول رض کے دشمنونکی بنسبت خباثت و فعل حرام کا الزام۔ تعجب ہے کہ آپ اسکو تمسک کے برخلاف نہین خیال فرماتے معلوم نہین کہ تمسک کس چیز کا نام رکھہ رکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ محرم مین نام بنام ہر ایک کے ذلت و رسوائی بیان کرکے واویلا کرنیکا نام تمسک ولاد رکہا ہے حالانکہ اگر کسی ادنے شخص پر بھی کبھی کوئی مصیبت و ذلت اوسکی اہل کے بنسبت پیش آتی ہے تو بعد اوسکے کبھی اوسکا نام تک بھی نہین لیتا چہ جائیکہ اوسکا سالانہ ماتم کرے اور یہہ حضرات محب اہل بیت ہر سال اہلبیت کی ذلت کی تجدید کرتے ہین اور ہر سال اپنے عمل کے پیرایہ مین اونکو ذلیل و رسوا کرتے ہین جسپر غیر مذہب کے لوگ بھی خندہ زنان ہین بلکہ فی الواقع یہہ حضرات محب اہلبیت نہین بلکہ دشمن اہلبیت ہوئی۔ ہم نے معتبر ذریعہ سے سنا ہے کہ محرم مین دار المومنین لکھنو کے اندر خصوصاً حضرت مجتہد صاحب کے امام باڑہ مین اونٹونپر کجاوے بندہوا کر اونپر سیاہ پوش عورتین سوار کیجاتی ہین اور وہ زنان اہلبیت کے نقل ہوتی ہین

اور مجلسین دن انہونی پیٹ پیٹ کر دیتے چلاتے ہین اور ایک ایک کا نام لیکر چیختی ہین چلاتے ہین غرض کیا کچھہ طوفان بے تمیزی ہے جو وہان نہین ہوتا پس اسکا نام تمسک ہے اور یہہ کچھہ ولاو محبت ہی - علاوہ ازین اہلسنت نے سوای بیان تاریخی حالات کے اور وہ بھی بقدر ضرورت نرم الفاظ مین حاشا کہ کہین اہلبیت کے شان مین کوئی فحش وشنیع لفظ لکھا ہو یا حرام کا الزام اہلبیت کی نسبت لگایا ہو یہہ صرف کام مدعیان ولاو تمسک کا ہے وبس **قوله** ان تمسک کے برخلاف یہہ ہی کہ حضرت عباس جنکو حضرت مجیب نے اہلبیت متمسک بہین داخل فرمایا ہی حضرت خلیفہ اول کے شان مین اعز لک اللہ بنظر الیک - فرماوین - اور پہر وہ خلیفہ رسول و امام برحق ہین کنز العمال ملاحظہ فرماہئی **اقول** ای اہل خرد و انصاف خدارا ذرا تو ہماری اور ہمارے فاضل مجیب کے اس قول کو دیکھین اور اس سے انکی مناظرہ دانی بلکہ یہہ دانی کا اندازہ کرین - اول تو خود ان الفاظ کی ترکیب لفظی ہے انکی غلط ہونے پر دال ہے لفظ بنظر الیک کو ماقبل سے کچھہ تعلق وربط نہین اور یہہ کلام اس موجودہ عبارت مین ہے جو ہمارے مجیب لبیب نے نقل کی ہے اصل کتاب ہمکو دستیاب نہین ہوئی کہ اس عبارت کے غلط اور صحیح ہونے پر مطلع ہوتے دوسری یہہ کہ شاید یہہ کلمہ اپنے انفعالی حالت مین کہا ہو - تیسری یہہ کہ ہم کب کہتے ہین کہ حضرت عباس معصوم ہین - اگر بالفرض انہون نے یہہ کلمہ فرمایا ہو خطا کی - چوتہے یہہ کہ اگر حضرت عباس نے یہہ کلمہ فرمایا تو اس سے خلیفہ اول کے خلیفہ رسول اور امام برحق ہونے مین کیا قدح اور کیا نقصان - اسکو ہمارے مجیب لبیب نے کسی دلیل سے ثابت نفرمایا جواد سپہر بحث کیجالی یہان اسیقدر کافی ہے کہ یہہ لفظ اگر حضرت عباس سے صادر ہوا تو انکی خطا ہی تو یہہ خلیفہ اول کی خلافت و امامت مین کیونکر قادح ہوسکتا ہے - پانچوین یہہ تمسک کے برخلاف نہین ہان تمسک کے برخلاف یہہ ہے کہ حسب تصریح علماء شیعہ جناب فاطمہ رض بضعۃ الرسول صلعم جناب امیر کی نسبت مانند جنین پردہ نشین رحم و مانند خائنین در خانہ گریختہ وغیرہ الفاظ شنیعہ فرما دین اور سب انکو پہر بہی خلیفہ معصوم اعتقاد کرین **قوله** یہی طرح

وریدہ دہنی نہین کرتے بپاس شرم وحیا ترجمہ ہی نہین کرتے صرف عبارت نقل کردی کنز العمال
مین آپ دیکھہ لین ہم بیحیا ہین یا آپ سمجھین۔ **اقول** ظاہر ہے کہ اصل وریدہ دہنے تو آپکے
ثقۃ الاسلام کلینی کی اور اونکے اساتذہ کرام وغیرہ کی ہے جو واضع اور ناقل این فحش اور بیحیائی
اور وریدہ دہنی کے ہین۔ پہر یہہ کہنا کہ ہم آپکی طرح وریدہ دہنی نہین کرتے سراسر بیجا ہے بلکہ یہہ
کہنا چاہیے کہ ہم اپنے محدثین کیطرح وریدہ دہنے نہین کرتے۔ ہمنے تو صرف مضمون روایت
اپنی زبان مین ایسے الفاظ مین جو بہ نسبت اصل کے کنایہ اور فحش سے خالی تہے نقل کیا اسکو آپ
خواہ وریدہ دہنے سمجھین یا فحش وبیحیائی فرمائین لیکن یاد رہی اگر یہہ وریدہ دہنی
اور فحش وبیحیائی ہوگی تو جو آپکے محدثین نے فرمایا وہ بہ نسبت اسکی چہار چند وریدہ دہنی اور
فحش وبیحیائی ہوگی۔ ہمکو وریدہ دہنی حضرات شیعہ کے ساتھہ کیا نسبت ہو سکتی ہے کہ وریدہ
دہنی آپکا جزو مذہب ہے۔ چنانچہ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎ دشنام بمذہبی کہ عبادت باشد
مذہب معلوم واہل مذہب معلوم ٭ جو آپنے جو کچہہ نقل فرمایا وہ باعتراف آپکی اوس سے زیادہ شنیع ہے
جو ہمنے نقل کیا۔ اور ظاہر ہے کہ ترجمہ کرنیکو فحش ہونی نہونے مین کچہہ دخل نہین ہے بلکہ ترجمہ
کنایات مین کرنے سی شناعت رفع ہو سکتی ہے تو آپنے بہ نسبت ہماری زیادہ وریدہ دہنی
فرمائی۔ اور یہہ کہنا کہ ہم سمجھین یا آپ سمجھین بالکل غلط ہی کیونکہ باقرار آپکے جب آپنے
باوجود فارسی خوان ہونے کے سمجھہ لیا تو اسکی سمجھنے والی ہزارہا آدمی نکلینگے ایسی لغویات تو نہ
اسکی شناعت رفع نہین ہو سکتی اور نہ آپ وریدہ دہنی اور فحش وبیحیائی کے الزام سے
محفوظ رہ سکتے ہین **قولہ** اگرچہ ایسی عبارت کا نقل کرنا ہی ہم تہذیب کے خلاف سمجھتے ہین
مگر چونکہ آپنے لفظ شرمگاہ وغیرہ لکھکر جواب چاہا اور کچہہ شرم وحیا کو دخل نہ دیا مجبور ہمکو بہی یہہ
عبارت نقل کرنی پڑی۔ **اقول** ہماری طرف سے بہی یہہ ہی عذر قبول فرمالیجیے اور سمجھیے
کہ ہم بہی ایسی عبارت کے لکہنے کو تہذیب کے خلاف سمجھتے ہین اسیواسطے ہمنے ترجمہ لفظ کنایہ
مین کیا تہا مگر چونکہ آپکے محدثین نے لفظ شنیع فرج لکہا اور کچہہ شرم وحیا کو دخل نہ دیا مجبور ہمکو

الزانادہ حدیث نقل کرنے پڑی **قولہ** اب آپ موازنہ فرمادین کہ لفظ فرج شنیع ہی یا بظر ایک

اقول ای حضرات ناظرین اوراق اس آخر کے جملہ مین حضرت مجیب نے جو تہذیب و شائستگی کو

کار فرمایا کیا اسیکا نام تہذیب ہے کیا ہماری مجیب اسوقت اذا خاصم فجر کے مصداق

نہین پہر اگر ہماری قلم سے کوئی ایسا لفظ نکلجائیگا تو ہمکو بھی معذور سمجھکر لا یحب اللہ الجہر

بالسوء من القول الا من ظلم کا مصداق قرار دینگی پس اس سے زیادہ اسکی جواب مین ہم کچھہ نہین

عرض کرسکتی کہ ہمکو اس موازنہ کی نوبت بہلا کیونکر پہنچ سکتی ہے اور ہم لفظ فسیح اور بظر ایک

مین کیونکر موازنہ کرسکتے ہین ہمارے نزدیک تو متعہ تک حرام ہے مگر ہان لفظ فرج اور بظر ایک

مین آپنے خود ہی موازنہ کیا ہوگا کیونکہ حسب تصریح آپکی امام سیزدہم باقر مجلسی کے حق الیقین

مین لف حریر مین حرمت احتمالی ہے حق الیقین کے صفحہ ۳۲۵ - پر یہہ عبارت ملاحظہ فرمایئے

و حرمت وطی محارم بالف ذکر بحریر بنا بر احتمالی ملکہ عدم قول بجز مطلق اور اسمین آپکی علامہ مجلسی

صاحب نے جس احتمال پر حرمت کو ثابت قرار دیا ہے اوسکو آپ ہی خوب سمجھتی ہونگی عجب نہین کہ

یہہ حرمت بسبب کہل جانے حریر کے ذکر سے ہو یا بسبب رقیق ہونے کپڑے کے احتمال

وصول حرارت فرج بسوی ذکر مقتضی حرمت ہو یا احتمال علوق کے وجہ سے یہہ حرمت ہو۔ بہرکیف

یہہ حرمت کچھہ قطعی نہین بلکہ صرف احتمالی ہے جسکی رعایت علی الخصوص وقت رفع احتمالات

ضروری نہولی تو موازنہ بخوبی ہوسکتا ہے - استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ - اچہا ہمنے آپکی حکم کی

تعمیل کی - اور لفظ فرج اور بظر ایک کو میزان کیا - بیشک لفظ بظر ایک شنیع اور قبیح ہے لیکن

اس سے آپکا مدعا حاصل نہین ہوسکتا - کیونکہ ایک تو لفظ شنیع و فحش امام معصوم کی زبان سے

بحق زنان اہلبیت صادر ہوا اور ایک لفظ شنیع غیر معصوم کے زبان سے کسی شخص کے

نسبت جو خارج اہلبیت سے ہو نکلے بلکہ بروایات شیعہ کے ناقص الایمان ولد الزنا سے بحق کسی

منافق و دشمن اہلبیت بلکہ دشمن دین اسلام کے صادر ہو - اگرچہ یہہ لفظ فی حد ذاتہ زیادہ شنیع ہو

لیکن اہل خرد سمجہہ سکتی ہین کہ کونسا لفظ ہر دو نو موقعون پر زیادہ شنیع و قبیح ہوگا **قولہ**

اور نیز وہان نکاح باکراہ مراد ہے اور یہہ مقام ملاحظہ فرمایئے کہ کس موقع پر کہا گیا ہی **اقول**
اگر یہہ نکاح ناجائز و حرام تہا جیسا کہ روایات شیعہ سے ثابت ہوتا ہے تو اسکی قباحت و شناعت
کسی شخص پر اہل اسلام سے پوشیدہ نہین۔ اور اگر یہہ نکاح جائز اور حلال تہا تو اور بہی زیادہ قبیح
و تشنیع ان الفاظ مین ادا کرنا ہوگا کیونکہ حلال کو حرام کے پیرایہ مین ادا کرنا اور حرام بہی وہ حرام
جو سراسر بیحیائی اور فحش ہو غایت درجہ قباحت و شناعت مین ہوگا آپکو بہی شاید معلوم ہوگا
کہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام کہنا کفر ہے کہ مستلزم انکار قطعیات ہی۔ پس اس سے زیادہ اور کیا
قباحت و شناعت ہوگی کہ یہہ محبان اہلبیت ائمہ کی جناب مین علاوہ فحش گوئی اور بیحیائی کے
کلمہ کفر کا صدور بہی ائمہ معصومین کی طرف نسبت فرماتے ہین۔ پس ولاء و تمسک اسیکا نام ہی
بہلا یہہ ولاء و تمسک اہلسنت سے کب ہوسکتا ہے۔ اعاذنا اللہ من ذلک۔ اور اب اس موقع کو
جو آپ الزاماً فرماتے ہین ہمکو دیکہنے کی ضرورت نہ ہی۔ اور اوسکی نقل مین خود جناب نے پہلو تہی و اغماض
فرمایا شاید اوسکی وجہ یہہ ہو کہ چندان موافق مدعا نہ تہا یا یہہ کہ آپنے بہی نقل در نقل کیا ہوگا اور اسمین
کچہہ نہ ہوگا آپنے محض اپنی ظن و تخمین سے موقع کا بے موقع ذکر کردیا اور آپکو بہی خبر نہوئی کہ یہہ لفظ
کس موقع پر صادر ہوا پس اگر اسکی موقع کو نقل فرماتے اور پوری روایت لکہتے تو ہم بہی البتہ دیکہتے
قال الفاضل المجیب قولہ۔ کیا تمسک اسیکا نام ہے کہ بیحیائی و بدلحاظی اونکی جناب
پاک (حاشا جنابہم عن ذلک) کیطرف نسبت کرین۔ اقول۔ شاید پہلے ہی قول کو مکرر لکہا ہی
معہذا چونکہ اسکی تفصیل کچہہ نہین لکہی ہم بہی کچہہ جواب نہین دیتے اور قول سابق کا جواب گذر چکا
یقول العبد الفقیر الے مولاہ الغنی یہہ مکرر نہین ہے بلکہ تعمیم بعد تخصیص ہے
آپ کو کیا خبر ہو آپنے چند کتابین مناظرہ کے ملاحظہ فرمائی اور وہ بہی اپنے علماء کی۔ آپ
اور نہین تو اپنے مولائے مجلسی کے ہی کتابین ملاحظہ فرمایئے اون مواقع مین جہان خلفاء کی
ظلم و ستم اہلبیت کی مظلومی و صبر بیان فرماتے ہین کیا کچہہ بیحیائی اور بدلحاظی اونکی
دشمنو انکی طرف نسبت نہین کرتے ہماری زبان و قلم مین اوسکی تفصیل کی طاقت نہین اوسکی

تفصیل آپکو آپکے علمار کی تصانیف سی اگر آپ چاہین تو مل سکتی ہے قال الفاضل المجیب

قولہ - کیا شک کے یہہ معنے ہین کہ حضرت عباس عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جعفر وابیہ کو معاذ اللہ ولد الزنا اور ناقص الایمان اور دین و دنیا و آخرت مین اونکو ذلیل کہین چنانچہ آیات بینات من مولوی مہدی علی صاحب سلمہ نے کتب معتبر شیعہ سے ثابت فرمایا ہے و سعد اللہ القیاس

اقول - آپکے مولوی مہدی صاحب نہایت ہی علم و دیانت والے ہین چنانچہ آپکی قول آیینہ مین انکا مایہ علم دیدین آپکو بھی معلوم ہو جائیگا۔ آنحضرت سی نہایت ہی تعجب ہی کہ با وجود ادعای علم و فضل و تحقیق ایسی روایتین نقل کرتے ہین اگر ایسی روایتین ہون بھی تب بھی چونکہ ہمارا مذہب انہین او رکسی نے حضرت عباس کے جرح و قدح بالتصریح نہین کی ہمپر یہہ اعتراض لازم نہین آتا کیونکہ ہم پہلے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے قول سے ثابت کر چکے ہین کہ لازم مذہب مذہب نہین ہے - یقول العبد الفقیر لے مولاہ الغنی دانشمندان روزگار کو صلای عام ہے کہ ہماری فاضل مجیب کی خوبی اور متانت کو ملاحظہ فرماوین اور آپکی کمال علمی اور تبحر کو دیکھین - ہمکو اسین بوجوہ چند کلام ہے اول یہہ کہ ان روایات کے وجود مین - اگر گر اور شک و تردد کے کیا معنے اگر یہہ روایات ہین تو شک کیا اور نہین ہین تو صاف کہنا چاہیے کہ اہلسنت کا افترا ہے جب آپ ایسی مناظر و متبحر ہو کر شک و تردد فرمائین تو البتہ موجب تعجب اور مزید حیرت ہے شاید عوام متشیعین سے اسکا اخفا منظر ہے - دوسری یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ حضرت عباس کے جرح و قدح بالتصریح کسی نے نہین کے یہہ بھی غلط ہی قطع نظر اوس سے کہ جو الزامات بہ نسبت دشمنان جناب بقیہ ابرار رسول اللہ ؐ پہلے روایات علما شیعہ سے بیان ہو چکی ہین او رسینی آپکے قاضی صاحب شوستری مجالس المومنین درق نمبر ۹۳ پر فرماتے ہین - در کتاب کامل بہائی از امام محمد باقر روایت نمودہ کہ حضرت امیر در ایامی کہ خلافت در دست غاصبان بود وا نما نفتہ واللہ لوکان حمزۃ و جعفر حیین ما طمع فیہا ابوبکر و عمر ولکن ابتلیت بجلیفین جافیین عقیل والعباس - اب تو آپکو بالتصریح

جرح وقدح کا یقین ہوا تہا اور سنیئے اپنی کتاب مجالس مین ایک ورق بعد جو یہہ عبارت
لکہی ہے درکتاب استیعاب وغیر آن مسطور است کہ چون عمر بن الخطاب جہت ترویج خلافت
فاسدہ خود تزویج ام کلثوم دختر مطہر حضرت امیر نمود - اور اسکی نقل ہم ابہی اوپر کر آئی ہین اسکے
آخر مین مذکور ہے وظاہرا بواسطہ این وکالت فضول امثال آنحضرت امیر عباس را مانند دیگر یاران فدائی
خود راسخ در محبت واخلاص نمیدانست - اس روایت سی صاف ثابت ہے - کہ حضرت عباس نے
جناب امیر کے لخت جگر کو صرف اپنے طمع نفسانی کے وجہ سے کہ مبادا زمزم وسقایہ کا
منصب ہاتہہ سی جاتا رہے بزعم شیعہ سرگروہ نواصب و اعدای اہلبیت کے حوالہ کر دیا کہ جسپر
وہ حلال نہ تہے اسیواسطی جناب امیر عباس کو محبت واخلاص مین راسخ نہین سمجہتے تہی بلکہ
اونکی محبت نفاق آمیز تہے اور شاید عجب نہین کہ عباس نے جناب امیر سے اوس تذلیل و توہین کا
عوض لیا ہو کہ جو ابوطالب وغیرہ نے اپنی باپ سے عباس کے بارہ مین جہگڑا کرکے کہا تہا
کہ یہہ ہمارا غلام ہے کیونکہ ہماری والدہ کے لونڈی سے تو نے بے اجازت مقاربت کی ہے - آخر
بسعی وسفارش قریش کے اس امر پر فیصلہ قرار پایا کہ جس مجلس مین ابوطالب وغیرہ عبد المطلب کے بیٹی
موجود ہون عباس کو وہان بار نہ ملی اور اسپر ابوطالب وغیرہ نے اپنی باپ سے ایک عہدنامہ
لکہوایا چنانچہ اب تک ائمہ کے پاس محفوظ ومصئون چلا آتا ہے تو جب عباس کو اونہون نے
ذلیل وخوار کیا عباس نے اوسکا عوض یہان آکر نکالا - تیسری یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ یہہ
لازم مذہب ہے اور ہمارا مذہب نہین یہہ ایک ایسی بات ہی کہ جس پر ہر شخص جسکو تہوڑا سی بہی
وقوف ہوگا قہقہہ لگائیگا - یہہ آپکی خوب توجیہہ ہات آئی کہ جسجگہ راہ فرار جہات ستہ سی مسدود
دیکہا جہٹ فرمادیا کہ یہہ ہمارا مذہب نہین بلکہ لازم مذہب ہی - لیکن اگر آپ یہہ خیال فرماتے ہین
کہ ایسے خرافات سی شکنجہ الزام سی نجات پائینگے یہہ محال ہے افسوس کہ آپ ایسی الزام کی مصیبت مین
حواس باختہ ہوئی کہ آپ مذہب کو بہی بہول گئے کہ مذہب کیا ہوتا ہے جناب میر صاحب
مذہب کا اطلاق شرعیات پر ہوتا ہے اور یہہ قصہ قصص وحکایات مین ہی جو حال واقعہ کی حکایت

کر رہا ہے اسکو مذہب اور لازم مذہب ہونے سے کیا تعلق جب یہہ امر بروایت صحیح ثابت ہے
کہ جو عباس کے ولادت کے بابت حضرات شیعہ روایت کرتے ہین تو یہہ قصہ مطابق واقع کے ہوا
اور عباس والعیاذ باللہ ولد الزنا ہوتا عباس کا ہمکی روایت سے ثابت ہوگیا خواہ آپ مذہب سمجھین یا نہ
سمجھین پس مقابلہ اسکے یہہ کہنا کہ یہہ ہمارا مذہب نہین بلکہ لازم مذہب ہے سراسر لغو وبیہودہ ہے
نہین بلکہ غیر مفید بہی ہے اگر آپ امور واقعیہ کو اپنا مذہب قرار ندیوین تو اسمین ہمکو کیا دخل
لیکن الزام تو امور واقعیہ سے دیا جاویگا **قولہ** اور بہذا حضرت عباس ہماری نزدیک
معصوم نہین **اقول** بندہ نے یہہ اعتراض کیا تہا کہ تمکے یہہ معنے ہین کہ حضرت
عباس عم رسول اللہ صلعم وصنو ابیہ کو ولد الزنا اور ناقص الایمان اعتقاد کرین اور اسکا یہہ جواب ارشاد ہوا
کہ حضرت عباس ہماری نزدیک معصوم نہین تو اس سے ثابت ہوا کہ آپنے اعتراض کو تسلیم کرلیا
اور آپکے نزدیک حضرت عباس معاذ اللہ ولد الزنا ہین جو آپکی مذہب مین نجس العین ہے اور کبہی جنت
مین داخل نہوگا اور ناقص الایمان ہین ۔ پس سبحان اللہ اہلبیت نبوی کے ساتہہ تمسک اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ابار کا آداب یہہ ہی ہوتا ہے جس شخص کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صنو ابیہ
اور بقیہ آبائی فرماوین اوسکو آپ ولد الزنا اور ناقص الایمان اعتقاد کرین پس ولاے اہلبیت علیہم السلام
آپ پر ختم ہوچکا ۔ **قولہ** سبحان اللہ آپکو بڑا آداب آبا و رسول اللہ کا ہے آپکو ایسے امور سے
شرم چاہیئے ۔ **اقول** ہمکو جسقدر بقیہ آبار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ادب ہے
وہ ہماری روایات مذہب سے واضح ہے کہ مخالفین بہی ہماری مذہب کے کوئی طعن نکرسکے لیکن
بڑا آداب آبار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حضرات شیعہ کو ہے کہ آپکے چچا کو معاذ اللہ توبہ توبہ
ولد الزنا اور ناقص الایمان فرماوین اور شرم وحیا کو دخل ندین دنیا و آخرت مین اندہا کہین اور ذرا
خدا ورسول سے نہ شرماوین پہر اولٹا الزام ہمکو دین اور فرماوین کہ آپکو ایسے امور سے شرم چاہیے آج تک
اپنے علما ومحدثین جو آپکی مذہب کے ستون ہین اونکو فرمائیے ۔ کہ آپکو ایسے امور سے شرم
وحیا چاہیے اور ہمنے تو مثل مشہور نقل کفر کفر نباشد ۔ الزاماً نقل کردیا ۔ پہر آپ ہی ہمنے اول

سابق مین آپنے اساطین کے اقتدار فرماکر دین وایمان شرم وحیا کو خیرباد کہکر حضرت عباسؓ کی
نسبت اس خبث کو تسلیم کرلیا - باانہمہ حیا وشرم کے لیے ہمکو کہا جاتا ہے کہ آپکو ایسے امور سے
شرم چاہیے گویا جو ہمکو آپکی خدمت مین عرض کرنا چاہیے تہا وہ اپنی آپ ہی کہہ دیا **قولہ** فسق سے
کفر کا مرتبہ بہت زیادہ ہے - علامہ سیوطی کا خدا بہلا کرے جنکی بدولت آپ ہی ہمارے سامنے ان امور مین گفتگو
کرنے والے ہوگئے - **اقول** خدا کے لیے کوئی ہمارے فاضل مجیب کے باختگی حواس دیکھے - کیون حضرت
کیا حال ہے یہہ جعفر زٹلی کے مہملات اور امیر خسرو کے اشعار کیون صادر ہونے لگے ان جملونکا بعینہ یہہ مصداق ہے
بیت چہ خوش گفتست سعدی در زلیخا - الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا - کیا کفر کہان کا
فسق کہا علامہ سیوطی کہا اونکی بدولت ہمارا آپکے مقابلہ مین گفتگو کرنا - ہوش مین آیئے سنبہلئے
بندہ کی ایک ہی تحریر مین اور وہ بہی وہ تحریر جو صرف آپکو شکنجہ احتجاج مین کہینچنے کے لیے
بمنزلہ جال کے تہی ایسے ہوش وحواس رخصت ہوئے ایک ہی ٹکر نہ سہہ سکے پہر اوسپر یہہ
جوش وخروش اور یہہ دعوے - **قولہ** رہا ولد الزنا کا اعتراض سو یہہ ہم پر نہین ہوسکتا
کیونکہ مذہب کے مسلمات پر اعتراض ہوا کرتا ہے ہمارے نزدیک یہہ ہرگز زنا نہین حاشا وکلا کیونکہ شوہر کو
اپنی زوجہ کے تمام مال پر ولایت حاصل ہے اور جواری مملوکات زوجہ پر تصرف بالوطی وغیرہ
جائز ہے کما ورد فی حدیث المعصومین ورواہ شیخ الطائفہ فی
التہذیب - آپکے میر مہدی صاحب پر نہایت افسوس ہے کہ کنیز زادگی کی روایت تو بڑے
زور سے لکہی اور حدیث تہذیب کا ذکر تک نکیا - دیانت کے یہہ ہی معنے مین کنیز زادہ ہونا کچہ عیب
نہین - **اقول** اے اہل علم وانصاف ہمارے فاضل مجیب کے صدر قول کو ملاحظہ فرماوین باوجود
آپکی کمال تہذیب ونہایت شائستگی مین لیکن آخر جواب سے لاجواب ہوکر کالی گلوچ پر جو شیوہ
بازاریان ہے آگئے اور شرم وحیا اور تہذیب وشائستگی کو بالائے طاق رکہکر سب وشتم
پر اوتر آئے - اسکے جواب مین ہم بجز صبر وسکوت کے کچہہ نہین کہتے ہان اتنا ضرور کہتے مین کہ اگر یہہ
اعتراض آپکے نزدیک ولد الزنا کا ہے - تو اصل معترض اور بانی اعتراض آپکے علماء اکابر مین

جنہون نے بکمال بشاشت اپنی کتب دین وایمان مین اس کفر کو نقل کیا ہے پس آپ اونکو
جو کچہہ چاہیے سمجہیے - اور جن القاب سے چاہیے ملقب کیجیے - آپکو اختیار ہے ہم کچہہ نہین کہتے
ہم تو محض ناقل ہین - آپنے خیال کیا تہا کہ ہیرے چالاکیون کو کون سمجہیگا اسلیے ہمنے
متنبہ کردیا اگر پہر ایسی تحریر کی تو انشاء اللہ آپ پہ واضح ہو جائیگا کہ ہم اس باب مین بہی
کیا کچہہ ہین - گو آپ اپنے زعم مین ہمسے باعتبار مشق سورہ قدیم کراس باب مین بڑہے ہوئی ہون
اگر آپکو اس لفظ سے یہہ مقصود تہا - تو یون لکہتے (رہا عباس کے ولد الزنا ہونے کا اعتراض)
پیشتر بہی آپنے ایک جگہہ اپنی اس چالاکی کا استعمال فرمایا - مگر ہمنے وہان اجمالی جواب پر
ٹال دیا اور انتقام نہین لیا - لیکن اسجگہ آپکو خبردار کرنا ضرور ہوا تا کہ آپ یہہ نہ سمجہین کہ ہماری
چالاکی کوئی نہین سمجہتا - بعد اسکے ہم اصل روایت کلینی کو منتہی الکلام سے نقل کرکے اسکا ترجمہ
کو ہدیہ ناظرین کرینگے - ابوجعفر کلینی بسند معتبر روایت کردہ است از امام صادق علیہ السلام کہ نفیلہ
مادر عباس کنیز مادر زبیر بن عبد المطلب و ابو طالب و عبد اللہ بود و عبد المطلب با او مقاربت نمود
و عباس از و بہم رسید پس زبیر با عبد المطلب دعوی کرد کہ این کنیز از مادر ما بما میراث رسیدہ است تو بی رخصت
او با او مقاربت کردہ و این فرزندی کہ بہم رسیدہ بندہ ماست پس عبد المطلب اکابر قریش را
بشفاعت بنزد وی فرستاد تا آنکہ زبیر راضی شد کہ دست از عباس بردارد بشرطیکہ نامہ نوشتہ شود
کہ عباس و فرزندان او در مجلسی کہ ما و فرزندان ما نشستہ باشند در مجلس ننشینند و در ہیچ امری با ما
شریک نشوند و حصہ نبرند پس باین مضمون نامہ نوشتند و اکابر قریش مہر کردند و این نامہ نزد ائمہ
علیہم السلام بودہ است حضرت صادق علیہ السلام آن نامہ را برای جواب داؤد بن علی
عباسی ظاہر گردانید - ظاہر ہے کہ روایت کلینی کی نیز اور شہادت ملای مجلسی بسند معتبر
مروی ہوئی ہے تو اس روایت کی تکذیب ممکن نہین باقی رہی اسکی تاویل توجیہہ سواوسکی
کیفیت یہہ ہے کہ اس روایت سے چند فوائد حاصل ہوئے - اول تو یہہ کہ عباس نفیلہ لونڈی
زوجہ عبد المطلب کے پیٹ سے تہے - دوسری یہہ کہ زبیر بن عبد المطلب نے دعوی کیا کہ یہہ لونڈی بچہ

ہمارا غلام ہے۔ کیونکہ ہمارے والدہ کی میراث سے ہمکو ملا ہے۔ تیسری یہہ کہ اوس لونڈی کے ساتھہ بدون اجازت اوسکی مالکہ و مولاۃ کے مقاربت کی تہی جو صریح زنا ہے اوس سے یہہ پیدا ہوا۔ چوتہی عبد المطلب نے ان دعوونکی نسبت انکار نہین کیا کہ یعنی مقاربت بلا اجازت نہین کی تہی بلکہ باجازت مقاربت کیگئی اور یہہ بچہ غلام نہین ہوسکتا آزاد ہے بلکہ برعکس اسکے اکابر قریش کے شفاعت کرکے زبیر کو راضی کیا جو صریح دلیل اس امر کی ہے کہ عبد المطلب نے زبیر کے دعوون کو تسلیم کر لیا تہا پانچوین زبیر نے اپنی رضا کے وقت یہہ شرطین کی کہ اس شرط پر مین اسکی غلامی سے دست بردار ہوتا ہون۔ کہ یہہ اور اسکی اولاد ہمارے اور ہماری اولاد کے ساتھہ جس مجلس مین ہم بیٹہین نہ بیٹہی اور کسی امر مین ہمارا شریک نہو اور حصہ نہ لیوی اور یہہ سب شرطین عبد المطلب نے قبول و تسلیم کی جو بداہتہ مثبت مدعا ہے۔ چہٹی یہہ کہ ان شرایط کی بابت ایک دستاویز لکہی گئی اور اکابر قریش کے اوسپر مہرین ہوئی اور وہ دستاویز ائمہ کے پاس موجود تہے بلکہ امام صادق ع نے داود بن علی عباسی کے جواب کے لیے اوسکو ظاہر فرمایا تہا۔ فاضل مجیب نے اس روایت کی توجیہہ یہہ فرمائی کہ اعتراض مسلمات مذہب پر ہوتا ہے اور مدلول روایت کا وطی بجاریۃ الزوجہ ہے جو ہماری مذہب مین ہرگز زنا نہین کیونکہ زوج کو اپنی زوجہ کے تمام مال پر ولایت حاصل ہے اور جواری مملوکات زوجہ مین بتصرف بالوطی وغیرہ جائز ہے چنانچہ روایت شیخ الطایفہ نے التہذیب باسیر وال ہی۔ لیکن یہہ تاویل بہت وجوہ سے محل بحث ہے۔ اول یہہ کہ اگر یہہ وطی جائز تہی تو زبیر کا دعوی کرنا کہ مقاربت بلا اذن واقع ہوئی۔ اور عباس ہمارا غلام ہے غلط اور عبد المطلب کا اوسکو تسلیم کرنا اور بسفارش اکابر قریش زبیر کو راضی کرنا اور عہد نامہ لکہنا کہ عباس اور اوسکی اولاد ہماری مجلس مین برابر نہ بیٹہی جو صریح غلام ہونے اور ولد الزنا ہونے کی تسلیم ہے پوچ اور خرافات ہوگا۔ جب عبد المطلب نے اس عہد کو تسلیم کر لیا تو گویا عباس کے غلام ہونے کو تسلیم کیا اور غلام ہونے کے بجز اسکے کوئی صورت نہین کہ وطی حرام ہو۔ کیونکہ وطی حلال ہوتی تو ولد حر ہوتا چنانچہ ائمہ کی کتب فقہ مین مصرح ہے۔ تو یہہ کہنا کہ یہہ وطی جائز اور حلال تہی سراسر غلط اور بیہودہ ہے منشا اسکا یہہ

کہ اصل روایت کے مطلب ہی کو نہین سمجہا - دوسری یہہ کہ یہہ سراسر غلط اور خلاف مذہب ہی کہ زوج کو جواری مملوکات زوجہ پر تصرف بالوطی وغیرہ جائز ہے - کیونکہ بروی مذہب حلال ہونا جاریہ کا تین قسم مین منحصر ہے اول عقد نکاح اور یہہ دوسرے شخص کی کنیز کے ساتہہ مخصوص ہے دوسری کنیز کا مالک ہونا تیسرے کسی شخص کا اپنی کنیز کو کسی کے لیے مباح و حلال کرنا اسوقت ہماری پاس جامع عباسی موجود ہے اوس سے مخصًا نقل کرتے ہین "مطلب دوم دربیان نکاح کنیز و آن برسہ قسمست قسم اول عقد و آن مخصوص کنیز غیرہست - قسم دوم مالک شدن کنیز - قسم سوم اباحت وتحلیل ست و آن چنین ست کہ شخصی بدیگری دخول کردن را حلال کند و این قسم از خواص فرقہ ناجیہ اثنا عشریہ ست" اور اسکی آخر مین لکہا ہے - "و فرزندیکہ ازین کنیز بہم رسد اگر پدر او آزاد باشد و صاحب کنیز شرط نکردہ باشد کہ فرزند او بندہ باشد آزاد ست" - اب ہم دیکہتے ہین کہ قضیہ ام عباس مین یہہ تینون امر مفقود ہین - نہ عبد المطلب کے مملوک تہی نہ عقد نکاح واقع ہوا نہ مالکہ نے اجازت دی چنانچہ صریح زبیر نے کہا کہ تو بے اجازت او با و مقاربت کردہ پس ہماری فاضل مجیب کا یہہ کہنا کہ جواری زوجہ پر تصرف بالوطی مطلقًا جائز ہی سراسر غلط ہوا کیونکہ مملوکات غیر کے حلت بجز عقد یا تحلیل کے نہین ہو سکتی خواہ وہ زوجہ ہو یا غیر زوجہ - ہان من لایحضر کی روایت سی صرف یہہ معلوم ہوتا ہے کہ زوج کو اپنی زوجہ کی مال پر یہہ ولایت ہی کہ بدون اوسکے اجازت کے زوجہ کو اوسمین تصرف جائز نہین نہ یہہ کہ زوج کو اوسمین مالکانہ تصرف جائز ہو یہہ ہرگز صحیح نہین ہو سکتا - من لایحضر کے باب حق الزوج علی المرأۃ مین ہے "وروی[1] الحسن بن محبوب عن عبد اللہ بن سنان عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لیس للمرأۃ مع زوجہا امر فی عتق ولا صدقۃ ولا تدبیر ولا ہبۃ ولا نذر فی مالہا الا باذن زوجہا الا فی حج او زکوۃ او بر والدیہا او صلۃ قرابتہا" اور اسقدر ولایت حاصل ہونا

[1] امام ابی عبد اللہ سی مروی ہے فرمایا کہ عورت کو بدون اجازت اپنی شوہر کے اوسکی سامنے اپنے مال مین عتق مین اور صدقہ مین اور تدبیر کرنے مین اور ہبہ مین اور نذر مین اختیار نہین - ہان مگر حج یا زکوۃ یا اپنے والدین کے ساتہہ سلوک یا اپنے اہل قرابت کے ساتہہ صلہ رحمی میں (اختیار ہے) ۱۲ -

اور امر ہے اور تصرف مالکانہ دوسرا امر ہے - تیسری یہہ کہ بالفرض اگر یہہ مسئلہ مذہب ہوا اور اہل مذہب کے
نزدیک معتبر سمجھا گیا ہوتا ہم غلط اور خلاف نصوص قاطعہ کے ہے - کیونکہ خداوند کریم جل وعلا شانہ
نے اپنی کتاب مجید مین دو جگہ ارشاد فرمایا - جسکا حاصل یہہ ہے کہ جو لوگ اپنی فروج کے محافظت
کرتے ہین ماسوای اپنے ازواج اور اپنے مملوکات کے وہ فلاح یافتہ اور قابل مدح ہین اور جو
سوای اسکے کوئی محل طلب کرین پس وہی ہین حد سے تجاوز کرنے والے آیات سورہ مومنون
اور سورہ معارج مین مذکور ہین - اس سے صاف معلوم ہوا کہ وطی سوائے اپنی ازواج یا اپنی جواری
مملوکہ کے حرام ہے اور ظاہر ہے کہ جواری مملوکات زوجہ کے اپنی مملوکات نہین ہین نہ اپنی زوجات
ہین پس جو شخص اونسی طلب کرے وہ حد حلال سے متجاوز ہے اور داخل وعید - فمن ابتغی وراء
ذلک فاولئک ہم العادون - ہے - پس عبد المطلب کی وطی حسب ارشاد خداوندی حد
حلال سے تجاوز ہوئی اور حرام واقع ہوئی پھر جو اس سے ولد پیدا ہوگا اوسکو دیکھنا چاہیے کہ کیا ہوگا
شاید فاضل مجیب اسکا یہہ جواب دین کہ یہہ آیات ہمارا مذہب نہین - بلکہ لازم مذہب ہے اور لازم
مذہب پر اعتراض نہین ہوسکتا - چوتھی یہہ کہ اگر فی الواقع روایت تہذیب مین یہہ مضمون ہوتا
اور غالبًا نہوگا - کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ضرور اس موقع پر اوسکو نقل فرماتے - جب مولوی مہدی علی
سلسلہ پر بابت عدم ذکر روایت کے اعتراض کرتے ہین اور خود ہی اوسکو نقل نہین فرماتے تو معلوم
ہوتا ہے شاید یہہ زبانی باتین ہین - تو یہان فاضل مجیب اپنا قاعدہ کیون بھول گئی ہم بھی کہتے
ہین کہ مدلول روایت تہذیب کا آپکا مذہب نہین ہے بلکہ لازم مذہب ہے آپ پہلے اسکا مذہب
ہونا ثابت کرتے جب ہماری سامنی گفتگو کرتے اور آپکی تو کیا حقیقت ہے آپکی علامہ مجلسی سے یہہ
مرحلہ طی نہوا اور حواس باختہ ہوکر حدیث کی تضعیف اور غرابت ثابت کرنے لگی - حالانکہ خود ہی اوس
حدیث کے سلسلۂ سند کو مستند معتبر فرماتے تھے آپ فرماتے ہین - این حدیث بسیار غریب است
وچون عبد المطلب از اوصیاء بود نباید کہ ازوی حرامی صادر شدہ باشد پس محتمل کہ عبد المطلب

لہ جو لوگ اسکے سوا ڈھونڈتے ہین - وہی حد سے گذرنے والے ہین ۱۲

بولایت تقویم بر خود نموده باشد یا مادر زبیر کنیز را بوی بخشیده باشد و زبیر از آن جهت عبد انگاشته باشد
وعلی ای حال خطا بر زبیر دادن آسان تر ست از نسبت دادن بعبد المطلب۔ انتہی آپکی
مولائی مجلسی نے اتنا حیا کو کار فرمایا کہ وہ احتمال جو جناب سامی نے خلاف مذہب خود بیان کیا
کہ متعلق مملوکات زوجہ پر تصرف بالوطی وغیرہ زوج کو جائز ہی نہین ذکر فرمایا بلکہ دو احتمال
ذکر فرمائی۔ کہ محتمل ہے کہ بواسطہ اپنی ولایت کے اوس لونڈی کو بطور قیمت کے لیکر تصرف کیا ہو
یا مادر زبیر نے اوسکو بخشدیا ہو۔ اور وہ روایت جو ہم کلینی سے اوپر مذکور کر آئی ہین صریح اسکی
تکذیب بہی کر رہا ہے کہ اگر ایسا معاملہ ہوتا تو عبد المطلب کیون چپکی رہتے اور کیون زبیر کے دعوی کے
تردید مین اسکو پیش نکرتے اور کیون اون شرائط کو جو عباس کی غلامی اور اونکی ولد الزنا ہونے پر
دلالت کرتے ہین تسلیم کر لیتے کوئی شخص جسکو تہوڑی سی بہی غیرت ہو وہ اپنی اولاد کی اونے
تذلیل و تحقیر سو یہہ نہین چاہتا اور نہین روا رکہہ سکتا۔ چہ جائیکہ عبد المطلب جیسا شریف وعالی ہمت
ایسی خواری کو اپنی اولاد حر کیواسطے تسلیم کرلے۔ رہا غرابت حدیث کا دعوی سو یہہ بالکل لغو ہی
کیونکہ باجماع محدثین و اخباریین روایات کلینی کی قطعی الصدور ہین اور اصولاً و فروعاً اونسی استدلال
کیا جاتا ہی۔ پس اوسکی غرابت کا حکم محض تحکم ہی اور دعوی وصایت عبد المطلب یہہ اور بہی
ہیچ در ہیچ ہے۔ افسوس کہ وصایت کے اطلاع ابنا عبد المطلب کو نہوئی۔ اگر زبیر کو اپنی باپ
کی وصایت کی خبر نہوتی تو خبر چندان استبعاد نہین۔ تعجب یہہ ہی کہ ابو طالب کو جو وصی وصی تہا اور عبد اللہ
کو بہی خبر نہوئی۔ ورنہ ضرور زبیر کو اوسکی دعوی سے روکتے اور عبد المطلب کے اکابر قریش کے
پاس شفاعت کے لیے فرزند ارجمند کیجند سنین در بدر خوار و ذلیل ہونے کی نوبت نہ آتی۔ پس یہہ روایت
تمام توجیہات کے قاطع اور تمام تاویلات و تسویلات کے بیخ کن ہے قطع نظر اس سے اگر بالفرض
یہہ روایت آپکی امام ثقۃ الاسلام کلینی یا اونکی اساتذہ کرام کا کذب و افترا ہو یا بفرض محال حسب
دعوی ملای مجلسی مادر زبیر نے اپنی لونڈی اپنے زوج کو بخشدی تہی یا مباح کردی تہی یا
عبد المطلب نے بولایت خود اپنی اوپر اوسکی قیمت کرلی تہے یا حسب دعوی مجیب لبیب مطلقاً

زوج کو جواری مملوکات زوجہ پر تصرف وطی وغیرہ یعنے لواطت جائز ہو۔ تاہم اور روایات کو جو بطور قاعدہ کلیہ کے عدم طیب ولادت عباس و عقیل بلکہ بہت سی بنی ہاشم و علویین بلکہ سادات فاطمیین بلکہ انبیاء و مرسلین پر بنا بر اصول امامیہ دلالت کرتے ہین کیونکر ہر بنع کرینگی اور اس ورطہ سے کیونکر نجات پائینگی۔ قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ ملائی مجلسی و صدوق نے بزعم خود احادیث ائمہ سے ثابت کیا ہے کہ اہلبیت کی عداوت اوس شخص کے عدم طیب ولادت کو مستلزم ہے چنانچہ خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے روایات ذیل اس مدعا کے ثبوت کے لیے نقل کی ہین شیخ صدوق نے علل الشرائع مین امام صادق سے روایت کی ہے قال[1] قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من احبنا اهل البیت [illegible] اللہ اول النعم قیل وما اول النعم قال طیب الولادۃ ولا یحبنا الا مومن طابت ولادتہ اور شیخ طبرسی نے احتجاج مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی فرمود یا علی دوست نمیدارد ترا مگر کسیکہ ولادتش نیکو و پاکیزہ باشد و دشمن نمیدارد ترا مگر کسیکہ ولادتش خبیث باشد نے المحاسن عن عبد اللہ بن الصلت عن ابی عن انس بن مالک[2] ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان ذات یوم جالسا علی باب الدار ومعہ علی بن ابیطالب اذ اقبل شیخ فسلم علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم انصرف فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا علی اتعرف الشیخ فقال لہ علی ما اعرفہ فقال ہذا ابلیس فقال علی لو علمت یا رسول اللہ لضربتہ بالسیف فخلصت امتک منہ قال فانصرف ابلیس الی علی فقال لہ ظلمتنی یا ابا الحسن اما سمعت

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص ہم اہلبیت کو محبوب جاننے چاہیے کہ سب سے پہلے نعمت پر خدا کی حمد کرے۔ کسی نے عرض کیا کہ سب سے پہلے نعمت کیا فرمایا ولادت کی پاکیزگی اور ہمکو بجز اوس مومن کے جسکی ولادت پاکیزہ ہو محبوب نہین جانتا ۱۲۔

[2] انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلعم گھر کے دروازہ پر بیٹھے تھے اور اونکے ساتھ علی بھی تھے ناگہاں ایک بڈھا آیا اور رسول اللہ پر سلام کیا اور چلا گیا رسول اللہ نے علی سے پوچھا اس بڈھے کو پہچانتے ہو کہا مین نہین پہچانتا فرمایا یہہ ابلیس ہے علی نے کہا یا رسول اللہ اگر مین جانتا تو تلوار کا ایسا وار کرتا کہ آپکی امت اس سے چھوٹ جاتی تو ابلیس علی کی طرف پھر آیا اور کہنے لگا ای ابو الحسن تو نے مجھ پر ظلم کیا ۱۲۔

[illegible]

قول اللہ عزوجل وشارکہم فی الاموال والاولاد فواللہ ماشرکت احدا
احبک فی امہ ویزید ذلک بیانا - وتفسیرہ ما روی صدوق فی العیون
عن علی بن ابیطالب قال کنت جالسا عند باب الکعبۃ واذا شیخ محدودب
قد سقط حاجباہ علی عینیہ من شدۃ الکبر فی یدہ عکازۃ وعلی راسہ برنس
احمر وعلیہ مدرعۃ من الشعر فدنا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسندا ظہرہ
بالکعبۃ فقال یارسول اللہ ادع لی بالمغفرۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاب
سعیک یا شیخ وضل عملک فلما ولی الشیخ قال لی یا ابا الحسن اتعرفہ قلت اللہم
لا قال ذاک اللعین ابلیس قال علی علیہ السلام فعدوت خلفہ حتی لحقتہ وصرعتہ الی الارض
وجلست علی صدرہ ووضعت یدی فی حلقہ لاخنقہ فقال لا تفعل یا ابا الحسن فانی من المنظرین الی یوم
الوقت المعلوم واللہ یا علی انی لاحبک وما ابغضک احد الا شرکت اباہ فی امہ فصار ولد زنا فضحکت وخلیت
سبیلہ انتہی - اور ملا باقر مجلسی نے حلیۃ المتقین میں امام صادق سے روایت کی ہے کہ جناب
فرمود دشمن با اہل بیت نیست مگر کسیکہ ولد الزنا باشد یا مادرش در حیض یا در حاملہ شدہ باشد
اور نیز دوسری حدیث میں امام صادق سے روایت کی ہے کہ راوی پرسید بچہ چیز میتوان
دانست کہ کسی شریک شیطان شدہ است فرمود ہر کہ مارا دوست میدارد شیطان در نطفہ او شریک

سلہ کیا تو نے اللہ عزوجل کا قول نہین سنا - وشارکہم فی الاموال والاولاد خدا کی قسم جو تجھکو محبوب رکھتا ہی مین اوسکی مان مین شریک
نہین ہوا - صدوق نے عیون میں علی رضہ سے روایت کیا ہی فرمایا مین کعبہ کے دروازہ کے پاس بیٹھا تھا ناگاہ ایک بڈھا کوزہ پشت
جسکی پلکین بڑہاپی سے آنکھونپر گر پڑے تہین اوسکی ہاتھ مین ایک لٹھیا تھے اور اوسکی سر پر سرخ کلاہ تھی اور اوسپر
اون کے کملی تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کعبہ کے ساتھ پیٹھ کا سہارا لگائی ہوئی آیا اور عرض کیا یارسول اللہ میرے
لیے مغفرت کے دعا کیجیے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای شیخ تیری سعی ناکامیاب اور تیرا عمل بیکار ہے جب وہ پیٹھ پہیر
مجھکو فرمایا ای ابا الحسن تو اسکو پہچانتا ہے عرض کیا نہین فرمایا یہ ابلیس لعین ہے علی نے کہا مین اوسکی پیچہی دوڑا تاکہ اوسکا
گلا گھونٹ ڈالون اوسنے کہا ایسا نکر ای ابا الحسن کیونکہ مین قیامت تک مہلت دیا گیا ہون خدا کی قسم ای علی مین تجھکو دوست
رکھتا ہون اور جو تجھسے بغض رکھتا ہے - مین اوسکی باپ کا اوسکی مان مین شریک ہوتا ہون - اور وہ ولد الزنا ہوتا ہے
مین نے ہنسکر اوسکو چھوڑ دیا - ۱۲ -

نشدہ است دہر کہ دشمن ما ست شیطان در و شریک ست ۔ علاوہ انکی اور بہت اس قسم کے
روایات ہین جو اس مدعا پر دال ہین جنکی نسبت حسب تصریح خاتم المتکلمین اکابر امامیہ نے
شہرت بلکہ تواتر کا دعوی کیا ہے پس ان احادیث سے صریح ثابت ہوا کہ جو شخص جناب امیر
و دیگر ائمہ کی محبت سے بے بہرہ ہے اور مبغض اہلبیت ہے ولد الحرام اور نطفہ شیطان ہے
اب ہم اصول شیعہ پر مبغض اہلبیت ہونا عباس رضی اللہ عنہ کا ثابت کرتے ہین ۔ اول
قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین مین درباب غصب ام کلثوم صریح ظلم
و حق تلفی اور اس غصب مین معاونت خلیفہ ثانی کے ساتھ عباس کیطرف منسوب کیے ہین اور آخر
مین لکھتے ہین ۔ کہ ظاہرا بواسطہ وکالت فضولی و امثال آن حضرت امیر عباس را مانند دیگر
یاران فدائی خود راسخ در محبت و اخلاص نمیدانست و ہمچنانکہ سابقا در احوال سید الشہدا
مذکور شد آنحضرت علیہ السلام از عباس و عقیل بجلیفین جافیین او بتعبیر فرمودہ اند ۔ اور ظاہر ہے
کہ جو شخص رعایت اہلبیت نبوی ترک کرے اور اہل جور کیطرف مائل ہو اور غصب ام کلثوم
مین غاصبونکا شریک اور معاون ہو اوسکی ناصبیت اور عداوت اہلبیت مین کیا شک و شبہ ہے
پس اوسکی ولادت کے بارہ مین حضرات شیعہ جو کچھہ فرماتے ہین ہم سابق مین نقل کر آئے ہین
دوسری روایت ثقۃ الاسلام کے ہے جسکا ترجمہ حیات القلوب مین کیا ہے اوسکو ہم خاتم
المتکلمین سے نقل کرتے ہین ۔ سدیر از حضرت امام محمد باقر العلوم پرسید کہ کجا بود عزت و کثرت و شوکت
بنی ہاشم کہ حضرت امیر المومنین بعد از حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم از ابوبکر و عمر و سائر
منافقان مغلوب گردید ۔ حضرت فرمود کہ از بنی ہاشم کہ ماندہ بود جعفر و حمزہ کہ در غایت ایمان
و یقین و از سابقین اولین بودند بعالم بقا رحلت کردہ بودند و دو مرد ضعیف الیقین ذلیل النفس
تازہ مسلمان شدہ بودند عباس و عقیل و ایشانرا در جنگ بدر اسیر کردند و آزاد کردند ایمان چنین
قوی نمیدارد بخدا سوگند کہ اگر حمزہ و جعفر حاضر مے بودند در ان فتنہ ابوبکر و عمر یارای آن نداشتند
کہ حق امیر المومنین را غصب کنند و اگر سعی میکردند البتہ ایشانرا می کشتند ۔ انتہی اس روایت سے

واضح ہے کہ عباس وعقیل مطیع نفس امارہ دنیاوی طمع کے وجہ سے خلفاء کی کاسہ لیسون مین شریک ہوئی اسیواسطی جناب امیر نے اونکو محبت واخلاص مین راسخ نہین سمجہا اور بعد وفات جناب سرور کائنات کے جب عباس نے آپسے خلافت پر بیعت کرنا چاہا تو اوسپر اعتبار نکیا اور بیعت قبول نکی۔ پس واضح ہو کہ یہہ تمام اوصاف مقدسہ جو حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصنو ابیہ کے نسبت جنکی نسبت آپ بقیۃ آبائی فرماوین اور فرماوین کہ عباس کی ایذا میری ہی ایذا ہے اور وہ میرے باپ کی جگہہ ہے اور اوسکی تعظیم وتوقیر کرو بیان کیی جاتی ہین آپکی نصب وعداوت اہلبیت نبوت پر واضح دلیل ہے اور جب نصب وعداوت ثابت ہولی تو مدلول اون روایات کا جو متواتر المعنے ہین اور قاعدہ کلیہ کے اثبات مین ہم ابہی بیان کر آئے ہین۔ معاذ اللہ آپ صادق آیا اور نصب انبیاء ومرسلین بہی بالعمل الشنیعہ پر ثابت کرتے مگر عجلت وقت اور قصد اختصار مانع ہے اور غالبًا بعض روایات شروع رسالہ مین نقل ہو بہی چکی ہین تو ہم اوسکی تفصیل سے معذور ہین **قولہ** دنیا اور آخرت مین اندھا ہونا جو لکہا ہے اسپر بہی کمال حیف ہے آپسکی ہنسی ومطائبہ کو عورت اسکی ارشاد سمجہہ گئے ہین

اقول اگر یہہ جواب آپ اپنے علماء سے نقل فرماتے ہین تو واضح ہو کہ آپکے علماء نے صرف جواب دہی سے جان بچانے کے واسطے اسکو تمسخر اور مطائبہ فرماکر ٹال دیا ہے افسوس کہ آپ اوسکو واقعی سمجہہ گئی اور اگر ایجاد بندہ ہے تو بہی غلط ہے منشا اوسکا یہہ ہے کہ نہ اپنی کتابونکی خبر اور نہ خصم کے کتابونکی واقفیت ہے۔ یا یہہ کہ خبر ہو گی لیکن جوابکے خوف سے اوسکو ہنسی مذاق کہہ دیا افسوس کہ یہہ جواب پہلے سے آپکو نہ سوجہا ورنہ بہت کام آتا۔ لیجیے ہم آپکو مطلع کرتے ہین کہ یہہ ہزل ومطائبہ نہین بلکہ سراسر واقعی ہے سبحان اللہ حضرت تو آیت کا شان نزول بیان فرماوین اور آپ اسکو ہنسی تمسخر مین اڑاوین سمجہا لیکن کیا جیسا آپ ائمہ بطور تقیہ جہوٹ بولنا درست فرماتے ہین تو کیا ہنسی مطائبہ مین بہی ائمہ کو جہوٹ بولنا روا ہے۔ لیجیے ہم اسکے ثبوت مین عبارت منتہی الکلام کی نقل کرتے ہین۔ خاتم متکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین وانگہ باین

[illegible]

دلیل قناعت نکنی و کوشش بر مدلول آن مکابرۃ و مجادلہ نہی و دلایل دیگر بر اصداقات و ناصبیت این نہدگان
پیش خود دارم از انجملہ روایت اسناد کلینی ست از حضرت سید الساجدین امام زین العابدین کہ در حق عبد اللہ
و پدرش عباس این آیت نازل شدہ و من کان فی ہذہ اعمی فہو فی الاخرۃ اعمی واضل سبیلا
یعنی ہر کہ در دنیا کور ست و راہ حق را نمے بیند پس او در آخرت کور ست از دیدن راہ بہشت و گمراہ
تر ست انتہی ترجمۃ الآیۃ الکریمۃ علی لسان صاحب حیات القلوب پس اگر مراد از کوری این پدر و پسر
معاذ اللہ ترک ناقت مرتضوی و میل بہ بنائی خلفا و ہمین ناصبیت باشد نہ انکہ عین المدعا
و اگر چیز دیگر باشد مثل انکار توحید یا نبوت و معاد یا فسق و فجور پس واجب ست کہ اہل خصومت تقریر و
تحریر آن پردازند و در مقام مناظرہ اظہار آن سازند۔ انتہی۔ اہل عقل و انصاف اس عبارت کا
ملاحظہ فرماویں اور دیکھیں کہ یہہ بیان شان نزول بطور ہنسی و مطائبہ کے ہی یا واقعی اور نفس الامر ے اگر
واقعی ہے اور روایات شیعہ سے ثابت ہے تو پہر ہماری فاضل مجیب کا اسکو مطائبہ سمجہنا کیا
اسی وجہ سے ہے کہ جواب کی بلا سے نجات پاجاویں یا کسی دوسری وجہ سے افسوس کہ آپ بر سر تے
پر جواب لکہنے بیٹہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ قال الفاضل المجیب۔ قولہ۔ اب دانشمند فرماکر تحقیق
کہ اہلسنت نے تمسک بالثقلین کیا ہے یا حضرات شیعہ نے۔ اقول۔ آپنے اہلسنت کا
کچہہ تمسک ذکر نہیں فرمایا کہ موازنہ کیا جاتا محض دعوی لسانی ہے۔ چند روایتیں شیعہ کی جو بزعم خود
خلاف تمسک سمجہیں نقل کر دی جنکا جواب گذر چکا موازنہ کیونکر کیا جاوے کس سے کیا جاوے
اگر کچہہ اپنا تمسک تحریر فرماتے تو البتہ موازنہ ہوتا یقول العبد الفقیر الی مولاہ ۔
افسوس کہ آپ اپنے سوال ہی کو بہول گئے کہ اوسمین کیا مضمون لکہا تہا بعد اوس کے بندہ کے تحریر بہی ۹
مطلب نہ سمجہی جو آپ موازنہ پر معترض ہوئی۔ اب اپنے سوال کو ملاحظہ فرمائیے کہ آپنے معاملہ
عقد خلافت و قصد احراق کے تمسک کا طعن کیا تہا۔ کمترین نے بہی بجواب اوسکی چند
روایات جو مستلزم عدم تمسک شیعہ کی تہی ذکر کر کے متنبہ کیا کہ جب ہمارا عدم تمسک یہہ ہے جو آپنے
ذکر فرمایا۔ اور آپکا عدم تمسک یہہ ہی۔ جو ہم عرض کرتے اور قاعدہ ہے تعرف الاشیاء باضدادہا

تو اب سب ہماری اور اپنے تمسکات مین موازنہ فرمالین پس ظاہر ہے کہ اسکو واسطے ہمکو اپنے تمسکات بیان کرنے کی ضرورت نہ تہی اگر آپ مطلب سمجہتے تو موازنہ کے لیے ہماری تمسکات کے طالب نہوتے اور جوابات تو جیسی کچہہ آپنے تحریر فرمائی اونکی حالت اہل عقل و انصاف پر بخوبی روشن ہے اور عجب نہین کہ کبہی اپنے دلمین آپ ہی انصاف کرتے ہونگے **قوله** اب آپکی طرح ہم بہی عرض کرتے ہین کہ کیا تمسک کے یہہ ہی معنے ہین کہ کتاب اللہ کو محرف اور غلط بتلاوین اور اوسکو جلائین اور پاتہہ پڑاوین اور رسول اللہ کی بیٹی کو زوجہ کافر کہین درحالیکہ اسلام نے دونمین جدائی ڈال دی تہی اور اہلبیت کا گہر جلانے کی دہمکی دین۔ اور جنکو حضرت عباس عم رسول خدا صنو ابیہ غرک اللہ بغیر ایک فرمائین اونکو خلیفہ رسول و امام برحق قرار دین اسے غیر ذلک۔ **اقول** بحول اللہ و قوتہ ہم ان مطاعن کا بخوبی ابطال و استیصال بحاث سابقہ مین کر چکے ہین حاجت تکرار و اعادہ نہین ہے **قال الفاضل المجیب** قوله۔ با اینہمہ جناب مخاطب کے تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکی نزدیک صرف قصد احراق ثابت ہے الحمد اللہ جن حضرات شیعہ نے وقوع احراق فرمایا ہے وہ جناب مخاطب کے نزدیک معتبر نہین ورنہ اسکو موقع طعن مین بیان فرماتے۔ اقول کیا جناب مجیب ہمکو بہی مثل حضرات اہل سنت تصور فرماتے ہین کہ دعوی بلا دلیل پیش کرین یا اپنے ہی مسلمات سے مخالف کو الزام دین۔ ہمارا یہہ شیوہ نہین ہم مقبولہ فریقین یا مقبولہ خصم سے الزام دیتے ہین اسلیے حالہ کتاب بہی گذارش ہوا تہا مگر جناب نے اوس سے اغماض و اعراض مصلحتاً فرمایا۔ **یقول العبد الفقیر الے مولاہ الغنی**۔ معاذ اللہ ہم آپکو ہرگز مثل حضرات اہلسنت کے تصور نہین کرتے **وما یستوی الاعمی والبصیر ولا الظلمات ولا النور ولا الظل ولا الحرور وما یستوی الاحیاء ولا الاموات**[1] لیکن یہہ تو فرمایئے کہ آپنے ہماری کس عبارت سے سمجہا ہے کہ ہم آپکو مثل اہل سنت کے تصور کرتے ہین خدا کے لیئے کہین تو نشان کر دیجیے ہم نے تو صریح یہہ لکہا تہا کہ بعض حضرات شیعہ نے دعوی وقوع احراق کا کیا ہے جسکی جواب سے جناب نے مصلحتاً اعراض و اغماض فرمایا۔ پس اگر

[1] نہ اندہا اور بینا اور نہ اندہیرے اور نہ اوجالا نہ سایہ اور گرمی برابر ہین اور نہ زندی اور مردے برابر ہین ۱۲

انکا دعوی غلط اور کذب ہے چنانچہ آپکی تحریر سے ثابت ہوتا ہے تو آپکو چاہیی تہا کہ یہہ فرماتے
کہ کیا ہمکو بہی مثل حضرات علماء شیعہ کے تصور فرماتے ہین الخ اور آپکی دعاوی اور دلائل اور استدلالات
والزامات کا حال آپکی تحریر سے خود اہل علم و انصاف پر واضح ہے کچہہ ہماری کہنے کی یہہ ضرورت
نہین ہے اور خود یہہ ہے دعوی آپکی اس قول مین آپکے دعوی کا مکذب ہے۔ **قوله** معنید سوال کے
کس عبارت سی یہہ بات اپنے سمجہی **اقول** جناب یہہ امر میرے گذارش سے یہہ ظاہر تہا
مگر افسوس کہ آپ اردو کی سہل عبارت کو نہین سمجہتے میرا خلاصہ گذارش یہہ تہا کہ یہہ موقع طعن کا
تہا اور ایسی موقع مین حتے' لا امکان کوتاہی نہین کیجاتی جو امر زیادہ باعث طعن ہو اوسکو
ترک کر کے خفیف کو نہین، ذکر کیا جاتا ہے جب آپنے قصد احراق محل طعن مین بیان فرمایا
حالانکہ آپکے بعض علماء مدعی وقوع نفس احراق کے ہین اور وقوع نفس احراق کو جو باعث
طعن اشد تہا ترک کیا تو معلوم ہوا کہ اگر آپکے نزدیک معتبر ہوتا تو ضرور آپ اوسکو ذکر کرتے
اس سے معلوم ہوا کہ وہ آپکی نزدیک چندان قابل اعتبار نہین۔ **قال الفاضل المجیب**
قوله۔ باقی رہا قصد احراق جو امور قلبیہ سی ہے اوسکا مفصل جواب تحقیقی اپنے موقع پر دیا جائیگا
یہان کہ محل اجمال ہے اسیقدر کافی ہے۔ اقول۔ اور کس بات کا آپنے جواب عطا فرمایا کہ اوسکی
نسبت باقی رہا الخ فرماتے ہین آپنے شروع ہی سے وہ چال اختیار کی ہے کہ جو امور ہمنے
دریافت کئی تہی بزعم خود ہم پر ہی منقلب کر دیئی اور اس سے آپکی غرض صرف اصلی جواب سے
پہلوتہی کرنا ہے **یقول العبد الفقیر الی مولاه الغنی** ہم شروع رسالہ مین
گذارش کر چکے ہین کہ آپ محض سائل نہین تہے بلکہ مدعی بہی تہے اور آپنے اپنے دعوی کو
بلا دلیل ذکر فرمایا تہا تو ہمنے آپسے آپکے دعوی کی نسبت دلیل طلب کی اور آپکے سوال کا
اجمالی جواب دیکر آپکو متنبہ کر دیا کہ آپ جواب کے اوسوقت مستحق ہونگے جبکہ اپنے دعوی کو
بدلائل ثابت کرینگے۔ چنانچہ اس تحریر مین بزعم خود آپنے اپنی مدعا کو بدلائل ثابت کیا
گو باعتبار واقع کے ثابت نہوا ہو۔ پس ہمنے بہی اپنے اس رسالہ مین آپکے سوال کا جواب

کسیقدر بسط و تفصیل کے ساتھہ گذارش کیا پہر آپکا یہہ فرمانا کہ اس سے آپکی اصلی غرض صرف جواب سے پہلوتہی کرنا ہے محض دعوی بے دلیل و غلط ہوا اور نیز باوجود عدم استحقاق جواب کے یہہ اجمالی طرز اسلیے بہی اختیار کیا تہا کہ آپکو انظار وابحاث مین پہنسانے کیلیے ایک جال تہا سو بحول اللہ وقوتہ حسب مدعا آپ ایسی ابحاث کے جالمین پہنسی ہین کہ قیامت تک مخلصی محال ہے **قولہ** معہذا سوال مین قصد احراق بہی ذکر ہوا ہے اور حوالہ کتاب بہی درج ہے مناسب تہا کہ اسکا جواب تحقیقی یا الزامی تحریر ہوتا ورنہ اسقدر تعرض کے بہی کیا حاجت تہی جسطرح اصلی سوال کے جواب مین سکوت اختیار فرمائی یہان بہی خاموش رہتے **اقول** افسوس کہ بندہ کی گذارش فہم شریف مین نہ آئی بندہ نے جو عرض کیا تہا کہ قصد امور قلبیہ سے ہے یہہ ہے آپکی سوال کا اجمالی جواب تہا اور حاصل اسکا یہہ تہا کہ آپنے قصد احراق کا دعوی فرمایا اور جو روایت کہ آپ نے ذکر فرمائی اوسکی یہہ عبارت ہے۔ وایم اللہ ما ذاک بمانعی ان اجتمع ہولاء النفر[1] عندک ان امرہم ان یحرق علیہم البیت اور ان الفاظ سے قصد احراق ثابت نہین ہوتا بلکہ محض تہدید بصراحۃ معلوم ہوتی ہے کیونکہ عرف مین ایسی کلمات ایسے مواقع مین محض تہدیداً کہتے ہین تو دلیل مثبت مدعا نہین ہوئی اور دعوے ثابت نہوا۔ آپنے بجز اس ایک روایت کے اور کوئی قرینہ بہی بیان نفرمایا تہا جو مثبت تصمیم عزم ہو پس ایسے پوچ استدلال کے بیخ کنی اور قطع عرق کیواسطے یہہ ایک جملہ بہی کافی تہا۔ بشرطیکہ فہم سے کام لیتے۔ چونکہ اب آپ اوسکی تفصیل کے طالب ہین اور یہہ موقع بہی اوسکی تفصیل کا ہے۔ اسلیے ہم اوسکی تفصیل کیے بہی حاضر ہین لیجیے ذرا متوجہ ہوکر سنیئے۔ واقفان مناظرہ مذہبی فریقین پر مخفی نہین ہے حسب عادت قدیمہ خود کہ ہمیشہ مذہب مین نئے نئے تراش وخراش کرتے رہتے ہین شیعہ کے اس مسئلہ مین بہی رنگ برنگ کے اقوال ہے اول وقوع احراق کا دعوی ہوا چنانچہ علامہ طوسی نے تجرید مین اور ملا باقر مجلسی اور بعض متاخرین نے بہی لکہا۔ اور بعض علماء نے

[1] اور اللہ کی قسم اگر یہہ لوگ تیرے پاس مجتمع ہون تو یہہ مجہکو اس سے مانع نہوگا کہ مین انپر گہر جلانے کا حکم کرون۔ ۱۲۔

ہماری فاضل مجیب بہی مین جب اس دعوی کی غلطی پر متنبہ ہوئی تو اوس دعوی کا انکار کیا اور قصد
احراق کا دعوی کیا - پہر جب بعضے علماء نتائشی ابحاث اہلسنت مین گرفتار ہوئی تو انہون نے
اسکو تہدید و تخویف پر محمول فرمایا - چونکہ وقوع احراق کی نسبت ہماری فاضل مجیب کا دعوی نہین
بلکہ بعض علماء نے خود تکذیب فرمائی اسلیے ہم اوسکی تردید کیطرف متوجہ نہین ہوتی - اور ابطال
دعوی قصد احراق کیطرف عنان توجہ منعطف کرتے ہین - پس واضح ہو کہ قصد احراق سے مراد
تصمیم عزم احراق ہے کہ معاذ اللہ مقصود دلی یہہ تہا کہ خانہ اہلبیت کو جلادین اور مجرد
تخویف و تہدید مدنظر نہین تہے - لیکن دعوی تصمیم عزم احراق بہی بوجوہ چند باطل ہے
اول یہہ کہ جو روایت کہ ازالۃ الخفا سے اس مدعا کے ثبوت مین نقل کی ہے وہ ہرگز اسکو مثبت
نہین اور اوس سے استدلال صحیح نہین کیونکہ اوسمین احتمال مجرد تہدید تخویف کا بہی بلکہ غالب
سیاق کلام سے مفہوم ہوتا ہے تو استدلال تصمیم عزم احراق پر باطل ہوا - دوسری یہہ کہ ان الفاظ
مین جو روایت منقولہ مین موجود ہین قسم عدم مانعیۃ پر واقع ہے نہ احراق پر اور حاصل ترجمہ اس
جملہ کا اسطرح ہے کہ خدا کی قسم یہہ میرا مانع نہین ہے امر احراق سے - تو اس جملہ سی یہہ بہی
نہین ثابت ہوتا کہ حضرت فاروق نے فرمایا ہو کہ اگر مجتمع ہوئی تو مین گہر جلا دونگا بلکہ یہہ کہا ہے
کہ اگر مجتمع ہوئی تو مجکو یہہ امر احراق بیت سے مانع نہو گا اور اس سے تصمیم عزم احراق پر
استدلال کرنا سراسر بیجا ہے - تیسری یہہ کہ جناب امیر نے بہی قصہ میزاب مین جسکی روایت
ہم ابہی اوپر بیان کر آئے ہین - پرنالہ لگوانے کے واسطے جب آپ تشریف لائی تو تلوار خلاف
عادت شریفہ گلے مین ڈالی ہوئی آئے اور فرمایا لئن قلعہ قالع لاضربن عنقہ وعنق الآمر بہ
اور نیز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے اوکہاڑنے کے بارہ مین جیسا کہ علل الشرائع
مین آپکے صدوق نے روایت کی جناب امیر نے قتل و قتال کا ارادہ فرمایا حالانکہ سل سیوف
قطعاً بحکم خدا و رسول آپ پر حرام تہا تو اگر اوسکو بہی مجرد تخویف و تہدید پر محمول فرمائیے
تو ہماری طرف سے بہی یہہ ہی فرماوین - اور اگر جناب امیر کی تصمیم عزم قتل و قتال کے

قائل ہوتے ہین تو آپکی عصمت بلکہ امامت وخلافت سے ہاتھ دھو بیٹھینگے بنش قبر فاطمی کی روایت
ملخصا جو خاتم المتکلمین نے علل الشرائع سے ترجمۃً نقل کی ہے ہم بہی اوسکو نقل کرتے ہین ذکر کہ
خلیفۂ ثانی را خبر وفات حضرت زہرا رسانیدند او بکمال جزع و فزع ہمراہ صدیق بتقریب
تعزیت نزد امیر المومنین حاضر شد و شکایت شروع کرد وگفت نطلبیدن ما را بر جنازۂ فاطمی
ازان قبیل ست کہ در غسل آنحضرت ما را دخل ندادی وبحجت تعلیم کردی کہ با ابوبکر گفت کہ تہرا با پیغمبر
چہ کارست اینہمہ ولیل کدورت وغبارست حضرت امیر فرمود اگر قسم شرعی یاد کنم تصدیق
خواہید کرد گفتند بلی ــ پس بمسجد مقدس داخل شد وگفت کہ دو امر اول ازان بود کہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم در غسل فاطمہ زہرا دربارہ نماز جنازہ و ما یتعلق بہ وصیت کردہ بودند کہ اجانب را
مدخلی نہی وحاشا کہ من کلمہ بغیر زند خود تعلیم کردہ باشم بلکہ چون الف والسن بجناب مصطفوی
زائد الوصف داشت حتے کہ در عین نماز بر دوش مبارکش سوار میشد و در اثنا خطبہ ایشان مقدس
میکشید بر آمدن ابوبکر بالائی منبر آن سرور بروی شاق آمد فاروق این کلمات طیبات را از جہالت
دانست وصلاح او بر نبش قبر فاطمی برائے ادائی نماز جنازہ قرار گرفت پس صحبت بتکلف
گردید و نوبت با شتداد غیظ وغضب رسید وقریب بود کہ ذوالفقار از نیام بر آید و مقاتلہ عظیم در صحابہ
کرام واقع شود زیرا کہ امیر المومنین قسم شرعی یاد نمود کہ بر این تقدیر سر فاسد فی برا از دوش جدا کنم
بلکہ قبل از نیل مطلب دیرا زندہ نگذارم پس مہاجرین و انصار بہیئت مجموعی در صلاح افتادند
و بہ اراده فاروق تن برضا ندادند ــ انتہی ملخصہ ــ تعجب ہے کہ جناب قالع باب خیبر قاتل قوم
عاد ــ بعد احراق بیت اور اسقاط محسن اور ضرب اسواط بضعۃ الرسول سید کائنات اور اتہام
تہمت زنا کے وقت آپ مامور بصبر وسکوت ہون اور سلب بیعت کے مامور ہون اور نماز جنازہ
کیواسطے نبش قبر پر آمادہ بجہاد ہون ــ ع این خیالست ومحالست وجنون ــ پس ظاہر ہے کہ یہ
سب قصہ تمدید اور تہدید تہا اور ہرگز آپکا قصد مخالف وصیت قتل وقتال کا نہوگا ــ چونکہ یہ
کہ صاحب عماد الاسلام نے بہی اسکو مجرد تخویف پر حمل کیا وہ تحریر فرماتے ہین چنانچہ

خاتم المتکلمین نے نقل فرمایا ہے۔ مقتضی تلک المرویات ہو ان عمر ہم تبعتہ قصد احراق
بیت فاطمة واتی بالحطب وجمعہ علی بابہ لا انہ وقع منہ الاحراق فلعل کان غرضہ
مجرد التخویف۔ پس جب آپکے علماء نے خود تسلیم فرمالیا کہ فاروق کا یہہ فعل محض غرض تخویف تہا
تو آپکا انکار اونکی ایسی تکذیب ہے جیسی عین احراق کے۔ پانچوین حسب تصریح خاتم المتکلمین در
ازالة الغین کلام ابوجعفر بن قبہ نقیب متشیعین سے ہویدا ہے کہ قرن اول کے شروع مین
تمام مہاجرین و انصار خلفاء کے ظاہری زہد و ورع اور عدل و داد اور دنیا سے نفرت کلی
کی وجہ سے اونکی حقیقت خلافت کے معتقد ہوئی تہی اور رفتہ رفتہ متاخرین کو اور زیادہ اطمینان
حاصل ہوگیا اور ظاہر ہے کہ خلفاء کو بہی ان امور کا پاس ہوگا اور خیال کرتے ہونگے کہ ایسا کوئی
فعل ہمسے صادر نہو جو باعث سوء ظن ہو بلکہ جہانتک ہوسکے لوگونکو حسن ظن اور خلوص عقیدت
وام مین پہناوین تو ایسی حالت مین علی الخصوص قریب زمانہ وفات سرور کائنات علیہ افضل
الصلوات کے کیونکر ممکن ہے کہ احراق یا قصد احراق اہلبیت کیا ہو اور اگر بالفرض ایسی یہہ
فعل صادر ہوا ہو تو اونکی ابوجعفر وغیرہ کا فرمانا محض کذب ہوگا۔ چہٹی طرفہ تر یہہ ہے کہ خود علماء
شیعہ مین سے طبرسی نے مطابق روایت باقر مجلسی کے احتجاج مین روایت کی جسکا مضمون
یہہ ہے۔ کہ چون خلیفہ ثانی بآواز بلند گفت کہ اگر امیرالمومنین از خانہ خود بیرون نیاید خانہ او را
خواہم سوخت صحابہ از شنیدن این قول متغیر شدند و انکار شدید کردند خلیفہ ثانی گفت شما
گمان بردید کہ من چنین خواہم کرد حالانکہ مقصود من تہدید بود نہ چیز دیگر پس جناب امیر تقوی
بواسطہ شخص پیام بسوی عمر فرستاد کہ من برای گرد آوردن آیات قرآنی در خانہ نشستہ ام
و مشغول تالیف گردیدہ ام و بر زبانم سوگند جاری شدہ کہ تا ازین امر فارغ نشوم از خانہ پای خود
بیرون نگذارم و بامور دیگر نپردازم۔ قطع نظر اس سے کہ فاروق نے اسکی نسبت یہہ فرمایا
کہ میرا یہہ قول مجرد تہدید کی غرض سے تہا۔ جسپر صحابہ ساکت ہوگئی۔ اس روایت سے
یہہ فائدہ حاصل ہوا کہ صحابہ نے بمجرد اس قول (خواہم سوخت) سنی کی انکار شدید کیا اور موافقت فاروق کے

له خوف عمر سے علی کا انکار ... احراق واقع ہونے پر بھی ... لیکن ... ان روایات کا مقتضی

نہین کی بہاگا اور برہم ہوگئی تو کیونکر ممکن ہے کہ اون صحابہ نے جو بمجرد اس قول کے متغیر ہوگئی تہی اور
انکار شدید کیا تہا گہر جلانے کے واسطے سامان احراق جمع کرنے دیا ہو اور عقل سرسری بہی تسلیم نہین کر سکتی
کہ وہ بہتانات جو حضرات شیعہ دشمنان خلفا کیطرف منسوب فرماتے ہین مثل ضرب دشمنان سیدہ
واسقاط محسن و تہمت فاحشہ وغیرہ خرافات کو ایسی صحابہ جان نثارون نے بلا رد و انکار منظور کیا ہوگا
سنا تو ہین علی بن ابراہیم قمی استاد کلینی کی تفسیر مین مروی ہے ۔ حدثنی ابی عن صفوان
بن یحیی عن ابی الجارود عن عمران بن میثم عن مالک بن ضمرة عن ابی ذر رحمه
الله قال لما نزلت هذه الاية يوم تبيض وجوه وتسود وجوه قال رسول الله صلى الله عليه
واله وسلم ترد امتی يوم القيمة على خمس رايات فراية مع عجل هذه الامة اسألهم ما فعلتم
بالثقلين من بعدي فيقولون اما الاكبر فحرفناه ونبذناه وراء ظهورنا واما الاصغر
فعاديناه وابغضناه وظلمناه فاقول ردوا النار ظماء مظمئين مسود وجوهكم ثم ترد على
راية فرعون هذه الامة فاقول لهم ما فعلتم بالثقلين من بعدي فيقولون اما الاكبر
فحرفناه ومزقناه وخالفناه واما الاصغر فعاديناه وقتلناه فاقول ردوا النار
ظماء مظمئين مسود وجوهكم ثم ترد على راية مع سامري هذه الامة فاقول لهم
ما فعلتم بالثقلين من بعدي فيقولون اما الاكبر فعصيناه وتركناه واما الاصغر
فخذلناه وضيعناه فاقول ردوا النار ظماء مظمئين مسود وجوهكم ثم ترد على راية

ل ابوذر سے روایت ہے کہا جب یہ آیت یوم تبیض وجوه وتسود وجوه نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میری امت میرے پاس پانچ جہنڈون ہو کر آئیگی ۔ ایک جہنڈا تو اس امت کے بچہڑے کے ساتھ ہوگا مین ان سے پوچہونگا کہ تم نے میرے بعد ثقلین کے ساتھ کیا کیا وہ کہینگے کہ بڑی کو تو ہمنے پہاڑ ڈالا اور اوسکو پس پشت ڈالدیا اور چہوٹے کے ساتھ ہمنے دشمنی کی اور اوس سے بغض رکہا اور اوسپر ظلم کیا مین کہونگا پیاسے کالے موہنہ آگ مین جاؤ ۔ پہر میرے پاس اس امت کے فرعون کا جہنڈا آئیگا مین اونکو کہونگا کہ تم نے میرے بعد ثقلین کے ساتھ کیا کیا وہ کہینگے بڑی کو تو ہمنے پہاڑا اور اوسکی مخالفت کی اور چہوٹے کے ساتھ دشمنی کی اور اوس سے لڑے قتل کیا مین کہونگا پیاسے جاؤ آگ مین تمہارے کالے موہنہ پہر ایک جہنڈا مع امت کے سامری کے ساتھ میرے پاس آئیگا مین کہونگا کہ تم نے میرے بعد ثقلین کے ساتھ کیا کیا کہینگے بڑی کی تو نافرمانی کی اور چہوڑ دیا اور چہوٹے کو ضائع کیا مین کہونگا جاؤ پیاسے آگ مین تمہارے کالے موہنہ

ذی الثدیہ مع اول الخوارج واخرهم واسالهم ما فعلتم بالثقلین من بعدی فیقولون اما الاکبر فمزقناه وبرئنا منه واما الاصغر فقاتلنا وقتلنا ه فاقول ردوا النار ظماءً مظمئین مسودة وجوهکم ثم ترد علی رایة مع امام المتقین وسید المرسلین وقائد الغر المحجلین ووصی رسول رب العلمین فاقول لها ذا فعلتم بالثقلین من بعدی فیقولون اما الاکبر فاتبعناه واطعناه واما الاصغر فاحببناه وواليناه ووازرناه ونصرناه حتی اهریق فیهم دماءنا فاقول ردوا الجنة رواءً مرویین مبیضة وجوهکم ثم تلی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یوم تبیض وجوه وتسود وجوه الی قوله ففی رحمة الله هم فیها خالدون انتهی نقلا عن تفسیر الصافی۔ اہل عقل وانصاف اس روایت کو ملاحظہ فرماویں اور مدعیان تشیع کے دعاوی محبت میں صدق کو ملاحظہ کریں کہ میدان محشر میں بھی رسول خدا کے سامنے جھوٹ بولنے سے نہ چوکی اور اگر احراق بیت کا قصہ یا قصہ احراق کا معاملہ صحیح ہے اور علاوہ اسکے دوسری تہمتیں جو خلفاء و صحابہ کے ذمہ لگاتے ہیں تو کیا یہہ قول واما الاصغر فاحببناه ووالیناه ووازرناه ونصرناه حتی اهریق فیهم دماءنا) صحیح اور مطابق واقع کے ہو سکتا ہے ۔کیا یہہ ہی موالات اور نصرت تہی کہ یہہ گہر جلانیکا ارادہ کریں ہیزم وغیرہ دروازہ پر جمع کریں اور ضرب تازیانہ یا لگد یا دنبالہ شمشیر یا کار وصی علی اختلاف روایاتہم اسقاط محسن کراویں بلکہ قتل و معصومین کا کریں اور علی ہوس انسا پر اتہام فاحشہ کا نسبت

ے پہر ذو الثدیہ کا جہنڈا امام خوارج کے ساتہہ میرے پاس آئیگا میں پوچہونگا تم نے میرے بعد ثقلین کے ساتہہ کیا کیا کہینگے بڑے کو ہم نے پہاڑا اور اوس سے بری ہوئی اور چہوٹے سے لڑی اور اوسکو قتل کیا میں کہونگا جاؤ پیاسے آگ میں تمہارے کالے منہہ پہر ایک جہنڈا پیغمبر گار دنکے امام سرداروں کے سردار روشن پیشانی اور ہاتہہ پانوؤں والونکے سرگروہ رسول اللہ کے وصی کے ساتہہ میرے پاس آئیگا میں کہونگا تم نے میرے بعد ثقلین کے ساتہہ کیا کیا کہینگے بڑے کی پیروی اور اطاعت کی اور چہوٹے کے ساتہہ محبت و موالات کی ۔ اور مدد و معاونت کی ۔ یہانتک کراوئین ہمارے خون بہی میں کہونگا ۔ جنت میں چلے جاؤ سیراب تمہارے روشن چہرے پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑہا ۔ یوم تبیض وجوه وتسود وجوه ۔ سے ففی رحمة الله هم فیها خالدون تک ۱۲ منہ

بدشمنان سیدہ کریں اور یہہ مدعین نصرت و موالات چھپکے بیٹھے دیکھیں اور دم نماریں اور
سانس نہ نکالیں اور یہہ سوال کچھ جناب شیعیان پاک ہی سے نہیں کیا جا ئیگا بلکہ خود جناب جو صاحب
رائت ہیں وہ بھی اسمیں شامل ہونگے اور خود حضرت امیر بھی جو اب وہ ہونگے تو یہہ کذب اصول
شیعہ پر جناب امیر کیطرف بھی منسوب ہوگا اور سوال وارد ہوگا کہ اتباع و اطاعت قرآن کی اور
محبت و موالات اہلبیت سرور انام کی یہی ہے کہ جو وقت عمر فاروق نے گھر جلایا یا جلانے کا
سامان مہیا کیا چون و چرانہ کی اور باوجود ادعائے شجاعت کے جسکا بیان خارج امکان ہے
بمقابلہ اہلبیت کے اہانت کرنے والونکو کچھ نہ کہا پس اس سے زیادہ عداوت و دشمنی اہلبیت کیساتھ اور کیا
ہو سکتی ہے۔ لیکن حیرت و تعجب کا مقام ہے کہ جب حضرت سرور کائنات نے تمام
وقائع آتیہ بیان فرما دیئے تھے اور تمام حالات واقعہ حوادث و دواہی کی خبر دیدی تھی
اور فرما دیا تھا کہ صبر و سکوت کرنا اور ہرگز چون و چرا نکرنا۔ پس اس سوال نے کیا سنیے
کہ تمنے ثقلین کے ساتھہ کیا کیا۔ اور اگر کسی نہج سے یہہ سوال صحیح ہو بھی تو یہہ جواب
تو ہے جواب صحیح یہہ ہے کہ ہمنے آپکے ارشاد کے موافق صبر و سکوت کیا چون و چرا نہ کی
ظلم و ستم ہوا کئے کبھی دم نمارا ثقلین العیاذ باللہ خراب و خوار ہوگئے سنہ بلایا ہر کیف
یہہ سوال و جواب مصنوعی غلط ہو یا صحیح ہمکو کچھ بحث نہیں ہمارا مدعا جو کچھ ہے وہ اس سے ثابت ہے
مگر اسقدر گذارش اور باقی ہے کہ تفسیر صافی کی دوسری روایت جو اس روایت سے کچھ اوپر مذکور ہے
اس امر کو مقتضی ہے کہ ظلم پر سکوت کرنے والے بھی ظالمون کے ساتھہ گرفتار عذاب ہوتے ہین
قال ابو جعفرؑ واوحی اللہ الی شعیب النبیؑ انی معذب من قومک مائۃ الف واربعین الفا[1]
من شرارھم وستین الفا من خیارھم فقال یارب ھولاء الاشرار فما بال الاخیار فاوحی

[1] ابو جعفرؑ نے کہا کہ شعیب نبی کیطرف خدا نے وحی بھیجی کہ مین تیرے قوم کے شریرونمین سو لاکھ چالیس ہزار کو عذاب کرونگا اور نیکون مین سے ساتھہ ہزار کو۔ عرض کیا اے پروردگار یہہ تو بد ہین بھلا نیکون کا کیا حال ہے) اللہ نے ان کی طرف وحی کی۔ ۱۲

اللہ عز وجل الیہ انہم ولھنوا اھل المعاصے ولم یغضبوا الغضب تو اس سے اونکا حال قیاس کرنا چاہیے جنہون نے ایسے سخت ظلمونپر سکوت کیا اور مد نت کی اور غضب ناک نہوئی حالانکہ اونکو اوسنے چین پر جبین ہونے مین کام نکلتا تہا کہ اونکا کیا حال ہوگا شاید اصول شیعہ پر بموافق اس روایت کے مدلولکے وہ خیار بہی اون اشرار کے ساتہہ معذب ہونگی بیت شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی ۔ گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد ۔ آٹہوین خود علامہ کنتوری نے بجواب حضرت خاتم المحدثین کے ۔ حضرت فاروق کے اس ارادہ کا مجرد تخویف پر محمول ہونا تسلیم کرلیا ہے وہ لکہتے ہین ۔ اما آنچہ گفتہ اگر مراد ایشان از قصد تخویف وتہدید نسبت بزبان گفتن اینکہ من خواہم سوخت الخ ۔ پس ما میگوئیم کہ فے الواقع مراد علماء شیعہ از قصد احراق بیت بنوت کہ بروایات اہلسنت ثابت میکنند ہمین ست واگر این قول او بر قصد او دلالت نکند لازم آید کہ در قول خود کاذب بودہ باشد ۔ اور اگر بعلہ فاضل مجیب کو یہہ خیال ہو کہ آخر عبارت کنتوری کی اور نیز عبارت سابقہ صریح دلالت کرتی ہے کہ وہ در پے اثبات قصد تحریق کے ہین سو اس تناقض کے دفع کا آپ ہی فکر فرمادین ۔ جو آپکی مفتی صاحب کی عبارت مین واقع ہے کہ کہین مدعی اثبات قصد احراق ہین اور کہین مجرد تخویف پر محمول ہونا تسلیم فرماتے ہین ۔ اور عجب نہین کہ منشا اسکا یہہ ہے کہ حضرت مفتی صاحب کو درمیان قصد تحریق اور قصد تخویف کی تمیز نہوئی ہوگی کہ جسکی وجہ سے یہہ التباس واختلاط کلام مین واقع ہوا **قولہ** معلوم نہین کہ قصد کو امور قلبیہ کہنے سے آپکا کیا مطلب ہے بظاہر تو وہی مطلب ہوگا کہ جو آپکی خاتم المحدثین نے تحفہ مین فرمایا ہے قصد امور قلبیہ سے ہے بے شک ہے مگر جب اسباب وسامان قصد کے ظاہر ہون تو بے شک کہہ سکتے ہین کہ اس کام کے کرنے پر آمادہ ہے **اقول** فعل کے کرنے پر آمادگی دو طرح ہوتی ہے یا بطور تصمیم عزم کے یا بطور مجرد تہدید وتخویف کے چونکہ بظاہر ان دونو مین کچھہ فرق نہین اور اسیواسطے بعض علماء شیعہ پر ملتبس ہوگئی ۔ اور ان

لہ کہ انہون نے گنہگارونکی ساتہہ ہنستی کی ۔ اور میرے غصہ کے سبب وہ غصہ نہوئی ۔ ۱۲ ۔

دونوین فرق باعتبار ارادہ فاعل کے ہے اسلیے مناسب ہے کہ ہم اول ان دونوین فرق بتلادین
اور اوسکے بعد اپنے فاضل مجیب کے اس قول کا جواب دیوین پس واضح ہو کہ قصد علی الفعل ارادۂ
جزمی ہے جو اوس فعل کے کرنے سے متعلق ہو اور قصد تخویف وتہدید یہہ ہے کہ فی حد ذاتہ
فعل کا کرنا مقصود نہو صرف بظاہر القاء خوف کے لیے اوس فعل کے اسباب وسامان کو اس
صورت مین ظاہر کیا جاوے جس سے بظاہر عزم بالجزم مترشح ہوتا ہو کیونکہ اگر اوس سے
یہہ امر متحقق نہوگا تو مقصود جو تخویف وتہدید ہے ہرگز برآمد نہوگا - بلکہ امور مہمہ مین تہدید وتخویف
کی نسبت جائز ہے کہ ہی تو یہ دور دہک فراہمی سامان بہ نسبت اصل قصد کے زیادہ ہو
پس ظاہر سامان سے ان دونوین تمیز کرنا جیسا کہ حضرات شیعہ کرتے ہین چنانچہ علامہ کنتوری نے
بہی تحفہ کے جواب مین لکہا ہے - واما آنچہ گفتہ اند کہ قصد از امور قلبیہ است کہ بران غیر خدای
تعالے دیگرے مطلع نمی تواند شد پس مدفوع ست بانکہ امارت وعلامات ودلیل قصد می باشد
اور بتقلید انکی غالبا ہمارے فاضل مجیب بہی بدون سوچے سمجہے یہہ بہی ترانہ فرماتے ہین
اسکی دلیل ہے - کہ حضرات کو ان دونوین تمیز نہین ہوگی - اصل سوال مین تحریر فرماتے ہین -
(اور بیعت لینے کے لیے گہر جلانے کی دہمکی دی) اور بعد اسکے قصد احراق روایت ازالۃ الخفا
سے ثابت کرتے ہین - اس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ آپکو دہمکی اور قصد احراق مین تفرقہ وامتیاز
حاصل نہین ہان حالت فاعل کے اور لیاقت وقابلیت مفعول کے فی الجملہ قرینہ ہوسکتی ہے مثلاً ایسے
افعال کے صدور مین کہ اونکا فاعل سفاک وبیباک ہو اور اتباع شرع سے مطلق بے بہرہ ہو
اور محل بہی لائق کشتنی وسوختنی ہو تو ایسی جگہ غالب احتمال تصمیم عزم کا ہوسکتا ہے لیکن جبتک
وقوع فعل نہ ہوچکے ہرگز استدلال نہین کیا جاسکتا کہ مقصود فی حد ذاتہ قصد قتل واحراق ہے
پس جب یہہ امر طے ہوگیا تو اب فاضل مجیب اور اونکے مفتی صاحب کا یہہ فرمانا کہ سامان
واسباب کے جمع کرنے سے اور ہیزم وآتش کے لانے سے معلوم ہوا کہ فاروق احراق بیت
اہلبیت کا عزم بالجزم رکہتے تہے غلط ہوا - کسی شخص کو اوسکی قتل کے نسبت کہنا اور

تلوار کلے مین ڈالکر نکلنا بلکہ تلوار میان سے کہینچنا تک والا عزم اور قصد پر نہین ہو سکتی۔ خود جناب
امیر کا قصۂ منبر اب پہر جوش و خروش اور قتل کی دہمکی اور تلوار گلے مین ڈالکر باہر آنا خود اسپر صریح
دلیل ہے بشرطیکہ حضرات شیعہ اسکو مجرد تہدید پر محمول فرماوین اسیطرح نبش قبر فاطمی پر
ارادہ قتل و قتال کرنا اور دست بقبضۂ شمشیر ہونا بہی غالبًا اسی قسم سے ہوگا اور اگر حضرات
شیعہ سبکو تہدید پر محمول فرماوین اور عزم بالجزم سمجہین تو چونکہ آپ امور سبکوت تہے
آپکی عصمت بلکہ امامت و خلافت کو سنبہالین۔ آپکو یاد ہوگا جبکہ آپکے ابن عباس بصرہ کا
بیت المال لوٹکر مکہ آبیٹہے اور جناب امیر نے اونکو ایک عتاب نامہ تحریر فرمایا جو نہج البلاغت
مین منقول ہے اور غالبًا ہم اوسکی نقل اوپر کر آئے ہین۔ اوسمین اونکو جناب امیر نے قسم کہا کر
کیا لکہا ہے کیا واقعی اوس سے قتل کا عزم بالجزم ثابت ہوتا ہے یا نہین۔ غالبًا وہ روایت
بہی آپکی حافظہ سے نکلی ہوگی جو ہم اوپر بیان کر آئے ہین جو اصل روایت مجلسی اور قطب
راوندی کی ہے اور مواعظ حسنیہ مین بہی مذکور ہے اگر آپکو فراموش ہوگئی ہو ہم آپکو یاد دلاتے
ہین کہ جناب امام حسین نے قنبر سے فرمایا کہ مجہکو معلوم ہوگیا ہے کہ چند مشکین عسل کی جو یمن سے آئی ہین
تیری حفاظت مین ہین اور مجہکو ایک مہمان کی نانخورش کی ضرورت ہے تہوڑا مجہکو اوسمین سے
دیدے چنانچہ ایک مشک کا سونہہ کہولکر بقدر حاجت لیا تقسیم کے وقت جب حضرت نے
مشکونکا ملاحظہ فرمایا تو معلوم ہوا کہ ایک مشک مین کم ہے قنبر حضور مین بلایا گیا اوسنے عرض کیا کہ حضرت
امام حسین ریحان رسول الثقلین کو ایک مہمان کے لیے ضرورت پیش آئی تہی اونہون نے
تہوڑا سا شہد لیا ہے سنتے ہی حکم دیا۔ بلاؤ جب حاضر ہوئے تو نہایت تیزی و خشونت غیظ
غضب کے ساتہہ درہ جو آپکے ہاتہہ مین تہا جناب امام کے مارنے کیواسطے اوٹہایا۔ یہانتک جناب
امام حسین نے نہایت عاجزی سے آپکے غصہ فرو کرنے کے واسطے حق جعفر کے کو یاد دلایا
اور آپکا غصہ فرو ہوا تو معلوم نہین یہہ قرائن یعنے غیظ و غضب کرنا درہ کا مارنے کے واسطے
اوٹہانا اور وہ قبل القسمت مال بیت اللہ مین تصرف کرنا اور جناب امیر کو حقانیت کا جوش ہونا

[illegible]

مستلزم قصد ضرب و اہانت ہین یا نہین اگر نہین ہین تو مدعا ثابت ہے اور اگر ہین تو قطع نظر توہین
امام کے غلط ہے کیونکہ آخر مین خود جناب امیر نے ارشاد فرمایا اگر مین نہ دیکھا ہوتا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تیری دانتونکو بوسہ دیتے تھے تو مین یقینا تجھکو مارتا تو تیرے مسلمانو نے
بھی کیون نفع اوٹھایا اس سے صریح معلوم ہوا کہ آپکا قصد ہرگز ضرب کا نہتا بلکہ صرف تہدید
وتخویف مدنظر سامی تھی کیونکہ آپکو یاد تھا کہ حضرت دندان مبارک صاحبزادہ کو بوسہ دیتے تھے
تو ایسی حالت مین عزم بالجزم مارنے کا کیونکر کر سکتے تھے۔ علاوہ ازین خود رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے متخلفین جماعت کے لیے وعید احراق فرمایا جو متفق علیہ فریقین ہے
اور یقینا وہ محمول اوپر تہدید تخویف کی ہے کیونکہ کوئی شخص علما مین سے تارک جماعت کے
لیے وجوب احراق کا قائل نہین ہوا اور اگر وجود روایت مین شک وشبہ ہو تو اپنے مجتہد
سابق کی تصانیف مثل مواعظ حسنیہ ملاحظہ فرما لیجیئے۔ **قولہ** پس جبکہ خلیفہ ثانی نے
قسم یاد کی ہو اور سامان احراق مثل آتش وہیزم وغیرہ بھی عمل مین لیگئے ہون۔ جیسا کہ کتب معتبرہ
اہلسنت سے ثابت ہے تو اب اسمین کیا شک رہا کیونکہ ہر آدمی جانتا ہے کہ جب کوئی شخص
آگ لکڑی وغیرہ کسی مکان پر لیجاوے اور اوس کے مالک سے بقسم کہے کہ اس گھر کو جلا دونگا۔ تو
ضرور ثابت ہوگا کہ یہہ شخص اس گھر کے جلانیکا قصد رکھتا ہے **اقول** اگر اصل سوال ہی مین
آپ ان امور کا ذکر فرماتے تو البتہ بندہ کا اجمالی جواب دینا اور یہہ کہنا کہ قصد امور قلبیہ سے ہے
مورد طعن ہوتا اور جب آپنے یہہ امور اوسوقت ذکر فرمائی ہے ہی نہین تھے اور صرف روایت
ازالۃ الخفا پر اکتفا فرمایا تھا اور یہہ بھی تقلید علامہ کنتوری وغیرہ فرمایا ہے تو پھر ایسا جواب
کیون محل طعن ہے۔ رہا ثبوت ان امور کا کہ آگ وہیزم وغیرہ کا لیجانا بندہ سامی تھا جسکے
ذکر سے کسی مصلحت کے سبب اغماض فرمایا۔ تعجب ہے کہ آپ استدلال فرمائین بطور ایک امر کی اثبات کے
درپے ہون اور اثبات کے وقت پہلو تہی فرماوین۔ بھلا اگر یہہ امور آگ وغیرہ کا لیجانا کتب
معتبرہ اہلسنت سے بزعم سامی ثابت ہے تو آپنے اوسکو ذکر کیون نہین فرمایا جو ہدایت آپکی

ازالۃ الخفا سے نقل کی اوسمین تو یہہ امور اشارۃً وکنایۃً بہی مذکور نہین اسکی ذکر مین چندان تطویل بہی نہین تہی اور اگر نفی الجملہ تطویل بہی ہو تو زوائد واجب الحذف والاسقاط ہوا کرتے ہین نہ بیش مقاصد ابحاث اور موقوف علیہ دعاوی - پہر اس بحث پر یہہ فرمانا کہ اب اسمین کیا شک رہا عجائب افادات سے ہے آپکو بے شک شک نرہا ہوگا - لیکن اہل عقل ودانش کا شک تو ایسی خرافات سے کیونکر رفع ہو سکتا ہے اور اگر بالفرض اہلسنت کی کسی کتاب مین بروایات ضعیفہ واہیہ پایا بہی جاوے تو اسکا جواب قول سابق کے جوابات سے بخوبی ظاہر وباہر ہے - کہ اصول شیعہ پر بہی یہہ امور قصد احراق پر دال نہین ہو سکتی - اچھا بفرض محال ہمنے تسلیم کیا کہ یہہ امور قصد احراق پر دال ہین بلکہ مثل قضیہ شرطیہ لزومیہ ان کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود مستلزم عزم بالجزم احراق کو ہین اور فی الواقع حضرت فاروق کا قصد صمیم احراق بیت تہا اور تمام اعوان وانصار انکی شریک ومعاون تہے لیکن ہم پوچھتے ہین کہ اگر یہہ عزم صمیم تہا تو اسکو کون مانع ہوا اور حسب مذاق فاضل مجیب ودیگر بعض اکابر شیعہ جو عدم وقوع احراق کے قائل ہین - احراق کیون وقوع مین نہین آیا صحابہ کلہم اجمعین الا معدودی فاروق کے حامی ومددگار ہونگی اور جناب امیر وجناب سیدہ بلکہ تمام بنی ہاشم شاید مامور بالسکوت ہونگی - اونہون کچہہ چون وچرا نفرمائی اور اگر چون وچرا کرنے والی ہوتے تو معاملہ خلافت مین جو حسب ارشاد جناب قاضی صاحب شوستری غصب ہزار فروج مومنات سے بہی زیادہ قبیح تہا چون وچرا کرتے خداوند تعالے کیطرفسے بہی کوئی امداد غیبی نہین پہنچی جو اس سے مانع ہوتے جب باوجود تسلط تام اور عزم صمیم اور موجودگی سامان اور عدم موانع کے وقوع احراق نہ پایا گیا تو معلوم ہوا کہ مقصود احراق بیت نہ تہا بلکہ مقصود مجرد تخویف وتہدید تہے جو حاصل ہوگئی شاید شیعہ اسکا یہہ جواب دیوین کہ یہہ قصد معلق بالشرط تہا جو اجتماع ہے حاصل یہہ کہ اگر یہہ اجتماع باقی رہا تو بیشک گہر جلا دونگا اور وجود معلق کے لیے وجود معلق بہ کا ضرور ہے اور وہ نہ پایا گیا تو بقاعدہ اذا فات الشرط فات المشروط - وجود معلق ومشروط کا بہی جو احراق بیت ہے نہ پایا گیا ہم انکی

[illegible]

جواب مین کہتے ہین کہ یہہ جواب بعینہ ہماری مدعا کو مثبت ہے کیونکہ اس سے بصراحۃ ثابت ہوا
کہ فی حد ذاتہ مقصود اصلی تفریق اجتماع تہے اور یہہ ایعاد بالاحراق محض اوس مقصود کی تحصیل کا آلہ
اور واسطہ تہا اور نفس حد ذاتہ مقصود نہ تہا - کیونکہ ظاہر ہے کہ حصول مقصود یعنی تفریق
بدون تہدید و تخویف کے ممکن نہ تہا پس بمثل مشہور - ہمان آتش در کاسہ - وہی تخویف و تہدید کے
طور پر ایعاد بالاحراق محصول رہا اور یہہ دعوی کہ احراق بیت مقصود تہا غلط ہوا - رہا قسم کہا کر
کہنا سو اسکی نسبت ہم عرض کر چکے کہ اول تو یہہ حضرات کی خوش فہمی ہے کہ اوس قسم کو فعل کے
تاکید بجا آوری پر سمجہی ہوئے ہین حالانکہ وہ قسم عدم مانعیۃ پر ہے حاصل یہہ کہ فاروق نے
قسم کہا کر اس روایت منقولہ مین یہہ نہین فرمایا - کہ مین گہر جلا دونگا بلکہ یہہ فرمایا خدا کی قسم اگر یہہ
جماعت تمہارے پاس مجتمع ہوئی تو یہہ مجہکو امر بالاحراق سے مانع نہو گی - پس اہل انصاف
سمجہ سکتے ہین کہ اسمین نہ احراق پر قسم ہے نہ قصد احراق ہے - اور اگر کسی روایت مین احراق
ہی پر قسم مروی ہو اگرچہ ہمکو بالفعل اوس سے کچہہ بحث نہین کیونکہ گفتگو اوسمین ہے جو روایت
فاضل مجیب نے اپنے استدلال مین تحریر فرمائی ہے تاہم ہماری مدعا کے مخالف نہین کیونکہ ہم
کہہ چکے ہین کہ تہدیدات بظاہر قصد کی نسبت زیادہ پختگی اور جد کے ساتہ ظاہر کیجاتی ہین - اور
اگر قسم کے ذکر سے ایما یہہ ہے کہ درصورت عدم قصد کے کذب لازم آوے چنانچہ آپکی حضرت
لکہنوی نے بہی غالبًا یہہ فرما کر اپنا تبحر علمی ظاہر فرمایا - پس ہم کہتے ہین کہ اول تو گو لفظًا یہہ
اخبار ہو لیکن حقیقۃً اخبار نہین بلکہ انشاء تہدید و تخویف مقصود ہے تو اوسکو صدق اور کذب سے
کچہہ علاقہ ہی نہین - کیونکہ نہ وہ حکایت نہ اوسکے لیے کوئی محکی عنہ نہ اوسکو تطابق و عدم تطابق سے
کچہہ واسطہ تو اوسکو اول اپنی خوش فہمی سے خبر تسلیم کر لیا - پہر آپ ہی اوسپر اعتراض کر دیا
اور یہہ صریح تہافت علی الفاسد ہے - علاوہ ازین اگر یہہ کذب ہو تو وہ قسمین جو ہم جناب امیر کے
اوپر بیان کر چکے ہین اور وہ تہدیدات جو جناب امیر نے فرمائی ہین - بلکہ وہ تہدید جو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے متخلفین عن الجماعۃ کے بارہ مین فرمائی ہین وہ سب کذب ہونگی پس جو اونکا

جواب آپ دیوین وہی جواب آپ اور آپکے علامہ کنتوری اسکی طرف سے قبول فرماوین **قولہ** یہہ جواب تحریر فرماتے ہین کہ جواب تحقیقی اپنے موقع پر دیا جائیگا یہان کہ محل اجمال ہے اسیقدر کافی ہے اس سے سخت حیرت ہی کہ آپنے اجمالی ہی کونسا جواب دیا جسکو کافی سمجھتے ہین اور موقع کونسا ہوگا سوال تو اب کیا جاتا ہے آپ اسکے جواب تحقیقی کا موقع نہین سمجھتے اور صرف اسقدر لکھکر کہ جو امور تسلیمیہ سے ہے شاید اسکو اجمالی جواب تصور فرماتے ہین سبحان اللہ جواب وہی اسکو کہتے ہین۔ **اقول** منشا اس حیرت کا یہہ ہے کہ آپنے اپنی فہم سے کام نہین لیا اگر فہم سے کام لیتے تو یہہ حیرت نفرماتے بظاہر ایک چھوٹا سا لفظ دیکھکر خیال کرلیا کہ یہہ کیا جواب ہو سکتا ہے حالانکہ یہہ خیال غلط ہے ایک لفظ بہت مضامین مفصلہ کا اجمال ہو سکتا ہے یہہ لفظ بظاہر گو چھوٹا سا تھا لیکن اگر آپ تامل فرماتے تو آپکی تبدلات کی استعمال کے واسطے کافی تھا چنانچہ بجواب اوسکے آخر آپکو جدید دعوی کے ضرورت پڑی اور آپنے فراہمی سامان مثل آتش و ہیزم وغیرہ کا دعوی کیا اور اوسکے اثبات سے پہلو تہی کیا اگر وہ جواب ایسا ہی ناکافی تھا تو اوسکے لیے اس جدید دعوی کی کیا ضرورت تھی۔ باقی رہا اجمال سو اجمال کا ہی وہ مقام تھا کہ اول آپکے آپکی دعوونکی نسبت جواب طلب تھا اور وہ تفصیل کا موقع نہ تھا اب آپنے ہی اپنی دعاوی کو بزعم خود بدلائل ثابت کیا تو اب ہماری لیے بہی تفصیل کا موقع آیا اور اگرچہ تحریر طویل ہوگیی تھی تاہم تطویل کا کچھہ اندیشہ نکیا اور مفصلا اوسکا جواب خدمت مین پیش کردیا سو اس تفصیل سے آپ اوس اجمال کو سمجھہ لیجیگا۔ آپکی حیرت انشاء اللہ تعالے رفع ہو جائیگی اور معلوم ہو جائیگا کہ یہہ جواب محل اجمال مین کافی ہے **قال الفاضل المجیب**

قولہ ۔ اور جو صاحب ہدایۃ الشیعہ سلمہ اللہ تعالے و دام برکاتہ کی نسبت تعصب و مخالفت روایات بخاری و مسلم ذکر فرمایا ہے سو اوسکی نسبت اسقدر گذارش ہے کہ کلام مخالف کو اگر نظر انصاف سے نہین دیکھا جاتا تو گو کتنی ہی حق کیون نہو تاہم تعصب محض و مختل ہی نظر آیا کرتے ہے۔ **اقول** یعنی صاحب ہدایۃ الشیعہ کی نسبت یہہ لکھا تھا اسمین ہدیۃ الشیعہ

لکھا ہے شاید الف غلطی سے رہ گیا ہوا ور قرینہ یہی چاہتا ہے کیونکہ آپکی نسبت سلمہ اللہ
وادام برکاتہم لکھا ہے حضرت مجیب کی غرض یہی صاحب ہدایۃ الشیعہ سے ہی ہے کیونکہ
سنا ہی ہدیۃ الشیعہ والے تو انتقال فرما گئی اور یہہ حضرت زندہ وسالم ہین خیر ا ینمین سے کوئی
صاحب ہون ہر دو صاحب کی نسبت یہہ اعتراض ہے ہدیۃ الشیعہ والے کی اغلاط وکذبات
تو تحفۃ الاشعریہ اسکی جواب مین درج ہین اگر چاہین تو حضرت مجیب ملاحظہ فرمالین۔ اور ہدایۃ الشیعہ
والے حضرت کی اگر ایسی باتین لکھی جائین تو یہہ تحریر بجائی خود اوسکا جواب لورسالہ ہو جاتے
مگر حضرت مجیب کے ارشاد کی تعمیل مین کچھہ گذارش ہوتا ہے یقول العبد الفقیر الے مولاہ الغنے
چونکہ اس قول مین کوئی امر قابل جواب نہین اسلیی اسکی جواب مین کچھہ نہین تحریر ہوتا ہے
قال الفاضل المجیب ۔ قولہ۔ کلام مخالف کو الخ یہہ فرمانا نفس الامر مین بجا ودرست ہے
مگر اس موقع پر یہہ ارشاد بجائی خود نہین بلکہ یون مناسب ہے کہ جب تعصب دینی مذہب کے پیچ
انسان پر غالب ہوتی ہے تو گو کوئی امر اوسکی نہایت ہی کتب معتبر مذہبی مین کیون نہ مذکور ہو
اگر ذرا بہی اپنے مذہب کے مخالف پاتا ہے تو صاف انکار کر جاتا ہے یا ایسی گول مول بات کہتا ہی
کہ اسکی مذہب کے موید ہو یقول العبد الفقیر الے مولاہ الغنے بیشک اس قول مین
بندہ کا اس امر کو متعلق لکھنا بجائی خود نہین تھا بلکہ جو بندہ کو لکھنا چاہیی تھا وہ بندہ نے
لکھا اور جو بیہودہ اپنی تحقیقات مذہبی کے جناب کو شایان تھا وہ آپ نے تحریر فرمایا قال الفاضل
المجیب۔ قولہ۔ اور اگر اس باب مین کچھہ ہمت استاد ہے تو اون امور کو تحریر فرما کر خدام مولانا
دام برکاتہم کے پاس بہیجدین اور قدرت خداوندی کا تماشا مشاہدہ فرماوین = اقول۔ اگر سب
امور کو لکھا جاوی تو بجائی خود یہہ جواب ایک رسالہ ہو جائے مگر ارشاد کی تعمیل مین صرف ایک ایک
روایت عرض کرتے ہین اور قدرت خداوندی کے تماشی کے منتظر ہین یقول العبد
الفقیر الے مولاہ الغنے۔ لیجیے ہم ہی حاضر ہین۔ قولہ قدرت خداوندی
کا کام حق کو چھپانا نہین اقول آپ ادر یہہ فرمائین بردی مذہب جناب کے قدرت

خداوندی کا یہہ ہی کام ہے کہ حق کو چہپاوی اصول مذہب ثقلین مین ثقل اعظم آپکا اسوقت
تک چہپا ہوا ہے ثقل اصغر گویا ہمیشہ مختفی و پوشیدہ اور جزئیات مسائل مین سدا تقیہ رہا
وصیت نامہ آجتک چہپا ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ یہہ اختفا و پوشیدگی خداوند تعالے کی
قدرت بلکہ اوسکی حکم سے ہوگی تو پہر آپکا یہہ فرمانا کہ قدرت خداوندی کا کام حق کو چہپانا نہین
البتہ تعجب انگیز ہے اور اوسپہ طرفہ تماشا یہہ ہے کہ باوجود ان پوشیدگیونکی پہر بہی لطف
خداوند تعالے پر واجب ہے سبحانہ و تعالے عن ذلک **قولہ** اور نیز حضرت عجیبہ قدرت
خداوندی تو کیا دکہائینگے مگر دیکہیے کیا سحر سامری کر دکہائینگے - **اقول** گو مین اپنی تحریر
سابق مین اپنے نسبت مدعی نہین تہا لیکن جب مجیب لبیب نے مجہی کو خطاب کیا تو مین بہی
کچہہ کچہہ قدرت خداوندی کا تماشا دکہلانے کے واسطے حاضر ہون پہر زمانہ قدیم سے
دستور ہے حق کے ساتہہ یہہ ہی سلوک ہوا کیا ہے بیشک آپ بہی قاعدہ قدیمہ کے موافق
اوسکو سحر سمجہینگے شعبدہ فرمائینگے کہانت کہینگے جو کچہہ حق کی نسبت پہلے کہا گیا ہے
وہی آپ بہی فرمائینگے اسکی ہمکو شکایت نہین جب انبیاء و رسل کے ساتہہ ایسا ہوا ہے تو
مین تو ایک بندہ گنہگار خطاکار ہون - **قولہ** رسالہ ہدایۃ الشیعہ مین سوال دوم کے جواب
واقعہ صفحہ ۱۳ مین آپکے مولانا یہہ تحریر فرماتے ہین - اور سقیفہ انصار اسبات پر مجتمع ہوئے
تہی کہ ایک امیر انصار مین ہو اور ایک مہاجرین مین اور حدیث الائمۃ من قریش کا اونکو کچہہ خیال
نہین رہا تہا کیونکہ وہ معصوم نہین تہے کہ نسیان و سہو اونپر نہو سکے اور فی الحقیقت ہو
سی تو معصوم بہی مامون نہین اور علم ماکان و مایکون بہی اونکو نہ تہا تا کہ عیب کیا جاوی
کہ یہہ مسئلہ اونکو معلوم کیون نہ تہا اگر معلوم بہی نہو تو بہی کچہہ حرج نہین جب شیخین وہان
تشریف لیگئے اور اسی حدیث کو پیش کیا اوس سے اونکا وہ ارادہ فسخ ہوگیا اور سب نے
ابوبکر کے ہاتہہ پر بیعت کرلے انتہی بقدر الحاجۃ - اگر آپ اسکو بخاری کی روایت کے مطابق
کرسکتے ہین تو کیجیے ہم بہی آپکی قدرت خداوندی کے تماشے موعودہ کے منتظر ہین **اقول**

جناب میر صاحب گستاخی معاف - کیا یہہ ہی وہ اغلاط وکذبات ہین جو آپنے اور آپکے ہم مذہبون نے ہدیۃ الشیعہ اور ہدایۃ الشیعہ سے تتبع فرماکر نکالے ہین افسوس کہ آپ صاحب سلیس اور سہل عبارت اردو بہی نہین سمجہہ سکتے کیا اسی پر قدرت خداوندی کے مشاہدہ کے منتظر ہین - اجی حضرت پہلے تو آپنے اس قول مین اور بخاری کی روایت مین معارضہ ثابت کیا ہوتا - اوسکے بعد آپ جواب کے منتظر ہوئی ہوتے - اولاً ہم اسی کو تسلیم نہین کرتے کہ اس عبارت مین اور روایت بخاری مین تعارض ہے اگرچہ ہمکو اس نفی پر دلیل لانیکی حاجت نہین اور یہہ منع ہی کافی ہے آپکا ذمہ ہے کہ آپ دلیل سے معارضہ ثابت فرماوین لیکن تاہم تبرعاً گذارش کرتا ہون کہ یہہ معارضہ اس دلیل سے باطل ہے کہ یہہ قضیہ کلیہ اوس فرد کو شامل نہین جسکو روایت بخاری متضمن ہے پس معارضہ منتفی ہوا تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ ... سے یہہ مضمون مستنبط ہوتا ہے کہ بعد وفات سرور کائنات کے معاملہ خلافت مین جماعت انصار کیطرف سے جہگڑا اوٹہا اور اونہون نے یہہ چاہا کہ ایک امیر ہم مین سے ہو اور شیخین سقیفہ مین جہان انکا اجتماع تہا تشریف لیگئے اور حدیث الائمۃ من قریش کو پیش کیا اوس سے اونکا ارادہ فسخ ہوگیا - اور اون سبنے ابوبکر کے ہاتہہ پر بیعت کرلے - اگر جناب کے فہم شریف مین نہ آوے تو کسی منصف اردوخوان سے آپ دریافت فرمالیجیے کہ اس عبارت کے سیاق سے لفظ (سبنے) سے کون مراد ہین آیا تمام افراد بنی آدم مراد ہین یا تمام صحابہ مہاجرین وانصار وطلقا اور جملہ مومنین ومومنات مراد ہین - یا تمام حاضرین سقیفہ مراد ہین یا تمام انصار حاضرین سقیفہ مراد ہین سیاق عبارت ان محتملات مین سے کونسے احتمال کو تعین کرتا ہے - پہر اگر کوئی شخص بہی آپکو یہہ لکہہ دے کہ اس عبارت سے احتمال اول یا ثانی مفہوم ہوتا ہے تو آپ ہم سے دست وگریبان ہون - یونہین خوش فہمی سے اپنی آپ خلاف سیاق ایک محتمل اپنی ذہن مین متعین کرلیا اور اوسپر اعتراض کردیا فہم وفراست دین ودیانت سبکا تو نام ہی

جناب مین سوق عبارت صریح دال ہے کہ جو لوگ بر سر مخالفت تہے اونہون نے حدیث
الائمہ من قریش سنکر مخالفت کو ترک کیا اور سب نے بیعت کرلے با غایت تہی غایۃ یہہ مفہوم ہو سکتی
ہے کہ تمام حاضرین سقیفہ نے بیعت کرلے مخالفین نے اپنی مخالفت سے دست بردار ہو کر بیعت کی
تو جب اونہون نے بیعت کر لی تو موافقین جنکو کسی قسم سے مخالفت ہتی ہی نہین اونہون نے
بلا دلے بیعت کی ہوگی وبس اور حاشا کہ اس عبارت سے بیعت کرنا تمام صحابہ کا مفہوم ہوتا ہو
یا کوئی اہلسنت سے اس امر کا قائل ہو کہ سقیفہ مین تمام صحابہ نے بیعت کی ہتی پس محض حضرت کے
خوش فہمی ہتی کہ جو باعث اعتراض کے اس عبارت پر ہوئی اور نظیر اوس حسد کی ہے
جو اپنی زبان سے مذہبی پیچ اور تعصب کے بابت فرمایا تہا - رہا یہہ سوال کہ جب یہہ بیعت
عامہ نہین ہوئی ہتی تو اس بیعت سے تحقق خلافت کیونکر صحیح ہوا سو اسکا جواب یہہ ہے
کہ اگرچہ بیعت عامہ نہین ہوئی ہتی - لیکن حضرت صدیق کے احقیۃ بالخلافۃ مین صحابہ سے
کسی شخص کو تامل و انکار نہین ہتا باتفاق کلہم اجمعون کسون حضرت کے استحقاق خلافت
کے قائل ہتے تو اگرچہ بیعت واقع نہین ہوئی لیکن جب کسی کو استحقاق مین تردد نہ تہا تو
اونکا سکوت بمنزلہ بیعت و قبول کے ہوگیا - چنانچہ جب بعد اوسکے بیعت عامہ واقع ہوئی تو سب نے
بقول راجح بیعت کرلے - چنانچہ ہم اس مضمون کو مطاوی ابحاث گذشتہ مین بتفصیل تمام
بیان کر آئے مین - معہذا اس امر کا تو فیصلہ خود جناب مشکل کشا ہی فرما گئے اور فرما گئے
کہ انعقاد خلافت کے لیے جمیع اہل حل و عقد کا ہونا کچہہ ضرور نہین چنانچہ نہج البلاغت
کے مواقع مختلفہ مین مذکور ہے اور اسکو ہی ہم سابق مین مفصل بیان کر آئے مین - تو اس سے
ثابت ہوا کہ جب بعض اہل حل و عقد نے بیعت کرلے خلافت منعقد ہو گئی اور حاضر و غائب سب
ہو گئی - پس جو اس سے پہرے وہ حسب ارشاد جناب امیر سبیل المومنین سے منحرف ہوا
اور مستوجب الفتان و مستحق دخول جہنم ہے پس یوم سقیفہ بعض کا بیعت کرنا انعقاد
خلافت کے واسطے کافی ہوا - دوسری یہہ سلسلہ بظاہر تعارض واقع ہے لیکن یہہ تعارض

مدفوع ہے کیونکہ یہہ اطلاق مجازی ہے من قبیل اطلاق الکل علی الاکثر جو شائع مستفیض ہے۔ اور ظاہر ہے
کہ ایسی مواقع مین جہان حقیقت متعذرہ ہو کلام مجاز پر محمول ہوتی ہے من غیر نکیر اسجگہ ایک
روایت گذارش ہے مفسر صافی نے قمی او ستاد ابو جعفر کلینی سے نقل کی ہے عن ابی جعفر[۱] قال
قال امیر المؤمنین بعد وفات رسول اللہ فی المسجد والناس مجتمعون بصوت
عال الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالہم فقال قال لہ ابن عباس
یا ابا الحسن لم قلت ما قلت قال قرأت شیئا من القران قال لقد قلتہ لامر
قال نعم ان اللہ یقول فی کتابہ وما اتٰکم الرسول فخذوہ وما نہٰکم عنہ فانتہوا
فتشہد علی رسول اللہ انہ استخلف ابا بکر قال ما سمعت رسول اللہ اوصی الا الیک
قال فہلا بایعتنی قال اجتمع الناس علی ابی بکر فکنت منہم فقال امیر المؤمنین
کما اجتمع اہل العجل علی العجل ہہنا فتنتم ومثلکم کمثل الذی استوقد نارا فلما اضاءت
ما حولہ ذہب اللہ بنورہم الآیہ اس روایت مین ابن عباس کے جواب مین یہہ الفاظ
ہین۔ قال اجتمع الناس علی ابی بکر فکنت منہم ۔ اسمین قطع نظر اس سے کہ جمع معرف
باللام مفید عموم کو ہوتے ہے یا نہین ہوتے سیاق کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ بعض
ناس مراد ہین کیونکہ بعض چند آدمیونکا اجتماع خصوصاً ایک ایسے امر پر جو خلاف رسول
کی ہو داعی اس امر کو نہین کہ ایک مومن کامل الایمان اونکا اتباع کرکے رسول کے مخالفت کرے

[۱] ابی جعفر سے مروی ہے کہا امیر المومنین نے بعد وفات رسول اللہ کے مسجد مین جبکہ لوگ مجتمع تہے بلند آواز سے پڑہا (جنہون نے کفر کیا اور اللہ کے راہ سے روکا اونکے اعمال برباد کردیئے) ابن عباس نے پوچہا اے ابا الحسن جو کچہہ تو نے پڑہا تہا کیون پڑہا کہا قرآن مین سے کچہہ پڑہتا تہا ابن عباس نے کہا بتحقیق کسی وجہ سے تو آپنے پڑہا تہا۔ کہا ہان۔ اللہ تعالےٰ اپنی کتاب مین فرماتا ہے (تمہارے پاس جو کچہہ رسول لایا اسکو لو۔ اور جس سے اونسے منع کیا اوس سے باز رہو) پہر کیا تو رسول اللہ پر شہادت دیتا ہے کہ ابو بکر کو خلیفہ بنایا۔ کہا رسول اللہ سے تو مینے بجز آپکی وصیت کے نہین سنا۔ کہا پہر کیون مجسے بیعت نہ کی۔ کہا کہ لوگ ابو بکر پر اکٹہے ہوگئے تہے مین بہی اونمین تہا۔ امیر المومنین نے فرمایا جیسے گوسالہ پرست گوسالہ پر اکٹہے ہوگئے تہے یہین تم فتنہ مین پڑے اور تمہاری مثل اوس شخص کی ہے جس نے آگ روشن کی ہو (یعنی جلائی ہو) جب اوسنے اپنے گرداگرد کو روشن کیا تو اللہ نے اونکا نور کہو دیا۔ ۱۲

یہ اوسی وقت متحقق ہو جبکہ جمیع افراد صنفیہ ایک امر پر مجتمع ہون یا اکثر اور اکثر یا س مرتبہ
مین ہو کہ باقی بہ نسبت اونکی حکم مین عدم اور کالعدم کے ہون - تو ایسی حالت مین بھی اطلاق
کل پر کیا جا سکتا ہے اور اوس کل کا تحقق بضمن اکثریت کے ہوگا تو معلوم ہوا کہ ابن عباسؓ نے
اپنے جواب مین اجتمع الناس سے جمیع ناس مراد لیے ہین جنکا تحقق بضمن اکثر ہے علاوہ
اسکے یہہ اطلاق ایسا شائع ہے کہ اسکی صدہا نظیرین دستیاب ہو سکتی ہین - تیسری یہہ
کہ ہمنے مانا کہ اس عبارت کے اس جملہ مین لفظ (سب) سے تمام صحابہ ہی مراد ہین تاہم
ہم کہتے ہین کہ بخاری کی روایت سے اس عبارت کو ہرگز تعارض نہین ہے کیونکہ آپ نے
رسائل منطق مین دیکھا ہوگا کہ تحقق تناقض کے لیے منجملہ وحدات کے ایک اتحاد زمانہ کے
بھی شرط ہے اگر دو حکم باعتبار ازمنہ مختلفہ کے متعارض ہونگے تو اونہین لوگ باہمی
تعارض و تناقض نہین کہہ سکتا - پس ہم کہتے ہین کہ عبارت ہدایۃ الشیعہ مین یہہ جملہ (اور سبنے ابوبکر
کے ہاتھہ پر بیعت کرلے) جو مذکور ہے اوسکے معنے یہہ ہین کہ انجام کار رفتہ رفتہ سبنے بیعت کر لی
جو حاضرین تھے اونہون نے اوسیوقت بیعت کر لی اور جو غائبین تھے اونہون نے
پیچھے بیعت کی - اس جملہ مین یہہ کہان مذکور ہے کہ سب حاضرین اور غائبین نے اوسیوقت
بیعت کر لی یہہ ہرگز اس سے ثابت نہین ہوتا - اسکا حاصل بس اسیقدر ہے کہ سب بیعت
متحقق ہو گئے پس غلطی یہانسے واقع ہوئی کہ [illegible] وقت کی اپنی طرف سے [illegible]
اوسمین بڑہا دی - تو اس صورت مین کچھ تعارض درمیان حدیث بخاری و [illegible] کے
باقی نرہا - چوتھی یہہ کہ ممکن ہے کہ عبارت ہدایۃ الشیعہ کا مدار اون روایات پر ہو جو [illegible] بیعت
تمام [illegible] جو دو جلسون مین اول سقیفہ بنی ساعدہ مین بیعت خاصہ ادا [illegible]
بیعت عامہ واقع ہونے پر وارد ہوئی جسمین جناب امیر بھی شامل تھے - [illegible]
ثانیہ جو اگلے ہی روز دوسرے دفعہ مسجد مین بیعت اولیٰ کے متصل واقع ہوئی [illegible]
ہوئی کہ اونکا تحقق ایک ہی وقت مین واقع ہوا - اور سب صحابہ سے [illegible] ثابت نہین

بیعت کی۔ تو اس صورت مین عبارت ہدایۃ الشیعہ کے اگرچہ معارض روایت بخاری کی ہو
لیکن دوسری روایات صحیحہ کے جو ثبت واقع ہوئی ہین موافق ہوئی اور معارضہ روایت
بخاری سے اسوقت مین جبکہ اور روایات کے موافق ہے کچھہ اعتراض نہین ہوسکتا۔ رہا یہہ
کہ پہر یہہ روایات معارض روایت بخاری کے ہوئی تو بحمد اللہ تعالے ہم ان روایات کو مع
وجوہ تطبیق کے گذشتہ ابحاث مین بیان کر آئی ہین۔ پانچوین سلمنا کہ اس لفظ سے جو ہدایۃ الشیعہ
مین مذکور ہے تمام مسلمان مراد ہین اور یہہ لفظ بخاری کی روایت کے مخالف ہے لیکن جب آپکے
اکابر علماء نے بہی سب مسلمانونکا بیعت کرنا ابوبکر کے ساتھہ تسلیم کرلیا باوجودیکہ آپ کے
اصول مذہب اور نصوص روایات کے صریح مخالف ہے تو پہر آپ ہدایۃ الشیعہ کے مخالف کو
کس منہہ سے کہہ سکتے ہین آیات بینات صفحہ ۸۹ پر لکہا ہے۔ رہا یہہ امر کہ سب مسلمانون نے جو
اوسوقت بیعت ابوبکر صدیق کی بیعت کے باقرار علماء شیعہ ثابت ہے جیسا کہ شریف مرتضی کے
قول سے ظاہر ہے جو بحار الانوار کے مجلد فتن مین منقول ہے اور جسکا ترجمہ مجتہد صاحب نے
ان الفاظ کیا ہے جمیع مسلمانان با ابوبکر بیعت کردند و اظہار رضا و خوشنودی باو سکون
و اطمینان بسوی او نمودند و گفتند کہ مخالف او بدعت کنندہ و خارج اسلام ست۔ پس
جب آپکی علماء نے باوجود منافی ہونے مذہب کے سب مومنین کے بیعت کرنیکو تسلیم کرلیا
تو اگر اہلسنت نے ایسا کیا تو کیا بعید ہے کہ اونکا عین مذہب ہے اور تخالف کا جواب
جو آپ دیوین وہی ہماری طرف سے قبول فرماوین۔ چہٹی بطور تنزل کے آپکے اصل قاعدہ کے
موافق ہم یہہ بہی کہہ سکتے ہین کہ الزام اپنی مسلمات مذہب سے ہوا کرتا ہے اور بخاری کی
روایت ہمارا لازم مذہب بلکہ عین مذہب نہین۔ پس اوس تعارض کا الزام ہدایۃ الشیعہ
کی عبارت پر نہین ہوسکتا۔ قال الفاضل المجیب۔ قولہ۔ یہہ انصاف میں محال
کیا جناب قاضی نور اللہ شوستری کا تعصب و تخالف اس سے کچھہ کم ہے جو انہون
نے بجواب آیت فانزل اللہ سکینتہ علیہ کے فرمایا اور اوسکی نسبت بکمال افتخار فرمایا ہی

کہ چون این سخن را گوش ناصبان شنید باعث حیرت ایشان گردید و وحیلہ خلاصی ازان جانب ایشان نرسید اور صاحب تغلیب المکائد نے اپنی کتاب مین اسپر بڑا ناز کیا ہے قاضی صاحب فرماتے ہین آنچہ کاشف صحت بیان مذکور تواند بود آنست کہ سعد مان رضوان اللہ علیہ افادہ فرمود کہ خدا تعالے در ہیچ جا یکی از اہل ایمان با حضرت پیغمبر بودہ اند انزال سکینہ نمود الا آنکہ نزول آنرا شامل جمیع ایشان داشتہ انتہی منقول از آیات بینات - اب اس عبارت سے ملاحظہ فرمایئے کہ قاضی صاحب نے کیسی افتخار کے ساتھ تعصب مین آکر کیسا بے اصل دعوی مخالف قرآن شریف کی فرمایا ہے اور واضح رہے کہ اسمین صرف قاضی صاحب ہی کیطرف تعصب وتخالف کا الزام نہین بلکہ قاضی صاحب نے بوفور کرم اپنی بزرگونکو بھی اسمین شریک فرمایا ہے - فاعتبروا یا اولی الایمان -

اقول - سبحان اللہ جناب قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ کے دعوی کو اس سے کیا نسبت - اسمین اوسمین زمین آسمان کا فرق ہے کہان وہ امر واقعی اور کہان یہہ گول مول بات جو بالکل بخاری وغیرہ کے مخالف ہے - اس ایک ہی روایت سے آپکو میر مہدی صاحب کا مایہ علم وتدین بخوبی واضح ہے اور وہ یہہ ہی مقام ہے کہ جسکا ہم سابق مین وعدہ کر آئے ہین ان حضرات پر تو کچھ افسوس نہین کیونکہ وہ ایک اہل علاسی ہین مدت تک سرکاری نوکری مین توغل رہا اور علم کیطرف توجہ نرہی - مگر حضرت مجیب لبیب پر نہایت تعجب ہی کہ باوجود دعوی علم وفضل اس عبارت مندرجہ آیات بینات کو غور سے ملاحظہ نفرمایا - اور اپنی علم وفہم سے کام نلیا - میر مہدی صاحب کے چکنی چپڑی باتو نمین آگئے - یہہ تو فارسی عبارت ہے اسجگہ حضرت میر مہدی صاحب کی وہ چالاکی و دیانت جو عبائر عربیہ کے ترجمہ مین فرماتے ہین ہندی وفارسی خوان کے سامنی ہی پیش بجائیگی - حضرت جوش تعصب اسکو کہتے ہین اور ہٹ دہرمی وحق پوشی اسکا نام ہے - کہ ایک ایسا بے سروپا دعوی کیا کہ جو عبارت اپنی دعوی کے ثبوت مین نقل فرمائی اوسمین اوسکا نشان تک نہین ہے بلکہ اسکا کذب ہے آپ قیاس کر سکتے ہین کہ جو حوالے ان حضرات نے اور کتابون کے دیئے ہین نہین کیا

کچہہ تصرف کیا ہوگا۔ اگرچہ آپکا دعوی تعصب و تخالف کا نسبت جناب قاضی صاحب نوراللہ مرقدہٗ کی اسی عبارت سے جو آپنے نقل فرمائی رد و باطل ہے۔ تعجب و افسوس ہے کہ آپنے عبارت نقل کرتے وقت اسکے الفاظ کے معنے سمجھنے پر توجہ نفرمائی۔ اور محض جوش تعصب مین آکر اپنے دعوی کے مخالف عبارت نقل کردی یقول العبد الفقیر اِلے مولاہ الغنے یہہ عبارت بطور توطیہ و تمہید کے لکہی گئی ہے۔ اسمین جسقدر آپنے لن ترانیان فرمائی ہین اونکی حقیقت قول آئندہ مین بخوبی منکشف ہو جائیگی۔ اسواسطے ہمکو کچہہ مناسب نہین معلوم ہوتا کہ اس کے جواب مین تطویل لاطائل اور تضیع اوقات لاحاصل کرین ہماری میر مہدی صاحب کی چالاکی اور دیانت اور ہٹ دہرمی و حق پوشی و جوش تعصب اور پایہ علم و تدین۔ اور ہمارا جوش تعصب اور مطلب عبارت کو نہ سمجھنا اور آپکا اور آپکی قاضی صاحب کا صدق دعوی اور علم و انصاف اور اس دعوی کا موافق یا مخالف کتاب اللہ کے ہونا سب کچہہ دم مین ہو جائیگا۔ **قوله** مگر توضیح المرام ہم آیات بینات کے ہی عبارت منقولہ لکہتے ہین اور حضرت مجیب اور نیز اور دیکہنے والو نسے انصاف کے خواہان ہین بعد نقل عبارت تقریر میر مہدی صاحب کی نقل کر کے اوسکا جواب گذارش کرتے ہین۔ وہوہذہ آنچہ کاشف صحت بیان مذکور تواند بود آنست کہ مقدمان مشائخ ما رضوان اللہ علیہم افادہ فرمودہ اند کہ خدائی تعالے ہرگز در ہیچ جائی کہ یکی از اہل ایمان با حضرت پیغمبر بودہ اند انزال سکینہ ننمود الا آنکہ نزول آنرا شامل جمیع ایشان داشتہ چنانچہ در بعضی آیات فرمودہ

ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین ثم انزل اللہ سکینتہ علے رسولہ وعلے المومنین و در آیت دیگر گفتہ فانزل اللہ سکینتہ علے رسولہ وعلے المومنین و چون با آنحضرت غیر از ابوبکر در غار نبود لاجرم خدائی تعالے آنحضرت را در نزول سکینہ منفرد ساخت و او را بآن مخصوص گردانیدہ بود کہ باین عبارت ندا و گفت فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنود لم تروہا پس اگر

ابوبکر مومن می بود بایستی کہ خدای تعالے درین آیت اور اجاری مجری مومنان می نمود در
عموم سکینہ داخل می فرمود - اسلئے قولہ بنا براین نزول سکینہ مخصوص او شدہ باشد و ابوبکر
بواسطہ عدم ایمان از فضیلت سکینہ محروم ماندہ باشد - والیضاً نص قرآنی ایراد وارد از آنکہ در آیت
غار سکینہ بغیر رسول باشد - جناب قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہہ عبارت ہی جو آیات بینات
والے نے اپنے رسالہ مین نقل کی ہے - آپکے مہدی صاحب جو اسکا خلاصہ تحریر فرماتے
ہین اسکو ملاحظہ فرمائیے - اور انصاف سے کہیے کہ کونسے الفاظ عبارت مذکورہ کے انکے خلاصہ پہ
دلالت کرتی ہے آپکے مہدی صاحب فرماتے ہین - خلاصہ اس ساری تقریر کا یہہ ہے کہ خدا نے
جہان تسلی مومنین پر نازل کی ہے تو وہان اول رسول پر نازل کی اور بعدہ مومنین پر کسی جگہ
فقط مومنین پر تسلی نازل نہین کی تو کیونکر ممکن ہے کہ غار مین پیغمبر صاحب کو چھوڑکر فقط
ابوبکر پر تسلی نازل کی ہو - پس اس آیت سے ابوبکر کا عدم ایمان ثابت ہوا اسلیے کہ اگر وہ
باایمان ہوتے تو بشمول پیغمبر کے ضرور خدا انپر بہی تسلی نازل کرتا انتہی بقدر الحاجۃ -
حضرت مجیب اور اور حضرات للہ انصاف فرماوین اور بتلائین کہ یہہ خلاصہ کن لفظون سے اس
عبارت کے نکلتا ہے کہ خدا نے جہان تسلی مومنین پر نازل کی ہے تو وہان اول رسول پر
نازل کی ہے اور بعدہ مومنین پر - الخ - عبارت تو یہہ ہے کہ خدا تعالے ہرگز در ہیچ جائی
کہ یکی از اہل ایمان با حضرت پیغمبر بودہ انزال سکینہ نہ نمود الا آنکہ نزول آنرا شامل جمیع ایشان
داشتہ الخ - اسکا مطلب یہہ ہے کہ خداوند تعالے نے کبہی کسی ایسی جگہ کہ اہل ایمان سے بہی
کوئی شخص حضرت پیغمبر کے ہمراہ ہوئی ہین تسلی نازل نہین فرمائی - مگر یہہ اوسکو نزول کو
سبکو شامل رکھا ہی چنانچہ جناب قاضی صاحب نے جو آیتین لکھی ہین وہ اسی مطلب پر دال
ہین - یہہ کہان ہے جہان خدا نے تسلے مومنین پہ نازل کی تو وہان اول رسول پہ
نازل کی اور بعدہ مومنین پر - اقول خلاصہ اس ساری تطویل لاطائل اور طومار
لاحاصل کا یہہ ہے - کہ مولانا سید مہدی علی صاحب سلمہ نے جو خلاصہ کہ عبارت قاضی صاحب

بیان کیا ہے اوسمین اونہون نے لکہا ہے۔ خلاصہ اس ساری تقریر کا یہہ ہے کہ خدا نے
جہان کہین تسلی مومنین پر نازل کی ہے تو وہان اول رسول پر نازل کی اور بعدہ مومنین پر
تو یہہ جو اونہون نے لکہا ہے۔ کہ اول رسول پر اور بعدہ مومنین پر یہہ غلط ہے۔ اور اسیکو
چالاکی قرار دیا ہے اور اسیکو جوش تعصب ٹہرایا ہے اور اسیکو بے دیانتی اور ہٹ دہرمی اور
حق پوشی وغیرہ سے تعبیر کیا ہے۔ اب ہم انصاف سے خواہان ہین کہ للہ ذرا متوجہ ہوکر دیکہین
اور فرمائین کہ سید مہدی علی نے یہہ امر واقع اور نفس الامر کے موافق لکہا یا مخالف اور یہہ
اونکی چالاکی اور بد دیانتی اور حق پوشی یا اونکی متانت اور دیانت اور حق گوئی ہے۔ اصل
یہہ ہے کہ ہماری فاضل مجیب نے یہہ خوب سمجہہ لیا تہا کہ اصل اعتراض تو جناب قاضی صاحب
سے رفع نہین ہوسکتا تو ایسی ہی جوش و خروش اور گیدڑ بہبکیون کام نکالو۔ پس
اب اسکا جواب سنیی۔ اول ہم اپنی فاضل مجیب ہی کو منصف مقرر کرتے ہین کہ جہان
رسول اور مومنین پر سب پر سکینہ نازل ہوا تو وہان سبکے سب استحقاق نزول سکینہ مین
برابر تہے اور سبکے اوپر بالاصالۃ اور بالاستقلال سکینہ نازل ہوا یا یہہ کہ نزول سکینہ کا رسول
پر اولاً اور بالذات ہے اور مومنین پر ثانیاً و بالعرض ہے۔ اگر امر ثانی ہے تو عین مدعا ہے
اور آپکا جواب یا سراسر بیجا اور اگر اول ہے تو بداہتہً باطل ہے کیونکہ تشریف خداوندی مین جب
رسول اور مومنین سب شامل ہوئے تو ظاہر ہے کہ مومنین کو وہ تشریف بواسطہ رسول کے ہوگی
کہ رسول کو وہ تشریف اول حاصل ہوگی اور مومنین کو پیچہے اور اگر مومنین کو بہی بالذات
حاصل ہو تو مساوات لازم آوے۔ دوسری یہہ کہ ہم کہتے ہین کہ یہہ اولیت و ثانویت نظم قرآنی
سے بہی مفہوم ہوتی ہی کیونکہ ظاہر ہے کہ آیت مذکورہ مین۔ علی رسولہ و علی المومنین۔ واقع
ہی اور اسمین اول تو رسول کہ جو بالاتفاق افضل اور احق ہے مقدم ہے دوسری یہہ کہ رسول کو اپنے
ضمیر کیطرف مضاف فرمایا جو کمال خصوصیت اور تشریف پر دال ہے۔ تیسری یہہ کہ سکینہ کو
بہی اپنے ضمیر کی طرف مضاف فرمایا اور رسول کو بہی اپنے ضمیر کیطرف مضاف کیا

جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اپنے خاص تشریف اولاً اپنے خاص رسول ہی کے واسطے ہے اوراسمین کوئی اوسکا شریک نہین ہے - چوتھی یہہ کہ تاخیر مومنین کے باوجود اعادہ لفظ جار کے دال تبعیت پر ہے غرض اس مجموعہ سے صاف سمجھہ مین آتا ہے کہ نزول سکینہ کا اولاً رسول پر ہے اور ثانیاً مومنین پر جیسا کہ صلوٰۃ مین بہی یہہ ہی امر معہود ہے - تیسری یہہ کہ اس عبارت مین جو آپکے قاضی صاحب نے تحریر فرمائی ہے لکہا ہے - کہ یکی از اہل ایمان با حضرت پیغمبر بودہ اند - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول سکینہ کا مومنین پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت ہی مین ہوا ہے کہ لفظ با جو مصاحبت کے واسطے ہے اسپر دال ہے اور ظاہر ہے کہ جب رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے مصاحبت مین یہہ تشریف وتکریم حاصل ہوئی ہے تو بواسطہ برکات مصاحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہوئی ہوگی تو حق یہہ ہے کہ اول رسول کو حاصل ہوئی اور بعد اوسکی بالتبع مومنین بہی اوسمین شامل ہون چوتھی یہہ کہ اگر اولیت وثانویت عبارت قاضی صاحب سے مفہوم نہین ہوتی اور یہہ واقعی صحیح ہے تو اس سی کیا اعتراض کو تقویت ہوئی اور کیا بد دیانتی اور حق پوشی اور جوش تعصب ہوا جسپر آپنے یہہ غل شور مچا رکہا ہے اور اگر قطع نظر اولیت وثانویت کے یہہ اعتراض اس پر ہے کہ خدا تعالے نے جہان تسلی مومنین پر نازل فرمائی - تو وہان رسول اور مومنین پر سب پر تسلی نازل فرمائی - اور حاصل اعتراض یہہ ہی کہ نزول تسلی کا مومنین پر شمول تسلی کو جو باہم استلزام بیان کیا گیا ہی یہہ غلط ہے - اور قاضی صاحب کی عبارت سے ثابت نہین تو یہہ خود آپکی ہی خوش فہمی ہے کہ قاضی صاحب کی عبارت نہین سمجہی نو ستر صاحب کی عبارت سی بخوبی یہہ مضمون ثابت ہی وہ فرماتے مین - خدای تعالے ہرگز ورہیچ جائی کہ یکی از اہل ایمان با حضرت پیغمبر بودہ اند انزال سکینہ نمود - الا آنکہ نزول آنرا شامل جمیع ایشان داشتہ - حاصل اسکا یہہ ہے کہ جس جگہ خدا تعالے نے سکینہ نازل فرمایا اور حضرت کے ساتہہ ایک ہی اہل ایمان سی ہتا تو وہان نزول سکینہ مین سب کو شامل فرمایا - تو اس سے صریح ثابت ہوتا ہی

کہ اون مواضع مذکورہ مین نزول تسلی مومنین پر مستلزم شمول تسلی کو ہی - بلکہ ایک دوسرا قضیہ بہی ثابت ہوتا ہے وہ یہہ کہ اون مواقع مین نزول تسلی رسول پر مستلزم شمول کو ہی اور حاصل دونو قضیونکا یہہ ہوا کہ نزول تسلی مومنین پر مستلزم نزول تسلی کو رسول پر ہے - اور نزول تسلی رسول پر مستلزم نزول کو ہی مومنین پر اور دلیل ان قضایا کے ثبوت کے یہہ ہے کہ اون مواقع مین اگر مثلاً قضیہ اولے صادق نہ آوے یعنے نزول تسلی کا مومنین پر ہو اور رسول پر نہو تو صریح شمول باطل ہوگا اور اصل دعوی قاضی صاحب کے مخالف ہوگا کیونکہ قاضی صاحب کا تو دعوی درمیان نزول اور شمول کے اون مواقع مین تلازم کا ہی اور یہان انفراد ہوگیا اور یہہ امر بہی ظاہر ہے کہ خداتعالے نے جہان تسلی مومنین پر نازل فرمائی وہ ایسا ہی موقع ہے کہ رسول بہی وہان موجود ہے اور کوئی موقع ایسا یاد نہین آتا - کہ نزول سکینہ کا مومنین پر اوس موقع مین بیان فرمایا ہو اور رسول مومنین کے ساتھہ نہو تو اس سے ثابت ہے کہ جہان تسلی مومنین پر نازل فرمائی تو وہان رسول پر بہی نازل فرمائی یہہ صحیح خلاصہ ہی اسکی قاضی صاحب کے عبارت سے ثابت ہونے مین کسی قسم کا تردد نہین ہے اور یہہ مضمون جو قاضی صاحب کی عبارت سے ثابت ہے صریح غلط ہے - غرضکہ قاضی صاحب کی اس عبارت کی غلط اور مخالف قرآن ہونے مین کچھہ شک و شبہہ نہین ہو سکتا ہی کیونکہ اسقدر مطلب کو تو اب بہی تسلیم فرماتے ہین - چنانچہ آپنے تحریر فرمایا ہے کہ اسکا مطلب یہہ ہے خداوند تعالے نے کبہی کسی ایسی جگہہ کہ اہل ایمان سے بہی کوئی شخص حضرت پیغمبر کے ہمراہ ہو علیحدہ تسلی نازل نہین فرمائی مگر یہہ کہ اوسکی نزول کو سب کے شامل کہا ہے انتہی تو ہم بطور تنبیہ آپکی تسلیم کی پوچہتے ہین کہ یہہ جو دو موقع ابتداء سورۂ فتح مین مذکور ہین - هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ اور لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ[1] کہ جنمین خاص تسلی

---

[1] یعنی وہی ہی جسنی اوتاری تسکین بیچ دلون ایمان والونکی تو کہ بڑہ جاوین ایمانمین ساتھہ ایمان اپنے کے - حاشیہ تحقیق راضی ہوا اللہ ...

مومنین پر بیان فرمائی ہے - اور رسول کو اُسمین شامل نہین کیا ان دونو موقعون مین آپکے قاضی صاحب کا
یہہ قول جائیکہ کہ یہ از اہل ایمان یا حضرت پیغمبر بودہ اند صادق آتا ہے یا نہین اور ظاہر ہے
کہ ان دونو موقعون مین صحابہ مصاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین اور نزول سکینہ کا بھی
اسجگہ ہے اور آپکے قاضی صاحب ایسے مواقع مین شمول کو واجب اور اوکد فرماتے ہین - تو
اب دیکھنا چاہیئے کہ موافق قول آپکے قاضی صاحب کے شمول سکینہ کا رسول اور مومنین سب کو ہے یا
مخالف قول قاضی کے انفراد ہے قرآن شریف کھولکر جو دیکھتے ہین تو اسمین تو مخالف دعوی
قاضی صاحب انفراد مومنین کا تسلی کے ساتھ معلوم ہوتا ہے اور قرآن قاضی صاحب
کی تکذیب کرتا ہے یا یون کہو کہ قاضی صاحب اپنے قول مین قرآن کی تکذیب فرماتے ہین
تو ثابت ہوا کہ حسب تحریر سامی ہی قاضی صاحب کا دعوی غلط اور مخالف قرآن کے ہے
جو انہون نے جوش تعصب مین آکر بدون اسکے کہ قرآن کو دیکھین لکھدیا اب آپ چاہتے ہین کہ
چند خرافات سے اس الزام کو اونکے لوح جبین تحریر سے محو کرین تو بھلا یہہ کب ممکن ہے قولہ
بلکہ جناب قاضی صاحب علیہ الرحمتہ تو یہہ فرماتے ہین کہ جہان رسول پر تسلی نازل کی ہے
اور مومنین بھی رسول کے ساتھ ہوئی ہین تو مومنین کو بھی اوس تسلی مین شامل کر لیا ہے
نہ کہ صرف رسول پر ہی نازل فرمائی ہو اور مومنین کا ذکر نکیا ہو اور آیت غار مین یہہ نہین ہے
بلکہ رسول کا ہی ذکر فرما کر اللہ جل شانہ خاموش ہو گیا اقول حضرت مجیب اور اونکے
ہم مذہب اور اہل انصاف للہ انصاف فرمائین اور بتلائین کہ اگر وہ خلاصہ جو میر مہدی صاحب
سلمہ نے لکہا تہا غلط تہا جیسا کہ ہماری فاضل مجیب دعوی کر آئے ہین تو یہہ جو ہمارے
فاضل مجیب نے قاضی صاحب کی عبارت کا مطلب لکہا ہے اوس عبارت کے کن لفظون سے
نکلتا ہے کہ خدا تعالے نے جناب رسول پر تسلی نازل کی ہے اور وہان مومنین بھی ہمراہ
ہین تو مومنین کو بھی شامل کر لیا جو الزام کہ آپ سید مہدی علی صاحب سلمہ کو دیتے ہین
اوسی الزام کے خود آپ مستحق ہوئے - اگر یہہ مطلب جو آپنے قاضی صاحب کی عبارت کا

بیان فرمایا ہے صحیح ہے اور عبارت کے الفاظ سے پیدا ہوتا ہی تو وہ مطلب کہ جو سید مہدی
صاحب سلمہ نے بطور خلاصہ کے لکھا ہے صحیح ہوگا۔ نہایت افسوس و تعجب ہے کہ سید مہدی علی
صاحب سلمہ کو تو آپ مطعون کرین اور خود آپ اُسے قسم کے معنے بیان فرمائین اور اہل علم سے
کچھ نہ شرمائین اگر یہہ سید مہدی کی چالاکی اور جوش تعصب اور ہٹ دھرمی اور حق پوشی
تھی تو جو کچھ جناب نے قاضی صاحب کی عبارت کے بیان مضمون کے بارہ میں ارشاد فرمایا
وہ جناب کی بھی چالاکی اور جوش تعصب اور ہٹ دھرمی اور حق پوشی ہوگی سوا اس کے اور بعد اوسکی
قاضی صاحب کی عبارت غلط کی غلط رہے۔ قاضی صاحب کی عبارت سے تین امر مستفاد
ہیں۔ اول اوس موقع کا ہونا کہ جس مین رسول کے ساتھ مومنین بھی ہوں دوسرا نزول
سکینہ کا بلا بیان و تعیین منزل علیہ کے۔ تیسرا شمول سکینہ کا رسول کو اور مومنین کو سبکو
پس منزل علیہ سکینہ کا جیسا رسول ہے ویسی ہی مومنین بھی ہین۔ چنانچہ لفظ شمول سی یہی سمجھ
میں آتا ہے تو جب ہر دو منزل علیہم ہوئی تو اگر انکا منزل علیہم کہنا اور یہہ کہنا
کہ جس جگہ مومنین پر تسلی نازل فرمائی وہان رسول پر بھی نازل فرمائی صحیح ہے تو رسول کا
منزل علیہم کہنا اور یہہ کہنا کہ یہان رسول پر بھی نازل کی وہان مومنین پر نازل کی صحیح ہوگا اور اگر وہ
غلط ہے تو یہہ بھی غلط ہوگا۔ رہا کذب اور تعارض عبارت شوستری صاحب کا قرآن سے وہ ظاہر ہے
کہ ہر دو امرین اولین ہر دو آیات سورہ فتح مین موجود ہین اور شمول نہین پایا جاتا۔ نزول سکینہ کا
صریح مذکور ہی حاضر ہونا مومنین کا حضرت کے ساتھ سیاق عبارت سے بالبداہتہ مفہوم ہوتا ہے
اور عدم شمول بھی صریح ثابت ہے پس اس سے زیادہ کذب اور قرآن کے ساتھ صریح
تناقض کیا ہوسکتا ہے۔ اور نیز یہہ بھی جناب کو رسائل منطق سے معلوم ہوگا کہ قضیہ موجبہ
کلیہ کے صدق کے لئے واجب ہے کہ تمام موادین صدق ہو جب اوسکا صدق متحقق
ہوگا اور اوسکے کذب کے لئے یہہ کچھ ضرور نہیں کہ جمیع موادمین کذب متحقق ہو اور ثبوت
[illegible] بلکہ ایک بھی تقدیر پر اگر کذب ہو جائیگا۔ تو قضیہ کاذب ہوگا۔ پس یہہ

قضیہ کلیہ جو آپکے قاضی صاحب نے تحریر فرمایا ہے ہرگز وہ صحیح جا الخ چونکہ اونکی نزدیک اسکی یہہ ہے دو مواد تہے کہ جہان اسکا تحقق تہا اسلیے اونہون نے حکم کلی فرمادیا اور یہہ اونکو معلوم نہوا کہ اسکی جزئیات اور بہی ہین جہان یہہ حکم متحقق نہین ہے اگر کلیہ حکم کیا جاویگا تو کاذب ہوگا - اور معلوم کیونکر ہو اگر کچہہ قرآن سے تعلق ہو تو معلوم ہو کہ قرآن شریف مین ذکر نزول سکینہ کا کہان کہان پر ہے پس اس موقع پر آیت غار کا ذکر کرنا بجائی خو نہین

قولہ اور جیسا کہ جناب باری عز اسمہ نے اور جگہ فرمایا ہے فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ - یہان بہی اگر سوای رسول کے کسی اور کو نزول سکینہ مین شامل کرنا منظور ہوتا تو فرماتا - کہ علیہ وعلی صاحبہ یا علیہما وغیرہ - اور جبکہ حق تعالے نے ایسا نہین فرمایا تو جناب قاضی صاحب کا اعتراض نہایت درست وصحیح ہی **اقول**

اول خطا آپکی قاضی صاحب اور انکی اتباع کے یہہ تہے کہ اوس قضیہ کو جو پہلے مذکور ہوا ہے ہرگز وہ صحیح جا الخ - کلیہ تسلیم کر لیا حالانکہ اوسکا کلیہ ہونا سراسر غلط تہا - دوسری خطا یہہ ہوئی - کہ اوس قضیہ کو ایک محتمل مین متعین لکہا اور یہہ معنے بیان کیئے - کہ خدا تعالے نے جہان رسول پر تسلی نازل کی اور وہان مومنین سے بہی کوئی ہمراہ تہا - تو وہان اوسکی نزول کو سبکی شامل فرمایا حالانکہ یہہ تعیین غلط ہے کیونکہ اوس سے یہہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ خدا نے جہان تسلی مومنین پر نازل فرمائی اور وہان رسول بہی تہے تو وہان اوسکی نزول کو سبکے شامل کیا تیسری غلطی یہہ ہوئے کہ آیت غار مین اول تو اپنی خوش فہمی سے یہہ سمجہہ لیا کہ فانزل اللہ سکینتہ علیہ کے ضمیر حضرت کیطرف راجع ہے اور پہر اس فاسد بنا پر یہہ مقدمہ فاسدہ متفرع کیا کہ اگر کوئی رسول کے ہمراہ اہل ایمان سے ہوتا تو اوسکو بہی شامل نزول ضرور کیا جاتا اور جب یہہ نہین کیا گیا تو ثابت ہوا کہ کوئی مومنین سے آپکے ہمراہ نہین تہا تو معلوم ہوا کہ ابو بکر صدیق مومنین سے نہین تہے اور یہہ کل غلط در غلط بنا فاسد علی الفاسد ہے - آپکا خصم یہہ کہتا ہے کہ آیت غار مین خدا تعالے نے نزول

سکینہ کا ذکر فرمایا اوسکا منزل علیہ صرف ابوبکر صدیق رض ہے اور یہہ اوس قبیل سے جیسکہ
خداوند تعالے نے سورہ فتح مین ارشاد فرمایا ہو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المومنین
اور فانزل السکینۃ علیہم اور وہان نزول کو مومنین کے ساتھہ مخصوص فرمایا ہے
اور اونکے ساتھہ رسول کا ذکر نہین کیا ایسا ہی آیت غار مین بہی رسول کا ذکر نہین کیا اور سکینہ کو
مخصوص یار غار کے ساتھہ فرمایا ۔ قطع نظر اس سے ہم بہی ایک قاعدہ کلیہ بمقابلہ قاعدہ
کلیہ آپکے قاضی صاحب کے لکھتے ہین ۔ اور اہل انصاف سے انصاف کے خواہان ہین ۔ وہی ہذا
خداوند تعالے جائیکہ نزول سکینہ بر رسول بیان فرمود ہرگز در ہیچ جا نزول آنرا
بر رسول بیان نہ فرمود ۔ مگر آنکہ منزل علیہ یعنے رسول را بلفظ رسولہ کہ دال بر کمال بندگی
و تعظیم و نہایت علو تکریم ست تعبیر فرمود لیکن جائیکہ نزول سکینہ بر مومنین بیان
فرمود گاہی انہا را بلفظ مومنین تعبیر فرمود چنانچہ وعلی المومنین و فے قلوب المومنین ۔
وگاہی بر ضمیر اکتفا فرمود ۔ چنانچہ فانزل السکینۃ علیہم ارشاد شد پس اگر در آیت غار
بیان نزول سکینہ بر رسول منظور خداوندی بودی بر ضمیر اکتفا نرفتی بلکہ بلفظ رسولہ تعبیر
شدی ولیکن چون مقصود بیان نزول سکینہ بر ابوبکر صدیق بود و در آن گنجایش ضمیر
ہم بود لہذا بر ضمیر اکتفا رفت ۔ خدا کے لیے ذرا انصاف کی آنکھین کہولکر دیکھین
کہ یہہ قاعدہ صحیح ہے یا وہ قاعدہ جو آپکے قاضی صاحب نے خلاف کتاب اللہ ایجاد
فرمایا ہے ۔ بعد اسکی مثل آپکے قاضی صاحب کے ہم بہی کہہ سکتے ہین ۔ و چون این سخن
گوش ناصبیان خواہند شنید باعث حیرت ایشان خواہد گردید و در حیلہ خلاصی از آن جان
ایشان بلب خواہد رسید ۔ تو اب فرمائیے کہ ہمارا اعتراض صحیح و درست ہے یا آپ کے
قاضی صاحب کا ۔ **قولہ** اور شیعون نے یہہ امر مدلل بدلائل قاطع ثابت کر دیا ہے
کہ علیہ کی ضمیر رسول ہی کی طرف پہرتی ہے نہ کسی غیر کے ۔ **اقول** سبحان اللہ
آجتک حضرات شیعہ سے اپنا اصول مذہب تو دلائل قاطعہ سے ثابت ہو ہی نہین سکا

جو موقوف دلائل قاطعہ پر ہے اور مرجع ضمیر کا تو گیا دلائل قاطعہ سے ثابت کرینگے امامت کا
اصول دین مین سے ہونا دلائل قاطعہ سے ثابت کرین ائمہ کی عصمت اور ایکی انبیا سے تفضیلت وغیرہ
سب اصول دین مین سے ہین کسی پر کوئی دلیل قطعی بیان کی ہے۔ مگر یہہ ایسا دعوی ہے
جیساکہ آپکے سید مرتضی کا کہ وہ فروعات فقہ کی نسبت بھی مدعی ہین کہ وہ قطعیات سے
ثابت ہین۔ حالانکہ جمہور علمار شیعہ نے انکے تکذیب کی ہے ایسا ہی آپ بہی دلائل قاطعہ
ثبوت کے مدعی ہین۔ پس ایسے لغو دعوونکا جواب جنپر کوئی دلیل قائم نہو بجز سکوت کے
اور کچہ نہین۔ قولہ پس جناب قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ کا یہہ دعوے کہ چون
این سخن را گوش ناصبان شنید۔ الخ۔ نہایت ہی سچّا اور بہت ہی ٹہیک ہے ورنہ
شیعوں کا دعوی اتنی مدّت کا بدون جواب باقی نرہ جاتا۔ اگر حضرت مجیب کا حوصلہ ہے
تو اب جواب دین اقول جناب میر صاحب ایسے مہملات خرافات کے جواب مین کسی
عاقل کو بھی تردد نہین ہو سکتا چہ جائیکہ اہل سنت کو حیرانی ہو۔ ہان اگر جملہ باعث
حیرت ایشان گردید سے مراد لیجاوئے کہ اہل سنت کو اس معنے کر حیرت ہے کہ یہہ بات
بہی کیا اس قابل ہے کہ عقلار کے زبان سے نکلے اور کیا اس لایق ہے کہ اسپر ناز و افتخار
کیا جائے تو البتہ بجا ہے پہر بعد اسکے جو جملہ بطور دلیل کے تحریر فرمایا ہے ورنہ شیعوں کا
یہہ دعوی الخ۔ اس قابل ہے کہ اہل عقل و انصاف اسپر آفرین کہین شاید یہہ بہی اونہیں
دلائل قاطعہ سے ہے جنکا ذکر اوپر فرمایا تہا حضرت اگر یہہ دعوی بالفرض بے جواب
باقی ہو تو کیا یہہ کچہ مستبعد ہے کہ بدیہی غلط اور واہی ہونیکی وجہ سے اسپر التفات نکیا ہو
رہا یہہ کہ ہماری فاضل مجیب اب ہم سے جواب کے خواہان ہین سو بحمد اللہ ہم اسکا
ابطال اس بحث مین بخوبی کر چکے اگر ہمت و جرائت ہے تو جواب دین اور اگر اس سے
تسلی خاطر نہو اور یہی ہوس ہو تو اور بھی لیجیے وہ یہہ کہ قطع نظر اسکے غلط اور خلاف واقع اور
مخالف قرآن ہونیکے یہہ دعوی بالکل غلط اور بے دلیل ہے اور ... بلا ... ہی ...

کیونکہ اگر بالفرض ہم اپنے مجیب کے خاطر سے تسلیم کرلین کہ اس عبارت کا مطلب یہہ ہے کہ جب خدا نے رسول پر نازل کی اور وہان مومنین سے بہی کوئی ہمراہ تہا تو سب کے شامل کی اور حضرت کو منفرد نہین کیا اور یہہ سوائے دو جگہ کے واقع نہین ہوا تو اس سے یہہ نتیجہ نکالنا کہ خداوند تعالے پر یہہ قاعدہ واجب ہوگیا اور کہین اسکے خلاف نہین فرمائیگا سراسر اباطیل اور خرافات ہے کیونکہ اسکے لزوم پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی نہین دلالت کرتی یہہ محض جناب قاضی صاحب کے وساوس تخیلات ہین جو مادہ سوداوی سے ناشی ہوئی ہین اگر کوئی دلیل اسپر دلالت کرتی ہتی تو اول اسکے لزوم پر قاضی صاحب ہی بیان فرماتے خیر انہوں نے نہیں بیان فرمائی تو آپ اگر کچھ حوصلہ ہے تو آپ ثابت کیجیے۔ اور کوئی دلیل لائی اور یون ہی ایک دعوی بلا دلیل پر افتخار و ناز فرمانا شان عقلا نہین ہے اور عجب ہے کہ ہم تسلیم کرلین کہ جو مطلب ہماری مجیب صاحب نے اپنے قاضی صاحب کی عبارت سے ایجاد فرمایا ہے صحیح ہی ورنہ فی الحقیقت یہ ہی غلط ہے چنانچہ ہم ابحاث گزشتہ میں اسکے بطلان کو بخوبی ثابت کرائی ہین پس جسطرح دل چاہے ہمسے گفتگو کرلین ہم ہر طرح تحریراً تقریراً حاضر ہین **قولہ** آپکا یہ فرمانا کہ تعصب مین آکر کیسا بے اصل دعوی مخالف قرآن شریف کے فرمایا ہے بجائے خود نہین۔ بلکہ آپ نے جوش تعصب مین آکر ایسا لکہا ہے اور اس سے بڑہکر جوش تعصب اور کیا ہوگا کہ بدون سمجھے عبارت نقل کردی **اقول** اہل عقل و انصاف سمجھ سکتے ہین کہ آپکے قاضی صاحب نے جوش تعصب میں آکر مخالف قرآن شریف کے دعوی کیا یا ہمنے جوش تعصب سے اس دعوی کے نسبت ایسا کہا اور یہہ بہی معلوم کرسکتے ہین کہ ہمنے بدون سمجھے عبارت نقل کی ہے یا آپنے بے سمجھے عبارت کی توجیہہ فرمائی۔ ہم کچھ نہین کہتے بجز اسکے کہ کسیکی سامنے اہل انصاف مین سے یہہ عبارت رکہہ دیجے اور تماشا دیکھ لیجیے **قولہ** حضرت قاضی صاحب ہرگز جوش تعصب مین نہین آئے اور نہ بے اصل دعوی معاذ اللہ مخالف قرآن شریف فرمایا۔ بلکہ ایک امر واقعی مدلل بآیات قرآنی بیان کیا ہے آپکا جناب قاضی صاحب کی نسبت ایسا فرمانا دعوی بے دلیل ہے

اگر آپ اس اپنی دعوی مین سچے ہین تو بسم اللہ کوئی دلیل لائیے۔ وحضرت قاضی صاحب علیہ الرحمۃ
کی اس دعوے کو رد فرمائیے۔ اور کوئی آیت قرآنی یا حدیث اپنی ہی کتب معتبرہ سے ایسی
نقل فرمائیے کہ جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ جل شانہٗ تسلی نازل فرمائی ہو
اور رسول کے ہمراہ مومنین بھی ہون تو فقط رسول ہی پر نازل فرمائی ہو اور مومنین کو شامل
نفرمایا ہو۔ **اقول** ہم بدلائل ثابت کر چکے ہین کہ آپکے قاضی صاحب کا دعوی خلاف
واقع مخالف قرآن محض جوش تعصب سے ناشی ہے اور اسکو بخوبی رد کر دیا ہے آپ ملاحظہ
فرمائین ابطال کے واسطے یہہ کچھہ ضرور نہین کہ ایک ہی طرح پر کیا جاوے۔ ہان جب آپ
اس دعوے کو واقعی اور مدلل بآیات قرآنی تصور فرماتے ہین تو امید ہے کہ ہماری دعوی کو
بھی واقعی اور مدلل بآیات قرآنی سمجھینگے اور اگر آپکو اوسمین کلام ہو تو بسم اللہ کوئی دلیل لائیے
اور ثابت کیجے کہ خدا تعالے نے کہین رسول پر سکینہ نازل کی ہو اور لفظ رسولہ سے تعبیر نفرمایا
ہو اور صرف ضمیر پر اکتفا فرمایا ہو **قولہ** یہہ حضرات اہلسنت کی ہی جرأت ہے کہ بے اصل
دعوی کرتے ہین اور فخر فرماتے ہین کمال دلیری اور بے باکی یہہ ہے کہ جو عبارت سند انقل کرتے
ہین اوسکا خلاصہ مضمون اپنی طبیعت سے مخالف عبارت منقولہ کے تراشتے ہین اور بصد نازو
افتخار اس اپنی ہی تراشی ہوئی مضمون کو رد کرتے ہین نہ خدا و رسول سے ڈرتے ہین نہ اسکی
شرم کرتے ہین کہ دیکھنے والا جسکو خدا نے کچھہ بھی عقل عطا فرمائی ہوگی کیا کہیگا یہہ حال ہے
ان حضرات کا فاعتبروا یا اولی الایمان۔ آپکے مہدی صاحب نے جو اس خلاصہ کے رد مین
لکھا ہے چونکہ خلاصہ ہی صحیح نہین کیا تو سب بنا ر فاسد علی الفاسد ہے **اقول** ایسے
کذبات اور خرافات کا جواب بس یہہ ہے کہ بقول شاعر۔ ع دروغی را جزا باشد دروغی
ہم کہین کہ آپ سچ فرماتے ہین۔ باقی آپکے مہذب کلمات کا جواب ہم کچھہ نہین دیتے
قال الفاضل المجیب۔ قولہ۔ قولہ ہمارے مقابلہ مین جو عبارت تحریر فرماوین الخ جناب
مخاطب کا اس سے مقصود صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ جانتے ہین حضرات شیعہ کی

کتب نایاب ہین بڑے بڑے شہرون مین بہی دستیاب نہین ہوتی اور اگر کہین حضرات شیعہ کے ہان ہین تو اہلسنت کو وہان تک دسترس اور انکا حصول ممکن نہین چنانچہ ایک شخص حضرات شیعہ مین سے میرے بہی عنایت فرما ہین اگر مین یا کوئی اہلسنت جسپر احتمال مناظرہ دانی کا ہو اونکی مذہب کی کتاب اونسے طلب کرتا ہے تو مونہہ چرا جاتے ہین - حالانکہ ہماری ہر قسم کے کتابین اونکی استعمال مین رہتی ہین تو جناب مخاطب نے خیال کیا کہ نہ اصل کتاب ہاتہہ آئیگی نہ استدلال صحیح تصور ہوگا اور بلا دقت میدان مناظرہ ہاتہہ آئیگا اسلیے دراصل یہی ہو کہ آپنے تحریر فرمایا کہ تحفہ وغیرہ مین بعض حوالے درست نہین تو اس سے معلوم ہوا کہ بعض حوالے بلکہ اکثر درست ہین تو جسوقت استدلال مین وہ حوالے مذکور ہون جو درست نہین اونکے نسبت صاف کہنا چاہیے کہ یہہ حوالہ درست نہین کیونکہ جو عبارت کسی کتاب سے نقل ہوگی تو بحوالہ اسی کتاب کے نقل ہوگی ہان اصل کتاب سے اوسکا اثبات اوسوقت ضروری ہوگا جسوقت آپ صاف انکار فرماوین گے - اور یہہ کہین گے کہ یہہ روایت ہماری یہان نہین ہے - اقول حضرت مجیب نے جو کچہہ اس قول مین فرمایا ہے عام اہلسنت یہہ ہی بے اصل دعوی کرتے ہین اگر یہہ بات درست ہوتی کہ کتب شیعہ نایاب ہین تو آپکی خاتم المحدثین اور خاتم المتکلمین نے جو حوالے نقل فرمائی ہین وہ کہانسے نقل فرمائی ہین - بلکہ واقعی امر یہہ ہے کہ اہلسنت ہماری کتابونکا دیکہنا اور خریدنا اور اپنے گہر مین رکہنا گناہ سمجہتے ہین ورنہ ہر قسم کی کتب شیعہ چہپکر شائع ہوگئی ہین اگر جناب مجیب کو شوق کتب بینی کا ہے تو ارشاد فرمائین کہ فہرست کتب مع نشان مقام وغیرہ ارسال خدمت ہو قیمت بہیجکر طلب فرماوین اور اپنے اس بے اصل دعوی سے باز آوین - یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی - اگرچہ اس قول مین کوئی امر قابل بحث وجواب نہ تہا تاہم اسقدر گذارش ضرور ہے کہ اگر آپکی کتب معتبرہ نایاب نہین ہین اور ہر جگہ ملتی ہین اور چہپکر شائع ہوگئی ہین تو یہہ فرمائی کہ قطع نظر اور کتابونسے آپکا قرآن جو جناب امیر نے تالیف وجمع فرمایا اور ائمہ کے پاس یکے بعد دیگرے متوارث چلا آیا - اور آخر کو

غار سرمن رای مین امام زمان کے ساتھہ مختفی ہوا کوئی دفعہ کسیوقت چھپکر شائع ہوا ہے یا یہہ محض
جھوٹے دہکوسلے ہین نہ کوئی قرآن علاوہ موجود کے جمع و تالیف ہوا نہ ائمہ کے پاس متوارث
اگر غار سرمن رای مین مختفی ہوا علاوہ ازین اصول اربعہ کتنی دفعہ چھپکر شائع ہوچکی ہین پس
اسی سے شیوع کتب معلوم ہوجائیگا - ہند مین کلینی ابھی صرف نولکشور نے چھاپی ہے تہذیب
استبصار من لایحضر ہماری دانست مین ہندوستان مین تو چھپی نہین ایران کی ہمکو خبر نہین پس جب
اصول کا یہہ حال ہے تو نوادر علوم کی کتابونکا کیا حال ہوگا - اور اگر چند کتابین جو جوابات اہلسنت مین
تالیف ہوئی اور چھپ گئے تو انکے شیوع سے یہہ نہین کہا جاسکتا کہ کتب مذہبیہ کا شیوع ہے
اور نیز اگر اہلسنت مین سے دو چار کو کسی وجہ سے آپکی کتابین بہم پہونچ گئی تو یہہ بھی دلیل
شیوع کی نہین ہوسکتی - آپکی کتابون کے دیکھنے کا شوق اسوقت تک ہی جبتک کہ آپ سے
مناظرہ ہے سو اسکی لئی کسیقدر کتابین جمع بھی کی ہین اور کسیقدر جمع کرنیکا ارادہ بھی ہے شکریہ
آپنے یہہ سلسلہ جاری رکھا پس اس عنایت کا شکر گذار ہون جو رسال فہرست کی بابت تحریر فرمایا
اور گذارش کرتا ہون کہ اگر مطبع جعفری اور ملک الکتاب محمدانی کے علاوہ کوئی اور فہرست ہو تو ایک
عنایت فرمادین - متاخرین کے تصانیف مین سے آپکے قبلہ و کعبہ مجتہد صاحب کے عماد الاسلام
و ذوالفقار و حسام وغیرہ کا خیال ہے اور کتب متقدمین سے رسائل فضل بن شاذان و نسخہ سلیم
بن قیس ہلالی وغیرہ دیکھنے کو دل چاہتا ہے اگر آپکو یہہ سلسلہ جاری رکھنا منظور ہو ورنہ کچھہ ضرورت
نہین کیونکہ اپنے مذہب کے صحت اور آپکے مذہب کے فساد مین کچھہ شک و شبہہ نہین ہے جو کسی
امر کی تحقیق کی ضرورت ہو - **قولہ** یہہ حکایت جو لکھی ہے شاید صحیح ہو مگر یہہ کیا ضرور ہے
کہ وہ اسی غرض سے جو حضرت مجیب سمجھے ہین دیتی ہون شاید کوئی اور غرض ہو - جیسا کہ اسی
شہر مین ایک سید صاحب ہین اور انکے پاس دو ایک کتب احادیث ہین وہ ہمکو بھی گھر بیچانکو
نہین دیتے اور یہہ عذر کرتے ہین کہ میری چند کتابین نہایت عمدہ جو شوق سے خریدی تہین
بعض حضرات لیگئے اور پہر واپس نہ دین جب سے مین نے عہد کرلیا ہے کہ خواہ کوئی مانگے مین کتاب

ہرگز نہ دونگا ہان میرے مکان پر اگر جو شخص چاہی خواہ سنی ہو خواہ شیعہ مطالعہ کرے یا عبارت نقل کر لیجائے
بلکہ حقہ پانی وغیرہ کی خدمت کرونگا تو کیون نہین جائز ہے کہ وہ صاحب بہی جنکا ذکر حضرت مجیب نے
کیا ہے اس خیال یا مثل اسکی کسی اور سبب سے نہ دیتے ہون ۔ **اقول** چونکہ اس جواب کے تحریر مین
ایک کتاب سے جو ہمکو اپنے عنایت فرما سے ملی بہت مدد پہونچی لہذا اسکو ہم کمال شکر گذاری کے
ساتہہ لکہتے ہین اور اسیواسطے ہم اپنے فاضل مجیب کے احتمالات کا جواب جو بمقتضا ع ہر کس
بقدر ہمت اوست + ناشی ہوئی ہین ہم کچہہ جواب نہین لکہتے **قولہ** معہذا فن مناظرہ کی
اصول مین یہہ داخل نہین کہ اپنی کتاب بہی مخالف کو دینی لازم ہے مخالف کا فرض ہے
کہ جسطرح ممکن ہو خود یہہ سامان بہم پہونچائے **اقول** بہت درست ہے ہم بہی اسکا انکار نہین
کرتے ۔ لیکن یہہ جب ہے کہ تحقیق حق مد نظر نہو اور جب تحقیق حق منظور ہو جیسا کہ آپ مدعی ہین
تو پہر یہہ غلط ہے چنانچہ ظاہر ہے **قولہ** میری اصلی غرض جو حضرت سمجہتے ہین وہ ہرگز
نہ تہی بلکہ صرف مطلب یہہ تہا کہ اگر حوالہ غلط تحریر ہو تو اوسکے رد و بدل مین وقت ضایع ہو **اقول**
اگر حوالہ غلط تحریر ہو تو رد و بدل کیا اصل کتاب مین جب نہ پایا تو کہدیا کہ یہہ حوالہ غلط ہے
خصم یا اوسکو ثابت کریگا ورنہ غلطی تسلیم کریگا لیکن تغلیط بہی یا صرف اجمالی طور پر ہوتی ہے
کہ بدون اصل کتاب کے مطابق کیے قرائن پر لحاظ کرکے تغلیط کردی اور یہہ تغلیط ایسی ہے
کہ اسمین خود رد و بدل کی گنجایش ہے یا یہہ کہ قطعی طور پر ہوتی ہے کہ اصل کتاب سے خوب
مطابق کرکے جب نہ پایا تو تغلیط کردی چنانچہ تمنے لفظ سقیمۃ العرب کے تغلیط کی ہے تو البتہ
تغلیط قابل اعتبار ہے اور اسمین رد و بدل کچہہ نہین ہو سکتا ہے **قولہ** میدان مناظرہ
بفضل الٰہی ہر طرح ہمارے ہاتہہ ہے خواہ آپ تحفہ وغیرہ سے عبارت نقل فرمائیے خواہ خود
دیکہہ کر لکہیے **اقول** باطلست آنچہ مدعی گوید ۔ **قولہ** معہذا ہم منصف ہین آپکا یہہ
فرمانا کہ جسوقت استدلال مین حوالے مذکور ہون جو درست نہین ۔ الخ ۔ بہت درست ہے
اور ہم بسر و چشم قبول کرتے ہین بلکہ اس لکہنے سے یہہ ہی غرض تہی کہ آپ اس امر کا اقرار کرین

اقول - ع - عمرت دراز باد کہ این ہم غنیمت ست - ہزار افسوس ہی اگر آدمی ہزار جگہ اپنے
مذہب کے مبنا نت کے لیے حق پوشی اور ہٹ دہرمی کرے وہ ایک جگہ حق قبول کرلے - تو
اوسکو منصف نہین کہا جا سکتا - بہرکیف واجبی امر کی تسلیم مین ہمکو کچھہ چون وچرا نہین ہے
قال الفاضل المجیب قولہ - قول صاحب تحفہ وغیرہ کے حوالہ درست نہین - الخ
جن حضرات کے تحقیقات کے اعتماد پر جناب مخاطب کو باین طمطراق افتخار روما ہی وہ تحقیقات
عند التحقیق خود غلط ہین - اقول - اسکے جواب مین نہایت ادب سے کہا چاہیہ ہی مقولہ ہم بہی عرض
کرتے ہین چنانچہ جناب قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ کی نسبت دعوی تعصب و تخالف قرآن
شریف کے بیان مین کسیقدر سابق مین بیان ہوچکا ہے اگر حضرت مجیب بہی انصاف فرمائینگے تو سمجھہ
جائینگے کہ جن تحقیقات کو ہماری حضرت بصد افتخار و ناز ہمیشہ تحریر فرماتے ہین وہ تحقیقات
ہی واقعہ مین بجای خود نہین اور ہماری علمار کرام رضوان اللہ علیہم نے جو تحریر فرمایا نہایت
بجا و درست ہی - اب اس تحقیق کا حال ہی جو مجیب نے بصد ناز لکھی ہے ظاہر ہوجاتا ہے
انصاف شرط ہے یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی قاضی نور اللہ صاحب
کی تخالف کا حال محقق ہوچکا باقی تحقیقات کا حال بہی معلوم ہوجائیگا اور یہہ کیا اصول
مذہب کے تحقیقات کا حال معلوم ہوچکا مگر افسوس اسکا ہے کہ ہماری فاضل مجیب صرف ہمکو ہی
فرماتے ہین کہ تحقیقات علمار کو بنظر انصاف دیکھین اور خود بدولت اسپر عمل نہین فرماتے - ہمنے تو
حکم سامی کی تعمیل کی - اور دعا یہہ ہے کہ خداوند تعالے آپکو بہی توفیق عطا فرمادی - قال
الفاضل المجیب - قولہ مشتی نمونہ خروار ہدیۂ نذر مین خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ مین
عبارت نہج البلاغت سی جو حضرت ابوبکر کی مدح مین جناب امیر نے فرمائی ہے استدلال کرکے
علمار شیعہ کیطرف سی جواب نقل کیئے ہین منجملہ اونکی فرمایا ہے - عمدہ آن توجیہات نزد ایشان
آنست کہ آنجناب گاہ گاہ اوصاف و مدائح شیخین - الخ - اسکے جواب مین علامہ کنتوری نے
لکہا ہے کہ این ادعا کذب محض ست احتیاج این توجیہات شیعہ را وقتی می افتاد کہ کتب شیعہ

بجای لفظ فلان لفظ ابوبکر موجود می بود چون لفظ ابوبکر در کتب شیعہ موجود نیست ایشان را احتیاج بہیچ یک
از توجیہات نیست - اقول - حضرت آپکے خاتم المحدثین اس مقام پر ابتدا ہی سے راہ خلاف واقع
کو چلے ہین اور دعوی کیا ہے کہ ہم نہج البلاغت سے نقل کرتے ہین اور جو عبارت نقل کی ہے اوسمین اپنی
طرف سے بجای للہ بلاد فلان للہ بلاد ابی بکر نقل کیا ہے حالانکہ کتاب مذکور مین بلکہ کسی روایت شیعہ مین
بجای لفظ فلان لفظ ابی بکر نہین ہے طرفہ یہ ہے کہ پھر خود اقرار کرتے ہین کہ نہج البلاغت مین لفظ
فلان کا ہے لیکن سید علیہ الرحمۃ نے تحریف کیا ہے چنانچہ تحفہ کی عبارت بجنسہ نقل کرتے ہین وہو ہذہ
ومنہا ما اوردہ الرضی ایضاً فی نہج البلاغۃ عن امیر المومنین انہ قال للہ بلاد ابی بکر
فلقد قوم الاود وداوی العمد واقام السنۃ وخلف البدعۃ ذہب نقی الثوب قلیل
العیب اصاب خیرہا وسبق شرہا ادی الی اللہ طاعتہ واتقاہ بحقہ رحل وترکہم
فی طرق متشعبۃ لایہتدی فیہا الضال ویستیقن المہتدی - درین عبارت جناب امیر
صاحب نہج البلاغت کہ شریف رضی ست برای حفظ مذہب خود تصرف کردہ لفظ ابوبکر را حذف
نمودہ وبجای او لفظ فلان آوردہ تا اہلسنت تمسک نتوانند نمود الخ - ہم کہتے ہین کہ اگر آپکے خاتم المحدثین
سچے تھے تو پہلے لفظ فلان نہج البلاغت سے نقل کرتے اور لفظ فلان کی تحریف بابی بکر ثابت کرتے پھر
جو چاہتے فرماتے اب اونکی تحریف تو خود اونکی ہی زبان سے ثابت ہو گئی - جناب سید علیہ الرحمۃ
کی تحریف پس حسب آداب مناظرہ اگر کسی کتاب شیعہ سے اس روایت مین لفظ ابی بکر نقل کرتے
اور پھر نقل جناب سید علیہ الرحمۃ اسی کتاب سے ثابت کرتے اوس وقت البتہ تحریف جناب سید ثابت
ہوتی واذ لیس فلیس - اور چونکہ حضرت خاتم المحدثین مدعی تحریف ہین تو اونکو اثبات اپنے دعوی کا
لازم تھا اور ہمکو محض منع کافی ہے کما تقرر فی علم المناظرہ - یقول العبد الفقیر اصلح مولاہ
انتہی - اہل دانش وانصاف سے التماس ہے کہ للہ ذرا متوجہ ہوکر اس بحث کو سنین اور علماء
کنتوری اور اونکے اولیاء وتوابع کا مرتبہ علم ودیانت وپایہ انصاف ملاحظہ فرمائین - کہ اول حضرت کنتوری نے
کسقدر تبحر علمی اور تدین نمایان فرمایا اور بعد اوسکے اونکے تابع معتقد کیسا دیانت وانصاف کا خون کرتے ہین

ہمنے اون علماء شیعہ کی تحقیقات کے تغلیط مین جنہون نے تحفہ کے جوابات لکھے ہین بطور تمثیل علامہ کنتوری کے تحقیق پیش کی ہتی جس سے حوالہ کا بہی غلط ہونا ثابت تہا خلاصہ اوسکا یہہ تہا کہ جو جوابات خطبہ للہ بلاد فلان کی شیعہ کیطرف سے تحفہ مین نقل ہوئی ہین اونمین صاحب تحفہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکہا ہے عمدہ آن توجیہات نزد ایشان آنست کہ آنجناب گاہ گاہ اوصاف ومدائح شیخین بنا بر استجلاب قلوب ناس الخ اسکے جواب مین علامہ کنتوری نے تحریر فرمایا کہ این ادعا کذب محض ست الخ اب اس دعوی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت کنتوری صاحب کے جواب سے صاف واضح ہے کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدعی ہین کہ یہہ توجیہات حضرات شیعہ کرتے ہین اور علامہ کنتوری اس حوالہ کی تکذیب کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ شاہ صاحب کا یہہ دعوی اور یہہ حوالہ کذب محض ہے نہ شیعہ نے یہہ توجیہات کی اور نہ اونکو ان توجیہات کی حاجت اور کہین فرماتے ہین۔ ان ہذا الا افک مبین ازین ناصبی باید پرسید کہ کدام شارح امامیہ گفتہ کہ مراد ابوبکر ست یا عمر اور کہین فرماتے ہین ثبت العرش ثم انقش۔ اول این معنے یا ثبات باید رسانید۔ کہ مراد از لفظ فلان درین کلام ابوبکر ست بعد ازآن باین اوصاف اثبات نفس بوبکر باید نمود۔ اور کسی قول کے جواب مین لکہتے ہین ہیچ یک از امامیہ این توجیہ نکردہ۔ غرض اس تمام بحث سے واضح ہے کہ علامہ کنتوری نہایت غلو کے ساتہہ حضرت خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ کے حوالونکی تغلیط و تکذیب فرمارہے ہین کہ یہہ امور جو صاحب تحفہ شیعہ کے طرف منسوب کرتے ہین محض کذب و دروغ ہے۔ ہمنے اوسپر آیات بینات سے نقلا عن ذالۃ الغین عرض کیا کہ حضرات شیعہ کی تحقیقات کا حال یہہ ہے کہ رجما بالغیب حوالونکا انکار کرتے ہین حالانکہ وہ سب امور اونکی کتب معتبرہ مین موجود ہین چنانچہ وہ سب امور جنکا انکار بڑی شد و مد سے آپکے علامہ کنتوری صاحب فرمارہے تہے وہ سب فاضل نحریر کمال الدین ابن میثم بحرانی کی شرح مین موجود ہین۔ پس اس سے صریح ثابت ہوا کہ شاہ صاحب اپنی حوالونمین سچے تہے اور آپکی علامہ کنتوری اونکی تکذیب مین کاذب۔ اب ہم اہل انصاف کو

اونکی انصاف کی قسم دیکر پوچھتے ہین ۔ ہمارے فاضل مجیب کے تمام تقریر متعلقہ کو ملاحظہ کر کے
فرماوین کہ اونہون نے اپنے علامہ کنتوری کیطرف سے کیا جواب دیا اور اس الزام کو اون سے
کیونکر رفع کیا اور کیونکر ثابت کیا کہ حضرت شاہ صاحب کا ان امور کو شیعہ کی طرف منسوب
کرنا کذب ہے فرمایا تو یہہ فرمایا کہ علامہ ابن میثم کا اپنی شرح مین یہہ امور ذکر کرنا بطور تنزل
بلکہ بطور استہزا و تمسخر کے ہے معلوم نہین کہ حضرت مجیب کا یہہ فرمانا بطور تمسخر ہے یا واقعی
اجی حضرت میر صاحب آپنے تو اپنے تمام دین کو ہی تمسخر بنا دیا اور دائرہ بحث کا اپنی اوپر
تنگ کر دیا ۔ آپکے خصم نے آپسے ہی سیکھہ کر آپکے اور جہات ستہ کو مسدود کر دیا ائمہ سے
جو کچھہ روایت کرتے ہین ۔ غالباً سب تمسخر ۔ خم غدیر کا خطبہ اور تمام وصیتین سب تمسخر تو محتمل ہین
ہمیشہ آیت وَلَا تَتَّخِذُوا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا کے معنے سوچا کرتے تھے سو آج آپکی بدولت
یہہ عقدہ حل ہوا ۔ اور خوب سمجھہ مین آگیا کہ دین کے ساتھہ استہزا اسطرح ہوتا ہے مگر تعجب یہہ ہے
کہ علامہ کنتوری کو یہہ توجیہہ نسوجہی اور اونسے عام طور پر انکار کر دیا کہ چون ابو بکر در کتب شیعہ موجود
نیست ۔ اگر اونکو یہہ توجیہہ سوجھتی تو صاف انکار نفرماتے اور یہہ روسیاہی جو آج اونکو اور
اونکی اتباع کو دیکھنا پڑا دیکھنا نصیب نہوتا ۔ بہر کیف جب یہہ امور کتب شیعہ مین موجود ہین
خواہ بطور تمسخر و استہزا ہین یا واقعی تو اب حضرت شاہ صاحب کا اونکو شیعہ کیطرف منسوب
کرنا صحیح ہوا اور علامہ کنتوری کی تکذیب اونہین کیطرف اولٹی پہرے اور تمسخر و استہزا سے
بجز تمسخر اپنے کے کچھہ سود ندیا رہا یہہ امر کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعوی کیا ہے
کہ علامہ رضی نے اس خطبہ مین تحریف کی ہے کہ لفظ ابو بکر کا تہا اوسکی جگہ لفظ فلان بنا دیا ہے
اگرچہ یہہ مانحن فیہ سے علیحدہ تہا کیونکہ ہمارا مقصود صرف حوالہ کے تکذیب کی بابت بحث تہی
نہ بابت اثبات تحریف لیکن چونکہ فاضل مجیب نے اپنا مخلص سمجھکر اسکو چھیڑا ہے تو اسکا
بہی ثبوت لیجیے ۔ علامہ متبحر ابن میثم کے اقرار سے ثابت ہے کہ ان اوصاف کا موصوف
اور ان مدائح کا ممدوح ابو بکر ہین یا عمر اور ظاہر ہے کہ یہہ تعریف توصیف جناب امیر نے

مجمع عام مین فرمائے تھے کہ جہان صدہا آدمی تفضیل شیخین کے معتقد تھے تو ایسے موقع مین نام کو
کنایہ کرنا فہم مین نہین آتا۔ کیونکہ ایسے موقع مین اگر برا کہتے تو تقیۃً نام سے کنایہ کرنے کی
ضرورت ہوتی اور جب مدح و ثنا فرمار ہے ہین تو نام سے کنایہ کرنے کی کیا ضرورت تھی بخشش
جسکو تہوڑی سے بہی کلام کی فہم ہوگی اور ذوق سلیم ہوگا وہ سمجہہ لیگا کہ ایسے موقع تعریف مین جہان
کسیکی اسقدر مبالغہ سے تعریف کرنے مقصود ہو اور ایسے لوگونمین جہان نام لینے مین کسی
قسم کا خوف نہو بلکہ نام لینے سے زیادہ مطلب برآری ہوتی ہو استجلاب قلوب زیادہ حاصل
ہوتا ہو تو ایسے وقت ممدوح کے نام سے لفظ فلان کے ساتہہ کنایہ کرنا تمام کلام کو سراسر
لغو اور مہمل کر دیگا۔ اور اپنے اور جگہہ بہی مدح و تعریف فرمائی چنانچہ ابن میثم نے اپنی تفسیر
شرح مین لکہا ہے۔ ولعمری ان مکانہما فے الاسلام لعظیم الخ چنانچہ
ہم سابق مین بیان کر آئے ہین۔ تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب امیر نے بیشک ممدوح کا
نام لیکر توصیف فرمائی ہے ہان پیچہے اسمین تصرف ہوا ہے۔ اب رہا یہہ کہ کسنے تصرف
کیا سو احتمال یہہ بہی ہے کہ یہہ شیخ رضی سے اوپر ہوا ہو۔ اور غالب یہہ ہے کہ یہہ کام حضرت رضی کا
ہی۔ کیونکہ اس بزرگ نے بہت خطبونمین تصرف کیا ہے اور چالاکی فرمائی ہے چنانچہ
ابن میثم نے تنگ ہوکر کہین اوسکو خبط سے تعبیر کیا ہے اور کہا ھذا خبط عجیب من
السید کہین اونکی عادت فرمائی پس جب عموماً آپکی سید رضی صاحب کی یہہ عادت ہی
تو ایسے موقع مین جو خاص اونکی مذہب کے لیے وبال اور نکال ہے کیون چوکے ہونگے
تو غالب بلکہ قریب یقین کے یہہ ہی ہے کہ یہہ تصرف اور تحریف آپکے سید رضی صاحب کا
ہی کام ہے اور حضرت علامہ دہلوی کا تحریر فرمانا کہ شریف رضی نے تصرف کیا ہی صحیح ہے
رہا یہہ کہ حضرت شاہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کیطرف آپ تحریف کا الزام لگاتے ہین
سو یہہ آپکے اور آپکے اون اکابر کے جنہون نے یہہ اعتراض کیا ہے کمال ہی خوش
فہمی اور دانشمندی ہے کیونکہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کلام مرتضوی کے

نقل کے بعد صاف طور پر فرمایا ہے کہ اس عبارت مین لفظ فلان کی جگہ لفظ ابو بکر تھا گر شریف رضی نے تحریف کر کے بجائی لفظ ابو بکر کے لفظ فلان لکھدیا تا کہ امر مبہم ہو جائے اور استدلال نہو سکی تو اس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اس خطبہ کی عبارت مین لفظ ابو بکر نہین ہے۔ لیکن لفظ ابو بکر بجای لفظ فلان کے اسلیے لکھدیا ہے کہ اکابر امامیہ نے شروح نہج البلاغت مین ابو بکر صدیق کے نام کو ترجیح دی ہے پس جو شخص کہ خود بصراحت کہتا ہی کہ اس خطبہ مین لفظ فلان ہے لیکن ہمنے لفظ ابو بکر جو بیان شروح سے راجح ہے بطور الزام شیعہ اور مناسبت باب کے لکھہ دیا ہے تو اسکو تحریف کہنا البتہ انکا او انکی اکابر کا ہی کام ہے تعجب دلائل سے یہہ بہی ثابت ہی کہ علامہ رضی نے اسمین تحریف فرمائی ہے اور اصل خطبہ مین یا لفظ ابو بکر ہوگا یا عمر اور محض شراح کے اقوال سے ترجیح ابو بکر کے نام کو ثابت ہوتی ہے تو جب تصریح اس امر کی کہ بجاوی کہ رضی نے لفظ فلان نقل کیا اور اصل خطبہ مین باستناد اسکی کہ ثابت ہو چکا ہے کہ اصل لفظ ابو بکر ہی یا عمر بعض شراح کی ترجیح کی وجہ سے ابو بکر کا لفظ لکھدیا جاوی تو اسکو کوئی عاقل تحریف نہین کہیگا۔ علامہ کنتوری نے بجواب اس قول کی حیا کو کار فرمایا۔ اور دعوی تحریف کا حضرت شاہ صاحب کی طرف نسبت نہین کیا لیکن اونکی خوش فہمی یہہ ہے کہ وہ اس قول مین تناقض شاہ صاحب کی طرف نسبت کرتے ہین۔ یہہ بہی سراسر لغو ہے اسی جواب سے اسکا بہی استیصال ہو جاتا ہے ہمکو بیان و تطویل کی حاجت نہین۔ **قولہ** لیکن باینہمہ ہم اونکی اس قول کی تکذیب انکی ایک بڑی عالم و کتاب سے ثابت کئی دیتے ہین۔ صاحب جامع الاصول ابن اثیر کہ معتبرین علماء اہلسنت سے ہین کتاب نہایہ مین لکھتے ہین و منہ حدیث علی للہ بلاد فلان لقد قوم الاود الخ اگر سنی کتاب اہلسنت مین بجائی لفظ فلان کے لفظ ابو بکر ہوتا تو ابن اثیر کیون لکھتے کہ حدیث علی مین بلاد فلان ہے بلکہ لکھتے کہ بلاد ابو بکر ہے چہ جای کتب شیعہ **اقول** واضح ہو کہ علماء اہلسنت نے حل لغات حدیث مین مختلف طور پر کتابین لکھی ہین۔ چنانچہ بعض نے خاص

احادیث بخاری کے حل لغات مین کتاب لکھی اور بعض نے خاص صحیح مسلم کے متعلق اور
بعض نے دونو صحیحین کے لغات کو لیا اور بعض نے لغات صحاح ستہ کو جمع کیا۔ اور بعض
مصنفین نے بلا امتیاز صحاح و ضعاف و روایات اہل وفاق و خلاف کی متعلق لغت حدیث کو
لیا چنانچہ صاحب نہایہ نے بہی التزام روایات صحیحہ نہین کیا اسیواسطے بہت روایات ضعاف
و اہل خلاف کو متضمن ہے۔ پس نہایہ کی نقل سے استدلال صحیح نہین ہے اور اگر ایسی
کتب لغات سے استدلال صحیح ہو تو بہت سی روایات مناقض مذہب شیعہ و موافق مذہب اہل حق
کتاب مجمع البحرین مین موجود ہین اونسے بہی استدلال صحیح ہوگا اور اونکا یہہ جواب دینا کہ یہہ
کتاب لغت کی ہے اور صحت و عدم صحت روایات سے اسکو تعلق نہین تو اسلیے
استدلال صحیح نہین صحیح نہوگا۔ چنانچہ بعض روایات بطور نمونہ منتہی الکلام مین خاتم المحدثین نے
ذکر فرمائی ہین۔ اور چونکہ ان امور کے ایتدار اہلسنت کی طرف سے نہین ہے تو اونکا عذر قابل قبول
ہوگا اور انکا استدلال احادیث مجمع البحرین سے بمثل خود کردہ را درمانی نیست صحیح و معتبر
سمجہا جائیگا **قوله** پس جناب مفتی صاحب کا یہہ فرمانا کہ در کتب شیعہ لفظ ابوبکر نیست
نہایت صحیح و درست ہی اور آپکے خاتم المحدثین کا دعوی تحریف محض خلاف ثابت ہوا
الحمد للہ علی ذلک اور جب ثابت ہوا کہ لفظ ابوبکر کتب شیعہ مین نہین ہے تو ان
توجیہات کی شیعونکو ضرورت نہین **اقول** جناب میر صاحب یہہ آپکی اور آپکے
علامہ کنتوری کی فاحش غلطی ہے۔ کیونکہ یہہ کہنا کہ در کتب شیعہ لفظ ابوبکر نیست اس سے
کیا مراد ہے اگر یہہ مراد ہے کہ کتب شیعہ مین بطور بیان مراد کی لفظ ابوبکر نہین تو صریح کذب ہے
کیونکہ علامہ ابن میثم نے جب لکہا ہے تو اوسکا اپنی شرح مین لکہنا صریح اسکا مکذب ہے کیونکہ
وہ عالم شیعی امامی اثنا عشری ہے اور علامہ کنتوری کی یہہ ل یا تجاہل کا اسقدر ہمکو افسوس
نہین ہے کہ اسمین احتمال ہے علامہ نے شرح ابن میثم نہ دیکہی ہوگی مگر تعجب تو یہہ ہے
کہ ہمارے فاضل مجیب باوجودیکہ معلوم کر چکے کہ شروح ابن میثم کبیر و صغیر مین یہہ لفظ موجود ہے

پھر فرماتے ہین کہ علامہ کنتوری کا لکھنا کہ در کتب شیعہ لفظ ابوبکر نیست صحیح اور درست ہی او کمال
دین و دیانت و حیا و شرم سے کام لیتے ہین۔ اور اگر لفظ کتب سے روایات مراد ہے یعنی
کہ اس کلام جناب امیر کی مرویات مین کہین بجای لفظ فلان کے لفظ ابوبکر مروی نہین ہے
چنانچہ اس احتمال کے ثبوت پر عبارت سابقہ علامہ کنتوری کے دلالت کرتے ہین احتیاج این
توجیہات شیعہ را وقتی مے افتاد کہ در کتب شیعہ بجای لفظ فلان لفظ ابوبکر موجود می بود اس جملہ سے
مفہوم ہوتا ہے کہ اس روایت مین لفظ فلان کی جگہ لفظ ابوبکر کے موجود ہونے کا انکار ہے تو یہ
اوس سے بھی زیادہ پوچ اور خرافات ہی کیونکہ یہ کہنا کہ ہمکو ان توجیہات کی ضرورت جب ہوتی
کہ ہماری روایات مین جو اس کلام جناب امیر کی نقل کے متعلق ہین بجای لفظ فلان کے لفظ
ابوبکر ہوتا اور جب لفظ ابوبکر ہماری روایات مین نہین ہے تو ہمکو ان توجیہات کی کچھ ضرورت
نہین سراسر غلط ہے جسکو تھوڑی سی بھی فہم ہو وہ اس فاحش غلطی کو معلوم کر سکتا ہے
اسلیے کہ اگر بالفرض علماء شیعہ مین سے کوئی شخص نہ لکھے نہ بطور مراد کے اور نہ بطور روایت کے
کہ لفظ فلان سے ابوبکر و عمر مراد ہین یا کسی روایت مین بجای فلان کے ابوبکر مراد ہے اور جسقدر اوصاف
مذکور ہوئی ہین وہ بہیئت مجموعی سوای شیخین رضی اللہ عنہم کے کسی پر صادق نہین آتی اور
بروی عقل سلیم کوئی شخص سوای ابوبکر و عمر کے ممدوح اس مدح کا ہوسکتا ہے تو اس صورت مین
اگرچہ کسی نے لفظ ابوبکر زبان سے نہ نکالا ہو تاہم توجیہات کے وجوب سے آپ بری الذمہ نہین
ہوسکتے اور شیعہ پر واجب ہی کہ اس الزام کو جو اس عبارت سے ناشی ہو توجیہات کرکے مذہب کے رخنہ
کو بند کرین چہ جائیکہ علماء نے تصریح فرمائی ہو کہ لفظ فلان سے مراد ابوبکر ہے یا عمر تو جب اکابر علماء
شیعہ نے تصریح کردی کہ موصوف ان اوصاف کے حضرت ابوبکر ہین یا عمر اور وہ اوصاف مساوق
و مستلزم حقیقہ خلافت موصوف کو ہین تو آپ ہی فرمائیے کہ کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ شیعہ
کو اس کلام کی توجیہات کے حاجت نہین اگرچہ علماء نے تعیین مبہم فرمائی ہو اور احتیاج
اوسی وقت ہے کہ جب روایت مین لفظ ابوبکر بجای لفظ فلان کے ہو و هل هذا الا مکابرة و عناد

افسوس کہ آپکو اور آپکے علامہ کنتوری صاحب کو یہہ بہی خبر نہین کہ شیعہ کو اس کلام کی توجیہات کے جب اوسوقت بہی ضرورت ہے جبکہ کسی طور پر بہی کتب شیعہ مین لفظ ابوبکر موجود نہو تو اوسوقت احتیاج توجیہات بالاولی ہوگی جبکہ اکابر علمار شیعہ مین سی کسی نے بہی تصریح کردی ہوگی کہ لفظ فلان سے مراد ابوبکر ہین یا عمر بس بہر تقدیر علامہ کنتوری کے یہہ تحریر غلط ہی پہر اوسپر جناب کا اوسکی تصحیح وتائید کرنا اور بہی بیجا۔ کاش آپ ذرا بہی فہم وانصاف سی کام لیتے قال الفاضل المجیب۔ قولہ۔ بجواب اسکی صاحب آیات بینات سلمہ فرماتے ہین کہ یہہ جواب علامہ کنتوری کا غلط ہے اور جو اونہون نے نسبت خاتم المحدثین کے فرمایا ہے (کہ این عاکذب محض ست) وہی ہم علامہ مجیب کی نسبت کہتے ہین۔ کہ این جواب کذب محض ست۔ اقول۔ صاحب آیات بینات مین یہہ لیاقت کہان کہ علمار کے کلام کا جواب لکہہ سکین وہ بیچاری تو عبارت فارسی سمجہنے سے بہی قاصر ہین۔ ہان اہلسنت کی صحبت مین رہکر آپکے خاتم المتکلمین وغیرہ کی کتابین دیکہین اور بدون اسکے کہ اپنے عقل وعلم سے کام لین یا اپنے شکوک واوہام علمار کرام یا اونکی کلام سے رفع کرین سنی ہوگئی اور چونکہ توفیق ایزدی اونسے پہلے ہی سلب ہوچکی تہی۔ اب سنی بہی نرہی سید احمد خانصاحب کے صحبت وتقلید سے نیچری ہوگئی اور انکے حق مین از مین سو رانده و از آنسو مانده مثل صادق ہوگئی ایسے مذبذب متلون مزاج کے بات کا کیا ٹہکانا یہہ جو کچہہ آیات بینات مین لکہا ہے سب تحفہ وازالۃ الغین وغیرہ کا ترجمہ کیا ہے ورنہ اونکی لیاقت تو جناب قاضی صاحب علیہ الرحمۃ کی عنقریب بین تقدیر ہے کہ آپ پر بہی ظاہر ہوگئی ہوگی

یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی۔ حضرت میر صاحب سید مہدی علی سلمہ کی نسبت جسقدر آپ برائی فرمائین وہ سب اوس قبیل سے ہی جیساکہ یہود نے عبد اللہ بن سلام کے نسبت بعد اونکی اسلام لانے کے بطور ہجو کے کہا تہا کہ شرنا وابن شرنا تو یہہ آپکا سید مہدی علی صاحب سلمہ کی نسبت برا کہنا نہ کچہہ قابل اعتبار ہی اور نہ محل شکایت اگر اسوقت جو آپکے علمار عصر ہین توفیق خداوندی اونکی رہبر ہو اور عار کو نار پر اختیار کرین

اور اہل حق کے گروہ مین داخل ہوجاوین تو آپ اونکی نسبت بہی ایسا ہی فرماوینگی بلکہ اگر توفیق
موفق حقیقی آپکی رہبری و دستگیری فرماوی اور آپ کو بانکشاف حق و رہائی کالکر ساحل
نجات و فلاح پر پونہچاوی اور آپ سنی ہوجاوین تو اور شیعہ آپ کی نسبت بہی بعینہ وہی فرماوینگی
کہ جو آپ سید مہدی صاحب کی نسبت فرمارہی ہین بلکہ مع شیٔ زائد - رہا اونکی لیاقت و استعداد
علمی اور فہم سو مین بحلف کہہ سکتا ہون کہ آپکے نسبت تو بہت زیادہ ہے اور سلامتی فہم تو
یقیناً آپکے کنتوری اور شوستری وغیرہ سب سے زیادہ ہی تعجب یہہ ہے کہ اول آپ فرماتے ہین
کہ وہ بیچارے تو فارسی عبارت سمجہنے سے بہی قاصر ہین - اور پہر آپ ہی تحریر فرماتے ہین
کہ اہلسنت کی صحبت مین رہکر آپکے خاتم المتکلمین کے کتابین دیکہی - جب اونکا یہہ حال ہے
کہ فارسی عبارت سمجہنے سے بہی قاصر ہین تو خاتم المتکلمین کے کتابین جنکی فارسی بہی فارسی
سلیس نہین - بلکہ کسیقدر دقیق ہے کیونکر دیکہہ سکتی ہین اور اگر اہلسنت کے فیض صحبت سی
اونہون نے یہہ ملکہ حاصل کرلیا ہے تو پہر یہہ الزام بیجا ہے اول ہر کوئی امّی ہوتا ہے پہر
اہل علم سے کسب علوم کیا کرتا ہی تو اگر اونہون نے اہلسنت کی صحبت مین رہکر ملکہ حاصل
کیا ہو تو کیا محل طعن ہے - اور ہم سابق مین بجواب عبارت قاضی صاحب واضح طور پر
بیان کرآئی ہین کہ عبارت فہمی کی لیاقت آپکو زیادہ ہے یا اونکو اوس سے واضح ہے کہ سخن
فہمی کا سلیقہ جناب کو چھو تک ہی نہین - اور یہہ جو لکہا کہ آیات بینات مین جو کچہہ لکہا ہے
سب تحفہ اور ازالۃ العین وغیرہ کا ترجمہ ہے سو یہہ کچہہ نئی بات نہین ہمیشہ آپ اور آپکی
اسلاف یہہ ہی لاطائل دعوی فرماتے رہے چنانچہ تحفہ کی نسبت فرماتے ہین کہ صواعق کا
ترجمہ ہے کوئی صاحب فرماتے ہین کہ صواعق سے مسروق ہے اگر ہم بہی ایسی ہی خرافات
زبان سی نکالین تو کہہ سکتے ہین کہ تالیفات کنتوری و جائسی شوستری و مجلسی کے کتابونکا ترجمہ
ہی اگر اخذ مضامین کو تالیفات مین سرقہ کہا جائے یا ترجمہ قرار دیا جاوی تو متاخرین کے تمام
کتابین متقدمین کے کتابونکا ترجمہ ہونگی خود آپکی یہہ تحریر جسکا مین جواب لکہہ رہا ہون نہ ہیرو غیرہ کا

ترجمہ ہوگا ولم یقل یا احمد لیکن جب نہ خدا کا خوف ہو نہ اہل علم سے کچھ حیا و شرم ہو پھر جو دل
چاہے فرمائین ۔ ساور شکوک و اوہام کو علمار کرام سے رفع کرنیکی نسبت جو ارقام فرمایا تھا ۔ نہایت
تعجب ہے آپکے علمار کرام تو خود ہی اپنے اصول مذہب مین مبتلا ر اوہام ہین نہین مینی غلط کہا
بلکہ یقیناً باطل سمجھتے ہین اور بجز اعتراف کے چارہ نہین دیکھتے ولکن اختار والنار علی العار
اور یہہ جو کچھ مین نے عرض کیا ہے حاشا کہ تمسخر اور ہزل کے طور پر ہو جو کچھ عرض کیا ہے
واقعی ہے اگر اسمین کچھ شک و شبہ ہو تو سینئے کہ اسی خطبہ کے بابت آپکے نقیب ابو جعفر اوستاد
فاضل معتزلی بالکل اور درست ہی نقل ہین چنانچہ خاتم المتکلمین نے ازالۃ الغین مین لکھا ہے و دربن
مقام اہل حق را بشارتہا دیگر ہست بہرحرفی ازان تصریح میکنم کہ نقیب ابو جعفر اوستاد
فاضل مدائنی کہ در کلام و ظرافت ید طولی دارد و در اثبات مثالب خلفار راشدین جد و سعی و کوشش
بجا نمے آرد درین مقام علم بر آستان انداختہ و نقادہ برشتہ نواختہ زیرا کہ مدائنی در شرح
خود بعد از عبارتیکہ کستوری بر آن درین قول منتفی شدہ میگوید کہ بنقیب گفتم کہ تعریض
بجامے وقتی درست می شود کہ مدح شخص ماضی مطابق نفس الامر بود و ہیچ شکی و ترددی پیرامون
آن نگردد و چون جناب امیر باین اوصاف معترف شود غایت مدح خواہد بود کہ بالاتر از آن
نباشد نقیب سر بگریبان فرو برد و بعد از تامل گفت کہ راست میگوئی ۔ انتہی کستوری
چون این مطلب را باعث رسوائی مذہب خود دانستہ بذکر آن نپرداختہ انتہی بلفظہ الشریف
عاقل میری گذارش کے تصدیق فاضل مدائنی کی کلام سے بخوبی کر سکتا ہے اور معلوم کر سکتا ہے
کہ اصول تشیع پر جب اصول مذہب سے شکوک و اعتراضات رفع نہین ہو سکتے تو بیچارہ
علما کیا کر سکتے ہین آخر فاضل مدائنی کے شبہ کا جواب انکے اوستاد سے بجز تسلیم کے کچھ نہ بن آیا
اگر توفیق خداوندی دونو اوستاد و تلمیذ کے رہبر ہوتے تو ذرا آگے بھی فکر فرماتے
کہ جب یہہ بات مسلم ہے کہ جناب امیر نے یہہ تعریف فرمائی اور اس تعریف سے بالاتر کوئی
تعریف نہین ہو سکتی کیونکہ مصادق و مثبت خلافت راشدہ ممدوح کو ہے تو پھر کیون ہم ایسے

تو گو نکو برخلاف ارشاد جناب امیر کے بدتر از کفار اعتقاد کرین اور کیون راہ مستقیم کو چہوڑ
نکرین اور کس واسطے بادیہ ضلالت مین پریشان پہرین لیکن توفیق دستگیر نہولی اور آگی
نسو چاہیے ہے — کذلک یطبع اللہ علی قلوب الذین لا یعلمون —
اور جو کچہہ آپنے سید مہدی سے علی گڈھ کے نیچریت کی بابت لکہا اول تو اسکا آپ ثبوت دیجیے
ہماری نزدیک اسکا کچہہ ثبوت نہین اور یہہ محض دعوے بے اصل ہے دوسری یہہ کہ سید
احمد خانصاحب کے دو اصول ہین اول متعلق دنیا کے جو اونکی اصلی غرض ہے — دوسرے
متعلق دین و اعتقادات کے — جو اصل کہ اونکی متعلق دنیا کے ہے وہ تو یہہ ہے کہ اس
زمانہ مین اہل اسلام باعتبار مال و دولت اور دنیاوی عزت و حرمت کے دوسرے قومونسے
نہایت گری ہوئی اور پستی کے حالت مین ہین جو ہر مسلمان کے نزدیک قابل افسوس ہے
اور دنیاوی عزت و حرمت کا حصول بدون اسکی ممکن نہین کہ یا مال و دولت ہو یا مناصب
جلیلہ پر فائز ہو اور نہایت بدیہی ہے کہ مناصب جلیلہ کا حصول قطعاً علوم دنیاوی کے
حصول پر اسوقت مین باسباب ظاہر موقوف ہے اور حصول مال بہی یا حرمت و صناعت سے
ہے یا تجارت و زراعت سے اور اونکی تحصیل بہی آل کار تحصیل علوم دنیاویہ پر موقوف ہوتی ہے
تو اسلیے سید احمد خانصاحب کے رای مین نہایت جوش و خروش کے ساتہہ مسلمانونکی بہبودی
کیلیے یہہ قرار پایا کہ علوم دنیاویہ کو ترقی دیجاوے — چنانچہ اسی بنا پر اونہون نے مدرسۃ العلوم
کہولا اور اوسمین اونہون نے وہ تعلیم جو آجکل دنیاوی حیثیت سے اعلی درجہ کی تعلیم سمجہی جاتی ہے
جاری کی اور اسیطرح سول سروس کے محرک سلسلہ ہولی اور سید احمد خانصاحب کے اس رای
کی ہزارہا مسلمان خواہان اسلام کی دنیاوی ترقی کے جوش کی آگ اونکی دلونمین مشتعل
تہی ممد و معاون ہوگئی اور اونکی گروہ مین داخل ہوگئی — اب ہم اس امر سے قطع نظر کرکے
کہ بحیثیت دین کے تحصیل دنیا مین اسقدر کوشش و انہماک کرنا اور دنیا کو دین سے زیادہ مہتم
بالشان سمجہنا اور تحصیل دنیا کو تحصیل دین پر مقدم کرنا بجا ہے یا بیجا دیکہتے ہین تو کوئی

شخص اسوقت اس امر مین مخالف نظر نہین آتا کہ وہ بنظر اسباب ظاہری ان وسائل کو
دنیاوی ترقی مسلمانون کا عمدہ ذریعہ نہ خیال کرتا ہوگا یہہ ہی وجہ ہے کہ صدہا اہل اسلام
جو دنیاوی ترقی کے خواہان تہے اونکی حامی ہوگئی اور ہزارہا روپیہ فراہم ہوگیا لیکن اس سے
نہ وہ کافر ہوئی اور نہ ملحد اور اگر آپکے نزدیک دنیا کی تحصیل کے اسباب مین کوشش کرنا
باعث کفر ہو تو آپنے انگریزی ملازمت اختیار کر رکھی ہے جو تحصیل دنیا کا ایک ذریعہ
ہی اور علاوہ اسکی ہزارہا خواص و عوام شیعہ اس مین مبتلا ہین اور بہت سے سید احمد خانصاحب
کی ہی خویین مین داخل ہونگی مین یقین کرتا ہون کہ آپ انکو اس وجہ ہرگز دائرہ اسلام سے
خارج نہ سمجہتے ہونگی - اور اونکی دوسری اصلاح متعلق دین و اعتقادات کی ہے اونکی
نسبت جسقدر ہمنے خبرین سنی اور اونکی اعتقادات کی نسبت تحریرات لوگونکی دیکہے
کہ سید احمد خانصاحب ضروریات دین کے منکر ہین اگر یہہ صحیح ہین تو بیشک یہہ مخالف
اصول اسلام ہے لیکن ہم یقین کرتے ہین کہ جسقدر لوگ سید احمد خانصاحب کے معتقد اور
اونسی گرویدہ ہوتے ہین اکثر اونکی دنیاوی اصلح کے وجہ سی ہوتی ہین اور ہرگز اعتقادات
مین اونکی پیرو نہین ہوتی - لیکن عرف مین عام طور پر بلا امتیاز و تفرقہ کے ہر کسیکو
جو مدرسۃ العلوم کا حامی ہو گو وہ اعتقادات مین تابع سید احمد خانصاحب کے ہو یا نہ ہو اسکو
نیچری ہی کہدیتے ہین تو کیا بعید ہے کہ مہدی علی صاحب سلمہ بہی صرف اصل اول
دنیاوی کیوجہ سے اونکی معاون ہون اور اونکی اعتقادات کے تابع نہون - اگر آپ کو اس امر کا
یقین ہے کہ سید مہدی علیصاحب کے اعتقادات بہی سید احمد خانصاحب جیسی
ہوگئی ہین - تو آپ کسی دلیل سے ثابت کیجے - قطع نظر اس سے ہمنے مانا کہ وہ اعتقادات
مین بہی سید احمد خانصاحب کے تابع ہوگئی - اور قطعی طور پر وہ نیچری ہوگئی تو یہہ کتاب
آیات بینات تو اونہون نے نیچری ہونے سی پیشتر تالیف فرمائی تہی یہہ کیون ساقط الاعتبار
ہوگئی - اور اگر بالفرض نیچری ہونے کے بعد ہی لکہتی تو بہی جب اونہون نے اہل حق کے

نزدیک حق لکھا ہے تو اونکی تلون مزاجی اور تذبذب سے امر حق کیون بے ٹھکانہ ہوگیا
یہہ حضرت کی مناظرہ دانی اور خوش فہمی ہی نہین بلکہ جواب دینے سے اغماض و گریز ہے
قولہ ہان آپکے خاتم المتکلمین نے ازالۃ الغین مین یہہ لکھا ہے اسکا جواب گذارش ہو تا ہی
اس قول کے جواب مین صرف یہہ ہی کہہ سکتے ہین کہ جو آیات بینات والے نے حضرت علامہ علیہ الرحمۃ
کی نسبت لکھا ہے وہ اونکی ہی نسبت درست ہی **اقول** - **بیت** تو کاری زمین را
نکو ساختی - کہ با آسمان نیز پرداختی - حضرت کا ادعای علم یہانتک پونہچا کہ سید مہدی
علی کے جواب سے آپکو استنکاف ہوا اور خاتم المتکلمین کی تحریر کی حیثیت سے آپ جواب دینے پر
کمر باندہین چہ خوش ستعداد کا وہ حال اور دعوی یہہ کہہ خیریت اچہا جواب دیجئے کسکی نام سے دیجیے
معلوم ہوجائگا - کہ آپکے حضرت علامہ سچے ہین یا ہماری سید مہدی علی سلمہ **قال**
الفاضل المحیب - قولہ - اور ثبوت اسکا یہہ ہے کہ کمال الدین ابن میثم بحرانی نے شرح
نہج البلاغت مین لکھا ہے ان ارادتہ لابی بکر اشبہ من ارادتہ عمر الخ - اقول -
آپکے خاتم المتکلمین و صاحب آیات بینات کی خوش فہمی پر کمال تعجب ہی کہ جو عبارت مقتول
جناب مفتی صاحب اعلی اللہ مقامہ کی ہے اوسکو کذب اونکی قول کا ٹہراتے ہین یہہ عبارت
تو نہایت صاف اور صریح اس بات مین ہی کہ حدیث علی مین لفظ فلان ہے لیکن ارادہ لفظ فلان
سے کس کو کیا ہے آیا ابو بکر مراد ہے یا عمر مراد ہے جیسا کہ ابن ابی الحدید سے نقل کیا ہے یا کوئی شخص
دیگر مراد ہے جیسا کہ ابتدا مین قطب راوندی علیہ الرحمۃ سے نقل کیا ہے - پس غرض فاضل ابن میثم
علیہ الرحمۃ کے اول نقل کرنے قول قطب راوندی سے یہہ ہے اولاً نسلم کہ ابو بکر و عمر مراد ہی
اور ثانیا علی التنزل اگر ابو بکر یا عمر مراد ہے تو ابو بکر مراد لینا بہتر ہے عمر کے مراد لینے سے
اور وجہ اسکی بیان کی ہے پس یہہ الزاما ابن ابی الحدید کے رد کے لیے ہی نہ یہہ کہ واقعی شارح
اس قول کے قائل ہین - **یقول العبد الفقیر الے مولاہ الغنی** ای
اہل انصاف و دانش خدارا ہماری فاضل مجیب کے اس جواب کو دیکھو اور اس بحث کو ذرا سمجہو

ہوکر سنو۔ سب سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ علامہ ابن میثم کی شرح کبیر و صغیر سے پوری عبارتیں نقل کر دون اور بعد اسکی گذارش کرون کہ فاضل مجیب نے اسکی موافق فرمایا ہے یا مخالف اور اہل عقل خود ہی سمجھہ لینگے علامہ ابن میثم اس خطبہ کی شرح کے متعلق اپنی شرح کبیر مین فرماتے ہین جو مطبوعہ ایران ہے۔ اقول الاود العوج والعمد مرض وهو الشدخ داخل سنام البعير من الحمل ونحوه مع صحة ظاهره وقوله لله بلاد فلان لفظ يقال في معرض المدح كقولهم لله دره ولله ابوه واصله ان العرب اذا اراد مدح شئ وتعظيمه نسبوه الى الله تعالى بهذا اللفظ وروى لله بلاء فلان هي عمله الحسن في سبيل الله۔ والمنقول ان المراد بفلان عمر وعن القطب الراوندي انه انما اراد بعض اصحابه في زمن رسول الله ممن مات قبل وقوع الفتن وانتشارها وقال ابن ابي الحديد ان ظاهر الاوصاف المذكورة في الكلام يدل على انه اراد رجلا ولى امر الخلافة قبله لقوله قوم الاود وداوى العمد ولم يرد عثمان لوقوع الفتنة في خلافته وتشعبها بسببه ولا ابا بكر لقصر مدة خلافته وبعد عهده عن الفتن فكان الاظهر انه اراد عمر۔ واقول ارادته لابي بكر اشبه من ارادته لعمر لما ذكره في خلافة عمر وذمها في خطبتها المعروف بالشقشقية كما سبقت الاشارة اليه وقد وصفه بامور احدها

لے مین کہتا ہون اود کجی ہے اور عمد اونٹ کی کوہان کے اندر ایک بیماری ہوتی ہے جو بوجہ وغیرہ سے پیدا ہو جاتی ہے اور ظاہر صحیح سلامت معلوم ہوتا ہے جسکو شدخ کہتے ہین اور قولہ للہ بلاد فلان یہہ لفظ مدح کے موقع مین بولا جاتا ہے جیسا بولتے ہین للہ درہ اور للہ ابوہ اور اسکی اصل یہہ ہے کہ عرب جب کسی شی کے تعریف اور تعظیم کا ارادہ کرتے ہین تو اوسکو خدا کیطرف اس لفظ کے ساتھہ نسبت کرتے ہین اور بعض روایات مین للہ بلاء فلان مروی ہے اور بلاء سے ممدوح کے نیک کام خدا کے راہ مین مراد ہین منقول یہہ ہے کہ لفظ فلان سے عمر مراد ہین اور قطب راوندی سے منقول ہے کہ لفظ فلان سے حضرت نے اپنی بعض اصحاب کو مراد رکھا ہے جو رسول اللہ کے زمانہ مین فتنونکی واقع ہونے اور پھیلنے سے پہلے فوت ہو چکا تھا۔ اور ابن ابی الحدید نے کہا کہ جو اوصاف کلام مین ذکر کئے ہین اسپر دلالت کرتے ہین کہ مراد ایسا شخص ہے جو حضرت سے پہلے امر خلافت کا متولی ہوا بسبب آپکے قول قوم الاود اور داوی العمد کے اور عثمان کا تو اوسکی فتنہ مین پڑنے اور اوسکے باعث سے فتنہ پھیلنے کے سبب ارادہ ہی نہین کیا اور ابوبکر کو بھی اوسکی مدت خلافت کی کوتاہی اور فتنونکی اوسکی عہد خلافت سے بعید ہونے کے سبب ارادہ نہین کیا تو بہت ظاہر یہہ ہے کہ عمر کو مراد رکھا اور مین کہتا ہون حضرت کا ابوبکر کو مراد رکھنا بہ نسبت عمر کے ارادہ کے زیادہ مشابہ ہے بسبب ان امور کے جنکا واقع ہونا عمر کے خلافت مین اور مذمت کرنا خلافت کا اونکے سبب سے اپنی اوس خطبہ

تقويمه للاود وهو كناية عن تقويمه لاعوجاج الخلق عن سبيل الله الى الاستقامة
فيها الثاني مداواة للعمد واستعار لفظ العمد للامراض النفسانية باعتبار استلزامها
للاذى كالعمد ووصف المداواة لمعالجة تلك الامراض بالمواعظ البالغة والزواجر
القارعة القولية والفعلية الثالثة اقامة السنة ولزومها الرابع تخليفه للفتنة اي موته قبلها
ووجه كون ذلك مدحا له هو اعتبار عدم وقوعها بسببها وفي زمنه لحسن تدبيره الخامس
ذهابه نقي الثوب واستعار لفظ الثوب لعرضه وبقاءه لسلامته عن دنس المذام السادس
قلة عيوبه السابع اصابة خيرها وسبق شرها والضمير في الموضعين يشبه ان يرجع الى المعهود
مما هو فيه من الخلافة اي اصاب ما فيها من الخير المطلوب وهو العدل واقامة دين الله
الذي به يكون الثواب الجزيل في الآخرة والشرف الجليل في الدنيا وسبق شرها اي مات
قبل وقوع الفتنة فيها وسفك الدماء لاجلها الثامن اداؤه الى الله طاعته التاسع تقاه
بحقه اي ادى حقه خوفا من عقوبته العاشر رحيله الى الآخرة تاركا الناس بعده في طرق
متشعبة من الجهالات لا يهتدي فيها من ضل عن سبيل الله ولا يستيقن المهتدي
في سبيل الله انه على سبيله لاختلاف طرق الضلال وكثرة المخالف له اليها واوارد في

له اور یہ تحقیق اوسکا چند امور کے ساتھ وصف فرمایا ہے (۱) اوسکا کجی کو سیدھا کرنا اور یہ اوسکی مخلوق کی کجی کو سیدھا کرنیوالا اوسکو استقامت اور راستی کیطرف پہیر لینے سے کنایہ ہے (۲) اوسکا بیماری کا علاج کرنا اور لفظ عمد کو چونکہ وہ مثل عمد کے تکلیف کو مستلزم ہے نفسانی مرضوں کے لیے استعارہ کیا اور بسبب معالجہ کرنے ان امراض کے مواعظ بالغہ اور زواجر قارعہ قولیہ اور فعلیہ کے ساتھ اوسکو بیان کیا (۳) اوسکا سنت کو قائم کرنا اور اوسکو لازم پکڑنا۔ (۴) اوسکا فتنہ کو پیچھے چھوڑنا یعنے اوس سے پہلے مرنا اور اس امر کے اوسکے لیے مدح ہونے کی وجہ وہ فتنہ کی نہ واقع ہونے کے سبب سے رہی بسبب اسکی اوسکے زمانہ مین بسبب اوسکی حسن تدبیر کے (۵) اوسکا پاک دامن جانا لفظ ثوب کو اوسکی آبرو کے لیے اور اوسکی پاک صاف ہونے کو مذمتونکی میل کچیل سے سلامتی کے لیے استعارہ کیا (۶) اوسکا کم عیب ہونا (۷) اوسکا خلافت کی بھلائی کو پانا اور اوسکی برائی سے گذر جانا اور ضمیر دونوجگہ مشابہ بھی یہہ ہے کہ خلافت کیطرف جو معہود ہے راجع ہے یعنے جو کچھ خلافت مین خیر مطلوب ہے اوسکو پایا اور وہ انصاف اور اللہ کے دین کا قائم کرنا ہے جسکی سبب آخرت مین ثواب عظیم اور دنیا مین بڑی بزرگی حاصل ہوتی ہے اور خلافت کے برائی سے گذر گیا یعنی خلافت مین فتنہ کے واقع ہونے اور اوسکے سبب خونریزی سے پیشتر وفات پا گیا (۸) اوسکا اللہ کی بندگی کو ادا کرنا (۹) اوسکا تقوی کرنا اللہ سے اوسکی حق کے ساتھ (۱۰) اوسکا لوگونکو جہالت کی پیچ در پیچ رستوں میں چھوڑ کر آخرت کیطرف کوچ کرنا جنمین جو شخص کہ اللہ کے رستہ سے گمراہ ہوا وہ نہ پاسکے اور خدا کے رستہ کا راہ یاب یقین نکر سکے کہ وہ خدا کے رستہ پر ہے گمراہی کے رستونکی اختلاف اور ان رستونکی طرف

قوله وترکهم للحال واعلم ان الشیعه قد اوردوا ههنا سوالا فقالوا ان هذه المدائح التی ذکرها علیه السلام فی حق احد الرجلین تنافی ما اجمعنا علیه من تخطئتهم واخذهما منصب الخلافة فاما ان لا یکون الکلام من کلامه علیه السلام او ان یکون اجماعنا خطاء ثم اجابوا من وجهین احدهما لا نسلم التنافی المذکور فانه جاز ان یکون ذلک المدح منه علیه السلام علی وجه استصلاح من یعتقد صحة خلافة الشیخین واستجلاب قلوبهم بمثل هذا الکلام۔ الثانی انه جاز ان یکون مدحه ذلک لاحدهما فی معرض توبیخ عثمان بوقوع الفتنة فی خلافته واضطراب الامر علیه واستبداده بیت مال المسلمین هو وبنو ابیه حتی کان ذلک سببا لثوران المسلمین من الامصار الیه وقتلهم وبنبه علی ذلک بقوله وخلف الفتنة وذهب نقی الثوب قلیل العیب اصاب خیرها وسبق شرها وقوله وترکهم فی طرق متشعبة اه فان مفهوم ذلک ان الوالی بعد هذا الموصوف متصف باضداد هذه الصفات والله اعلم ۔انتهی بلفظہٖ یہ تو حضرت ابن میثم نے اپنی شرح کبیر مین تحریر فرمایا ہے اب شرح مختصر کی عبارت بھی سن لیجیے۔ قوله لله بلاء فلان کما یقال لله دره ولله ابوه وهی کلمة مدح قیل اراد به مدح عمر

ﻟﮯ قولہ وترکہم مین حالیہ ہے۔ اور جان کہ شیعہ نے اسجگہ سوال وارد کیا ہے کہتے ہین کہ یہہ مدح جو حضرت علیہ السلام نے دو شخصون (ابوبکر یا عمر) کے حق مین فرمائی ہے اوسکی مخالف ہے جسپر ہمنے اونکو خطا کیطرف نسبت کرنے اور منصب خلافت کے لیہین لینے پر اجماع کیا ہے تو یا تو یہہ کلام حضرت علیہ السلام کے کلام نہین یا یہہ کہ ہمارا اجماع باطل ہے پھر اسکا اونہون نے دو طرح پر جواب دیا ہے ایک تو یہہ کہ ہم مخالفت مذکورہ تسلیم نہین کرتے کیونکہ جائز ہے کہ یہہ مدح حضرت علیہ السلام سے اس جیسی کلام کے ساتھ معتقدین صحت خلافت شیخین کے صلح جوئی اور اونکے دلونکی کہینچنے کے طور پر صادر ہوئی ہو۔ دوسری یہہ کہ اوسکی یہہ توصیف ایک اون دونون کی نسبت عثمان کی توبیخ کے مقام مین ہو بسبب واقع ہونے فتنونکی اوسکی خلافت مین اور مضطرب ہونے امر کے اوسپر اور بسبب تنہا اوسکی اور اوسکی باپ کے اولاد کے بیت المال کو لے لینے تک کہ یہہ اوسکی طرف شہر ونسے مسلمانونکی برانگیختگی اور اوسکی قتل کا سبب ہوا اور اسپر متنبہ کیا اپنے اس قول سے وخلف الفتنة وذہب نقی الثوب قلیل العیب اصاب خیرہا وسبق شرہا اور اس قول سے۔ وترکہم فی طرق متشعبة الخ۔ بالتحقیق اسکا مفہوم مخالف یہہ ہے کہ اس موصوف کے بعد جو خلیفہ ہے وہ ان صفات کے اضداد کے ساتھ متصف ہے واللہ اعلم۔ ۱۲۔ ﻟﮯ مین کہتا ہون بولتے ہین للہ بلاء فلان جسطرح کہتے ہین للہ درہ اور للہ ابوہ اور یہہ مدح کا کلمہ ہے کہا گیا ہے کہ حضرت نے اس سے عمر کے مدح کا ارادہ کیا ہے ۱۲۔

وقیل بعض الصحابة من جاهد فی دین الله والاود الاعوجاج والعمد مرض یاخذ الابل
فی اسمتها وهو مستعار لامراض القلوب ومداواتها بالزواجر القولیة والفعلیة ونقائو به
کنایة عن طهارته من المطاعن والضمیر فی خیرها وشرها للخلافة وان لم یجر ذکرها لکونها
معهودة او لتقدم ذکرها والطرق المتشعبة طرق الفتنة انتهی بلفظه اب ہم بعد نقل عبارت
علامہ ابن میثم بحرانی ـ اہل انصاف سے امید کرتے ہین کہ خدا کے لیے تہوڑی سی تکلیف گوارا فرماکر
تحفہ اثنا عشریہ کے اوس مقام کو جو اس خطبہ کے متعلق ہے جسکی یہہ عبارت مذکورہ شرح ہی ملاحظہ
فرماوین اور بعد اوسکے اوسکا جواب جو کچہہ علامہ کنتوری نے تحریر فرمایا ہے بغور دیکہین اور فرماوین
کہ علامہ موصوف کا جواب صحیح ہے یا غلط ـ اسکا بیان مفصل تو مقتضی تطویل کو ہی مگر ہم مختصراً
واسطے رفع انتظار سامعین کے اسکو لکہتے ہین تاکہ علامہ کنتوری کا پایہ علم و تدین اور حضرت مجیب کا
مبلغ فہم و انصاف واضح ہو جاوے مگر مناسب معلوم ہوتا ہی اول خلاصہ مطالب اس خطبہ کا
نہایت اختصار کیسا بیان کرون ـ پس واضح ہو کہ ابن میثم کی اس شرح سے چند امور حاصل
ہوے ـ (۱) تعیین مبہم لفظ فلان مین چند اقوال نقل کیے ـ اول سب سے یہہ لکہا کہ منقول
یہہ ہے کہ لفظ فلان سے مراد عمر ہے اور ظاہر یہہ ہے کہ جب مطلق منقول ہونا بیان کیا ہے
تو یہہ مراد یا تو منقول اصل مصنف شریف رضی جامع نہج البلاغت سے ہے ـ چنانچہ علامہ کنتوری
نے مفتاح الکنوز المخفیہ سے جو حاشیہ منہیہ تحفہ اثنا عشریہ کا شاہ صاحب علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے
کہ شارح ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ فخار کہتا تہا کہ مین نے اوس نسخہ مین جو بخط رضی تہا ـ لفظ
فلان کے نیچے عمر لکہا ہوا دیکہا ـ علامہ کنتوری کی عبارت یہہ ہے ـ ونیز این قول او
منقول ست بانچہ خود در حاشیہ آن از شرح ابن ابی الحدید کہ از جملہ قائلین بخلافت اصحاب ہے

۱ اور کہا گیا ہے کہ بعض صحابہ کو جنہون نے اللہ کے دین مین جہاد کیا تہا ارادہ کیا ہے اور اود کجی ہے اور عمد بیماری
جو اونٹونکی کوہانو مین پیدا ہو جاتی ہے اور دلونکی بیماریونکے لیے مستعار ہے اور اونکا علاج قولی اور فعلی زواجر کے ساتہ ہے
اور کپڑے کی صفائی ستہرائی اور سکی مطاعن سے پاک دامنی سے کنایہ ہے اور ضمیر خیرہا و شرہا مین خلافت کیطرف ہے اگرچہ
اوسکا ذکر نہین آیا بسبب اوسکی معین ہونے یا اوسکی ذکر کے مقدم ہونے کی اور پراگندہ رستے فتنونکی رستے ہین ـ ۱۲

ثلثہ ست نقل کردہ وبندہ عبارتہ وفلان الملکنی عنہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ و قد وجدت النسخۃ التی بخط الرضی ابی الحسن جامع نہج البلاغت وتحت فلان عمر حدثنی بذلک فخار بن معد الموسوی الادیب الشاعر وسالت عنہ النقیب ابا جعفر یحیی بن ابی زید العلوی فقال لی ہو عمر فقلت للأثنی علیہ امیر المومنین ھذا الثناء فقال نعم واین قول ابن ابی الحدید کہ متضمن آنست کہ فخار بن معد موسوی باو روایت کرد کہ در نسخہ نہج البلاغت کہ بخط سید رضی بود وتحت لفظ فلان لفظ عمر بود اگرچہ قول ناصبی را کہ متضمن بودن لفظ ابی بکر ست نقض میکند لیکن تصحیح میکند مذہب او را کہ مدح عمر باشد۔ انتہی بقدر الحاجۃ۔ تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ ابن میثم نے جو مطلق منقول ہونا لفظ فلان سے عمر لکہا ہے تو شاید منقول اصل مصنف سے مراد ہے یا یہہ کہ یہہ منقول علماء مذہب ہے۔ یا منقول ائمہ سے ہے بہرکیف کسی سے منقول ہو۔ علامہ کے نزدیک یہہ نقل قابل اعتماد و وثوق ہے۔ دوسرا قول قطب راوندی کا نقل کیا اور فرمایا کہ منقول قطب راوندی سے یہہ ہے کہ مراد لفظ فلان سے بعض اصحاب ہین جو حضرت کے زمانہ مین وقوع فتن سے پہلے وفات پا گئے۔ اور یہہ قول شارح ابن میثم کے نزدیک قابل اعتماد نہین چنانچہ ہم اسکو ثابت کرینگی تیسرا قول ابن ابی الحدید کا نقل کیا اور فرمایا کہ ابن ابی الحدید رح نے فرمایا ہے کہ کلام جناب امیر مین اوصاف عشرہ مذکورہ ظاہر طور پر دلالت کرتے ہین کہ حضرت کے مراد مدح ایسے شخص کے ہاتہ جو حضرت سے پہلے ولی امر خلافت ہوا کیونکہ تقویم اعوجاج اور مداواۃ امراض بدون خلافت متصور نہین اور وہ تین شخص ہین۔ ابو بکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ لیکن عثمان مراد نہین ہو سکتے کیونکہ اونکی سبب سے تشعب وانتشار فتن ہوا اور وہ فتنہ مین واقع ہوئی لہذا ابو بکر مراد نہین ہو سکتے کیونکہ

سلہ اور لفظ فلان کا مکنی عنہ عمر بن خطاب ہے اور پایا مین نے نسخہ ابو الحسن رضی جامع نہج البلاغت کی خط کا اور لفظ فلان کے نیچے لفظ عمر تہا حدیث کی مجسے فخار بن معد موسوی ادیب شاعر نے اور ابو جعفر یحیے بن ابی زید علوی نقیب مین نے اسکو پوچہا تو اونسے مجکو کہا کہ وہ عمر ہے مین نے اوسکو کہا کہ امیر المومنین نے اسقدر اوسکی ثنا کی اوس نے کہا ہان۔ ۱۲

اونکی مدت خلافت بہت ہتوڑی تہی اور اونکا زمانہ فتن سے بعید تہا تو اظہر یہہ ہی کہ مراد عمر ہین
(۲) علامہ ابن میثم کے نزدیک یہہ تو مسلم تہا کہ موصوف ان اوصاف کا وہ شخص ہے جو حضرت
امیر سے پہلے ولی امر خلافت ہوا جیسا کہ ابن ابی الحدید کہتا ہی اور یہہ بہی فیما بین شارح ابن میثم
اور ابن ابی الحدید کے متفق علیہ ہی کہ عثمان مراد نہین ہے اور یہہ بہی باہم متفق علیہ ہی کہ احد الشیخین
ممدوح ان مدائح عالیہ کے ہین لیکن تعیین مین اختلاف ہی کہ دونون مین سے کون مراد ہین ابن ابی الحدید
کہتا ہے اظہر یہہ ہی کہ عمر مراد ہین کیونکہ صدیق بسبب قصر مدت اور بعد عن الفتن کے مراد نہین ہو سکتی
شارح ابن میثم نے اوسکی جواب مین فرمایا کہ مین کہتا ہون۔ جناب امیر رضی اللہ عنہ کا اون اوصاف کے لیے
ابو بکر کو ارادہ فرمانا بہ نسبت عمر کے اشبہ بحق ہے کیونکہ جناب امیر نے خطبہ شقشقیہ مین اون
امور کے جو خلافت عمر رضی اللہ عنہ مین واقع ہوئی مذمت کی ہے تو پہر ان اوصاف عالیہ کے مصداق
وہ خلافت و خلیفہ نہین ہو سکتی۔ اس سے یہہ بہی معلوم ہوا کہ خطبہ شقشقیہ مین خلافت
صدیقی کی نسبت ایسی مذمت نہین فرمائی جو معارض ان اوصاف کے ہو۔ پس ابن میثم کے
اس تقریر سے واضح ہوا کہ جو قطب الاقطاب شیعہ نے منصوبہ گہڑا تہا وہ اوسکی نزدیک قابل
اعتبار نہین اور اوسکی نزدیک صحیح یہہ ہے کہ لفظ فلان سی خلیفہ مراد ہے اور خلفا مین بہی
راجح خلیفہ صدیق رضی اللہ عنہ مراد ہین (۳) بعد تعیین مبہم کے علامہ موصوف نے اوصاف عشرہ کو
ایک ایک کرکے گنا اور بشرح و بسط سبکو بیان کیا۔ (۴) شرح اوصاف مین اس امر کو
واشگاف کردیا کہ موصوف ان صفات کا بجز خلیفہ کے دوسرا کوئی شخص موصوف ان
صفات کا نہین ہو سکتا۔ کیونکہ بعض اوصاف کے مطلب کو اسطرح بیان کیا کہ جسکا مصداق
خلیفہ ہی ہو سکی۔ اول قوم الاود کے معنی کو بیان کیا کہ هو کنایة عن تقویمه لاعوجاج الخلق
عن سبیل الله الی الاستقامة فیها یعنے تقویم اود کے کنایہ ہی خلق کے کجی کو خدا کے
راہ سی سیدہا کرنا اور راستی کیطرف لانا اور ظاہر ہے کہ یہہ مخصوص خلیفہ ہی کے ساتہہ ہے
دوسرا وصف مداوات امراض نفسانیہ کے مواعظ بالغہ اور زواجر قارعہ قولیہ فعلیہ کے ساتہہ

یہہ بھی امام ہی کے ساتھہ مختص ہے - تیسرا سنت کا خلق مین قائم کرنا اور خود بھی اوسپر عمل کرنا
خلیفہ ہی کا کام ہے - چوتھا اوسکی حسن تدبیر سے فتن کا واقع نہونا امیر کا ہی منصب ہے ساتوان
وصف اماتہ خیرہا و سبق شرہا شارح کہتا ہے کہ دونو ضمیرین خیرہا اور شرہا مین خلافت کیطرف
راجع ہین اور اصاب خیرہا سے مراد یہہ ہے کہ اوسنے حاصل کیا اوس چیز کو جو خلافت مین مقصود ہے
یعنے اوسنے عدل و انصاف کیا اور خدا تعالے کے دین کو قائم کیا جسکے سبب سے ثواب جزیل آخرت مین
اور شرف جلیل دنیا مین حاصل ہوتا ہی اور سبق شرہا سے مراد یہہ ہے کہ پہلی اس سے کہ خلافت مین
فتن واقع ہون اور خلافت کیوجہ سی خون ریزی ہو فوت ہوگیا یعنے اوسکی خلافت مین کوئی
فتنہ نہین ہوا اور خلافت ظلم و عدوان سی پاک صاف رہی - اب بعد اس شرح و بسط کے
ایسا کون شخص ہے جسکو اس مین تامل ہوگا کہ علامہ ابن میثم کے نزدیک صحیح یہہ ہی ہے - کہ
موصوف ان اوصاف کا وہ شخص ہے جو جناب امیر سے پہلے متولی امر خلافت ہوا اور کس کو یہہ تصریحات
دیکھکر اسمین شک باقی رہیگا کہ ابن میثم کے نزدیک قطب راوندی کا قول غلط ہی شرح اوصاف
مذکورہ سی مثل آفتاب روشن ہوگیا کہ ابن میثم کی رای مین لفظ فلان مراد احد من الشیخین رض سے ہی
اور قطب راوندی کا قول ہرگز قابل اعتبار کے نہین (۵) بعد شرح اوصاف کی جب ابن میثم
نی سمجھا کہ موصوف ان صفات کا لامحالہ احد الخلیفتین قرار پاتے اور اونکی ان اوصاف کے
ساتھہ موصوف ہونے سی مذہب تشیع درہم و برہم ہوا جاتا ہے تو اوسنی اسکو سوال و جواب کے
پیرایہ مین اوس مضمون کو اداکیا اور کہا کہ اسجگہ شیعہ نے سوال وارد کیا ہے وہ یہہ کہ یہہ تعریف
و توصیف جو جناب امیر نے ابوبکر یا عمر کی فرمائی ہے ہماری اوس اجماع کے منافی ہے
جو کہ ہمنے اونکی نسبت غصب خلافت اور تخطیہ مین منعقد کر رکھا ہی - پس یا تو یہہ کلام جناب
امیر رض کا کلام نہین ہے یا ہمارا اجماع و اتفاق غلطی اور خطا پر ہے اسکے بعد اسکی جواب نقل
کئی - لیکن چونکہ شارح کی رای مین قابل اعتبار نہتی اسلیئی اونکو شیعہ ہی کیطرف منسوب کرکے
اور شیعہ کی گردن پر دہر کر فرمایا کہ شیعہ نے اسکے دو جواب دیے ہین پہلا جواب تو یہہ ہی کہ جناب

کہ جناب امیر نے یہہ تعریف و توصیف معتقدین صحت خلافت شیخین کے اصلاح اور اونکی قلوب کو
اپنی طرف کہینچنے کے غرض سے فرمائی ہو دوسرا جواب یہہ ہے کہ جائز ہے کہ یہہ مدح توبیخ
عثمان کے غرض سے بطور تعریض بیان فرمائے ہو کہ اونکی ایام خلافت مین فتنے اوٹہی حاصل
یہہ ہوا کہ جو شخص موصوف بہذہ الصفات کے بعد متولی خلافت ہوا وہ ان صفات کی
اضداد کے ساتہہ متصف ہے۔ اہل علم و دانش و عقل و انصاف ان جوابون کو معلوم کر سکتے ہین
کہ غلط ہین یا صحیح وانکی شبہہ رفع ہو سکتا ہے یا نہین افسوس کہ ہمکو اختصار مد نظر ہے اور
خوف تطویل دامنگیر ورنہ ہم ان جوابون کے اور انکی قائلین کے بدلائل قلعی کہولتے۔ بہرکیف
اگر فہم ہو تو اس سوال و جواب سے بہی یہہ بات ثابت ہے کہ شارح بحرانی کے نزدیک یہہ مدح
مخصوص احد الخلیفتین کے ساتہہ ہے اور اس سے یہہ بہی ثابت ہوا کہ یہہ سوال بہی امامیہ
بلکہ اثنا عشریہ کیطرفسے ہے اور جواب بہی اونہین کیطرفسی ہے کیونکہ قاعدہ ہے جب مطلق شیعہ
بولا جائیگا تو اوس سے فرقہ اثنا عشریہ مراد علی الخصوص جبکہ اطلاق کرنیوالا خود شیعی اثنا عشری
ہے تو اوسوقت قطعاً لفظ شیعہ کے اطلاق سے اثنا عشریہ مراد ہونگی تو اس سے بخوبی ثابت ہوا
کہ احد الخلیفتین کا ممدوح جناب امیر ہاین اوصاف عشرہ عالیہ ہونا اور اعتراض کا وارد ہونا
اور جوابات کا دیا جانا یہہ سب مذہب امامیہ اثنا عشریہ پر ہے۔ جبکہ ناظرین خطبہ کی
شرح جو ابن میثم نے فرمائی ہے دیکہہ چکی اور اوسکی شرح الشرح جو بطور بیان مطالب ہمنے
گذارش کی تہی وہ بہی ملاحظہ فرما چکی تو اب تہوڑی سی گذارش یہہ بہی سن لیجئے کہ فاضل محدث الہند
صاحب تحفہ اثنا عشریہ نے اسکی نسبت جو کچہہ تحریر فرمایا ملخصا اوسکو بہی ملاحظہ فرمائیے
اور اوسکی جواب مین علامہ کنتوری نے جو کچہہ زبان درازی اور ہٹ دہرمی اور حق پوشی
جوش عناد و تعصب مین فرمائی اوسکو بہی ذرا توجہ فرماکر دیکہیے بعد اوسکی للہ انصاف سے
فرمائیے کہ علامہ کنتوری کا فرمانا حق و صواب ہے یا محض حق پوشی و عناد و اصحاب ہے
علامہ موصوف بجواب تحفہ فرماتے ہین (قولہ) و ہلذا شارحین نہج البلاغت از امامیہ

درتعیین فلان اختلاف کرده اند بعضی گفته اند که مراد ابوبکر ست وبعضے گفته اند عمر الخ (قولنا) ان ہذا الا افک مبین ازین ناصبی باید پرسید که کدام شارح امامیه گفته که مراد ابوبکر یا عمر ست وحال آنکه قبل از ابن ابی الحدید غیر از قطب راوندی کسی بشرح این کتاب شریف نپرداخته چنانچه ابن ابی الحدید دراول شرح خود گفته ولم یشرح هذا الکتاب قبلی فیما اعلم الا واحد وهو سعید بن هبة الله بن الحسن فقیه المعروف بالقطب الراوندی وکان من فقهاء الامامیة انتهی الخ ناظرین اس عبارت کو جو کستوری نے لکھی ذرا شرح ابن میثم کی عبارت سے مطابق کریں اور پھر کستوری صاحب کے دین و دیانت کا تماشا دیکھیں اور علامہ کستوری نے جو عبارت کہ لفظ حالانکہ سے لکھی ہے اوسکا مطلب تو اولیا و دولت ہی سمجھے ہونگی کہ اونکی علامہ یہ کیا بے تکی فرمانے لگی (قوله) درین عبارت سراسر بشارت ابوبکر را بهه وصف موصوف نموده الخ۔ (قولنا) ثبت العرش ثم انقش اول این معنی باثبات باید رسانید که مراد از لفظ فلان درین کلام ابوبکر ست بعد از آن باین اوصاف اثبات فضل ابوبکر باید نمود (قوله) عمده توجیهات نزد ایشان آنست که آنجناب گاه گاه اوصاف مدائح شیخین بنابر استجلاب قلوب ناس واستمالت عایای خود که خیلے معتقد حسن سیرت شیخین وانتظام امور دین در عهد ایشان بودند میفرمود (قولنا) این ادعا کذب محض ست احتیاج این توجیهات شیعه را وقتی مے افتاد که در کتب شیعه بجای لفظ فلان لفظ ابوبکر موجود می بود وچون لفظ ابوبکر در کتب شیعه موجود نیست ایشان را احتیاج هیچیک از توجیهات نیست پس آنچه ناصبی بعد تقریر این توجیهات از هذیانات خود سر کرده از جهت ابتنا آن بر فاسد از قبیل بنا الفاسد علی الفاسد باشد (قوله) وبعضی از امامیه چنین گفته که غرض حضرت امیر توبیخ عثمان و تعریض برو بود که بر سیرت شیخین نرفت وفتنه و فساد در زمان او بسیار واقع شد (قولنا) هیچیک از امامیه این توجیه نکرده مگر ابن ابی الحدید در شرح این کلام این مقاله را بطرف جارودیه که از فرق زیدیه ست نسبت داده چنانچه

الفتنة ولما الجارودیة من الزیدیة فیقولون انہ کلام قالہ فی امر عثمان اخرجہ مخرج الذم لہ و
النقص لاعمالہ۔ الخ۔ اب اہل دانش و انصاف سے اتنی التماس ہے کہ حضرت کنتوری
صاحب کے ان اقوال کو شرح ابن ہیثم سے ملا کر دیکھیں پھر اگر خود حضرت کنتوری کا بھی
فرمانا محض کذب اور افک مبین ہو تو انکی دیانت و انصاف پر فاتحہ خیر پڑھیں۔ بعد اسکی
جو کچھ ہمارے فاضل مجیب نے انصاف کے آنکھوں پر پٹی باندھ کر علامہ کنتوری کے اقوال کا رد
کی تصدیق کے ہے اسکی کیفیت ملاحظہ ہو اول فرماتے ہیں کہ عبارت ابن ہیثم کی مصدق
قول مفتی صاحب کے بھی اور اس سے صاف و صریح معلوم ہوتا ہے کہ حدیث علی میں لفظ فلان ہے
حضرت مجیب جواب تو لکھنے بیٹھے مگر یہہ خبر نہیں کہ کس اعتراض کا جواب دے رہے ہیں اور کس
دلیل کو باطل کر رہے ہیں یہہ کس نے کہا ہے کہ یہہ دلیل اس امر کے ثبوت کیلیے ہے کہ حدیث
میں بجائے لفظ فلان کے لفظ ابو بکر ہے پس آپ ہی اپنے علامہ کنتوری کی طرح بے تکی
فرمانے لگے اور اگر یہہ اسکی بھی دلیل ہے تو بانضمام اس کے ہے کہ جب فاضل متبحر کے نزدیک
اشتباہ بحث یہہ ہوا کہ لفظ فلان سے مراد ابو بکر ہیں اور ظاہر ہے کہ جناب امیر جیسا فصیح و
بلیغ ہرگز ایسی عبارت مبہم نہیں کہہ سکتا کہ اسکو آپکے قطب الاقطاب جیسے دین و دیانت
والے غیر محمل پر محمول کریں اور مقصود سے بعید لیجاویں تو اس صورت میں مجیب کے
کلام جواب کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ دوسری خطا یہہ کہ فرماتے ہیں کہ لیکن ارادہ لفظ
فلان سے کس کو کیا ہے آیا ابو بکر مراد ہے یا عمر مراد ہے۔ جیسا کہ ابن ابی الحدید نے
نقل کیا ہے۔ ہرگز ابن ابی الحدید سے ابن ہیثم نے نقل نہیں کیا ہے کہ ابو بکر مراد ہے یا عمر
بلکہ یہہ نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ مراد خلیفہ ہے لیکن عثمان مراد نہیں ہو سکتا اور ابو بکر
بھی مراد نہیں ہو سکتے تو عمر مراد ہونگے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے بھی مثل اپنے علامہ
کنتوری کی شرح ابن ہیثم کو ملاحظہ نہیں کیا۔ تیسری غلطی یہہ ہے کہ فرماتے ہیں
یا کوئی شخص دیگر مراد ہے جیسا کہ ابتدا میں قطب راوندی سے نقل کیا ہے یہہ بھی محض کذب ہے

ہرگز ابتدا مین قطب راوندی کا قول نقل نہین کیا بلکہ اول اونسے لکھا ہے والمنقول ان المراد
بفلان عمر اس سے بہی معلوم ہوتا ہے کہ آپنے شرح ابن میثم کو نہین دیکہا اور اگر ابتدا کو اضافی
مراد ہے تو قطع نظر اس سے کہ مفید نہین عبارت لاحقہ کی مخالف ہے - چوتہی خطا یہہ ہے
کہ فرماتے ہین کہ غرض ابن میثم کی اول نقل کرنے قول قطب راوندی سے یہہ ہے کہ اولا تسلیم
کرے ابوبکر و عمر مراد ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپکے نزدیک ولیتہ اور ابتدا حقیقی مراد ہے
نہ اضافی حالانکہ یہہ محض دروغ ہے چنانچہ ہم عرض کر چکے کہ قطب راوندی کا قول ابن میثم نے
ابتدا مین نقل نہین کیا - علاوہ ازین صرف نقل اقوال سے یہہ غرض پیدا نہین ہو سکتی جبتک
کہ کوئی دلیل دلالت نکرے اور دلیل مین جب نظر کیا جاتا ہے تو اوسکے خلاف پر دلالت کرتے
ہین اور ہویدا ہے کہ قول ابن ابی الحدید کا صحیح ہے اور قول قطب راوندی غلط کیونکہ قول
ابن ابی الحدید ایسی مستحکم دلیل کے ساتہہ ذکر کیا ہے جسکا رفع ہونا محال ہے وہ یہہ کہ اوصاف
مذکورہ صاف دال ہین کہ موصوف ان صفات کا کوئی ایسا شخص ہے جو جناب امیر سے
پیشتر متولی امر خلافت ہوا اور یہہ امر اوصاف سے ایسا صاف و واضح ہے کہ ہر شخص جسکو ذرا سی
بہی فہم ہوگی سمجھہ لیگا کہ سوائے خلیفہ کے کوئی دوسرا شخص موصوف ان صفات کا نہین
ہو سکتا چنانچہ ہماری شرح اوصاف سے بخوبی ثابت ہے اور قول قطب راوندی کا اسدرجہ
ابہام و اہمال مین ہے کہ کوئی عاقل اوسکو قبول و تسلیم نہین کر سکتا اول تو خود اوصاف ہی
اوس سے ابا کرتے ہین پہر کوئی وجہ نہین کہ جناب امیر اوسکو بطور کنایہ بیان فرماوین اور نہ
ایسا شخص جو ایسے اوصاف کے ساتہہ متصف ہو اسقدر گمنام ہو سکتا ہے کہ اوسکو کوئی نجانے
اور آپکے قطب صاحب بہی بس اسیقدر فرماوین کہ کوئی شخص صحابہ مین سے تہا جو قبل
وقوع فتن وفات پا گیا - اس سے تو بہتر یہہ تہا کہ آپکے قطب الاقطاب و غوث الاغواث
آپکے صحابہ مقبولین مین سے مثل مقداد و عمار و ابوذر وغیرہ کے کسیکا نام فرما دیتے اور ہم
ثابت کر چکے ہین کہ ابن میثم کے نزدیک قطب راوندی کا قول قابل اعتبار نہین - پس ایسے

پہلے قول کو بلا دلیل دوسرے اقوال بدلالہ کا مبطل سمجھنا ہماری فاضل مجیب ہی کو شایان شان ہے۔ معہذا اگر اول بیان کرتا کسی قول کا دلیل اس امر پر ہو کہ اقوال لاحقہ باطل ہیں تو سب سے اول ابن میثم نے لکھا ہے والمنقول ان المراد بفلان عمر۔ تو حسب قاعدۂ مسلمہ مجیب کے لازم آتا ہے کہ یہ قول اس غرض سے ابن میثم نے اول بیان کیا ہو کہ تغلیط و تکذیب قطب راوندی کی فرماوے اور فی الواقع ایسا ہی ہے کہ مقصود تکذیب راوندی ہے کیونکہ بعد اوسکے پہلے قول کا موید ابن ابی الحدید سے نقل کیا تو قطع نظر اس سے کہ اول بیان کیا تھا کہ مراد لفظ فلان سے عمر ہے جو مبطل قول راوندی تھا اوسکا موید دوسرا قول ابن ابی الحدید کا نقل کیا تو دو نقلین اسپر متفق ہو گئیں کہ مراد عمر ہے اور قطب راوندی کا قول قطعاً باطل ہوا۔ پانچویں خطا یہ ہے کہ اعتراف کیا ہے کہ ابوبکر یا عمر کا مراد ہونا علی سبیل التنزل ہے حالانکہ کوئی قرینہ اسکی تنزلی ہونے پر دلالت نہیں کرتا بلکہ سابق میں کوئی قول جو اس امر پر دلالت کرتا ہو کہ مراد یا ابوبکر ہی نہیں ہے بلکہ اقوال سابقہ یا اس امر پر دال ہیں کہ مراد عمر ہیں اور یا اسپر دلالت کرتے ہیں کہ رجل من الصحابہ مراد ہے دو قول امر اول پر دال ہیں اور ایک قطب راوندی کا قول امر ثانی پر پس یہ کہنا کہ ابن میثم نے علی سبیل التنزل کہا ہے سراسر غلط ہے۔ چھٹی خطا یہ ہے کہ فرماتے ہیں کہ ابن میثم نے یہ قول الزاماً ابن ابی الحدید کی رد کی لیئے لکھا ہے نہ یہ کہ واقعی شارح اس قول کے قائل ہیں۔ کیونکہ جیسا اس قول سے ابطال قول ابن ابی الحدید ہوا اوس سے زیادہ تردید قول آپکے قطب الاقطاب کی ہوئی جو بزعم جناب شارح کے پسندیدہ تھا اسلیے کہ جو خرابی و مصیبت کہ مذہب تشیع پر عمر کے مراد ہونے سے واقع ہوتی ہے وہ ہی مصیبت و خرابی ابوبکر کی مراد ہونے سے واقع ہوگی اور وہ مثل مشہور صادق آگئی۔ فرمن المطر ووقف تحت المیزاب تو یہ عجب الزام ہے کہ جو الزام ابن ابی الحدید کو دیا تھا وہ اپنے سر پر لے لیا اگر بالفرض ابن ابی الحدید کو الزام دینا تھا تو راوندی کے قول کے دلیل کے ساتھ تائید کرتے اور اوسکو درجہ اہمال سے

نکالتے علاوہ ازین اگر شارح نے یہہ قول محض الزاماً فرمایا ہے اور خود اسکا قائل نہین ہے
تو پہر شرح اوصاف مین کیون اون معنے کو ملحوظ رکہا اور کیون اونکے ہی موافق شرح کر
اور اشارۂ شرح مین راوندی کے قول کے طرف کیون اشارہ تک بہی نکیا پہر بعد اوسکے
جو سوال لکہا وہ بہی اسی قول کے موافق لکہا اور جو جوابات دیئے وہ بہی اسی قول مطابق
تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ شارح کے نزدیک راوندی کا قول تو قطعاً غلط ہے پس
مراد لفظ فلان سے کوئی خلیفہ ہے اور وہ شارح کے نزدیک راجح یہہ ہے کہ ابوبکر ہے قطع
نظر اس سے ابن میثم نے اپنے مختصر شرح مین جو شرح کبیر کے بعد ۶۸۱ھ مین تالیف کی
ابن ابی الحدید کے اور اپنے قول کو ترک کر دیا اور صرف یہہ لکہا قیل اراد بہ عمر وقیل بعض
الصحابہ ممن جاہد فی دین اللہ اور اسمین بہی پہلے اوسی قول کو ذکر کیا جو موافق ابن ابی الحدید
کے تہا تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ باعتبار نقل کے ابن ابی الحدید کا قول نہایت قوی ہے
لیکن عقل کے راہ سے راجح یہہ تہا کہ مراد ابوبکر ہون جسکو شرح کبیر مین بعد نقل قول ابن ابی الحدید
ذکر کیا لیکن چونکہ قوت نقل کو رجحان ہے اسلیے مختصر مین اوسکو ترک کر دیا اور ابن ابی الحدید
کے قول کو مختصراً ذکر کیا سو یہہ کہنا کہ شارح نے یہہ قول الزاماً فرمایا ہے نہ یہہ کہ خود اسکا
قائل ہو سراسر خرافات ہے سیاق عبارت صریح اسکی مکذب ہے افسوس کہ علامہ کنتوری نے
تو شرح ابن میثم کو نہ دیکہا تہا ہمارے مجیب تے بہی تو نہ دیکہا **قولہ** اور دلیل اسکی یہہ ہے
کہ جو وجہ عدم تطبیق فلان بر عمر بیان کی ہے وہ ابوبکر پر بہی صادق ہے یعنے حضرت امیر نے
خطبہ شقشقیہ مین اگر عمر کی مذمت کی ہے تو ابوبکر کی بہی مذمت کی ہے۔ **اقول**
ابن میثم نے جو وجہ عدم تطبیق فلان کی بیان کی ہے اور اوسکو وجہ ترجیح ابوبکر قرار دی ہے اگر بالفرض
وہ عمر پر بہی صادق آتی ہے تو وہ وجہ باطل ہے اور وہ ہرگز وجہ ترجیح کے نہین ہو سکتی
اور جب وہ باطل ہوئی اور وجہ ترجیح نہین ہو سکتی تو اوسکا الزام ہونا بہی باطل ہوا کیونکہ
جو دلیل فی نفسہ باطل ہو وہ کیا الزام کی صلاحیت رکہہ سکتی ہے پہر اوسکی نسبت ہماری

فاضل کا یہہ فرمانا کہ یہہ الزام ابن ابی الحدید کے روکی لینی ہے اور اوس کے غلط ہونے کو
اوسکی الزام ہونے کی دلیل قرار دینا حضرت کے کمال ہی خوش فہمی پر دلالت کرتا ہے علاوہ
ازین خطبہ شقشقیہ کے دیکھنے سے واضح ہے کہ خطبہ شقشقیہ مین ابوبکر صدیقؓ کے اون امور کے
نسبت جو خلافت مین واقع ہوئی مذمت مذکور نہین ہے اور عمر فاروقؓ کی نسبت ایسے امور کی
شکایت مروی ہے تہوڑی سے عبارت خطبہ شقشقیہ کی بہی ملاحظہ ہو۔ ومن خطبة له
علیه السلام وهی المعروف بالشقشقیة والمقمصة اما والله لقد تقمصها فلان[1]
وانه لیعلم ان محلی منها محل القطب من الرحی ینحدر عنی السیل ولا یرقی الی
الطیر فسدلت دونها ثوبا وطویت عنها کشحا وطفقت ارتای بین ان اصول بید جذاء
او اصبر علی طخیة عمیاء یهرم فیها الکبیر ویشیب فیها الصغیر ویکدح فیها مؤمن حتی یلقی ربه فرایت
ان الصبر علی هاتا احجی فصبرت وفی العین قذی وفی الحلق شجی اری تراثی نهبا
حتی مضی الاول لسبیله فادلی بها الی فلان بعده ثم تمثل بقول الاعشی شتان ما یومی
علی کورها ویوم حیان اخی جابر فیا عجبا بینا هو یستقیلها فی حیوته اذ عقدها لاخر بعد وفاته
لشد ما تشطرا ضرعیها فصیرها فی حوزة خشناء یغلظ کلمها ویخشن مسها ویکثر العثار فیها والاعتذار
منها فصاحبها کراکب الصعبة ان اشنق لها خرم وان اسلس لها تقحم فمنی الناس لعمر الله
بخبط وشماس وتلون واعتراض فصبرت علی طول المدة وشدة المحنة انتهی بقدر الحاجة

له خدا کی قسم بالتحقیق فلان شخص نے بزور خلافت کا قمیص پہن لیا اور وہ خوب جانتا تہا کہ میرا مرتبہ خلافت مین وہ ہے جو کلی کا چکی مین ہے
(یعنی مین مرکز خلافت ہون) مجھسے دریا بہتے ہین اور مجھہ تک کوئی پرندہ نہین اوڑ سکتا پہر مینے خلافت کے درمیان مین پردہ چہوڑ دیا
اور اوس سے پہلوتہی کی۔ اس باب مین متامل تہا کہ یا تو کٹے ہوئے ہاتھہ سے حملہ کرون یا ایسی اندہیری کپ پر جسمین بڑی عمر والا بڈہا ہو
ہو جاتا اور بچہ بڈہا ہو جاتا صبر کرون۔ آخر یہہ رای قرار پائی کہ صبر اس پر قرین عقل ہے پس مینے صبر کیا حالانکہ آنکہہ مین تنکا اور حلق مین
غم کے گرفتگی تہی کہ اپنی میراث کو لٹتا دیکہتا تہا یہانتک کہ پہلے نے اپنی راہ لی اور اوسکو اپنے بعد فلان کیطرف ڈال گیا پہر اعشی کا قول
پڑہا۔ بڑا فرق ہے اوسدن مین جسمین اونٹنی کے کجاوہ پر ہون اور اوسدن مین جسمین جابر کے بہائی حیان کا ندیم ہون پس ای لوگو
تعجب ہے کہ وہ اپنی زندگی مین خلافت سے استعفا دیتا تہا اچانک اپنے مرنے کے بعد دوسرے کیلیے اوسکی گرہ بندی کر گیا۔ سخت
مصیبت مین جسکا زخم گہرا ہے اور مس کہردرا ہے اور لغزش اور اوس سے عذر بہت ہی خلافت کے ہاتھون کا حصہ لیسنا
مضبوط و دشوار ہوا ہے خلافت کا صاحب مثل سرکش شترنی کے سوار کے ہی اگر مہار کہینچے تو ناک پہٹ جائے اور ڈہیلی چہوڑ دے تو
[illegible] اور اختلاف اور بے راہی مین مبتلا ہوئی۔ آخر مینے مدت کی درازی اور محنت کی

——— عاقل اس عبارت مین تامل فرماوے کہ ابن میثم نے جو لکہا ہے اقول ارادته لابی بکر اشبه من ارادته لعمر لما ذکره فی خلافة عمر و ذمها به فی خطبتها المعروفة بالشقشقیة۔ اس عبارت سے کیسا صاف واضح ہے اوسکی نسبت فرماتے ہین کہ غلیظ الکلم خشن المس ہے اور اوسمین بکثرت لغزش ہے اور اوسکی وجہ سے لوگ خبط اور شماس اور تلون اوراعتراض مین مبتلا ہو گئے اور خلافت صدیقی کے اندر کوئی برائی اور قباحت ذکر نہین فرمائی اور اسی کیطرف ابن میثم نے اشارہ کیا ہے اور فرمایا کما سبقت الاشارۃ الیہا افسوس کہ نہ آپ نے شرح ابن میثم کو ملاحظہ فرمایا اور نہ خطبہ شقشقیہ کو دیکہا اور یون ہی آپ کچہہ سے کچہہ فرمانے لگے مگر آپ فرمادین گے۔ کہ مین تو فارسی خوان تہا مین خطبہ شقشقیہ کو جسمین لغات وحشیہ غیر مانوسہ بہری ہوئی ہین اور شرح ابن میثم کو جو بزبان عربی ہے کیونکر دیکہہ سکتا تہا پس آپکا بطور اکڑ بگڑ کی فرمانا کہ اگر عمر کے مذمت اوسمین ہے تو ابوبکر کے بہی ہے اس بنا پر ہے کہ نہ آپنے شرح ابن میثم کو دیکہا اور نہ نہج البلاغت کہولکر دو چار سطرین خطبہ شقشقیہ کے پڑہی سو اسکو بہی اپنے دیانت وانصاف کرہے مدین اور رج فرمائیگا زیادہ تو کیا عرض کرون۔ **قوله** بلکہ بنظر دقیق مرشدی کہ یہہ کلام مقام استہزاء و تمسخر مین ہے کہ عمر تو نہین میرے نزدیک تو ابوبکر اس سے مراد ہے کیونکہ عمر کے خطبہ شقشقیہ مین حضرت نے مذمت فرمائی ہے گویا تتمہ اسکا یہہ ہے کہ اگر ابوبکر کے وہان بہی مدح کے ہی تو یہان بہی مدح کی ہے

اقول جب مین دیانت اور فہم وانصاف کا یہ حال ہے تو جو چاہین فرمائین نہ کتاب کو دیکہین نہ سیاق و سباق عبارت کو ملاحظہ فرمائین خدا کے لیئے کوئی شخص اہل انصاف سے ہماری فاضل مجیب کے اس جواب کو عبارت نہج البلاغت سے مطابق کر کے دیکہے اور حضرت کو اونکی فہم وانصاف و دیانت کی داد دیوے۔ جن حضرات کی نظر وفہم کی یہہ کیفیت ہو جسکو اپنا مرشد اور ہادی بنا رکہا ہے تو وای بر حال اوس نظر کے جو کہ محض سرسری ہوگی تعجب آتا ہے کہ اگر ابن میثم کو ابن ابی الحدید کے ساتہہ استہزاء و تمسخر منظور تہا تو اوسکی قول مین سے ہے

عثمان کو کیون اختیار نکیا بلکہ اگر عمر کے مراد لینے کا استہزار کرنا مقصود تھا تو بمقابلہ اوسکی
امیر معٰویہ کو ذکر کیا ہوتا کہ میرے نزدیک عمر تو مراد نہین کیونکہ خطبہ شقشقیہ مین انکی مدت
کی ہے امیر معٰویہ مراد ہین تو استہزا نہایت درست ہوتا اور جب ابوبکرؓ بہ نسبت عمرؓ کے تمہارے نزدیک
بھی بہتر ہین کہ بزعم شیعہ جو تکالیف و مصائب کہ اہلبیت کو خلافتین اولیین مین عمرؓ کے ہاتھ سے
پونہچی ابوبکرؓ کے ہاتھ سے اوسکا عشر عشیر بھی نہین پونہچا تو ایسی حالتمین ابوبکرؓ کی مراد ہونے کو
استہزا و تمسخر پر محمول کرنا سراسر خلاف عقل سلیم ہے۔ علاوہ ازین واضح رہے کہ شارح
ابن میثم نے اپنے شرح کے ابتدا مین وعدہ موکد بایمان غلاظ یاد کیا ہے کہ اس شرح مین
بجز حق لکھے کچھہ نہ لکھونگا تو کیا وہ وعدہ پیمان فراموش ہوگیا کہ خلاف حق ابوبکر کے مدح کے
قائل ہوگئے۔ اور کہانتک تمسخر اور استہزا سمجھیگا۔ شارح ابن میثم نے دوسری جگہ نقل کیا ہے
کہ جناب امیر نے جناب شیخین کے نسبت بجواب خط امیر معٰویہ کے تحریر فرمایا۔ ولعمری ان
مکانہما فی الاسلام لعظیم وان المصاب بہما فی الاسلام لجرح شدید۔ گویا یہہ تمام حصہ شرح
ان دو جملونکی ہے چنانچہ ہم پہلے عرض کرچکے ہین پس اگر بیان تمسخر و استہزا ابن ابی الحدید
کی ساتھہ ہے تو وہان کس کے ساتھہ تمسخر فرمایا جو ایسی جامع تعریف فرمائی اور نیز کہین رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے سمع و بصر سے تشبیہ دی گئی کہین نوحؑ و ابراہیمؑ مماثل کیے گئے تو کیا
یہہ سب آپکی روایات تمسخر اور استہزا ہی ہین۔ حضرت میر صاحب یہہ تمسخر اور استہزا نہین ہے
بلکہ خود آپ مصداق اس آیت شریفہ کے ہین اتخذتموھم سخریا حتی انسوکم ذکری
خداتعالے آپکی دیدہ بصیرت کہولدے اور آپ پر حقیقت الامر منکشف اور واضح فرمادے
تو آپکو معلوم ہو کہ یہہ واقعی مدح ہے یا تمسخر او ہر خوارج جسقدر اوصاف و محامد جناب امیر
رضی اللہ عنہ کے نسبت مروی ہوئی ہین اسیطرح خرافات ولائل سے باطل کرتے ہین اور تمسخر
و استہزا مین اوڑاتے ہین او ہر آپ حضرات ہین کہ شیخین کے محامد فضائل کو تمسخر اور استہزا
پر محمول فرماتے ہین ہماری نزدیک وہ بھی جہوٹے ہین اور آپ بھی اپنے دعوی مین سچے نہین

پس راہ نجات اور صراط مستقیم وہی ہے جو افراط و تفریط کے درمیان ہو اور وہ بحمد اللہ اہلسنت کا طریق قویم ہے اللّٰهم علیہ احینی وعلیہ امتنی وفی زمرتہم احشرنی یوم یبعثون

قولہ خصوصاً ابن ابی الحدید کے مقابلہ مین کہ وہ قائل خطبہ شقشقیہ کا ہے اور کہتا ہے کہ وہ بے شک کلام حضرت امیر علیہ السلام ہے اول سے آخر تک اور اوسمین مذمت ثلثہ موجود ہے ایک جگہ مذمت کرنا اور دوسری جگہ اسکی مدح کرنا صریح تناقض ہے اور بمقابلہ ابن ابی الحدید الزاما بہت ٹھیک ہی۔ **اقول** اگر شارح ابن میثم کا یہہ مقصود تہا کہ ابن ابی الحدید کو الزام دیوی تو صریح کہنا چاہیے تہا کہ یہہ غلط ہے اور مخالف خطبہ شقشقیہ کے ہی جسکو ابن ابی الحدید نے کلام جناب امیر کا تسلیم کر رکہا ہے اور نیز واجب تہا کہ ابن ابی الحدید کی دلیل کا جواب جو اوسکے مراد ہونی مین بیان کی ہے اول جواب دیتا جب اوسکو باطل نہین کیا اور اوسکی دلیل کا جواب نہین دیا بلکہ بیان اوصاف مین اوسکی موافق اون اوصاف کا مصداق خلیفہ کو قرار دیا تو اسکو کیونکر الزام پر محمول کیا جا سکتا ہے علی الخصوص جبکہ یہہ الزام خود کذب و دروغ ہو اور مبنی اوس الزام کا ایسی دلیل ہو جو اوسنے بیان نہ کی ہو غرض کسیطرح پر اسکا الزام ہونا ٹہیک نہین ہی اور تمسخر اور استہزا ہونا اور اگر ابن ابی الحدید کے لیے یہہ الزام ہے تو اوس قول کو آپ کیا کرینگے جو سب سے اول نقل کیا ہے والمنقول ان المراد بفلان عمر انتہی اور نیز مختصر شرح مین تو بجز دو قولونکی اور کچہہ لکہا ہے نہین اور نہین ہی اول اوسیکو ذکر کیا جو آپکے قاعدہ کے موافق قطب راوندی کے قول کے ابطال کے واسطے مقدم کیا گیا ہے لکہا ہی قیل اراد بہ مدح عمر تو یہان نہ تمسخر ہی نہ الزام ہے بیان تو صریح اول مین بیان کیا کہ اس لفظ سے عمر مراد ہین پس یہہ صریح اوسکی الزام ہونے کو مکذب ہے اور یونہہ تمسخر و استہزا ہونیکو باطل کرتا ہے

قولہ اور اگر شارح علیہ الرحمۃ اسکی قائل بھی ہون تب بھی کچہہ حرج نہین بطور رحمۃ اللہ علی القیاس الاول ہونگی اشارہ ہی کافی ہے اسکی تفصیل ہم نہین لکہتے۔ **اقول** ای حضرت میر صاحب افسوس کہ آپنے تو خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کی عداوت مین فہم و انصاف

دین وایمان کو خیرباد کہکر رخصت کردیا۔ بہلا کچہہ تو عقل وفہم وایمان وانصاف سے کام لیا ہوتا
اگر شارح اس امر کی واقعیۃ کے قائل ہون تو کیا بیجا۔ صاف جو مشابہ کمالات نبوت کے ہین
بلکہ چشمہ نبوت سے ہی فائض ہوئی ہین۔ جنکی اندر پائی جاتے ہین بروی عقل وایمان کے مصداق
مثل مستہجن۔ رحمۃ اللہ علی النباش الاول ہوسکتا ہے کیا جو شخص کہ خلق اللہ کے کجی راستی پر
لاوے اور اونکی امراض نفسانیہ کا علاج کرکے اونکو ہلاکت دائمی سے نجات دیوے سنت کو قائم
کرے اپنی حسن تدبیر سے فتنہ کو نہ اوٹھنے دے برائیونکی جڑک سے نقی الثوب سلیم العرض دنیا سے
رخصت ہوا ہو قلیل العیب ہو۔ خلافت کی نیز مطلوب کو جو عدل واقامت دین ہے جس سے
مستحق ثواب جزیل کا آخرت مین اور شرف جلیل کا دنیا مین ہوتا ہے پہونچ چکا ہو۔ خلافت کے
شر سے محفوظ رہا ہو۔ خدا کی اطاعت بجالایا ہو۔ اور تقوی کا مرتبہ حاصل کیا ہو اوسکی بعد
لوگونکا یہہ حال ہوا ہو کہ جہالتونکی شاخ درشاخ راہون مین ایسی پریشان ہون کہ نہ گمراہ راہ یاب
ہوسکی اور نہ راہ یاب کو اپنی راہ یافتگی کا یقین ہوسکی تو ایسی شخص کے نسبت کوئی ایماندار
کہہ سکتا ہے کہ وہ مصداق اس قبیح مثل کا ہے۔ ذرا تو انصاف کی آنکہین کہولو۔ الہ العالمین
تو انکی آنکہین کہول اور انکو ہدایت فرما۔ آنک فریب عجیب۔ پہر بفرض محال اگر یہہ کفر صحیح ہو
تو اوس قول کے نسبت جو آپکے بزرگون ہی سے ابن میثم نے ابتدا مین نقل کیا ہے اور فرمایا ہے
والمنقول ان المراد بفلان عمر اور مختصر مین فرمایا ہے قیل اراد بہ مدح عمر کیا فرمائیگا وہان تو
نہ الزام ہے نہ تمسخر ہے۔ غرض اس عبارت کو الزام یا تمسخر پر محمول کرنا مصداق مثل الغریق
یتشبث بکل حشیش کا ہے اور اس سے واضح ہے کہ حضرت اسجگہ ایسے بردوہات مین گرفتار
ہین کہ مفر ومخلص نہین سوجہتا ناچار بے ڈہنگی ہاتہہ پانو مارتے ہین قال الفاضل
المجیب۔ قولہ۔ بلکہ بعینہ اس جواب کو الخ۔ اقول۔ ہان بعض شیعہ سے نقل کیا ہے
لیکن امامیہ کو اس جواب کی حاجت نہین جیسا کہ جناب مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے
اسلیے کہ انکی کتب مین اس روایت مین ابوبکر یا عمر موجود نہین بلکہ لفظ فلان ہے پس لانسلم کہ

ابوبکر و عمر مراد ہون کیون نہین جائز ہے کہ شخص دیگر مراد ہون اور علی التنزل اگر ابوبکر یا عمر ہی
مراد ہون تو محمول علی وجہ استصلاح جیسا کہ قول شارح علیہ الرحمۃ جاز ان یکون الخ۔
اس جواب کی تنزلی ہونے پر باواز بلند پکار رہا ہے پس تنزلی جواب کو تحقیقی یا اصلی جواب
سمجھنا آپکی خاتم المتکلمین یا صاحب آیات بینات کی خوش فہمی ہے **یقول العبد**
الفقیر الی مولاہ الغنی جناب میر صاحب یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ بعض
شیعہ سے نقل کیا ہے یہہ محض آپکا کذب وافترا ہی ہرگز اُن کا کوئی ایسا لفظ نہین ہے جو بعض
پر دال ہو بلکہ الفاظ صاف اس امر پر دال ہین کہ یہہ سوال وجواب تمام اون شیعہ کی طرف
سی ہے جو شیخین کی برائی کے قائل ہین کیونکہ اس عبارت مین واعلم ان الشیعۃ اوردوا[ف۱]
ههنا سوالا فقالوا ان هذه المدائح التی ذکرها علیه السلام فی حق احدی الرجلین تنافی
ما اجمعنا علیه من تخطیتهم واخذهما منصب الخلافة فاما ان لا یکون الکلام من کلامه
علیه السلام او یکون اجماعنا خطأ ثم اجابوا من وجهین لفظ ما اجمعنا علیہ او
یکون اجماعنا خطأ صریح دلالت کرتا ہے کہ یہہ سوال تمام شیعہ کیطرف سی ہے جو شیخین کے
تخطیہ کے اجماع مین شامل ہین مطلق شیعہ کا اجماع بیان کرنا دلیل صریح اوسکی عموم وشمول
کی ہے پس یہہ آپکی اور آپکے کنتوری صاحب وغیرہ کی خوش فہمی ہے کہ اس سے بعض
شیعہ سوای اپنی مراد لیتے ہین اور گیر و دار اہل حق سے فرار کرکے اس اجماع سی جو مبنائی
اصول مذہب ہے دست بردار ہوتے ہین فاعتبروا یا اولی الابصار علاوہ ازین اس
سوال کا مبنی اول وہ ہے جو کہ اولاً ابن میثم نے لکھا ہے۔ والمنقول ان المراد بفلان عمر دوسرے
وہ ہے کہ جو لکھا ہے اقول ارادتہ لا بی بکر اشبہ من ارادتہ لعمر تیسری وہ ہے جو کہ شرح

[ف۱] اور جان کہ اسجگہ شیعہ نے سوال وارد کیا ہی کہتی ہین کہ یہہ مدح جو حضرت علیہ السلام دو نو شخصون ابوبکر و عمر مین سی ایک کے حق مین فرمائی ہے
اوسکی مخالف ہے جسپر ہمنی اونکو خطا کیطرف نسبت کرنے اور منصب خلافت چھین لینے سی اجماع کیا ہی پس یا تو یہہ کلام حضرت علیہ السلام کا
کلام نہین ہی یا یہہ کہ ہمارا اجماع باطل ہے۔ پہر اسکا اونہون نے دو طرح پر جواب دیا ہے ۱۲۔

اوصاف مذکورہ مین اوصاف کی محامل کو ایسے شخص مین منحصر اورتعین کیا کہ غیر خلیفہ کا احتمال قطع ہوگیا اور یہہ تینون امور ظاہر ہی کہ بنای اعتراض بعض شیعہ غیر امامیہ پر نہین ہے بلکہ ابن میثم نے یا اپنا مسلم بیان کیا ہے یا اپنی اکابر امامیہ سی نقل کیا ہے قطع نظر اس سے آپ ہی کی اکابر یہہ فرماگئی کہ مطلق لفظ شیعہ سی امامیہ اور اثنا عشریہ مراد ہوتے ہین بلکہ اگر آپ تتبع فرمائینگی تو یہہ بہی ثابت ہو جائیگا آپکے اکابر تصریح فرماگئی ہین کہ سوای امامیہ کے اور کوئی شیعہ ہی نہین۔ چنانچہ ان ہی آپکے حضرت علامہ کنتوری کی نسبت ہماری خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کنتوری در سیف ناصری آنچہ در ابراش بچند ورق درمقابلہ رشید اعلام دہ کردہ ثابت نمودہ باشد کہ غیر اثنا عشریہ حقیقۃ شیعہ نیستند و اطلاق لفظ شیعہ بر آنہا مجاز است پس جب لفظ شیعہ سی عند الاطلاق امامیہ ہی مراد ہوتی ہین ماسوا امامیہ جسیم بعض طوائف شیعہ سی کوئی طائفہ عند الامامیہ شیعہ نہین تو آپکا اگر شیعہ مطلق ہو یا بعض شیعہ ہو تو لامحالہ مراد اوس سے امامیہ ہونگی اور آپکا اور آپکی کنتوری صاحب کا فرمانا کہ بعض شیعہ سی ماسوای امامیہ مراد ہین سراسر لغو اور باطل ہوگا اور علامہ کنتوری کا فرمانا کہ امامیہ کو اس جواب کے حاجت نہین غلط ہوگا بعد تسلیم کہ شیعہ غیر امامیہ مراد ہین لیکن یہہ کہنا کہ یہہ توجیہات بعض شیعہ غیر امامیہ کے ہین فرع اس امر کے ہی کہ یہہ روایت اونکی کتابون مین موجود ہو اور جبتک یہہ ثابت نکرین اسوقت تک اس توجیہ کو بعض شیعہ مجہول کیطرف نسبت کرنا بالکل بے سود ہے اور علامہ رضی کا نہج البلاغت مین لکہنا ان فرق پر حجت نہین ہے اور یہہ کہنا کہ امامیہ کو ان توجیہات کی اوسوقت حاجت ہی جبکہ اونکی روایت مین لفظ ابوبکر یا عمر ہو آپکی اور آپکے علامہ کنتوری کی غلطی ہے اگر بالفرض اونکی روایت مین لفظ ابوبکر یا عمر بجای فلان نہو اور آپکے اکابر علماء ہی نے تصریح کی ہو یا مثل وہ اوصاف ہی تعین مبہم پر اسطرح دال ہون کہ عرق ابہام و شرکت کی قطع ہوگئی ہو تو تب ہی یہہ کہنا کہ ہمکو احتیاج جواب نہین محض جواب سی پہلو تہی اور غلط سمجہا جائیگا طرفہ تماشا یہہ ہے کہ علامہ کنتوری نے توجیہ استصلاح ناس و استجلاب قلوب کو بہی کذب ہی قرار دیا ہے

جیساکہ توجیہ توبیخ عثمان کی نسبت انکار کیا ہے لیکن ہمارے فاضل مجیب توجیہ باصطلاح
کے شیعہ امامیہ کیطرف سے ہوئی کی تصریح فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر علی التنزل ابوبکر یا عمر مراد ہوں تو محمول علی
وجہ الاصطلاح کا جیساکہ قول شارح جاہلانہ کون اس جواب کے تنزلی ہونے پر آواز بلند
پکار رہا ہے ہمنے مانا تنزلی سہی لیکن علامہ کنتوری کا یہہ فرمانا کہ این ادعا کذب محض ست باعتراف
سامی کذب محض ہوا۔ رہا اس جواب کے تنزلی ہونے کی نسبت اول آپ تمام عبارت ابن میثم
دیکھیے اور پہر کسی عاقل منصف سے دریافت بہی کیجے اوسکے بعد کچھہ فرمایئے **قال الفاضل**
المجیب ۔ قولہ۔ بعد اسکے صاحب تحفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ وبعض از امامیہ چنین گفتہ اند
کہ غرض حضرت امیر رضی اللہ عنہ توبیخ عثمان وتعریض برا وبود۔ اسکے جواب میں علامہ کنتوری
فرماتے ہیں۔ ہیچ یک از امامیہ این توجیہ نکردہ الخ بجواب اسکے صاحب آیات بینات سلمہ فرماتے ہیں
لیکن یہہ جواب علامہ کنتوری کا مثل پہلے جواب کے غلط ہے اور اسکو بہی ابن میثم نے نقل کیا ہے
اقول ۔ اگر غرض یہہ ہے کہ امامیہ سے نقل کیا ہے تو محض دروغ بے فروغ ہے شرح ابن میثم
موجود وکثیر الوجود ہے کہیں لفظ امامیہ کا نام ونشان نہیں ہاں بعض شیعہ سے نقل کیا ہے کل شیعہ
اسکے قائل نہیں ہیں کہ قول قطب راوندی خود پہلے نقل کر چکے ہیں اور یہہ ضرور نہیں کہ شیعہ سے
مراد امامیہ ہی ہوں امامیہ اخص شیعہ ہیں **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی**
یہہ ہی غرض ہے کہ شیعہ سے نقل کیا ہے جسمیں امامیہ بہی داخل بلکہ حسب ادعائی طائفہ فرد کامل ہیں
اور یہہ دروغ نہیں ہے دروغ یہہ ہے جو آپ فرماتے ہیں کہ ہاں بعض شیعہ سے نقل کیا ہے
شرح ابن میثم موجود شیعہ میں کثیر الوجود ہے اوسمیں کہیں لفظ بعض کا نام ونشان بہی نہیں ہے
جبکہ ثم اجابوا کے ضمیر اون شیعہ کیطرف عائد ہے جو ماقبل میں مذکور ہیں اور جو تخطیہ شیخین کے
اجماع میں شامل ہیں اور جنکے مذہب پر سوال وارد ہوتا ہے تو مجیب بہی وہ ہی ہوئی اور اون سب میں
بیش دست بزعم خود امامیہ اثنا عشریہ ہیں جو عند الاطلاق مراد ہوتے ہیں تو سوال اور جواب میں
انکی شرکت سب سے پہلے ہوگی۔ علی الخصوص جبکہ آپکے علماء نے تصریح کی ہو کہ لفظ فلان سے

ابوبکر یا عمر مراد ہین اور یہہ امر خود بدیہی ہے کہ ایک قطب راوندی کا ایک قول مین منفرد
ہونا ہرگز اس امر پر دلیل نہین ہو سکتا کہ تمام فرقہ امامیہ سے کوئی اسکا قائل نہو۔ پس یہہ کہنا
کہ یہہ ضرور نہین کہ شیعہ سے مراد امامیہ ہی ہون بالکل واہیات ہی بلکہ لامحالہ لفظ شیعہ سے
اسجگہ مراد امامیہ ہونگی **قولہ** اور نیز یہہ توجیہ علی التنزل ہے نہ علی التحقیق اور یہہ بات
ظاہر ہے کہ تنزل و تقدیر پر جواب کسی فرقہ کیطرف سے دیی جاتے ہین کوئی اونکو اصلی جواب
اس فرقہ کا نہین کہہ سکتا اگر بالفرض شیعہ سے امامیہ ہی مراد ہون تب ہی یہہ اصلی جواب
نہین ہی اسلئی علامہ علیہ الرحمۃ کا یہہ فرمانا کہ ہیچک از امامیہ این توجیہ نکردہ بالکل صحیح و درست ہی
اقول اقوال سابقہ مین اس جواب کے تحقیقی ہونے کا اثبات اور تنزلی ہونے کا ابطال
ہم بیان کر چکی ہین قطع نظر اوس سے کوئی قرینہ عبارت مین اوسکی تنزلی ہونے پر دلالت نہین
کرتا پس اوسکی نسبت تنزلی ہونے کا دعوی بالکل غلط اور بے دلیل ہے اور اگر بالفرض یہہ جواب
تنزلی ہو تو ہی علامہ کنتوری کا یہہ فرمانا کہ ہیچک از امامیہ این توجیہ نکردہ بالکل کذب و دروغ
ہی کیونکہ یہہ محض اس توجیہ کے وجود سی انکار ہے حالانکہ اوسکا وجود علی سبیل التنزل مسلم ہے
تو مطلق یہہ کہنا کہ ہیچک از امامیہ این توجیہ نکردہ دروغ ہوا۔ جو آپ فرماتے ہین اگر یہہ ہی
مدعا تہا تو آپکے علامہ یہہ فرماتے ہیچک از امامیہ این توجیہ نکردہ الا ابن میثم کہ علی التنزل
بیان کردہ مطلق انکار سی مستفاد ہوتا ہی کہ یہہ توجیہ نہ علی التحقیق نہ علی التنزل یان بیان ہی نہین ہی بالجملہ
ثابت ہوا کہ شیعہ سی امامیہ ہی مراد ہین اور یہہ جواب تنزلی نہین اور اسکی نسبت علامہ کنتوری
کا انکار سراسر غلط اور مکذب ہے۔ **قولہ** یہہ ہی واضح رای عالی ہو کہ شارح ابن میثم علیہ الرحمۃ
حکیم مشرب ہین اور بطور محاکمہ اقوال مختلفہ عام شیعوں کی بلکہ اپنے دانست مین جو اعتراض
وارد ہوتا دیکہتی ہین لکہکر اور فرض کرکے اپنی سمجہہ کے موافق اسکا جواب لکہتی ہین یہہ آپکے
خاتم المتکلمین کی سمجہہ کی خوبی ہے کہ اونکو اصلی تحقیقی جواب سمجہہ کر الزاماً نقل کرتے ہین
اقول۔ ظاہر اس عبارت سی مقصود اثبات عدم توثیق ابن میثم نظر ہے

اور یہہ ثابت کرنا ہی کہ وہ رطب و یابس اقوال مختلفہ عام شیعونکی نقل کرتے ہین اور اپنی روایت
مین جو اعتراض وارد ہوتا دیکھتے ہین اوسکو فرضاً یعنے کذباً و افتراءً شیعہ کیطرف منسوب
کرتے ہین اور اپنی سمجہہ کے موافق اوسکا جواب لکھتے ہین تو ایسے اقوال اور ایسے شخص کے اقوال
الزاماً نقل کرنا اور اصلی تحقیقی سمجہنا خاتم المتکلمین کے سمجہہ کی خوبی ہے تو ابن میثم کی نسبت
یہہ دعوی محض کذب ہے کیونکہ جو علماء امامیہ نے ابن میثم اور اونکی شرح کی نسبت مناقب و محامد
بیان کیے ہین اونکے خلاف ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ مجیب لبیب کے نزدیک سب کذب و دروغ
ہی ابن میثم کے علو مرتبہ کے تو یہہ حالت ہی کہ آپکے قاضی شوستری نے مجالس المومنین مین
اسکی تبحر اور حکمت پر آپکے خواجہ خواجگان نصیر الدین طوسی کی شہادت بیان کی ہے اور
شرح کی حالت یہہ ہی کہ شارح نے اپنے شرح کے خطبہ مین خدا کے ساتھہ عہد موثق کیا ہی
کہ سوائے حق کے کچہہ نہ لکھونگا اور باطل کیطرف ہرگز میل نہ کرونگا اور یہہ اسلیے کہا ہوگا کہ دیکھا
عموماً علماء شیعہ تعصب مین اکثر نصرت حق چھوڑ دیتے ہین اور اوسکی عبارت یہہ ہے وشرعت[1]
فی ذلک بعد ان عاھدت اللہ سبحانہ الی لا انصر فیہ مذھبا غیر الحق ولا ارتکب
ھوی لمراعاۃ احد من الخلق اور اگر آپ تتبع فرماوینگے تو معلوم کرینگے کہ آپکے بعض علماء نے
اپنی فہرست علماء مین یہہ ہی لکہا ہے ومنہم[2] الشیخ الحسن المیثم بن علی بن میثم البحرانی
مصنف شرح نہج البلاغۃ وحقیق ان یکتب بالذھب علی الاحداق لا بالحبر علی
الاوراق پس جس مصنف کا یہہ مرتبہ ہو اور مصنف کی یہہ حالت ہو اوسکی عدم توثیق کوئی کیونکر
بیان کرسکتا ہے۔ حضرت مجیب کی اس تقریر سے اہل انصاف ملاحظہ فرماوین کہ شکنجہ
ابحاث اہل حق مین بیانانک تنگ آئی کہ راہ فرار جہات ستہ سے مسدود پاکر اپنی معتمد علماء کے

ابن میثم نے شرح نہج البلاغت کے خطبہ مین خدا کے عہد باندہا ہے
کہ ناحق کی طرفداری اور خواہش کیطرف میل نہ کرونگا۔

[1] اور مین نے اس شرح کو شروع کیا بعد اسکے کہ خدا سے عہد باندہا کہ بجز مذہب حق کسی دوسرے کی مدد نکرونگا اور خلق مین سے کسیکی رعایت کیوجہ سے خواہش نفسانی کو اختیار نکرونگا۔ ۱۲ [2] منجملہ اونکے شیخ حسن میثم بن علی بن میثم بحرانی شرح نہج البلاغت کا مصنف ہے اور وہ آنکہونکی ڈیلو نپر سونے کے ساتہہ لکھنے کے لائق ہے نہ کاغذون پر سیاہی سے ۱۲ —

عدم توثیق ثابت کرنے لگی اور اونکو حاطب اللیل قرار دینے لگے۔ تو جو امر ایسے شخص کے اعتراف
سے ثابت ہوگا اور جو اقوال ایسے مستند شخص کے ایسے موثق اور معتمد کتاب مین درج ہونگے
اہل حق اونسے الزام دینے مین کیون دریغ کرینگے۔ اور ایسے معتمد نقول سے کیونکر الزام تمام
ہوسکتا ہے الزام اون ہی امور سے ثابت و تمام ہوتا ہے کہ جنکی نسبت خصم اعتراف کرے
اور اوسکی لیے مضر اور اہل حق کے لیے مفید ہو اور یہان بحمد اللہ ایسا ہی ہے کہ شارح ابن میثم
کے نزدیک لفظ فلان سے مراد یا ابوبکر ہے چنانچہ اوسکی عبارت سے صاف واضح ہوا اور یہہ بھی
اوسکی عبارت سے ہویدا ہے کہ اوسکے نزدیک قول راوندی پسندیدہ نہین اور نہ اوسکی طرف
اوسکو میلان ہے تو اس صورت مین ہمارا الزام بحول اللہ وقوتہ تام ہے اور آپکا اور آپکے کنتوری
صاحب کا انکار ناواقفی ہے یا عناد۔ **قولہ** یہہ بھی سبب ہے کہ شارح علیہ الرحمہ نے
واعلم ان الشیعۃ قد اوردوا ہہنا سوالا الخ مین بطور محاکمہ فرض و تسلیم قول نقل کرکے
اوسکی جواب لکھے ہین ورنہ آپ ہی فرمایئے کہ اگر اس سے مراد شیعہ امامیہ ہین اور شارح کی تحقیق
ہے تو کونسے شیعہ نے فلان سے ابوبکر یا عمر یا ان دونون مین سے ایک مراد لیکر یہہ توجیہین کی
ہین آخر جو شارح علیہ الرحمہ لکھتے ہین تو کسی کتاب سے لکھتے ہین یا یون ہی خیالی گھوڑے
دوڑاتے ہین اور شرح نہج البلاغت بھی موجود ہین اگر یہہ قول شارح کا تحقیقی ہو تو چاہیے
کہ اور کتابون مین بھی یہہ توجیہین مذکور ہون ورنہ زبانی دعوے کون سنتا ہے **اقول** اگر یہہ
ہمارے فاضل مجیب کے راے مین محاکمہ ہے گو علی سبیل الفرض والتسلیم ہی ہے تاہم محاکمہ کی لیے ضرور ہے
کہ حکم ایک شخص ثالث ہو یا بمعنے کہ ایک مدعا کی نسبت ایک شخص اوسکی صحت پر استدلال کرے اور دوسرا
کوئی شخص اوسکا نقض و ابطال کرے۔ تیسرا شخص اون دونو خصمین مین قول فیصل لکھکر
حکم ہوسکتا ہے اسیطرح ما نحن فیہ مین بھی ہمارے مجیب پر لازم ہے کہ اول ایک مدعا قرار دین
اور بعد اوسکے اوسپر خصمین تجویز فرمائین پھر اون دونو خصمین کے لیے شارح ابن میثم کو حکم
قرار دیکر فرمائین کہ اوسکا یہہ قول فیصل اس نزاع مین وارد ہے جب ہم یہان غور کرتے ہین

تو واضح ہوتا ہی کہ اول شارح ابن میثم نے بطور نقل کے بیان کیا کہ لفظ فلان سی عمرؓ مراد ہی
پہر راوندی سے نقل کیا کہ ایک شخص مجہول الاسم والمسمی صحابہ مین سے مراد ہے پہر ابن ابی الحدید سے
نقل کیا کہ وہ شخص مراد ہے جو کہ خلیفہ ہو چکا ہے لیکن بوجہ معلوم ابوبکرؓ و عثمانؓ طرف نہین تو عمرؓ
مراد ہونگی پہر اپنے رائی کہ بہ نسبت عمر کے ابوبکر کا مراد ہونا اشبہ بحق ہے ظاہر کے بعد اسکی
شرح اوصاف بیان کر کے شیعہ کیطرفسے اعتراض اس بنا پہ نقل کیا کہ لفظ فلان سے مراد
ابوبکر یا عمر ہون پہر اون ہی کیطرف سی دو جواب نقل کیئے تو اب فرمائیے کہ محاکمہ شارح نے
کیا کیا - اور خصمین کون کون ہین - اور قول فیصل کونسا قول ہے جو شارح نے لکہا ہی
اگر یہہ ہی دونو جواب قول فیصل ہین تو قطع نظر اس سے کہ فیصل اپنی طرفسے ہی ہوتا ہے
تمام الزامات کذب و دروغ کے جو خاتم المحدثین کی طرف نسبت کرتے تہے وہ سب آپکی اعتراضسے
کذب و دروغ ہوگئی - غرض اس قول کی نسبت جو شارح نے نقل کیا ہے محاکمہ فرض و تسلیم
کہنا سراسر غلط اور ناواقفی ہے - اب رہا ہمسے یہہ سوال کہ اگر یہہ بطور فرض و تسلیم محاکمہ نہین ہے
اور واقعی نقل ہے تو بتاؤ کہ یہہ کہانسے منقول ہے اور کس شیعہ نے لکہا اور کس کتاب مین مذکور ہی
کیونکہ اگر تحقیقی ہے تو لامحالہ یہہ تو جنہین کتابون مین مذکور ہونگی ورنہ زبانی دعوی کون سنتا ہی
سو اہل علم و انصاف سمجہہ سکتی ہین کہ اس سوال کا ہمسے کیا موقع تہا نقل تو آپکے ابن میثم
فرمائین اور آپ سوال ہم سے کرین سبحان اللہ حضرت میر صاحب ذرا ہوش کے باتین کیجیے
ہمکو اس سے کیا غرض کہ آپکے فاضل متبحر حکیم نے سچ کہا یا کہ جہوٹ بول دیا جب اونسی ایک
امر کو نقل کیا - پس ہماری یہی حجت ہو چکا خواہ سے فے الواقع کسی سے منقول ہو یا نہو اور کسی شیعہ نے
لکہا ہو یا نہ لکہا اور کسی کتاب مین مذکور ہو یا نہو ہماری حجت ہر طرح تمام ہے بلکہ اگر آپ کا
اور آپکے کستوری کا فرمانا صحیح ہے اور فے الواقع کسینے نہین لکہا تو یہہ آپکے فاضل متبحر
حکیم پر دوسرا دروغ گوئی کا الزام ہوا کہ خلاف واقع اپنے بزرگون پر افترا باندہتی ہین اور
اونکی طرف وہ امور منسوب کرتے ہین جو اونہون نے فرمائی نہین لیکن یہہ طریقہ کچہہ نیا نہین

بلکہ قدیم سے علماء شیعہ کا یہہ ہی وتیرہ چلا آیا ہے متقدمین شیعہ ائمہ ع پر افترا ربا ندہ چکی ہین اور ائمہ نے اونکی تضلیل و تکذیب فرمائی ہے تو اگر شارح ایسا کیا ہو تو کچھہ خلاف قوم کے نہین کیا۔ بہرکیف شارح کا لکہنا ہماری لیے ثبوت مدعا مین کامل حجت ہی کیونکہ جب ایسی بڑے معتقد ار شیعہ امامیہ اثنا عشریہ نے ایک امر کو بطور نقل کے بیان کیا یا خود اپنی رائی سے بیان کیا تو وہ خصم کی لیے حجت ہوگیا پس اوسکی نسبت آپکا یہہ فرمانا کہ یہہ خیالی گہوڑی دوڑائی ہین اور زبانی دعوی کون سنتا ہے ابن میثم کے خلاف شان ہی۔ لیکن آپ جسقدر چاہین اوسپر تبرا پڑہین جتنی چاہین گالیا دین اب الزام اوٹہنا محال ہے۔ علاوہ ازین مین کہتا ہون کہ کیا ضرور ہی اگر یہہ تحقیق ہو تو کتابونہین ہی مذکور ہو۔ بلکہ ہو سکتا ہی کہ اون علماء امامیہ نے جو معاصرین ابن میثم تہے درس تدریس یا بحث و گفتگو کے وقت یہہ اعتراضات کیی ہون اور یہہ توجیہات زبانی کی ہون۔ اور ابن میثم نے بطور نقل کے اونسی اپنی شرح مین درج کردیا ہو اور کیا ضرور ہی کہ اگر یہہ اعتراضات و توجیہات شروح مین مذکور ہون تو ہم یا آپ تک اونکی مطالعہ کی نوبت آوی آخر فاضل مدائنی نے اپنی شرح مین جو کچھہ لکہا ہے اور اپنی نقیب ابو جعفر سے نقل کیا ہے اوس سے بہی یہہ ہی مدعا تقریبًا ثابت ہوتا ہے چنانچہ عبارت فاضل مدائنی کی ہم قریب نقل کرائی ہین۔ اور علاوہ اسکی اور بہی شروح و تراجم اسکی ہین اگر آپکو تصدیق ابن میثم کی منظور ہو۔ تو اونکو تلاش و تتبع کیجیے ورنہ آپکو اختیار ہے ہماری لیے بس ہماری الزام کی تکمیل کے واسطی صرف ابن میثم کا لکہہ دینا ہی کافی ہے قطع نظر اس سے ہمکو سخت تعجب و حیرت ہی کہ آپ ابن میثم کی قول کو جو شیعہ کی طرف نسبت کیا ہے مسی پوچہتی ہین اور قطب راوندی کے اوس قول کو جو آپکے نزدیک صحیح و مسلم ہے آنکہین کہول کر نہین دیکہتی کہ اوسین کیسا ابہام و اہمال ہے کہ جسکا کچھہ انتہا نہین وہ فرماتے ہین کہ مراد ایک رجل صحابہ سے ہی جسکا نہ کچھہ نام ہے نہ نشان ہے اب ہم اوسکی نسبت پوچہتے ہین کہ یہہ شخص مرحوم کون ہے جسکی ایسی صفات کاملہ جناب امیر نے بیان فرمائی ظاہر ہے کہ ایسا شخص مجہول نہین ہو سکتا جسکو کوئی نہ جانتا ہو پس اگر کوئی

شخص معلوم ہے تو متعین کرکے بتلائیے یا اپنے قطب الاقطاب سے دریافت کیجیے ورنہ صاف معلوم ہوگا کہ آپکے قطب الاقطاب نے الزام کے خوف سے عقلی گھوڑی دوڑائی ہونگی تو ایسی زبانی باتین جب آپکے ہم مذہب اور متبع بھی نہین سنتے تو ہم کب سنین گے **قال الفاضل المجیب** قولہ۔ اور اسی بحث مین صاحب تحفہ فرماتے ہین و لہذا شارحین نہج البلاغت از امامیہ در تعیین فلان اختلاف کردہ اند بعضے گفتہ اند کہ مراد ابوبکر ست و بعضی گفتہ اند عمر ست اسکے جواب مین علامہ کنتوری چہلا کر فرماتے ہین۔ ان ہذا لافک مبین۔ ازین ناصبی باید پرسید کہ کدام شارح امامیہ گفتہ کہ مراد ابوبکر یا عمر ست۔ بجواب اسکے صاحب آیات بینات سمیہ نقلاً عن خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین۔ سبحانک ہذا بہتان عظیم۔ زیرا کہ مراد ازین شارح امامیہ مثل بحرانی مستند الخ۔ اقول۔ آپکے خاتم المحدثین کے اس قول نے فیصلہ ہی کردیا کہ کتب شیعہ مین اس روایت مین بجنسہ لفظ فلان ابوبکر نہین ہان اسکی مرادی معنے مین بتقدیر تسلیم و تنزل احتمال ابوبکر یا عمر کا لکہا ہے پس جناب مفتی صاحب نے انکار نہین کیا مگر لفظ ابوبکر بجای لفظ فلان ہونے کا کتب شیعہ مین اسکا انکار نہین کیا کہ معنی مرادی احتمالی مین بہی علی تقدیر تنزل ابوبکر یا عمر نہین ہے **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی**۔ سخت حیرت اور نہایت تعجب ہے کہ آپ ایسی سلیس اور سہل عبارتون مین ایسی فاحش غلطیان کرتے ہین۔ ای اہل سنت و اہل انصاف و عدل خدا کے لیے ذرا ہماری مجیب لبیب کی اس تقریر کو ملاحظہ فرماوین جس سے صاف معلوم ہو جائیگا کہ نہ عبارت تحفہ کا مطلب سمجہے اور نہ کنتوری کے مدعا تک رسائی ہوئی نہ ازالۃ الغین کا مضمون ذہن عالی مین آیا۔ یا یہہ کہ مضمون سمجہہ گئے ہین لیکن اپنے دیانت و انصاف کے ہاتہ سے لاچار ہین بمقتضاے اسکے ایسے خرافات باتین نہ فرمائین تو کیا کرین دیانت و انصاف کا ثبوت آخر کس دلیل سے ہو۔ اس قول مین اول خطاے فاحش یہہ ہے کہ فرماتے ہین خاتم المتکلمین کے اس قول نے فیصلہ کردیا کیونکہ تسلیم کرلیا کہ کتب شیعہ مین اس روایت مین لفظ فلان ہے اور لفظ ابوبکر نہین ہان بطور مرادی معنی کے تنزلاً احتمال ابوبکر لکہا ہے حالانکہ کسی نے نہ صاحب تحفہ نے

نصاحب ازالۃ الغین نے اس امر کا دعوی کیا کہ کتب شیعہ مین اس روایت مین بجای لفظ فلان لفظ
ابوبکر یا عمر مذکور ہے چنانچہ صاحب تحفہ نے بعد دعوی تحریف نسبت شریف رضی کے شراح کے
تعیین یعنے مرادی کو قرینہ اور دلیل ثبوت تحریف پر قرار دیا ہے چنانچہ علامہ دہلوی قدس سرہ
العزیز تحفہ مین فرماتے ہین - ودرین عبارت جناب امیر صاحب نہج البلاغت که شریف رضی نسبت
برای حفظ مذہب خود تصرفے کردہ لفظ ابوبکر را حذف نمودہ ودر بجای او لفظ فلان آوردہ تا اہل سنت
تمسک نتوانند نمود لیکن کرامت حضرت امیر آنست که اوصاف مذکورہ صریح تعیین مبہم میکنند
چنانچہ بیان خواہد شد ولہذا شارحین نہج البلاغت از امامیہ در تعیین لفظ فلان
اختلاف کردہ اند بعضی گفتہ اند مراد ابوبکر ست وبعضی گفتہ عمر الخ - اس عبارت سے صاف
واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دعوی تحریف کے لیے دو دلیلین ذکر فرمائی اول یہ کہ اوصاف
مذکورہ تعیین مبہم کو کرتے ہین دوسری یہ کہ شراح نے بطور بیان مراد کے ابوبکر یا عمر کو
بیان کیا ہے اور یہ دعوی ہرگز نہین کیا کہ کتب شیعہ مین اس روایت مین بجای لفظ فلان کے
لفظ ابوبکر اور جب آپ نے شیعوں سے مرادی ہونے کو تسلیم کر لیا تو گویا خصم کی دلیل کو قبول
کر لیا اور دعوی ثابت مان لیا اور فیصلہ ہو گیا بشرطیکہ فیصلہ ہو جانے سے آپکی یہ ہی مراد ہو
اور اگر فیصلہ ہو جانے سے رفع الزام مراد ہو تو وہ قیامت تک بھی ممکن نہین آخر آپ کے علامہ
کنتوری ایسی ہی بردمات مین گرفتار ہو کر سرے ہی سے انکار کرنا شروع کر دیا کہ
ہمارے شارحین نے لفظ فلان سے ابوبکر یا عمر مراد لی ہے نہ تعیین احد ہما مین اختلاف کیا ہے
نہ یہ توجیہات مذکورہ جو اس امر پر مبنی ہین کہ علمار امامیہ نے لفظ فلان سے ابوبکر یا عمر کا مراد
ہونا تسلیم کر لیا ہے علمار امامیہ مین سے کسی نے بیان کیے ہین حالانکہ علامہ کنتوری کا یہ فرمانا محض
غلط اور کذب تھا اور یہ توجیہات ابن میثم نے نقل کے ہین اور اگر بفرض محال اسکو تسلیم
کیا جاوے کہ یہ نقل نہین بلکہ بحرانی نے اپنی طرف سے لکھا ہے تو بھی چونکہ بحرانی فضلائے بحرین
امامیہ سے ہے اوسیکا لکھنا ثبوت الزام اور انکار کنتوری کے بطلان کے لئے کافی ہو گیا

دوسری خطا وہی قدیم خطا ہے۔ کہ اسکو تنزلی فرمارہے ہین حالانکہ اس دعوی کے ثبوت کے لیے کوئی دلیل ہے نہ کوئی قرینہ ہے بلکہ قطعی قرائن اوسکی خلاف پر قائم ہین چنانچہ ہم پہلے عرض کرچکے ہین۔ تیسری خطا غایت فاحش اور قبیح یہہ ہے کہ فرماتے ہین کہ مفتی صاحب نے انکار نہین کیا مگر بلفظ ابوبکر بجائ لفظ فلان ہونے کا کتب شیعہ مین اور اسکا انکار نہین کیا کہ معنے مرادی احتمالی مین بھی تقدیر تنزل ابوبکر یا عمر نہین ہے۔ اور یہہ سراسر کذب و دروغ و خلاف واقع ہے اور مصداق مصرعہ چہ دلاورست الخ۔ کاہی تحفہ کی عبارت موجود ہے اوسکو دیکھیے پھر اوسپر علامہ کنتوری کی عبارت ملاحظہ کیجیے۔ آپکی کنتوری صاحب تحفہ کا قول نقل کرکے فرماتے ہین قولہ۔ ولہذا شارحین نہج البلاغت از امامیہ در تعیین فلان اختلاف کردہ بعضی گفتہ اند کہ مراد ابوبکرست وبعضی گفتہ اند عمر الخ۔ قولنا ان ہذا الا افک مبین۔ ازین ناصبی بایدپرسید کہ کدام شارح امامیہ گفتہ کہ مراد ابوبکر یا عمرست حال آنکہ قبل از ابن ابی الحدید غیر از قطب راوندی کسی بشرح این کتاب شریف نپرداختہ چنانچہ ابن ابی الحدید دراول شرح خود گفتہ و لم یشرح هذا الکتاب قبلی فیما اعلمہ الا واحد وهو سعید بن هبة الله بن الحسن الفقیه المعروف بالقطب الراوندی وکان من فقهاء الامامیة انتہی ونیز ابن ابی الحدید در شرح این کلام آنحضرت بعد دعوی اینکہ گفتہ۔ فاما الراوندی فانہ قال فی الشرح انہ علیہ السلام مدح بعض اصحابہ بحسن السیرة وان الفتنة هی التی وقعت بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم من الاختیار والاثرة۔ جس شخص کو ذرا ہی عبارت سمجھنی کی تمیز ہوگی وہ تحفہ کی عبارت سے سمجھ سکتا ھی کہ علامہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول مین فرمایا ہے کہ شارحین نہج البلاغت کا امامیہ مین سی باہم اختلاف ہے بعض کہتے ہین لفظ فلان سی مراد ابوبکر ہے اور بعض کہتے ہین کہ مراد عمر ھی۔ پس اس قول مین بصراحۃ اس امر کی نسبت دعوی ہے کہ کتب شیعہ مین لفظ فلان سے بطور مراد کے یا ابوبکر یا عمر مذکور ہین۔ بجواب اسکی علامہ کنتوری نے اس دعوی کی تکذیب کی اور فرمایا۔ ان ہذا الا افک مبین یعنے یہہ دعوی ظاہر بہتان ہے

اس ناصبی سے پوچھنا چاہیے کہ کونسی شارح امامیہ نے کہا ھے کہ مراد ابوبکر ہے یا عمر۔ تو اس عبارت سے ہر شخص سمجھہ سکتا ہے کہ لفظ فلان سے ابوبکر یا عمر مراد ہونی کی تکذیب ہی اور تحفہ کی عبارت مین نہ اس امر کا دعوی کیا کہ کتب شیعہ مین بجائی لفظ فلان کے لفظ ابوبکرؓ یا عمرؓ اس روایت مین موجود ہے اور نہ علامہ کنتوری کی تکذیب اسکی طرف راجع ہی بس آپکا یہہ فرمانا کہ مفتی صاحب نے انکار نہین کیا مگر لفظ ابوبکر بجائی لفظ فلان ہونے کا کتب شیعہ مین الخ سراسر دروغ بیفروغ ہے کسی ایماندار اہل شرم وحیا کا یہہ کام نہین کہ ایسا صریح دروغ بمقابلہ خصم پیش کرے لیکن چونکہ آپکو خوف خدا اور اہل علم سے شرم وحیا غایت درجہ کو ہے کہ کسی کو ایسی نہین ہو سکتی اسلیے آپ جو چاہین کرین جو کچھہ چاہین فرمائین۔ **قال الفاضل المجیب**۔ قولہ۔ زیرا کہ مراد ازین الخ۔ اقول۔ آپکے خاتم المتکلمین کے یہہ تقریر کیا ملمع کار ہے بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ علاوہ اس شارح علیہ الرحمۃ کی اور شراح امامیہ نے بھی یہہ توجیہ کی ہوگی معاملہ دینے مین ایسی تقریرین کرنے اہل دیانت کا کام نہین اپکے خاتم المتکلمین نے نہایت چھان بین کی اور بہت سی کتب کے اوراق گردانی فرمائے تب انکو اس شرح مین یہہ توجیہات علی سبیل التسلیم والتنزل ہاتہ لگین اول توان توجیہات کو جو بتقدیر تسلیم وتنزل کے گئی ہین اور وہ بھی عام شیعہ کے ہین شرح مین لفظ امامیہ کا نام ونشان تک نہین ہے الزاما بمقابلہ خصم پیش کرنا کمال دانائی ہے اور اسپر لفظ مثل زیادہ کرنا اور طرہ ہے۔ **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی**۔ اول بجواب حضرت علامہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے آپکے کنتوری نے اسکا صاف انکار کردیا تھا سو اونکا انکار کچھہ پیش نگیا۔ اور وہ اپنے اس انکار کے سزا پاچکی جو اہل شرم وحیا کے لیے بہت کچھہ ہے تو اونکی سلب کلی کے مقابلہ مین اوسکی نقیض ایجاب جزئی ثابت کی گیئے۔ بلکہ ثابت ہوا کہ اونکا انکار محض قصور تتبع سے یا عناد سے ناشی تھا اب اپنی اسکا انکار فرمایا کہ سوائی بحرالعلوم کے اور کسی شارح نے نہین لکھا ہی اور حضرت خاتم المتکلمین نے

لفظ مثل کا کذبا خلاف دیانت بڑہایا افسوس کہ آپکو علامہ کنتوری کا حال دیکھکر عبرت نہوئی اور علامہ کنتوری کے طرح بے تحقیق انکار کردیا - اول نہج البلاغت کی تمام شروح وتراجم ملاحظہ فرمائیے اوسکے بعد اگر انکار فرماوینگے تو قابل جواب ہوگا مین یقیناً کہہ سکتا ہون کہ آپ نے جمیع شروح وتراجم نہج البلاغت کے ملاحظہ نہین فرمائی ہونگی اسلیے عرض کرتا ہون معاملہ دینی مین ایسی تقریرین کرنا اہل دیانت کا کام نہین ہے - علاوہ ازین اس بحث مین جو عبارت کہ حضرت خاتم المتکلمین نے فاضل مدائنی کے شرح کی نقل کی ہے اوس سے صاف واضح ہے کہ وہ اور اوسکا استاد نقیب ابوجعفر بہی اس امر کے قائل ہین کہ مراد لفظ فلان سے ابوبکر یا عمر ہین مدائنی کہتا ہے کہ بنقیب گفتم کہ تعریض بحاضر وقتی درست میشود کہ مدح شخص ماضی مطابق نفس الامر بود واپسیح شکی وترددی پیرامون آن نگردد چون جناب امیر باین اوصاف معترف شود غایت مدح خواہد بود کہ بالاتر ازان نباشد نقیب سر بگریبان فروبردہ بعد تامل گفت راست میگوئی - انتہی - اگرچہ اس عبارت مین بصراحت نام ابوبکر یا عمر کا نہین ہے لیکن چونکہ اس اعتراض کا مدار اس کلام کے تعریض ہونے پر ہے اور ظاہر ہے کہ تعریض جناب ذی النورین کو ہوگی اور یہہ بہی بدیہی ہے کہ اونکو تعریض بجز ذکر محاسن احد الخلیفتین سابقین کی نہین ہوسکتی تو ثابت ہوا کہ اصل کلام بیان محامد احد الشیخین کو متضمن ہے اور حاصل اسکا وہی ہے جو بحرانی نے اپنی جواب ثانی مین نقل کیا ہے - الثانی انہ جاز ان یکون مدحہ ذلک لاحدھما فے معرض توبیخ عثمان الخ اور نیز خود حضرت خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کے آخر مین تصریح لکہا ہے واز کلمات دیگر شارحین ومترجمین این کتاب از امامیہ ہم ترجیح صدیق بجا آید کما لا یخفی علے المتتبعین لیکن چونکہ علامہ کنتوری کی تکذیب بحرانی کی نقل سے بخوبی ہوچکی ہتی اور شارحین سے نقل کے حاجت نہوئی - معہذا کیا یہہ خاتم المتکلمین کا لفظ مثل لکہنا آپکے اور آپکی علامہ کنتوری کی تقریرات سے بہی زیادہ خلاف دیانت ہے

کہ بداہتہ کذب اور دروغ دعوے فرماتے ہین کہین کہتے ہین کہ کسی شارح نے لفظ فلان سے ابوبکر یا عمر کو مراد نہین لیا کہین کہتے ہین کہ یہہ اوصاف کسینے ابوبکر یا عمر پر محمول نہین کیے کہین فرماتے ہین کہ یہہ توجیہات و اعتراض کسی عالم امامیہ نے نہین کین پہر اسپر فاضل مجیب حاشیہ چڑہاتے ہین کہ مفتی صاحب نے بجای لفظ فلان کے ابوبکر یا عمر مراد ہونے کی سوای اور کسی امر کا انکار نہین کیا حالانکہ آپکا اور آپکی علامہ کسنتوری کا فرمانا بداہتہ خلاف واقع ہے پہر تعجب ہی کہ با اینہمہ ادعای انصاف یہہ تقریرین خلاف دیانت نہین معلوم ہوتین آرمی - ع - وعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ - رہا توجیہات کا بتقدیر تسلیم وتنزل ہونا اور عام شیعہ کہتری نسبت یہہ ہونا سو اسکا جواب ہم پہلے اس سے ہم گذارش کر چکے ہین حاجت اعادہ نہین **قولہ** بعد اینی خاتم المتکلمین کے اس قول کا ہی جواب یعنی قولہ زیرا کہ الخ - اقول کلام ابوبکر یا عمر کی تعیین حتمی مین ہے اور وہ ہرگز شرح ابن میثم علیہ الرحمۃ موجود نہین ہے بلکہ پہلی معلوم ہو چکا ہی کہ بحرانے علیہ الرحمۃ نے اول قول قطب راوندی علیہ الرحمۃ بیان کیا ہی - تاکہ معلوم ہو کہ مراد ابوبکر و عمر نہین ہے اسکی بعد قول ابن ابی الحدید نقل کیا ہی کہ وہ بعض وجوہ کی حضرت عمر کو ترجیح دیتا ہی نہ یہہ کہ تعیین حتمی کرتا ہے پہر علی التنزل بطور فرض وتسلیم قول مخالف یعنی ابن ابی الحدید فرماتے ہین کہ در صورت ان ہر دو کے مراد ہونیکی بعض وجوہ سی حضرت ابوبکر ترجیح رکہتے ہین بشرطیکہ اسکو اسنے ان سمجہا جاوی پس اسکو تعیین حتمی ابوبکر یا عمر قرار دینا کمال ہی دانائی ہے **اقول** جناب میر صاحب مین بجانب کہہ سکتا ہون کہ یہہ آپکی تحریر چونکہ اول سی آخر تک ایسی ہی خرافات اور واہیات سی بہری ہوئی ہے ہرگز اس قابل نہین ہے کہ کوئی اہل علم اسکی جواب مین قلم اوٹہاوی مگر ہکو اپنی حضرت ظل کی ارشاد اور پاس خاطر عنایت فرمای بندہ منشی عنایت احمد صاحب گنگوہی نے تسیم لہ ہیانہ مجبور کر دیا اور بجز امتثال کے کچہہ ہکو چارہ نہین ہو سکا ناچار قلم اوٹہانا پڑا اسکے انصاف اسی کا نام ہے کیا دیانت اسیکو کہتے ہین کہ بدولت شرح ابن میثم دیکہیا ہوگی عبارت

توجیہات بلکہ تحریفات بلکہ تکذیب فرمارہے ہیں شارح ابن میثم نے اول میں قول قطب راوندی کا
اپنی شرح میں کہان لکہا ہے سب سے اول قول جو لکہا ہے یہہ ہے والمنقول ان المراد بفلان
عمر جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہہ تعین حتمی ہے اور بموجب اہکے قاعدہ کے دلالت
کرتا ہے کہ قطب راوندی کا قول قابل اعتبار کے ہنین اوسکے بعد اوسکی تائید ابن ابی الحدید
سے کی کہ وہ بہی اس امر کا قائل ہے کہ مراد لفظ فلان سے حضرت عمر ہین اوسکے بعد اپنی رائی ظاہر
جو قطب راوندی کے قول کے سراسر مکذب ہے اور کہا کہ مین کہتا ہون کہ ابوبکر کا مراد ہونا بہ نسبت
عمر کے زیادہ مشابہ حق معلوم ہوتا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قولین اولین جو حضرت
عمر کی مراد ہونے پر دال ہین وہ بہی چندان بعید عن الحق نہین صرف اشبہ اور مشابہ حق ہونیکا
فرق ہے جو مدلول افعل التفضیل کا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ مدح احد ہما مستلزم مدح آخر کو ہی لفظ
فلان سے اگر کسیکو شیخین مین سے مراد تسلیم کر لو تو دوسری کی مدح اور حقیت بالاستلزام ثابت ہو جائیگی
لیکن قطب راوندی کے قول کی سراسر تکذیب ہی پس جو کچہہ بہ نسبت مراد ہونی احد الشیخین کے
بیان کیا ہے وہ جزما یقینی ہے خصوصاً اوصاف مذکورہ کے جو شرح کی ہے اوسین احتمال
یا تاویل کی گنجایش ہے باقی ہنین چہوڑی شرح اوصاف مین صاف ثابت کردیا کہ مراد
ان سے کوئی خلیفہ ہے ۔ اچہا بفرض محال ہمنے تسلیم کیا کہ تعین حتمی ہنین ہے لیکن شارح نے
کسی طور پر آخر تعین کو بیان تو کیا ہے پس علامہ کنتوری کا اوسکی نسبت مطلقاً انکار کرنا
اونکی فاحش غلطی ہے یا ہنین پس ایسی پوچ باتون سے اگر آپ چاہین کہ اہل حق کا استدلال
اوٹہہ جاوے یا آپکے علامہ کنتوری کے جان الزام سے چہوٹ جائی تو یہہ ہرگز ممکن ہنین
بلکہ جسقدر آپ اسکی حمایت فرمائنگی اوسیقدر الزامات زیادہ ہوتے جائنگے چنانچہ آپ اس بحث
مین دیکہہ ہی چکے اب بہی اگر کچہہ علم و فہم و حیا و شرم ہے تو سمجہہ جائی ورنہ آپکو اختیار ہے
وما علینا الا البلاغ ۔ **قوله** ہمہد اہم کہتے ہین کہ اگر شارح بحرانی علیہ الرحمۃ
نے یہہ توجیہات بدون فرض و تسلیم تحقیقی ہے کی ہون اور اونکی نزدیک یہہ اصلی ہی

جواب ہون اور جناب مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے اس شرح کو ملاحظہ فرمایا ہو تو کونسی
عیب ونقص کی بات ہی یہہ کیا ضرور ہے کہ ہر عالم کی کتاب اور اوسکی تحقیق ہمیشہ مد نظر ہو
آپکی خاتم المتکلمین نے ازالۃ الغین مین محض اپنی اس توہم سے کہ جناب مفتی صاحب نے اس شرح کو
نہین دیکہا کیا زبان درازی اور ہرزہ درائی کی ہے وہ شور وغل مچایا ہے کہ زمانہ کو سر پر
اوٹہا لیا ہے حالانکہ ایک کتاب کا نہ دیکہنا یا بروقت تحریر اسکے مضامین کا یاد نرہنا کچھہ بڑی
بات نہین محض اس توہم سے انکو پایہ تصنیف وتالیف سے گراتے ہین اور صاحب تحفہ کی خبر
نہین لیتے کہ اور کتب تو ایک طرف اپنی والد ماجد کی ہی کتاب ملاحظہ نہین فرمائی کتاب بہی
کونسی جسکا اور دنکو خود حوالہ دیتے ہین کہ اگر کوئی ان مضامین کو دیکہنا چاہے تو اوس کتاب مین
دیکہے چنانچہ کئی جگہ اسی تحریر مین انکی یہہ بات ثابت کی گئی ہے - اور نیز اکثر صحابہ بلکہ
حضرت خلیفہ ثانی جنکو کتاب اللہ دانی کا یہہ دعوی تہا کہ بمقابلہ حکم آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم حسبنا کتاب اللہ فرمایا قرآن شریف کی آیت جسمین آنحضرت کے موت کا ذکر ہی نہ جانتے
ہون اور بعد بیان کرنے خلیفہ اول کے کہین کہ گویا آج ہی سنی ہے اونکی شان نہین کچھہ
چون وچرا انکرین اور سند خلافت وامامت بے تکلف وبدین - ان ہذا لشئی عجاب
اور یہہ حال اکثر کتب مین موجود ہی اگر حضرت مجیب کو شک ہو تو مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۵۱۱
مطبوعہ مطبع فخر المطابع ہے مطالعہ فرماوین چونکہ عبارت طویل ہے اسلیے ہم نہین لکہتے اور
خلافت کا اہم مہام دین ہونا ہی اسی مقام مین لکہا ہے **اقول** حضرت فاضل
مجیب کے سمند فہم وانصاف نے یہان بہی ٹہوکر کہائی اور ایسی ٹہوکر کہائی کہ منہہ
کے بل آیا - حضرت پہلے منشاء اعتراض سمجہیے بلکہ اول عبارت تحفہ دیکہیے پہر اپنے مفتی صاحب کا
جواب بغور ملاحظہ فرمائیے پہر خاتم المتکلمین کے اعتراض کو بنظر تامل سوچیے اوسکی بعد جواب
دیجیے - اول حضرت علامہ دہلوی قدس سرہ العزیز نے تحفہ مین فرمایا کہ امامیہ شراح
نہج البلاغت نے لفظ فلان سے جو نہج البلاغت مین بطور تعریض واقع ہی تعیین مراد مین

اختلاف کیا ہے بعضی کہتے ہین کہ مراد ابوبکر ہے اور بعضی کہتے ہین کہ اس سے مراد عمر ہے اسپر
آپکے علامہ کستوری فرماتے ہین کہ یہہ سراسر جھوٹ ہی کسی شارح امامیہ نے مراد ہونا لفظ فلان سے
ابوبکر یا عمر کا بیان نہین کیا وہذہ عبارتہ - ان ہذا الا افک مبین - ازین ناصبی باید پرسید
کہ کدام شارح امامیہ گفتہ کہ مراد ابوبکر یا عمر ست الخ اسپر حضرت خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے
علامہ کستوری کی تکذیب فرمائی اور باین عبارت فرمایا - قولہ ان ہذا الا افک مبین - اقول
سبحانک ہذا بہتان عظیم - زیرا کہ مراد ازین شراح امامیہ مثل بحرانی مستند ولیکن چون
این بے نصیب کتب مذکورہ ندیدہ میگوید کہ کدام شارح امامیہ گفتہ کہ مراد ابوبکر یا عمر ست
اینک عبارت رئیس الحکما والمتبحرین کمال الدین مذکور بگوش خود بشنو و خاک ذلت برخود
بریزد از مسند تکلم و تصنیف برخیز حیث قال الخ - اسیطرح اور چند جگہ آپکے مفتی صاحب نے حضرت
خاتم المحدثین کے اس بحث مین تکذیب کی اور اپنا تبحر جتایا اور حضرت خاتم المتکلمین نے
اوسکے جواب مین آپکے مفتی صاحب کی تکذیب فرمائی اور ابن میثم کی عبارات نقل کرکے
اونکی دعوے تبحر کو توڑ دیا - اب بعد اس تقریر کے آپ اپنی جواب کو مطابق کیجئے اور خیال فرمائیے
کہ آپکی جواب اور معارضات کو اس سے کیا ربط اور کیا مناسبت ہی تفصیل اسکی یہہ ہے کہ آپ
اسکی جواب مین فرماتے ہین کہ اگر بحرانی کی نزدیک یہہ توجیہات تحقیقی اور اصلی جواب ہوں
گویا اونکی نزدیک بدون تنزل و استہزا کے ممدوح ان اوصاف عالیہ کے اور مراد لفظ فلان
سے حضرت ابوبکر رض یا عمر رض ہی ہون اور فی الواقع مفتی صاحب نے شرح ابن میثم ندیکھی ہو
تو کونسی عیب اور نقص کی بات ہی ایک کتاب کا ندیکھنا یا بروقت تحریر اوسکی مضامین کا
یاد نرہنا کچھہ بڑی بات نہین کیا ضرور ہے کہ ہر عالم کی کتاب اور سکی تحقیق ہمیشہ مد نظر رہے لیکن
ہم کب کہتی ہین کہ شرح ابن میثم کا ندیکھنا کچھہ عیب اور نقص کی بات ہی اور ہمنے اور ہمارے
خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے کب کہا ہی ایک کتاب کا ندیکھنا یا اوسکی مضامین کا بروقت
تحریر یاد نرہنا کچھہ بڑی بات ہے اور ہمنے کب دعوی کیا ہے کہ ہر ایک عالم کی کتاب

اور اسکی تحقیق ہمیشہ مد نظر رہتا ضرور ہے ہمارا اور ہماری خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراض
تو یہہ ہے کہ اگر مفتی صاحب نے شرح ابن میثم نہین دیکھی تہی یا آپکو یہہ مضامین یاد نہین ہے
تو یہہ زبان درازی اور ہرزہ درائی کیون فرمائی کہین فرماتے ہین - ان ہذا الا افک بین
لزین ناصبی بایدپرسید کہ کدام امامیہ گفتہ کہ مراد ابوبکر یا عمر ست رکہین لکہتے ہین این ادعا
کذب محض ست کہین فرماتے ہین - ثبت الدار ثم النقش - اول اینمعنے باثبات باید رسانید
کہ مراد از لفظ فلان درین کلام ابوبکر ست الخ - اور کیون ایسا واویلا کیا کہ زمانہ کو سرپر اوٹہا لیا
جس سے نشا معلوم ہوتا ہے کہ مفتی صاحب نے تمام شروح نہج البلاغت کا ملاحظہ فرمایا ہے
اور تمام شروح کے مضامین اور تمام شراح کی تحقیقات ضبط اور محفوظ ہین اگر آپ نہین
جانتے ہتے تو لفظ فلان سے شیخین کے مراد ہونے کا انکار اور علماء امامیہ کی توجیہات کرنے
کا انکار کس بناء پر کیا اونکو تو دعوی تمام شروح کے دیکہنے اور تمام مضامین کے مستحضر ہونے
کا ہی - اگر باوجود اس نجاننے کی وہ سمجہتے ہوتے کہین نہین جانتا ہون تو اس شد ومد سے تکذیب
انکار نکرتے بلکہ یہہ کہتے کہ مین نے سوای ابن ابی الحدید کے دوسری شرح نہین دیکہی یا تمام شروح نہین دیکہی
ہا مین اس دعوی کی تصدیق و تکذیب کی نسبت کچہہ نہین کہہ سکتا یا یہہ کہ تمام شروح دیکہی
ہتی مگر اس موقع کے مضامین مجکو یاد نہین رہی اے لے غیر ذلک اور اسمین چندان نقص
و عیب نہ تہا اگرچہ اسقدر تو اسمین بہی خلل تہا کہ جب کتاب تصنیف فرمانے بیٹہے اور خصم
کو جواب دینے کا ارادہ کیا تو کیا مشکل ہے کہ شروح نہج البلاغت کے اس موقع خاص کو
دیکہین خصوصاً ایسا امر کہ جسپر بطلان مذہب کا مدار ہو اور بقول آپ کے بعض شروح ہی
جنمین یہہ توجیہات مذکور ہون نایاب ہون تو بڑی افسوس کی بات ہی کہ کتاب کہو لکر دیکہہ
لین اور یون ہی دعوی فرمائین جس سے معلوم ہو کہ انکا علم تمام شروح کی مضامین کو حاوی
ہی پس واضح رہے کہ نہ آپکی مفتی صاحب نے اپنے نجاننے کا اظہار کیا اور نہ اعتراض علم
علم پر ہی بلکہ محل اعتراض مفتی صاحب کا دعوی تبحر ہے کہ باوجود نہ جاننے کے اپنا علم

وتحر کذبا و افترا و جتلا رہی ہین اسپر آپکا یہہ جواب دینا کہ نہ جاننا کچھہ عیب کی بات نہین اور نہ محفوظ رہنا کچھہ بڑی بات ہے یہہ ایسا جواب ہی کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی مفتی صاحب کی عبارت کو بہی نہین سمجہے ورنہ اتنا تو سمجہتے کہ اعتراض سے نجاننا ثابت ہوتا ہی یا جاننا اور ازالۃ الغین کی عبارت کو بہی نہین سمجہے اور نہ اس جواب کو اوسنی کچھہ ربط و تعلق ہی علاوہ ازین اس تقدیر پہ کہ بحرانی نے جو کچھہ تحریر فرمایا وہ تحقیقی اور واقعی ہو اور اونکی نزدیک یہہ جواب اصلی جواب ہون اور مفتی صاحب نے شرح ابن ہیثم کو ملاحظہ نفرمایا ہو یا اوسکی مضامین اونکو یاد نرہی ہون حسب بیان علامہ ابن ہیثم یہہ اعتراض ان المادح التی ذکرھا علیہ السلام فی حق احد الرجلین ینافی ما اجمعنا علیہ من تخطیہم واخذھما منصب الخلافۃ فاما ان لا یکون الکلام من کلامہ علیہ السلام او یکون اجماعنا خطأ وارد ہوتا ہی اور علامہ بحرانی نے خود جواب شیعہ سی نقل کیے ہین وہ جواب بداہۃ معلوم ہوتا ہے کہ ہرگز صلاحیت رفع اعتراض کے نہین رکہتی چنانچہ حضرت صاحب تحفہ رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل سے اس امر کو ثابت کردیا ہے تو اب فرمائی کہ ہردو امور مندرجہ اعتراض مین سی کسکو ہشیار فرمائی گا کہ یا آپکا اجماع خطا پر ہے یا یہہ کلام جناب امیر کا کلام نہین ہے اور شریف رضی نے من تلقا النفس کذبا بڑہا دیا لیکن یہہ تو ہنسی مضحکہ ہے کہ شریف رضی تو دیدہ و دانستہ ایسی کلام کو جو صریح مدح شیخین پر دلالت کرے اپنی خلاف مذہب کیون بڑہاتا ایسا احتمال موید ات مذہب مین تو ہو سکتا ہی اور منافیات مذہب مین یہہ امر بالکل مفقود ہی نا دانستگی کا عذر غیر مسموع علی الخصوص حاشیہ پر بخط الرضی لکہا ہوا ملگیا کہ لفظ فلان کے نیچے عمر لکہا تہا تو شریف رضی کے بڑہا لی اور اس کلام کے جناب امیر کی کلام ہونے کا تو احتمال باطل ہوا تو ثابت و متعین ہوا کہ آپکا اجماع خطا پر واقع ہے۔ وہو المطلوب۔ اگرچہ اس گذارش سی آپکی معارضات بہی باطل ہو گئی ہتے لیکن ذرا تفصیل سے سنیی کہ اول معارضہ جنابنے حضرت صاحب تحفہ قدس سرہ العزیز کی نسبت اپنی والد ماجد کی تصنیفات مذکہنی کے

پارہ مین فرمایا اور فرمایا کہ ہم کئی جگہ اس تحریر مین یہہ امر ثابت کر چکے ہین۔ پس اسکا جواب
تو یہہ ہے کہ یہہ محض جناب کی خوش فہمی ہے کہ آپنے اپنی عادت کے موافق عبارت
ازالۃ الخفاء کے مطلب سمجھنے مین غلطی کی تہی چنانچہ جس جگہ اس تحریر مین آپنے یہہ دعویٰ
فرمایا ہے وہین ہم بہی بخوبی اوسکو باطل کر آئے ہین حاجت اعادہ نہین ہے۔ دوسرا اعتراض
آپنے حضرت خلیفہ فاروق رضی اللہ عنہ کے نسبت آیت قرآنی متضمن موت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم یاد نرہنے کی بابت فرمایا اسکا جواب یہہ ہے کہ اول نسیان کسیکے نزدیک
محل اعتراض نہین یاد آتا ہے کہ بعض شیعہ نے نسیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر بہی جائز رکہا ہے۔ خود جناب امیر شیطان لعین کے مہلت یافتہ ہونیکو بہولی ہوئی
تہی اور ابلیس کی تلقین سے متنبہ ہوئی۔ اور نہ خاتم المتکلمین کا اعتراض نسیان کر بابت ہے
پس جب نسیان منافی نبوت نہین تو منافض خلافت کیونکر ہو سکتا ہے۔ معہذا حضرت
فاروق رضی اللہ عنہ کا نسیان بوجہ صدمہ ہوش ربا وفات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
کے پیش آیا تہا۔ مگر آپکی مفتی صاحب پر کیا مصیبت پڑی اور اونکو کیا صدمہ پیش آیا
جس سے اونکی ہوش و حواس سلب ہوگئی اور باختہ حواس ہوکر یہہ غفلت طاری ہوئی اور نسیان
پیش آیا اگر حضرت علامہ دہلوی قدس سرہ العزیز کے اعتراضات کا صدمہ و مصیبت ہی
اور انکا دار عضال ہونا اسکا باعث ہی تو ہم بہی آپکی مفتی صاحب کو معذور سمجہتے ہین علاوہ ازین
اس موقع مین کہ جو جناب مفتی صاحب کو پیش آیا اور دوسری مواقع مین کہ جس جگہ کتب کا
نہ دیکہنا یا مضامین کا یاد نرہنا کچہہ عیب یا نقص کا باعث نہین سمجہا جاتا ہون بعید ہے
وہ یہہ کہ جسجگہ کتب کا نہ دیکہنا یا وقت تحریر مضامین کا یاد نرہنا معیوب نہین سمجہا
جاتا وہ موقع ہے کہ جہان فیما بینہما تعلق بعید ہو کہ اس سے اون مضامین کیطرف
انسباق ذہن کا کم ہو اور انتقال فکر کا ادہر سے اودہر نادر ہو ایسی مواقع مین اگر
وقت تحریر مضامین یاد نرہے یا کتاب کو نہ دیکہے تو معذور سمجہا جا سکتا ہی اور یہہ موقع جو

آپ کے مفتی صاحب کو پیش آیا کہ خصم نے اپنی ثبوت دعوی مین ایک کتاب کے خاص مواقع کو
مستدل قرار دیا اور اوس کتاب کے شروح کے مضامین متعلقہ کو اپنی دعوی کی تائید مین
بیان کیا تو اگر کوئی شخص اوس خصم کے جواب مین بدون اسکی کہ شروح دیکھی اور اونکی طرف
مراجعت کری اور خصم کے دعوی کا صدق یا کذب کتب سی مقابلہ کر کے معلوم کری صاف
انکار کر دی اور لکھی کہ کسی کتاب مین اسکا نام و نشان نہین اور یہہ دعوی محض کذب و دروغ
ہی۔ حالانکہ خود یہہ انکار و لکذب محض کذب و دروغ ہو۔ تو ہرگز وہ معذور نہ سمجھا جائیگا اور کبہی
ملامت سی نہ بچیگا پہر اگر کوئی اوسکی اتباع مین سے اوسکی حمایت کری اور عذر کری کہ آپ نے
کتاب نہین دیکھی تہی اور آپکو یاد نہین رہا تہا۔ تو یہہ کسی عاقل کے نزدیک قابل التفات
ہوگا بلکہ مصداق مثل مشہور عذر گناہ بدتر از گناہ کا سمجھا جائیگا کیونکہ اس موقع مین
بوجہ غایت اتصال و قرب تعلق فیما بینہما اوسپر واجب تہا کہ شروح کی طرف مراجعت
کری اور اس دعوی کے صدق و کذب کو کتب سی مقابلہ کر کے دیکہتی تو اوسنے ترک
واجب کیا اور اپنی مذہب کی حمایت مین صریح مرتکب کذب و خیانت کا ہوا تو ایسی
موقع مین جسقدر ملامت کیجاوی بجا ہے اور جسقدر گرفت کیجاوی زیبا۔ پس ہمارے فاضل کا
بحمایت اپنی مفتی صاحب کے فرمانا کہ اگر اونہون نے کتاب نہ دیکھی ہو یا مضامین یاد نہ رہی
ہون تو کیا عیب و نقص کی بات ہی۔ سراسر واہیات ہی بلکہ ہم کہہ سکتی ہین کہ یہہ سراسر
عیب اور نقص اور خیانت و کذب اور مرتبہ تصنیف کے بالکل مخالف ہے۔ رہا خلافت
کی اہم المہمات ہونیکا جو آپ اشارہ فرماتے ہین سو یہہ وہ غلطی ہے جو ابحاث سابقہ مین
آپکو پیش آچکی اور بتفصیل تمام اسکی نسبت ہم گذارش خدمت کر چکی ہین۔ قال الفاضل
المجیب۔ قولہ۔ یہہ ایک بحث کا حال ہے جس سے علماء شیعہ کا پایہ علم اور تدین
بخوبی معلوم ہو سکتا ہی حالانکہ اس بحث کی غلطیونکا استیفا نہین کیا گیا۔ اقول۔
ہان یہہ ایک بحث کا حال ہی جس سے علماء سنیہ کا پایہ علم و دیانت و فہم و فراست

وعقل وکیاست بخوبی معلوم ہو سکتا ہے حالانکہ اس بحث کی غلطیونکا بہی استیفا نہین کیا گیا
یقول العبد الفقیر لے مولاہ الغنی - بحول اللہ تعالے وقوتہ اہلسنت کا پایہ
علم ودیانت وفہم وفراست ایسا ظاہر ہو گیا ہے ہرگز کسی پر مخفی نہین رہ سکتا یہہ ہی جماعت مصداق
ید اللہ علے الجماعۃ وغضب اللہ علے من خالفہا کے ہے - ہان علما رشیعہ کا
پایہ علم ودیانت وفہم وفراست قابل تماشا ہے کہ جنکی اکابر مذہب اونکی زعم مین ہمیشہ تقیہ
کی پردہ مین مختفی رہے ہے اور مذہب کو وانما صندوق تقیہ مین بند رکہا سو بحمد اللہ فریقین کے علم
ودیانت اور فہم وفراست کی حالت اسی بحث سے بخوبی معلوم ہو سکتی ہے بشرطیکہ
انصاف کا چشمہ چشم بصیرت پر لگا کر دیکہا جاوے **قولہ** مگر کسیقدر اس بحث کی
مفصل جواب مین بیان ہوا ہے کہ علاوہ خلاف واقع بیان کرنے وغیرہ کے علم
وفضل کا مرتبہ بہی بدرجہ کمال حاصل کیا ہے - یہانتک کہ جو باتین کہ درس خوان وسبان
کو معلوم ہین انسے بہی کمال مہارت بہم پہونچائی ہے - جیسا کہ لعنہ بلا و فلان کو بدروغ از
قسم دروغ فرماتے ہین حالانکہ کتب نحویہ ولغویہ مین تصریح ہے کہ للہ درہ ولعنہ ابوہ ولعنہ بلادہ
مثل انکے کلمات تعجب سے ہے قسم سے اسکو کیا علاقہ - اور جواب تنزلی وتقدیری کو اصلی
سمجہتے ہین فیا للعجب اس علم وفضل پر کوئی صاحب خاتم المحدثین اور کوئی صاحب خاتم
المتکلمین کا خطاب اپنی اہل نحلہ سے پاتا ہے ان مذاشی عجاب **اقول** اہل انصاف
برائے خدا ذرا اس بحث کو جو ہماری فاضل مجیب نے بصد ناز وافتخار تحریر فرمائی ہے سنین
اور حضرات علما رشیعہ کا مرتبہ علم وفضل ملاحظہ فرمائین کہ واقعی جو باتین کہ اطفال مدرسہ کو معلوم
ہونگی حضرات اونہین غلطان وپیچان ہوتے ہین اور اونسے بہی واقف نہین ہین غلط کہنا
بلکہ اونہین کمال مہارت بہم پہونچائی ہے - آپ اعتراض فرماتے ہین اور ظاہر یہہ ہے
کہ آپ اپنے علما سے نقل فرماتے ہونگی - کیونکہ آپ تو فرما چکے ہین کہ مین محض فارسی خوان
ہون - آپکو کتب نحویہ ولغویہ سے درتحقیق لعنہ بلاد وغیرہ سے کیا تعلق اور نیز اس قول کے شروع عبارت متن ہی ہے

[illegible]

استعارت ایمانی کی لکھتے ہیں - اس بحث کی جواب میں مفصل بیان ہوا ہے تو ہمکو یہہ کہنا چاہیے
کہ فاضل مجیب نقلاً اپنی علما سے اعتراض نقل کرتے ہیں کہ علماء اہلسنت نے لعمر بلا و فلان کو
بہ روغ قسم دروغ فرمایا ہے حالانکہ یہہ کلمہ تعجب کا ہے - اب اسکا جواب سنیے کہ یہہ آپکی علما
کا محض کذب اور افترا اور بہتان ہے ہرگز علماء اہلسنت نے لعمر بلا و فلان کو بوجہ حسب تصریح
فاضل مجیب الی کلمہ تعجب کا ہے قسم نہیں فرمایا ہے صواعق اور تحفہ اور ازالۃ الغین میری نظر سے
بھی گذری ہیں اور غالباً تحفہ کی نسبت یہہ اعتراض ہوگا اسلیے میں عبارت ان کتابوں کی نقل کرکے
اپنے فاضل کو اور انکے علماء مجتہدین سے کہتا ہوں اور بہت کچھ قسم دیکر پوچھتا ہوں فرمائیں تو سہی کہ ان
عبارتوں میں کہاں لکھا ہے کہ لعمر بلا و فلان کلمہ قسم ہے خواجہ نصر اللہ رحمۃ اللہ علیہ صواعق میں یہہ
نسبت بقول پھر کے بعد اول جواب وكان منه على وجه استصلاح من يخيف صحة
خلافة الشيخين کے ضمن میں فرماتے ہیں فانه اثبت للامام المعصوم انه كذب عشر كذبات
صراح مؤكدة وحلف عشر حلفات كاذبة من غير الجاء ضرورة داعية اليه فان استصلاحهم
واستجلاب قلوبهم تحصل بغير الكذب واليمين الكاذب اور دوسری جگہ لکھتے ہیں
فانه شيخ المهنة في خلافة عثمان كان معلوما لكل احد غير مخفي على
الناس القمع وانه حلف عشر حلفات كاذبة الى ان قال فان المومن اللبيب لا يرتكب
الاكاذيب واليمين الكاذب لانه يحصل بالصدق فضلا عن الاكاذيب لا يمان
الكاذبة حضرت علامہ دہلوی قدس سرہ العزیز تحفہ میں توجیہ اول کے ضمن میں فرماتے ہیں
لکن بر عاقل منصف پوشیدہ نیست کہ دہ دروغ موکد بقسم را نسبت بجناب معصومی نمودن
کہ برای غرض سہل ومانند دلداری چند کس الخ - پھر فرماتے ہیں کہ کدام ضرورت بود کہ اینہمہ
تاکیدات ومبالغات وایمان غلاظ شدہ بود - بس یہہ عبارتیں ہیں اسمیں کہاں لکھا ہے
کہ لعمر بلا و فلان کلمہ قسم ہے حضرات شیعہ کی یہہ عادت ہے کہ اپنی خوش فہمی سے ایک غلط
مضمون تراش لیا اور اوسپر اعتراض کرنے لگے بمقتضا اپنی کمال فضل وعلم کے

اسجگہ یہہ سمجھہ لیا کہ لعہد بلاد و فلان کے معنی قسم کے لکھے ہیں اور اسپر ناحق واویلا شور و غل مچایا
اسکی وجہ کو شاید اپنی کمال تبحر اور ہمہ دانی سے یہہ سوال کرینگے کہ اگر لعہد بلاد و فلان کے معنی قسم کے نہیں لکھے تو یہاں قسم کہاں سے
پیدا ہوئی اور کونسا حرف قسم کا عبارت میں موجود ہے جسکے معنی قسم کے خواجہ نصر اللہ اور علماء دہلوی نے لکھے
پس اسکا جواب یہہ ہے کہ نحو کی ادنی چھوٹے رسائل میں لکھا ہے کہ قسم مقدر مثل ملفوظ کی ہوتی ہے چنانچہ فالیا کافیہ میں جہاں
والقد لقیتہم کا لفظ لکھا اور لعہد بلاد و فلان کا مدعی کا ہے بعینہ اسیطرح لفظ لقد قسم مقدر پر دال ہے
اور اسکا جواب واقع ہے ہمہ مغنی اللبیب میں لکھا ہے وقال غیرہ (الزمخشری) فی نحو
ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم قد فی الجملۃ الفعلیۃ المجاب بہا القسم مثل
ان واللام فی الجملۃ الاسمیۃ المجاب بہا القسم فی افادۃ التوکید دوسری جگہ
لام تاکید کے بیان میں لکھا ہے وبعضہم المتصرف المقرون بقد نحو ولقد کانوا عاہدوا
اللہ من قبل لقد کان فی یوسف واخوتہ آیات والمشہور ان ھذہ لام القسم
بیضاوی میں لکھا ہے ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت اللام موطئۃ للقسم
اسپر محشی عبدالحکیم لکھتا ہی ای لام مبتداۃ وہی عنیۃ القسم المحذوف فہو قرینۃ علیہ تو ان
عبارات سے معلوم ہوا کہ یہاں قسم مقدر ہے اور تقدیر عبارت اسطرح ہے - لعہد بلاد و فلان
واللہ لقد قوم الاود وداوی العمد الخ ای حضرت میر صاحب آپکی ہمانی ہمیں یہہ اعتراض کرکر
اپنی علم و فضل کے آپ ہی وبال مستند ہوئی پھر اوسپر آپکا اسکو باز و افتخار کے ساتہہ
ہمارے مقابلہ میں لکھنا اور بیہ اطرہ یہہ ایک چھوٹی سی بحث ہے جس سے پایہ علم و فضل علمائے شیعہ
و علمائے اہلسنت کا بخوبی معلوم ہوسکتا ہے اور یہہ بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ علمائے اہل سنت
خطاب خاتم المحدثین اور خاتم المتکلمین کے لائق ہیں یا علمائے شیعہ جنکو چھوٹے چھوٹے مسائل نحو میں
بھی کمال مہارت ہے خطاب مجتہد اور علم الہدی اور صدوق کے لائق ہیں رہا ابن
میثم کے جواب کو تنزلی و تقدیری کہنا ایسی خطا فاحش ہے کہ جسکو تہوڑی سی عقل و انصاف
ہو وہ بھی اسکو سمجہہ سکتا ہے اور اگر فاضل مجیب شرح ابن میثم ملاحظہ فرمائنگے تو خود اپنی

اس خطا پر متنبہ ہو جائنگی قال الفاضل المجیب قولہ- اگر تامل کیا جاوی تو جوابات
تحفہ ایسی غلطیوں سے پر ہین پس اب انصاف سے فرمائیں کہ تحفہ زیادہ عدم اعتماد کے قابل ہے
یا اوسکی جوابات مستند علیہ جناب مخاطب- اقول آپنے جوابات تحفہ کب دیکھی کہ تامل فرماتے
اگر آپ انکو دیکھتے اور کچھہ تامل و انصاف سے کام لیتے تو آپکو کالشمس فی نصف النہار روشن
ہو جاتا کہ صاحب تحفہ کی بہت سی کلام ایسے قول ہونگی جو غلطی و خلاف واقع گوئی سے خالی ہون
اور جا بجا کہ جوابات تحفہ مین غلطی ہو یقول العبد الفقیر لطف مولاہ الغنی ایسی خرافات
وکذب کے جواب مین بجز اسکی کہ ہم سکوت کرین- یا ہم بھی جھوٹ بولین کہ آپ سچ کہتے ہین
اور کچھہ جواب نہین دیسکتی قولہ اگر آپکا یہہ فرمانا صحیح ہوتا تو ابتک کوئی صاحب
تو آپ صاحبون مین سے مرد میدان ہوتا اور اونکا جواب لکھتا- اقول جب وہ اس
قابل ہی نہین کہ اہل علم اونکی جواب کیطرف متوجہ ہون تو ہمارا اصل استدلال ابطال
مذہب شیعہ پر تہا بجائی خود باقی رہا پہر ہمکو اونکی جواب لکھنی کے اور ناحق تضییع اوقات
کی کچھہ ضرورت نہین ہے علاوہ اسکی ہمارے ہاں بھی ایسی کتابین ہین جنکا علماء شیعہ نے
جواب نہین لکھا تو ہم بھی کہہ سکتے ہین کہ اگر اون مین غلطی ہوتی تو آپ صاحبون مین سے
کوئی تو مرد میدان ہوتا اور اونکا جواب لکھتا- قولہ آپکے خاتم المتکلمین کی یہہ
جرات نہ ہوئی مگر ہان خال خال جہان کہین اونکو اپنے سمجھہ کے موافق قلت تدبر و تفکر
سے جائے انگشت معلوم ہوئی اس قول کو نقل کر کے بہت کچھہ شور و غل مچایا- مگر اہل فہم
و انصاف جانتے ہین کہ فضول تہا- چنانچہ اسی بحث سے جسکو آپنے بڑی ناز و افتخار سے
ہدیۂ الکہا تہا معلوم ہوگیا اقول ہماری خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف
مین جو با استقلال آپکی بعض تحریرات کے جواب مین فرمائے تبعا و استطرادا حسب محل
و موقع جوابات تحفہ وغیرہ کے بخوبی قلعی کہول دی ہے جس سے صاف واضح ہے کہ یہہ
جوابات قابل التفات طلبہ علوم بہی نہین ہین چہ جائیکہ علماء متصدی جواب ہون چنانچہ

اہل انصاف وفہم جانتے ہین اور سمجھتے ہین اسی بحث سے جو ابھی گذر چکی بخوبی واضح ہے **قولہ**
آپ ہی انصاف فرمادین کہ جب آپنے تحفہ کے اجوبہ ملاحظہ ہی نہین فرمائے تو آپ کیونکر اونکی
اعتماد و عدم اعتماد کی بابت کچھہ کہہ سکتے ہین **اقول** یہہ اپکا خیال و زعم بالکل غلط ہے
جسکی کچھہ اصل نہین **قولہ** جاننے والے پرکہنے والے جانتے ہین کہ کون اعتماد کے
قابل ہے **اقول** بیشک آپپر ہمارا بھی صاد ہے **قال الفاضل المجیب** - قولہ
شیعونکی بعض فرضی کتابین گہڑ لین جناب مخاطب کی تحریر سے تو اونکا مادہ علمی اسقدر معلوم
نہین ہوتا کہ اپنے مذہب کی تمام کتب یا تمام کتب مشہورہ پر عبور اور اونکی واقفیت ہو-
اقول - اس آپکی تشخیص پر ہم بہی صاد کرتے ہین مین اپنی کم علمی ہیمدانی شروع ہی
مین عرض کرچکا ہون **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** چونکہ اسجگہ
فاضل مجیب نے جو ہماری جوابکی عبارت نقل کی ہے اوسمین خلط واقع ہوتا ہے مبادا ناظرین
اقوال کو تعیین اقوال مین تردد و اشتباہ واقع ہو اسلیے بنظر احتیاط عرض کرتے ہین
کہ اسجگہ جو لفظ قولہ ہماری فاضل مجیب کی کلام مین واقع ہے یہہ قول ہماری تحریر مین کا ہی
اور ضمیر اسکی راجع بطرف فاضل مخاطب ہی اور بعد اسکی عبارت "شیعونکی بعض فرضی کتابین
گہڑ لین" اصل سوال فاضل مخاطب کا جملہ ہے جسکا جواب ہمنے لکہا ہے اور کہا ہی جناب
مخاطب کی تحریر سے الخ پس ناظرین یہہ خیال نفرماوین کہ قولہ کے قائل فاضل مجیب ہین اور ضمیر
ہماری طرف راجع ہے اور عبارت شیعونکی بعض فرضی الخ ہماری عبارت ہی جیسا کہ انسے
مستفاد ہوتا ہے فلیتنبہ - سابق مین ہماری فاضل مخاطب نے ہمارے قولہ کو اپنے قولہ کے
ساتہہ ملاکر بتکرار قولہ قولہ کرکے لکہا تہا معلوم ہوتا ہے کہ شاید ایک لفظ قولہ سہواً
کاتب سے ترک ہوگیا ہوگا یا عمداً اگر یہہ مستقیم سمجہکر چہوڑ دیا ہوگا - تعجب ہی کہ باینہمہ ہیمدانی
اگر یہہ کسر نفس کے طور پر نہین ہے تو اپنے اصول و فروع مین بلا تقلید مرتبہ حق الیقین کا
کیونکر پیدا کرلیا معلوم ہوتا ہے کہ اصل ادعائی ہمہ دانی ہے اور یہہ محض تواضع -

قوله لیکن اگر گستاخی معاف ہو تو بصد ادب اسقدر گذارش ہے کہ بندہ تو تمام کتب یا تمام
کتب مشہورہ پر عبور نہین رکہتا اور واقف نہین مگر جناب باایںہمہ ادعای علم و فضل اصل مسئلہ متنازع
فیہ سے ہی آگاہ نہین چنانچہ امامت کو مسائل فروعیہ سے بیان کرنے مین ازالۃ الغین کی جو ضرورت
ہوئی۔ اس مسئلہ کو آپکی کتب احادیث وغیرہ حتی کہ کتب عقائد مین اہم المہمات لکہا ہے
مگر آپ اسکو اہم المہمات نہین جانتے یہہ محض کتب کلامیہ و عقاید و احادیث وغیرہ پر عبور
نہونیکا ہی سبب معلوم ہوتا ہے ورنہ شاید چہپاو کا دعوی تو آپکو ہی نہو **اقول** حضرت
نے دریافت فرمایا تہا کہ مسئلہ امامت اہل سنت کے نزدیک اصول دین سے ہے یا فروع
سے بندہ نے بجواب اوسکی عرض کیا کہ اہلسنت کے نزدیک مسئلہ امامت فروع مین سے ہے
اور اوسکی ثبوت مین حوالہ خاتم المتکلمین کے عبارت کا جو اسوقت سامنے موجود تہی لکہنا کافی
سمجہا پس اسپر جناب کا فرمانا کہ اصل مسئلہ متنازعہ فیہا سے آگاہی نہین آپ ہی انصاف سے
فرمادین کیونکر صحیح ہو سکتا ہے اگر آپ کسی مسئلہ مین اوسکے ثبوت کے وقت حوالہ اپنے مجتہد
العصر یا مفتی کنتوری صاحب کا دیوین اور مسئلہ بہی صحیح فرمادین تو کوئی دعوی کرسکتا ہے
کہ آپ اس مسئلہ سے آگاہ نہین حاشا و کلا۔ اور بالفرض اگر مین شرح عقاید کا حوالہ دیتا
تو بہی آپ یہہ ہی اعتراض فرماسکتے تہے جبتک کہ تمام کتب عقاید و احادیث وغیرہ کی فہرست نکہی
جاتے حالانکہ کوئی شخص تمام حوالونکو جمع نہین کرتا۔ ظاہر ہے کہ حوالہ سے مقصود یہہ
ہوتا ہے کہ مسئلہ کی صحت کی نسبت طمانیت ہو جاوے اور یہہ بمجرد نقل قول کسی معتبر
عالم کے حاصل ہو سکتا ہے علی الخصوص جبکہ مسئلہ ہی مسائل فروعی مین سے ہو اور یہہ امر حضرت
خاتم المتکلمین کے طرف حوالہ سے بخوبی حاصل ہے پس اسکی نسبت جناب کا
عدم آگاہی فرمانا عدم آگاہی قانون انصاف سے ہے۔ اگرچہ یہہ بات مسلم اور صحیح ہے
کہ بندہ کو تمام کتب کلامیہ و احادیث وغیرہ پر عبور نہین ہے اور نہ بندہ کو دعوی چہپاو ہے
مگر تعجب یہہ ہے کہ آپکی جناب مفتی صاحب نے خلاف واقع دعوی فرمایا کہ شروح نہج البلاغہ

مین کہین یہہ توجیہات مذکور نہین اور جناب نے اوسکی نسبت عذر فرمایا کہ کیا ضرور ہے کہ ہر
عالم کی کتاب اور اوسکی تحقیق ہمیشہ مدنظر رہے ہر ایک کتاب کا نہ دیکھنا یا بروقت تحریر اوسکے
مضامین کا یاد رہنا کچہہ بڑے بات نہین اور کچہہ عیب ونقص کی بات نہین کہ اگر ایک
کتاب کو نہ دیکھا ہو یا اوسکی مضامین یاد نہ رہی ہون - پس جب آپکے نزدیک شرح
نہج البلاغت کی نہ دیکھنے سے آپکی مفتی صاحب کے تبحر مین کچہہ فرق نہ آیا اور انکی کذب
کیطرف سے یہہ عذر یاد فرمایا اور بسر وچشم قبول کرلیا تو ہمنے ایسا کیا قصور کیا تہا
کہ باوجودیکہ مسئلہ صحیح عرض کیا اور حوالہ بہی صحیح دیا لیکن ہان تمام حوالونکو جمع نہین کیا
اسکو ہماری کتب عقاید واحادیث وغیرہ پر عدم عبور کا سبب قرار دیا اور عدم آگاہی
اور ناواقفیت سمجہا - آپنے انصاف سے کس قاعدہ کے موافق یہہ فیصلہ فرمایا آپکی مفتی صاحب
باوجود خطا کے بہی متبحر ہی رہین اور ہم بے خطا ناواقف وناوان سمجہے جائین یہہ صریح ہٹ
دہرمی اور حق پوشی نہین تو کیا ہے - انصاف تو اسکو مقتضی ہے کہ اگر ہمکو آپ صرف اس
وجہ سے مطعون کرتے ہین کہ ہمکو کتب احادیث وکلام وغیرہ پر عبور نہین یا وقت تحریر
مضامین یاد نہ رہی تو اپنی مفتی صاحب کو بہی اگر دو چند نہین تو ہماری برابر تو مطعون وملام
بنائیی - رہا ہم المہمات کا ذکر کرنا یہہ وہ خوش فہمی ہے جو بہت جگہ اس تحریر مین آپنے
ظاہر فرمائی کہ ہم گنتی گنتے تہک گئے - اور اسکا جواب مفصل سابقاً مذکور ہو چکا ہے -

قال الفاضل المجیب - قولہ اگر دعوی ہے اور اجازت ہو تو بندہ معیار امتحان
سے اس امر کی بخوبی آزمائش کرسکتا ہے - اقول - بندہ کو ہرگز دعوی نہین ہے مین کیا
اور میرا دعوی کیا جاہل وظالم وناقص ہیچ میرز ہیچمدان اقل الخلیقہ بل لاشی فی الحقیقہ
ہون اور اسکی جواب مین بجز اسکی کہ جناب نے اپنی بلند حوصلگی وعالی ظرفی ظاہر فرمائی ہی
کیا عرض کرون اگر غرور وتکبر معیوب وممنوع نہوتا تو شاید بخیال اسکی کہ التکبر مع المتکبر
صدقہ یہہ شعر عرض کیا جاتا - بیت خوش بود گر محک تجربہ آید بمیان + تا سیہ روشود ہر کہ درو غش باشد

یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی اگرچہ ہمنے بعض مضامین چہانٹ رکہی تہی کہ گذارش خدمت اقدس کرینگے لیکن جب جنابنے ترک دعوی مین اسقدر عجز و انکسار فرمایا - گو کسی طور سے بہی ثواب انسانیت سے بعید معلوم ہوتا ہی کہ ہم کچہہ اس عنوان خاص سے لکہین اور نیز الحقیقت یہہ تمام تحریرات ہی محک امتحان ہین اس سے سب کچہہ واضح ہو چکا ہے - رہا بندہ کی نسبت جو جناب نے بلند حوصلگی و عالی ظرفی طنز و تعریض کے طور پر اور تکبر صراحتہ تحریر فرمایا - گویا اپنی ہی حال کا نقشہ کہینچا ہے کیونکہ بندہ تو محض سائل ہی ہے پس قال الفاضل المجیب

قولہ - معہذا بعض کتب بعض ازمنہ مین مشہور ہوتے ہین اور وہی بعض ازمنہ مین مفقود و مستور ہوتی ہین

اقول - آپنے یہہ مضمون ازالۃ الغین سے نقل تو کر دیا مگر ذرا غواص طبع کو بحر تفکر مین غوطہ نفرمایا کہ بالفرض اگر یہہ آپکا قول تسلیم ہی کر لیا جاوے تاہم وہ کتب گو بعض ازمنہ مین مفقود و مستور و متداول نہ ہون مگر اسنہ علما و کتب رجال مین تو ضرور مذکور ہونگی ورنہ اونکی سند کیونکر جائز ہوگی - آپکے خاتم المتکلمین جو ازالۃ الغین مین فرماتے ہین کہ مخفی نیست کہ بسا باشد کہ کتابے در زمانے شہرت می یابد و بعد زمانی شہرتش از صفحہ کائنات محو گردد و ہمچنین بالعکس الخ - چونکہ یہہ محض دعوی لسانی تہا اسکی مثال پر قادر نہ ہوئی - اور دوسری صورت جو ہمچنین بعضی از کتابہا الخ - بیان فرمائی اور جو اوسکی مثال کتاب السیف المسلول کی دی بے شک یہہ ممکن ہے مگر کتاب سیف المسلول موجود اور علما کی زبان پر مذکور اسکی مصنف کا حال معلوم ہے اسیطرح اگر کوئی کتاب منہاج السالکین ہوتی تو ضرور وہ بہی موجود اور علما کی زبان پر مذکور ہوتی اسکی مصنف یا مولف کا حال معلوم ہوتا گو وہ متداول نہ ہوتے اور اگر ایسا نہو تو ہر شخص ایک ایسی کتاب کا حوالہ دیکر جو اصل مین تصنیف یا تالیف ہی نہ ہوئی ہو کہہ سکتا ہے کہ بعض کتب بعض ازمنہ مین مشہور ہوتی ہین اور وہی بعض ازمنہ مین مفقود و مستور فرمائیے آپ اسکا کیا جواب دینگے - ایسی کتاب کا حوالہ جو اس زمانہ مین مفقود و مستور ہو اور اس مذہب والون کے رجال مین بہی کہین اسکا ذکر نہو نہ اسکی مصنف کا نام

مفصل نہ اوسکی تصنیف وتالیف کا زمانہ مشرح بمقابلہ خصم بیان کیا جاوے تو محض لغو ہوگا۔
یقول العبد الفقیر الے مولاہ الغنی - اگرچہ کتب غیر متداولہ مفقودہ مستورہ کی
مثال طلب کرنا ایسا ہی جیسا کوئی غیر معلوم ومجہول کی مثال طلب کرے مگر ہم اپنی حضرت
فاضل مجیب کو مثال ہی سے سمجھاتے ہین سینئے کہ آپکی بلکہ فریقین کی کتب رجال و فہرست مصنفین
وعلماء مین بعض علماء کثیر التصانیف کی نسبت تحریر ہے کہ صدہا مجلدات انکی تصانیف ہین چنانچہ
ابن شہر اشوب نے معالم العلماء مین فضل بن شاذان کی نسبت لکھا ہے ولہ مائۃ وستون
مصنفا اور نیز طوسی ابن شہر اشوب نے عبداللہ بن احمد بن ابی زید الانباری کے حالمین
لکھا ہے لہ مائۃ واربعون کتابا محمد بن مسعود عیاشی کی نسبت لکھا ہے کتبہ
یزید علی مائتے مصنف محمد بن علی بن بابویہ القمی کے حالمین لکھا ہے لہ نحو
من ثلثمائۃ مصنف علی ہذا القیاس اور بہت سے علماء کی نسبت اسطرح درج ہے لیکن
اگر تتبع وتلاش کیجاوے تو بجز چند کتابونکے جو بہ نسبت کل کے بہت قلیل المقدار ہونگی کسیکا
کہین پتہ ونشان نہین ملیگا تو انکی نسبت بہی کہا جاسکتا ہے کہ اگر یہہ کوئی کتابین ہوتین
تو موجود اور علماء کی زبان پہ مذکور ہوتین۔ اور ایسی ہی کتابین ہین کہ جنکی مصنفین کا حال
کچہہ معلوم نہین چنانچہ معالم العلماء کے آخر مین آپنے ملاحظہ فرمایا ہوگا اور یہہ بہی ہر ایک
پر واضح ہے کہ جامع فہرست علماء کو اول تو استیعاب واستیفا کتب مصنفہ بیان کرنا مقصود
نہین ہوتا ہتوڑی کتابین بطور نمونہ درج کردیتے ہین اور اگر استیعاب ہوتا بہی ہے تو اپنی علم
ووقفیت کے موافق ہے اور ظاہر ہے کہ کچہہ ضرور نہین کہ انکا علم ہر ایک شخص کے تمام مصنفات
کو حاوی وشامل ہو آپنے معالم مین ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ اول مین لکھا ہے والکانت الکتب
لاتعد ولاتحد وآخر مین لکھا ہے تم الفہرست والکتب غیر منحصرۃ اس سے صاف
معلوم ہوتا ہے کہ انکو استیفا مقصود نہین۔ علاوہ ازین چند کتب ورسائل بندہ کے
پاس بہی مذہب شیعہ کے مصنفہ علماء شیعہ موجود ہین آپ انکا ہی حال تلاش کر دیکہین

اور تتبع کرکے فرمادین کہ وہ کس کس کے کتابین ورسائل ہین۔ اوصاف الاشراف کتاب
الاشراف۔ حجۃ الکاملہ۔ نوادر الاثر۔ مختصر العویص اگر ایک کتاب کے واسطے ضرور ہے کہ اوسکا
حال اور اوسکی مصنف کا حال اور زمانہ تصنیف مفصل ومشرح معلوم ہوا کرے تو انکا حال اسی
طرح تفصیل کے ساتھہ معلوم ہوگا۔ رہا صحت استشہاد کی نسبت جو کچھہ تحریر فرمایا ہے
سوما نحن فیہ مین ہمارے سند کی صحت کا مدار کچھہ مجاج السالکین ہی پر نہین ہے بلکہ اور بہی بعض
معتبر کتابونسے ثابت ہے چنانچہ ہم آئندہ اوسکو نقل کرینگی اسیواسطے حضرت علامہ دہلوی صاحب
تحفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اقتصار مجاج السالکین ہی پر نہین فرمایا ہے پس جبکہ یہہ روایت
دوسری معتبر کتابونمین بہی موجود ہے تو اگر بالفرض مجاج السالکین مفقود ومستور ہوا اور اوس سے
استدلال صحیح نہوتا ہم ہماری استدلال کے صحت مین بابت خطاب جناب بتول رضی اللہ عنہا شیخین رضی اللہ عنہما
کے ساتھہ کچھہ کلام نہین ہوسکتی۔ غرض کتب کی نسبت آپکا یہہ دعوی فرمانا کہ جو کتاب تصنیف ہوئی
ضرور ہے کہ اوسکا اور اوسکی مصنف کا حال اور زمانہ تصنیف معلوم ہو خلاف بداہت ہے بہت ایسی کتابین
تصنیف ہوئی جو بعد مین مفقود ہوگئین اور بہت سی ایسی کتابین ہین کہ جنکی مصنفین کا کچھہ حال
معلوم نہین۔ اکثر کتابین جو گذشتہ قرون مین زیر درس تہین اسوقت اونکا نام ونشان
بہی نہین قاعدہ ہے جب ایک چیز کا تداول کم ہوجاتا ہے تو رفتہ رفتہ وہ شی ہی اول مثل معدوم
کی ہوتی ہے اور پہر حقیقۃ معدوم ہوجاتی ہے۔ آپکو معلوم ہوگا کہ اقلیدس کے بعض مقالون کا
کہین پتا ونشان نہین مصنفات افلاطون وارسطاطالیس وغیرہ کا اسوقت کہین نام ونشان
باقی ہے اچہا اونکو رہنے دو صحف ابراہیم علیہ السلام کا کہین عالم مین وجود ہے توریت
وانجیل وزبور اصل کہین پائی جاتے ہین۔ علے ہذا القیاس صدہا بلکہ ہزارہا ایسی کتابین
ہونگی جو ایک زمانہ مین مشہور تہے اور بعد اوسکی مفقود ہوگئی اونکی جگہ غرض ان کے بیان سے صرف یہہ ہی
کہ یہہ کچھہ لازم نہین کہ اگر ایک شی کا وجود ایک زمانہ مین ہو تو بعد اوسکی بہی اوسکا وجود
باقی رہے۔ جیسا کہ ان کتب سماوی کا وجود خارجی مفقود ہوگیا ہی ممکن ہے کہ بعض کتب

ایسی ہون کہ اونکا وجود خارجی اور علمی دونو جانتے ہین اور کوئی دلیل عقلی یا نقلی اسکی استحالہ
پر قائم نہین ومن ادعی فعلیہ البیان اور محجاج السالکین تو اوس جنس سے نہین کہ جسکا وجود
مطلق نرہا ہو۔ آخر حضرت علامہ کابلی بھی تے صواقع مین اوس سے استشہاد کیا حکیم
مخدوم سلامت علیخان نے اوسکی وجود کی شہادت دی اسکی وجود کی دلیل کافی ہے۔ رہا
اسکو اہلسنت کا افترا سمجھنا اور انکار کرنا اور یہہ کہنا کہ اپنی نفع کے لیے گھڑی ہوگی اور چونکہ
اس باب مین اہلسنت متہم ہین ایسی اونکی شہادت قابل قبول نہین سو اسکا جواب ہم عنقریب
بیان کرین گے۔ **قال الفاضل المجیب** قولہ پس یہہ ہی اپنی قدما کے بہروسہ پر جنہون نے
برای نام تحفہ کے جوابات لکہی ہین لکہا گیا ہے۔ **اقول**۔ حضرت اسیطرح آپنی ہی اپنی قدما
کی بہروسہ پر بلکہ بعینہ وہی مضمون نقل کردیا ہے **یقول العبد الفقیر اصلحہ مولاہ الغنی**
اس قول مین شیعہ برای نام تحریر جوابات کے وقت ملحوظ خاطر نہین ہوئی مطلق قدما سمجہکر
معارضہ فرمایا پس یہہ معارضہ ہمپر وارد نہین ہوسکتا **قولہ** جناب من قدما کی ہی بہروسہ
پر معاملات دینی مین گفتگو ہوا کرتی ہی اپنی رای کا دخل کم ہوتا ہے **اقول**
چونکہ آپنے اپنی عقل وفہم کے زمام کو اپنے قدما کے اہوا کی سپرد کیا ہے اور اپنی عقل کو دخل
نہین دیتے اسیواسطی صراط مستقیم سے منحرف اور جماعت سی ایک طرف ہوگئی ہین ہمنے
بحول اللہ وقوتہ اپنا امام کتاب اللہ کو قرار دی رکہا ہے اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر مدار کار ہے اوسکی خلاف کسی کی نہین مانتے جو اوسکی موافق ہو وہ علی الراس والعین سمجہتی ہین
ایسی حبل المتین اسلام کو محکم پکڑی ہوئی ہین۔ حضرات کے کتاب اللہ جب امام غائب
غار سے لیکر برآمد ہونگی تب شاید کچہہ معمول بہا ہو تو ہو ورنہ ابتک تو صرف مثل ما مین زرارہ وبکیر
وابو بصیر وغیرہ کے ربقہ تقلید زیب جید بلکہ اقرب من حبل الورید ہے **قولہ** مگر ہم مین اور
آپ مین اسقدر فرق ہے کہ گو آپکے قدما بلا دلیل ہے کوئی دعوی کیون نکرین بدون سوچی
سمجہی اپنے عقل وعلم سے کام لیے محض تقلید آپ تسلیم کرلیتے ہین چنانچہ ازالۃ الغین سے

آپ نے یہہ مضمون نقل کردیا اور جو مثال آپکے خاتم المتکلمین نے وہان لکھی ہے اوسکو اور کتاب متنازعہ فیہ کو مطابق نکیا بدون تامل اوسکا مضمون تسلیم کرلیا - آیات بینات سی جو عبارت متعلق آیت غار آپنی نقل کی ذرا سہ چا کرہیہ عبارت ہی دعوی کو ثابت کرتی ہے یا نہین جو میر مہدی صاحب نے لکہا اسکو بسر و چشم قبول کرلیا اور یہہ وثوق ہم پوہنچایا کہ ہماری مقابلہ مین بہی نقل کردیا - اور ہم اس قسم کی تقلید نہین کرتے بلکہ اصول مین تقلید جائز ہی نہین جانتے ہان مدلل قول کو بیشک تسلیم کرتے ہین گو اوسکی تمام مقدمات من کل الوجوہ اپنی نظر سے نہ گذری ہون - **اقول** گذشتہ ابحاث سی اہل فہم و انصاف پر واضح و روشن ہے کہ قدماری تقلید بی سوچے سمجہی اور بدون اپنے فہم سی کام لیہی آپ کرتین یا ہم کرتے ہین - فروع کو تو بہلا رہنی دیجیے آپ تو اصول مین آنکہین عقل و فہم کی بند کرکے تقلید فرماتے ہین - امامت کے اصول دین ہونے پر کونسی دلیل قطعی قائم ہی جس سے آپ اسکا اصول دین ہونا ثابت فرماتے ہین مسئلہ رجعت پر کونسی دلیل قطعی قائم ہے جس سے وجوب اعتقاد ثابت فرماتے ہین محض تقلید پر بے سوچے سمجہی اور اپنے عقل سے کام لیئی مدار کار ہے اور یہہ جو فرماتے ہین کہ مدلل قول کو تسلیم کرتے ہین - پس یہہ محض دعوی لسانی ہے و لیس قطب راوندی کے قول پر جو اسنی بعد بلا و فلان کے بارہ مین لکہا ہے کہ اس سے مراد ایک شخص صحابہ مین سی ہے جو وقوع فتن سی پہلے وفات پاگیا کونسی دلیل قائم ہے جو آپ نے برخلاف ابن میثم وغیرہ اوسکو بے سوچی بسر و چشم قبول کرلیا کیا مدلل قول ایسی ہی ہوتے ہین جیسا آپکے قطب راوندی کا قول ہے اور مدلل اقوال کے تسلیم ایسی ہی ہوتی ہے جیساکہ جناب نے اپنے قطب الاقطاب کے قول کو تسلیم فرمایا بہر طرفہ تماشا یہہ ہے کہ فرماتے ہین گو اوسکی تمام مقدمات من کل الوجوہ اپنے نظر سی نگذری ہون خیال کرنا چاہیے کہ جب تمام مقدمات اوسکی من کل الوجوہ نظر سی نہین گذری تو اوسکا مدلل ہونا آپکی نزدیک کیونکر ثابت ہوا بجز اسکی آپنے تقلیداً اوسکو مدلل خیال کرلیا ہو اور کوئی صورت نہین ورنہ جب ہو قوف علیہ ہی پورے طور پر

انکی نظر سے نہین گذرا تو آپکے نزدیک اسکا مدلل ہونا کیونکر ثابت ہوا **قولہ** اور تحفہ کے جواب
جب آپنے دیکھے ہی نہین تو آپکا یہہ کہنا کہ برای نام لکھی ہین کیونکر صحیح ہو۔ اگر آپ ان جوابونکو
دیکھین اور کچھہ بھی عقل و انصاف سے کام لین تو خود بول اوٹہین کہ واقعی یہہ جواب لاجواب ہین۔
اقول اگر عقل و انصاف سے کام لینا اسیکا نام ہے جیسا کہ جناب نے کام لیا کہ بدیہیات
کا انکار کردیا اور خلاف بداہت دعوی کیا کہین فرمایا کہ ابن ہیثم کے توجیہات تسنحر پر مبنی ہین
کہین تنزل پر نازل کیا کہین دعوی کیا کہ فلان و فلان کو علماء اہلسنت قسم کہتے ہین آئے
غیر ذلک من الاکاذیب تو ایسی عقل اور ایسا انصاف جناب کو اور جناب کے اہل مذہب کو
ہی مبارک رہے اور اگر واقعی عقل و انصاف مراد ہے تو اوسکی رو سے آپ تو کیا خود اون جوابات کے
مصنفین بھی اونکی نسبت ایسا دعوی موہنہ سے نہین نکال سکتے پس دعوی محض اس قول کے
قبیلہ سے ہے حبک الشی یعمی و یصم **قال الفاضل المجیب** قولہ سو انکی کیفیت
ذرا ملاحظہ ہو خاتم المحدثین علامہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحفہ مین حدیث مجاج السالکین
سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رضا کی نسبت حضرت ابوبکر رضہ کے ساتھہ معاملہ فدک
مین استدلال فرمایا ہے اوسکی جواب مین طعن الرماح مین لکہا ہے دنا حال نام کتاب
مجاج السالکین بگوش کسی از شیعیان نرسیدہ فضلاء عن کونہ مشہوراً چہ مستبعد ست کہ نام
کتاب را خود بروغ ساختہ باشد انتہی ملخصاً اور علامہ کنتوری نے اس سے بھی بلند
پروازی فرمائی اور صاحب تحفہ کی وضع کرنے پر قرینہ بھی جما دیا وہ یہہ کہ باب سیوم میں جسمین
علما و کتب شیعہ کا ذکر کیا ہے اس کتاب اور اسکی مصنف کا ذکر نہین کیا۔ انتہی نقلاً عن
ازالۃ الغین۔ بجواب اسکی مولانا حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ ازالۃ الغین مین فرماتے ہین این
کتاب یعنے مجاج السالکین خود در صواعق و سیف المسلول ہمانند آن مذکورست و ہم
نزد حکیم مخدوم یعنے سلامت علی خان مرحوم بود واز تصنیفات طبرسی کہ بعماد الدین و
امین الدین شہرت دارد محسوب معدود پس جہالت احد ہما مبنی بر عصبیت و جہل ست تکلیف

دعوی جہالت کلاہما انتہی بقدر الحاجۃ۔ اقول۔ افسوس کہ آپنے یہان بہی عقل وانصاف سے
کام نہ لیا علامہ علیہ الرحمۃ کے نسبت بلند پروازی تو طنز ا تحریر فرمائی مگر اوسکی جواب مین کچھہ
بہی نہ لکھا۔ آپ غور فرماوین کہ جب آپکی خاتم المحدثین نے اپنا تبحر جتانی کے لیے کتب علماء شیعہ کا
حال لکھا ہے تو جس کتاب سے شیعونکی بہت بڑی دعوی کو اپنے زعم مین باطل کرنا چاہتے
ہین اگر کہین کچھہ بہی نشان اوس کتاب یا اسکی مصنف ومولف کا پاتی تو ضرور اسکا بہی
ذکر کرتے۔ یہہ ذکر نکرنا اسبات پر قوی قرینہ ہے کہ اس نام کے کوئی کتاب کتب شیعہ مین
نہین ہے اور نہ اسکا مصنف کوئی مشہور شخص ہے۔ یقول العبد الفقیر الے مولاہ
الغنی۔ فی الحقیقۃ یہہ افسوس جناب ہی کے حال کیطرف عائد ہے کیونکہ اس بحث
مین بہی انشاء اللہ تعالے عنقریب واضح ہو جائیگا کہ عقل وانصاف سے ہم نے کام
نہین لیا یا کہ ملازمان جناب والا نے۔ رہا یہہ کہ آپکی علامہ کا جواب تو خود ظاہر ہے آپکی علامہ کا
دعوی اوسوقت صحیح ہو جبکہ یہہ امر ثابت ہو کہ علامہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو تحفہ مین استیفا کتب
مقصود ہو بلکہ اوسکی دیکھنے سے یہانتک معلوم ہوتا ہے کہ جن کتابونسے تحفہ مین استدلال
فرمایا ہے بیان کتب مین اونکا بہی استیفا نہین فرمایا غالبا جناب کو بہی معلوم ہوگا کہ
خود نہج البلاغت کا جسکی عبارات سے جابجا استدلال فرماتے ہین بیان کتب مین ذکر نہین
فرمایا تو اب اسکی نسبت بہی اعتراض فرمائیے کہ جس کتاب سے شیعونکی بہت بڑی بڑے
دعوونکو باطل کرنا چاہتے ہین اگر کہین کچھہ بہی نشان اس کتاب یا اوسکی مولف کا
پاتی تو ضرور اسکا بہی ذکر کرتے یہہ ذکر نکرنا اسبات پر قرینہ قوی ہے کہ اس نام کی کوئی
کتاب کتب شیعہ مین نہین ہے اور نہ اسکا مصنف کوئی شخص مشہور ہے علی ہذا القیاس
اور بہت کتابین جنکی روایات سے استدلال کیا ہے اور اونکا مذکور نہین۔ پس خدا کے
لیے ذرا انصاف سے فرمائیے کہ عقل وانصاف سے کام لینا اسیکا نام ہے شاید عقل وانصاف
سے اپنی عقل وانصاف مراد ہوگی یعنے ہماری عقل وانصاف سے کام نہین لیا سو یہہ بہی

عین عقل و انصاف ہی سے کام لیتا ہی - **قوله** آپ کے خاتم المسکین نے جوکچھ ازالۃ الغین
مین اس بابمین لکھا ہے اور آپنے اوسکو نقل کیا ہے اسکی جواب مین ہم صرف نفحات الرحمن
کی خاتمہ مین جوکچھ لکھا ہے بتغییر یسیر نقل کرتے ہین اور وہ الفاظ جو مخاطب کے طبع نازک
پر گران گذرین نہین لکھتے بلکہ بجائے اونکی الفاظ ملائم لکھتے ہین حضرت مجیب سے انصاف کی
امید ہے وہو ہذہ - ہرگاہ بروایت بخاری و مسلم کہ اصح الکتب و مجمع علیہ اہلسنت ہین کہ
بقول شاہ صاحب یہہ دونو کتابین مخدوم طوائف انام و جمیع علماء اسلام مین اور شہرت
وتلقی بالقبول مین بدرجہ علیا پہونچی ہین حتی کہ جامع الاصول مین نقل ہے کہ صحیح بخاری کو بخاری سے
بلا واسطہ نوّے ہزار علما و فضلائے سنا ہی اور ناظرین کتب رجال پر انکی فضائل ہوش ربا
مخفی نہین غضبناک ہونا جناب سیدہ کا مقدمہ فدک مین حضرت ابوبکر پر اور پہر نہ کلام
کرنا اونسے تمام عمر ثابت ہوا تو اب علماء اہل سنت نے ناچار ہوکی حرکتین مذبوحی کین چنانچہ
خود شاہ صاحب بہ تقلید خواجہ کابلی بخلاف روایت بخاری و مسلم بمقتضای الغریق یتشبث
بکل حشیش در پی رضاء جناب سیدہ ہوکی روایات موضوعہ و حکایات مصنوعہ مدارج النبوۃ
وکتاب الوفا بیہقی و شرح مشکوۃ و ریاض النضرۃ و فصل الخطاب و کتاب الموافقہ ابن سمان
سی ہوئی حالانکہ ان سب کتابونمین صرف دو روایتین ہین کہ اوزاعی و شعبی سی نقل ہوئی ہین
یہہ دونو روایتین شعبی و اوزاعی کی باوصف کہ روایات صحاح مکذب انکی ہین مرسل ہین کمافی تشیید
المطاعن - ثانیا کذبا و افتراء کتب اہل حق سی اثبات رضا چاہا اور استشہاد مین عبارت
منہاج السالکین محض بتقلید کابلی پیش کی اور حکیم سلامت علی بنارسی کہ خلاف واقع گوئی مین شاہ صاحب
سی بہی بلند مرتبہ رکہتے ہین اونہون نے تخمینا منہاج السالکین کو مع تفسیر مجمع البیان
و احتجاج کی تصنیف عماد الدین طبرسی کے بیان کیا یہہ محض خبط و غلط ہی بلکہ دلیل
اختلال دماغ حکیم صاحب موصوف ہی کیونکہ مجمع البیان اور احتجاج یقینا عماد الدین
طبرسی کے نہین بلکہ مجمع البیان تصنیف ابو علی فضل بن حسن بن فضل طبرسی کی ہے اور

احتجاج تصنیف ابومنصور احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی کی ہے کہ حکیم صاحب نے
ان دونو کتابونکو کہ تالیف شخصین مختلفین کے ہین شخص ثالث کیطرف منسوب کیا یعنی طرف
عماد الدین طبرسی کے اور عماد الدین طبرسی علماء مصنفین شیعہ مین کوئی نہین البتہ ایک عماد الدین مصنف کتاب بشارۃ المصطفیٰ
مشاہیر علماء شیعہ سے ہین وہ طبرسی نہین بلکہ طبری ہین - پس یہان حکیم صاحب نے تشخیص
مین کمال غلطی ہوئی کہ دو کتابونکو جو دو شخص مختلف کے ہین تصنیف ایک شخص مفروض کے
بیان کرتے ہین مگر حکیم صاحب یہہ عذر پیش کر سکتے ہین کہ مین نے یہہ کتاب واسطے
تسلی اپنے بیٹونکی لکھی ہے اس سے یہہ غرض نہین کہ علماء فریقین اسکو دیکھین بعد اسکی جب مولوی
حیدر علی نے علم تکلم بمقابلہ اہل حق بلند کیا تو مقام اثبات کتاب محجاج السالکین و نسبت
آن بمصنف و توثیق مصنف مین مدعی اسکی ہوئی کہ یہہ کتاب صاحب صواقع یعنے خواجہ
نصر اللہ کابلی کے پیش نظر رہے اور شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے عبارت اوسکی بلا
وساطت نقل کی اور حکیم سلامت علی کے ملاحظہ سے گذری یہہ محض دعوی لسانیہ قابل التفات
وجواب نہین - اور نیز مولوی حیدر علی نے ازالۃ الغین مین محجاج السالکین کو منسوب بطرف
عماد الدین کرکے اسقدر اور زیادہ کیا کہ یہہ عماد الدین معروف بامین الدین طبرسی ہے - وہل
ہذا الا کذب صراح و بہتان بواح - بالجملہ اول امین الدین طبرسی صاحب مجمع البیان
ہرگز مشہور بعماد الدین طبرسی نہین - ثانیاً کتاب محجاج السالکین تصنیف انکی نہین کسی نے
وہماً والتباساً بھی انکی طرف منسوب نہین کی - چہ خوش - خواجہ کابلی و محدث دہلوی کو تو
ہرگز یہہ میسر نہ ہوا کہ نسبت کتاب و نام مصنف و توثیق ثابت کرلیتے اب حکیم صاحب
و مولوی حیدر علی صاحب بعد خرابی بصرہ چاہتے ہین کہ چند خرافات سے توثیق کتاب ثابت
ہو جاوے اور یہہ نہین سوچتے کہ ایسے امور سے سوای ثبوت عجز و عدم تدین کچھ فائدہ نہین
انتہی بقدر الحاجۃ - اب حضرت حکیم صاحب کی خدمت اقدس مین بصد ادب عرض ہے
کہ برائے خدا و رسول انصاف فرماوین - کہ کیا حسب آداب مناظرہ کسی کتاب کے توثیق کا ثبوت

اسیطرح ہوا کرتا ہے اٰپکی خاتم المتکلمین جو اپنی اور اپنے اہل نجد کے زعم مین فن مناظرہ مین ید طولے رکہتے تہے اور بقول آپکے مہدی صاحب کے شیعہ بیچاری تو اونکی نام سے کانپتی ہین ایسے بڑے فاضل اجل اور متکلم بے بدل کا یہہ لکہنا کہ این کتاب یعنے مجاج السالکین خود در صواعق و سیف مسلول مانند آن مذکور ست و ہم از حکیم صاحب مخدوم یعنے سلامت علیخان مرحوم کمال ہی عجز و ضعف پر دال ہے اور ان کتب مذکورہ سے شہادت لانا شہادۃ النصب علیٰ ذنبہ سے کم نہین۔ **اقول** افسوس کہ یہان بہی آپنے عقل و فہم سے کام نہ لیا اور ہماری عبارت کو کہ محض اردو تہی نہ سمجہا کاش اتنا ہی سمجہہ لیتے کہ منشا اعتراض کیا ہے اسلیے ضرور ہوا کہ مکرر نقل عبارت معروضہ سابقہ بغرض اعتراض کے تقریر کرون اوسکے بعد اہل دانش ہی دیکہین کہ حضرت مجیب کے جواب کو اوس اعتراض سے کیا ربط و تعلق ہے۔ بندہ نے یہ عرض کیا تہا کہ علامہ دہلوی قدس سرہ العزیز نے درباب رضا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حدیث مجاج السالکین سے استدلال کیا تہا بجواب اوسکی طعن الرماح مین لکہا کہ وہا حال نام کتاب مجاج السالکین کہ گوش کسے از شیعیان نرسیدہ۔ چہ مستبعد ست کہ نام کتابے را خود ش بدروغ ساختہ باشد مصنفا اور علامہ کنتوری نے باب سیوم مین سند ذکر کرنے کو قرینہ وضع کا قرار دیا اسپر مولوی حیدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ و این کتاب یعنی مجاج السالکین خود در صواعق و سیف مسلول و مانند آن مذکور ست الخ اس سے صاف ثابت ہے کہ صاحب طعن الرماح نے جو یہہ اعتراض کیا ہے کہ اس کتاب کا نام خود صاحب تحفہ کا مصنوع ہے اور یہہ روایت حضرت علامہ دہلوی کی بنائی ہوئی ہے یہہ سراسر کذب ہے کیونکہ جب صواعق اور سیف مسلول مین اس کتاب کا نام اور اس روایت کا حوالہ اس کتاب کی طرف موجود ہے تو صاحب تحفہ رحمۃ اللہ علیہ کیطرف کذب و وضع کی نسبت کرنا محض کذب و دروغ ہوا اب رہا یہہ کہ اگر اپنی اس دعوی کو کاذب تسلیم کرین اور فرما دین کہ یہہ وضع و افترا صاحب تحفہ قدس سرہ نے نہین صاحب صواعق کا ہوگا۔ بہرکیف اسکا جواب اہل سنت کی ہی ذمہ ہے سو اسکا جواب یہہ ہے کہ قرینہ قطعیہ قائم ہے کہ اہلسنت کو اس وضع و افترا کی کچہہ ضرورت نہین کہ نام کتاب خود گہڑ کر

عبارت تحفہ سے واضح ہے کہ اس روایت کا وجود کچھہ مجاج السالکین پر ہی منحصر نہین بلکہ اور بہی معتبر کتابونمین مروی ہے چنانچہ ہم نقل کرینگے - پس جبکہ یہہ روایت اور بہی بعض معتبر کتابونمین مذکور ہے تو عقل سلیم کیونکر تسلیم کرتی ہے کہ باوجود پائی جانے روایت کے معتبر کتابونمین انکو ترک کرین اور وضعی نام کتاب کا تراش کر روایت کو اوسکی طرف نسبت کرین - یہہ روایت فاضل متبحر کمال الدین میثم بن علی بن میثم بحرانی نے اپنی شرح کبیر نہج البلاغت مسمی بمصباح السالکین مین - جسکی خطبہ مین خدا تعالے سے عہد کیاہی کہ حق سے مراعاۃً لاحد تجاوز نہین کرونگا اور ہرگز باطل کیطرف میل نہین کرونگا نقل کی ہے ہم اصل شرح مطبوعہ ایران سے نقل کرتے ہین - وروی انہ لما سمع کلامہا حمد اللہ واثنی علیہ وصلے علی رسولہ ثم قال یا خیرۃ النساء وابنۃ خیر الاباء واللہ ما عدوت رای رسول اللہ ص ولا عملت الا بامرہ وان الرائد لا یکذب اہلہ وقد قلت فابلغت واغلظت فاھجرت فغفر اللہ لنا ولک اما بعد فقد دفعت آلۃ رسول اللہ ص ودابتہ وحذاہ الی علیؑ واما ما سوے ذلک فانی سمعت رسول اللہ ص یقول انا معاشر الانبیاء لا نورث ذھبا ولا فضۃ ولا ارضا ولا عقارا ولا دارا ولکنا نورث الایمان والحکمۃ والعلم والسنۃ وقد عملت بما امرنی ونصحت فقالت ان رسول اللہ ص قد وھبہا لی قال فمن یشھد بذلک فجاء علی بن ابیطالب وام ایمن فشھدا لھا

لہ اور روایت ہے کہ ابوبکر نے جب فاطمہ کا کلام سنا خدا کی حمد و ثنا کہی اور رسول پر درود پڑہا پھر کہا اے عورتوں مین سب سے بہتر اور باپوں مین سے بہتر باپ کے بیٹی خدا کی قسم مین نے رسول اللہ کے رای سے تجاوز نہین کیا اور نہ بجز اوسکی حکم کے کوئی کام کیا - اور بالتحقیق رائد اپنے اہل کے ساتھہ جہوٹ نہین بولتا - خدا تعالی ہمکو اور تجہکو بخشے - امابعد پس تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہتیار اور سواری اور نعلین مین نے علی کو دیدی اور ماسوا اسکی مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تہے - ہم انبیا کی جماعت سونے اور چاندی اور زمین اور جائداد مین کسیکو اپنا وارث نہین چھوڑتے لیکن ہم ایمان اور حکمت اور علم و سنت وراثت مین چھوڑتے مین اور جو کچھہ مجکو حکم فرمایا تہا - مین نے اوسپر عمل کیا اور خیر خواہی کی - فاطمہ رض نے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مجکو ہبہ کردیا تہا ابوبکر نے کہا کہ اسکا کون گواہ ہے - تو علی بن ابی طالب اور ام ایمن آئی اور اسکی گواہی دی - ۱۲ -

بذلك فجاء عمر بن الخطاب وعبد الرحمن بن عوف فشهدا ان رسول الله ؐ يقسمها
فقال ابوبكر صدقت يا ابنة رسول الله وصدق علی وصدقت ام ایمن وصدق
عمر وصدق عبد الرحمن وذلك ان لك ما لابيك كان رسول الله ؐ ياخذ من فدك
قوتكم ويقسم الباقی ويحمل منه فی سبيل الله ولك علی الله ان اصنع بها كما كان
يصنع فرضيت بذلك واخذت العهد عليه به فكان ياخذ غلتها فيدفع اليهم
منها ما يكفيهم ثم فعلت الخلفاء بعده كذلك الی ان ولی معوية فاقطع مروان
ثلثها بعد الحسن ؓ ثم خلصت له فی خلافته وتداولها اولاده الی ان انتهت
الی عمر بن عبد العزيز فردها فی خلافته علی اولاد فاطمة ؓ قالت الشيعة فكانت
اول ظلامة ردها وقالت السنة بل استخلصها فی ملكه ثم وهبها لهم ثم اخذت
منهم بعده الی ان انقضت دولة بنی امية فردها عليهم ابو العباس السفاح ثم
قبضها المنصور فردها ابنه المهدی ثم قبضها ولداه موسی وهرون فلم يزل فی ايدی
بنی العباس الی زمن المامون فردها اليهم وبقيت الی عهد المتوكل فاقطعها
عبد الله بن عمر البازيار وروی انه كان فيها احدی عشرة نخلة غرسها رسول الله

ؐ پہر عمر بن خطاب اور عبد الرحمن بن عوف آئے اور گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو تقسیم فرماتے تھے ابوبکر نے کہا ای رسول اللہ کے دختر تونے بہی سچ کہا اور علی اور ام ایمن نے بہی سچ بولا اور عمر اور عبد الرحمن بہی سچے ہین اور یہہ اسطرح کہ تیرے پدر بزرگوار کے چیز تیری ہی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدک مین سے تمہارا قوت لیکر باقیماندہ تقسیم کرتے تھے اور خدا کے راہ مین اوسمین سے سوار کرتے تھے اور مین تجسے عہد کرتا ہون کہ مین اوسمین اسیطرح کرونگا جسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے اسپر فاطمہ راضی ہوگئی - اور ابوبکر سے اسکا عہد کرالیا تو ابوبکر فدک کے آمدنی سے جس قدر اونکی حاجت کو کافی ہو - اونکو دیتے تھے پہر اوسکے بعد خلفا اسیطرح کرتے رہے یہانتک کہ معویہ متولی خلافت ہوا اوسنے بعد حسن کے اوسمین سے تہائی مروان کو جاگیر کے طور پر دیدیا پہر اوسکی خلافت مین اوسکا خالصہ ہوگیا پہر اوسکی اولاد مین بعد دیگرے بٹتی رہے یہانتک کہ عمر بن عبد العزیز کی نوبت پہونچی اوسنے اپنی خلافت مین اوسکو اولاد فاطمہ پر لوٹا دیا اسپر شیعہ تو کہتے مین کہ یہہ اول ظلم ہے جسکو اوسنی لوٹایا اور اہل سنت کہتے ہین یہہ نہیں بلکہ خالصہ کرکے اونکو بخش دیا - پہر اونکے بعد اونسے لے لیا گیا یہانتک کہ بنی امیہ کا زمانہ سلطنت گذر گیا پہر ابو العباس سفاح نے اونپر لوٹا دیا پہر منصور نے اوسپر قبضہ کرلیا پہر مہدی اوسکے بیٹے نے لوٹا دیا پہر اوسکے دونو بیٹون موسی و ہارون نے اوسپر قبضہ کرلیا پہر سلاطین عباسیہ کے قبضہ مین رہا مامون کے زمانہ تک اور متوکل کے زمانہ تک وہ باغ

بیدہ فکانت بنو فاطمۃ یھدون ثمرھا الی الحجاج فیصلونھم عن ذلک بمال جلیل فبعث الیا زیاد رجلا فصرمہا و عاد الی البصرۃ ففلج وفی ھذہ القصۃ خبط کثیر بین الشیعۃ و مخالفیہم و لکل من الفریقین کلام طویل و لنرجع الی المتن انتھی

بلفظہ الحمد للہ تعالے کہ فاضل متبحر کی روایت سے جو ایسے کتاب مین روایت کی ہے جسمین خدا تعالے سے عہد کرتا ہے کہ ولا ارتکب ھوی لمراعاۃ احد من الخلق رضا جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ثابت ہوئی اب فرمائیے کہ آپ اور آپکے صاحب نفحات الریاحین یہہ جو تحریر فرماتے ہین کہ کذبا و افترا کتب اہل حق سے اثبات رضا چاہا کیا یہہ محض کذب اور حق پوشی [illegible] نہین ہے تو کیا ہے ـ غرض اس تقریر سے بخوبی یہہ امر ثابت ہے کہ بحول اللہ وقوتہ اہل حق کو حدیث کے وضع کرنے کی اور نام کتاب تراشنے کی کچھہ ضرورت نہین [illegible] یہہ کہ [illegible] صاحب نفحات الریاحین نے جو یہہ اعتراض فرمایا (کہ محتاج کے تصنیف کو منسوب [illegible] عماد الدین طبرسی کے بشمول مجمع البیان و احتجاج کے خبط و غلط اضلال [illegible] تفسیر [illegible] ابو علی فضل بن حسن بن فضل طبرسی کے ہے اور احتجاج ابو منصور [illegible] علی ابن [illegible] ابی طالب الطبرسی کے ہین اور انمین سے کوئی عماد الدین نہین [illegible] امین الدین ہے اور احتجاج ہرگز منسوب بامین الدین [illegible] احتجاج [illegible] امین الدین ابو علی طبرسی کے نہین بلکہ ابو منصور طبرسی کی ہے [illegible] علی طبرسی [illegible] عماد الدین نہین) پس بجواب اسکی گذارش ہے [illegible] کسی [illegible] ہے [illegible] اتفاق ایک نام کی دو کتابین دو شخصین مصنفین [illegible] یہ سبب ہے کہ احتجاج امین الدین ابو علی طبرسی کے بھی ہو اور ابو منصور طبرسی

[illegible] سے ہوئی تھے اور یہی فاطمہ انکا پھل حجاج کے پاس بطور ہدیہ کے بھیجتے تھے اور وہ بمقابلہ اسکی انکی [illegible] سلوک کرتے تھے مو یا زیار نے کسیکو وہان بھیجکر انکو کٹوا دیا اور بصرہ مین واپس آیا تو اسکو [illegible] اور اس قصہ مین شیعہ اور انکے مخالفین مین نہایت خبط ہے اور فریقین مین ہر ایک کے [illegible] ہے اب ہم متن کے طرف رجوع کرتے ہین ۱۲ ـ

طبرسی کی ہی ہمین کیا انتحالہ ہی - علاوہ ازین اگر یہہ خبط اور خلط اور اختلال دماغ ہے تو آپ
ہی کے اکابر کا ہے جنہون نے علماء مصنفین کے فہرست لکھکر کسینی احتجاج کو احمد بن
ابی طالب کے طرف منسوب کر دیا ہے اور کسی نے ابو علی طبرسی کیطرف منسوب کیا ہی سگر اب
تعجب ہی کہ آپ اپنی کتابونکا ملاحظہ نہین فرمائے - اور بدون دیکہے اور تلاش کیے انکار فرماتے
ہین اسوقت ہمارے پاس تراجم علماء مین سے مجموعہ معالم العلماء ابن شہر آشوب
معہ رسالتین کے کہ ایک غالبًا ابن داؤد کا ہے اور دوسرا سید ابن طاوس کا ہی موجود ہے
اب اونکی اختلافات کی کیفیت سنیے جس سے خبط اور خلط بلکہ اختلال دماغ کے پوری پوری
تصدیق ہو جاوے معالم العلماء مین ابن شہر آشوب لکہتے ہین شیخ احمد بن ابی طالب[۱]
لہ الکافی فی الفقہ حسن الاحتجاج - مفاخر الطالبیہ تاریخ الائمہ -
فضائل الزہرا - تو یہہ بزرگ احتجاج کو احمد بن ابی طالب طبرسی کے طرف منسوب
کرتے ہین اب سنیے سید ابن طاوس اپنے رجال مین ابو علی طبرسی کے حال مین لکہتے ہین
[۲] ومنہم الشیخ ابو علی فضل بن الحسن بن ابی الفضل الطبرسی المفسر الباہر مصنف
مجمع البیان والجوامع والجمع والکافی وکتاب الاحتجاج وکتاب مکارم الاخلاق ہی بزرگ نے
اون دونو کتابون یعنے کافی اور احتجاج کو جنکو ابن شہر آشوب نے احمد بن ابی طالب
کی تصنیفات بیان کی تہین - ابو علی کے تالیف بیان کیا - آگے علامہ مجلسی نے جلد اول
بحار مین صفحہ ۱۳ پر صاف لکہا ہے[۳] کتاب الاحتجاج ونسب ہذا ایضًا -
الی ابی علے وہو خطاء بل ہو تالیف ابی منصور احمد بن علے بن ابی طالب الطبرسی
غرض اس سے ہمکو یہہ ثابت کرنا تہا کہ علماء شیعہ نے احتجاج کو ابو علی طبرسی کے طرف

---

[۱] میرا شیخ احمد بن ابی طالب اوسکی یہہ کتابین ہین - کافی فقہ مین حسن الاحتجاج - مفاخر الطالبیہ - تاریخ ائمہ - فضائل زہرا
[۲] منجملہ انکی شیخ ابو علی فضل بن حسن بن فضل طبرسی مفسر ماہر مصنف مجمع البیان اور جوامع اور جمع اور کافی اور کتاب
احتجاج اور کتاب مکارم الاخلاق کا ہے ۱۲ [۳] کتاب الاحتجاج اور یہہ ابو علی کیطرف بہی منسوب ہے اور یہہ
خطا ہی بلکہ یہہ ابو منصور احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی کی تالیف ہی - ۱۲ -

منسوب کیا ہے تو اگر یہہ اختلال دماغ ہے تو آپکے علما کا ہے نہ حکیم سلامت علی خان مرحوم کا اور نیز آپکے ابن شہر آشوب نے بیان ابو علی طبرسی مین لکھا ہے کہ شیخی ابو علی الطبرسی ہے اور صاحب کتاب ہے اسکی یہہ کتابین ہین
له مجمع البیان فی معانی القرآن حسن الکلام الشاف من کتاب الکشاف النور المبین الفائق حسن اعلام الوری باعلام الهدی الآداب الدینیه للخزانة المعینیه تو انہون نے اعلام الوری کو ابو علی طبرسی کیطرف منسوب کیا ہی اور سید ابن ابن طاوس نے اپنے رجال مین لکھا ہے۔ ومنهم الشیخ الفقیه ابو منصور احمد الطبرسی صاحب کتاب اعلام الوری وغیرها من المولفات علی هذا القیاس ان حضرات کے باہم جسقدر اختلافات ہین وہ ایسی نہین جو واقف پر مخفی ہون۔ رہا یہہ کہ امین الدین ابو علی طبرسی ملقب بعماد الدین ہین یا نہین۔ چونکہ ہمارے پاس اسوقت صرف مختصر تین رسالہ ہین منجملہ انکے ایک رسالہ مین لقب امین الدین لکھا ہے۔ اور دو رسالونمین کچھہ لقب نہین لکھا۔ بلکہ ایک رسالہ مین امین الدین کے جد کو کنیت کی طور پر ابو الفضل لکھا ہے تو ہم اسکی نسبت کچھہ نہین کہہ سکتے کہ ملقب بعماد الدین ہے یا نہین اور فاضل مجیب اور صاحب نفحات الریاحین کے تبحر کا حال تو صاف واضح ہے تو اونکا انکار اس باب مین قابل اعتماد کے نہین ہو سکتا۔ پس جبکہ یہہ بات ثابت ہو چکی کہ روایت رضا فاطمی کتب معتبرہ شیعہ سے ثابت و محقق ہے اور اہل سنت کو اس روایت کی وضع کرنے اور کتاب کا نام تراشنے کی کچھہ ضرورت نہ تھی تو اس سے صاف عقل سلیم باور کر سکتی ہے کہ یہہ کتاب فی الحقیقت علما تشیع کے کتابون سے ہے پھر اگر حکیم سلامت علی خان مرحوم نے اس کتاب مجاج السالکین کو بشمول مجمع البیان و احتجاج ابو علی طبرسی کیطرف منسوب کر دیا تو اسکی امتناع پر کون سے دلیل قائم ہے جو اسکو مانع ہو علی الخصوص جبکہ یہہ بھی ثابت ہو گیا ہو کہ احتجاج و مجمع بھی اوسکی طرف منسوب ہے اور صاحب نفحات الریاحین نے جو یہہ دعوی کیا کہ مولوی حیدر علی رحمہ اللہ مدعی ہین

کہ شاہ عبد العزیز قدس سرہ نے مجاج السالکین کی عبارت بلا وساطت نقل کے ازالہ یعنی
کی عبارت اس بحث کے ضمن مین ہمارے پیش نظر نہین ظاہر یہہ ہے کہ مولوی حیدر علی نے
یہہ دعوی کہین نہین کیا یعنے اہلسنت کہ اس نام کی کوئی کتاب اہل تشیع مین نہین اور علی سبیل
التنزل و التسلیم ہمنے قبول کیا کہ حکیم سلامت علی نے غلط لکھا اور مولوی حیدر علی صاحب
رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس وجہ سے کہ حکیم سلامت کے قول پر اعتماد کر لیا خطا کی تو بھی
ہم کہتے ہین کہ یہہ وضع و افترا اہلسنت کا نہین ہو سکتا بلکہ اس صورت مین اسکی تاویل
جو قریب الفہم ہے یہہ ہے کہ کچہہ بعید نہین اصل کتاب صواعق مین یہہ لفظ مصباح السالکین
ہوگا کیونکہ ظاہر ہے کہ اسکی قریب المعنی وہ روایت ہے جو ہمنے مصباح السالکین شرح
کبیر نہج البلاغت مصنفہ ابن میثم بحرانی سے نقل کی ہے اور غلطی کاتب سے لفظ مصباح
مین حروف صاد اور ب کی جگہ لفظ مجاج حا و جیم کے ساتھہ لکھا گیا ہو اور ظاہر ہے
کہ سیف المسلول مین یہہ روایت صواعق سے لیگئی ہے اور تحفہ مین بھی صواعق سے لے گئی ہے
اسلیے وہ غلطی کاتب برابر چلی آئی ہو دوسرا قرینہ اسپر یہہ ہے کہ سیف المسلول کا جو نسخہ ہماری
پاس مطبوعہ دہلی موجود ہے اوسمین منہاج السالکین لکھا ہے اور یہہ قطعًا غلط ہے کیونکہ اول
تو یہہ ماخوذ صواعق سے ہے اور اوسمین مجاج السالکین ہے دوسری یہہ کہ حضرت خاتم المتکلمین
مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے کہ سیف المسلول مین مجاج السالکین مذکور
تو معلوم ہوا کہ یہہ یقینا سہو کاتب ہے اسیطرح اگر صواعق کے نسخہ مین ناسخ کی غلطی ہوئی ہو
اور بجای مصباح السالکین مجاج لکھدیا ہو تو کچہہ بعید نہین اور مصباح السالکین شرح
کبیر ابن میثم بحرانی کا نام ہے جو نہج البلاغت پر ہے اور بایںہمہ صواعق مین وہ روایت
روایت بالمعنے ہوگی کہ جسمین تطابق الفاظ شرط نہین اور یہہ توجیہ علی التنزل و التسلیم ہمنے
اسلیے کی کہ ہماری پاس اوسکی ثبوت کا ایسا ذریعہ کوئی نہین کہ جس سے اوسکی خصم کو تسلیم
کرا دین ورنہ قرائن سے تو ہر عاقل کو یقین حاصل ہو سکتا ہے کہ بیشک یہہ کتاب علماء تشیع کے

کتب معتبرہ مین سے ہی اور کچھ عجب نہین کہ امین الدین طبرسی کی تصنیفات سی ہو کیونکہ اوسکی
تفسیر مجمع البیان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ علمار شیعہ مین سے بہت زیادہ متعصب نہین
ہی تو کچھ بعید نہین ہے کہ اوسنے یہہ روایت نقل کی ہو۔ غرض بہرکیف شیعہ مین اس نام کی
کوئی کتاب ہو یا نہو صاحب طعن الرماح کا یہہ فرمانا چہ مستبعد ست کہ این کتاب را خود کش
بدروغ ساختہ باشد اور علامہ کنتوری کا اسکی تائید و تقویت کرنا سراسر لغو ولاطائل ہے۔ اور جب
علمار شیعہ کے معتبر کتاب سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا راضی ہونا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
کی ساتھہ معاملہ فدک مین ثابت ہوگیا تو یہہ طعن جو باب مطاعن مین شیعہ کا مایہ الافتخار رہتا ساقط
ہوا اب ہمکو کچھہ ضرورت نہین رہی ہے کہ ہم بخاری کی حدیث کی بابت کچھہ کلام کرین۔ مگر
تنشیطا للسامعین دو چار لفظ اوسکی بابت بہی گذارش کرتے ہین کہ حدیث بخاری
مین لفظ فوجدت فاطمہ کی نسبت اول ہم یہہ ہی تسلیم نہین کرتے کہ فی التحقیق اوسکی معنے
غضب کے ہین بلکہ معنی غمت یا ندمت کی ہین کہ اپنے سوال فدک سی جو خلاف حق تہا جب
آپکو معلوم ہوا کہ یہہ سوال بیجا تہا تو آپکو غم لاحق ہوا جیسا کہ مقربین بارگاہ خداوندی کا
حال ہوتا ہے کہ ترک عزیمت پر بہی اونکو غم اور ملال لاحق ہوتا ہے حضرت قاضی ثناء اللہ
صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سیف المسلول مین فرماتے ہین وجواب نزد فقیر آنست
کہ در صحیح بخاری در قصہ طلب میراث باین عبارت واقع شدہ ست فوجدت ولم تکلم
حتی ماتت و وجدت لفظی ست مشترک در چند معنی بمعنی غضبت و ندمت و غمت آمدہ
کذا فی نہایۃ الجزری و اینجا وجدت را اصل راوی بمعنی ندمت یا بمعنی غمت استعمال
کردہ بعضی رواۃ فرع کہ روایت حدیث بالمعنی کردند وجدت را بمعنی غضبت فہمیدہ
ہمان قسم یاد داشتہ ولفظ غضبت روایت کردند و معنی الحدیث در حقیقت آنست
کہ چون فاطمہ جواب ابوبکر شنید و باستماع حدیث پیغمبر دریافت کرد کہ سوال میراث
خلاف شرع واقع شدہ است کشیدہ بر سوال کردن خود میراث را غمگین شد کہ این فعل

چرا از من ظہور شد - انتہی بقدر الحاجۃ - سلمنا کہ وجدت بمعنی غضبت کے ہی لیکن ہم کہتے
ہین کہ وعید من اغضبہا فقد اغضبنی مین داخل نہین ہے کیونکہ اغضاب کے معنے یہہ
ہین کہ کوئی شخص صرف بغرض اپنی ہوا ر نفسانی کے ایسی حرکت کرے جس سے غرض
اور مقصود حضرت سیدہؑ کو ناخوش کرنا ہو تو یہہ محل وعید ہے نہ یہہ کہ شارع کے حکم سے کوئی
فعل واقع ہو اور اتفاقاً بحکم بشریت جناب سیدہؑ ناراض ہو جاوین تو یہہ داخل وعید نہین
جناب امیرؑ کے ساتہہ چند بار ایسی معاملات غیظ و غضب کے پیش آئی منجملہ اونکی ایک وہ کہ
ناخوش ہوکر آپ مسجد مین جا لیٹے تہے اور حضرتؑ تشریف لائی اور جناب سیدہ سے پوچہا
این ابن عمک آپنے فرمایا غاضبنی فخرج ولم یقل عندی خود حضرت تشریف لیگئی
دیکہا مسجد مین لیٹی ہوئے ہین آپنے قم یا ابا تراب فرماکر اوٹہایا منجملہ اونکی ایک وہ کہ
جناب امیر نے ابو جہل کی بیٹی سے شادی کرنا چاہا تہا اوسپر حضرت سیدہ ناخوش ہوکر
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک نوبت شکایت پہنچی اور آپنے اوسکی یعنت فرمائی منجملہ
اونکی ایک وہ کہ ایک لونڈی حضرت جعفر طیار نے بہیجی تہے اور جناب سیدہ نے
جناب امیر کا سر مبارک اوسکی کنار مین دیکہکر کسقدر غیظ و غضب فرمایا کہ جناب امیر کے
قسمونکو کہ کوئی امر واقع نہین ہوا سچا نجانا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر
شکایت فرمائی - منجملہ اونکی ایک وہ کہ جب خلفا نے جور کرنا اہل بیت پر بزعم شیعہ
شروع کیا اور جناب امیر نے بحکم خدا تعالے و بوصیت رسول صلعم صبر و سکوت فرمایا تو جناب
سیدہؑ یہانتک ناخوش ہوئین کہ کلمات ناشایستہ بحق جناب امیر مثل جنین پردہ نشین و خائنین و در خانہ
گریختہ فرمائی حالانکہ حکم جناب رسالتؐ ہو چکا تہا - یا فاطمۃ لا تعصی علیا فان غضب
غضبت بغضبہ اور یہہ واقعہ قریب وفات جناب سیدہ کے ہی پس اگر حکم
من اغضبہا فقد اغضبنی کلیہ ہے تو یہہ واقعات بہی داخل عموم حکم ہوکر وعید
مین شمار ہونگی - اور اگر کلیہ نہین ہے تو طعن ہے سراسر پوچ ہے تو اس صورت مین جبکہ

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک کام موافق حکم شرع کیا اور اوسپر جناب سیدہ ناخوش ہوئین
تو صدیق اکبر پر کوئی طعن اور وعید عاید نہین ہوگا۔ لیکن البتہ جناب سیدہ کیطرف فی الجملہ
اعتراض ہے تو اسکے لیے بعض علما نے یہہ جواب دیا ہے کہ آخر جناب سیدہ
معصوم نہین اور نفس رکھتی ہین اور کبھی بے اختیار صفات نفسانی ظاہر ہوجاتے ہین
آخر جناب امام حسین رضہ باوجود عصمت اپنے بڑے بہائی پر درباب صلح ناخوش ہوئے اور ظاہر ہی
کہ حق ایک ہی جانب تہا تو اگر جناب سیدہ حضرت ابوبکر سے ناخوش ہوئی ہون
تو کچھہ تعجب نہین۔ لیکن یہہ جواب علماء محققین اہل سنت کے نزدیک ضعیف ہے کیونکہ
جب دوسری توجیہ اسکی جس سے طہارت و نظافت دامن جناب سیدہ کے اس الزام سے
ہوسکتی ہے تو کیا ضرور ہے کہ اس توجیہ کو اختیار کیا جاوے اور وہ یہہ کہ وجدت کے
معنی غضبت یا مذمت کے معنی سمجھے جاوین۔ اسکے بعد گذارش ہے کہ جملہ لم تتکلم اگر آپکے
نزدیک عام ہے کہ بعد اس قصہ کے مطلق کلام نہین کی تو غلط ہے کیونکہ احادیث علل
الشرائع و بحار وغیرہ اسکی مکذب ہین جنکو خاتم المتکلمین نے ازالۃ الغین مین نقل کیا ہے
چنانچہ ایک روایت ہم بہی ازالۃ الغین سے نقل کرتے ہین۔ ہرگاہ فاطمہ زہرا علیہا السلام
در آخر عمر بیمار شد شیخین برائے عیادت آمدند و خواستند کہ پروانگی حاصل شود تا در خانہ
در آیند آنجناب اذن نداد ابوبکر بعد ازین عہد کرد بخدا کہ زیر سقف خانہ نہ آرامد تا داخل شود
و در رضا او کوشد پس تمام شب در صقیع بسر برد ہیچ چیز براو سایہ دار نبود پستر عمر آمد
نزد علی و گفت تو میدانے کہ ابوبکر مردی پیر ست و رقت قلبی دارد و مصاحب یار غار
پیغمبر ست صلی اللہ علیہ وسلم و بالیقین چند بار آمدیم و خواستیم کہ نزد بتول زہرا حاضر شویم
و در رضا او کوشیم اگر توانی درین امر کوشی امیر المومنین فرمود مطمئن باشید کہ من درین امر
ساعی بلیغ بتقدیم میرسانم پس بخانہ در آمد و گفت ای دختر پیغمبر این دو کس را دیدی
کہ بار بار می آیند و لب معذرت می کشایند و مرا تکلیف دادہ اند کہ اجازت برای شان حاصل کنم

[illegible]

فاطمه فرمود که بخدا اجازت نخواهم داد و نه کلام با آنها خواهم کرد تا آنکه پدر بزرگوار را ملاقات کنم
و دفتر شکایت ایشان باز نمایم امیر المؤمنین گفت که من ضامن شده ام که ایشان را در خانه
داخل کنم فرمود که اگر این ضمان اتفاق افتاده پس خانه خانهٔ تست و زنان محکوم مردانند بلکه
مردان خود را پیروی کنند من مخالفت تو در هیچ چیز نتوانم کرد پس در وا کن و بده هر که را
خواهی امیر المؤمنین بیرون آمد و شیخین را پروانگی داد هر گاه جناب فاطمه زهرا را دیدند سلام کردند
روی از ایشان باز گردانید و گفت ای علی پرده بر افکن و پرستاران را فرمود تا روی آنجناب را
بسوی دیوار گردانیدند ابو بکر چون این حال مشاهده نمود عرض کرد ای دختر رسول خدا باعث
آمدن ما نیست که خوشنودی ترا طلب کنیم و از غیظ و غضب تو خود را باز کشیم سوال ما همین است
که ببخشی و از زلات ما بگذری فرمود هیچ کلمه با شما نخواهم گفت تا آنکه بخدمت پیغمبر خدا حاضر شوم
و معاملات شما را شرح دهم باز شیخین معذرت و پوزش را اعاده کردند و عفو و صفح را درخواستند
بعد از این فاطمه زهرا سوی علی رضی الله عنه التفات نمود و گفت که من حرفی با این هر دو کس
نخواهم زد تا آنکه چیزی سوال کنم که ایشان از رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم شنیده اند
اگر تصدیق خواهند کرد پس هر چه در رای من خواهد آمد بر آن عمل خواهم نمود شیخین خدا را یاد کردند
و گفتند بی تکلف بپرس از سخن حق تجاوز نخواهیم کرد و بصدق و صفا گواهی خواهیم داد
فرمود قسم میدهم شما را بخدا یاد میکنید یا نه که رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم شما را
وقت نصف شب بسبب امری که حادث شد از جانب علی طلبیده بود گفتند بخدا یاد میداریم
باز گفت قسم میدهم شما را که از پیغمبر خدا صلی الله علیه و آله و سلم شنیده اید یا نه که میفرمود فاطمه
پاره از من است و من از ویم هر که او را ایذا رساند مرا اذیت میرساند هر که مرا در رنج می آرد
بالیقین خدا را بغضب می آرد و هر که بایذای او کوشد بعد از موت مثل شخصی است که ایذا رساند
او را در زندگی من و هر که او را در رنج دهد در حیات من هست مثل کسی که ایذا رساند او را بعد از
مردن من گفتند بخدا از حضرت پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم قطعاً و یقیناً شنیده ایم فرمود

الحمد لله باز گفت کہ خدایا من ترا گواہ میگیرم وای حضار گواہ باشید کہ این دو کس مرا ہم در
حیات وہم وقت وفات رنج دادہ اند کلام بایشان نخواہم کرد ہیچ تا آنکہ بلقاء خدا رسم شکایت
از شما نمایم و افعال و اعمال شما یک یک بگویم پس ابو بکر بویل و ثبور گریست انتہی یہہ روایت
علل الشرائع کی ہے جو حضرت خاتم المتکلمین نے ازالۃ الغین مین فارسی مین نقل فرمائی ہے
اور اسیطرح اور روایتین ہین جو اسکی ہم معنے طعن الرماح سے نقل کے گئے انسے صاف واضح
ہے کہ جناب سیدہ نے باوجود مکرر سکر عہد وپیمان کے اور قسم شرعی کی کہ مین ہرگز انسے کلام
نہ کرونگی شیخین کے ساتھہ کلام کی تو دعوی عموم باطل ہوا اور علے الاطلاق کلام سے انکار
کرنا لغو ہوا پس حضرات شیعہ کو اب بجز اسکے چارہ نہین کہ جملہ لم تتکلم کو مقید کرین اور فرمائین
کہ بعد لم تتکلم لفظ رضا وغیرہ مقدر رہے اور معنے یہہ کہ شیخین کے ساتھہ رضا وخوشنودی سے
وقت وفات تک کلام نہین کی قطع نظر اس سے کہ باوجود سعی وسفارش جناب امیر کے
اگر جناب سیدہ شیخین سے راضی نہوئین تو مخالفت امر جناب امیر کے جو امام برحق تھے
لازم آئی اور نیز اوسکی مخالف ہوا۔ کہ من زوجہ مطیعہ شما ام ومن مخالفت تو در ہیچ چیز نخواہم
کرد۔ جیسا کہ روایت بحار وعلل الشرائع مین مذکور ہے اہل حق بھی یہہ ہی فرماتے ہین
کہ جملہ لم تتکلم مقید ہے بقید فی امر فدک او فی ذلک المال۔ اور معنے یہہ کہ ابوبکر کے
ساتھہ معاملہ فدک اور اوسکی مطالبہ کی نسبت وقت وفات تک پھر کلام نہین کی کیونکہ جناب سیدہ
پر حقیقت اس امر کی واضح ہوگئی تھی کہ انبیاء کی میراث مالی نہین ہوتی اور یہہ ہی وجہ ہوئی
کہ جناب امیر نے اپنی خلافت کے عہد مین اوس جاگیر کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ورثہ
مین تقسیم نہین فرمائی اور نہ بنی فاطمہ کے حوالہ کی بلکہ اوسیطرح کرتے رہے جسطرح خلفاء
سابقین کے زمانہ مین ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ علامہ بحرانی صاف شہادت دیرہا ہے
ثم فعلت الخلفاء بعدہ کذلک الی ان ولی معویۃ فاقطع ثلثہا مروان اس سے
صاف معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر کے زمانہ خلافت مین بھی مغصوب رہی اور آپ بھی

اوسمین اوسی طرح کرتے رہی جسطرح خلفاء سابقین کرتے تہی یہانتک عمر بن عبد العزیز
رحمۃ اللہ علیہ نے بنی فاطمہ پر رد کر دیا جسکی نسبت حضرات شیعہ فرماتے ہین جسکو ابن میثم
نقل کرتا ہے قالت الشیعۃ فکانت اول ظلامۃ ردها تو اگر فدک مغصوب تہا
اور خلفاء غاصب تہی تو جناب امیر معصوم بہی اس فعل مین انکی شریک ہین پس اگر
خلفا کا کوئی فعل موافق فعل معصوم کے واقع ہوا تو اوس فعل کی نسبت اونپر طعن کرنا
درحقیقت امام معصوم پر طعن ہے اور یہہ کہنا کہ خلفاء مرتکب غصب حق اور جور او رفاعل حرام
ہوئی گویا امام معصوم کے نسبت کہنا ہی بلکہ دو امام معصوم کے نسبت ہی کیونکہ جناب امام حسن نے
اس جور و ظلم کو اہلبیت سی اپنی زمانہ خلافت مین نہ لوٹایا پس جب امامین معصومین بموافق
خلفاء کے فعل ہوئی تو وہ کیونکر محل طعن ہو سکتی ہین۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ معاملہ فدک مین
حقیت خلفاء کے جانب تہی جو جناب سیدہ و پر بعد سننی حدیث نحن معاشر الانبیاء کے
واضح ہو گئی تہی کہ پہر آپنے اوس معاملہ مین لب کشائی نفرمائی اور ائمہ مین سی بہی کسینی
اوسکا پہر نام نہین لیا۔ پس روایت بخاری سے خلیفہ صدیق رضؓ کے طعن مین استدلال کرنا
حضرت مجیب اور اونکی حضرت صاحب نفحات الریاحین کے فہم کی خوبی ہے پہر اسپر
طرہ یہہ ہے کہ بمقتضائی کمال فضل و علم و شرم و حیا کے فرماتے ہین کہ اہل سنت نے ناچار
ہو کے مذبوحی حرکتین کین اور مصداق مثل مشہور الغریق یتشبث بکل حشیش کے ہوئی اور کذباً
وافتراء کتب شیعہ سی اثبات رضاء جناب سیدہ چاہا۔ حالانکہ بحول اللہ و قوتہ اس بارہ مین
اہلسنت پر کوئی الزام وارد نہین ہو سکتا اور نہ استدلال شیعہ کا اسجگہ صحیح ہو سکتا ہے
اور جب اونکی علامہ ابن میثم نے لکہدیا کہ جناب سیدہ راضی ہو گئین تو یہہ کہنا کہ کذباً وافتراء
اثبات رضا چاہا کذب وافتراء کو اپنی علامہ فاضل متبحر ابن میثم کے طرف منسوب کرنا ہے
اب اس علامہ ابن میثم کی شہادت پر دیکہی کیسی کیہہ حرکتین مذبوحی فرمائینگے بلکہ اہل حق کو
شرم ہو کہ ابن میثم نے تو بعد تحریر روایت گویا فیصلہ ہی کر دیا اور فرمایا وفی هذا۔ الغضب

خبط کثیر من الشیعۃ وبعالفہم۔ تو علامہ بحرانی نے اعتراف فرمایا کہ اولین و آخرین شیعہ معاملہ فدک
مین مبتلا خبط کثیر ہین۔ اور اہلسنت کے خبط کا دعویٰ پس محض بلا دلیل ہے اگر حوصلہ ہو تو ثابت کیجیے
وقد تقرر ان اقرار العقلاء حجۃ علی انفسہم فقط والحمد للہ علی وضوح الحق **قولہ** آپنے ہی عقل کو
دخل نہ دیا اور باوجود دعوے علم مناظرہ والی ایسی ثبوت کو کہ اوس سے سکوت بدرجہا بہتر ہے فخریہ تہدیداً
ہمارے سامنے پیش کیا **اقول** حضرت کی خوش فہمی کا ہمارے پاس کوئی علاج نہین جب
عبارت کے مطلب کو نہ سمجھین تو ہم فارغ الذمہ ہین افسوس کہ باانہمہ ادعا مناظرہ والی
مطلب عبارت کو تو خود نہ سمجھین اور الٹا الزام ہمکو دین **قولہ** غور فرمائیے کہ میری وہ
عرض جو سابق مین گذارش ہوئی کہ آپ بدون دلیل اپنے علماء کے دعوی لسانی کو تسلیم
کر لیتے ہین درست ہی کہ نہین **اقول** جسقدر ابحاث پہلے گذر چکی ہین اونسے بخوبی واضح
ہی۔ اور اہل نصفت و ذکا و دانش ذہنی بخوبی سمجھہ سکتے ہین کہ اپنے علماء کے دعوے
لسانی کو بلا دلیل آپ تسلیم فرما لیتے ہین یا ہم ہر ایک بحث مین جسکا دل چاہے دیکھہ لیوے
قولہ تسلیم ہی نہین کرتے بلکہ اوسکی مقدمات پر نظر نہ کرکے فخریہ بلکہ بطور دھمکی بمقابلہ
خصم پیش کر لیتے ہین افسوس وحیف ہی کبھی تو عقل و انصاف سی کام لیا کیجیے **اقول**
یہہ حیف و افسوس عقل و انصاف سی کام نہ لینے کی نسبت حضرت مجیب ہی کے عاید حال ہے
کہ آپکو اپنے علماء کے تقلید مین حق و باطل مین تمیز نہ رہی چنانچہ ہر ایک بحث سی واضح ہے
ہم کیا کہین اہل فہم و انصاف خود دیکھہ لیوین **قولہ** آپکی خاتم المتکلمین کا یہہ فرمانا
در تصنیفات طبری کہ بعماد الدین و امین الدین شہرت دارد محسوب و معدود۔ دعوی زبانی
ہی اور بدون دلیل دعوی قابل اصغا نہین جواب تو درکنار۔ دعوی بے دلیل قبول
خود نہین۔ چنانچہ جناب ہی اسی تحریر مین فرماتے ہین ر تو دعوی بلا دلیل کیواسطے تو محض
لا نسلم ہے جواب ہی بلکہ لا نسلم کے بھی حاجت نہین کیونکہ دعوی بلا دلیل خود ہی غیر مقبول ہے
انتہی بقدر الحاجۃ۔ پہر تعجب ہے کہ اثبات توثیق کتاب مجالس المؤمنین میں جناب نے بڑے فخر و ناز سے

خاتم المتکلمین کے کلام نقل فرمائی اس اپنے قول کا بہی پاس نکیا یا یاد نرہا **اقول** ہمارا دعوے
اثبات رضاء جناب سیدہ رضی اللہ عنہا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھہ معاملہ فدک مین
روایات شیعہ سے تہا اور ظاہر ہے کہ وہ موقوف مجاج السالکین کے ثبوت توثیق پر نہین اور
نہ ہمکو اوسکی اثبات توثیق کی حاجت کیونکہ جب وہ روایت دوسری کتب معتمدہ شیعہ مین
وارد ہے تو ہمارا مدعا ثابت ہے اور جب ہمارا مدعا دوسری کتب سے بہی ثابت ہے اور مجاج السالکین
پر ہی موقوف نہین تو اوس روایت کے وضع کرنیکا اور نام کتاب کے تراشنے کا الزام خود
ہبا منثور ہوگیا کیونکہ بداہت عقل شاہد ہے کہ ہمکو کتاب کا نام بنالنے کی ضرورت اوسوقت
ہوتی جبکہ ہمارا اثبات مدعا اوسی پر منحصر و موقوف ہوتا تو ایسی وقت مین احتمال تہا
کہ شاید نام کتاب از خود تراش لیا ہو لیکن جب یہہ احتمال ہی باطل ہوگیا تو ہمکو اوسکی
اثبات کی ضرورت کیا باقی رہے اور اوسکی اثبات کے واسطے اسیقدر کہنا کافی ہے کہ حکیم
سلامت علیخان مرحوم کے پاس تہی اور عماد الدین و امین الدین طبرسی کی تصنیفات
سے ہے اگر بالفرض یہہ ثبوت ضعیف ہو تو ہمارے مدعا کو اس سے کیا ضرر پہونچ سکتا ہے
اسیواسطے ہمنے نقل عبارت خاتم المتکلمین صرف آپکے صاحب طعن الرماح کے ابطال
دعوے کے واسطے کی تہی کہ وہ اس روایت کو حضرت علامہ دہلوی قدس سرہ کے وضع و افترا
فرماتے تہے نہ ثبوت توثیق مین کہ اوسکی ہمکو حاجت کیا اور بطلان دعوی صاحب طعن الرماح
بخوبی واضح ہے۔ پہر جناب کا یہہ فرمانا "تعجب ہے کہ اثبات کتاب مجاج السالکین
مین جو آپنے بڑی فخر و ناز سے خاتم المتکلمین کے کلام نقل فرمائی اس اپنی قول کا بہی
پاس نہ کیا یا یاد نرہا۔" محض حضرت مجیب کے خوبی فہم و انصاف سے ناشی ہے **قولہ**
عجب نہین کہ صواقع و سیف مسلول کو ہماری ہی کتابین سمجہے ہون۔ **اقول**
سبحان اللہ حضرات کے خیالات اور دعوونکی یہہ کیفیت ہے کہ جو کتابین ہماری روزمرہ
استعمال مین ہین اونکی نسبت فرماتے ہین کہ شاید ہماری کتابین سمجہے ہون کوئی

حضرت سے پوچھے کہ یہہ آپنے کیونکر سمجھا یہہ کوئی اجتہادی مسئلہ تو ہے نہین کہ آپنے اجتہاد
سے پیدا کیا ہو مانا ن اگر آپ محدث ہونے کے مدعی ہونگے تو البتہ فرشتہ کی زبانی جسکی
صورت نظر نہ آئی ہوگی معلوم ہوا ہوگا - مگر یہہ کیا اگر آپ اپنے علمار کی فہرستون کو
جو علمار شیعہ کے بیان مین لکہین ملاحظہ فرماوینگے تو معلوم ہوگا کہ آپکی علمار کو مصنفین
اہلسنت و شیعہ مین تمیز نہین ہے اور علمار اہلسنت کو اپنے علمار مین معدود کیا ہے
قال الفاضل المجیب - قولہ قیاس کن زگلستان من بہار مرا - اقول جس
غرض سے آپنے یہہ مصرع زیب تحریر فرمایا ہے بے شک آپکی ہی حال کے نہایت چسپان
ہی ہم بہی صاد کرتے ہین یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی عافلان
خود بیدانند - قال الفاضل المجیب قولہ - اگر ایسی غلطیونکا استیفا کیا جاوے
تو ایک کتاب ضخیم تیار ہو - اقول سبحان اللہ کونسی غلطی آپنے ثابت کی یقول
العبد الفقیر الی مولاہ الغنی - جب آدمی عقل و انصاف سے کام نہ لے
تو جو منہہ مین آوے کہے مثل مشہور زبان لے اگی نہ کوانہ کہاتے - لیکن اگر شرم
وحیا کی نظر سے دیکہین اور عقل و انصاف سے کام لین اور اوسوقت یہہ فرماین تو البتہ مضائقہ
نہین قولہ مقام استدلال مین ایک ایسی کتاب کا جو مثل عنقا معلوم الاسم مجہول
الجسم ہے اور معلوم الاسم بہی آپکی ہی علمار کے نزدیک ہے حوالہ دینا اور جب خصم انکار کرے
تو اوسکی توثیق کے ثبوت مین یہہ کہنا کہ یہہ کتاب ہماری فلان عالم کے پاس تہی اور ہماری
فلان کتاب مین اسکا نام درج ہے اور یہہ دن دلیل کسی عالم خصم کیطرف نسبت کرنا
اسیکا نام غلطی ہے تعجب ہے کہ حسب مثل مشہور ہندی الٹا چور کوتوال کو ڈنڈی
اپنی غلطی ہمارے ذمہ لگاتے ہین اور فرماتے ہین کہ اگر ایسی غلطیونکا استیفا کیا جاوے
تو ایک کتاب ضخیم تیار ہو - ع این کار از تو آید مردان چنین کنند - اقول
حضرت یہہ کتاب عنقا صفت سہی لیکن ہم گذارش کر چکے کہ اسکا مجہول ہونا ہماری

استدلال کو کچھ مضر نہین ہے اور آپکا یہہ فرمانا کہ جب خصم انکار کرے تو اوسکی توثیق کے ثبوت
مین یہہ کہنا کہ یہہ کتاب الخ محض خوش فہمی سامی سے ناشی ہے فی الحقیقت انکا کا جواب
تو یہہ ہے کہ یہہ ہی روایت ابن میثم بحرانی نے شرح کبیر نہج البلاغت مین نقل کی ہے
پس یہہ اس امر کا ابطال ہے جو آپکے صاحب طعن الرماح نے اپنی غلطی سے دعوی
کیا ہے کہ چہ مستبعد ست کہ نام کتاب خود ش بدروغ ساختہ باشد۔ اور وضع وافترا کو علامہ
دہلوی قدس سرہ العزیز کی طرف نسبت کیا ہے کیونکہ جب اس کتاب کا استشہاد کتب متقدمین
موجود ہے تو یہہ کہنا کہ یہہ نام علامہ دہلوی رحمۃ اللہ نے وضع کیا ہے غلطی ہے کہ نہین چنانچہ
اسی غلطی کے ثبوت مین ہمنے یہہ عبارت نقل کی تہی۔ اب ہم آپ ہی سے دریافت کرتے
ہین انصاف سے فرمائین جب یہہ اس کتاب کا نام صواقع وغیرہ مین مذکور ہے تو صاحب
طعن الرماح کا افترا کو حضرت علامہ دہلوی رح کی طرف نسبت کرنا اور علامہ کنتوری کا اوسکی
تائید مین قرینہ قائم کرنا کہ جب باب سوم مین اسکا ذکر نہین کیا تو معلوم ہوا کہ خود اپنے
ساختہ پرداختہ ہے دونو یعنے علامہ کنتوری کے اور صاحب طعن الرماح کی خطا ہے کہ
نہین افسوس کہ آپنے یا میری گذارش کو سمجہا نہین یا سمجہکر دانستہ اغماض فرمایا کہ اصل
اعتراض کیطرف اشارہ تک نکیا اور بیفائدہ جوش وخروش فرمایا پس ہم بحول اللہ وقوتہ
آپکی ہی غلطی آپکی ذمہ لگاتے ہین اپنے غلطی آپکی ذمہ نہین لگاتی۔ لیکن آپ ذرا فہم وعقل سے
کام لیجے خصم کی مدعا کو سمجہئے اور ناحق واویلا نفرمائیے۔ اس سے صاف ثابت ہوا کہ ہمنے
جو عرض کیا تہا کہ اگر ایسی غلطیونکا استیفا کیا جاوے تو ایک کتاب ضخیم تیار ہو صحیح تہا
او ہندی کی مثل جو تحریر فرمائی اوسکا جواب ہم کیا لکھین اہل دانش وانصاف سمجہتے
ہین کہ وہ جناب ہی کے حسب حال ہے اور نیز اوسکا جواب خالی از ہزل وظرافت نہوگا
اسلیے ترک کرتے ہین **قولہ** ہان جیسی غلطیین ہمنے ثابت کی ہین اگر ایسے
اغلاط کا استیفا کیا جاوے تو ضرور ایک کتاب ضخیم تیار ہو چنانچہ آپکی جوابین کسیقدر تحریر مین

اور صفحہ کے صفحہ اور ورق کے ورق اسی باب مین لکھی گئی ہین اگر ہمارے حضرت مجیب کو شوق ہو تو اجو بہ تحفہ لاحظہ فرماوین **اقول** جسقدر غلطیان آپنے بزعم خود تحریر فرمائی ہین منجملہ اُنھین اغلاط کے ہونگی جنمین صفحات و اوراق لکھی گئے ہین - پس اُن کا حال تو ناظرین اوراق اہل فہم و انصاف پر بخوبی واضح ہے اور باقی کو بھی ان ہی پر قیاس کر لینا چاہیئے پس جبکہ ان جوابات کا یہ حال ہو تو اصل اغلاط بھی بجائے خود قائم رہین اور علاوہ اُن کے غلط جوابون کے غلطیان اور مزید بران ہوگئین - پس جسقدر غلطیان جنابنے ثابت کین گویا وہ اپنی غلطیان ثابت کین اور اپنی ہی غلطیون کی بابت کتاب ضخیم تیار ہونا بیان کیا اور یہ ہی ہمنے گذارش کیا تھا **قولہ** ارادہ تھا کہ کم سے کم پچاس ساٹھ ایسی غلطیین حضرت خاتم المحدثین کے ہدیۃً نذر کرین چنانچہ کسیقدر ذہن مین انتخاب بھی کر لی تھین مگر اس تحریر مین طول ہو گیا اور ہماری تنگ اور عدیم الفرصتی نے مجبور کر دیا اسلیئے اور وقت پر منحصر رکھتے ہین **اقول** ہمکو بھی خیال تھا کہ کچھ غلطیان صاحب تشیید و علامہ کنتوری و شہید ثالث و صدوق وغیرہ کے آخر مین پیش کرینگے اور ہماری حافظہ مین موجود ہین مگر خیال کیا کہ یہ تمام رسالہ حضرات کے اُن خوش فہمیون کی اور اغلاط کی تصویر کھینچ رہا ہی جو اصول مذہب شیعہ کے لیئے بیخ کن ہین تو اب کیا ضرور ہی کہ اور اُن کی خطاؤن کا اظہار کیا جاوی اور اگر اُنکی غلطیان خصم نے تسلیم بھی کر لین تو مذہب کو اس سی کچھ بہت بڑا صدمہ نہین پہنچ سکتا ہی اسلیئے ہمنے اُن ہی ضمنی غلطیون پر اکتفا کر کے قلم کو روک دیا اور پیشتر بھی صرف آپ کی تحریک ہی کی وجہ سے ہمنے گذارش کر دیا تھا اگر آپ اپنی سوال مین اس قصہ کو نہ چھیڑتے تو شاید ہم بھی کچھ نہ لکھتے اور جسقدر جناب نے غلطیان تحریر فرمائی تھین اُن کی کیفیت بخوبی واضح کر دی گئی کہ وہ ہماری غلطیان نہ تھین بلکہ حضرات کی خوش فہمیان تھین اہل عقل و انصاف بغور دیکھ لین **قولہ** اگر حضرت نے یہ سلسلہ جاری رکھا

تو پھر کبھی دیکھا جاویگا انشاء اللہ تعالیٰ باقی و صحبتش باقی **اقول** نہ ہم اس سلسلہ کے بادی ہین اور نہ ہمکو اس کے جاری رکھنے سے انکار آپنے یا آپکے شفیق نے یہ قصہ شروع کیا ہی - جبتک آپکا اور انکا دل چاہے جاری رکھیئے اور جب دل چاہے ختم کر دیجئے - ہم ماموریحض ہین اور ہرطرح حاضر ہین تحریراً تقریراً جس طرح دل چاہے سلجھہ لیجئے اور فیصلہ کر لیجئے **قال الفاضل المجیب** قولہ - بنابران اسقدر قلیل پر اکتفا کر کے تفصیل کو دوسرے وقت پر منحصر کرتا ہون فقط والسلام علی من اتبع الہدیٰ **اقول** - جسقدر قلیل پر آپنے اکتفا فرمائی اسیقدر ہم بھی جواب گذارش کر چکے - اگر آپ تفصیل سے لکھینگے تو ہم بھی جواب مفصل کو حاضر ہین والسلام علی من اتبع الہدیٰ **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** جسقدر آپنے ہماری جواب مین تحریر فرمایا وہ سب ہم آپ ہی پر منقلب کر چکے اور واضح کر چکے کہ یہ محض اوہام باطلہ و خیالات لاطائلہ تھی پس عقل و انصاف سے کام لیجئے تعصب و نفسانیت کو چھوڑ دیجئے - اور ابطال حق پر نہ آمادہ ہو جیئے - و صراط مستقیم اختیار فرمائیے - وما علینا الا البلاغ والحمد للہ اولاً و آخراً دائماً سرمداً وصلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ و ازواجہ و اشیاعہ و احبابہ اجمعین -

اسکے بعد ہمارے فاضل مجیب نے دو تحریرین بعنوان جواب مولوی پیر محمد خان صاحب سہارنپوری ہین ملحق کی ہین - پہلی تحریر مین بجز شکوہ و شکایت طعن و تشنیع کے کسی بحث سے تعرض نہین فرمایا بلکہ لکھا کہ غیبت و تقیہ کی بحث بے محل چھڑ گئے اس کے جواب کی چندان حاجت نہین - اور دوسری تحریر مین حدیث بخاری سے جو متضمن تاخیر بیعت تا شش ماہ ہے اور قصد احراق سے تعرض کیا جس کا مفصل جواب اس تحریر کے مواضع متعددہ مین موجود ہی اسکے تکرار و اعادہ کی حاجت نہین - اور علاوہ اس کے جیسا کہ حضرات شیعہ کی خدا و رسول پر افترا و بہتان باندھنے کی عادت ہی اسی عادت قدیمہ سے

موافق کذبا و افترا بحوالہ معالم التنزیل تفسیر سورہ یٰسین ایک نبی پر انبیاء سے بت پرستی کا بہتان باندہا وہل ہذا الا کذب صراح وبہتان بواح۔ اول تو یہہ ہی مسلم نہین کہ ترویج دین نیت سے بت پرستی کرنا جائز ہے آپ فریقین مین کسیکی نزدیک ثابت فرماوین کہ اس غرض سے کفار کی عبادت خانو مین جانا اور اونکی عبادتو مین شریک ہونا جائز ہو دوسرے یاد آتا ہے کہ مجمع البیان مین ہے کہ انبیاء کو تو تقیہ تک ہی جائز نہین۔ علاوہ ازین تفسیر معالم التنزیل مین ہرگز کسی نبی کے نسبت یہہ نہین لکہا ہے تفسیر معالم التنزیل کتاب نادر الوجود نہین ہر جگہ دستیاب ہو سکتی ہے جسکا دل چاہے حضرت مجیب کا انکی اکابر کے افترا کا جن سے فاضل مجیب نے نقل فرمایا ہے تماشا دیکہہ لیوے۔

[illegible]

اب ہم اوسکا جواب گذارش کرتے ہین جو مولوی پیر محمد خانصاحب کے پہلی تحریر کے ضمن مین ہمکو خطاب کر کے فرمایا ہے۔

قولہ حضرت مجیب مخاطب کی خدمت اقدس مین بصد ادب گذارش ہے کہ آپنی اصلی سوال کا جواب عطا نفرمایا اور زائد گفتگو فرما کر بحث مین طول دیا۔ میرے کسی قول کا جواب نہ دیا شرائط کے دلائل جو آپنے دریافت فرمائی بجا کیا۔ مگر مین نے سوال مین عرض کیا تہا کہ اپنے اصول خلافت جو لکہین ہین اسکا جواب کچہہ ہی تحریر نہوا مینی گذارش کیا تہا کہ اہلسنت خلافت خلفاء ثلثہ اپنے اصول موضوعہ سے ہی ثابت نہین کر سکتی غور فرمائیے کہ یہہ کتنا بڑا دعوی ہے مگر آپنے کچہہ ہی جواب نہ دیا۔ **اقول** چونکہ وہ محل آپکے اصلی سوال کے جواب کا نہ تہا اسلیے ہمنے تفصیلاً عرض نہین کیا تہا اور مجملاً وہ ہی موجود تہا۔ کاش آپ تامل کے نظر سے ملاحظہ فرماتی۔ اور زائد گفتگو کی بنا خود جناب کے زائد گفتگو ہوئی ہتی اپنے علاوہ سوال کے جب زائد امور کو چہیڑا تو اوسپر بندہ نے ہی مختصراً عرض کیا اگر آپ زائد گفتگو نہ فرماتی تو بندہ ہی عرض نہ کرتا۔ اور اپکا فرمانا

کہ میری کسی قول کا جواب ندیا انصاف سامی سے بعید معلوم ہوتا ہے اسکی جواب مین بجز اسکے کہ ہم بہی جہوٹ بولین اور کہین کہ آپنے صحیح فرمایا اور کوئی ہم جواب نہین دیسکتے جس سے آپ خوش ہو جائین۔ ثبوت خلافت خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہ اس تحریر مین بخوبی مفصلاً تحقیقاً والزاماً عرض کر دیا گیا ہے انصاف کی نظر سے ملاحظہ ہو۔ **قولہ** اب یہہ عرض ہے کہ اگر آپکو اس بحث مین طول دینا منظور ہے تو بسم اللہ ہم بہی حاضر ہین مگر شرط یہہ ہے کہ جسطرح ہمنے آپکی ہر قول کا جواب لکہا ہے اسیطرح آپ بہی ہمارے ہر قول کا جواب تحریر فرماوین اور جو کچہہ لکہین مدلل ہو اور اگر طوالت منظور نہین تو صرف میرے سوال سابق کا جواب مفصل عطا ہو **اقول** اگرچہ ہمکو تطویل مدنظر نہ تہی لیکن فرمائش سامی کے موافق آپکی ہر قول کا جواب لکہا ہے اور جو کچہہ عرض کیا ہے مدلل عرض کیا ہی چنانچہ جناب پر انشاء اللہ تعالے بعد معائنہ واضح ہو جائیگا **قولہ** ہمنے شرائط ثلثہ آپکی ہی کتب معتبرہ سے ثابت کردین اگر یہہ معقول ہون تو فرمایئے کہ ان شرائط سے شروط کون سعید ہے اور اگر معقول نہین تو انکو بدلائل رد فرمایئے اور زاید باتونکو نہ چہیڑیئے ہم بحث کو نہایت ہی مختصر کرتے ہین **اقول** یہہ شرائط ثلثہ کا ثبوت صرف بزعم سامی ہی وبس تہا ور فی الحقیقت انکا کچہہ ثبوت نہین چنانچہ جو دلائل جنابنے ثبوت شرائط ثلثہ مین تحریر فرمائی تہی انکو ہم بدلائل رد فرما چکے آپکو اختیار ہی چاہی بحث کو مختصر فرماوین یا طول دین نہ ہمکو آپکی تطویل کا کچہہ خوف ہے اور نہ اختصار کے خواہش چنانچہ جناب کو اس تحریر سے واضح ہو جائیگا۔ **قولہ** اگر آپکو اس تحریر کا جواب لکہنا منظور نہ ہو تو ہمکو کچہہ شکایت نہین۔ **اقول** اگر آپ ناخوش ہون اور میری تعلّی وتکبر پر محمول نفرماوین تو مین واقعی بلاتصنّع عرض کرتا ہون کہ آپکی یہہ تحریر ہرگز قابل جواب والتفات نہ تہی اور میرا ہرگز دل نہ چاہتا تہا کہ اسکی جواب مین قلم اوٹہاؤن اور اپنا تضیع اوقات گرامی کرون اسیواسطے ماہ ذیقعدہ ۱۳۰۳ تک اسکی تحریر مین تعلل کرتا رہا آخر جب تقاضے نہ بلے اور میرا کوئی عذر قبول نہوا تو بکراہت بسیط ذیقعدہ ۱۳۰۳ سے بالالتزام جواب لکہنا شروع کیا۔ ذیقعدہ سے پیشتر بہی چند اجزاء

متفرق طور پر تحریر کر چکا تھا مگر وسط ذیقعد سے لازم متحتم کر کے آج کہ چہار دہم جمادی الاولی ۱۲۹۱ھ ہے بحول اللہ وقوتہ اسکو ختم کر دیا آئندہ بھی مجکو ترک و تحریر مین کچھ دخل نہین ہے اگر آپنے اِسکے جواب پر قلم اُٹھایا اور مجکو اُس کی تردید کا ایما ہوا بشرط زندگی انشاء اللہ تعالیٰ مین قطعاً اُس کا جواب لکھون گا ورنہ مین عرض کر ہی چکا ہون کہ ایسے خرافات و مہملات کے جواب مین قلم اٹھانے کو مین سراسر تضیع اوقات تصور کرتا ہون **قولہ** صرف آپ خلافت خلفاء ثلثہ اپنی ہی اصول سے بدون اختلاف ثابت فرما دیجے **اقول** بحول اللہ وقوتہ ہم خلافت خلفاء ثلثہ کو آپکے بھی اصول پر ثابت کر چکے ہین آپ اُس کو عقل و انصاف کی نظر سے لاحظہ فرماوین اور آپکو معلوم ہی کہ ہمارے نزدیک مسلہ امامت فروع مین سے ہی پھر ہم سے یہ کہنا کہ خلافت بلا اختلاف ثابت فرما دیجے خلاف عقل ہے کیونکہ غایت مافی الباب وقوع اختلاف اگر ہوگا تو موجب عدم قطع کو ہوگا اور یہ خود فروع مین ضرور نہین بلکہ فروع کے ثبوت مین صرف ظن کافی ہے۔ بایںہمہ ہمنے بلا اختلاف خلفاء ثلثہ کے خلافت کو آپکی اصول پر ثابت کر دیا ہی اور واضح رہی کہ اختلاف منفی سے وہ اختلاف مراد ہی جو ناشی عن دلیل ہو ورنہ سفسطیات کا انتفاء تو نبوت بلکہ الٰہیات مین بھی ممکن نہین **قولہ** غور فرمایئے کہ ہم کہانتک وسعت دیتے ہین یہ بھی اس صورت مین ہی کہ آپکو بحث منظور ہو ورنہ آپکی مرضی **اقول** اگر جناب کو وسعت ہی پسند خاطر ہی تو لیجیے ہم بھی وسعت دیتے ہین کہ آپ زاید باتونکو ترک فرمایئے اور صرف امامت کا اصول ہی سے ہونا کسی دلیل قطعی سے ثابت فرمایئے یا امام کے لیے صرف عصمت ہی ثابت کر دیجے شرائط ثلثہ تو آپ کیا ثابت فرمائین گے۔ اور اگر آپ تحریر کے تطویل سی گھبراتے ہون اور بیماری و عدیم الفرصتی سی مجبور ہون تو ہم آپکو ایک عمدہ تدبیر بتلاتے ہین کہ آپ ہمکو تحریر فرماوین ہم حاضر خدمت ہونگے اور بہت جلد فیصلہ ہو جائیگا اور یہ بھی ہم وعدہ کرتے ہین کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم آپکو کسی قسم کی تکلیف نہ دین گے اور یہ

اس صورت مین ہی کہ آپکو یا آپکے شفیق کو بحث منظور ہو ورنہ آپکی مرضی ہمکو کوئی شکایت نہین ہی یہ صرف اسی لیے عرض کیا ہی کہ آپکی تحریر سے مترشح ہوتا ہی کہ اہلِ سنت کی نسبت سے آپکے دماغ مین یہ سمایا ہوا ہی کہ میری تحریر و تقریر کے مقابلہ مین مخالفین مین سے کسی کو مجال دم زدن نہین پس اگر فی الواقع آپکو یہ خیال ہوا ور اہلِ سنت کی نسبت آپ خیال کرتے ہون کہ وہ اپنی اصول کو ثابت نہین کر سکتے تو آپ دیکھ لیجئے ورنہ آپکو اختیار ہی

قولہ آخر مین بصد نیاز یہ ہی گذارش ہی کہ اگر اس تحریر مین غلطی کو سہو ہوا ہو تو بنظر اصلاح ملاحظہ فرماوین کیونکہ مجھ جیسا جاہل و نادان ہرگز اس لایق نہین کہ ان بحث مین جو علمار اعلام کا کام ہی کچھ لکھے محض اپنے شفیق دلی کی خاطر سے کچھ لکھا گیا

قول یہ جو کچھ تحریر ہوا محض تواضع و ہضم نفس پر مبنی ہی ورنہ اپنی تحریر مقابلہ خصم ہرگز کوئی شخص اصلاح کے لئے نہیں پیش کرتا۔ اصلاح کے لئے اپنی اساتذہ کی خدمت مین پیش کیا جاتا ہی پھر جو کچھ ہمارا منصب تھا اُس کے موافق ہمنے حکم کی تعمیل کی اور جو کچھ نظر سرسری مین باتین قابلِ اصلاح آئین بصد ادب عرض کردی۔۔

قولہ یہ بھی عرض ہی کہ اگر کوئی کلمہ ناگوار طبع مبارک لکھا گیا ہو تو عنداللہ معاف فرماوین میری غرض آپکو یا کسی کو رنج پہنچانے کی ہرگز نہین ہی خداوند تعالیٰ علیم ہے مگر آپ جانتے ہین کہ مباحثہ مذہبی مین احقاق حق و ابطال باطل کے لئے ایسے الفاظ بولے اور لکھے جاتے ہین جو ناگوار طبع مخاطب ہون۔ والسلام خیر ختام۔ سراپا عیب محمد حسین فرزند حسین عفی عنہ۔ ۲۷ محرم الحرام۔ مطابق ۶ نومبر ۱۸۹۵ عیسوی

اقول یہ جو کچھ تحریر فرمایا محض عنایات و الطاف اور کرم و اخلاق سامی ہی ہرچند بندہ نے بھی التزام کیا تھا کہ کوئی کلمہ ثقیل جو ناگوار طبع سامی ہو حتی الوسع تحریر نکرونگا تاہم اگر زلت قلم سے کوئی کلمہ جو ناگوار طبع سامی لکھا گیا ہو تو مد معاف فرماوین کہ میرا قصد بھی ہرگز رنج رسانی کا نہین ہے خداوند تعالیٰ مجکو اور آپکو معاف فرماوے

اور توفیق خیر کی عطا کرے - واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علی سیدنا محمد والہ واصحابہ وازواجہ واحبابہ اجمعین

قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ کثیر الخطایا والعصیان

کثیر الذنوب والاثام **خلیل احمد**

وفقہ اللہ للتزود لغد عند اقامتہ

فی بہاولپور صانہ

اللہ عن الفتن

والشرور

رابع عشر شہر جمادی الاولی سنۃ الف وثلثمایۃ واربع من ہجرۃ سید الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم

انتباہ

اثناء تحریر رسالہ ہذا مین حضرت مجیب مخاطب کا رسالہ مسمی حسن المقال جو بجواب انجام مولفہ مکرمی پیرجی **عنایت احمد** صاحب سلمہ قدوسی گنگوہی کے تالیف ہوا ہے بعض احباب کے ذریعہ سے میرے پاس پہونچا اوسکی دیکھنے سے حضرت مجیب کا پایہ علم وفضل اور مرتبہ انصاف اور بہی بخوبی معلوم ہوگیا - چونکہ مسائل خلافیہ کی اکثر بحثین کلی جلی ہین اور ایک بڑے مسئلہ کی بحث کے ضمن مین بہت سی چہوٹے اور بڑے مسائل مین گفتگو آجاتی ہے اور یہہ رسالہ ہدایات الرشید بہت سی مسائل خلافیہ کے بحثون کو شامل ہے جو تفصیل اوسمین لکھے گئے ہین - لہذا حسن المقال کے اکثر اور بڑی بڑی بحثونکی جوابات تو اس رسالہ ہدایات الرشید مین آگئی ہین - لیکن حسن المقال کے وہ بعض بحثین جنکا کوئی قریب تعلق اس

رسالہ کے بحثون کے ساتھہ نہ تہا اونکا جواب اس رسالہ مین نہ تہا۔ ارادہ یہہ تہا
کہ خاتمہ رسالہ پر حسن المقال کے اون بحثونکا جنکا رسالہ ہدایات مین جواب نہین لکہا
گیا ہے بطور ضمیمہ جواب لکہونگا اسیواسطے اثناء ابحاث رسالہ ہذا مین اونکی تردید
کیطرف ایما اور اونکی ضمنی ذکر کا بہی اتفاق نہین ہوا۔ بعد ختم رسالہ ہدایات معلوم ہوا
کہ جامع بین المعقول والمنقول حاوی فروع واصول حافظ کلام اللہ جناب مولانا
مولوی مشتاق احمد صاحب دام اللہ فیوضہم ساکن قصبہ انبہٹہ ضلع
سہارنپور نزیل لدہیانہ جو میرے بڑے مہربان ومخلص ہین اوسکا جواب جو غالبًا کہ
تحصیل المنال باصلاح حسن المقال ہے تحریر فرمارہے ہین۔ لہذا اس خیال سے
کہ تحصیل المنال حسن المقال کے جواب مین کافی اور اوسکی تردید سے مغنی ہوگا۔ اور نیز
بجائے خود یہہ رسالہ ہدایات بہی کسیقدر طویل ہوگیا تہا بندہ نے اپنا ارادہ اوسکی
تردید کی بابت جو بطور ضمیمہ تحریر کرنے کا تہا ملتوی کردیا۔ ہان حضرت مجیب نے
حسن المقال کے خاتمہ پر جو عبرتین لکہکر اپنی کمال تقدس اور تدین پر شہادت
دی ہے اوسکی نسبت اسقدر گذارش ہے کہ دل چاہتا تہا کہ ہم بہی چند عبرت انگیز
واقعات جو اولین وآخرین ان حضرات کو پیش آئے مستقل طور پر ہدیہ ناظرین کرین
چنانچہ ابہی مولانا مولوی سید زین العابدین مظلوم کے قتل اور شہید ہونے کے
بعد جو واقعہ بعض اعیان ملتان کے یہان پیش آیا تقریبًا اوسیکا نمونہ ہے جیسا بعض
ائمہ رضوان اللہ علیہم کے اعدا کو پیش آچکا ہے۔ لیکن اہل دین ودیانت کے
نزدیک واقعات عبرت انگیز عبرت حاصل کرنے کے لیے ہوتے ہین نہ شماتت
کے لیے اسلیے ہمنے اسکو شعبہ نفسانیت سمجہکر محض خداوند تعالے کے خوف سے
ترک کردیا اور سپر قلم نہین اوٹہایا۔ سبحانك وبحمدك اشہد ان لا الہ الا
انت استغفرك واتوب الیك اللہم اغفرلی ما قدمت وما اخرت وما اسررت

وما اعلنت وما انت اعلم به منی انت المقدم وانت المؤخر لا الہ الا انت

تصدیق

از جناب قدسی مآب فیض انتساب قدوۃ الواصلین زبدۃ العارفین عارج معارج اسرار ولایت ناہج مناہج انوار ہدایت آموزگار تلقین و تعلیم مرشد صراط مستقیم پیشوائے اصحاب طریقت مقتدائے ارباب حقیقت گم رفتا منازل ملت ودین قافلہ سالار مراحل حق الیقین مجاز شناس حقیقت دان خلوت پسند جلوت بیان جرعہ نوش وحدت الوجود والتجرید شیخنا شیخ غلام فرید صاحب سلمہ اللہ اللطیف سجادہ نشین چاچڑان شریف دامت برکاتہ

یہ کتاب جو مولوی صاحب فاضل کامل مولوی خلیل احمد صاحب نے رد فرقہ ضالہ مضلہ شیعہ رافضیہ مین تصنیف فرمائی ہے نہایت مضامین عالیہ سے مملو ہے اور مطابق ملت قدسیہ اہل سنت وجماعت کے ہے مین بعد مطالعہ اس کتاب کے تصدیق کرتا ہون کہ جو جو مولوی صاحب نے لکھا ہے فی الاصل صحیح اور درست ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

العبد

خاکپائے فقرا غلام فرید چشتی حنفی عفی عنہ بقلم خود

تقریظ دلپذیر و تحریر بے نظیر بصنعتیکه از هر فقره اش سنه ۱۳۰۶ الهجری هویدا میشود چکیده قلم یاقوت رقم ناظم رنگین خیال ناثر عدیم المثال سیاح بحر نکته دانی سیاح اقلیم بیان و معانی اسوة الکاتبین مولوی عزیز الدین صاحب خوشنویس حضور سرکار ابد قرار والی ریاست بهاولپور خلد الله ملکه

۱۳۰۶

هو العزیز الغنی الماجد

حبذا که این کتاب کمال ✤ بافضل قادر بیهمال ✤ و بعنایت عام سید الانام و صاحب الحسام والقلم ✤ و بعزت چهار یار و آل امجاد اهل جود و کرم ✤ چه کتابیکه هر حرفش مودب ✤ و چه کلامیکه معانی او مفصل و مهذب ✤ پر از مدح و خوبی چهار یار ✤ در توصیف آل مبارک و اطهار ✤ از هر نقطه او مهر بر دل شیعیان ✤ یا هر الف او تیر در دل حاسدان ✤ بجهت امامیه تیر عقیده ✤ و خوارج از جبر رنجیده ✤ پی رافضیان ناوک حزین ✤ بلکه تفنگ درد از بهر هر بیدین ✤ منشور شهادت ✤ یا توقیع رحمانیت ✤ زیب ده مجلس عالمان ذوی العقول ✤ و تیرگی افزای دل کافه حاسدان نامعقول ✤ باطل ساز یکسر مذهب ناحق ✤ الحق مشاهده قدرت حق ✤ تیر ادب بجگر دشمنان بی ادب ✤ در سینه بدمنش حسام تعب ✤ دران رد اهل التشیع ✤ بدلایح خوب و بی شنیع ✤ جابجا عبارتش فصیح بوجه احسن ✤ در خصم مجیب زهی جواب دندان شکن ✤ داغ دل اهل نفاق ✤ گلزار معانی اهل مذاق ✤ کلید خیالات عقل ✤

مبسوط از ثقات نقل ✤ روایات او مسند از کتب امامیه ✤ چهار زیب ده انجمن مقلدان
مذهب حنفیه ✤ جهان آرا نسخهٔ رنگین ✤ نکتهٔ نادر دلنشین ✤ منشور سخن ✤ رفع
بدظن ✤ سبحان الله چه کلامیست بی بدل که از دید و شنید بعید ✤ و نام نامی آن
کلام هدایات الرشید ✤ از تالیف منیف عالم صحیفه ربانی ✤ امام ائمه و حافظ
کلام یزدانی ✤ رکن و حامی دین خدا و رسول ✤ راستگو عالم معقول و منقول ✤
وحید الدهر شریعت پناه ✤ مستند و طریقت آگاه ✤ قاری با ادب و حاجی
حرمین شریفین ✤ مقبول و معزز بخالق دارین ✤ سلاله فقهای مبارک خصال ✤
و سید المحدثین بی مثال ✤ جناب قدس مآب مولنا مولوی خلیل احمد صاحب ✤
عالم اهل دین دام بالفیوض والمواهب ✤ حسب ارشاد و امداد جناب معلی القاب ✤
قدسی نژاد والا نهاد ✤ قدوه دودمان نبی و زبده خاندان علی سید صاحب داد ✤
منهل خاندان سیادت ✤ ثمره دودمان نجابت ✤ منبع فیض ندیم سلطان ✤
افضل الناس سبب امن و امان ✤ اخلاص کیش و محسن من ✤ مراد جهان و صدر دین و
زمن ✤ زهی فرمان بر چار یار رسول ✤ وخهی آن مطیع آل رسول مقبول ✤ [illegible]
سید غلام مرتضی شاه صاحب بلا ریب و شک مظهر جود ✤ شکر او یکی از یک
بهیچ وجه نتوانم نمود ✤ زیاده جزاه الله فی الدارین خیرا ✤ و از قصور و ریب
المنون نگهدارد وی را ✤ بمطبع قدوسی طراز طبع گرفته ✤ بسعی محمد
عبد القدوس رونق یافته ✤ حلیه اتمام پوشیده پسند دل دانا گردید ✤ در
دیدهٔ احباب یقین سرمهٔ نورکشید ✤ التماس بجناب والا طبعان ستوده آئین ✤
بصد عجز و هزار نیاز از نیازمند عقیدت گزین ✤ و احقر العباد نبیله آنجمن
عزیز الدین عفی عنه میرود ✤ که باینچنین سیاق طرز کلام بی محاوره میشود ✤ اگر
بنگهی خطای و غلطی فهم نمایند ✤ از راه والا منشی و آگهی وی معاف فرمایند ✤

ولہ قطعہ تاریخ کہ از ہر چہار مصرعش چہار سنہ جدا جدا پیدا میشود

بفضل اللہ کاین نسخہ کام جان
عیسو ۸ ۹ ۱۸ ے
زہر چار مصرع سنش بین جدا
فص ۹۶ ۱۲ لے

۸ه تم بالخیر بی طعن ریب
ہ ۴۵ ۱۹ ے
بی طبع شد نسخہ بی نیل عیب
ھ ۶ ۰ ۱۳ ے

ولہ قطعہ تاریخ بصنعت زبر و بینات

حضرت مولوی خلیل احمد
ہر چہ گفت او بتہذیب اسلام
گشت از وی چاک سینۂ حاسد
سال تاریخ او چو می جستم
ای عزیزا ز بینات و زبر

کرد تصنیف این رسالہ نو
بر خلاف عدو ز کتب عدو
کہ نبودش ہیچ رشتہ رفو
آمد تہذیب این ندای نکو
بجواب کتاب شیعہ گو

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۶	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

قطعہ تاریخ ریختہ کلک گوہر سلک مولوی فیروز الدین صاحب خلف ابو مولانا مولوی غلام علی صاحب مغفور تلمیذ و خواہرزادہ مولوی عزیز الدین صاحب خوشنویس موصوف ساکن گوجرانوالہ ملازم سرکار فیض مدار ریاست بہاولپور دام اقبالہ

حضرت مولانا خلیل احمد م
حاوی معقول و محدث فقیہ
صاف کن باطن اہل حسد

فاضل و ہم حافظ و عالم ادیب
جامع منقول و مفسر لبیب
خوردہ دیدہ صاحب نصیب
داد با ما ہاتف غیب این ندا

حامی دین حامی بیت الحرم
از پی تردید تہذیب
ذکر چہ فیروز نسبی
سرمہ پی دیدن حبیب

ما ہمی شکر است خدا را حبیب
کردہ چہ تصنیف کتاب عجیب
از پی تاریخ بطرز غریب

ایضاً اردو

بسنا و زبان خلیل احمد	تصنیف جو کی کتاب در	سال و سکا سرور شن نے بتایا	کہہ خوب چھپی کتاب نادر ١٣ ٠ ٦

تقریظ للحبر النحریر المتبحر وحید العصر فرید الدہر عمدۃ السالکین اقوم المسالک المولوی عبد المالک خلف الرشید المولوی محمد عالم صاحب ساکن قریہ کھوری قریۃ من قریٰ گجرات فیجاب مدرس مدرسۃ العلوم بہا ولفور صانہا اللہ تعالیٰ عن الشرور والفتور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی لا ند یدلہ ولا ضدید فی انعم علینا بکتابہ المبین المجید الکتنز بالوعد والمنذر بالوعید وارسل خلیلہ الا وحبیبہ الحمد المحمود الحمید ذالحمید بالبراہین القاطعۃ والحجج الساطعۃ ہدی لکل شقی وسعید ولعبد ففی ہذا الزمان قد شاعت اقوال بعض اہل البطلان من اہل التشیع التشنیع علینا واجلبوا بخیلہم ورجلہم علینا وقد عوا الاصحاب قذعا وانتفوا عن التولد عاقوما کان لہم ولسانہم ہذا حتی ذاع طعنہم فی العباد وشاع طعنہم الی البلاد فام من امرہ حکم وطاعتہ غنم للامام الہمام والبحر الطمطام والفاضل القمقام جامع العلوم النقلیۃ وحاوی الفنون العقلیۃ مولنا المحدث الفقیہ الادیب وحضرتنا الحاج الاریب المولوی خلیل احمد المکنی بابی ابراہیم لا زالت شموس فیوضہ بازغۃ بفضل اللہ الرحمن الرحیم بتحریر یہدم واز الہ شکہم وارتیابہم حتی قام فی امتثال امرہ کالرئیس بالعزم الرئیس مع ان اوقاتہ الشریفۃ کانت مشتغلۃ بالتدریس فادحض حججہم واقوالہم ورد براہینہم ومقالہم لعمری ہذا کتاب ما صنف مثلہ احد وقد اصلح بہ ما فقدہ تذکرۃ لمن یخشی فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا وقد ہتف تفسیر الخطاب وقال بحضرتہ اصبت خیرا مورخا لاختتام الکتاب الذی یغنی بہا المغلولین عن الغلۃ واستشفی قلب الحساد المعتلین بہ من العلۃ ووجدت تاریخ الطباع ہدایات الرشید من کتاب

تاریخ	اللہ المبین الی لا زالت تحمینا تایید اتہ کتب ہدایت الرشید ١٣ ٠ ٦	منظوم

کتاب نزیہ بر دالروافض	کسب خلیل امی الفتن	کتاب مجید ہدیٰ سنا	مفید بشیر لاہل الفطن
لعلامۃ افسر نبیہ سمعی	خلیل التقی الامین	فصیح بلیغ اریب ادیب	شریف باخلاقہ ذوالمنن
ہو الحاشیۃ الاکمل ہوذی	کشمس الضحیٰ ماء الطبن	وقد رد اقوال خصم سعیا	بنوع عجیب وجہ حسن

بر سر کذب و حجت شیعہ + قلم سنی ست گرز گران + گوئیا ساختہ یمین خلیل + بہر نمرودیاں جداز بتان + صولت یک شجاع سنی کرد + قتل افواج رفض بے پایان +
سال اتمام بے سر اعداست + فوج ایران شیعہ شد ویران +
١٣ ٠ ٦

قد احتج فیه بنص صریح — فمن یرتغب عن نصوص کمن — یدع الرشاد ویبغی الضلال — ویسعی لجهل ویلقی الغبن

با ظهار حق مع الکتاب — کأذهار دفر با عطا الفتن — ویلطالب الحق نظر الیه — ودع الجهل تحزن والوهن

سیشفیک من کل داء الشکوک — کاکل العقاقیر شفاء البدن — وینهاک عن کل فحش ومنکر — ویهدیک حقا وبعضی المحن

الیضاً — بتاریخہ قال عبد الملک کنز الخلیل مجید واحسن — فارسی

جناب مولوی صاحب مکرم — ادیب و فاضل مقبول و زاہد — خلیل احمد کہ او رانیست ثانی — با خلاق و باوصاف و محامد

مرتب کرد در رد روافض — کتابی را بہ برہان و شواہد — حروفش جملہ در سلک سطورش — درخشان است چون لعل و فرائد

چو تحریرش بعالم گشت رائج — متاع خصم او گردید کاسد — مخالف ہرچہ بربالست الزام — نمودہ بر مخالف جملہ عاید

زہی تاریخ طبعش گفت مالک — ہدایات الرشید از بہر معاند

قطعہ تاریخ از طبع وقاد و ذہن نقاد عمادہ الکمل و افضل علماء الہبدل رشک دنیا جناب سید محمد زمان شاہ صاحب قصوری و خیر پوری متخلص بنیاز تلمیذ حضرت مسعود الاسلامی

جناب مولوی صاحب معظم — شفیق و مہربان سنیان ہے — غنیمت ہے وجود انکا جہان مین — وجود انکا جہان مین مثل جان ہے

وحید العصر ہین علم و شرف مین — فضیلت مین نظیر انکا کہان ہے — ہدایات الرشید ان کا رسالہ — بہت عمدہ دلائل کا بیان ہے

جواب اسمین عجب بنیاد شکن ہین — کہ شیعہ طعن سبی کو تہ زبان ہے — ہر اک دوستان ہر مثل گل کی — بمثل خار بہر دشمنان ہے

جزاہ اللہ فی الدارین خیرا — کہ ممنون آپکا سارا جہان ہے — نیازی نے لکھا ہیبت کی رو سے — کلام دلپذیر عاقلان ہے

تقریظ منظوم کتاب مستطاب منجانب معصیت ملبوس حافظ محمد عبد القدوس قدسی غفر اللہ لہ و لوالدیہ و احسن الیہما والیہ۔ مالک مطبع قدوسی۔ و اخبار صحیفہ قدسی دہلی

زبان خامہ وقف حمد حق ہے — مگر ہیبت سے اسکا سینہ شق ہے — مداد تیز مین گو ہے روانی — ہوئی جاتی ہے تو بھی پانی پانی

ابھی کی اسکے ڈر سے چشم تر ہے — چمن مین کانپتی شاخ شجر ہے — بہی جاتے ہین دریا ہوکے پانی — سمندر معمول بیٹھا ہی روانی

یہان ہے قربت ہوکہ دوری — برابر ہے اسی فصل حضوری — اسی کے ڈر سے کاہیدہ ہوا کاہ — ہوا چلتی ہے تو نکلے اللہ اللہ

وہ بیجوں دھوپ ہے چھپالی ہے زمین — بگولے کرتے ہین کوچہ گردی — تڑپ کر ہجر مین کہتا ہے دانہ — الہی مجکو دوزخ سے بچانا

سمٹ کر ہے بنا رخسار کا خال — رخ گلگون مین آخر آگیا بال — نفس بھی دمبدم زیر و زبر ہے — کمر باندھے ہوئے ہو ہر دم کمر ہے

اسیکے حکم مین چلتی ہین تارے — حباب اسکی سمجھتے ہین اشارے — زمین و آسمان سب اسکے منقاد — ملک جن و بشر حور و پری زاد

طبیعت ہے جو مضمون کہاں ہی — مجھے یاد آگئے دو شعر جامی — زبام آسمان تا مرکز خاک — اگر صد رہ بیاید وہم ادراک

فرود آیند یا بالا شتابند — زحکمش ذرہ بیرون نیابند — سحاب رزق اسکا سب پہ برسا — نہ ترسا کبھی دشمن کو ترسا

کہ تم جلد اسکے ادراک مین ہے — سکت اللہ ہی کی ذات مین ہے — خدا کی کبریائی کی نہین تھا — وہی ہوگا وہی ہے اور وہی تھا

دوا قدسی نے کی کچھ حمد باری — تو اب نعت نبی کی آئی باری — ہوا ہے نعت کا کیسا آہنگ — کہ ہے طرز بیان کا اور ہی رنگ

طبیعت خود بخود ہے کسکی جویان — سمند فکر کیون ہوتا ہے پویان — مگر ذکر شہ ختم رسل ہے — شروع نعت ہادی سبل ہے

خدا ابن عبد اللہ کیسا ہین — رسول اللہ ختم الانبیاء ہین — وہ ہین اقلیم معنی کے شہنشاہ — صراط مستقیم ان کی گزرگاہ

وہ سبحان الذی اسری کا سر ہین
ہی احمد وہی محمود ہی ہین
انہین سے ہوئی کون و مکان کی
ہے انکے بعد یہ مقصود خامہ
وہ پہلے جانشین مصطفی ہین
جو ثانی ہین وہ ثانی عمر ہین
بنائین مسجدین ڈہا کے گرجا
ہین عثمان معدن شرم و حیا وہ
کہلا انسے شباب فتنہ ہرگز
علی مرتضی ہین بعد انکے
ہوئین نوری حسنین جن سے پیدا
وہ قائل کہا ہین کامل ہین جلیل ہین
انہین جانشین یہ وہ معقول منقول
خلیل احمد ہے انکا نام نامی
ہے ایسا نہ سبق کہ انہین جو
وہ کرتے ہین حریفون کو دو پارہ
دلائل انکے براہین سے ہے لبریز
جو مقبولون رکھتے ہین تبرا
بجا ہے محرم ہین نہ سند
ہے جنکا روز و شب حرف ملامت
بتعداد ائمہ ہین وہ بارہ
ہے نقش شرک جنکے دل پہ کندہ
لکھی ہین یہ جوابات حقیقی
غرض جو کچھ لکھا اچھا لکھا ہے
ہوا قدسی کو فکر سال تاریخ
ذرا انکھین ملا کر بات کیجے

وہ شافع ہین شفاعت پہ بیعت
وہی حامد وہی مسعود ہی ہین
انہین کی عزت ہر دو جہان ہے
کہ ہو وے منقبت ہی جسکی نامہ
وہ کان صدق ہین کان صفا ہین
رسول حق کے بازو ہین کمر ہین
کلیسا سی کیا قبلہ کو پیدا
وہ شوہر بنت پیغمبر ہین واللہ
نہین لائی وہ تاب فتنہ ہرگز
نہین پروا دنیا کی ہے جنکے
رسول اللہ کے یارون سے یاد و
وحید دہر شان لم یزل ہین
کہ دشمن انکے پیچھے ہین معقول
زمین تا زمین ہین یا رب الٰہی
کیا دم مین چراغ خصم خاموش
سر اعدا کہ انکی تیغ مین اجارہ
یہ کوشاہد ہے پے رفتن فتنہ انگیز
ہے سب دشنام جنکا روز مرا
کیا جسنے عقیدہ اپنا پیدا
ہے گالی جنکے مذہب کی نشست
جدا قرآن سے ہے جنکا پارہ
کرے ہے طفل جن پر دل پہ خندہ
نگین ایسے جن انکو ہی حقیقی
کہ ہر حرف درہ بے بہا ہے
لکھی ہے نسخہ پر سال انکا
خلیل احمد نے دی ہے بات تیجے

ہی ہین مصدر امر و نوا ہی
وہی تکوین عالم کا سبب ہین
فلک پیدا ہوئے دریا مین ماہی
کہا ہے اہل حق نے اسکو تحقیق
وہ یار غار ختم المرسلین ہین
ہین آنحضرت کے وہ اول خلیفہ
لگائی کافرون کو ضرب کاری
[illegible]
وہ تہی ہین انکو ایسی سعادت
خلافت مین اگر ہین وہ جو تہے
ہوا جب انکی اک شیعہ مقابل
حدیث و فقہ و تفسیر انکی دین ہین
دعا فرما ہین وہ حامی دین ملی ہین
بڑی ہی خاکسار و متقی ہین
وہ ہون کافر پہ نیزہ کاظم ہو
ہے انجام العنید ایسا رسالا
یہ اسکی نام آب بیجا ہے مکتوب
جو ہی مردود شیعہ کی عورت پرستی
وہ صاحب جنہین رائج ہے تقیہ
بیان کرتے ہین جو الٹی لطیفے
ہوا گویا کلام اللہ بیکار
دکہائی سر کو آئی نہ انکو دلی
ہے ازالی جہالون کا عجب تک
یہ نسخہ ہو وی سب شیعون کا ہی
مخالف آ گیا مجکو نظر اب
ہر ایک سال بہی ہی نمایان

وہی بیشک ہین محبوب آلہ
وہی تخلیق آدم کا سبب ہیر
درود ان پر سلام ان پر آلہی
کہ ہین بعد نبی بوبکر صدیق
وہی مصداق آیات مبین ہین یا
رہی دو در نشین یہ دنیا کی جیتے
کیا اسلام کو عالم مین جاری
کہ دین جنکو بخشی دو اپنی دختر
علی کی نکاح مین انکو شہادت
اسی شمع کی ہی نکہ یہ وہ لوجنے
تو ہم مین کچھ نہ تہا ایک قابل
علوم و فضل انکی آب گل ہین
وہ گلزار فضائل کی کلی ہین
خلیل حق مین شائق تقی ہین
تو ہم مین کر دین طغیان سلم ہے
کہ جسنی اشقیا کو مار ڈالا
کہی جس قوم کو دشنام ہر دم
ہے جنکی گہر مین جنس شرک سستی
ہے متعہ جنکے فعلون کا بقیہ
کہ اتری تہے اامون پر صحیفے
اتر کیون صحیفے ورنہ ہر جا
کہ چہوڑ ین کچہ تو عادات جاہلی
عدو ہو جائیگے پڑہکر انہین دنگ
ہوا سکی دین دنیا مین منادی
تو مین کہتا ہون اسکے بجای اب
کہ تہا انکا یہی کہنا مجکو شایان

ایضاً	عدو ہین آج کل کافور مخذول	پڑی ہی تیغ اہل فضل پر سیف مسلول	قطعہ تاریخ ۱۳
ہوا انجام العنید اللہ سیر ۳	قیامت مین شفاعت کا ذریعہ	لکھی قدسی نے یا د تحسین تاریخ	شکستین آکے اب ہوا گا ہے شیعہ

ایضاً قطعہ تاریخ غیر منقوط ۱۳۰۶

ستدرا وما عدو اللہ گمراہ آمد	گرد انا عالم کامل امام آسا ہمہ	کلک مرسل حال آمد و داد و داد	گرد او - علامہ سطر و در مسرود و

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر منظور حسین کاتب کتاب ہذا برادر زادہ مولوی عزیز الدین صاحب خوشنویس سرکار بہاولپور

چہ فرمود تصنیف مولائی من کتابی بس عجائب جہی ز فیض دگر نسخہ ایسی دیدہ ام ز صد بہتر است بن یکی ز فیض پی سال طبعش بگوشم رسید ندای ز ہاتف زہی نور فیض ۱۳۰۶